بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

روح القرآن

مع

تفسیر جلالین

اردو ترجمہ جلالین

فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ

مفتی اول دار العلوم دیوبند

حاشیہ و اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ

جلد ششم پارہ ۲۶ تا ۲۹

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

تفسیر

روح القرآن

مع

تفسیر جلالین

اردو ترجمہ جلالین

فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ

مفتی اول دار العلوم دیوبند

حاشیہ و اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ پنجاب

جلد ششم (پارہ ۲۶ تا ۲۹)

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

© to Faisal Publications Deoband.UP,India

Tafseer Roohul Quraa'n
ma'
Tafseer Jalalain

روح القرآن
مع
تفسیر جلالین

Edition :2012

Volume : 6
Para : 26 - 29

Pages : 928

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ، پنجاب

Published By
FAISAL PUBLICATIONS
Jama Masjid Deoband.247554 UP
Phone :01336-224110,8439971786,Fax.223339
e-mail:faisalpublications@gmail.com

فہرست تفسیر روح القرآن جلد ۶

عنوان	صفحہ
پارہ ۲۶ سورۂ احقاف	۲۵
حٰم	۳۰
قرآن اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔	"
کائنات کے پیدا کرنے کا مقصد۔	"
شرک ایک غیر معقول عقیدہ ہے۔	"
شرک سے بڑھ کر گمراہی اور کیا ہوگی۔	۳۲
معبود اپنے عبادت گزاروں سے بیزار ہوں گے	"
یہ حق کا جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔	"
قرآن کو جادو کہنا اس کو غیر معمولی کلام ماننا ہے	۳۳
پہلی بار میں ہی تو رسول بن کر نہیں آیا۔ اور میرا کام خبردار کرنا ہے۔	۳۵
قرآن اور حضرت محمد ﷺ اسی طرح سچے ہیں جیسے تورات اور حضرت موسیٰ ؑ	۳۶
قوم کے بڑے لوگوں کا اس دعوت کو نہ ماننا ثابت کرتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے اور یہ بہت پرانا جھوٹ ہے۔	۳۸
اسلام پرانا سچ ہے۔	"
ایمان پر استقامت رکھنے والوں کو کوئی غم اور خوف نہ ہوگا۔	۳۹
ایسے لوگوں کا بدلہ جنت ہے۔	"
والدین کے حقوق۔	۴۲
فرماں برداری کا بہترین صلہ۔	۴۴

عنوان	صفحہ
فرماں بردار اولاد کے مقابلہ میں نافرمان اولاد	۴۶
آخرت کے منکر یہ وہی بدبخت ہیں جن کے لیے جہنم کا فیصلہ ہے۔	۴۸
ہر ایک کے عمل کے لحاظ سے جنت دوزخ کے درجات متعین ہوں گے۔	"
بغاوت کی سزا۔	۵۰
قوم عاد۔	۵۲
قوم عاد کا حضرت ہود ؑ کی بات ماننے سے انکار۔	"
عذاب کا فیصلہ اللہ کرے گا۔	۵۶
عذاب آپہنچا۔	"
ہوا کے طوفان نے پوری آبادی کو کھنڈر بنا دیا۔	"
اللہ کی نعمتوں کا بیجا استعمال۔	"
قوم عاد کے سوا دوسری قومیں بھی اسی طرح ہلاک ہوچکی ہیں۔	۵۸
جھوٹے معبود عذاب کے وقت کیوں کام نہ آئے۔	"
جنات کا قرآن سننا اور ایمان لانا۔	۶۰
جنات کی اپنی قوم کو دعوت۔	۶۱
جنات کی جنات کو تبلیغ۔	"
داعی کی بات نہ ماننے والا خسارے میں رہتا ہے۔	۶۲
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔	۶۳

عنوان	صفحہ
منکرینِ آخرت کی سزا	۶۶
اے پیغمبر آپ ان منکرین کی بے رخی پر کبیدہ نہ ہوں	"
سورۂ محمد	۶۷
حق کے خلاف کوششوں کا نتیجہ۔	۷۰
ایمان اور عمل صالح کے خوشگوار نتائج۔	"
حق پرستوں اور باطل پرستوں میں واضح فرق۔	۷۱
جہاد میں جنگ کے لیے ہدایات۔	۷۴
شہدا کامیاب رہیں گے۔	۷۶
شہید جنت میں داخل ہوں گے۔	"
اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کی اللہ مدد کرے گا اور ان کو ثابت قدمی عطا کرے گا۔	"
حق کا انکار کرنے والوں کی بدحالی۔	"
منکرین حق نے اللہ کے دکھائے ہوئے راستے کو پسند نہیں کیا	۷۸
گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل کریں۔	"
اہل ایمان کا مددگار اللہ ہے۔	"
مومن اور غیر مومن کا فرق۔	۸۰
مکے والوں سے زیادہ زور آور بستیاں بھی گزری ہیں۔	۸۱
ہدایت پائے ہوئے اور گمراہ برابر نہیں ہیں۔	"

عنوان	صفحہ
جنت کے مشروبات، وہاں کے ماکولات اور مغفرتِ رب	۸۴
منافقین کی بے توجہی۔	۸۶
نیک لوگوں کی پرہیزگاری میں ترقی۔	″
حق واضح ہوچکا کیا اب قیامت کا انتظار ہے۔	۸۹
بندہ ہمیشہ یہ سمجھتا رہے کہ میں نے اپنے مالک کی بندگی کا حق ادا نہیں کیا۔	″
جہاد کے حکم پر اہل نفاق کی دہشت۔	۹۱
زبان سے فرماں برداری کا اظہار مگر عمل کے نام پر صفر	۹۲
بے کردار لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار۔	″
ظالم حکومت پر اللہ کی لعنت۔	″
قرآن میں غور کریں تو جہاد کے فائدے نظر آئیں	۹۶
منافق شیطانی دھوکے میں مبتلا ہیں	″
منافقوں کی دشمنان اسلام سے ساز باز۔	″
موت کے وقت اور مرنے کے بعد اللہ کی گرفت	″
منافقین کا ایمان غیر معتبر اور ان کی نیکیاں اکارت	۹۸
منافقین کا دل کا کھوٹ ظاہر ہوکر رہے گا۔	″
منافق اپنے اندازِ گفتگو سے پہچان لئے جائیں گے۔	″
جہاد فی سبیل اللہ ایمان کی آزمائش ہے۔	۱۰۰

عنوان	صفحہ
دین کے مخالف ناکام و نامراد ہوں گے۔	۱۰۰
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کسی عمل کو نتیجہ خیز بناتی ہے۔	۱۰۲
حق سے انکار اور راہِ حق سے روکنا ناقابل معافی جرم۔	″
مخالفین حق کے سامنے اپنی کمزوری مت دکھاؤ۔	″
دنیا کی زندگی کی حقیقت۔	۱۰۳
مال خرچ کرنے میں انسان کی تنگ دلی۔	۱۰۵
اللہ کے راستے میں خرچ کرانا خود انسان کی بھلائی کے لئے ہے۔	″
سورۃ الفتح	۱۰۷
صلح حدیبیہ کھلی کامیابی	۱۱۵
صلح حدیبیہ فتح مبین کے صلے میں چار خصوصی انعامات	۱۱۶
بے مثال نصرت۔	۱۱۹
صحابہ کرام کی کیفیت ایمانی، ان کا اطمینانِ کامل اور حق و باطل کی کشمکش میں اللہ کی نعمت	″
اصحاب حدیبیہ اور مومن خواتین کے لئے جنت کی بشارت	۱۲۲
صلح حدیبیہ کے اہل باطل کے حق میں بُرے نتائج۔	″
اللہ تعالیٰ سزا دینے پر قادر ہیں مگر اس کے ساتھ حکمت والے ہیں۔	۱۲۴
نبی قول و عمل سے حق کا اظہار کرنے والے تھے۔	″

عنوان	صفحہ
اللہ کے دین کی مدد کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو	۱۲۴
بیعت رضوان۔	۱۲۶
منافقین کے چلے بہانے۔	۱۳۰
اہل ایمان زندہ پلٹ کر نہ آئیں گے	″
ایسے غیر مخلص لوگوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔	۱۳۲
مغفرت کرنا اللہ کا کام ہے۔	۱۳۳
خیبر کے جہاد میں شریک ہونے کی ممانعت۔	″
آنے والے پُرزور معرکوں میں شوق جہاد دکھانا۔	۱۳۵
اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے	۱۳۷
حدیبیہ کے شرکا کے لئے سندِ خوشنودی۔	۱۳۸
فتح خیبر کے نتیجے میں بہت سا مالِ غنیمت۔	۱۴۰
اہل ایمان پر اللہ کی عنایتیں۔	″
صلح حدیبیہ کا نتیجہ فتح مکہ۔	۱۴۲
حدیبیہ میں جنگ نہ ہونے کی وجہ اللہ کی مصلحت تھی۔	″
آخرکار غلبۂ حق اللہ کی سنت ہے۔	″
اللہ نے مصلحتاً دونوں کو بھڑکانے سے روکا۔	۱۴۴
حدیبیہ میں جنگ روکنے کی حکمت اور مصلحت۔	۱۴۶
مخالفین کی نادانی اور ہٹ اور مسلمانوں کی اطاعت اور ادب	۱۴۸

عنوان	صفحہ
نبی کے خواب کی تعبیر۔	۱۵۰
نبی کی بعثت کا مقصد۔	۱۵۱
آنحضرت کے تمام صحابہ کی صفات۔	۱۵۴
سورۂ حُجرات	۱۵۷
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو بے چون و چرا دل سے تسلیم کرو	۱۶۱
رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور آپ کا مقام	〃
رسول ﷺ کا احترام دل کے تقویٰ کی علامت ہے۔	۱۶۲
باہر کھڑے ہوکر آوازیں لگانا تہذیب کے خلاف ہے۔	۱۶۳
ملاقات کے آداب۔	۱۶۶
ہر سُنی سنائی بات پر اعتبار مت کرو۔	〃
اپنی خواہش کو حق کا تابع بناؤ۔	۱۶۸
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اس کا فضل اور نعمت ہے۔	۱۷۰
مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔	〃
اسلامی اخوت ایک عالم گیر برادری۔	۱۷۳
معاشرے میں باہمی تعلقات میں بگاڑ پیدا کرنے والے اسباب	〃
معاشرے کے استحکام کے لئے مزید ہدایات۔	۱۷۶
انسانی مساوات اور وحدتِ آدم۔	۱۷۹
اسلام اور ایمان۔	۱۸۱
سچے مومن کی پہچان۔	۱۸۴
اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتے ہیں۔	〃

عنوان	صفحہ
سچے مومن ہو تو اس کی ہدایت پر شکر ادا کرو۔	۱۸۴
اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔	〃
سورۂ ق	۱۸۵
قسم ہے قرآن بزرگ کی۔	۱۸۸
حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے کا انکار اور اس پر تعجب کا اظہار بے جا ہے۔	〃
حیرت ہے مرنے کے بعد انسان کیسے زندہ ہوگا۔	〃
بکھرے ہوئے بدن کا ہر حصہ ہمارے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔	۱۹۰
الجھن کی وجہ بلا سوچے سمجھے سچائی کو جھٹلا دینا۔	〃
فلکی نظام کی حیرت انگیز وسعت پر غور۔	〃
زمین پر اللہ کی نعمتیں۔	۱۹۲
یہ چیزیں حق کی طرف رجوع کرنے والے انسان کی آنکھیں کھولنے کے لیۓ کافی ہیں۔	〃
پانی کے نظام پر غور کرو۔	〃
بارش کے پانی سے پیدا ہونے والی کھجور کے درخت اور اس پر لدے ہوئے خوشے۔	〃
مردہ زمین کی طرح انسان بھی زندہ ہوں گے۔	۱۹۴
رسالت اور آخرت کو پہلی قومیں بھی جھٹلا چکی ہیں۔	〃

عنوان	صفحہ
رسول کو جھٹلانے والی دیگر اقوام۔	۱۹۴
دوسری قوموں کا بھی یہی انجام ہوا۔	۱۹۷
پہلی مرتبہ پیدا کیا تو دوبارہ کیوں نہیں۔	〃
اللہ کا علم اور اس کی قدرت انسان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔	〃
اللہ کے علم کے علاوہ دائیں بائیں دو فرشتے مقرر ہیں۔	〃
ہر بات آن ریکارڈ۔	۱۹۹
جان کنی کی تکلیف سچائی لے کر آگئی۔	〃
قیامت کا صور پھونک دیا گیا۔	〃
حشر کے میدان میں ہر ایک کے ساتھ دو فرشتے۔	〃
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ۔	۲۰۱
پیشی میں حاضر ہے۔	〃
پھینک دو حق کے بیری کو جہنم میں۔	〃
بھلائی سے روکنے والا، حد سے آگے بڑھنے والا۔	〃
اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنائے ہوئے تھا۔	۲۰۳
ساتھی شیطان کے ساتھ حجت بازی۔	〃
بہکانے والا اور بہکنے والا دونوں مجرم ہیں۔	〃
ہمارے فیصلے اور قانون اٹل ہیں۔	〃
دوزخ کا غیظ و غضب۔	۲۰۴
جنت پرہیزگاروں کے بالکل نزدیک ہوگی۔	〃

عنوان	صفحہ
یہی تو ہے جس کا اللہ کی رضا کے طلبگار سے وعدہ کیا جاتا تھا۔	۲۰۵
بے دیکھے اللہ سے ڈرنے والا دل گرویدہ لے کر آنے والا۔	〃
سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔	۲۰۷
جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی۔	〃
اللہ کے مقابلہ میں کوئی پناہ گاہ نہیں۔	〃
سوچنے سمجھنے کے لئے نصیحت کا پہلو۔	〃
زمین و آسمان کی تخلیق۔	۲۰۸
اے نبیؐ آپ صبر و شکر سے کام لیں۔	۲۱۰
مغرب عشاء اور تہجد کی نماز۔	〃
منادی کرنے والے کی منادی۔	〃
مردوں کے زندہ ہو کر اٹھنے کا دن۔	۲۱۳
موت و حیات کے مالک اللہ ہیں۔	〃
اگلے پچھلے انسانوں کو بیک وقت جمع کر لینا اللہ کے لئے بالکل آسان ہے۔	〃
نہ ماننے والوں سے زبردستی منوانا پیغمبر کا کام نہیں ہے۔	〃
سورۃ الذّٰریٰت	۲۱۵
زور سے چلنے والی ہواؤں کی قسم۔	۲۱۸
بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی قسم۔	〃
نرمی سے چلنے والی ہواؤں کی قسم۔	〃
پانی تقسیم کرنے والی ہواؤں کی قسم۔	〃
آخرت کا وعدہ سچا ہے۔	〃
بدلہ مل کر رہے گا۔	۲۱۹
جال دار آسمان کی قسم۔	۲۲۰
آخرت کے بارے میں تمہارا اختلاف۔	〃
حق سے پھرا ہوا انسان۔	〃
اٹکل پچو باتیں کرنے والے۔	۲۲۲
جاہل اور غافل انسان۔	〃
ہاں جی! کب آئے گا وہ بدلہ کا دن	〃
اس روز آئے گا جب تمہاری شامت آئے گی۔	〃
وہ دن جس کی جلدی مچاتے تھے آگیا۔	〃
نیک لوگ جنت کے باغوں میں ہوں گے۔	۲۲۴
خوشی خوشی اللہ کی نعمتوں سے جھولی بھر رہے ہوں گے۔	۲۲۵
یہ نیکوکار اپنی راتیں عبادت میں گزارتے تھے۔	〃
یہ نیکوکار رات کے آخری حصے میں استغفار کرتے تھے۔	〃
جانی عبادات کے ساتھ مالی عبادت بھی کرتے تھے۔	〃
دیدۂ بینا کے لئے زمین میں آخرت کی نشانیاں۔	〃
خود انسان کے اندر اللہ کی نشانی موجود ہے۔	۲۲۶
ہر فیصلہ عالم بالا سے ہوتا ہے۔	〃
زمین و آسمان کے مالک کی قسم آخرت برحق ہے۔	۲۲۷
حضرت ابراہیمؑ کے مہمان۔	۲۲۸
ابراہیمؑ کے پاس ناآشنا مہمانوں کی آمد۔	〃
مہمانی کا انتظام۔	۲۳۰
مہمانوں کی خاطر تواضع۔	〃
حضرت ابراہیمؑ کو خوف کا احساس۔	〃
حضرت ابراہیمؑ کی اہلیہ سارہ کا اظہار حیرت۔	〃
فرشتوں کا کہنا کہ اللہ کا حکم یہی ہے۔	۲۳۱
قال فما خطبکم۔ پارہ ۲۷	۲۳۲
حضرت ابراہیمؑ کا فرشتوں سے سوال آپ کی مہم کیا ہے؟	〃
ہم قوم لوط کو سزا دینے کے لئے آئے ہیں۔ فرشتوں کا جواب	〃
مجرم قوم پر نشان زدہ پتھر برسانے کے لئے۔	〃
حد سے گزرنے والوں کی سزا یہی ہے۔	۲۳۵
اہل ایمان کو عذاب سے بچا لیا گیا۔	〃
پوری بستی میں ایک ہی گھر مسلمان تھا۔	〃
عبرت کے لئے ایک نشانی۔	〃
قصہ موسیٰ میں تمہارے لئے نشانی ہے جب موسیٰ کو واضح دلیل کے ساتھ فرعون کے پاس بھیجا گیا۔	۲۳۶
فرعون اکڑ گیا۔	〃
اس ملامت زدہ کو مع لشکر سمندر میں ڈبو دیا گیا۔	۲۳۷
قوم عاد کا واقعہ۔	〃
ہوا کی تباہی۔	۲۴۰
قوم ثمود کا واقعہ۔	〃
تنبیہ کے باوجود سرتابی۔	〃
نہ اٹھنے کی سکت نہ بدلے کی مہلت	〃

عنوان	صفحہ
قومِ نوح کی ہلاکت۔	۲۴۰
آسمان کو ہم نے اپنی قدرت سے بنایا۔	۲۴۲
ذرا دیکھو زمین کو ہم نے کس طرح بچھونے کی طرح بچھایا ہے۔	”
ہر چیز کا جوڑا ہے، دنیا کا جوڑا آخرت ہے۔	”
اللہ کی اطاعت اختیار کرو۔	۲۴۴
اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔	”
اللہ کے ہر رسول کے ساتھ ایک ہی رویہ رہا۔	”
یہ سب سرکش لوگ۔	”
حق واضح کرنے کے بعد پیغمبر کی ذمہ داری نہیں ہے۔	۲۴۶
پیغمبر نصیحت کا کام جاری رکھیں۔	”
جن و انس کی تخلیق کا مقصد۔	”
بندوں کی بندگی سے اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔	”
اللہ تعالیٰ رزق دینے والا ہے، لینے والا نہیں۔	۲۴۸
اپنی فطرت پر ظلم مت کرو۔	”
قیامت آکر رہے گی۔	”
سُوْرَۃُ اَلطُّوْر	۲۴۹
قسم ہے کوہِ طور کی۔	۲۵۰
مقدس کتابوں کے مجموعہ کی قسم۔	”
باریک جھلی پر لکھی ہوئی۔	”
بیت معمور کی قسم۔	۲۵۱
قسم ہے اونچے آسمان کی۔	۲۵۲
زمین پر موجزن سمندر کی قسم۔	”
قیامت آکر رہے گی۔	۲۵۲
قیامت کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔	”
آسمان لرز اٹھے گا۔	۲۵۳
آسمان روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔	”
آخرت کے جھٹلانے والوں کے لئے بربادی ہے۔	”
آخرت کی باتوں کو کھیل سمجھنے والے۔	”
دھکے مار مار کر جہنم میں لے جایا جائے گا۔	۲۵۵
یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔	”
بولو کیا یہ جادو ہے۔؟	”
بھگتو یہ تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہے۔	”
متقی لوگوں کے لئے جنت کی نعمتیں۔	۲۵۷
جنت کی نعمتوں سے لطف اندوزی اور عذاب دوزخ سے محفوظ۔	”
مزے سے کھاؤ پیو۔	”
جنت والوں کی نشست اور ان کے لئے حوریں۔	”
صاحب ایمان اولاد کو بھی باپ دادا کے ساتھ بلند مرتبے عطا کئے جائیں گے۔	۲۵۹
جنت والوں کے لئے مرغوب گوشت اور میوے۔	”
اہل جنت کی خوش طبعی۔	۲۶۱
اہل جنت کے خادم۔	”
اہل جنت کی آپس میں باتیں۔	”
دنیا میں ہمیں دھڑکا لگا رہتا تھا۔	”
اللہ کا ہم پر احسان۔	۲۶۲
اللہ بڑا مہربان اور پکار سننے والا ہے۔	”
کاہن اور مجنون ہونے کے جھوٹے الزامات۔	”
شاعر ہونے کا غلط الزام۔	”
انتظار کرو میں بھی انتظار کر رہا ہوں۔	۲۶۴
یہ عقل کے دشمن ہیں یا ہٹ دھرم۔	”
کیا قرآن پیغمبر کا گھڑا ہوا ہے۔؟	۲۶۶
سچے ہو تو اس جیسا کلام بنا لاؤ۔	”
کیا تم بغیر خالق کے پیدا ہوئے ہو یا خود اپنے خالق ہو۔	”
زمین و آسمان کس نے پیدا کئے۔؟	”
کیا خدائی کا مالک یہ اپنے آپ کو سمجھ بیٹھے ہیں۔؟	۲۶۸
تمہارے پاس حقیقت کو جاننے کا ذریعہ کیا ہے؟	۲۶۹
اپنے لئے بیٹے، اللہ کے لئے بیٹیاں۔	”
رسول تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے۔	”
کیا تم نے پردۂ غیب کے پیچھے جھانک کر دیکھا ہے۔؟	”
سارے داؤ چل کر دیکھ لو یہ سب الٹے ہی پڑیں گے۔	۲۷۱
شرک بے اصل ہے۔	”
ان کے نہ ماننے کی وجہ ان کی ہٹ دھرمی ہے۔	”
اِن کو اِن کے حال پر چھوڑ دو۔	۲۷۲
جب کہیں سے ان کو مدد نہ مل سکے۔	”
آخرت کے عذاب سے پہلے بھی ایک عذاب ہے۔	”
صبر و استقامت کا حکم اور مخالفین سے آپ کی حفاظت۔	۲۷۴
رات کی نماز اور تہجد کا حکم۔	”
سُوْرَۃُ اَلنَّجْم	۲۷۵

عنوان	صفحہ
تارے ڈوبنے کے بعد صبح روشن کی قسم۔	۲۷۷
تمہارے ساتھی صحیح راستے پر ہیں۔	۲۷۸
وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے۔	〃
آپ کی ہر بات اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔	۲۸۰
پیغمبر کو یہ علم فوق البشر ذریعے سے حاصل ہوا ہے۔	〃
وہ فرشتہ نہایت حکمت والا ہے اور آپ نے اس کو دیکھا ہے۔	〃
وہ فرشتہ اس وقت بالائی افق پر تھا۔	〃
پھر وہ فرشتہ قریب آیا۔	〃
فرشتہ بہت قریب آگیا۔	۲۸۲
پھر اُس فرشتہ نے جو وحی کرنی تھی کی۔	〃
آں حضرت ﷺ نے کھلی آنکھوں سے اس فرشتہ کو دیکھا ہے۔	〃
اب کیا تم آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیز پر جھگڑتے ہو۔	〃
آں حضرت ﷺ کی حضرت جبرئیل سے دوسری ملاقات	۲۸۴
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حضرت جبرئیل سے ملاقات۔	〃
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔	〃
سدرۃ المنتہیٰ پر انوار و تجلیات۔	〃
تجلیات کے ہجوم میں حضور ﷺ کا عالم۔	〃
آں حضرت ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔	〃
اسلام کی پاکیزہ تعلیم کے مقابلے میں غیر معقول عقیدے۔	۲۸۵
تیسری دیوی منات پر غور کیا۔	〃
تمہارے لئے بیٹے اللہ کے لئے بیٹیاں۔	۲۸۷
کیسی بھونڈی تقسیم ہے۔	۲۸۷
گمراہی کے اسباب۔	〃
کیا انسان کو حق ہے کہ جس کو چاہے اپنا معبود بنالے۔؟	〃
دنیا اور آخرت کا مالک اللہ ہے۔	۲۹۰
مقرب فرشتے بھی اللہ کی اجازت سے ہی سفارش کریں گے۔	〃
گمراہی کی جڑ آخرت کو نہ ماننا۔	〃
گمان حق کی جگہ نہیں لے سکتا۔	〃
بدطینت انسانوں سے قبول حق کی توقع مت رکھو۔	۲۹۲
دنیا پرستوں کی ذہنی رسائی دنیا کے معاملات تک ہے۔	〃
نیک و بد کا بدلہ اللہ کے قبضہ میں ہے۔	〃
بڑے گناہوں اور شرمناک کاموں سے بچنے والوں کے ساتھ اللہ کا معاملہ نرمی کا ہے۔	۲۹۴
راہ خدا سے پھرنے والا۔	〃
تھوڑا سا مال دے کر رُک گیا۔	۲۹۵
کیا اس کے پاس غیب کا علم تھا۔ اور حقیقت کو دیکھ رہا تھا؟	〃
حضرت موسیٰ ؑ کی تعلیم۔	۲۹۷
حضرت ابراہیم ؑ کی تعلیم۔	〃
ہر شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے۔	۲۹۸
ہر ایک کو اس کی سعی کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔	〃
آخرت میں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔	〃
اعمال کی جزا میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔	〃
سلسلۂ وجود کی انتہا اللہ پر ہے۔	〃
خوشی اور غم کے اسباب اسی کی طرف سے ہیں۔	〃
موت اور زندگی دینے والا وہی ہے۔	۲۹۸
نر مادہ کا جوڑا اسی نے پیدا کیا۔	۲۹۹
نطفے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے۔	۰
دوبارہ زندہ کرنا بھی اسی کا کام ہے۔	〃
وہی مال و دولت بھی دیتا ہے۔	۳۰۰
شعریٰ ستارہ تمہاری قسمتیں نہیں بناتا۔	〃
اللہ نے عادِ اولیٰ کو ہلاک کیا۔	۳۰۱
اور قوم ثمود میں سے کوئی باقی نہ رہا۔	〃
قوم نوح کی سرکشی اور ان کی تباہی۔	۳۰۲
قوم لوط کی اوندھی گرنے والی بستیوں کا حال دیکھو۔	۳۰۴
پھر ان پر بحر مردار کا پانی چھا گیا۔	〃
اللہ کی نعمتوں کو جھٹلانے کی حماقت کون کرے گا۔؟!	〃
اللہ کی اس تنبیہ پر دھیان دو۔	〃
آنے والی گھڑی قریب آچکی ہے۔	〃
فیصلے کی گھڑی کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔	۳۰۶
کیا یہ تعلیم کوئی نرالی ہے۔؟	〃
رونے کے بجائے ہنستے ہو۔	〃
غافل اور بے فکر ہو کر کھلاڑیاں کرتے ہو۔	〃
اسلام کی صداقت کا ایک عجیب واقعہ۔	〃
سُوْرَةُ الْقَمَرِ	۳۰۷
چاند کا پھٹنا رسالت و قیامت کی دلیل۔	۳۰۹
ایسے جادو پہلے بھی ہوتے رہے ہیں۔	۳۱۲
حق و باطل کا فیصلہ ایک دن ہونا ہے۔	〃
گذشتہ قوموں کے حالات عبرت کے لئے کافی ہیں۔	۳۱۵
قرآن مجید میں وہ حکمت موجود ہے جو نصیحت کے لئے کافی ہے۔	〃

عنوان	صفحہ
اب آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔	۲۱۵
سہمی ہوئی نگاہوں سے ٹڈی دل کی طرح قبروں کی طرف سے دوڑتے ہوئے۔	۲۱۷
قیامت کا انکار کرنے والے کہیں گے یہ دن بڑا کٹھن ہے۔	″
قوم نوح نے ہمارے بندے نوحؑ کو جھٹلایا۔	″
حضرت نوحؑ کی بددعا۔	۲۱۸
طوفان نوح کی آمد۔	″
زمین سے پانی اُبل پڑا۔	″
حضرت نوحؑ کو کیسے بچایا گیا۔	۲۱۹
کشتی اللہ کی حفاظت میں پانی پر چلی جا رہی تھی۔	″
ہم نے اس طوفان اور اس کشتی کو نشانِ عبرت بنا دیا۔	۲۲۰
دیکھا میرا عذاب اور دیکھی میری تنبیہ!؟	″
قرآن سے رہنمائی حاصل کرنا مشکل نہیں ہے۔	۲۲۳
قوم عاد پر اللہ کا عذاب۔	″
سخت طوفانی ہوا کا عذاب۔	″
ہوا کا طوفان۔	″
اللہ کا عذاب اور ڈراوا۔	″
قرآن سے نصیحت حاصل کرنا آسان ہے۔	″
ثمود کا جھٹلانا۔	۲۲۵
کیا ہم اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی پیروی کریں۔	″
کیا پیغمبری کے لئے بس یہی رہ گیا تھا؟	″
کل پتہ لگ جائے گا کہ کون جھوٹا ہے۔	۲۲۶
ہم اونٹنی کو ان کے لئے آزمائش بنا کر بھیج رہے ہیں۔	″
پانی کے لئے اونٹنی کی باری۔	۲۲۸

عنوان	صفحہ
اونٹنی کا قتل۔	۲۲۸
دیکھو کیسا تھا ہمارا عذاب۔!؟	″
قوم ثمود پر اللہ کا عذاب۔	۲۲۹
قرآن سے نصیحت حاصل کرنا آسان ہے۔	″
قوم لوط کا واقعہ۔	۲۳۱
قوم لوط پر پتھروں کا عذاب اور حضرت لوطؑ اور ان کے گھر والوں کی حفاظت	″
شکر گزار بندوں کو اللہ تعالیٰ جزا دیتے ہیں۔	″
قوم لوط کے لوگوں نے حضرت لوطؑ کی بات پر بھروسہ نہ کیا۔	۲۳۳
عذاب سے پہلے فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں مہمان بنے۔	″
صبح ہوتے ہی ہمارے عذاب نے ان کو گھیر لیا۔	″
اب چکھو مزہ۔	″
ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا۔	۲۳۴
فرعون کا واقعہ۔	″
فرعونیوں کی گرفت۔	″
کیا تمہارا انجام بھی پچھلی قوموں جیسا نہ ہوگا۔	۲۳۵
کیا یہ حق کو نہ ماننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ایک بڑا جتھا ہے۔	″
یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے۔	۲۳۷
اصل معاملہ قیامت کا ہے۔	″
مجرمین کی عقل ماری ہوئی ہے۔	″
ان کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔	″
ہم نے ہر چیز کو ناپ تول کر پیدا کیا ہے۔	۲۳۹
قیامت چشم زدن میں برپا ہو جائے گی۔	″
تم جیسے نہ جانے کتنے تاریخ کی گرد میں کھو چکے ہیں۔	″

عنوان	صفحہ
سب کے اعمال دفتر میں محفوظ ہیں۔	۲۳۹
ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔	۲۴۱
نیک لوگ جنت کے باغوں میں ہوں گے۔	″
اللہ کے مقرب۔	″
سُورَۃُ الرَّحمٰن	۲۴۳
الرحمٰن۔	۲۴۵
قرآن کی تعلیم دینے والا۔	″
انسان کا خالق۔	۲۴۶
اسے بولنا سکھایا۔	۲۴۷
چاند سورج ایک قانون کے پابند ہیں۔	″
آسمان کے تارے اور زمین کے درخت اللہ کے مطیع فرمان ہیں۔	″
نظام کائنات میں توازن۔	۲۴۸
میزان میں خلل مت ڈالو۔	۲۴۹
ڈنڈی مت مارو۔	″
زمین کو مخلوقات کے لئے بنایا۔	۲۵۰
زمین کے میوے۔	۲۵۱
طرح طرح کے غلے۔	″
قدرت کی نشانیوں کو جھٹلاؤ گے۔!؟	″
انسان کی تخلیق کا مادہ۔	۲۵۲
جنوں کی تخلیق۔	۲۵۳
اے جن و انس تم اپنے رب کے کن کن عجائبات کو جھٹلاؤ گے۔	۲۵۴
مشرقین اور مغربین کا رب۔	″
اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔	۲۵۵
میٹھے اور کھارے پانی کے دریا اور سمندر۔	″
میٹھے اور کھارے پانی کے درمیان آڑ۔	۲۵۶

عنوان	صفحہ
اے جن وانس تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے ؟	۲۵۶
سمندر کے اندر سے نکلنے والی نعمتیں۔	۲۵۷
اے جن وانس اپنے رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے ؟	۲۵۸
سمندر کے اوپر کی نعمتیں۔ پہاڑ کی طرح رواں دواں بحری جہاز	〃
اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے ۔؟	〃
اس زمین پر ہر چیز فانی ہے۔	〃
بقا صرف تمہارے رب کی ذات کو ہے۔	۲۶۰
اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔ ؟	〃
اللہ کی کارفرمائی کا سلسلہ ہر وقت جاری ہے۔	〃
تم اپنے رب کی کن کن صفات حمیدہ کو جھٹلاؤ گے ؟	〃
تم سے بازپرس کا وقت زیادہ دور نہیں ہے	۲۶۲
اللہ کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے ؟	〃
اللہ کی سلطنت کی حدوں سے تم باہر نہیں نکل سکتے۔	〃
اللہ کی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے۔؟	〃
مجرم دوزخ کے عذاب سے بچ نہ سکیں گے۔	۲۶۴
اللہ کی کن کن قدرتوں اور نعمتوں کا انکار کرو گے ؟	〃
قیامت کا ایک منظر آسمان کا پھٹنا اور سرخ ہو جانا۔	〃
بتاؤ اللہ کی کن کن قدرتوں کا انکار کرو گے ؟	〃
مجرم کو مجرم سمجھنے کے لئے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔	〃
اپنے رب کے کن کن احسانات کا انکار کرو گے۔	۲۶۶
مجرم اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے۔	〃
تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	۲۶۶
اور یہ وہی جہنم ہے۔	〃
جہنم اور کھولتا ہوا پانی۔	〃
اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	۲۶۷
خوف خدا رکھنے والوں کے لئے جنت میں دو عالی شان محلات۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے۔ ؟	۲۶۸
جنت کے باغات ہری بھری ڈالیوں سے بھرپور۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟	〃
باغوں میں دو چشمے رواں دواں۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟	۲۷۰
دونوں باغوں میں پھلوں کی دو قسمیں۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے ؟	〃
جنت والوں کے بچھونے۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟	〃
جنت کی حیادار عورتیں۔	۲۷۲
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟	〃
جنت کی عورتیں خوبصورت ہیرے موتی کی طرح۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے۔؟	〃
بندگی کا بدلہ اچھی جزا کے سوا کیا ہو سکتا ہے ؟	۲۷۳
اپنے رب کے کن کن اوصاف کا انکار کرو گے؟	〃
جنت کے دو باغ اصحاب یمین کے لئے۔	۲۷۴
اللہ کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟	〃
اہل جنت کے لئے دو گھنے باغ۔	۲۷۵
اللہ کی کن کن نوازشوں کو جھٹلاؤ گے ؟	〃
دو چشمے ابلتے ہوئے۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے ؟	〃
جنت کے پھل۔	۲۷۶
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟	〃
خوب سیرت اور خوبصورت بیویاں۔	〃
اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔	۲۷۸
خیموں میں جنت کی حوریں۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے۔؟	〃
یہ حوریں بھی ان چھوئی ہوں گی۔	〃
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟	〃
اہل جنت نادر و نفیس قالینوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔	۲۸۰
اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے ؟	〃
برکت والا نام	〃
سورۃ الواقعۃ	۲۸۱
قیامت آکر رہے گی۔	۲۸۳
قیامت کو جھٹلانے والا کوئی نہ ہوگا۔	〃
قیامت گرانے والی اور اٹھانے والی ہوگی۔	۲۸۴
پوری زمین یکبارگی ہلادی جائے گی۔	〃
پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔	〃
پہاڑ غبار بن کر بکھر جائیں گے۔	۲۸۵
قیامت کے بعد انسانوں کے تین گروہ	۲۸۶
خوش نصیب داہنی طرف والے۔	〃
انسانوں کا دوسرا گروہ بدنصیب بائیں طرف والے۔	〃
سابقون الاولون۔	۲۸۸
سب سے زیادہ مقرب۔	〃
نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے۔	〃

عنوان	صفحہ
اعلیٰ درجے کے مقربین میں ہر امت کا پہلا طبقہ ہوگا۔	۳۸۸
ادنیٰ درجے کے سابقون الاولون میں پچھلے طبقہ کے کچھ لوگ ہوں گے۔	״
اہل جنت کا حال مرصع تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔	״
نشست آمنے سامنے ہوگی۔	״
اہل جنت کی خدمت کے لئے لڑکے ہوں گے۔	۳۹۰
جام شراب لہراتے ہوئے۔	״
جنت کی شراب میں نہ نشہ ہوگا اور نہ سر گرانی۔	״
جنت کے میوے۔	״
جنت والوں کے لئے پرندوں کا گوشت۔	״
خوب صورت آنکھوں والی حوریں۔	״
حوریں جیسے شفاف موتی۔	۳۹۱
یہ حوریں اہل جنت کے نیک اعمال کا بدلہ ہوں گی۔	״
جنت کی سوسائٹی۔	״
ہر طرف سلامتی ہی سلامتی۔	۳۹۲
داہنی طرف والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا۔	״
بغیر کانٹوں کی بیریوں کے باغ۔	״
تہہ بر تہہ چڑھے ہوئے کیلوں کے درخت۔	۳۹۳
جنت کا خوشگوار موسم۔	״
جنت میں ہر دم رواں پانی۔	״
جنت میں بے شمار پھل۔	״
پھل ہر موسم میں اور ہر وقت۔	״

عنوان	صفحہ
اہل جنت کی نشست گاہیں۔	۳۹۴
جنت کی عورتیں۔	״
اہل جنت کی بیویاں باکرہ رہیں گی۔	۳۹۵
جنت کی عورتیں اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی اور ہم سن ہوں گی۔	۳۹۶
یہ سب نعمتیں داہنے بازو والوں کے لئے۔	״
داہنی طرف اگلوں میں سے بہت ہوں گے۔	״
داہنی طرف والے پچھلوں میں سے بھی بہت ہوں گے	۳۹۷
بائیں بازو والے ان کی بدنصیبی کا کیا ٹھکانا۔	״
دوزخ میں لو کی لپٹ اور کھولتا ہوا پانی۔	״
دوزخ میں کالے دھوئیں کا سایہ۔	״
دوزخ میں نہ ٹھنڈک ملے گی اور نہ عزت کا سایہ	۳۹۹
دنیا میں یہ لوگ بڑے خوش حال تھے	״
خوش حالی پاکر کفران نعمت میں مبتلا ہوگئے	״
کہتے ہیں کہ ہم مر کر جب مٹی میں مل گئے تو کیا دوبارہ زندہ کئے جائیں گے	״
کیا ہمارے باپ دادا کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔	״

عنوان	صفحہ
اگلے پچھلے سب زندہ ہوں گے۔	۴۰۱
ایک مقررہ وقت میں ان سب کو جمع کیا جائے گا	״
اے گمراہو اور جھوٹ بولنے والو جانتے ہو کیا ہونے والا ہے۔	״
تمہیں زقوم کی غذا ملنے والی ہے۔	״
زقوم سے ہی پیٹ بھرنا پڑے گا۔	״
اوپر سے گرم کھولتا ہوا پانی۔	״
پیاس کی شدت سے ہانپتے ہوئے اونٹ کی طرح پانی پر پڑیں گے۔	۴۰۳
یہ ہوگی دوزخ والوں کی ضیافت۔	״
اللہ ہی خالق ہے اور وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔	״
کیا تم نے اپنی پیدائش پر غور کیا؟	۴۰۴
اس نطفہ سے بچہ تم بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں؟	״
تمہاری زندگی کی طرح تمہاری موت بھی ہمارے قبضے میں ہے۔	״
ہم تمہارا قانون حیات بدلنے پر بھی قادر ہیں۔	۴۰۵
اپنی پہلی پیدائش سے دوسری پیدائش کو سمجھو۔	۴۰۶
یہ بیج جو زمین میں تم بوتے ہو تم نے ان پر غور کیا۔	״
اس زمین سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ہم؟	۴۰۸
ان کھیتیوں کو محفوظ رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔	״
ہائے ہمارا بھاری نقصان ہوگیا۔	״

عنوان	صفحہ
ہائے ہم تو خالی ہاتھ رہ گئے۔	۴۰۸
تمہاری بھوک مٹانے کا ہی نہیں تمہاری پیاس بجھانے کا انتظام بھی ہم نے ہی کیا ہے۔	〃
یہ پانی ہم برساتے ہیں یا تم برساتے ہو۔	۴۱۰
اللہ کی ایک نعمت میٹھا پانی۔	〃
وہ آگ جو تم سلگاتے ہو۔	〃
آگ جلانے کے لئے لکڑی کس نے پیدا کی۔؟	〃
انسانی زندگی میں آگ کی اہمیت۔	۴۱۱
اپنے رب عظیم کا شکر ادا کرو۔	〃
اجرام فلکی کے مضبوط نظام کی طرح یہ کتاب بھی ایک مستحکم نظام پیش کرتی ہے۔	۴۱۲
یہ بڑی عظیم دلیل ہے۔	〃
قرآن اللہ کی کتاب ہے۔	〃
یہ کتاب ایک محفوظ نوشتے میں ثبت ہے۔	〃
پاک فرشتوں کے سوا کوئی اس کے پاس پھٹک نہیں سکتا۔	〃
قرآن اللہ کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔	۴۱۴
تم اس عظیم کلام کے ساتھ بے توجہی برتتے ہو۔	〃
اس کو جھٹلانے میں ہی تم اپنا رزق سمجھتے ہو۔!	〃
کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم کسی کے محکوم نہیں ہو؟	۴۱۵
تم بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہو۔	〃

عنوان	صفحہ
اس وقت ہم مرنے والے کے تمہاری بہ نسبت زیادہ قریب ہوتے ہیں۔	۴۱۵
اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو تو اس وقت تمہارا حکم کیوں نہیں چلتا۔	۴۱۶
اگر با اختیار ہو تو مرنے والے کو واپس کیوں نہیں لے آتے۔ ؟	〃
مقربین کا ٹھکانا۔	۴۱۸
اس کا ٹھکانا جنت ہوگا۔	
مرنے والا اگر اصحاب یمین میں ہے تو بھی اس کا اعزاز ہے۔	〃
داہنی طرف والوں پر سلام۔	〃
گمراہوں اور جھٹلانے والوں کا حال۔	〃
اس کی تواضع کھولتا ہوا پانی ہے۔	۴۱۹
جہنم میں جھونکا جائے گا۔	〃
آخرت کی خبریں برحق ہیں۔	〃
رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو	〃
سُوْرَۃُ الْحَدِیْدِ	۴۲۱
زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی پاکی کی گواہ ہے وہ زبردست اور دانا ہے	۴۲۳
زمین و آسمان کی سلطنت اور موت و حیات کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے۔	۴۲۵
وہ اول بھی ہے آخر بھی، ظاہر بھی ہے باطن بھی اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔	〃

عنوان	صفحہ
ہر چیز کا خالق ہر چیز کا جاننے والا ہر چیز کا فرماں روا۔	۴۲۷
اس کی قلم رو سے تم باہر نہیں جا سکتے، آخری فیصلہ اسی کا ہے	۴۲۸
اللہ کی قدرت اور اس کا علم۔	〃
ایمان کا تقاضا انفاق فی سبیل اللہ	۴۲۹
ایمان لانے اور بندگی کا عہد پورا نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔	۴۳۱
قرآن اندھیرے سے روشنی میں لاتا ہے۔	〃
سب کچھ اللہ کا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مت جھجکو ناسازگار حالات میں خرچ کرنے والوں کا رتبہ زیادہ بلند ہے۔	۴۳۳
اللہ کی شان کریمی دیکھئے اپنی راہ میں خرچ کرنے کو اپنے ذمہ قرض فرما رہے ہیں	۴۳۵
پاکیزہ اعمال سے جگمگاتی شخصیت	۴۳۷
سچائی سے دور اندھیروں میں بھٹکنے والے۔	۴۳۹
منافقین کی پکار۔	〃
منافق اور کافر کا ایک ہی انجام ہے، چھٹکارہ کسی قیمت پر نہیں ہوگا۔	۴۴۱
ایمان وہ ہے جو سرفروشی کا جذبہ پیدا کرے اہل کتاب کی طرح بے حس مت ہو جاؤ۔	۴۴۲
اللہ کا دین انسانیت کے لئے باران رحمت ہے۔	۴۴۴

عنوان	صفحہ
اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والوں کا اجر۔	۴۴۴
صادق الایمان حق کے گواہ بن کر اٹھیں گے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلانے والے سزا پائیں گے۔	۴۴۷
دنیا کی زندگی کی بے ثباتی اور آخرت کی عظیم نعمت۔	۴۴۸
دنیا کے بجائے آخرت کی دولت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔	۴۵۰
تقدیر کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔	۴۵۱
تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں حد اعتدال سے آگے نہ بڑھو۔	〃
اللہ تعالیٰ بخیل کو اور بخل پر اکسانے والوں کو پسند نہیں کرتے۔	۴۵۲
رسولوں کی بعثت کا مقصد انفرادی اور اجتماعی عدل کا قیام اور اس میں انسانی جدوجہد کا دخل۔	۴۵۴
محمدؐ سے پہلے پیغمبروں کو ماننے والوں میں بگاڑ پیدا ہوا۔	۴۵۷
انبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ اور پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد	〃
اخلاص کے ساتھ اتباع رسول کے ثمرات۔	۴۵۹
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے فضل سے نوازتے ہیں۔	۴۶۰
پارہ ۲۸ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ	۴۶۱
سورۂ مُجَادَلَہ	〃

عنوان	صفحہ
ظہار کے سلسلہ میں خولہ بنت ثعلبہ کا واقعہ	۴۶۲
ظہار کرنے سے بیوی ماں نہیں بن جاتی۔	۴۶۴
ظہار کا پہلا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا اور اس کی حکمت۔	〃
ظہار کا دوسرا اور تیسرا کفارہ	۴۷۰
اسلامی شریعت کے احکام انسانوں کے لئے اللہ کا فضل اور اس کی عنایت ہے	〃
دنیا میں کئے گئے انسان کے تمام اعمال کا حساب ہو گا۔	۴۷۱
منافقین کی حرکتوں پر تنقید، تمہاری حرکتیں اللہ سے چھپ نہیں سکتیں۔	۴۷۳
آنحضرتؐ کی مجلس میں یہود و منافقین کی سرگوشیاں اور آپؐ کی شان میں گستاخی	۴۷۶
سرگوشی کب جائز ہے کب جائز نہیں؟	۴۷۷
فتنہ پھیلانے والی سرگوشیاں شیطانی عمل ہے مگر اہل ایمان کو اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔	۴۷۸
مجلسی تہذیب کے آداب۔	۴۸۰
آنحضرتؐ سے تخلیے میں بات کرنے سے پہلے صدقہ کا حکم۔	۴۸۳
خلوت میں بات کرنے پر صدقہ دینے کے حکم کی منسوخی۔	〃
منافقین اور یہود کی ملی بھگت۔	۴۸۴
منافقین کا انجام	۴۸۶
منافقین نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔	〃

عنوان	صفحہ
مال اور اولاد منافقین کے کچھ کام نہ آئے گا۔	۴۸۶
منافقین اللہ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے	۴۸۸
منافقین پر شیطان مسلط ہے۔	〃
اللہ اور رسول کا مقابلہ کرنے والے سب سے ذلیل لوگ ہیں۔	〃
اللہ اور اس کے رسول ہی غالب رہیں گے۔	۴۹۱
ایمان کا تقاضا اللہ اور رسول کی ایسی محبت جو ہر چیز پر غالب آجائے۔	〃
سورۃ الحشر	۴۹۳
اللہ کی ذات و صفات کی پاکیزگی اس کی حکمت و قدرت	۴۹۷
اللہ کی قدرت کا کرشمہ بنی نضیر کا اخراج	〃
ان یہودیوں کے لئے دنیا میں جلاوطنی اور آخرت میں دوزخ کا عذاب	۵۰۰
یہودیوں کو یہ سزا اللہ و رسول کے مقابلے کی وجہ سے دی گئی۔	〃
بنونضیر کے محاصرے میں ہرے بھرے درختوں کا کاٹنا۔	〃
مال فے کا حکم۔	۵۰۲
مال فے کے مصارف۔	〃

عنوان	صفحہ
ہر زمانے میں ضرورت مند مہاجرین کی امداد	۵۰۶
انصار مدینہ کی فضیلت اور مال فے پر ان کا حق	۵۰۷
مال فے میں بعد میں آنے والوں کا بھی حصہ ہے۔	۵۱۰
منافقین کی یہودیوں کے ساتھ سازباز۔	〃
منافقین کا جھوٹ سامنے آگیا۔	۵۱۱
مومن اور غیر مومن کی سیرت وکردار کا بنیادی فرق۔	۵۱۳
منافقین کی دوسری کمزوری کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں	〃
یہ لوگ بھی سابقہ لوگوں کی طرح ہیں	۵۱۵
منافق اور شیطان دونوں کی ایک ہی روش۔	۵۱۶
دونوں کا انجام ایک۔	〃
اہل ایمان کو نصیحت ایمان کے حقیقی تقاضے۔	۵۱۸
خدا فراموشی کا نتیجہ خود فراموشی۔	〃
جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہیں۔	〃
قرآن مجید کی عظمت واہمیت۔	۵۲۱
صفاتِ الٰہی کا جامع بیان، ظاہر وغائب کا جاننے والا، بہت مہربان رحم کرنے والا۔	〃
اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ صفات۔	〃
اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ صفات کے مظہر اس کے بہترین نام۔	۵۲۲
سورۂ مُمتَحِنَۃ	۵۲۵
حق وباطل کی کش مکش میں کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہیئے جس سے دشمن کو فائدہ پہونچے۔	۵۳۰
اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچانے والی حرکت ایمان کے منافی ہے۔	۵۳۲
آخرت میں مال اور اولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔	〃
حضرت ابراہیم اور ان کے اصحاب کی پاکیزہ زندگی قابلِ تقلید نمونہ	۵۳۴
ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کی دعا پروردگار ہمیں حق کا انکار کرنے والوں کے لیے فتنہ نہ بناوے	۵۳۷
اسوۂ ابراہیمی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔	〃
اہل اسلام کو بشارت یہ قطع تعلق ہمیشہ نہ رہے گا۔	۵۳۹
جو غیر مسلم تمہارے ساتھ دشمنی نہیں کرتے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔	〃
ترک تعلق کی وجہ اسلام دشمنی ہے نہ کہ اسلام لانا	۵۴۱
ایمان قبول کرکے مدینہ آنے والی مہاجر عورتوں کا مسئلہ	۵۴۴
اسلام کی عادلانہ تعلیم۔	۵۴۹
مومن عورتوں سے کن باتوں کا عہد لیا جائے۔	〃
اللہ کے دشمنوں سے دوستی کی ممانعت اور آخرت سے ان کی مایوسی۔	۵۵۱
سورۂ اَلصَّفّ	۵۵۳
کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے خالق کی پاکی بیان کررہا ہے اور وہ زبردست ودانا ہے۔	۵۵۵
سچے مسلمان کے قول وعمل میں مطابقت ہونی چاہیئے۔	〃
بڑی بڑی باتیں کرنا اللہ کو ناپسند ہے۔	۵۵۸
اللہ کو اس کے راستے میں جہاد کرنے والے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔	〃
وہ طریقہ اختیار مت کرو جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کیا تھا۔	〃
حضرت عیسیٰؑ کی تشریف آوری تورات کی تصدیق اور آنے والے رسول کی بشارت	۵۶۰
سب سے بڑا ظلم اللہ کے نبی کو جھٹلانا اور اللہ کے کلام کو گھڑا ہوا کہنا۔	۵۶۳
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔	〃
اللہ کے رسول کی بعثت کا مقصد۔	〃
عذاب الیم سے بچانے والی تجارت۔	۵۶۴
انوکھی نفع بخش تجارت۔	۵۶۵
اس تجارت کے فائدے۔	۵۶۹
دنیا میں فتح کی بشارت۔	〃
اللہ کی نصرت۔	〃
سورۂ اَلجُمُعَۃ	۵۷۱

عنوان	صفحہ
اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ اور قوم یہود کو تنبیہ۔	۵۷۴
نبی امی کی بعثت اور ان کے انبیائی کارنامے۔	۵۷۵
پیغمبر عالمؐ۔	۵۷۷
یہ اللہ کا فضل ہے۔	″
حاملین تورات نے اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھا۔	۵۷۹
یہودیت اختیار کرنے والے لوگو اگر تم اپنے آپ کو اللہ کا چہیتا سمجھتے ہو تو موت کی تمنا کرو۔	۵۸۰
یہود کو اپنے کرتوت معلوم ہیں اس لئے وہ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے۔	۵۸۲
موت سے بھاگ نہیں سکتے۔	″
نماز جمعہ۔ اسلامی شعار۔	۵۸۳
نماز جمعہ کے بعد کاروبار کی اجازت۔	۵۸۷
ایک واقعہ جس کے بعد جمعہ کی اہمیت اور اس کے آداب کو اچھی طرح ذہن نشین کرایا گیا۔	۵۸۸
سُورَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ	۵۸۹
بات سچی زبان جھوٹی۔	۵۹۲
منافقین نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔	″
ان کی منافقانہ روش نے ہدایت کی توفیق چھین لی۔	۵۹۴

عنوان	صفحہ
منافقین لکڑی کے کندے، روحِ اخلاق جوہر انسانیت سے خالی۔	۵۹۶
توبہ سے کنارہ کشی اور تکبر کا اظہار۔	۵۹۹
منافقین کی مغفرت نہ ہوگی۔	″
زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک اللہ ہے۔	۶۰۰
عزت اللہ اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔	۶۰۳
اللہ کی یاد سے غفلت ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔	۶۰۴
موت سے پہلے راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب۔	″
موت اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہے گی۔	″
سورۃ التغابن	۶۰۵
اسی کا راج اسی کی تعریف۔	۶۰۸
اللہ ہی خالق ہے کسی نے اس سچائی کو مانا کسی نے نہ مانا۔	″
تخلیق کائنات کی حکمت انسان کی صلاحیت اور اس کی ذمہ داری۔	۶۱۰
اللہ علیم و خبیر ہے اس کائنات کو حق کے ساتھ بنایا ہے اور وہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرے گا۔	″
دنیا کی عذاب یافتہ قومیں۔	۶۱۲
گزشتہ قوموں کے بگاڑ کا سبب اللہ کے رسولوں کی دعوت ماننے سے انکار۔	۶۱۳
حالانکہ ساتھ آخرت کا بھی انکار۔	″

عنوان	صفحہ
قرآن کی پیش کردہ ہدایت کو مانو اور اس پر چلو۔	۶۱۵
قیامت کا دن ہار جیت کے فیصلے کا دن ہوگا۔	″
اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے کا انجام۔	۶۱۷
ایمان کا تقاضا صبر و تسلیم و رضا اور رضا بالقضاء۔	″
ہر حال میں اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت پر قائم رہو۔	″
اہل ایمان کا بھروسہ اللہ پر ہی ہونا چاہیے۔	۶۱۹
اے ایمان والو بعض اوقات تمہارے بیوی اور بچے تمہارے دین کے دشمن بن جاتے ہیں، ان سے ہوشیار رہو۔	″
مال و اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں۔	۶۲۱
حتی الامکان اللہ سے ڈرتے رہو اللہ کی اطاعت کرو اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کرو۔	۶۲۲
اللہ کو قرض حسن دو۔	″
اللہ حاضر و غائب کے جاننے والے زبردست اور دانا ہیں۔	″
سُورَةُ الطَّلَاقِ	۶۲۳
بوقت ضرورت طلاق کس طرح دی جائے۔	۶۲۰
عدت کے بعد بیوی کو رکھنا ہو تو شریفانہ طریقے پر رکھو نہ رکھنا ہو تو شریفانہ طریقے پر چھوڑ دو۔	۶۲۲
خوف خدا تمام کامیابیوں کی بنیاد ہے۔	۶۲۴

عنوان	صفحہ
وہ عورتیں جن کو ماہواری نہیں آتی اور حاملہ عورتوں کی عدت۔	۶۳۶
اللہ کے احکام پر عمل، جواب دہی کا احساس اس میں اجر عظیم ہے۔	۶۳۹
مطلقہ کا نفقہ اور سکونت۔	〃
بچے کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا خرچ باپ کے ذمے اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔	۶۴۰
عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرو۔	۶۴۲
نافرمان قومیں گھاٹے میں رہیں۔	〃
آخرت میں نافرمان قوموں کا انجام۔	〃
رسول تمہیں اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لاتے ہیں۔	۶۴۴
زمین و آسمان کی تخلیق، اللہ کا علم اور اس کی قدرت۔	۶۴۷
سورۃ التحریم	۶۴۹
اے نبی حلال کو اپنے اوپر حرام مت کرو۔	۶۵۲
قسموں کا کفارہ۔	۶۵۵
راز کا افشاء۔	۶۵۶
حضرت عائشہ حضرت حفصہ دونوں کو توبہ کرنے کا حکم۔	۶۵۸
دیگر ازواج مطہرات کو تنبیہ۔	۶۵۹
اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دین کی راہ پر لاؤ۔	۶۶۱
کوئی معذرت کام نہ آئے گی۔	〃

عنوان	صفحہ
صاف دل کی سچی توبہ۔	۶۶۳
منافقین کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کا حکم۔	۶۶۴
اللہ کے یہاں مخلصانہ ایمان اور عمل صالح ہی کام آئے گا۔	۶۶۷
فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی فضیلت	〃
حضرت مریم کی مثالی پاکیزگی۔	۶۶۸
پارہ ۲۹ تبارک الذی	۶۶۹
سورۃ الملک	۶۷۱
وہ بزرگ و برتر ہستی جس کے قبضے میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔	〃
اللہ ہی موت و حیات کا خالق ہے۔	۶۷۲
اللہ کی تخلیق میں کمال درجے کا تناسب ہے۔	〃
تمہاری نگاہیں تھک جائیں گی مگر تمہیں کوئی کمی نظر نہ آئے گی۔	۶۷۵
دنیا کے آسمان میں جگمگاتے چراغ۔	〃
حق کے منکر بھی شیطان کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے۔	〃
جہنم کی ہولناک آوازیں۔	۶۷۷
کیا خبردار کرنے والے نہیں آئے تھے؟	〃
دوزخیوں کا جواب۔ خبردار کرنے والے آئے مگر ہم نے نہ مانا۔	〃
کاش ہم نے ان کی بات پر توجہ کی ہوتی تو آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا۔	۶۷۸

عنوان	صفحہ
وہ اپنے گناہوں کا خود اقرار کریں گے۔	۶۷۸
اسلامی اخلاق کی بنیاد غائبانہ اللہ سے ڈرنا۔	۶۷۹
اللہ انسان کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے اور اس سے پوری طرح باخبر ہے۔	۶۸۰
جس نے پیدا کیا وہ تمہارے بارے میں نہ جانے گا۔	〃
اسی نے تمہارے لئے زمین بنائی اس کو رہنے کے قابل بنایا اور اس میں رزق کے خزانے جمع کر دئے۔	۶۸۲
تم زمین پر ہو مگر حکومت اس پر آسمان والے کی ہے۔	〃
یہی زمین تمہارے لئے قبر کا گڑھا بھی بن سکتی ہے۔	〃
گذری ہوئی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔	۶۸۴
پرندوں کی ہوا میں پرواز، کس کی قدرت سے ہے۔	〃
رحمن کے سوا ہے کوئی تمہیں بچانے والا۔	〃
اگر اللہ تمہارا رزق روک لے تو کیا کوئی رزق دے سکتا ہے۔؟	۶۸۶
ناہموار راستے پر اوندھے منہ چلنے والا اور سیدھے راستے پر سامنے دیکھ کر چلنے والا کیا دونوں برابر ہیں۔	〃
اللہ نے تمہیں غلط اور صحیح کی تمیز دی ہے۔	〃
اسی نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور وہی تمہیں جمع کرے گا۔	۶۸۸

عنوان	صفحہ
پوچھتے ہیں قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا۔	۶۸۸
قیامت کا صحیح وقت اللہ کو معلوم ہے	〃
جب قیامت سامنے آجائے گی تو حال یہ ہوگا کہ چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں گی	〃
ہمارا اندیشہ چھوڑو اپنی فکر کرو۔	۶۹۰
ہم خدائے رحمٰن پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔	۶۹۱
اللہ کی قدرت کی ایک مثال۔	〃
سورۃ القلم	۶۹۳
قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو قلم سے لکھی جاتی ہے۔	۶۹۶
اے پیغمبر آپ پر دیوانگی کے الزام کی تردید کے لئے قرآن ہی کافی ہے	〃
آپ کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔	۶۹۷
آپ اخلاق کے بہت بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔	〃
تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔	〃
پتہ لگ جائے گا کہ مفتون کون ہے۔	〃
آپکا رب بھٹکنے والوں اور راہ پر آنے والوں کو خوب جانتا ہے۔	۶۹۸
جھٹلانے والوں کے سامنے ڈھیل مت دکھاؤ	〃
یہ چاہتے ہیں کہ تم ڈھیلے پڑو تو یہ بھی ڈھیلے پڑیں۔	۶۹۹
جھوٹی قسمیں کھانے والے ذلیل آدمی کی بات مت سنو۔	〃
طعنے دینے والا چغلیاں کھانے والا۔	〃
بھلائی سے روکنے والا ظلم و زیادتی میں حد سے گذر جانے والا	۷۰۱

عنوان	صفحہ
بدنام رسوائے زمانہ۔	۷۰۱
کیا صرف مال و دولت ہونا شرافت کا معیار ہے۔	〃
یہ تو اگلے وقتوں کے افسانے ہیں۔	〃
ہم اس کی سونڈھ پر داغ لگائیں گے۔	〃
مال و اولاد کی کثرت مقبولیت کی علامت نہیں بلکہ باغ والوں کی طرح آزمائش ہے۔	۷۰۲
اور ان شاء اللہ بھی نہ کہا۔	〃
رات کو آئی اک بلا۔	۷۰۴
باغ اور کھیت کٹی فصل کی طرح ہو گئے۔	〃
صبح کو انھوں نے ایک دوسرے کو پکارا۔	〃
پھل توڑنے کے لئے نکلو۔	〃
بھائی پھل توڑنے کے لئے چل پڑے۔	〃
کوئی فقیر تمہارے باغ میں نہ آنے پائے۔	〃
اس یقین کے ساتھ چلے کہ سب پیداوار پر قبضہ کریں گے۔	〃
باغ میں پہنچے تو حیرانی سے کہا کیا ہم راستہ بھول گئے ہیں۔	〃
نہیں، ہم محروم رہ گئے ہیں۔	۷۰۷
ایک بھائی نے کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا اللہ کو مت بھولو۔	〃
واقعی ہم گناہ گار تھے۔	〃
ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔	〃
بے شک ہم سرکش ہو گئے تھے افسوس ہے ہمارے حال پر۔	〃
ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔	〃

عنوان	صفحہ
آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے۔	۷۰۷
جنت کی نعمتیں پرہیزگاروں کے لئے ہیں۔	〃
کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کے برابر کریں گے۔	〃
تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔؟	۷۰۸
کیا تمہارے پاس ایسی کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو۔	〃
کیا اس کتاب میں وہی ملتا ہے جو تم پسند کرلو۔	〃
کیا تم سے کچھ عہد و پیمان کر رکھا ہے۔	۷۱۰
یہ وعدہ لینے والا کون ہے۔	〃
کیا خدا کے ساتھ ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک ہیں جنھوں نے اس کا ذمہ لیا ہو۔	〃
جب حقیقت سے پردہ اٹھ جائے گا اور لوگوں کو سجدے کے لئے بلایا جائے گا۔	〃
آنکھیں نیچی ذلت طاری اور سجدے سے معذور۔	۷۱۱
قرآن کو جھٹلانے والوں کا معاملہ ہم پر چھوڑ دو۔	۷۱۳
میں ان کی رسی دراز کر رہا ہوں۔	〃
کیا ہمارا پیغمبر ان سے کچھ معاوضہ مانگ رہا ہے کہ یہ اس کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں۔	〃
کیا تمہارے پاس غیب کی خبریں آتی ہیں جس سے پتہ لگ گیا کہ یہ رسول جھوٹا ہے۔	〃
اے نبیؐ اپنے رب کا فیصلہ آنے تک آپ صبر کریں اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جائیں	۷۱۴

عنوان	صفحہ
اس کے ربّ نے اس پر مہربانی کی۔	۷۱۶
اللہ نے حضرت یونس ؑ کو برگزیدہ بندوں میں شامل کرلیا۔	״
جب یہ قرآن سنتے ہیں تو تمہیں کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہیں۔	״
قرآن اعلیٰ درجے کی نصیحت کی کتاب ہے۔	״
سورۂ الحاقۃ	۷۱۷
الحاقہ۔	۷۲۰
کیا ہے وہ یقینی آنے والی چیز۔	״
تم کیا جانو وہ کیا ہے؟	״
ثمود و عاد نے قیامت کا انکار کیا۔	״
قوم ثمود کو ایک سخت حادثے میں ہلاک کردیا گیا۔	״
قوم عاد کا انجام۔	۷۲۲
یہ آندھی سات رات آٹھ دن چلتی رہی۔	״
کیا ان میں سے کوئی باقی بچا۔	״
فرعون کے غرور کا انجام۔	״
ان سب کا قصور یہ تھا کہ انھوں نے رسول کی بات نہ مانی۔	۷۲۴
طوفانِ نوح میں نوح ؑ پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا گیا تھا۔	״
ہم نے اس کو ایک سبق آموز یادگار بنا دیا۔	״
جب صور پھونکا جائے گا۔	۷۲۵
زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔	״

عنوان	صفحہ
وہی قیامت کا وقت ہوگا۔	۷۲۵
آسمان پھٹ جائے گا۔	۷۲۷
عرش کے اٹھانے والے۔	״
وہ پیشی کا دن ہوگا	۷۲۸
اعمال نامے کا سیدھے ہاتھ میں دینا نجات کی علامت ہوگی۔	״
میں سمجھتا کہ مجھے اللہ کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔	״
وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔	״
عالی مقام جنت میں۔	۷۳۰
جس کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔	״
اچھے کاموں کے بدلے میں مزے کرو۔	״
وہ لوگ جن کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔	״
کاش حساب ہی نہ ہوتا۔	״
کاش موت کے بعد پھر زندگی نہ ہوتی۔	۷۳۲
آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔	״
آج میری ساری سلطانی ختم ہوگئی۔	״
پکڑو اسے، اس کے گلے میں طوق ڈال دو۔	״
جہنم میں جھونک دو۔	״
ستر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔	״
یہ اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا۔	۷۳۳
اللہ کے بھوکے بندوں کو کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا۔	״
آج یہاں اس کا کوئی غمخوار نہیں۔	״
دوزخ میں اس کا کھانا زخموں کا دھوون ہے۔	۷۳۴
پیپ اور خون خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔	״

عنوان	صفحہ
نظر آنے والی چیزوں کی قسم۔	۷۳۴
ان چیزوں کی قسم جن کو تم نہیں دیکھتے۔	״
یہ بیان سچا اور برحق ہے۔	۷۳۵
یہ شاعر کا قول نہیں ہے۔	״
یہ کسی کاہن کا قول نہیں ہے۔	۷۳۷
یہ رب العالمین کا کلام ہے۔	״
مجال ہے کہ یہ نبی کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کردے۔	״
ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔	״
اس کی گردن کی رگ کاٹ دیتے۔	۷۳۹
پھر تم میں کوئی اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔	״
قرآن پرہیزگاروں کے لئے ایک نصیحت ہے۔	۷۴۰
جن کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہے وہ اس کو جھٹلاتے ہیں۔	״
جھٹلانے والوں کو حسرت ہوگی۔	״
یہ کتاب یقینی طور پر حق ہے۔	״
اپنے رب عظیم کی تسبیح کرو	״
سورۂ المعارج	۷۴۱
مانگنے والے عذاب مانگ رہے ہیں۔	۷۴۲
وہ عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔	״
اس خدا کی طرف سے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔	۷۴۴
فرشتوں کے درجات۔	״
اے پیغمبر! بس آپ صبر سے کام لیجئے۔	״
وہ اس کو دور سمجھتے ہیں۔	״
ہمارے نزدیک کل کی بات ہے۔	۷۴۵
آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہو جائے گا۔	״
پہاڑ دھنکے ہوئے اون کی طرح ہو جائیں گے	״
کوئی دوست دوسرے دوست کو نہ پوچھے گا۔	۷۴۶
مجرم اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنی اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔	״

عنوان	صفحہ
اپنی بیوی اور بھائی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوگا۔	۷۴۷
اور اپنے کنبے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائے گا۔	״
مجرم چاہے گا ساری دنیا کو فدیے میں دے کر میں عذاب سے چھوٹ جاؤں۔	״
ہرگز ایسا نہ ہوگا۔	״
بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹ۔	״
حق سے منہ موڑنے والے کو وہ آگ اپنی طرف بلائے گی۔	۷۴۹
مال جمع کیا اور سینت سینت کر رکھا۔	״
انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے۔	״
جب مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے۔	״
جب خوش حالی آتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔	״
اہل ایمان کے آٹھ اوصاف جو ان کو نفس کی کمزوریوں سے بچاتے ہیں	۷۵۰
ان میں پہلا وصف کہ وہ نماز پڑھتے ہیں	
مومن کا دوسرا وصف نماز کی پابندی۔	״
مومن کا تیسرا وصف اپنے مالوں میں مقررہ حق سمجھتے ہیں۔	۷۵۱
مال میں حق سائل اور محروم کا۔	״
مومن کا چوتھا وصف روز جزا کو برحق مانتا ہے۔	״
مومن کا پانچواں وصف وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہے۔	۷۵۲
رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔	״

عنوان	صفحہ
مومن کی چھٹی صفت اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتا ہے۔	۷۵۳
مگر اپنی بیویوں اور مملوکہ عورتوں سے تقضائے شہوت میں کوئی ملامت نہیں ہے۔	״
بیوی اور باندی کے علاوہ کسی اور سے جنسی تعلق ناجائز ہے۔	״
مومنین کی ساتویں صفت اپنی امانت کی حفاظت اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں۔	۷۵۴
مومن کی آٹھویں صفت سچی گواہی دینا۔	״
اہل ایمان اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔	۷۵۵
عزت کے ساتھ جنت کے باغوں میں رہیں گے۔	״
منکرین حق آپ کی طرف دوڑے ہوئے آتے ہیں۔	״
دائیں اور بائیں سے غول کے غول چلے آرہے ہیں۔	۷۵۶
کیا اس کے باوجود یہ لوگ جنت میں داخلے کی امید رکھتے ہیں؟	۷۵۷
ہرگز نہیں یہ اپنی حقیقت کو سمجھیں۔	״
مشرق و مغرب کے رب کی قسم ہم اس پر قادر ہیں۔	۷۵۹
ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں۔	۷۶۰
ان کو اپنی بیہودگی میں مبتلا رہنے دو یہاں تک کہ وعدے کا دن آجائے۔	״
قیامت کے دن یہ قبروں سے نکل کر دوڑے چلے جارہے ہوں گے۔	״
یہ ہوگا وعدہ کا دن قیامت کا دن۔	״
سورۂ نوح	۷۶۱
حضرت نوحؑ کے واقعہ پر ایک نظر۔	۷۶۲

عنوان	صفحہ
ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف خبردار کرنے کے لئے بھیجا۔	۷۶۴
میں تمہیں صاف صاف آگاہ کر رہا ہوں۔	۷۶۶
میری دعوت کے تین نکات۔	״
اگر تم ان باتوں کو مان لوگے تو تمہارے پچھلے گناہ معاف ہوجائیں گے ورنہ عذاب کا جو وعدہ ہے وہ ٹالے نہ ٹلے گا۔	״
حضرت نوح کی اللہ سے فریاد	״
میری پکار کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا۔	۷۶۷
ان کو میری بات سننا اور میری صورت دیکھنا بھی گوارا نہیں ہے۔	״
میں نے ان کو عام مجمعوں میں خطاب کیا۔	۷۶۸
میں نے اعلانیہ بھی تبلیغ کی اور پوشیدہ بھی۔	״
اپنے رب سے معافی مانگو وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔	״
وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا۔	۷۷۰
تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔	״
تمہیں اللہ کی عظمت پر بھروسہ کیوں نہیں ہے۔	۷۷۱
کن کن مدارج سے گذارتے ہوئے تمہیں پیدا کیا۔	״
اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تہہ بہ تہہ سات آسمان بنائے۔	״
آسمانوں میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔	۷۷۲
اللہ نے تم کو زمین سے عجیب طرح اگایا۔	״
پھر تمہیں زمین میں واپس لے جائے گا اور اس سے یکایک نکال کر کھڑا کر دے گا۔	۷۷۳
اللہ نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا ہے۔	״
اللہ نے زمین کے کھلے راستے بنادیئے۔	״

عنوان	صفحہ
نوح ؑ نے کہا پروردگار انھوں نے میری بات نہیں مانی۔	۷۷۵
قوم کے رئیسوں نے مکر کا بڑا جال پھیلا رکھا ہے۔	〃
قوم نوح کے سرداروں نے کہا دیکھو اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا۔	۷۷۶
حضرت نوح ؑ کی دعا۔	۷۷۷
قوم نوح کا انجام۔	۷۸۰
حضرت نوح ؑ کی بددعا۔	〃
یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔	〃
اہل ایمان کے لئے دعا۔	〃
سورۂ الجن	۷۸۱
جنات کا قرآن سننا۔	۷۸۴
سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔	〃
عقیدے کی گمراہی۔	۷۸۵
اللہ کے متعلق خلافِ حق باتیں کہنے والے۔	〃
اب تک ہم اندھی تقلید میں مبتلا تھے۔	۷۸۷
انسانوں کے رویّے نے جنوں کو مغرور کر دیا۔	〃
انسان کی طرح جنوں کی بھی بدگمانی۔	〃
آسمان کی سخت پہرے داری	۷۸۹
حفاظت کے غیر معمولی انتظامات۔	〃
ان انتظامات کی وجہ معلوم کرنے کی فکر لگی ہوئی تھی۔	〃
جنوں کے مختلف فرقے۔	۷۹۰
قرآن نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔	〃

عنوان	صفحہ
ہم نے آگے بڑھ کر ایمان قبول کیا اور اب ہمیں کوئی خوف نہیں۔	۷۹۲
جنات کے دو گروہ۔	〃
حق سے انحراف کرنے والے۔	〃
اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر ثابت قدمی سے چلتے تو ہم ان کو سیراب کر دیتے۔	۷۹۴
نعمتوں کے ذریعے آزمائش۔	〃
مسجدیں صرف اللہ کے ذکر کے لئے ہیں۔	〃
نبی ؐ کے قرآن پڑھنے کے وقت آپؐ کے گرد ہجوم۔	۷۹۶
کیا رب کو پکارنا کوئی جرم ہے۔	〃
سود و زیاں سب اللہ کے اختیار میں ہے۔	〃
......تمہارا نفع نقصان کیا اپنا نفع نقصان بھی میرے قبضہ میں نہیں ہے۔	〃
میرا کام اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔	۷۹۸
وعدے کے دن پتہ لگ جائے گا کہ بے یار و مددگار کون ہے۔	〃
قیامت کا صحیح وقت مجھے معلوم نہیں ہے۔	۸۰۰
غیب کا پورا علم صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے۔	۸۰۱
رسولوں کو محفوظ طریقے سے عطا کر دیتا ہے۔	〃
اللہ کی وحی میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔	〃
سورۂ المزمّل	۸۰۳
اے اوڑھ کر لپٹ کر سونے والے۔	۸۰۵
رات کو نماز میں کھڑے رہیئے مگر کم۔	〃

عنوان	صفحہ
آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو۔	۸۰۶
یا آدھی سے کچھ بڑھا لیں اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔	〃
ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔	۸۰۷
رات کو اٹھ کر عبادت کرنے کی فضیلت۔	۸۰۹
دن میں تمہارے لئے بہت سی مصروفیات ہیں۔	〃
مصروفیت میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو۔	〃
اللہ ہی کو اپنا وکیل بنائیں۔	۸۱۱
ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور ان کی ہدایت کی سعی جاری رکھیئے۔	〃
حق و صداقت کو جھٹلانے والے جو دنیا میں مزے کر رہے ہیں ان کا معاملہ ہم پر چھوڑ دو۔	〃
منکرین حق کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ اور بھاری بیڑیاں۔	۸۱۴
حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب۔	〃
قیامت کی آمد۔	〃
فرعون کی طرف موسیٰ کی طرح، ہم نے تمہاری طرف اپنا رسول بھیجا ہے۔	〃
فرعون نے رسول کی بات نہ مانی اور انجام بد کو پہنچا۔	۸۱۶
وہ دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔	〃
جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔	〃
یہ کتاب ایک نصیحت ہے۔	〃

⁂ ⁂ ⁂

عنوان	صفحہ
نمازِ تہجد کے حکم میں تخفیف، رزقِ حلال کی اہمیت، نماز کی پابندی، انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید، اللہ سے طلبِ مغفرت۔	٨٢٠
سورۃ المدثر	٨٢٣
اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے۔	٨٢٦
اٹھو اور خبردار کرو۔	"
اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔	٨٢٧
کپڑوں کی پاکی اور باطنی طہارت۔	٨٢٨
گندگی سے دور رہیئے۔	"
احسان کا بدلہ نہ چاہو۔	٨٢٩
مصائب پر صبر کرو۔	"
جب صور پھونکا جائے گا۔	٨٣٠
قیامت کا وہ دن بڑا سخت ہوگا۔	"
منکرینِ حق کے لیئے آسان نہ ہوگا۔	٨٣٢
آپ اس شخص کی فکر نہ کریں اس کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں۔	"
میں نے اس کو بہت سا مال دیا۔	"
حاضر باش بیٹے دیئے۔	"
اس کی سیادت کی راہ ہموار کر دی۔	٨٣٣
اور زیادہ کی طمع رکھتا ہے۔	"
ہرگز نہیں ایسا نہیں ہوگا اسے خیالی پلاؤ پکانے دو۔	"
ابھی آخرت کی بھی مصیبتوں کا سامنا کرنا ہے۔	٨٣٤
اس نے سوچا اور بات بنانے کی کوشش کی۔	"
خدا کی مار کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔	"

عنوان	صفحہ
ہاں، خدا کی مار کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔	٨٣٥
پھر لوگوں کی طرف دیکھا۔	"
پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بنایا۔	"
پھر پلٹا اور تکبر میں پڑ گیا۔	"
یہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہے۔	٨٣٦
یہ ایک انسانی کلام ہے اور کچھ نہیں ہے۔	"
میں عنقریب اسے دوزخ میں جھونک دوں گا۔	"
اور تم کیا جانو کہ وہ دوزخ کیا ہے۔	٨٣٧
نہ باقی رکھے نہ چھوڑے۔	"
دوزخ کی آگ کھال کو جھلس دینے والی ہوگی۔	"
اس پر انیس ١٩ کارکن مقرر ہیں۔	٨٤٠
فرشتوں کی یہ گنتی بھی امتحان اور آزمائش کا ایک ذریعہ ہے۔	٨٤١
یہ کوئی مذاق اڑانے والی بات نہیں۔	٨٤٣
اور قسم ہے رات کی جب وہ پلٹتی ہے۔	"
اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہوتی ہے۔	"
دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔	٨٤٤
دوزخ انسانوں کے لیئے ڈراوا ہے۔	"
بھلائی کے راستے پر آگے بڑھے۔	"
ہر شخص اپنے کسب کے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے۔	٨٤٥
داہنے ہاتھ والے رہن میں پھنسے ہوئے نہیں ہیں۔	"
جنت کے باغوں میں آزاد ہیں۔	٨٤٦
جنت والوں کا دوزخ والوں سے سوال۔	"
تم دوزخ میں کیسے پہنچ گئے؟۔	٨٤٧
اہلِ دوزخ کا جواب ہم نماز نہ پڑھتے تھے وغیرہ۔	"

عنوان	صفحہ
دوسرا جرم مسکین کو کھانا نہ کھلانا	٨٤٧
حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ شامل ہے۔	"
ہم روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے۔	٨٤٨
یہاں تک کہ یقینی چیز ہمارے سامنے آگئی۔	٨٤٩
سفارش کرنے والوں کی سفارش ایسے لوگوں کے کسی کام نہ آوے گی۔	"
آخر یہ لوگ نصیحت سے منہ کیوں موڑ رہے ہیں۔	"
ان کی مثال ایسی ہے جیسے جنگلی گدھے ڈر سے بھاگ رہے ہوں۔	"
شیر کے ڈر سے بھاگنے والے گدھے۔	"
منکرینِ حق کے عجیب و غریب مطالبے۔	٨٥٠
یہ لوگ آخرت سے بے خوف ہیں۔	٨٥٢
قرآن ایک نصیحت ہے۔	٨٥٣
جس کا جی چاہے سبق حاصل کرے۔	"
بندے کا فعل اللہ کی مشیت اور توفیق سے ہی مکمل ہوتا ہے۔	"
سورۃ القیمۃ	٨٥٥
قیامت برحق ہے۔	٨٥٧
ملامت کرنے والے نفس کی قسم۔	٨٥٨
موت کے بعد زندگی۔ کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے۔	٨٦٠
اللہ تعالیٰ تو پور پور پہلے جیسی بنانے پر قادر ہیں۔	"
آخرت کے انکار کی اصل وجہ۔	"
پوچھتے ہیں کہ آخر قیامت کا دن کب آئے گا؟	"

عنوان	صفحہ
دیدے پتھرا جائیں گے۔	۸۶۱
اور چاند بے نور ہو جائے گا۔	″
چاند سورج ملا کر ایک کر دئے جائیں گے۔	″
انسان کہے گا کہاں جاؤں۔؟	۸۶۳
اس دن کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔	″
آج سب کو رب کے سامنے ہی جانا ہے۔	″
اس دن سب اگلا پچھلا سامنے آجائے گا۔	″
اعمال کو پیش کرنا گویا انسان کو آئینہ دکھانا ہوگا۔	″
انسان اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔ چاہے دوسروں کے سامنے معذرتیں پیش کرے	۸۶۴
اے نبی آپ یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کیجئے۔	″
یاد کرانا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔	۸۶۶
آپ خاموشی سے سنتے رہیں۔	″
اس کا مطلب سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔	″
آخرت سے تمہارے انکار کی وجہ دنیا کی محبت ہے۔	″
اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو کیوں کہ وہ بعد میں آنے والی ہے۔	″
آخرت میں مومنین کے ترو تازہ چہرے	۸۶۷
اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔	″
بے رونق چہرے۔	۸۶۹
سمجھ رہے ہوں گے کہ کیا ہونے والا ہے۔	۸۷۰
موت آخرت کی پہلی منزل ہے۔	″
ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا۔	″
مرنے والے کو جدائی کا احساس۔	″
موت کا پہلا مرحلہ موت کی سختی۔	۸۷۲

عنوان	صفحہ
موت کے وقت دوسری سختی۔ عالم آخرت کا معاملہ۔	۸۷۲
نہ اس نے صداقت کو تسلیم کیا اور نہ عمل کی طرف قدم بڑھائے۔	″
سچائی کو جھٹلایا اور منہ پھیر کر چل دیا۔	″
اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا۔	″
تیری یہ روش تجھے ہی سزاوار ہے۔	۸۷۳
ہاں یہ تیرے لئے ہی مناسب ہے۔	۸۷۴
انسان اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔	″
انسانی تخلیق کے ابتدائی مرحلے خود بتا رہے ہیں کہ اللہ کے لئے موت کے بعد زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔	۸۷۶
تخلیق انسانی کا دوسرا مرحلہ اور آگے کی منزلیں۔	″
عورت اور مرد کی دو قسمیں بنائیں	۸۷۷
کیا وہ مردے کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں۔	″
سورۂ الدھر	۸۷۹
کیا انسان پر ایسا زمانہ نہیں گذرا جب اس کا کچھ نام و نشان نہ تھا۔	۸۸۱
مخلوط پانی سے انسان کی پیدائش اور پھر اس کی زندگی کا مقصد۔	۸۸۳
ہم نے انسان کی رہنمائی کا پورا پورا بندوبست کیا۔	″
منکروں کے لئے طوق اور زنجیریں۔	۸۸۷
نیک بندوں کے لئے شراب کے ساغر۔	″
چشمہ کافور جو جنتیوں کو بسہولت حاصل ہوگا۔	۸۸۸

عنوان	صفحہ
اللہ کے نیک بندے منت کو پورا کرنے والے۔	۸۸۸
اللہ کے نیک بندوں کی دوسری صفت حاجت مندوں کے ساتھ حسن سلوک	۸۸۹
وہ اللہ کے سوا کسی سے جزا نہیں چاہتے۔	۸۹۱
اخلاص کے ساتھ حاجت مندوں کی خدمت کرنے والے۔	″
اللہ تو اس دن کے شر سے ان کو محفوظ رکھے گا۔	″
نیک لوگوں کے صبر کا بدلہ جنت۔	۸۹۴
اللہ کے نیک بندوں کے لئے جنت کی راحتیں۔	″
جنت کے پھل پھول۔	″
جنت میں چاندی کے شفاف برتن۔	″
چاندی کے شفاف برتن ٹھیک ٹھیک اندازے کے مطابق بھرے ہوئے۔	″
اہل جنت کے لئے سونٹھ ملی ہوئی شراب۔	″
جنت کی سونٹھ سلسبیل کا چشمہ ہے۔	۸۹۶
خدمت کے لئے خوبصورت لڑکے جیسے بکھرے موتی۔	″
جنتیوں کے ٹھاٹھ باٹھ۔	″
اہل جنت کا لباس اور رہنا سہنا۔	۸۹۸
اللہ کی طرف سے بندے کی خدمات کی قدر افزائی۔	۹۰۰
قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنا ہماری حکمت کا تقاضا ہے۔	″
اے پیغمبر آپ اپنے رب کے حکم پر ڈٹے رہیے اور حق کے معاملے میں کسی کی پرواہ مت کیجئے	۹۰۱

عنوان	صفحہ
صبح شام اپنے رب کا ذکر کرو۔	۹۰۱
رات میں بھی اللہ کی عبادت کریں۔	۹۰۴
اخلاقی گمراہیوں کی وجہ دنیا پرستی اور آخرت سے بے فکری۔	۹۰۵
ہم نے پہلے بھی ان کو پیدا کیا اور دوبارہ بھی پیدا کرسکتے ہیں۔	״
قرآن ایک نصیحت ہے جس کا دل چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔	״
بندے کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے۔	۹۰۶
اللہ تعالیٰ اپنے علم و حکمت کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں۔	״
سورۃ المرسلٰت	۹۰۷
چلتی ہواؤں کی قسم۔	۹۰۹
طوفانی رفتار سے چلنے والی ہوائیں۔	״
بادلوں کو اٹھا کر پھیلانے والی ہوائیں	۹۱۰
تقسیم کرنے والی ہوائیں۔	״
دلوں میں خدا کی یاد ڈالنے والی ہوا۔	״
شکر گذار کرنے والی اور ڈرانے والی ہوائیں۔	۹۱۲
جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ آکر رہے گی	״
قیامت کے حالات جب تارے بے نور ہو جائیں گے۔	״
قیامت کے حالات آسمان پھٹ پڑیں گے۔	״
قیامت کے حالات پہاڑ دھنک ڈالے جائیں گے۔	״

عنوان	صفحہ
رسولوں کو شہادت کے لئے بلایا جائے گا۔	۹۱۳
معاملات کس دن کے لئے اٹھا کر اٹھا کر رکھے گئے تھے۔	״
فیصلے کے دن کے لئے۔	״
تم کیا جانو کہ وہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟۔	۹۱۴
اس دن کے جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔	۹۱۵
آخرت کے حق میں تاریخی استدلال گذشتہ قوموں کی ہلاکت۔	״
پچھلوں کی طرح ہمارا فیصلہ اگلوں کے لئے بھی ہو گا۔	״
ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔	״
بربادی ہے جھٹلانے والوں کے لئے۔	۹۱۶
انسان کی پیدائش کا طریقہ اس کے دوبارہ زندہ ہونے کی دلیل ہے۔	״
انسانی پیدائش کا پہلا مرحلہ۔	״
مقررہ مدت تک پرورش کے انتظامات۔	۹۱۷
ہماری قدرت کی نشانی۔	״
موت کے بعد زندگی، جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔	״
سمیٹنے والی زمین۔	۹۱۸
زندوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی۔	۹۱۹
زمین کی بناوٹ میں اللہ کی حکمت اور قدرت کی نشانیاں۔	״
آخرت کو جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔	״
چلو اس کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے۔	״
شاخوں والے دھوئیں کی طرف چلو۔	۹۲۱

عنوان	صفحہ
نہ ٹھنڈک پہنچانے والا نہ آگ کی لپٹ سے بچانے والا۔	۹۲۱
دھوئیں کا یہ سایہ گرمی پھینکنے والا ہوگا۔	״
اچھلتے ہیں انگارے زرد اونٹوں کی طرح۔	״
تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لئے۔	״
جہنم میں داخلے کے وقت مجرم کچھ بول نہ سکیں گے۔	۹۲۲
مجرمین کو اب معذرت پیش کرنے کا کوئی موقع نہ دیا جائے گا۔	״
تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔	״
آج سب کو جمع کرنے فیصلے کا دن ہے۔	۹۲۴
دنیا میں حق کو دبانے کی تم نے بڑی تدبیریں کی تھیں اب کوئی چال چل سکتے ہو تو چل لو۔	״
تباہی ہے اس دن کو جھٹلانے والوں کے لئے۔	״
آخرت پر یقین رکھنے والوں کے لئے جنت کی راحتیں۔	״
پرہیزگاروں کے لئے جنت کی نعمتیں۔	״
مزے سے کھاؤ پیو۔	۹۲۵
ہم اخلاص سے عمل کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔	״
تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لئے۔	״
سچائی کے انکار کرنے والو، دنیا کے انسانو، کچھ دن عیش کرلو۔	۹۲۷
تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لئے۔	۹۲۸
اللہ کی نافرمانی کرنے والے۔	״
تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لئے۔	״
جو قرآن سے بھی ہدایت نہ پائے پھر کہاں سے ہدایت پائے گا۔	״

۴۶

اَلْاُحْقَاف

○ ترتیب تلاوت	۴۶	○ ترتیب نزول	۶۶
○ مکی / مدنی	مکی	○ تعداد رکوعات	۴
○ تعداد آیات	۳۵	○ تعداد الفاظ	۷۵۰
○ تعداد حروف	۲۷۰۹		

○ اِس سورۃ کی اکیس۲۱ ویں آیت میں " اَحْقَاف " کا لفظ آیا ہے ۔ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ (جب اس نے احقاف میں اپنی قوم کو خبردار کیا تھا) اس آیت کے لفظ احقاف سے لے کر سورت کا نام الاحقاف رکھا گیا ہے ۔ یعنی وہ سورت جس میں احقاف آیا ہے ۔

○ اس سورت کی آیت ۲۹ تا ۳۲ میں ایک تاریخی واقعہ کا ذکر ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ طائف سے واپسی پر مکہ معظمہ جاتے ہوئے آں حضرتؐ نے مقام نخلہ پر قیام کیا اور وہاں جنّوں کی ایک جماعت آئی اور آپ سے قرآن مجید سُن کر واپس گئی ـــــــ تاریخی اعتبار سے آپ کے طائف ... جانے کا واقعہ ہجرتِ مدینہ سے تین سال پہلے کا ہے اس لئے اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ سورۂ احقاف ـــ ۱۰ نبوی کے آخر یا ۱۱ نبوی کے آغاز میں نازل ہوئی ۔

○ نبوّت کا دسواں سال آں حضرتؐ کے لئے طرح طرح کی مشکلات لے کر آیا تھا ۔

سب سے پہلی آزمائش آپ کے لئے یہ تھی کہ قریش کے تمام قبیلوں نے بنو ہاشم اور مسلمانوں کا ــــ تین سال سے بائیکاٹ کر رکھا تھا اور مکہ مکرمہ کے ایک محلہ میں جس میں بنی ہاشم رہا کرتے تھے اور اس کا نام شعب ابی طالب تھا سب کو محصور کر رکھا تھا۔ قریش کے لوگوں نے اس محلہ کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ کھانے پینے کی کوئی چیز پہنچنے نہیں دی جاتی تھی اور نہ ان کو باہر نکلنے دیا جاتا تھا کہ یہ لوگ اپنے طور پر سامان خرید سکیں۔ صرف حج کے دنوں میں ان کو باہر آنے کی اجازت ہوتی تھی۔

تین سال کی طویل مدت کے بعد یہ بائیکاٹ ختم ہوا تو دوسرا رنج دہ واقعہ یہ پیش آگیا کہ آپ کے چچا ابوطالب کی وفات ہوگئی۔ ابوطالب کی حمایت آپ کے لئے ڈھال بنی ہوئی تھی اور جلدی سے کسی کو آپ پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

حضرت ابوطالب کی وفات کو ایک مہینہ ہی گزرا تھا کہ آپ کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضؓ کا ۱۱ رمضان سنہ نبوی کو انتقال ہوگیا۔ حضرت خدیجہ بھی آپ کے لئے سکون اور تسلی کا ایک بڑا ذریعہ تھیں اور جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی حضرت خدیجہ آپ کو تسلی دیتی تھیں اور گھر کی پوری ذمہ داری سنبھالے ہوئے تھیں۔ ان دونوں حادثوں نے آپ کی کمر توڑ کر رکھ دی۔

ادھر قریش کے لوگ ابوطالب کے نہ ہونے سے ان کی جرأتیں بڑھ گئیں۔

ان حالات میں حضور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اسلام کی دعوت کے لئے طائف تشریف لے جائیں کہ وہاں بنی ثقیف کے لوگ آباد ہیں۔ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر وہ اسلام قبول کریں تو انھیں اس کے لئے تیار کریں کہ وہ آپ کو وہاں چین سے رہ کر کام کرنے دیں۔

آپ کو کوئی سواری بھی میسر نہ تھی۔ آپ حضرت زید بن حارثہ کو لے کر پیدل مکہ سے طائف تشریف لے گئے ــــ طائف جا کر آپ نے ثقیف کے سرداروں اور معززین سے الگ الگ بات کی مگر انھوں نے آپ کی بات نہیں مانی بلکہ صاف طور پر کہہ دیا کہ آپ شہر سے نکل جائیں ــــ ان کو خطرہ تھا کہ کہیں آپ کی تبلیغ سے ہمارے نوجوان بگڑ نہ جائیں۔

مجبوراً آپ کو طائف چھوڑنا پڑا۔ ثقیف کے سرداروں نے حد کر دی کہ اپنے یہاں کے لفنگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ راستے کے دونوں طرف دور تک آپ پر آوازے کستے، گالیاں دیتے اور پتھر مارتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ زخموں سے چور ہو گئے اور آپ کے جوتے خون سے بھر گئے ــــ آپ طائف سے باہر نکل کر ایک باغ کی دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے جس کو باغ حبشی کہا جاتا تھا۔ اس وقت آپ کی زبان اقدس پر یہ درد بھری دعا تھی۔ ــــ

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْا ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ
عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ اِلٰى عَدُوٍّ يَّتَجَهَّمُنِيْ
اَمْ اِلٰى قَرِيْبٍ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِيْ اِنْ لَّمْ تَكُنْ سَاخِطًا عَلَيَّ فَلَا اُبَالِيْ
غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ
اَضَاءَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَاَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ تُحِلَّ عَلَيَّ غَضَبَكَ وَتُنْزِلَ عَلَيَّ سَخَطَكَ

وَلَكَ الْعُتْبَىٰ حَتَّىٰ تَرْضَىٰ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

(خداوند، میں تیرے ہی حضور اپنی بے بسی و بے چارگی اور لوگوں کی نگاہ میں اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین مجھے ــ کس کے حوالے کر رہا ہے۔ کیا کسی بیگانے کے حوالے جو مجھ سے درشتی کے ساتھ پیش آئے؟ یا کسی دشمن کے حوالے جو مجھ پر قابو پالے؟ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی مصیبت کی پروا نہیں۔ مگر تیری طرف سے مجھے عافیت نصیب ہو جائے تو اس میں میرے لئے زیادہ کشادگی ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے اس نور سے جو اندھیرے میں اجالا اور دنیا و آخرت کے معاملات کو درست کرتا ہے۔ مجھے اس سے بچالے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا میں تیرے عتاب کا مستحق ہو جاؤں۔ تیری مرضی پر راضی ہوں یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ کوئی زور اور طاقت بغیر نہیں۔)

دل شکستہ و غمگین پلٹ کر جب آپ قرن المنازل کے قریب پہنچے تو محسوس ہوا کہ آسمان پر ایک بادل سا چھایا ہوا ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرئیلؑ سامنے تھے۔ انھوں نے پکار کر کہا۔ آپ کی قوم نے آپ کو جو کچھ جواب دیا ہے۔ اللہ نے سُن لیا ہے ــــــ اب یہ پہاڑوں کا منتظم فرشتہ اللہ نے بھیجا ہے آپ جو حکم دینا چاہیں اسے دے سکتے ہیں۔

اس پہاڑوں کے فرشتے نے آپ کو سلام کرکے عرض کیا کہ آپ کہیں تو دونوں طرف کے پہاڑ ان پر اُلٹا دوں۔

آپ نے جواب دیا نہیں، بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی کریں گے۔ (بخاری باب بدء الخلق ذکر الملائکہ۔ مسلم کتاب المغازی۔ نسائی البعوث)

اس کے بعد آپ چند روز نخلہ کے مقام پر جاکر ٹھہر گئے، پریشان تھے کہ اب کیسے مکہ جاؤں طائف میں جو کچھ گزری تھی اس کی خبریں وہاں پہنچ چکی ہوں گی۔ اس کے بعد تو مخالفین پہلے سے بھی زیادہ دلیر ہو جائیں گے۔

ان ہی ایام میں ایک رات کو آپ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ جنوں کے ایک گروہ کا ادھر سے گزر ہوا انھوں نے قرآن سُنا۔ ایمان لائے۔ واپس جاکر قوم میں اسلام کی تبلیغ شروع کردی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوش خبری سنائی کہ انسان چاہے آپ کی دعوت سے بھاگ رہے ہوں مگر بہت سے جن پھر بھی گرویدہ ہو گئے ہیں اور وہ اسے اپنی جنس میں پھیلا رہے ہیں۔

○ ان حالات میں یہ سورۂ احقاف نازل ہوئی۔ اس پوری سورت کا مطالعہ کیجئے اس میں کہیں بھی ان جذبات کا کوئی اثر نہیں ملے گا جو فطری طور پر انسان میں پیدا ہوتے ہیں جو اس طرح کے حالات سے گزرا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صرف اللہ کا کلام ہے۔ اگر حضرت محمدؐ کی لکھی ہوئی یہ کتاب ہوتی تو آپ کی ان کیفیات کا کچھ نہ کچھ اثر کہیں نہ کہیں کسی کسی جملے میں ضرور ہوتا جن سے آپ دوچار ہوئے۔

○ اس سورت میں ان لوگوں کو جو آخرت کے برپا ہونے کے منکر تھے خبردار کیا گیا ہے کہ وہ اس گمراہی سے نکلیں دنیا کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ آخرت کے بنانے کا ذریعہ ہے۔

جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ توحید کی دعوت بے معنی ہے اور جو لوگ قرآن کو اللہ کا کلام ماننے کو تیار نہیں تھے ان کی گمراہیوں میں سے ایک ایک کی تردید کی گئی ہے۔ جن لوگوں کے دماغوں میں رسالت کا جاہلانہ تصور جما ہوا تھا کہ رسول انسانوں سے الگ کوئی مخلوق ہونی چاہیئے ان کو سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم قرآن کی دعوت اور محمدؐ کی رسالت کو نہیں مانوگے تو خود اپنا ہی نقصان کروگے۔

آیاتہا ۳۵	۴۶ سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ۶۶	رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

حٰمٓ	تَنْزِيْلُ	الْكِتٰبِ	مِنَ اللّٰهِ	الْعَزِيْزِ	الْحَكِيْمِ
حا۔میم	نازل کرنا	کتاب	اللہ سے	غالب	حکمت والا

حا۔میم کتاب کا نازل کرنا غالب حکمت والے اللہ (کی طرف) سے ہے۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ

مَا خَلَقْنَا	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَمَا بَيْنَهُمَا	اِلَّا	بِالْحَقِّ
نہیں پیدا کیا ہم نے	آسمانوں	اور زمین	اور جو اُن کے درمیان	مگر	حق کے ساتھ

ہم نے نہیں پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور جو اُن کے درمیان ہے مگر حق (حکمت) کے ساتھ

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③

وَاَجَلٍ	مُّسَمًّى	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	عَمَّآ	اُنْذِرُوْا	مُعْرِضُوْنَ
اور ایک میعاد	مقررہ	اور جن لوگوں نے	کفر کیا	جس سے	وہ ڈرائے جاتے ہیں	روگردانی کرنے والے

اور ایک مقررہ میعاد (کے لئے) اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جس سے ڈرائے جاتے ہیں (اس سے) روگردانی کرنے والے ہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا

قُلْ	اَرَءَيْتُمْ	مَّا تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ + اللّٰهِ	اَرُوْنِيْ	مَاذَا
فرمادیں	بھلا تم دیکھو	جن کو تم بلاتے ہو	اللہ کے سوائے	دکھاؤ مجھے	کیا

آپ فرمادیں بھلا تم دیکھو (سوچو) تو جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین سے

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ

خَلَقُوْا	مِنَ الْاَرْضِ	اَمْ	لَهُمْ	شِرْكٌ	فِي السَّمٰوٰتِ	اِيْتُوْنِيْ	بِكِتٰبٍ
انھوں نے پیدا کیا	زمین سے	یا	ان کے لئے	کچھ ساجھا	آسمانوں میں	لے آؤ میرے پاس	کوئی کتاب

کیا پیدا کیا۔؟ یا اُن کے لئے آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے؟ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب

مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ④

مِّنْ قَبْلِ	هٰذَآ	اَوْ	اَثٰرَةٍ	مِّنْ عِلْمٍ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
سے پہلے	اس	یا	آثار	علم سے. کی	اگر	تم ہو	سچے

لے آؤ یا کوئی علمی آثار (نشانات) لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ اِلَّا قُلْ
اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
الْاٰيَةَ وَاِلَّا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا
الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ الْاٰيَةَ وَاِلَّا وَوَصَّيْنَا
الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ الثَّلَاثُ اٰيَاتٍ وَهِيَ
اَرْبَعٌ اَوْ خَمْسٌ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① حٰمٓ ۝ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ
② تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ مُبْتَدَاٌ
مِنَ اللّٰهِ خَبَرُهٗ الْعَزِيْزِ فِيْ مُلْكِهٖ
الْحَكِيْمِ ۝ فِيْ صُنْعِهٖ
③ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَآ اِلَّا خَلْقًا بِالْحَقِّ لِيَدُلَّ
عَلٰى قُدْرَتِنَا وَوَحْدَانِيَّتِنَا وَاَجَلٍ مُّسَمًّى
اِلٰى فَنَائِهِمَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا خُوِّفُوْا بِهٖ مِنَ
الْعَذَابِ مُعْرِضُوْنَ ۝
④ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اَخْبِرُوْنِيْ مَا تَدْعُوْنَ
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيِ
الْاَصْنَامَ مَفْعُوْلٌ اَوَّلُ اَرُوْنِيْ
اَخْبِرُوْنِيْ تَاكِيْدٌ مَاذَا خَلَقُوْا مَفْعُوْلٌ
ثَانٍ مِنَ الْاَرْضِ بَيَانُ
مَا اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ مُشَارَكَةٌ فِي
خَلْقِ السَّمٰوٰتِ مَعَ اللّٰهِ وَاَمْ بِمَعْنٰى
هَمْزَةِ الْاِنْكَارِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ

سورۂ احقاف مکی ہے مگر یہ آیت "قل افرأیتم ان کان من عند اللہ الخ" اور یہ آیت "فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل الخ" اور یہ آیت "ووصینا الانسان بوالدیہ الخ" یہ تینوں آیتیں مدنی ہیں۔ اور اس سورت میں چونتیس ۳۴ یا پینتیس ۳۵ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔

① حٰمٓ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

② تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ الخ یہ قرآن اتارا ہوا ہے اللہ کا جو غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

③ نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے مگر ساتھ حق کے تاکہ دلالت کرے ہماری قدرت اور وحدانیت پر اور پیدا کیا ان کو مدت مقرر تک کہ جو ان کے فنا ہونے کے لئے مقرر ہے یعنی قیامت تک اور جو لوگ کافر ہوئے وہ اعراض کرنے والے ہیں اس سے کہ جس کے ساتھ وہ ڈرائے گئے یعنی قرآن سے۔

④ اے محمد کہہ دے خبر دو تم مجھ کو کہ جن بتوں کو تم اللہ کے پوجتے ہو انھوں نے زمین کی کس چیز کو پیدا کیا یا وہ اللہ کے ساتھ شریک ہیں۔ آسمانوں کے پیدا کرنے میں۔

لاؤ تم میرے پاس کوئی کتاب جو قرآن سے

مُنَزَّلٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اَوْ اَثٰرَةٍ بَقِيَّةٍ مِّنْ عِلْمٍ يُّؤْثَرُ عَنِ الْاَوَّلِيْنَ بِصِحَّةِ دَعْوَاكُمْ فِیْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ اَنَّهَا تُقَرِّبُكُمْ اِلَى اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فِیْ دَعْوَاكُمْ

پہلے اتری ہو۔ یا بقیہ علم کا جو پہلے لوگوں سے منقول ہو کہ وہ تمہارے دعوے کے صحیح ہونے پر دلالت کرے کہ یہ بت تم کو اللہ کے نزدیک کرتے ہیں۔
اگر تم سچے ہو اپنے دعوے میں۔

تشریح

① حٰمٓ حا۔ میم۔ حروف مقطعات میں سے ہے اس کو الگ الگ کر کے پڑھا جائے گا۔

② قرآن اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے | قرآن محمدؐ کی لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ اللہ کی طرف سے ان پر نازل ہو رہی ہے۔ اللہ تو غالب و زبردست ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس کے فرمان سے سرتابی نہ کرے وہ حکمت والا ہے جو کتاب وہ نازل کر رہا ہے اس کی تعلیم اور اس کے احکام نہایت حکیمانہ ہیں اور انسانوں کے لئے اس میں بے شمار بھلائیاں ہیں۔

③ کائنات کے پیدا کرنے کا مقصد | اللہ تعالیٰ نے یہ زمین و آسمان اور یہ تمام کارخانہ بے کار نہیں بنایا بلکہ کسی خاص غرض اور مقصد کے لئے پیدا کیا ہے جو ایک مقررہ میعاد اور کئے ہوئے وعدہ تک یوں ہی چلتا رہے گا تاکہ اس کا نتیجہ ظاہر ہو جس کو آخرت کہتے ہیں۔

حقیقت تو یہی ہے کہ یہ نظام کائنات انتہائی بامقصد حکیمانہ طریقے پر چل رہا ہے جس میں اچھے اور برے ظالم اور مظلوم کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہونا ہے کائنات کا یہ نظام ہمیشہ اسی طرح نہیں رہے گا اس کی ایک خاص عمر مقرر ہے جس کے پورا ہونے پر یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور اللہ کی عدالت کے لئے بھی ایک طے شدہ وقت ہے جس کے آنے پر وہ ضرور قائم ہو گی۔ لیکن جن لوگوں نے اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ ان سچائیوں سے منھ موڑے ہوئے ہیں۔

انھیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کے رسول نے ان حقیقتوں سے خبردار کر کے ان کے ساتھ بڑی بھلائی کی ہے — انھیں بتا دیا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے جب ان سے بازپرس کی جائے گی اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ ان سے کن کن امور میں بازپرس ہو گی تاکہ وہ اس کے لئے تیاری کر سکیں۔

④ شرک ایک غیر معقول عقیدہ ہے | اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو ساجھی اور شریک ماننے والے پہلے بھی اور آج بھی یہ کہتے ہیں کہ کائنات کو پیدا کرنے والا خالق یا سپر پاور تو ایک ہی ہے مگر کچھ دوسری ہستیاں ہیں جن کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔ ان سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں نذر و نیاز اس وقت بھی پیش کرتے تھے اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ہماری قسمتیں بنانے اور بگاڑنے والے یہ معبود ہیں۔

ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ علم کہاں سے حاصل ہوا کہ یہ ہستیاں خالق کائنات کے ساتھ شریک ہیں۔ کیا زمین و آسمان کی کوئی چیز بنانے میں ان کا حصہ ہے۔ کیا پچھلی ان کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں کہیں یہ بات کہی گئی ہے کہ ان ہستیوں کو کچھ اختیارات حاصل ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ میرے ساتھ فلاں فلاں ہستیاں بھی معبود ہونے میں شریک ہیں۔ جب ایسا نہیں ہے تو آخر یہ بے بنیاد عقیدہ کہاں سے قائم ہوا ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اپنے عقیدے کے ثبوت میں کوئی دلیل تو لاؤ۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى

وَمَنْ	اَضَلُّ	مِمَّنْ يَّدْعُوْا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مَنْ	لَّا يَسْتَجِيْبُ	لَهٗۤ	اِلٰى
اور کون	بڑا گمراہ	اس سے جو وہ پکارتا ہے	اللہ کے سوا	جو	جواب نہ دیگا	اس کو	تک

اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو اسے جواب نہ دے گا قیامت

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	وَهُمْ	عَنْ دُعَآئِهِمْ	غٰفِلُوْنَ	وَاِذَا	حُشِرَ النَّاسُ	كَانُوْا	لَهُمْ
قیامت کا دن	اور وہ	ان کے پکارنے سے	بے خبر ہیں	اور جب	جمع کئے جائیں گے لوگ	وہ ہوں گے	ان کے

کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے (بھی) بے خبر ہیں۔ اور جب لوگ (میدان حشر میں) جمع کئے جائیں گے وہ

اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ

اَعْدَآءً	وَّكَانُوْا	بِعِبَادَتِهِمْ	كٰفِرِيْنَ	وَاِذَا	تُتْلٰى + عَلَيْهِمْ	اٰيٰتُنَا	بَيِّنٰتٍ	قَالَ
دشمن	اور ہوں گے	ان کی عبادت سے	منکر (جمع)	اور جب	پڑھی جاتی ہیں ان پر	آیات ہماری	واضح	کہتے ہیں

ان کے دشمن ہوں گے اور وہ ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔ اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ ط

الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	لِلْحَقِّ	لَمَّا	جَآءَهُمْ	هٰذَا	سِحْرٌ	مُّبِيْنٌ
جن لوگوں نے انکار کیا	حق کا	جب	ان کے پاس آگیا	یہ	جادو	کھلا

ہیں جنھوں نے انکار کیا حق کا جب وہ ان کے پاس آگیا کہ یہ کھلا جادو ہے۔

۵ وَمَنْ اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَيْ لَا اَحَدٌ
اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا يَعْبُدُ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهٖ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ
لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمُ الْاَصْنَامُ
لَا يُجِيْبُوْنَ عَابِدِيْهِمْ اِلٰى شَيْءٍ يَسْاَلُوْنَهٗ
اَبَدًا وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ عِبَادَتِهِمْ
غٰفِلُوْنَ ۝ لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ لَا يَعْقِلُوْنَ
۶ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا اَيِ الْاَصْنَامُ
لَهُمْ لِعَابِدِيْهِمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا

۵ اور اس سے زیادہ کوئی گمراہ نہیں جو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہیں جو اپنے پوجنے والوں کے کسی سوال کو پورا نہیں کرسکتے اور وہ ان کی عبادت سے بے خبر ہیں کیوں کہ وہ پتھر ہیں کہ کچھ نہیں سمجھتے۔

۶ اور جس وقت آدمی زندہ ہوکر اٹھیں گے یہ بت اپنے پوجنے والوں کے دشمن ہوں گے اور ان کی پرستش

بِعِبَادَتِهِمْ بِعِبَادَةِ عَابِدِيْهِمْ
كٰفِرِيْنَ ○ جَاحِدِيْنَ

کے منکر ہوں گے۔

(۷) وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اَىْ اَهْلِ مَكَّةَ اٰيٰتُنَا الْقُرْاٰنُ بَيِّنٰتٍ ظَاهِرَاتٍ حَالٌ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ لِلْحَقِّ اَىِ الْقُرْاٰنِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ بَيِّنٌ ظَاهِرٌ

(۷) اور مکہ والوں پر جب ہماری ظاہر آیتیں پڑھی جاتی ہیں، ان میں جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں قرآن کو جب وہ ان کے پاس آیا کہ یہ جادو ظاہر ہے۔

تشریح

(۵) شرک سے بڑھ کر گمراہی اور کیا ہوگی | اس سے بڑھ کر گمراہی کیا ہوگی کہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی بے جان یا بے اختیار مخلوق کو اپنی حاجت کے لئے پکارا جائے جو اپنے مستقل اختیار سے کسی کی پکار نہیں سُن سکتی بلکہ ان کو پکارنے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ پتھر وغیرہ کی مورتیوں کا تو کہنا ہی کیا کہ وہ تو بے جان ہیں فرشتے اور پیغمبر بھی اللہ کی اجازت اور اس کے حکم کے بغیر نہ کوئی بات سُن سکتے ہیں اور نہ کوئی کام کر سکتے ہیں۔

(۶) معبود اپنے عبادت گزاروں سے بے زار ہوں گے | میدانِ حشر میں جب کہ معبودوں کی مدد کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی یہ بے چارے معبود جن کو لوگوں نے خود ہی معبود بنا لیا تھا اپنے عبادت کرنے والوں کی مدد تو کیا کرتے ان سے بے زاری کا اظہار کریں گے اور صاف صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے ان سے کب کہا تھا کہ تم ہم کو اپنا معبود بنا لو۔ انھوں نے زبردستی بغیر ہماری مرضی کے ہماری عبادت گزاری شروع کر دی۔ یہ ہماری پرستش نہ تھی بلکہ ان کے اپنے نفس کی پرستش تھی۔ وہ میدانِ حشر میں کہہ دیں گے کہ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ۔ (سورۂ قصص)۔ (یہ لوگ ہماری پرستش کرتے ہی نہ تھے) اس لئے یہ اپنی گمراہی کے خود ذمہ دار ہیں اس میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے۔

(۷) یہ وہ جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے | حضرت محمدؐ کو اللہ کا رسول نہ ماننے والوں اور قرآن مجید کو اللہ کا کلام تسلیم نہ کرنے والوں کی مشکل یہ تھی کہ ـــــ جب ان کے سامنے قرآن مجید کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو چوں کہ وہ خود اہلِ زبان تھے اچھی طرح سمجھتے تھے کہ یہ کلام انسانی کلام سے بہت مختلف ہے۔ اس کا اسلوب اس کا اندازِ بیان، اس کی فصاحت و بلاغت، اس کی سحر آفرینی، دلوں کو متاثر کرنے کی اس کی صلاحیت انسانی کلام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔

دوسری بات وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ خود حضرت محمدؐ کی زبان اور قرآن کی زبان میں فرق ہے ـــــ حضرت محمدؐ نبوت کے وقت تک چالیس سال کی عمر پار کر چکے تھے۔ ان کے درمیان رہتے تھے، رات دن کا واسطہ تھا ان کی زبان اور قرآن کی زبان میں نمایاں فرق تھا۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ کوئی شخص ایسا کلام گھڑے جو اس کی زبان سے مختلف اندازِ بیان میں ہو۔ یہ سچائی جب ان کے سامنے آتی تھی تو بجائے اس کو تسلیم کرنے کے یہ کہہ کر ٹال دیتے تھے کہ یہ قرآن کھلا جادو ہے۔ یہ وہ جادو نہ تھا جس کو ساحری کہا جاتا ہے بلکہ یہ حق کا وہ جادو تھا جو سر پر چڑھ کر بولتا ہے ـــ اور اپنی سچائی منوا لیتا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ

أَمْ	يَقُولُونَ	افْتَرَاهُ	قُلْ	إِنِ + افْتَرَيْتُهُ	فَلَا تَمْلِكُونَ	لِي	مِنَ اللَّهِ	شَيْئًا	هُوَ أَعْلَمُ
کیا	وہ کہتے ہیں	اس نے خود بنا لیا ہے	فرما دیں	اگر میں نے خود بنا لیا ہے اسے	تو تم اختیار نہیں رکھتے	میرے لئے	اللہ سے	کچھ بھی	وہ خوب جانتا ہے

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود بنا لیا ہے، آپ فرما دیں کہ اگر میں نے اسے خود بنا لیا ہے تو تم مجھے اللہ سے بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔ وہ خوب

بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ⑧

بِمَا	تُفِيضُونَ	فِيهِ	كَفَىٰ بِهِ	شَهِيدًا	بَيْنِي	وَبَيْنَكُمْ	وَهُوَ	الْغَفُورُ	الرَّحِيمُ
وہ جو	تم باتیں بناتے ہو	اس میں	وہ کافی ہے اس کا	گواہ	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور وہ	بخشنے والا	رحم کرنے والا.

جانتا ہے جو تم اس (کے بارے) میں باتیں بناتے ہو، وہ اس کا گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان اور وہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

⑧ أَمْ بِمَعْنَى بَلْ وَهَمْزَةِ الْإِنْكَارِ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ أَيِ الْقُرْآنَ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَرْضًا فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ مِنْ عَذَابِهِ شَيْئًا أَيْ لَا تَقْدِرُونَ عَلَى دَفْعِهِ عَنِّي إِذَا عَذَّبَنِي اللَّهُ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ تَقُولُونَ فِي الْقُرْآنِ كَفَىٰ بِهِ تَعَالَىٰ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُورُ لِمَنْ تَابَ الرَّحِيمُ ○ بِهِ فَلَمْ يُعَاجِلْكُمْ بِالْعُقُوبَةِ

⑧ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کو محمد نے بنا لیا کہہ دے کہ اگر بالفرض میں نے اس کو بنایا ہے تو تم مجھ سے عذاب الٰہی کو کچھ دفع نہیں کر سکتے اگر وہ مجھ کو عذاب کرے۔

وہ زیادہ جانتا ہے جو کچھ تم قرآن کی شان میں کہتے ہو۔
اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان میں کافی گواہ ہے۔ اور وہ بخشنے والا ہے توبہ کرنے والے کو مہربان ہے اس پر پس جلدی نہیں کرتا تم کو پکڑنے میں۔

تشریح

⑧ قرآن کو جادو کہنا اس کو غیر معمولی کلام ماننا ہے | کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کلام رسول نے خود بنا یا ہے۔ کیا وہ اس کو جادو کہتے ہیں۔ ان کا قرآن کو جادو کہنا گویا یہ اعتراف کرنا ہے کہ یہ غیر معمولی کلام ہے۔ اگر میں ایسا کرتا کہ ایک بات کو گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کر دیتا تو مجھے اللہ کی پکڑ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اللہ خوب جانتا ہے اور میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہ ہے۔ اتنے بڑے الزام کے بعد اس کا غضب نازل نہیں ہوا کیونکہ وہ بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہے اگر اس کائنات کا مالک سخت گیر اور بے رحم ہوتا تو ایسی جرأت کرنے والوں کو سانس لینا نصیب نہ ہوتا۔ بہتر ہے کہ اس خدائے رحیم کی رحمت میں داخل ہو جاؤ جس کی رحمت کا دروازہ اب بھی کھلا ہوا ہے۔ اگر تم اپنے گناہوں سے توبہ کر لو تو وہ اب بھی تمہیں معاف کر سکتا ہے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ

قُلْ	مَا كُنْتُ	بِدْعًا	مِّنْ + الرُّسُلِ	وَمَآ اَدْرِیْ	مَا یُفْعَلُ
فرمادیں	نہیں ہوں میں	نیا	رسولوں میں سے	اور نہیں جانتا میں	کیا کیا جائے گا

آپ فرمادیں میں رسولوں میں نیا نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ

بِیْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ وَمَآ

بِیْ	وَلَا بِكُمْ	اِنْ + اَتَّبِعُ	اِلَّا	مَا یُوْحٰۤى	اِلَیَّ	وَمَآ
میرے ساتھ	اور نہ تمہارے ساتھ	نہیں پیروی کرتا میں	سوائے صرف	جو وحی کیا جاتا ہے	میری طرف	اور نہیں ہوں

اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے اور میں

اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ⑨ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ

اَنَا	اِلَّا	نَذِیْرٌ	مُّبِیْنٌ	قُلْ	اَرَءَیْتُمْ	اِنْ	كَانَ	مِنْ
میں	مگر صرف	ڈرسنانے والا	صاف صاف	فرمادیں	بھلا تم دیکھو تو	اگر	ہے	سے

صرف صاف صاف ڈرسنانے والا ہوں۔ آپ فرمادیں بھلا تم دیکھو تو اگر (یہ قرآن) اللہ کے

عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ

عِنْدِ اللّٰهِ	وَكَفَرْتُمْ	بِهٖ	وَشَهِدَ	شَاهِدٌ	مِّنْ	بَنِیْ
پاس اللہ	اور تم نے انکار کیا	اس کا	اور گواہی دی	ایک گواہ	سے	اولاد

پاس سے ہے اور تم نے اس کا انکار کیا اور گواہی دی ایک گواہ نے بنی اسرائیل

اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ

اِسْرَآءِیْلَ	عَلٰى + مِثْلِهٖ	فَاٰمَنَ	وَاسْتَكْبَرْتُمْ	اِنَّ
اسرائیل	اس جیسی (ایک کتاب) پر	پھر وہ ایمان لے آیا	اور تم نے تکبر کیا	بیشک

میں سے اس جیسی کتاب پر، اور وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا (تم اکڑے رہے) بیشک

ع
اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ⑩ ع

اللّٰهَ	لَا یَهْدِی	الْقَوْمَ	الظّٰلِمِیْنَ
اللہ	ہدایت نہیں دیتا	لوگ	ظالم (جمع)

اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

(۹) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا أَيْ بَدِيْعًا مِّنَ
الرُّسُلِ أَيْ أَوَّلَ مُرْسَلٍ
قَدْ سَبَقَ مِثْلِيْ قَبْلِيْ كَثِيْرٌ
مِنْهُمْ فَكَيْفَ تُكَذِّبُوْنَنِيْ
وَمَا أَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ
وَلَا بِكُمْ فِي الدُّنْيَا أَأُخْرَجُ
مِنْ بَلَدِيْ أَمْ أُقْتَلُ كَمَا
فُعِلَ بِالْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ أَوْ تُرْمَوْنَ
بِالْحِجَارَةِ أَمْ يُخْسَفُ بِكُمْ
كَالْمُكَذِّبِيْنَ قَبْلَكُمْ إِنْ مَا
أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوْحٰى إِلَيَّ أَيِ
الْقُرْاٰنُ وَلَا أَبْتَدِعُ مِنْ عِنْدِيْ
شَيْئًا وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○
بَيِّنُ الْإِنْذَارِ

(۹) اے محمدؐ کہدے کہ میں کوئی نیا پیغمبر نہیں ہوں کہ سب میں پہلے میں ہی پیغمبر ہو کر آیا ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر ہوئے ہیں پھر کس طرح تم مجھ کو جھٹلاتے ہو۔

اور میں نہیں جانتا کیا معاملہ کیا جائے گا، دنیا میں میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کہ آیا میں اپنے شہر سے نکالا جاؤں گا یا مجھ کو لوگ مار ڈالیں گے جیسا کہ پہلے پیغمبروں کے ساتھ کیا گیا۔ اور تم پر پتھر برسائے جائیں گے یا تم کو زمین میں دھنسایا جائے گا جیسا کہ تم سے پہلے جھٹلانے والوں کے ساتھ کیا گیا۔ میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی بھیجی گئی یعنی قرآن کی اور اپنی طرف سے میں کوئی بات نہیں کہتا اور میں صرف ظاہر ڈرانے والا ہوں۔

(۱۰) قُلْ أَرَأَيْتُمْ أَخْبِرُوْنِيْ مَاذَا
حَالُكُمْ إِنْ كَانَ أَيِ الْقُرْاٰنُ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ
جُمْلَةٌ حَالِيَةٌ وَشَهِدَ شَاهِدٌ
مِّنْ بَنِيْ إِسْرَاءِيْلَ هُوَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ عَلٰى مِثْلِهٖ
أَيْ عَلَيْهِ أَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَاٰمَنَ
الشَّاهِدُ وَاسْتَكْبَرْتُمْ تَكَبَّرْتُمْ
عَنِ الْإِيْمَانِ وَجَوَابُ الشَّرْطِ بِمَا
عُطِفَ عَلَيْهِ أَلَسْتُمْ ظَالِمِيْنَ دَلَّ
عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(۱۱) اے محمد کہہ دے کہ تم مجھ کو بتلاؤ تمہارا کیا حال ہوگا اگر یہ قرآن اللہ کا بھیجا ہوا ہے اور تم اس کے منکر ہو

اور ایک گواہ بنی اسرائیل کا یعنی عبداللہ بن سلام اس کے کلام الٰہی ہونے پر گواہ ہے کہ وہ اس پر ایمان لایا۔

اور تم نے اس پر ایمان لانے سے تکبر کیا تو کیا تم اس حالت میں ظالم نہ ٹھیرو گے۔

بیشک اللہ نہیں راہ دکھلاتا ظالموں کو۔

تشریح

(۹) پہلی بار میں ہی تو رسول بن کر نہیں آیا اور میرا کام خبردار کرنا ہے۔

اے پیغمبر ان سے کہو کہ میں کوئی ایسا شخص تو نہیں ہوں کہ دنیا میں پہلی بار مجھے ہی رسول بنایا گیا ہو۔ مجھ سے پہلے بھی دنیا میں نبی اور رسول آتے رہے ہیں کیا وہ مجھ جیسے انسان نہیں تھے؟ کیا وہ میری طرح کھاتے پیتے نہیں تھے؟ کیا میری طرح ان کے بیوی بچے نہیں تھے؟۔ کیا مجھ سے پہلے جو رسول آئے ان کی اردلی میں فرشتے رہتے تھے جو ان کے آگے ہٹو بچو کرتے پھرتے ہوں کون سا ایسا رسول مجھ سے

پہلے گزرا ہے جو مال مستقبل کی ساری باتیں بتا تارہا ہو؟ کس رسول نے مجھ سے پہلے اپنے اختیار سے معجزے دکھائے ہیں؟ کون سے رسول نے باغ اور محلات پیدا کردئے ہیں؟ کون سا ایسا رسول ہے جس نے سختیاں نہیں جھیلیں؟ رسول کو جانچنے کے جو معیار ہیں وہ ہمیشہ سے یہی ہیں کہ وہ بے داغ کردار رکھتا ہو سچا ہو اور جس چیز کی دعوت دے رہا ہو وہ بھی دعوت ہو۔

میرا کام یہی ہے کہ میرے پاس جو اللہ کا حکم آئے میں اس کی پیروی کروں اور ایک ایک بات صاف صاف تم تک پہنچا دوں۔ میرا کام خبردار کرنا ہے۔ کل تمہارے ساتھ اور میرے ساتھ کیا ہوتا ہے، میں نہیں جانتا۔

(۱۰) قرآن اور حضرت محمدؐ اسی طرح سچے ہیں جیسے تورات اور حضرت موسیٰؑ | قرآن اللہ کا کلام ہے مگر تم صرف اپنی ضد کی وجہ سے اس کا انکار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔ تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اسے خدا نے نہیں بھیجا ہے۔ تم صرف گمان کی بنا پر اس کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کر رہے ہو۔ اب اگر یہ تمہارا گمان جو محض ایک گمان ہے غلط ثابت ہوا اور آخرت میں جا کر تمہیں معلوم ہو گیا کہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے جیسا کہ وہ حقیقت میں ہے تو بتاؤ تمہارا انجام کیا ہوگا اُس وقت تم دنیا میں واپس آکر اپنی اس غلطی کی تلافی نہ کرسکوگے۔

جب کہ تم ہی میں سے بنی اسرائیل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ تورات آسمانی کتاب ہے اور حضرت موسیٰ اللہ کے پیغمبر ہیں جن پر یہ کتاب تورات نازل ہوئی ——— اسی طرح حضورؐ کا دعویٰ رسالت اور قرآن کا وحی الٰہی ہونا کوئی انوکھی چیز نہیں رہتی۔

اسی طرح بعض علماء یہود نے صاف طور پر اقرار کیا اور شہادت دی کہ بے شک تورات میں یہ پیش گوئیاں موجود ہیں جن میں ملک عرب سے ایک عظیم الشان رسول اور کتاب کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ رسول وہی معلوم ہوتے ہیں اور یہ کتاب اسی طرح کی ہے جس کی خبر دی گئی تھی۔ تورات میں تحریف اور تغیر کے باوجود آج بھی یہ پیش گوئیاں موجود ہیں۔

بنی اسرائیل کے سب سے بڑے گواہ حضرت موسیٰؑ ہیں جو ہزاروں سال پہلے خود گواہی دے چکے ہیں کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل میں اس کے مثل ایک رسول آنے والا ہے جیسا کہ سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۔ (مزمل رکوع ۱۔ آیت ۱۵)

(تم لوگوں کے پاس ہم نے اسی طرح ایک رسول گواہ بنا کر بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔)

یہی وجہ ہے کہ حق پسند علماء یہود جیسے عبداللہ بن سلام آن حضرتؐ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی ایمان لے آئے اور کہہ اٹھے :- اِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ لَيْسَ بِوَجْهِ كَاذِبٍ (یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔)

اور انھوں نے قرآن جیسی کتاب کے حق ہونے کی گواہی دی۔ جب حضرت موسیٰؑ ایک چیز کے واقع ہونے سے ہزاروں برس پہلے ایمان رکھیں۔ علماء یہود ان کی سچائی کی گواہی دیں اور بعض بڑے علماء زبانی اور قلبی گواہی دے کر مشرف بہ اسلام ہو جائیں۔ ان سب شہادتوں کے باوجود تم اپنے تکبر سے اس کو قبول نہ کرو تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا اور ایسے ظالم کی نجات کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا

وَقَالَ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	لِلَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	لَوْ كَانَ	خَيْرًا
اور کہا	وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا (کافر)	ان کے لئے جو ایمان لائے (مومن)	اگر ہوتا	بہتر

اور کافروں نے مومنوں کے لئے (کے بارے میں) کہا اگر (یہ) بہتر ہوتا

مَا سَبَقُوْنَا اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ

مَا سَبَقُوْنَا	اِلَيْهِ	وَاِذْ	لَمْ يَهْتَدُوْا	بِهٖ	فَسَيَقُوْلُوْنَ
نہ وہ پہل کرتے ہم پر	اس کی طرف	اور جب	نہ ہدایت پائی انھوں نے	اس سے	تو اب کہیں گے

تو وہ اس کی طرف ہم پر پہل نہ کرتے۔ اور جب انھوں نے اس سے ہدایت نہ پائی تو اب کہیں گے

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ⑪ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا

هٰذَآ	اِفْكٌ	قَدِيْمٌ	وَمِنْ قَبْلِهٖ	كِتٰبُ	مُوْسٰى	اِمَامًا
یہ	جھوٹ	پرانا	اور اس سے پہلے	کتاب	موسیٰ	رہنما

یہ پرانا جھوٹ ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ ؑ کی کتاب (توریت) تھی رہنما

وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا

وَّرَحْمَةً	وَهٰذَا	كِتٰبٌ	مُّصَدِّقٌ	لِّسَانًا	عَرَبِيًّا
اور رحمت	اور یہ	کتاب	تصدیق کرنے والی	زبان	عربی

اور رحمت اور یہ کتاب (اس کی) تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے،

لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ⑫

لِّيُنْذِرَ	الَّذِيْنَ + ظَلَمُوْا	وَبُشْرٰى	لِلْمُحْسِنِيْنَ
تاکہ وہ ڈرائے	ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا (ظالم)	اور خوشخبری	نیکو کاروں کے لئے

تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور خوش خبری دے نیکو کاروں کے لئے۔

⑪ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا اَیْ فِیْ حَقِّهِمْ لَوْ كَانَ
الْاِيْمَانُ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ
وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا اَيِ الْقَائِلُوْنَ

⑪ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ
اور کافروں نے ایمان والوں کی شان میں کہا کہ اگر کوئی چیز اچھی ہوتی
تو یہ لوگ ہم سے پہلے اس کی طرف راہ نہ پاتے۔
اور جب کہ ان کافروں کو قرآن سے ہدایت نہ ہوئی تو

بِهٖ اَیْ بِالْقُرْاٰنِ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اَیِ الْقُرْاٰنُ اِفْكٌ كَذِبٌ قَدِیْمٌ ○

نزدیک ہے کہ وہ کہیں گے یہ قرآن پرانا جھوٹ ہے

(۱۲) وَمِنْ قَبْلِهٖ اَیِ الْقُرْاٰنِ كِتٰبُ مُوْسٰۤی اَیِ التَّوْرٰىةُ اِمَامًا وَّرَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِهٖ حَالَانِ وَهٰذَا اَیِ الْقُرْاٰنُ كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِلْكُتُبِ قَبْلَهٗ لِّسَانًا عَرَبِیًّا حَالٌ مِّنَ الضَّمِیْرِ فِیْ مُصَدِّقٌ لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مُشْرِكِیْ مَكَّةَ وَهُوَ بُشْرٰی لِلْمُحْسِنِیْنَ ○ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

(۱۲) اور قرآن سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب یعنی توریت آئی کہ جو پیشوا اور رحمت تھی ایمان والوں کے لئے۔
اور یہ قرآن ایک کتاب ہے جو تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے گزریں۔ دراں حالے کہ یہ عربی زبان میں ہے۔

تاکہ ڈراوے تو ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا یعنی مکہ کے مشرکوں کو۔ اور قرآن بشارت ہے ایمان والوں کے لئے۔

تشریح

(۱۱) **قوم کے بڑے لوگوں کا اس دعوت کو نہ ماننا بتاتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے اور یہ بہت پرانا جھوٹ ہے** دعوت اسلامی کے مخالفین اور وہ لوگ جو قرآن کو اللہ کا کلام اور رسول اللہ کو سچا رسول نہیں مانتے تھے ان کا کہنا یہ تھا کہ اسلام کی دعوت کو بڑے بڑے سردار، معززین جہاں دیدہ اور بڑے لوگ قبول نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس کو ماننے والے غریب اور ناتجربہ کار نوجوان، غلام اور ادنیٰ درجے کے لوگ تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچائی کا معیار یہ ہے کہ جس کو بڑے لوگ مان لیں وہ سچا ہے۔ جس کو بڑے لوگ نہ مانیں وہ جھوٹ ہے۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ نبوت اور رسالت اور اللہ کی طرف سے کتابوں کا نازل ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی پیغمبر آتے رہے ہیں، کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں اور ہزاروں سال سے یہ حقائق پیش کئے جاتے رہے ہیں اور لوگ ان کو مانتے چلے آرہے ہیں۔ وہی عقیدے اور وہی ہدایات جو آج پیش کئے جارہے ہیں آسمانی کتابیں ان سے بھری ہوئی ہیں۔

تو اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ بہت پرانا ہے۔ گویا ساری دانائی اور سمجھ داری ان کے حصے میں آگئی ہے اور باقی سارے لوگ ان کے خیال میں نادان ہیں۔

(۱۲) **اسلام پرانا سچ ہے** اسلام پرانا جھوٹ نہیں بلکہ پرانا سچ ہے۔ قرآن کے نازل ہونے سے سیکڑوں برس پہلے تورات نے بھی یہی اصولی تعلیم دی تھی جس کی پیروی انبیاء اور اولیا کرتے رہے اور وہ کتاب رحمت اور حجت بن کر آچکی ہے اور اس نے آنے والی نسلوں کے لئے اپنی تعلیمات سے اور اپنی بشارتوں سے سچائی اور ہدایت کا راستہ دکھا دیا ہے اور اس کتاب نے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔
اب قرآن آیا ہے تو اس کی بات کو سچا ثابت کرتا ہوا آیا ہے۔ غرض دونوں کتابیں تورات اور قرآن ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں اور یہی حال دوسری آسمانی کتابوں کا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ

إِنَّ	الَّذِينَ + قَالُوا	رَبُّنَا اللّٰهُ	ثُمَّ	اسْتَقَامُوا	فَلَا خَوْفٌ
بیشک	جن لوگوں نے کہا	ہمارا رب اللہ	پھر	وہ قائم رہے	تو کوئی خوف نہیں

بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے، تو کوئی خوف نہیں

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۳﴾ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُونَ	أُولٰٓئِكَ	أَصْحٰبُ	الْجَنَّةِ
ان پر	اور نہ وہ	غمگین ہوں گے	یہی لوگ	اہل	جنت

ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی لوگ اہل جنت ہیں،

خٰلِدِينَ فِيهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾

خٰلِدِينَ	فِيهَا	جَزَآءً	بِمَا	كَانُوا	يَعْمَلُونَ
ہمیشہ رہیں گے	اس میں	جزاء	اس کی جو	تھے	وہ عمل کرتے

ہمیشہ اس میں رہیں گے (یہ) اس کی جزاء ہے جو وہ عمل کرتے تھے

(۱۳) إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّاعَةِ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

(۱۴) أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِينَ فِيهَا حَالٌ جَزَآءً مَنْصُوبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ أَيْ يُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

(۱۳) بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے عبادِ الٰہی پر پس ان کو نہ کچھ خوف ہے، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۱۴) یہی ہیں جنتی کہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے یہ ان کو بدلہ ملے گا بسبب ان کے عملوں کے۔

تشریح

(۱۳) ایمان پر استقامت رکھنے والوں کو کوئی غم اور خوف نہ ہوگا | جن لوگوں نے دل سے اللہ کے رب ہونے کا اقرار کیا اور اس پر قائم رہے اس کی ربوبیت اور معبودیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھیرایا نہ اس یقین اور اقرار سے مرتے دم تک ہٹے۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کے تقاضے کو سمجھتے ہوئے اعتقاداً اور عملاً اس پر جمے رہے اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا، جو عمل کیا خالص اس کی خوشنودی کے لیے کیا۔ اپنے رب کے عائد کیے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ غرض ہر طرف سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کے راستے پر چلے۔ ایسے سچے مومنوں کو نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ان کا دل ہر طرح سے مطمئن رہے گا کہ وہ بے یار و مددگار نہیں ہیں۔

(۱۴) ایسے لوگوں کا بدلہ جنت ہوگا | ایسے لوگ جو قولاً و عملاً اللہ کے فرماں بردار رہے اور خلوص دل سے اس کی ہدایات پر عمل کرتے رہے ایسے لوگ تو نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔ اپنے نیک کاموں کے سبب اللہ کی رحمت سے ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے ہمیشہ وہاں کے راحت و آرام سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور اللہ کے شکر گزار ہوں گے کہ اس نے اپنی رحمت سے ان کے نیک کاموں کا بہترین بدلہ عطا فرمایا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ

وَ وَصَّيْنَا	الْاِنْسَانَ	بِوَالِدَيْهِ	اِحْسٰنًا	حَمَلَتْهُ
اور ہم نے حکم دیا	انسان	ماں باپ کے ساتھ	حسنِ سلوک کا	وہ اس کو اٹھائے رہی

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا۔ اس کی ماں اُسے تکلیف

اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَ

اُمُّهٗ	كُرْهًا	وَّ	وَضَعَتْهُ	كُرْهًا	وَحَمْلُهٗ	وَ
اس کی ماں	تکلیف کے ساتھ	اور	اس نے اس کو جنا	تکلیف کے ساتھ	اور اس کا حمل	اور

کے ساتھ (پیٹ میں) اٹھائے رہی اور اس نے اسے تکلیف کے ساتھ جنا۔ اور اس کا حمل اور

فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ

فِصٰلُهٗ	ثَلٰثُوْنَ	شَهْرًا	حَتّٰٓى	اِذَا	بَلَغَ	اَشُدَّهٗ
اس کا دودھ چھڑانا	تیس۳۰	مہینے	یہاں تک	جب	وہ پہنچا	اپنے زور (جوانی) کو

اس کا دودھ چھڑانا تیس۳۰ مہینے میں (ہوا)۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا،

وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ

وَبَلَغَ	اَرْبَعِيْنَ	سَنَةً	قَالَ	رَبِّ	اَوْزِعْنِيْٓ
اور وہ پہنچا (ہوا)	چالیس۴۰	سال	اس نے عرض کی	اے میرے رب	توفیق دے مجھے

اور ہُوا چالیس۴۰ سال کا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ

اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ

اَنْ	اَشْكُرَ	نِعْمَتَكَ	الَّتِيْٓ	اَنْعَمْتَ	عَلَيَّ	وَ
کہ	میں شکر کروں	تیری نعمت	وہ جو	تو نے انعام فرمائی	مجھ پر	اور

میں تیری نعمت کا شکر کروں، جو تو نے مجھ پر انعام فرمائی اور

عَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

عَلٰى	وَالِدَيَّ	وَاَنْ	اَعْمَلَ	صَالِحًا	تَرْضٰىهُ
پر	میرے ماں باپ	اور یہ کہ	میں عمل کروں	نیک عمل	تو پسند کرے اسے

میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے۔

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ

وَ اَصْلِحْ	لِیْ	فِیْ ذُرِّیَّتِیْ	اِنِّیْ	تُبْتُ	اِلَیْكَ
اوراصلاح کردے	میرے لئے	میری اولاد میں	بیشک میں نے	توبہ کی	تیری طرف

اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح کردے (نیک بنادے) بیشک میں نے تیری طرف (تیرے حضور) توبہ کی

وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾

وَ اِنِّیْ	مِنَ	الْمُسْلِمِیْنَ	
اور بیشک میں	سے	مسلمانوں (فرماں برداروں)	

اور بے شک میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

(۱۵) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
حُسْنًا وَفِيْ قِرَاءَةٍ اِحْسَانًا
اَيْ اَمَرْنَاهُ اَنْ يُّحْسِنَ
اِلَيْهِمَا فَنُصِبَ اِحْسَانًا عَلَى
الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ
وَمِثْلُهُ حُسْنًا حَمَلَتْهُ اُمُّهُ
كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا اَيْ
عَلٰى مَشَقَّةٍ وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ
مِنَ الرَّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ
شَهْرًا سِتَّةُ اَشْهُرٍ اَقَلُّ
مُدَّةِ الْحَمْلِ وَالْبَاقِيْ اَكْثَرُ
مُدَّةِ الرَّضَاعِ وَقِيْلَ اِنْ
حَمَلَتْ بِهٖ سِتَّةً اَوْ سَبْعَةً
اَرْضَعَتْهُ الْبَاقِيْ حَتّٰى
غَايَةٌ لِجُمْلَةٍ مُقَدَّرَةٍ
اَيْ وَعَاشَ حَتّٰى اِذَا
بَلَغَ اَشُدَّهٗ هُوَ كَمَالُ
قُوَّتِهٖ وَعَقْلِهٖ وَرَاْيِهٖ
اَقَلُّهُ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ سَنَةً
وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

(۱۵) اور ہم نے وصیت کی انسان کو کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرے۔

اس کی ماں نے اس کو مشقت سے پیٹ میں رکھا اور جننے کی تکلیف اٹھائی۔

اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہیں یعنی چھ مہینے کمتر مدت حمل کے اور باقی دو برس اکثر مدت دودھ پلانے کی

اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر حمل چھ مہینے رہا تو دو برس مدت رضاعت ہے اور اگر نو مہینے حمل رہا تو باقی یعنی دو برس سے تین مہینہ کم مدت رضاعت ہوگی بغرض تیس ماہ حمل ورضاع کے اس قول کے موافق ہونے چاہئیں۔ اور وہ بچہ زندہ رہا یہاں تک کہ جب پہنچا کمال قوت اور عقل ورائے کو کہ کمتر اس کی مدت تینتیس ۳۳ برس کی عمر ہے۔ اور پہنچا چالیس سال کو

أَيْ تَمَامُهَا وَهُوَ أَكْثَرُ الْأَشَدِّ
قَالَ رَبِّ إِلَىٰ آخِرِهِ نَزَلَ
فِي أَبِي بَكْرِنِ الصِّدِّيقِ
لَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً
بَعْدَ سَنَتَيْنِ مِنْ
مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنَ بِهِ
ثُمَّ آمَنَ أَبَوَاهُ ثُمَّ ابْنُهُ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
أَبُو عَتِيقٍ أَوْزِعْنِي أَلْهِمْنِي
أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي
أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ وَعَلَىٰ
وَالِدَيَّ وَهِيَ التَّوْحِيدُ
وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضَاهُ فَأَعْتَقَ تِسْعَةً
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يُعَذَّبُونَ
فِي اللهِ وَأَصْلِحْ لِي فِي
ذُرِّيَّتِي فَكُلُّهُمْ مُؤْمِنُونَ
إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي
مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○

جو اکثر مدت کمال قوت کی ہے۔
کہنے لگا اے میرے رب میرے دل میں ڈال کر میں شکر کروں تیری نعمت کا جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی یعنی توحید کی توفیق دے اور مجھ کو توفیق عطا فرما کہ میں نیک عمل کروں جس سے تو خوش ہو چنانچہ اس نے نو مسلمان آزاد کئے جو اللہ کے راستے میں عذاب دئے جاتے تھے۔ اور اصلاح کر میری اولاد میں سو وہ سب اہل ایمان ہوئے۔ بے شبہ میں توبہ کرتا ہوں تیری طرف اور بے شبہ میں اسلام لانے والوں میں ہوں۔
(یہ آیت ابوبکر صدیق رض کے بارے میں نازل ہوئی جس وقت ان کی عمر چالیس سال کی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے دو برس بعد وہ حضرت پر ایمان لائے پھر ان کے ماں باپ ایمان لائے پھر ان کا بیٹا عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰن کا بیٹا ابوعتیق ایمان لائے)

تشریح

(۱۵) والدین کے حقوق | قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کا حق بیان کیا ہے۔ خالق حقیقی تو اللہ تعالےٰ ہیں لیکن عالم اسباب میں والدین اولاد کے وجود کا ظاہری سبب اور اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کا مظہر بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ ان کی تعظیم ان کی محبت اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھے۔ قرآن مجید میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ اگر والدین نے اسلام قبول نہ کیا ہو تب بھی دنیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ اگرچہ اولاد کو ماں اور باپ دونوں ہی کی خدمت کرنی چاہیئے لیکن ماں کا حق اپنی اہمیت میں اس لئے زیادہ ہے کہ وہ اولاد کے لئے زیادہ تکلیفیں اٹھاتی ہے۔ جب حمل کئی مہینے کا ہوتا ہے اس کا ثقل محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس وقت میں اور پیدائش کے وقت ماں کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرتی ہے۔ پھر دودھ پلاتی ہے، اس کی نگہداشت کرتی ہے اور اپنے آرام کو اولاد کی آسائش پر قربان کر دیتی ہے۔ باپ بھی بڑی حد تک ان تکلیفوں میں شریک رہتا ہے اور ساماں تربیت فراہم کرتا ہے۔ بے شک یہ سب کام فطرت کے تقاضے سے ہوتے ہیں مگر اسی فطرت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اولاد اپنے ماں باپ کی شفقت اور ان کی محبت کو محسوس

کرے اور ان کی محنت اور ان کے ایثار کی قدر کرے۔

ایک حدیث میں جو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد اور امام بخاری کی الادب المفرد میں کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ آں حضرت ؐ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ایک صاحب نے حضورؐ سے پوچھا۔ ماں باپ میں سے کس کا حق مجھ پر زیادہ ہے؟ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا تیری ماں کا حق۔ اور چوتھی مرتبہ فرمایا تیرے باپ کا۔

مذکورہ آیت میں بھی والد کا ذکر صرف ایک مرتبہ وَالِدَیۡہِ کے لفظ سے ہوا ہے کہ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ اِحۡسٰنًا۔ (ہم نے انسان کو ہدایت دی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔) اور والدہ کا ذکر تین مرتبہ ہوا ہے۔ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ کُرۡہًا ــــ وَّوَضَعَتۡہُ کُرۡہًا ــــ وَحَمۡلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا ــــ اس طرح حدیث میں قرآن مجید کی آیت کی مکمل ترجمانی ہے۔

○ وَحَمۡلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا۔ (اور اس کے بعد حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس۳۰ مہینے لگ گئے۔) دو برس میں عموماً بچے کا دودھ چھڑایا جاتا ہے۔ اور کم از کم مدت حمل چھ مہینے ہے اس طرح کل مدت تیس۳۰ مہینے ہوئے ــــ رضاعت کی مدت کا دو سال سے زیادہ ہونا قلیل و نادر ہے۔

جدید ترین طبی تحقیقات کی رو سے ماں کے پیٹ میں ایک بچے کو نشو و نما پاکر زندہ پیدا ہونے کے لئے کم از کم اٹھائیس۲۸ ہفتے درکار ہوتے ہیں۔ یہ مدت ساڑھے چھ مہینے سے کچھ زیادہ بنتی ہے۔ اس لئے اسلامی قانون میں پندرہ دن کے قریب مزید رعایت دی گئی ہے کیونکہ استقرار حمل کی ٹھیک ٹھیک مدت کا تعین مشکل ہوتا ہے اس لئے حمل کی کم سے کم قانونی مدت میں چند روز کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

آیت کے اس حصے سے یہ قانون نکلتا ہے کہ اگر کوئی عورت نکاح کے بعد چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں زندہ سلامت بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہی ہوگا۔

اس طرح کے ایک مقدمے کا فیصلہ حضرت عثمان رضؓ کے زمانے میں ہوا ہے۔ جس میں حضرت علی رضؓ نے اسی آیت کے حوالے سے حضرت عثمان رضؓ کو مشورہ دیا کہ وہ یہ فیصلہ فرمائیں ــــ حضرت عثمان رضؓ نے اس کو قبول فرمایا۔ اس کی تفصیل ابن جریر، ابن کثیر اور جصّاص کی احکام القرآن میں موجود ہے۔

○ چالیس سال کی عمر اس لئے ارشاد فرمائی کہ انسان کی عقل اسی عمر میں پختہ ہوجاتی ہے اسی لئے انبیاء کرام کو جو نبوت ملی ہے وہ چالیس سال کی عمر میں ملی ہے۔

○ سعادت مند آدمی وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو احسانات اس پر اور اس کے ماں باپ پر ہو چکے ہیں ان کا شکر ادا کرے اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے نیک عمل کی توفیق طلب کرے اور اپنی اولاد کے حق میں بھی نیکی کی دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ جو کوتاہی اللہ کے یا بندوں کے حقوق میں رہ گئی ہو وہ ان کو معاف کردے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی مخلصانہ عبدیت کا اعتراف و اقرار کرے۔

○ صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ انتہائی خوش بخت تھے کہ خود ان کو، ان کے ماں باپ کو اور ان کی اولاد کو ایمان کے ساتھ نبی ؐ کی صحبت کا شرف میسر ہوا۔ صحابہ کرام میں یہ خصوصیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ وہ بھی صحابی، ان کے والدین بھی صحابی اور ان کی اولاد بھی صحابی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے اور ہمیں اور ہماری اولاد کو نیکی کی سعادت عطا فرمائے۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ

أُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	نَتَقَبَّلُ	عَنْهُمْ	اَحْسَنَ	مَا عَمِلُوْا	وَنَتَجَاوَزُ	عَنْ
یہی لوگ	وہ جو کہ	ہم قبول کرتے ہیں	ان سے	بہترین (عمل)	جو انھوں نے کئے	اور ہم درگزر کرتے ہیں	سے

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بہترین کام جو انھوں نے کئے ہم قبول کرتے ہیں اور ہم ان کی برائیوں سے درگذر

سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ⑯

سَيِّاٰتِهِمْ	فِيْٓ	اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ	وَعْدَ الصِّدْقِ	الَّذِيْ	كَانُوْا	يُوْعَدُوْنَ
ان کی برائیوں	میں	اہل جنت	سچا وعدہ	وہ جو	تھا	انہیں وعدہ دیا جاتا

کرتے ہیں (یہ) اہل جنت میں سے (ہوں گے) سچا وعدہ ہے جو انھیں وعدہ دیا جاتا تھا

⑯ أُولٰٓئِكَ اَىْ قَآئِلُوْا هٰذَا الْقَوْلَ اَبُوْ بَكْرٍ وَغَيْرُهٗ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ بِمَعْنٰى حَسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ حَالٌ اَىْ كَآئِنِيْنَ فِىْ جُمْلَتِهِمْ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

⑯ یہی لوگ ہیں جو کہنے والے ہیں کلام مذکور کے ابو بکر وغیرہ کہ ہم قبول کرتے ہیں ان کے نیک عمل اور تجاوز کرتے ہیں ہم ان کی برائیوں سے۔

ہونے والے ہیں یہ لوگ اہل جنت میں یہ وعدہ سچا ہے جو اُن سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اس قول باری تعالٰی میں، وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ الخ

تشریح

⑯ فرماں برداری کا بہترین صلہ | یہ نیک لوگ جنھوں نے اللہ کی فرماں برداری کے ساتھ والدین کے حقوق کی پاسداری کی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرتے رہے اور ہر قول وعمل سے اللہ کی نعمتوں کے قدردان اور شکر گزار رہے اللہ تو ان کی نیکیوں کے مطابق جنت میں ان کے درجات متعین فرمائیں گے اور ان سے جو لغزشیں یا کمزوریاں ظاہر ہوئیں ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے۔ ایک کریم النفس اپنے وفادار کی وفا شعاری اور خدمت گزاری پر نظر رکھتے ہوئے اس کی لغزشوں پر گرفت نہیں کیا کرتا کہ ذرا ذرا سی کوتاہی پر اس کی تمام نیکیوں پر پانی پھیر دے اس لئے اللہ تعالٰی ان کا مقام اپنے سچے وعدے کے مطابق جنت میں عطا فرمائے گا۔

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّکُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ

وَالَّذِیْ	قَالَ	لِوَالِدَیْهِ	اُفٍّ	لَّکُمَا	اَتَعِدٰنِنِیْٓ
اور وہ جس	اس نے کہا	اپنے ماں باپ کے لئے	تف	تمہارے لئے پر	کیا تم مجھے وعدہ (خبر) دیتے ہو

اور جس نے اپنے ماں باپ کے لئے کہا، تم پر تف! کیا تم مجھے یہ خبر دیتے ہو کہ میں (روز حشر)

اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ

اَنْ	اُخْرَجَ	وَقَدْ + خَلَتِ	الْقُرُوْنُ	مِنْ
کہ	میں نکالا جاؤں گا	حالاں کہ گزر چکے	(بہت سے) گروہ	سے

نکالا جاؤں گا۔ حالاں کہ بہت سے گروہ گزر چکے ہیں مجھ سے

قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ

قَبْلِیْ	وَهُمَا	یَسْتَغِیْثٰنِ	اللّٰهَ	وَیْلَكَ	اٰمِنْ
مجھ پہلے	اور وہ دونوں	فریاد کرتے ہیں	اللہ	تیرا برا ہو	تو ایمان لے آ

پہلے، اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور اس کو کہتے ہیں) تیرا برا ہو تو ایمان لے آ

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ

اِنَّ	وَعْدَ	اللّٰهِ	حَقٌّ	فَیَقُوْلُ	مَا	هٰذَآ
بےشک	وعدہ	اللہ	سچا	تو وہ کہتا ہے	نہیں	یہ

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو وہ کہتا ہے یہ تو صرف

اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ⑰

اِلَّآ	اَسَاطِیْرُ	الْاَوَّلِیْنَ
مگر صرف	کہانیاں	پہلوں

پہلوں (اگلوں) کی کہانیاں ہیں۔

⑰ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ
وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْاِفْرَادِ اُرِیْدَ
بِهِ الْجِنْسُ اُفٍّ بِکَسْرِ
الْفَاءِ وَفَتْحِهَا بِمَعْنٰی
مَصْدَرٍ اَیْ نَتْنًا وَقُبْحًا

⑰ اور وہ شخص جو کہتا ہے اپنے ماں باپ کو کہ دوری اور برائی ہو تم کو میں تم سے تنگ آگیا ہوں۔

لَّكُمَا اَتَضَجَّرُ مِنْكُمَا
اَتَعِدٰنِنِيْٓ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
بِالْاِدْغَامِ اَنْ اُخْرَجَ مِنَ
الْقَبْرِ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ
اَلْاُمَمُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَلَمْ
تُخْرَجْ مِنَ الْقُبُوْرِ وَهُمَا
يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ يَسْأَلَانِهِ
الْغَوْثَ بِرُجُوْعِهٖ وَيَقُوْلَانِ
اِنْ لَمْ تَرْجِعْ وَيْلَكَ اَيْ
هَلَاكَكَ بِمَعْنٰى هَلَكْتَ
اٰمِنْ ۖ بِالْبَعْثِ اِنَّ وَعْدَ
اللّٰهِ بِهٖ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ
مَا هٰذَآ اَيِ الْقَوْلُ
بِالْبَعْثِ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَكَاذِيْبُهُمْ

کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا۔
حالانکہ مجھ سے پہلے بہت امتیں گذریں اور وہ قبور سے نہیں نکالی گئیں۔
اور وہ دونوں یعنی اس کے ماں باپ اللہ سے فریاد کرتے تھے۔ اس امر کی کہ یہ کفر سے باز آوے۔ اور ایمان قبول کرے اور وہ دونوں اس کو کہتے تھے کہ اگر تو اپنے کفر سے باز نہ آوے گا تو ہلاک ہوگا اور خرابی میں پڑے گا ہمارا کہنا مان قیامت پر ایمان لے آ۔ بے شبہ اللہ کا وعدہ حشرونشر کا سچا ہے۔ پس وہ اس کے جواب میں کہتا تھا نہیں ہے یہ قول حشرونشر کے سچے ہونے کا مگر جھوٹی کہانیاں پہلوں کی۔

تشریح

(١٧) فرماں بردار اولاد کے مقابلے میں نافرمان اولاد | ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے، اجالے کی پہچان اندھیرے کے مقابلے میں ہوتی ہے، نیکی بدی کے مقابلے میں رکھ کر دیکھی جاتی ہے۔

اوپر ذکر آیا فرماں بردار اولاد کا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی نوازشوں کا۔ اور فرماں بردار اولاد کے مقابلے میں یہ نافرمان اولاد کا کردار ہے کہ جب ماں باپ اس کو سمجھاتے ہیں اور خوف دلاتے ہیں کہ دیکھو تمہاری بے ادبی اور نافرمانی مرنے کے بعد آخرت میں تمہارے لئے نقصان دہ ہوگی۔ تو وہ جھلا کر والدین سے کہتا ہے، اُف، تم نے تنگ کر کے رکھ دیا ـــــ ڈراتے رہتے ہو کہ میں مرنے کے بعد قبر سے نکالا جاؤں گا اور مجھ سے حساب کتاب لیا جائے گا۔ اگر یہ بات سچ ہوتی تو اس سے پہلے کتنی نسلیں گزر چکیں۔ کوئی قبر سے اُٹھ کر آیا؟ کسی نے کہا کہ مجھے مرنے کے بعد رب نے زندہ کیا ہے۔

اس پر ماں باپ اللہ کی دُہائی دیتے ہیں کہ بدنصیب مان جا۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ مگر وہ نافرمان کہتا ہے یہ سب اگلے وقتوں کی فرسودہ کہانیاں ہیں۔

یہ اس نافرمان اولاد کا کردار ہے جو ماں باپ کی باتوں کو جھٹلا رہا ہے۔ اور ماں باپ جو محبت کی وجہ سے اپنی اولاد کو راہِ راست کی نصیحت کر رہے ہیں اس کو قبول کرنے کے بجائے گستاخانہ بحث و مباحثہ کر رہا ہے۔

موت کے بعد زندہ ہونے کا وعدہ ایک خاص وقت کے لئے ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جہاں کسی نے موت کے بعد زندہ ہونے کا انکار کیا فوراً قبرستان سے ایک مردہ نکل کر اس کی شہادت دے گا۔ موت کے بعد زندہ کرنے کا وعدہ قیامت کے دن کا ہے۔ جب اس دنیا کی بساط الٹ دی جائے گی اور اس کی مدت پوری ہو جائے گی۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيٓ أُمَمٍ قَدْ

أُولَٰٓئِكَ	الَّذِينَ	حَقَّ	عَلَيْهِمُ	الْقَوْلُ	فِيٓ + أُمَمٍ	قَدْ
یہی لوگ	وہ جو	ثابت ہوگئی	ان پر	بات (عذاب)	امتوں میں	تحقیق

یہی لوگ ہیں جن پر عذاب کی بات ثابت ہوگئی (ان) امتوں میں، جو ان سے

خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ

خَلَتْ	مِن قَبْلِهِم	مِّنَ	الْجِنِّ	وَالْإِنسِ	إِنَّهُمْ
گزر چکیں	ان سے قبل	سے	جنّات	اور انسان (جمع)	بیشک وہ

قبل گزر چکیں جنات میں سے اور انسانوں میں سے بیشک وہ

كَانُوا خَاسِرِينَ ۝١٨ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا

كَانُوا	خَاسِرِينَ	وَ + لِكُلٍّ	دَرَجَاتٌ	مِّمَّا عَمِلُوا
تھے	خسارہ پانے والے	اور ہر ایک کے لئے	درجے	اس سے جو انہوں نے کیا

خسارہ پانے والوں میں سے تھے اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں (اس کے مطابق) جو

وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝١٩

وَلِيُوَفِّيَهُمْ	أَعْمَالَهُمْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ
اور تاکہ وہ پورا دے ان کو	ان کے اعمال	اور وہ۔ ان	ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

انہوں نے کیا۔ تاکہ وہ ان کو ان کے اعمال کا پورا (بدلہ) دے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

(۸) أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ حَقَّ
وَجَبَ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
بِالْعَذَابِ فِيٓ أُمَمٍ
قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم
مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ
كَانُوا خَاسِرِينَ ۝

(۱۷) یہ ہی لوگ ہیں کہ ان پر بات عذاب کی ثابت ہوئی ان امتوں میں جو ان سے پہلے گزریں

جنّ اور انسان سے بے شبہ یہ ہی لوگ ہیں ٹوٹے میں پڑنے والے۔

(۱۹) وَلِكُلٍّ مِّنْ جِنْسِ الْمُؤْمِنِ
وَالْكَافِرِ دَرَجَاتٌ فَدَرَجَاتُ

(۱۸) اور ہر ایک کے واسطے مومن اور کافر کے درجات ہیں۔ پس درجات مومن کے

الْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ عَالِيَةٌ
وَدَرَجَاتُ الْكَافِرِ فِي النَّارِ
سَافِلَةٌ "مِّمَّا عَمِلُوْا" اَيِ
الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ
الطَّاعَاتِ وَالْكَافِرُوْنَ
مِنَ الْمَعَاصِيْ "وَلِيُوَفِّيَهُمْ"
اَيِ اللّٰهُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
بِالنُّوْنِ "اَعْمَالَهُمْ"
اَيْ جَزَاءَهَا "وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ" ۝ شَيْئًا
يَنْقُصُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَيُزَادُ لِلْكُفَّارِ

بلند ہیں جنت میں اور درجات کافر کے نیچے ہیں دوزخ میں بسبب ان کے عملوں کے یعنی بہ سبب بندگی کرنے اہل ایمان کے اور نافرمانی اور گنہ کرنے کافر کے۔

اور تاکہ پورا دیوے ان کو اللہ بدلہ ان کے عملوں کا۔

اور ان پر کچھ ظلم نہ کیا جاوے گا کہ مومنین کے ثواب میں کمی کی جاوے اور کافروں پر عذاب زیادہ کر دیا جاوے۔

تشریح

(۱۸) **آخرت کے منکر یہ وہی بدبخت ہیں جن کے لئے جہنم کا فیصلہ ہے** اللہ تعالیٰ نے ہرانسان کی فطرت میں نیکی کا بیج رکھا ہے یعنی انسان فطری طور پر خیرپسند اور نیک ہے اب اگر انسان چاہے تو نیکی کے اس بیج کو ایمان اور عمل صالح کے ذریعے پروان چڑھا سکتا ہے اور اگر چاہے تو اس تخم سعادت کو اپنی بدعملی اور بدبختی سے ضائع کرسکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر خسارے اور نقصان میں اور کون ہوگا جو اپنے راس المال یعنی اپنی اصل پونجی کو بھی ضائع کردے۔ بجائے اس پونجی سے وہ اور نفع حاصل کرتا وہ تخم سعادت کی اصل پونجی بھی ہاتھ سے جاتی رہی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی بدنصیبی سے حق وصداقت کو جھٹلایا اور انسانوں اور جنوں کے اس ٹولے میں شامل ہوگئے جن پر عذاب جہنم کا فیصلہ چسپاں ہوچکا ہے جیسا کہ سورۂ سجدہ میں فرمایا۔ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

(آیت ۱۳ سورۂ سجدہ پارہ ۲۱)

(میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔)

(۱۹) **ہرایک کے عمل کے لحاظ سے جنت دوزخ کے درجات متعین ہوں گے۔** مذکورہ بالا آیتوں میں دونوں طرح کے لوگوں کا بیان آچکا ہے ایک وہ ہیں جنھوں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا حق ادا کیا، اللہ تعالےٰ کے فرماں بردار رہے اور والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا۔

دوسرے وہ لوگ جنھوں نے نہ اللہ کا حق پہچانا اور نہ بندوں کا۔ والدین کے سمجھانے پر ان کی بات ماننے کے بجائے نافرمانی کی روش اختیار کی اور آخر اسی گروہ میں شامل ہوگئے جنھوں نے اپنا دنیا اور آخرت میں نقصان کیا تھا۔

جنت اور دوزخ میں ان دونوں گروہوں کے اعمال کے مطابق درجات متعین کئے جائیں گے نہ اچھے لوگوں کی نیکیاں ضائع ہوں گی نہ برے لوگوں کو ان کی برائی سے بڑھ کر سزا دی جائے گی۔ نیک آدمی اگر اپنے اجر سے محروم رہ جائے یا جتنے اجر کا وہ مستحق ہے اتنا اجر اس کو نہ ملے تو یہ اس پر ظلم ہے۔

اور برا آدمی اپنے کئے کی سزا نہ پائے یا جتنا قصور اس نے کیا ہے اس سے زیادہ سزا لے تو یہ بھی زیادتی ہے۔ اس لئے اعمال کے فرق کے مطابق جنت والوں کے مختلف درجے ہوں گے۔ اسی طرح دوزخ والوں کے بھی مختلف درجات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نہ کسی کی نیکی کا ثواب کم کریں گے اور نہ کسی جرم کی سزا اس کے جرم سے بڑھ کر دیں گے۔ اللہ کی طرف سے اس پر کوئی زیادتی ہرگز نہ ہوگی۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ

أَذْهَبْتُمْ	عَلَى النَّارِ	كَفَرُوا	الَّذِينَ	يُعْرَضُ	وَيَوْمَ
تم لے گئے (حاصل کر چکے)	آگ کے سامنے	کفر کیا (کافر)	وہ جنہوں نے	لائے جائیں گے	اور جس دن

اور جس دن لائے جائیں گے کافر آگ کے سامنے (کہا جائے گا) تم اپنی نعمتیں اپنی

طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ

فَالْيَوْمَ	بِهَا	وَاسْتَمْتَعْتُمْ	حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا	فِي	طَيِّبَاتِكُمْ
پس آج	ان کا	اور تم فائدہ اٹھا چکے	اپنی دنیا کی زندگی	میں	اپنی نعمتیں

دنیا کی زندگی میں حاصل کر چکے ہو اور ان کا فائدہ (بھی) اٹھا چکے ہو پس آج

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ

تَسْتَكْبِرُونَ	كُنْتُمْ	بِمَا	الْهُونِ	عَذَابَ	تُجْزَوْنَ
تکبر کرتے	تھے تم	اس لئے کہ	رسوائی	عذاب	تمہیں بدلہ دیا جائے گا

تمہیں رسوائی کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا اس لئے کہ زمین میں ناحق تکبر

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ ع ۲

تَفْسُقُونَ	كُنْتُمْ	وَبِمَا	بِغَيْرِ الْحَقِّ	فِي الْأَرْضِ
نافرمانیاں کرتے	تھے تم	اور اس لئے کہ	ناحق	زمین میں

کرتے تھے اور اس لئے کہ تم نافرمانیاں کرتے تھے۔

﴿٢٠﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ بِأَنْ تُكْشَفَ لَهُمْ يُقَالُ لَهُمْ أَذْهَبْتُمْ بِهَمْزَةٍ وَبِهَمْزَتَيْنِ وَبِهَمْزَةٍ وَمَدَّةٍ وَبِهِمَا وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ طَيِّبَاتِكُمْ بِاشْتِغَالِكُمْ بِلَذَّاتِكُمْ فِي

(۲۰) اور جس روز کافروں پر عذاب دوزخ کا پیش کیا جاوے گا بایں طور کہ آگ ان کے سامنے ظاہر کردی جائے گی۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا تم اپنی لذتیں اور آرام زندگی دنیا میں ختم کر چکے۔

کہ وہاں عیش و عشرت میں مشغول رہے

حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

اور وہاں تم نے ان سے فائدہ اٹھالیا پس آج تمہارا بدلہ عذاب ہے رسوائی کا۔ اس سبب سے کہ تم ناحق زمین میں تکبر کرتے تھے اور اس سبب سے کہ تم فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ اور یہ کہہ کر ان کو عذاب کیا جاوے گا اور وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

تمتعتم بها: تمتع کرنے ہوئے تم۔ الہون: ای الہوان۔ تستکبرون: تکبر کرتے ہو۔ تفسقون: تعذبون بہا

تشریح

(۲۰) بغاوت کی سزا: کسی بھی ملک کے شہریوں کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہوتی ہے کہ وہ وہاں کی حکومت اور آئین کو تسلیم کریں تبھی وہ شہریت کے حقوق اور اس کی مراعات اور سہولتیں حاصل کرنے کے حق دار ہو سکتے ہیں۔

یہ زمین جس پر انسان رہتا ہے اللہ کی بے پایاں سلطنت کا ایک چھوٹا سا حصہ اور اس کی ریاست ہے۔ انسان اس زمین پر اللہ کی پیدائشی رعیت ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ انسان سب سے پہلے اپنے خالق و مالک پر ایمان لائے اور اس کے قانون کے سامنے سر جھکا دے تبھی وہ اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا صحیح معنوں میں حق دار ہوگا۔

مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو امتحان اور آزمائش کے لئے بھیجا ہے اور اس کو آزادی دی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اگر چاہے تو اللہ کے قانون کو مانے جو کہ اس کو ماننا چاہیئے اور چاہے تو نہ مانے جو کہ اس کو نہ ماننا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ دنیا میں رزق اور زندگی کی سہولتیں جس طرح ماننے کی صورت میں ملتی رہیں گی اسی طرح نہ ماننے کی صورت میں بھی ملتی رہیں گی۔ مگر نہ ماننے والوں کی اس باغیانہ روش سے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش نہیں ہے اس لئے دنیا میں تو اپنے وعدے کے مطابق ان کو ملتا رہے گا مگر آخرت کی نعمت سے وہ محروم رہیں گے۔

اور جب یہ نہ ماننے والے عذاب کے لئے دوزخ کی آگ کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنے حصے کی نعمتیں اپنی دنیا کی زندگی میں ختم کر چکے اور ان کا لطف اٹھا چکے ہو، مال اولاد، عزت، تندرستی، شہرت، حکومت کی شکل میں تم اپنے حصے کی نعمتیں حاصل کر چکے ہو اب تمہارا آخرت کی نعمتوں میں کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ تم آخرت کے طالب بھی نہیں تھے تم دنیا ہی چاہتے تھے دنیا تمہیں دی جا چکی ہے۔

اس وقت تم یہ سمجھتے تھے کہ یہ غریب، نادار اور تمہارے خیال میں گرے پڑے لوگ جو اپنے رب کو مان رہے ہیں ایسے حقیر لوگوں کے ساتھ ہم کیسے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ تمہارا تکبر اور غرور تمہیں روکتا تھا کہ ایسے گروہ میں شامل ہونا تمہاری شان سے گری ہوئی بات ہے۔ اور وہ تکبر جو تم کسی کا حق ادا کئے بغیر کرتے رہے، وہ غرور جس میں مبتلا ہو کر تم نے نافرمانیاں کیں اس کی پاداش میں آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔

آنے والی آیات میں کچھ ایسی متکبر قوموں کا حال بیان کیا گیا جو دنیا میں ہی اپنا انجام دیکھ چکی ہیں۔

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ

وَاذْكُرْ	أَخَا عَادٍ	إِذْ	أَنذَرَ	قَوْمَهُ	بِالْأَحْقَافِ	وَقَدْ
اور یاد کر	عاد کے بھائی	جب	اس نے ڈرایا	اپنی قوم	احقاف میں	اور تحقیق

اور (قوم) عاد کے بھائی (ہُود) کو یاد کر جب اس نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ڈرایا اور

خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا

خَلَتِ	النُّذُرُ	مِن بَيْنِ يَدَيْهِ	وَمِنْ خَلْفِهِ	أَلَّا تَعْبُدُوا
گزر چکے	ڈرانے والے	اس سے پہلے	اور اس کے بعد	کہ تم عبادت نہ کرو

گزر چکے ہیں ڈرانے والے (نبی) اس سے پہلے اور اس کے بعد (بھی) کہ تم اللہ کے سوا

إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

إِلَّا اللَّهَ	إِنِّي	أَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ	يَوْمٍ
اللہ کے سوا	بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم پر	عذاب	دن

کسی کی عبادت نہ کرو۔ بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب (کے

عَظِيمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا

عَظِيمٍ	قَالُوا	أَجِئْتَنَا	لِتَأْفِكَنَا	عَنْ	آلِهَتِنَا	فَأْتِنَا
بڑا	وہ بولے	کیا تو ہمارے پاس آیا	کہ تو پھیر دے ہمیں	سے	ہمارے معبود	پس لے آ ہم پر

آنے) سے۔ وہ بولے کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دے پس تو جو کچھ

بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۲۲﴾

بِمَا تَعِدُنَا	إِن	كُنتَ	مِنَ	الصَّادِقِينَ
جو کچھ تو وعدہ کرتا ہے ہم سے	اگر	تو ہے	سے	سچے (جمع)

ہم سے وعدہ کرتا ہے ہم پر لے آ اگر تو سچوں میں سے ہے (سچا ہے)

﴿۲۱﴾ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ هُوَ هُودٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ
إِذْ إِلَى آخِرِهِ بَدَلُ اشْتِمَالٍ أَنذَرَ
قَوْمَهُ خَوَّفَهُمْ بِالْأَحْقَافِ وَادٍ بِالْيَمَنِ
بِهِ مَنَازِلُهُمْ وَقَدْ خَلَتِ

﴿۲۱﴾ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ الخ اور یاد کر
برادر عاد یعنی ہود علیہ السلام کو جب کہ ڈرایا اس نے اپنی قوم
کو احقاف میں (احقاف ایک جنگل ہے یمن میں جہاں قوم عاد
کے مکانات تھے۔ اور وہ لوگ وہاں رہتے تھے۔ اور تحقیق گذر چکے

الْنُّذُرُ مَضَتِ الرُّسُلُ مِنْ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ
أَيْ مِنْ قَبْلِ هُوْدٍ وَ
مِنْ بَعْدِهٖ إِلٰى أَقْوَامِهِمْ
أَنْ أَيْ بِأَنْ قَالَ
لَا تَعْبُدُوْٓا إِلَّا اللّٰهَ ط وَجُمْلَةُ
وَقَدْ خَلَتْ مُعْتَرِضَةٌ
إِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ إِنْ
عَبَدْتُمْ غَيْرَ اللّٰهِ عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○

پیغمبر ہود سے پہلے اور پیچھے اپنی اپنی امت میں۔

ساتھ اس امر کے کہ نہ عبادت کرو تم مگر اللہ کی۔
(جملہ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ الخ معترضہ ہے)
بے شک اگر تم غیر اللہ کی پرستش کرو گے۔ اور مجھکو ڈر ہے کہ تم بڑے دن کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔

(۲۲) قَالُوْٓا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا
عَنْ اٰلِهَتِنَا لِتَصْرِفَنَا
عَنْ عِبَادَتِهَا فَأْتِنَا
بِمَا تَعِدُنَا مِنَ
الْعَذَابِ عَلٰى عِبَادَتِهَا
إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○
فِيْ أَنَّهٗ يَأْتِيْنَا

(۲۲) وہ بولے کیا تو ہمارے پاس اس واسطے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے معبودوں کی پرستش سے روکے۔ سو لا تو ہمارے پاس عذاب بتوں کے پوجنے پر اگر تو سچا ہے اس دعوے میں کہ ہم پر عذاب آئے گا۔

تشریح

(۲۱) قومِ عاد | عبرت اور نصیحت کے لئے زور آور اور متکبر قوموں میں سے قوم عاد کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ قوم عاد کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ اپنے زمانے کی بڑی طاقتور قوم تھی۔ یہ قوم بلاد احقاف میں رہتی تھی۔ احقاف (واحد حِقْف) کا مطلب یہ ہے کہ ریت کے وہ اونچے اونچے ٹیلے جو پہاڑوں کی طرح اونچے نہ ہوں۔ یہ علاقہ عمان سے یمن تک پھیلا ہوا تھا۔ مغربی یمن کے بیچ میں "ربع خالی" کے نام سے ریت کا زبردست صحرا ہے۔ یہ آبادی کے قابل نہیں ہے۔ اس کے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے لائق تھوڑی تھوڑی زمین ہے اس میں قوم عاد آباد تھی۔ احقاف سے نکل کر یہ لوگ آس پاس کے علاقوں میں پھیلے اور کمزور قوموں پر چھا گئے اور ان کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے انہی میں سے ان کے قومی بھائی حضرت ہودؑ کو توحید کی دعوت دینے کے لئے پیغمبر مقرر کیا۔ حضرت ہودؑ نے ان کو سمجھایا کہ ایک خدا کی بندگی کرو اور برے کاموں کے انجام سے ڈرو۔ حضرت ہودؑ سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ خبردار کرنے والوں کو بھیجتا رہا اور اس کے بعد بھی ایسے لوگ آتے رہے مگر ان لوگوں نے ایک سن کر نہ دی۔ حضرت ہودؑ نے کہا کہ مجھے تمہارے حق میں ہولناک عذاب کا اندیشہ ہے۔ مگر یہ لوگ اپنی روش پر قائم رہے۔

(۲۲) قوم عاد کا حضرت ہودؑ کی بات ماننے سے انکار | قوم عاد نے حضرت ہودؑ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقے سے ہٹنے والے نہیں ہیں۔ کیا تو اس لئے آیا ہے کہ ہمیں بہکا کر ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دے؟ اگر تو سچا ہے تو جو زبان سے کہتا ہے کر کے دکھا دے اور وہ عذاب لے آ جس سے ڈرا رہا ہے۔

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَأُبَلِّغُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖ

قَالَ	إِنَّمَا	الْعِلْمُ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَأُبَلِّغُكُمْ	مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖ
اس نے کہا	اس کے سوا نہیں	علم	اللہ کے پاس	اور میں پہنچاتا ہوں تمہیں	جو میں بھیجا گیا ہوں اس کے ساتھ

اس نے کہا اس کے سوا نہیں کہ علم اللہ کے پاس ہے اور میں جس (پیغام) کے ساتھ بھیجا گیا ہوں وہ تمہیں پہنچاتا ہوں

وَلٰكِنِّيٓ أَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ

وَلٰكِنِّيٓ	أَرٰىكُمْ	قَوْمًا	تَجْهَلُوْنَ	فَلَمَّا	رَأَوْهُ
اور لیکن میں	دیکھتا ہوں تمہیں	گروہ۔لوگ	تم جہالت کرتے ہو	پھر جب	دیکھا انھوں نے اس کو

لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ پھر جب انھوں نے اس کو دیکھا کہ

عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

عَارِضًا	مُّسْتَقْبِلَ	أَوْدِيَتِهِمْ	قَالُوْا	هٰذَا	عَارِضٌ
ایک ابر	سامنے (چلا) آرہا ہے	ان کی وادیاں	وہ بولے	یہ	ایک بادل

ایک ابر ان کی وادیوں کی طرف چلا آرہا ہے، تو وہ بولے یہ ہم پر بارش لانے

مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۖ رِيْحٌ فِيْهَا

مُّمْطِرُنَا	بَلْ	هُوَ	مَا	اسْتَعْجَلْتُمْ	بِهٖ	رِيْحٌ	فِيْهَا
ہم پر بارش برسانے والا	بلکہ وہ	وہ	جس	تم جلدی کرتے تھے	اس کی	ایک ہوا (آندھی)	اس میں

والا بادل ہے (نہیں) بلکہ یہ وہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ایک آندھی ہے جس میں

عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِأَمْرِ رَبِّهَا

عَذَابٌ	أَلِيْمٌ	تُدَمِّرُ	كُلَّ	شَيْءٍ	بِأَمْرِ	رَبِّهَا
عذاب	دردناک	وہ تہس نہس کردے گی	ہر	شے	حکم سے	اپنا رب

دردناک عذاب ہے۔ وہ تہس نہس کردے گی ہر شے کو اپنے رب کے حکم سے،

فَأَصْبَحُوْا لَا يُرٰىٓ إِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

فَأَصْبَحُوْا	لَا يُرٰىٓ	إِلَّا	مَسٰكِنُهُمْ	كَذٰلِكَ	نَجْزِي	الْقَوْمَ
پس رہ گئے	نہ دکھائی دیتا تھا	سوائے	ان کے مکان	اسی طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	لوگ

پھر ان کا یہ حال ہوگیا کہ) ان کے مکانوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اسی طرح ہم مجرم لوگوں کو

الْمُجْرِمِیْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَجَعَلْنَا

الْمُجْرِمِیْنَ	وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ	فِیْمَا	اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ	فِیْهِ	وَجَعَلْنَا
مجرم (جمع)	اور البتہ ہم نے ان کو قدرت دی تھی	اس میں	نہیں قدرت دی ہم نے تمہیں	اس میں پر	اور ہم نے بنا دیئے

بدلہ دیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انھیں ان باتوں میں اس قدر قدرت دی تھی کہ تمہیں اس پر اس قدر قدرت نہیں دی۔ اور ہم نے ان

لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ

لَهُمْ	سَمْعًا	وَّاَبْصَارًا	وَّاَفْـِٕدَةً	فَمَاۤ	اَغْنٰى + عَنْهُمْ	سَمْعُهُمْ
انہیں	کان	اور آنکھیں	اور دل (جمع)	تو نہ	کام آئے اُن کے	ان کے کان

کو دیئے کان اور آنکھیں اور دل۔ تو نہ ان کے کان اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ

وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ

وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ	وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ	مِّنْ شَیْءٍ	اِذْ	كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ
اور نہ ان کی آنکھیں	اور نہ دل ان کے	کچھ بھی	جب	وہ انکار کرتے تھے

ان کے دل ان کے کچھ بھی کام آئے جب وہ انکار کرتے تھے اللہ کی

ع ٣ ٦ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾

بِاٰیٰتِ + اللّٰهِ	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا كَانُوْا	بِهٖ	یَسْتَهْزِءُوْنَ
اللہ کی آیات کا	اور اس نے گھیر لیا	ان کو	جو وہ تھے	اس کا	مذاق اڑاتے

آیات کا اور ان کو اس (عذاب) نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

﴿٢٢﴾ قَالَ هُوْدٌ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ
هُوَ الَّذِیْ یَعْلَمُ مَتٰی یَاْتِیْكُمُ
الْعَذَابُ وَاُبَلِّغُكُمْ مَاۤ اُرْسِلْتُ
بِهٖۤ اِلَیْكُمْ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ
قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○ بِاسْتِعْجَالِكُمُ
الْعَذَابَ

﴿٢٤﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ اَیْ مَا هُوَ الْعَذَابُ
عَارِضًا سَحَابًا عَرَضَ فِیْ اُفُقِ
السَّمَاءِ مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ
قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا

﴿٢٣﴾ ہود نے کہا بات یہ ہے کہ اس کی خبر اللہ کو ہے کہ عذاب کب آوے گا۔
اور میں تم کو پہنچاتا ہوں وہ احکام جو مجھ کو دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا ولیکن میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم جاہل لوگ ہو کہ عذاب میں جلدی کرتے ہو۔

﴿٢٤﴾ سب جب دیکھا انھوں نے عذاب کو بشکل ایک بادل کے جو آسمان کے کناروں پر ظاہر ہوا ان کے جنگل کی طرف آنے والا وہ بولے یہ ابر ہے جو ہم پر برسے گا۔

أَيْ مُمْطِرٌ إِيَّانَا قَالَ تَعَالَىٰ
بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ
مِنَ الْعَذَابِ رِيحٌ بَدَلٌ مِنْ
مَا فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ مُؤْلِمٌ
(۲۵) تُدَمِّرُ تُهْلِكُ كُلَّ شَيْءٍ
مَرَّتْ عَلَيْهِ بِأَمْرِ رَبِّهَا
بِإِرَادَتِهِ أَيْ كُلَّ شَيْءٍ أَرَادَ
إِهْلَاكَهُ بِهَا فَأَهْلَكَتْ رِجَالَهُمْ
وَنِسَاءَهُمْ وَصِغَارَهُمْ وَ
كِبَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ
طَارَتْ بِذٰلِكَ بَيْنَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ وَمَزَّقَتْهُ وَبَقِيَ
هُودٌ وَمَنْ آمَنَ مَعَهُ
فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا
مَسَاكِنُهُمْ كَذٰلِكَ كَمَا
جَزَيْنَاهُمْ نَجْزِي الْقَوْمَ
الْمُجْرِمِينَ ○ غَيْرَهُمْ
(۲۶) وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا فِي الَّذِي إِنْ
نَافِيَةٌ أَوْ زَائِدَةٌ مَكَّنَّاكُمْ يَا أَهْلَ
مَكَّةَ فِيهِ مِنَ الْقُوَّةِ وَالْمَالِ وَ
جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا بِمَعْنَى أَسْمَاعًا
وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً قُلُوبًا فَمَا
أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا
أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ
شَيْءٍ أَيْ شَيْئًا مِنَ الْإِغْنَاءِ وَمِنْ زَائِدَةٌ
إِذْ مَعْمُولَةٌ لِأَغْنَىٰ وَأُشْرِبَتْ مَعْنَى
التَّعْلِيلِ كَانُوا يَجْحَدُونَ
بِآيَاتِ اللّٰهِ بِحُجَجِهِ الْبَيِّنَةِ
وَحَاقَ نَزَلَ بِهِمْ مَا
كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○
أَيِ الْعَذَابُ

اور ہم کو بارش دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ابر برسنے والا نہیں بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس میں تم جلدی کرتے تھے۔ یہ ہوا ہے کہ اس میں سخت تکلیف پہنچانے والا عذاب ہے۔

(۲۵) یہ ہوا ہلاک اور تباہ کرے گی ہر ایک چیز کو جس پر یہ گذرے گی اپنے رب کے حکم اور ارادہ سے یعنی جس کو اللہ ہلاک کرنا چاہے گا وہ ہلاک ہوگا۔

چنانچہ ان کے مرد اور عورتیں اور چھوٹے اور بڑے اور مال سب ہلاک ونابود ہو گئے کہ اس ہوا نے ان سب کو اڑا دیا درمیان آسمان اور زمین کے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اور سلامت رہا ہود اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے تھے۔

سو ہو گئے وہ لوگ یعنی قوم ہود کہ نہیں دکھائے دیتے تھے مگر ان کے مکانات۔ جس طرح ہم نے ان کو سزا دی ہم اسی طرح اور مجرموں کو بھی سزا دیں گے۔

(۲۶) اور بیشک ہم نے قوم ہود کو قوت و مال سے وہ حصہ دیا تھا جو تم کو اے اہل مکہ ہم نے نہیں دیا۔
اور ہم نے ان کو کان اور آنکھ اور دل دیئے تھے سو ان کو ان کے کانوں اور آنکھوں اور دلوں نے کچھ فائدہ نہ دیا۔

اس لئے کہ وہ انکار کرتے تھے اللہ کی ظاہر دلیلوں کا۔

اور ان پر اُترا وہ عذاب جس کو وہ ہنسی سمجھتے تھے۔

تشریح

(۲۳) عذاب کا فیصلہ اللہ کرے گا | حضرت ہودؑ نے کہا کہ عذاب کا فیصلہ کرنا میرا کام نہیں ہے۔ یہ بات تو اللہ ہی جانتا ہے کہ تم پر عذاب کب نازل کیا جائے اور کب تک تمہیں مہلت دی جائے۔ میں تو ان کا پیغام پہنچانے کے لئے آیا ہوں وہ میں پہنچا رہا ہوں۔ تم اپنی نادانی سے میری اس تنبیہ کو مذاق سمجھ رہے ہو تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ اللہ کا عذاب کیا ہوتا ہے۔؟

(۲۴) عذاب آپہنچا | یہ لوگ اسی طرح اپنی نافرمانیوں پر قائم رہے حضرت ہودؑ کی باتوں پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔ وہی ظلم جو کمزوروں پر ڈھا رہے تھے وہی زیادتیاں جو ان کی طرف سے کی جارہی تھیں جاری تھیں۔ شرک انسان کو سنگ دل اور ظالم بنا دیتا ہے آہستہ آہستہ انسانیت اس کے دل سے ختم ہوجاتی ہے اور وہ حیوانیت پر اُتر آتا ہے۔ آخر جب اصلاح کی ساری کوششیں ناکام ہوجاتی ہیں اور ایسی قوم کا وجود زمین والوں کے لئے مصیبت کا سامان بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب گھیر لیتا ہے۔

وہ عذاب جس کی خبر حضرت ہودؑ بار بار دے رہے تھے آخر آپہنچا۔ خشک سالی کا زمانہ تھا پہلے بادل گھر کر آیا تو قوم عاد یہ سمجھی کہ سیراب کرنے والا بادل آگیا ہے، ندی نالے پانی سے بھر جائیں گے، سوکھی زمین سیراب ہوجائے گی۔ مگر جلد ہی انہیں احساس ہوگیا کہ یہ بارانِ رحمت کا بادل نہیں ہے بلکہ عذاب کا طوفان ہے۔ وہ دردناک عذاب جس کی یہ لوگ جلدی مچا رہے تھے آپہنچا۔ یہ عذاب کی آندھی تھی، ہوا کا طوفان تھا۔

(۲۵) ہوا کے طوفان نے پوری آبادی کو کھنڈر بنا دیا | پہلے بادل گھر کر آئے جن کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھے کہ بارانِ رحمت ندی نالوں کو سیراب کردے گی مگر جلد ہی احساس ہوگیا کہ یہ آندھی کا طوفان ہے، دردناک عذاب۔ وہی عذاب جس کے لئے قوم عاد جلدی مچا رہی تھی۔ وہ عذاب آپہنچا جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گا۔ یہ معمولی طوفان نہ تھا، عذاب الٰہی تھا۔ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان چلتا رہا جس کے سامنے درخت، انسان، جانور کسی چیز کی تنکے سے زیادہ حقیقت نہ تھی۔ ہر چیز ہوا نے اکھاڑ پھینکی۔ چاروں طرف تباہی ہی تباہی تھی۔ مکانوں کے کھنڈرات کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ دیکھ لیا کہ مجرموں کا کیا انجام ہوتا ہے۔

(۲۶) اللہ کی نعمتوں کا بے جا استعمال | اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو بہت سی نعمتوں سے نوازا تھا۔ یہ قوم حضرت نوحؑ کے پوتے ارم کی اولاد تھی اور ان ہی کی طرف منسوب کرکے ان کو عادِ ارم کہا جاتا تھا۔ قلمروئے یمن میں ان کا وطن احقاف تھا۔ یہ تن و توش کے اعتبار سے بڑے زبردست اور طاقتور تھے۔ مال و دولت، طاقت و اقتدار میں اس وقت ان کا کوئی مقابلہ نہ تھا انہوں نے باب المعز شام میں بڑی بڑی حکومتیں قائم کیں۔ سامی قبیلوں میں عباد ایک بہت بڑا قبیلہ رہا ہے۔ اللہ نے ان کو نصیحت سننے کے لئے کان دیئے تھے۔ قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لئے آنکھیں دی تھیں اور سمجھ بوجھ کے لئے دل و دماغ دیئے تھے۔ مگر انہوں نے اللہ کی ان نعمتوں کا بے جا استعمال کیا اور آیاتِ الٰہی کو ماننے سے انکار کردیا۔

جب انسان اللہ کی آیتوں کو ماننے سے انکار کردیتا ہے تو حقیقت میں وہ صحیح فہم و ادراک کو کھو دیتا ہے۔ پھر وہ آنکھیں ہوتے ہوئے بھی حق نہیں دیکھ پاتا اور کان رکھتے ہوئے بھی نصیحت کی باتوں کے لئے بہرہ ہو جاتا ہے۔ اس کی سوچ الٹ ہوجاتی ہے اور صحیح نتیجہ اخذ نہیں کرتا۔

اللہ کی دی ہوئی قوتیں تعمیر کے بجائے خود اس کی شخصیت کو بکھیر کر رکھ دیتی ہیں۔ آخر وہی عذاب جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی عذاب نے ان کو گھیر لیا۔ اور وہ اس کی لپیٹ میں آگئے۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا	مَا حَوْلَكُمْ	مِّنَ	الْقُرٰى	وَصَرَّفْنَا
اور تحقیق ہم نے ہلاک کر دیا	جو تمہارے ارد گرد	سے	بستیاں	اور ہم نے بار بار دکھائیں

اور تحقیق ہم نے ہلاک کر دیں تمہارے ارد گرد کی بستیاں اور ہم نے بار بار اپنی

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ

الْاٰيٰتِ	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُوْنَ	فَلَوْلَا	نَصَرَهُمُ	الَّذِيْنَ
اپنی نشانیاں	تاکہ وہ	لوٹ آئیں	پھر کیوں نہ	مدد کی ان کی	جنہیں

نشانیاں دکھائیں تاکہ وہ لوٹ آئیں ۔ پھر انھوں نے کیوں نہ ان کی مدد کی جنھیں

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا

اتَّخَذُوْا	مِنْ ، دُوْنِ اللّٰهِ	قُرْبَانًا	اٰلِهَةً	بَلْ	ضَلُّوْا
بنایا انھوں نے	اللہ کے سوا	قرب حاصل کرنے کو	معبود	بلکہ	وہ گم (غائب) ہوگئے

انھوں نے بنایا تھا اللہ کا قرب حاصل کرنے کو اللہ کے سوا معبود۔ بلکہ وہ ان سے غائب

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾

عَنْهُمْ	وَذٰلِكَ	اِفْكُهُمْ	وَمَا	كَانُوْا	يَفْتَرُوْنَ
ان سے	اور یہ	ان کا بہتان	اور جو	تھے وہ	افترار کرتے ۔

ہوگئے اور یہ ان کا بہتان تھا جو وہ افترار کرتے (گھڑتے) تھے

﴿۲۷﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى اَىْ اَهْلَهَا كَثَمُوْدَ وَعَادٍ وَقَوْمِ لُوْطٍ وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ كَرَّرْنَا الْحُجَجَ الْبَيِّنَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

﴿۲۷﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى الخ اور بے شک ہم نے ہلاک کیا ان بستیوں والوں کو جو تمہارے آس پاس تھے جیسے ثمود اور عاد اور قومِ لوط اور ہم نے بار بار ظاہر دلیلیں بیان کیں تاکہ وہ کفر سے باز آویں۔

﴿۲۸﴾ فَلَوْلَا هَلَّا نَصَرَهُمْ بِدَفْعِ الْعَذَابِ عَنْهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَىْ غَيْرَهٗ قُرْبَانًا مُتَقَرِّبًا بِهِمْ اِلَى اللّٰهِ اٰلِهَةً ۭ مَعَهٗ

﴿۲۸﴾ پس کیوں نہ ان کی مدد کی اور ان سے عذاب دفع کیا ان بتوں نے جن کو انھوں نے اللہ کے سوا موجب قربتِ الٰہی سمجھا تھا اور ان کو معبود بنایا تھا۔

وَهُمُ الْاَصْنَامُ وَمَفْعُوْلُ اتَّخَذُوا
الْاَوَّلُ ضَمِيْرٌ مَحْذُوْفٌ يَعُوْدُ اِلَى
الْمَوْصُوْلِ اَيْ هُمْ وَقُرْبَانًا الثَّانِيْ
وَاٰلِهَةً بَدَلٌ مِنْهُ بَلْ ضَلُّوْا غَابُوْا
عَنْهُمْ عِنْدَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ وَ
ذٰلِكَ اَيْ اِتِّخَاذُهُمُ الْاَصْنَامَ
اٰلِهَةً قُرْبَانًا اِفْكُهُمْ كَذِبُهُمْ
وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○
يَكْذِبُوْنَ وَمَا مَصْدَرِيَّةٌ
اَوْ مَوْصُوْلَةٌ وَالْعَائِدُ
مَحْذُوْفٌ اَيْ فِيْهِ

بلکہ بات یہ ہے کہ وہ بت ان سے چھپ جاویں گے بوقت نازل ہونے عذاب کے۔ اور یہ ان کا بتوں کو معبود بنانا اور ان کو موجب قربت خداوندی سمجھنا ان کا جھوٹ اور افترا پردازی ہے۔

تشریح

(۲۷) قوم عاد کے سوا دوسری قومیں بھی اسی طرح ہلاک ہو چکی ہیں | یہ تو قوم عاد کی بات تھی۔ اس کے علاوہ قوم ثمود، قوم لوط ان کی بستیاں بھی اسی طرح تباہ ہو چکی ہیں۔ عرب کے لوگ ان تباہ شدہ بستیوں کے پاس سے گزرتے تھے۔ ان کو متوجہ کیا جارہا ہے کہ وہ ان معاملات کو عبرت کی نظر سے دیکھیں، شاید وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔

(۲۸) جھوٹے معبود عذاب کے وقت کیوں کام نہ آئے | عاد، ثمود، قوم لوط وغیرہ یہ وہ قومیں تھیں جنھوں نے معبود برحق اللہ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو اپنا معبود بنالیا تھا ——!

ان کی گمراہی کی ابتدا اس طرح ہوئی تھی کہ پہلے تو انھوں نے دوسری ہستیوں کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھا کہ یہ مقبول ہستیاں ہیں ان کے وسیلے سے اللہ کے یہاں ہماری رسائی ہوگی مگر ہوتے ہوتے ان ہی ہستیوں کو اپنا معبود بنالیا۔ ان سے حاجتیں طلب کرنے لگے، انھیں مدد کے لئے پکارنے لگے اور یہ سمجھنے لگے کہ آڑے وقت میں یہ ہمارے کام آئیں گے۔ مگر جب ان کی گمراہی کے نتیجے میں ان پر عذاب آیا تو وہ جھوٹے معبود کہیں بھی دستگیری کے لئے نہ آئے۔

ان کو رسول بھیج بھیج کر سمجھایا گیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود نہ بنائیں اور اس نے جو زندگی کا طریقہ بتایا ہے اسی پر اپنی زندگی کی تعمیر کریں مگر یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے معبودوں کی بندگی پر اَڑے رہے اور شرک کے نتیجے میں ان کے خیالات اس طرح بگڑ گئے کہ کمزور قوموں پر ظلم ڈھاتے رہے اور ان کا جینا مشکل کر دیا۔ جب بار بار سمجھانے کے باوجود راہ راست پر نہ آئے تو آخری فیصلہ کر دیا گیا۔ اس وقت جھوٹے معبود ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔ یہ تباہ شدہ بستیاں اسی سچائی کی گواہی دے رہی ہیں۔

سرکش انسانوں کی داستان کے بعد اس قوم کی فرماں برداری کا حال بتا رہے ہیں جو طبعی طور پر سرکش ہے مگر اس کے بعض افراد کس طرح اللہ کا کلام سُن کر موم ہو جاتے ہیں۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ

وَاِذْ	صَرَفْنَآ	اِلَيْكَ	نَفَرًا	مِّنَ الْجِنِّ	يَسْتَمِعُوْنَ	الْقُرْاٰنَ	فَلَمَّا ۔ حَضَرُوْهُ
اور جب	ہم پھیر لائے	آپ کی طرف	ایک جماعت	جنات کی	وہ سنتے تھے	قرآن	پس جب وہ حاضر ہوئے ان کے پاس

اور جب ہم آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت پھیر لائے، وہ قرآن سنتے تھے پس وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو

قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا

قَالُوْٓا	اَنْصِتُوْا	فَلَمَّا	قُضِيَ	وَلَّوْا	اِلٰى	قَوْمِهِمْ	مُّنْذِرِيْنَ	قَالُوْا
انھوں نے کہا	چپ رہو	پھر جب	(پڑھنا) تمام ہوا	وہ لوٹے	طرف	اپنی قوم	ڈر سناتے ہوئے	انھوں نے کہا

انھوں نے (ایک دوسرے کو) کہا چپ رہو۔ پھر جب پڑھنا تمام ہوا تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے لوٹے۔ انھوں نے کہا

يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا

يٰقَوْمَنَآ	اِنَّا ۔ سَمِعْنَا	كِتٰبًا	اُنْزِلَ	مِنْ بَعْدِ	مُوْسٰى	مُصَدِّقًا	لِّمَا
اے ہماری قوم	بے شک ہم نے سنی	ایک کتاب	نازل کی گئی	بعد	موسیٰؑ	تصدیق کرنے والی	اس کی جو

کہ اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو نازل کی گئی ہے موسیٰؑ کے بعد، اپنے سے پہلے کی

بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾

بَيْنَ يَدَيْهِ	يَهْدِيْٓ	اِلَى الْحَقِّ	وَاِلٰى	طَرِيْقٍ	مُّسْتَقِيْمٍ
اس کے (اپنے سے) پہلے	وہ رہنمائی کرتی ہے	حق کی طرف	اور طرف	راہ	راست

تصدیق کرنے والی، وہ رہنمائی کرنے والی (دین) حق کی طرف اور راہِ راست کی طرف

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ

يٰقَوْمَنَآ	اَجِيْبُوْا	دَاعِيَ ۔ اللّٰهِ	وَاٰمِنُوْا	بِهٖ	يَغْفِرْ لَكُمْ	مِّنْ
اے ہماری قوم!	قبول کرلو	اللہ کی طرف بلانے والا	اور ایمان لے آؤ	اس پر	بخش دے گا تم کو	سے

اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے (کی بات) قبول کرلو اور اس پر ایمان لے آؤ (اللہ) تمہیں تمہارے گناہ

ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾

ذُنُوْبِكُمْ	وَ	يُجِرْكُمْ	مِّنْ	عَذَابٍ	اَلِيْمٍ
تمہارے گناہ	اور	وہ پناہ دے گا تمہیں	سے	عذاب	دردناک

بخش دے گا اور وہ تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔

۲۹ واذكر اذ صرفنا املنا اليك نفرا
من الجن جن نصيبين اليمن
او جن نينوى وكانوا سبعة او تسعة
وكان صلى الله عليه وسلم ببطن نخل يصلي
باصحابه الفجر رواه الشيخان
يستمعون القرآن فلما حضروه
قالوا اي قال بعضهم لبعض
انصتوا اصغوا الاستماعة فلما
قضى فرغ من قراءته ولوا
رجعوا الى قومهم منذرين ○
مخوفين قومهم بالعذاب ان

۲۹ اور یاد کر جب کہ ہم نے تیری طرف متوجہ کیا ایک
جماعت کو جنّ سے (مراد اس جماعت سے وہ جن
ہیں جو نصیبین میں رہتے تھے ملک یمن میں۔ یا مراد
ان سے جنّ نینویٰ کے ہیں اور یہ جن سات تھے
یا نو) رسول اللہ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ اس وقت
بطن نخلہ میں صحابہ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ روایت کیا
اس کو بخاری اور مسلم نے۔ درآں حالیکہ وہ جن سنتے تھے قرآن کو
سو جس وقت وہ اس کے نزدیک آئے ایک دوسرے سے کہنے
لگا کہ چپ رہو قرآن کو سنو پس جب فراغت ہوئی قرآن کے پڑھنے
سے وہ واپس ہوئے اپنی قوم کی طرف ڈراتے تھے ان کو عذاب
سے اگر وہ ایمان نہ لائیں اور یہ جن یہودی تھے۔

۳۰ لم يؤمنوا وكانوا يهودا قالوا
يقومنا انا سمعنا كتابا هو القرآن
انزل من بعد موسى مصدقا
لما بين يديه اي تقدمه
كالتورية يهدي الى الحق
الاسلام والى طريق مستقيم ○
اي طريقه.

۳۰ اپنی قوم سے جا کر کہا کہ اے ہماری قوم ہم نے سنا قرآن جو اتارا
گیا موسیٰ کے بعد درآں حالیکہ تصدیق کرنے والا ہے یہ ان کتابوں
کی جو اس سے پہلے گزریں جیسے توریت۔

یہ قرآن ہدایت کرتا ہے طرف اسلام کے جو دین حق ہے
اور طرف راہ مستقیم یعنی طریقے اسلام کے۔

۳۱ يقومنا اجيبوا داعي الله
محمدا صلى الله عليه وسلم
الى الايمان وامنوا به
يغفر لكم الله من ذنوبكم
اي بعضها لان منها المظالم
ولا تغفر الا برضى اربابها
ويجركم من عذاب
اليم ○ مؤلم.

۳۱ اے ہماری قوم اللہ کی طرف سے بلانے والے کی بات
مانو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو جو ایمان کی طرف
بلاتے ہیں اور ان پر ایمان لاؤ بخش دے گا اللہ
تمہارے بعض گناہ (کیونکہ حقوق عباد بدون ان کی رضا
کے بخشے نہیں جاتے)

اور بچا دے گا اللہ تم کو عذاب دردناک سے۔

تشریح

۲۹ جنّات کا قرآن سننا اور ایمان لانا | جنّ بھی انسانوں کی طرح اللہ کی مخلوق ہیں۔ انسانوں کا مادۂ تخلیق مٹی ہے جب کہ جنّات آگ کی لپٹ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ یہ بھی انسانوں کی طرح زمین کے دائرے میں محدود ہیں اور ان کو بھی ایک محدود دائرے میں آزادی اور اختیار حاصل ہے انسانوں کی طرح ان میں بھی اچھے اور برے دونوں طرح کے جنّات ہیں جو برے ہیں ان کو شیطان کہہ دیا جاتا ہے۔ ابلیس بھی انہیں کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔

حضور نبی کریمؐ طائف سے واپس ہوکر مکہ مکرمہ تشریف لا رہے تھے کہ مقام نخلہ پر آپؐ نے قیام فرمایا۔ آپ وادیٔ نخلہ میں "الـیـمنۃ یا الشیل یا الکبیر" کے مقام پر غالباً فجر کی نماز جہری قرأت کے ساتھ ادا فرما رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت ادھر سے گزری قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑی تو انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خاموش رہو اور اس آواز کو سنو۔ آیات قرآنی کی دل کشی پھر رسول اللہؐ کی تلاوت، اس کی عظمت وہیبت جنات کے دلوں پر چھا گئی اور یہ لوگ وہاں سے اپنے دلوں میں ایمان کی دولت لے کر واپس ہوئے۔

اس وقت جنات کے آنے کا اور ان کے قرآن سننے کا آں حضرتؐ کو پتہ نہیں لگا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع دی۔ پھر متعدد بار جنات سے آپ کی ملاقات ہوئی اور آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور بہت سے جنات نے اس کو قبول کیا اور اپنی جماعت میں دین کی اشاعت کرتے رہے۔

اس طرح وہ مخلوق جس کی فطرت میں سرکشی تھی وہ قرآن کو سنکر متاثر ہوئی۔ ان کے دلوں میں نرمی پیدا ہوئی۔ مگر ہائے وہ انسان کہ جن کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو چکے ہیں۔ پتھر سے بھی پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں مگر ان کے دل کسی طرح ہدایت کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ ایسے شقی القلب جن تک ہدایت کی کوئی کرن پہنچ نہیں پاتی ان کا انجام اس کے سوا کیا ہے کہ وہ گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے جہنم کے گڑھے میں جا گریں۔

(۳۰) جنات کی اپنی قوم کو دعوت | جنوں کی یہ جماعت جو قرآن سن کر گئی تھی اس نے جاکر دوسرے جنوں کو دعوت دی کہ اے ہماری قوم کے لوگو! حضرت موسیٰؑ کے بعد ہم نے یہ کتاب سنی ہے جو پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔

پچھلی کتابوں میں حضرت موسیٰؑ پر نازل ہونے والی کتاب تورات تھی جو احکام و شرائع پر مشتمل تھی۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کا اسی پر عمل رہا۔ حضرت سلیمانؑ کے وقت سے جنات میں جو لوگ ایمان لائے تھے وہ تورات پر عمل کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے بھی فرمایا کہ میں تورات کی تکمیل کے لئے آیا ہوں اور خود تورات میں بھی حضرت محمدؐ کے بارے میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ اے موسیٰؑ میں تیری مانند ایک نبی اٹھاؤں گا۔ اس لئے وہ جنات جو تورات پر ایمان رکھتے تھے جب انھوں نے قرآن مجید سنا تو فوراً سمجھ گئے کہ اس کتاب اور تورات میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ یہ اسی دین کی دعوت دے رہی ہے جس کے لئے تورات نازل کی گئی تھی اور انھوں نے آگے بڑھ کر قرآن مجید کی تعلیم کو قبول کر لیا۔

(۳۱) جنات کی جنات کو تبلیغ | ایمان لانے والے جنات نے اپنی قوم کو ایمان لانے پر آمادہ کیا اور کہا کہ اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول کرو اس پر ایمان لے آؤ۔ ایمان لانے پر اللہ تمہارے سابقہ گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں عذاب الیم سے بچائے گا۔ جنات کی اس تبلیغ کے نتیجہ میں بہت سے وفود نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔ اس کے کئی واقعات حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں جنات کے کم سے کم چھ وفد آئے اور انھوں نے نبیؐ سے ملاقات کی۔

ایک رات کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی نبیؐ کے ساتھ جنوں کی تبلیغ کے لئے ساتھ گئے۔ آپؐ نے ایک لکیر کھینچ کر فرمایا کہ تم اس سے باہر نہ نکلنا۔ اور پھر آپؐ نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا ہے اور وہ میرے اور آپ کے درمیان حائل ہیں۔ غرض انسانوں کے علاوہ حضورؐ نے جنات کو بھی تبلیغ فرمائی اور اس قوم کے بہت سے افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ سورۂ جن میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ

وَمَنْ	لَّا يُجِبْ	دَاعِيَ اللّٰهِ	فَلَيْسَ	بِمُعْجِزٍ	فِي الْأَرْضِ
اور جو	نہ قبول کرے گا	اللہ کی طرف بلانے والا	تو نہیں	عاجز کرنے والا	زمین میں

اور جو اللہ کی طرف بلانے والے (کی بات) کو قبول نہ کرے گا، وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز کرنے والا نہیں۔

وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۳۲﴾

وَلَيْسَ	لَهُ	مِنْ دُونِهِ	أَوْلِيَاءُ	أُولٰئِكَ	فِي	ضَلَالٍ	مُبِينٍ
اور نہیں	اس کیلئے	اس کے سوا	حمایتی	یہی لوگ	میں	گمراہی	کھلی

اور اس (اللہ) کے سوا اس کے لئے کوئی حمایتی نہیں۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

﴿۳۲﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ أَيْ لَا يُعْجِزُ اللّٰهَ بِالْهَرَبِ مِنْهُ فَيَفُوتُهُ وَلَيْسَ لَهُ لِمَنْ لَّا يُجِبْ مِنْ دُونِهِ أَيْ اللّٰهِ أَوْلِيَاءُ أَنْصَارٌ يَدْفَعُونَ عَنْهُ الْعَذَابَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُجِيبُوا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○ بَيِّنٍ ظَاهِرٍ

﴿۳۲﴾ اور جو کوئی اللہ کے بلانے والے کی بات نہ مانے گا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری نہ کرے گا وہ اللہ کو عاجز نہ کرسکتا زمین میں یعنی اس کے عذاب سے بچ کر بھاگ نہیں سکتا۔ اور اس کے واسطے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں جو اس سے عذاب دفع کرے۔

یہ ہی لوگ جو پیغمبر کے حکم کو نہیں مانتے ظاہر گمراہی پر ہیں۔

تشریح

﴿۳۲﴾ داعی کی بات نہ ماننے والا خسارے میں رہتا ہے | جو شخص اللہ کی طرف لوگوں کو بلا رہا ہے داعی برحق ہے اگر کوئی اس کی بات نہیں مانتا تو وہ خود ہی خسارے میں رہتا ہے کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عاجز کرسکے اور بھاگ کر اللہ کی مار سے بچ سکے اور نہ کوئی دوسری ایسی ہستی ہے جو اسے اللہ کی مار سے بچا سکے۔ اللہ کو ناراض کرنے والا کوئی ایسا حامی اور سرپرست نہیں پائے گا جو اللہ تعالیٰ سے اس کو بچا سکے۔ زمین پر کسی میں یہ بل بوتہ نہیں ہے۔ جن شیطانوں پر بھی جب فرشتوں کی مار پڑتی ہے تو وہ زمین کی طرف بھاگتے ہیں۔

غرض داعی برحق کی بات نہ ماننے والے کھلی گمراہی اور نقصان میں ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ حق کی طرف بلانے والے کی بات کو مانا جائے اور اس سے وفاداری کا پیمان باندھا جائے۔

؎ کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں + یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ اور رسول سے وفاداری کا صلہ دنیا اور آخرت میں مل کر رہتا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ

أَوَلَمْ يَرَوْا	أَنَّ	اللّٰهَ	الَّذِي	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْأَرْضَ	وَلَمْ يَعْيَ
کیا نہیں دیکھا انہوں نے	کہ	اللہ	وہ جس نے	پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	اور وہ تھکا نہیں

کیا انہوں نے نہیں دیکھا؟ کہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور وہ ان کے پیدا کرنے سے

بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى إِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾

بِخَلْقِهِنَّ	بِقٰدِرٍ	عَلٰٓى	أَنْ يُّحْيِۦَ	الْمَوْتٰى	بَلٰٓى	إِنَّهٗ	عَلٰى	كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
ان کے پیدا کرنے	وہ قادر ہے	پر	کہ زندہ کرے	مُردے	ہاں	بیشک وہ	پر	ہر شے	قدرت رکھنے والا

نہیں تھکا، وہ اس پر قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کرے۔ ہاں بیشک وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(۳۳) أَوَلَمْ يَرَوْا يعلموا اي منكروا البعث
أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ لم
يعجز عنه بِقٰدِرٍ خبر أن وزيدت
الباء فيه لان الكلام في قوة أليس
الله بقادر عَلٰٓى أَنْ يُّحْيِۦَ
الْمَوْتٰى بَلٰٓى هو قادر
على احياء الموتى
إِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(۳۳) کیا حشر کے انکار کرنے والے اس بات کو نہیں جانتے
کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور ان کے
بنانے سے وہ عاجز نہ ہوا اس کو قدرت ہے
مردوں کے زندہ کرنے کی البتہ اس کو قدرت
ہے۔
بے شک وہ ہر چیز کرسکتا ہے۔

تشریح

(۳۳) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں | کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو اللہ کو عاجز کرسکے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ نے یہ زمین اور آسمان پیدا کئے اور ان کو بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو کوئی تھکان نہیں ہوئی کہ اس کو آرام کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ یہ اس کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے چھ دن میں زمین اور آسمان پیدا کئے۔ وہ چاہے تو ایک لمحے میں پیدا کرسکتا ہے۔ جب وہ زمین و آسمان کی تخلیق پر قادر ہے تو انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے جس طرح وہ زمین و آسمان کی تخلیق پر قادر ہے اسی طرح مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔

اور اس کی حکمت اور مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور اس دنیا میں انسان نے جو کام کئے ہیں ان کا حساب کتاب ہوگا اور اس کے حساب سے جزا اور سزا ملے گی۔ اگر یہ سب نہ ہوں تو اچھائی برائی اور اس آزادی اور اختیار کا کوئی حاصل اور نتیجہ نہیں ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ

وَيَوْمَ	يُعْرَضُ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	عَلَى + النَّارِ	اَلَيْسَ
اور جس دن	پیش کیے جائیں گے	جنھوں نے کفر کیا (کافر)	آگ کے سامنے	کیا نہیں

اور جس دن کافر آگ (جہنم) کے سامنے پیش کئے جائیں گے (پوچھا جائے گا) کیا

هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا

هٰذَا	بِالْحَقِّ	قَالُوْا	بَلٰى	وَرَبِّنَا	قَالَ	فَذُوْقُوا
یہ	حق	وہ کہیں گے	ہاں	ہمارے رب کی قسم	وہ فرمائے گا	پس تم چکھو

یہ حق (امر واقعی) نہیں؟ وہ کہیں گے ہمارے رب کی قسم ہاں (یہ حق ہے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا، پس تم عذاب

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا

الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ	تَكْفُرُوْنَ	فَاصْبِرْ	كَمَا
عذاب	وہ جس	تم تھے	انکار کرتے	پس آپ صبر کریں	جیسے

چکھو جس کا تم انکار کرتے تھے۔ پس آپ صبر کریں جیسے

صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ

صَبَرَ	اُولُوا الْعَزْمِ	مِنَ	الرُّسُلِ	وَلَا تَسْتَعْجِلْ	لَّهُمْ	كَاَنَّهُمْ
صبر کیا	اولوا العزم	سے۔نے	رسولوں	اور جلدی نہ کریں	ان کے لئے	گویا کہ وہ

اولو العزم (باہمت) رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لئے (عذاب) کی جلدی نہ کریں گویا کہ وہ جس

يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ

يَوْمَ + يَرَوْنَ	مَا يُوْعَدُوْنَ	لَمْ يَلْبَثُوْٓا	اِلَّا	سَاعَةً	مِّنْ نَّهَارٍ
جس دن دیکھیں گے	جس کا وعدہ کیا جاتا ہے ان سے	وہ نہیں ٹھہرے	مگر صرف	ایک گھڑی	دن کی

دن دیکھیں گے (وہ عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (انھیں ایسا معلوم ہوگا) کہ وہ دنیا میں صرف دن کی ایک گھڑی

بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٣٥﴾

بَلٰغٌ	فَهَلْ + يُهْلَكُ	اِلَّا	الْقَوْمُ	الْفٰسِقُوْنَ
پہنچانا	پس نہیں ہلاک ہوں گے	مگر	لوگ	نافرمان

ٹھہرے تھے۔ (یہ پیغام) پہنچانا ہے پس ہلاک نہ ہوں گے مگر نافرمان لوگ۔

(۳۴) وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
عَلَى النَّارِ، بِاَنْ يُعَذَّبُوْا بِهَا
يُقَالُ لَهُمْ اَلَيْسَ هٰذَا
التَّعْذِيْبُ بِالْحَقِّ، قَالُوْا بَلٰى
وَرَبِّنَا، قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○
(۳۵) فَاصْبِرْ عَلٰى اَذٰى قَوْمِكَ
كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ ذَوُو
الثَّبَاتِ وَالصَّبْرِ عَلَى الشَّدَائِدِ
مِنَ الرُّسُلِ قَبْلِكَ فَتَكُوْنُ
ذَا عَزْمٍ وَمِنْ لِلْبَيَانِ فَكُلُّهُمْ
ذَوُوْ عَزْمٍ وَقِيْلَ لِلتَّبْعِيْضِ
فَلَيْسَ مِنْهُمْ اٰدَمُ لِقَوْلِهٖ
تَعَالٰى "وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا"
وَلَا يُوْنُسُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى
"وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ" وَلَا
تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ، لِقَوْمِكَ نُزُوْلَ
الْعَذَابِ بِهِمْ قِيْلَ كَاَنَّهٗ ضَجِرَ
مِنْهُمْ فَاَحَبَّ نُزُوْلَ الْعَذَابِ
بِهِمْ فَاُمِرَ بِالصَّبْرِ وَتَرْكِ
الْاِسْتِعْجَالِ لِلْعَذَابِ فَاِنَّهٗ
نَازِلٌ بِهِمْ لَا مَحَالَةَ كَاَنَّهُمْ
يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ مِنَ
الْعَذَابِ فِى الْاٰخِرَةِ لِطُوْلِهٖ
لَمْ يَلْبَثُوْا فِى الدُّنْيَا فِىْ ظَنِّهِمْ
اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ، هٰذَا
الْقُرْاٰنُ بَلٰغٌ "تَبْلِيْغٌ" مِنَ اللّٰهِ
اِلَيْكُمْ فَهَلْ اَىْ لَا يُهْلَكُ
عِنْدَ رُؤْيَةِ الْعَذَابِ
اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ○
اَىِ الْكَافِرُوْنَ

(۳۴) اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے کئے جاویں گے بایں طور کہ ان پر عذاب ہونے لگے گا ان سے کہا جاوے گا کیا یہ عذاب کرنا سچا وعدہ نہیں۔
وہ کہیں گے بے شک یہ سچا وعدہ ہے۔ قسم ہے ہمارے رب کی اللہ تعالیٰ فرماوے گا پس چکھو تم عذاب بسبب اپنے کفر کے۔

(۳۵) پس صبر کر تو اے محمدؐ اپنی قوم کی ایذا رسانی پر جیسا کہ صبر کیا ثابت قدم رہنے والوں اور سختیوں کو جھیلنے والوں پیغمبروں نے تجھ سے پہلے۔ تاکہ تو بھی صاحب عزم ہو جائے۔ (اُولوالعزم من الرسل میں مِن بیانیہ ہے کیونکہ تمام پیغمبر اولوالعزم ہیں اور بعض نے کہا کہ تبعیضیہ ہے اس صورت میں آدم اور یونس ان میں سے نہیں کیونکہ آدم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا"، اور یونس کے بارے میں فرمایا "وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ"
اور اے محمدؐ اپنی قوم پر عذاب آنے میں جلدی نہ کر

کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے تنگ ہو کر چاہا کہ ان پر عذاب آجاوے اس لئے آپ کو حکم ہوا کہ صبر کرو اور عذاب میں جلدی نہ کرو کہ عذاب ان پر ضرور آوے گا۔
گویا کہ وہ کفار جب آخرت میں دیکھیں گے وہ عذاب جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا گمان کریں گے بسبب درازیٔ عذاب کے کہ ہم دنیا میں دن کے ایک لحظہ سے زیادہ نہ ٹھہرے تھے۔

یہ قرآن اللہ کا بھیجا ہوا ہے تمہاری طرف جو تم کو احکام الٰہی پہنچاتا ہے۔ سو نہیں ہلاک کئے جاویں گے بوقت دیکھنے عذاب کے۔ مگر کافر

تشریح

(۳۴) منکرین آخرت کو سزا | جو لوگ دنیا میں آخرت کے منکر ہیں جب مرنے کے بعد ان کا حساب کتاب ہوگا اور آگ کے سامنے لائے جائیں گے اس وقت ان سے پوچھا جائے گا کہ دوزخ کا وجود اور اس کا عذاب کیا حقیقت میں نہیں ہے ؟ کیا یہ سب فرضی ہے ؟ - یہ لوگ جو دنیا میں عذاب کے منکر تھے کہیں گے کہ بے شک یہ حق ہے، ہمارے رب کی قسم بے شک یہ حق ہے۔ یعنی ہم غلطی پر تھے جو اس کا انکار کرتے تھے۔ اس انکار کی پاداش میں ان سے کہا جائے گا کہ جو تم دنیا میں کرتے آئے تھے اور تم نے اپنی زندگی سرکشی میں بسر کی تھی، اب عذاب کا مزہ چکھو۔

(۳۵) اے پیغمبر آپ ان منکرین کی بے رُخی پر کبیدہ نہ ہوں | جب یہ معلوم ہو گیا کہ آخرت کا انکار کرنے والوں کو سزا ضرور ملے گی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں بھی ملے آخرت میں تو ضرور ہی ملے گی۔ پس آپ ان کی بے رخی پر کبیدہ نہ ہوں اور اسی طرح صبر اور ہمت سے کام لیں جس طرح آپ کے پیش رو انبیاء، اپنی قوم کی بے رُخی، مخالفت اور طرح طرح کی ایذا رسانیوں کا مقابلہ صبر اور بے پناہ جد و جہد کے ساتھ کرتے رہے۔ اور یہ خیال دل میں نہ لائیں کہ یا تو یہ لوگ جلدی سے ایمان لے آئیں یا پھر ان پر عذاب نازل کر دے آپ اسی طرح عزم و ہمت سے کام لیں جس طرح آپ سے پہلے حضرت نوح ؑ اور حضرت ابراہیم ؑ حضرت موسیٰ ؑ حضرت عیسیٰ ؑ اولوالعزم پیغمبر صبر سے کام لیتے رہے۔

دنیا کی زندگی ایک گھڑی کے برابر ہے۔ اب تو یہ دیر سمجھ رہے ہیں مگر وہاں جا کر معلوم ہوگا کہ دنیا میں گزارا ہوا وقت پل بھر کا تھا۔

ہم نے نصیحت کی بات پہنچا دی اور اچھا برا سب سمجھا دیا جو نہ مانیں گے وہ خود ہی تباہ برباد ہوں گے۔ ہم کسی کو بے قصور نہیں پکڑتے۔ ہماری طرف سے حجت پوری ہو چکی۔ ہلاکت ان ہی کے لئے ہے جو نافرمان ہیں۔

۴۷

سُوْرَةُ مُحَمَّد

○ ترتیب تلاوت:	۴۷	○ ترتیب نزول:	۹۵
○ مکی/مدنی:	مدنی	○ تعداد رکوعات:	۴
○ تعداد آیات:	۳۸	○ تعداد الفاظ:	۵۵۸
○ تعداد حروف:	۲۴۷۵		

○ اس سورت کی آیت ۲ میں یہ جملہ آیا ہے ـــــ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ـــــ (جنھوں نے اس چیز کو مان لیا جو محمدؐ پر نازل ہوئی۔)
آیت کے اس فقرہ کو لے کر اس سورت کا نام "محمد" رکھا گیا ہے یعنی یہ وہ سورت ہے جس میں محمدؐ کا نام نامی آیا ہے۔
اس سورت کا ایک اور مشہور نام "قتال" بھی ہے۔ اس سورت کی آیت ۲۰ میں یہ جملہ ہے۔ـ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ۔ (جس میں جنگ کا ذکر تھا۔) اس جملے کو لے کر اس سورت کا ایک نام "القتال" بھی ہے یعنی وہ سورت جس میں لفظ قتال آیا ہے۔

○ اس سورت کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب اہل اسلام مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آ چکے تھے۔

○ اہل اسلام اپنا وطن مکہ چھوڑ کر ایک چھوٹی سی بستی مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے تھے اور وہ اہل ایمان جو مکہ کے علاوہ دوسری جگہ آباد تھے وہ بھی مدینہ منورہ آ گئے تھے۔ اس طرح عرب کا یہ چھوٹا سا شہر مسلمانوں کے لئے دارالامان بن گیا تھا۔

مگر مخالفین نے یہاں بھی اہل اسلام کو چین سے رہنے دینے کے لئے تیار نہیں تھے اور وہ ان کو مٹانے پر تلے ہوئے تھے۔ اہل اسلام کے لئے جو ہر طرف سے گھیرے جا رہے تھے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ یا تو وہ اپنے مشن یعنی دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے دستبردار ہو جائیں یا پھر سر دھڑ کی بازی لگا کر ایک آخری فیصلہ ہو جائے کہ عرب کی سرزمین میں اسلام زندہ رہ سکتا ہے یا نہیں۔

لیکن یہ معاملہ اتنا آسان نہ تھا۔ مٹھی بھر جماعت جو اپنا گھر بار اور کاروبار چھوڑ کر ایک دوسری بستی میں پناہ گزین تھی جس کے پاس دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہ تھی جہاں بے گھر مہاجر ابھی گھر بار کو ترس رہے تھے اور اہل عرب کے معاشی بائیکاٹ نے جن کو معاشی طور پر انتہائی تنگ دست کر دیا تھا ان کے لئے اپنے مخالفین سے ٹکر لینا آسان نہ تھا۔

یہ حالات تھے جن میں یہ سورت نازل ہوئی۔ یہاں جنگ کا مطلب سب کچھ لٹا دینا تھا۔ ان حالات میں قتال کا مطلب یہ تھا کہ بے سروسامان جماعت اپنے سے کئی گنا طاقت سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے۔

○ ان حالات میں اہل ایمان کو حوصلہ دلایا گیا ہے۔ ان سے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی مدد پر بھروسہ کریں، اللہ کی تائید ان کے ساتھ ہے۔ تعداد کی قلت اور اپنی بے سروسامانی دیکھ کر ہمت نہ ہاریں۔ اللہ ہے اور وہ غالب رہیں گے۔

○ یہ سورت دراصل حق و باطل کی جنگ میں اہل حق کی کامیابی اور باطل کی ہزیمت اور پسپائی اور سروسامان سے زیادہ ایمان و یقین کی طاقت ــ اپنے مقصد کی لگن اور اللہ کی نصرت پر اعتماد کے ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو اہل ایمان کا حوصلہ بڑھانے والے ہیں۔

○ ادھر منافقین کے دوغلے پن کو یہ سورت ظاہر کرتی ہے جو باتیں تو بڑی بڑھ چڑھ کر بنایا کرتے تھے مگر قتال کا حکم آنے کے بعد ان کے ہوش اڑ گئے اور اپنی عافیت کی فکر میں مخالفین سے ساز باز کرنے لگے۔

آیاتہا ۳۸	۴۷- سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَدَنِیَّۃٌ —۹۵	رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ

اَلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَصَدُّوْا	عَنْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ	اَضَلَّ
جو لوگ	کافر ہوئے	اور انھوں نے روکا	سے	اللہ کا راستہ	اکارت کردیئے گئے

جو لوگ کافر ہوئے اور انھوں نے اللہ کے راستے سے روکا، ان کے اعمال (اللہ نے)

اَعْمَالَهُمْ ① وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اَعْمَالَهُمْ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ
ان کے اعمال	اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	اچھے

اکارت کردیئے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے اور وہ اس پر

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ

وَاٰمَنُوْا	بِمَا نُزِّلَ	عَلٰى + مُحَمَّدٍ	وَّهُوَ	الْحَقُّ	مِنْ	رَّبِّهِمْ
اور وہ ایمان لائے	اس پر جو نازل کیا گیا	محمد ؐ پر	اور وہ	حق	سے	ان کا رب

ایمان لائے جو محمد ؐ پر نازل کیا گیا اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ②

كَفَّرَ	عَنْهُمْ	سَيِّاٰتِهِمْ	وَاَصْلَحَ	بَالَهُمْ
اس نے دور کردیئے	ان سے	ان کی برائیاں (گناہ)	اور درست کردیا	ان کا حال

اس (اللہ) نے ان سے ان کے گناہ دور کردیئے اور ان کا حال درست کردیا۔

سُوْرَۃُ الْقِتَالِ مَدَنِیَّۃٌ اِلَّا
وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَلْاٰيَۃَ
اَوْ مَكِّيَّۃٌ وَهِيَ ثَمَانٌ اَوْ تِسْعٌ
وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَۃً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ القتال۔ مدنی ہے مگر یہ آیت وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ الخ یا یہ سورت مکی ہے اور اس سورۃ میں اڑتیس ۳۸ یا انتالیس ۳۹ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

شروع ہے اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

(۱) اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَصَدُّوْا غَيْرَهُمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَيِ الْاِيْمَانِ اَضَلَّ اَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○ كَاِطْعَامِ الطَّعَامِ وَصِلَةِ الْاَرْحَامِ فَلَا يَرَوْنَ لَهَا فِى الْاٰخِرَةِ ثَوَابًا وَيُجْزَوْنَ بِهَا فِى الدُّنْيَا مِنْ فَضْلِهٖ تَعَالٰى۔

(۲) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَيِ الْاَنْصَارُ وَغَيْرُهُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَيِ الْقُرْاٰنُ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ غَفَرَ لَهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ○ اَيْ حَالَهُمْ فَلَا يَعْصُوْنَهٗ

(۱) اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ جو لوگ کافر ہوئے مکہ والوں میں سے اور روکا انھوں نے دوسروں کو ایمان سے۔ باطل کئے اللہ نے ان کے عمل جیسے کھانا کھلانا اور صلہ رحمی کرنا سو آخرت میں ان کو کچھ ثواب نہ ملے گا۔ اور ان اعمال کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں مل جائے گا۔ اللہ کے فضل و احسان سے۔

(۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یعنی انصار وغیرہ اور ایمان لائے وہ قرآن پر جو محمدؐ پر نازل ہوا اور وہ قرآن سچی کتاب ہے کہ آئی ہے ان کے رب کے پاس سے تو اللہ ان کے گناہ معاف فرما دے گا اور ان کا حال درست فرما دے گا کہ وہ اللہ کی نافرمانی نہ کریں گے۔

تشریح

(۱) حق کے خلاف کوششوں کا نتیجہ | اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح اس نے اپنے بندوں کے لئے زندگی کا سامان کیا ہے اور ان کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، اسی طرح ان کے لئے ہدایت کا سامان بھی کیا ہے۔ ان کو گمراہی میں بھٹکنے کے لئے نہیں چھوڑا، ان کی رہنمائی کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے، اپنی کتابیں نازل کیں۔

جن لوگوں نے اللہ کی اس رہنمائی کا انکار کیا خود بھی قبول حق سے باز رہے اور دوسروں کو بھی راہ حق پر آنے سے مختلف طریقوں سے روکا۔ انھوں نے اپنے اعمال اکارت کر دیئے۔ اگر انھوں نے کچھ نیک کام کئے بھی تو ان کی باغیانہ روش کی وجہ سے آخرت میں وہ ان کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے اور ان کے وہ نیک اعمال رائگاں جائیں گے اور نتیجہ خیز ثابت نہ ہوں گے۔

جب انسان غلط راستہ پکڑ لیتا ہے اور اس کو چھوڑتا نہیں ہے تو اس کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اور پھر اُسے سچائی نظر نہیں آتی۔ اس طرح اس کی ساری جدوجہد رائگاں چلی جاتی ہے۔

(۲) ایمان اور عمل صالح کے خوشگوار نتائج | منکرین حق کے خلاف جن لوگوں نے تسلیم کا راستہ اختیار کیا، اللہ کے سامنے سر جھکایا نیک اعمال کئے اور اس چیز کو مان لیا جو حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی ہے کیونکہ حضرت محمدؐ بھی وہی تعلیم اور دعوت پیش کر رہے ہیں جو پچھلے انبیاء پیش کرتے آئے ہیں۔ اس لئے اب آپؐ کے تشریف لانے کے بعد اور آپؐ کے اعلان نبوت کے بعد لازم ہے کہ آپ پر نازل ہونے والی کتاب پر اور آپ کی تعلیم پر ایمان لایا جائے۔ کیونکہ آپ کی تعلیم سراسر حق اور رب کی طرف سے بھیجی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ خوشگوار نتائج ظاہر ہوں گے کہ ایمان لانے سے پہلے جو برائیاں تھیں وہ ختم ہو جائیں گی ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے، ان کی زندگیاں بدل جائیں گی اور آئندہ ان کے حالات بہتری کی طرف ہوں گے، ان کی زندگیاں سنور جائیں گی ان کی بے کسی اور بے بسی ختم ہو جائے گی۔ اب وہ محکوم رہنے کے بجائے آزادی کے ساتھ اللہ کے دین پر عمل کر سکیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ

الَّذِيْنَ	وَاَنَّ	الْبَاطِلَ	اتَّبَعُوا	الَّذِيْنَ كَفَرُوا	بِاَنَّ	ذٰلِكَ
جو لوگ	اور یہ کہ	باطل	انھوں نے پیروی کی	جن لوگوں نے کفر کیا	اس لئے کہ	یہ

یہ اس لئے ہوا کہ جن لوگوں نے کفر کیا انھوں نے باطل کی پیروی کی ۔ اور یہ کہ جو لوگ

اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③

اَمْثَالَهُمْ	لِلنَّاسِ	يَضْرِبُ اللّٰهُ	كَذٰلِكَ	مِنْ رَّبِّهِمْ	اتَّبَعُوا ۔ الْحَقَّ	اٰمَنُوا
ان کی مثالیں	لوگوں کے لئے	اللہ بیان کرتا ہے	اسی طرح	اپنے رب کی طرف سے	انھوں نے حق کی پیروی کی	ایمان لائے

ایمان لائے انھوں نے اپنے رب کی طرف سے حق کی پیروی کی ۔ اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے ان کی مثالیں (احوال) بیان کرتا ہے ۔

③ ذٰلِكَ اَیْ اِضْلَالُ الْاَعْمَالِ وَتَكْفِيْرُ السَّيِّاٰتِ بِاَنَّ بِسَبَبِ اَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ الشَّيْطَانَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ الْقُرْاٰنَ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ اَیْ مِثْلَ ذٰلِكَ الْبَيَانِ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ يُبَيِّنُ اَحْوَالَهُمْ اَیْ فَالْكَافِرُ يُحْبِطُ عَمَلَهٗ وَالْمُؤْمِنُ يُغْفَرُ زَلَلُهٗ ۔

③ یہ کافروں کے اعمال کو باطل کرنا اور ایمان والوں کے گناہ معاف کرنا اس سبب ہے کہ بے شبہ جو لوگ کافر ہوئے انھوں نے شیطان کی پیروی کی اور جو لوگ ایمان لائے انھوں نے قرآن کا اتباع کیا جو نازل ہوا ہے ان کے رب کے پاس سے ۔

مثل اسی بیان کے اللہ لوگوں کا حال بیان فرماتا ہے سو کافر کا عمل باطل کرتا ہے اور مومن کے گناہ معاف فرماتا ہے ۔

تشریح

③ حق پرستوں اور باطل پرستوں میں واضح فرق | باطل پرستوں کی ساری کوشش سارے اعمال رائیگاں چلے گئے اور حق پرستوں کو اللہ نے دنیا میں بھی عزت دی اور آخرت میں بھی کامیابی ملی ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے فرق کو کھول کھول کر لوگوں کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ دیکھو باطل پرست باطل کی پیروی کی وجہ سے ان کی ساری سعی بیکار گئی اور حق پرستوں نے حق کی پیروی کی اس لئے اللہ نے ان کو برائیوں سے پاک کر کے ان کے حالات درست کر دئے اس طرح باطل پرستی کی نحوست اور حق پرستی کی برکت پوری طرح کھل کر سامنے آجائے ۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط

فَاِذَا	لَقِيْتُمُ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	فَضَرْبَ	الرِّقَابِ
پھر جب تم	بھڑ جاؤ	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	تو مارو	گردنیں

پھر جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ، تو ان کی گردنیں مارو،

حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ق فَاِمَّا

حَتّٰٓى	اِذَآ	اَثْخَنْتُمُوْهُمْ	فَشُدُّوا	الْوَثَاقَ	فَاِمَّا
یہاں تک	جب	خوب خونریزی کرچکو، اُن کی	تو مضبوط کرلو	قید	پس یا

یہاں تک کہ جب ان کی خوب خوں ریزی کرچکو تو ان کی قید مضبوط کرلو (مشکیں کس لو) پس اس کے

مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ

مَنًّا	بَعْدُ	وَاِمَّا	فِدَآءً	حَتّٰى	تَضَعَ الْحَرْبُ	اَوْزَارَهَا
احسان کرو	اس کے بعد	اور یا	معاوضہ	یہاں تک	رکھ دے لڑائی (لڑنے والے)	اپنے ہتھیار

بعد یا احسان کردو (بلامعاوضہ رہا کردو) یا معاوضہ لے کر چھوڑ دو) یہاں تک [illegible] ہتھیار رکھ دیں (ڈال دیں)

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ

ذٰلِكَ	وَلَوْ	يَشَآءُ اللّٰهُ	لَانْتَصَرَ	مِنْهُمْ	وَ	لٰكِنْ
یہ	اور اگر	اللہ چاہتا	ضرور انتقام لیتا	ان سے	اور	لیکن

یہ ہے (حکم الٰہی) اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے ضرور انتقام لیتا لیکن (وہ چاہتا ہے) کہ

لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ط وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ

لِيَبْلُوَا	بَعْضَكُمْ	بِبَعْضٍ	وَالَّذِيْنَ	قُتِلُوْا	فِيْ
تاکہ آزمائے	تم سے بعض کو	بعض (دوسرے) سے	اور جو لوگ	مارے گئے	میں

تم میں سے بعض (ایک) کو دوسرے سے آزمائے۔ اور جو لوگ اللہ تعالٰے کے راستے

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۴﴾

سَبِيْلِ	اللّٰهِ	فَلَنْ + يُّضِلَّ	اَعْمَالَهُمْ
راستہ	اللہ	تو وہ ہرگز ضائع نہ کریگا	ان کے عمل

میں مارے گئے تو وہ ان کے عمل ہرگز ضائع نہ کرے گا۔

(۴) فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط مَصْدَرٌ
بَدَلٌ مِّنَ اللَّفْظِ بِفِعْلِهٖ
اَیْ فَاضْرِبُوْا رِقَابَهُمْ
اَیْ اُقْتُلُوْهُمْ وَعَبَّرَ بِضَرْبِ
الرِّقَابِ لِاَنَّ الْغَالِبَ
فِی الْقَتْلِ اَنْ يَّكُوْنَ
بِضَرْبِ الرَّقَبَةِ حَتّٰى
اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ اَیْ
اَكْثَرْتُمْ فِيْهِمُ الْقَتْلَ فَشُدُّوْا
اَیْ فَاَمْسِكُوْا عَنْهُمْ وَاْسِرُوْهُمْ
وَشُدُّوا الْوَثَاقَ مَا يُوْثَقُ
بِهِ الْاَسْرٰى فَاِمَّا مَنًّا
بَعْدُ مَصْدَرٌ بَدَلٌ مِّنَ
اللَّفْظِ بِفِعْلِهٖ اَیْ تَمُنُّوْنَ
عَلَيْهِمْ بِاِطْلَاقِهِمْ
مِنْ غَيْرِ شَیْءٍ وَّاِمَّا
فِدَآءً اَیْ تُفَادُوْنَهُمْ
بِمَالٍ اَوْ اُسْرٰى مُسْلِمِيْنَ
حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ
اَیْ اَهْلُهَا اَوْزَارَهَا اَثْقَالَهَا
مِنَ السِّلَاحِ وَغَيْرِهٖ بِاَنْ يُّسْلِمَ
الْكُفَّارُ اَوْ يَدْخُلُوْا فِی الْعَهْدِ
وَهٰذِهٖ غَايَةٌ لِّلْقَتْلِ
وَالْاَسْرِ ذٰلِكَ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ
مُقَدَّرٍ اَیْ اَلْاَمْرُ فِيْهِمْ
مَا ذُكِرَ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ
لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ بِغَيْرِ قِتَالٍ
وَّلٰكِنْ اَمَرَكُمْ بِهٖ لِيَبْلُوَا
بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ مِّنْهُمْ فِی
الْقِتَالِ فَيَصِيْرُ مَنْ قُتِلَ مِنْكُمْ اِلَى

(۴) پس جس وقت تم ملو کافروں سے تو ان کی گردنیں مارو یعنی ان کو قتل کرو (گردنوں کے مارنے سے قتل کرنا لیا گیا کیوں کہ اکثر قتل اسی طرح ہوتا ہے کہ گردن ماری جاتی ہے)۔

یہاں تک کہ جب تم کافروں کو خوب قتل کر لو تو ہاتھ روک لو اور ان کو قید کر کے بیڑی مضبوط باندھو پھر اس کے بعد یا ان پر احسان کرو کہ بدون عوض کے ان کو چھوڑ دو۔

یا ان سے عوض کو مال کا یا مسلمان قیدیوں کو ان کے عوض چھڑاؤ۔

یہاں تک کہ اہل حرب اپنے ہتھیاروں وغیرہ کو رکھ دیں۔
یعنی کفار اسلام کو قبول کریں یا ذمی بن آجاویں۔ اس کے بعد قتل اور قید کو موقوف کرو۔
ان کے بارے میں یہی حکم ہے جو مذکور ہوا اور

اللہ چاہتا تو ان سے بدلہ لیتا بدون قتال کے ولیکن اس نے تم کو حکم جہاد کا کیا تاکہ آزماوے تم میں سے بعض کو ان میں سے بعض سے۔ لڑائی میں اس طرح کہ جو تم میں سے شہید ہو جنت میں جاوے۔ اور جو ان میں

الْجَنَّةِ وَمِنْهُمْ إِلَى النَّارِ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا وَفِيْ قِرَاءَةٍ قَاتَلُوْا الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ فَشَا فِي الْمُسْلِمِيْنَ الْقَتْلُ وَالْجِرَاحَاتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ يُحْبِطَ أَعْمَالَهُمْ ○

سے مقتول ہو دوزخ میں داخل ہوا۔ اور جو لوگ مقتول ہوئے اللہ کے راستے میں پس نہ باطل کرے گا اللہ ان کے عملوں کو (یہ آیت نازل ہوئی احد کے دن اور حال یہ کہ مسلمان بہت سے شہید ہوئے تھے اور بہت سے زخمی ہوئے تھے۔)

تشریح

(۴) جہاد میں جنگ کے لئے ہدایات | حق اور باطل کے ٹکراؤ میں باطل کو زیر کرنے مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلانے اور عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حق پرست ایمانی طاقت کے ساتھ ظاہری قوت بھی جمع کرے۔ باطل کا زور توڑنے کے لئے طاقت کا استعمال ضروری ہے ورنہ دنیا میں کبھی بھی کسی مظلوم کو انصاف نہ مل سکے گا۔

اسلام دنیا میں عدل اجتماعی کا نظام قائم کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس کے لئے جہاد ایک بڑی تعمیری طاقت ہے جہاد میں جنگ کے کیا اصول ہوں۔ باطل کے مقابلے میں طاقت کا استعمال کس طرح کیا جائے اور حقیقی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ یہ آیت اس پر پوری روشنی ڈالتی ہے۔

○ ارشاد ہے کہ جب مڈبھیڑ ہو جائے تو تمہارا پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ باطل کی گردن توڑ دو، باطل کو اچھی طرح کچلے بغیر مخالفین کو قیدی بنانے کی فکر مت کرو۔ جب دیکھ لو کہ باطل کا زور ٹوٹ گیا ہے۔

○ تو قیدیوں کو مضبوط باندھ لو۔ اب قیدیوں کے ساتھ تمہارا معاملہ کیا ہونا چاہیئے؟

○ اس معاملے میں مسلمانوں کے امیر کو اختیار ہے کہ وہ وقت حالات اور مصلحت کے مطابق قیدیوں کے ساتھ معاملہ کرے۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد وہ دیکھے کہ آیا قیدیوں کا تبادلہ کرنا ہے یا ان کو فدیہ دے کر چھوڑنا ہے یا ان کو اسلامی معاشرے میں جذب کرنے کے لئے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ اسلام میں اسیران جنگ کے معاملے میں ایک وسیع ضابطہ بنایا ہے۔ لیکن ان کو ایذا دینے کی، بھوکے مارنے کی یا ہمیشہ قید رکھنے کی اجازت نہیں دی۔

صرف بعض مخصوص حالات میں ہی کسی جنگی قیدی کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے وہ بھی بہت مجبوری کی حالت میں کہ جب کوئی قیدی ایسا ہو کہ اس کا رہا کرنا یا اس کو آزاد چھوڑنا کسی طرح بھی مناسب نہ ہو۔

○ اس آیت میں جہاد کی حکمت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ خود دوسرے طریقوں سے مخالفین سے نمٹ سکتا تھا۔ مثلاً قوم عاد و ثمود کی طرح ان پر عذاب نازل ہو جاتا۔ مگر اس نے یہ طریقہ جہاد کا اس لئے اختیار کیا کہ ایک کو دوسرے سے آزمائے اور حق و باطل کی جنگ میں معلوم ہو جائے کہ کون ہیں جو حق کی طرف ہیں اور کون ہیں جو حق کے لئے اپنی جان نثار کرنے کے لئے تیار رہیں۔

○ جو لوگ جہاد میں شہید ہو جائیں ان کی قربانی بے کار نہیں جائے گی بلکہ شہیدوں کا مرتبہ بہت بلند ہے اور ان کے لئے یہ سودا نقصان کا نہیں بلکہ نفع کا ہے۔

سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۚ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

سَيَهْدِيهِمْ	وَيُصْلِحُ	بَالَهُمْ	وَيُدْخِلُهُمُ	الْجَنَّةَ
وہ جلد ان کو ہدایت دے گا	اور سنوارے گا	ان کا حال	اور داخل کرے گا انھیں	جنت

وہ جلد ان کو ہدایت دے گا اور ان کا حال سنوارے گا۔ اور انھیں جنت میں داخل کرے گا۔ اس نے

عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا

عَرَّفَهَا + لَهُمْ	يَا أَيُّهَا	الَّذِينَ + آمَنُوا	إِنْ	تَنْصُرُوا
اس نے اس سے شناسا کر دیا ہے انھیں	اے	جو لوگ ایمان لائے (مومن)	اگر	تم مدد کروگے

انھیں اس سے شناسا کر دیا ہے۔ اے مومنو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے وہ

اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ⑦ وَالَّذِينَ

اللَّهَ	يَنْصُرْكُمْ	وَيُثَبِّتْ	أَقْدَامَكُمْ	وَالَّذِينَ
اللہ	وہ مدد کریگا تمہاری	اور جمادے گا	تمہارے قدم	اور جن لوگوں نے

تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا (تمہیں ثابت قدم کردے گا) اور جن لوگوں

كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ⑧

كَفَرُوا	فَتَعْسًا	لَهُمْ	وَأَضَلَّ	أَعْمَالَهُمْ
کفر کیا (کافر)	تو تباہی ہے	ان کے لئے	اور اس نے ضائع کردئے	ان کے عمل

نے کفر کیا ان کے لئے تباہی ہے اور اس (اللہ) نے ان کے عمل ضائع کر دئے۔

⑤ سَيَهْدِيهِمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَىٰ مَا
يَنْفَعُهُمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○ حَالَهُمْ
فِيهِمَا وَمَا فِي الدُّنْيَا لِمَنْ لَمْ يُقْتَلْ وَأُدْرِجُوا
فِي قُتِلُوا تَغْلِيبًا

⑥ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا بَيَّنَهَا
لَهُمْ ○ فَيَهْتَدُونَ إِلَىٰ مَسَاكِنِهِمْ مِنْهَا
وَأَزْوَاجِهِمْ وَخَدَمِهِمْ مِنْ غَيْرِ اسْتِدْلَالٍ

⑦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ
أَيْ دِينَهُ وَرَسُولَهُ يَنْصُرْكُمْ عَلَىٰ
عَدُوِّكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ○

⑤ نزدیک ہے کہ اللہ ان کو ہدایت کرے گا دنیا اور
آخرت میں طرف اس چیز کے جو ان کو نفع دیوے
اور درست کرے گا حال ان کا دنیا اور آخرت میں (درستی دنیا کی ان
کے لئے ہے جو شہید نہیں ہوئے اور ان کو مقتولین میں داخل فرمایا گیا تغلیبًا)

⑥ اور ان کو اللہ داخل فرمائے گا جنت میں ظاہر فرما دیا اللہ نے
ان کے لئے جنت کو پس راہ پاویں گے وہ طرف منازل اپنی کی
جنت سے اور اپنی بیبیوں اور خادموں کی طرف بتلانے سے۔

⑦ اے ایمان والو اگر تم اللہ کے دین اور اس کے پیغمبر کی مدد
کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا بمقابلہ تمہارے دشمنوں
کے اور ثابت قدم رکھے گا تم کو لڑائی میں۔

يُثَبِّتْ كُمْ بِى الْمُعْتَرَكِ

⑧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ
مَكَّةَ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ تَعَسُوْا يَدُلُّ
عَلَيْهِ فَتَعْسًا لَّهُمْ اَىْ هَلَاكًا
وَّخَيْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اَضَلَّ
اَعْمَالَهُمْ ○ عَطْفٌ عَلٰى تَعَسُوْا

⑧ اور جو لوگ کافر ہوئے اہل مکہ سے سو ہلاکی اور خرابی ہے ان کے اللہ کی طرف سے

اور باطل کیا اللہ نے ان کے عملوں کو۔

تشریح

⑤ شہید کامیاب رہیں گے | اللہ کے راستے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے شہید حقیقت میں کامیاب رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آخرت کی تمام منزلوں میں ان کا حال درست کرے گا اور ان کی رہنمائی فرمائے گا۔ جنت کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو خلعتوں سے آراستہ کر کے جنت میں لے جائے گا اور دنیا کی زندگی کی ہر آلائش کو دور کر دے گا۔

⑥ شہید جنت میں داخل ہوں گے | دنیا میں پہلے ہی ان کو قرآن کے ذریعہ اور نبیؐ کے ذریعہ بتایا جاچکا ہے کہ وہ جنت جس میں اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے جائیں گے، وہ کیسی ہوگی۔ جنت ان کی جانی پہچانی چیز ہوگی اور ٹھیک اس کے مطابق ہوگی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ اپنے ٹھکانے کو خود پہچان لیں گے۔ ان کا وہ ٹھکانہ خوشبوؤں سے مہکا ہوا ہو گا۔

⑦ اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کی اللہ مدد کرے گا اور ان کو ثابت قدمی عطا کرے گا | جو لوگ اللہ کے دین کا کلمہ بلند کرنے کے لئے اپنی جان سے اپنے مال سے جہاد کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک محدود دائرے میں ارادے اور اختیار کی آزادی دی ہے اور اللہ تعالیٰ دلیل اور نصیحت سے انسان کو سمجھاتے ہیں کہ اس کے لئے دونوں جہان کی فلاح کا راستہ یہی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی بندگی اور فرماں برداری اختیار کرے۔ جو لوگ اس راہ پر چلتے ہوئے دین کی اشاعت اور تبلیغ کا کام انجام دیتے ہیں ان کو اللہ کی رفاقت اور مددگاری کا شرف حاصل ہوتا ہے روحانی اور اخلاقی ترقی کا یہ سب سے اونچا مرتبہ ہے ــ عبادت میں انسان اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور دین کو آگے بڑھانے میں اللہ کا رفیق و مددگار ہوتا ہے۔

اس لئے فرمایا کہ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو تم اس کے رفیق اور مددگار ہو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوطی سے دین پر جمادے گا۔

⑧ حق کا انکار کرنے والوں کی بدحالی | اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے اور دین کی سربلندی میں جدوجہد کرنے والے اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدمی عطا فرمائیں گے، ان کے قدم ڈگمگائیں گے نہیں، اسلام پر ثابت قدم رہیں گے اور اس کے نتیجے میں پل صراط پر بھی ان کے قدم جمے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور یہ ہے کہ اس کے بندے اس کے دین کے لئے جدوجہد کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں۔

اس کے برخلاف حق کا انکار کرنے والوں کو منہ کے بل گرایا جائے گا اور ان کے اعمال بے کار ہو جائیں گے جیسے کوئی ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گر جاتا ہے اس طرح زندگی کے راستے میں وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑیں گے اور ان کے اعمال اکارت چلے جائیں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ

ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ + كَرِهُوْا	مَآ	اَنْزَلَ اللّٰهُ	فَاَحْبَطَ
یہ	اس لئے کہ انھوں نے ناپسند کیا	جو	نازل کیا اللہ نے	تو اکارت کر دیئے

یہ اس لئے ہے کہ جو اللہ نے نازل کیا انھوں نے اسے ناپسند کیا تو (اس اللہ) نے ان کے عمل

اَعْمَالَهُمْ ﴿٩﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

اَعْمَالَهُمْ	اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا	فِى الْاَرْضِ	فَيَنْظُرُوْا
ان کے عمل	کیا وہ چلے پھرے نہیں	زمین میں	تو وہ دیکھ لیتے

اکارت کر دیئے۔ کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ تو وہ دیکھ لیتے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ
کیسا	ہوا	انجام	ان لوگوں کا جو	ان سے پہلے

کیسا انجام ہوا؟ ان سے پہلے لوگوں کا۔

دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

دَمَّرَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	وَلِلْكٰفِرِيْنَ	اَمْثَالُهَا	ذٰلِكَ	بِاَنَّ اللّٰهَ
تباہی ڈال دی	اللہ	ان پر	اور کافروں کے لئے	ان کی مانند	یہ	اس لئے کہ اللہ

اللہ نے ان پر تباہی ڈال دی، اور کافروں کے لئے ان کی مانند (سزا ہوگی) یہ اس لئے ہے کہ

مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿١١﴾ ع

ع ۱۱ / ۵

مَوْلَى	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	وَاَنَّ	الْكٰفِرِيْنَ	لَا مَوْلٰى	لَهُمْ
کارساز	ان لوگوں کا جو ایمان لائے	اور یہ کہ	کافروں	کوئی کارساز نہیں	ان کے لئے

اللہ ان لوگوں کا کارساز ہے جو ایمان لائے، اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔

﴿٩﴾ ذٰلِكَ اَىِ التَّعْسُ وَالْاِضْلَالُ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْمُشْتَمِلِ عَلَى التَّكَالِيْفِ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○

﴿٩﴾ یہ ان کا خرابی میں پڑنا اور ان کے عملوں کا باطل کرنا اس لئے کہ انھوں نے برا سمجھا قرآن کو جس کو اللہ نے اتارا کہ وہ مشتمل ہے اوپر تکالیف شرعیہ کے پس باطل کیا اللہ نے ان کے عملوں کو۔

(۱۰) أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَهْلَكَ أَنفُسَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ○ أَمْثَالُ عَاقِبَةِ مَن قَبْلِهِمْ

(۱۰) سو کیا یہ لوگ نہیں پھرے زمین میں پس دیکھتے کیوں کر ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے کہ اللہ نے ان کو اور ان کی اولاد اور مالوں کو برباد اور تباہ کیا۔ اور کافروں کو ویسا ہی عذاب ہوگا۔ جیسا ان سے پہلوں کو ہوا۔

(۱۱) ذَٰلِكَ أَيْ نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَهْرُ الْكَافِرِينَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى وَلِيُّ وَنَاصِرُ الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ○

(۱۱) یہ مسلمانوں کی مدد کرنا اور ان کو غلبہ دینا اور کافروں کو مغلوب کرنا اس سبب سے ہے کہ اللہ مددگار اور دوست ہے ایمان والوں کا اور کافروں کے واسطے کوئی مددگار اور دوست نہیں۔

تشریح

(۹) منکرینِ حق نے اللہ کے دکھائے ہوئے راستہ کو پسند نہیں کیا | اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ایسی ہی محبت ہے جیسے کسی کو اپنے عیال سے محبت ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت فرماتے ہیں۔ ان کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح انھوں نے اپنے بندوں کے لئے زندگی کے سامان مہیا کئے ہیں اسی طرح ان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے ہدایت کا سامان بھی فرمایا۔ اس کے لئے اللہ نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں، اپنے پیغمبروں کو بھیجا کہ وہ بندوں کو سمجھائیں اور راہ راست دکھائیں مگر حق کا انکار کرنے والے اپنے پرانے جاہلی طریقے پر اڑے رہے اور اس تعلیم کو پسند نہ کیا جو اللہ نے ان کو سیدھا راستہ بتانے کے لئے نازل کی تھی۔ جب انھوں نے اللہ کی باتوں کو پسند نہ کیا تو اللہ ان کے کام کیوں پسند کرے گا جو چیز اللہ کو پسند نہ ہو وہ اکارت اور بے کار ہے اس لئے ان کے سارے اعمال بے کار چلے گئے۔

(۱۰) گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل کریں | آج جو لوگ حق کا مقابلہ کر رہے ہیں اور سچائی کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں زمین میں چل پھر کر دیکھیں ان کے سامنے کتنی ہی گزری ہوئی قوموں کے نمونے آئیں گے جو اسی طرح حق کا انکار کرنے والے تھے دنیا میں بھی ان کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے ساری تدبیریں ناکام ہوگئیں اور آخرکار سچائی غالب آکر رہی۔ ہر زمانہ کے منکرین حق کے انجام کا یہی مقدر ہے کہ دونوں جہان میں ان کی تباہی ہے۔

(۱۱) اہل ایمان کا مددگار اللہ ہے | اہل ایمان کی اگرچہ ظاہری طاقت کم ہو مگر اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہے جب کہ حق کا انکار کرنے والوں کا نہ کوئی حامی ہے نہ کوئی ناصر و مددگار ہے۔ غزوۂ احد کے موقعہ پر جب حضور نبی کریم ﷺ زخمی ہو گئے تھے اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ایک گھاٹی میں ٹھہرے ہوئے تھے تو ابوسفیان جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے انھوں نے زور سے نعرہ لگایا تھا —— لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ۔ عزیٰ ایک بت کا نام تھا۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے پاس عزیٰ ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔

اس پر نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا انھیں جواب دو۔ اَللّٰهُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ (ہمارا حامی اور مددگار اللہ ہے اور تمہارا مددگار کوئی نہیں۔)

حقیقت یہی ہے کہ اہل ایمان کے پاس ان کے ایمان کی طاقت اور اللہ کی مدد سب سے بڑی قوت ہے۔ صاحب ایمان اپنے اخلاق و کردار سے غالب آسکتے ہیں چاہے ان کے پاس ظاہری اسباب کم ہوں۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اِنَّ	اللّٰهَ	يُدْخِلُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا + الصّٰلِحٰتِ
بیشک	اللہ	داخل کرتا ہے	جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے نیک عمل کیے

بے شک اللہ داخل کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
باغات	بہتی ہیں	ان کے نیچے	نہریں	اور جن لوگوں نے	کفر کیا

باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ فائدہ

يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ

يَتَمَتَّعُوْنَ	وَيَاْكُلُوْنَ	كَمَا	تَاْكُلُ	الْاَنْعَامُ	وَالنَّارُ
وہ فائدہ اٹھاتے ہیں	اور وہ کھاتے ہیں	جیسے	کھاتے ہیں	چوپائے	اور آگ

اٹھاتے ہیں اور (اس طرح) کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں، اور آگ (جہنم)

مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ

مَثْوًى	لَهُمْ	وَكَاَيِّنْ	مِّنْ قَرْيَةٍ	هِيَ	اَشَدُّ
ٹھکانا	ان کے لئے	اور بہت سی	بستیاں	وہ	بہت ہی سخت

ان کا ٹھکانا ہے۔ اور بہت سی بستیاں (تھیں) وہ بہت ہی سخت تھیں

قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ

قُوَّةً	مِّنْ قَرْيَتِكَ	الَّتِيْ	اَخْرَجَتْكَ	اَهْلَكْنٰهُمْ
قوت میں	آپؐ کی بستی سے	وہ جس	آپؐ کو نکال دیا	ہم نے ہلاک کردیا انھیں

قوت میں آپؐ کی بستی سے جس کے رہنے والوں نے آپؐ کو نکال دیا ہم نے انھیں ہلاک کردیا

فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ

فَلَا نَاصِرَ	لَهُمْ	اَفَمَنْ	كَانَ	عَلٰى	بَيِّنَةٍ	مِّنْ
تو کوئی نہ مدد کرنے والا	ان کے لئے	پس کیا جو	ہے	پر	روشن (راستہ)	سے۔ کے

تو کوئی ان کا مدد کرنے والا نہ ہوا۔ پس کیا جو کوئی اپنے پروردگار۔

رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾

اَهْوَآءَهُمْ	وَاتَّبَعُوْٓا	سُوْٓءُ عَمَلِهٖ	زُيِّنَ لَهٗ	كَمَنْ	رَبِّهٖ
اپنی خواہشات	اورانھوں نے پیروی کی	اس کے بُرے عمل	آراستہ دکھائے گئے اس کو	اس کی طرح	اپنے رب

کے روشن راستے پر ہو اس کی طرح ہے جسے اس کے بُرے عمل آراستہ کر دکھائے گئے اور انھوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی۔

۱۲ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ
فِي الدُّنْيَا وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا
تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ اَيْ لَيْسَ لَهُمْ
هِمَّةٌ اِلَّا بُطُوْنَهُمْ وَفُرُوْجَهُمْ
وَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَى الْاٰخِرَةِ وَالنَّارُ
مَثْوًى لَّهُمْ ۝ مَنْزِلٌ وَمَقَامٌ وَمَصِيْرٌ

۱۲ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ البتہ بےشبہ اللہ داخل کرے گا ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اور جو لوگ کافر ہوئے وہ دنیا کا فائدہ حاصل کرتے ہیں اس طرح کھاتے ہیں جیسے جانور۔ یعنی ان کی ہمت صرف پیٹ بھرنا اور شہوت رانی کرنا ہے اور آخرت کی طرف ان کو ذرا توجہ نہیں۔
اور دوزخ کی آگ ان کا ٹھکانا اور جائے قیام وجائے رجوع ہے۔

۱۳ وَكَاَيِّنْ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اُرِيْدَ
بِهَا اَهْلُهَا هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ
قَرْيَتِكَ مَكَّةَ اَيْ اَهْلِهَا الَّتِيْ
اَخْرَجَتْكَ رُوْعِيَ لَفْظُ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهُمْ
رُوْعِيَ مَعْنٰى قَرْيَةِ الْاُوْلٰى فَلَا نَاصِرَ
لَهُمْ ۝ مِنْ اِهْلَاكِنَا

۱۳ اور بہت اہل قریہ گزرے ہیں جو تیرے شہر یعنی مکہ والوں سے جنھوں نے تجھ کو نکالا زیادہ قوت والے تھے کہ ہم نے ان کو ہلاک کیا

سو کسی نے ان کی مدد نہ کی اور ہلاکی سے ان کو نہ بچایا۔

۱۴ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ حُجَّةٍ وَّبُرْهَانٍ
مِّنْ رَّبِّهٖ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ كَمَنْ زُيِّنَ
لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا وَهُمْ
كُفَّارُ مَكَّةَ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۝
فِيْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ اَيْ لَا مُمَاثَلَةَ
بَيْنَهُمَا

۱۴ سو کیا وہ لوگ جو دلیل روشن اور حجت پر قائم ہیں جو ان کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی یعنی اہل ایمان مثل ان لوگوں کے ہیں جن کے لئے ان کے بُرے اعمال اچھے کر کے دکھلائے گئے پس وہ انہیں اعمال بد کو اچھا سمجھتے ہیں (مراد ان سے کفار مکہ ہیں) اور انھوں نے اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کی بتوں کی پرستش میں حاصل یہ کہ ان دونوں گروہ میں برابری نہیں۔

تشریح

۱۲ مومن اور غیر مومن کا فرق | اللہ تم ساری کائنات کے اور انسانوں کے خالق و پروردگار ہیں جو شخص اس بات کو مانتا ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے، اور اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے اللہ تم دنیا میں جو نعمتیں اس کو عطا کرتا ہے وہ ان کا شکر ادا کرتا ہے شکر گزاری اور احسان شناسی اس کی عبدیت اور عاجزی میں اضافہ کرتی ہے۔
غیر مومن جو اپنے پروردگار کو نہیں مانتا یا مانتا ہے تو اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کر کے اس کی عظمت اور شان کے خلاف کرتا ہے

وہ دنیا کی نعمتوں سے لطف اٹھاتا ہے اور اسے خیال بھی نہیں آتا کہ یہ نعمتیں کس کی دی ہوئی ہیں وہ ناشکرا اور احسان نہ ماننے والا جانوروں کی طرح کھاتا پیتا ہے جسے یہ خبر نہیں ہوتی کہ یہ نعمتیں کس کی دی ہوئی ہیں۔

مومن اور غیر مومن کا یہ فرق آخرت میں بھی سامنے آئے گا کہ جب اللہ تو ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان شاندار جنتوں میں داخل کرے گا جن میں باغات ہوں گے نہریں بہتی ہوں گی اور ہر طرح کی راحتیں ہوں گی۔

غیر مومن اس چندروزہ زندگی سے فائدہ اٹھا رہا ہے مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے اور اپنے رب کو نہ ماننے اور اس کی ناشکری کی وجہ سے اس کا آخری ٹھکانا جہنم ہے۔

(۱۳) مکے والوں سے زیادہ زور آور بستیاں بھی گزری ہیں | اللہ کے آخری رسول حضرت محمد مکے میں پیدا ہوئے۔ مکہ آپ کا وطن بھی تھا اور خانہ کعبہ اس شہر میں ہونے کی وجہ سے اس کی فضیلت سب بستیوں سے زیادہ تھی اس لئے مکے کا نام ام القریٰ بھی ہے کہ تمام بستیوں کا مرکز یہی شہر ہے حضرت محمدؐ کو اس شہر سے بڑی محبت تھی مگر جب اللہ نے آپ کو پیغمبر بنایا تو اس بستی کے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے، طرح طرح سے آپ کو ستایا یہاں تک کہ آپ کے کنبے کو تین سال تک نظر بند رکھا۔ آخرکار آپؐ مجبورًا مکہ چھوڑ کر مدینے کی طرف ہجرت فرما گئے۔ جب آپ شہر سے نکل رہے تھے تو آپ نے مکے کی طرف رخ کر کے فرمایا تھا کہ اے مکہ، تو دنیا کے تمام شہروں میں خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور خدا کے تمام شہروں میں مجھے سب سے بڑھ کر تجھ سے محبت ہے اگر مخالفین نے مجھے نہ نکالا ہوتا تو میں تجھے چھوڑ کر کبھی نہ نکلتا۔

اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مکے والے تمہیں نکال کر یہ سمجھ رہے ہیں کہ انھوں نے بڑی کامیابی حاصل کرلی۔ مکے والوں سے بڑھ کر زور اور طاقت میں بہت سی بستیاں تھیں جب ہم نے ان کو ہلاک کیا تو ان کا کوئی بچانے والا نہ تھا۔ ان لوگوں نے تمہیں نکال کر اپنی بہادری نہیں دکھائی بلکہ اپنی شامت بلائی ہے۔

اور یہی ہوا کہ وہ لوگ جو تکبر اور غرور کی وجہ سے آں حضرتؐ کی دعوت کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے چند سال کے بعد فتح مکہ کے موقعہ پر آپ کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے اور ان کو اپنے اپنے قصور یاد آرہے تھے کہ ہم نے اس شریف انسان کے ساتھ کیسی کیسی بدسلوکیاں کی تھیں۔ اور آں حضرتؐ نے ان سب کو معاف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ۔ میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسفؑ نے کہا تھا " جاؤ تمہارے اوپر کوئی دارو گیر نہیں ہے، تم سب آزاد ہو" اور اس طرح ان سب کا زور خاک میں مل گیا تھا۔

(۱۴) ہدایت پائے ہوئے اور گمراہ برابر نہیں ہیں | جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی اس نے شرح صدر اور فہم و بصیرت کے ساتھ سچائی کو قبول کرلیا۔ وہ ایسا ہے جیسے کوئی کشادہ اور روشن سڑک پر بے کھٹکے چلا جارہا ہو۔

دوسرا وہ شخص جو گمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ دنیا میں اس کا عمل بظاہر بڑا اچھا لگ رہا ہے مگر وہ اپنی خواہشات کا غلام بنا ہوا ہے۔ پہلا شخص اور یہ شخص برابر نہیں ہوسکتے، یہ تو صرف اپنی خواہشات میں مبتلا ہو کر اپنے کاموں کو اچھا سمجھ رہا ہے۔ جب کہ حقیقت میں اس کا انجام اچھا نہیں ہے۔ کیا حق اور باطل یکساں ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ آخرت میں دونوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہوسکتا۔ یہ اللہ کی شانِ حکمت اور عدل کے منافی ہے۔ ہدایت یافتہ لوگوں کے ساتھ کیسا اچھا سلوک ہوگا اس کا بیان اگلی آیت میں آرہا ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ

مَثَلُ	الْجَنَّةِ	الَّتِيْ + وُعِدَ	الْمُتَّقُوْنَ	فِيْهَآ	اَنْهٰرٌ	مِّنْ
مثال (کیفیت)	جنت	وہ جو وعدہ کی گئی	پرہیزگاروں	اس میں	نہریں	سے۔کی

جنت کی کیفیت جو پرہیزگاروں سے وعدہ کی گئی (یہ ہے) کہ اس میں نہریں ہیں بدبو

مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ

مَآءٍ	غَيْرِ اٰسِنٍ	وَاَنْهٰرٌ	مِّنْ لَّبَنٍ	لَّمْ يَتَغَيَّرْ	طَعْمُهٗ	وَ
پانی	بدبو نہ کرنے والا	اور نہریں	دودھ کی	نہ متغیر ہونے والا	اس کا ذائقہ	اور

نہ کرنے والے پانی کی، اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا ذائقہ متغیر ہونے (بدلنے) والا نہیں۔ اور

اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

اَنْهٰرٌ	مِّنْ خَمْرٍ	لَّذَّةٍ	لِّلشّٰرِبِيْنَ	وَاَنْهٰرٌ	مِّنْ
نہریں	شراب کی	سراسر لذت	پینے والوں کے لئے	اور نہریں	سے۔کی

نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کے لئے سراسر لذت ہے اور نہریں ہیں مصفّٰی

عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

عَسَلٍ	مُّصَفًّى	وَلَهُمْ	فِيْهَا	مِنْ + كُلِّ + الثَّمَرٰتِ
شہد	مصفّٰی	اور ان کے لئے	اس میں	ہر قسم کے پھل

(صاف کئے ہوئے) شہد کی۔ اور اس میں ان کے لئے ہر قسم کے پھل ہیں۔

وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ

وَمَغْفِرَةٌ	مِّنْ رَّبِّهِمْ	كَمَنْ	هُوَ خَالِدٌ	فِي النَّارِ
اور بخشش	ان کے رب سے	اس کی طرح جو	وہ ہمیشہ رہنے والا	آگ میں

اور ان کے رب کی (طرف سے) بخشش۔ (کیا وہ) اس کی طرح ہے جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے۔

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

وَسُقُوْا	مَآءً	حَمِيْمًا	فَقَطَّعَ	اَمْعَآءَهُمْ
اور انہیں پلایا جائے گا	پانی	گرم	ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا	ان کی انتڑیاں

اور انھیں گرم (کھولتا ہوا) پانی پلایا جائے گا جو اُن کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

(۱۵) مَثَلُ أَيْ صِفَةُ الْجَنَّةِ الَّتِي
وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ط الْمُشْتَرِكَةُ
بَيْنَ دَاخِلِيهَا مُبْتَدَأٌ
خَبَرُهُ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن

(۱۵) صفت جنت جس کا وعدہ کیا گیا۔ ہے پرہیزگاروں سے جس میں سب جنتی شریک ہیں یہ ہے کہ

مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ بِالْمَدِّ
وَالْقَصْرِ كَضَارِبٍ وَحَذِرٍ
أَيْ غَيْرُ مُتَغَيِّرٍ بِخِلَافِ
مَاءِ الدُّنْيَا فَيَتَغَيَّرُ
لِعَارِضٍ

اس میں نہریں جاری ہیں ایسے پانی کی جس میں کچھ تغیر اور بدبو نہیں بخلاف دنیا کے پانی کے کہ وہ بدبودار ہو جاتا ہے کسی چیز کے گرنے سے ۔

وَأَنْهَارٌ مِّن
لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ
بِخِلَافِ لَبَنِ الدُّنْيَا لِخُرُوجِهِ
مِنَ الضُّرُوعِ وَأَنْهَارٌ مِّنْ
خَمْرٍ لَّذَّةٍ لَذِيذٍ لِّلشَّارِبِينَ ج
بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا
كَرِيهَةٌ عِنْدَ الشُّرْبِ

اور اس میں نہریں بہتی ہیں دودھ کی کہ جس کے مزہ میں کچھ تغیر نہ ہوگا بخلاف دنیا کے دودھ کے کہ اس میں تغیر آجاتا ہے کہ وہ تھنوں سے نکلتا ہے جو گوشت پوست سے ہیں ۔ اور اس میں نہریں ہیں شراب کی جو لذیذ اور خوش ذائقہ معلوم ہوتی ہیں پینے والوں کے لئے بخلاف شراب دنیا کے کہ وہ پینے کے وقت بدمزہ معلوم ہوتی ہے ۔

وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ط
بِخِلَافِ عَسَلِ الدُّنْيَا
فَإِنَّهُ لِخُرُوجِهِ مِنْ
بُطُونِ النَّحْلِ يُخَالِطُهُ
الشَّمْعُ وَغَيْرُهُ

اور اس میں نہریں ہیں شہد صاف کی بخلاف دنیا کے شہد کے کہ چونکہ وہ مکھیوں کے پیٹ سے نکلتا ہے اس میں موم وغیرہ مل جاتا ہے

وَلَهُمْ
فِيهَا أَصْنَافٌ مِّن كُلِّ الثَّمَرَاتِ
وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ط فَهُوَ
رَاضٍ عَنْهُمْ مَعَ إِحْسَانِهِ
إِلَيْهِمْ بِمَا ذُكِرَ بِخِلَافِ
سَيِّدِ الْعَبِيدِ فِي الدُّنْيَا
فَإِنَّهُ قَدْ يَكُونُ مَعَ
إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ سَاخِطًا

اور اہل جنت کے لئے جنت میں ہر قسم کے پھل اور میوہ تیار ہیں اور ان کے لئے بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے پس اللہ ان سے خوش ہوگا مع ان احسانات مذکورہ کے جو اللہ نے ان پر کئے ۔ بخلاف حالت غلاموں کے سرداروں کے دنیا میں کہ وہ احسان کے ساتھ کبھی ان پر غصہ بھی کرتے ہیں ۔

عَلَيْهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ

کیا یہ لوگ جن پر ایسے ایسے انعام ہوں گے مثل ان کے ہیں

فِی النَّارِ خَبَرُ مُبْتَدَأٍ مُقَدَّرٍ أَیْ أَمَنْ هُوَ فِیْ هٰذَا النَّعِیْمِ — جو دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا أَیْ شَدِیْدَ الْحَرَارَۃِ فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ○ أَیْ مَصَارِیْنَهُمْ فَخَرَجَتْ مِنْ أَدْبَارِهِمْ — اور کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو کاٹ ڈالے گا ان کی آنتوں کو کہ وہ نکل پڑیں گی ان کے پاخانہ کی راہ سے۔

وَهُوَ جَمْعُ مَعًا بِالْقَصْرِ وَأَلِفُهُ عِوَضٌ مِنْ یَاءٍ لِقَوْلِهِمْ مَعْیَانُ — (امعاء جمع معا کی ہے جو مقصود ہے۔)

تشریح

(۱۵) جنت کے مشروبات وہاں کے ماکولات اور مغفرت رب | ہدایت یافتہ نیک بندوں کو جنت میں اللہ کی طرف سے طرح طرح کے مشروبات اور کھانے کی چیزیں ملیں گی۔

مشروبات میں چار قسم کی نہروں کا ذکر ہے!

سب سے پہلے نتھرے ہوئے صاف پانی کی نہر جس کا پانی نہ گدلا ہوگا نہ اس میں ریت اور مٹی ہوگی نہ اس کا رنگ اور مزا بدلا ہوا ہوگا بلکہ نہایت صاف ستھرا شفاف پانی ہوگا۔

دوسری قسم کی نہر دودھ کی ہوگی۔ یہ دودھ جانوروں کے تھنوں سے نہیں بلکہ چشمے سے نکلے گا۔ اس میں ذرا سی بھی کوئی بُساند یا جانور کے تھن سے نکلے ہوئے دودھ کی بُو نہیں ہوگی بلکہ ایسا دودھ ہوگا جس کا مزا ذرا بھی بدلا ہوا نہ ہوگا۔

تیسری نہر شراب کی ہوگی۔ جنت کی یہ شراب دنیاوی شراب کی طرح نہ ہوگی جو پھلوں کو سڑا کر نکالی جاتی ہے نہ اس میں تلخی ہوگی نہ بُو ہوگی، نہ اس سے جسم کو کوئی نقصان ہوگا نہ اس میں نشہ ہوگا بلکہ محض لذت و سرور بخشنے والی شراب ہوگی۔

چوتھی نہر صاف و شفاف شہد کی ہوگی۔ یہ شہد چشمے سے نکلے گا۔ مکھیوں کے پیٹ سے نکلا ہوا شہد نہ ہوگا اس لئے اس میں موم اور چھتے کے ٹکڑے نہ ہوں گے بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا شہد ہوگا۔

ان چار مشروبات میں سے پانی ایسی چیز ہے جس سے انسان کی زندگی ہے۔ دودھ غذائے لطیف کا کام دیتا ہے، شراب سرور ونشاط بخشتی ہے اور شہد کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ شفا بخشنے والا ہے۔

ان چار مشروبات کے بعد کھانے کی چیزوں کا ذکر کیا کہ وہاں کھانے کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں گے۔ اس کے بعد ایک بڑی نعمت کا ذکر فرمایا اور وہ ہے اللہ کی مغفرت۔ یعنی تمام خطائیں معاف کر کے جنت میں داخل کریں گے اور کبھی ان غلطیوں کا ذکر بھی نہ ہوگا جو دنیا میں انسان سے سرزد ہوئی تھیں۔ ان تمام خطاؤں کو چھپا لیا جائے گا، رب کی مغفرت سے ڈھانپ لیا جائے گا، اور آیندہ کسی بات پر پکڑ نہ ہوگی۔

بتاؤ کیا یہ شخص جس کے حصے میں جنت کی یہ نعمتیں آنے والی ہیں اور وہ شخص جو جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور وہاں اس کو پینے کے لئے ایسا گرم پانی ملے گا جس سے آنتیں کٹ کر باہر آجائیں گی۔

کیا یہ دونوں برابر ہیں ——— ؟

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ

وَمِنْهُمْ	مَنْ	يَسْتَمِعُ	اِلَيْكَ	حَتّٰٓى	اِذَا	خَرَجُوْا	مِنْ
اور ان میں سے	جو	سنتا ہے	آپؐ کی طرف	یہاں تک کہ	جب	وہ نکلتے ہیں	سے

اوران میں سے بعض ایسے ہیں جو آپؐ کی طرف (کان لگاکر) سنتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ آپؐ کے پاس سے

عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ

عِنْدِكَ	قَالُوْا	لِلَّذِيْنَ	اُوْتُوا ۔ الْعِلْمَ	مَاذَا	قَالَ
آپؐ کے پاس	وہ کہتے ہیں	ان لوگوں سے جنھیں	علم دیا گیا (اہل علم)	کیا	اس نے کہا

نکلتے ہیں تو وہ اہل علم سے کہتے ہیں کہ اس (حضرتؐ) نے ابھی کیا کہا

اٰنِفًا ۣ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا

اٰنِفًا	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	طَبَعَ اللّٰهُ	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	وَاتَّبَعُوْٓا
ابھی	یہی لوگ	وہ جو	مہر کردی اللہ نے	ان کے دلوں پر	اور انھوں نے پیروی کی

ہے ۔؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کردی ہے اور انھوں نے اپنی

اَهْوَآءَهُمْ ⑯ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ⑰

اَهْوَآءَهُمْ	وَالَّذِيْنَ ۔ اهْتَدَوْا	زَادَهُمْ	هُدًى	وَّاٰتٰىهُمْ	تَقْوٰىهُمْ
اپنی خواہشات	اور وہ لوگ جنھوں نے ہدایت پائی	اور زیادہ دی انھیں	ہدایت	اور انہیں عطا کی	ان کی پرہیزگاری

خواہشات کی پیروی کی ۔ اور جن لوگوں نے ہدایت پائی (اللہ نے) انھیں اور زیادہ ہدایت دی اور انھیں عطا کی ان کی پرہیزگاری

⑯ وَمِنْهُمْ اَيِ الْكُفَّارُ مَّنْ يَسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ فِيْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ لِعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِبْنُ عَبَّاسٍ اِسْتِهْزَاءً وَسُخْرِيَةً مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ بِالْمَدِّ

⑯ اور کافروں میں سے بعض وہ ہیں جو تیری طرف کان لگا کر سنتے ہیں خطبہ جمعہ میں ۔ (مراد ان سے منافقین ہیں) یہاں تک کہ جب وہ تیرے پاس سے باہر جاتے ہیں کہتے ہیں ازراہ استہزاء اور مذاق کے ان لوگوں سے جن کو علم دیا گیا یعنی علماء صحابہ میں سے کہ جن میں ابن مسعود اور ابن عباس بھی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کیا کہا تھا یعنی ہم کبھی اس کے پاس نہ آویں گے کہ ایسی باتیں سنیں ۔

وَالْفَصْرِ اَیْ اَلسَّاعَۃُ لَا یَرْجِعُ اِلَیْہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ بِالْکُفْرِ وَاتَّبَعُوْٓا اَھْوَآءَھُمْ ○ فِی النِّفَاقِ

یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر کفر کی مہر لگادی۔
اور پیروی کی انھوں نے اپنی خواہش نفاق میں۔

(١٧) وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا وَھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ زَادَھُمُ اللّٰہُ ھُدًی وَّاٰتٰھُمْ تَقْوٰھُمْ ○ اَلْھَمَھُمْ مَا یَتَّقُوْنَ بِہِ النَّارَ

(١٧) اور جن لوگوں نے ہدایت پائی یعنی اہل ایمان اللہ ان کی ہدایت کو زیادہ کرے گا اور ان کے جی میں وہ امر ڈالا جس کے سبب وہ دوزخ سے نجات پاویں

تشریح

(١٦) منافقین کی بے توجہی | اوپر کی آیتوں میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر آیا ایک وہ جو حق کے مخالف اور سچائی کا انکار کرنے والے ہیں۔ دوسرے وہ جو حق وصداقت کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے والے اہل ایمان ہیں۔

ان دو قسم کے لوگوں کے علاوہ تیسری قسم کے لوگ بھی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہر میں تو اپنے آپ کو اہل اسلام میں شمار کرتے تھے اور کسی مجبوری کی وجہ سے یا مصلحت سے ان میں شامل ہو گئے تھے۔ مگر سچے دل سے انھوں نے اللہ کے رسول کی دعوت کو قبول نہیں کیا تھا۔ یہ دو غلے قسم کے لوگ منافق کہلاتے تھے۔ تھے تو یہ بھی حق کا انکار کرنے والے مگر اوپر سے غلاف مومنوں کا ڈال رکھا تھا۔ یہ لوگ نبی ﷺ کی مجلسوں میں جاتے تھے آپ کی باتیں سنتے تھے مگر کیوں کہ دل سے سنتے نہیں تھے اس لئے سن کر بھی بات دل میں اترتی نہ تھی۔ اور مجلس سے باہر آکر لوگوں سے پوچھتے تھے، اُن لوگوں سے جن کو اللہ نے علم کی نعمت بخشی تھی اور جو آپ کی ہر بات توجہ سے سنتے تھے ــــــ کیوں صاحب! انھوں نے ابھی کیا فرمایا تھا؟ یعنی سن کر بھی بات ان کے ہضم نہ ہوتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے کان نبی ﷺ کے ارشادات کے لئے بہرے ہو گئے تھے وہ اپنی خواہشات کے بندے بنے ہوئے تھے اور جو باتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے وہ ان کی خواہشات کے خلاف ہوتی تھیں۔ اس لئے وہ باتیں ان کے دل میں سننے کے باوجود جچتی نہ تھیں۔

ایسی حرکتوں کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل پر مہر لگا دیتا ہے ان کو نیکی کی توفیق نہیں ہوتی اور وہ نفسانی خواہشات کے پیچھے باؤلے بنے پھرتے ہیں۔

(١٧) نیک لوگوں کی پرہیزگاری میں ترقی | علم وعرفان کی وہی مجلسیں جس میں بیٹھ کر یہ منافق بجائے فائدہ حاصل کرنے کے اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور بے توجہی کے ساتھ بات سننے کے بعد دوسروں سے پوچھتے ہیں کہ ان حضرت نے ابھی کیا فرمایا تھا؟

نیک لوگوں کے لئے سچائی کے راستے پر چلنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ آدمی روز بروز ہدایت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اس کی معرفت اور پرہیزگاری بڑھتی چلی جاتی ہے دل کی سچائی کی وجہ سے تقویٰ کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں ترقی ہوتی رہتی ہے اور اللہ کی طرف سے مزید توفیق ارزانی ہوتی ہے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً

فَهَلْ	يَنْظُرُوْنَ	اِلَّا	السَّاعَةَ	اَنْ	تَأْتِيَهُمْ	بَغْتَةً
پس نہیں وہ	منتظر	مگر	قیامت	کہ	آ جائے ان پر	اچانک ۔

پس وہ منتظر نہیں مگر قیامت (کی آمد) کے، کہ ان پر اچانک آ جائے۔

فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ

فَقَدْ ، جَآءَ	اَشْرَاطُهَا	فَاَنّٰى	لَهُمْ	اِذَا	جَآءَتْهُمْ
سو آچکی ہیں	اس کی علامات	تو کہاں	ان کے لئے کو	جب	وہ آگئی ان کے پاس

سو اس کی علامات تو آچکی ہیں تو جب وہ ان کے پاس آگئی تو انھیں نصیحت قبول کرنا

ذِكْرٰىهُمْ ⑱ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ

ذِكْرٰىهُمْ	فَاعْلَمْ	اَنَّهٗ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا اللّٰهُ	وَ
ان کا نصیحت (قبول کرنا)	سو جان لو	یہ کہ	نہیں کوئی معبود	اللہ کے سوا	اور

کہاں (نصیب) ہوگا۔ سو جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آپ م

اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اسْتَغْفِرْ	لِذَنْۢبِكَ		وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتِ
بخشش مانگیں آپ	اپنے ذنب اپنے اوپر لگائے گئے الزام کے لئے	اور مومن مردوں کے لئے		اور مومن عورتوں

بخشش مانگیں اپنے اوپر لگائے گئے الزام کے لئے، مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے

ع ۸ ۲ ۶

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ⑲

وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مُتَقَلَّبَكُمْ	وَ	مَثْوٰىكُمْ
اور اللہ	جانتا ہے	تمہارا چلنا پھرنا	اور	تمہارے رہنے سہنے کا مقام

اور اللہ جانتا ہے تمہارا چلنا پھرنا اور تمہارے رہنے سہنے کے مقام کو۔

⑱ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ مَا يَنْتَظِرُوْنَ اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَأْتِيَهُمْ بدل اشتمال

⑱ سو یہ مکے کے کافر نہیں منتظر ہیں مگر قیامت کے آنے کے یعنی اب یہی امر باقی ہے کہ ان پر قیامت آجائے ناگاہ۔

مِنَ السَّاعَةِ أَيْ لَيْسَ الْأَمْرُ
إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً
فُجَاءَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا
عَلَامَاتُهَا مِنْهَا بِعْثَةُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَانْشِقَاقُ الْقَمَرِ وَ
الدُّخَانُ فَأَنّٰى لَهُمْ
إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ
ذِكْرٰىهُمْ ○ تَذَكُّرُهُمْ
أَيْ لَا تَنْفَعُهُمْ

کہ بے شبہ اس کی علامتیں آ چکی ہیں۔ ان علامات
میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور
چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور دھواں نظر آنا ہے پھر جس
وقت قیامت آجاوے گی
اس وقت نصیحت قبول کرنا
اور ایمان لانا
کام نہ دے گا۔

(۱۹) فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللهُ أَيْ دُمْ يَا مُحَمَّدُ
عَلٰى عِلْمِكَ بِذٰلِكَ
النَّافِعِ فِي الْقِيَامَةِ
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ لِأَجْلِهِ
قِيلَ لَهُ ذٰلِكَ مَعَ
عِصْمَتِهِ لِتَسْتَنَّ بِهِ
أُمَّتُهُ وَقَدْ فَعَلَهُ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ
اللهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ
مَرَّةٍ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

(۱۹) پس جان تو اے محمد کہ بجز اللہ وحدہ لاشریک لہ
کے کوئی معبود نہیں یعنی علم توحید جناب باری
میں پختہ اور ثابت قدم رہ کہ جو تجھ کو نفع دے
گا آخرت میں۔
اور بخشش چاہ اپنے گناہ کی (آپ کو استغفار کا حکم
ہوا باوجودیکہ آپ گناہوں سے معصوم ہیں تاکہ آپ
کی امت اس کو سیکھے اور استغفار کرے۔ اور
بالتحقیق آپ نے ایسا ہی کیا جو آپ کو حکم ہوا تھا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں بخشش چاہتا
ہوں اللہ سے ہر روز سو مرتبہ۔

وَالْمُؤْمِنٰتِ ط فِيهِ
إِكْرَامٌ لَهُمْ بِأَمْرِ
نَبِيِّهِمْ بِالْاِسْتِغْفَارِ
لَهُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ
مُتَقَلَّبَكُمْ مُنْصَرَفَكُمْ
لِاشْتِغَالِكُمْ بِالنَّهَارِ
وَمَثْوٰىكُمْ ○ مَأْوَاكُمْ

اور بخشش چاہ واسطے مومنین اور مومنات کے (اس
سے ان کی بزرگی بیان کرنی مقصود ہے کہ ان
کے پیغمبر کو ان کے لئے بخشش مانگنے کا حکم ہوا)

اور اللہ جانتا ہے جہاں تم پھرتے ہو اپنے مشغلوں
میں دن کو

اور جانتا ہے تمہارے ٹھکانے پکڑنے کی جگہ
یعنی خوابگاہوں کو۔

إِلَىٰ مَضَاجِعِكُمْ بِاللَّيْلِ أَيْ هُوَ عَالِمٌ بِجَمِيعِ أَحْوَالِكُمْ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْهَا فَاحْذَرُوهُ وَالْخِطَابُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِهِمْ

حاصل یہ کہ حق تعالیٰ تمہارے تمام احوال کو جانتا ہے کوئی چیز ان میں سے اس سے پوشیدہ نہیں سو ڈرو تم اس سے۔ اور یہ خطاب ایمان والوں اور ان کے سوا سب کو ہے۔

تشریح

(۱۸) **حق واضح ہو چکا ہے ـــــ کیا اب قیامت کا انتظار ہے؟** جہاں تک حق کے واضح ہونے کا تعلق ہے تو حق اپنی دلیلوں سے قرآن مجید کے بیانات سے، محمدؐ کی سیرت، صحابہ کرام کی زندگیوں، قرآن کی نصیحتوں اور گذشتہ اقوام کی عبرت ناک مثالوں سے انتہائی روشن طریقے پر واضح ہو چکا ہے۔ اب حق کو ماننے کے لئے کیا قیامت کے آنے کا انتظار ہے کہ جب سر پر قیامت آکھڑی ہوگی جب وہ حق کو مانیں گے ـــــ جہاں تک قیامت کی علامتوں کا تعلق ہے تو علامتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بھی زیادہ دور نہیں ہے۔ قیامت کی سب سے بڑی علامت اور اس کی نشانی خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا ہے ـــ حضرت انس رضؓ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضؓ حضرت بریدہ رضؓ کی روایات ہیں کہ حضورؐ نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کھڑی کرکے فرمایا۔ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔)

یعنی جس طرح ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں ہے، اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی بھی مبعوث ہونے والا نہیں ہے۔ میرے بعد بس اب قیامت ہی آنے والی ہے۔ گویا میں قیامت سے اتنا آگے نکل آیا ہوں جتنا بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے نکلی ہوئی ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد)

(۱۹) **بندہ ہمیشہ یہ سمجھتا رہے کہ میں نے اپنے مالک کی بندگی کا حق ادا نہیں کیا۔** اخلاق کا اونچا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی بندگی، اس کی عبادت اور اس کے دین کی خاطر ہر طرح کی قربانی دینے کے باوجود بھی سمجھتا رہے کہ میں نے اپنے مالک کی بندگی کا حق ادا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ وہ ذاتِ عالی جو تمام بندگانِ خدا سے بڑھ کر اپنے رب کی بندگی بجا لانے والے تھے ان کا مقام بھی یہ تھا کہ وہ اپنی تمام خدمات کے باوجود رب کے حضور میں اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے رہیں اور ہمیشہ اللہ کے سامنے استغفار کرتے رہیں چنانچہ احادیث میں نبیؐ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ میں ہر روز سو بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

جب حضور نبی کریمؐ کا اپنے بارے میں یہ ارشاد ہے تو ہر صاحب ایمان کو اللہ کے حضور میں انکساری اور تواضع کا اظہار کرتے ہوئے یہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ اپنے مالک و آقا کا حقِ خدمت ادا نہیں کرسکتا۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اتنے احسانات ہیں کہ انسان ان کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ یہ اللہ کا کرم ہے کہ ہماری حقیر سی بندگی کو قبول فرمالے اور ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرمادے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ

وَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	لَوْلَا	نُزِّلَتْ	سُوْرَةٌ	فَاِذَآ	اُنْزِلَتْ
وہ کہتے ہیں	وہ جو لوگ ایمان لائے	کیوں نہ	اتاری گئی	ایک سورت	سو جب	اتاری جاتی ہے

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ (جہاد کی) ایک سورت کیوں نہ اتاری گئی؟ سو جب صاف صاف معانی

سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ

سُوْرَةٌ + مُّحْكَمَةٌ	وَّذُكِرَ	فِيْهَا	الْقِتَالُ	رَاَيْتَ	الَّذِيْنَ	فِيْ
صاف معانی والی سورت	اور ذکر کیا جاتا ہے	اس میں	جنگ	تم دیکھوگے	وہ لوگ	میں

والی سورت اتاری جاتی ہے اور ذکر کیا جاتا ہے اس میں جنگ کا، تو تم دیکھوگے کہ وہ لوگ جن کے

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ

قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	يَّنْظُرُوْنَ	اِلَيْكَ	نَظَرَ	الْمَغْشِيِّ	عَلَيْهِ
ان کے دل (جمع)	بیماری	وہ دیکھتے ہیں	آپ کی طرف	دیکھنا	بیہوشی طاری ہوگئی	اس پر

دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ آپ کی طرف دیکھتے ہیں (اس شخص کے) دیکھنے کی طرح بیہوشی طاری ہوگئی ہو

مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۚ ⑳

مِنَ + الْمَوْتِ	فَاَوْلٰى	لَهُمْ	
موت کی	سو خرابی	ان کے لئے	

جس پر موت کی، سو خرابی ہے ان کے لئے۔

(۲۰) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا طَلَبًا لِلْجِهَادِ لَوْلَا هَلَّا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ فِيْهَا ذِكْرُ الْجِهَادِ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَيْ لَمْ يُنْسَخْ مِنْهَا شَيْءٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ اَيْ طَلَبُهُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَيْ شَكٌّ وَهُمُ الْمُنٰفِقُوْنَ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ خَوْفًا مِّنْهُمْ وَكَرَاهِيَةً لَهٗ اَيْ فَهُمْ يَخَافُوْنَ مِنَ الْقِتَالِ وَيَكْرَهُوْنَهٗ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ

(۲۰) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ الخ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے طلب جہاد میں کیوں نہ اتاری گئی کوئی سورة جس میں ذکر جہاد کا ہوتا۔ پس جس وقت اتاری گئی سورة غیر منسوخ کہ جس میں سے کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا اور اس میں جہاد کا ذکر ہوا تو دیکھے گا ان لوگوں کو جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے کہ وہ تیری طرف کو دیکھتے ہیں جیسے وہ شخص دیکھے جس کو موت نے گھیر لیا ہو۔ یعنی وہ قتل و قتال سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے کوئی موت سے ڈرے۔ پس خرابی ہے ان کے لئے۔

تشریح

(۲۰) جہاد کے حکم پر اہلِ نفاق کی دہشت | ۶۱۰ء جب سے حضرت محمدؐ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا اسی وقت سے آپ کی مخالفت شروع ہوگئی تھی۔ آپؐ پر اور آپ پر ایمان لانے والوں پر طرح طرح کے ظلم وستم کئے جاتے رہے مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں ہر طرح کے ستم برداشت کئے گئے اور اسی مخالفت کے ماحول میں اسلام کی دعوت کا کام جاری رہا۔ لیکن یہ حکم تھا کہ کوئی جوابی کارروائی نہ کی جائے۔ اس سے ایمان لانے والوں کی اخلاقی بلندی سب پر اچھی طرح ظاہر ہوگئی اور اہلِ اسلام کی مظلومیت نے لوگوں کے دلوں میں ہمدردی پیدا کردی۔

آخر حضرت محمدؐ ۶۲۲ء میں اللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت فرماگئے۔ وطن چھوڑنے کے باوجود بھی مخالفین نے پیچھا نہیں چھوڑا اور برابر آپؐ کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہے۔

مدینہ طیبہ آنے کے بعد کیونکہ وہاں کے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوگئے تھے۔ گھر کا کوئی فرد ایمان لے آیا اور کوئی نہیں لایا، قبیلے کے کچھ لوگ اسلام میں داخل ہوگئے اور کچھ نہیں ہوئے۔ اس طرح مدینہ کے لوگ دو حصوں میں بٹ گئے۔

ان میں وہ لوگ بھی شامل ہوگئے جو دل سے ایمان نہیں لائے تھے مگر وقت اور حالات کو دیکھتے ہوئے انھوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل کرنا مصلحت کے مطابق سمجھا۔

مدینہ کی ابتدائی زندگی میں مخالفین سے جنگ کرنے کی اور ظالموں کی تلوار کا مقابلہ تلوار سے کرنے کی اجازت نہ تھی مگر اکثر اہل ایمان یہ سمجھتے تھے کہ اب ہمیں اپنے دشمنوں کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ کیوں کہ ان کے ظلم دن بہ دن بڑھتے چلے جارہے ہیں اور ہماری طرف سے خاموشی کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے اہل ایمان کی عام رائے یہ ہورہی تھی کہ اللہ کی طرف سے جنگ کی اجازت مل جانی چاہیئے۔

جب جہاد کے بچے تلے احکام پر مشتمل اللہ نے سورت نازل کردی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو اہل ایمان کی مراد توبر آئی اور وہ اللہ کے دین کے لئے جان کی بازی لگانے کو تیار ہوگئے۔

مگر دوسری طرف منافقین کا حال بڑا ابتلا ہوگیا انھوں نے دل سے اللہ کے دین کو قبول نہیں کیا تھا مگر مصلحت کی بنا پر دکھاوے کے لئے مسلمانوں کی صف میں شامل ہوگئے تھے۔ ٹھنڈا ٹھنڈا اسلام انھیں قبول تھا جس میں ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ اچھا آجائے۔

اب جب جنگ کا حکم آیا تو ایمان کا نمائشی لبادہ اتر گیا۔ اور جنگ کا حکم سُن کر ایسا حال ہوگیا کہ خوف زدہ اور بے رونق آنکھوں سے اللہ کے پیغمبر کو دیکھنے لگے جیسے کہ دم نکلنے ہی والا ہو۔ سورۂ نساء میں ان لوگوں کا حال اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ (آیت ۷۷ پارہ ۵)

(تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اب جو انہیں لڑائی کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا خدا سے ڈرنا چاہیئے یا اس سے بھی بڑھ کر۔ کہتے ہیں خدایا یہ ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا کیوں نہ ہمیں کچھ اور مہلت دی)

—— افسوس ہے ان کے حال پر ——

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ

طَاعَةٌ	وَّقَوْلٌ	مَّعْرُوْفٌ	فَاِذَا	عَزَمَ الْاَمْرُ	فَلَوْ صَدَقُوْا	اللّٰهَ
اطاعت	اور بات	معقول	پھر جب	پختہ ہو جائے کام	تو اگر وہ سچے ہوتے	اللہ

(صحیح تو یہ تھا کہ وہ) اطاعت کرتے اور معقول بات کہتے۔ پھر جب کام پختہ ہو جاتا تو اگر وہ اللہ کے ساتھ سچے ہوتے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا

لَكَانَ	خَيْرًا	لَّهُمْ	فَهَلْ عَسَيْتُمْ	اِنْ	تَوَلَّيْتُمْ	اَنْ تُفْسِدُوْا
البتہ ہوتا	بہتر	ان کے لئے	سو تم اس کے نزدیک	اگر	تم والی (حاکم) ہو جاؤ	کہ تم فساد مچاؤ

تو البتہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔ سو تم تو اس کے نزدیک ہو کر اگر تم حاکم ہو جاؤ، تو تم فساد مچاؤ

فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

فِي الْاَرْضِ	وَتُقَطِّعُوْا	اَرْحَامَكُمْ	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ
زمین میں	اور تم کاٹو (توڑ ڈالو)	اپنے رشتے	یہی ہیں	وہ لوگ جن

زمین میں، اور اپنے رشتے توڑ ڈالو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	فَاَصَمَّهُمْ	وَاَعْمٰى	اَبْصَارَهُمْ
اللہ نے لعنت کی	پھر ان کو بہرا کر دیا	اور اندھا کر دیا	ان کی آنکھیں

اللہ نے لعنت کی پھر انھیں بہرا کر دیا اور اندھا کر دیا ان کی آنکھوں کو۔

(۲۱) طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ اَیْ حَسَنٌ
لَكَ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ اَیْ فُرِضَ
الْقِتَالُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ فِي الْاِيْمَانِ
وَالطَّاعَةِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ○ وَ
جُمْلَةُ لَوْ جَوَابُ اِذَا

(۲۱) سو ان کے لئے مناسب اور بہتر ہے تیری فرماں برداری اور تیرے
لئے عمدہ بھلی بات کہنا۔ پس جس وقت لڑائی فرض ہو گئی اور جہاد
کا حکم ہو گیا تو ان کے لئے بہتر تھا کہ وہ ایمان میں اور تیری فرماں برداری
میں سچ بولتے۔

(۲۲) فَهَلْ عَسَيْتُمْ بِكَسْرِ السِّيْنِ وَفَتْحِهَا
وَفِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ اِلَى الْخِطَابِ
اَیْ لَعَلَّكُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَعْرَضْتُمْ
عَنِ الْاِيْمَانِ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ
وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ○ اَیْ تَعُوْدُوْا اِلٰى

(۲۲) پس نزدیک ہے کہ تم اگر ایمان سے منہ پھیر و گے تو زمین میں فساد
پھیلاؤ گے۔

اور رشتہ ناطے توڑ ڈالو گے یعنی ویسے ہی ہو جاؤ گے

أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنَ الْبَغْيِ وَالْقَتْلِ أُولَٰئِكَ أَيِ الْمُفْسِدُونَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ عَنِ اسْتِمَاعِ الْحَقِّ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ○ عَنْ طَرِيقِ الْهِدَايَةِ

جیسے جاہلیت میں تھے کہ تمہارا کام بغاوت اور ظلم کرنا اور ناحق لڑنا جھگڑنا تھا۔ وہی لوگ جو فساد کرنے والے ہیں لعنت کی ان پر اللہ نے۔ پس بہرہ کر دیا ان کو حق کے سننے سے اور اندھا کر دیا ان کی آنکھوں کو راہِ ہدایت سے۔

تشریح

(۲۱) زبان سے فرماں برداری کا اظہار مگر عمل کے نام پر صفر | ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ ظاہر میں اطاعت کا اقرار کرتے ہیں فرماں برداری کا اظہار کرتے ہیں زبان پر اسلام کا نام ہے مگر عمل کے نام پر صفر۔ جب جہاد کا قطعی حکم آگیا اور اس کی تاکید کی گئی تب اللہ کے سامنے سچے ہو کر دکھائیں تو جانیں ـــــ ان کی بہتری کے لئے تو یہی بات اچھی تھی کہ وہ اپنے عہد میں سچے اور عمل میں پکے ہوتے۔

اسلام صرف زبانی لپاپی اور احکام کے مان لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام کے تمام احکام واجب العمل ہیں جب جہاد کا حکم آگیا تو اب لڑائی سے جی چرانا مردِ مومن کی شان نہیں ہے۔

(۲۲) بے کردار لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار | ایسے بے کردار لوگ اسلام میں داخل ہوئے لوگوں کی زیادتیوں سے تنگ آکر فرمائش کرنے لگے کہ ہمیں جنگ کا موقع دیا جائے۔ مگر جب جہاد کا حکم آیا تو قربانی سے گریز کرنے لگے۔ ایسے ہلکے کردار کے لوگ اگر پھر اپنے پرانے دین پر واپس چلے گئے تو پھر وہی حال کریں گے کہ فتنہ فساد برپا ہوگا قطع رحمی ہوگی، رشتے داروں کے حقوق مارے جائیں گے، لڑکیاں زمین میں زندہ گاڑی جائیں گی۔

اگر ایسے بے کردار لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار آجائے تو یہ اعتدال اور انصاف پر قائم نہیں رہ سکتے۔ مال و جاہ کی کشمکش اور خود غرضی میں مبتلا ہو کر فتنے پھیلاتے ہیں اور صلہ رحمی کے بجائے قطع رحمی کرتے ہیں۔ جن کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتے ان سے توقع نہیں ہے کہ یہ زمین پر امن قائم کریں گے بلکہ الٹا ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے۔

اسی لئے کسی سیاسی انقلاب سے پہلے اخلاقی اور اصلاحی انقلاب ضروری ہے کہ لوگوں کے نظر و فکر میں تبدیلی آئے، اخلاق درست ہوں تاکہ ایسے لوگ مسندِ اقتدار پر آکر لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کر سکیں اور لوگوں کو انصاف دے سکیں۔

(۲۳) ظالم حکومت پر اللہ کی لعنت | ایسے ظالموں کی حکومت پر اور ان کے اقتدار پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے جو حکومت کے غرور میں اندھے بہرے ہو کر کسی کے سمجھانے سے بات سمجھ میں نہ آئے۔ خدا کی پھٹکار ایسے لوگوں کو سنگ دل بنا دے ـــــ یہ اس لئے کہ اقتدار اور حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آگئی جن میں اس کی استعداد نہ تھی۔ اسی لئے اسلام میں جنگ کا مقصد صرف حصولِ اقتدار نہیں ہے بلکہ لوگوں کو ظلم سے چھٹکارا دلا کر انصاف قائم کرنا ہے۔ اسی لئے جہاد بھی دوسری عبادتوں کی طرح ایک مقدس عبادت ہے بلکہ اور عبادتوں سے بڑھ کر پاکیزہ عبادت ـــــ،

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾

أَفَلَا + يَتَدَبَّرُونَ	الْقُرْآنَ	أَمْ	عَلَىٰ + قُلُوبٍ	أَقْفَالُهَا
تو کیا وہ غور نہیں کرتے	قرآن	کیا	دلوں پر	ان کے تالے

توکیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے ؟ کیا ان کے دلوں پر تالے (پڑے ہیں) ؟

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا

إِنَّ	الَّذِينَ	ارْتَدُّوا	عَلَىٰ + أَدْبَارِهِمْ	مِنْ بَعْدِ	مَا
بیشک	جو لوگ	پلٹ گئے	اپنی پشت پر	اس کے بعد	جب

بیشک جو لوگ اپنی پشت پھیر کر پلٹ گئے اس کے بعد جب کہ ان کے لئے

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ

تَبَيَّنَ	لَهُمُ	الْهُدَى	الشَّيْطَانُ	سَوَّلَ	لَهُمْ	وَأَمْلَىٰ
واضح ہوگئی	ان کے لئے	ہدایت	شیطان	آراستہ کر دکھایا	ان کے لئے	اور ڈھیل دی

ہدایت واضح ہوگئی۔ شیطان نے ان کے لئے آراستہ کر دکھایا اور ان کو ڈھیل

لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ

لَهُمْ	ذَٰلِكَ	بِأَنَّهُمْ	قَالُوا	لِلَّذِينَ	كَرِهُوا	مَا نَزَّلَ
اُن کو	یہ	اس لئے کہ وہ	انھوں نے کہا	ان لوگوں سے جنھوں	انھوں نے ناپسند کیا	جو نازل کیا

دی۔ یہ اس لئے کہ انھوں نے ان لوگوں سے کہا جنھوں نے اس (کتاب) کو ناپسند کیا ہے جو اللہ نے

اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ

اللَّهُ	سَنُطِيعُكُمْ	فِي	بَعْضِ	الْأَمْرِ	وَاللَّهُ	يَعْلَمُ	إِسْرَارَهُمْ	فَكَيْفَ
اللہ	عنقریب ہم تمہارا کہنا مان لیں گے	میں	بعض	کام	اور اللہ	جانتا ہے	ان کی خفیہ باتیں	پس کیسا

نازل کی کہ عنقریب ہم تمہارا کہنا مان لیں گے بعض کاموں (باتوں) میں اور اللہ ان کی خفیہ باتوں کو جانتا ہے پس کیسا (حال ہوگا)

إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾

إِذَا	تَوَفَّتْهُمُ + الْمَلَائِكَةُ	يَضْرِبُونَ	وُجُوهَهُمْ	وَأَدْبَارَهُمْ
جب	ان کی روح قبض کریں گے فرشتے	وہ مارتے ہوں گے	ان کے چہروں	اور ان کی پیٹھوں

جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے (اور) مارتے ہوں گے ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر۔

(۲۴) أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ فَيَعْرِفُونَ الْحَقَّ أَمْ بَلْ عَلَىٰ قُلُوبٍ لَهُمْ أَقْفَالُهَا ○ فَلَا يَفْهَمُونَهُ

(۲۴) پس کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں کہ جان لیں حق کو بلکہ ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں کہ وہ قرآن کو نہیں سمجھتے۔

(۲۵) إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا بِالنِّفَاقِ عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ زَيَّنَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ○ بِضَمِّ أَوَّلِهِ وَبِفَتْحِهِ وَاللَّامِ وَالْمُمْلِي الشَّيْطَانُ بِإِرَادَتِهِ تَعَالَىٰ فَهُوَ الْمُضِلُّ لَهُمْ

(۲۵) بے شک جو لوگ مرتد ہوئے اور پیچھے کو پھرے بسبب نفاق کے بعد اس کے کہ ان کے لئے راہِ ہدایت ظاہر ہوگیا۔ شیطان نے ان کے لئے زینت دی ان کے افعال بد کو اور ان کو مہلت دی۔
(شیطان کی طرف نسبت کرنا ان کے گمراہ کرنے کو مجازاً ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ کے ارادے سے شیطان نے ان کو گمراہ کیا پس درحقیقت گمراہ کرنے والا ان کو حق تعالیٰ ہے۔)

(۲۶) ذَٰلِكَ أَيْ إِضْلَالُهُمْ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ أَيْ لِلْمُشْرِكِينَ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ أَيِ الْمُعَاوَنَةِ عَلَىٰ عَدَاوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَثْبِيطِ النَّاسِ عَنِ الْجِهَادِ مَعَهُ قَالُوا ذَٰلِكَ سِرًّا فَأَظْهَرَهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ○ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ جَمْعُ سِرٍّ وَبِكَسْرِهَا مَصْدَرٌ

(۲۶) یہ ان کا گمراہ کرنا اس لئے کہ وہ کہتے تھے ان لوگوں سے جو بُرا سمجھتے ہیں ان احکام کو جو اللہ نے اتارے یعنی مشرکین سے کہ ہم تمہاری اطاعت کریں گے بعض امور میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں تمہارا ساتھ دیں گے۔ اور لوگوں کو آپ کے ہمراہ جہاد کرنے سے روکیں گے۔

اور انھوں نے یہ بات پوشیدہ کہی تھی پر اللہ نے اس کو ظاہر فرمادیا۔
اور اللہ جانتا ہے ان کے پوشیدہ مشوروں کو۔

(۲۷) فَكَيْفَ حَالُهُمْ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ حَالٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ○ ظُهُورَهُمْ بِمَقَامِعَ مِنْ حَدِيدٍ

(۲۷) پس کیا حال ہوگا ان کا جب کہ فرشتے ان کی موت کے وقت ان کے چہروں اور پشت پر گرز لوہے کے مارتے ہوں گے۔

تشریح

(۲۴) قرآن میں غور کریں تو جہاد کے فائدے نظر آئیں گے | جو لوگ بظاہر ایمان لے آئے مگر ابھی ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترا اور اس نے دلوں میں جگہ نہیں بنائی وہ قرآن مجید کی تعلیم پر غور نہیں کرتے ان کی بدنصیبی کی وجہ سے ان کے دل پر تالے پڑ گئے ہیں کہ نصیحت کی بات ان کے دل میں نہیں اترتی۔ اگر وہ قرآن کو سمجھتے تو بآسانی ان کے سمجھ میں آجاتا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کے کیا فائدے ہیں۔ اور جان و مال کی یہ قربانی انسانیت کی فلاح کے لئے کتنی ضروری ہے، ظلم کا سر کچلنا اور امن قائم رکھنا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔

(۲۵) منافق شیطانی دھوکے میں مبتلا ہیں | منافق جن کے دلوں میں ایمان پوری طرح اُترا نہیں ہے بظاہر اسلام میں داخل ہوگئے ہیں حالاں کہ حق ان پر واضح ہو چکا ہے اور وہ سمجھ چکے ہیں کہ اسلام ہی دینِ حق ہے مگر وقت آنے پر اپنے قول و قرار سے پھر جاتے ہیں۔ وہی جہاد جس کی بار بار فرمائش کرتے تھے اس کا حکم آنے پر اس میں شرکت سے جی چراتے ہیں۔ وہ شیطانی وسوسوں میں مبتلا اور اس کے جھوٹے وعدوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ شیطان ان کو سمجھاتا ہے کہ اگر تم جنگ میں جاؤ گے تو جان سے ہاتھ دھو لوگے، اور نہ جانے کی صورت میں لمبی عمر پاؤ گے۔ حالاں کہ موت تو اپنے وقت پر آتی ہے میدانِ جنگ میں آئے یا گھر کے بستر پر۔

؎
چوں آہنگِ رفتن کند جانِ پاک
چہ بر تخت مُردن چہ بر روئے خاک

جب جان نکلنی ہے تو چاہے بستر پر نکلے یا میدانِ جنگ میں، کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن شیطان انسان کو جھوٹے وعدوں میں الجھائے رکھتا ہے۔

"وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا"

(۲۶) منافقوں کی دشمنانِ اسلام سے سازباز | یہ دوغلے لوگ جو بظاہر مسلمان ہو گئے تھے اور اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے اپنے آپ کو اسلامی جماعت میں شامل کر لیا تھا، انھوں نے اندر اندر اسلام کے دشمنوں سے سازباز کر رکھی تھی اور ان سے وعدے کرتے رہتے تھے کہ بعض معاملات میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور موقع ملا تو تمہاری مدد کریں گے۔ اللہ کو ان کی خفیہ باتوں کا خوب علم ہے۔ یہ ان کی دوغلی چالیں خود ان ہی کے لئے دنیا میں بھی نقصان دہ ہوں گی کہ ان کا اعتبار اور اعتماد ختم ہو جائے گا اور آخرت میں بھی ایسے لوگوں کو سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ سے ان کی باتیں چھپی نہیں ہیں۔

(۲۷) موت کے وقت اور مرنے کے بعد اللہ کی گرفت | منافق اپنے دوغلے پن میں اپنے آپ کو بڑا محفوظ سمجھتے ہیں کہ ایک طرف مسلمان ہونے کا فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں دوسری طرف بغیر کسی قربانی کے اسلام کے دشمنوں سے بھی اپنے مفادات کا تحفظ کئے ہوئے ہیں گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے دونوں ہاتھوں میں لڈو ہیں چت بھی ہماری اور پٹ بھی ہماری۔ لیکن ان کا یہ طرزِ عمل ان کو لے ڈوبے گا۔ جب موت کا وقت آئے گا تو کوئی تدبیر فرشتوں کی مار سے ان کو بچا نہ سکے گی اور مرنے کے بعد اللہ کی گرفت سے بچ کر نکل نہ سکیں گے اس وقت اپنے نفاق کا مزہ چکھیں گے۔ جب برزخ سے لے کر دوزخ تک کا عذاب بھگتنا پڑے گا اس وقت ان کی یہ چالاکیاں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ

ذٰلِكَ + بِاَنَّهُمْ	اتَّبَعُوْا	مَآ	اَسْخَطَ اللّٰهَ	وَكَرِهُوْا	رِضْوَانَهٗ
یہ اس لئے کہ انھوں نے	پیروی کی	جو جس	اللہ کو ناراض کیا	اور انھوں نے پسند نہ کیا	اس کی رضا

یہ اس لئے ہوگا کہ انھوں نے اس کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کیا اور انھوں نے اس کی رضا کو پسند نہ کیا

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

فَاَحْبَطَ	اَعْمَالَهُمْ	اَمْ + حَسِبَ	الَّذِيْنَ	فِيْ	قُلُوْبِهِمْ
تو اس نے اکارت کر دیئے	ان کے اعمال	کیا گمان کرتے ہیں	(وہ لوگ) جن	میں	ان کے دلوں

تو اس (اللہ) نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔ کیا جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے وہ گمان

مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ

مَّرَضٌ	اَنْ	لَّنْ يُّخْرِجَ	اللّٰهُ	اَضْغَانَهُمْ	وَلَوْ
روگ	کہ	ہرگز ظاہر نہ کرے گا	اللہ	ان کے دل کی عداوتیں	اور اگر

کرتے ہیں کہ اللہ ہرگز ظاہر نہ کرے گا اُن کی دلی عداوتوں کو اور اگر

نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ

نَشَآءُ	لَاَرَيْنٰكَهُمْ	فَلَعَرَفْتَهُمْ	بِسِيْمٰهُمْ	وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ	فِيْ
ہم چاہیں	تو تمہیں دکھا دیں وہ لوگ	سو البتہ تم انھیں پہچان لو	ان کے چہرے سے	اور تم ضرور پہچان لوگے انھیں	میں سے

ہم چاہیں تمہیں ان لوگوں کو دکھا دیں، سو البتہ تم انھیں ان کے چہروں سے پہچان لوگے اور تم ضرور

لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

لَحْنِ + الْقَوْلِ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	اَعْمَالَكُمْ
طرز کلام	اور اللہ	جانتا ہے	تمہارے اعمال

انھیں ان کے طرز کلام سے پہچان لوگے۔

(۲۸) ذٰلِكَ اَيِ التَّوَفِّيْ عَلَى الْحَالَةِ الْمَذْكُوْرَةِ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ اَيِ الْعَمَلَ بِمَا يُرْضِيْهِ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○

(۲۹) اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

(۲۸) یہ اس حالت میں ان کا مرنا اس لئے کہ انھوں نے پیروی کی اس امر کی جو اللہ کو ناخوش کرے اور بُرا سمجھا انھوں نے ایسے عمل کو جس سے اللہ خوش ہو۔ پس باطل کئے اللہ نے ان کے اعمال۔

(۲۹) اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿

مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ○ يُظْهِرُ اَحْقَادَهُمْ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

آیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے کہ نہ ظاہر کرے گا اللہ ان کے کینہ کو جو وہ پیغمبر اور مومنین سے کرتے ہیں۔

(۳۰) وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ عَرَّفْنَاكَهُمْ وَكُرِّرَتِ اللَّامُ فِيْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ عَلَامَتِهِمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ اَلْوَاوُ لِقَسَمٍ مَحْذُوْفٍ وَمَا بَعْدَهَا جَوَابُهٗ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ اَيْ مَعْنَاهُ اِذَا تَكَلَّمُوْا عِنْدَكَ بِاَنْ يُّعَرِّضُوْا بِمَا فِيْهِ تَهْجِيْنُ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ○

(۳۰) اور اگر ہم چاہتے تو تجھ کو ان کو بتلاتے کہ تو ان کو پہچان لیتا ان کی علامتوں سے۔
اور بیشک تو پہچان لے گا ان کو بات کے پھیرنے سے یعنی جب وہ تیرے سامنے بات کریں گے اس طرح کہ تعریض کریں گے مسلمانوں کی ہجو اور برائی میں۔

اور اللہ جانتا ہے تمہارے عملوں کو۔

تشریح

(۲۸) منافقین کا ایمان غیر معتبر اور ان کی نیکیاں اکارت | عالم برزخ میں قبر کا عذاب اور قیامت کے بعد دوزخ کا عذاب منافقین پر اس لئے ہوگا کہ اگرچہ وہ بظاہر اسلام میں داخل ہو گئے تھے لیکن جب حق و باطل کی کشمکش کا معاملہ آیا تو ان کی ہمدردیاں حق کے بجائے باطل کے ساتھ رہیں اس لئے انھوں نے مسلمان بن کر جو نیکیاں کی تھیں ان نیکیوں کا کوئی اجر و ثواب ان کو نہیں ملے گا وہ اپنے دنیاوی مفاد کے لئے دین کے دشمنوں کے ساتھ ساز باز کرتے رہے۔ اس لئے نہ ان کا ایمان معتبر ہے اور نہ ان کی نیکیاں اعمال خیر میں شمار ہوں گی۔ انھوں نے اللہ کو ناراض کرنے والا راستہ اختیار کیا اور اس کی رضا کا راستہ پسند نہ کیا اس لئے ان کا ایمان اور ان کے اعمال اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہیں۔

(۲۹) منافقین کے دل کا کھوٹ ظاہر ہو کر رہے گا | دو غلے مسلمان منافقین جو اپنے دلوں میں حسد، عداوت اور کینے کی بیماری چھپائے بیٹھے ہیں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں دل کی دل ہی میں رہیں گی اور اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے امتحان کی بھٹی میں ڈالے گا جہاں کھوٹا کھرا الگ ہو جائے گا اور ان کے دل کا مکر و فریب اور ان کے باطن کی خباثت سب پر کھل جائے گی۔

(۳۰) منافق اپنے انداز گفتگو سے پہچان لئے جائیں گے | منافق اور مخلص کی بات کا انداز رنگ ڈھنگ الگ ہی معلوم ہوجاتا ہے۔ اخلاص میں جو زور، قوت اور تاثیر ہوتی ہے وہ نفاق اور دکھاوے میں نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو ایک ایک منافق کو نام بنام متعین کر کے بتادیں کہ فلاں فلاں آدمی صرف دکھاوے کے مسلمان ہیں ایمان ان کے دلوں میں نہیں ہے مگر اس کی حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ بر سر عام اس کا اظہار نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے آں حضرت م کو ایسا نور فراست عطا فرمایا تھا کہ آپ ان کے چہروں سے پہچان لیتے تھے اور ان کے طرز گفتگو سے اور زیادہ پہچان ہو جاتی تھی ——— اور اللہ تعالیٰ تو سب کے اعمال سے خوب واقف ہے اور اچھی طرح جانتا ہے کہ کس کے دل میں کتنا ایمان ہے اور اخلاص کے ساتھ اسلام میں داخل ہوا ہے یا صرف دکھاوے کے لئے آیا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ	حَتّٰى	نَعْلَمَ	الْمُجٰهِدِيْنَ	مِنْكُمْ
اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں	یہاں تک کہ	ہم جان لیں	مجاہدوں	تم میں سے

اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم معلوم کرلیں تم میں سے (کون ہیں؟) مجاہد

وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَاۡ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ

وَ الصّٰبِرِيْنَ	وَ نَبْلُوَاْ	اَخْبَارَكُمْ	اِنَّ
اور صبر کرنے والے	اور ہم جانچ لیں	تمہاری خبریں (حالات)	بیشک

اور صبر کرنے والے اور ہم جانچ لیں تمہارے حالات ۔ بے شک جن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا

الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	وَصَدُّوْا	عَنْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَشَآقُّوا
جن لوگوں نے کفر کیا	اور انھوں نے روکا	سے	اللہ کا راستہ	اور انھوں نے مخالفت کی

لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا، اور انھوں نے رسول کی

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ

الرَّسُوْلَ	مِنْۢ بَعْدِ	مَا تَبَيَّنَ	لَهُمُ	الْهُدٰى
رسول	اس کے بعد	جب واضح ہوگئی	ان پر	ہدایت

مخالفت کی اس کے بعد جب ان پر ہدایت واضح ہوگئی، وہ

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ	شَيْـًٔا	وَ	سَيُحْبِطُ	اَعْمَالَهُمْ
وہ ہرگز نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا	کچھ بھی	اور	وہ جلد اکارت کردے گے	ان کے اعمال

ہرگز اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے اور وہ (اللہ) جلد ان کے اعمال اکارت کردے گا۔

﴿۳۱﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ نَخْتَبِرَنَّكُمْ بِالْجِهَادِ وَغَيْرِهٖ حَتّٰى نَعْلَمَ عِلْمَ ظُهُوْرٍ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْجِهَادِ

﴿۳۱﴾ اور البتہ ہم تم کو آزماویں گے جہاد وغیرہ سے تاکہ ہم ظاہر جان لیویں تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو لڑائی وغیرہ میں۔

وَغَیْرِہٖ وَنَبْلُوَا نَظْھَرَ اَخْبَارَکُمْ ○ مِنْ طَاعَتِکُمْ وَعِصْیَانِکُمْ فِی الْجِھَادِ وَغَیْرِہٖ بِالْیَاءِ وَالنُّوْنِ فِی الْاَفْعَالِ الثَّلٰثَۃِ

اور ظاہر کردیں ہم تمہاری فرماں برداری اور نافرمانی کو جہاد وغیرہ میں کہ کون فرماں برداری کرتا ہے اور کون حکم نہیں مانتا۔

(۳۲) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ طَرِیْقِ الْحَقِّ وَشَاقُّوا الرَّسُوْلَ خَالَفُوْہُ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْھُدٰی ھُوَ مَعْنٰی سَبِیْلِ اللّٰہِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا ؕ وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَھُمْ ○ یُبْطِلُھَا مِنْ صَدَقَۃٍ وَنَحْوِھَا فَلَا یَرَوْنَ لَھَا فِی الْاٰخِرَۃِ ثَوَابًا نَزَلَتْ فِی الْمُطْعِمِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَوْ فِیْ قُرَیْظَۃَ وَالنَّضِیْرِ

(۳۲) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور طریق حق سے لوگوں کو روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کو راہ ہدایت ظاہر ہوا۔

نہیں نقصان پہنچا سکتے وہ اللہ کو کچھ اور قریب ہے کہ اللہ ان کے عملوں کو باطل کرے گا۔ کہ ان کے صدقات وغیرہ کا ثواب ان کو آخرت میں کچھ نہ ملے گا۔ (یہ آیت نازل ہوئی ان لوگوں کے بارے میں جو کھانا کھلاتے تھے اصحاب بدر سے یا نازل ہوئی قریظہ اور نضیر میں۔)

تشریح

(۳۱) جہاد فی سبیل اللہ ایمان کی آزمائش ہے | اللہ کے راستے میں جان کا نذرانہ پیش کرنا معمولی بات نہیں ہے اللہ کی طرف سے اس کے راستے میں جہاد کا حکم، اس سے اللہ تعالیٰ کو اہل ایمان کی آزمائش مقصود ہے۔ اس امتحان سے دنیا کو بھی پتہ لگ جاتا ہے کہ کون لوگ اللہ کے راستے میں اپنی جان دینے والے اور سخت امتحان میں ثابت قدم رہنے والے ہیں اور کون نہیں ہیں۔

(۳۲) دین کے مخالف ناکام و نامراد ہوں گے | جو لوگ سچائی کا انکار کرتے ہیں حق و صداقت کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں رسول ﷺ کی مخالفت اور ان سے جھگڑا کرتے ہیں۔ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں اللہ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے وہ اللہ کے دین اور اللہ کے پیغمبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ دین کا راستہ روکنے کے لئے ان کی ساری تدبیریں ناکام ہو جائیں گی اور وہ کام جو وہ اپنے نزدیک اچھے سمجھ کر کر رہے ہیں ان کے نیک اعمال کا بھی ان کو کچھ اجر نہ ملے گا۔ ان کی ساری کوششیں خاک میں مل جائیں گی۔ حق کے واضح ہو جانے کے بعد ان کا ناحق پر قائم رہنا ایسا جرم ہے جس کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ ، اٰمَنُوْۤا	اَطِيْعُوا اللّٰهَ	وَاَطِيْعُوا	الرَّسُوْلَ	وَلَا تُبْطِلُوْۤا
اے	جو لوگ ایمان لائے (مومنو)	اطاعت کرو اللہ کی	اور اطاعت کرو	رسول	اور باطل نہ کرو

اے مومنو ! اللہ کی اطاعت کرو ، اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال

اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ

اَعْمَالَكُمْ	اِنَّ	الَّذِيْنَ ، كَفَرُوْا	وَصَدُّوْا	عَنْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ	ثُمَّ
اپنے اعمال	بیشک	جن لوگوں نے کفر کیا	اور انھوں نے روکا	سے	اللہ کا راستہ	پھر

باطل نہ کرو۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا پھر وہ کافر

مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ

مَاتُوْا	وَهُمْ	كُفَّارٌ	فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ	لَهُمْ	فَلَا تَهِنُوْا	وَتَدْعُوْۤا	اِلَى	السَّلْمِ
وہ مرگئے	اور وہ	کافر ہی	تو ہرگز نہیں بخشے گا اللہ	ان کو	پس تم سستی نہ کرو	اور نہ بلاؤ	طرف	صلح

(کفر ہی کی حالت میں) مرگئے تو اللہ ہرگز نہ بخشے گا ان کو پس تم سستی (کم ہمتی) نہ کرو اور (خود) صلح کی طرف نہ بلاؤ

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾

وَاَنْتُمُ	الْاَعْلَوْنَ	وَاللّٰهُ	مَعَكُمْ	وَلَنْ يَّتِرَكُمْ	اَعْمَالَكُمْ
اور تم ہی	غالب	اور اللہ	تمہارے ساتھ	اور وہ ہرگز کمی نہ کرے گا	تمہارے اعمال

اور تم ہی غالب رہوگے ، اور اللہ تمہارے ساتھ ہے ، اور وہ ہرگز کمی نہ کرے گا تمہارے اعمال میں ۔

﴿۳۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا
اَعْمَالَكُمْ ○ بِالْمَعَاصِيْ مَثَلًا
﴿۳۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ طَرِيْقِهٖ وَ
هُوَ الْهُدٰى ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ
كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
لَهُمْ ○ نَزَلَتْ فِيْ اَصْحَابِ الْقَلِيْبِ
﴿۳۵﴾ فَلَا تَهِنُوْا تَضْعُفُوْا وَ
تَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ بِفَتْحِ

﴿۳۳﴾ اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول
کی اور گناہ کرکے اپنے عملوں کو باطل نہ کرو۔

﴿۳۴﴾ بے شبہ جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے راستے سے
لوگوں کو روکا ، پھر وہ مرے حالت کفر میں۔

پس ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ (یہ آیت نازل ہوئی ان کافروں
کے بارے میں جو بدر کی لڑائی میں مقتول ہوکر گڑھے میں ڈالے گئے تھے)

﴿۳۵﴾ پس ضعیف نہ ہو تم اور نہ بلاؤ کافروں کو طرف صلح کے جب کہ ان سے مقابلہ
کرو۔

النَّبِيُّ وَكَسْرِهَا أَيِ الصُّلْحَ مَعَ الْكُفَّارِ إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ ق حُذِفَ مِنْهُ وَاوُ لَامِ الْفِعْلِ الْأَعْلَبُوْنَ الْقَاهِرُوْنَ — اور حال یہ کہ تم ہی غالب رہوگے۔

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ — اور اللہ کی مدد اور غلبہ تمہارے ساتھ ہے۔
وَلَنْ يَّتِرَكُمْ يَنْقُصَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ○ أَيْ ثَوَابَهَا — اور وہ تم کو تمہارے اعمال کا ثواب پورا پورا دے گا کمی نہ کرے گا۔

تشریح

(۳۳) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کسی عمل کو نتیجہ خیز بناتی ہے | اسلام اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری کا نام ہے اپنی طبیعت کے شوق یا نفس کی خواہش سے کوئی کام کرنا نتیجہ خیز نہیں ہے۔ کوئی بھی عمل اس وقت نتیجہ خیز ہوگا جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہو اور اسی پر آخرت کا اجر مرتب ہوگا۔ یہاں تک کہ جہاد یا اللہ کے راستے میں کوئی محنت اور ریاضت اسی وقت مقبول ہوگی جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق ہو۔ ورنہ اس کا عمل یوں ہی بے کار ضائع جائے گا۔ صاحب ایمان پر لازم ہے کہ وہ اعمال خیر میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر عمل کرے اور اپنے اعمال کو کسی صورت ضائع نہ ہونے دے۔ نہ اس میں ریاکاری ہو نہ دکھاوا ہو نہ نام و نمود کی خواہش اور فخر و غرور ہو بلکہ وہ نیک عمل اخلاص نیت کے ساتھ اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے ٹھیک مطابق ہو۔

(۳۴) حق سے انکار اور راہ حق سے روکنا ناقابل معافی جرم | جب سچائی ایک اور ایک دو کی طرح صاف صاف سامنے آ گئی تو پھر بھی اس کا انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے روز روشن میں سورج نکل رہا ہو اور کوئی شخص اس انکار پر اڑا رہے کہ سورج نہیں نکل رہا ہے۔ خود حق قبول نہ کرنے کے علاوہ دوسروں کو راہ حق سے روکتے رہنا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں موت آجائے ناقابل معافی جرم ہیں۔ ایسے لوگوں کی حق سبحانہ تعالیٰ ہرگز بخشش نہ فرمائیں گے۔

(۳۵) مخالفین حق کے سامنے اپنی کمزوری مت دکھاؤ | یہ مدینہ منورہ ہے۔ چند سو حق پرستوں کی چھوٹی سی بستی جہاں اہل اسلام ہجرت کر کے پناہ لئے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف قریش کے طاقتور قبیلے اور عرب کے وہ لوگ ہیں جو اس ننھی سی ابھرتی ہوئی قوت کو دبانے پر تلے ہوئے ہیں۔ کش مکش ہے انتہائی سخت مقابلہ ہے نہایت مشکل۔ اہل حق اپنے حوصلے اور ہمت کے باوجود کبھی کبھی سوچ میں پڑ جاتے تھے کہ ہم مٹھی بھر لوگ پورے عرب کی ان طاقتوں کا مقابلہ کر پائیں گے یا نہیں؟ اور کبھی یہ خیال بھی آتا تھا کہ یہ کش مکش اگر باہمی صلح میں بدل جائے تو اچھا ہی ہے ـــــ، اسلام صلح پسند ہے اور ہمیشہ صلح کا طرفدار رہا ہے۔ مگر کمزوری کی حالت میں صلح کی پیش کش، صلح نہیں ہوتی بلکہ اپنی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے اور دشمن کی ہمت اس طرح کی صلح جنبانی سے اور بڑھ جاتی ہے۔

اس لئے سمجھایا جا رہا ہے کہ اس موقعہ پر اپنی کمزوری اور بودے پن کو ظاہر کرتے ہوئے صلح کی درخواست کرنا مناسب نہیں ہے تم اپنی قلت تعداد پر مت جاؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے، تم ہی غالب رہوگے اور حق کے راستے میں تمہاری جد و جہد ضائع نہ ہوگی۔

إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا

إِنَّمَا	الْحَيٰوةُ + الدُّنْيَا	لَعِبٌ	وَّ لَهْوٌ	وَإِنْ	تُؤْمِنُوا	وَتَتَّقُوا
اس کے سوا نہیں	دنیا کی زندگی	کھیل	اور کود	اور اگر	ایمان لے آؤ	اور تقویٰ اختیار کرو

اس کے سوا نہیں دنیا کی زندگی (محض) کھیل کود ہے۔ اور تم اگر ایمان لے آؤ، اور تقویٰ اختیار کرو

يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾

يُؤْتِكُمْ	أُجُورَكُمْ	وَ	لَا يَسْأَلْكُمْ	أَمْوَالَكُمْ
وہ تمہیں دے گا	تمہارے اجر	اور	نہ طلب کرے گا تم سے	تمہارے مال

تو وہ تمہیں تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے مال طلب نہ کرے گا۔

۳۶ إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا أَيِ الْاِشْتِغَالُ فِيْهَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا اللّٰهَ وَذٰلِكَ مِنْ أُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ يُؤْتِكُمْ أُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ○ جَمِيْعَهَا بَلِ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ فِيْهَا۔

۳۶ بات یہ ہے کہ زندگی دنیا میں مشغول ہونا کھیل اور تماشہ ہے اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور اللہ سے ڈرو گے جو امور آخرۃ سے ہے تو وہ تم کو تمہارے اعمال کا ثواب دے گا اور اللہ تم سے تمہارا تمام مال نہیں مانگتا بلکہ صرف بقدر زکوٰۃ جو فرض ہے طلب کرتا ہے۔

تشریح

۳۶ دنیا کی زندگی کی حقیقت: مرنے کے بعد آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے وہ کبھی ختم نہ ہوگی، وہاں کی حیات حیات ابدی ہے۔ آخرت کی کامیابی حقیقی کامیابی ہے کیونکہ وہ کامیابی پائیدار اور باقی رہنے والی ہے۔ آخرت کی اس پائیدار زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی فانی اور ناپائیدار ہے اور یہاں کی کامرانی اور ناکامی حقیقی اور پائیدار نہیں ہے جسے کوئی اہمیت حاصل ہو۔ اس دنیا کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ چند روز کا بہلاوا ہے، اس کی حقیقت ایک کھیل تماشے کی طرح ہے اگر اس کھیل تماشے سے بچ کر چلا جائے اور ایمان اور تقویٰ کو وہ اہمیت دی جائے جو دی جانی چاہیئے تو اللہ تم آخرت میں تمہارے نیک اعمال کا پورا پورا اجر اور بدلہ عطا کرے گا۔ جہاں تک مالی قربانی اور مالی عبادت کا سوال ہے اللہ تم کو مال کی کوئی حاجت نہیں ہے وہ تو خود دینے والا ہے جیسا کہ سورۂ ذاریات میں ارشاد ہوا ہے:۔

مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔ (پارہ ۲۶ رکوع ۳ آیت ۵۸)

(میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تو خود ہی رزاق ہے بڑی قوت والا اور زبردست۔)

وہ اپنے بندوں سے کچھ نہیں لیتا بلکہ وہی اپنے بندوں کو سب کچھ دیتا ہے۔ اگر وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کہتا ہے تو بندوں کی بھلائی کے لئے ہی کہتا ہے۔ اللہ تم نے مسلمانوں کے ہاتھوں ملکوں کی فتح نصیب فرمائی جتنا اپنے پاس سے خرچ کیا تھا اس سے سو سو گنا زیادہ واپس ملا۔

إِنْ يَسْئَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ

إِنْ	يَسْئَلْكُمُوهَا	فَيُحْفِكُمْ	تَبْخَلُوا	وَ يُخْرِجْ
اگر	وہ تم سے (مال) طلب کرے	پھر تم سے چمٹ جائے	تم بخل کرو	اور ظاہر ہو جائیں

اگر وہ تم سے مال طلب کرے اور تم سے چمٹ جائے (طلب ہی کرتا رہے) تو تم بخل کرو اور ظاہر ہو جائیں

أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي

أَضْغَانَكُمْ	هَا أَنْتُمْ	هَٰؤُلَاءِ	تُدْعَوْنَ	لِتُنْفِقُوا	فِي
تمہاری عداوتیں	یہ تم ہو	ہاں! وہ لوگ	تمہیں پکارا جاتا ہے	کہ تم خرچ کرو	میں

تمہاری (دلی) عداوتیں۔ ہاں تم ہی وہ لوگ ہو تمہیں پکارا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں

سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ ۖ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا

سَبِيلِ	اللَّهِ	فَمِنْكُمْ	مَنْ يَبْخَلُ	وَمَنْ يَبْخَلْ	فَإِنَّمَا
راستہ	اللہ	پھر تم میں سے	کوئی ایسا ہے بخل کرتا ہے	اور جو بخل کرتا ہے	تو اس کے سوا نہیں

خرچ کرو۔ پھر تم میں سے کوئی ایسا ہے جو بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے تو اس کے سوا نہیں

يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ

يَبْخَلُ	عَنْ	نَفْسِهِ	وَاللَّهُ	الْغَنِيُّ	وَأَنْتُمُ	الْفُقَرَاءُ
وہ بخل کرتا ہے	سے	اپنے آپ	اور اللہ	بے نیاز	اور تم	محتاج (جمع)

کہ وہ اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم (خود اس کے) محتاج ہو

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ

وَ إِنْ	تَتَوَلَّوْا	يَسْتَبْدِلْ	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ	ثُمَّ
اور اگر	تم روگردانی کرو گے	وہ بدل دے گا	(دوسری) قوم	تمہارے سوا	پھر

اور اگر تم روگردانی کرو گے تو وہ تمہارے سوا (تمہاری جگہ) کوئی دوسری قوم بدل دے گا

لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾ ع ع ۴/۸

لَا يَكُونُوا	أَمْثَالَكُمْ
وہ نہ ہوں گے	تمہارے جیسے۔

اور وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔

(۳۷) إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ
يُبَالِغْ فِي طَلَبِهَا تَبْخَلُوا وَ
يُخْرِجْ الْبُخْلُ أَضْغَانَكُمْ ۝
لِدِينِ الْإِسْلَامِ

(۳۸) هَا أَنْتُمْ يَا هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ
لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ مَا
فُرِضَ عَلَيْكُمْ فَمِنْكُمْ مَنْ
يَبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا
يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ يُقَالُ
بَخِلَ عَلَيْهِ وَعَنْهُ وَاللهُ
الْغَنِيُّ عَنْ نَفَقَتِكُمْ وَأَنْتُمُ
الْفُقَرَاءُ إِلَيْهِ وَإِنْ
تَتَوَلَّوْا عَنْ طَاعَتِهِ
يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
أَيْ يَجْعَلُهُمْ بَدَلَكُمْ
ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۝
فِي التَّوَلِّيْ عَنْ طَاعَتِهِ
بَلْ مُطِيعِينَ لَهُ عَزَّوَجَلَّ

(۳۷) اگر اللہ تم سے تمام مال طلب کرتا پس اس میں مبالغہ کرتا یعنی باصرار تمام مال کے دینے کا حکم فرماتا تو تم اس کے دینے سے بخل کرتے اور اس سے تمہاری دشمنی دین اسلام سے ظاہر ہوتی

(۳۸) آگاہ رہو تم اے لوگو اسی قدر مال کے خرچ کرنے کی طرف تم بلائے جاتے ہو جو تم پر فرض کیا گیا۔ سو بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے۔

اور اللہ بے پرواہ ہے تمہارے نفقہ سے اور تم محتاج ہو اس کی طرف اور اگر تم اس کی اطاعت سے منہ پھیروگے تو وہ تمہاری عوض دوسری قوم کو تمہارے سوا پیدا کرے گا پھر وہ ایسی نہ ہوگی جیسے تم۔

یعنی وہ اللہ کی فرماں برداری سے منہ نہ موڑیں گے بلکہ اللہ بزرگ و برتر کے فرماں بردار ہوں گے۔

تشریح

(۳۷) مال کے خرچ کرنے میں انسان کی تنگ دلی | اللہ تعالیٰ انسان کے خالق اور اس کے پیدا کرنے والے ہیں اس کی فطرت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ مالی عبادت کے سلسلے میں زکوٰۃ وغیرہ کا جو قانون اللہ نے بنایا ہے وہ بہت آسان اور ہلکا پھلکا ہے۔ اگر اللہ تو سخت قانون بنا دیتے اور حکم دیتے کہ ہم نے جو کچھ دیا ہے سب کا سب ہمارے راستہ میں خرچ کردو تو بہت کم لوگ ہوتے جو کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے اس کے حکم پر عمل کرتے۔ اکثر لوگ وہی ہوں گے جو تنگ دلی کا ثبوت دیں گے اور مال خرچ کرتے وقت ان کے دل کی خفگی ظاہر ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اتنی بڑی آزمائش میں نہیں ڈالتے جس سے انسانی کمزوریاں ابھر کر سامنے آجائیں۔ اللہ تعالیٰ آسانی چاہتے ہیں مشکل نہیں چاہتے۔ یہ ان کا اپنے بندوں پر انتہائی کرم اور شفقت کا اظہار ہے۔ جو اُن کی رحمت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے۔

(۳۸) اللہ کے راستے میں خرچ کرانا خود انسان کی بھلائی کے لئے ہے | اللہ تعالیٰ حکم دے رہے ہیں اور لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اس کے دیئے ہوئے مال کا ایک تھوڑا سا حصہ اپنے نفع کے خاطر اس کے راستے میں خرچ کرو۔ یہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا خود انسان کے اپنے ہی بھلے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ غنی ہے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ تم ہی اس کے محتاج ہو۔ اس کے باوجود جو بخل سے کام لیتا ہے وہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اللہ جس مصلحت اور حکمت

کی وجہ سے اپنے بندوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس حکمت اور مصلحت کا حاصل ہونا کچھ تمہارے اوپر ہی نہیں ہے۔ اگر تم اللہ کا یہ حکم نہیں مانو گے تو وہ تمہاری بجائے دوسری قوم لے آئے گا جو فراخ دلی کے ساتھ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اللہ کے راستے میں خرچ کرے گی۔ اللہ کی حکمت اور مصلحت تو پوری ہو جائے گی مگر تم اس سعادت سے جو اللہ تعالیٰ تمہیں عطا کرنا چاہتے ہیں محروم ہو جاؤ گے۔

○ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر کہ اگر تم اس کی راہ میں خرچ کرنے سے منہ موڑو گے اور بخیلی دکھاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

حدیث میں ہے کہ صحابہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول اس میں جس قوم کی طرف اشارہ ہے وہ دوسری قوم کون ہے؟

آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس کی قوم —— اور فرمایا اللہ کی قسم اگر ایمان ثریا پر جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے۔

الحمد للہ، صحابہ کرام نے بے نظیر قربانیوں اور جوشِ ایمانی کا ثبوت دیا۔ اور فارس والوں نے بھی اسلام میں داخل ہو کر بے نظیر دینی اور علمی خدمات انجام دیں۔

۴۸

اَلْفَتْحُ

ترتیب تلاوت ـــــ ۴۸	ترتیب نزول ـــــ ۱۱۱
مکی / مدنی ـــــ مدنی	تعداد رکوعات ـــــ ۴
تعداد آیات ـــــ ۲۹	تعداد الفاظ ـــــ ۵۶۱۸
تعداد حروف ـــــ ۲۵۵۵	

○ اس سورت کی پہلی آیت "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" میں لفظ "فتح" سے لے کر اس سورت کا نام "الفتح" رکھا گیا ہے۔

الفتح اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی ـــــ کیوں کہ اس میں اس عظیم فتح اور کامیابی کا ذکر کیا گیا ہے جو صلح حدیبیہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ؐ اور اہل اسلام کو عطا فرمائی تھی۔

○ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ ؐ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے ہیں اور وہاں عمرہ ادا فرمایا ہے ـــــ پیغمبر کا خواب ظاہر ہے کہ محض خواب و خیال نہ ہو سکتا تھا، وہ تو وحی کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ اور آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے خود توثیق کر دی ہے کہ یہ خواب ہم نے اپنے رسول کو دکھلایا۔

تھا۔ اس لئے در حقیقت یہ نرا خواب نہ تھا بلکہ ایک الٰہی اشارہ تھا جس کی پیروی کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری تھا۔

بظاہر اسباب اس ہدایت پر عمل کرنے کی کوئی صورت ممکن نظر نہ آتی تھی۔ کفار قریش نے ۶ سال سے مسلمانوں کے لئے بیت اللہ کا راستہ بند کر رکھا تھا اور اس پوری مدت میں کسی مسلمان کو انھوں نے حج اور عمرے تک کے لئے حدود حرم کے قریب پھٹکنے نہ دیا تھا۔ اب آخر یہ کیسے توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی ایک جمعیت کے ساتھ مکہ میں داخل ہونے دیں گے۔ عمرے کا احرام باندھ کر جنگی ساز و سامان لئے ہوئے نکلنا گویا خود لڑائی کو دعوت دینا تھا۔ اور غیر مسلح جانے کے معنیٰ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان خطرے میں ڈالنے کے تھے۔ ان حالات میں کوئی شخص یہ نہ سمجھ سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس اشارے پر عمل کیا جائے تو کیسے۔؟

مگر پیغمبر کا منصب یہ تھا کہ اس کا رب جو حکم بھی اس کو دے وہ بے کھٹکے اس پر عمل کر گزرے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تامل اپنا خواب صحابۂ کرام کو سنا کر سفر کی تیاری شروع کر دی۔ آس پاس کے قبائل میں بھی آپ نے اعلانِ عام کرا دیا کہ ہم عمرے کے لئے جا رہے ہیں، جو ہمارے ساتھ چلنا چاہے وہ آجائے۔ جن لوگوں کی نگاہ ظاہری اسباب پر تھی انھوں نے سمجھا کہ یہ لوگ موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی آپ کے ساتھ چلنے پر آمادہ نہ ہوا۔ مگر جو اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان رکھتے تھے انھیں اس امر کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ انجام کیا ہوگا۔ ان کے لئے بس یہ کافی تھا کہ اللہ کا اشارہ ہے اور اس کا رسول تعمیل حکم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اس کے بعد کوئی چیز ان کو رسولِ خدا کا ساتھ دینے سے نہ روک سکتی تھی ــــ چودہ سو صحابی حضور کی معیت میں اس نہایت خطرناک سفر پر جانے کے لئے تیار ہو گئے ــــ،

○ ذی قعدہ ۶ھ کے آغاز میں یہ مبارک قافلہ مدینے سے روانہ ہوا۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر سب نے عمرے کا احرام باندھا، قربانی کے لئے ۷۰ اونٹ ساتھ لئے جن کی گردنوں میں ہدی کی علامت کے طور پر قلادے پڑے ہوئے تھے۔ پر تلوں میں صرف ایک ایک تلوار رکھ لی، جس کی تمام زائرین حرم کو عرب کے معروف قاعدے کے مطابق اجازت تھی، اور اس کے سوا کوئی سامانِ جنگ ساتھ نہ لیا۔ اس طرح یہ قافلہ لبیک، لبیک کی صدائیں بلند کرتا ہوا بیت اللہ کی طرف چل پڑا۔

اس وقت مکہ اور مدینہ کے تعلقات کی جو نوعیت تھی عرب کا بچہ بچہ اس کو جانتا تھا۔ ابھی پچھلے سال ہی تو شوال ۵ھ میں قریش نے قبائل عرب کی متحدہ طاقت کے ساتھ مدینے پر چڑھائی کی تھی اور غزوۂ احزاب کا مشہور معرکہ پیش آچکا تھا۔ اس لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے قافلے کے ساتھ اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو پورے عرب کی نگاہیں اس عجیب سفر کی طرف مرکوز ہو گئیں۔ اور لوگوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ یہ قافلہ لڑنے کے لئے نہیں جا رہا ہے بلکہ ماہ حرام میں، احرام باندھ کر، ہدی کے اونٹ ساتھ لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرنے جا رہا ہے اور قطعی طور پر غیر مسلح ہے۔

○ قریش کے لوگوں کو حضور کے اس اقدام نے سخت پریشانی میں ڈال دیا۔ ذی القعدہ کا مہینہ ان حرام مہینوں میں سے تھا جو صدہا برس سے عرب میں حج و زیارت کے لئے محترم سمجھے جاتے تھے۔ اس مہینہ میں جو قافلہ احرام باندھ کر حج یا عمرے کے لئے جا رہا ہو، اُسے روکنے کا کسی کو حق نہ تھا، حتیٰ کہ کسی قبیلے سے اس کی دشمنی بھی ہو تو عرب کے مسلمہ قوانین کی رو سے وہ اپنے علاقے سے اس کے گزرنے میں مانع نہ ہو سکتا تھا۔ قریش کے لوگ اس الجھن میں پڑ گئے کہ اگر ہم مدینے کے

اس قافلے پر حملہ کر کے اسے مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکتے ہیں تو پورے ملک میں اس پر شور مچ جائے گا۔ عرب کا ہر شخص پکار اٹھے گا کہ یہ سراسر زیادتی ہے۔ تمام قبائلِ عرب یہ سمجھیں گے کہ ہم خانہ کعبہ کے مالک بن بیٹھے ہیں۔ ہر قبیلہ اس تشویش میں مبتلا ہو جائے گا کہ آئندہ کسی کو حج اور عمرہ کرنے دینا یا نہ کرنے دینا اب ہماری مرضی پر موقوف ہے جس سے بھی ہم ناراض ہوں گے اسے بیت اللہ کی زیارت کرنے سے اسی طرح روک دیں گے جس طرح آج مدینے کے ان زائرین کو روک رہے ہیں۔ یہ ایسی غلطی ہوگی جس سے سارا عرب ہم سے منحرف ہو جائے گا۔ لیکن اگر ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے بڑے قافلے کے ساتھ بخیریت اپنے شہر میں داخل ہو جانے دیتے ہیں تو پورے ملک میں ہماری ہوا اکھڑ جائے گی اور لوگ کہیں گے کہ ہم محمدؐ سے مرعوب ہو گئے۔ آخر کار بڑی کشمکش و پیچ کے بعد ان کی جاہلانہ حمیت ہی ان پر غالب ہو کر رہی اور انہوں نے اپنی ناک کی خاطر یہ فیصلہ کر لیا کہ کسی قیمت پر بھی اس قافلے کو اپنے شہر میں داخل نہیں ہونے دینا ہے۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی کعب کے ایک شخص کو مخبر کی حیثیت سے آگے بھیج رکھا تھا تاکہ وہ قریش کے ارادوں اور ان کی نقل و حرکت سے آپؐ کو بروقت مطلع کرتا رہے۔ جب آپؐ عسفان پہنچے تو اس نے آکر آپؐ کو اطلاع دی کہ قریش کے لوگ پوری تیاری کے ساتھ ذی طویٰ کے مقام پر پہنچ گئے ہیں اور خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ کُراع الغَمیم کی طرف آگے بھیج دیا ہے تاکہ وہ آپ کا راستہ روکیں۔

قریش کی چال یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح آنحضرتؐ کے ساتھیوں سے چھیڑ چھاڑ کر کے ان کو اشتعال دلائیں اور پھر اگر لڑائی ہو جائے تو پورے ملک میں یہ مشہور کر دیں کہ یہ لوگ دراصل آئے تھے لڑنے کے لئے مگر بہانہ انہوں نے عمرے کا کیا تھا اور احرام محض دھوکہ دینے کے لئے باندھ رکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اطلاع پاتے ہی فوراً راستہ بدل دیا اور ایک نہایت دشوار گزار راستہ سے سخت مشقت اٹھا کر حُدَیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے جو عین حرم کی سرحد پر واقع تھا۔ یہاں بنی خزاعہ کا سردار بُدَیل بن ورقاء اپنے قبیلے کے چند آدمیوں کے ساتھ آپؐ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ آپ کس غرض کے لئے آئے ہیں؟— آپؐ نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے، صرف بیت اللہ کی زیارت اور اس کا طواف ہمارے پیشِ نظر ہے۔ یہی بات ان لوگوں نے جا کر قریش کے سرداروں کو بتا دی اور ان کو مشورہ دیا کہ وہ ان زائرینِ حرم کا راستہ نہ روکیں مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے اور انہوں نے احابیش کے سردار حُلَیس بن عَلقمہ کو حضورؐ کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپ کو واپس جانے پر آمادہ کرے۔ سردارانِ قریش کا مقصد یہ تھا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات نہ مانیں گے تو وہ ان سے ناراض ہو کر پلٹے گا، اور پھر احابیش کی پوری طاقت ہمارے ساتھ ہوگی۔ مگر جب اس نے آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سارا قافلہ احرام بند ہے، ہدی کے اونٹ سامنے کھڑے ہیں جن کی گردنوں میں قلادے پڑے ہوئے ہیں اور یہ لوگ لڑنے کے لئے نہیں بلکہ بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے آئے ہیں تو وہ حضورؐ سے کوئی بات کئے بغیر مکہ کی طرف پلٹ گیا اور اس نے جا کر قریش کے سرداروں سے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ لوگ بیت اللہ کی عظمت مان کر اس کی زیارت کے لئے آئے ہیں اگر تم ان کو روکو گے تو احابیش اس کام میں تمہارا ساتھ ہرگز نہ دیں گے ہم تمہارے حلیف اس لئے نہیں بنے ہیں کہ تم حرمتوں کو پامال کرو اور ہم اس میں تمہاری حمایت کریں۔

پھر قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی آیا اور اس نے اپنے نزدیک بڑی اونچ نیچ سمجھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ مکہ میں داخل ہونے کے ارادے سے باز آجائیں مگر آپ نے اس کو بھی وہی جواب دیا جو بنی خزاعہ کے سردار کو دیا تھا کہ ہم لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے ہیں بلکہ بیت اللہ کی تعظیم کرنے والے بن کر ایک

دینی فریضہ بجالانے کے لئے آئے ہیں۔ واپس جاکر عروہ نے قریش کے لوگوں سے کہا کہ قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں مگر خدا کی قسم، میں نے اصحاب محمد کو جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فدائی دیکھا ہے ایسا منظر کسی بڑے سے بادشاہ کے ہاں بھی نہیں دیکھا۔ ان لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ محمد وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب پانی کا ایک قطرہ تک زمین پر نہیں گرنے دیتے اور سب اپنے جسم اور کپڑوں پر مل لیتے ہیں۔ اب تم لوگ سوچ لو تمہارا مقابلہ کس سے ہے۔

اس دوران میں جبکہ ایلچیوں کی آمدورفت اور گفت و شنید کا یہ سلسلہ جاری تھا، قریش کے لوگ بار بار یہ کوشش کرتے رہے کہ چپکے سے حضورم کے کیمپ پر چھاپہ مار کر صحابہ کو اشتعال دلائیں، اور کسی نہ کسی طرح ان سے کوئی ایسا اقدام کرالیں جس سے لڑائی کا بہانہ ہاتھ آجائے۔ مگر ہر مرتبہ صحابہ کے صبر و ضبط اور حضورم کی حکمت و فراست نے ان کی ساری تدبیروں کو ناکام کر دیا۔ ایک مرتبہ ان کے چالیس پچاس آدمی رات کے وقت آئے اور مسلمانوں کے پڑاؤ پر پتھر اور تیر برسانے لگے۔ صحابہ نے ان سب کو گرفتار کر کے حضورم کے سامنے پیش کر دیا، مگر آپؐ نے ان سب کو چھوڑ دیا ــــــ ایک اور موقع پر تنعیم کی طرف سے ۸۰ آدمی عین نماز فجر کے وقت آئے اور انھوں نے اچانک چھاپہ مار دیا۔ یہ لوگ بھی پکڑے گئے، مگر حضورم نے انھیں بھی رہا کر دیا۔ اس طرح قریش کو اپنی ہر چال اور ہر تدبیر میں ناکامی ہوتی چلی گئی۔

آخر کار حضورم نے خود اپنی طرف سے حضرت عثمان رضؓ کو ایلچی بنا کر مکہ بھیجا اور ان کے ذریعہ سے سرداران قریش کو یہ پیغام دیا کہ ہم جنگ کے لئے نہیں بلکہ زیارت کے لئے ہدی ساتھ لے کر آئے ہیں۔ طواف اور قربانی کر کے واپس چلے جائیں گے مگر وہ لوگ نہ مانے اور حضرت عثمان رضؓ کو مکہ ہی میں روک لیا۔ اس دوران میں یہ خبر اڑ گئی کہ حضرت عثمان رضؓ قتل کر دئے گئے ہیں، اور ان کے واپس نہ آنے سے مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ خبر سچی ہے۔ اب مزید تحمل کا کوئی موقع نہ تھا۔ مکہ میں داخلہ کی بات تو دوسری تھی۔ اس کے لئے طاقت کا استعمال ہرگز ہرگز پیش نظر نہ تھا۔ مگر جب نوبت سفیر کے قتل تک پہنچ گئی تو پھر اس کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہا کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور ان سے اس بات پر بیعت لی کہ اب یہاں سے ہم مرتے دم تک پیچھے نہ ہٹیں گے موقع کی نزاکت نگاہ میں ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کوئی معمولی بیعت نہ تھی۔ مسلمان صرف ۱۴ سو تھے اور کسی سامان جنگ کے بغیر آئے تھے۔ اپنے مرکز سے ڈھائی سو میل دور، عین مکہ کی سرحد پر ٹھیرے ہوئے تھے جہاں دشمن اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان پر حملہ آور ہو سکتا تھا اور گرد و پیش سے اپنے حامی قبیلوں کو لا کر بھی انہیں گھیرے میں لے سکتا تھا۔ اس کے باوجود ایک شخص کے سوا پورا قافلہ نبیؐ کے ہاتھ پر مرنے مارنے کی بیعت کرنے کے لئے بلا تأمل آمادہ ہو گیا۔ اس سے بڑھ کر ان لوگوں کے اخلاص ایمانی اور راہ خدا میں ان کی فدائیت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ یہی وہ بیعت ہے جو بیعت رضوان کے نام سے تاریخ اسلام میں مشہور ہے۔

○ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضؓ کے قتل کی خبر غلط تھی۔ حضرت عثمان خود بھی واپس آ گئے اور قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو کی قیادت میں ایک وفد بھی صلح کی بات چیت کرنے کے لئے حضورم کے کیمپ میں پہنچ گیا۔ اب قریش اپنی اس ضد سے ہٹ گئے تھے کہ وہ حضورم کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو سرے سے مکہ میں داخل ہی نہ ہونے دیں گے۔ البتہ اپنی ناک بچانے کے لئے ان کو صرف یہ اصرار تھا کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں، آئندہ سال آپؐ عمرہ کے لئے آسکتے ہیں ــــــ طویل گفت و شنید کے بعد جن شرائط پر صلح نامہ لکھا گیا وہ یہ تھیں ۔

(۱) دس سال تک فریقین کے درمیان جنگ بند رہے گی۔ اور ایک دوسرے کے خلاف خفیہ یا علانیہ کوئی کارروائی نہ کی جائے گی۔

(۲) اس دوران میں قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر بھاگ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے گا اسے آپ واپس کر دیں گے، اور آپ کے ساتھیوں میں سے جو شخص قریش کے پاس چلا جائے گا اسے وہ واپس نہ کریں گے۔

(۳) قبائل عرب میں سے جو قبیلہ بھی فریقین میں سے کسی ایک کا حلیف بن کر اس معاہدے میں شامل ہونا چاہے گا اسے اختیار ہوگا۔

(۴) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سال واپس جائیں گے اور آئندہ سال وہ عمرے کے لئے آ کر تین دن مکہ میں ٹھیر سکتے ہیں، بشرطیکہ پرتلوں میں صرف ایک ایک تلوار لے کر آئیں اور کوئی سامانِ حرب ساتھ نہ لائیں۔ ان تین دنوں میں اہل مکہ ان کے لئے شہر خالی کر دیں گے (تاکہ کسی تصادم کی نوبت نہ آئے) مگر واپس جاتے ہوئے وہ یہاں کے کسی شخص کو اپنے ساتھ لے جانے کے مجاز نہ ہوں گے۔

جس وقت اس معاہدے کی شرائط طے ہو رہی تھیں، مسلمانوں کا پورا لشکر سخت مضطرب تھا۔ کوئی شخص بھی ان مصلحتوں کو نہیں سمجھ رہا تھا جنھیں نگاہ میں رکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ شرائط قبول فرما رہے تھے۔ کسی کی نظر اتنی دوررس نہ تھی کہ اس صلح کے نتیجے میں جو خیرِ عظیم رونما ہونے والی تھی اس تک پہنچ سکے۔ اسے دیکھ کر کفار قریش اسے اپنی کامیابی سمجھ رہے تھے اور مسلمان اس پر بے تاب تھے کہ ہم آخر دب کر یہ ذلیل شرائط کیوں قبول کریں۔ حضرت عمرؓ جیسے بالغ النظر مدبر تک کا یہ حال تھا کہ وہ کہتے ہیں مسلمان ہونے کے بعد کبھی میرے دل میں شک نے راہ نہ پائی تھی، مگر اس موقع پر میں بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا۔ وہ بے چین ہو کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے اور کہا۔ "کیا حضورؐ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ کیا یہ لوگ مشرک نہیں ہیں؟ ——— پھر آخر ہم اپنے دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں اختیار کریں؟ ——؟"

انھوں نے جواب دیا۔ "اے عمر! وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ان کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔"

پھر ان سے صبر نہ ہوا، جا کر یہی سوالات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کئے۔ اور حضورؐ نے بھی ان کو ویسا ہی جواب دیا جیسا حضرت ابو بکرؓ نے دیا تھا۔ بعد میں حضرت عمرؓ مدتوں اس پر صدقات و نوافل ادا کرتے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس گستاخی کو معاف فرما دے جو اس روز اُن سے شانِ رسالت میں ہوگئی تھی۔

سب سے زیادہ دو باتیں اس معاہدے میں لوگوں کو بری طرح کھل رہی تھیں۔ ایک شرط ۲ جس کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ یہ صریح نامساوی شرط ہے۔ اگر مکہ سے بھاگ کر آنے والوں کو ہم واپس کریں تو مدینہ سے بھاگ کر جانے والوں کو وہ کیوں نہ واپس کریں؟ حضورؐ نے اس پر فرمایا جو ہمارے ہاں سے بھاگ کر ان کے پاس چلا جائے وہ آخر ہمارے کس کام کا ہے؟ اللہ اسے ہم سے دُور ہی رکھے۔ اور جو اُن کے ہاں سے بھاگ کر ہمارے پاس آجائے اسے اگر ہم واپس کر دیں گے تو اللہ اس کے لئے خلاصی کی کوئی اور صورت پیدا فرما دے گا۔

دوسری چیز جو لوگوں کے دلوں میں کھٹک رہی تھی وہ چوتھی شرط تھی۔ مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ اسے ماننے کے معنی یہ ہیں کہ تمام عرب کے سامنے گویا ہم ناکام واپس جا رہے ہیں۔ مزید براں یہ سوال بھی دلوں میں خلش پیدا کر رہا تھا کہ حضورؐ نے تو خواب میں یہ دیکھا تھا کہ ہم مکہ میں طواف کر رہے ہیں۔ مگر یہاں تو ہم طواف کئے بغیر واپس جانے کی شرط مان رہے ہیں۔ حضورؐ نے اس پر لوگوں کو سمجھایا کہ خواب میں آخر اسی سال طواف کرنے کی صراحت تو نہ تھی۔ شرائط صلح کے مطابق اس سال نہیں تو اگلے سال ان شاء اللہ طواف ہوگا۔

جلتی پر تیل کا کام جس واقعے نے کیا وہ یہ تھا کہ عین اس وقت جب صلح کا معاہدہ لکھا جا رہا تھا سُہیل بن عمرو کے

اپنے صاحبزادے ابوجندل، جو مسلمان ہو چکے تھے اور کفار مکہ نے ان کو قید کر رکھا تھا کسی نہ کسی طرح بھاگ کر حضورؐ کے کیمپ میں پہنچ گئے۔ ان کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور جسم پر تشدد کے نشانات تھے۔ انھوں نے حضورؐ سے فریاد کی کہ مجھے اس حبس بے جا سے نجات دلائی جائے ـــــ صحابہ کرام کے لئے یہ حالت دیکھ کر ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔ مگر سہیل بن عمرو نے کہا کہ صلح نامے کی تحریر چاہے مکمل نہ ہوئی ہو، شرائط تو ہمارے اور آپ کے درمیان طے ہو چکی ہیں۔ اس لئے اس لڑکے کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حجت تسلیم فرمالی اور ابوجندل ظالموں کے حوالے کر دیئے گئے۔

صلح سے فارغ ہو کر حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اب یہیں سے قربانی کر کے سر منڈواؤ اور احرام ختم کر دو، مگر کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ حضورؐ نے تین مرتبہ حکم دیا، مگر صحابہ پر اس وقت رنج و غم اور دل شکستگی کا ایسا شدید غلبہ تھا کہ انھوں نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی۔ حضورؐ کے پورے دور رسالت میں اس ایک موقع کے سوا کبھی یہ صورت پیش نہیں آئی کہ آپ صحابہ کو حکم دیں اور وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑ نہ پڑیں۔ حضورؐ کو اس پر سخت صدمہ ہوا اور آپ نے اپنے خیمے میں جا کر ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے اپنی کبیدہ خاطری کا اظہار فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ بس خاموشی کے ساتھ تشریف لے جا کر خود اپنا اونٹ ذبح فرمائیں اور حجام کو بلا کر اپنا سر منڈوالیں۔ اس کے بعد لوگ خود بخود آپ کے عمل کی پیروی کریں گے اور سمجھ لیں گے کہ جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ اب بدلنے والا نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپؐ کے فعل کو دیکھ کر لوگوں نے بھی قربانیاں کریں، سر منڈوالئے یا بال ترشوالئے اور احرام سے نکل آئے مگر دل ان کے غم سے کٹے جا رہے تھے۔

اس کے بعد جب یہ قافلہ حدیبیہ کی صلح کو اپنی شکست اور ذلت سمجھتا ہوا مدینہ کی طرف واپس جا رہا تھا اس وقت ضجنان کے مقام پر (یا بقول بعض کراع الغمیم کے مقام پر) سورۂ فتح "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" نازل ہوئی جس نے مسلمانوں کو بتایا کہ یہ صلح جس کو وہ شکست سمجھ رہے ہیں، دراصل فتح عظیم ہے اس کے نازل ہونے کے بعد حضورؐ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا آج مجھ پر وہ چیز نازل ہوئی ہے جو میرے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔ پھر یہ سورت آپؐ نے تلاوت فرمائی اور خاص طور پر حضرت عمرؓ کو بلا کر اسے سنایا کیونکہ وہ سب سے زیادہ رنجیدہ تھے۔

اگرچہ اہل ایمان تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سن کر ہی مطمئن ہو گئے تھے، مگر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ اس صلح کے فوائد ایک ایک کر کے کھلتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ کسی کو بھی اس امر میں شک نہ رہا کہ فی الواقع یہ صلح ایک عظیم الشان فتح تھی۔

۱ـــ اس میں پہلی مرتبہ عرب میں اسلامی ریاست کا وجود باقاعدہ تسلیم کیا گیا۔ اس سے پہلے تک عربوں کی نگاہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی حیثیت محض قریش اور قبائل عرب کے خلاف خروج کرنے والے ایک گروہ کی تھی اور وہ ان کو برادری باہر (OUTLAW) سمجھتے تھے۔ اب خود قریش ہی نے آپ سے معاہدہ کر کے سلطنت اسلامی کے مقبوضات پر آپ کا اقتدار مان لیا اور قبائل عرب کے لئے یہ دروازہ بھی کھول دیا کہ دونوں سیاسی طاقتوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں حلیفانہ معاہدات کر لیں۔

۲ـــ مسلمانوں کے لئے زیارت بیت اللہ کا حق تسلیم کر کے قریش نے آپ سے آپ گویا یہ بھی مان لیا کہ اسلام کوئی بے دینی نہیں ہے جیسا کہ وہ اب تک کہتے چلے آرہے تھے، بلکہ عرب کے مسلّمہ ادیان میں سے ایک ہے اور دوسرے

عربوں کی طرح اس کے ہیروج وعمرہ کے مناسک ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں اس سے اہل عرب کے دلوں کی وہ نفرت ختم ہوگئی جو قریش کے پروپیگنڈہ سے اسلام کے خلاف پیدا ہوگئی تھی۔

۳۔ دس سال کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ ہو جانے سے مسلمانوں کو امن میسر آگیا اور انھوں نے عرب کے تمام اطراف ونواح میں پھیل کر اس تیزی سے اسلام کی اشاعت کی کہ صلح حدیبیہ سے پہلے پورے ۱۹ سال میں اتنے آدمی مسلمان نہ ہوئے تھے جتنے اس کے بعد دو سال کے اندر ہو گئے۔

یہ اسی صلح کی برکت تھی کہ یا تو وہ وقت تھا کہ جب حدیبیہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کے ساتھ صرف چودہ سو آدمی آئے تھے، یا دو ہی سال کے بعد جب قریش کی عہد شکنی کے نتیجہ میں حضورؐ نے مکے پر چڑھائی کی تو دس ہزار کا لشکر آپؐ کے ہم رکاب تھا۔

۴۔ قریش کی طرف سے جنگ بندی ہو جانے کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ موقع مل گیا کہ اپنے مقبوضات میں اسلامی حکومت کو اچھی طرح مستحکم کرلیں اور اسلامی قانون کے اجرا سے مسلم معاشرے کو ایک مکمل تہذیب وتمدن بنا دیں ـــــــ یہی وہ نعمت عظمٰی ہے جس کے متعلق اللہ تعالٰے نے سورۂ مائدہ میں فرمایا کہ:۔

> "آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے، اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے۔"

۵ ـــ قریش سے صلح کے بعد جنوب کی طرف سے اطمینان نصیب ہو جانے کا فائدہ یہ بھی ہوا کہ مسلمانوں نے شمال عرب اور وسط عرب کی تمام مخالف طاقتوں کو بآسانی مسخر کرلیا۔ صلح حدیبیہ پر تین ہی مہینے گزرے تھے کہ یہودیوں کا سب سے بڑا گڑھ "خیبر" فتح ہوگیا۔ اور اس کے بعد "فدک، وادی القریٰ، تیما اور تبوک کی یہودی بستیاں اسلام کے زیر نگیں آتی چلی گئیں ـــــ پھر وسط عرب کے وہ تمام قبیلے بھی جو یہود اور قریش ـــــــ کے ساتھ گٹھ جوڑ رکھتے تھے، ایک ایک کرکے تابعِ فرمان ہو گئے۔ اس طرح حدیبیہ کی صلح نے دو ہی سال کے اندر عرب میں قوت کا توازن اتنا بدل دیا کہ قریش اور مشرکین کی طاقت دب کررہ گئی اور اسلام کا غلبہ یقینی ہوگیا۔

یہ تھیں وہ برکات جو مسلمانوں کو اس صلح سے حاصل ہوئیں، جسے وہ اپنی ناکامی اور قریش اپنی کامیابی سمجھ رہے تھے۔

سب سے زیادہ جو چیز اس صلح میں مسلمانوں کو ناگوار ہوئی تھی اور جسے قریش نے اپنی جیت سمجھا تھا وہ یہ تھی کہ مکہ سے بھاگ مدینے جانے والوں کو واپس کر دیا جائے گا۔ اور مدینہ سے بھاگ کر مکہ جانے والوں کو واپس نہ کیا جائے گا۔ مگر تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ یہ معاملہ بھی قریش پر اُلٹا پڑا اور تجربہ نے بتا دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ دوررس نے اس کے کن نتائج کو دیکھ کر یہ شرط قبول کی تھی۔

صلح کے کچھ دنوں بعد مکہ سے ایک مسلمان "ابوبصیر" قریش کی قید سے بھاگ نکلے۔ اور مدینہ پہنچے ـــــــ قریش نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کے مطابق انھیں ان لوگوں کے حوالے کردیا۔ جو ان کی گرفتاری کے لئے مکہ سے بھیجے گئے تھے۔ مگر

مکہ جاتے ہوئے راستے میں وہ پھر اُن کی گرفت سے بچ نکلے ـــــ اور ساحل بحر احمر کے اس راستے پر جا بیٹھے جس سے قریش کے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ اس کے بعد جس مسلمان کو بھی قریش کی قید سے بھاگ نکلنے کا موقع ملتا وہ مدینہ جانے کے بجائے ابو بصیر کے ٹھکانے پر پہنچ جاتا ـ یہاں تک کہ ستر (۷۰) آدمی وہاں جمع ہوگئے اور انھوں نے قریش کے قافلوں پر چھاپے مار مار کر ان کا ناطقہ تنگ کر دیا۔

آخر کار قریش نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان لوگوں کو مدینہ بلالیں۔ اور حدیبیہ کے معاہدے کی وہ شرط آپ سے آپ ساقط ہوگئی۔

(تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۴۲)

○ اس سورت میں نبی ؐ کو فتح کی بشارت دیتے ہوئے ان صحابہ ؓ کی تعریف کی گئی ہے جو ہمیشہ باطل کے مقابلہ پر سینہ سپر رہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ رسول کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا اللہ تعالٰے سے بیعت کرنا ہے۔

○ اللہ کے راستے میں جہاد سے پہلوتہی کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جو لوگ معذور ہیں ان پر جہاد فرض نہیں ہے۔

○ بیعت رضوان کے ساتھ فتح خیبر کا بھی ذکر ہے اور صلح حدیبیہ کے فائدوں اور اس کی برکتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

○ صلح حدیبیہ دراصل اسلام کی اشاعت اور اس کی فتوحات کی تمہید تھی۔ بتایا گیا کہ نبی ؐ جو دینِ اسلام لے کر آئے ہیں وہی سچا دین ہے۔ اللہ کی طرف سے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے عظیم اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔

رکوعاتہا ۴	۱۱۱	سُوْرَۃُ الْفَتْحِ مَدَنِیَّۃٌ	۴۸	اٰیاتہا ۲۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ①

مُّبِيْنًا	فَتْحًا	لَكَ	إِنَّا فَتَحْنَا
کھلی	فتح	آپ کو	بیشک ہم نے فتح دی

بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی

سُوْرَۃُ الْفَتْحِ مَدَنِیَّۃٌ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ قَضَيْنَا بِفَتْحِ مَكَّةَ وَغَيْرِهَا الْمُسْتَقْبَلِ عَنْوَةً بِجِهَادِكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ⓪ بَيِّنًا ظَاهِرًا

سورۂ فتح مدنی ہے اس میں انتیس ۲۹ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا الخ

بے شک ہم نے مقرر کیا تیرے لئے فتح پانا ظاہر۔ یعنی مکہ وغیرہ پر فتح پانا زمانہ آئندہ میں ساتھ غالب ہونے کے جہاد میں یعنی تم جہاد کرکے مکہ وغیرہ پر غلبہ پاؤ گے۔

تشریح

① صلح حدیبیہ ـــــ کھلی کامیابی | صلح حدیبیہ بظاہر قریش کے ساتھ ایسا معاہدہ ہے جس میں....... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ اسلام دب کر صلح کر رہے ہیں ـــــ مگر کچھ زیادہ مدّت نہ گزری تھی کہ اس صلح کا فتح ہونا ظاہر ہوتا چلا گیا اور ہر شخص کو معلوم ہوگیا کہ درحقیقت اسلام کی فتح کا آغاز صلح حدیبیہ سے ہوا تھا۔

حدیث کی کتابوں بخاری، مسلم، مسند احمد، ابن جریر میں حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ قول منقول ہے کہ لوگ فتح مکہ کو فتح کہتے ہیں، حالاں کہ ہم اصل فتح حدیبیہ کو سمجھتے ہیں۔

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ

لِّيَغْفِرَ	لَكَ	اللّٰهُ	مَا تَقَدَّمَ	مِنْ	ذَنْۢبِكَ	وَمَا تَاَخَّرَ	وَيُتِمَّ
تاکہ بخش دے	آپ کے لئے	اللہ	جو پہلے گزرے	سے	آپ کے ذنب (الزام)	اور جو پیچھے ہوئے	اور وہ مکمل کر دے

تا کہ اللہ آپؐ کے لئے بخش دے جو پہلے آپ پر ذنب گزرے (الزام لگے) اور جو پیچھے ہوئے اور آپ پر اپنی

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ ②

نِعْمَتَهٗ	عَلَيْكَ	وَيَهْدِيَكَ	صِرَاطًا	مُّسْتَقِيْمًا
اپنی نعمت	آپؐ پر	اور آپؐ کی رہنمائی کرے	راستہ	سیدھا

نعمت مکمل کردے اور آپؐ کو سیدھے راستے کی رہنمائی کرے۔

② لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ بِجِهَادِكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ مِنْهُ لِتَرْغَبَ اُمَّتُكَ فِي الْجِهَادِ وَهُوَ مُؤَوَّلٌ لِعِصْمَةِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالدَّلِيْلِ الْعَقْلِيِّ الْقَاطِعِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَاللَّامُ لِعِلَّةِ الْغَائِيَّةِ فَمَدْخُوْلُهَا مُسَبَّبٌ لَا سَبَبٌ وَيُتِمَّ بِالْفَتْحِ الْمَذْكُوْرِ نِعْمَتَهٗ اِنْعَامَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ بِهٖ صِرَاطًا طَرِيْقًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ يُثَبِّتُكَ عَلَيْهِ وَهُوَ دِيْنُ الْاِسْلَامِ

② تاکہ اللہ تعالیٰ بخشے بسبب تیرے جہاد کے تیرے گناہ پہلے اور پچھلے یہ اس لئے کہ تیری امت کو رغبت ہو جہاد کی۔

اور یہ آیت تاویل کی گئی ہے کیونکہ دلیل عقلی یقینی سے ثابت ہوا کہ پیغمبر گناہوں سے معصوم ہیں۔ اور لام علت غائی کے لئے ہے پس مدخول لام کا مسبب ہے، نہ کہ سبب۔

تاکہ پورا کرے انعام کو تجھ پر اس فتح سے اور اس کے سبب تجھ کو ہدایت کرے دین اسلام کی۔ یعنی اس پر ثابت قدم رکھے۔

تشریح

② صلح حدیبیہ — فتح مبین کے صلے میں چار خصوصی انعامات | اس فتح مبین صلح حدیبیہ کے صلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرتؐ اور آپ کے پیرو اہل اسلام کو چار خصوصی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

○ پہلی نعمت یہ کہ اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرما دیا۔ (لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔) اس فقرے کے موقع ومحل کو نظر میں رکھتے ہوئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ درگزر کرنے کا مطلب ان کوتاہیوں اور خامیوں کو درگزر کرنا ہے کہ جو لوگ رسول اللہؐ کی رہنمائی میں پچھلے انیس۱۹ سال سے دین کی سربلندی کے لئے کام کر رہے تھے۔ ان میں کمال کا وہ اونچا معیار مطلوب ہے جو اخلاقی بلندی کی وجہ سے اہل اسلام کو کامیابی کی منزل پر

پہنچادے ـــــ وہ کمزوریاں اور خامیاں جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہیں ان کو نظرانداز کرکے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ان کی تلافی کردی اور حدیبیہ کی صلح کے ذریعہ اس فتح وظفر کا دروازہ کھول دیا جو معمول کی کوششوں سے نصیب نہ ہوسکتی تھی۔

جب کوئی جماعت کسی مقصد کے لئے کوشش کرتی ہے تو جماعت کی خامیوں کے لئے اس کے قائد اور رہنما کو خطاب کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ خامیاں قائد کی ذات میں ہیں بلکہ وہ اس جدوجہد کی کمزوریاں ہوتی ہیں جو پوری جماعت مجموعی حیثیت سے کررہی ہے۔

تاہم چونکہ روئے سخن رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے اس لئے یہ مفہوم بھی نکل آیا کہ آپ کے مقام بلند کے لحاظ سے جو لغزشیں تھیں وہ سب معاف کردی گئیں ـــــ اس لئے رسول اللہ ﷺ کے صحابی جب آپ کو عبادت میں غیرمعمولی مشقت اٹھاتے ہوئے دیکھتے تھے تو عرض کرتے تھے کہ آپ کے سب اگلے پچھلے قصور معاف ہوچکے ہیں پھر آپ اتنی مشقت کیوں جھیلتے ہیں۔ اس پر آپ فرماتے تھے کہ کیا میں ایک شکرگزار بندہ نہ بنوں۔؟ (اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا ـــــ احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد۔)

○ صلح حدیبیہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام جس کا آیت مذکورہ میں ذکر ہے کہ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کردے (وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ۔) یعنی صرف اتنا ہی نہیں کہ کوتاہیوں کو درگزر کردیا گیا بلکہ جو کچھ ظاہری باطنی مادی اور روحانی انعامات، احسانات اب تک ہوچکے ہیں ان کی پوری پوری تکمیل کی جائے گی۔ مسلمان ہر خوف سے محفوظ ہوکر اسلامی احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے آزاد ہوجائیں گے اور ان کو یہ طاقت بھی نصیب ہوجائے گی کہ وہ اب دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کرسکیں۔ اللہ کی بندگی کی راہ میں اور اس کے احکام کے نفاذ میں باطل کا غلبہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے جس کو قرآن نے فتنہ قرار دیا ہے یہ فتنہ ختم ہوکر ایسی جگہ نصیب ہوجائے جس کو دارالاسلام بنایا جاسکے اور اللہ کی زمین پر ایمان وتقویٰ کا سکہ جاری ہوسکے تو یہ اللہ کی نعمت کا اتمام ہے۔ یہ نعمت چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بدولت حاصل ہوئی اس لئے اللہ نے آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کردینا چاہتے تھے اس لئے صلح حدیبیہ کی شکل میں ہم نے تمہیں یہ فتح عطا کی۔

○ صلح حدیبیہ یعنی فتح مبین کے صلے میں اللہ کی طرف سے تیسرا انعام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی استقامت؛ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت واستقامت کی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رکھے گا۔ (وَیَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا۔)

(اللہ تعالیٰ آپ کو فتح وکامرانی کا راستہ دکھائے گا۔)

صلح حدیبیہ کی صورت میں اللہ نے وہ راستہ ہموار کردیا جس سے حق کا مقابلہ کرنے والی طاقتیں مغلوب ہوجائیں۔ لوگوں کے دلوں پر دین کی حکومت قائم ہوجائے۔ اور اس میں کوئی رکاوٹ حائل نہ رہے، لوگ جوق درجوق ہدایت کے سائے میں آئیں گے اور اس طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حسنات میں بے شمار اضافہ ہوگا۔

○ اس صلح کے صلے میں چوتھا انعام جو نصرت کی شکل میں عطا کیا جائے گا اس کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے۔

وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ

وَّ يَنْصُرَكَ	اللّٰهُ	نَصْرًا	عَزِيْزًا	هُوَ	الَّذِيْٓ
اور آپؐ کو نصرت دے	اللہ	نصرت	زبردست	وہی	وہ جس

اور اللہ آپؐ کو نصرت دے ایک نصرت (مدد) زبردست۔ وہی ہے جس نے

اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا

اَنْزَلَ	السَّكِيْنَةَ	فِيْ	قُلُوْبِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	لِيَزْدَادُوْٓا
اتاری	سکینت (تسلی)	میں	(جمع) دل	مومنوں	تاکہ وہ بڑھائے

مومنوں کے دلوں میں تسلی اتاری تاکہ وہ (ان کا) ایمان بڑھائے

اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ

اِيْمَانًا	مَّعَ	اِيْمَانِهِمْ	وَلِلّٰهِ	جُنُوْدُ	السَّمٰوٰتِ	وَ
ایمان	ساتھ	ان کا ایمان	اور اللہ کے لئے	لشکر (جمع)	آسمانوں	اور

ان کے (پہلے) ایمان کے ساتھ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ

الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۴﴾

الْاَرْضِ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلِيْمًا	حَكِيْمًا	
زمین	اور ہے	اللہ	جاننے والا	حکمت والا	

ہی کے لئے ہیں، اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

﴿۳﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ بِهٖ نَصْرًا عَزِيْزًا ○ نَصْرًا ذَا عِزٍّ لَا ذُلَّ مَعَهٗ

﴿۳﴾ اور مدد کرے اللہ تیری ساتھ اس فتح کے ایسی مدد کہ موجب عزت ہو جس کے ساتھ ذلت نہ ہوگی۔

﴿۴﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ اَلطُّمَانِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ بِشَرَائِعِ الدِّيْنِ

﴿۴﴾ اللہ وہ ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان نازل فرمایا۔ تاکہ زیادہ ہو ایمان ان کا ان کے ایمان کے ساتھ بوجہ احکام دین کے نازل ہونے کے۔ (مراد زیادتی ایمان سے یہ ہے کہ جب کوئی حکم نازل ہوتا تھا مثل جہاد وغیرہ کے تو وہ ان

كُلَّمَا نَزَلَ وَاحِدَةٌ مِنْهَا اٰمَنُوْا بِهَا وَمِنْهَا الْجِهَادُ	ایمان لاتے تھے۔)
وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ	اور اللہ کے لئے ہے لشکر آسمانوں کا اور زمین کا
فَلَوْ اَرَادَ نَصْرَ دِيْنَهٗ بِغَيْرِكُمْ لَفَعَلَ	پس اگر وہ اپنے دین کی مدد کرنا چاہے تمہارے سوا اور مخلوق سے تو کر لیوے۔
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا بِخَلْقِهٖ حَكِيْمًا ۝ فِيْ صُنْعِهٖ اَيْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ	اور اللہ جاننے والا ہے اپنی مخلوق کو حکمت والا ہے اپنے افعال میں یعنی حق تعالیٰ ہمیشہ سے ان صفات کے ساتھ متصف ہے۔

تشریح

(۳) بے مثل نصرت | یعنی اس صلح کے نتیجے میں وہ بے مثل نصرت بخشی جائے گی جس سے آپ کے دشمن عاجز ہو جائیں گے۔ اللہ کی ایسی مدد آئے گی جسے کوئی روک نہ سکے گا۔ فتح وظفر آپ کے قدم چومے گی جیسا کہ سورۂ نصر میں ارشاد ہوا کہ (اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ) جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے، اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگیں تو آپ اللہ کی تسبیح وتحمید اور اس سے استغفار کیجئے۔

اس فتح مبین یعنی صلح حدیبیہ پر بھی آپ نے استغفار کیا ہوگا۔ تو اس کے جواب میں لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ یہ مضمون اور زیادہ واضح اور صاف ہو جاتا ہے۔

(۴) صحابہ کرام کی کیفیت ایمانی، ان کا اطمینان کامل اور حق و باطل کی کش مکش میں اللہ کی نعمت۔ | صلح حدیبیہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بڑی نعمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے دلوں میں کامل اطمینان نصیب فرما دیا۔ مسلمانوں نے پورے نظم وضبط کا ثبوت دیا۔ جب وہ بغیر ہتھیاروں کے عمرہ کرنے کے ارادے سے گھروں سے نکلے تھے تو اس وقت ان میں یہ گھبراہٹ نہیں تھی کہ ہم بغیر ہتھیاروں کے دشمن کا مقابلہ کیسے کریں گے ——— جب ایسے مواقع آئے کہ ان کو اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی تب بھی ان کے نظم وضبط میں کوئی فرق نہیں آیا، پھر جب طبیعت کے خلاف صلح کی شرطیں طے ہوئیں تب بھی انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سر جھکا یا، غرض یہ کہ دونوں ایمانی رنگ سامنے آگئے کہ ایک طرف بیعت جہاد کر کے اللہ کے راستے میں جان دینے کے لئے تیار ہیں۔ دوسری طرف اپنے جذبات کے خلاف اللہ اور رسول کے فیصلے کے آگے گردن جھکا رہے ہیں۔ اس طرح ان آزمائشوں میں ان کے ایمان کا رنگ اور نکھر آیا۔

حق و باطل کی اس کش مکش میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی تربیت کرنا چاہتا ہے۔ ورنہ اس کے پاس ایسے لشکر ہیں کہ وہ جب چاہے باطل کو تہس نہس کر سکتا ہے لیکن اللہ کی حکمت یہ ہے کہ اہل ایمان خود جد وجہد کریں اور اس کش مکش کے ذریعے ان کے اخلاق بلند ہوں، وہ اللہ کے دین کا بول بالا کریں اور اسی سے ان کے درجات کی ترقی اور آخرت کی کامیابیوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس لئے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ رکنے کا حکم دیں تو رک جاؤ اور آگے بڑھنے کا حکم دیں تو آگے بڑھو اسی میں بہتری اور اللہ کی حکمت ومصلحت ہے۔

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي

تَجْرِي	جَنّٰتٍ	وَالْمُؤْمِنٰتِ	الْمُؤْمِنِينَ	لِيُدْخِلَ
جاری ہیں	جنت	اور مومن عورتوں	مومن مردوں	تاکہ وہ داخل کرے

تاکہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان باغات میں داخل کرے جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ

وَيُكَفِّرَ	فِيهَا	خٰلِدِينَ	الْأَنْهٰرُ	مِنْ + تَحْتِهَا
اور دُور کردے گا	ان میں	وہ ہمیشہ رہیں گے	نہریں	ان کے نیچے

نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان سے ان کی

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا

فَوْزًا	عِنْدَ + اللّٰهِ	ذٰلِكَ	وَكَانَ	سَيِّاٰتِهِمْ	عَنْهُمْ
کامیابی	اللہ کے نزدیک	یہ	اور ہے	ان کی برائیاں	ان سے

برائیاں دُور کردے گا۔ اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی

عَظِيمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ

وَ	وَالْمُنٰفِقٰتِ	الْمُنٰفِقِينَ	وَّيُعَذِّبَ	عَظِيمًا
اور	اور منافق عورتوں	منافق مردوں	اور وہ عذاب دے گا	بڑی

ہے۔ اور وہ عذاب دے گا منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور

الْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّينَ بِاللّٰهِ

بِاللّٰهِ	الظَّآنِّينَ	وَالْمُشْرِكٰتِ	الْمُشْرِكِينَ
اللہ پر	گمان کرنے والے	اور مشرک عورتوں	مشرک مردوں

اور اللہ پر برے گمان کرنے والے مشرک مردوں اور مشرک

ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ

وَغَضِبَ + اللّٰهُ	السَّوْءِ	دَآئِرَةُ	عَلَيْهِمْ	السَّوْءِ	ظَنَّ
اور اللہ نے غضب کیا	بری	دائرہ (گردش)	ان پر	برے	گمان

عورتوں کو۔ ان پر بری گردش ہے اور اللہ نے ان پر غضب کیا

عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ⑥

عَلَيۡهِمۡ	وَلَعَنَهُمۡ	وَاَعَدَّ	لَهُمۡ	جَهَنَّمَ	وَسَآءَتۡ	مَصِيۡرًا
ان پر	اور ان پر لعنت کی	اور تیار کیا	ان کے لئے	جہنم	اور برُا ہے	ٹھکانا

اور ان پر لعنت کی (رحمت سے محروم کردیا) اور ان کے لئے جہنم تیار کیا اور یہ برا ٹھکانا ہے۔

⑤ لِيُدۡخِلَ مُتَعَلِّقٌ بِمَحۡذُوۡفٍ
اَيۡ اَمَرَ بِالۡجِهَادِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ
وَالۡمُؤۡمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ
مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَيُكَفِّرَ
عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ ؕ وَكَانَ
ذٰلِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ فَوۡزًا
عَظِيۡمًا ○

⑤ اس نے حکم کیا جہاد کا تاکہ داخل کرے مومنین اور مومنات کو ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور تاکہ معاف فرمادے ان کے گناہ اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے۔

⑥ وَيُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَ
الۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ
وَالۡمُشۡرِكٰتِ الظَّآنِّيۡنَ
بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوۡءِ ؕ بِفَتۡحِ
السِّيۡنِ وَضَمِّهَا فِي الۡمَوَاضِعِ
الثَّلٰثَةِ ظَنُّوۡا اَنَّهٗ لَا
يَنۡصُرُ مُحَمَّدًا صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَالۡمُؤۡمِنِيۡنَ
عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ۚ
بِالذُّلِّ وَالۡعَذَابِ وَغَضِبَ
اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ
اَبۡعَدَهُمۡ وَاَعَدَّ لَهُمۡ
جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ○
مَرۡجِعًا

⑥ اور تاکہ عذاب کرے منافقین اور منافقات کو اور مشرکین اور مشرکات کو جو گمان کرنے والے ہیں ساتھ اللہ کے برُا گمان۔

یعنی یہ کہ اللہ مدد نہ کرے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کی۔

ان پر محیط ہے دائرہ ذلت اور عذاب کا اور ان پر اللہ نے غصہ کیا۔
اور ان کو اپنی رحمت سے دُور کیا۔
اور ان کے لئے دوزخ تیار کی
اور دوزخ برُا ٹھکانا ہے۔

تشریح

(۵) اصحاب حدیبیہ اور مومن خواتین کے لئے جنت کی بشارت | بغیر ہتھیاروں کے عمرہ کرنے کے لئے مکے کا یہ سفر بظاہر پُر خطر تھا۔ اہل ایمان کی خدا پرست خواتین نے اپنے شوہروں، بیٹوں، بھائیوں اور باپوں کو ان کا حوصلہ بڑھا کر اس خطرناک سفر پر جانے کے لئے ہمت افزائی کی اور ان کے پیچھے ان کے گھر ان کے مال ان کی آبرو اور ان کے بچوں کی حفاظت کر کے انھیں اس طرف سے بے فکر کر دیا۔ اندیشہ ہو سکتا ہے کہ چودہ سو مردوں کے گھر سے نکلنے کے بعد دشمن چڑھائی نہ کر دیں مگر ان بہادر خواتین نے اس خطرے کی پروا نہیں کی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے صلح حدیبیہ میں شریک ہونے والوں کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے مومن مردوں کے علاوہ الگ سے مومن عورتوں کا بھی ذکر فرمایا۔ اور احادیث سے ثابت ہے کہ اس سفر میں حضرت ام سلمہ رضؓ بھی حضورؐ کے ہمراہ تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے بشارت دی کہ اس صلح کے موقعہ پر اہل ایمان نے جس ثابت قدمی اور نظم وضبط کا ثبوت دیا ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو اپنی ان جنتوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی ــــــ اور ان کی بشری کمزوریوں کو دور کر کے ان کو پاک وصاف کر دیں گے تاکہ بے داغ ہوں۔

جنت میں داخل ہونا اور اللہ کی رضا حاصل کرنا یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے معلوم ہوا کہ جنت کی طلب اور جنت میں داخلہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے اور اللہ تعالیٰ یہ انعام اپنے ان بندوں کو عطا فرمائیں گے جو اس کے وفادار ہیں۔

(۶) صلح حدیبیہ کے اہل باطل کے حق میں بُرے نتائج | صلح حدیبیہ سے جہاں اہل ایمان کو بے شمار فائدے پہنچے ان کے دل مطمئن ہو کر دل میں ایمان کی جڑیں اور مضبوط ہوئیں اور اسلام کی فتوحات اور ترقیات کا دروازہ کھلا وہیں اہل باطل کے حق میں یہ صلح سخت نقصان دہ ثابت ہوئی۔ جس وقت حضور نبی کریمؐ چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو مدینے کے ان لوگوں کا جو بظاہر تو ایمان کا دعوےٰ کرتے تھے لیکن حقیقت میں وہ ایمان نہیں لائے تھے ان کے دلوں میں نفاق تھا، ان میں سے کوئی بھی سوائے ایک جدّ بن قیس کے اس کاروانِ نبویؐ کے ساتھ نہیں آیا۔ ان کا خیال تھا کہ مڈبھیڑ ہوگی اور یہ سب لوگ مارے جائیں گے اور ان میں سے کوئی زندہ واپس نہ آئے گا۔

مکے کے مشرک اور ان کے ہم خیال لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ہم نے حضرت محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کو عمرہ کرنے سے روک کر ان کو نیچا دکھادیا ہے اور اب یہ کبھی ہمارا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔

منافق اور مشرک یہ دونوں گروہ اپنے اپنے خیالوں میں تھے ان کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ جس برے انجام سے بچنے کے لئے انھوں نے یہ تدبیریں کی تھیں اس کے پھیر میں وہ خود آ گئے ہیں۔ اللہ کے متعلق یہ بدگمانی رکھنے والے اپنے دام میں خود ہی پھنس چکے ہیں۔ ان کی یہ تدبیریں اس انجام بد کو قریب لانے کا سبب بن گئیں جو اُن کا مقدر تھا۔

ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت جو حق کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی قوتیں لگاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے مرنے کے بعد جہنم کی سزا ہے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷ اِنَّآ

وَلِلّٰهِ	جُنُوْدُ + السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَكَانَ اللّٰهُ	عَزِيْزًا	حَكِيْمًا	اِنَّآ
اور اللہ کے لئے	لشکر (جمع) آسمانوں	اور زمین	اور ہے اللہ	غالب	حکمت والا	بیشک ہم

اور اللہ ہی کے لئے ہیں لشکر آسمانوں اور زمین کے لشکر، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ بے شک ہم نے

اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اَرْسَلْنٰكَ	شَاهِدًا	وَّمُبَشِّرًا	وَّنَذِيْرًا	لِّتُؤْمِنُوْا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ
آپ کو بھیجا	گواہی دینے والا	اور خوشخبری دینے والا	اور ڈرانے والا	تاکہ تم ایمان لاؤ	اللہ پر	اور اس کا رسول

آپ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹

وَتُعَزِّرُوْهُ	وَتُوَقِّرُوْهُ	وَتُسَبِّحُوْهُ	بُكْرَةً	وَّاَصِيْلًا
اور اس کی مدد کرو	اور اس کی تعظیم کرو	اور اس اللہ کی تسبیح کرو	صبح	اور شام

اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو، اور اللہ کی تسبیح (پاکیزگی بیان) کرو صبح و شام۔

۷ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا فِيْ مُلْكِهٖ
حَكِيْمًا ۝ فِيْ صُنْعِهٖ اَيْ
لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ
۸ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا عَلٰى اُمَّتِكَ
فِي الْقِيٰمَةِ وَّمُبَشِّرًا لَهُمْ فِي
الدُّنْيَا بِالْجَنَّةِ وَّنَذِيْرًا ۝
مُنْذِرًا مُخَوِّفًا فِيْهَا مَنْ عَمِلَ سُوْءًا بِالنَّارِ
۹ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ فِيْهِ
وَفِي الثَّلٰثَةِ بَعْدَهٗ وَتُعَزِّرُوْهُ يَنْصُرُوْهُ
وَقُرِئَ بِزَايَيْنِ مَعَ الْفَوْقَانِيَّةِ وَتُوَقِّرُوْهُ
يُعَظِّمُوْهُ وَضَمِيْرُهُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَتُسَبِّحُوْهُ اَيِ اللّٰهَ بُكْرَةً
وَّاَصِيْلًا ۝ بِالْغَدَاةِ
وَالْعَشِيِّ

۷ اور اللہ کے لئے ہے لشکر آسمانوں اور زمین کے اور
اللہ غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنے افعال
میں یعنی وہ ہمیشہ سے ان صفات کا متصف ہے۔

۸ بے شک ہم نے تجھ کو اے محمدؐ پیغمبر بنا کر بھیجا اس حال میں
کہ تو گواہی دے گا قیامت میں اپنی امت پر اور ان کو
خوشخبری دینے والا ہے جنت کی دنیا میں اور ڈرانے والا ہے
دوزخ کے عذاب سے اس شخص کو جو برے عمل کرے۔
۹ تاکہ تم اے لوگو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے پیغمبر پر اور اس کی
مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح اور شام۔

تشریح

(۷) اللہ تعالیٰ سزا دینے پر قادر ہیں۔ مگر اس کے ساتھ حکمت والے بھی ہیں | زمین و آسمان کے فوق الفطری لشکر سب اللہ کے قبضے میں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس کا خدائی لشکر ایک لمحے میں مخالفین کو پیس کر رکھ دے مگر حق کے مخالف سے نبرد آزما ہونے اور ان کے خلاف جد و جہد کرنے کا کام اللہ نے اہل ایمان کے ذمہ رکھا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور کوششوں کو کام میں لا کر حق کا جھنڈا بلند کریں۔

مخالفین کی سرکوبی کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے خدائی لشکریں سے جس کو چاہے استعمال کرسکتا ہے کسی میں طاقت نہیں کہ اپنی تدبیروں سے اس کو ٹال سکے مگر اللہ تعالیٰ زبردست ہونے کے ساتھ حکمت والے بھی ہیں۔ اللہ کی حکمت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ فوراً ہاتھوں ہاتھ باطل کا استیصال کیا جائے اور اس کو جڑ سے ختم کر دیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ موقع دیتے ہیں کہ تم بھی اپنی سی کر کے دیکھ لو اور جب بات حد سے گزر جاتی ہے تو خدائی لشکر بھی حرکت میں آجاتا ہے۔

(۸) نبی ﷺ قول و عمل سے حق کا اظہار کرنے والے تھے | اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو شہادت دینے والا، بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

○ آپ حق کے شاہد اور قول و عمل سے اس کا اظہار کرنے والے ہیں۔ یعنی آپ اپنے قول و زبان سے اس کا اظہار کرنے والے ہیں کہ اللہ کا دین سچا ہے، صحیح بنیادوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وجود، اللہ کا ایک ہونا، فرشتوں کا ہونا، وحی کا نازل ہونا، موت کے بعد کی زندگی، جنت اور دوزخ یہ سب حقیقت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین کا جو نظام اخلاقی قدروں پر مرتب فرما کر بھیجا ہے یہی نظام برحق ہے۔

○ نبی ﷺ اپنے عمل سے اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ ﷺ کی زندگی ہر برائی سے پاک ہے وہ اپنے کردار کی بلندی کے اعتبار سے انتہائی مخلص اور بے عیب ہیں ان کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو کس معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں۔

○ آخرت میں آپ شہادت دیں گے کہ آپ نے دین حق کو قول و عمل سے پیش کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور اللہ کے دین کو بے کم و کاست اپنے قول و عمل سے لوگوں تک پہنچایا۔

○ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نیک کاموں پر بشارت دینے والا اور حق کے خلاف چلنے والوں کو خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کو باخبر کریں کہ حق کی ڈگر چھوڑنے والوں کا کیا انجام ہوگا۔

(۹) اللہ کے دین کی مدد کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو | جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین کی یہ نعمت اپنے رسول برحق کے ذریعہ عطا فرمائی ہے جو اپنے قول و عمل سے حق کی گواہی دے رہے ہیں تو اب تمہارا فرض ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور صرف یہی نہیں کہ خود ایمان لاؤ بلکہ اس دین کے پھیلانے میں مدد کرو۔ اس دین کا ساتھ دو۔ دین کا ساتھ دینا دراصل اللہ کا ساتھ دینا ہے کیونکہ یہ دین اسی کا نازل کردہ ہے اور دنیا میں اس کی اشاعت کا کام اللہ کے بندوں سے لینا ہے۔ اس کی تعظیم و توقیر کرو، اس کی عظمت کو سمجھو، اس کی قدر دانی کرو اور صبح و شام ہر وقت اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو اس کی تسبیح سے اپنے قلب و زبان کو پاک رکھو۔ یہ اللہ کی پاکی نماز میں بھی ہے جس میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے اور نماز سے باہر بھی۔

عربی کا مقولہ ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ (جو شخص جس کسی چیز سے محبت کرتا ہے اکثر اس کا ذکر زبان پر رہتا ہے۔)

ہمیں اپنے پروردگار اللہ جل شانہ سے محبت ہونی چاہیئے اور اس محبت کا تقاضا ہے کہ ہم ہر وقت اس کے ذکر سے زبان کو تر رکھیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ

إِنَّ	الَّذِيْنَ	يُبَايِعُوْنَكَ	إِنَّمَا	يُبَايِعُوْنَ
بیشک	جو لوگ	آپ سے بیعت کر رہے ہیں	اس کے سوا نہیں کہ	وہ بیعت کر رہے ہیں

بے شک (حدیبیہ میں) جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں اس کے سوا نہیں کہ وہ اللہ سے بیعت

اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ

اللّٰهَ	يَدُ اللّٰهِ	فَوْقَ + اَيْدِيْهِمْ	فَمَنْ + نَّكَثَ
اللہ	اللہ کا ہاتھ	ان کے ہاتھوں کے اوپر	پھر جس نے توڑ دیا

کر رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس نے عہد توڑ دیا تو اس

فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ

فَاِنَّمَا	يَنْكُثُ	عَلٰى + نَفْسِهٖ	وَمَنْ	اَوْفٰى	بِمَا + عٰهَدَ
تو اس کے سوا نہیں	اس نے توڑا	اپنی ذات پر	اور جس	پورا کیا	جو اس نے عہد کیا

کے سوا نہیں کہ اس نے اپنی ذات (کے برے) کو توڑا اور جس نے وہ عہد پورا کیا جو اس نے

ع ۱۰ ۹ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾

عَلَيْهُ + اللّٰهَ	فَسَيُؤْتِيْهِ	اَجْرًا	عَظِيْمًا
اللہ پر۔ سے	تو وہ عنقریب اسے دیگا	اجر	عظیم

اللہ سے کیا تھا تو وہ (اللہ) اسے عنقریب دے گا اجرِ عظیم۔

﴿۱۰﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ بَيْعَتَ الرِّضْوَانِ بِالْحُدَيْبِيَةِ

﴿۱۰﴾ بے شک جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں بیعتِ رضوان حدیبیہ میں،

إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ هُوَ نَحْوُ مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں (یہ فرمانا ایسا ہے جیسا اس آیت میں فرمایا مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ کہ جو پیغمبر کی اطاعت کرتے ہیں وہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔)

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ الَّتِيْ بَايَعُوْا بِهَا

اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے جس سے انھوں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَيْ هُوَ تَعَالٰى مُطَّلِعٌ
عَلٰى مُبَايَعَتِهِمْ فَيُجَازِيْهِمْ
عَلَيْهَا فَمَنْ نَكَثَ
نَقَضَ الْبَيْعَةَ فَإِنَّمَا
يَنْكُثُ يَرْجِعُ وَبَالُ
نَقْضِهِ عَلٰى نَفْسِهٖ
وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا
عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ
فَسَنُؤْتِيْهِ بِالْيَاءِ
وَالنُّوْنِ أَجْرًا
عَظِيْمًا ○

یعنی اللہ تعالیٰ آگاہ ہے ان کی بیعت پر سو وہ ان کو اس کا عوض دے گا۔

پس جو کوئی بیعت کو توڑتا ہے سو بات یہ ہے کہ وبال ان کے اس بیعت توڑنے کا انہیں کی جانوں پر ہے۔

اور جو کوئی پورا کرتا ہے اللہ کے عہد کو پس قریب ہے کہ وہ اس کو اجر عظیم دے گا۔

تشریح

(۱۰) بَیْعَتِ رِضْوَانْ | بات چل رہی ہے صلح حدیبیہ ۶ھ مطابق ۲۸-۶۲۷ء کی اور جیسا کہ معلوم ہے کہ حدیبیہ مکے سے باہر جدہ سے مکہ جانے والی سڑک پر ٹھیک اس جگہ واقع ہے جہاں سے حرم کی حدود شروع ہو جاتی ہیں۔ اب اس جگہ کو شمیسی کہا جاتا ہے، مکے سے یہ تیرہ میل کے فاصلے پر ہے۔

آں حضرت ص نے اپنے چودہ سو صحابہ کے ساتھ اس مقام پر پڑاؤ ڈال دیا اور آپ ص نے اپنی طرف سے حضرت عثمان رض کو اپنا نمائندہ بنا کر اس پیغام کے ساتھ مکے بھیجا کہ ہم ہدی لے کر عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے۔ قربانی کے جانور یعنی ہدی ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم طواف اور قربانی کر کے واپس چلے جائیں گے۔

مگر قریش کے سرداروں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور حضرت عثمان رض کو مکے ہی میں روک دیا۔ حضرت عثمان رض کے واپس نہ آنے سے یہ افواہ پھیل گئی کہ آپ قتل کر دیے گئے ہیں ——— نبی ص جنگ نہیں چاہتے تھے۔ مگر جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ آداب سفارت کو ایک طرف رکھتے ہوئے سفیر کے قتل تک نوبت پہنچ گئی ہے تو اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ مسلمان جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔

چناں چہ نبی ص نے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور ان سے اس بات پر بیعت لی کہ اب یہاں سے مرتے دم تک پیچھے نہ ہٹیں گے۔

ابھی چوں کہ یہ بات یقینی نہیں تھی کہ حضرت عثمان زندہ ہیں یا شہید ہو چکے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ص نے ان کی طرف سے خود اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت لی اور فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اس طرح حضرت عثمان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ نبی ص کا دست مبارک حضرت عثمان رض کا قائم مقام بنا۔ تمام مسلمانوں

نے نبی ؐ کے دست مبارک پر بیعت علی الموت اور میدان جنگ سے پیٹھ نہ پھیرنے کی بیعت کی۔ یہی وہ بیعت ہے جو تاریخ میں "بیعتِ رضوان" کے نام سے مشہور ہے۔

یہ معمولی بات نہ تھی کہ صرف چودہ سو مسلمانوں کا قافلہ جو کسی سامانِ جنگ کے بغیر آیا تھا، سوائے ایک شخص کے سب کے سب نبی ؐ کے دست مبارک پر مرنے مارنے کی بیعت کے لئے تیار ہوگئے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضؓ کے قتل کی خبر غلط تھی۔ اور خود حضرت عثمان رضؓ بھی واپس تشریف لے آئے اللہ تعالٰی نے اس بیعت کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے رسول سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ وہ رسول کا ہاتھ نہیں تھا اللہ کے نمائندے کا ہاتھ تھا۔ اور یہ بیعت رسول کے واسطے سے درحقیقت اللہ کے ساتھ ہورہی تھی جیسا کہ سورۂ انفال میں ارشاد ہوا،

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ـــــ (رکوع ۲ آیت ۱۷)

(اور اے نبی تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔")

غزوۂ بدر میں اللہ کے رسول ؐ نے مٹھی بھر ریت ہاتھ میں لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی۔ اس کی طرف اشارہ ہے کہ ہاتھ تو رسول کا تھا مگر ضرب اللہ کی طرف سے تھی۔

اسی طرح سورۂ نساء میں ارشاد ہوا ہے:-

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ـــــ (رکوع ۱۱ آیت ۸۰)

(جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔)

جب اللہ کے نبی سے بیعت کرنا، اللہ سے بیعت کرنا ہے تو یقیناً اللہ کا دستِ شفقت مومنین کے سر پر ہوگا اور اللہ کی حمایت اہل ایمان کو نصیب ہوگی۔

جو اپنے کئے ہوئے عہد پر قائم رہے گا اور اپنے عہد کو پورا کرے گا اللہ تعالٰی اس کو عنقریب اجر عطا فرمائیں گے اور اگر عہد شکنی کرے گا تو اس کا وبال اسی کو ہوگا۔

آیت مذکورہ میں عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ ـــــ قاعدے کے خلاف "ہٗ" پر زیر کے بجائے پیش آیا ہے۔

"ہٗ" دراصل هُوَ کے قائم مقام ہے۔ یہاں اصل اعراب پیش کو باقی رکھا ہے جو وفائے عہد کے مضمون سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور اس میں اللہ کی ذات اقدس کی بزرگی اور جلالتِ شان کا اظہار مقصود ہے۔ کہ جس سے عہد کیا جارہا ہے وہ ذات بہت اونچی شان والی ہے لہٰذا اس سے کئے ہوئے عہد کا پاس رکھا جائے۔

ایمان بھی اللہ سے ایک عہد ہے۔ ہم اللہ کی دی ہوئی آزادی اور اختیار سے دست بردار ہو کر اس کے احکام پر چلنے کا عہد کرتے ہیں۔

شریعت پر چلنے کی یہ تجدید عہد اگر شرع کے مطابق ہو تو یہ گویا اسی سنت نبوی ؐ کا طریقہ ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لی ہے۔

سَيَقُوۡلُ لَكَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ شَغَلَتۡنَاۤ اَمۡوَالُنَا

سَيَقُوۡلُ	لَكَ	الۡمُخَلَّفُوۡنَ	مِنَ	الۡاَعۡرَابِ	شَغَلَتۡنَاۤ	اَمۡوَالُنَا
اب کہیں گے	آپ سے	پیچھے رہ جانے والے	سے	دیہاتی	ہمیں مشغول رکھا	ہمارے مالوں

اب پیچھے رہ جانے والے دیہاتی آپؐ سے کہیں گے کہ ہمیں ہمارے مالوں اور ہمارے گھر والوں

وَاَهۡلُوۡنَا فَاسۡتَغۡفِرۡ لَنَا ۚ يَقُوۡلُوۡنَ بِاَلۡسِنَتِهِمۡ مَّا لَيۡسَ فِىۡ

وَاَهۡلُوۡنَا	فَاسۡتَغۡفِرۡ لَنَا	يَقُوۡلُوۡنَ	بِاَلۡسِنَتِهِمۡ	مَّا لَيۡسَ	فِىۡ
اور ہمارے گھر والے	اور بخشش مانگیے ہمارے لئے	وہ کہتے ہیں	اپنی زبانوں سے	جو نہیں	میں

مشغول رکھا (رخصت نہ دی) سو ہمارے لئے بخشش مانگیے، وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں جو ان کے دلوں

قُلُوۡبِهِمۡ ؕ قُلۡ فَمَنۡ يَّمۡلِكُ لَـكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا اِنۡ

قُلُوۡبِهِمۡ	قُلۡ	فَمَنۡ	يَّمۡلِكُ	لَـكُمۡ	مِّنَ + اللّٰهِ	شَيۡـئًا	اِنۡ
ان کے دلوں	فرمادیں	تو کون	اختیار رکھتا ہے	تمہارے لئے	اللہ کے سامنے	کسی چیز کا	اگر

میں نہیں۔ آپؐ فرمادیں تمہارے لئے اللہ کے سامنے کون اختیار رکھتا ہے کسی چیز کا؟ اگر وہ

اَرَادَ بِكُمۡ ضَرًّا اَوۡ اَرَادَ بِكُمۡ نَفۡعًا ؕ بَلۡ كَانَ اللّٰهُ

اَرَادَ	بِكُمۡ	ضَرًّا	اَوۡ	اَرَادَ	بِكُمۡ	نَفۡعًا	بَلۡ	كَانَ اللّٰهُ
وہ چاہے	تمہیں	کوئی نقصان	یا	چاہے	تمہیں	کوئی فائدہ	بلکہ	ہے اللہ

تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں کوئی نفع (پہنچانا) چاہے بلکہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ﴿۱۱﴾ بَلۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ يَّنۡقَلِبَ

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ	خَبِيۡرًا	بَلۡ	ظَنَنۡتُمۡ	اَنۡ	لَّنۡ يَّنۡقَلِبَ
اس سے جو تم کرتے ہو	خبردار	بلکہ	تم نے گمان کیا	کہ	ہرگز واپس نہ لوٹیں گے

سے خبردار ہے۔ بلکہ تم نے گمان (باطل) کیا کہ رسولؐ اور مومن ہرگز

الرَّسُوۡلُ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِلٰٓى اَهۡلِيۡهِمۡ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِىۡ

الرَّسُوۡلُ	وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ	اِلٰٓى	اَهۡلِيۡهِمۡ	اَبَدًا	وَزُيِّنَ	ذٰلِكَ	فِىۡ
رسولؐ	اور مومن (جمع)	طرف	اپنے اہل خانہ	کبھی	اور بھلی لگی	یہ	میں کو

اپنے اہل خانہ کی طرف کبھی واپس نہ لوٹیں گے۔ اور یہ بات بھلی لگی

قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ⑫

قُلُوْبِكُمْ	وَظَنَنْتُمْ	ظَنَّ ۔ السَّوْءِ	وَكُنْتُمْ	قَوْمًا بُوْرًا
تمہارے دلوں	اور تم نے گمان کیا	بُرا گمان	اور تم تھے۔ ہوگئے	ہلاک ہونے والی قوم

تمہارے دلوں کو، اور تم نے گمان کیا، ایک بُرا گمان، اور تم ہلاک ہونے والی قوم ہوگئے

⑪ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ
الْاَعْرَابِ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ اَىِ الَّذِيْنَ
خَلَّفَهُمُ اللّٰهُ عَنْ صُحْبَتِكَ لَمَّا طَلَبْتَهُمْ
لِيَخْرُجُوْا مَعَكَ اِلٰى مَكَّةَ خَوْفًا مِنْ
تَعَرُّضِ قُرَيْشٍ لَكَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ
اِذَا رَجَعْتَ مِنْهَا شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا
وَاَهْلُوْنَا عَنِ الْخُرُوْجِ مَعَكَ فَاسْتَغْفِرْ
لَنَا ج اللّٰهَ مِنْ تَرْكِ الْخُرُوْجِ مَعَكَ قَالَ
تَعَالٰى مُكَذِّبًا لَهُمْ يَقُوْلُوْنَ
بِاَلْسِنَتِهِمْ اَىْ مِنْ طَلَبِ
الْاِسْتِغْفَارِ وَمَا قَبْلَهٗ مَا لَيْسَ فِىْ
قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ كَاذِبُوْنَ فِىْ
اِعْتِذَارِهِمْ قُلْ فَمَنْ اِسْتِفْهَامٌ
بِمَعْنَى النَّفْيِ اَىْ لَا اَحَدٌ
يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ
اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا بِفَتْحِ الضَّادِ وَضَمِّهَا
اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اَىْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ
⑫ بَلْ فِى الْمَوْضِعَيْنِ لِلْاِنْتِقَالِ مِنْ غَرَضٍ اِلٰى
اٰخَرَ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ
ذٰلِكَ فِىْ قُلُوْبِكُمْ اَىْ اَنَّهُمْ
يُسْتَاْصَلُوْنَ بِالْقَتْلِ فَلَا
يَرْجِعُوْنَ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ
السَّوْءِ هٰذَا وَغَيْرَهٗ

⑪ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا الخ نزدیک ہے کہ کہیں گے تجھ سے گاؤں کے مدینہ کے گردونواح کے رہنے والے جن کو اللہ نے تیری صحبت سے پیچھے رکھا جب کہ تو نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ مکہ کو چلو صلح حدیبیہ کے برس اس خوف سے کہ شاید قریش تجھ سے تعرض کریں اور رجع کرنے سے روکیں بعد اس کے کہ تو ان کے پاس واپس آوے گا کہ ہم اپنے مال اور اہل کے مشغلہ میں تیرے ساتھ نہ جا سکے سو ہمارے لئے اللہ سے بخشش مانگ کہ ہم تیرے ساتھ نہ جا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے عذر کی تکذیب میں وہ لوگ کہتے ہیں اپنی زبانوں سے وہ جو ان کے دلوں میں نہیں یعنی عذر کرنے میں اور طلب استغفار کرنے میں وہ جھوٹے ہیں۔

اے محمد کہدے کہ اگر تم کو نقصان پہنچانا چاہے یا نفع دینا چاہے تو کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اللہ کے حکم کو بدل سکے۔

بلکہ اللہ کو معلوم ہے جو تم کرتے ہو۔

⑫ بلکہ تم نے گمان کیا کہ پیغمبر اور ایمان والے کبھی اپنے گھر واپس نہ آئیں گے۔

اور یہ خیال تمہارے دلوں میں خوب راسخ اور مزین کیا گیا تھا کہ یہ سب مقتول ہو جاویں گے اور واپس نہ آویں گے۔

اور تم نے بُرا گمان کیا پیغمبر اور مومنین کے مقتول وغیرہ ہونے کا۔

وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ○ جمع بَائِرٍ ای ھَالِكِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ بِهٰذَا الظَّنِّ

اور تم بوجہ اس گمان کے اللہ کے نزدیک خراب وتباہ ہوئے۔

تشریح

(۱۱) منافقین کے حیلے بہانے | جب رسول اللہؐ نے اللہ کے اشارے پر عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اس کا اعلان کردیا اور مسلمانوں کو ساتھ چلنے کے لئے آمادہ کیا۔

مگر مدینے کے آس پاس کے قبیلے جن کو اللہ کے رسول نے ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے گھروں سے نکلنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ ان قبیلوں میں اسلم، مزینہ، جہینہ، غفار، اشجع، دُئِل وغیرہ قبیلوں کے لوگ شامل تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ہم ایسی قوم کی طرف کیسے جائیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر یعنی مدینے آکر ان کے ساتھیوں کو قتل کرگئے۔ اب ہم ان کے ساتھ ان کے گھر جاکر کیسے لڑیں گے۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ مسلمان وہاں سے زندہ واپس نہیں آئیں گے اس لئے وہ جان چراکر گھروں میں بیٹھے رہے۔

مگر جب ان کی امیدوں کے خلاف آں حضرتؐ اور آپ کے ساتھی بخیر وعافیت مدینہ واپس آگئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو جو دونوں کے درمیان ہوئی تھی فتح مبین قرار دیا ـــ تو اب لوگوں کی آنکھیں کھُلیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے بارے میں اپنے رسول کو بتایا کہ اب یہ لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور ایسے ایسے عذر پیش کریں گے اور حیلے بہانے بنائیں گے کہ صاحب کیا کریں گھر پر کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں تھا اس لئے مجبوراً ہمیں رکنا پڑا۔ بہرحال ہم سے کوتاہی ضرور ہوئی۔ اب اللہ تعالیٰ سے ہماری مغفرت کی دعا کیجئے اور ہمارا قصور معاف کرادیجئے۔

ان کا رسولؐ سے مغفرت کی دعا کے لئے درخواست کرنا محض دکھاوا ہوگا۔ نہ وہ اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہیں اور نہ ان کو یہ احساس ہے کہ اللہ کے رسول کا ساتھ نہ دے کر انھوں نے کوئی کوتاہی کی ہے۔ بلکہ وہ تو اپنے آپ کو بڑا عقل مند سمجھتے ہیں کہ اس خطرناک سفر پر ساتھ نہ جاکر انھوں نے بڑی سمجھ داری کی ہے۔

اگر واقعی انہیں اللہ اور رسول کی مغفرت کی ضرورت ہوتی تو اس کے احکام سے لاپرواہی نہ کرتے اور گھر میں بیٹھے نہ رہتے۔

اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ کا فیصلہ اللہ کے علم کے مطابق ہوگا جو حقیقتِ حال کو خوب جانتا ہے۔ ہر طرح کا نفع نقصان اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے مال واولاد کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو کون تمہیں بچا سکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ تمہیں بچانا چاہے تو کون تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے؟

لیکن اصل بات وہ نہیں ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ اصل بات جو تمہارے دلوں میں ہے وہ یہ ہے کہ ....

(۱۲) تمہارے بگڑے دماغوں نے یہ سمجھ لیا کہ رسولؐ اور اہل ایمان زندہ پلٹ کر نہ آئیں گے۔ | تمہاری نظر میں یہ بڑی دانش مندی کا کام تھا اور تم اس پر بہت خوش تھے کہ رسول اور اہل ایمان ایسی خطرناک مہم پر جارہے ہیں جہاں سے وہ زندہ پلٹ کر نہ آئیں گے۔

تمہاری یہ آرزو جو غلط ثابت ہوئی، اس نے تمہیں یہ سمجھایا کہ تمہاری حفاظت اور تمہارا نفع اسی میں ہے کہ تم اس مہم میں ساتھ نہ دو ـــــــ

حالاں کہ یہ صورت تمہاری تباہی اور نقصان کی تھی۔

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

وَمَنْ	لَّمْ يُؤْمِنْ	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	فَاِنَّآ + اَعْتَدْنَا	لِلْكٰفِرِيْنَ
اور جو	ایمان نہیں لاتا	اللہ پر	اور اس کا رسول	تو بیشک ہم نے تیار کی	کافروں کے لئے

اور جو ایمان نہیں لاتا اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر، تو بے شک ہم نے کافروں کے لئے دہکتی

سَعِيْرًا ﴿١٣﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

سَعِيْرًا	وَلِلّٰهِ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	يَغْفِرُ	لِمَنْ يَّشَاۗءُ
دہکتی آگ	اور اللہ کے لئے	آسمانوں کی بادشاہت	اور زمین	اور بخش دے	جس کو وہ چاہے

آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت۔ وہ جس کو چاہے بخش دے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُوْلُ

وَيُعَذِّبُ	مَنْ يَّشَاۗءُ	وَكَانَ	اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا	سَيَقُوْلُ
اور عذاب دے	جس کو وہ چاہے	اور ہے	اللہ	بخشنے والا	مہربان	عنقریب کہیں گے

اور جس کو چاہے عذاب دے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ عنقریب کہیں گے

الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا

الْمُخَلَّفُوْنَ	اِذَا	انْطَلَقْتُمْ	اِلٰى مَغَانِمَ	لِتَاْخُذُوْهَا	ذَرُوْنَا
پیچھے بیٹھ رہنے والے	جب	تم چلو گے	غنیمتوں کے ساتھ	کہ تم انہیں لے لو	ہمیں چھوڑ دو (اجازت دو)

پیچھے بیٹھ رہنے والے، جب تم (خیبر کی) غنیمتوں کی طرف انہیں لینے کے لئے چلو گے کہ ہمیں اجازت دو کہ

نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ

نَتَّبِعْكُمْ	يُرِيْدُوْنَ	اَنْ يُّبَدِّلُوْا	كَلٰمَ اللّٰهِ	قُلْ	لَّنْ
ہم تمہارے پیچھے چلیں	وہ چاہتے ہیں	کہ وہ بدل ڈالیں	اللہ کا فرمودہ	فرما دیں	ہرگز نہ

تمہارے پیچھے چلیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا فرمودہ بدل ڈالیں۔ آپ فرما دیں تم ہرگز

تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ

تَتَّبِعُوْنَا	كَذٰلِكُمْ	قَالَ اللّٰهُ	مِنْ قَبْلُ	فَسَيَقُوْلُوْنَ
تم ہمارے پیچھے آؤ	اسی طرح	کہا اللہ نے	اس سے قبل	پھر اب وہ کہیں گے

ہمارے پیچھے نہ آؤ، اسی طرح اللہ نے اس سے قبل کہا تھا، پھر اب وہ کہیں گے

بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا بَلْ كَانُوْا لَايَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾

بَلْ	تَحْسُدُوْنَنَا	بَلْ	كَانُوْا + لَايَفْقَهُوْنَ	اِلَّا قَلِيْلًا
بلکہ	تم حسد کرتے ہو ہم سے	بلکہ جبکہ	وہ سمجھتے نہیں ہیں	مگر تھوڑا

بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو جبکہ (حقیقت یہ ہے) کہ وہ بہت تھوڑا سمجھتے ہیں

﴿۱۳﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ○
نَارًا شَدِيْدَةً

﴿۱۳﴾ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاوے پس بے شبہ ہم نے تیار کی ہے کافروں کے لئے آگ تیز۔

﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ○ اَىْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِمَا ذُكِرَ

﴿۱۴﴾ اور اللہ کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی۔ وہ جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿۱۵﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ الْمَذْكُوْرُوْنَ
اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ هِىَ مَغَانِمُ
خَيْبَرَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا اُتْرُكُوْنَا
نَتَّبِعْكُمْ لِنَاْخُذَ مِنْهَا يُرِيْدُوْنَ
بِذٰلِكَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ
وَفِىْ قِرَاءَةٍ كَلِمَ بِكَسْرِ اللَّامِ اَىْ
مَوَاعِيْدَهٗ بِغَنَائِمِ خَيْبَرَ اَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ
خَاصَّةً قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ
قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ اَىْ قَبْلَ عَوْدِنَا
فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا
اَنْ نُّصِيْبَ مَعَكُمْ مِنَ الْغَنَائِمِ
فَقُلْتُمْ ذٰلِكَ بَلْ كَانُوْا لَايَفْقَهُوْنَ
مِنَ الدِّيْنِ اِلَّا قَلِيْلًا ○
مِنْهُمْ

﴿۱۵﴾ نزدیک ہے کہ کہیں گے پیچھے رہنے والے جن کا ذکر ہوا جب کہ تم خیبر کی غنیمتیں لینے جاؤ گے کہ ہم کو بھی غنیمت میں سے حصہ ملے۔

وہ چاہتے ہیں کہ اس سے اللہ کے کلام کو بدلیں یعنی اس کے وعدہ غنیمتِ خیبر کے بارے میں جو اہل حدیبیہ کے لئے خاص ہے، متبدل تغیر کریں۔

اے محمد کہہ دے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ جا سکو گے ایسا ہی فرمایا اللہ نے ہمارے واپس آنے سے پہلے۔
سو نزدیک ہے کہ وہ کہیں گے کہ تم ہم پر حسد کرتے ہو اس بات کا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہو کر غنیمت حاصل کریں ان سب سے تم یہ کہتے ہو بلکہ بات یہ ہے کہ وہ دین کو نہیں سمجھتے مگر چند آدمی ان میں سے۔

تشریح

﴿۱۳﴾ ایسے غیر مخلص لوگوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ ایسے غیر مخلص لوگوں کو جو آزمائش کے وقت قربانی دینے سے جی چرائیں چاہے دنیا میں قانونی طور پر اسلام سے خارج قرار نہ دیا جائے لیکن آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ایمان کے ساتھ اخلاص کا ہونا اور اخلاص کے ساتھ قربانی اور جان و مال کو خطرے میں ڈال کر اللہ کے دین کی حفاظت یہی حقیقی ایمان ہے اور اللہ کے یہاں حقیقی اور کھرے ایمان کا سکہ چلے گا نہ کہ کھوٹا سکہ۔

(١٤) **مغفرت کرنا اللہ کا کام ہے** | اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کے بادشاہ ہیں ہر چیز کے مالک ہیں وہ جس کو چاہیں معاف کر دیں اور وہ معاف اسی کو کرتے ہیں جو معافی کا طلبگار ہوتا ہے اور جس کو چاہیں سزا دیں۔ اور سزا اسی کو دیتے ہیں جو سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ بڑے غفور الرحیم ہیں بہت بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ جس کو وہ بخشنا چاہے وہ بخش سکتا ہے اور اگر نہ بخشنا چاہے تو میں کیسے بخشوا سکتا ہوں۔ اس کی مہربانی ہو تو تمہیں توبہ کی توفیق مل جائے اور اپنی منافقانہ روش چھوڑ کر اخلاص کے راستے پر آجاؤ تو تم اللہ کو غفور الرحیم پاؤ گے۔ وہ تمہاری گزشتہ خطاؤں کو بھی معاف کر دے گا۔ اور تمہارے ساتھ وہ معاملہ کرے گا جس کے تم اپنے خلوص کی بنا پر مستحق ہوگے۔

اس کی رحمت اس کے غضب پر چھائی ہوئی ہے۔

(١٥) **حدیبیہ میں پیچھے رہ جانے والوں کو خیبر کے جہاد میں شریک ہونے کی ممانعت** | حدیبیہ کی مہم بظاہر ایک خطرناک مہم تھی جہاں سے ملنے کی کچھ امید نہ تھی بلکہ ظاہری حالات یہ کہتے کہ نہتے اہل ایمان کا یہ کارواں جو عمرے کے ارادے سے مدینے سے نکلا تھا گویا موت کے منہ میں جا رہا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ یہ مہم صاحب اخلاص اہل ایمان کے ایمان کی کسوٹی ثابت ہوئی۔ جو لوگ واقعی اپنے ایمان میں مخلص تھے انھوں نے ہر خطرے کو انگیز کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے حکم آگے سر جھکا دیا ——— اور منافقین جن کا ایمان دکھاوے کا تھا وہ خطرے کو بھانپ کر گھروں میں دُبکے رہے۔

مگر حدیبیہ کی اس مہم کے نتیجے میں جو صلح ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح مبین سے تعبیر فرمایا، اس کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اب جلد ہی وہ وقت آنے والا ہے کہ قریش سے صلح ہو جانے کے بعد اب خیبر، تیما، فدک، وادی القریٰ، شمالی حجاز کے یہودی مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ان کی بستیاں اسلامی قلم رَو میں آسانی کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا صلح حدیبیہ کے تین مہینے بعد ہی وقت گیا کہ اللہ کے رسول نے یہودیوں کی بستی خیبر کے قلعہ پر حملہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خبردار کر رہے ہیں کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ جو لوگ حدیبیہ کی خطرے کی مہم سے جی چرا رہے تھے وہ تمہیں ایسی مہم پر جاتا دیکھیں گے جس میں فتح آسان ہوگی اور زیادہ مالِ غنیمت ملنے کا امکان ہوگا۔

جب یہ وقت آئے، جو تین مہینہ کے بعد ہی آگیا تو آپ ان منافقین کو ہرگز ساتھ نہ لیں اور صرف ان مخلص مسلمانوں کو ساتھ لیں جنھوں نے حدیبیہ میں آپ کا ساتھ دیا تھا۔

یہ لوگ آپ سے کہیں گے کہ ہمیں اپنے ساتھ چلنے دو مگر آپ کہہ دیں کہ میں اللہ کا فرمان نہیں بدل سکتا ——— آپؐ ان سے صاف کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ حکم دے چکا ہے کہ تم ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔

یہ لوگ کہیں گے کہ اللہ نے کچھ نہیں فرمایا بس تم ہم سے حسد کرتے ہو، چاہتے ہو ہمارا فائدہ نہ ہو، چاہتے ہو کہ سارا مال اکیلے ہضم کر جاؤ۔ آپ ان سے کہیں کہ حسد کی کوئی بات نہیں ہے یہ لوگ صحیح بات کو نہیں سمجھتے کہ اہل ایمان مال کے حریص نہیں ہیں جو تمہارے اوپر حسد کریں گے تم مخلص مسلمانوں کے زہد و قناعت اور ان کی قربانیوں کو نہیں جانتے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ

قُلْ	لِّلْمُخَلَّفِيْنَ	مِنَ	الْاَعْرَابِ	سَتُدْعَوْنَ
فرمادیں	پیچھے بیٹھ رہنے والوں کو	سے	دیہاتیوں	عنقریب تم بلائے جاؤ گے

آپ دیہاتیوں میں سے پیچھے بیٹھ رہنے والوں سے فرمادیں عنقریب تم ایک سخت جنگجو قوم

اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ

اِلٰى	قَوْمٍ	اُولِىْ + بَاْسٍ + شَدِيْدٍ	تُقَاتِلُوْنَهُمْ	اَوْ
طرف	ایک قوم	سخت لڑنے والی (جنگ جو)	تم ان سے لڑتے رہو	یا

قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ تم ان سے لڑتے رہو یا

يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ

يُسْلِمُوْنَ	فَاِنْ	تُطِيْعُوْا	يُؤْتِكُمُ	اللّٰهُ
وہ اسلام قبول کریں	اگر	تم اطاعت کرو گے	تمہیں دے گا	اللہ

وہ اسلام قبول کریں، سو اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا اجر

اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ

اَجْرًا	حَسَنًا	وَاِنْ	تَتَوَلَّوْا	كَمَا	تَوَلَّيْتُمْ	مِّنْ
اجر	اچھا	اور اگر	تم پھر گئے	جیسے	تم پھر گئے تھے	سے

دے گا۔ اور اگر تم پھر گئے، جیسے تم اس سے قبل پھر گئے

قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾

قَبْلُ	يُعَذِّبْكُمْ	عَذَابًا	اَلِيْمًا
پہلے	وہ تمہیں عذاب دے گا	عذاب	دردناک

تھے تو وہ تمہیں عذاب دے گا دردناک

(۱۶) قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ الْمَذْكُوْرِيْنَ اِخْتِبَارًا سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ اَصْحَابِ

(۱۶) اے محمدؐ ان سے کہہ جو پیچھے رہے تھے جن کا حال اوپر مذکور ہوا ازراہِ آزمائش و امتحان کے نزدیک ہے، کہ تم بلائے جاؤ گے ایک گروہ صاحبِ قوت اور سخت کی طرف (مراد اس گروہ سے بنو حنیفہ

بَأْسٍ شَدِيْدٍ قِيْلَ هُمْ بَنُوْ حَنِيْفَةَ اَصْحَابُ الْيَمَامَةِ وَقِيْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمَ تُقَاتِلُوْنَهُمْ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ هِيَ الْمَدْعُوْ	اصحاب یمامہ کے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ مراد فارس اور روم ہیں) اس لئے بلائے جاؤ گے کہ تم ان سے لڑو۔
اِلَيْهَا فِي الْمَعْنَى اَوْهُمْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَلَا تُقَاتِلُوْنَ	یا وہ اسلام قبول کرلیں تو اس وقت لڑائی سے باز رہو۔
فَاِنْ تُطِيْعُوْا اِلٰى قِتَالِهِمْ يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ	پس اگر تم اطاعت کرو گے ان سے لڑنے میں تو تم کو اللہ بہتر جزا دے گا۔
وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ	اور اگر تم منہ موڑو گے جیسا کہ پہلے تم نے منہ موڑا
قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ مُؤْلِمًا	تو اللہ تم کو عذاب دردناک میں گرفتار کرے گا۔

تشریح

(۱۶) آنے والے پُرزور معرکوں میں شوق جہاد دکھانا | ان پیچھے رہ جانے والے بدوی عربوں سے جو حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے، یہ کہو کہ آگے چل کر بڑے زور آور معرکے پیش آنے والے ہیں، بڑی سخت جنگ جو قوموں سے مقابلے ہوں گے جن کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک مطیع نہ ہو جائیں ——— اگر تمہیں واقعی جہاد کا شوق ہے تو ان معرکوں میں داد شجاعت دینا۔

اگر اس موقع پر اللہ کا حکم مانو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ دے گا۔ اور اگر اسی طرح پیچھے ہٹ گئے جیسے حدیبیہ میں جانے سے ہٹ گئے تھے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دے گا۔ اور ہو سکتا ہے یہ سزا آخرت سے پہلے دنیا ہی میں مل جائے۔

آگے جو بڑے بڑے معرکے آنے تھے وہ مسیلمہ کذاب کی قوم بنو حنیفہ سے مقابلہ تھا۔ اسی طرح حنین میں ہوازن اور ثقیف سے۔ اسی طرح وہ مرتد قبیلے جن پر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فوج کشی کی۔ اور روم و فارس اور کُرد کی لڑائیاں جو خلفائے راشدین کے زمانے میں ہوئیں اور اس طرح کے بڑے بڑے معرکے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا

لَيْسَ	عَلَى + الْاَعْمٰى	حَرَجٌ	وَّلَا	عَلَى الْاَعْرَجِ	حَرَجٌ	وَّلَا
نہیں	اندھے پر	کوئی تنگی (گناہ)	اور نہیں	لنگڑے پر	کوئی گناہ	اور نہ

نہیں ہے اندھے پر کوئی گناہ اور نہیں ہے لنگڑے پر کوئی گناہ اور نہ

عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

عَلَى الْمَرِيْضِ	حَرَجٌ	وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ	وَ	رَسُوْلَهٗ
مریض پر	کوئی گناہ	اور جو اطاعت کرے گا اللہ کی	اور	اس کے رسول کی

مریض پر کوئی گناہ۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ

يُدْخِلْهُ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	وَمَنْ
وہ داخل کرے گا اسے	باغات	بہتی ہیں	ان کے نیچے	نہریں	اور جو

وہ اُسے ان باغات داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور جو

الفتح ع ۲ ۱۰۹

يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ

يَّتَوَلَّ	يُعَذِّبْهُ	عَذَابًا اَلِيْمًا	لَقَدْ	رَضِيَ اللّٰهُ	عَنِ
پھر جائے گا	وہ عذاب دے گا اسے	عذاب دردناک	تحقیق	راضی ہوا اللہ	سے

پھر جائے گا وہ اسے دردناک عذاب دے گا۔ تحقیق اللہ مومنوں سے راضی

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ

الْمُؤْمِنِيْنَ	اِذْ	يُبَايِعُوْنَكَ	تَحْتَ	الشَّجَرَةِ	فَعَلِمَ	مَا فِيْ
مومنوں	جب	وہ آپ سے بیعت کر رہے تھے	نیچے	درخت	سو اس نے معلوم کر لیا	جو میں

ہُوا جب وہ آپ سے بیعت کر رہے درخت کے نیچے۔ سو اس نے معلوم کر لیا جو

قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ لا

قُلُوْبِهِمْ	فَاَنْزَلَ	السَّكِيْنَةَ	عَلَيْهِمْ	وَاَثَابَهُمْ	فَتْحًا + قَرِيْبًا
ان کے دلوں	تو اس نے اتاری	سکینہ (تسلی)	ان پر	اور بدلے میں دی انھیں	ایک فتح قریب

ان کے دلوں میں (خلوص تھا) تو اس نے ان پر تسلی اتاری اور بدلے میں انھیں قریب ہی ایک فتح عطا کی۔

(۱۷) لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ فِيْ تَرْكِ الْجِهَادِ

(۱۷) جہاد کے چھوڑنے میں اندھے پر کچھ گناہ نہیں اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ عَذَابًا أَلِيْمًا ۝

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا اللہ اس کو داخل فرمائے گا جنت کے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور جو کوئی منہ موڑے اس کو عذاب کرے گا اللہ سخت عذاب۔

(۱۸) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ بِالْحُدَيْبِيَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ هِيَ سَمُرَةٌ وَهُمْ أَلْفٌ وَثَلٰثُ مِائَةٍ أَوْ أَكْثَرُ ثُمَّ بَايَعَهُمْ عَلٰى أَنْ يُّنَاجِزُوْا قُرَيْشًا وَأَنْ لَا يَفِرُّوْا عَلَى الْمَوْتِ فَعَلِمَ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْوَفَاءِ وَالصِّدْقِ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ هُوَ فَتْحُ خَيْبَرَ بَعْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ

(۱۸) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ او بے شبہ اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب کہ وہ بیعت کرتے تھے تجھ سے نیچے کیکر کے درخت کے حدیبیہ میں۔ پھر آپ نے ان سے بیعت کی اس امر پر کہ خوب لڑیں قریش سے اور نہ بھاگیں یہاں تک کہ مر جائیں

پس جانا اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا وعدہ کو پورا کرنا اور سچ بولنا۔

سو اتاری ان پر رحمت اور تسکین اور اس کے عوض ان کو عطا کیا غلبہ اور فتح نزدیک۔ یعنی خیبر کو انھوں نے فتح کیا بعد واپسی کے حدیبیہ سے۔

تشریح

(۱۷) اللہ تم طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے | تمام امور اور معاملات میں اسلام کا ضابطہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی بے چون وچرا اطاعت کی جائے اور احکام شریعت سے سر مو سرتابی نہ ہو۔ اسی اطاعت گزاری کا نام اسلام ہے۔ اللہ کے احکام مومن کے لئے فرمان کا درجہ رکھتے ہیں جن کی پابندی اس کے لئے لازم ہے۔ "مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند" جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کے انعامات کا اور جزا کا مستحق ہوگا۔ اس کو اللہ تم

اپنی ان جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی۔
اور جو اللہ کی اطاعت سے منہ پھیرے گا وہ دردناک عذاب کا مستحق ہوگا۔
مگر اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ وہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ جہاد جیسی اہم عبادت سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کو واقعی کوئی عذر ہو۔ مثلاً اگر کوئی جسمانی طور پر جنگ کے قابل نہ ہو تو اس پر جہاد فرض نہیں ہے۔ اسی طرح بچے، عورتیں، ایسے لوگ جو دماغی فتور میں مبتلا ہوں، نابینا یا ایسے بیمار جو جنگ میں شرکت کے قابل نہ ہوں، ہاتھ پاؤں سے معذور لوگ ان کے لئے بھی معافی ہے۔
یا واقعی کوئی معقول سبب ہو جس کی وجہ سے جنگ میں شامل نہ ہوسکتا ہو۔ مثلاً کوئی شخص کسی کا غلام ہے اور اس کا آقا اس کو اجازت نہیں دیتا ــــ یا کسی کے پاس جنگ کے لئے ضروری ہتھیار نہ ہوں۔ اسی طرح وہ شخص جس کے والدین میں سے کوئی حیات ہو اور ان کو خدمت کی ضرورت ہو۔ اس طرح کے معقول عذر جہاد میں شرکت سے مانع ہوں تو ان کا عذر قبول کیا جائے گا۔ ورنہ اسلام اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ آپ اسلام کے دعوے دار ہو کر اسلامی معاشرے سے فائدے تو اٹھاتے رہیں مگر اسلام کے لئے جان و مال کی قربانی دینے کے لئے تیار نہ ہوں۔

(۱۸) حدیبیہ کے شرکاء کے لئے سندِ خوشنودی | حدیبیہ میں صحابہ کرامؓ صرف ایک ایک تلوار لے کر نکلے تھے، جنگی لباس بھی نہ تھے بلکہ احرام کی چادریں باندھے ہوئے تھے۔ مدینے سے ڈھائی سو میل کے فاصلے پر تھے جہاں سے کوئی مدد جلدی سے نہیں پہنچ سکتی تھی۔ دوسری طرف دشمن صرف تیرہ میل کے فاصلے پر تھے جہاں سے مدد پہنچنے میں کچھ دیر نہ لگتی۔ صحابہ کرام پر کوئی خارجی دباؤ ایسا نہ تھا جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ ؐ کا ساتھ دینے پر مجبور ہوتے اور آپ سے مرنے مارنے کی بیعت کرتے۔ مگر تمام خطرات کے باوجود جو اُن کے سامنے تھے ان کو نظر انداز کرتے ہوئے نہایت اخلاص اور وفاداری کے ساتھ انھوں نے رسول اللہ ؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی ــــ اسی کا نام "بیعت رضوان" ہے۔ اور اس بیعت کا نام بیعتِ رضوان اسی لئے پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ خوش خبری سنائی کہ وہ ان لوگوں سے راضی ہوگیا جنھوں نے اس خطرناک موقع پر اپنی جان کی بازی لگا کر اللہ کے رسول سے بیعت کرنے میں ذرا بھی تأمل نہیں کیا۔
اللہ تعالیٰ نے اس سے خوش ہو کر حدیبیہ میں شریک ہونے والے صحابہ کرام کو سندِ خوشنودی عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جو مستقبل کا بھی ایسا ہی علم رکھتے ہیں جیسے حال کا۔ ان کو خوب معلوم تھا کہ یہ صادق الایمان اور باوفا ہمیشہ وفادار رہیں گے۔ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جو غالباً کیکر کا درخت تھا رسول اللہ ؐ بیعت لے رہے تھے
اس وقت صحابہؓ کے دلوں میں جو ایک اضطراب اور رنج تھا کہ یہ صلح دب کر ہو رہی ہے اس کا حال بھی اللہ کو خوب معلوم تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی معلوم تھا کہ صحابہ کے دل کی کیفیت کیا ہے کہ وہ ایک بڑے مقصد کے لئے اپنے آپ کو خطرے میں جھونک رہے ہیں۔ اللہ نے ان پر سکینت نازل فرمادی کہ کسی خوف اور گھبراہٹ کے بغیر انھوں نے پورے نظم و ضبط اور تسلیم و رضا کے ساتھ یہ بیعت کی۔
اللہ نے اس کے نتیجے میں ان کو یہ انعام عطا فرمایا کہ بہت جلد فتح نصیب ہوئی۔ دین کی فتوحات کے دروازے کھل گئے۔ سرکش یہودی، مسلمانوں کی طاقت کے سامنے جھک گئے۔

وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

عَزِيْزًا	وَكَانَ اللّٰهُ	يَّأْخُذُوْنَهَا	كَثِيْرَةً	وَمَغَانِمَ
غالب	اور ہے اللہ	انھوں نے وہ حاصل کیں	بہت سی	اور غنیمتیں

اور بہت سی غنیمتیں انھوں نے حاصل کیں۔ اور اللہ غالب حکمت

حَكِيْمًا ⑲ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا

تَأْخُذُوْنَهَا	كَثِيْرَةً	مَغَانِمَ	اللّٰهُ	وَعَدَكُمُ	حَكِيْمًا
تم لوگے انھیں	کثرت سے	غنیمتیں	اللہ	وعدہ کیا تم سے	حکمت والا

والا ہے۔ اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا نعمتوں کا کثرت سے جنھیں تم لوگے

فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ

وَ	عَنْكُمْ	النَّاسِ	اَيْدِيَ	وَكَفَّ	هٰذِهٖ	لَكُمْ	فَعَجَّلَ
اور	تم سے	لوگ	ہاتھ	اور روک دئے	یہ	تمھیں	تو جلد دے دی اس نے

تو اس نے تمھیں یہ جلد دے دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دئے اور

لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ⑳ ۙ

مُّسْتَقِيْمًا	صِرَاطًا	وَيَهْدِيَكُمْ	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ	اٰيَةً	لِتَكُوْنَ
سیدھا	ایک راستہ	اور وہ ہدایت دے تمھیں	مومنوں کے لئے	ایک نشانی	تاکہ ہو

تاکہ (یہ) ہو مومنوں کے لئے ایک نشانی، اور تمھیں ایک سیدھے راستہ کی ہدایت دے۔

(۱۹) وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا مِنْ خَيْبَرَ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ اَيْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ

(۱۹) اور ان کو خیبر میں بہت سی غنیمتیں دیں اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(۲۰) وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا مِنَ الْفُتُوْحَاتِ فَعَجَّلَ لَكُمْ

(۲۰) اللہ نے تم سے وعدہ کیا کہ تم کو بہت سی غنیمتیں ملیں گی فتوحات سے۔
پس جلدی دی تم کو یہ غنیمت خیبر کی۔

هٰذِهٖ غَنِیْمَۃُ خَیْبَرٍ وَکَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْکُمْ فِیْ عِیَالِکُمْ لَمَّا خَرَجْتُمْ وَھَمَّتْ بِھِمُ الْیَھُوْدُ فَقَذَفَ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ

اور روکا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے یعنی تمہارے اہل و عیال سے جب کہ تم نکلے اور یہود نے تمہارے اہل و عیال کے ساتھ بُرا ارادہ کیا پس ڈالا اللہ نے رعب اور خوف ان کے دلوں میں تاکہ تم اللہ کا شکر کرو۔

وَلِتَکُوْنَ اَیِ الْعُجْلَۃُ عَطْفٌ عَلٰی مُقَدَّرٍ اَیْ لِتَشْکُرُوْہُ اٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ نَصْرِھِمْ

اور تاکہ ہو جائے یہ فتح ایمان والوں کے لئے نشانی

وَیَھْدِیَکُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ○ اَیْ طَرِیْقَ التَّوَکُّلِ عَلَیْہِ وَتَفْوِیْضَ الْاَمْرِ اِلَیْہِ تَعَالٰی

اور تاکہ ہدایت کرے تم کو سیدھی راہ کی یعنی تم کو بتلاوے اللہ اس پر توکل کرنے کا طریقہ اور کاموں کو اس کے سپرد کرنے کی صورت

تشریح

(۱۹) فتح خیبر کے نتیجے میں بہت سا مال غنیمت | صلح حدیبیہ کو تین ہی مہینے گزرے تھے کہ صفر ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے قلعے خیبر پر چڑھائی کی۔ فتح کے ساتھ ساتھ بہت سا مال غنیمت ملا جس سے صحابہ کرام آسودہ ہو گئے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب اور حکمت والے ہیں۔ ان کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

(۲۰) اہل ایمان پر اللہ کی عنایتیں | آگے چل کر اور بہت سا مالِ غنیمت ملنے والا ہے اور دوسری فتوحات ہونے والی ہیں جس کا ایک حصہ خیبر میں مل گیا اور اس کے بعد فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔ اللہ کی اہل ایمان پر یہ بھی عنایت ہے کہ اس نے صلح حدیبیہ میں فوری فتح عنایت فرما دی جس کو قرآن نے فتح مبین سے تعبیر کیا ہے۔ اور حدیبیہ میں اہل ایمان براوران کی عدم موجودگی میں مدینہ میں ان کے اہل و عیال پر کوئی دست درازی نہ کر سکا۔ حدیبیہ میں مخالفین اس پوزیشن میں تھے کہ ان کا پلہ بھاری تھا۔ اگر وہ ہمت کر کے بھڑ جاتے تو اہل ایمان کی پوزیشن جنگی نقطہ نظر سے کمزور تھی۔ مدینہ سے مسلمانوں کے باہر ہونے کی صورت میں مدینے کا محاذ کمزور تھا مسلمانوں کے اہل و عیال تنہا تھے لیکن یہ اللہ کی عنایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حفاظت کی اور ان کے خلاف اٹھنے والے ہاتھ روک دیئے۔

یہ اس بات کی نشانی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری میں ثابت قدم رہتا ہے اور اللہ کے بھروسے پر حق کی حمایت کے لئے کمر باندھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ کس طرح اس کی نصرت فرماتے ہیں۔ اس سے اہل ایمان کو محسوس ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان پر کس طرح رحم کرنے والے ہیں اور ان کی طرف متوجہ ہیں۔ تاکہ آئندہ اللہ کے وعدوں پر یقین اور اس کی قدرت پر بھروسہ ہو اور اس کی فرماں برداری کی اور زیادہ ترغیب پیدا ہو اور اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے راہِ حق میں پیش قدمی کرتے چلے جاؤ اور یہ تجربات تمہیں سبق سکھا دیں کہ اللہ کا دین جب اقدام کا تقاضا کرے تو مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کے بھروسے پر قدم اٹھالے اور اس حساب کتاب میں نہ لگ جائے کہ میری طاقت کتنی ہے اور باطل کا زور کتنا؟

وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ

وَّ اُخْرٰی	لَمْ تَقْدِرُوْا	عَلَیْهَا	قَدْ اَحَاطَ	اللّٰهُ	بِهَا
اور ایک اور (فتح)	تم نے قابو نہیں پایا	اس پر	گھیر رکھا ہے	اللہ	اس کو

اور ایک اور فتح بھی۔ تم نے (ابھی) اس پر قابو نہیں پایا۔ گھیر رکھا ہے ہے اللہ نے اس کو

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ

وَ كَانَ	اللّٰهُ	عَلٰی	كُلِّ شَیْءٍ	قَدِیْرًا	وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ
اور ہے	اللہ	پر	ہر شے	قدرت رکھنے والا	اور اگر تم سے لڑتے

اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اگر تم سے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ

الَّذِیْنَ + كَفَرُوْا	لَوَلَّوُا	الْاَدْبَارَ	ثُمَّ	لَا یَجِدُوْنَ
وہ جنہوں نے کفر کیا (کافر)	البتہ وہ پھیرتے	پیٹھ (جمع)	پھر	وہ نہ پاتے

کافر لڑتے تو وہ پیٹھ پھیرتے۔ پھر وہ نہ کوئی دوست

وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ

وَلِیًّا	وَّ لَا نَصِیْرًا	سُنَّةَ اللّٰهِ	الَّتِیْ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ
کوئی دوست	اور نہ کوئی مددگار	اللہ کا دستور	وہ جو	گزر چکا	سے

پاتے اور نہ کوئی مددگار۔ اللہ کا دستور ہے جو اس سے قبل

قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾

قَبْلُ	وَ لَنْ تَجِدَ	لِسُنَّةِ اللّٰهِ	تَبْدِیْلًا
پہلے	اور تم ہرگز نہ پاؤ گے	اللہ کا دستور	کوئی تبدیلی

گزر چکا ہے (چلا آرہا ہے) اور اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

(۲۱) وَّ اُخْرٰی صِفَةُ مَغَانِمُ مُقَدَّرٍ
مُبْتَدَاٌ لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا هِیَ مِنْ
فَارِسَ وَالرُّوْمِ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا
عَلِمَ اَنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ وَكَانَ

(۲۱) اور غنیمت خیبر کے سوا اور بہت سی غنیمتیں ہیں کہ جن پر ابھی تم قادر نہیں ہوئے مراد فارس اور روم کی غنیمتیں ہیں۔ بے شک اللہ نے جان لیا کہ وہ بھی تم کو ملیں گی۔

اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ○ اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ۔

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(۲۲) وَلَوْ قَاتَلَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالْحُدَیْبِیَۃِ لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا یَّحْرُسُھُمْ وَّلَا نَصِیْرًا ○

(۲۲) اور اگر کافر تم سے حدیبیہ میں لڑتے تو بالضرور بھاگتے پھر وہ نہ پاتے کسی مددگار اور دوست کو جو ان کی نگہبانی کرتا اور ان کو بچاتا۔

(۲۳) سُنَّۃَ اللّٰہِ مَصْدَرٌ مُؤَکِّدٌ لِمَضْمُوْنِ الْجُمْلَۃِ قَبْلَہٗ مِنْ ھَزِیْمَۃِ الْکَافِرِیْنَ وَنَصْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیْ سَنَّ اللّٰہُ ذٰلِکَ سُنَّۃً الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ○ مِنْہُ

(۲۳) کافروں کو شکست ہونا اور ایمان والوں کو غلبہ ہونا اللہ کا ہمیشہ کا طریقہ ہے

جو پہلی امتوں میں گزر چکا۔

اور تو ہرگز اللہ کے طریقہ کو بدلا ہوا نہ پاوے گا۔

تشریح

(۲۱) صلح حدیبیہ کا نتیجہ فتح مکہ | اس آیت میں فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہے۔ عالم اسباب میں فتح مکہ صلح حدیبیہ کا نتیجہ ہے کیونکہ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام بڑی تیزی کے ساتھ آس پاس کے علاقوں میں پھیلنا شروع ہوگیا اور بہت سارے علاقے اسلامی قلمرو میں شامل ہوگئے اس طرح اہل مکہ چاروں طرف سے گھرتے چلے گئے ان کو محسوس بھی نہیں ہوا کہ جس صلح کو وہ اپنی کامیابی سمجھ رہے تھے وہ درحقیقت ان کی ناکامی کا آغاز تھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔ وہ ایسے اسباب پیدا کردیتے ہیں کہ بڑے بڑے سرکش حق کے آگے جھک جاتے ہیں۔

(۲۲) حدیبیہ میں جنگ نہ ہونے کی وجہ اللہ کی مصلحت تھی | حدیبیہ میں اللہ تعالیٰ نے جنگ کو روکا اور لڑائی نہیں ہونے دی۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہاں اہل ایمان شکست کھا جاتے بلکہ اللہ کی مصلحت کچھ اور تھی اگر وہ مصلحت نہ ہوتی اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ جنگ ہونے دیتے تب بھی فتح اہل ایمان ہی کو ہوتی تھی اور مکہ مکرمہ اسی وقت فتح ہو جاتا۔ مگر اللہ کی حکمت اور مصلحت یہی تھی کہ اس وقت جنگ نہ ہو اور صلح کے بہترین نتائج سامنے آئیں۔ وہ مصلحت اور حکمت کیا تھی۔ اس کا بیان آنے والی آیتوں میں آرہا ہے کہ مکے میں ایسے مرد مومن موجود تھے کہ نادانستگی میں وہ جنگ میں کام آسکتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ یہ لوگ انجانے میں مارے جائیں۔ اس لئے اس کی حکمت یہی تھی کہ اس وقت جنگ کو روکا جائے۔ جنگ کو روکنا اس لئے نہیں تھا کہ مسلمان ہار جائیں گے بلکہ اللہ کی حکمت کا تقاضا تھا۔

(۲۳) آخرکار غلبۂ حق اللہ کی سنت ہے | اللہ کی سنت اور طریقہ یہی ہے کہ جب اہل حق اور اہل باطل میں فیصلہ کن مقابلہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ حق کو غالب کرتے ہیں۔ اللہ کا یہ طریقہ ہمیشہ سے چلا آرہا ہے اور تم اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے، ہاں شرط یہ ہے کہ اہل حق بحیثیت مجموعی حق پرستی پر قائم رہیں۔ اگر اہل حق مجموعی طور پر حق پر جمے رہیں تو کس کی مجال ہے کہ اللہ کے طریقے کو بدل سکے، اور وہ کام نہ ہونے دے جو اللہ کے طریقے کے مطابق ہونا چاہیے تھا۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ

وَهُوَ	الَّذِي	كَفَّ	أَيْدِيَهُمْ	عَنكُمْ	وَأَيْدِيَكُمْ	عَنْهُم	بِبَطْنِ مَكَّةَ
اور وہ	جس نے	روکا	ان کے ہاتھ	تم سے	اور تمہارے ہاتھ	ان سے	درمیان (وادی) مکہ میں

اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روکے اور تمہارے ہاتھ ان سے وادیٔ مکہ میں روکے

مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿۲۴﴾

مِن بَعْدِ	أَنْ أَظْفَرَكُمْ	عَلَيْهِمْ	وَكَانَ اللَّهُ	بِمَا تَعْمَلُونَ	بَصِيرًا
اس کے بعد	کہ فتح مند کیا تمہیں	ان پر	اور ہے اللہ	تم جو کچھ کرتے ہو اُسے	دیکھنے والا

اس کے بعد کہ تمہیں ان پر فتح مند کیا اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے دیکھنے والا ہے۔

۲۴ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ
عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم
بِبَطْنِ مَكَّةَ بِالْحُدَيْبِيَةِ
مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ
فَإِنَّ ثَمَانِينَ مِنْهُمْ طَافُوا بِعَسْكَرِكُمْ
لِيُصِيبُوا مِنكُمْ فَأُخِذُوا وَأُتِيَ
بِهِمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَعَفَا عَنْهُمْ وَخَلَّى سَبِيلَهُمْ
فَكَانَ ذَٰلِكَ سَبَبَ الصُّلْحِ وَ
كَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ
بَصِيرًا ○ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ
أَيْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا
بِذَٰلِكَ

۲۴ اور اللہ وہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے بطن مکہ یعنی حدیبیہ میں بعد اس کے کہ تم کو اللہ نے فتح دی تھی ان پر (بیان اس کا یہ ہے کہ کفار میں سے اسّی آدمی تمہارے لشکر کے گرد پھرے تاکہ تم پر قابو پائیں پس وہ پکڑے گئے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا گیا پس آپ نے ان کو معاف کیا اور چھوڑ دیا۔ پس ہوا سبب یہی صلح کا۔
اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو اور یا وہ کرتے ہیں۔

تشریح

۲۴ اللہ نے مصلحتاً دونوں کو بھڑنے سے روکا | اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت یہ تھی کہ دونوں فریق اس وقت آپس میں نہ بھڑیں حالاں کہ مکے کے مشرکین کی کچھ ٹولیاں حدیبیہ پہنچی تھیں کہ موقع پاکر حضورؐ کو شہید کردیں یا اکیلے دوکیلے مسلمان کو پریشان کریں چنانچہ انھوں نے کچھ چھیڑ چھاڑ کی اور ایک مسلمان کو قتل بھی کردیا اور بھڑکانے والی باتیں کہتے پھرے مسلمانوں نے ان کو زندہ گرفتار کرکے نبیؐ کی خدمت میں پیش کیا حضورؐ نے ان کو معاف کردیا۔ اس وقت شہر مکہ سے قریب اگر تم چاہتے تو انتقام لے سکتے تھے۔ ایک طرف ان کی شرارتیں تھیں دوسری طرف آپ کا عفو و تحمل تھا۔ اللہ تو یہ سب دیکھ رہے تھے اور اس کی حکمت اور مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ اس وقت دونوں کے ٹکراؤ کو روکا جائے۔

هُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

هُمُ	الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	وَصَدُّوْکُمْ	عَنِ	الْمَسْجِدِ
وہ۔ یہ	جنھوں نے کفر کیا	اور تمہیں روکا	سے	مسجد

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجدِ حرام سے

الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْکُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ

الْحَرَامِ	وَالْهَدْیَ	مَعْکُوْفًا	اَنْ یَّبْلُغَ	مَحِلَّهٗ
حرام	اور قربانی کے جانور	رُکے ہوئے	کہ وہ پہنچے	اپنا مقام

روکا اور رُکے ہوئے قربانی کے جانوروں کو ان کے مقام پر پہنچنے سے روکا

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ

وَلَوْلَا	رِجَالٌ	مُّؤْمِنُوْنَ	وَنِسَآءٌ	مُّؤْمِنٰتٌ	لَّمْ
اور اگر نہ	کچھ مرد	مومن (جمع)	اور عورتیں	مومن (جمع)	نہیں

اور اگر (شہر مکہ) میں کچھ مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتیں (تو ہم تمہیں قتال کی اجازت دیتے) تم انھیں نہ

تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِیْبَکُمْ مِّنْهُمْ

تَعْلَمُوْهُمْ	اَنْ	تَطَئُوْهُمْ	فَتُصِیْبَکُمْ	مِّنْهُمْ
تم جانتے انھیں	کہ	تم ان کو پامال کر دیتے	پس تمہیں پہنچ جاتا	ان سے

جانتے تھے کہ تم انھیں پامال کر دیتے۔ پس ان سے تمہیں پہونچ جاتا

مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ

مَّعَرَّةٌ	بِغَیْرِ عِلْمٍ	لِیُدْخِلَ	اللّٰهُ	فِیْ	رَحْمَتِهٖ
ضرر۔ نقصان	نادانستہ	تاکہ داخل کرے	اللہ	فی	اپنی رحمت

نقصان نادانستہ (تاخیر اس لئے ہوئی) تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں

مَنْ یَّشَآءُ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ

مَنْ یَّشَآءُ	لَوْ تَزَیَّلُوْا	لَعَذَّبْنَا	الَّذِیْنَ
جسے وہ چاہے	اگر وہ جدا ہو جاتے	البتہ ہم عذاب دیتے	ان لوگوں کو

داخل کرے اگر وہ جدا ہو جاتے تو ہم عذاب دیتے

كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿٢٥﴾

أَلِيْمًا	عَذَابًا	مِنْهُمْ	كَفَرُوْا
دردناک	عذاب	ان میں سے	جو کافر ہوئے

ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب

﴿٢٥﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَيْ عَنِ الْوُصُوْلِ إِلَيْهِ وَالْهَدْيَ مَعْطُوْفٌ عَلَى كُمْ مَعْكُوْفًا مَحْبُوْسًا حَالٌ أَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ أَيْ مَكَانَهُ الَّذِيْ يُنْحَرُ فِيْهِ عَادَةً وَهُوَ الْحَرَمُ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۤءٌ مُّؤْمِنٰتٌ مَوْجُوْدُوْنَ بِمَكَّةَ مَعَ الْكُفَّارِ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ بِصِفَةِ الْاِيْمَانِ أَنْ تَطَئُوْهُمْ أَيْ تَقْتُلُوْهُمْ مَعَ الْكُفَّارِ لَوْ أُذِنَ لَكُمْ فِي الْفَتْحِ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِنْ هُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ أَيْ اِثْمٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ مِنْكُمْ بِهٖ وَضَمَائِرُ الْغَيْبَةِ لِلصِّنْفَيْنِ بِتَغْلِيْبِ الذُّكُوْرِ وَجَوَابُ لَوْلَا مَحْذُوْفٌ أَيْ لَأُذِنَ لَكُمْ

﴿٢٥﴾ وہی ہیں جو کافر ہوئے۔ اور تم کو مسجد حرام تک پہنچنے سے روکا۔

اور ہدی روکا ان کے ذبح ہونے کی جگہ سے کہ وہ حرم میں نہ پہنچیں۔

اور اگر نہ ہوتے مرد ایمان والے اور عورتیں ایمان والی کہ جن کو تم نہیں جانتے کہ یہ مسلمان ہیں

یعنی کافروں کے ساتھ ان کو بھی قتل کر ڈالتے اگر تم کو اجازت دی جاتی فتح کی

سو اس قتل سے تم سے گناہ سرزد ہوتا لاعلمی میں تو البتہ تم کو اجازت دی جاتی فتح کی

فِي الْفَتْحِ لٰكِنْ لَمْ يُؤْذَنْ	ولیکن تم کو اجازت نہ دی گئی۔
فِيهِ حِينَئِذٍ لِيُدْخِلَ	تاکہ داخل کرے اللہ اپنی رحمت میں جس کو
اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ	چاہے یعنی مومنین مذکورین کو۔
كَالْمُؤْمِنِينَ الْمَذْكُورِينَ	
لَوْ تَزَيَّلُوا تَمَيَّزُوا عَنِ	اگر وہ مسلمان مرد اور عورتیں کافروں سے جُدی
الْكُفَّارِ لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ	ہوجاتے توہم اس وقت سخت عذاب کرتے ان
كَفَرُوا مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ	لوگوں کو جو کافر ہوئے مکہ والوں میں سے بایں
مَكَّةَ حِينَئِذٍ بِأَنْ نَأْذَنَ	طور کہ تم کو اجازت دیدے فتح کی۔
لَكُمْ فِي فَتْحِهَا عَذَابًا	
أَلِيمًا ۝ مُؤْلِمًا	

تشریح

(۲۵) حدیبیہ میں جنگ روکنے کی حکمت اور مصلحت | دونوں جماعتوں کا کردار اللہ کے سامنے تھا۔ ایک طرف وہ کفار تھے جو سراسر زیادتی کررہے تھے، انھوں نے عمرہ کرنے سے روکا، قربانی کے اونٹوں کو قربانی کی جگہ نہ پہنچنے دیا۔

دوسری طرف وہ اہل ایمان تھے جو بے چون وچرا رسول کی اطاعت کررہے تھے اور خلوص وبے نفسی کے ساتھ دین حق کے لئے سر دھڑکی بازی لگانے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔

اس صورتِ حال کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہیں اور اسی وقت ان نافرمانوں کی سرکوبی کرادی جاتی مگر اللہ کی ایک حکمت اور مصلحت تھی جس کی وجہ سے اللہ نے دونوں کے ہاتھ ایک دوسرے کی طرف بڑھنے سے روک دیئے۔

وہ مصلحت یہ تھی کہ مکے میں بہت سے مرد وزن موجود تھے جو ایمان لاچکے تھے مگر ابھی انھوں نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہ کیا تھا۔ دوسرے ایسے لوگ بھی تھے جو کھلم کھلا اسلام لاچکے تھے مگر اپنی بے بسی کی وجہ سے ہجرت نہ کرسکتے تھے اور دشمنوں کے ظلم وستم کا شکار ہورہے تھے۔

اگر جنگ ہوتی توایک تو یہ لوگ نادانستگی میں مارے جاتے، دوسرے مکے میں خوں ریزی ہوتی اور کعبے کی بے ادبی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ مزید جن لوگوں کو اسلام میں آنا ہے وہ آجائیں اور مکہ بغیر خوں ریزی کے پُرامن طور پر فتح ہوجائے۔ اس لئے مکے میں رہنے والے مسلمانوں کی برکت سے یہ جنگ ٹال دی گئی۔

دوبرس کی صلح میں جتنے مسلمان ہونے تھے ہمسلمان ہوگئے اور جتنے لوگ مکے سے نکلنے والے تھے وہ نکل کر آگئے اور دوسال کے اندر اندر بغیر کسی مزاحمت کے مکہ مکرمہ فتح ہوگیا ـــــ یہ تھا خوش گوار نتیجہ صلح حدیبیہ کا جس کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین کا عنوان دیا۔

اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ

اِذْ جَعَلَ	الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	فِیْ قُلُوْبِهِمُ	الْحَمِیَّةَ	حَمِیَّةَ
جب کی	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	اپنے دلوں میں	ضد	ضد

جب کافروں نے اپنے دِلوں میں ضِد کی، ضد (ہٹ)

الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى

الْجَاهِلِیَّةِ	فَاَنْزَلَ اللّٰهُ	سَكِیْنَتَهٗ	عَلٰى رَسُوْلِهٖ	وَعَلَى
زمانۂ جاہلیت	تو اللہ نے اتاری	اپنی تسلی	اپنے رسول ﷺ پر	اور پر

زمانۂ جاہلیت کی تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر اور مومنوں پر اپنی

الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ

الْمُؤْمِنِیْنَ	وَاَلْزَمَهُمْ	كَلِمَةَ	التَّقْوٰى	وَكَانُوْٓا	اَحَقَّ
مومنین	اور ان پر لازم فرمادیا	بات	تقویٰ	اور وہ تھے	زیادہ حقدار

تسلی اتاری اور انھیں لازم فرمایا (قائم رکھا) تقویٰ کی بات پر اور وہی

ع ٣ ٩ ١١

بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿٢٦﴾ ع

بِهَا	وَاَهْلَهَا	وَكَانَ	اللّٰهُ	بِكُلِّ + شَیْءٍ	عَلِیْمًا
اس کے	اور اس کے اہل	اور ہے	اللہ	ہر شے کو	جاننے والا

اس کے زیادہ حقدار اور اس کے اہل تھے اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

(٢٦) اِذْ جَعَلَ مُتَعَلِّقٌ بِعَذَّبْنَا
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَاعِلٌ
فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ
اَلْاَنَفَةَ مِنَ الشَّیْءِ حَمِیَّةَ
الْجَاهِلِیَّةِ بَدَلٌ مِنَ
الْحَمِیَّةِ وَهِیَ صَدُّهُمُ
النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(٢٦) جب کر کیا کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت جاہلیت سے حمیت جاہلیہ کو (مراد حمیت جاہلیت سے روکنا ان کا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو مسجد حرام سے)

وَاَصْحَابَهُ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى اَنْ يَعُوْدُوْا مِنْ قَابِلٍ وَلَمْ يَلْحَقْهُمْ مِنَ الْحَمِيَّةِ مَا لَحِقَ الْكُفَّارَ حَتّٰى يُقَاتِلُوْهُمْ وَاَلْزَمَهُمْ اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَلِمَةَ التَّقْوٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاُضِيْفَ اِلَى التَّقْوٰى لِاَنَّهَا سَبَبُهَا وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْكُفَّارِ وَاَهْلَهَا عَطْفُ تَفْسِيْرٍ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○ اَيْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ وَمِنْ مَعْلُوْمِهٖ تَعَالٰى اَنَّهُمْ اَهْلُهَا

سو اُتاری اللہ نے اپنی رحمت اپنے رسول اور ایمان والوں پر پس صلح کی انھوں نے کافروں سے اس بات پر کہ ہم اگلے سال آئیں گے یہ حق تعالیٰ کی رحمت تھی کہ مسلمانوں کو یہ ضد اور حمیت نہ ہوئی کہ واپس نہ ہوں اور لڑیں جیسا کہ کفار کو یہ ضد ہوئی کہ اس سال مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو دآنے دیا۔ اور ایمان والوں کو ثابت رکھا کلمہ توحید پر یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر۔ (کلمہ توحید کو کلمہ تقویٰ اس لئے فرمایا کہ یہ کلمہ سبب تقویٰ کا ہے۔) اور ایمان والے زیادہ مستحق تھے اس کلمہ توحید کے جو اُن کو دیا گیا، کافروں سے اور اہل ایمان اہل کلمۂ توحید تھے۔ اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ہمیشہ سے اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ مومنین زیادہ مستحق ہیں ساتھ اس کلمہ کے۔

تشریح

(۲٦) مخالفین کی نادانی اور ہٹ، اور مسلمانوں کی اطاعت اور ادب | اہل مکہ کی یہ نادانی اور ہٹ تھی کہ محض اپنی ناک کی خاطر جان بوجھ کر ایک غلط بات پر اڑے رہے اور مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا اور یہ سمجھا کہ اگر محمد م اتنی بڑی جماعت کے ساتھ مکے میں داخل ہوگئے تو پورے عرب میں ہماری بے عزتی ہوجائے گی۔

اور پھر یہ ضد کی کہ مسلمان بغیر عمرہ کئے واپس چلے جائیں، اگلے سال عمرہ کرنے آئیں تو تین دن سے زیادہ مکے میں نہ ٹھیریں۔ کھلے ہتھیار نہ لے کر آئیں۔ اور یہ ضد کی کہ صلح نامے میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نہ لکھا جائے اور محمد رسول اللہ، کے بجائے صرف محمد بن عبداللہ لکھا جائے۔

آں حضرت م نے یہ سب باتیں قبول کیں اور مسلمانوں نے اضطراب کے باوجود رسول اللہ م کے اس ارشاد کے سامنے سر جھکا دیا اور آخر اس فیصلے پر ان کے دل مطمئن ہوگئے۔

اہل ایمان اللہ سے ڈر کر نافرمانی سے بچے اور اللہ کے گھر کا احترام ملحوظ رکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا وہ دنیا میں خدائے واحد کے سچے پرستار اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حامل تھے۔

حقیقی توحید یہی ہے کہ اپنے مالک کا حکم سن کر عزت و ذلت کے سارے خیالات ایک طرف رکھ دئے جائیں۔ یہی وہ تقویٰ ہے جس کے علم بردار اہل ایمان تھے۔ حدیث میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو کلمۃ التقویٰ فرمایا ہے۔ اور بے شک اللہ کے علم میں وہ اس اعزاز کے مستحق اور اہل تھے کہ اللہ نے ان کو رسول اللہ م کی صحبت اور اپنے دین کی نصرت کے لئے منتخب فرما لیا تھا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ

لَقَدْ صَدَقَ	اللّٰهُ	رَسُوْلَهُ	الرُّءْيَا	بِالْحَقِّ	لَتَدْخُلُنَّ
یقیناً سچا دکھایا	اللہ	اپنے رسولؐ کو	خواب	حقیقت کے مطابق	البتہ تم ضرور داخل ہوگے

یقیناً اللہ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب حقیقت کے مطابق دکھایا کہ اللہ نے چاہا تو تم ضرور

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ

الْمَسْجِدَ	الْحَرَامَ	اِنْ	شَآءَ اللّٰهُ	اٰمِنِيْنَ	مُحَلِّقِيْنَ	رُءُوْسَكُمْ
مسجد	حرام	اگر	اللہ نے چاہا	امن و امان کے ساتھ	منڈاتے ہوئے	اپنے سر

مسجد حرام میں داخل ہوگے امن و امان کے ساتھ (کچھ) اپنے سر منڈاتے ہوئے

وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ

وَمُقَصِّرِيْنَ	لَا تَخَافُوْنَ	فَعَلِمَ	مَا لَمْ تَعْلَمُوْا	فَجَعَلَ
اور کترواتے ہوئے	تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا	پس اس نے معلوم کرلیا	جو تم نہیں جانتے	پس کردی اس نے

(کچھ) بال کترواتے ہوئے تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا پس اس نے معلوم کرلیا جو تم نہیں جانتے تھے، پس اس نے کردی

مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

مِنْ + دُوْنِ	ذٰلِكَ	فَتْحًا	قَرِيْبًا
اس سے ورے (پہلے)	اس	ایک فتح	قریب

اس (فتح مکہ) سے پہلے ہی ایک قریبی فتح۔

﴿۲۷﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ
الرُّءْيَا بِالْحَقِّ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ
قَبْلَ خُرُوْجِهٖ اَنَّهٗ يَدْخُلُ مَكَّةَ
هُوَ وَاَصْحَابُهٗ اٰمِنِيْنَ وَيُحَلِّقُوْنَ وَ
يُقَصِّرُوْنَ فَاَخْبَرَ بِذٰلِكَ اَصْحَابَهٗ
فَفَرِحُوْا فَلَمَّا خَرَجُوْا مَعَهٗ وَصَدَّهُمُ
الْكُفَّارُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَجَعُوْا وَشَقَّ
عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ وَرَابَ بَعْضُ الْمُنَافِقِيْنَ
نَزَلَتْ وَقَوْلُهٗ بِالْحَقِّ مُتَعَلِّقٌ بِصَدَقَ

﴿۲۷﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ الخ بے شک اللہ نے اپنے پیغمبر کو سچے خواب دکھلائے (قصہ اس آیت کے نازل ہونے کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا سال حدیبیہ میں قبل اس کے آپ مکہ کے ارادہ سے نکلے، یہ کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکہ میں داخل ہوں گے امن و اطمینان کے ساتھ اور سر منڈوائیں گے اور بال کتروائیں گے سو آپ نے اس کی خبر اپنے اصحاب کو کی پس وہ اس کو سن کر خوش ہوئے پھر جب آپ کے ساتھ صحابہ بارادہ مکہ معظمہ نکلے اور کفار نے سب کو حدیبیہ میں روک لیا اور سب کے سب واپس آئے اور صحابہ کو یہ امر گراں گزرا اور بعض منافقین کو شک پیدا ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی) وہ خواب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا یہ ہے کہ البتہ

أَوْ حَالٌ مِنَ الرُّؤْيَا وَمَا بَعْدَهَا تَفْسِيْرٌ لَهَا لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لِلتَّبَرُّكِ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُؤُسَكُمْ أَيْ جَمِيْعَ شُعُوْرِهَا وَمُقَصِّرِيْنَ أَيْ بَعْضَ شُعُوْرِهَا وَهُمَا حَالَانِ مُقَدَّرَتَانِ لَا تَخَافُوْنَ أَبَدًا فَعَلِمَ فِي الصُّلْحِ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا مِنَ الصَّلَاحِ فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ أَيِ الدُّخُوْلِ فَتْحًا قَرِيْبًا ○ هُوَ فَتْحُ خَيْبَرَ وَتَحَقَّقَتِ الرُّؤْيَا فِي الْعَامِ الْقَابِلِ

تم لوگ داخل ہوگے مسجد حرام میں انشاء اللہ امن و اطمینان سے۔

درآں حالیکہ منڈوانے والے ہوں گے تمام بال سروں کے اور کترواتے والے ہوں گے سر کے بعض بالوں کو اس حال میں کہ کہیں تم کو کچھ خوف پیش نہ آوے گا۔ سو اللہ نے اپنے پیغمبر کو صلح کا حکم اس لئے دیا کہ جان لیا صلح ان سے کرنے میں اس مصلحت کو جو تم نے نہ جانا پس ظاہر کیا مکہ میں داخل ہونے سے پہلے فتح قریب کو ا مراد اس سے خیبر کی فتح ہے اور تصدیق خواب کی اگلے سال ہوئی۔

تشریح

(۲۷) نبیؐ کے خواب کی تعبیر: انبیاء کرام کے خواب سچے ہوتے ہیں اور وہ بمنزلہ وحی کے ہوتے ہیں۔ نبیؐ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپؐ نے یہ خواب مسلمانوں سے بیان کیا اور عمرے کا ارادہ کرلیا۔ اس خواب کی تعبیر اگلے سال ذیقعدہ ۷ھ میں اللہ تعالیٰ نے دکھادی۔ آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ عمرہ کیا جو عمرۃ القضاء کے نام سے مشہور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسی خواب کی تعبیر کا ذکر کیا ہے کہ وہ خواب جو ہم نے دکھایا تھا بالکل سچا تھا ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا جیسا خواب میں دکھایا گیا تھا ویسا ہی ہوگا اور انشاء اللہ تم پورے امن کے ساتھ مسجد حرام میں ضرور داخل ہوگے، عمرہ کروگے، اپنے سر منڈواؤ گے جس کی زیادہ فضیلت ہے یا قصر کرواؤ گے یعنی بال ترشواؤ گے۔ حج اور عمرے میں بال ترشوانا جائز ہے اگرچہ فضیلت حلق کرانے یعنی سر منڈوانے کی ہے اسی لئے آیت میں پہلے سر منڈانے کا ذکر ہے اور اس کے بعد بال ترشوانے کا۔

اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا تم اطمینان کے ساتھ عمرہ ادا کروگے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتے تھے جسے تم نہیں جانتے تھے اس لئے خواب کی تعبیر سے پہلے اس نے یہ قریبی فتح صلح حدیبیہ اور پھر فتح خیبر تمہیں عطا فرمادی۔

آیت میں ان شاء اللہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماکر یہ بتایا ہے کہ تمہارا عمرہ کرنا اور اس سال مخالفین کا عمرے سے روکنا یہ سب اللہ کی مشیت سے ہے۔ اللہ نے چاہا کہ تم اس سال عمرہ نہ کرو، اور اس نے یہ چاہا کہ تم اگلے سال ۷ھ میں عمرہ کرو۔ یہ سب اللہ کی مشیت ہے۔ اگر اس کی مشیت نہ ہو اور اس کی قدرت کا اشارہ نہ ہو تو کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اپنے زور سے کچھ کرسکے۔

اللہ تعالیٰ نے جو خواب میں دکھایا وہ سچا تھا اس کی تعبیر بھی سامنے آگئی خواب میں یہ نہیں دکھایا تھا کہ عمرہ اسی سال ہوگا بعض اہل ایمان کے دل میں خلش تھی اور یہ کھٹک ہورہی تھی کہ دکھایا تو یہ گیا تھا کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کیا ہے مگر یہاں تو ہم عمرہ کئے بغیر ہی واپس جارہے ہیں۔ بتادیا گیا کہ یہ وعدہ پورا ضرور ہوگا، اس سال نہیں اگلے سال، اور وہ پورا ہوا۔

هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ

لِيُظۡهِرَهٗ	الۡحَقِّ	وَدِيۡنِ	بِالۡهُدٰى	رَسُوۡلَهٗ	الَّذِىٓ اَرۡسَلَ	هُوَ
تاکہ اسے غالب کردے	حق	اور دین	ہدایت کے ساتھ	اپنا رسول	جس نے بھیجا	وہ

وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو بھیجا ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے تمام

عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ؕ ﴿۲۸﴾

شَهِيۡدًا	بِاللّٰهِ	كَفٰى	وَ	كُلِّهٖ	الدِّيۡنِ	عَلَى
گواہ	اللہ	کافی ہے	اور	تمام	دین	پر

دینوں پر غالب کردے اور اللہ گواہ کافی ہے۔

۲۸ هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ اَىۡ دِيۡنِ الۡحَقِّ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ عَلٰى جَمِيۡعِ بَاقِى الۡاَدۡيَانِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ○ اِنَّكَ مُرۡسَلٌ بِمَا ذُكِرَ كَمَا قَالَ تع

۲۸ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور سچے دین کے تاکہ غالب کرے اس دین مستقیم کو تمام مذاہب پر۔
اور تیرے پیغمبر ہونے پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

تشریح

۲۸ نبیؐ کی بعثت کا مقصد | نبیؐ کی بعثت اور تشریف آوری کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کا دین دنیا میں ایک عملی اور زندہ نظام کی حیثیت سے قائم اور برپا ہو جائے۔

اسی کے لئے محنت ہو، اسی کے لئے جدوجہد ہو، اسی کے لئے کوشش ہو۔ جینا اسی کے لئے ہو اور مرنا اسی کے لئے ہو۔ جان و مال سب کچھ اس راستے میں کھپا دیا جائے۔

مذکورہ آیت یعنی سورۂ فتح آیت ۲۸ کا مضمون قرآن مجید میں دو جگہ اور آیا ہے۔ سورۂ توبہ آیت ۳۳ اور سورۂ صف آیت ۹ جس میں لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ کے بعد ہے، وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ۔ (چاہے یہ بات مشرکین کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔)

صلح حدیبیہ میں جس وقت صلح نامہ لکھا جا رہا تھا اس وقت مکّے کے مخالفین نے آں حضرتؐ کے اسم گرامی کے ساتھ رسول اللہ لکھنے پر اعتراض کیا تھا اور ان کے اصرار پر حضورؐ نے خود معاہدے کی تحریر سے یہ الفاظ مٹا دئے تھے۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہمارے رسول کا رسول ہونا تو ایک حقیقت ہے اور اس کے حقیقت ہونے پر ہماری شہادت ہی کافی ہے کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا مگر ان کی خواہش کے برخلاف اس ہدایت اور سچے دین کو اللہ تعالیٰ پوری جنس دین پر غالب کرکے رہے گا چاہے یہ روکنے والے کتنا بھی زور لگالیں۔

ظاہری اعتبار سے بھی یہ دین شان و شوکت کے ساتھ صدیوں تک حکومت کرتا رہا اور آئندہ بھی کرے گا اور حجت اور دلیل کے اعتبار سے یہ دین ہمیشہ غالب رہا ہے اور رہے گا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي

مُحَمَّدٌ	رَّسُوْلُ اللّٰهِ	وَالَّذِيْنَ	مَعَهٗٓ	اَشِدَّاۗءُ	عَلَي
محمدؐ	اللہ کے رسول	اور جو لوگ	ان کے ساتھ	بڑے سخت	پر

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر

الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

الْكُفَّارِ	رُحَمَاۗءُ	بَيْنَهُمْ	تَرٰىهُمْ	رُكَّعًا	سُجَّدًا
کافروں	رحم دل	آپس میں	تو انھیں دیکھے گا	رکوع کرتے	سجدہ ریز ہوتے

بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تو انھیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدہ ریز ہوتے

يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ

يَّبْتَغُوْنَ	فَضْلًا	مِّنَ اللّٰهِ	وَرِضْوَانًا	سِيْمَاهُمْ
وہ تلاش کرتے ہیں	فضل	اللہ سے۔ کا	اور رضامندی	ان کی علامت

وہ تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی، ان کی علامت ان کے

فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ

فِيْ	وُجُوْهِهِمْ	مِّنْ	اَثَرِ + السُّجُوْدِ	ذٰلِكَ	مَثَلُهُمْ
میں	ان کے چہروں	سے	سجدوں کا اثر	یہ	ان کی مثال (صفت)

چہروں میں سجدوں کے اثر (نشانات) ہیں یہ ان کی صفت

فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ

فِي التَّوْرٰىةِ	وَمَثَلُهُمْ	فِي الْاِنْجِيْلِ	كَزَرْعٍ	اَخْرَجَ
توریت میں	اور ان کی مثال (صفت)	انجیل میں	جیسے ایک کھیتی	اس نے نکالی

توریت میں (مذکور) ہے اور ان کی یہ صفت انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنی

شَطْـــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ

شَطْـَٔهٗ	فَاٰزَرَهٗ	فَاسْتَغْلَظَ	فَاسْتَوٰى	عَلٰي + سُوْقِهٖ	يُعْجِبُ
اپنی سوئی	پھر اسے قوی کیا	پھر وہ موٹی ہوئی	پھر وہ کھڑی ہوگئی	اپنی جڑ (نال) پر	وہ بھلی لگتی ہے

سوئی نکالی پھر اسے قوی کیا پھر وہ موٹی ہوئی پھر وہ اپنی نال پر کھڑی ہوئی وہ کسانوں کو

الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

الزُّرَّاعَ	لِيَغِيظَ	بِهِمُ	الْكُفَّارَ	وَعَدَ اللّٰهُ	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
کسان (جمع)	تاکہ غصہ میں لائے	ان سے	کافروں	وعدہ کیا اللہ نے	ان سے جو ایمان لائے

بھلی لگتی ہے تاکہ ان کافروں کو غصہ میں لائے (ان کے دل جلائے) اللہ نے وعدہ کیا ہے ان سے جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ ع ۴ ۳ ۱۲

وَعَمِلُوْا + الصّٰلِحٰتِ	مِنْهُمْ	مَغْفِرَةً	وَ	اَجْرًا	عَظِيْمًا
اور انھوں نے اعمال کیے اچھے	ان میں سے	مغفرت	اور	اجر	عظیم

اور انھوں نے اچھے عمل کیے مغفرت اور اجر عظیم کا۔

(٢٩) مُحَمَّدٌ مُبْتَدَأٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَبَرُهُ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَىْ اَصْحَابُهٗ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ اَشِدَّآءُ
عَلَى الْكُفَّارِ لَا يَرْحَمُوْنَهُمْ
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ خَبَرٌ ثَانٍ اَىْ
مُتَعَاطِفُوْنَ مُتَوَادُّوْنَ كَالْوَالِدِ
مَعَ الْوَلَدِ تَرٰىهُمْ تُبْصِرُهُمْ رُكَّعًا
سُجَّدًا حَالَانِ يَبْتَغُوْنَ مُسْتَانِفٌ
يَطْلُبُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
سِيْمَاهُمْ عَلَامَتُهُمْ مُبْتَدَأٌ فِىْ
وُجُوْهِهِمْ خَبَرُهٗ وَهِىَ نُوْرٌ وَّبَيَاضٌ
يُعْرَفُوْنَ بِهٖ فِى الْاٰخِرَةِ اَنَّهُمْ
سَجَدُوْا فِى الدُّنْيَا مِّنْ اَثَرِ
السُّجُوْدِ مُتَعَلِّقٌ بِمَا تَعَلَّقَ بِهِ
الْخَبَرُ اَىْ كَائِنَةً وَّاُعْرِبَ حَالًا
مِنْ ضَمِيْرِهِ الْمُنْتَقِلِ اِلَى الْخَبَرِ
ذٰلِكَ اَىِ الْوَصْفُ الْمَذْكُوْرُ مَثَلُهُمْ
صِفَتُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ مُبْتَدَأٌ وَّ
خَبَرُهٗ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ
مُبْتَدَأٌ خَبَرُهٗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ

(٢٩) محمدؐ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور ان کے ہمراہی جو ایمان لائے۔

کافروں پر سخت ہیں ان پر رحم نہیں کرتے۔ آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور الفت رکھتے ہیں جیسے باپ بیٹے کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

تو ان کو دیکھے کہ رکوع وسجدہ کرنے والے ہیں اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں ہیں۔

ان کا نشان ان کے چہروں پر ہے سجدوں کے اثر سے۔ یعنی روشنی اور سفیدی جس سے وہ قیامت کے دن پہچانے جائیں گے کہ انھوں نے دنیا میں سجدہ کیا۔

یہ جو ان کا وصف مذکور ہوا توریت میں اسی طرح مذکور ہے۔

اور انجیل میں ان کی یہ مثال بیان کی گئی ہے کہ جیسے کھیتی اپنی شاخ کو زمین سے نکالے پھر اس کو سخت اور مضبوط

شَطْأَهُ بِسُكُوْنِ الطَّاءِ وَفَتْحِهَا
فِرَاخَهُ فَآزَرَهُ بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ
قَوَّاهُ وَأَعَانَهُ فَاسْتَغْلَظَ غَلُظَ
فَاسْتَوٰى قَوِيَ وَاسْتَقَامَ عَلٰى
سُوْقِهٖ أُصُوْلِهٖ جَمْعُ سَاقٍ يُعْجِبُ
الزُّرَّاعَ أَيْ زُرَّاعَهُ لِحُسْنِهٖ مَثَلُ
الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِذٰلِكَ
لِأَنَّهُمْ بَدَؤُا فِيْ قِلَّةٍ وَضُعْفٍ
فَكَثُرُوْا وَقَوُوْا عَلٰى أَحْسَنِ الْوُجُوْهِ
لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ مُتَعَلِّقٌ
بِمَحْذُوْفٍ دَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهُ أَيْ
شُبِّهُوْا بِذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ
أَيِ الصَّحَابَةِ لِبَيَانِ الْجِنْسِ لَا
لِلتَّبْعِيْضِ لِأَنَّ كُلَّهُمْ بِالصِّفَةِ
الْمَذْكُوْرَةِ مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا
عَظِيْمًا ○ الْجَنَّةَ وَهُمَا
لِمَنْ بَعْدَهُمْ أَيْضًا فِيْ
آيَاتٍ

کرے جس سے وہ سخت اور برابر ہوجاوے اور

سیدھی اپنی ساق پر کھڑی رہے۔
کھیتی کرنے والے کو بھلی لگے۔
یہ مثال صحابہ رض کی ہے کہ جو ابتدا میں تھوڑے
اور ضعیف تھے۔ پھر وہ زیادہ ہوئے اور پوری
قوت اچھی طرح ان کو حاصل ہوئی۔
یہ مثال صحابہ کی اس لئے بیان ہوئی کہ کافروں
کو غیظ و غضب میں ڈالے۔

وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور
نیک عمل کئے، ان میں سے بخشش اور اجر عظیم کا۔
یعنی جنت کا۔ (مراد ان سے جمیع صحابہ ہیں اور بخشش
ومغفرت کا وعدہ تابعین و تبع تابعین اور ان کے
بعد کے لوگوں کے لئے بھی ہے جس کا بیان
دوسری آیتوں میں ہے۔

تشریح

(۲۹) آں حضرت ؐ کے تمام صحابہ کی صفات | اللہ کے رسول حضرت محمدؐ اور وہ سب لوگ جو آپؐ کے ساتھ ہیں آپ کے نیک طینت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کی اعلیٰ درجے کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ۔

○ وہ اپنے ایمان کی پختگی، اصول کی مضبوطی، سیرت کی طاقت، اور ایمانی فراست کی وجہ سے دشمنوں کے مقابلے میں پتھر کی چٹان کی طرح ہیں نہ انھیں ڈرایا جاسکتا ہے نہ خریدا جاسکتا ہے نہ ان کو اس مقصد عظیم سے ہٹایا جاسکتا ہے جس کے لئے وہ سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔

○ دشمنوں کے مقابلے میں سخت ہونے کے باوجود اہل ایمان کے لئے وہ نرم، رحیم و شفیق، ہمدرد و غم گسار ہیں مقصد اتحاد نے ان میں باہم محبت، ہم رنگی اور سازگاری پیدا کردی ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

○ تم ان کے چہروں پر خدا ترسی، کریم النفسی، شرافت اور حسن اخلاق کے وہ آثار دیکھو گے جو اللہ کے آگے جھکنے کی وجہ سے آدمی کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ ان کی مقدس صفات چہرے الگ سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کی یہ صفت تورات میں بیان ہوئی ہے۔

○ انجیل میں ان کی مثال یہ دی گئی ہے کہ خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے پھر وہ پتی اور بالیں نکالے، پھر بالوں میں دانے تیار ہو جائیں اور وہ کھیتی اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے اور پک جائے۔ کھیتی کرنے والوں کو وہ خوش نما لگتی ہے۔

اسی طرح اللہ کا دین ایک شخص سے شروع ہوا اور دیکھتے دیکھتے مضبوطی کے ساتھ جم گیا جس کی جڑیں گہری زمین کے اندر ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہوئیں۔ ہر موسم میں پھل دیتا ہوا اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہوا۔

ع یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اسی سورۂ فتح کی آیت ۵ میں ارشاد ہوا ہے "تاکہ اللہ مومن مردوں اور عورتوں کو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرمائے"

اسی سورت کی آیت ۱۸ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔"

اسی سورت کی آیت ۲۶ میں ارشاد ہوا کہ "اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی اور مومنوں کو تقویٰ کی بات کا پابند رکھا کہ وہی اس کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے"

اسی طرح آیت ۲۹ کے فقرے حضرت محمد رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کی شان میں ہیں۔ اس لئے اس آیت میں یعنی آیت ۲۹ میں وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ میں مِنْهُمْ کا مِنْ بیان کے لئے ہے یعنی حضور کے تمام ساتھی اور آپ کے اصحاب کرام یہ اعلیٰ درجے کی صفات رکھتے تھے۔

۴۹

اَلْحُجُرَاتُ

ترتیب تلاوت	۴۹	ترتیب نزول	۱۰۶
مکی / مدنی	مدنی	تعداد رکوعات	۲
تعداد آیات	۱۸	تعداد الفاظ	۳۵۰
تعداد حروف	۱۵۱۲		

○ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝
یہ اس سورت کی آیت ۴ ہے اس میں لفظ " الحجرات " کو لے کر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے یعنی وہ سورت جس میں الحجرات کا لفظ آیا ہے۔

○ معاشرت کے آداب کے متعلق مختلف احکام اس سورت میں جمع کر دیئے گئے ہیں ـــــ اور معاشرت کے متعلق اکثر احکام وہ ہیں جو مدینہ طیبہ کے آخری دور میں نازل ہوئے ہیں۔

○ ۹ھ میں بنی تمیم کا ایک وفد نبی ﷺ سے ملاقات کے لئے آیا تھا اور اس نے ازواج مطہرات کے حجروں کے باہر کھڑے ہو کر نبی ﷺ کو پکارنا شروع کر دیا تھا۔ ان کی یہ نا سمجھی اور ان کا اس طرح پکارنا اس کا ذکر اس سورت کی آیت ۴ میں کیا گیا ہے۔

○ اس سورت کی آیت ۶ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کا واقعہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے

ولید بن عقبہ کو جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے قبیلہ بنی مصطلق سے (اور ایک روایت میں ہے بنی وقیع سے) زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے روانہ فرمایا۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو قاصد رسول کے اعزاز میں استقبال کے لئے بستی سے باہر آئے اس قوم میں اور قاصد کی قوم میں زمانہ جاہلیت سے دشمنی چلی آرہی تھی۔ یہ شخص یعنی ولید خوف زدہ ہوئے اور سمجھے کہ یہ لوگ میرے قتل کے لئے آرہے ہیں۔ دیکھ کر واپس چلے گئے اور مدینہ آکر نبی ؐ سے عرض کیا کہ انھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا اور مجھے مار ڈالنے پر تُل گئے۔

حضورؐ اس پر غضبناک ہوئے اور آپؐ نے ان کے خلاف فوجی مہم روانہ کردی۔ قریب تھا کہ ٹکراؤ کا حادثہ پیش آجاتا کہ بنی مصطلق کے سرداروں کو بروقت علم ہوگیا اور انھوں نے مدینہ آکر عرض کیا کہ یہ صاحب تو ہمارے پاس آئے ہی نہیں ہم تو منتظر رہے کہ کوئی آکر ہم سے زکوٰۃ وصول کرے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ملاحظہ ہو، الاستیعاب جلد ۲ ص ۶۰۳ - منہاج السنۃ النبویہ جلد ۳ ص ۱۷۶

مطبع امیریہ مصر ۱۳۲۲ھ

(نیز تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ تفہیم المسلم جزء ۱ ص ۴۱)

○ اس سورت کی شروع کی پانچ آیتوں میں ان آداب کی تعلیم دی گئی ہے جو اہل ایمان کو اللہ اور رسول کے معاملے میں ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ آیت ۶ میں بتایا گیا ہے کہ کسی خبر پر پوری تحقیق کے بغیر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔

○ اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اختلاف ہوجائے اور وہ آپس میں اُلجھ پڑیں تو ان میں صلح صفائی کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

○ مسلمانوں کو ان برائیوں سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے جن سے باہمی تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور ان کی معاشرتی زندگی منتشر ہوتی ہے۔ جیسے ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، طنز و طعن کرنا، کسی کے برے نام رکھنا، بدگمانی کرنا، غیبت کرنا، دوسروں کے حالات کی کھود کرید کرنا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو خود بھی گناہ ہیں اور معاشرے کو فاسد کرتی ہیں۔

○ قومی اور نسلی امتیازات جن کی وجہ سے دنیا میں فساد ہوتا ہے ان پر کاری ضرب لگائی ہے اور بتایا ہے کہ اللہ کے نزدیک فضیلت اور برتری کا معیار قبیلے اور خاندان نہیں ہیں بلکہ صرف اخلاقی پاکیزگی اللہ کے یہاں برتری کا معیار ہے۔

○ اور اخیر میں اس بات پر خبردار کیا گیا ہے کہ ایمان کا زبانی دعویٰ کوئی معنیٰ نہیں رکھتا اگر اس میں اخلاص نہ ہو اخلاص کے بغیر اللہ کے یہاں ایمان قابل قبول نہیں ہے۔

اٰیَاتُهَا ۱۸	۴۹۔ سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶	فِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	لَا تُقَدِّمُوْا	بَيْنَ يَدَيْ + اللّٰهِ
اے	جولوگ ایمان لائے (مومن)	نہ آگے بڑھو	اللہ کے سامنے - آگے

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے نہ

وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا

وَرَسُوْلِهٖ	وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اِنَّ اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ	يٰٓاَيُّهَا
اور اس کا رسول	اور ڈرو اللہ سے	بے شک اللہ	سننے والا	جاننے والا	اے

بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	لَا تَرْفَعُوْٓا	اَصْوَاتَكُمْ	فَوْقَ	صَوْتِ	النَّبِيِّ
مومنو	نہ اونچی کرو	اپنی آوازیں	اوپر۔ پر	آواز	نبی ﷺ

مومنو! نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ

وَلَا تَجْهَرُوْا	لَهٗ	بِالْقَوْلِ	كَجَهْرِ	بَعْضِكُمْ	لِبَعْضٍ	اَنْ
اور نہ زور سے بولو	اس کے سامنے	گفتگو میں	جیسے بلند آواز	تمہارے بعض (ایک)	بعض (دوسرے) سے	کہیں

اور ان کے سامنے زور سے نہ بولو، جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز میں گفتگو کرتے ہو، کہیں

تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ②

تَحْبَطَ	اَعْمَالُكُمْ	وَاَنْتُمْ	لَا تَشْعُرُوْنَ
اکارت ہوجائیں	تمہارے عمل	اور تم	نہ جانتے (خبر بھی) ہو

تمہارے عمل اکارت (نہ) ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ مَدَنِيَّةٌ
ثَمَانِيْ عَشَرَ آيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا
مِنْ قَدَّمَ بِمَعْنٰى تَقَدَّمَ اَيْ
لَا تَتَقَدَّمُوْا بِقَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ بَيْنَ
يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ الْمُبَلِّغِ
عَنْهُ اَيْ بِغَيْرِ اِذْنِهِمَا وَاتَّقُوا
اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ لِقَوْلِكُمْ
عَلِيْمٌ ○ بِفِعْلِكُمْ نَزَلَتْ فِيْ
مُجَادَلَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْ تَاْمِيْرِ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ
اَوِ الْقَعْقَاعِ ابْنِ مَعْبَدٍ وَنَزَلَ فِيْمَنْ
رَفَعَ صَوْتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا
اَصْوَاتَكُمْ اِذَا نَطَقْتُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ اِذَا نَطَقَ
وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ
اِذَا نَاجَيْتُمُوْهُ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ بَلْ
دُوْنَ ذٰلِكَ اِجْلَالًا لَهٗ
اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○
اَيْ خَشْيَةَ ذٰلِكَ بِالرَّفْعِ
وَالْجَهْرِ الْمَذْكُوْرَيْنِ
وَنَزَلَ فِيْمَنْ كَانَ
يَخْفِضُ صَوْتَهُ عِنْدَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سورۂ حجرات مدنی ہے اس میں اٹھارہ آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

(۱) یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ الخ اے ایمان والو کسی قول فعل میں اللہ اور اس کے رسول سے جو اس کے احکام پہنچانے والا ہے بدون ان کے حکم کے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہاری بات سننے والا، تمہارے افعال کو جاننے والا ہے

یہ آیت اس بارہ میں نازل ہوئی کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں باہم خلاف اور نزاع پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اقرع بن حابس کے امیر بنانے میں یا قعقاع بن معبد کے۔ ابوبکر کہتے تھے کہ اقرع کو حاکم بنائیں اور عمر کہتے تھے کہ قعقاع کو۔ اس میں یہ آیت نازل ہوئی اور جس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز بلند کی اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی

(۲) یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الخ اے ایمان والو جب تم بولو تو اپنی آوازوں کو پیغمبر صاحب کی آواز پر بلند نہ کرو جب وہ کلام کریں اور جب تم ان سے مشورہ کرو تو ان سے اتنا پکار کر نہ بولو جیسے تم باہم ایک دوسرے سے پکار کر بولتے ہو بلکہ اس سے پست کرو بوجہ آپ کی تعظیم کے۔

ایسا نہ ہو کہ اس آواز کے بلند کرنے اور پکار کر بات کرنے سے تمہارے عمل باطل ہو جاویں
اور تم کو خبر نہ ہو۔

اور نازل ہوئی ان لوگوں کے بارے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز کو پست کرتے تھے جیسے ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہ یہ آیت

وَسَلَّمَ کَأَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

تشریح

(۱) اللہ اوراس کے رسول کے حکم کو بے چون وچرا دل سے تسلیم کرو | انفرادی ہوں یا اجتماعی جملہ معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم مقدم ہے اپنی خواہشات اور جذبات کو اللہ اور رسول کے احکام کے تابع بناؤ نہ کہ احکام الٰہی کو اپنے جذبات کے تابع کرو۔

مسلمانوں کا جماعتی نظام اسی صورت میں مضبوط اور مستحکم ہوسکتا ہے کہ اپنی شخصی رائے اور اعتراض کو اللہ اور رسول کے احکام کے تابع بنادیا جائے اور اس فرماں برداری میں خوفِ خدا اور مکمل اخلاص ہونا چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔ اللہ تم دل میں چھپی ہوئی نیت اور ارادے کو بھی جانتے ہیں۔ اس لئے معیار تقویٰ یہ ہے کہ بلا پس وپیش اللہ اور رسول کے احکام کی تابعداری کی جائے۔

یہ اسلامی آئین کی بنیادی دفع ہے جس کی پابندی ہر ایک پر لازم ہے۔ قانون سازی کے معاملے میں یہ بات متفق علیہ ہے کہ اولین ماخذ اللہ کی کتاب اور اس کے بعد رسول اللہ ؐ کی سنت ہے۔

(۲) رسول اللہ ؐ کی عظمت اور آپ کا مقام | ایمان کا پہلا فطری اور لازمی نتیجہ حضور ؐ کی توقیر، تعظیم، احترام اور ادب ہے اور ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ حضور ؐ کی مجلس میں شور وشغب نہ ہو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف ہو کر ترخ کر بات کرتے ہو۔ حضور ؐ کے خلاف یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے۔ آپ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے تعظیم اور احترام کے لہجے میں ادب اور شائستگی کے ساتھ۔ جیسے ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، ایک لائق شاگرد اپنے استاد سے اور ایک ملازم اپنے افسر سے بات کرتا ہے۔ پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے بڑھ کر ہے۔ حضور ؐ کی نافرمانی حکم عدولی، حضور ؐ کی رائے کو پس پشت ڈال دینا یہ تو بڑی دور کی بات ہے جس کے معصیت ہونے میں کوئی کلام نہیں ___، یہ بھی سوء ادب ہے کہ حضرت محمد ؐ کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کیا جائے۔ اس پر تنبیہ کی گئی ہے کہ صرف اس سوء ادب اور بے احتیاطی سے تمام کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا، سب اعمال اکارت اور سب نیکیاں برباد ہو جائیں گی اور تمہیں معلوم تک نہ ہوگا کہ تم نے اس بے احتیاطی سے کیا کچھ کھو دیا ہے۔ تم کیسے عظیم نقصان اور خسارے سے دوچار ہو گئے ہو۔ اس لئے کہ تم اس مغالطے میں رہو گے کہ ہم نے کوئی حکم عدولی تو نہیں کی ______ کسی معصیت کا ارتکاب تو ہم سے نہیں ہوا ہے۔

حضور ؐ کی وفات کے بعد حضور ؐ کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی ادب چاہیئے اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو تو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے۔

آپ ؐ کے خلفاء علماء ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہیئے تاکہ جماعتی نظام قائم رہے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت سے فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عظمت ہے اور آپ ؐ کا کیا مقام ہے آپ کا احترام دراصل اس خدا کا احترام ہے جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

إِنَّ	الَّذِينَ	يَغُضُّونَ	أَصْوَاتَهُمْ	عِندَ	رَسُولِ اللَّهِ	أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ
بیشک	جو لوگ	پست رکھتے ہیں	اپنی آوازیں	نزدیک	اللہ کا رسول	یہ وہ لوگ	جو۔ جن

بیشک جو لوگ اللہ کے رسول ص کے نزدیک (سامنے) اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے

امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ③

امْتَحَنَ	اللَّهُ	قُلُوبَهُمْ	لِلتَّقْوَىٰ	لَهُم	مَّغْفِرَةٌ	وَ	أَجْرٌ	عَظِيمٌ
آزمایا ہے	اللہ	ان کے دل	پرہیزگاری کے لئے	ان کے لئے	مغفرت	اور	اجر	عظیم

دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے آزمایا ہے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے

③ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ
عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
امْتَحَنَ اللَّهُ اَخْتَبَرَ قُلُوبَهُمْ
لِلتَّقْوَىٰ ۚ اَیْ لِتَظْهَرَ مِنْهُمْ
لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝
اَلْجَنَّةُ۔ نَزَلَ فِیْ قَوْمٍ جَاءُوْا
وَقْتَ الظَّهِيْرَةِ وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَنْزِلِهٖ
فَنَادَوْهُ

③ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ الخ بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست کرتے ہیں وہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو تقوی کے لئے آزمایا تاکہ ان سے پرہیزگاری ظاہر ہو ان کے لئے بخشش ہے اور بڑا اجر یعنی جنت۔
اور نازل ہوئی ان لوگوں کے بارے میں جو دوپہر کے وقت آئے اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان کے اندر تھے پس پکارا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، یہ آیت

تشریح

③ رسول ص کا احترام دل کے تقوی کی علامت ہے | جو لوگ نبی ص کی مجلس میں تواضع اور احترام کا لحاظ رکھتے ہیں اور نبی ص کی آواز سے اپنی آواز نیچی رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں تقوی ہے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں اللہ کے رسول ص کا احترام نہیں ہے اس کے دل میں تقوی بھی نہیں ہے قرآن مجید کی سورۂ حج میں اللہ تع نے فرمایا۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ (آیت ۳۲ پارہ ۱۷)

(جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقوی سے ہے۔)

حضرت شاہ ولی اللہ رح اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ چار چیزیں اللہ کے بڑے شعائر میں سے ہیں۔ قرآن، پیغمبر، کعبہ مکرمہ، نماز۔ ان کی تعظیم وہی کرے گا جس کے دل میں تقوی ہو ۔۔۔۔ جب حضور ص کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا ادب کے خلاف ہے تو اندازہ کیجئے کہ آپ کے ارشادات سننے کے بعد ان کے خلاف آواز اٹھانا کس درجہ گناہ ہوگا۔

اگر اخلاص اور حق شناسی کے ساتھ دین کے شعائر کا احترام بھی کرے گا تو اس کی برکت سے خطائیں معاف ہوں گی اور اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ

الْحُجُرَاتِ	مِن وَرَآءِ	يُنَادُونَكَ	الَّذِينَ	إِنَّ
حجروں	باہر سے	آپ کو پکارتے ہیں	جو لوگ	بیشک

بے شک جو لوگ آپ کو پکارتے ہیں حجروں کے باہر سے

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ④

لَا يَعْقِلُونَ	أَكْثَرُهُمْ
عقل نہیں رکھتے	ان میں سے اکثر

ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

④ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ حُجُرَاتُ نِسَائِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمْعُ حُجْرَةٍ وَهِيَ مَا يُحْجَرُ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ بِحَائِطٍ وَنَحْوِهِ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَادَى خَلْفَ حُجْرَةٍ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَعْلَمُوهُ فِي أَيِّهَا مُنَادَاةَ الْأَعْرَابِ بِغِلْظَةٍ وَجَفَاءٍ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○ فِيمَا فَعَلُوهُ مَحَلَّكَ الرَّفِيعَ وَمَا يُنَاسِبُهُ مِنَ التَّعْظِيمِ

④ بے شک جو لوگ تم کو حجروں سے باہر پکارتے ہیں اکثر ان میں سے تمہارے مرتبہ کی بلندی اور تعظیم مناسب شان کے نہیں جانتے۔ اس لئے ایسا کرتے ہیں (مراد حجروں سے آپ کی ازواجِ مطہرات کے حجرے ہیں جو لوگ آپ کو پکارنے آئے تھے انھوں نے یہ کیا ہر ایک نے ان میں سے ایک ایک حجرے کے پاس کھڑے ہو کر آپ کو پکارا کیوں کہ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کون سے حجرے میں ہوں گے اور پکارا سختی اور تیزی سے جیسے کہ گاؤں والے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔

تشریح

④ باہر کھڑے ہو کر آوازیں لگانا تہذیب کے خلاف ہے | اسلام نے معاشرت کے جو طور و طریق اور آداب سکھلائے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب کسی سے ملاقات کے لئے جاؤ تو اس کو اطلاع دے دو یا جیسا آج کل کے زمانے میں گھنٹی کا رواج ہے گھنٹی بجا دو اور انتظار کرو۔ اگر وہ کسی کام میں مشغول نہ ہوگا اور ملنا چاہے گا تو ملاقات کرلے گا ورنہ انتظار کر کے واپس چلے جاؤ اور نہ ملنے پر بُرا مت مانو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی ایسے کام میں مشغول ہو جس کو چھوڑا نہ جاسکتا ہو۔

آیت مذکورہ میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہے کہ بنی تمیم کے لوگ آپ سے ملنے کے لئے آئے، حضورؐ اپنے حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ لوگ ازواج مطہرات کے حجروں یا مکانوں کے پاس کھڑے ہو کر زور سے آوازیں لگانے لگے کہ۔ يَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَيْنَا۔ (اے محمد! باہر آیئے۔)

یہ انداز ناسمجھی اور اور بے تہذیبی کا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ ناسمجھ اور غیر مہذب ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ

وَلَوْ	اَنَّهُمْ	صَبَرُوْا	حَتّٰى	تَخْرُجَ	اِلَيْهِمْ
اور اگر	وہ	صبر کرتے	یہاں تک کہ	آپ نکل آتے	ان کے پاس

اور وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ (خود) ان کے پاس نکل آتے۔

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤

لَكَانَ	خَيْرًا	لَّهُمْ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
البتہ ہوتا	بہتر	ان کے لئے	اور اللہ	بخشنے والا	مہربان

تو ان کے لئے البتہ بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِنْ	جَاۗءَكُمْ	فَاسِقٌۢ
اے	جو لوگ	ایمان لائے	اگر	آئے تمہارے پاس	کوئی فاسق۔ بدکردار

اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی بدکار آئے

بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ

بِنَبَاٍ	فَتَبَيَّنُوْٓا	اَنْ	تُصِيْبُوْا	قَوْمًۢا	بِجَهَالَةٍ
خبر لے کر	توخوب تحقیق کرلیا کرو	کہیں	تم ضرر پہنچاؤ	کسی قوم کو	نادانی سے

خبر لے کر، توخوب تحقیق کرلیا کرو، کہیں نادانی سے تم کسی قوم کو ضرر پہنچاؤ

فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥

فَتُصْبِحُوْا	عَلٰي	مَا	فَعَلْتُمْ	نٰدِمِيْنَ
پھر ہو	پر	جو	تم نے کیا (اپنا کیا)	نادم

پھر تمہیں اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

⑤ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا اَنَّهُمْ فِيْ
مَحَلِّ رَفْعٍ بِالْاِبْتِدَاءِ وَقِيْلَ
فَاعِلٌ لِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ اَيْ ثَبَتَ
حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ

⑤ اور بے شک اگر وہ صبر کرتے۔

یہاں تک کہ تم خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان

خَيْرًا لَّهُمْ ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ لِمَنْ تَابَ مِنْهُمْ وَنَزَلَ فِي الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَقَدْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ مُصَدِّقًا فَخَافَهُمْ لِتِرَةٍ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَرَجَعَ وَقَالَ إِنَّهُمْ مَنَعُوا الصَّدَقَةَ وَهَمُّوْا بِقَتْلِهِ فَهَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَزْوِهِمْ فَجَاءُوْا مُنْكِرِيْنَ مَا قَالَهُ عَنْهُمْ

کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اس پر جو ان میں سے توبہ کرے۔
اور نازل ہوئی ولید بن عقبہ کے بارے میں حال یہ کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے پاس صدقہ لینے کو بھیجا۔ اس کو ان سے خوف ہوا بسبب دشمنی اور مخالفت کے جو ان میں اور ولید میں تھی۔ پس وہ واپس آ گیا اور حضرت سے آ کر عرض کیا کہ بنی مصطلق نے صدقہ دینے سے انکار کیا اور میرے قتل کا قصد کیا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ سو وہ لوگ آئے انکار کرنے والے اس امر کی جو ولید نے ان کی طرف سے آ کر کہا۔ اس پر یہ نازل ہوئی

(۶) يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ خَبَرٍ فَتَبَيَّنُوْا صِدْقَهُ مِنْ كَذِبِهِ وَفِي قِرَاءَةٍ فَتَثَبَّتُوْا مِنَ الثَّبَاتِ أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا مَفْعُوْلٌ لَهُ أَيْ خَشْيَةَ ذٰلِكَ بِجَهَالَةٍ حَالٌ مِنَ الْفَاعِلِ أَيْ جَاهِلِيْنَ فَتُصْبِحُوْا تَصِيْرُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ مِنَ الْخَطَاءِ بِالْقَوْمِ نٰدِمِيْنَ ○ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ عَوْدِهِمْ إِلٰى بِلَادِهِمْ خَالِدًا فَلَمْ يَرَ فِيْهِمْ إِلَّا الطَّاعَةَ وَالْخَيْرَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

(۶) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ الخ
اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لاوے پس ظاہر دیکھ لو اس کے سچ کو جھوٹ سے۔ ایک قراۃ میں ہے فَتَثَبَّتُوْا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی خبر کو خوب ثابت کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ بسبب جہالت کے تم کسی قوم کو آزار پہنچاؤ پس ندامت اٹھاؤ اپنے فعل سے اور

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لوٹنے کے بعد ان کے شہر میں خالد کو بھیجا سو اس نے ان لوگوں میں فرماں برداری اور بہتری ہی دیکھی پس خبر دی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی۔

تشریح

⑤ ملاقات کے آداب | انھیں چاہئیے تھا کہ کسی کی زبانی اندر اطلاع کراتے اور آپ کے باہر تشریف لانے تک صبر کرتے جب آپ باہر تشریف لاکر ان کی طرف متوجہ ہوتے اس وقت خطاب کرنا چاہئیے تھا۔ ایسا کیا جاتا تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور یہ قابل تعریف بات ہوتی۔ تاہم ناسمجھی اور نادانستگی سے اگر اتفاقاً کوئی ایسی بات ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اس کو بخشنے والے ہیں۔

آپ کی صحبت میں رہ کر جن لوگوں نے اسلامی آداب اور تہذیب و تمیز سیکھ لی تھی وہ آپ کے اوقات کا ہمیشہ لحاظ رکھتے تھے وہ جانتے تھے کہ آپ دین کے کام میں کس قدر مصروف رہتے ہیں اور ان تھکا دینے والی مصروفیات میں کچھ وقت آپ کو آرام کے لئے اور کچھ وقت خانگی زندگی کے لئے بھی چاہئیے۔ اس لئے وہ آپ سے ملاقات کے لئے اسی وقت حاضر ہوتے تھے جب آپ باہر تشریف فرما ہوں، یا پھر آپ کے باہر آنے کا انتظار کرتے تھے۔

اسلام نے جو معاشرتی آداب سکھلائے ہیں ان میں ملاقات کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ آدمی جب کسی سے ملنے کے لئے جائے تو یہ دیکھے کہ یہ وقت اس کے آرام اور مصروفیت کا تو نہیں ہے اور اطلاع دے کر انتظار کرے۔ اور اگر ملاقات نہ ہو سکے تو واپس جانے سے بُرا نہ مانے۔

خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں صحابہ کرام ان تمام باتوں کا بڑا لحاظ رکھتے تھے کہ کوئی ایسا رویہ اختیار نہ کریں جو آپؐ کے لئے تکدر کا باعث ہو۔ دراصل حضور ؐ کی تعظیم اور محبت وہ مرکزی نقطہ ہے جس پر پوری ملت کی قوتیں اور جذبات جمع ہو جاتے ہیں اور یہی وہ ایمانی رشتہ ہے جس پر اسلامی اخوت کا نظام قائم ہے۔

اس لئے جس طرح صحابہ کرام حضورؐ کی خدمت میں حاضری کے آداب کا لحاظ رکھتے تھے آپ کے بعد بزرگانِ دین سے ملاقات میں ان آداب کا ان کے مرتبے اور مصروفیات کے مطابق لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اور اس آیت سے یہی نتائج ہمارے سامنے آتے ہیں۔

⑥ ہر سنی سنائی بات پر اعتبار مت کرو | اس واقعہ کی تفصیل سورت کے آغاز میں آچکی ہے کہ اس آیت کا تعلق ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ ہے یہ صاحب فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے حضور نبی کریم ؐ نے ان کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے قبیلہ بنی مصطلق کی بستی میں بھیجا تھا۔ ان دونوں قبیلوں کے درمیان پرانی دشمنی تھی۔ بنی مصطلق کے لوگ یہ سن کر کہ نبی ؐ کے سفیر آرہے ہیں استقبال کے لئے بستی سے باہر آئے۔ انھوں نے دور سے لوگوں کو جمع دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ میرے اوپر حملہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں، واپس چلے گئے اور جا کر نبی ؐ سے عرض کیا کہ انھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور مجھے مارنے کے لئے جمع ہو گئے۔

نبی ؐ یہ بات سن کر ناراض ہوئے ان کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمایا۔ اور قریب تھا کہ ٹکراؤ ہو جائے کہ بنی مصطلق کے لوگوں کو بروقت خبر ہوئی اور ان کے سردار حارث بن ضرار (یہ ام المومنین حضرت جویریہؓ کے والد ہیں۔) انھوں نے نبی ؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ صاحب تو ہمارے پاس آئے ہی نہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا کہ اسلامی معاشرے میں بغیر تحقیق کے افواہوں پر یقین نہ کیا جائے۔ اچھی طرح چھان بین کرلی جائے تاکہ حقیقت واقعہ معلوم ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔

اہم معاملات میں ہر سنی سنائی بات پر یقین کرلینا اور اس کو دوسرے سے نقل کر دینا بذات خود جھوٹا ہونے کی دلیل ہے اس لئے اسلام نے اس کو سختی سے روکا ہے کہ کوئی اہم بات بغیر مکمل چھان بین کے آگے مت بڑھاؤ۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ

وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	فِيْكُمْ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	لَوْ يُطِيْعُكُمْ	فِيْ	كَثِيْرٍ	مِّنَ
اور جان رکھو	کہ	تمہارے درمیان	اللہ کا رسول	اگر وہ تمہارا کہا مانیں	میں	اکثر	میں سے

اور جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ اکثر کاموں میں تمہارا کہا

الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ

الْاَمْرِ	لَعَنِتُّمْ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	حَبَّبَ	اِلَيْكُمُ	الْاِيْمَانَ	وَزَيَّنَهٗ
کاموں	البتہ تم ایذا میں پڑو	اور لیکن	اللہ	محبت دی	تمہیں	ایمان کی	اور اسے آراستہ کردیا

مانیں تو تم ایذا میں پڑجاؤ، لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دی، اور اسے تمہارے دلوں

فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ

فِيْ	قُلُوْبِكُمْ	وَكَرَّهَ	اِلَيْكُمُ	الْكُفْرَ	وَ	الْفُسُوْقَ
میں	تمہارے دل (جمع)	اور ناپسند کردیا	تمہارے سامنے	کفر	اور	گناہ

میں آراستہ (مزین) کردیا، اور تمہارے سامنے ناپسند کردیا کفر اور گناہ کو

وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾

وَالْعِصْيَانَ	اُولٰۗىِٕكَ	هُمُ	الرّٰشِدُوْنَ
اور نافرمانی	یہی لوگ	وہ	ہدایت پانے والے

اور نافرمانی کو، یہی لوگ (راہ) ہدایت پانے والے ہیں۔

﴿۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ
اللّٰهِ فَلَا تَقُوْلُوا الْبَاطِلَ
فَاِنَّ اللّٰهَ يُخْبِرُهٗ بِالْحَالِ لَوْ
يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ
الَّذِيْ تُخْبِرُوْنَ بِهٖ عَلٰى
خِلَافِ الْوَاقِعِ فَرَتَّبَ عَلٰى ذٰلِكَ
مُقْتَضَاهُ لَعَنِتُّمْ لَاَثِمْتُمْ
دُوْنَهٗ اِثْمَ التَّسَبُّبِ اِلَى الْمُرَتَّبِ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ

﴿۷﴾ اور جانو تم کہ بے شبہ تم میں اللہ کے پیغمبر ہیں سو تم کوئی بات
تم نہ کہو پس بے شک اللہ اس کو خبر دے گا تمہارے
حال کی۔ اگر وہ تمہارا کہنا مانے بہت سی باتوں
میں کہ جن کی تم اس کو خبر دو خلاف واقع کی پس مرتب
ہو اس پر ثمرہ اس کا تو تم گنہگار رہو گے نہ وہ کہ سبب
اس کا تم ہوئے۔

ولیکن اللہ نے پسند کیا تمہارے لئے ایمان کو اور تمہارے دل میں

وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ اِسْتِدْرَاكٌ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى دُوْنَ اللَّفْظِ لِاَنَّ مَنْ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ عِبَارَتُهُ صِفَتُهُ صِفَةُ مَنْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ

ایمان کی محبت دی اور اچھا کیا۔ اور برائی ڈالی تمہارے دلوں میں کفر اور فسق اور نافرمانی کی۔

حاصل یہ ہے کہ جس کے دل میں ایمان کی محبت ہوتی ہے وہ ایسا کام نہیں کرتا کہ خلافِ واقعہ خبر دیوے اور مسلمانوں میں ناحق فساد ڈالے۔

أُولٰٓئِكَ هُمُ فِيهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ الرّٰشِدُوْنَ ۝ اَلثَّابِتُوْنَ عَلٰى دِيْنِهِمْ

یہ ہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر سے نفرت ہے کہ اپنے دین پر ثابت رہنے والے ہیں۔

تشریح

(۷) اپنی خواہش کو حق کا تابع بناؤ | حق، حق ہے اس کو اپنی رائے کے تابع نہیں بنانا چاہیئے۔ سورۂ مومنون میں ارشاد ہوا ہے
وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (رکوع ۴ آیت ۷۱ پ ۱۸)
(اور حق اگر کہیں ان کی خواہشات کے پیچھے چلتا تو زمین اور آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔)
عام طور پر لوگوں کی روش یہ ہوتی ہے کہ جو شخص ان سے حق بات کہتا ہے وہ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ حقیقت اور ان کی خواہش کے درمیان اگر اختلاف ہے تو یہ قصور حقیقت کا نہیں بلکہ ان کے اپنے نفس کا ہے۔ ہونا یہ چاہیئے کہ اپنے خیالات، خواہشات اور طرزِ عمل کو حقیقت کے مطابق بنایا جائے نہ کہ حقیقت کو توڑ مروڑ کر اپنی خواہش کے تابع کیا جائے اگر ایسا کیا جائے گا تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔
ولید بن عقبہ کی دی ہوئی اطلاع پر نبیؐ اقدام کرنے میں متامل تھے مگر بعض لوگوں نے اصرار کیا کہ فوراً چڑھائی کرنی چاہیئے۔ اس پر تنبیہ کی گئی ہے کہ تم یہ بھول نہ جاؤ کہ تمہارے درمیان رسول اللہؐ موجود ہیں جو تمہاری مصلحتوں کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے مومنین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی۔ ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔ آج اگر حضور ہمارے درمیان نہیں ہیں تو حضورؐ کی تعلیم موجود ہے اور آپؐ کے علوم کے وارث علمائے کرام موجود ہیں۔
آیتِ مذکورہ میں خطاب دو طرح کے لوگوں سے ہے لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْاَمْرِ (اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لے) اس میں روئے سخن ان لوگوں کی طرف ہے جو بنی مصطلق پر چڑھائی کے لئے اصرار کر رہے تھے۔ اور وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ (مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دے دی۔) میں روئے سخن عام صحابہ کی طرف ہے جو ہمیشہ اطاعت کی روش پر قائم رہتے تھے اور اپنی رائے پر اصرار کرنے کی جسارت کبھی نہ کرتے تھے۔
جنھوں نے اپنی رائے پر اصرار کیا ان کے دلوں میں بھی ایمان کی محبت تھی مگر وقتی طور پر ان سے یہ پہلو اوجھل ہو گیا کہ رسول اللہؐ کی موجودگی میں انھیں اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۸ وَاِنْ

فَضْلًا	مِّنَ اللّٰهِ	وَنِعْمَةً	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ	وَاِنْ
فضل	اللہ سے۔کے	اور نعمت	اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا	اور اگر

اللہ کے فضل اور نعمت سے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور اگر

طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ

طَآئِفَتٰنِ	مِنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	اقْتَتَلُوْا	فَاَصْلِحُوْا	بَيْنَهُمَا	فَاِنْ
دو گروہ	سے۔کے	(جمع) مومن	باہم لڑ پڑیں	تو صلح کرادو تم	ان دونوں کے درمیان	پھر اگر

مومنوں کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں، تو تم ان دونوں کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر

بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى

بَغَتْ	اِحْدٰىهُمَا	عَلَى + الْاُخْرٰى	فَقَاتِلُوْا	الَّتِيْ	تَبْغِيْ	حَتّٰى
زیادتی کرے	ان دونوں میں ایک	دوسرے پر	تو تم لڑو	اس سے جو	زیادتی کرتا ہے	یہاں تک

زیادتی کرے ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر تو تم اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ

تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ

تَفِيْٓءَ	اِلٰٓى	اَمْرِ اللّٰهِ	فَاِنْ فَآءَتْ	فَاَصْلِحُوْا	بَيْنَهُمَا	بِالْعَدْلِ
رجوع کرے	طرف	حکم الٰہی	پھر اگر جب وہ رجوع کرے	تو صلح کرادو تم	ان دونوں کے درمیان	عدل کے ساتھ

وہ حکم الٰہی کی طرف رجوع کرے، پھر جب وہ رجوع کرلے تو تم ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو

وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹

وَاَقْسِطُوْا	اِنَّ	اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُقْسِطِيْنَ
اور تم انصاف کیا کرو	بیشک	اللہ	دوست رکھتا ہے	انصاف کرنے والے

اور تم انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۸ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ مَصْدَرٌ مَّنْصُوْبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ اَيْ اَفْضَلَ وَنِعْمَةً مِّنْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِهِمْ حَكِيْمٌ ○ فِيْ اِنْعَامِهِمْ عَلَيْهِمْ

۸ یہ اللہ کا فضل اور انعام ان پر ہے اور اللہ ان کا حال جاننے والا حکمت والا ہے کہ ان پر انعام فرمایا۔

۹ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ قَضِيَّةٍ هِيَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا وَمَرَّ عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ

۹ اور اگر دو جماعت مسلمانوں کی آپس میں لڑ پڑیں صلح کروادو ان میں۔ یہ آیت اس قصہ میں نازل ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمار پر سوار ہو کر ابن ابی منافق کے پاس کو

فَبَالَ الْحِمَارُ فَسَدَّ اِبْنُ اُبَیٍّ اَنْفَهٗ فَقَالَ اِبْنُ رَوَاحَةَ وَاللّٰهِ لَبَوْلُ حِمَارِهٖ اَطْيَبُ رِيْحًا مِنْ مِسْكِكَ فَكَانَ بَيْنَ قَوْمَيْهِمَا ضَرْبٌ بِالْاَيْدِيْ وَالنِّعَالِ وَالسَّعَفِ اِقْتَتَلُوْا جَمْعٌ نَظَرًا اِلَى الْمَعْنٰى لِاَنَّ كُلَّ طَائِفَةٍ جَمَاعَةٌ وَقُرِئَ اِقْتَتَلَتَا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ثَنّٰى نَظَرًا اِلَى اللَّفْظِ فَاِنْ بَغَتْ تَعَدَّتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ تَرْجِعَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ اَلْحَقِّ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ بِالْاِنْصَافِ وَاَقْسِطُوْا اِعْدِلُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

گزرے آپ کے حمار نے پیشاب کیا ابن ابی منافق نے اپنی ناک بند کرلی اس پر ابن رواحہ نے کہا کہ قسم اللہ کی آپ کے حمار کے پیشاب کی بُو تیرے مُشک سے عمدہ ہے اس پر ان دونوں کی قوم آپس میں لڑنے لگی اور ایک دوسرے کو مارنے لگا ہاتھوں اور جوتوں اور کھجور کی شاخوں سے

فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ الخ

پھر اگر زیادتی کرے ایک گروہ ان میں سے دوسرے گروہ پر تو تم مقاتلہ کرو اس گروہ سے جو زیادتی کرے یہاں تک کہ وہ رجوع کرے امر حق کی طرف سب۔ سو اگر وہ گروہ حق کی توجہ کرے تو صلح کرو ادائیں انصاف سے اور عدل کرو بے شبہ اللہ دوست رکھتا ہے عدل کرنے والوں کو۔

تشریح

(۸) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اس کا فضل اور نعمت ہے | اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اللہ کی بڑی نعمت ہے اس کا فضل اور احسان ہے یہ نعمت عظمیٰ وہ جس کو بھی دیتا ہے حکمت کی بنا پر اور اس علم کی بنا پر دیتا ہے کہ وہ اس کا مستحق ہے اور اس میں اس کی استعداد موجود ہے۔

(۹) مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے | حق کے اوپر قائم رہنے حق کے اوپر متفق ہونے اور اس کے لئے تمام پیش بندیوں کے باوجود اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں الجھ جائیں اور ان میں اختلاف ہو جائے تو پوری کوشش کرو کہ یہ اختلاف دور ہو جائے۔ ملت کے دو گروہ آپس لڑ رہے ہوں تو مسلمانوں کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ بیٹھے لڑائی کا تماشا دیکھتے رہیں بلکہ اس افسوس ناک صورت حال کو دور کرنے کے لئے اہل ایمان کو بے چین ہو جانا چاہیئے اور جو کوشش بھی بس میں ہو وہ سب کرنی چاہئیں۔ با اثر لوگ فریقین کے ذمہ داروں سے ملیں، اختلاف کے اسباب معلوم کریں اور مصالحت کی پوری کوشش کریں۔

اگر مصالحت نہ ہو سکے تو پھر دیکھیں کہ حق پر کون ہے؟ یہ بات کہ حق کس کی طرف ہے ان لوگوں کا کام ہے جو امت میں اپنے علم اور بصیرت کے اعتبار سے تحقیق کرنے کے اہل ہوں پھر جو حق پر ہو اس کا ساتھ دیں اور جو زیادتی کرنے والا ہو اس سے لڑیں اور اس کے خلاف اپنی پوری طاقت استعمال کریں یہاں تک کہ وہ حق کی طرف پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان کے درمیان صلح کرا دو کیوں کہ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

صحیحین (بخاری و مسلم) کی روایت ہے کہ انصار کے دو گروہ اوس اور خزرج کے درمیان ایک وقتی ہنگامہ ہوا۔ آں حضرت ﷺ نے ان کے درمیان صلح کرا دی ــ لیکن آیت میں حکم عام ہے جو لوگ خلیفۂ وقت کے مقابلے میں بغاوت کریں وہ بھی آیت کے اس حکم میں شامل ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا

إِنَّمَا	الْمُؤْمِنُونَ	إِخْوَةٌ	فَأَصْلِحُوا	بَيْنَ	أَخَوَيْكُمْ	وَاتَّقُوا
اس کے سوا نہیں	مومن (جمع)	بھائی	پس صلح کرا دو	درمیان	اپنے بھائی	اور ڈرو

اس کے سوا نہیں کہ سب مومن بھائی (بھائی) ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو اور اللہ

اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ⑩ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ ع ۱ ۱۰ ۱۲

اللَّهَ	لَعَلَّكُمْ	تُرْحَمُونَ	يَا أَيُّهَا	الَّذِينَ + آمَنُوا	لَا يَسْخَرْ
اللہ	تاکہ تم پر	رحم کیا جائے	اے	جو لوگ ایمان لائے (مومن)	نہ مذاق اڑائے

سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے مومنو! (تم سے) ایک گروہ (کچھ مرد) دوسرے

قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا

قَوْمٌ	مِّنْ + قَوْمٍ	عَسَىٰ	أَن يَكُونُوا	خَيْرًا	مِّنْهُمْ	وَلَا
ایک گروہ	(دوسرے) گروہ کا	کیا عجب	کہ وہ ہوں	بہتر	ان سے	اور نہ

گروہ (مردوں) کا مذاق نہ اُڑائیں، کیا عجب! کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ

نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ

نِسَاءٌ	مِّنْ + نِّسَاءٍ	عَسَىٰ	أَن يَكُنَّ	خَيْرًا	مِّنْهُنَّ
عورتیں	عورتوں سے + کا	کیا عجب	کہ وہ ہوں	بہتر	ان سے

عورتیں عورتوں کا (مذاق اڑائیں) کیا عجب! کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ

وَلَا تَلْمِزُوا	أَنفُسَكُمْ	وَلَا تَنَابَزُوا	بِالْأَلْقَابِ
اور نہ عیب لگاؤ	باہم (ایک دوسرے)	اور باہم نہ چڑاؤ	(برے) القاب سے

اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور باہم بُرے القاب سے نہ چڑاؤ (نام نہ بگاڑو)

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن

بِئْسَ	الِاسْمُ	الْفُسُوقُ	بَعْدَ	الْإِيمَانِ	وَمَن
بُرا	نام	گناہ	بعد	ایمان	اور جو جس

ایمان کے بعد گناہ (کا نام) بُرا نام ہے اور جو

لَمْ يَتُبْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪

لَمْ يَتُبْ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الظّٰلِمُوْنَ
توبہ نہ کی (باز نہ آیا)	تو یہی لوگ	وہ	ظالم (جمع)

باز نہ آیا تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

⑩ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فِى الدِّيْنِ
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ اِذَا تَنَازَعَا
وَقُرِئَ اَخَوَاتِكُمْ بِالْفَوْقَانِيَّةِ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ فِى الْاِصْلَاحِ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ○

⑩ بات یہی ہے کہ اہل ایمان آپس میں بھائی ہیں باعتبار دین کے پس صلح کرواپنے دو بھائیوں میں جب کہ وہ لڑیں

اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

⑪ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ
الْاٰيَةُ نَزَلَتْ فِىْ وَفْدِ تَمِيْمٍ حِيْنَ
سَخِرُوْا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ
كَعَمَّارٍ وَصُهَيْبٍ وَالسُّخْرِيَةُ الْاِزْدِرَاءُ
وَالْاِحْتِقَارُ قَوْمٌ اَىْ رِجَالٌ مِّنْكُمْ
مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا
خَيْرًا مِّنْهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا نِسَآءٌ
مِّنْكُمْ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ
يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا
اَنْفُسَكُمْ لَا تَعِيْبُوْا فَتُعَابُوْا
اَىْ لَا يَعِيْبُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلَا
تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ لَا يَدْعُوْا
بَعْضُكُمْ بَعْضًا بِلَقَبٍ يَكْرَهُهٗ
وَمِنْهُ يَا فَاسِقُ يَا كَافِرُ
بِئْسَ الْاِسْمُ اَىِ الْمَذْكُوْرُ
مِنَ السُّخْرِيَةِ وَاللَّمْزِ وَالتَّنَابُزِ
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ بَدَلٌ
مِنَ الْاِسْمِ لِاِفَادَةِ اَنَّهٗ فِسْقٌ
لِتَكَرُّرِهٖ عَادَةً وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ
مِنْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

⑪ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ الخ
یہ آیت نازل ہوئی بنی تمیم کی جماعت میں جبکہ انھوں نے نظر حقارت سے فقراء مسلمین کو دیکھا اور ان کے ساتھ استہزاء کیا جیسے عمار اور صہیب۔ اے ایمان والو چاہیئے کہ استہزاء نہ کرے ایک قوم دوسری قوم سے۔ نزدیک ہے کہ وہ قوم ان سے بہتر ہو اور نہ استہزاء کریں عورتیں دوسری عورتوں سے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عیب لگائے کوئی تم میں سے دوسرے پر۔

اور ایک دوسرے کو برے لقب سے نہ پکارے جیسے یہ کہے اے فاسق اے کافر۔

بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ الخ مسلمانوں کو حقیر سمجھنا اور ان کو طعن کرنا اور برے لقب سے پکارنا برا نام ہے فسق کا ایمان کے بعد (الفسوق بدل ہے الاسم سے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ افعال کرنا فسق کی بات ہے جو عادتاً برا سمجھا جاتا ہے۔) اور جو کوئی اس سے توبہ نہ کرے سو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں۔

تشریح

(۱۰) اسلامی اخوت ایک عالمگیر برادری اگر وقتی طور پر کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تب بھی یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ـــــ پہلی برادری بنیادی طور پر انسانی برادری ہے کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور تمام بنی آدم ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں جس میں انسانی ہمدردی اور ایک دوسرے کے دکھ درد کا احساس یہ تمام چیزیں شامل ہیں۔

پھر انسانی برادری کے بعد اسلامی برادری ہے کہ ایک نظریے، ایک عقیدے اور ایک فکر پر جو لوگ باہم متحد اور متفق ہیں امر اللہ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں ان انسانوں کی برادری اسلامی برادری ہے اور یہ برادری ملک و وطن اور رنگ و نسل کی حدوں کے اندر محدود نہیں ہے بلکہ ایک عالمگیر برادری اور ایک عظیم ملت ہے۔ ملت کے افراد میں کہیں بھی کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو اس اختلاف کو یہ سمجھ کر دور کرو کہ یہ دو بھائیوں کا باہمی اختلاف ہے نہ کہ دو دشمنوں کا۔ اللہ کے رسولؐ نے اخوت اسلامی کی بنیاد پر اسلامی برادری قائم فرمائی اور باہمی مودت و رحمت کے تقاضوں کو اپنے قول و عمل سے قوت عطا فرمائی۔

باہمی اخوت کو نمایاں کرنے والی اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالنے والی احادیث میں سے نبیؐ کے یہ چند قیمتی اور مبارک ارشادات ہم سب کے سامنے رہنے چاہئیں۔

○ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر۔" (بخاری کتاب الایمان۔ مسند احمد میں اسی مضمون کی روایت حضرت سعید بن مالک نے بھی اپنے والد سے نقل کی ہے۔)

○ حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مجھ سے تین باتوں پر بیعت لی تھی۔ ایک یہ کہ نماز قائم کروں گا۔ دوسرے یہ کہ زکوٰۃ دیتا رہوں گا۔ تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔ (بخاری کتاب الایمان)

○ حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا، اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور اس کی تذلیل نہیں کرتا۔ ایک آدمی کے لئے یہی شر بہت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ مسند احمد۔

○ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت حرام ہے۔ (مسلم، کتاب البر و الصلہ، ترمذی، ابواب البر و الصلہ)

○ ایک اور حدیث میں آپؐ کا یہ ارشاد منقول ہوا ہے کہ "مومن ایک دوسرے کے لئے ایک دیوار کی اینٹوں کی طرح ہوتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے سے تقویت پاتا ہے۔" (بخاری کتاب الادب، ترمذی ابواب البر و الصلہ)

○ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ آپؐ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ "گروہ اہل ایمان کے ساتھ ایک مومن کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا سر کے ساتھ جسم کا تعلق ہوتا ہے وہ اہل ایمان کی ہر تکلیف کو اسی طرح محسوس کرتا ہے جس طرح سر جسم کے ہر حصے کا درد محسوس کرتا ہے۔" (مسند احمد)

○ اسی سے ملتا جلتا مضمون ایک اور حدیث میں ہے جس میں آپؐ نے فرمایا ہے "مومنوں کی مثال آپس کی محبت، وابستگی اور ایک دوسرے پر رحم و شفقت کے معاملے میں ایسی ہے جیسے ایک جسم کی حالت ہوتی ہے کہ اس کے کسی عضو کو بھی تکلیف ہو تو سارا جسم اس پر بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مذکورہ بالا آیت نمبر ۱۰ باہمی اخوت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ہدایت کرتی ہے کہ اگر دو بھائی آپس میں ٹکرا جائیں تو باہمی مصالحت کی پوری کوشش کرو اور ایسی کوشش کرتے وقت اللہ سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بے جا طرف داری یا انتقامی جذبے سے کام لینے کی نوبت نہ آئے اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تم کی رحمت کا تم پر نزول ہوگا اور تمہارے دل آپس میں جڑے رہیں گے۔ آگے بتایا جا رہا ہے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو عام طور پر معاشرے میں ایک دوسرے کے تعلقات کو خراب کرتی ہیں۔

(۱۱) معاشرے میں باہمی تعلقات میں بگاڑ پیدا کرنے والے اسباب وہ بڑی برائیاں جو معاشرے میں باہمی تعلقات کو خراب کرتی ہیں ان میں یہ چند چیزیں

بڑی نمایاں ہیں :-

○ ایک دوسرے کی عزت پر حملہ۔ ○ ایک دوسرے کی دل آزاری۔
○ ایک دوسرے سے بدگمانی ○ ایک دوسرے کے عیبوں کی ٹوہ لگانا۔

یہ چیزیں دوسرے اسباب کے ساتھ مل کر بڑے فتنے پیدا کرتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کی عزت و آبرو کو برباد کرنے کا سبب بن جاتی ہیں۔ اسلام نے ہر ایک کی بنیادی عزت کی حفاظت کی ہے جس پر حملہ کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

○ آیت مذکورہ بالا میں ارشاد ہوا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں ـــــ مذاق اڑانے سے مراد ہر طرح سے دوسرے کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ مثلاً کسی کی طرف ایسے اشارے کرنا جس کو وہ برا محسوس کرے کسی کی شکل یا لباس پر ہنسنا، کسی کی کمی یا عیب کی طرف لوگوں کو توجہ دلانا تاکہ وہ اس پر ہنسیں۔

مراد یہ ہے کہ کوئی کسی کی تضحیک نہ کرے کیونکہ تضحیک کرنے یا ہنسی اڑانے میں اپنی بڑائی اور دوسرے کی تذلیل کے جذبات کارفرما ہوتے ہیں اور اس سے دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہے اس لئے کسی کی ہنسی اڑانا اسلام میں قطعی حرام ہے۔

آیت میں عورتوں اور مردوں کا الگ الگ ذکر کیا ہے وہ اس لئے ہے کہ اسلام میں مخلوط سوسائٹی کا تصور نہیں ہے۔ بے تکلف مردوں کی مجلس ہو رہی ہے اور اس میں کسی کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ـــــ اسی طرح عورتوں کی مجلس میں کسی عورت کا مذاق بنایا جا رہا ہے۔ یہ سبھی صورتیں آپسی تعلقات کو بگاڑنے کا سبب بنتی ہیں ـــ اور باہمی اخوت اور محبت جیسا کہ ہونی چاہئے اس سے ان میں کمی آتی ہے۔ یہ بھی واضح کر دیا کہ تم اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر دوسروں کا مذاق اڑا رہے ہو، کیا خبر کہ وہ تم سے بہتر ہو۔

○ دوسری بات آیت مذکورہ میں ارشاد ہوئی کہ ایک دوسرے پر طعن مت کرو ـــــ کسی پر چوٹیں کرنا، پھبتیاں کسنا، الزام دھرنا، اعتراض جڑنا، نکتہ چینی کرنا، کھلم کھلا یا زیر لب اشاروں سے کسی کو نشانہ ملامت بنانا یہ سب باتیں تعلقات کو بگاڑتے ہیں اور ان سے معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے۔

کلام الہیٰ کی بلاغت دیکھئے کہ ارشاد ہوا۔

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ـــــ (اپنے اوپر طعن نہ کرو۔)

یعنی دوسرے پر طعن کرنے والا خود اپنے آپ کو مطعون کرنے کے لئے پیش کرتا ہے اور دوسرے کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کے اوپر چوٹ کرے۔ جب انسان کے دل میں برے جذبات پیدا ہوتے ہیں تو وہ زبان سے ان کا اظہار دوسرے کے لئے کرتا ہے اور اس طرح وہ دوسرے کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف بھی اپنی زبان کھولے۔ جب ہم کسی کی طرف ایک انگلی اٹھاتے ہیں تو ہماری طرف چار انگلیاں اٹھتی ہیں۔

○ تیسری بات آیت میں ارشاد فرمائی کہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرو یعنی کسی کو ایسے نام سے مت پکارو جو اس کو ناگوار ہو۔ یا کسی کو اس کے ماں باپ یا خاندان کے کسی عیب سے یاد کرنا مثلاً مسلمان ہو جانے کے بعد کسی کو اس کے پرانے مذہب سے بطور طعن کے یاد کرنا یا کسی خاندان یا برادری کا ایسا نام رکھنا جس میں ذلت یا حقارت کا پہلو ہو۔ ان باتوں سے باہمی نفرت پیدا ہوتی ہے اور فتنے فساد کے دروازے کھلتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی امید دلا دی کہ جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ یہ احکام سننے کے بعد اب توبہ کر لو ورنہ اللہ کے نزدیک اصل ظالم وہی ہوں گے جو اپنی روش پر قائم رہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ

يَاأَيُّهَا	الَّذِينَ + آمَنُوا	اجْتَنِبُوا	كَثِيرًا	مِّنَ الظَّنِّ
اے	جو لوگ ایمان لائے (مومن)	بچو	بہت سی	(بد) گمانیوں

اے مومنو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو.

إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا وَلَا

إِنَّ	بَعْضَ + الظَّنِّ	إِثْمٌ	وَّ + لَا تَجَسَّسُوا	وَلَا
بیشک	بعض بد گمانیاں	گناہ	اور ٹٹول میں نہ رہا کرو (ایک دوسرے کی)	اور نہ

بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ

يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ

يَغْتَبْ	بَّعْضُكُمْ	بَعْضًا	أَيُحِبُّ	أَحَدُكُمْ	أَنْ
غیبت کرے	تم میں سے (ایک)	بعض (دوسرے) کی	کیا پسند کرتا ہے	تم میں سے کوئی	کہ

تم میں سے کوئی ایک اپنے دوسرے کی غیبت کرے. کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی کہ

يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ

يَأْكُلَ	لَحْمَ + أَخِيهِ	مَيْتًا	فَكَرِهْتُمُوهُ	وَاتَّقُوا اللَّهَ
وہ کھائے	اپنے بھائی کا گوشت	مردہ کا	تو اس سے تم گھن کروگے	اور اللہ سے ڈرو

وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تو تم اس سے گھن کروگے اور اللہ سے ڈرو

إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ⑫

إِنَّ	اللَّهَ	تَوَّابٌ	رَّحِيمٌ
بیشک	اللہ	توبہ قبول کرنے والا	مہربان

بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے.

⑫ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ أَيْ مُؤْثِمٌ وَكَثِيرٌ كَظَنِّ السُّوْءِ بِأَهْلِ الْخَيْرِ

⑫ اے ایمان والو بچو بہت سے گمانوں سے بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔

جیسے اہل خیر کے ساتھ مومنین میں سے برا گمان کرنا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهُمْ
كَثِيْرٌ بِخِلَافِهٖ بِالْفُسَّاقِ
مِنْهُمْ فَلَا اِثْمَ فِيْهِ فِيْ
نَحْوِ مَا يَظْهَرُ مِنْهُ وَ

بخلاف بدگمانی کے فاسقوں سے کہ اس میں کچھ گناہ نہیں کہ جیسے ان سے افعال سرزد ہوتے ہیں ویسا ہی ان پر گمان کیا جاتا ہے۔

لَا تَجَسَّسُوْا حُذِفَ مِنْهُ
اِحْدَى التَّائَيْنِ لَا تَتَّبِعُوْا
عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ
مَعَائِبَهُمْ بِالْبَحْثِ
عَنْهَا

اور مسلمانوں کے عیبوں کو تلاش نہ کرو اور ان میں کھود کرید نہ کرو۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ
بَعْضًا لَا يَذْكُرْهُ بِشَيْءٍ
يَكْرَهُهٗ وَاِنْ كَانَ فِيْهِ

اور چاہیئے کہ نہ غیبت کرے کوئی کسی کی یعنی کسی کا ذکر ایسی بات کے ساتھ نہ کرے جو اس کو بری معلوم ہو اگرچہ وہ اس میں ہو۔

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ
يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ
مَيْتًا بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ
لَا يُحْسِنُ بِهٖ لَا فَكَرِهْتُمُوْهُ
اَيْ فَاغْتِيَابُهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ
كَاَكْلِ لَحْمِهٖ بَعْدَ مَمَاتِهٖ
وَقَدْ عُرِضَ عَلَيْكُمُ
الثَّانِيْ فَكَرِهْتُمُوْهُ
فَاكْرَهُوا الْاَوَّلَ

کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے یہ کہ وہ اپنے بھائی مردہ کا گوشت کھاوے یعنی اس کی غیبت کرے اور اس کو خبر بھی نہ ہو۔ حاصل یہ کہ اس کو کوئی پسند نہیں کرتا سو تم کو بھی یہ مکروہ معلوم ہوگا۔ پس جب یہ ہے کہ کسی کی غیبت کرنی اس کی زندگی میں ایسی ہے جیسے اس کا گوشت کھانا بعد اس کے مرنے کے پھر اگر تم پر مردہ کا گوشت پیش کیا جائے تو تم اس کو برا سمجھو ہرگز نہ کھاؤ پس چاہیئے کہ اسی طرح اس کی غیبت کو بھی برا سمجھو۔

وَاتَّقُوا
اللّٰهَ اَيْ عِقَابَهٗ فِي
الْاِغْتِيَابِ بِاَنْ تَتُوْبُوْا
مِنْهُ

اور غیبت کرنے میں اللہ سے ڈرو اس طرح کہ اس سے توبہ کرو

اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ
قَابِلٌ تَوْبَةَ التَّائِبِيْنَ
رَحِيْمٌ ۝ بِهِمْ

بے شبہ اللہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے ان پر مہربان ہے۔

تشـــریح

⑫ معاشرے کے استحکام کے لئے مزید ہدایات | باہمی تعلقات کو خوش گوار رکھنے اور معاشرے کو مستحکم بنانے کے لئے مزید تین باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے،

- ایک یہ کہ بدگمانی سے بچا جائے۔
- دوسرے یہ کہ تجسس اور راز ٹٹولنے کی عادت نہ ہونی چاہیئے۔

◎ تیسرے غیبت کی ممانعت کی گئی ہے۔

○ بدگمانی کی ایسی عادت کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش نہ رہے اور ہر بات میں منفی پہلو ہی نکال لیا جائے ہزار احتمال ہوں اور ایک احتمال برائی کا ہو تو آدمی برائی کے پہلو کو سامنے رکھ لے اور اسی برے اور کمزور پہلو کو یقینی سمجھ کر الزام تراشی شروع کر دے۔

○ ہر وقت اس جستجو میں رہے کہ دوسروں کے اندرونی بھید معلوم ہوں جس پر حاشیے چڑھائے جاسکیں۔ فرمایا کہ دوسروں کے حالات اور معاملات کی ٹوہ نہ لگاتے پھرو۔ ایک مومن کا کام یہ نہیں ہے کہ جن حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے ان کی کھوج کرید کرے۔ لوگوں کے نجی خطوط پڑھنا، دو آدمیوں کی باتیں کان لگا کر سننا اور مختلف طریقوں سے دوسروں کی زندگی اور ان کے ذاتی معاملات کی ٹوہ لگانا ایک بڑی بد اخلاقی ہے اور اس سے بڑے فساد رونما ہوتے ہیں۔ نبی ؐ نے ایک مرتبہ اپنے خطبے میں ٹوہ لگانے والوں کے متعلق فرمایا۔

یَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِہٖ وَلَمْ یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ قَلْبَہٗ لَاتَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّہٗ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِھِمْ یَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ وَمَنْ یَّتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یَفْضَحْہُ فِیْ بَیْتِہٖ۔ (ابوداود)

(اے لوگو جو زبان سے ایمان لے آئے ہو مگر ابھی تمہارے دلوں میں ایمان نہیں اترا ہے، مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو۔ کیونکہ جو شخص مسلمان کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔)

ابوداؤد میں حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ نبی ؐ نے فرمایا، اِنَّکَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَّھُمْ اَوْکِدْتَ اَنْ تُفْسِدَھُمْ (تم اگر لوگوں کے مخفی حالات معلوم کرنے کے درپے ہوگے تو ان کو بگاڑ دوگے یا کم از کم بگاڑنے کے قریب پہنچا دوگے۔)

البتہ کچھ مخصوص حالات ایسے ہیں جہاں فی الواقع تعمیری پہلو سے تجسس کی ضرورت ہو وہاں حالات کا پتہ لگانے کی اجازت دی گئی ہے مثلاً کسی جماعت میں بگاڑ کی علامتیں نظر آ رہی ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ یہ کوئی جرم کرنے والے ہیں تو حکومت کو ان کے حالات کی تحقیق کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح کسی کے یہاں اگر کوئی شادی کا پیغام بھیجے تو اس کے حالات معلوم کرنے کے لئے کوئی ذریعہ اختیار کرنا اور یہ تسلی کرنا کہ واقعتاً پیغام دینے والا کیسا ہے اس کی بھی اجازت ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے ساتھ کوئی لین دین کا معاملہ کرنا ہو تو اپنے اطمینان کے لئے حالات کی تحقیق کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

○ تیسری چیز جو معاشرے میں خرابی پیدا کرتی ہے وہ غیبت ہے۔ غیبت کی تعریف حدیث میں یہ آئی ہے، کہ کسی شخص کے پیٹھ پیچھے اس کے متعلق ایسی بات کہی جائے کہ اگر اس کو معلوم ہو تو اس کو ناگوار گزرے چاہے وہ بات سچی ہی کیوں نہ ہو۔

البتہ غیبت صرف اس صورت میں جائز ہے جب کہ ایک صحیح شرعی غرض سے اس کی ضرورت ہو اور وہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہوسکتی ہو۔

کسی صحیح شرعی ضرورت کے بغیر پیٹھ پیچھے کسی کی بدگوئی کرنا مطلقاً حرام ہے یہ بدگوئی اگر سچی ہو تو غیبت ہے جھوٹی ہو تو بہتان ہے، اور دو آدمیوں کو لڑانے کے لئے ہو تو چغلی ہے۔ شریعت ان تینوں چیزوں کو حرام کرتی ہے۔

آیت میں غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس فعل کے انتہائی گھناؤنے ہونے کا تصور دلایا ہے اور ساتھ ساتھ اس سے بھی خبردار کیا ہے کہ اگر یہ گناہ ہوگیا ہو تو توبہ کرو اور اس کی تلافی کرنے کی کوشش کرو۔

يَآيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ أُنْثٰى وَ

يَآيُّهَا النَّاسُ	إِنَّا + خَلَقْنٰكُمْ	مِّنْ + ذَكَرٍ	وَّ أُنْثٰى	وَ
اے لوگو!	بیشک ہم نے پیدا کیا تمہیں	ایک مرد سے	اور ایک عورت	اور

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور

جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ

جَعَلْنٰكُمْ	شُعُوْبًا	وَّ قَبَآئِلَ	لِتَعَارَفُوْا	إِنَّ + أَكْرَمَكُمْ
بنایا تمہیں	ذاتیں	اور قبیلے	تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو	بیشک تم میں سب سے زیادہ عزت والا

اور تمہیں بنایا ذاتیں اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں

عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (۱۳)

عِنْدَ اللّٰهِ	أَتْقٰكُمْ	إِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	خَبِيْرٌ
اللہ کے نزدیک	تم میں سب سے بڑا پرہیزگار	بیشک	اللہ	جاننے والا	باخبر

سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ اللہ بے شک جاننے والا باخبر ہے۔

(۱۳) يَآيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ أُنْثٰى آدَمُ وَحَوَّاءُ وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا جَمْعُ شَعْبٍ بِفَتْحِ الشِّيْنِ وَهُوَ أَعْلٰى طَبَقَاتِ النَّسَبِ وَّقَبَآئِلَ هِيَ دُوْنَ الشُّعُوْبِ وَبَعْدَهَا الْعَمَائِرُ ثُمَّ الْبُطُوْنُ ثُمَّ الْأَفْخَاذُ ثُمَّ الْفَصَائِلُ آخِرُهَا مِثَالُهُ خُزَيْمَةُ شَعْبٌ كِنَانَةُ قَبِيْلَةٌ قُرَيْشٌ عِمَارَةٌ بِكَسْرِ الْعَيْنِ قُصَيٌّ بَطْنٌ هَاشِمٌ فَخِذٌ الْعَبَّاسُ فَصِيْلَةٌ لِتَعَارَفُوْا حُذِفَ مِنْهُ إِحْدَى التَّائَيْنِ أَيْ لِيَعْرِفَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا لَا لِتَفَاخُرٍ بِعُلُوِّ النَّسَبِ وَإِنَّمَا الْفَخْرُ بِالتَّقْوٰى

(۱۳) اے آدمیوں ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم اور حوا سے پیدا کیا۔ اور تم کو قبیلہ قبیلہ کیا۔ (شعب درجاتِ نسب میں اعلیٰ درجہ کا نام ہے۔ اس سے نیچے قبیلہ کہلاتا ہے اس کے بعد عمارہ پھر بطن پھر فخذ پھر سب میں نیچے فصیلہ۔ ان سب کی مثال یہ ہے کہ خزیمہ شعب ہے، کنانہ قبیلہ، قریش عمارہ، قصی بطن، ہاشم فخذ، عباس فصیلہ)

یہ قبیلہ اور نسب اللہ تعالیٰ نے اس لئے بنائے کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، نہ یہ کہ بلندی نسب پر باہم فخر کرو کہ فخر پرہیزگاری سے حاصل ہوتا ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○ بِكُمْ بِبَوَاطِنِكُمْ

بے شبہ تم میں زیادہ بزرگ اور مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ بیشک اللہ جانتا ہے تم کو خبردار ہے تمہارے باطنی احوال سے۔

تشریح

(۴) **انسانی مساوات اور وحدتِ آدم** | گذشتہ آیتوں میں مسلم معاشرے کو خرابیوں سے دور رکھنے کے لئے ہدایات دی گئی تھیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ غیبت، طعن و تشنیع اور دوسروں کی عیب جوئی یہ باتیں اس لئے ہوتی ہیں کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسرے کو کمتر سمجھتا ہے حالاں کہ انسان کا بڑا یا چھوٹا ہونا اور معزز اور حقیر ہونا، اس کا ذات پات، خاندان اور نسب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آدمی جتنا نیک خصلت، مؤدب اور پرہیزگار ہو اتنا ہی اللہ کے یہاں باعزت ہے۔

رنگ و نسل زبان و وطن اور قومیت کی تفریق اور تعصب نے ہر زمانے میں انسانیت کو نقصان پہنچایا ہے اور ان بنیادوں پر ایسے فلسفے گھڑے گئے ہیں جنھوں نے انسانوں کو چھوٹے چھوٹے دائروں میں بانٹ کر ان کو انسانی حقوق سے محروم کیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مخاطب کرکے نہایت اہم اصولی حقیقتیں بتائی ہیں۔

○ پہلی بات یہ بتائی گئی کہ تم سب کی اصل ایک ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت سے پوری نوعِ انسانی وجود میں آئی ہے۔

○ دوسری حقیقت یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے ایک ہونے کے باوجود انسانوں کا قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہو جانا فطری ہے پہچان کے لئے ہے۔

○ تیسری حقیقت یہ ہے کہ انسان اور انسان کے درمیان فضیلت کی بنیاد اخلاقی فضیلت ہے۔ یہ حقائق جو قرآن کی اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم کے ذریعہ عام کیا اور اسلام نے اس تعلیم کے مطابق ایک عالم گیر برادری عملاً قائم کرکے دکھادی۔ انسانی مساوات اور وحدتِ آدم کے وہ اصول جس کی تعلیم قرآن اور رسول ﷺ نے دی اس کو عملی طور پر کامیابی کے ساتھ معاشرے کی صورت میں پیش کر دیا گیا۔ فتح مکہ کے وقت صحنِ حرم میں کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے اعلان فرمایا:-

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ اللَّهَ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ، النَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ (ابن ہشام)

(اے قریش کے لوگو! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا فخر خدا نے مٹا دیا، تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں۔ اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔)

رہا شادی بیاہ کے معاملے میں کفارت کا مسئلہ وہ انسانی مساوات کے تصور کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ اس کا منشا بس اتنا ہی ہے کہ زوجین کے درمیان عادات، خصائل، طرزِ زندگی، خاندانی روایات اور معاشی و معاشرتی حالات میں زیادہ سے زیادہ مطابقت ہو تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح نباہ کرسکیں۔

باقی اچھا انسان ہونا، تقویٰ اور ادب، دل سے ہے اللہ ہی کو خبر ہے کہ جو شخص ظاہر میں اچھا نظر آتا ہے وہ واقع میں کیسا ہے اور آئندہ کیسا رہے گا۔ اس لئے انسان کو ساری فکر اس کی ہونی چاہیئے کہ اپنے اندر وہ حقیقی اوصاف پیدا کرے جو اسے اللہ کی نظر میں عزت کے لائق بنا دیں۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ

قَالَتِ	الْاَعْرَابُ	اٰمَنَّا	قُلْ	لَمْ تُؤْمِنُوْا	وَلٰكِنْ
کہتے ہیں	دیہاتی	ہم ایمان لائے	فرمادیں	تم ایمان نہیں لائے	اور لیکن

دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے۔ آپ فرمادیں تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ تم

قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

قُوْلُوْٓا	اَسْلَمْنَا	وَلَمَّا	يَدْخُلِ	الْاِيْمَانُ	فِيْ قُلُوْبِكُمْ
تم کہو	ہم اسلام لائے ہیں	اور ابھی نہیں	داخل ہوا	ایمان	تمہارے دلوں میں

کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں۔ اور ابھی داخل نہیں ہوا ایمان تمہارے دلوں میں

وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ

وَاِنْ	تُطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	لَا يَلِتْكُمْ	مِّنْ
اور اگر	تم اطاعت کروگے	اللہ	اور اس کا رسول	تمہیں کمی نہ کرے گا	سے

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروگے تو اللہ تمہارے اعمال سے

اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

اَعْمَالِكُمْ	شَيْـًٔا	اِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
تمہارے اعمال	کچھ بھی	بیشک	اللہ	بخشنے والا	مہربان

کمی نہ کرے گا کچھ بھی بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۴) قَالَتِ الْاَعْرَابُ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ
اَسَدٍ اٰمَنَّا صَدَّقْنَا بِقُلُوْبِنَا قُلْ
لَهُمْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا
اَسْلَمْنَا اَيْ اِنْقَدْنَا ظَاهِرًا
وَلَمَّا اَيْ لَمْ يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ
فِيْ قُلُوْبِكُمْ اِلَى الْاٰنَ لٰكِنَّهٗ
يُتَوَقَّعُ مِنْكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ بِالْاِيْمَانِ
وَغَيْرِهٖ لَا يَلِتْكُمْ بِالْهَمْزَةِ وَتَرْكِهٖ

(۱۴) گاؤں والوں نے کہا یعنی ایک جماعت نے بنی اسد سے کہ ہم نے تصدیق کی اپنے دل سے۔ ان سے کہہ دے کہ ابھی تم نے پوری طرح تصدیق نہیں کی ولیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لائے یعنی ظاہری اطاعت قبول کی اور اب تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ لیکن امید ہے کہ عنقریب تمہارے دلوں میں ایمان پختہ ہو جاوے گا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروگے یعنی ایمان اور احکام شرعیہ قبول کروگے۔

تو اللہ تمہارے عملوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ کریگا

وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

بے شک اللہ بخشنے والا ہے مومنین کو مہربان ہے ان پر۔

تشریح

(۱۴) اسلام اور ایمان | اسلام کے معنیٰ ہیں فرماں برداری کرنا، سونپ دینا۔ جب ایک شخص "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہہ کر خدا کی حاکمیت کا اقرار اور اس کی ہدایت پر کاربند ہونے کا عہد کرتا ہے تو اس اقرار بندگی اور اظہار اطاعت کو اسلام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایمان کے معنیٰ ہیں تصدیق کرنا، اعتماد اور بھروسہ کرنا، اللہ کی اطاعت کا زبان و عمل سے اقرار، اگر قلب و روح پر بھی اثر انداز ہو اور اللہ کی محبت و اطاعت کا جذبہ صادق پیدا ہو جائے تو اس کیفیت کو ایمان سے تعبیر کرتے ہیں۔

اسلام کی مثال ایک جسم کی سی ہے اور ایمان اس کی روح ہے۔ ایمان ایک حقیقت ہے اور اسلام اس کی صورت و شکل ہے۔

ایمان کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ دل میں اللہ کے ایک ہونے کا اور محمدؐ کے رسول ہونے کا یقین ہو۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ دل سے مانے اور زبان سے اقرار کرے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ دل میں یقین اور زبان سے اظہار کے ساتھ عمل سے مومن ہونے کا ثبوت دے۔

ایمان و یقین جب پوری طرح دل میں راسخ ہو جاتے ہیں اور جڑ پکڑ لیتے ہیں اس وقت غیبت اور عیب جوئی وغیرہ کی خصلتیں آدمی سے دور ہو جاتی ہیں۔ جو شخص دوسروں کے عیب ڈھونڈنے اور کسی کو تکلیف پہنچانے میں مبتلا ہو سمجھ لو کہ ابھی تک ایمان اس کے دل میں پوری طرح پیوست نہیں ہوا۔

ایک حدیث میں جس کو ابن کثیر نے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ الخ (ابن کثیر ج ۸ صفحہ ۲۴)

(اے وہ لوگو جو زبان سے ایمان لے آئے ہو اور ایمان ابھی دلوں میں نہیں اترا ہے مسلمانوں کی بدگوئی مت کرو اور ان کے رازوں کو مت ٹٹولو۔)

آیت مذکورہ میں ان چند بدوی گروہوں کا ذکر ہے جو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ کر مصلحتاً مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے۔ یہ لوگ رسول اللہؐ کے پاس آکر طرح طرح کے مطالبے کرتے تھے اور انداز ایسا ہوتا تھا جیسے انھوں نے اسلام قبول کر کے اللہ کے رسول پر بڑا احسان کیا ہے۔

اسلام اس دین حق کا نام ہے جو اللہ تعالےٰ نے انسانوں کی رہبری کے لئے نازل کیا ہے اس کے مفہوم میں ایمان اور اطاعت امر دونوں شامل ہیں اس لئے قرآن مجید میں اسلام اور ایمان، مسلم اور مومن دونوں ایک دوسرے کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوئے ہیں اور کہیں حدیثوں میں اسلام اور ایمان کا فرق بھی بتا دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث جبریل میں اسلام اور ایمان کے بارے میں الگ الگ سوال کیا گیا ہے۔

ان بدوی لوگوں کو جن کو اپنے ایمان کا دعویٰ تھا خبردار کر دیا گیا کہ اگر اب بھی فرماں برداری کا راستہ اختیار کرو گے تو پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کے اجر و ثواب میں اللہ تم کمی نہ کریں گے کیونکہ وہ بڑے درگزر کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

إِنَّمَا	الْمُؤْمِنُونَ	الَّذِينَ	آمَنُوا	بِاللَّهِ	وَرَسُولِهِ
اس کے سوا نہیں	مومن (جمع)	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اللہ پر	اور اس کا رسول

اس کے سوا نہیں مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

ثُمَّ	لَمْ يَرْتَابُوا	وَجَاهَدُوا	بِأَمْوَالِهِمْ	وَأَنْفُسِهِمْ
پھر	نہ پڑے شک میں وہ	اور انھوں نے جہاد کیا	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے

پھر وہ شک میں نہ پڑے اور انھوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا

فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ

فِي	سَبِيلِ اللَّهِ	أُولَٰئِكَ	هُمُ	الصَّادِقُونَ	قُلْ	أَتُعَلِّمُونَ
میں	اللہ کی راہ	یہی لوگ	وہ	سچے	فرمادیں	کیا تم جتلاتے ہو

اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ ہیں سچے۔ آپ فرمادیں کیا تم اللہ کو اپنا

اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ

اللَّهَ	بِدِينِكُمْ	وَاللَّهُ	يَعْلَمُ	مَا	فِي السَّمَاوَاتِ	وَمَا	فِي الْأَرْضِ	وَاللَّهُ
اللہ	اپنا دین	اور اللہ	جانتا ہے	جو	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں	اور اللہ

دین (دینداری) جتلاتے ہو؟ اور اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا

بِكُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيمٌ	يَمُنُّونَ	عَلَيْكَ	أَنْ	أَسْلَمُوا	قُلْ	لَا تَمُنُّوا
ہر ایک	چیز	جاننے والا	وہ احسان رکھتے ہیں	آپ پر	کہ	وہ اسلام لائے	فرمادیں	نہ احسان رکھو تم

ہر ایک چیز جاننے والا ہے۔ وہ آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لائے، آپ فرمادیں تم مجھ پر اپنے

عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ

عَلَيَّ	إِسْلَامَكُمْ	بَلِ	اللَّهُ	يَمُنُّ	عَلَيْكُمْ	أَنْ + هَدَاكُمْ	لِلْإِيمَانِ
مجھ پر	اپنے اسلام لانے کا	بلکہ	اللہ	احسان رکھتا ہے	تم پر	کہ اس نے ہدایت دی تمہیں	ایمان کی طرف

اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	اِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	غَيْبَ ، السَّمٰوٰتِ
اگر	تم ہو	سچے	بیشک	اللہ	وہ جانتا ہے	پوشیدہ باتیں آسمانوں کی

اگر تم سچے ہو۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں

ع ۲ ۸ ۱۴

وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ ع

وَالْاَرْضِ	وَاللّٰهُ	بَصِيْرٌ	بِمَا تَعْمَلُوْنَ	
اور زمین	اور اللہ	دیکھنے والا	وہ جو تم کرتے ہو	

جانتا ہے ۔ اور اللہ وہ (سب کچھ) دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو ۔

(۱۵) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اَيِ الصَّادِقُوْنَ فِيْ اِيْمَانِهِمْ
كَمَا صَرَّحَ بِهِ بَعْدُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا لَمْ يَشُكُّوْا فِي الْاِيْمَانِ
وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۭ بِجِهَادِهِمْ يَظْهَرُ صِدْقُ اِيْمَانِهِمْ
اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ فِيْ اِيْمَانِهِمْ
لَا مَنْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَلَمْ يُوْجَدْ مِنْهُمْ غَيْرُ
الْاِسْلَامِ
(۱۶) قُلْ لَّهُمْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ
مُضَعَّفُ عَلِمَ بِمَعْنٰى شَعَرَ اَيْ اَتُشْعِرُوْنَهٗ
بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِكُمْ اٰمَنَّا
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○
(۱۷) يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ مِنْ
غَيْرِ قِتَالٍ بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ
اَسْلَمَ بَعْدَ قِتَالٍ مِنْهُمْ قُلْ لَّا
تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ مَنْصُوْبٌ بِنَزْعِ
الْخَافِضِ اَلْبَاءُ وَيُقَدَّرُ قَبْلُ اَنْ فِي
الْمَوْضِعَيْنِ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ
اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ

(۱۵) بات یہ ہے کہ ایمان میں سچے وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر ایمان میں کچھ شک اور تردد نہ کیا اور اپنے مالوں اور جانوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا۔ سو ان کا جہاد کرنا ظاہر کرنا ہے اس امر کو کہ وہ اپنے ایمان میں سچے ہیں۔ یہ ہی لوگ جو ایسے ہیں کامل الایمان اور اپنے ایمان میں سچے ہیں۔ نہ وہ لوگ جنھوں نے زبان سے کہا کہ ہم ایمان لائے اور حالانکہ ان سے صرف ظاہری اطاعت اور اسلام پایا گیا۔

(۱۶) ان سے کہہ دے کیا تم اللہ کو اپنا دین سکھلاتے ہو کہ تم جو کچھ زبان سے دعویٰ ایمان کا کرتے ہو یہی ایمان ہے ہرگز نہیں ۔

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

(۱۷) اے محمدؐ یہ لوگ تجھ پر احسان رکھتے ہیں اس امر کا کہ ہم بدون لڑائی کے اسلام لائے بخلاف اور لوگوں کے کہ وہ بعد لڑائی کے اسلام لائے ان سے کہہ دے کہ تم اپنے اسلام لانے کا مجھ پر احسان نہ رکھو۔

بلکہ یہ تم پر اللہ کا احسان ہے کہ تم کو ہدایت کی ایمان کی طرف اگر تم سچے ہو۔

صٰدِقِیْنَ ○ فِیْ قَوْلِکُمْ اٰمَنَّا
(۱۸) اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَیْ مَاغَابَ فِیْہِمَا وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْلَمُوْنَ ○ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ مِّنْہُ

اپنے اس قول میں کہ ہم ایمان لائے۔
(۱۸) بے شک اللہ جانتا ہے آسمان اور زمین کی چھپی باتوں کو۔ اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اس پر کوئی امر پوشیدہ نہیں۔

تشریح

(۱۵) سچے مومن کی پہچان | ایک درخت اسی وقت مکمل درخت کہلانے کا مستحق ہوتا ہے جب کہ اس کی شاخیں اس کے پتے اس کے پھل پھول ہرے بھرے اور تروتازہ ہوں۔ اچھے اعمال اچھے درخت کی شاخیں اور اس کے پھل پھول ہیں بقول حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رح ایمان کے آثار پھوٹ پھوٹ کر اعضاء سے نکلتے ہیں اس لئے سچے مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول پر پختہ اعتقاد رکھتا ہو اور اس کے راستے میں ہر طرح سے جان ومال سے حاضر رہے۔

(۱۶) اللہ تم تمہارے اعمال کو خوب جانتے ہیں | اللہ تم زمین وآسمان اور اس کی ایک ایک چیز سے بخوبی باخبر ہیں۔ تم اپنے ایمان کی کیا اللہ تعالیٰ کو اطلاع دے رہے ہو اگر تمہارا ایمان سچا ہے اور تمہیں پورا یقین حاصل ہے تو کہنے کی ضرورت نہیں جس سے معاملہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تمہارا ایمان کیسا ہے اور کتنا ہے؟ اس لئے کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اللہ تم دلوں کے حال سے باخبر ہے۔

(۱۷) سچے مومن ہو تو اس کی ہدایت پر شکر ادا کرو | کچھ بدوی گروہ اور قبیلے جیسے مُزَینہ، جُہینہ، اَسلم، اَشجع، غِفار اور بنی اسد بن خزیمہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تھے اور مالی امداد کا مطالبہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم بغیر لڑے بھڑے مسلمان ہوئے ہیں۔ جب کہ فلاں فلاں قبیلوں سے آپ نے جنگ کی ہے گویا بغیر جنگ کے اسلام قبول کرلینا ان کے نزدیک اللہ اور رسول پر بڑا احسان تھا۔

اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر واقعی تم اسلام اور ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو یہ تمہارا احسان نہیں ہے اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ہدایت کی نعمت دی اور دولت اسلام سے سرفراز کیا۔ اگر سچی بات کہو تو حقیقت واقعہ یہی ہے کہ اگر تمہارے ہاتھ سے نیکی ہوجائے تو تعریف اپنی نہیں پروردگار کی ہے جس نے یہ نیکی کروالی۔ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے۔ اس لئے نیکی کرکے احسان نہ جتاؤ بلکہ توفیق الہٰی پر اس کا شکر ادا کرو۔

"قدم یہ اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں — !"

(۱۸) اللہ تم کو ہر چیز کا علم ہے | نیکی ہم اللہ کے لئے کرتے ہیں جو دلوں کے بھید اور ظاہر کا عمل سب کچھ جانتا ہے اس لئے ہر کام کرتے وقت یہ خیال رہے کہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور جو اچھا کام کرے وہ اللہ کے لئے کرے اور اس کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرتا رہے۔

۵۰

قٓ

○ ترتیب تلاوت	۵۰	○ ترتیب نزول	۳۴
○ مکیؔ/مدنی	مکیؔ	○ تعداد رکوعات	۳
○ تعداد آیات	۴۵	○ تعداد الفاظ	۳۷۶
○ تعداد حروف	۱۵۲۵		

○ اس سورت کا آغاز لفظ "قٓ" سے ہوا ہے اور اسی کو سورت کا نام قرار دیا گیا جس کا آغاز قٓ سے ہوا ہے۔

○ سورت کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ معظمہ میں نبوت کے تیسرے سال سے پانچویں تک کے درمیان کسی وقت نازل ہوئی ہے۔ اس زمانے میں اسلام کی مخالفت اچھی خاصی شدت اختیار کر چکی تھی مگر ابھی نبیؐ اور مسلمانوں پر کھلے ظلم وستم کا آغاز نہیں ہوا تھا۔

○ اس پوری سورت کا موضوع آخرت ہے۔ اسلام کی دعوت کا یہ ایک اہم حصہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا اور اس کو دنیا میں اپنے کئے ہوئے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اور آخرت کی جزا یا سزا اس کے دنیاوی اعمال کے مطابق ہوگی۔

اس پر یہ عام اعتراض کیا جاتا تھا کہ جب انسان مر جاتا ہے اور اس کے اجزاء منتشر ہو جاتے ہیں اور ذرہ ذرہ

زمین میں بکھر جاتا ہے تو کیسے ہوگا کہ اس کو دوبارہ جمع کرکے از سر نو ہی جسم بنایا جائے۔ اور انسان زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے۔
اس کے جواب میں سورۂ قٓ کے چھوٹے چھوٹے فقروں کے ذریعہ آخرت کے امکان اور اس کے واقع ہونے پر دل نشین دلائل دیے گئے ہیں اور سمجھایا گیا ہے کہ یہ بات چاہے تمہیں کتنی ہی بعید از عقل معلوم ہو مگر حقیقت یہی ہے کہ اللہ جو ہر چیز پر قادر ہے اور جس نے انسان کو پہلی بار پیدا کیا ہے اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔
یہ بھی سمجھایا گیا کہ انسان ایک ذمے دار ہستی ہے اور اس کو اپنے پروردگار کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔ غرض آخرت کے تعلق سے ہر پہلو اور ہر گوشے کو عقلی فطری انداز میں ذہن نشین کرایا گیا ہے۔

○ اس سورۃ کی بہی اہمیت ہے جس کی وجہ سے حضور ﷺ اکثر عیدین کی نمازوں میں اس کی تلاوت فرمایا کرتے تھے ——— آپ ﷺ کے پڑوس میں ایک خاتون ام ہشام بن حارثہ رہتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں جمعہ کے خطبوں میں اکثر آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سورۂ قٓ سنا کرتی تھی اور آپ ﷺ سے سن سن کر یہ سورت مجھے زبانی یاد ہو گئی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر میں بھی آپ ﷺ اس کی بکثرت تلاوت فرماتے تھے۔ یہ تمام باتیں واضح کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی نگاہ میں اس سورت کے مضامین بڑے اہم تھے اور آپ اس کو لوگوں تک پہنچانے کا مختلف طریقوں سے اہتمام فرماتے تھے۔

اٰیاتہا ۴۵	۵۰	سُوْرَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ	۳۴۰	رُکُوْعَاتُہَا ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، رحم کرنے والا ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ① بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

قٓ	وَالْقُرْاٰنِ	الْمَجِیْدِ	بَلْ	عَجِبُوْٓا	اَنْ	جَآءَهُمْ
قاف	قسم ہے قرآن	مجید	بلکہ	انھوں نے تعجب کیا	کہ	ان کے پاس آیا

قاف۔ قسم ہے قرآن مجید کی بلکہ انھوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ②

مُّنْذِرٌ + مِّنْهُمْ	فَقَالَ	الْكٰفِرُوْنَ	هٰذَا	شَیْءٌ	عَجِیْبٌ
ایک ڈر سنانے والا ان میں سے	تو کہا	کافروں	یہ	بات	عجیب

ان میں سے ایک ڈر سنانے والا آیا تو کافروں نے کہا یہ عجیب بات ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ ③

ءَ اِذَا	مِتْنَا	وَ كُنَّا	تُرَابًا	ذٰلِكَ	رَجْعٌ	بَعِیْدٌ
کیا جب	ہم مر گئے	اور ہو گئے	مٹی	یہ	دوبارہ لوٹنا	دُور

کیا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے (پھر جی اٹھیں گے؟) یہ دوبارہ لوٹنا دُور (از عقل) ہے۔

سُوْرَةُ قٓ مَكِّیَّةٌ اِلَّا وَلَقَدْ
خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ الْاٰیَةَ فَمَدَنِیَّةٌ
خَمْسٌ وَاَرْبَعُوْنَ اٰیَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ قٓ مکی ہے مگر یہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ الخ مدنی
ہے اس سورت میں پینتالیس آیتیں ہیں۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

① قٓ قف اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ
وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ○ الْكَرِیْمِ
مَا اٰمَنَ كُفَّارُ مَكَّةَ بِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

① قٓ قف اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے اس حرف سے ارادہ کیا۔
وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ الخ قسم ہے قرآن بزرگی والے کی کہ کفار مکہ محمد
پر ایمان نہیں لائے۔

② بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ

② بلکہ ان کو عجیب معلوم ہوتا ہے یہ کہ ان کے پاس کوئی ڈرانے

مِّنۡہُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یُنۡذِرُہُمۡ یُخَوِّفُوۡنَہُمۡ بِالنَّارِ بَعۡدَ الۡبَعۡثِ فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا اَلَّا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ○

والا آوے اور اُنہیں میں سے جو ان کو بعد حشر کے عذاب دوزخ سے ڈرا دے۔ سو کفار کہتے ہیں کہ

یہ ڈرانا عجیب بات ہے۔

(۳) ءَ اِذَا بِتَحۡقِیۡقِ الۡہَمۡزَتَیۡنِ وَ تَسۡہِیۡلِ الثَّانِیَۃِ وَ اِدۡخَالُ اَلِفٍ بَیۡنَہُمَا عَلَی الۡوَجۡہَیۡنِ مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا ج نَرۡجِعُ ذٰلِکَ رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ○ فِیۡ غَایَۃِ الۡبُعۡدِ

(۳) کیا جس وقت ہم مر جاویں گے اور خاک ہو جاویں گے اس وقت زندہ کر کے اٹھائے جاویں گے۔

یہ زندہ ہو کر اٹھنا بہت دشوار اور دُور ہے۔

تشریح

(۱) قسم ہے قرآن بزرگ کی | آیت میں قرآن کی صفت "مجید" لائی گئی ہے۔ مجید کے معنیٰ ہیں بزرگ، اونچے مرتبے والا، عظمت والا، شرف و عزت والا۔ اس کے علاوہ مجید کے معنیٰ بہت نفع پہنچانے والے کے بھی ہیں ـــــ قرآن ایسی عظمت والی کتاب ہے کہ زبان وادب اور علم وحکمت کے اعتبار سے کوئی کتاب اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔ انسان جتنا اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے اسی کو یہ کتاب فائدہ پہنچاتی ہے اس کے فوائد اور منافع کی کوئی حد نہیں ہے کہ جہاں پہنچ کر اس کی نفع بخشی ختم ہو جاتی ہو ـــــ قرآن جب سے نازل ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اور آئندہ کبھی نہ اس کی کوئی بات غلط ثابت ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔

یہ قرآن ہی ہے کہ جس نے نازل ہو کر تمام پچھلی کتابوں کو منسوخ کر دیا اور کہہ دیا کہ اب ہدایت ورہبری کے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ اس کے اسرار و معارف نے دنیا کو محو حیرت بنایا ہوا ہے۔

(۲) حضرت محمدؐ کے رسول ہونے کا انکار اور اس پر تعجب کا اظہار بے جا ہے | حضرت محمدؐ جو اللہ کے بندے اور عرب قوم کے ایک فرد ہیں ان کی رسالت کا انکار اور ان کے رسول ہونے پر تعجب کا اظہار قطعی بے جا ہے۔ ان کی رسالت کا سب سے بڑا ثبوت تو یہ باعظمت کتاب ہے جو اپنی عجیب وغریب شان کے ساتھ ان پر نازل ہوئی

اللہ کی طرف سے بندوں کو خبردار کرنے کا انتظام ہمیشہ سے رہا ہے اور یہ اس کی رحمت کا تقاضا ہے۔ تعجب تو جب ہوتا کہ کسی اور مخلوق کو یا اجنبی کسی قوم کے آدمی کو خبردار کرنے کے لئے بھیجا جاتا۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

(۳) حیرت ہے انسان مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوگا؟ | پہلا تعجب تو اس پر تھا کہ انہی میں کا ایک فرد اللہ کی طرف سے انہیں خبردار کرنے کے لئے آیا تھا۔ دوسرا تعجب یہ تھا کہ وہ شخص جس چیز سے خبردار کر رہا تھا وہ یہ تھی کہ تمام انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اور ان سب کو جمع کر کے اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ دنیا میں کئے گئے اعمال کا حساب کتاب ہوگا اور اس کے مطابق جزا و سزا ہو گی۔ یہ بات تو بعید از عقل ہے۔ بھلا انسان کا جسم جو ذرہ ذرہ ہو کر بکھر چکا ہے ان ذرات کو کیسے جمع کیا جائے گا، کیسے انھیں دوبارہ اسی جسم کی شکل دی جائے گی، کیسے اس جسم میں زندگی کی لہر دوڑے گی۔ یہ سب کچھ آخر ہوگا کیسے ؟!۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ

قَدْ + عَلِمْنَا	مَا تَنْقُصُ	الْاَرْضُ	مِنْهُمْ	وَعِنْدَنَا	كِتٰبٌ
تحقیق ہم جانتے ہیں	جو کچھ کم کرتی ہے	زمین	ان میں سے	اور ہمارے پاس	کتاب

تحقیق ہم جانتے ہیں جو کچھ کم کرتی ہے زمین ان کے اجسام میں سے اور ہمارے پاس محفوظ رکھنے

حَفِيْظٌ ﴿۴﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ

حَفِيْظٌ	بَلْ + كَذَّبُوْا	بِالْحَقِّ	لَمَّا + جَآءَهُمْ	فَهُمْ	فِيْ
محفوظ رکھنے والی	بلکہ انھوں نے جھٹلایا	حق کو	جب وہ آیا ان کے پاس	پس وہ	میں

والی کتاب (لوح محفوظ) ہے. بلکہ انھوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آیا. پس وہ الجھی ہوئی بات میں

اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ﴿۵﴾ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ

اَمْرٍ	مَّرِيْجٍ	اَفَلَمْ + يَنْظُرُوْٓا	اِلَى + السَّمَآءِ	فَوْقَهُمْ
ایک بات	الجھی ہوئی	توکیا وہ نہیں دیکھتے	آسمان کی طرف	ان کے اوپر

(پڑے ہیں) توکیا وہ اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھتے؟ کہ ہم نے اس کو

كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴿۶﴾

كَيْفَ	بَنَيْنٰهَا	وَزَيَّنّٰهَا	وَ مَا + لَهَا	مِنْ	فُرُوْجٍ
کیسے	بنایا اس کو	اور اس کو آراستہ کیا	اور اس میں نہیں	کوئی	شگاف

کیسا بنایا، اور اس کو (ستاروں سے) آراستہ کیا اور اس میں کوئی شگاف تک نہیں۔

﴿۴﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ
تَأْكُلُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ
حَفِيْظٌ ○ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ
فِيْهِ جَمِيْعُ الْاَشْيَاءِ الْمُقَدَّرَةِ
﴿۵﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ بِالْقُرْاٰنِ
لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْ شَاْنِ
النَّبِيِّ وَالْقُرْاٰنِ فِيْ اَمْرٍ
مَّرِيْجٍ ○ مُضْطَرِبٍ فَقَالُوْا
مَرَّةً سَاحِرٌ وَسِحْرٌ وَمَرَّةً شَاعِرٌ
وَشِعْرٌ وَمَرَّةً كَاهِنٌ وَكَهَانَةٌ

﴿۴﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ
بے شبہ ہم جانتے ہیں جو کچھ ان میں سے زمین نے کھایا اور ہمارے پاس کتاب حفیظ یعنی لوح محفوظ ہے جس میں تمام اشیاء مقدرہ لکھی ہوئی ہیں۔

﴿۵﴾ بلکہ کفار نے قرآن کو جھٹلایا جب کہ وہ ان کے پاس آیا سو وہ لوگ پیغمبر اور قرآن کے بارہ میں حیرانی اور پریشانی میں ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ محمد صاحب جادوگر ہیں اور قرآن سحر ہے اور کبھی کہتے ہیں محمد شاعر ہے اور قرآن شعر ہے اور کبھی کہتے ہیں محمد نجومی ہے اور قرآن نجوم ہے کہ اس سے غیب کی باتیں دریافت ہوتی ہیں۔

(۶) أَفَلَمْ يَنْظُرُوٓا بِعُيُونِهِمْ مُعْتَبِرِينَ بِعُقُولِهِمْ حِينَ أَنْكَرُوا الْبَعْثَ إِلَى السَّمَآءِ كَائِنَةً فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا بِلَا عَمَدٍ وَزَيَّنّٰهَا بِالْكَوَاكِبِ وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ○ شُقُوقٌ تَعِيبُهَا۔

(۶) کیا وہ لوگ جو منکر ہیں قیامت کے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے بنظر عبرت اور اپنی عقول سے فکر نہیں کرتے کہ آسمان جو اُن کے اوپر ہے ہم نے اس کو کس طرح بدون ستون کے بنایا اور اس کو زیبائش دی ستاروں سے اور اس میں کہیں کوئی شق نہیں جو اس کو عیب دار کردے۔

تشریح

(۴) بکھرے ہوئے بدن کا ہر حصہ ہمارے ریکارڈ میں محفوظ ہے | موت انسان کے بدن پر طاری ہوتی ہے اس کی جان محفوظ رہتی ہے بدن کا کتنا حصہ اس کے جسم میں سے مٹی کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے ریکارڈ میں محفوظ ہے اور آج ہی سے نہیں بلکہ واقع ہونے سے پہلے ہی تمام چیزوں کے مفصل حالات ہمارے پاس ایک کتاب میں جو لوحِ محفوظ کہلاتی ہے لکھ دیئے گئے ہیں۔ بدن کا کون سا جزء کہاں ہے کس شکل میں ہے یہ سب ہمارے ریکارڈ میں محفوظ چلا آرہا ہے۔ اگر تمہاری تنگ عقل میں یہ بات نہیں آتی تو سمجھ لو کہ اللہ کا علم تنگ نہیں ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک بے شمار انسانوں کے اجزاء جو زمین میں بکھر چکے ہیں.... ان کو جمع کرنے کے لئے بس ہمارا ایک حکم ہی کافی ہے وہ سارے اجزاء اکٹھے ہو کر وہی پرانا والا بدن بالکل جوں کا توں تیار ہو جائے گا روح اس میں داخل ہو جائے گی اور وہ جیتا جاگتا انسان جیسا دنیا سے گیا تھا ویسا کا ویسا ہی زندہ ہو کر واپس آئے گا۔ اللہ کے سامنے پیشی ہوگی اور جواب دہی کے مرحلے سے گزرنا ہوگا۔

(۵) الجھن کی وجہ —— بلاسوچے سمجھے سچائی کو جھٹلا دینا | اصل میں جو کچھ الجھن اور حیرانی پیش آرہی ہے اور یہ جھٹلانے والے اپنی حیرت اور تعجب کا اظہار کر رہے ہیں اس کی ایک نفسیاتی وجہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب ان کے سامنے دعوتِ حق پیش کی گئی تو بجائے اس کے کہ یہ اس بات کو سنجیدگی سے سنتے اور اس کے دلائل پر کھلے دماغ سے غور کرتے کہ وہ کہاں تک معقول ہیں۔ ان لوگوں نے بلاسوچے سمجھے فوراً بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ کھلے کانوں سے دلائل نہ سُنے اور نہ سمجھے نہ معقولیت سے غور کیا۔ اس طرح حقیقت تک پہنچنے کا دروازہ انھوں نے خود اپنے اوپر بند کر لیا۔

اس لئے یہ کبھی اللہ کے رسول کو جادوگر کہتے ہیں کبھی شاعر کہتے ہیں کبھی طرح طرح کے الزام گھڑتے ہیں اور اپنی ابتدائی غلطی کو نبھانے کے لئے مختلف باتیں بناتے ہیں اس طرح یہ الجھن کا شکار ہو گئے ہیں۔

غور و فکر کا صحیح طریقہ کیا ہے جس سے حقیقت تک رسائی ہو سکے۔ اس کی نشان دہی آنے والی آیتوں میں کی جا رہی ہے کہ اللہ کی بے پناہ قدرت پر غور کرو تو سب معاملہ صاف ہوتا نظر آئے گا۔

(۶) فلکی نظام کی حیرت انگیز وسعت پر غور کرو | ذرا اپنے سر کے اوپر اس عالم بالا کو دیکھو جس میں دن کو سورج چمکتا ہے اور رات کو چاند اور بے عدد حساب تارے چمکتے نظر آتے ہیں اس کی وسعتوں پر سائنسدانوں کی حیرانی ختم نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وسعت و عظمت کا احساس دلاتی ہے۔ حیرت انگیز وسعت کے باوجود یہ عظیم الشان نظام اتنا مسلسل اور مستحکم ہے اور اس کی بندش اتنی چست ہے کہ اس میں کسی جگہ کوئی دراڑ یا شگاف نہیں ہے اور اس کا تسلسل کہیں جا کر ختم نہیں ہوتا — جو پروردگار اتنی قدرت والا ہے اس کے لئے انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔ وہی خدا زمین پر فرماں روا ہے اور وہی آسمانوں پر۔ وہ یکتا بے مثال عظیم قدرت والا جس نے انسان کو اپنی رحمتوں سے نوازا، کمالات سے سرفراز کیا، عقل و فہم کی قوت عطا کی تاکہ دیکھے کہ انسان کارگہِ حیات میں کون سی راہ اختیار کرتا ہے۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا

وَالْاَرْضَ	مَدَدْنٰهَا	وَ اَلْقَيْنَا	فِيْهَا	رَوَاسِيَ	وَاَنْۢبَتْنَا	فِيْهَا
اور زمین	ہم نے پھیلایا	اور ڈالے (جمائے)	اس میں	پہاڑ (جمع)	اور اگائے	اس میں

اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ جمائے اور اس میں اُگائیں

مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ⑦ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ

مِنْ	كُلِّ + زَوْجٍ	بَهِيْجٍ	تَبْصِرَةً	وَّ ذِكْرٰى	لِكُلِّ	عَبْدٍ
سے۔کے	ہر قسم	خوشنما	ذریعہ بینائی	اور نصیحت	لئے۔ہر	بندہ

ہر قسم کی خوشنما (چیزیں) ہر رجوع کرنے والے بندہ کے لئے ذریعہ بینائی

مُّنِيْبٍ ⑧ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا

مُّنِيْبٍ	وَ نَزَّلْنَا	مِنَ	السَّمَآءِ	مَآءً	مُّبٰرَكًا
رجوع کرنے والا	اور ہم نے اتارا	سے	آسمان	پانی	بابرکت

ونصیحت اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی اُتارا۔

فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ⑨ وَالنَّخْلَ

فَاَنْۢبَتْنَا	بِهٖ	جَنّٰتٍ	وَّحَبَّ	الْحَصِيْدِ	وَالنَّخْلَ
پھر ہم نے اگائے	اس سے	باغات	اور دانہ (غلہ)	کاٹنے (کھیتی)	اور کھجور کے درخت

پھر ہم نے اس سے باغات اگائے اور کھیتی کا غلہ۔ اور بلند و بالا

بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ⑩

بٰسِقٰتٍ	لَّهَا	طَلْعٌ	نَّضِيْدٌ
بلند و بالا	جن کے	خوشے	تہ بہ تہ

کھجور کے درخت، جن کے تہ بہ تہ (خوب گندھے ہوئے) خوشے ہیں۔

⑦ وَالْاَرْضَ مَعْطُوْفٌ عَلٰى مَوْضِعِ
اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ مَدَدْنٰهَا
دَحَوْنَاهَا عَلٰى وَجْهِ الْمَآءِ
وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ جِبَالًا
تُثْبِتُهَا وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ

⑦ اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے زمین کو پانی پر بچھایا اور اس میں پہاڑ بھاری بھاری پیدا کئے جو زمین کو ثابت رکھیں ہلنے نہ دیں۔

اور ہم نے زمین میں ہر قسم کا سبزہ خوش آیندہ پیدا

كُلِّ زَوْجٍ صِنفٍ بَهِيجٍ ۝ يَتَهَجُّ	کیا۔ یہ ہم نے اس لئے کیا کہ
⑧ بِهٖ يَحْسُنُهٗ تَبْصِرَةً مَفْعُوْلٌ لَهٗ اَيْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ تَبْصِيْرًا مِنَّا وَّذِكْرٰى تَذْكِيْرًا لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ رِجَاعٌ عَلٰى طَاعَتِنَا	⑧ تم کو بصیرت حاصل ہو۔ اور اس میں نصیحت ہے ہر ایک بندہ کو جو اللہ کی بندگی کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔
⑨ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا كَثِيْرَ الْبَرَكَةِ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ بَسَاتِيْنَ وَّحَبَّ الزَّرْعِ الْحَصِيْدِ الْمَحْصُوْدُ	⑨ اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی بہت برکت والا۔ پھر ہم نے اس سے جمائے باغ اور دانہ کھیتی کٹی ہوئی کا۔
⑩ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ طِوَالًا حَالٌ مُّقَدَّرَةٌ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ مُتَرَاكِبٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ	⑩ اور کھجوروں کے درخت اونچے اونچے۔ کہ ان کے گچھے تو بتو ہیں۔

تشریح

⑦ زمین پر اللہ کی نعمتیں | آسمان کے بعد اب اپنے پیروں کے نیچے زمین پر غور کرو کہ ہم نے اسے کس طرح بچھا دیا ہے انسان کے لئے اس کو بچھونا بنا دیا ہے اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی ہیں اس زمین پر طرح طرح کی خوش منظر نباتات اگا دی ہیں کہیں طرح طرح کے درخت ہیں کہیں پھلوں کے باغات ہیں، کہیں کھیتیاں ہیں، کہیں پہاڑوں سے گرتے ہوئے جھرنے ہیں۔

دانا اور بینا کے لئے کتنی ہی نشانیاں ہیں زمین و آسمان کی یہ رونقیں انسان کو دعوت نظارہ بھی دیتی ہیں اور اپنے خالق کا پتہ بھی بتاتی ہیں۔

کیا وہ خلاقِ عظیم جو زمین و آسمان بنانے پر قادر ہے انسان کو دوبارہ نہیں بنا سکتا ؟

⑧ یہ چیزیں حق کی طرف رجوع کرنے والے انسان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں | زمین و آسمان کی یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کاری گری اس انسان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں جو حق کی طرف رجوع کرنے والا ہو یعنی ان سب محسوسات کے دائرے میں انسان الجھ کر نہ رہ جائے بلکہ زمین و آسمان کی تخلیق اور اس کی چیزوں میں دانا و بینا کے لئے جو سامان ہیں ان پر غور کرے اور ان کے ذریعے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرے۔

⑨ پانی کے نظام پر غور کرو | بادلوں سے برسنے والے بارش کے پانی کا نظام اللہ تعالیٰ کی حیرت انگیز قدرت کی نشانی ہے۔ یہ پاکیزہ اور صاف ستھرا پانی برستا ہے تو زمین تر و تازہ ہو کر لہلہا اٹھتی ہے، باغوں میں بہار آ جاتی ہے پھل پیدا ہوتے ہیں اور کھیت کی فصل سے غلے اگتے ہیں۔ اناج کے کھیت اور باغ کے پھل میں فرق یہ ہوتا ہے کہ پھل ٹوٹ کر درخت قائم رہتا ہے اور اناج کے ساتھ کھیت بھی کٹ جاتا ہے۔ یہ آسمان سے برسنے والے پانی کی برکت ہے کہ اس طرح انسان کو رزق حاصل ہوتا ہے۔

⑩ بارش کے پانی سے پیدا ہونے والے کھجور کے درخت اور اس پر لدے ہوئے خوشے | یہ بارش کا پانی برستا ہے تو زمین پر کھجور کی فصل لہلہا اٹھتی ہے تہہ بہ تہہ کھجور کے خوشے اس میں لٹکے ہوئے ہوتے ہیں جو دیکھنے میں بھی بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ کھجور کی یہ پیداوار بارش کے اس پانی کی برکت سے ہے جو اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں۔

رِزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَأَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ

كَذٰلِكَ	مَّيْتًا	بَلْدَةً	بِهٖ	وَأَحْيَيْنَا	لِّلْعِبَادِ	رِزْقًا
اسی طرح	مُردہ	شہر (زمین)	اس سے	اور ہم نے زندہ کیا	بندوں کیلئے	رزق

رزق بندوں کے لئے۔ اور ہم نے اس سے مُردہ زمین کو زندہ کیا۔ اسی طرح

الْخُرُوْجُ ⑪ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّأَصْحٰبُ

وَّأَصْحٰبُ	قَوْمُ - نُوْحٍ	قَبْلَهُمْ	كَذَّبَتْ	الْخُرُوْجُ
اور اصحاب	نوحؑ کی قوم	ان سے قبل	جھٹلایا	نکلنا

(قبر سے) نکلنا ہوگا۔ ان سے قبل جھٹلایا نوحؑ کی قوم اور اہل رس

الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ⑫ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوْطٍ ⑬

لُوْطٍ	وَإِخْوَانُ	وَّفِرْعَوْنُ	وَعَادٌ	وَثَمُوْدُ	الرَّسِّ
لوطؑ	اور بھائی (جمع)	اور فرعون	اور عاد	اور ثمود	رس

اور ثمود نے اور عاد اور فرعون اور لوطؑ کے بھائیوں نے

⑪ رِزْقًا لِّلْعِبَادِ مَفْعُوْلٌ لَهٗ
وَأَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا
يَسْتَوِيْ فِيْهِ الْمُذَكَّرُ
وَالْمُؤَنَّثُ كَذٰلِكَ أَيْ
مِثْلَ هٰذَا الْإِحْيَاءِ الْخُرُوْجُ ○
مِنَ الْقُبُوْرِ فَكَيْفَ
تُنْكِرُوْنَهٗ وَالْاِسْتِفْهَامُ
لِلتَّقْرِيْرِ وَالْمَعْنٰى أَنَّهُمْ
نَظَرُوْا وَعَلِمُوْا مَا ذُكِرَ

⑪ یہ ہم نے روزی دی بندوں کو۔
اور زندہ کیا ہم نے اس پانی سے شہر مردہ کو مثل اسی
زندہ کرنے کے قبور سے نکلنا ہوگا

پس کیسے تم قبروں سے اٹھنے کا انکار کرتے ہو۔
(استفہام تقریری ہے حاصل معنی یہ ہے کہ وہ دیکھتے
ہیں اس کو جو مذکور ہوا۔)

⑫ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ
نُوْحٍ تَانِيْثُ الْفِعْلِ لِمَعْنٰى
قَوْمٍ وَّأَصْحٰبُ الرَّسِّ هِيَ
بِئْرٌ كَانُوْا مُقِيْمِيْنَ عَلَيْهَا

⑫ ان سے پہلے نوح کی قوم اور اصحاب رس نے

(اصحاب رس وہ لوگ تھے کہ ایک کنوئیں پر
رہتے تھے مع اپنے جانوروں کے وہاں بتوں کو

بِمَوَاشِيْهِمْ يَعْبُدُوْنَ الْأَصْنَامَ وَنَبِيُّهُمْ قِيْلَ حَنْظَلَةُ بْنُ صَفْوَانَ وَقِيْلَ غَيْرُهُ وَثَمُوْدُ ۝ قَوْمُ صَالِحٍ

پوجتے تھے۔ اور ان کا پیغمبر بعض نے کہا حنظلہ بن صفوان تھا اور کہا گیا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی تھا۔ اور تبع ایک بادشاہ تھا یمن میں وہ اسلام لایا اور اس نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا سو انھوں نے اس کو جھٹلایا۔) اور ثمود قوم صالح نے۔

(۱۳) وَعَادٌ قَوْمُ هُوْدٍ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝

(۱۳) اور عاد قوم ہود نے اور فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے۔

تشریح

(۱۱) مردہ زمین کی طرح انسان بھی زندہ ہوں گے | ہماری آنکھوں کے سامنے رات دن یہ منظر گزرتا ہے کہ زمین خشک اور بے جان پڑی ہوئی ہے اِدھر بارش کا چھینٹا پڑا اُدھر اس کے اندر سے زندگی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین کو پانی کے ذریعہ زندہ کر کے بندوں کے لئے رزق کا سامان بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر دیں گے جب اس کے لئے مردہ زمین کا زندہ کرنا مشکل نہیں ہے تو مردہ انسان کو زندگی دینا اس کے لئے دشوار نہیں ہے۔

بہت سی بنجر زمینیں ایسی ہیں کہ وہاں کئی کئی سال تک بارش نہیں ہوتی لیکن جب بھی تھوڑی سی بارش ہوتی ہے تو گھاس نکل آتی ہے اور حشرات الارض کیڑے مکوڑے جی اٹھتے ہیں۔

اس سے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ ہزاروں سال کے مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ذرا بھی دشوار نہیں ہے۔

(۱۲) رسالت اور آخرت کو پہلی قومیں بھی جھٹلا چکی ہیں | پچھلی قوموں میں بھی ایسی قومیں ہوئی ہیں جنھوں نے یہ ماننے سے انکار کیا کہ انسان کو ہدایت کے لئے کسی رسول کی ضرورت ہے وہ یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھیں کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے کوئی انسان اللہ کی طرف سے مقرر ہو سکتا ہے۔

رسالت کی ضرورت کے ساتھ انھوں نے رسولوں کا بھی انکار کیا کہ جو رسول ان کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا اس کو سچا رسول ماننے سے انکار کیا اس کی صداقت پر شبہات ظاہر کئے اس کی مخالفت کی بلکہ طرح طرح سے اس کو تکلیفیں پہنچائیں۔

اسی طرح ان قوموں نے رسولوں کی اس بات کو بھی ماننے سے انکار کیا کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہوگا اور اس کو اپنے کئے ہوئے کاموں کا حساب دینا ہوگا۔

گویا رسالت، رسول اور آخرت ان سب چیزوں کا انھوں نے انکار کیا اور اس کے نتائج بھی ان کے سامنے آئے۔ ان قوموں میں قوم نوح جو آخر طوفان میں غرق ہوگئی اور اصحاب الرس نجد کے رہنے والے لوگ جنھوں نے اپنے نبی کو کنوئیں میں پھینک دیا تھا، اصحاب الرس کا ذکر سورۂ فرقان کی آیت ۳۸ میں بھی آچکا ہے) اس کے معنیٰ اندھے اور پرانے کنوئیں کے ہیں اسی لئے ان کا نام اصحاب الرس پڑا) اور قوم ثمود نے بھی پیغمبر اور اس کی تعلیم کو جھٹلایا۔

(۱۳) رسول کو جھٹلانے والی دیگر اقوام | جن قوموں نے اپنے رسولوں اور ان کی تعلیمات کو ماننے سے انکار کیا ان میں قوم عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی یعنی قوم لوط یہ سب شامل تھے ان سب قوموں کا جو انجام ہوا وہ عبرت اور نصیحت کی پوری داستان ہے قوم عاد تباہ ہوگئی اور اس کے کھنڈرات آج بھی عبرت کی داستان سنا رہے ہیں۔ فرعون دریا میں ڈوب گیا اور اس کی لاش آج بھی عبرت کی کہانی کہہ رہی ہے۔ قوم لوط پتھروں کی بارش سے تباہ ہوگئی اور اپنے انجام کو پہنچی۔

وَاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ

وَاَصْحٰبُ + الْاَیْكَةِ	وَقَوْمُ	تُبَّعٍ	كُلٌّ	كَذَّبَ	الرُّسُلَ
اور اہل ایکہ (بَن کے رہنے والے)	اور قوم	تُبَّع	سب	جھٹلایا	رسولوں

اور بَن کے رہنے والوں نے اور قوم تبع نے سب نے رسولوں کو جھٹلایا

فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ

فَحَقَّ	وَعِیْدِ	اَفَعَیِیْنَا	بِالْخَلْقِ	الْاَوَّلِ	بَلْ
پس ثابت ہوگیا	وعدۂ عذاب	تو کیا ہم تھک گئے	پیدا کرنے سے	پہلی بار	بلکہ

پس وعدۂ عذاب ثابت ہوگیا تو کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے ہیں؟ بلکہ

هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا ع ۱۵ ۱۵

هُمْ	فِیْ لَبْسٍ	مِّنْ	خَلْقٍ	جَدِیْدٍ	وَلَقَدْ + خَلَقْنَا
وہ	شک میں	سے	پیدا کرنا	از سرِ نو	اور تحقیق ہم نے پیدا کیا

وہ از سرِ نو پیدا کرنے (کی طرف) سے شک میں ہیں۔ اور تحقیق ہم نے انسان کو

الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَنَحْنُ

الْاِنْسَانَ	وَنَعْلَمُ	مَا تُوَسْوِسُ	بِهٖ	نَفْسُهٗ	وَنَحْنُ
انسان	اور ہم جانتے ہیں	جو وسوسے گزرتے ہیں	اس کے	اس کا جی	اور ہم

پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسے گزرتے ہیں اس کے جی میں اور ہم

اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ یَتَلَقَّى

اَقْرَبُ	اِلَیْهِ	مِنْ	حَبْلِ + الْوَرِیْدِ	اِذْ	یَتَلَقَّى
بہت قریب	اس کے	سے	رگِ گردن (جان)	جب	لیتے (لکھ لیتے) ہیں

اس کی رگِ جان سے (بھی) بہت قریب ہیں۔ جب (وہ کوئی کام کرتے ہیں) تو لکھنے والے لکھ

الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ﴿۱۷﴾

الْمُتَلَقِّیٰنِ	عَنِ الْیَمِیْنِ	وَعَنِ الشِّمَالِ	قَعِیْدٌ
دو لینے (لکھ لینے) والے	دائیں سے	اور بائیں سے	بیٹھا ہوا

لیتے ہیں (ایک) دائیں سے اور (ایک) بائیں سے بیٹھا ہوا۔

۱۴ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ اَىِ الْغَيْطَةِ
قَوْمِ شُعَيْبٍ وَّقَوْمُ تُبَّعٍ هُوَ
مَلِكٌ كَانَ بِالْيَمَنِ اَسْلَمَ
وَدَعَا قَوْمَهٗ اِلَى الْاِسْلَامِ
فَكَذَّبُوْهُ كُلٌّ مِّنَ الْمَذْكُوْرِيْنَ
كَذَّبَ الرُّسُلَ كَقُرَيْشٍ
فَحَقَّ وَعِيْدِ ○ وَجَبَ نُزُوْلُ
الْعَذَابِ عَلَى الْجَمِيْعِ فَلَا
يَضِيْقُ صَدْرُكَ مِنْ كُفْرِ
قُرَيْشٍ بِكَ

۱۴ اور درختوں کے رہنے والوں یعنی قوم شعیب نے اور
قوم تبع نے جھٹلایا۔

ان سب اقوام نے اپنے پیغبروں کو جھٹلایا جیسے
قریش نے سو ان سب پر وعدہ عذاب کے آنے کا
پورا ہوا۔

پس تیرا دل تنگ نہ ہو اس سے کہ قریش تجھ کو جھٹلاتے
ہیں۔

۱۵ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ
اَىْ لَمْ نَعْىَ بِهٖ فَلَا نَعْىٰ
بِالْاِعَادَةِ بَلْ هُمْ فِىْ لَبْسٍ
شَكٍّ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ○
وَهُوَ الْبَعْثُ۔

۱۵ پس کیا ہم تھک گئے اول مرتبہ پیدا کر کے یعنی
نہیں تھکے۔ پس دوبارہ پیدا کرنے سے بھی
ہم عاجز نہیں بلکہ کافروں کو تردد ہے نئی پیدائش
سے یعنی مر کر جینے سے۔

۱۶ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
وَنَعْلَمُ حَالٌ بِتَقْدِيْرِ نَحْنُ
مَا مَصْدَرِيَّةٌ تُوَسْوِسُ
تُحَدِّثُ بِهٖ اَلْبَاءُ زَائِدَةٌ
اَوْ لِلتَّعْدِيَةِ وَالضَّمِيْرُ لِلْاِنْسَانِ
نَفْسُهٗ ج وَنَحْنُ اَقْرَبُ
اِلَيْهِ بِالْعِلْمِ مِنْ حَبْلِ
الْوَرِيْدِ ○ اَلْاِضَافَةُ لِلْبَيَانِ
وَالْوَرِيْدَانِ عِرْقَانِ بِصَفْحَتَىِ
الْعُنُقِ

۱۶ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ الخ اور بے شبہ
ہم نے پیدا کیا آدمی کو اور ہم جانتے ہیں جو کچھ اس کے جی
میں وسوسہ گزرتے ہیں۔

اور ہم اس کے رگ گردن سے بھی نزدیک تر ہیں۔

۱۷ اِذْ نَاصِبَهٗ اُذْكُرْ مُقَدَّرًا
يَتَلَقَّى يَاخُذُ وَيُثْبِتُ الْمُتَلَقِّيٰنِ
اَلْمَلَكَانِ الْمُوَكَّلَانِ بِالْاِنْسَانِ
مَا يَعْمَلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ
عَنِ الشِّمَالِ مِنْهُ قَعِيْدٌ ○
اَىْ قَاعِدَانِ وَهُوَ مُبْتَدَاٌ
خَبَرُهٗ مَا قَبْلَهٗ

۱۷ یاد کر جبکہ لیویں گے اور ثابت کریں گے دو فرشتے جو
انسان پر مقرر ہیں جو کچھ وہ عمل کرتا ہے۔

اس کے دائیں بائیں بیٹھنے والے۔

تشریح

(۱۴) دوسری قوموں کا بھی یہی انجام ہوا یہی حال ایکہ والوں کا ہوا، تبّع کی قوم اس کا بھی انجام خراب ہوا۔ انھوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا ان کی تعلیم کو ماننے سے انکار کیا۔ آخر اللہ کی وعید ان پر چسپاں ہوگئی اللہ کے عذاب نے آکر ان کے وجود سے دنیا کو پاک کر دیا۔ جن قوموں نے بھی آخرت کا انکار کیا اور انبیاء کی تعلیم کو ماننے سے انکار کیا وہ اخلاقی بگاڑ میں مبتلا ہو کر رہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالے نے انسان کو دنیا میں غیر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے۔ وہ ایک ذمہ دار ہستی ہے اور اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ جب انسان اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتا تو لازماً اخلاقی بگاڑ میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ بگاڑ ایک دن تباہی کے انجام پر ختم ہوتا ہے۔

(۱۵) پہلی مرتبہ پیدا کیا تو دوبارہ کیوں نہیں؟ سب کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ کائنات اور انسان، یہ زمین و آسمان اور اس کے درمیان جتنی چیزیں ہیں خود بخود پیدا نہیں ہوئیں بلکہ ان کو پیدا کرنے والا ان کو قائم رکھنے والا اور ان کی پرورش کرنے والا وہ قادر مطلق ہے جس کی قدرت کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے یہ سب کچھ بنایا۔ جب وہ پہلی مرتبہ یہ سب کچھ بنانے پر قادر ہے تو دوبارہ بنانے میں کیا دشواری ہے۔؟

یہ ایسا عقلی سوال ہے کہ جو ہر انسان کے دماغ پر دستک دیتا ہے اور یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ جو پہلی بار بنا سکتا ہے وہ دوبارہ بھی بنا سکتا ہے۔ نہ وہ پہلی مرتبہ بنانے میں عاجز تھا اور نہ دوبارہ بنانے میں عاجز ہے۔

(۱۶) اللہ کا علم اور اس کی قدرت انسان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا وہ اس کا خالق ہے اس کی رگ رگ سے واقف ہے وہ چاہے آخرت کو مانے یا نہ مانے مگر یہ واقعہ پیش آکر رہے گا۔ اگر اللہ کی ہدایت کو مان کر اس کے لئے تیاری کرلے تو اس میں خود انسان ہی کا بھلا ہے۔ اللہ تعالےٰ چونکہ انسان کے خالق ہیں ان کے علم اور ان کی قدرت نے انسان کو ہر طرح سے گھیرا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ جو خیالات اس کے دل میں آتے ہیں اللہ اس تک سے واقف ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت انسان کو ہر وقت اپنی گرفت میں لئے ہوئے ہے ـــــ اپنی قدرت کے اعتبار سے وہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اس لئے انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی بات کو تسلیم کرے اس کی دنیا اور آخرت کے لئے یہی بہتر راستہ ہے۔

(۱۷) اللہ کے علم کے علاوہ دائیں بائیں دو فرشتے مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ براہ راست ہر چیز کا علم رکھتے ہیں انسان کی حرکات و سکنات اور اس کے خیالات کو جانتے ہیں۔ لیکن چونکہ آخرت کی عدالت میں اللہ جل شانہ کسی کو محض اپنے ذاتی علم کی بنا پر سزا نہ دے گا بلکہ انصاف کی سب شرطیں پوری کی جائیں گی۔ اس لئے دنیا میں ہر شخص کا مکمل ریکارڈ بھی تیار کرایا جا رہا ہے تاکہ اس کی کارگزاری کا پورا ثبوت سامنے آجائے۔ اس کے لئے اللہ نے دائیں اور بائیں دو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو ہر چیز ثبت کر رہے ہیں۔ داہنی طرف والا فرشتہ نیکی لکھنے پر مقرر ہے اور بائیں طرف والا فرشتہ گناہ لکھنے پر مقرر ہے۔

ہمارے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ یہ ریکارڈ اسی طرح کا ہوگا جس طرح آج انسان آوازیں اور تصویریں ریکارڈ کرلیتا ہے اسی طرح اللہ کے حکم سے اس کے مقرر کردہ فرشتے یہ کام انجام دے رہے ہیں۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ وَ

مَا يَلْفِظُ	مِنْ قَوْلٍ	إِلَّا	لَدَيْهِ	رَقِيبٌ	عَتِيدٌ	وَ
اور نہیں نکالتا	کوئی بات	مگر	اس کے پاس	ایک نگہبان	تیار بیٹھا ہوا	اور

اور کوئی بات (زبان سے) نہیں نکالتا مگر اس کے پاس (لکھنے کو) ایک نگہبان تیار بیٹھا ہے۔ اور

جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ

جَاءَتْ	سَكْرَةُ + الْمَوْتِ	بِالْحَقِّ	ذَٰلِكَ	مَا كُنْتَ	مِنْهُ
آ گئی	موت کی بے ہوشی	حق کے ساتھ	یہ	جس سے تو تھا	اس سے

حق کے ساتھ موت کی بے ہوشی آ گئی یہ وہ ہے جس سے تو بدکتا

تَحِيدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿٢٠﴾ وَ

تَحِيدُ	وَنُفِخَ	فِي الصُّورِ	ذَٰلِكَ	يَوْمُ	الْوَعِيدِ	وَ
بھاگتا (بدکتا)	اور پھونکا گیا	صور میں	یہ	دن	وعید	اور

تھا۔ اور صور پھونکا گیا یہ وعید کا دن ہے۔ اور

جَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ﴿٢١﴾

جَاءَتْ	كُلُّ نَفْسٍ	مَعَهَا	سَائِقٌ	وَشَهِيدٌ
آئے گا (حاضر ہوگا)	ہر شخص	اس کے ساتھ	ایک چلانے والا	اور گواہی دینے والا۔

ہر شخص (ہمارے حضور) حاضر ہوگا اس کے ساتھ ایک چلانے والا اور گواہی دینے والا ہوگا۔

(١٨) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ حَافِظٌ عَتِيدٌ ○ حَاضِرٌ وَكُلٌّ مِنْهُمَا بِمَعْنَى الْمُثَنَّى

(۱۸) نہیں نکالتا ہے آدمی زبان سے کوئی بات مگر نزدیک اس کے ایک نگہبان موجود ہے۔

(١٩) وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ غَمْرَتُهُ وَشِدَّتُهُ بِالْحَقِّ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ حَتَّى يَرَاهُ الْمُنْكِرُ لَهَا عِيَانًا وَهُوَ نَفْسُ الشِّدَّةِ ذَٰلِكَ أَيِ الْمَوْتُ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ○ تَهْرُبُ وَتَفْزَعُ

(۱۹) اور آ گئی سختی موت کی اور ظاہر کیا اس نے امر آخرت کو کہ جو اس کا منکر تھا وہ بھی کھلم کھلا اس کو دیکھ لے گا۔

یہ موت وہ ہے جس سے تو اے انسان بھاگتا تھا۔ اور گھبراتا تھا۔

(۲۰) وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ لِلْبَعْثِ
ذٰلِكَ اَىْ يَوْمُ النَّفْخِ
يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○ لِلْكُفَّارِ
بِالْعَذَابِ

(۲۰) اور پھونکا جاوے گا صور میں نفخۂ زندہ کرنے کا۔
یہ دن نفخہ کا وہ دن ہے جس میں کافروں سے
عذاب کا وعدہ ہے۔

(۲۱) وَجَآءَتْ فِيْهِ كُلُّ نَفْسٍ اِلَى
الْمَحْشَرِ مَّعَهَا سَآئِقٌ مَلَكٌ
يَسُوْقُهَا اِلَيْهِ وَّشَهِيْدٌ ○
يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا
وَهُوَ الْاَيْدِىْ وَالْاَرْجُلُ وَغَيْرُهَا
وَيُقَالُ لِلْكَافِرِ۔

(۲۱) اور آوے گا اس روز طرف محشر کے ہر ایک آدمی اس
حال میں کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ بھی ہوگا جو اس
کو لے جائے گا طرف محشر کے اور اس کے ساتھ گواہ
ہوگا اس کے عملوں پر (مراد اس گواہ سے ہاتھ اور پیر
انسان کے ہیں۔
اور کافر سے کہا جاوے گا۔

تشریح

(۱۸) ہر بات اون ریکارڈ | کراماً کاتبین وہ دو فرشتے جو دائیں بائیں مقرر ہیں جیسے ہی کوئی لفظ زبان سے نکلتا ہے وہ حاضر باش نگراں اس کو ریکارڈ کر لیتے ہیں اس طرح انسان کا پورا اعمال نامہ پیدائش سے لے کر موت تک پوری پوری جزئیات کے ساتھ مکمل باریکی کے ساتھ اور پوری نازک ترین تفصیلات کے ساتھ جوں کا توں تیار ہو رہا ہے اِدھر زندگی کی مہلت ختم ہوئی، مسل تیار ہوئی اُدھر موت کی گھڑی آ پہنچی۔

(۱۹) جان کنی کی تکلیف سچائی لے کر آگئی | ادھر زندگی کی مسل پوری ہوئی فائل مکمل ہوئی، اعمال نامے کا آخری ورق لکھا گیا ادہر موت کی تکلیف سکرات الموت اس سچائی کو لے کر آگئی۔ وہ حق و صداقت جس کو ہمیشہ سے اللہ کی کتابیں اور اللہ کے پیغمبر پیش کرتے رہے آخرت کی یاد دلاتے رہے وہ حقیقت کھلنی شروع ہوگئی وہ سچائیاں نظر آنے لگیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جس سے تو بھاگتا تھا جس سے کتراتا تھا۔ یہ گھڑی ٹلنے والی کہاں۔

جیسے ہی موت کی تکلیف شروع ہوتی ہے انسان اس عالم سے بے خبر اور اس عالم سے باخبر ہونے لگتا ہے سعادت اور شقاوت سے پردہ اٹھنے لگتا ہے۔ جانے والے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ زندگی کے اس دوسرے مرحلے میں وہ کس حیثیت سے داخل ہو رہا ہے۔ نیک بخت باسعادت یا بدبخت اور شقاوت کے ساتھ۔ چھوٹی قیامت تو موت کے ساتھ ہی آگئی اب بڑی قیامت بھی حاضر ہے۔

(۲۰) قیامت کا صور پھونک دیا گیا | قیامت کا دوسرا صور پھونک دیا گیا تمام مرے ہوئے لوگ دوبارہ جسمانی زندگی پاکر اٹھ کھڑے ہوں گے وہ ہولناک دن آموجود ہوا جس سے اللہ کے رسول برابر ڈراتے چلے آرہے تھے۔ قیامت کے صور کا پہلا مرحلہ وہ تھا جس میں تمام نظام درہم برہم ہوگیا زندگی کے سارے آثار مٹ گئے اب دوسرا مرحلہ وہ ہے جب مردہ انسان دوبارہ جی اٹھے۔ اب ان سب کو میدانِ حشر کی طرف چلنا ہے۔

(۲۱) حشر کے میدان میں ہر ایک کے ساتھ دو فرشتے | کراماً کاتبین وہ دو فرشتے جو دنیا کی زندگی میں نگرانی کے لئے مقرر تھے، اور اعمال نامہ تیار کر رہے تھے۔ اب وہی یا دوسرے دو فرشتے انسان کو ہانکتے ہوئے اس کے اعمال نامے کے ساتھ پیشی کے لئے میدانِ حشر میں لئے چلے جا رہے ہیں۔ ایک فرشتہ بارگاہ خداوندی کی طرف ہانکتا ہوا دوسرا اس کا نامۂ اعمال ساتھ لئے ہوگا۔

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا

لَقَدْ + كُنْتَ	فِيْ	غَفْلَةٍ	مِّنْ هٰذَا	فَكَشَفْنَا
تحقیق تو تھا	میں	غفلت	اس سے	تو ہم نے ہٹا دیا

تحقیق تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ کو تیرا (غفلت کا)

عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۲۲

عَنْكَ	غِطَآءَكَ	فَبَصَرُكَ	الْيَوْمَ	حَدِيْدٌ
تجھ سے	تیرا پردہ	پس تیری نظر	آج	بڑی تیز

پردہ ہٹا دیا پس تیری نظر آج بڑی تیز ہے۔

وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۲۳ اَلْقِيَا

وَقَالَ	قَرِيْنُهٗ	هٰذَا	مَا لَدَيَّ	عَتِيْدٌ	اَلْقِيَا
اور کہے گا	اس کا ہم نشین	یہ	جو میرے پاس	حاضر	تم دونوں ڈال دو

اور کہے گا اس کا ہم نشین (فرشتہ) جو میرے پاس (اعمالنامہ تھا) یہ حاضر ہے (حکم ہوگا)

فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۲۴ مَّنَّاعٍ

فِيْ	جَهَنَّمَ	كُلَّ	كَفَّارٍ	عَنِيْدٍ	مَّنَّاعٍ
میں	جہنم	ہر	ناشکرا	سرکش	منع کرنے والا

تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر ناشکرے سرکش کو منع کرنے والے کو (بخیل کرنے والے)

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ۲۵

لِّلْخَيْرِ	مُعْتَدٍ	مُّرِيْبٍ
مال کے لئے	حد سے گزرنے والا	شبہات ڈالنے والا

مال میں حد سے گزرنے والے اور شبہات ڈالنے والے کو

۲۲ لَقَدْ كُنْتَ فِي الدُّنْيَا فِيْ غَفْلَةٍ
مِّنْ هٰذَا اَلنَّازِلُ بِكَ
الْيَوْمَ فَكَشَفْنَا عَنْكَ
غِطَآءَكَ اَزَلْنَا غَفْلَتَكَ
بِمَا تَشَاهَدَهٗ الْيَوْمَ فَبَصَرُكَ

۲۲ بے شک تو دنیا میں اس سے غافل تھا جو امر آج تجھ کو پیش آیا۔
سو دور کیا ہم نے تجھ کیری غفلت کو ساتھ اس چیز کے کہ تو آج اس کو دیکھتا ہے۔
پس نظر تیری آج تیز ہے کہ دیکھتا ہے تو اس

الْيَوْمَ حَدِيدٌ ○ حَادٌ شَدِيدٌ بِهٖ مَا أَنْكَرْتَهُ
چیز کو جس کا دنیا میں منکر تھا۔

(۲۳) فِي الدُّنْيَا وَقَالَ قَرِينُهُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ هٰذَا مَا أَيِ الَّذِي لَدَيَّ عَتِيدٌ ○ حَاضِرٌ فَيُقَالُ لِمَالِكٍ

(۲۳) اور کہے گا فرشتہ جو اس پر مقرر ہے۔
یہ وہ ہے جو میرے پاس موجود ہے۔
پھر کہا جاوے گا مالک سے کہ

(۲۴) أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ أَيْ أَلْقِ أَلْقِ أَوْ أَلْقِيَنْ وَبِهٖ قَرَأَ الْحَسَنُ فَأُبْدِلَتِ النُّونُ أَلِفًا كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ○ مُعَانِدًا لِلْحَقِّ

(۲۴) فی الفور ڈال جہنم میں ہر ایک کافر حق سے دشمنی رکھنے والے کو۔

(۲۵) مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ كَالزَّكٰوةِ مُعْتَدٍ ظَالِمٍ مُرِيبٍ ○ شَاكٍّ فِي دِينِهٖ

(۲۵) جو روکنے والا تھا خیر کا یعنی زکوٰۃ نہ دیتا تھا ظلم کرنے والا اپنے دین میں شک کرنے والا تھا۔

تشریح

(۲۲) پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ | دنیا میں کتنا خبردار کیا گیا، بار بار تنبیہ کی گئی ہر طرح سے سمجھایا گیا مگر خواہشوں کا پردہ سامنے پڑا رہا۔ شہوات کا اندھیرا چھایا رہا۔ انسان نے دیکھ کر بھی کچھ نہ دیکھا، سُن کر بھی کچھ نہ سنا۔ ساری عقل و سمجھ ناکارہ ہوگئی۔ آج تو سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہے، پردہ اٹھ چکا ہے۔ ساری سچائیاں بے نقاب ہیں۔ آج تو سب کچھ نظر آرہا ہے سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہے اب جھٹلانے کی گنجائش ہی نہیں رہی۔

(۲۳) پیشی میں حاضر ہے | عدالتِ الٰہی میں پہنچ کر وہ فرشتہ جس کی سپردگی میں اس انسان کو دیا گیا تھا وہ اس کا ساتھی بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا کہ یہ شخص جو میری سپردگی میں تھا سرکار کی پیشی میں حاضر ہے۔

(۲۴) پھینک دو حق کے بیری کو جہنم میں | نامۂ اعمال دیکھنے کے بعد اور پوری عدالتی کارروائی کرنے کے بعد حکم ہوگا کہ حق کے بیری اس سخت ناشکرے کو جہنم میں پھینک دو، کیوں کہ یہ اسی کا مستحق ہے۔ اس نے سچائی کا انکار کیا، اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک اور ساجھی بنایا ایسا شخص جہنم کا ہی مستحق ہے۔

(۲۵) بھلائی سے روکنے والا، حد سے آگے بڑھنے والا | یہ مجرم جو خود بھی بھلائی پر نہیں چلتا تھا اور دوسروں کو بھی بھلائی کرنے سے روکتا تھا اپنے مال میں نہ اللہ کا حق ادا کرتا تھا نہ بندوں کا۔ اپنی ساری طاقت بھلائی کے روکنے اور برائی کے پھیلانے میں لگاتا تھا ہر کام میں اخلاقی حدیں پار کرتا تھا اپنی غرض اور فائدے کے لئے سب کچھ کر گزرتا تھا۔ حرام طریقے سے مال سمیٹتا تھا اور حرام راستے پر خرچ کرتا تھا لوگوں کے حقوق پر دست درازی کرتا تھا۔ اس کی زبان اور اس کے ہاتھ کسی حد کے پابند نہ تھے یہ اسی سزا کا مستحق ہے۔

الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ﴿۲۶﴾

اَلَّذِیْ	جَعَلَ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا	اٰخَرَ	فَاَلْقِیٰهُ	فِی الْعَذَابِ	الشَّدِیْدِ
وہ جس	ٹھہرایا	اللہ کے ساتھ	معبود	دوسرا	پس اسے ڈال دو	عذاب میں	سخت

جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہرایا، پس اسے ڈال دو سخت عذاب میں

قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۲۷﴾

قَالَ	قَرِیْنُهٗ	رَبَّنَا	مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ	وَلٰكِنْ	كَانَ	فِیْ ضَلٰلٍ	بَعِیْدٍ
کہے گا	اس کا ہم نشین	اے ہمارے رب	میں نے اسے سرکش نہیں بنایا	اور لیکن وہ	تھا	گمراہی میں	پرلے درجے کی

اس کا ہم نشین (شیطان) کہے گا اے ہمارے رب میں نے اسے سرکش نہیں بنایا، بلکہ وہ پرلے درجے کی گمراہی میں تھا۔

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ ﴿۲۸﴾

قَالَ	لَا تَخْتَصِمُوْا	لَدَیَّ	وَقَدْ قَدَّمْتُ	اِلَیْكُمْ	بِالْوَعِیْدِ
ارشاد ہوگا	تم نہ جھگڑو	میرے پاس سامنے	اور میں پہلے بھیج چکا ہوں	تمہاری طرف	وعدۂ عذاب

ارشاد ہوگا تم میرے سامنے نہ جھگڑو اور میں تمہاری طرف پہلے وعدۂ عذاب بھیج چکا ہوگا۔

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۲۹﴾

مَا یُبَدَّلُ	الْقَوْلُ	لَدَیَّ	وَمَاۤ اَنَا	بِظَلَّامٍ	لِّلْعَبِیْدِ
نہیں بدلی جاتی	بات	میرے پاس وہاں	اور نہیں میں	ظلم کرنے والا	بندوں پر

میرے پاس بات نہیں بدلی جاتی اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

﴿۲۶﴾ اِلَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
مُبْتَدَأٌ ضُمِّنَ مَعْنَی الشَّرْطِ خَبَرُهٗ
فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ۝
تَفْسِیْرُهٗ مِثْلُ مَا تَقَدَّمَ

﴿۲۶﴾ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنایا۔

پس ڈال اس کو سخت عذاب میں۔

﴿۲۷﴾ قَالَ قَرِیْنُهٗ الشَّیْطَانُ رَبَّنَا
مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ اَضْلَلْتُهٗ وَلٰكِنْ
كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ۝
فَدَعَوْتُهٗ فَاسْتَجَابَ لِیْ
وَقَالَ هُوَ اَطْغَانِیْ بِدُعَائِهٖ
لِیْ قَالَ تَعَالٰی

﴿۲۷﴾ شیطان کہے گا اے ہمارے رب میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا ولیکن یہ خود ظاہر گمراہی میں تھا جو حق سے دور رہے۔ پس میں نے اس کو بلایا اس نے میرا کہنا مانا اور کافر کہے گا اس نے مجھ کو گمراہ کیا اپنی طرف بلا کر۔

اللہ تعالے نے فرمایا،

(۲۸) لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ ○ بِالْعَذَابِ فِی الْاٰخِرَةِ لَوْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلَا بُدَّ مِنْهُ

(۲۹) مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ○ فَاُعَذِّبُهُمْ بِغَیْرِ جُرْمٍ وَظُلْمٍ بِمَعْنٰی ذِیْ ظُلْمٍ لِقَوْلِهٖ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ وَلَا مَفْهُوْمَ لَهٗ

(۲۸) تم میرے پاس جھگڑا نہ کرو یہ جھگڑا کرنا تم کو کچھ نفع نہ دے گا ہمارے عذاب سے نہ بچاوے گا حال یہ کہ میں دنیا میں تم کو کہہ چکا تھا کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب آخرت میں گرفتار ہو گے اور اب عذاب ضرور ہونے والا ہے۔

(۲۹) میری بات بدل نہیں سکتے اور میں بندوں پر ظلم نہیں کہ بلا قصوروں کو سزا دوں۔

تشریح

(۲۶) اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنائے ہوئے تھا | اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنائے ہوئے تھا اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اوپر کی آیتوں میں وہ تمام جرم بتا دیے گئے ہیں جو جہنم کا مستحق بنانے والے ہیں۔

(۱) حق کا انکار۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری۔
(۳) حق کے ساتھ دشمنی۔ (۴) بھلائی کے راستے سے روکنا۔
(۵) اپنے مال سے اللہ کے بندوں کے حقوق ادا نہ کرنا۔ (۶) معاملات میں حد سے تجاوز کرنا۔
(۷) لوگوں پر ظلم اور زیادتیاں کرنا (۸) دین کی صداقتوں اللہ آخرت، فرشتے، رسالت، وحی ان پر شک کرنا۔
(۹) دوسروں کے دلوں میں شک ڈالنا۔ (۱۰) اور سب سے بڑا جرم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

غرض یہ وہ تمام جرائم ہیں جو جہنم کا مستحق بناتے ہیں۔

(۲۷) ساتھی شیطان کے ساتھ حجت بازی | فرشتے نے اس مجرم کو اللہ کی عدالت میں پیش کیا۔ جرم کے سارے ثبوت سامنے آئے شیطان جو اس شخص کے ساتھ لگا ہوا تھا اور زندگی بھر اس کو بہکاتا رہا۔ مجرم میں اور اس شیطان میں حجت بازی ہو رہی ہے۔ مجرم اپنا جرم شیطان پر ڈال رہا ہے کہ اس نے مجھے گمراہ کیا۔ شیطان کہتا ہے میں نے اس پر کوئی زبردستی نہیں کی یہ تو خود ہی گمراہ ہو کر فلاح کے راستے سے دور جا پڑا تھا، یہ تو خود نیکی سے دور اور برائی پر فریفتہ تھا۔ اس لئے نبیوں کی کوئی بات اسے پسند نہ آئی اور میری ترغیبات پر پھسلتا چلا گیا۔

(۲۸) بہکانے والا اور بہکنے والا دونوں ہی مجرم ہیں | ان دونوں کی حجت بازی اور اپنے جرم کو ہلکا کرنے کے لئے دوسرے کو قصوروار ٹھہرانے کی کوشش پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اب میرے سامنے جھگڑا مت کرو۔ دنیا میں تم سب کو نیک و بد سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ جو بہکائے گا اسے کیا سزا ملے گی اور جو بہکے گا اسے کیا بھگتنا پڑے گا۔ اس تنبیہ کے باوجود تم دونوں اپنے اپنے حصے کا جرم کرنے سے باز نہ آئے۔ بہکانے والے نے بہکایا اور بہکنے والا بہکا۔ اب جھگڑا کرنے سے کیا حاصل؟ دونوں کو ان کی حرکتوں کی سزا مل کر رہے گی۔

(۲۹) ہمارے فیصلے اور قانون اٹل ہیں | اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہمارے یہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ اگر میں خالق اور رب ہو کر اپنی ہی پیدا کردہ مخلوق پر ظلم کروں تو بہت بڑا ظالم کہلاؤں گا لیکن میں سرے سے کوئی ظلم اپنے بندوں پر نہیں کرتا یہ سزا جو تمہیں دی جا رہی ہے ٹھیک انصاف کے مطابق ہے ہمارے فیصلے بدلے نہیں جاتے اور ہمارا قانون اٹل ہے جس کا اعلان دنیا میں کر دیا گیا تھا۔

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ

يَوْمَ	نَقُوْلُ	لِجَهَنَّمَ	هَلِ	امْتَلَأْتِ	وَتَقُوْلُ	هَلْ	مِنْ
جس دن	ہم کہیں گے	جہنم سے	کیا	تو بھر گئی ؟	اور وہ کہے گی	کیا	سے کچھ

جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر گئی ؟ اور وہ کہے گی کیا کچھ (اور)

مَّزِيدٍ ﴿۳۰﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿۳۱﴾

مَّزِيْدٍ	وَاُزْلِفَتِ	الْجَنَّةُ	لِلْمُتَّقِيْنَ	غَيْرَ بَعِيْدٍ
مزید ہے	اور نزدیک کردی جائے گی	جنت	پرہیزگاروں کے لئے	نہ دُور

مزید ہے ؟ اور جنت پرہیزگاروں کے نزدیک کردی جائے گی ، نہ ہوگی دُور

﴿۳۰﴾ يَوْمَ نَاصِبَهُ ظَلَّامٌ يَقُوْلُ
بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ لِجَهَنَّمَ هَلِ
امْتَلَأْتِ اِسْتِفْهَامُ تَحْقِيْقٍ
لِوَعْدِهٖ بِمَلْئِهَا وَتَقُوْلُ
بِصُوْرَةِ الْاِسْتِفْهَامِ كَالسُّؤَالِ
هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ○ اَيْ لَا اَسَعُ
غَيْرَ مَا امْتَلَأْتُ بِهٖ اَيْ قَدِ
﴿۳۱﴾ اِمْتَلَأْتُ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ قُرِّبَتْ
لِلْمُتَّقِيْنَ مَكَانًا غَيْرَ بَعِيْدٍ ○
مِنْهُمْ فَيَرَوْنَهَا وَيُقَالُ لَهُمْ

﴿۳۰﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ
اس دن کہ کہیں گے ہم دوزخ کو کیا تو بھر گئی (یہ اس لئے دوزخ سے پوچھا جاوے گا کہ اس سے یہ وعدہ تھا کہ تجھ کو بھروں گا)
اور دوزخ کہے گی زبانِ حال سے کیا میرے اندر کچھ زیادتی کی گنجائش ہے یعنی نہیں۔ حاصل یہ کہ میں بھر گئی ، اب اور گنجائش باقی نہیں۔

﴿۳۱﴾ اور نزدیک کی جاوے گی جنت پرہیزگاروں سے ایسی جگہ جو اُن سے دور نہ ہوگی پس وہ اس کو دیکھیں گے ان سے کہا جاوے گا۔

تشریح

﴿۳۰﴾ دوزخ کا غیظ وغضب | اس دن دوزخ کے غیظ وغضب کا یہ حال ہوگا کہ وہ اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ، نظر آئے گی۔ اس میں مجرموں کو ٹھونس ٹھونس کر بھرنے کے بعد جب کوئی گنجائش نہیں رہے گی اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو بھر گئی ؟ اور وہ کہے گی کیا کچھ اور ہے۔ یعنی اس کے غضب کا یہ عالم ہوگا کہ وہ یہ کہے گی کہ کوئی مجرم باقی نہ رہے جو ہیں ان سب کو لے آؤ۔ وہ هَلْ مِنْ مَّزِيْد کا مطالبہ کرتی رہے گی۔

﴿۳۱﴾ جنت پرہیزگاروں کے بالکل نزدیک ہوگی | ایک شخص اللہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ فیصلہ ہوا کہ یہ متقی اور یہ پرہیزگار جنت کا مستحق ہے۔ تو یہ فیصلہ سننے کے بعد وہ جنت کو اپنے بہت نزدیک پائے گا۔ وہ جنت کی سجاوٹ کو اس کی شادابی اور تازگی کو نزدیک سے دیکھے گا اور فیصلے کے بعد وہ فوراً ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اصل میں عالمِ آخرت میں زمان ومکان کے تصورات اس عالم کے مقابلے میں بالکل مختلف ہوں گے اس لئے کہ نیک انسان کو کچھ بہت مسافت طے کرکے جنت میں جانا نہیں پڑے گا بلکہ وہ جنت کو اپنے قریب پائے گا۔

هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيۡظٍ ۝۳۲ مَنۡ

هٰذَا	مَا تُوۡعَدُوۡنَ	لِكُلِّ + اَوَّابٍ	حَفِيۡظٍ	مَنۡ
یہ	جو تم سے وعدہ کیا جاتا تھا	ہر رجوع کرنے والے کےلئے	نگہداشت کرنے والے	جو

یہ ہے جو تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہر رجوع کرنے والے نگہداشت کرنے والے کے لئے۔ جو

خَشِىَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيۡبِ ۝۳۳

خَشِىَ	الرَّحۡمٰنَ	بِالۡغَيۡبِ	وَجَآءَ	بِقَلۡبٍ + مُّنِيۡبٍ
ڈرا	رحمٰن (اللہ)	بن دیکھے	اور آیا	رجوع کرنے والے دل کے ساتھ

اللہ رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ آیا۔

۳۲ هٰذَا الۡمَرۡئِىُّ مَا تُوۡعَدُوۡنَ بِالتَّاءِ وَالۡيَاءِ فِى الدُّنۡيَا وَيُبۡدَلُ مِنۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَ قَوۡلُهٗ لِكُلِّ اَوَّابٍ رَجَّاعٍ اِلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ حَفِيۡظٍ ○ حَافِظٍ لِحُدُوۡدِهٖ

۳۲ یہ جو تم دیکھتے ہو وہ ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا نزدیک ہوگی جنت ہر ایک اس شخص سے جو اللہ کی بندگی کی طرف رجوع کرنے والا، حدود الٰہی کا نگاہ رکھنے والا تھا۔

۳۳ مَنۡ خَشِىَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ خَافَهٗ وَلَمۡ يَرَهٗ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيۡبٍ ○ مُقۡبِلٍ عَلٰى طَاعَتِهٖ۔ وَيُقَالُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ اَيۡضًا

۳۳ وہ جو رحمٰن سے ڈرا بن دیکھے، اور آیا ایسا دل لے کر جو اللہ کی بندگی کی طرف متوجہ ہونے والا ہے۔

اور نیز پرہیزگاروں سے کہا جائے گا کہ۔

تشریح

۳۲ یہی تو ہے جس کا اللہ کی رضا کے طلبگار سے وعدہ کیا جاتا تھا | اللہ کا وہ بندہ جو اللہ کی رضا کا طلب گار تھا جس نے اس کی فرماں برداری کا راستہ اختیار کیا تھا جو برائیوں سے بہت زیادہ اللہ کی حرمتوں کی حفاظت کرنے والا تھا جو تمام معاملات میں اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ ایسے شخص سے جو وعدہ کیا جاتا تھا وہ وعدہ یہی تھا۔ جنت کا وعدہ، ہمیشہ کے راحت و آرام کا وعدہ۔ اللہ کا وعدہ جو کبھی خلاف نہیں ہوتا۔

۳۳ بے دیکھے اللہ سے ڈرنے والا، دل گرویدہ لے کر آنے والا | وہ صاحب ایمان جو بغیر دیکھے اللہ سے ڈرتا رہا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ بہت رحم کرنے والا ہے اس کی نافرمانی پر جری نہیں ہوا بلکہ فرماں برداری کرتے ہوئے اس کے رحم و کرم کا امیدوار رہا۔ جو ایسا دل لے کر آیا جو ہمیشہ اللہ کی طرف رجوع کرتا تھا جس کے اعمال کا رُخ ہمیشہ اللہ کی طرف رہتا تھا آج اس شخص کو اللہ تعالیٰ وعدے کے مطابق جنت میں داخل کر رہے ہیں۔

اِدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ

اِدْخُلُوْهَا	بِسَلٰمٍ	ذٰلِكَ	يَوْمُ + الْخُلُوْدِ	لَهُمْ	مَّا يَشَآءُوْنَ	فِيْهَا	وَ
اس میں داخل ہو جاؤ	سلامتی کے ساتھ	یہ	ہمیشہ رہنے کا دن	ان کے لئے	جو وہ چاہیں گے	اس میں	اور

(ہم فرمائیں گے) اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔ اس میں ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس

لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ

لَدَيْنَا	مَزِيْدٌ	وَكَمْ ، اَهْلَكْنَا	قَبْلَهُمْ	مِّنْ قَرْنٍ	هُمْ + اَشَدُّ	مِنْهُمْ
اور ہمارے پاس	اور بھی زیادہ	اور کتنی ہلاک کیں ہم نے	ان سے قبل	امتیں	وہ زیادہ سخت	ان سے

اور بھی زیادہ ہے۔ اور ہم نے ان (اہل مکہ) سے قبل کتنی (ہی) ہلاک کیں امتیں، وہ پکڑ (قوت) میں ان سے

بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ

بَطْشًا	فَنَقَّبُوْا + فِى الْبِلَادِ	هَلْ	مِنْ	مَّحِيْصٍ	اِنَّ	فِىْ	ذٰلِكَ
پکڑ میں	پس کریدنے (گشت کرنے) لگے شہروں میں	کیا	ہے (کہیں)	بھاگنے کی جگہ	بیشک	میں	اس

زیادہ سخت تھیں، پس وہ شہروں میں گشت کرنے لگے کیا کہیں بھاگنے کی جگہ ہے؟ بیشک اس میں نصیحت (بڑی

لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾

لَذِكْرٰى	لِمَنْ	كَانَ	لَهٗ	قَلْبٌ	اَوْ	اَلْقَى + السَّمْعَ	وَهُوَ	شَهِيْدٌ
نصیحت	اس کے لئے جو	ہو	اس کا	دل	یا	ڈالے (لگائے) کان	اور وہ	متوجہ

عبرت) ہے اس کے لئے جس کا دل (بیدار) ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔

۳۴ اِدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اَیْ سَالِمِیْنَ
مِنْ كُلِّ مُخَوِّفٍ اَوْ مَعَ سَلَامٍ اَوْ
سَلِّمُوْا وَادْخُلُوْا ذٰلِكَ الْيَوْمَ
الَّذِىْ حَصَلَ فِيْهِ الدُّخُوْلُ
يَوْمُ الْخُلُوْدِ ○ اَلدَّوَامُ فِى
الْجَنَّةِ۔

۳۳ تم داخل ہو جاؤ جنت میں ہر ایک خوف سے سلامت
رہنے والے، یا یہ کہ سلام کرو اور داخل ہو جنت
میں۔ یہ دن جنت میں داخل ہونے کا ہمیشگی کا دن
ہے یعنی بعد داخل ہونے جنت میں ہمیشہ رہو گے۔

۳۵ لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا دَائِمًا
وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ○ زِيَادَةٌ عَلٰى
مَا عَمِلُوْا وَطَلَبُوْا

۳۵ اہل جنت کے لئے جنت میں وہ ہے جو وہ چاہیں گے
ہمیشہ کو اور ہمارے پاس زیادہ ہے اس سے جو وہ
چاہتے ہیں اور جانتے ہیں۔

۳۶ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ

۳۶ اور ہم نے کفار قریش سے پہلے بہت سی جماعتوں کو

قَرْنٍ اَیْ اَهْلَكْنَا قَبْلَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قُرُوْنًا اُمَمًا كَثِيْرَةً مِنَ الْكُفَّارِ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا قُوَّةً فَنَقَّبُوْا فَتَّشُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ○ لَهُمْ اَوْ لِغَيْرِهِمْ مِنَ الْمَوْتِ فَلَمْ يَجِدُوْا

کافروں میں سے ہلاک کر چکے جو ان سے زیادہ زور آور تھے سو انھوں نے تمام شہروں میں یہ تفتیش کی کہ ان کے لئے یا ان کے سوا دوسروں کے لئے کوئی جگہ موت سے بچنے کی ہے سو ان کو کوئی جگہ ایسی نہ ملی۔

(۳۷) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرِ لَذِكْرٰى لَعِظَةً لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ عَقْلٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ اِسْتَمَعَ الْوَعْظَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○ حَاضِرٌ بِالْقَلْبِ

(۳۷) بے شک اس میں جو مذکور ہوا نصیحت ہے اس کے لئے جس کے لئے عقل ہے یا وہ سنتا ہے نصیحت کو اور دل اس کا حاضر ہے۔

تشریح

(۳۴) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ | اور فرما رہے ہیں کہ سلامتی کے ساتھ بغیر کسی غم و فکر کے اللہ اور اس کے فرشتوں کا سلام لیتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ حیات ابدی کا دن ہوگا۔ اب نہ کبھی تمہیں موت آئے گی اور نہ کبھی تمہیں جنت سے نکالا جائے گا۔ جو کچھ ملا ہمیشہ کے لئے ہوگا۔ جب کہ دنیا میں ایسا نہ تھا وہاں ہر چیز عارضی تھی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے وہ باتیں بتا دی ہیں جن کو کر کے کوئی شخص جنت کا مستحق ہو سکتا ہے۔

(۱) تقویٰ، پرہیزگاری، ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔

(۲) اللہ کی طرف رجوع کرنا، ہر معاملے میں دیکھنا کہ اللہ کا کیا حکم ہے۔

(۳) اللہ سے اپنے تعلق کی نگہداشت کہ ہمارا تعلق اللہ کے ساتھ مضبوط رہے۔

(۴) اللہ کو دیکھے بغیر اور اس کے رحم و کرم پر یقین رکھنے کے باوجود اس سے ڈرتے رہنا اور گناہ پر جری نہ ہونا۔

(۵) قلب مُنیب لئے ہوئے اللہ کے یہاں پہنچنا یعنی مرتے دم تک پورے خلوص کے ساتھ انابت کی روش پر قائم رہنا۔

(۳۵) جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی | جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے جنتی بندوں کی ہر خواہش پوری کریں گے اور اللہ کے یہاں دینے کے لئے بہت کچھ ہے۔ اتنی نعمتیں دینے سے کوئی کمی نہیں آئے گی بلکہ کچھ اور وہ نعمتیں بھی عطا کی جائیں گی جو بندے کے خواب و خیال میں بھی نہ ہوں گی۔ مثلاً دیدار الٰہی کی لذت، حقیقت کی معرفت اور صداقت کے علم کا وہ لطف جس کی وسعت اور لطف کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔

(۳۶) اللہ کے مقابلے میں کوئی پناہ گاہ نہیں | ایسی بہت سی قومیں گزر چکی ہیں جو موجودہ قوموں سے کہیں زیادہ طاقت ور تھیں اور اپنی طاقت کے زور پر دوسرے ملکوں میں بھی دراندازی کی تھی مگر اللہ کے مقابلے پر انھیں کوئی جائے پناہ نہ مل سکی اور آخر کار وہ ہلاک کر دی گئیں۔ اس لئے اپنی طاقت کے زعم میں اللہ سے بغاوت کرنا اور اس کے مقابلے پر کامیابی کی امید رکھنا بے سود ہے۔

(۳۷) سوچنے سمجھنے کے لئے نصیحت کا پہلو | تاریخ کا یہ حصہ سوچنے سمجھنے کے لئے نصیحت کا سامان رکھتا ہے مگر نصیحت وہی حاصل کرتا ہے جو عقل رکھتا ہو، صحیح سوچ رکھتا ہو، غفلت میں مبتلا نہ ہو، اور تعصب سے پاک ہو کر جب کوئی اسے حقیقت بتائے تو وہ کھلے کانوں سے بات کو سنے۔ یا تو آدمی خود خبردار ہو یا دوسروں کے کہنے سے خبردار ہو۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو پھر انسان اور پتھر میں کوئی فرق نہیں ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ

وَلَقَدْ	خَلَقْنَا	السَّمٰوٰتِ	وَ الْاَرْضَ	وَ + مَا بَيْنَهُمَا	فِيْ
اور تحقیق	ہم نے پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	اور جو ان دونوں کے درمیان ہے	میں

اور تحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور جو ان کے درمیان ہے

سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۳۸

سِتَّةِ	اَيَّامٍ	وَ مَا مَسَّنَا	مِنْ	لُّغُوْبٍ
چھ	دن	اور نہیں چھوا ہمیں	کسی۔کوئی	تھکان

چھ دن میں اور ہمیں کسی تھکان نے نہیں چھوا۔

۳۸ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ اَوَّلُهَا الْاَحَدُ
وَاٰخِرُهَا الْجُمُعَةُ وَمَا مَسَّنَا
مِنْ لُّغُوْبٍ ○ تَعَبٌ نَزَلَ
رَدًّا عَلَى الْيَهُوْدِ فِيْ قَوْلِهِمْ
اِنَّ اللّٰهَ اسْتَرَاحَ يَوْمَ السَّبْتِ
وَانْتِفَاءُ التَّعَبِ عَنْهُ لِتَنَزُّهِهٖ
تَعَالٰى عَنْ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِيْنَ
وَلِعَدَمِ الْمُجَانَسَةِ بَيْنَهٗ
وَبَيْنَ غَيْرِهٖ اِنَّمَآ اَمْرُهٗ
اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

۳۸ اور بے شک ہم نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں پہلا اتوار کا تھا اور آخری دن جمعہ کا۔
اور نہیں پہونچی ہم کو تھکان۔ یہ آیت نازل ہوئی یہود کے قول کے رد میں کہ وہ کہتے تھے اللہ نے آرام حاصل کیا ہفتہ کے دن اور لیٹا عرش پر۔ اور تھکان نہ ہونا اس لئے کہ اللہ تعالےٰ صفات مخلوق سے پاک اور برتر ہے اور اس میں اور اس کے غیر میں جنسیۃ نہیں جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو صرف یہ فرما دیتا ہے کہ "ہوجا" پس وہ ہوجاتی ہے۔

تشریح

۳۸ زمین وآسمان کی تخلیق | اللہ تعالےٰ نے زمین وآسمان اور اس کے درمیان جتنی چیزیں ہیں سب چھ دن میں پیدا کردیں اور اس کے بنانے میں اللہ تعالیٰ تھک نہیں گئے۔ زمین وآسمان کی تخلیق میں نہ تو اللہ تعالیٰ کو کوئی محنت کرنی پڑی اور نہ اسے آرام کرنے کی ضرورت ہوئی اس نے اپنی مصلحت کے مطابق ایک خاص مدت میں اپنے ایک حکم سے زمین وآسمان اور اس کے اندر جتنی چیزیں ہیں ان سب کو بنا کر کھڑا کردیا۔ کسی چیز کی تخلیق کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک حکم کہ "ہوجا" کافی ہے اور وہ ہوجاتی ہے۔ اس کے لئے اسے محنت اور آرام کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس لئے کہ تھکن ہونا کمزوری کی علامت ہے اور یہ خالق کی نہیں مخلوق کی صفت ہے۔ اس لئے فرمایا کہ مجھے کوئی تھکان نہیں ہوئی۔

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ

فَاصْبِرْ	عَلٰی	مَا یَقُوْلُوْنَ	وَسَبِّحْ	بِحَمْدِ + رَبِّکَ
پس صبر کرو	پر	جو وہ کہتے ہیں	اور پاکیزگی بیان کرو	اپنے رب کی تعریف کے ساتھ

پس جو وہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرو

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝۳۹ وَمِنَ

قَبْلَ	طُلُوْعِ	الشَّمْسِ	وَقَبْلَ	الْغُرُوْبِ	وَمِنَ
قبل	طلوع ہونے	سورج	اور قبل	غروب ہونے	اور سے۔میں

سورج کے طلوع اور غروب سے قبل اور رات

الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝۴۰ وَاسْتَمِعْ یَوْمَ

الَّیْلِ	فَسَبِّحْهُ	وَاَدْبَارَ	السُّجُوْدِ	وَاسْتَمِعْ	یَوْمَ
رات	پس اس کی پاکی بیان کرو	اور بعد	سجدوں (نماز)	اور سنو	جس دن

میں پس اس کی پاکیزگی بیان کرو اور نمازوں کے بعد (بھی) اور (کان لگا کر) سنو جس دن

یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ ۝۴۱

یُنَادِ	الْمُنَادِ	مِنْ	مَّکَانٍ	قَرِیْبٍ	
پکارے گا	پکارنے والا	سے	جگہ	قریب	

پکارنے والا قریب جگہ سے پکارے گا۔

۳۹ فَاصْبِرْ خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ
أَیِ الْیَهُوْدُ وَغَیْرُهُمْ مِنَ
التَّشْبِیْهِ وَالتَّکْذِیْبِ وَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّکَ صَلِّ حَامِدًا
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ أَیْ صَلٰوةَ
الصُّبْحِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ أَیْ
۴۰ صَلٰوةَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَمِنَ
الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ أَیْ صَلِّ الْعِشَائَیْنِ

۳۹ پس اے محمد صبر کر تو اس پر جو وہ کہتے ہیں یعنی یہود
وغیرہ جو تشبیہ کے قائل ہیں اور جھٹلاتے ہیں۔

اور تسبیح کر ساتھ حمد رب اپنے کے یعنی نماز پڑھ اس حال
میں کہ حمد کرنے والا ہے اپنے رب کی سورج کے
نکلنے سے پہلے اور غروب سے یعنی نماز صبح کی اور ظہر
اور عصر۔
۴۰ اور رات تسبیح کر یعنی مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ اور
نوافل مسنونہ ادا کر فرضوں کے بعد۔ اور بعض

وَاِدْبَارَ السُّجُوْدِ ○ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ جَمْعُ دُبُرٍ وَبِكَسْرِهَا مَصْدَرُ اَدْبَرَ اَىْ صَلِّ النَّوَافِلَ الْمَسْنُوْنَةَ عَقْبَ الْفَرَائِضِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ حَقِيْقَةُ التَّسْبِيْحِ فِىْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ مُلَابِسًا لِلْحَمْدِ

نے کہا کہ مراد حقیقت تسبیح ہے ان اوقات میں حمد کے ساتھ۔

(۴۱) وَاسْتَمِعْ يَا مُخَاطَبُ مَقُوْلِىْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ هُوَ اِسْرَافِيْلُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ○ مِنَ السَّمَاءِ وَهُوَ صَخْرَةُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ اَقْرَبُ مَوْضِعٍ مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَاءِ يَقُوْلُ اَيَّتُهَا الْعِظَامُ الْبَالِيَةُ وَالْاَوْصَالُ الْمُنْقَطِعَةُ وَاللُّحُوْمُ الْمُتَمَزِّقَةُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَفَرِّقَةُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُنَّ اَنْ تَجْتَمِعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ

(۴۱) اور سُن اے مخاطب قول میرا جس دن پکارے گا پکارنے والا جگہ قریب سے یعنی اسرافیل آواز دے گا صخرۂ بیت المقدس سے جو آسمان سے قریب جگہ ہے زمین میں۔

اسرافیل وہاں کھڑا ہو کر یہ آواز دیگا اے پرانی ہڈیو اور اے ٹوٹے ہوئے جوڑوں اور اے پارہائے گوشت اور اے متفرق بالوں۔ بے شبہ اللہ کا تم کو حکم ہے کہ سب اکٹھے ہو جاؤ فیصلہ کے لئے۔

تشریح

(۳۹) اے نبیؐ آپ صبر و شکر سے کام لیں | یہ موٹی موٹی باتیں اگر ان لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں کہ زمین و آسمان اور اس کی تمام چیزوں کا بنانا اور پھر اس کی تعمیر نو کرنا ہمارے لئے مشکل نہیں ہے اور پھر بھی یہ لوگ موت کے بعد زندگی کی خبر تمہاری زبان سے سُن کر تمہارا مذاق اڑائیں تو تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور جس سچائی کو بیان کرنے کے لئے تم مامور ہو اس کو بیان کرتے رہو اور اپنی ہمت اور حوصلہ قائم رکھنے کے لئے اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہو۔ طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی نماز میں اللہ کو یاد کرو۔ اور غروب آفتاب سے پہلے ظہر اور عصر کی نماز میں اللہ کی یاد اور اس کی شکر گزاری کرو۔

(۴۰) مغرب، عشاء اور تہجد کی نماز | صبر، شکر اور حوصلے کے لئے فجر، ظہر اور عصر کی نماز کے علاوہ رات کے وقت مغرب اور عشاء کی نماز میں اللہ کو یاد کرو اور تہجد کی نماز میں اللہ کی تسبیح کرو اور ان نمازوں کے بعد بھی اللہ کی تسبیح یعنی نماز کے بعد کا ذکر اور نفل نماز پڑھتے رہو۔ یعنی فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازیں بھی پڑھو اور چلتے پھرتے اللہ کا ذکر کرتے رہو جیسے نماز کے بعد "سبحان اللہ" اور "الحمد للہ" کی تسبیح روایت میں منقول ہے اور ذکر کرتے وقت ان معانی کو تازہ اور مستحکم رکھو جو اللہ کے ذکر میں بیان ہوتے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ دین پر ثابت قدمی اور دین کی راہ میں مشکلات برداشت کرنے کی ہمت اور طاقت حاصل ہوتی رہے گی۔

(۴۱) منادی کرنے والے کی منادی | اور اس دن کی تیاری کرو جس دن منادی کرنے والا منادی کرے گا کہ اٹھو اور چلو اپنے رب کی طرف حساب دینے کے لئے یہ منادی ایسی ہوگی کہ ہر ایک کو ایسا لگے گا کہ پکارنے والے نے کہیں قریب ہی سے پکارا ہے اصل میں عالم آخرت میں زمان و مکان کے اعتبارات بدل جائیں گے اور اس دنیا کے قانون کے مقابلے میں اُس دنیا کا قانون مختلف ہوگا۔

يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾

يَوْمَ	يَسْمَعُوْنَ	الصَّيْحَةَ	بِالْحَقِّ	ذٰلِكَ	يَوْمُ + الْخُرُوْجِ
جس دن	وہ سنیں گے	چیخ	حق کے ساتھ	یہ	باہر نکلنے کا دن

جس دن وہ حق کے ساتھ چیخ سنیں گے، یہ (قبروں سے) باہر نکلنے کا دن ہوگا

اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَاِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ

اِنَّا	نَحْنُ	نُحْیٖ	وَنُمِیْتُ	وَاِلَیْنَا	الْمَصِیْرُ	يَوْمَ	تَشَقَّقُ
بےشک	ہم	زندگی دیتے ہیں	اور مارتے ہیں	اور ہماری طرف	پھر لوٹ کر آنا ہے	جس دن	شق ہوجائے گی

بےشک ہم زندگی دیتے ہیں، اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف (ہی) لوٹ کر آنا ہے۔ جس دن زمین ان سے شق

الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَیْنَا یَسِیْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ

الْاَرْضُ	عَنْهُمْ	سِرَاعًا	ذٰلِكَ	حَشْرٌ	عَلَیْنَا	یَسِیْرٌ	نَحْنُ
زمین	ان سے	جلدی کرتے ہوئے	یہ	حشر	ہمارے لئے	آسان	ہم

ہو جائے گی جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے، یہ حشر ہمارے لئے آسان ہے۔ جو وہ کہتے

اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ

اَعْلَمُ	بِمَا	یَقُوْلُوْنَ	وَمَاۤ اَنْتَ	عَلَیْهِمْ	بِجَبَّارٍ	فَذَكِّرْ
جانتے ہیں	وہ جو	وہ کہتے ہیں	اور نہیں آپ	ان پر	جبر کرنے والے	پس نصیحت کریں

ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور تم اس پر جبر کرنے والے نہیں۔ پس آپ قرآن

ع ۳ / ۱۴ / ۱۷

بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ﴿۴۵﴾ ع

بِالْقُرْاٰنِ	مَنْ	یَّخَافُ	وَعِیْدِ
قرآن سے	جو	وہ ڈرتا ہے	میری وعید

سے نصیحت کریں جو میری وعید (وعدۂ عذاب) سے ڈرتا ہے۔

﴿۴۲﴾ یَوْمَ بَدَلٌ مِنْ یَوْمِ قَبْلَهٗ یَسْمَعُوْنَ اَیِ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ بِالْبَعْثِ وَهِیَ النَّفْخَةُ الثَّانِیَةُ مِنْ

﴿۴۲﴾ اور وہ دن ہے کہ تمام مخلوق اس میں آواز حشر کی سنیں گے یعنی نفخۂ ثانیہ اسرافیل سے سنیں گے۔

إسرافيل ويحتمل أن تكون قبل ندائه أو بعده ذلك أي يوم النداء والسماع يوم الخروج ○ من القبور وناصب يوم ينادي مقدر أي يعلمون عاقبة تكذيبهم

اور احتمال ہے کہ یہ صیحہ اسرافیل کی ندا سے پہلے ہو یا پیچھے۔ یہ دن ندا اور صیحہ کے سننے کا وہ دن ہے کہ اس میں سب قبروں سے نکلیں گے۔

اس وقت وہ جان لیں گے انجام اپنے جھٹلانے کا۔

(۴۳) إنا نحن نحيي ونميت وإلينا المصير ○

(۴۳) بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہماری طرف سب کو آنا ہے۔

(۴۴) يوم بدل من يوم قبله وما بينهما اعتراض تشقق بتخفيف الشين وتشديدها بإدغام التاء الثانية في الأصل فيها الأرض عنهم سراعا جمع سريع حال من مقدر أي فيخرجون مسرعين ذلك حشر علينا يسير ○ فيه فصل بين الموصوف والصفة بمتعلقها للاختصاص وهو لا يضر وذلك إشارة إلى معنى الحشر المخبر به عنه وهو الإحياء بعد الفناء والجمع للعرض والحساب

(۴۴) جس دن کہ پھٹ جاوے گی ان سے ..... زمین جلدی سے۔ یعنی تمام مخلوق جلد زمین سے نکلے گی۔

یہ اکٹھا کرنا اور زندہ کرنا حساب کے لئے بعد فنا ہونے کے آسان ہے ہم کو۔

(۴۵) نحن أعلم بما يقولون أي كفار قريش وما أنت عليهم بجبار تجبرهم على الإيمان وهذا قبل الأمر بالجهاد فذكر بالقرآن من يخاف وعيد ○ وهم المؤمنون

(۴۵) ہم جانتے ہیں جو کچھ کفار قریش کہتے ہیں۔

اور تم اے محمد اس کو زبردستی ایمان کی طرف نہیں لا سکتے (یہ حکم جہاد سے پہلا ہے)

پس نصیحت کر قرآن سے اس شخص کو جو میری پکڑ سے ڈرتا ہے۔ یعنی اہل ایمان کو۔

تشریح

(۴۲) مُردوں کے زندہ ہو کر اٹھنے کا دن | یہ وہ دن ہوگا جب دوسرا صور پھونکا جائے گا اور مُردے زندہ ہو کر زمین سے نکلیں گے اس وقت سب لوگ صور کی آواز" آوازہ حشر" کو ٹھیک ٹھیک سن رہے ہوں گے اور سب کو ماننا ہوگا کہ یہ امر حق کی وہی پکار ہے جس کی خبر دنیا میں اللہ کے پیغمبر دیا کرتے تھے کہ اس طرح مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ملے گی۔ آج وہی پکار بلند ہو رہی ہے وہ اپنے کانوں سے سُن رہے ہیں اور وہی حشر کا دن ہے۔

(۴۳) موت و حیات کے مالک اللہ ہیں | اصل میں موت و حیات اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی زندگی اور موت کے مالک ہیں جب چاہیں زندگی دیں جب چاہیں موت دیں۔ موت و حیات پر انسان کا بس نہیں ہے اور سب کو پلٹ کر اللہ کے پاس ہی جانا ہے کوئی بچ کر نکل نہیں سکتا۔

(۴۴) اگلے پچھلے انسانوں کو بیک وقت جمع کر لینا اللہ کے لئے بالکل آسان ہے | دنیا کی پیدائش سے لے کر قیامت تک اربوں کھربوں انسان، جتنے پیدا ہوئے اور موت کے بعد ان کے اجزاء زمین میں، پانی میں، ہواؤں میں، آگ میں جہاں جہاں بکھر گئے ان سارے اجزاء کو جمع کرنا اور جس بدن کے اور جس انسان کے وہ اجزاء ہیں ان کو پہلے کی طرح وہیں پہنچا دینا اور پھر وہی شخصیت اپنی تمام مکمل خصوصیات کے ساتھ جس طرح وہ دنیا سے گئی تھی بنا کر کھڑی کر دینا اور زمین پھٹ کر سب کا اسی طرح باہر آ جانا یہ سب اللہ کے لئے بالکل آسان ہے۔ آخر تمہاری عقل میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ جو بات اللہ کے لئے پہلی دفعہ مشکل نہیں ہے دوسری دفعہ بھی اتنی ہی آسان ہے۔ موت کے بعد زندگی کا اس سے بڑھ کر عقلی ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب اگر تمہارے ننھے منے تنگ دماغ اس کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں تو تنگ نگاہی کا کسی کے پاس کیا علاج ہے۔

(۴۵) نہ ماننے والوں سے زبردستی منوانا پیغمبر کا کام نہیں ہے | پیغمبر کا کام بات کا سمجھانا اور پہنچانا ہے کسی کو زبردستی منوانا پیغمبر کا کام نہیں ہے۔ پیغمبر کا کام یہ ہے کہ جو نصیحت کی جا رہی ہے وہ نصیحت پہنچاتے رہیں۔

باتیں بنانے والے بناتے رہیں ہم ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں۔ آپ ان کی قطعاً پروا نہ کریں۔ آپ کا کام نصیحت کرنا ہے وہ آپ کرتے رہیں جسے ماننا ہے مانے۔ نہیں ماننا ہے نہ مانے۔

۵۱

الذّٰرِیٰت

○ ترتیب تلاوت ـــــ ۵۱	○ ترتیب نزول ـــــ ٦۷
○ مکی / مدنی ـــــ مکیّ	○ تعداد رکوعات ـــــ ۳
○ تعداد آیات ـــــ ٦۰	○ تعداد الفاظ ـــــ ۳٦۰
○ تعداد حروف ـــــ ۱۵۵۹	

○ اس سورت کے پہلے لفظ اَلذّٰرِیٰت کو لے کر سورت کا نام رکھا گیا ہے۔
○ سورت کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت اس زمانے میں نازل ہوئی ہے جب نبیﷺ پر الٹے سیدھے الزامات لگائے جاتے تھے اور کسی معقول دلیل کے بغیر مذاق اڑانے اور آپ کی باتوں کو جھٹلانے کا سلسلہ چل رہا تھا۔
○ اس سورت کے زیادہ تر مضامین آخرت سے متعلق ہیں اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ زندگی کا اتنا بڑا مسئلہ جس کا تعلق انسانی زندگی کی پوری روش سے ہے اس بنیادی مسئلے کو سنجیدگی سے اور گہرائی سے سمجھنے سمجھانے کے بجائے اندازے کے گھوڑے دوڑائے گئے ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے قیاس اور اندازے لگا کر اس اہم مسئلے کو سلجھانے کے بجائے الجھا دیا ہے۔
صحیح طریقہ فکر یہ ہے کہ انسان اس معاملے میں اس علم پر بھروسہ کرے جو اللہ کی طرف سے پیغمبروں کو دیا گیا ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلے رسول پر اعتماد کرنا ضروری ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے حق کہہ رہا ہے اور

حق کی طرف سے کہہ رہا ہے۔

پھر یہ دیکھے کہ نبی جو دلائل دے رہے ہیں وہ دلائل کتنے عقل اور فطرت کے مطابق ہیں۔ ہوا اور بارش کے نظام کو دیکھے، زمین کی بناوٹ پر غور کرے، انسان کے اپنے نفس پر خیال کرے اور یہ دیکھے کہ دنیا کی ہر چیز کو جوڑوں کی شکل میں بنایا گیا ہے۔

انسانی تاریخ سے مثالیں دے کر بتایا گیا کہ اس کائنات کا مزاج مکافاتِ عمل کا قانون لئے ہوئے ہے یعنی جیسا کروگے ویسا سامنے آئے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انسان جو عمل کرے اس کا نتیجہ اس کے سامنے نہ آئے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایک ایسا عالم برپا ہو جہاں انسانی اعمال کی پوری پوری جزا سزا مل سکے۔

○ سورت کے اخیر میں توحید کی دعوت دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تمہارے پیدا کرنے والے نے تمہیں دوسروں کی نہیں اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔

○ آخر میں یہ بات بھی بتائی گئی ہے کہ پیغمبروں کی دعوت جب بھی جھٹلائی گئی، کسی معقول بنیاد پر نہیں بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کی دعوت کو ماننے سے انکار کیا گیا ہے ـــــ اور یہی معاملہ محمد ﷺ کے ساتھ ہو رہا ہے کہ ان کی دعوت کے انکار میں کوئی معقولیت نہیں ہے بلکہ غرور اور ہٹ دھرمی اس کے نہ ماننے کی وجہ ہے۔

آیاتہا ۶۰	۵۱ = سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ = ۶۷	رُکُوْعَاتُہَا ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ① فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ② فَالْجٰرِیٰتِ

وَالذّٰرِیٰتِ	ذَرْوًا	فَالْحٰمِلٰتِ	وِقْرًا	فَالْجٰرِیٰتِ
قسم ہے پراگندہ کرنے والی (ہواؤں)	اُڑا کر	پھر اُٹھانے والی	بوجھ	لے کر چلنے والی

قسم ہے خاک اڑا کر پراگندہ کرنے والی ہواؤں کی، پھر (بارش کا) بوجھ اٹھانے والی ہواؤں کی، پھر نرمی سے چلنے والی

یُسْرًا ③ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ④ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ⑤

یُسْرًا	فَالْمُقَسِّمٰتِ	اَمْرًا	اِنَّمَا	تُوْعَدُوْنَ	لَصَادِقٌ
نرمی سے	پھر تقسیم کرنے والے	حکم سے	اس کے سوا نہیں	تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے	البتہ سچ ہے

(کشتیوں کی) پھر حکم سے تقسیم کرنے والے (فرشتوں کی) اس کے سوا نہیں کہ تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے البتہ سچ ہے

سُوْرَۃُ وَالذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ
سِتُّوْنَ اٰیَۃً
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① وَالذّٰرِیٰتِ اَلرِّیَاحُ تَذْرُوا
التُّرَابَ وَغَیْرَہٗ ذَرْوًا ○ مَصْدَرٌ
وَیُقَالُ تَذْرِیْہِ ذَرْیًا تَھُبُّ بِہٖ

② فَالْحٰمِلٰتِ اَلسُّحُبُ تَحْمِلُ الْمَاءَ
وِقْرًا ○ ثِقْلًا مَفْعُوْلُ الْحَامِلَاتِ

③ فَالْجٰرِیٰتِ اَلسُّفُنُ تَجْرِیْ عَلٰی
وَجْہِ الْمَاءِ یُسْرًا ○ بِسُھُوْلَۃٍ
مَصْدَرٌ فِیْ مَوْضَعِ الْحَالِ اَیْ
مُیَسَّرَۃً

④ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ○ اَلْمَلَائِکَۃُ
تَقْسِمُ الْاَرْزَاقَ وَالْاَمْطَارَ وَغَیْرَھَا
بَیْنَ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ۔

سورۂ الذٰریٰت مکی ہے اس میں ساٹھ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے

① وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ الخ قسم ہے ان ہواؤں
کی جو اڑاتی ہیں خاک کو اڑانا۔

② پھر قسم ہے ان بادلوں کی جو پانی کے بوجھ کو اٹھاتے ہیں۔

③ پھر قسم ہے ان کشتیوں کی جو پانی پر چلتی ہیں نرمی اور آہستگی
سے۔

④ پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو رزق اور بارش وغیرہ تقسیم
کرتے ہیں درمیان لوگوں کے اور شہروں میں۔

۵ إِنَّمَا تُوعَدُونَ مَا مَصْدَرِيَّةٌ أَيْ إِنَّ وَعْدَهُمْ بِالْبَعْثِ وَغَيْرِهِ لَصَادِقٌ ○ لَوَعْدٌ صَادِقٌ

۵ بے شبہ تم سے جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے حشرونشر کا وہ ضرور ہونے والا ہے۔

تشریح

(۱) زور سے چلنے والی ہواؤں کی قسم | اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں جہاں مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں ان قسموں سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بطور شہادت پیش فرمارہے ہیں۔ یہاں ہواؤں کی قسم کھا کر یہ بتانا ہے کہ ذرا ان مختلف قسم کی ہواؤں پر غور کرو۔ پہلے زور کی آندھی چلتی ہے جس سے غبار اڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زور کی ہوا چلنے کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ یہ گردوغبار اُڑانے والی زور سے چلنے والی آندھیاں کس طرح کام کرتی ہیں۔

(۲) بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی قسم | پھر وہ ہوائیں ہیں جو بھاری بوجھ اٹھاتی ہیں سمندروں سے لاکھوں کروڑوں گیلن پانی کے بخارات بادل کی شکل میں لے کر چلتی ہیں۔

(۳) نرمی سے چلنے والی ہواؤں کی قسم | پھر پانی برسنے کے قریب نرمی سے ہوا چلتی ہے۔ سبک رفتاری سے یہ ہوائیں چل کر بڑا کام انجام دیتی ہیں۔ ان ہواؤں سے کشتیاں بھی دھیرے دھیرے پانی پر بہتی ہیں اور اپنا سفر طے کرتی ہیں۔ غرض یہ سبک رفتار ہوائیں بارش کے برسنے کے قریب بارش کے برسنے میں مدد کرتی ہیں اُدھر ان ہواؤں سے کشتیاں بھی دھیرے دھیرے بہتی ہیں۔

(۴) پانی تقسیم کرنے والی ہواؤں کی قسم | پھر جہاں جہاں پانی برستا ہے اور جتنا برستا ہے اللہ کے حکم کے مطابق یہ ہوائیں اس بارش کو تقسیم کرتی ہیں کسی علاقے میں زیادہ بارش ہوتی ہے کسی میں کم ہوتی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کے تحت ہوتا ہے۔ وہ فرشتے جو رزق کی تقسیم کے لئے مقرر ہیں وہ بھی اللہ کے حکم کے مطابق رزق کی تقسیم کرتے ہیں جس مخلوق کے نصیب میں جتنی چیزیں ہیں وہ اس کو ملتی ہیں۔

اس پورے نظام پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ کتنا محکم کتنا مرتب نظام ہے اور کس طرح ہر حصہ دوسرے حصے کے ساتھ جُڑا ہوا ہے اور سب مل کر انسان کے نفع کے لئے کام کر رہے ہیں۔

(۵) آخرت کا وعدہ سچا ہے | یہ ہواؤں کا اور بارش کا نظام جو ایسا منظم اور مرتب ہے گواہی دے رہا ہے کہ آخرت جس کا وعدہ کیا جارہا ہے اور جس کے آنے سے خبردار کیا جارہا ہے یہ غلط نہیں ہے جس طرح اس دنیا میں ہوا بے نتیجہ نہیں چلتی ہے بارش بلاوجہ نہیں ہوتی تو کیا اتنا بڑا کارخانہ یوں ہی بے نتیجہ چل رہا ہے اس کا کوئی انجام نہ ہوگا؟ اسی انجام اور نتیجہ کا نام آخرت ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہوا اور بارش کا تو مقصد ہو مگر یہ دنیا بے معنی گھروندے کی طرح ہو ——— یہ کامل حکیمانہ طرز کا انتظام ہے جس میں ہر کام کسی مقصد کسی مصلحت کے لئے ہو رہا ہے۔

اس نظام میں یہ گنجائش ہی نہیں ہے کہ انسان جیسی مخلوق کو شعور، تمیز اور اختیار دے کر اس میں نیکی اور بدی کی اخلاقی حس پیدا کرکے پھر اُسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے۔ جہاں ہر کام حکمت پر مبنی ہے انسان کیسے فضول اور عبث ہوسکتا ہے۔

وَاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ⑥ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ⑦ اِنَّكُمْ

وَاِنَّ	الدِّيْنَ	لَوَاقِعٌ	وَالسَّمَآءِ	ذَاتِ الْحُبُكِ	اِنَّكُمْ
اور بیشک	جزا و سزا	البتہ واقع ہونے والی	اور قسم آسمان کی	راستوں والے	بیشک تم

اور بے شک جزا و سزا البتہ واقع ہونے والی ہے اور قسم ہے راستوں والے آسمان کی بے شک تم

لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ⑧ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ⑨

لَفِيْ	قَوْلٍ	مُّخْتَلِفٍ	يُّؤْفَكُ	عَنْهُ	مَنْ	اُفِكَ
البتہ میں	بات	جھگڑے والی	پھیرا جاتا ہے	اس سے	جو	پھیرا جاتا ہے

البتہ جھگڑنے والی بات میں ہو۔ اس (قرآن) سے وہی پھیرا جاتا ہے جو (اللہ کی طرف سے) پھیرا جاتا ہے۔

⑥ وَاِنَّ الدِّيْنَ الْجَزَاءَ بَعْدَ الْحِسَابِ لَوَاقِعٌ ○ لَامَحَالَةَ

⑥ اور بدلہ بعد حساب کے بلاشبہ واقع ہونے والا ہے۔

⑦ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ○ جَمْعُ حَبِيْكَةٍ كَطَرِيْقَةٍ وَطُرُقٍ اَىْ صَاحِبَةِ الطُّرُقِ فِى الْخِلْقَةِ كَالطُّرُقِ فِى الرَّمْلِ

⑦ قسم ہے آسمان یاریوں والے کی۔

⑧ اِنَّكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ فِىْ شَاْنِ النَّبِىِّ وَالْقُرْاٰنِ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ○ قِيْلَ شَاعِرٌ سَاحِرٌ كَاهِنٌ شِعْرٌ سِحْرٌ كِهَانَةٌ

⑧ کہ بے شک تم اے مکہ والو پیغمبر صاحب اور قرآن کے بارے میں مختلف باتیں کہتے ہو۔ کبھی کہتے ہو محمدؐ شاعر ہے اور قرآن شعر، کبھی کہتے ہو محمدؐ جادوگر ہے اور قرآن جادو، کبھی کہتے ہو محمدؐ نجومی ہے اور قرآن میں علم ہے نجوم کا۔

⑨ يُؤْفَكُ يُصْرَفُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ وَالْقُرْاٰنِ اَىْ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهٖ مَنْ اُفِكَ ○ صُرِفَ عَنِ الْهِدَايَةِ فِىْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى

⑨ قرآن اور پیغمبر پر ایمان لانے سے وہی شخص پھیرا جاتا ہے جو علم الٰہی میں ہدایت سے محروم کیا گیا۔

تشریح

⑥ **بدلہ مل کر رہے گا** کائنات کے یہ مظاہر جن کی قسم مذکورہ آیت میں کھا کر آخرت کے برپا ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے ایک اور پہلو سے بھی قابل توجہ ہے۔ وہ یہ کہ سورج کی حرارت اور گرمی سے پانی کے ذخیروں سے بہت سارے قطرے اڑ جاتے ہیں اور پانی کے خزانے میں باقی نہیں رہتے مگر وہ قطرے فنا نہیں ہوتے بلکہ بھاپ بن کر ہوا میں محفوظ رہتے ہیں۔ پھر ہوائیں ان قطروں کو سمیٹ لیتی ہیں اور ایک ایک قطرہ واپس پھر اپنے پانی کے خزانے میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ عمل ہماری آنکھوں کے سامنے سیکڑوں سال سے جاری ہے۔

اسی طرح موت کے بعد انسان کے منتشر اجزاء جمع ہو جائیں گے اور پہلی شکل میں مرتب ہو کر وہی جسم جس کو روح چھوڑ کر گئی تھی اس کو پھر حاصل ہو جائے گا اور وہ اپنے رب کے سامنے جسم اور روح کے ساتھ جواب دہی کے لئے پیش ہو گا۔

(۷) جال دار آسمان کی قسم | رات کے وقت آسمان کا منظر بڑا پر رونق ہوتا ہے۔ صاف وشفاف خوب صورت جس پر ستاروں کا جال بچھا رہتا ہے جس پر ستاروں کی اور فرشتوں کی گزرگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ کبھی آسمان پر بادل چھائے ہوتے ہیں تو وہ طرح طرح کے ہوتے ہیں اور ہوا کے اثر سے ان کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں ستاروں کا جال بچھا ہوا یہ آسمان جو بغیر ستونوں کے کھڑا ہوا ہے اللہ کی عظیم قدرت کی دلیل ہے جو پروردگار اتنی قدرت والا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انسان کو دوبارہ جوں کا توں وجود میں لے آئے۔

(۸) آخرت کے بارے میں تمہارا اختلاف | اس دنیا کے بعد دوسرے عالم کے برپا ہونے اور قیامت کے آنے کے بارے میں لوگوں کے خیالات مختلف ہیں جس طرح آسمان کے بادلوں اور تاروں کی شکلیں مختلف ہیں اسی طرح آخرت کے بارے میں تمہاری باتیں بھی مختلف ہیں۔ کوئی بات ایک دوسرے سے میل نہیں کھاتی۔

- کوئی کہتا ہے کہ یہ دنیا ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی اور کوئی قیامت برپا نہ ہوگی۔
- کوئی کہتا ہے کہ یہ نظام ختم ہونے والا ہے، یہ حادث ہے اور ایک وقت ایسا آسکتا ہے کہ سارا نظام ختم ہو جائے مگر انسان سمیت جو چیز فنا ہوگی وہ لوٹ کر نہیں آئے گی۔
- کوئی کہتا ہے کہ لوٹ کر آنا ممکن ہے مگر انسان اپنے اعمال کے اچھے اور برے نتیجے بھگتنے کے لئے بار بار اسی دنیا میں جنم لیتا ہے۔
- کوئی جنت اور جہنم کو بھی مانتا ہے مگر اس کا خیال ہے کہ گناہ گار جہنم میں جا کر بھی سزا بھگتتا ہے پھر اس دنیا میں بھی سزا پانے کے لئے جنم لیتا رہتا ہے۔
- کوئی کہتا ہے کہ دنیا کی زندگی خود ایک عذاب ہے جب تک انسان کے نفس کو مادی زندگی سے لگاؤ رہتا ہے وہ اس دنیا میں مر مر کر جنم لیتا رہتا ہے۔ اس کی حقیقی نجات یہ ہے کہ وہ بالکل فنا ہو جائے۔
- کوئی جہنم کا قائل ہوتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو صلیب پر موت دے کر انسان کے ازلی گناہ کا کفارہ ادا کر دیا ہے اور اس بیٹے پر ایمان لا کر آدمی اپنے برے اعمال کے نتیجے بھگتنے سے بچ جائے گا۔
- کچھ لوگ بزرگوں کو یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ایسے اللہ کے مقرب ہیں کہ ان کا دامن پکڑ کر ان کی شفاعت کے ذریعے دنیا میں سب کچھ کر کے بھی انسان سزا سے بچ سکتا ہے۔

وحی اور رسالت سے بے نیاز ہو کر انسان نے اپنے بارے میں اور اس دنیا کے تعلق سے جب بھی کوئی رائے قائم کی صحیح علم کے بجائے اندازے سے قائم کی۔ اگر انسان اللہ کی قدرت اور اس کائنات کے نظم و نسق پر غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ صحیح بات وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں امتحان اور آزمائش کے لئے بھیجا گیا ہے۔ مرنے کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہوگا اور جس طرح اللہ نے یہ دنیا بنائی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ عالم آخرت برپا کریں گے جس میں اعمال کی جزا اور سزا ملے گی۔ آخرت کا یہ عقیدہ ہر لحاظ سے سائنٹیفک، عقل، فطرت اور اللہ کے بتائے ہوئے علم کے مطابق ہے۔

(۹) حق سے پھرا ہوا انسان | جو انسان حق کی ڈگر چھوڑ دیتا ہے اور خیر و سعادت کے راستے سے ہٹ جاتا ہے وہی اس چیز کے قبول کرنے سے باز رہتا ہے کہ اعمال کی جزا مل کر رہے گی ورنہ جو حق پر قائم ہے سچائی پر ڈٹا ہوا ہے وہ جانتا اور مانتا ہے کہ آخرت برپا ہوگی اور اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا اور وہ ان مختلف باتوں کی بھول بھلیاں میں الجھ کر نہیں رہتا۔

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ⑩ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ

قُتِلَ	الْخَرّٰصُوْنَ	الَّذِیْنَ	هُمْ	فِیْ
مارے گئے	اٹکل دوڑانے والے	وہ جو	وہ	میں

اٹکل دوڑانے والے مارے گئے۔ جو وہ غفلت میں بھولے

غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ⑪ یَسْئَلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ⑫

غَمْرَةٍ	سَاهُوْنَ	یَسْئَلُوْنَ	اَیَّانَ	یَوْمُ الدِّیْنِ
غفلت	بھولے ہوئے ہیں	وہ پوچھتے ہیں	کب؟	جزا وسزا کا دن

ہوئے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں جزا وسزا کا دن کب ہوگا؟

یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ⑬ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ

یَوْمَ	هُمْ	عَلَى النَّارِ	یُفْتَنُوْنَ	ذُوْقُوْا	فِتْنَتَكُمْ
اس دن	وہ	آگ پر	الٹے سیدھے پڑیں گے	تم چکھو	اپنی شرارت

(ہاں) اس دن وہ آگ پر الٹے سیدھے پڑیں گے (اب) تم اپنی شرارت (کا مزہ) چکھو۔

هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ⑭

هٰذَا	الَّذِیْ	كُنْتُمْ بِهٖ	تَسْتَعْجِلُوْنَ	
یہ	وہ جو	تم تھے اس کی	جلدی کرتے	

یہ ہے وہ جس کی تم جلدی کرتے تھے۔

⑩ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ○ لُعِنَ الْكَذَّابُوْنَ اَصْحَابُ الْقَوْلِ الْمُخْتَلِفِ

⑩ لعنت ہے جھوٹوں پر۔

⑪ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ جَهْلٍ یَغْمُرُهُمْ سَاهُوْنَ ○ غَافِلُوْنَ عَنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ

⑪ جو جہل کے سبب امر آخرت سے غافل ہیں (مراد ان سے وہی لوگ ہیں جو محمدؐ اور قرآن کے بارے میں مختلف باتیں کہتے ہیں۔)

⑫ یَسْئَلُوْنَ النَّبِیَّ اِسْتِهْزَاءً اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ○ اَیْ مَتٰی مَجِیْئُهٗ وَجَوَابُهُمْ یَجِیْءُ

⑫ یہ لوگ محمدؐ سے ازراہِ استہزاء کہتے ہیں۔ کب آئے گا دن جزا کا۔؟
اور ان کا جواب یہ ہے۔

۱۳ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝ أَيْ يُعَذَّبُوْنَ فِيْهَا وَيُقَالُ لَهُمْ حِيْنَ التَّعْذِيْبِ

۱۴ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ تَعْذِيْبَكُمْ هٰذَا الْعَذَابُ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فِي الدُّنْيَا اِسْتِهْزَاءً

۱۳ کہ وہ اس روز آویگا جب ان کو دوزخ میں ڈالا جاوے گا اور بوقت عذاب دینے کے ان سے کہا جاوے گا۔

۱۴ چکھو تم اپنے اس عذاب کو یہ وہ عذاب ہے جس کی تم دنیا میں جلدی کرتے تھے از روئے استہزار کے۔

تشریح

۱۰ انکل پچو باتیں کرنے والے | اتنا بڑا اور بنیادی مسئلہ کہ ہم اپنی پوری زندگی کے اعمال کے لئے کسی کے سامنے جواب دہ ہیں اور اس جواب دہی میں کامیابی اور ناکامیابی کے کیا نتائج ہیں یہ باتیں اندازوں سے طے کرنے کی نہیں ہیں انکل پچو باتوں پر اپنی زندگی کا سارا سرمایہ لگا دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ اندازے اور قیاس ان معاملات میں چلتے ہیں جو محسوس ہونے والے ہوں۔ آخرت ان غیبی باتوں میں سے ہے جن کو محسوسات کے دائرے میں نہیں لایا جا سکتا۔

ایسے معاملات میں انسان خود حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعے دیتا ہے اس حقیقت کی صحت کا اطمینان انسان اس طرح کر سکتا ہے کہ زمین و آسمان اور خود اس کے نفس کے اندر جو نشانیاں موجود ہیں ان پر غور کر کے دیکھے کہ یہ نشانیاں اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں یا نہیں جو نبی کے ذریعہ پیش کی جا رہی ہیں۔ یہ دراصل انسان کے علم اور شعور، اس کی بصیرت اور آگہی کا امتحان ہے اس لئے انکل پچو باتیں کرنے والے کبھی سچائی کو نہیں پا سکتے۔

۱۱ جاہل اور غافل انسان | وہ جاہل اور لاعلم انسان جسے یہ پتہ ہی نہیں کہ وہ غلط اندازوں کی وجہ سے کس انجام کی طرف جا رہا ہے جو شخص آخرت کا منکر ہے اور اس خیال میں مگن ہے کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہوگی اس لئے وہ کسی کی جواب دہی کی تیاری بھی نہیں کر رہا ہے اچانک جب دوسری زندگی میں اس کی آنکھیں کھلیں گی اور اسے معلوم ہوگا کہ یہاں اسے اپنے ایک ایک عمل کی جواب دہی کرنی ہے۔ اسے معلوم ہوگا کہ اس نے اپنی ساری زندگی غفلت میں گزار دی اور اب تلافی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

۱۲ ہاں جی، کب آئے گا وہ بدلے کا دن | مذاق کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہاں جناب وہ بدلے کا دن جس کے بارے میں آپ بتاتے ہیں کب آئے گا؟ یعنی ایک تو ماننا نہیں ہے اور نہ ماننے کے ساتھ اس سنجیدہ حقیقت کی ہنسی اڑائی ہے اور اس کا مذاق بنانا ہے۔

۱۳ اس روز آئے گا جب تمہاری شامت آئے گی | انصاف اور بدلے کا دن اس دن آئے گا جب تمہاری شامت آئے گی جب تم آگ میں الٹے سیدھے کئے جاؤ گے اور آگ میں تپا کر کہا جائے گا کہ لو اب اپنی شرارت اور مذاق اڑانے کا مزا چکھو۔ لو اب آ گیا وہ دن۔

۱۴ وہ دن جس کی جلدی مچاتے تھے آ گیا | اب اپنی بدکرداری اور شرارت کا مزہ چکھو۔ یہی وہ دن ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے یہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی تھی کہ اس نے نافرمانی پر فوراً پکڑا نہیں کی اور تمہیں سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کا موقعہ دیتا رہا مگر تم بجائے اپنے آپ کو درست کرنے کے اور اپنی حالت سنوارنے کے ایسی احمقانہ باتیں کرتے رہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۞ ۱۵ اٰخِذِيْنَ مَآ

إِنَّ	الْمُتَّقِيْنَ	فِيْ + جَنّٰتٍ	وَّعُيُوْنٍ	اٰخِذِيْنَ	مَآ
بیشک	متقی (جمع)	باغات میں	اور چشمے	لینے والے	جو

بے شک متقی باغات اور چشموں میں ہوں گے جو ان کے رب نے

اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۞ ۱۶

اٰتٰهُمْ	رَبُّهُمْ	اِنَّهُمْ	كَانُوْا	قَبْلَ	ذٰلِكَ	مُحْسِنِيْنَ
دیا انھیں	اب کا رب	بیشک وہ	تھے	قبل	اس	نیکوکار

انھیں دیا وہ اس کے لینے والے ہوں گے بیشک وہ اس سے قبل نیکوکار تھے۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۞ ۱۷ وَبِالْاَسْحَارِ

كَانُوْا	قَلِيْلًا	مِّنَ + الَّيْلِ	مَا يَهْجَعُوْنَ	وَبِالْاَسْحَارِ
وہ تھے	تھوڑا	رات سے۔ میں	وہ سوتے	اور وقت صبح

وہ رات میں تھوڑا سوتے تھے اور وقتِ صبح وہ استغفار کرتے

هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۞ ۱۸ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ

هُمْ	يَسْتَغْفِرُوْنَ	وَفِيْٓ	اَمْوَالِهِمْ	حَقٌّ	لِّلسَّآئِلِ
وہ	استغفار کرتے	اور میں	ان کے مال (جمع)	حق	سوالی کے لئے

(بخشش مانگتے) تھے۔ اور ان کے مالوں میں حق ہے سوالی اور غیر سوالی

وَالْمَحْرُوْمِ ۞ ۱۹ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۞ ۲۰

وَالْمَحْرُوْمِ	وَفِي الْاَرْضِ	اٰيٰتٌ	لِّلْمُوْقِنِيْنَ
اور تنگ دست (غیر سوالی)	اور زمین میں	نشانیاں	یقین کرنے والوں کے لئے

(تنگ دست) کے لئے اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں

۱۵ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ
بَسَاتِيْنَ وَعُيُوْنٍ ○ تَجْرِيْ فِيْهَا
۱۶ اٰخِذِيْنَ حَالٌ مِّنَ الضَّمِيْرِ
فِيْ خَبَرِ اِنَّ مَآ اٰتٰهُمْ اَعْطَاهُمْ

۱۵ بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں وہ رہیں گے
باغوں میں اور نہروں میں جو اُن باغوں میں جاری ہوں گی
۱۶ درآں حالیکہ حاصل کرنے والے ہوں گے اس ثواب کو جو اُن کے
رب نے ان کو دیا۔

رَبُّهُمْ مِنَ الثَّوَابِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ أَيْ دُخُولِهِمُ الْجَنَّةَ مُحْسِنِينَ ○

بے شک یہ لوگ جنت میں داخل ہونے سے پہلے دنیا میں نیکو کار تھے۔

(١٧) فِي الدُّنْيَا كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ○ يَنَامُونَ وَمَا زَائِدَةٌ وَيَهْجَعُونَ خَبَرُ كَانَ وَقَلِيلًا ظَرْفٌ أَيْ يَنَامُونَ فِي زَمَنٍ يَسِيرٍ مِنَ اللَّيْلِ وَيُصَلُّونَ أَكْثَرَهُ

(١٧) رات کو بہت ہی کم سوتے تھے

اکثر شب عبادت الٰہی کرتے تھے۔

(١٨) وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ○ يَقُولُونَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا۔

(١٨) اور صبح کے وقت اللہ سے بخشش چاہتے تھے یعنی یہ کہتے تھے
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا۔ کہ اے ہمارے اللہ ہم کو بخش۔

(١٩) وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ○ الَّذِي لَا يَسْأَلُ لِتَعَفُّفِهِ

(١٩) اور ان کے مالوں میں حق تھا مانگنے والے کا۔ اور اس کا جو سوال نہیں کرتا۔

(٢٠) وَفِي الْأَرْضِ مِنَ الْجِبَالِ وَالْبِحَارِ وَالْأَشْجَارِ وَالثِّمَارِ وَالنَّبَاتِ وَغَيْرِهَا آيَاتٌ دَلَالَاتٌ عَلَى قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالَى وَوَحْدَانِيَّتِهِ لِلْمُوقِنِينَ ○

(٢٠) اور زمین میں یعنی پہاڑوں اور دریاؤں میں اور پھلوں اور قسم قسم کے درختوں اور نباتات میں اللہ کی قدرت اور توحید کی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں۔

تشریح

(١٥) نیک لوگ جنت کے باغوں میں ہوں گے اوپر بدکرداروں اور شرارتی لوگوں کا بیان گزرا۔ اب وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی دی ہوئی خبروں پر یقین لا کر آخرت کو مانا اور دنیا کی زندگی میں وہ رویہ اختیار کیا جو انھیں آخرت کی کامیابی کے لئے بتایا گیا تھا۔ اور اس روش سے بچے جو خدا کے عذاب میں مبتلا کرنے والی تھی۔ وہ لوگ اس فیصلے کے دن ایسی جزا پائیں گے کہ وہ جنت کے باغوں اور چشموں

میں ہوں گے وہاں کی نعمتیں ان کو حاصل ہوں گی۔

(۱۶) خوشی خوشی اللہ کی نعمتوں سے جھولی بھر رہے ہوں گے۔ | جزا کے اس دن میں اللہ کے نیک بندے خوشی خوشی اللہ کی نعمتوں سے جھولی بھر رہے ہوں گے۔ سخی داتا اپنے انعامات نچھاور کررہا ہوگا اور یہ نیک بندے خوشی خوشی لپک لپک کر نعمتیں لے رہے ہوں گے۔ یہ ان کی ان نیکیوں کا بدلہ ہے اور اس کا پھل ہے جو وہ ذیل سے اپنے اعمال کے ذریعے بھیٹ کرائے تھے۔ ان کی وہ نیکیاں کیسی تھیں جو بارگاہِ الٰہی میں قبول کی گئیں اور ان کو انعامات سے نوازا گیا۔ آگے ان کی قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۷) یہ نیکوکار اپنی راتیں عبادت میں گزارتے تھے | ان لوگوں کی راتیں لہو ولعب، فسق و فجور اور فضول کاموں میں بسر نہ ہوتی تھیں بلکہ یہ نیکوکار وہ تھے جو رات کو کم سوتے تھے اور رات کا اکثر حصہ اللہ کی عبادت میں گزارتے تھے یہ لوگ راتوں کو اللہ کی یاد سے زندہ کرتے تھے غفلت میں نہیں گزارتے تھے۔

(۱۸) یہ نیکوکار رات کے آخری حصے میں استغفار کرتے تھے | رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے تھے اور اپنی اس عبادت پر مغرور نہ ہوتے تھے بلکہ آخری حصے میں اللہ کے سامنے التجا کرتے تھے کہ الہ العالمین آپ کی عبادت کا حق ہم سے ادا نہ ہوسکا جو ٹوٹی پھوٹی بندگی ہم نے کی ہے اس کو قبول فرمایئے اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمادیجئے۔ جیسے جیسے ان کی بندگی میں ترقی ہوتی تھی ان کی خشیت بڑھتی جاتی تھی۔

(۱۹) جانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت بھی کرتے تھے | جہاں وہ جان سے عبادت کرتے تھے اور اللہ کا حق ادا کرتے تھے دوسری طرف حقوق العباد کا بھی خیال رکھتے تھے بندوں کے ساتھ ان کا معاملہ یہ تھا کہ اللہ نے جو کچھ بھی ان کو دیا تھا وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس میں صرف ہمارا اور ہمارے بال بچوں کا ہی حق نہیں ہے بلکہ ہر اس بندۂ خدا کا حق ہے جو ہماری مدد کا محتاج ہو۔ ضرورت مندوں پر خرچ کرکے وہ ان پر احسان نہیں دھرتے تھے بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے مال میں یہ ان کا حق ہے اور اپنا فرض سمجھ کر ان کے کام آتے تھے اتنا ہی نہیں کہ وہ سائل کی مدد کریں بلکہ جہاں بھی کوئی ضرورت مند ہوتا اور انھیں معلوم ہوجاتا تو وہ خود ان کے پاس پہنچ کر اس کی امداد کرتے تھے یہ تین صفات ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو متقی اور محسن کا خطاب دے کر جنت کا مستحق بنایا ہے۔

- وہ آخرت پر ایمان لائے اور ہر اس طریقے سے پرہیز کیا جو آخرت کو برباد کرنے والی ہو۔
- دوسرے یہ کہ انھوں نے اللہ کی بندگی کا حق پہچانا اور اس پر فخر کرنے کے بجائے عاجزی کا اظہار کرتے رہے۔
- تیسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کی خدمت اپنا فرض سمجھ کر اور ان کا حق سمجھ کر کی۔

اللہ کے بندوں کی یہ خدمت اور مالی عبادت زکوٰۃ کے اس فریضے کے علاوہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب نصاب مال دار پر فرض کی ہے۔ اصل میں ایک بندۂ محسن تُلے تلے انداز میں صرف قانون کے تقاضے پورے کرکے نہیں رہ جاتا بلکہ وہ اس بات کا متلاشی رہتا ہے کہ جہاں بھی اُسے کوئی نیکی کرنے کا موقع ملے اس کو ہاتھ سے جانے نہ دے۔

(۲۰) دیدۂ بینا کے لئے زمین میں آخرت کی نشانیاں | زمین میں اَن گنت نشانیاں ہیں جو دیدۂ بینا رکھنے والے کو متوجہ کرتی ہیں اور یقین دلاتی ہیں کہ یہ دنیا ایسے قادر مطلق کی تخلیق ہے جو اعلیٰ درجے کا دانا اور بینا ہے۔ جب وہ زمین اور اس کی نشانیوں پر نظر ڈالے گا تو اللہ کی قدرت کا ناقابل انکار یقین حاصل ہوگا۔ قدم قدم پر اس کو وہ چیزیں نظر آئیں گی جو اللہ کی حکمت اور اس کی کاریگری کا نشان بن کر اس کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیں گی یقین لانے والوں کے لئے زمین میں ایک نہیں ہزاروں نشانیاں ہیں۔

وَفِیٓ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَفِی

وَفِیٓ	اَنۡفُسِکُمۡ	اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ	وَ	فِی
اور میں	تمہاری ذات	تو کیا تم دیکھتے نہیں	اور	میں

اور تمہاری ذات میں (بھی) تو کیا تم دیکھتے نہیں ؟ اور آسمانوں

السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۲۲﴾

السَّمَآءِ	رِزۡقُکُمۡ	وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ
آسمانوں	تمہارا رزق	اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے

میں تمہارا رزق ہے اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے

(۲۱) وَفِیٓ اَنۡفُسِکُمۡ اٰیَاتٌ اَیۡضًا مِّنۡ مَّبۡدَاِ خَلۡقِکُمۡ اِلٰی مُنۡتَہَاہُ وَمَا فِیۡ تَرۡکِیۡبِ خَلۡقِکُمۡ مِنَ الۡعَجَائِبِ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ○ ذٰلِکَ فَتَسۡتَدِلُّوۡنَ بِہٖ عَلٰی صَانِعِہٖ وَقُدۡرَتِہٖ

(۲۲) وَفِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ اَیِ الۡمَطَرُ الۡمُسَبَّبُ عَنۡہُ النَّبَاتُ الَّذِیۡ ہُوَ رِزۡقٌ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ ○ مِنَ الۡمَاٰبِ وَالثَّوَابِ وَالۡعِقَابِ اَیۡ مَکۡتُوۡبٌ ذٰلِکَ فِی السَّمَآءِ

(۲۱) اور تمہاری جانوں میں بھی نشانیاں ہیں ابتدائے پیدائش سے انتہائے پیدائش تک اور اس میں جو تمہاری پیدائش میں عجائبات رکھے گئے ہیں پس کیا تم اس کو نہیں دیکھتے کہ اس کے بنانے والے اور اس کی قدرت کو پہچانو۔

(۲۲) اور آسمانوں میں تمہارا رزق ہے یعنی بارش جو سبب ہے نبات کا جس میں رزق ہے اور آسمان میں ہے وہ جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یعنی رہنے کی جگہ اور ثواب اور عذاب کہ یہ سب آسمان میں لکھا ہوا ہے ۔

تشریح

(۲۱) خود انسان کے اندر اللہ کی نشانی موجود ہے | اگر انسان غور کرے تو کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں خود اس کے اندر ہی اللہ کی نشانی موجود ہے ۔ ذرا غور کرے کہ انسان کیسے پیدا ہوتا ہے پھر کیسا حیرت انگیز جسم اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہے پھر اس کے نفس میں کیسے کیسے کمالات رکھے گئے ہیں ۔ کیسا اس کو دماغ دیا ہے اس کو عقل، فکر، تخیل، شعور، تمیز، ارادہ، حافظہ، خواہشات، احساسات، جذبات اور کتنی ذہنی قوتیں عطا کی ہیں علم کے ذرائع دیئے ہیں، زبان اور گویائی کی قوت دی ہے ۔ پھر انسانی وجود کی سلطنت پر انسان کی انا اور اس کی خودی ایک بادشاہ کی طرح حکومت کر رہی ہے —— یقیناً یہ سب ایک حکیمانہ منصوبے کا حصہ ہیں اور اس کا تقاضا ہے کہ انسان سے اس کے اعمال کی بازپرس کی جائے ۔

(۲۲) ہر فیصلہ عالم بالا سے ہوتا ہے | تمہیں دنیا میں کتنا دیا جائے، کس طرح دیا جائے ۔ تمہارے جینے اور کام کرنے کے لئے تمہیں کیا کیا ملنا چاہئے ۔ تم سے بازپرس کب ہوگی، کب حشر برپا ہوگا، کب قیامت آئے گی، کب جزائے اعمال کے لئے تمہیں بلایا جائے گا یہ سب فیصلے عالم بالا سے ہوتے ہیں ۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ (۲۳)

تَنْطِقُوْنَ	مَآ اَنَّكُمْ	مِّثْلَ	لَحَقٌّ	اِنَّهٗ	وَالْاَرْضِ	السَّمَآءِ	فَوَرَبِّ
بولتے ہو	جو تم	جیسے	حق ہے	بیشک یہ	اور زمین	آسمانوں	قسم ہے رب کی

قسم ہے رب کی آسمانوں اور زمین کے، بیشک یہ (قرآن) حق ہے جیسے جو تم بولتے ہو۔

(۲۳) فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ اَیْ مَا تُوْعَدُوْنَ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ بِرَفْعِ مِثْلُ صِفَةٌ وَمَا مَزِیْدَةٌ وَبِفَتْحِ اللَّامِ مُرَكَّبَةٌ مَعَ مَا الْمَعْنٰی مِثْلَ نُطْقِكُمْ فِیْ حَقِیْقَتِهٖ اَیْ مَعْلُوْمِیَّتِهٖ عِنْدَكُمْ ضَرُوْرَةً صُدُوْرُهٗ عَنْكُمْ

(۲۳) پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی کہ بالضرور یہ جو تم سے کہا گیا ہے ہونے والا ہے

جیسا کہ تم بولتے ہو۔ یعنی جیسے تم کو بالبداہت اپنے بولنے کا یقین اور علم ہے کیونکہ وہ کلام تم سے سرزد ہوتے ہیں ایسے ہی وعدۂ الٰہی کو سمجھو۔

تشریح

(۲۳) زمین و آسمان کے مالک کی قسم آخرت برحق ہے | پس قسم ہے اس ذات کی جو زمین و آسمان کا مالک ہے کہ آخرت اسی طرح برحق ہے اور یقینی ہے جیسے اس وقت تم بول رہے ہو اور تمہیں اپنے بولنے کا یقین ہے۔ جس طرح تمہیں اپنے بولنے میں کوئی شبہ نہیں ہے اسی طرح آخرت کے ہونے میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

○ اگلی آیت سے حضرت ابراہیمؑ اور دوسرے انبیاء کرام اور بعض گزری ہوئی قوموں کے انجام کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔ ان واقعات اور اشارات سے دو باتیں ذہن نشین کرائی ہیں۔ ایک یہ کہ انسانی تاریخ میں مکافاتِ عمل کا قانون برابر کام کرتا آرہا ہے جس میں اچھے لوگوں کے لئے انعامات اور برے لوگوں کے لئے عبرت ناک سزا کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں بھی انسان کے ساتھ اس کے پروردگار کا معاملہ صرف طبعی قوانین کے مطابق ہی نہیں ہے بلکہ ساتھ ساتھ اخلاقی قانون بھی کارفرما ہے۔

اس لئے ایسا وقت ضرور آنا چاہئے جب اس طبعی دنیا میں انسان کا کام ختم ہو جانے کے بعد خالص اخلاقی قانون کے تحت اس کے اخلاقی اعمال کے نتائج برآمد ہوں کیونکہ اخلاقی اعمال کے نتائج اس دنیا میں پورے طور پر برآمد نہیں ہو سکتے۔

دوسری بات ان واقعات اور اشارات سے یہ ذہنوں میں بٹھائی ہے کہ جن قوموں نے بھی نبیوں کی بات نہیں مانی اور اپنی زندگی کا رویہ انکار پر قائم کیا وہ آخر کار ہلاک ہو کر رہیں اور ان کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہ ہوا۔

اب ان دو باتوں کو سامنے رکھ کر آنے والی آیات کا رکوع ۲ تک مطالعہ فرمائیں۔

(تفسیر)

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا

دَخَلُوْا	اِذْ	الْمُكْرَمِيْنَ	اِبْرٰهِيْمَ	ضَيْفِ	حَدِيْثُ	اَتٰىكَ	هَلْ
وہ آئے	جب	معزز	ابراہیمؑ	مہمان	بات (خبر)	آئی تمہارے پاس	کیا

کیا آپ کے پاس خبر آئی ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی جب وہ اس کے

عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

مُّنْكَرُوْنَ	قَوْمٌ	سَلٰمٌ	قَالَ	سَلٰمًا	فَقَالُوْا	عَلَيْهِ
ناشناسا	لوگ	سلام	اس نے کہا	سلام	تو انھوں نے کہا	اس کے پاس

پاس آئے تو انھوں نے "سلام" کہا۔ اس (ابراہیمؑ) نے (بھی) سلام کہا وہ لوگ ناشناسا تھے۔

(۲۴) هَلْ اَتٰىكَ خِطَابٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ○ وَهُمْ مَلٰئِكَةٌ اِثْنَا عَشَرَ اَوْ عَشَرَةٌ اَوْ ثَلَاثَةٌ مِنْهُمْ جِبْرِيْلُ

(۲۴) هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ الخ اے محمدؐ کیا تجھ کو پہنچی خبر ابراہیمؑ کے بزرگ مہمانوں کی

اور وہ فرشتے بارہ یا دس یا تین تھے ان میں جبرئیل علیہ السلام بھی تھے۔

(۲۵) اِذْ ظَرْفٌ لِحَدِيْثِ ضَيْفِ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ط اَيْ هٰذَا اللَّفْظَ قَالَ سَلٰمٌ ۚ اَيْ هٰذَا اللَّفْظَ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ○ لَا نَعْرِفُهُمْ قَالَ ذٰلِكَ فِيْ نَفْسِهٖ وَهُوَ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مُقَدَّرٍ اَيْ هٰؤُلَاءِ

(۲۵) جب کہ وہ آئے پاس ابراہیمؑ کے پس سلام کیا انھوں نے ابراہیمؑ کو اس نے سلام کا جواب دیا کہا اپنے جی میں کہ یہ نئے آدمی ہیں ہم ان کو نہیں پہچانتے۔

تشریح

(۲۴) حضرت ابراہیمؑ کے مہمان | اے پیغبرؐ کیا آپ کو حضرت ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کا قصہ معلوم ہے؟ یہ معزز مہمان کون تھے کس انداز میں آئے اور ان کے آنے کا مقصد کیا تھا؟

(۲۵) ابراہیمؑ کے پاس ناآشنا مہمانوں کی آمد | ابراہیمؑ کے پاس یہ مہمان آئے اور آکر سلام کیا، آنے والے کا سلام کرنا اس کی دوستی کی علامت سمجھی جاتی ہے کہ آنے والا کوئی دشمن نہیں ہے نقصان پہنچانے کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے ان ناآشنا مہمانوں کے سلام کا جواب دیا۔ دل میں سوچ رہے تھے کہ کچھ اجنبی سے لوگ ہیں اوپرے سے معلوم ہوتے ہیں اس طرح کے لوگ اس علاقہ میں کبھی نظر نہیں آئے۔

فرمایا آپ لوگوں سے کبھی شرف نیاز حاصل نہیں ہوا شاید اس علاقے میں نئے نئے تشریف لائے ہیں۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ

فَرَاغَ	اِلٰٓى اَهْلِهٖ	فَجَآءَ	بِعِجْلٍ	سَمِيْنٍ	فَقَرَّبَهٗٓ	اِلَيْهِمْ
پھر وہ متوجہ ہوا	اپنے اہل خانہ کی طرف	پس لایا	بچھڑا	فربہ	پھر وہ سامنے رکھا	ان کے

پھر وہ اپنے اہل خانہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک فربہ گوسالہ (کے کباب) لے آئے پھر ان کے سامنے رکھا

قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا

قَالَ	اَلَا تَاْكُلُوْنَ	فَاَوْجَسَ	مِنْهُمْ	خِيْفَةً	قَالُوْا
کہا	کیا تم کھاتے نہیں؟	تو اس نے محسوس کیا	ان سے	ڈر	وہ بولے

(اور) کہا کیا تم کھاتے نہیں؟ تو اُس (ابراہیمؑ) نے ان سے (دل میں) ڈر محسوس کیا، وہ بولے

لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ

لَا تَخَفْ	وَبَشَّرُوْهُ	بِغُلٰمٍ	عَلِيْمٍ	فَاَقْبَلَتِ	امْرَاَتُهٗ
تم ڈرو نہیں	اور انھوں نے بشارت دی	ایک بیٹے کی	دانش مند	پھر آگے آئی	اس کی بیوی

تم ڈرو نہیں، اور انھوں نے اسے ایک دانشمند بیٹے کی بشارت دی۔ پھر اس کی بیوی آگے آئی

فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾

فِيْ صَرَّةٍ	فَصَكَّتْ	وَجْهَهَا	وَقَالَتْ	عَجُوْزٌ	عَقِيْمٌ
حیرت سے بولتی ہوئی	اس نے ہاتھ مارا	اپنا چہرہ	اور بولی	بڑھیا	بانجھ

حیرت سے بولتی ہوئی اس نے اپنے چہرہ پر (ہاتھ) مارا اور بولی (میں) بڑھیا (اور اوپر سے) بانجھ

٢٦ فَرَاغَ مَالَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ
سِرًّا فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ○
وَفِيْ سُوْرَةِ هُوْدٍ بِعِجْلٍ
حَنِيْذٍ اَيْ مَشْوِيٍّ

٢٦ پھر گیا ابراہیم آہستہ سے اپنے مکان میں پس لایا
ایک بچھڑا موٹا یعنی بھنا ہوا گوشت بچھڑے کا۔

٢٧ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا
تَاْكُلُوْنَ ○ عَرَضَ عَلَيْهِمُ
الْاَكْلَ فَلَمْ يُجِيْبُوْهُ

٢٧ پس پیش کیا ان کے آگے۔ کہا کیا تم نہیں کھاتے
ہو سو انھوں نے کھانے کی طرف توجہ نہ کی۔

٢٨ فَاَوْجَسَ اَضْمَرَ فِيْ نَفْسِهٖ
مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا
تَخَفْ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ وَبَشَّرُوْهُ

٢٨ پس ڈرا ابراہیم اپنے جی میں۔
وہ بولے تو خوف نہ کر بے شک ہم تیرے رب کے
بھیجے ہوئے ہیں اور خوش خبری سنائی انھوں نے

بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ○ ذِیْ عِلْمٍ کَثِیْرٍ هُوَ اِسْحَاقُ کَمَا ذُکِرَ فِیْ سُوْرَۃِ هُوْدٍ

ابراہیم کو ایک لڑکے بڑے عالم کے پیدا ہونے کی (مراد اس لڑکے سے اسحاق ہے جیسا کہ سورۂ ہود میں مذکور ہے)

(۲۹) فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ سَارَۃُ فِیْ صَرَّۃٍ صَیْحَۃٍ حَالٌ اَیْ جَاءَتْ صَائِحَۃً فَصَکَّتْ وَجْهَهَا لَطَمَتْهُ وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ○ لَمْ تَلِدْ قَطُّ وَ عُمُرُهَا تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ سِنَۃً وَعُمُرُ اِبْرٰهِیْمَ مِائَۃُ سَنَۃٍ اَوْ عُمُرُهٗ مِائَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ سَنَۃً وَعُمُرُهَا تِسْعُوْنَ سَنَۃً

(۲۹) یہ سن کر متوجہ ہوئی اور آئی اس کی بیوی سارہ چیختی ہوئی پس طمانچہ مارا اپنے منہ پر۔

اور کہا بانجھ بڑھیا بچہ جنے گی جس کی کبھی اولاد نہیں ہوئی۔ (اور عمر اس کی ننانوے برس کی تھی اور عمر ابراہیم کی سو برس کی۔ یا ابراہیم کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور عمر سارہ کی نوّے برس کی۔)

تشریح

(۲۶) مہمانی کا انتظام | مہمان کا اکرام کرنا، ان کی خاطر تواضع، اسلام کے آداب میں سے ہے۔ حضرت ابراہیمؑ فوراً اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع میں لگ گئے۔ ایک موٹا تازہ بچھڑا یا بھنوایا اور اس کو مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔

(۲۷) مہمانوں کی خاطر تواضع | موٹا تازہ بھنا ہوا بچھڑا ان کے سامنے پیش کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا نوش فرمائیں۔

(۲۸) حضرت ابراہیمؑ کو خوف کا احساس | مگر دیکھا کہ وہ لوگ کھانے کے لئے ہاتھ آگے نہیں بڑھا رہے ہیں۔ جب ان کے ہاتھ کھانے کے لئے آگے نہ بڑھے تو حضرت ابراہیمؑ دل ہی دل میں خوف زدہ ہوئے۔ خوف زدہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابراہیم سمجھ گئے کہ یہ انسانی لباس میں فرشتے ہیں اور چونکہ فرشتوں کا آنا غیر معمولی حالات میں ہوتا ہے اس لئے حضرت ابراہیم کو خوف ہوا کہ کوئی نہ کوئی معاملہ درپیش ہے جس کی وجہ سے فرشتے اس شان کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ ان کے خوف کو محسوس کرکے مہمان فرشتوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہمارا آنا کسی اور وجہ سے نہیں ہے اور انھوں نے حضرت ابراہیم کو اللہ کی طرف سے ایک ذی علم بیٹے کی پیدائش کا مژدہ سنایا۔ سورۂ ہود میں یہ بات موجود ہے کہ یہ خوش خبری حضرت اسحاق کی پیدائش کی تھی اور اس میں یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق سے حضرت یعقوب جیسا پوتا نصیب ہوگا۔ (فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ، وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۔ ہود آیت ۷۱)

(۲۹) حضرت ابراہیم کی اہلیہ سارہ کا اظہارِ حیرت | حضرت ابراہیمؑ کی پہلی اہلیہ حضرت ہاجرہ سے پہلے بیٹے ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل ہو چکے تھے ان کی دوسری اہلیہ حضرت سارہ اس واقعہ کے وقت ایک کونے میں کھڑی ہوئی یہ باتیں سن رہی تھیں۔ بیٹے کی خوش خبری سن کر حضرت سارہ حیران رہ گئیں اور اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا کہ میں بوڑھی بانجھ جس کے جوانی میں بچہ نہ ہوا کیا اب بچہ جنوں گی؟ بائبل کا بیان یہ ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر سو سال اور حضرت سارہ کی عمر نوّے سال تھی۔ حضرت سارہ کے جوانی کے وقت بھی اولاد نہ ہوئی تھی، اس بڑھاپے میں اولاد کی بات سن کر حیران ہونا فطری بات ہے۔

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ	هُوَ	اِنَّهٗ	رَبُّكِ	قَالَ	كَذٰلِكِ	قَالُوْا
جاننے والا	حکمت والا	وہ	بیشک	تیرا رب	فرمایا	یونہی	انہوں نے کہا

انہوں نے کہا یوں ہی فرمایا ہے تیرے رب نے بیشک وہ حکمت والا جاننے والا ہے

﴿۳۰﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ اَیْ مِثْلَ قَوْلِنَا فِی الْبُشَارَۃِ قَالَ رَبُّكِ ۙ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ فِیْ صُنْعِهٖ الْعَلِيْمُ ○ بِخَلْقِهٖ

﴿۳۰﴾ فرشتوں نے کہا کہ تیرے رب نے ایسا ہی کہا ہے یعنی اس نے یہ خوش خبری واقعی دی ہے اس میں خلاف نہ ہوگا بے شک وہ حکمت والا ہے اپنے افعال میں جاننے والا ہے حال اپنی مخلوق کا۔

تشریح

﴿۳۰﴾ فرشتوں کا کہنا کہ اللہ کا حکم یہی ہے | فرشتوں نے کہا کہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں تیرے رب کا حکم یہی ہے اور جیسا اس نے حکم دیا ہے ویسا ہی ہوگا بے شک وہ بڑی حکمت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

جس بندے نے اپنے رب کی بندگی کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کیا اس کو دنیا میں بھی یہ انعام دیا جا رہا ہے کہ طبعی قانون کے برخلاف جب کہ وہ خود بھی بوڑھے ہیں اور بیوی بھی بوڑھی اور بانجھ ہے ان کو اولاد دی جا رہی ہے اور اولاد بھی ایسی جس کی نسل میں چار نبی پیدا ہوئے۔ حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، اور پھر حضرت یوسف اس طرح حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت یوسف تک چار نبی ایک ہی نسل سے پیدا ہوئے۔ یہ تو ہے دنیا میں ان کی وفاداری اور اطاعت گزاری کا انعام۔ اور رہے آخرت کے انعام، ان کے کیا کہنے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَا

قَالَ	فَمَا	خَطْبُكُمْ	اَيُّهَا	الْمُرْسَلُوْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّآ + اُرْسِلْنَا
اس نے کہا	تو کیا	مقصد تمہارا	اے	بھیجے ہوئے فرشتو	انھوں نے جواب دیا	بیشک ہم بھیجے گئے ہیں

اس (ابراہیمؑ) نے کہا اے فرشتو تمہارا مقصد کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا بیشک ہم مجرموں کی

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾

اِلٰى	قَوْمٍ + مُّجْرِمِيْنَ	لِنُرْسِلَ	عَلَيْهِمْ	حِجَارَةً	مِّنْ طِيْنٍ
طرف	مجرم قوم (مجرموں کی قوم)	تاکہ ہم بھیجیں (برسائیں)	ان پر	پتھر	سنگِ گِل

قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ہم ان پر سنگِ گِل کے پتھر (سنگریزے) برسائیں۔

۳۱ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ شَانُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○

۳۲ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ كَافِرِيْنَ اَىْ قَوْمِ لُوْطٍ

۳۳ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○ مَطْبُوْخٍ بِالنَّارِ

۳۱ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ الخ
ابراہیمؑ نے کہا بس کیا حال ہے تمہارا اے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو

۳۲ وہ بولے کہ بے شبہ ہم بھیجے گئے ہیں قوم کافر یعنی قوم لوط کی طرف

۳۳ تاکہ برساویں ہم ان پر کنکریاں گارے کی آگ میں پکی ہوئی مثل پتھر کے۔

تشریح

۳۱ حضرت ابراہیمؑ کا فرشتوں سے سوال، آپ کی مہم کیا ہے؟ | فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا معمولی بات نہیں ہوتی کوئی نہ کوئی بڑا مقصد ہوتا ہے اور کسی اہم کام کے لئے ہی فرشتے انسانی شکل میں آتے ہیں۔ اسی لئے حضرت ابراہیمؑ ان کے آنے پر گھبرائے ہوئے بھی تھے کہ نہ جانے کیا ہونے والا ہے.؟ فرشتوں نے پہلے تو حضرت ابراہیمؑ کو لڑکے کی بلکہ لڑکے کے لڑکے کی بھی خوش خبری سنائی حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ آپ کو کونسی مہم درپیش ہے؟ کون سے امرِ عظیم کے لئے آپ آئے ہیں؟

۳۲ ہم قوم لوط کو سزا دینے کے لئے آئے ہیں۔ فرشتوں کا جواب | فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ قوم لوط کا جرم اتنا بڑھ چکا تھا کہ ان کا نام لئے بغیر ہی صرف مجرم قوم کہنے سے ہی معلوم ہو گیا کہ یہ مجرم قوم کونسی ہے۔

۳۳ مجرم قوم پر نشان زدہ پتھر برسانے کے لئے | اس مجرم قوم یعنی قوم لوط کی سرکوبی کے لئے اللہ تعالٰے نے یہ سزا مقرر کی کہ شدید زلزلے سے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا اور جو لوگ زلزلے سے بچ کر بھاگے ان کو آتش فشاں مادے کے پتھروں کی بارش نے ختم کر دیا یہ پتھر اللہ کی طرف سے نشان زدہ تھے اُنھی کو لگے جو انسانیت کی حدوں سے نکل کر عقل، دین اور فطرت کے تقاضوں کو نظرانداز کر کے ایسے گندے کام میں مبتلا ہو گئے تھے جو آج تک دنیا میں کسی نے نہیں کیا تھا۔ ہم جنسی کا جو رواج اس قوم نے ڈالا تھا یہ قوم خود ہی اس کی موجد تھی اس لئے ان کے جرم کی سزا بھی رجم تھی کہ انہیں پتھر مار کر ہلاک کیا جائے۔ جو کہ اسلام میں زانی کی سزا ہے۔

مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَأَخْرَجْنَا

مُسَوَّمَةً	عِنْدَ رَبِّكَ	لِلْمُسْرِفِيْنَ	فَأَخْرَجْنَا
نشان کئے ہوئے	تمہارے رب کے ہاں	حد سے گزر جانے والوں کے لئے	پس ہم نے نکال لیا

تمہارے رب کے ہاں حد سے گزر جانے والوں کے لئے نشان کئے ہوئے پس ہم نے نکال لیا

مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا

مَنْ	كَانَ	فِيْهَا	مِنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	فَمَا وَجَدْنَا
جو	تھا	اس میں	سے	ایمان والے	پس ہم نے نہ پایا

(انھیں) جو اس (شہر) میں ایمان والے تھے۔ پس ہم نے اس (شہر) میں مسلمانوں کا (کوئی) گھر ایک (لوط ؑ)

فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا

فِيْهَا	غَيْرَ بَيْتٍ	مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ	وَ	تَرَكْنَا
اس میں	ایک گھر کے سوا	مسلمانوں میں سے۔ کا	اور	ہم نے چھوڑ دی

کے گھر کے سوا نہ پایا۔ اور ہم نے چھوڑ دی

فِيْهَا آيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ ﴿۳۷﴾

فِيْهَا	آيَةً	لِّلَّذِيْنَ	يَخَافُوْنَ	الْعَذَابَ	الْأَلِيْمَ
اس میں	ایک نشانی	ان لوگوں کے لئے	جو ڈرتے ہیں	عذاب	دردناک

دردناک عذاب سے ڈرنے والوں کے لئے اس شہر میں ایک نشانی۔

﴿۳۴﴾ مُسَوَّمَةً مُعَلَّمَةً عَلَيْهَا اِسْمُ مَنْ يُرْمٰى بِهَا عِنْدَ رَبِّكَ ظَرْفٌ لَهَا لِلْمُسْرِفِيْنَ ○ بِاِتْيَانِهِمُ الذُّكُوْرَ مَعَ كُفْرِهِمْ

﴿۳۴﴾ کہ ان پر نام تھا ان کا جن کے وہ پتھر لگیں میرے رب کے پاس یہ عذاب ہے حد سے بڑھنے والوں کے لئے کہ جو کفر کے ساتھ مردوں سے بدفعلی کرتے تھے۔

﴿۳۵﴾ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا اَىْ قُرٰى قَوْمِ لُوْطٍ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ لِاِهْلَاكِ الْكَافِرِيْنَ

﴿۳۵﴾ سو نکالا ہم نے ان لوگوں کو جو قوم لوط کے شہروں میں تھے ایمان والوں میں سے تاکہ کافروں کو ہلاک کریں۔

(۳۶) فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ○ وَهُمْ لُوطٌ وَابْنَتَاهُ وُصِفُوا بِالْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ أَيْ هُمْ مُصَدِّقُونَ بِقُلُوبِهِمْ عَامِلُونَ بِجَوَارِحِهِمِ الطَّاعَاتِ.

(۳۶) پس نہ پایا ہم نے ان شہروں میں سوا ایک گھر کے مسلمانوں میں سے اور مراد ان سے لوط اور اس کی دونوں بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف ایمان اور اسلام دونوں فرمایا یعنی وہ لوگ تصدیق کرنے والے ہیں اپنے دلوں سے بندگی کرنے والے ہیں اپنے اعضاء سے۔

(۳۷) وَتَرَكْنَا فِيهَا بَعْدَ إِهْلَاكِ الْكَافِرِينَ آيَةً عَلَامَةً عَلَىٰ إِهْلَاكِهِمْ لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ○ فَلَا يَفْعَلُونَ مِثْلَ فِعْلِهِمْ.

(۳۷) اور ہم نے کافروں کو ہلاک کر کے ان کی ہلاکی پر نشانی چھوڑی ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں عذاب دردناک سے کہ وہ ایسا نہ کریں۔

تشریح

(۳۴) حد سے گزرنے والوں کی سزا یہی ہے | جو لوگ انسانیت کی حدوں سے نکل جاتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ اللہ کی طرف سے نشان زدہ پتھر ان کو ہلاک کر دیں۔

(۳۵) اہل ایمان کو عذاب سے بچا لیا گیا | یہ فرشتے جو اللہ کی طرف سے بھیجے گئے تھے خوب صورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط کے گھر میں مہمان بن کر پہنچے۔ حضرت لوط ان کو دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ ایک طرف مہمانوں کا اکرام تھا میزبانی کا حق تھا۔ دوسری طرف یہ ڈر لگا ہوا تھا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو گیا تو کم بخت ان خوب صورت لڑکوں پر بری نگاہ ڈالیں گے اور ٹوٹ پڑیں گے۔ اور یہی ہوا کہ جیسے ہی لوگوں کو پتہ لگا ان کی ہوس ناک نگاہیں ان لڑکوں پر پڑنے لگیں۔ حضرت لوط کی منت سماجت اور ساری نصیحتیں بے کار گئیں۔ وہ بڑے شرمندہ تھے کہ میرے مہمانوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہو رہا ہے کہ فرشتوں نے بتا دیا کہ ہم انسانوں کی شکل میں فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے عذاب لے کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کرنے سے پہلے اس بستی کے اہل ایمان کو وہاں سے نکال لیا۔

(۳۶) پوری بستی میں ایک ہی گھر مسلمان تھا | پوری قوم میں اور پورے علاقے میں صرف ایک گھر تھا جس میں ایمان اور اسلام کی روشنی پائی جاتی تھی اور وہ تنہا حضرت لوطؑ کا گھر تھا۔ پوری قوم فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی تھی اور سارا علاقہ گندگی سے لبریز ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ایک گھر کے لوگوں کو حفاظت کے ساتھ باہر نکال لیا۔ اس کے بعد پوری قوم پر وہ تباہی آئی ہے کہ اس بدکار قوم کا کوئی فرد بچ نہیں سکا۔ آج بھی بحر مردار کی تباہ شدہ بستیاں اس قوم کے جرم کی داستان سنا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس وقت تک پوری قوم کی تباہی کا فیصلہ نہیں کرتے جب تک برائی کو روکنے والے کچھ لوگ موجود رہتے ہیں آیت میں لفظ مسلمین استعمال ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا دین شروع سے اسلام رہا ہے اور اس کے ماننے والے مسلم کے لقب سے یاد کئے گئے ہیں۔

(۳۷) عبرت کے لئے ایک نشانی | اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو ہلاک کر دیا، پورا علاقہ تباہ ہو گیا اس علاقے میں بحر مردار کا جنوبی علاقہ اسی عظیم الشان تباہی کے آثار لئے آج بھی درس عبرت پیش کر رہا ہے۔

قوم لوط کے بڑے بڑے شہر زلزلے سے زمین کے اندر دھنس گئے اور ان کے اوپر بحر مردار کا پانی پھیل گیا۔ ماہر آثار قدیمہ کا اندازہ ہے کہ جنوب کا حصہ پہلے بلند تھا۔ بعد میں دھنس کر نیچے چلا گیا۔ اور اس کے دھنسنے کا زمانہ بھی ۲۰۰۰ ق م کے لگ بھگ معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی زمانہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کا زمانہ ہے۔

وَفِیْ مُوْسٰٓی اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ

بِسُلْطٰنٍ	اِلٰی + فِرْعَوْنَ	اَرْسَلْنٰهُ	اِذْ	مُوْسٰی	وَ فِیْ
ساتھ دلیل (معجزہ)	فرعون کی طرف	ہم نے اسے بھیجا	جب	موسیٰ	اور میں

اور موسیٰؑ میں (بھی ایک نشانی) ہے جب ہم نے اسے فرعون کی طرف بھیجا روشن معجزے

مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰی بِرُکْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

مَجْنُوْنٌ	اَوْ	سٰحِرٌ	وَقَالَ	بِرُکْنِهٖ	فَتَوَلّٰی	مُّبِیْنٍ
دیوانہ	یا	جادوگر	اور کہا	اپنی قوت کے ساتھ	تو اس نے سرتابی کی	روشن

کے ساتھ تو اس (فرعون) نے (ارکانِ) سلطنت کے ساتھ سرتابی کی اور کہا یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔

(۳۸) وَفِیْ مُوْسٰی مَعْطُوْفٌ عَلٰی فِیْهَا الْمَعْنٰی وَجَعَلْنَا فِیْ قِصَّةِ مُوْسٰی اٰیَةً اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی فِرْعَوْنَ مُتَلَبِّسًا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ○ بِحُجَّةٍ وَاضِحَةٍ

(۳۸) اور ہم نے موسیٰؑ کے قصے میں نشانی بتائی۔

جب کہ بھیجا ہم نے اس کو فرعون کی طرف دلیل روشن دے کر۔

(۳۹) فَتَوَلّٰی اَعْرَضَ عَنِ الْاِیْمَانِ بِرُکْنِهٖ مَعَ جُنُوْدِهٖ لِاَنَّهُمْ لَهٗ کَالرُّکْنِ وَقَالَ لِمُوْسٰی هُوَ سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○

(۳۹) سو اس نے منہ پھیرا ایمان سے مع اپنے لشکر کے (فرعون کے لشکر کو رُکن فرمایا کیوں کہ اس کا لشکر اس کے لئے بمنزلہ رکن کے ہے) اور فرعون نے موسیٰؑ کو کہا کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔

تشریح

(۳۸) قصہ موسیٰ میں تمہارے لئے نشانی ہے جب موسیٰؑ کو واضح دلیل کے ساتھ فرعون کے پاس بھیجا فرعون مصر پر حکومت کرتا تھا اور اس نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھ فرعون کے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا وہ نشانیاں ایسی تھیں جن کے بعد اس بات میں کوئی شک نہیں رہا تھا کہ آپ کو خالق ارض وسماء نے اپنا رسول مقرر کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارون نے فرعون کو دعوتِ حق دی تو اس پر غور کرنے اور قبول کرنے کے بجائے اس کا رویہ کیا تھا۔؟ اکڑ کا، تکبر کا۔

(۳۹) فرعون اکڑ گیا بجائے اس کے کہ وہ حضرت موسیٰؑ کو دی ہوئی نشانیوں پر غور کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے وہ اکڑ گیا اور اپنی طاقت پر مغرور ہو کر سچائی سے منہ پھیر لیا۔ اور اپنی قوم اور ارکانِ سلطنت کو بھی اپنے ساتھ لگا لیا۔ اور کہنے لگا کہ موسیٰ یا تو ساحر ہیں یا مجنون اور پاگل ہیں۔ ان کے جو معجزے ہیں وہ معجزے نہیں بلکہ جادوگری ہے اور ان کی باتیں پاگلوں جیسی ہیں۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۴۰﴾

فَاَخَذْنٰهُ	وَجُنُوْدَهٗ	فَنَبَذْنٰهُمْ	فِی الْیَمِّ	وَهُوَ	مُلِیْمٌ
پس ہم نے اسے پکڑا	اور اس کا لشکر	پھر ہم نے انھیں پھینک دیا	دریا میں	اور وہ	ملامت زدہ

پس ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑا پھر ہم نے انھیں پھینک دیا دریا میں اور وہ ملامت زدہ (رہ گیا)

وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾

وَفِیْ	عَادٍ	اِذْ	اَرْسَلْنَا	عَلَیْهِمُ	الرِّیْحَ	الْعَقِیْمَ
اور میں	عاد	جب	ہم نے بھیجی	ان پر	آندھی	نامبارک

اور عاد کی سرگزشت میں بھی ایک نشانی ہے جب ہم نے ان پر نامبارک آندھی بھیجی۔

﴿۴۰﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ طَرَحْنَاهُمْ فِی الْیَمِّ الْبَحْرِ فَغَرِقُوْا وَهُوَ اَیْ فِرْعَوْنُ مُلِیْمٌ ○ اٰتٍ بِمَا یُلَامُ عَلَیْهِ مِنْ تَكْذِیْبِ الرُّسُلِ وَدَعْوَى الرَّبُوْبِیَّةِ۔

﴿۴۰﴾ سو ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پکڑا۔ پس ڈالا ان کو دریا میں سو وہ سب غرق ہو گئے
اور فرعون نے وہ کام کیا تھا جو قابل ملامت کے تھا
یعنی پیغمبر کا جھٹلانا
اور خدائی دعویٰ کرنا۔

﴿۴۱﴾ وَفِیْ اِهْلَاكِ عَادٍ اٰیَةٌ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ○ هِیَ الَّتِیْ لَا خَیْرَ فِیْهَا لِاَنَّهَا لَا تَحْمِلُ الْمَطَرَ وَلَا تُلْقِحُ الشَّجَرَ وَهِیَ الدَّبُوْرُ

﴿۴۱﴾ اور عاد کے ہلاک کرنے میں نشانی ہے جب کہ ہم نے ان پر بانجھ ہوا بھیجی (بانجھ ہوا سے مراد وہ ہے جس میں کچھ خیر نہ ہو اس لئے کہ اس میں نہ بارش ہوتی ہے نہ درختوں میں پھل پیدا کرتی ہے (مراد اس سے پچھوا ہوا ہے)

تشریح

﴿۴۰﴾ اس ملامت زدہ کو بمعہ لشکر سمندر میں ڈبو دیا گیا | وہ فرعون جو دنیا کی ایک بڑی سلطنت کا فرماں روا تھا۔ مصر اس کے زمانے میں تہذیب و تمدن کا ایک بڑا مرکز تھا اس کی خوش حالی اور طاقت سے آس پاس کے ملک اور قومیں بھی سہمی ہوئی تھیں۔

اس کا یہ عبرت ناک انجام دیکھیے کہ اللہ نے اس کو مع اس کے لشکر کے پکڑا اور سمندر میں پھینک دیا۔ اس کے اس دردناک انجام پر کوئی آنکھ رونے والی نہ تھی، کوئی دل افسوس کرنے والا نہ تھا۔ کیا دنیا کے اس سب سے بڑے ظالم کا انجام اپنے اندر کوئی نصیحت نہیں رکھتا۔؟

﴿۴۱﴾ قوم عاد کا واقعہ | اب ذرا قوم عاد کا واقعہ یاد کرو جس میں تمہارے لئے نشانی ہے جب ان پر عذاب کی آندھی چلی۔ عذاب کی یہ آندھی آٹھ دن اور سات راتوں تک چلتی رہی۔ یہاں تک کہ اس نے قوم عاد کے پورے علاقے کو تہس نہس کر کے رکھ دیا آندھی ایسی شدید تھی جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر پٹختی تھی اور وہ درخت کے کٹے ہوئے تنوں کی طرح پڑے ہوئے تھے۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ

مَا تَذَرُ	مِنْ شَیْءٍ	اَتَتْ	عَلَیْهِ	اِلَّا	جَعَلَتْهُ
وہ نہ چھوڑتی تھی	کسی چیز کو	آتی	جس پر	مگر	اسے کر دیتی

وہ کسی چیز کو چھوڑتی نہ تھی جس پر وہ آتی مگر اسے ایک گلی سڑی

كَالرَّمِيمِ ۝۴۲ وَفِي ثَمُودَ اِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتّٰی

كَالرَّمِيمِ	وَفِي	ثَمُودَ	اِذْ قِيلَ	لَهُمْ	تَمَتَّعُوا	حَتّٰی
گلی سڑی ہڈی کی طرح	اور میں	ثمود	جب کہا گیا	ان کو	فائدہ اٹھالو	تک

ہڈی کی طرح کر دیتی۔ اور ثمود میں (بھی ایک نشانی ہے) جب انھیں کہا گیا ایک (تھوڑی) مدت فائدہ

حِينٍ ۝۴۳ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ

حِينٍ	فَعَتَوْا	عَنْ + اَمْرِ + رَبِّهِمْ	فَاَخَذَتْهُمُ	الصّٰعِقَةُ	وَهُمْ
ایک مدت	تو انھوں نے سرکشی کی	اپنے رب کے حکم سے	پس انھیں پکڑا	بجلی کی کڑک	اور وہ

اٹھا لو تو انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی پس انھیں بجلی کی کڑک نے آ پکڑا اور وہ

يَنْظُرُونَ ۝۴۴ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوا

يَنْظُرُونَ	فَمَا اسْتَطَاعُوا	مِنْ قِيَامٍ	وَّمَا	كَانُوا
دیکھتے تھے	پس ان میں سکت نہ رہی	کھڑا ہونے کی	اور نہ	تھے وہ

دیکھتے تھے پس ان میں کھڑا ہونے کی سکت نہ رہی اور وہ ہم سے بدلہ

مُنْتَصِرِينَ ۝۴۵ لا وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ط اِنَّهُمْ

مُنْتَصِرِينَ	وَ	قَوْمَ	نُوحٍ	مِنْ قَبْلُ	اِنَّهُمْ
بدلہ لینے والے	اور	قوم	نوحؑ	اس سے قبل	بیشک وہ

لینے والے نہ تھے اور نوحؑ کی قوم کو اس سے قبل (ہم نے ہلاک کیا) بیشک وہ

كَانُوا قَوْمًا فٰسِقِينَ ۝۴۶ ع ۲

كَانُوا	قَوْمًا	فٰسِقِينَ	
تھے	لوگ	نافرمان	

نافرمان لوگ تھے۔

۴۲ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ نَفْسٍ
اَوْ مَالٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ
كَالرَّمِيْمِ ○ كَالْبَالِي
الْمُتَفَتِّتِ.

۴۲ وہ ہوا ایسی تیز چلتی تھی کہ جس پر وہ آئی اس کو ریزہ ریزہ کر دیا آدمی ہو یا مال۔

۴۳ وَفِيْ اِهْلَاكِ ثَمُوْدَ اٰيَةٌ
اِذْ قِيْلَ لَهُمْ بَعْدَ عَقْرِ النَّاقَةِ
تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ○ اَيْ اِلٰى
اِنْقِضَاءِ اٰجَالِكُمْ كَمَا فِيْ اٰيَةٍ
تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ

۴۳ اور ثمود کے ہلاک کرنے میں بڑی نشانی ہے جب کہ ان سے کہا گیا ناقہ صالح کے مار ڈالنے کے بعد کہ تم فائدہ اٹھاؤ اپنی موت کے وقت تک، جیسا کہ دوسری آیت میں آیا تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ یعنی فائدہ اٹھاؤ تم اپنے گھروں میں تین دن تک۔

۴۴ فَعَتَوْا اِسْتَكْبَرُوْا عَنْ اَمْرِ
رَبِّهِمْ اَيْ عَنْ اِمْتِثَالِهٖ
فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بَعْدَ
مُضِيِّ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اَيِ الصَّيْحَةُ
الْمُهْلِكَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ○
اَيْ بِالنَّهَارِ

۴۴ پس تجبر کیا انھوں نے اپنے رب کے حکم ماننے سے۔

سو پکڑا ان کو آواز سخت مہلک نے بعد تین دن کے اور حال یہ کہ وہ اس حالت کو دیکھ رہے تھے یعنی یہ واقعہ دن میں ہوا۔

۴۵ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ
اَيْ مَا قَدَرُوْا عَلَى النُّهُوْضِ
حِيْنَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ
وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ○
عَلٰى مَنْ اَهْلَكَهُمْ

۴۵ پس جس وقت ان پر عذاب الٰہی آگیا وہ لوگ اپنی جگہ سے بھی نہ اٹھ سکے جہاں تھے وہیں ہلاک ہوئے

اور وہ بدلہ لے سکے، اس سے جس نے ان کو ہلاک کیا۔

۴۶ وَقَوْمِ نُوْحٍ بِالْجَرِّ
عَطْفٌ عَلٰى ثَمُوْدَ اَيْ
وَفِيْ اِهْلَاكِهِمْ بِمَاءِ
السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اٰيَةٌ
وَبِالنَّصَبِ اَيْ وَاَهْلَكْنَا
قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ
اَيْ قَبْلَ اِهْلَاكِ
هٰؤُلَاءِ الْمَذْكُوْرِيْنَ
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

۴۶ اور قوم نوح کے ہلاک کرنے میں آسمان اور زمین کے پانی سے، بڑی نشانی ہے۔ (یہ مطلب اس وقت ہے کہ قوم نوح کے میم کو کسرہ پڑھا جائے اور اگر اس کو فتح پڑھا جائے تو مطلب آیت کا یہ ہے کہ ہم نے ہلاک کیا قوم نوح کو ان سب مذکورین کے ہلاک کرنے سے پہلے۔

بیشک یہ سب لوگ فاسق اللہ کے نافرمان تھے

تشـــریح

(۴۲) ہوا کی تباہی | یہ عذاب کی آندھی ایسی تھی کہ جدھر کو گزر گئی اس کو چورا چورا کر کے رکھ دیا۔ یہ خشک اور بے خیر ہوا جس میں بانجھ عورت کی طرح کوئی پیداوار کی صلاحیت نہ تھی۔ نہ بارش لانے والی تھی نہ درختوں کو بار آور کرنے والی اور جن فائدوں کی وجہ سے ہوا چلتی ہے ان میں سے کوئی فائدہ اس ہوا میں نہ تھا۔ بلکہ یہ ہوا اللہ کا ایسا عذاب تھی جس نے ہر چیز کی جڑ کاٹ دی اور قوم عاد کی پوری بستی کو قبرستان بنا دیا۔

(۴۳) قوم ثمود کا واقعہ | قوم ثمود کو راہِ راست دکھانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت صالح ؑ کو اپنا پیغمبر مقرر کیا تھا حضرت صالح ان کو سمجھاتے رہے کہ دیکھو دنیا کے عیش و عشرت میں نہ پڑو اس دنیا کی زندگی چندروزہ ہے اگر تم ایمان کی راہ اختیار نہ کروگے تو ایک خاص وقت تک ہی تم کو دنیا میں عیش کرنے کی مہلت نصیب ہو سکے گی اس کے بعد تمہاری شامت آجائے گی مگر ان لوگوں نے سمجھ کر نہ دیا۔

حضرت صالح ؑ سے ان لوگوں نے فرمائش کی کہ اگر واقعی تم اللہ کے سچے پیغمبر ہو تو ہمیں یہ معجزہ دکھاؤ کہ سامنے جو پہاڑ ہے اس میں سے ایک اونٹنی مع بچے کے پیدا ہو۔

عام حالات میں ایسا نہیں ہوتا اونٹ اونٹ سے ہی پیدا ہوتا ہے پتھروں سے اونٹ پیدا نہیں ہوا کرتے۔ مگر حضرت صالح ؑ نے اللہ کے حکم سے اپنی صداقت کا یقین دلانے کے لئے ان کو یہ معجزہ بھی دکھا دیا ان کے سامنے ہی پہاڑ پھٹا اور ایک اونٹنی مع بچے کے اس میں سے برآمد ہوئی۔ یہ اونٹنی عام اونٹنیوں کے مقابلے جسامت میں بڑی تھی ہفتے میں ایک دن یہ پانی پیتی تھی اور باقی چھ دن بستی کے جانوروں کے لئے پانی پینے کے واسطے تھا۔ یہ دودھ بھی اور اونٹنیوں سے زیادہ دیتی تھی۔ حضرت صالح ؑ نے ان کو تنبیہ کردی تھی کہ دیکھو یہ اونٹنی خاص معجزے سے پیدا ہوئی ہے۔ اللہ کی اونٹنی ہے اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ مت کرنا۔ مگر بستی کے شرارتی لوگوں نے بجائے اس کے کہ وہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے اور اپنی روش بدل کر نیک لوگوں کا طریقہ اختیار کرتے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں حضرت صالح ؑ نے ان کو خبردار کیا کہ تمہیں تین دن کی مہلت ہے مزے کرلو اس کے بعد تمہارے اوپر عذاب آجائے گا۔

(۴۴) تنبیہ کے باوجود سرتابی | اس تنبیہ کے باوجود انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی اور اپنی روش میں کوئی تبدیلی نہیں کی آخر دیکھتے دیکھتے اللہ کے عذاب نے ان کو آکر گھیر لیا ایک سخت کڑک کے ساتھ شدید دھماکہ ہوا یوں سمجھو کر ایک ہلا دینے والی چیخ اور دوسرے لمحے میں سب کچھ ختم۔

(۴۵) نہ اٹھنے کی سکت نہ بدلے کی مہلت | عذاب اتنا اچانک اور اتنا شدید تھا کہ نہ تو اٹھنے کی سکت تھی کہ اپنا بچاؤ کرسکیں اور نہ بدلہ لینے کی طاقت تھی۔ بس جہاں تھے وہیں پڑے کے پڑے رہ گئے اور ساری ہیکڑی دم بھر میں نکل گئی۔

(۴۶) قوم نوح کی ہلاکت | قوم لوط، عاد و ثمود سے پہلے ہم قوم نوح کو ہلاک کرچکے تھے کیوں کہ ان میں بغاوت اور سرکشی تھی اور وہ لوگ بھی نافرمانی میں حد سے نکل گئے تھے۔

ان قوموں کی تباہی ایک تاریخی حقیقت ہے جو یہ بتاتی ہے کہ اپنی ظاہری ترقی کے باوجود جس قوم نے خدا پرستی کے راستے کو چھوڑا وہ گمراہی میں آگے بڑھتی گئی اور آخر نوبت اس کی ہلاکت تک پہنچی۔ آخرت کے حق میں ان تاریخی دلائل کے بعد اب اس کے ثبوت میں آفاقی دلائل پیش کئے جارہے ہیں۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ

وَالْاَرْضَ	لَمُوْسِعُوْنَ	وَّ اِنَّا	بِاَيْدٍ	بَنَيْنٰهَا	وَالسَّمَآءَ
اور زمین	وسیع القدرت ہیں	اور بیشک ہم	اچھا قوت سے	ہم نے اسے بنایا	اور آسمان

اور ہم نے آسمان کو بنایا قوت سے، اور بے شک ہم وسیع القدرت ہیں اور ہم نے زمین

فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ

شَيْءٍ	كُلِّ	وَمِنْ	فَنِعْمَ ، الْمٰهِدُوْنَ	فَرَشْنٰهَا
شے	ہر	اور سے	پس ہم کیسا اچھا بچھانے والے ہیں	ہم نے فرش بنایا اسے

کو (بطور) فرش بنایا اور ہم کیسا اچھا بچھانے والے ہیں اور ہر شے سے ہم نے

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾

تَذَكَّرُوْنَ	لَعَلَّكُمْ	زَوْجَيْنِ	خَلَقْنَا
نصیحت پکڑو	تاکہ تم	دو جوڑے (قسم)	ہم نے پیدا کئے

دو قسم پیدا کیں تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

﴿۴۷﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ بِقُوَّةٍ وَّاِنَّا
لَمُوْسِعُوْنَ ○ لَهَا قَادِرُوْنَ
يُقَالُ اٰدَ الرَّجُلُ يَئِيْدُ قَوِیَ
وَاَوْسَعَ الرَّجُلُ صَارَ ذَا سَعَةٍ
وَقُدْرَةٍ
﴿۴۸﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا مَهَدْنَاهَا
فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ○ نَحْنُ
﴿۴۹﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ
خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ صِنْفَيْنِ كَالذَّكَرِ
وَالْاُنْثٰى وَالسَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالسَّهْلِ وَ
الْجَبَلِ وَالصَّيْفِ وَالشِّتَآءِ وَالْحُلْوِ
وَالْحَامِضِ وَالنُّوْرِ وَالظُّلْمَةِ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ بِحَذْفِ
اِحْدَى التَّآئَيْنِ مِنَ الْاَصْلِ

﴿۴۷﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ الخ اور ہم نے آسمان کو بنایا قوت سے اور بے شبہ ہم اس کے بنانے پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ (محاورہ میں بولا جاتا ہے:۔ اٰدَ الرَّجُلُ يَئِيْدُ یعنی قوی ہوا۔ اور اَوْسَعَ الرَّجُلُ وسعت اور قدرت والا ہوا۔

﴿۴۸﴾ اور ہم نے زمین کو بچھایا سو ہم اچھے بچھانے والے ہیں۔

﴿۴۹﴾ اور ہم نے ہر ایک چیز کو جوڑا جوڑا بنایا جیسے آدمی اور جانوروں میں مذکر اور مونث۔ اور آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور نرم زمین اور پہاڑ اور گرمی اور جاڑا اور میٹھا اور کھٹا اور روشنی اور اندھیری

تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

فَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ خَالِقَ الۡاَزۡوَاجِ فَرۡدٌ فَتَعۡبُدُوۡنَهٗ — اور جان لو کہ پیدا کرنے والا ان تمام جوڑوں کا ایک ہے پس اسی کی عبادت کرو۔

تشریح

(۴۷) آسمان کو ہم نے اپنی قدرت سے بنایا | یہ آسمان کی چھت جو بغیر ستون کے تمہارے سروں پر کھڑی ہے اور اس میں طرح طرح کے کمالات ہیں اس کو ہم نے اپنی قدرت سے بنایا ہے۔ ہمیں اس کے بنانے کے لئے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں پڑی۔ اور ہماری خلاقی یہیں ختم نہیں ہوگئی ہر آن ہماری تخلیق کے نئے نئے کرشمے رونما ہو رہے ہیں۔ اگر ہم اس سے بھی بڑی چیزیں پیدا کریں تو ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

پھر تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ جب ہم یہ وسیع آسمان بنا سکتے ہیں تو انسان کو دوبارہ نہیں پیدا کر سکتے

(۴۸) ذرا دیکھو زمین کو ہم نے کس طرح بچھونے کی طرح بچھا دیا ہے | آسمان جو تمہارے سروں پر چھت کی طرح کھڑا ہے اس کی کاریگری کو دیکھو۔ پھر ذرا اپنے پیروں کے نیچے اس زمین کو دیکھو جس کو بچھونے کی طرح بچھا دیا ہے۔

یہ زمین فضا میں لٹکی ہوئی ایک گیند کی طرح ہے ایک جگہ رکی ہوئی نہیں ہے بلکہ ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے مسلسل گھوم رہی ہے اس طرح چوبیس گھنٹے میں یہ زمین ایک چکر پورا کر لیتی ہے اگر زمین کی رفتار ایک ہزار میل فی گھنٹہ کے بجائے دو سو میل فی گھنٹہ ہو جائے تو ہمارے دن اور ہماری راتیں دس گنا بڑھ جائیں گی۔ گرمیوں کا سورج ساری ہریالی کو جلا دے گا اور راتوں کی ٹھنڈک سے سارے درخت اور سبزیاں پالے میں ختم ہو جائیں گے۔ زمین 33 درجے کا زاویہ بناتی ہوئی فضا میں جھکی ہوئی ہے اس جھکاؤ کی وجہ سے موسم آتے جاتے ہیں زمین کا زیادہ تر حصہ آبادی کے قابل ہے اور پیداوار ہوتی ہے اگر یہ جھکاؤ نہ ہو تو قطبین پر ہمیشہ اندھیرا چھایا رہے سمندر کے بخارات شمال اور جنوب کی طرف چلے جائیں اور زمین یا تو برف کا ڈھیر بن جائے یا بالکل بنجر صحرا کی طرح ہو جائے۔ زمین پر روشنی اور پانی کا انتظام، اوپر سے ہوا کی فراہمی، خشکی تری اور ہوا کے جانوروں کی بے شمار قسمیں ہر طرح کی زندگی کے مناسب حالات۔ غرض عجیب و غریب کاری گری کے نمونے قدم قدم پر دعوتِ فکر دے رہے ہیں وہ پروردگار جو اتنی قدرت والا ہے کیا انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟

(۴۹) ہر چیز کا جوڑا ہے، دنیا کا جوڑا آخرت ہے | کارخانۂ عالم کی تمام چیزیں اس قاعدے پر چل رہی ہیں کہ یہاں ہر چیز زوج زوج (جوڑا جوڑا) ہے کوئی چیز بھی ایسی اکیلی نہیں ہے کہ کسی دوسری چیز کے ساتھ اس کا جوڑ نہ ہو۔ ہر چیز اپنے جوڑے سے مل کر نتیجہ خیز ہوتی ہے یہ ہر چیز کا جوڑے جوڑے اور متقابل ہونا بتا رہا ہے کہ جس طرح رات کا متقابل دن ہے اندھیرے کا متقابل اجالا ہے، سیاہی کا متقابل سفیدی ہے، زمین کا متقابل آسمان ہے۔ اسی طرح اس دنیا کا متقابل آخرت ہے اگر آخرت نہ ہو تو دنیا کی زندگی بے نتیجہ ہو جائے دنیا کی زندگی کا نتیجہ خیز ہونا اسی وقت ممکن ہے جب اس کے مقابلے میں آخرت ہو۔

زمین و آسمان کی پیدائش اور اس میں طرح طرح کی چیزوں کا ہونا، بارش کا نظام، ہر چیز کا جوڑے جوڑے ہونا شہادت دیتا ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق ہے اور وہ خالق بھی بڑا حکیم اور مدبر ہے۔

توحید و آخرت کی اس دعوت کے ساتھ ہی ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کی طرف دوڑو۔ اور اللہ کی اطاعت اور بندگی کا راستہ اختیار کرو۔ غفلت کو چھوڑ کر اپنی ذمہ داری کو سمجھو۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ۚ۵۰ وَلَا

فَفِرُّوْٓا	اِلَى	اللّٰهِ	اِنِّىْ	لَكُمْ	مِّنْهُ	نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ	وَ لَا
پس تم دوڑو	اللہ کی طرف		بیشک میں	تمہارے لئے	اس سے	واضح ڈرسنانے والا	اور نہ

پس تم اللہ کی طرف دوڑو بیشک میں تمہارے لئے اس (کی طرف) سے واضح ڈرانے والا ہوں۔ اور اللہ کے ساتھ

تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

تَجْعَلُوْا	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ	اِنِّىْ	لَكُمْ	مِّنْهُ	نَذِيْرٌ
تم ٹھیراؤ	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	بیشک میں	تمہارے لئے	اس سے	ڈرسنانے والا

کسی دوسرے کو معبود نہ ٹھیراؤ میں بے شک تمہارے لئے اس (کی طرف) سے واضح ڈرسنانے

مُّبِيْنٌ ۝ۚ۵۱ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ

مُّبِيْنٌ	كَذٰلِكَ	مَآ اَتَى	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	مِّنْ رَّسُوْلٍ
واضح	اسی طرح	نہیں آیا	وہ جو	ان سے پہلے	کوئی رسول

والا ہوں۔ اسی طرح (ان کے پاس) نہیں آیا کوئی رسول جو اُن سے پہلے تھے مگر انھوں نے

اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۵۲ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ۚ۵۳

اِلَّا	قَالُوْا	سَاحِرٌ	اَوْ مَجْنُوْنٌ	اَتَوَاصَوْا بِهٖ + بَلْ هُمْ	قَوْمٌ	طَاغُوْنَ
مگر	انھوں نے کہا	جادوگر	یا دیوانہ	کیا انھوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی اس کی بلکہ وہ	لوگ	سرکش

(اسے) جادوگر یا دیوانہ کہا۔ کیا انھوں نے ایک دوسرے کو اس کی وصیت کی ہے؟ بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔

۵۰ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اَىْ اِلٰى
ثَوَابِهٖ مِنْ عِقَابِهٖ بِاَنْ
تُطِيْعُوْهُ وَلَا تَعْصُوْهُ اِنِّىْ
لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○
بَيِّنُ الْاِنْذَارِ

۵۰ ان سے کہہ دے پس بھاگو تم اللہ کی طرف یعنی اس کے ثواب کی طرف متوجہ ہو اس کے عذاب سے بچو یعنی اس فرماں برداری کرو اور نافرمانی نہ کرو۔ بیشک میں تم کو ظاہر ڈرانے والا ہوں اس کی طرف سے۔

۵۱ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اٰخَرَ ؕ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ ○ يُقَدَّرُ قَبْلَ
فَفِرُّوْا قُلْ لَهُمْ

۵۱ اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بناؤ بے شک میں تم کو ظاہر ڈرانے والا ہوں اللہ کی طرف سے۔

۵۲ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ

۵۲ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو کوئی پیغمبر آیا،

قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا هُوَ سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○ اَیْ مِثْلَ تَكْذِيْبِهِمْ لَكَ بِقَوْلِهِمْ اِنَّكَ سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ تَكْذِيْبُ الْاُمَمِ قَبْلَهُمْ رُسُلَهُمْ بِقَوْلِهِمْ ذٰلِكَ۔

اس کو انہوں نے جادوگر یا دیوانہ بتلایا یعنی جس طرح وہ لوگ تجھ کو جھٹلاتے ہیں کہ تو جادوگر ہے یا دیوانہ اسی طرح پہلی امتوں نے اپنے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا۔

(۵۳) اَتَوَاصَوْا كُلُّهُمْ بِهٖ اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ○ جَمَعَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ طُغْيَانُهُمْ

(۵۳) کیا ان سب نے باہم اس امر کی ایک دوسرے کو وصیت کی ہے یعنی نہیں کی بلکہ وہ لوگ سرکش ہیں ان کو اس امر پر ان کی سرکشی نے متفق کیا ہے۔

تشریح

(۵۰) اللہ کی اطاعت اختیار کرو | جو پروردگار تمہارا خالق ہے ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے جس کی کاری گری کے نمونے قدم قدم پر نظر آتے ہیں جس نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا ہے اپنی غفلت دور کر کے اسی کی طرف کو دوڑو میں تمہیں صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

(۵۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو | اور دیکھو اس کائنات کا خالق و مالک صرف ایک اللہ ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے میں پیغمبر کی حیثیت سے تمہیں صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں کہ تمہاری زندگی کا مقصود صرف اللہ کی رضا اور تمہارا مطاع حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

(۵۲) اللہ کے ہر رسول کے ساتھ ایک ہی رویہ رہا | آج یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ؐ کی زبان سے آخرت کی خبر اور توحید کی بات سن کر لوگ اسے جادوگر اور پاگل کا لقب دے رہے ہیں۔ پوری تاریخ میں یہی ہوتا رہا ہے کہ جب بھی کوئی رسول آیا اور اس نے آکر خبردار کیا کہ تم ایک ہی خدا کے بندے ہو وہی تمہارا خالق و معبود ہے وہی تمہاری قسمتیں بناتا ہے تو لوگوں نے اس کی بات سننے کے بجائے جادوگری کا الزام لگا دیا۔ اللہ کے جس پیغمبر نے بھی آکر یہ دعوت دی کہ تمہیں اپنے خالق و مالک کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے نادان لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ بھلا ہم کہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ ہمارے باپ دادا دنیا سے چلے گئے ان کی ہڈیاں تک ختم ہو گئیں، کیا وہ مرنے کے بعد واپس آئے؟۔

(۵۳) یہ سب سرکش لوگ ہیں | کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ ہر زمانے میں مخالفین کا رویہ ایک ہی رہا ہے یہ بات نہیں ہے کہ ان لوگوں نے سب نے مل کر آپس میں کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے مگر ان کے رویہ کی یکسانی یہ بتاتی ہے کہ یہ سب لوگ طغیانی اور سرکشی میں مشترک ہیں۔ ہر زمانے میں خدا کی بندگی اور محاسبے سے آزاد ہو کر زندگی گزارنے کی خواہش نے ان کو ایک جیسا بنا دیا ہے۔ اصل میں نفس کے اندر جو محرکات ہیں ان کا ظہور ہر زمانے میں اور ہر جگہ پر ایک ہی طرح ہوتا ہے۔ جیسے انسان کے اندر اگر جنگ و جدال کا محرک ہے تو وہ لڑائی چاہے لاٹھیوں سے ہو چاہے ایٹمی ہتھیاروں سے جنگ کا محرک ایک ہی رہتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی ذہن اور فکر سے کام لے رہے ہیں اور ان کی سوچ ایک جیسی ہے اس لئے ایسا لگتا ہے کہ ان سب نے آپس میں سمجھوتہ کر لیا ہے کہ ہم نے یہی کرنا اور یہی کہنا ہے۔ انبیاء کے جھٹلانے پر ان کا اتفاق بتاتا ہے کہ شرارتی عنصر سب ایک دوسرے کے شریک ہیں۔

فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِمَلُوۡمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرۡ فَاِنَّ

فَتَوَلَّ + عَنۡهُمۡ	فَمَاۤ اَنۡتَ	بِمَلُوۡمٍ	وَّ ذَكِّرۡ	فَاِنَّ
پس آپ منہ موڑلیں ان سے	تو نہیں آپؐ	کوئی الزام	اور آپؐ سمجھائیں	تو بے شک

پس آپؐ ان سے منہ موڑلیں تو آپؐ پر کوئی الزام نہیں۔ اور آپؐ سمجھائیں، بے شک

الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقۡتُ

الذِّكۡرٰى	تَنۡفَعُ	الۡمُؤۡمِنِيۡنَ	وَ + مَا خَلَقۡتُ
سمجھانا	نفع دیتا ہے	ایمان لانے والے	اور نہیں پیدا کیا میں نے

سمجھانا ایمان لانے والوں کو نفع دیتا ہے۔ اور میں نے پیدا کئے

الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِيۡدُ

الۡجِنَّ	وَالۡاِنۡسَ	اِلَّا	لِيَعۡبُدُوۡنِ	مَاۤ اُرِيۡدُ
جن	اور انسان	مگر صرف	اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں	میں نہیں مانگتا

جن اور انسان صرف اس لئے کہ وہ میری عبادت (بندگی اور فرماں برداری) کریں۔ میں ان سے کوئی

مِنۡهُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ وَّمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ يُّطۡعِمُوۡنِ ﴿۵۷﴾

مِنۡهُمۡ	مِّنۡ رِّزۡقٍ	وَّمَاۤ اُرِيۡدُ	اَنۡ	يُّطۡعِمُوۡنِ
ان سے	کوئی رزق	اور میں نہیں چاہتا	کہ	وہ مجھے کھلائیں۔

رزق نہیں مانگتا، اور نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں

﴿۵۴﴾ فَتَوَلَّ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِمَلُوۡمٍ ○ لِاَنَّكَ بَلَّغۡتَهُمُ الرِّسَالَةَ

﴿۵۴﴾ پس منہ موڑ تو ان سے کہ تجھ پر ان کی وجہ سے کچھ ملامت نہیں کیونکہ تو ان کو احکامِ رسالت پہنچا چکا ہے۔

﴿۵۵﴾ وَذَكِّرۡ عِظۡ بِالۡقُرۡاٰنِ فَاِنَّ الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ○ مَنۡ عَلِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهُ يُؤۡمِنُ

﴿۵۵﴾ اور نصیحت کر ساتھ قرآن کے کہ بیشک نصیحت کرنا نفع دیتا ہے ان لوگوں کو جن کو اللہ نے جان لیا کہ وہ ایمان لاویں گے۔

﴿۵۶﴾ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ○ وَلَا يُنَافِيۡ

﴿۵۶﴾ اور میں نے جنّ وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا (اور کافروں کا) عبادت نہ کرنا اس کے منافی

ذٰلِكَ عَدَمُ عِبَادَةِ الْكَافِرِيْنَ لِاَنَّ الْغَايَةَ لَا يَلْزَمُ وُجُوْدُهَا كَمَا فِيْ قَوْلِكَ بَرِيْتُ هٰذَا الْقَلَمَ لِاَكْتُبَ بِهٖ فَاِنَّكَ قَدْ لَا تَكْتُبُ بِهٖ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ لِيْ وَلِاَنْفُسِهِمْ وَغَيْرِهِمْ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ وَلَا اَنْفُسَهُمْ وَلَا غَيْرَهُمْ

نہیں کیوں کہ غایت کا وجود ضروری نہیں جیسے تو یہ کہے کہ میں نے اس قلم کو لکھنے کے لئے بنایا۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تجھ کو اس قلم سے لکھنے کی نوبت نہیں آتی۔

میں ان سے اپنے واسطے اور ان کے اور ان کے غیر کے لئے رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ کہ وہ مجھ کو یا اپنے آپ کو یا دوسروں کو کھانا کھلاویں۔

تشریح

۵۴ حق واضح کرنے کے بعد پیغمبر کی ذمہ داری نہیں ہے | پیغمبر کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو دین کی دعوت دے اور حق اچھی طرح واضح کردے جب حق کھول کھول کر بیان کردیا اور قبول کرنے والا پھر بھی قبول نہیں کرتا تو اب پیغمبر کی ذمہ داری نہیں ہے کہ اُسے منوا کر چھوڑے اب اس کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں ہے اُسے ماننا ہے مانے ورنہ وہ جانے اور اس کا کام۔

۵۵ پیغمبر نصیحت کا کام جاری رکھیں | پیغمبر کا کام یہ ہے کہ وہ دعوتِ عام کا سلسلہ جاری رکھے تاکہ جہاں جہاں ایمان قبول کرنے والے موجود ہوں ان تک اس کی آواز پہنچتی رہے اور جو فائدہ اٹھانے والے ہیں وہ فائدہ اٹھاتے رہیں۔ جس کی قسمت میں فائدہ اٹھانا ہوگا اس کو یہ سمجھانا کام دے گا جو ایمان لاچکے ہیں ان کو پیغمبر کی نصیحت سے مزید فائدہ پہونچے گا اور منکرین پر حجت تمام ہوجائے گی۔

۵۶ جن وانس کی تخلیق کا مقصد | جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ ہی کی پرستش اسی کی فرماں برداری اسی کی اطاعت کریں اسی کے احکام بجا لائیں اور اسی کے بھیجے ہوئے دین کی پیروی کریں۔ کیونکہ اللہ کی مخلوق میں جن اور انسان ہی ایسی مخلوق ہیں جن کو یہ آزادی بخشی گئی ہے کہ وہ اپنے دائرۂ اختیار میں اللہ کی بندگی کرنا چاہیں تو کریں۔ اسی لئے ان کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ میں ہی تمہارا خالق ہوں اس لئے میں ہی تمہارا معبود بھی ہوں۔ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اسی کا حق ہے کہ اس کی بندگی کی جائے اور اس کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کیا جائے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کا تعلق ہے اس کے سامنے ساری مخلوق عاجز اور بے بس ہے۔ لیکن ہونا یہ چاہیئے کہ اللہ کے بندے جن میں جن اور انسان شامل ہیں اپنے ارادے سے پیدا کرنے کی اس شرعی غرض کو پورا کریں بہرحال آپ سمجھاتے رہیئے کہ سمجھانے سے ہی یہ شرعی مطلوب حاصل ہوسکتا ہے۔

۵۷ بندوں کی بندگی سے اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے | اللہ کی عبادت کرنا اس کی بندگی بجا لانا بندوں کی فطرت کا تقاضا ہے۔ ان کی بندگی سے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں ہے نہ اس کی خدائی اور بادشاہی مخلوق کی بندگی کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ حقیقی معبود ہے جو بندوں سے کوئی رزق نہیں چاہتا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ کما کر لاؤ اور میرے حضور میں پیش کرو۔ نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ بندے اس کو کھلائیں اور نہ وہ کھانے کا محتاج ہے اس کی خدائی اس کے بل بوتے پر چل رہی ہے۔ جو اپنے بندوں سے کچھ لیتا نہیں — بلکہ وہی سب کچھ اپنے بندوں کو دیتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَإِنَّ لِلَّذِيْنَ

إِنَّ اللّٰهَ	هُوَ	الرَّزَّاقُ	ذُو الْقُوَّةِ	الْمَتِيْنُ	فَإِنَّ	لِلَّذِيْنَ
بے شک اللہ	وہ	رزاق	قوت والا	نہایت قدرت والا	پس بے شک	ان لوگوں کے لئے

بے شک اللہ ہی رزاق ہے قوت والا نہایت قدرت والا پس بے شک جن لوگوں نے

ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ أَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ

ظَلَمُوْا	ذَنُوْبًا	مِّثْلَ	ذَنُوْبِ	أَصْحٰبِهِمْ	فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ	فَوَيْلٌ
جنھوں نے ظلم کیا	ڈول (پیمانے)	جیسے	پیمانے	ان کے ساتھی	پس وہ جلدی نہ کریں	سو بربادی

ظلم کیا ان کے لئے (عذاب کے) پیمانے ہیں جیسے پیمانے ان کے ساتھیوں کے لئے تھے پس وہ جلدی نہ کریں۔ سو اُن

ع ۳ ۱۴ ۲

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

لِلَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	مِنْ	يَّوْمِهِمُ	الَّذِيْ	يُوْعَدُوْنَ
ان لوگوں کے لئے جنھوں نے انکار کیا	سے۔ کا	ان کا دن	وہ جس	ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

لوگوں کے لئے بربادی ہے جنھوں نے اس دن کا انکار کیا جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

﴿۵۸﴾ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ اَلشَّدِيْدُ

﴿۵۹﴾ فَإِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ بِالْكُفْرِ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِمْ ذَنُوْبًا نَصِيْبًا مِنَ الْعَذَابِ مِثْلَ ذَنُوْبِ نَصِيْبِ أَصْحَابِهِمُ الْهَالِكِيْنَ قَبْلَهُمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○ بِالْعَذَابِ إِنْ أَخَّرْتُهُمْ

﴿۶۰﴾ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَوَيْلٌ شِدَّةُ عَذَابٍ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ فِيْ يَوْمِهِمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○ اَيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

﴿۵۸﴾ بے شک اللہ ہے روزی دینے والا قوت دینے والا، زور والا ہے۔

﴿۵۹﴾ سو جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ساتھ کفر کے مکہ والوں میں سے اور ان کے سوا اور لوگوں سے ان کو حصہ عذاب کا ہے جیسے ان سے پہلے ان کے ساتھیوں کو حصہ عذاب کا ملا اور وہ ہلاک ہوئے۔ سو یہ لوگ جلدی نہ کریں عذاب کے آنے میں کہ بے شک ان کا انجام قیامت کی طرف ہے۔

﴿۶۰﴾ پس سخت عذاب ہوگا کافروں پر قیامت کے دن جس کا وہ وعدہ کئے گئے ہیں۔

تشریح

(۵۸) اللہ تو رزق دینے والا ہے، لینے والا نہیں | اللہ تو ساری مخلوق کا رزاق ہے وہ سب کو روزی پہنچا رہا ہے اس کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنے ہی بل بوتے پر قائم بڑی قوت والا ہے اور زبردست ہے جس کو کوئی ہلا نہیں سکتا اس جیسے زور آور اور قادر و توانا کو کسی کی خدمات کی کیا ضرورت ہے بندگی اور اطاعت کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ بندہ اپنی زبان اور عمل سے اللہ کی عظمت اور بڑائی کا اعتراف کر کے اس کی خصوصی عنایات کا مستحق بنے۔

ؔ من نہ کردم خلق تا سُودے کنم ٭ بلکہ تا بر بندگاں جُودے کنم

(میں نے اپنے فائدے کے لئے مخلوق کو پیدا نہیں کیا بلکہ اس لئے پیدا کیا کہ میں اُن پر اپنی عنایات کی بارش برساؤں)

(۵۹) اپنی فطرت پر ظلم مت کرو | مخلوق کی فطرت ہی ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ خود بخود اپنے خالق کی بندگی کا تقاضا کرتی ہے۔ جو لوگ اللہ کی بندگی سے منہ موڑتے ہیں وہ دراصل اپنی فطرت پر ظلم کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرنا فطرت کے خلاف ہے۔ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں سمجھ لو کہ دوسرے ظالموں کی طرح ان کے لئے بھی ان کے حصے کا عذاب تیار ہے خواہ مخواہ جلدی مچانے کی ضرورت نہیں ہے بدلے کا دن آ کر رہے گا اور سارا حساب چکتا کر دیا جائے گا۔

(۶۰) قیامت آ کر رہے گی | قیامت کا وعدہ پکا ہے وہ آ کر رہے گی جس قیامت کے دن کا انھیں خوف دلایا جا رہا ہے اس سے انکار کرنے والوں کے لئے تباہی اور بربادی ہے اس لئے کہ جب وہ سزا کا دن آئے گا تو ان انکار کرنے والوں کے لئے بچنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ اللہ تو قیامت کے دن سے پہلے اگر مجرمین کو دنیا میں بھی سزا دے دیں تو یہ بھی ناممکن نہیں ہے۔

(۵۲)

اَلطُّوْر

ترتیب نزول ـــــ ۷۶	ترتیب تلاوت ـــــ ۵۲
تعداد رکوعات ـــــ ۲	مکی / مدنی ـــــ مکی
تعداد الفاظ ـــــ ۳۱۹	تعداد آیات ـــــ ۴۹
	تعداد حروف ـــــ ۱۳۳۴

- سورت کے پہلے لفظ "الطور" کو لے کر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے۔ طور وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ ؑ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا۔
- یہ سورت مکہ مکرمہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے اور تقریباً اسی زمانے میں سورۃ الذاریات اور سورۃ قٓ بھی نازل ہوئی ہیں۔ نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جب نبی ؐ نے دین کی دعوت پیش کی تو آپ ؐ پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے اور قسم قسم کے اعتراضات کیے گئے۔ یہ سورتیں اسی زمانے میں نازل ہوئی ہیں اور جیسا کہ معلوم ہے کہ اس دور میں نبی ؐ کی پوری دعوت کا مرکز توحید اور آخرت رہا ہے۔
- اس سے پہلی سورت سورۃ الذاریات میں بتایا گیا تھا کہ آخرت کا آنا ممکن ہے بلکہ وہ واقع ہو گی۔ سورۂ طور میں بتایا گیا ہے اور پوری قوت کے ساتھ آثار و حقائق کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ آخرت یقیناً برپا ہو گی اور کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ آخرت کے جھٹلانے والوں کو ان کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے اور ماننے والوں پر جو اللہ کے انعامات ہوں گے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔
- قریش کے ..... رویے پر تنقید کی گئی ہے اور نبی ؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھیں اللہ تعالیٰ آپ ؐ کی نگہبانی کر رہے ہیں۔ مخالفین کے اعتراضات کے باوجود آپ دعوت کا کام پوری لگن کے ساتھ کرتے رہیں، اور اللہ کی حمد و تسبیح سے وہ قوت حاصل کریں جن کی ان حالات میں ضرورت ہوتی ہے۔

آیاتہا ۴۹	۵۲ سُوْرَۃُ الطُّوْرِ مَکِّیَّۃٌ ۷۶	رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

وَالطُّوْرِ ۝۱ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝۳

وَالطُّوْرِ	وَكِتٰبٍ	مَّسْطُوْرٍ	فِيْ رَقٍّ	مَّنْشُوْرٍ
قسم طور (سینا)	اور کتاب	لکھی ہوئی	اوراق میں	کھلے

قسم ہے طور سینا کی اور کھلے اوراق میں لکھی ہوئی کتاب کی۔

سُوْرَۃُ الطُّوْرِ مَکِّیَّۃٌ تِسْعٌ وَاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) وَالطُّوْرِ ۝ اَیِ الْجَبَلُ الَّذِیْ کَلَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ مُوْسٰی

(۲) وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝

(۳) فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ اَیِ التَّوْرٰىۃِ اَوِ الْقُرْاٰن

سورۂ طور مکی ہے اس میں انچاس آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ
قسم ہے جبل طور کی جس پر موسیٰ نے اللہ سے کلام کیا۔

(۲) اور قسم ہے اس کتاب کی جو کھلے ہوئے ورق میں لکھی ہوئی ہے۔

(۳) مراد اس کتاب سے توراۃ ہے یا قرآن۔

تشریح

(۱) قسم ہے کوہ طور کی | طور کے معنی کوئی بھی پہاڑ اور "الطور" سے مراد وہ خاص پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ کو نبوت عطا ہوئی تھی۔ کوہ طور کو بطور شہادت پیش کرکے یہ بتایا جارہا ہے کہ طور وہ جگہ ہے جہاں ایک سنسان رات میں حضرت موسیٰؑ کو نبوت عطا کرکے ایک دبی کچلی قوم کو اٹھانے اور ایک جابر و غالب قوم کو گرانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

بنی اسرائیل کی آزادی اور قوم فرعون کی بربادی قانون مکافات کی بنیاد پر تھی اس تاریخی واقعہ کی شہادت پیش کرتے ہوئے ثابت کیا گیا ہے کہ اس کائنات کا مزاج اخلاقی محاسبے کا تقاضا کرتا ہے اور اس کے لئے ایک ایسا دن آنا ضروری ہے جس میں تمام انسانوں کو اکٹھا کرکے ان کا حساب لیا جائے گا۔

(۲) مقدس کتابوں کے مجموعے کی قسم | مقدس کتابوں کے مجموعے کو کھلی کتاب کہا گیا ہے اس لئے کہ یہ بآسانی پڑھا جاسکتا تھا اور معلوم کیا جاسکتا تھا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

(۳) باریک جھلی پر لکھی ہوئی | پرانے زمانے میں جن کتابوں کو محفوظ رکھنا ہوتا تھا انھیں باریک جھلی پر لکھا کرتے تھے تاکہ وہ دیر تک محفوظ رہیں۔ کھلی کتاب باریک جھلی پر لکھی ہوئی جو مقدس کتابوں کا مجموعہ ہے اس کو شہادت میں پیش کرکے بتایا جارہا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی پیغمبر آئے ان سب نے یہی خبر دی کہ ایک دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کریں گے ان کا حساب کتاب ہوگا اور ان کو اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملے گی۔ کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں آئی۔ تم مقدس کتابوں کے مجموعوں کو اٹھا کر دیکھ لو جس نے یہ خبر نہ دی ہو۔

وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ④ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ⑤ وَالْبَحْرِ

وَالْبَحْرِ	الْمَرْفُوْعِ	وَالسَّقْفِ	الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ	وَ
اور دریا	بلند	اور چھت	بیتِ معمور	اور

اور بیتِ معمور (فرشتوں کے کعبہ آسمانی) کی اور چھت بلند کی اور جوش مارتے

الْمَسْجُوْرِ ⑥ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ⑦ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ⑧

دَافِعٍ	مِنْ	مَالَهٗ	لَوَاقِعٌ	عَذَابَ + رَبِّكَ	اِنَّ	الْمَسْجُوْرِ
ٹالنے والا	کوئی	نہیں اس کو	ضرور واقع ہونے والا	تیرے رب کا عذاب	بیشک	جوش مارتا

دریا کی بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں

④ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ○ هُوَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ اَوِ السَّادِسَةِ اَوِ السَّابِعَةِ بِحِيَالِ الْكَعْبَةِ يَزُوْرُهٗ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ بِالطَّوَافِ وَ الصَّلٰوةِ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ اَبَدًا

④ اور قسم ہے آباد گھر کی۔ بیت المعمور نام ہے ایک گھر کا جو مقابل خانہ کعبہ کے تیسرے یا چھٹے یا ساتویں آسمان پر ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے اس کی زیارت کرتے ہیں ساتھ طواف اور نماز کے۔ پھر ان کو دوبارہ زیارت کی نوبت نہیں آتی۔

⑤ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ○ اَيِ السَّمَاءِ

⑤ اور قسم ہے بلند چھت کی یعنی آسمان کی۔

⑥ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ○ اَيِ الْمَمْلُوْءِ

⑥ اور قسم ہے دریا بھرے ہوئے کی۔

⑦ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ لَنَازِلٌ بِمُسْتَحِقِّهٖ

⑦ بے شبہ تیرے رب کا عذاب آنے والا ہے اس شخص پر جو مستحق عذاب ہے۔

⑧ مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○ عَنْهُ

⑧ اس عذاب الٰہی کو کوئی دفع نہیں کرسکتا۔

تشریح

④ **بیتِ معمور کی قسم** | بیتِ معمور کے لفظی معنی ہیں "آباد گھر" یعنی زمین و آسمان کا کعبہ جو ہمیشہ آباد رہتا ہے۔ بیت معمور سے مراد یا تو زمین کا خانہ کعبہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے یا وہ کعبہ ہے جو آسمان میں اسی کعبے کے محاذ میں بنایا گیا ہے اور معراج کے موقعہ پر حضور نبی کریم ؐ نے حضرت ابراہیم ؑ کو اسی کعبے بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا تھا کیونکہ حضرت ابراہیمؑ مکے کے کعبے کے معمار ہیں اس لئے آسمان کے کعبہ بیت المعمور سے ان کی مناسبت قدرتی ہے۔
یہاں خانہ کعبہ کی قسم کھا کر اس کو بطور شہادت پیش کیا گیا ہے کہ ان آیتوں کے نازل ہونے سے ڈھائی ہزار سال پہلے ایک شخص بے آب و گیاہ غیر آباد پہاڑی علاقے میں آتا ہے اور وہاں اپنی بیوی اور شیر خوار بچے کو

بے سہارا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ وہاں پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے اور یہ شخص کچھ دن بعد آ کر اللہ کی عبادت کے لئے ایک گھر بناتا ہے اور لوگوں کو حج کے لئے پکارتا ہے۔ اس گھر کو ایسی مقبولیت حاصل ہوتی ہے کہ لوگ جوق در جوق آ کر اس کی زیارت کرتے ہیں اور کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس گھر کی طرف بُری نظر سے دیکھ سکے۔

ان آیتوں کے نازل ہونے سے پینتالیس سال پہلے ہی لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے کہ جس نے کعبے کو ڈھانے کا ارادہ کیا تھا اس پر کیسا غضب نازل ہوا تھا۔

اس گھر کی بدولت پورا علاقہ پُر امن ہے مکے کے قافلے بے روک ٹوک سفر کرتے ہیں ہر دل میں اس گھر کا احترام ہے۔

جب معمار کعبہ نے یہ گھر بنایا تھا تو کون کہہ سکتا تھا کہ وہ اس طرح امن کا اور دین کا مرکز بن جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیغمبر وہ کام کرتے ہیں جن پر آنے والی نسلیں ان کی بصیرت پر ناز کرتی ہیں۔ اس شان کے لوگ جب متفقہ طور پر یہ خبر دے رہے ہیں کہ قیامت آئے گی اور لوگوں کو حساب کے لئے اپنے رب کے حضور میں پیش ہونا ہوگا تو ان کی اس بات کو دیوانے کی بڑ نہیں کہہ سکتے اس لئے بیت معمور کی قسم کھا کر پیغمبروں کے شاندار کارناموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اسے آخرت کی دلیل بنایا گیا ہے۔

(۵) قسم ہے اونچے آسمان کی | آیت میں اونچی چھت کی قسم کھائی گئی ہے جس سے مراد آسمان ہے جو زمین پر ایک اُٹھے ہوئے قبے کی طرح چھایا ہوا ہے۔

آسمان اللہ کی حکمت پر دلالت کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی قدرت والے ہیں کہ بغیر کسی ستون کے یہ اونچی چھت کھڑی ہوئی ہے۔ اور یہاں آسمان سے مراد پورا عالمِ بالا ہے ـــــ جس میں دن کو سورج چمکتا ہے اور رات کو چاند اور بے شمار روشن ستارے نظر آتے ہیں۔ یہ پورا عالم بالا اللہ کی قدرت کی نشانی ہے جو پروردگار اس پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ قیامت برپا کرے اور انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطا کرے۔

(۶) زمین پر موجزن سمندر کی قسم | سمندر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عجیب و غریب نشانی ہے۔ زمین پر پانی کے اتنے بڑے ذخیرے کا لوگوں کے لئے فراہم ہونا، اس پانی میں بے شمار جانور پیدا کئے گئے ہیں۔ پانی کو نمکین بنایا ہے تاکہ اس میں سڑاند پیدا نہ ہو اس میں بڑے بڑے جہاز چلتے ہیں جو بے شمار سامان اِدھر سے اُدھر لے جاتے ہیں۔ زمین کی بہت بڑی آبادی سمندر سے غذا حاصل کرتی ہے۔

غرض غور کیا جائے تو سمندر اللہ کی حکمت اور اس کی کاری گری کا عجیب و غریب نشان ہے جو پروردگار اس پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ زمین و آسمان کے اس نظام کو بدل دے اور ایک دوسرا عالم، عالم آخرت پیدا فرما دے۔

(۷) قیامت آ کر رہے گی | یہ تمام چیزیں شہادت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے، قیامت قائم ہوگی انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

یہاں چھ چیزوں کو بطور شہادت پیش کر کے آخرت کو ثابت کیا گیا ہے۔ اب جو انسان بھی کھلی آنکھوں سے اللہ کی نشانیوں کو دیکھے گا وہ قیامت کے آنے اور عالم آخرت سے انکار نہیں کر سکتا۔

(۸) قیامت کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ | کسی کی طاقت نہیں ہے کہ قیامت کو روک سکے قیامت ضرور برپا ہوگی بدلے کا دن آ کر رہے گا، حساب کتاب ضرور ہوگا باز پرس کی جائے گی یہ سارا نظام جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بنایا ہے اس بات کی گواہی دے رہا ہے۔

يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

يَوْمَ + تَمُوْرُ	السَّمَآءُ	مَوْرًا	وَّتَسِيْرُ	الْجِبَالُ	سَيْرًا	فَوَيْلٌ	يَّوْمَئِذٍ
جس دن تھرتھرائے گا	آسمان	تھرتھرا کر	چلیں گے	پہاڑ	چلنے کی طرح	سو بربادی	اس دن

جس دن تھرتھرائے گا آسمان (بری طرح) تھرتھرا کر، اور پہاڑ چلنے کی طرح چلیں گے (اڑتے پھریں گے) سو اس جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ	الَّذِيْنَ	هُمْ	فِيْ + خَوْضٍ	يَّلْعَبُوْنَ
جھٹلانے والوں کے لئے	وہ جو	وہ	مشغلہ میں	کھیلتے ہیں

والوں کے لئے بربادی ہے۔ وہ جو مشغلے میں (بیہودگی سے) کھیلتے ہیں۔

(۹) يَوْمَ معمولٌ لِواقعٍ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ○ تتحرك وتدور

(۹) اس دن کہ حرکت کرے گا اور پھرے گا آسمان۔

(۱۰) وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ○ تصير هباءً منثورًا وذلك في يوم القيامة

(۱۰) اور پہاڑ ذرہ ذرہ ہو کر اڑ جاویں گے مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے۔

(۱۱) فَوَيْلٌ شدّة عذابٍ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○

(۱۱) پس سختی عذاب کی ہے اس روز پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کو

(۱۲) للرسل الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ باطلٍ يَّلْعَبُوْنَ ○ اي يتشاغلون بكفرهم

(۱۲) وہ جو باطل میں مشغول ہیں۔ بسبب اپنے کفر کے۔

تشریح

(۹) آسمان لرز اٹھے گا | قیامت کے دن آسمان لرز اٹھے گا کپکپائے گا ایسا معلوم ہوگا کہ آسمان ڈگمگا رہا ہے یعنی عالم بالا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور ایک اضطراب برپا ہوگا یہ جا بجا آسمان پھٹ پڑے گا۔

(۱۰) آسمان روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے | یہ پہاڑ جو زمین پر جمے ہوئے ہیں اور میخوں کی طرح زمین کی چھاتی میں گڑے ہوئے نظر آتے ہیں ان کی پکڑ ڈھیلی پڑ جائے گی وہ جڑوں سے اکھڑ کر فضا میں ایسے اڑتے پھریں گے جیسے ہوا میں دل اڑ رہے ہوں یعنی بالائی نظام کے ساتھ زمینی نظام بھی منتشر ہو جائے گا۔

(۱۱) آخرت کو جھٹلانے والوں کے لئے بربادی ہے | قیامت کا یہ دن ان کے لئے بربادی کا سامان لے کر آئے گا جو آخرت کو جھٹلاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے ان جھٹلانے والوں کے لئے وہ دن تباہی اور بربادی کا پیغام ہوگا۔

(۱۲) آخرت کی باتوں کو کھیل سمجھنے والے | وہ لوگ جن کے سامنے جب آخرت کی باتیں رکھی جاتی ہیں اور انھیں بتایا جاتا ہے کہ ایک دن قیامت آئے گی یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور ایک دوسری دنیا آباد ہوگی جہاں انسان کے اعمال کا نتیجہ سامنے آئے گا تو وہ ان باتوں کو سنجیدگی سے سننے اور سمجھنے کے بجائے موضوعِ مذاق بناتے ہیں اور بطور تفریح ان باتوں سے حجت بازیاں کرتے ہیں گویا ان کی نظر میں یہ دل بہلانے کا ایک کھیل ہے وہ ان باتوں کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اس پر توجہ نہیں کرتے۔ قیامت کا دن ان کے لئے تباہی لے کر آئے گا اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جس چیز کو وہ کھیل سمجھ رہے تھے وہ کھیل نہیں تھی بلکہ ایک سچائی تھی جو آج ان کے سامنے ہے۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ⑬ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىْ كُنْتُمْ

يَوْمَ	يُدَعُّوْنَ	اِلٰى	نَارِ جَهَنَّمَ	دَعًّا	هٰذِهِ	النَّارُ الَّتِىْ	كُنْتُمْ
جس دن	وہ دھکیلے جائیں گے	طرف	جہنم کی آگ	دھکّے دے کر	یہ ہے	وہ آگ جو	تم تھے

جس دن وہ جہنم کی آگ کی طرف دھکّے دے کر دھکیلے جائیں گے۔ یہ ہے وہ آگ جس کو تم

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ⑭ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ⑮

بِهَا	تُكَذِّبُوْنَ	اَفَسِحْرٌ	هٰذَآ	اَمْ	اَنْتُمْ	لَا تُبْصِرُوْنَ
اس کو	جھٹلاتے	تو کیا جادو	یہ	یا	تم	دکھائی نہیں دیتا

جھٹلاتے تھے، تو کیا یہ جادو ہے؟ تم کو دکھائی نہیں دیتا؟

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ

اِصْلَوْهَا	فَاصْبِرُوْٓا	اَوْ	لَا تَصْبِرُوْا	سَوَآءٌ	عَلَيْكُمْ
اس میں داخل ہو جاؤ	پھر تم صبر کرو	یا	نہ صبر کرو	برابر	تم پر

اس میں داخل ہو جاؤ، پھر تم صبر کرو یا نہ صبر کرو، تمہارے لیے برابر ہے

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑯

اِنَّمَا + تُجْزَوْنَ	مَا كُنْتُمْ	تَعْمَلُوْنَ	
سو اس کے سوا نہیں تمہیں بدلہ دیا جائے گا	جو تم تھے	کرتے	

اس کے سوا نہیں کر جو تم کرتے تھے تمہیں (اس کا) بدلہ دیا جائے گا۔

⑬ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ○
يَدْفَعُوْنَ بِعُنْفٍ بَدَلٌ مِنْ يَوْمَ تَمُوْرُ دَيُقَالُ لَهُمْ تَبْكِيْتًا

⑬ جس دن کو وہ ڈھکیلے جاویں گے دوزخ کی آگ کی طرف بسختی۔

اور ان سے کہا جائے گا از راہِ سرزنش کہ یہ

⑭ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○

⑭ وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

⑮ اَفَسِحْرٌ هٰذَا الْعَذَابُ

⑮ پس کیا یہ عذاب جس کو تم دیکھتے ہو، جادو ہے؟

الَّذِىْ تُكَذِّبُوْنَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِى الْوَحْىِ هٰذَا سِحْرٌ	جیسا کہ تم وحی کو جادو بتلاتے تھے۔
اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝	یا تم کو نظر نہیں آتا۔
(۱۶) اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا عَلَيْهَا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا	(۱۶) داخل ہو جاؤ دوزخ میں۔ پس صبر کرو یا نہ کرو
صَبْرُكُمْ وَجَزَعُكُمْ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ، لِاَنَّ صَبْرَكُمْ لَا يَنْفَعُكُمْ	تمہارا صبر کرنا اور تمہارا گھبرانا تم کو برابر ہے۔ اس لئے کہ تمہارا صبر کرنا تم کو کچھ نفع نہ دے گا۔
اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اَىْ جَزَاءَهٗ	بات یہی ہے کہ تم کو تمہارے عملوں کا بدلہ ملے گا

تشریح

(۱۳) دھکے مار مار کر جہنم میں لے جایا جائے گا | ایسے لوگوں کو دھکے مار مار کر نہایت ذلت ورسوائی کے ساتھ جہنم کی طرف لے جایا جائے گا اور ان کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو ایک مجرم کے ساتھ ہونا چاہیے اس لئے کہ جب انھوں نے اللہ کی دی ہوئی بہترین صلاحیتوں سے ٹھیک ٹھیک کام نہیں لیا اور زندگی کی صداقت کو اور مقصد کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

(۱۴) یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلاتے تھے | دوزخ میں پھینکتے ہوئے ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی دوزخ کی آگ ہے جسے تم جھٹلاتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ دن کبھی نہیں آئے گا، ہم مرکھپ کر مٹی میں مل جائیں گے اور ہم سے کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ کہا کرتے تھے کہ بھلا کوئی مرا ہوا واپس آیا ہے؟ آج وہی سب باتیں جن کا تم انکار کرتے تھے ٹھوس، حقیقت کی طرح تمہارے سامنے ہیں۔

(۱۵) بولو کیا یہ جادو ہے؟ | دنیا میں جب تمہیں ہمارے رسول دین کی دعوت دیتے تھے اور تمہیں ہمارے عذاب سے ڈراتے تھے تو تم ان کو جادوگر کہتے تھے اور ان پر جب ہماری طرف سے وحی آتی تھی اور وہ تمہیں ہماری آیاتیں سناتے تھے تو تم اسے جادو سمجھتے تھے۔ اب بتاؤ کہ یہ جہنم جو تمہارے سامنے ہے کیا یہ جادو ہے؟ کیا یہ کوئی نظر بندی ہے؟ جس طرح دنیا میں تمہیں نہیں سوجھتا تھا کیا اب بھی نہیں سوجھ رہا ہے؟ کیا اب بھی یہ تمہیں جادوئی کرشمہ معلوم ہو رہا ہے؟

(۱۶) بھگتو یہ تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہے | جو کچھ تم نے کیا تھا یہ سب تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہے جو تمہیں بھگتنا ہی ہے۔

صبر کرو یا چلاؤ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ عذاب تو تمہیں بھگتنا ہی ہوگا۔ یہاں تمہاری کوئی فریاد سننے والا نہیں ہے اور کوئی تم پر رحم کرنے والا نہیں ہے اور ہمیشہ ہمیشہ تمہیں اسی عذاب میں رہنا ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّنَعِيمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِينَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ

إِنَّ	الْمُتَّقِينَ	فِي جَنّٰتٍ	وَّنَعِيمٍ	فٰكِهِينَ	بِمَآ اٰتٰهُمْ	رَبُّهُمْ
بیشک	متقی (جمع)	باغوں میں	اور نعمت	خوش ہوں گے	اس کے ساتھ جو دیا انھیں	ان کے رب نے

بیشک متقی (بہشت کے) باغوں اور نعمت میں ہوں گے۔ اس کے ساتھ خوش ہوں گے جو ان کے رب نے انھیں دیا

وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَا

وَوَقٰهُمْ	رَبُّهُمْ	عَذَابَ	الْجَحِيمِ	كُلُوا	وَاشْرَبُوا	هَنِيٓـًٔا	بِمَا
اور بچایا انھیں	ان کے رب نے	عذاب	دوزخ	تم کھاؤ	اور تم پیو	رچتے پچتے	اس کے بدلے میں

اور ان کے رب نے انھیں عذاب دوزخ سے بچا لیا۔ تم کھاؤ اور پیو رچتے پچتے (جی بھر کر) اس کے بدلے

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٔينَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ

كُنْتُمْ ۔ تَعْمَلُونَ	مُتَّكِـِٔينَ	عَلٰى	سُرُرٍ	مَّصْفُوفَةٍ
جو تم کرتے تھے	تکیہ لگائے ہوئے	پر	تختوں	صف بستہ

میں جو تم کرتے تھے تختوں پر صف بستہ تکیہ لگائے ہوئے۔

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿۲۰﴾

وَزَوَّجْنٰهُمْ	بِحُورٍ	عِينٍ	
اور ان کی زوجیت میں دیا ہم نے	حوریں	بڑی آنکھوں والی	

اور ہم نے ان کی زوجیت میں دیا بڑی آنکھوں والی حوروں کو۔

(۱۷) إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّنَعِيمٍ ○

(۱۷) بے شک پرہیزگار جنتوں میں اور نعمت میں ہوں گے۔

(۱۸) فٰكِهِينَ مُتَلَذِّذِينَ بِمَا مَصْدَرِيَّةٌ
اٰتٰهُمْ اَعْطَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰهُمْ
رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ○ عَطْفٌ
عَلٰى اٰتٰهُمْ اَىْ بِاِتْيَانِهِمْ وَ
وِقَايَتِهِمْ وَيُقَالُ لَهُمْ

(۱۸) لذت اٹھانے والے ساتھ اس نعمت کے کہ ان کے رب نے ان کو دی اور بچایا ان کو ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے۔

اور ان سے کہا جاوے گا۔

(۱۹) كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا حَالٌ اَىْ مُتَهَنِّئِينَ
بِمَا اَلْبَاءُ سَبَبِيَّةٌ كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ ○

(۱۹) کہ کھاؤ اور پیو خوش گواری سے بسبب اپنے اعمال کے۔

(۲۰) مُتَّكِـِٔينَ حَالٌ مِنَ الضَّمِيرِ

(۲۰) درآں حالیکہ تکیہ لگانے والے ہو تختوں پر جو ایک

الْمُسْتَكِنِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فِيْ جَنّٰتٍ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ بَعْضُهَا اِلٰى جَنْبِ بَعْضٍ — دوسرے کے برابر بچھے ہوئے ہیں۔

وَزَوَّجْنٰهُمْ عَطْفٌ عَلٰى فِيْ جَنّٰتٍ اَيْ قَرَنَّاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ○ عِظَامِ الْاَعْيُنِ حِسَانِهَا — اور ہم نے ان کو ملا دیا حوروں بڑی آنکھوں والیوں خوب صورت نگاہوں والیوں سے۔

تشریح

(۱۷) متقی لوگوں کے لئے جنت کی نعمتیں | ایک طرف یہ آخرت کے منکر اور دنیا کے عیش و عشرت میں پڑ کر اپنے رب کو اور اپنی ذمہ داریوں کو بھلانے والے جن کے لئے دوزخ کا ابدی عذاب ہے۔

دوسری طرف وہ لوگ جنھوں نے انبیاء کرام کی دعوت کو دل و جان سے تسلیم کیا ایمان لائے، نیک اعمال کئے اللہ کی اطاعت میں زندگی بسر کی، ان چیزوں سے پرہیز کیا جو اللہ کو ناراض کرنے والی ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ آخرت میں یہ ہوگا کہ ان کے لئے جنت کے باغات ہوں گے وہاں کی نعمتیں ہوں گی۔ مامون اور بے فکر ہو کر وہاں کے راحت و آرام حاصل ہوں گے نہ انھیں وہاں عذاب کا کھٹکا ہوگا اور نہ کسی کا ڈر ہوگا وہ دنیا میں اللہ سے ڈرنے والے ہمیشہ بے خوف ہو کر رہیں گے۔

(۱۸) جنت کی نعمتوں سے لطف اندوزی اور عذاب دوزخ سے محفوظ | اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے یہ لوگ خوب خوب لطف اُٹھا رہے ہوں گے۔ یہ اللہ کا فضل و کرم ہے اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے ان کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھا ورنہ انسان کے اندر ایسی بشری کمزوریاں اور خامیاں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سخت محاسبہ فرمائیں اور ان کمزوریوں کو نظر انداز نہ کریں تو بغیر اس کی رحمت کے جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے یہ دونوں ہی اللہ کے انعام ہیں، دوزخ سے محفوظ رہنا اور جنت کی نعمتوں کا حاصل ہونا۔

(۱۹) مزے سے کھاؤ پیو | جنت میں اللہ تو ہر دل پسند چیز بغیر محنت مشقت کے عطا فرمائیں گے اور فرمایا کہ یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو۔ یعنی یہ تمہاری کمائی کا ثمرہ ہے اس لئے کوئی جھجکنے کی بات نہیں جو چاہو جتنی چاہو اور جیسے چاہو اس سے پورا پورا لطف اٹھاؤ اور یہ سمجھو کہ ہر چیز تمہاری ہے تمہاری کمائی کی ہے اور اس پر تمہارا حق ہے۔ کیوں کہ جنت میں کسی بیماری کا کسی تکلیف کا کوئی اندیشہ نہ ہوگا اس لئے انسان اپنی مرضی سے دل بھر کے ہر چیز کھائے پئے گا اور اس کا لطف حاصل کرے گا۔

(۲۰) جنت والوں کی نشست اور ان کے لئے حوریں | جنت والوں کی نشست، ان کی مجلس شاہانہ انداز کی ہوگی۔ نہایت ترتیب کے ساتھ ان کے تخت لگے ہوئے ہوں گے جس پر گاؤ تکیے سجے ہوں گے اور وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں عطا کریں گے جن سے ان کی شادی ہو جائے گی یہ حوریں انسان ہی ہوں گی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہ نوخیز لڑکیاں ہوں جن کے ماں باپ جنت میں داخل نہیں ہو سکے۔ بہرحال اہل جنت کے لئے جہاں کھانے پینے کے اعلیٰ ترین سامان ہوں گے وہاں ان کی لطف اندوزی کے لئے خوب صورت عورتیں بھی ہوں گی۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَاتَّبَعَتْهُمْ	ذُرِّيَّتُهُمْ	بِاِيْمَانٍ	اَلْحَقْنَا
اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے پیروی کی	ان کی اولاد	ایمان کے ساتھ	ہم نے ملا دیا

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، ہم نے ان کی اولاد

بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

بِهِمْ	ذُرِّيَّتَهُمْ	وَمَآ + اَلَتْنٰهُمْ	مِّنْ عَمَلِهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ
ان کے ساتھ	ان کی اولاد	اور کمی نہیں کی ہم نے	ان کے عمل سے	کوئی چیز (کچھ)

کو ان کے ساتھ ملا دیا اور ہم نے اُن کے عمل سے کوئی چیز کم نہیں کی۔

كُلُّ امْرِیءٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ

كُلُّ امْرِیءٍ	بِمَا كَسَبَ	رَهِيْنٌ	وَ	اَمْدَدْنٰهُمْ
ہر آدمی	اس میں جو اس نے کمایا (اعمال)	گروی	اور	ہم ان کی مدد کریں گے

ہر آدمی اپنے اعمال میں گروی ہے۔ اور پھلوں کے ساتھ ان

بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾

بِفَاكِهَةٍ	وَّ	لَحْمٍ	مِّمَّا	يَشْتَهُوْنَ	
پھلوں کے ساتھ	اور	گوشت	اس سے	جو اُن کا جی چاہے گا۔	

کی مدد کریں گے اور گوشت (سے) جو ان کا جی چاہے گا۔

﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُبْتَدَاٌ وَاتَّبَعَتْهُمْ مَعْطُوْفٌ عَلٰى اٰمَنُوْا ذُرِّيَّتُهُمُ الصِّغَارُ وَالْكِبَارُ بِاِيْمَانٍ مِنَ الْكِبَارِ وَ مِنَ الْاٰبَاءِ فِي الصِّغَارِ وَالْخَبَرُ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمُ الْمَذْكُوْرِيْنَ فِي الْجَنَّةِ فَيَكُوْنُوْنَ فِيْ دَرَجَتِهِمْ وَاِنْ لَّمْ يَعْمَلُوْا بِعَمَلِهِمْ تَكْرِمَةً لِلْاٰبَاءِ بِاجْتِمَاعِ الْاَوْلَادِ اِلَيْهِمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ بِفَتْحِ اللَّامِ وَكَسْرِهَا نَقَصْنَاهُمْ

﴿۲۱﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد چھوٹی اور بڑی ان کے تابع ہوئی ایمان میں اس طرح کہ بڑے خود ایمان لائے اور چھوٹے مسلمان ہوئے بسبب ایمان لانے ان کے باپ دادوں کے تو ان کو ہم جنت میں ان سے ملا دیں گے یعنی ان کی اولاد بھی انہیں کے درجہ میں ہوگی اگرچہ اولاد نے ان کے سے عمل نہیں کئے یہ ان کی تعظیم و تکریم کے سبب سے ہوگا کہ ان کی اولاد ان سے ملا دی جائے گی اور ہم ان کے عملوں میں سے کچھ کم نہ کریں گے یعنی یہ نہ ہوگا کہ ان کے عمل ان کی اولاد کو دیئے جاویں

مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ○ — ہر ایک آدمی پر مواخذہ اس کے عملوں کا ہوگا اور نیک عملوں کا ثواب دیا جائے گا۔

زائدۃ۔ نزداد فی عمل الاولاد من خیر او شر۔ رھین۔ مرھون یؤخذ بالشر و یجازی بالخیر

(۲۲) وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ — (۲۲) اور ہم ان کو وقتاً فوقتاً زیادہ دیتے رہیں گے میوہ جات اور گوشت جو ان کے جی میں تمنا ہوگی وہ پوری ہوگی۔ اگرچہ وہ صراحتاً نہ مانگیں۔

زدناھم فی وقت بعد وقت۔ وان لم یصرحوا بطلبہ

تشریح

(۲۱) صاحبِ ایمان اولاد کو بھی باپ دادا کے ساتھ بلند مرتبے عطا کئے جائیں گے۔ | اس آیت میں اہلِ ایمان کو ایک بڑی خوش خبری دی گئی ہے۔ قدرتی بات ہے کہ ماں باپ کا رشتہ اولاد کے ساتھ انتہائی محبت کا ہوتا ہے اور ماں باپ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے بھی ان کے ساتھ ان کی آنکھوں کے سامنے رہیں۔

جنت میں اگر ماں باپ اونچے مرتبے پر ہوں گے اور ان کی اولاد صاحبِ ایمان ہوگی اور کسی نہ کسی درجے میں دنیا میں اپنے ماں باپ کے نقشِ قدم پر چلی ہوگی تو اگر جنت میں اولاد کا درجہ ماں باپ کے نیچے ہوا تو اللہ اولاد کا مرتبہ بڑھا کر ان کو والدین کے درجے میں رکھیں گے تاکہ ماں باپ کا دل خوش ہو۔

جہاں تک عمل کا معاملہ ہے تو ہر شخص اپنے کسب کے بدلے میں رہن رکھا ہوا ہے یعنی جیسا وہ عمل کرے گا اس کے مطابق ہی اس کو بدلہ ملے گا اس لئے ایسا نہیں ہوگا کہ اگر کوئی اولاد ایمان نہ لائے تب بھی اس کو ماں باپ کے ساتھ رکھ دیا جائے۔ ماں باپ کی نیکیوں کا فائدہ اولاد کو اسی صورت میں مل سکتا ہے جب کہ وہ صاحبِ ایمان ہوں۔ یعنی جنت میں کسی کا ایمان کسی کے کام نہیں آئے گا البتہ عمل سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى یعنی ایک انسان کا ایمان دوسرے انسان کے کام نہیں آئے گا۔ البتہ عمل سے فائدہ پہنچ سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت میں ارشاد ہوا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حدیث ہے

قَالَتِ الْاَنْصَارُ (يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ) اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ اَتْبَاعًا وَّاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ۔

(انصار نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، ہر جماعت کسی کی پیروی کرتی ہے اور ہمارے تابعدار ہیں جن کی ہم نے پیروی کی ہے آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہم ان کے ساتھ رہیں جن کی ہم نے پیروی کی ہے۔ نبیؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ان کے پیروکاروں کو ان کے ساتھ ہی رکھیو۔)

یہ اللہ کا فضل و کرم ہوگا کہ کم درجے والوں کو بڑے درجے والوں کے مقام تک پہنچا دے گا اور تابعین کو متبعین کے جوار میں رکھا جائے گا۔

(۲۲) جنت والوں کے لئے مرغوب گوشت اور میوے | اہلِ جنت کو ہر قسم کا مرغوب گوشت پرندوں کا یا جو بھی انہیں پسند ہو اور ہر طرح کے میوے جس کو ان کا دل چاہے بلا توقف لگاتار خوب خوب حاضر کئے جائیں گے۔

يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَ

يَتَنَازَعُونَ	فِيهَا	كَأْسًا	لَا لَغْوٌ	فِيهَا	وَلَا تَأْثِيمٌ	وَ
چھینا جھپٹی کریں گے	اس میں	وہ پیالہ	نہ بکواس	اس میں	اور نہ گناہ کی بات	اور

اس میں اس پیالہ کی چھینا جھپٹی کریں گے جس میں نہ بکواس ہوگی نہ گناہ کی بات اور ان کے

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ

يَطُوفُ	عَلَيْهِمْ	غِلْمَانٌ	لَهُمْ	كَأَنَّهُمْ	لُؤْلُؤٌ	مَكْنُونٌ	وَأَقْبَلَ
ارد گرد پھریں گے	ان پر کے	خدمتگار لڑکے	ان کے لئے	گویا وہ	موتی	چھپا کر رکھے ہوئے	اور متوجہ ہوگا

ارد گرد پھریں گے خدمت گار لڑکے گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہیں اور ان میں سے

بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا

بَعْضُهُمْ	عَلَىٰ + بَعْضٍ	يَتَسَاءَلُونَ	قَالُوا	إِنَّا + كُنَّا
ان میں سے بعض (ایک)	بعض پر (دوسرے کی طرف)	آپس میں پوچھتے ہوئے	وہ کہیں گے	بیشک ہم تھے

ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوگا آپس میں پوچھتے ہوئے وہ کہیں گے بے شک ہم اس

قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾

قَبْلُ	فِي أَهْلِنَا	مُشْفِقِينَ	
پہلے	اپنے اہل خانہ میں	ڈرتے تھے	

سے پہلے اپنے اہل خانہ میں ڈرتے تھے۔

﴿٢٣﴾ يَتَنَازَعُونَ يَتَعَاطَوْنَ بَيْنَهُمْ فِيهَا أَيِ الْجَنَّةِ كَأْسًا خَمْرًا لَا لَغْوٌ فِيهَا أَيْ بِسَبَبِ شُرْبِهَا يَقَعُ بَيْنَهُمْ وَلَا تَأْثِيمٌ ○ بِهِ يَلْحَقُهُمْ بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا۔

﴿٢٣﴾ باہم لیں دیں گے وہ جنت میں پیالہ شراب کے کہ نہ اس کے پینے سے ان میں نکمی باتیں ہوں گی نہ اس کے سبب وہ گناہ میں مبتلا ہوں گے بخلاف دنیا کی شرابوں کے۔

﴿٢٤﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ لِلْخِدْمَةِ غِلْمَانٌ أَرِقَّاءُ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ حُسْنًا وَنَظَافَةً لُؤْلُؤٌ مَكْنُونٌ ○ مَصُونٌ

﴿٢٤﴾ اور غلام ان کی خدمت کو ان کے پاس آویں جاویں گے گویا وہ غلام بوجہ حسن اور لطافت کے ایسے ہوں گے جیسے موتی صدف میں چھپا ہوا گرد و غبار سے محفوظ۔

فِي الصَّدَفِ لِأَنَّهُ فِيهَا أَحْسَنُ مِنْهُ فِي غَيْرِهَا

۲۵ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ يَسْأَلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا عَمَّا كَانُوا عَلَيْهِ وَمَا وَصَلُوا إِلَيْهِ تَلَذُّذًا وَاعْتِرَافًا بِالنِّعْمَةِ

۲۵ اور وہ باہم ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر سوال کریں گے۔ ان باتوں سے جو وہ دنیا میں کرتے تھے اور جو کچھ وہاں ان کی حالت تھی اور اب جس مرتبہ کو پہنچے یہ باہم ان کا سوال جواب کرنا لذت حاصل کرنے اور نعمت کا اقرار کرنے کو ہوگا۔

۲۶ قَالُوا آيِمَاءً إِلَىٰ عِلَّةِ الْوُصُولِ إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا فِي الدُّنْيَا مُشْفِقِينَ ○ خَائِفِينَ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ

۲۶ وہ جنت میں داخل ہونے کی وجہ کی طرف اشارہ کرکے کہیں گے کہ بے شک ہم دنیا میں اللہ کے عذاب سے ڈرتے تھے۔

تشریح

۲۳ اہل جنت کی خوش طبعی | جنت کی شراب (شراب طہور) ہوگی وہ دنیا کی شراب کی طرح نشہ پیدا کرنے والی نہ ہوگی جسے پی کر آدمی بدمست ہو جائے اور بے ہودہ باتیں بکنے لگے بلکہ اس جنت کی شراب میں ایک سرور کی کیفیت ہوگی۔ جب ان کے سامنے اس پاکیزہ شراب کے جام پیش کئے جائیں گے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ خوش طبعی کریں گے ایک دوسرے کے گلاس چھین چھین کر پئیں گے اور اس طرح وہ جنت میں خوش طبعی کے مزے لوٹیں گے۔

۲۴ اہل جنت کے خادم | جنت والوں کے خادم جو لڑکے ہوں گے وہ ایسے خوب صورت ہوں گے جیسے اپنے غلاف کے اندر موتی کہ گرد و غبار سے محفوظ اور صاف و شفاف ــــــ اسی طرح یہ خادم صاف ستھرے اور پاکیزہ ان کے لئے مخصوص ان کی خدمت کے لئے دوڑتے پھر رہے ہوں گے۔ جس چیز کے لانے کے لئے جنت والے کہیں گے وہ دوڑ دوڑ کر لائیں گے۔

۲۵ اہل جنت کی آپس میں باتیں | جنت والے ایک دوسرے سے دنیا میں گزرے ہوئے حالات کی باتیں کریں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیا کی زندگی پوری طرح یاد ہوگی۔ انسان کا حافظہ اسی طرح کام کر رہا ہوگا۔ دنیا میں بیتے ہوئے دنوں کو یاد کرکے جنت والے گزری ہوئی باتیں دہرا رہے ہوں گے۔

۲۶ دنیا میں ہمیں دھڑکا لگا رہتا تھا | وہ کہہ رہے ہوں گے کہ جب ہم دنیا میں تھے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ رہتے تھے تو ڈرتے رہتے تھے کہ دیکھئے مرنے کے بعد کیا انجام ہوگا۔ یہ کھٹکا برابر لگا رہتا تھا۔ ہمیں اس بات کی فکر رہتی تھی کہ کہیں ہماری آخرت برباد نہ ہو جائے اور ہم سے کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جس پر ہماری پکڑ ہو۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ

فَمَنَّ اللّٰهُ	عَلَيْنَا	وَوَقٰنَا	عَذَابَ	السَّمُوْمِ	اِنَّا كُنَّا	مِنْ
تو احسان کیا اللہ	ہم پر	اور ہمیں بچالیا	عذاب	گرم ہوا	بیشک ہم تھے	سے

تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں بچا لیا گرم ہوا کے عذاب سے۔ بیشک اس سے قبل

قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ ۧ فَذَكِّرْ فَمَآ ع ۲۸ ۳

قَبْلُ	نَدْعُوْهُ	اِنَّهٗ	هُوَ	الْبَرُّ + الرَّحِيْمُ	فَذَكِّرْ	فَمَآ
قبل	ہم اس کو پکارتے	بیشک وہ	وہی	احسان کرنے والا رحم کرنے والا	پس آپ نصیحت کریں	تو نہیں

ہم اس کو پکارتے تھے بے شک وہی احسان کرنے والا، رحم کرنے والا ہے پس آپ نصیحت کرتے رہیں۔

اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ ؕ اَمْ

اَنْتَ	بِنِعْمَتِ	رَبِّكَ	بِكَاهِنٍ	وَّلَا مَجْنُوْنٍ	اَمْ
آپ	فضل سے	اپنا رب	کاہن	اور نہ دیوانہ	کیا

پس آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں، نہ دیوانے۔ کیا وہ

يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾

يَقُوْلُوْنَ	شَاعِرٌ	نَّتَرَبَّصُ	بِهٖ	رَيْبَ	الْمَنُوْنِ
وہ کہتے ہیں	شاعر	ہم منتظر ہیں	اس کے ساتھ	حوادث	زمانہ

کہتے ہیں یہ شاعر ہے۔ ہم اس کے ساتھ حوادث زمانہ کے منتظر ہیں۔

﴿۲۷﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا بِالْمَغْفِرَةِ
وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ○
اَيِ النَّارِ لِدُخُوْلِهَا فِي الْمَسَامِ
فَالُوْا اِيمَاءً اَيْضًا
﴿۲۸﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ اَيْ فِي
الدُّنْيَا نَدْعُوْهُ اَيْ
نَعْبُدُهُ مُوَحِّدِيْنَ اِنَّهٗ
بِالْكَسْرِ اِسْتِيْنَافًا وَاِنْ كَانَ
تَعْلِيْلًا مَعْنًى وَبِالْفَتْحِ
تَعْلِيْلًا لَفْظًا هُوَ الْبَرُّ الْمُحْسِنُ

﴿۲۷﴾ سو اللہ نے ہم کا احسان فرمایا کہ ہم کو بخشا اور بچایا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

﴿۲۸﴾ اور یہ بھی کہیں گے کہ بیشک ہم دنیا میں اسی کو پکارتے تھے یعنی اسی اکیلے کی پرستش کرتے تھے بیشک وہ احسان فرمانے والا ہے۔

الصَّادِقُ فِیْ وَعْدِہٖ الرَّحِیْمُ ○
اَلْعَظِیْمُ الرَّحْمَۃِ

سچا ہے اپنے وعدہ میں بہت رحمت کرنے والا ہے

(۲۹) فَذَکِّرْ دُمْ عَلٰی تَذْکِیْرِ الْمُشْرِکِیْنَ وَلَا تَرْجِعْ عَنْہُ لِقَوْلِہِمْ لَکَ کَاہِنٌ مَجْنُوْنٌ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ اَیْ بِاِنْعَامِہٖ عَلَیْکَ بِکَاہِنٍ خَبَرُ مَا وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○ مَعْطُوْفٌ عَلَیْہِ

(۲۹) فَذَکِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّکَ بِکَاہِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ
اے محمدؐ تو ہمیشہ مشرکین کو نصیحت کرتا رہ اور ان کی اس بات سے کہ وہ تجھ کو نجومی، دیوانہ بتلاتے ہیں نصیحت کرنے سے باز نہ رہ
سو تیرے رب کا تجھ پر انعام ہے نہ تو نجومی ہے اور نہ دیوانہ۔

(۳۰) اَمْ بَلْ یَقُوْلُوْنَ ہُوَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ ○ حَوَادِثَ الدَّھْرِ فَیَہْلِکُ کَغَیْرِہٖ مِنَ الشُّعَرَآءِ

(۳۰) بلکہ کفار کہتے ہیں کہ محمد شاعر ہے۔
ہم منتظر ہیں کہ حوادثِ زمانہ اس کو اسی طرح ہلاک کردیں جیسے اور شاعروں کو ہلاک کیا ہے۔

تشریح

(۲۷) **اللہ کا ہم پر احسان** | مگر دیکھو اللہ نے ہم پر کیسا احسان کیا ہے ہمیں دوزخ کی بھاپ بھی نہیں لگی اس نے ہمیں کیسا محفوظ اور مطمئن کردیا ہے کہ اب ہم اطمینان کے ساتھ بے فکر ہو کر جنت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

(۲۸) **اللہ بڑا مہربان اور پکار سننے والا ہے** | واقعی ہمارا رب بڑا مہربان بڑا محسن بڑا رحیم اور ہماری پکار سننے والا ہے ہم دنیا کی زندگی میں اس سے دعائیں کرتے تھے اس کو پکارتے تھے اس نے اپنی مہربانی سے ہماری پکار سُنی اور ہمارے ساتھ کیسا اچھا سلوک کیا۔

(۲۹) **کاہن اور مجنون ہونے کے جھوٹے الزامات** | حضرت محمد رسول اللہؐ جو دعوت پیش کر رہے تھے اس کے حکیمانہ اصول، اعلیٰ درجے کے تھے۔ آپ صاف شستہ اور شائستہ انداز میں زندگی کی صداقتوں کو اُجاگر فرما رہے تھے لوگوں کے غلط عقیدوں کو صحیح عقائد سے بدلنے کی سعی فرما رہے تھے۔ نہ ان میں دیوانگی کی کوئی بات تھی اور نہ کاہن ہونے کی جو جوتشیوں، غیب کی باتیں بتانے کے دعویداروں میں ہوتی تھیں مگر مخالفین یہ سمجھتے تھے کہ اس طرح کی باتیں کہہ کے وہ لوگوں کو آپ کی طرف سے بدگمان کردیں گے اور آپ کی ساری باتیں ہوا میں اڑ جائیں گی۔

مگر سچائی سچائی ہوتی ہے اور وہ اپنی جگہ جلد یا بدیر بنا لیتی ہے اللہ تو آپ کو ڈھارس دے رہے ہیں کہ رب کے فضل سے آپ نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں آپ اپنی نصیحت کا سلسلہ جاری رکھیں اور ان کے الزامات سے ذرا بھی دل گرفتہ نہ ہوں۔

(۳۰) **شاعر ہونے کا غلط الزام** | کاہن اور مجنون کے علاوہ ایک الزام آپ پر یہ لگایا جاتا تھا کہ آپ شاعر ہیں یعنی زندگی کی سچائی بیان کرنے کے بجائے آپ شاعروں کی طرح خیالی باتیں کرتے ہیں اور جس طرح بہت سے شاعر گردشِ زمانہ سے ختم ہوگئے یہ بھی ختم ہوجائیں گے۔ اور چونکہ یہ ہمارے معبودوں کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے کسی نہ کسی دن ہمارے کسی معبود کی ان پر مار پڑے گی۔

قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ

اَمْ	الْمُتَرَبِّصِیْنَ	مِّنَ	مَعَكُمْ	فَاِنِّیْ	تَرَبَّصُوْا	قُلْ
کیا	انتظار کرنے والے	سے	تمہارے ساتھ	بیشک میں	تم انتظار کرو	فرادیں

آپؐ فرادیں تم انتظار کرو بیشک میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ کیا

تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾

طَاغُوْنَ	قَوْمٌ	اَمْ هُمْ	بِهٰذَآ	اَحْلَامُهُمْ	تَاْمُرُهُمْ
سرکش	لوگ	یا وہ	یہ	ان کی عقلیں	حکم دیتی (سکھاتی) ہیں انہیں

کیا ان کی عقلیں انھیں یہ سکھاتی ہیں ؟ یا وہ سرکش لوگ ہیں۔

(۳۱) قُلْ تَرَبَّصُوْا هَلَاكِیْ فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ○ هَلَاكَكُمْ فَعُذِّبُوْا بِالسَّیْفِ یَوْمَ بَدْرٍ وَالتَّرَبُّصُ الْاِنْتِظَارُ

(۳۱) اے محمد کہہ دے تم میری ہلاکی کے منتظر رہو پس بے شبہ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں تمہارے ہلاک ہونے کا۔ سو ان پر تلوار کی مار پڑی دن بدر کے۔

(۳۲) اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ عُقُوْلُهُمْ بِهٰذَآ اَیْ قَوْلُهُمْ لَهٗ سَاحِرٌ كَاهِنٌ شَاعِرٌ مَجْنُوْنٌ اَیْ لَا تَاْمُرُهُمْ بِذٰلِكَ اَمْ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ○ بِعِنَادِهِمْ

(۳۲) کیا ان کی عقلیں ان کو اس بات کا حکم کرتی ہیں کہ وہ تجھ کو جادوگر، نجومی، شاعر، دیوانہ کہیں یعنی ان کی عقلیں ہرگز ان کو یہ حکم نہیں کرتی بلکہ وہ سرکش لوگ عناد کی راہ سے ایسا کہتے ہیں۔

تشریح

(۳۱) انتظار کرو میں بھی انتظار کر رہا ہوں | مخالفین سے کہا جا رہا ہے کہ تم اس بات کے منتظر ہو کہ مجھ پر کوئی آفت آئے اور تمہارا پیچھا چھوٹے تو انتظار کرتے رہو، دیکھتے ہیں کس کی شامت آتی ہے اور تمہاری آرزو پوری ہوتی ہے یا نہیں کون کامیاب ہوتا ہے اور کون ناکام ؟

(۳۲) یہ عقل کے دشمن ہیں یا ہٹ دھرم ؟ | قوم کے یہ سردار بڑے عقل مند بنے پھرتے ہیں کیا ان کی عقلیں یہی کہتی ہیں کہ ایک صادق و امین اور کردار کا پختہ انسان اس کو کبھی شاعر کہا جائے کبھی کاہن اور مجنون کیا ایسی شخصیت میں تینوں باتیں بیک وقت ہو سکتی ہیں ؟ اگر وہ مجنون اور پاگل ہے تو کاہن کیسے ہو سکتا ہے اگر کاہن ہے تو پاگل کیسے ہو سکتا ہے۔ پاگل ہے تو شاعری کیسے کر سکتا ہے ؟ کیا یہ لوگ شاعر اور پیغمبر کے کلام میں فرق نہیں کر سکتے ؟ کیا شاعرانہ باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں جیسے یہ پیغمبر پیش کر رہے ہیں ——— یا تو یہ لوگ نہایت ہی بے وقوف ہیں یا انتہائی ہٹ دھرم کہ اپنی دشمنی میں خود ہی بے وقوفی کی باتیں کر رہے ہیں۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلۡ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۳﴾ فَلۡيَاۡتُوۡا بِحَدِيۡثٍ

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ	تَقَوَّلَهٗ	بَلۡ	لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ	فَلۡيَاۡتُوۡا	بِحَدِيۡثٍ
کیا وہ کہتے ہیں	اس نے اسے گھڑ لیا ہے	بلکہ	وہ ایمان نہیں لاتے	تو چاہیے کہ وہ لے آئیں	ایک بات

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے (قرآن کو) گھڑ لیا ہے (نہیں) بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے تو چاہیے کہ وہ اس جیسی ایک بات

مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ ﴿۳۴﴾ اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ

مِّثۡلِهٖۤ	اِنۡ كَانُوۡا	صٰدِقِيۡنَ	اَمۡ	خُلِقُوۡا	مِنۡ
اس جیسی	اگر وہ ہیں	سچے	کیا	وہ پیدا کئے گئے ہیں	سے

لے آئیں، اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ پیدا کئے گئے ہیں بغیر کسی شے

غَيۡرِ شَىۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ

غَيۡرِ شَىۡءٍ	اَمۡ هُمُ	الۡخٰلِقُوۡنَ	اَمۡ خَلَقُوا	السَّمٰوٰتِ
بغیر کسی شے	یا وہ	پیدا کرنے والے	کیا انہوں نے پیدا کئے؟	آسمان (جمع)

(بنانے والے) کے یا وہ (خود) پیدا کرنے والے ہیں۔ کیا انہوں نے پیدا کیا آسمانوں کو

وَالۡاَرۡضَ ۚ بَلۡ لَّا يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳۶﴾

وَالۡاَرۡضَ	بَلۡ	لَّا يُوۡقِنُوۡنَ	
اور زمین	بلکہ	وہ یقین نہیں رکھتے	

اور زمین کو؟ (نہیں) بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے

۳۳ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ اِخۡتَلَقَ الۡقُرۡاٰنَ
لَمۡ يَخۡتَلِقۡهُ بَلۡ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ○
اِسۡتِكۡبَارًا فَاِنۡ قَالُوۡا اِخۡتَلَقَهٗ
۳۴ فَلۡيَاۡتُوۡا بِحَدِيۡثٍ مُّخۡتَلَقٍ مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ
كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ ○ فِىۡ قَوۡلِهِمۡ
۳۵ اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ اَىۡ خَالِقٍ
اَمۡ هُمُ الۡخَالِقُوۡنَ ○ اَنۡفُسَهُمۡ وَلَا يُعۡقَلُ
مَخۡلُوۡقٌ بِدُوۡنِ خَالِقٍ وَلَا مَعۡدُوۡمٌ
يَخۡلُقُ فَلَا بُدَّ لَهُمۡ مِنۡ خَالِقٍ هُوَ
اللّٰهُ الۡوَاحِدُ فَلِمَ لَا يُوَحِّدُوۡنَهٗ وَ

۳۳ کیا وہ کہتے ہیں کہ محمد نے قرآن بنا لیا ہے ہرگز ایسا نہیں
ہوا ہے بلکہ وہ ازراہِ تکبر ایمان سے منہ موڑتے ہیں۔
سو اگر وہ کہتے ہیں کہ محمد نے قرآن کو بنایا ہے۔
۳۴ تو وہ بھی کوئی ایسی بات بنا لیں اگر وہ اپنے دعوے
میں سچے ہیں۔
۳۵ کیا وہ لوگ بدون کسی بنانے والے کے پیدا ہو گئے یا
وہ خود اپنی جانوں کے بنانے والے ہیں اور یہ بات عقل
میں نہیں آسکتی کہ مخلوق بدون خالق کے ہو اور نہ یہ کہ
معدوم خالق ہو پس ضرور ہے کہ ان کے لئے کوئی پیدا
کرنے والا ہے کہ وہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے پھر وہ کیوں

يُؤْمِنُونَ بِرَسُولِهٖ وَكِتَابِهٖ
أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
وَلَا يَقْدِرُ عَلٰى خَلْقِهِمَا إِلَّا اللّٰهُ الْخَالِقُ
فَلِمَ لَا يَعْبُدُونَهُ بَلْ لَا يُوقِنُونَ ○
وَإِلَّا لَآمَنُوا بِنَبِيِّهٖ

اس کو واحد نہیں جانتے اور کیوں اس کے پیغمبر اور اس کی کتاب پر ایمان نہیں لاتے ۔ یا انھوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور کسی کو قدرت اس کے بنانے کی نہیں اللہ کے سوا پھر اس کی پرستش نہیں کرتے بلکہ ان کو اللہ کا یقین نہیں ہے ورنہ اس کے پیغمبر پر بھی ایمان لاتے ۔

تشریح

(۳۳) کیا قرآن پیغمبر کا گھڑا ہوا ہے ؟ | قرآن کی زبان اتنی اونچے درجے کی ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے خود حضرت محمدؐ جو گفتگو فرماتے ہیں اس میں اور قرآن کی زبان میں نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ جس کو اہل زبان اچھی طرح سمجھتے ہیں اصل بات تو یہ ہے کہ وہ قرآن کو ماننا نہیں چاہتے اور اس کے نہ ماننے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن جس چیز کی طرف بلا رہا ہے اس کو ماننے کے بعد ان کی اپنی چودہراہٹ ختم ہوجاتی ہے ، نذرانے ختم ہو جاتے ہیں اور سارے مفادات ختم ہوجاتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ سارے انسان برابر ہیں۔ انہوں نے انسانوں کو غلام بنایا ہوا ہے ۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کی نعمتوں پر سب کا حق ہے انھوں نے اپنے عیش وعشرت کے لئے دولت کا بہت بڑا حصہ سمیٹ رکھا ہے ۔ قرآن انسان کو آئین الٰہی کا پابند کرتا ہے اور یہ اپنے نفس کی غلامی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اس لئے یہ جھوٹے الزام لگا کر کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے ، محمدؐ نے گھڑا ہے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔

(۳۴) سچے ہو تو اس جیسا کلام بنالاؤ | اس پائے اور اس شان اور اس مرتبے کی کتاب جیسی قرآن ہے اور قرآن اپنے مضمون کی ادائیگی کے لئے جس طرح کے موزوں الفاظ مناسب انداز بیان اور دل نشین پیرایۂ بیان اختیار کرتا ہے قرآن جس طرح قوت تاثیر رکھتا ہے ، قرآن صدیاں گزرنے کے بعد بھی جس طرح تازہ اور شاداب ہے اس مرتبے کی کوئی کتاب کسی بھی زبان میں اگر کوئی لاسکتا ہے تو لائے ۔

قرآن نے جس طرح انسانی اخلاق اور تہذیب کو متاثر کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ نازک سے نازک موقعہ پر قرآن نے جذباتی انداز اختیار نہیں کیا۔ انسانی کلام کبھی جذبات سے خالی نہیں ہوسکتا۔ غرض قرآن پر جو بھی غور کرے گا اور غیرجانبداری کے ساتھ اس کا مطالعہ کرے گا اس کو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ قرآن انسانی کلام نہیں ہے کلام الٰہی ہے اور قرآن کا چیلنج ہے کہ اگر تم اس بات کو غلط سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام بنا کر لاؤ۔

جیسے خدا کی جیسی زمین ، خدا کا بنایا ہوا آسمان جیسا کوئی نہیں بنا سکتا ۔ اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی اس جیسی کتاب لکھنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے ۔

(۳۵) کیا تم بغیر خالق کے پیدا ہوگئے ہو یا خود اپنے خالق ہو ؟ | سب مانتے ہیں کہ کوئی چیز پیدا کرنے والے کے بغیر پیدا نہیں ہوتی ۔ بنانے والے کے بغیر نہیں بنتی ۔ جب یہ بات ہے تو بتاؤ کیا تم خالق کے بغیر پیدا ہوگئے ہو یا کوئی تمہارا پیدا کرنے والا ہے ؟ یا تم خود ہی اپنے خالق ہو ؟ ــ جو تمہارا خالق ہے وہی تمہارا معبود بھی ہونا چاہیئے اسی کی بندگی کرنی چاہیئے یہ کیا کہ خالق کوئی اور اور معبود کوئی اور ۔

(۳۶) زمین وآسمان کس نے پیدا کئے ؟ | جو انسان کا پیدا کرنے والا ہے وہی زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے۔ کیا یہ زمین وآسمان انھوں نے پیدا کئے ہیں جن کے آگے جھک رہے ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ خالق کو نہیں مانتے تمہارا خالق بھی وہی ہے کائنات کا خالق بھی وہی ہے اس لئے بندگی اور پرستش کا مستحق بھی وہی ہے ۔

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۳۷

أَمْ عِنْدَهُمْ	خَزَآئِنُ	رَبِّكَ	أَمْ هُمُ	الْمُصَيْطِرُونَ
کیا ان کے پاس	خزانے	تیرا رب	یا وہ	داروغے

کیا ان کے پاس تیرے رب (کی رحمت) کے خزانے ہیں؟ یا وہ داروغے ہیں؟

أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ

أَمْ لَهُمْ	سُلَّمٌ	يَسْتَمِعُونَ	فِيهِ	فَلْيَأْتِ	مُسْتَمِعُهُمْ	بِسُلْطٰنٍ
کیا ان کے لئے۔پاس	کوئی سیڑھی	وہ سنتے ہیں	اس میں۔پر	تو چاہیئے کہ لائے	ان کا سننے والا	کوئی سند

کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے؟ جس پر (چڑھ کر) وہ سنتے ہیں تو چاہیئے کہ ان کا سننے والا کوئی سند لائے

مُبِينٍ ۳۸ أَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۳۹ أَمْ

مُبِينٍ	أَمْ لَهُ	الْبَنٰتُ	وَلَكُمُ	الْبَنُونَ	أَمْ
کھلی	کیا اس کے لئے	بیٹیاں	اور تمہارے لئے	بیٹے	کیا

کھلی۔ کیا اس کے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے ہیں؟ کیا آپ

تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ۴۰ أَمْ

تَسْأَلُهُمْ	أَجْرًا	فَهُمْ	مِنْ مَغْرَمٍ	مُثْقَلُونَ	أَمْ
تم ان سے مانگتے ہو	کوئی اجر	تو وہ	تاوان سے	دبے جاتے ہیں	کیا

ان سے مانگتے ہیں کوئی اجر؟ کہ تاوان (کے بوجھ) سے دبے جاتے ہیں۔ کیا ان کے

عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۴۱

عِنْدَهُمُ	الْغَيْبُ	فَهُمْ	يَكْتُبُونَ	
ان کے پاس	غیب	پس وہ	لکھ لیتے ہیں	

پاس (علم) غیب ہے؟ کہ وہ لکھ لیتے ہیں۔

۳۷ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ
مِنَ النُّبُوَّةِ وَالرِّزْقِ وَغَيْرِهِمَا
فَيَخُصُّوا مَنْ شَاءُوا بِمَا شَاءُوا
أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ○

۳۷ کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں نبوت اور رزق وغیرہ
کے کہ وہ جس کو چاہیں دیں۔

یا وہ غالب تسلط والے ہیں۔

اَلْمُتَسَلِّطُوْنَ الْجَبَّارُوْنَ وَفِعْلُهٗ صَيْطَرَ وَمِثْلُهٗ بَيْطَرَ وَبَيْقَرَ

(۳۸) اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ مَرْقًى اِلَى السَّمَآءِ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ اَىْ عَلَيْهِ كَلَامَ الْمَلٰٓئِكَةِ حَتّٰى يُمْكِنُهُمْ مُنَازَعَةُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَعْمِهِمْ اِنِ ادَّعَوْا ذٰلِكَ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ اَىْ مُدَّعِى الْاِسْتِمَاعِ عَلَيْهِ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ بِحُجَّةٍ بَيِّنَةٍ وَّاضِحَةٍ وَّلِشِبْهِ هٰذَا الزَّعْمِ بِزَعْمِهِمْ اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ قَالَ تَعَالٰى

(۳۸) یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر چڑھکر فرشتوں کی باتیں سُن آتے ہیں جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ سے جھگڑا کرتے ہیں اپنے گمان کے موافق اگر وہ اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔

توچاہیئے کہ جو شخص ان میں سے اس کے سُننے کا مدعی ہے وہ اپنے اس دعوی پر ظاہر دلیل پیش کرے۔

اور چوں کہ ان کا یہ گمان مشابہ ان کے اس گمان کے ہے جو وہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں

اس لئے فرمایا حق تعالےٰ نے۔

(۳۹) اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ اَىْ بِزَعْمِكُمْ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا زَعَمُوْهُ

(۳۹) کیا اسے کافرو تمہارے گمان میں اللہ کی بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے ہیں۔ اللہ بلند ہے ان کے اس گمان سے۔

(۴۰) اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا عَلٰى مَا جِئْتَهُمْ بِهٖ مِنَ الدِّيْنِ فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ غُرْمِ ذٰلِكَ مُّثْقَلُوْنَ ۝ فَلَا يُسْلِمُوْنَ

(۴۰) کیا اے محمدؐ تو ان سے مزدوری مانگتا ہے اس چیز پر جو تو ان کو احکام دین سکھاتا ہے۔
کہ وہ اس کے تاوان میں بوجھل ہو رہے ہیں اس لئے اسلام قبول نہیں کرتے۔

(۴۱) اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ اَىْ عِلْمُهٗ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْكِنُهُمْ مُنَازَعَةُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْبَعْثِ وَاَمْرِ الْاٰخِرَةِ بِزَعْمِهِمْ

(۴۱) یا ان کو علم غیب ہے کہ وہ اس کو لکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ حشر و نشر اور آخرت کے بارے میں پیغمبر صاحب سے جھگڑتے ہیں اپنے گمان میں۔

تشریح

(۳۷) کیا خدائی کا مالک یہ اپنے آپ کو سمجھ بیٹھے ہیں؟ کیا یہ مخالفین یہ سمجھتے ہیں کہ خدائی کے مالک ہم ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی سلطنت میں ہمارا حکم چلنا چاہیئے جب خالق بھی اللہ ہے اور اس کی سلطنت میں اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ تمام زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک ہے تو یہ فیصلہ کرنا اسی کا کام ہے کہ وہ کس کو اپنا رسول بنائے اور کس کو نہ بنائے مگر اصل بات یہ ہے

کہ یقین کرنا نہیں چاہتے اور طرح طرح کے بہانوں سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بچنا چاہتے ہیں ورنہ آخر کیا معنی ہیں کہ یہی رسول کیوں دوسرا کیوں نہیں اصل میں تو انہیں پیروی گراں معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے نفس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا چاہتے ہیں۔

(۳۸) تمہارے پاس حقیقت کو جاننے کا ذریعہ کیا ہے؟ | اگر تم رسول کو اور اس کی دعوت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہو تو بتاؤ تمہارے پاس حقیقت کو جاننے کا ذریعہ کیا ہے؟ آخر تم کیسے معلوم کرو گے کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے اور اس کو دنیا میں رہتے ہوئے کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے؟ کیا تم میں سے کوئی شخص سیڑھی لے کر براہ راست اس عالم بالا میں پہنچا ہے اور وہاں سے کچھ سن گن لے کر آیا ہے اگر ایسا ہے تو لائے دلیل۔ آخر تمہارے علم کا ذریعہ کیا ہے؟

(۳۹) اپنے لئے بیٹے، اللہ میاں کے لئے بیٹیاں | تمہارے مضحکہ خیز عقیدوں کا تو یہ حال ہے کہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو بیٹا ہو جائے تو خوشیاں مناتے ہو بیٹی کی خبر سن کر تمہارا چہرہ فق ہو جاتا ہے اور اپنے گھر بیٹی کی پیدائش کو باعث ننگ و عار سمجھتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے فرشتوں کو بیٹیاں بنا کر منسوب کرتے ہو حالاں کہ اس کے لئے نہ تو بیٹا ہے نہ بیٹی مگر تم اپنی طرف سے اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہو۔

(۴۰) رسول تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے | اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انسان کو پیدا کیا اور اس کو امتحان کے لئے ایک مقررہ مدت کے واسطے دنیا میں بھیجا تاکہ وہ اللہ کے دئے ہوئے اختیارات کا صحیح استعمال کر کے اللہ کے انعامات کا مستحق بنے۔

یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زندگی کے سامان کے ساتھ اس کی ہدایت کا بھی سامان فرمایا اور اس کو اندھیروں میں بھٹکنے کے لئے نہیں چھوڑا۔

اس کی ہدایت کا طریقہ یہ ہے کہ اس نے اپنے رسول بھیجے، کتابیں نازل کیں کہ اللہ کے نبی اور رسول اللہ کی ہدایت لوگوں تک پہنچائیں اور اس پر عمل کر کے دکھائیں۔

رسول اپنا فرض منصبی سمجھ کر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں وہ اس کا کوئی اجر نہیں چاہتے نہ ان کے سامنے کوئی اس کا دنیاوی نفع ہوتا ہے وہ مجاوروں بناوٹی مذہبی پیشواؤں کی طرح مذہب کی تجارت نہیں کرتے بلکہ کامل بے غرضی کے ساتھ معقول دلائل سے دین کا راستہ دکھاتے ہیں۔

بتاؤ کیا رسول اپنی خدمات کا کوئی اجر مانگ رہے ہیں کیا ارشاد و تبلیغ پر کوئی معاوضہ طلب کر رہے ہیں کہ تم اس کے بوجھ دبے جا رہے ہو اوران کی بات نہیں سنتے۔ ایک بے غرض مخلص انسان تمہاری بھلائی کے لئے اپنا آرام تج کے دوڑ دھوپ کر رہا ہے اور تم ہو کہ اس کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہو۔

(۴۱) کیا تم نے پردۂ غیب کے پیچھے جھانک کر دیکھا ہے؟ | رسول تمہارے سامنے ایک معقول بات پیش کر رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ خدا ایک ہے تمام خدائی صفات اور اختیارات اسی ایک اللہ کو حاصل ہیں۔

وہ کہہ رہے ہیں کہ فرشتے بھی ایسے ہی اللہ کی مخلوق ہیں جیسے دوسری مخلوقات ہیں وہ نہ مذکر ہیں، نہ مؤنث۔ وہ خدا کی سلطنت کے کارکن ہیں۔

وہ کہہ رہے ہیں کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا، قیامت برپا ہوگی، عالم آخرت قائم ہوگا جس میں انسان کا محاسبہ ہوگا اور اس کو جزا یا سزا دی جائے گی۔

رسول کہہ رہے ہیں کہ میں یہ سب باتیں اس علم وحی کے ذریعے بتا رہا ہوں جو اللہ کی طرف سے مجھے ملتا ہے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔

اب بتاؤ کہ تمہارے پاس غیب کے حقائق کا علم کس ذریعے سے ہے؟ کیا تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے بھید پر مطلع کرتا ہے؟ کیا تمہارے پاس وحی آتی ہے جسے تم لکھ لیتے ہو۔ کیا تم یہ سب باتیں لکھ کر دے سکتے ہو؟

آمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ

اَمْ + يُرِيْدُوْنَ	كَيْدًا	فَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	هُمُ
کیا وہ ارادہ رکھتے ہیں	کسی داؤ	تو جن لوگوں نے	کفر کیا	وہی

کیا وہ ارادہ رکھتے ہیں کسی داؤ کا؟ تو جن لوگوں نے کفر کیا وہی داؤ

الْمَكِيدُونَ ۝۴۲ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ

اَلْمَكِيْدُوْنَ	اَمْ + لَهُمْ	اِلٰهٌ	غَيْرُ اللّٰهِ	سُبْحٰنَ
داؤ میں گرفتار ہوں گے	کیا ان کے لئے	کوئی معبود	اللہ کے سوا	پاک ہے

میں گرفتار ہوں گے۔ کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ اللہ اس

اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۴۳ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ

اللّٰهِ	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ	وَاِنْ	يَّرَوْا	كِسْفًا	مِّنَ
اللہ	اس سے جو	وہ شرک کرتے ہیں	اور اگر	وہ دیکھیں	کوئی ٹکڑا	سے

سے پاک ہے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں

السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ۝۴۴

السَّمَآءِ	سَاقِطًا	يَّقُوْلُوْا	سَحَابٌ	مَّرْكُوْمٌ
آسمان	گرتا ہوا	وہ کہتے ہیں	بادل	تہ بہ تہ جما ہوا

تو وہ کہتے ہیں تہہ بہ تہہ جما ہوا بادل ہے۔

۴۲ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا بِكَ
لِيُهْلِكُوْكَ فِيْ دَارِ النَّدْوَةِ
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ
الْمَكِيْدُوْنَ ○ الْمَغْلُوْبُوْنَ
الْمُهْلَكُوْنَ فَحَفِظَهُ اللّٰهُ
مِنْهُمْ ثُمَّ اَهْلَكَهُمْ بِبَدْرٍ
۴۳ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ○ بِهٖ مِنَ

۴۲ یا وہ تیرے ساتھ مکر کرنا چاہتے ہیں دارندوہ میں کہ تجھ کو ہلاک کریں۔
سو بات یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہوئے وہ ہی مغلوب ہلاک شدہ ہیں سو اللہ نے پیغمبر صاحب کو ان کے مکر سے بچایا پھر ان کو ہلاک کیا بدر میں۔

۴۳ یا ان کے لئے کوئی معبود ہے اللہ کے سوا۔ اللہ پاک ہے اس چیز سے کہ وہ شریک کرتے ہیں۔

الْاٰلِهَةِ وَالْاِسْتَفْهَامُ بِاَمْ
فِیْ مَوَاضِعِهَا لِلتَّقْبِیْحِ وَ
التَّوْبِیْخِ

(۴۴) وَاِنْ یَّرَوْا كِسْفًا بَعْضًا مِّنَ
السَّمَآءِ سَاقِطًا عَلَیْهِمْ
كَمَا قَالُوْا فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا
كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اَیْ تَعْذِیْبًا
لَهُمْ یَقُوْلُوْا هٰذَا سَحَابٌ
مَّرْكُوْمٌ ۝ مُتَرَاكِبٌ نَرْتَوِیْ
بِهٖ وَلَا یُؤْمِنُوْا

اس کے ساتھ بتوں کو (استفہام سب جگہ واسطے
توبیخ اور سرزنش کے ہے۔)

(۴۴) اور اگر وہ دیکھیں آسمان کا بعض حصہ گرنے والا
اپنے اوپر ازراہ عذاب دینے کے جیسا کہ وہ کہتے
تھے فاسقط علینا کسفا من السماء یعنی پس گرا ہم
پر ٹکڑا آسمان کا۔
تو وہ اس عذاب کو دیکھ کر کہیں کہ یہ ابر ہے تو بتو
جس سے ہم سیراب ہوں گے۔
اگر وہ ایمان نہ لاویں۔

تشریح

(۴۲) سارے داؤ چل کے دیکھ لو یہ سب اُلٹے ہی پڑیں گے | اللہ کے دین کی دعوت کو ناکام کرنے کے لئے تم اپنے داؤ پیچ آزما لو۔ تمہاری ساری تدبیریں الٹی ہی پڑیں گی اور جلد ہی تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ حق غالب آتا ہے یا باطل۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات جس وقت ارشاد فرمائی اس وقت حالات انتہائی مخالف تھے اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اللہ کے دین کی یہ دعوت ایک دن باطل کی بساط اُلٹ کر رکھ دے گی مگر دنیا نے دیکھا کہ چند ہی سال بعد اللہ کا دین پھیلتا چلا گیا اور آخر مکہ مکرمہ بھی اسلام کے دائرے میں آگیا۔

(۴۳) شرک بے اصل ہے | حقیقت یہ کہ شرک قطعی بے اصل چیز ہے اللہ کے ساتھ کوئی ساجھی یا شریک نہیں ہے۔ گمراہ لوگوں نے اللہ کے علاوہ جو معبود تجویز کر رکھے ہیں وہ سب وہم و خیال ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے یہ معبود مصیبت پڑنے پر ہماری مدد کریں گے۔ ان کی پرستش نے انھیں اللہ کی طرف سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ان سب چیزوں سے پاک ہے رسول ان کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں ان کے ساتھ سچائی کی طاقت ہے۔

(۴۴) ان کے نہ ماننے کی وجہ ان کی ہٹ دھرمی ہے | اللہ کے رسول اور آپ کے ساتھیوں کو یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ لوگ جو مخالفت کر رہے ہیں اور اللہ کے دین کی دعوت ماننے سے انکار کر رہے ہیں ان کے سامنے کوئی ایسا حسی معجزہ پیش کر دیا جائے کہ یہ ماننے پر مجبور ہو جائیں۔ قرآن مجید میں متعدد جگہ آپؐ کی اس خواہش کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً سورۂ انعام کی آیت ۱۱۱ میں فرمایا کہ اگر ہم ان پر فرشتے نازل کر دیں اور مُردے ان سے باتیں کرنے لگیں اور دنیا بھر کی چیزوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیں تب بھی یہ ماننے والے نہیں ہیں۔ اسی طرح سورۂ حجر کی آیت ۱۵ میں ان کی ذہنیت کھولتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیتے اور یہ دن دہاڑے اس پر چڑھنے بھی لگتے پھر بھی یہ لوگ یہی کہتے کہ ہماری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے۔

اسی طرح اس آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا کہ اگر ہم ان کے اوپر آسمان کا کوئی ٹکڑا بھی گرا دیں تو یہ ماننے کے بجائے یہ کہیں گے کہ یہ آسمان کا ٹکڑا نہیں بلکہ بادل ہیں جو گاڑھے ہو کر گر گئے ہیں۔

اصل میں ان کے نہ ماننے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کے سامنے دلائل نہیں ہیں بلکہ نہ ماننے کی وجہ ہٹ دھرمی اور تعصب ہے۔ ایسے لوگوں سے کوئی دلیل دے کر کوئی بات نہیں منوائی جا سکتی کیونکہ وہ دلیل پر غور کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ (۴۵) يَوْمَ

فَذَرْهُمْ	حَتّٰى	يُلٰقُوْا	يَوْمَهُمُ	الَّذِيْ	فِيْهِ	يُصْعَقُوْنَ	يَوْمَ
پس چھوڑ دو ان کو	یہاں تک کہ	وہ ملیں	اپنا دن	وہ جو	اس میں	بیہوش کر دیئے جائیں گے	جس دن

پس چھوڑ دو ان کو یہاں تک کہ وہ ملیں (دیکھ لیں) اپنا وہ دن جس میں وہ بے ہوش کر دئیے جائیں گے۔ جس دن ان کا

لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۴۶) وَاِنَّ

لَا يُغْنِيْ	عَنْهُمْ	كَيْدُهُمْ	شَيْـًٔا	وَّلَا هُمْ	يُنْصَرُوْنَ	وَاِنَّ
نہ کام آئے گا	ان سے۔کے	ان کا داؤ	کچھ بھی	اور نہ وہ	مدد کیے جائیں گے	اور بیشک

داؤ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی اور بے شک

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۴۷)

لِلَّذِيْنَ + ظَلَمُوْا	عَذَابًا	دُوْنَ ذٰلِكَ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ
ان لوگوں کے لئے جنھوں نے ظلم کیا	عذاب	ورے۔علاوہ اس	اور لیکن	ان میں سے اکثر	نہیں جانتے

جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے لئے اس کے علاوہ عذاب ہے۔ لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

وَاصْبِرْ	لِحُكْمِ رَبِّكَ	فَاِنَّكَ	بِاَعْيُنِنَا	وَسَبِّحْ + بِحَمْدِ + رَبِّكَ
اور آپؐ صبر کریں	اپنے رب کے حکم پر	بیشک آپؐ	ہماری آنکھوں (حفاظت) میں	اور آپؐ پاکیزگی بیان کریں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ

اور آپؐ اپنے رب کے حکم پر صبر کریں بیشک آپؐ ہماری حفاظت میں ہیں۔ اور آپؐ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی

حِيْنَ تَقُوْمُ (۴۸) وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ (۴۹) ع

حِيْنَ	تَقُوْمُ	وَمِنَ	الَّيْلِ	فَسَبِّحْهُ	وَاِدْبَارَ	النُّجُوْمِ
جس وقت	آپؐ اٹھیں	اور سے (میں)	رات	پس اس کی پاکیزگی بیان کریں	اور پیٹھ پھیرنے	ستاروں

بیان کریں جس وقت آپؐ اٹھیں اور رات میں (بھی) پس اس کی پاکیزگی بیان کریں اور ستاروں کے پیٹھ پھیرنے (غائب ہونے) وقت (بھی)

(۴۵) فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ○ يَمُوْتُوْنَ

(۴۶) يَوْمَ لَا يُغْنِيْ بدلٌ من يَوْمِهِمْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ يُمْنَعُوْنَ مِن

(۴۵) پس چھوڑ تو ان کو یہاں تک کہ ملیں وہ اپنے اس دن کو جس میں وہ مریں گے۔

(۴۶) وہ دن کہ اس میں ان کا مکر ان کو کچھ نفع نہ دے گا اور نہ وہ آخرت میں عذاب سے بچ سکیں گے۔

الْعَذَابِ فِي الْاٰخِرَةِ

(۴۷) وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِكُفْرِهِمْ عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ اَيْ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ مَوْتِهِمْ فَعُذِّبُوْا بِالْجُوْعِ وَالْقَحْطِ سَبْعَ سِنِيْنَ وَبِالْقَتْلِ يَوْمَ بَدْرٍ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَنَّ الْعَذَابَ يَنْزِلُ بِهِمْ

(۴۷) اور بے شبہ ان لوگوں کے لئے جنھوں نے ظلم کیا ساتھ کفر کے دنیا میں مصیبت اور عذاب ہے پہلے عذاب آخرت سے جو مرنے کے بعد ہوگا۔ پس وہ عذاب دیئے گئے ساتھ بھوک اور قحط کے سات برس اور ساتھ قتل کے دن بدر کے۔ ولیکن ان میں سے اکثر اس کو نہیں جانتے کہ عذاب ان پر ضرور آئے گا۔

(۴۸) وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ بِاِمْهَالِهِمْ وَلَا يَضِيْقُ صَدْرُكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا بِمَرْاٰيٍ مِّنَّا نَرَاكَ وَنَحْفَظُكَ وَسَبِّحْ مُتَلَبِّسًا بِحَمْدِ رَبِّكَ اَيْ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ مِنْ مَنَامِكَ اَوْ مِنْ مَجْلِسِكَ

(۴۸) اور صبر کر تو واسطے حکم رب اپنے کے یعنی یہ کہہ سبحان اللہ وبحمدہ جب کہ اٹھے تو سو کر یا جس وقت اپنے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھے۔

(۴۹) وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ حَقِيْقَةً اَيْضًا وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ مَصْدَرٌ اَيْ عَقِبَ غُرُوْبِهَا سَبِّحْهُ اَيْضًا اَوْ صَلِّ فِي الْاَوَّلِ الْعِشَائَيْنِ وَفِي الثَّانِيْ سُنَّةَ الْفَجْرِ وَقِيْلَ الصُّبْحِ

(۴۹) اور رات سے اٹھ کر تسبیح کر اور ستاروں کے کے ڈوبنے کے بعد بھی تسبیح کر۔ یا مراد یہ ہے کہ ان وقتوں میں نماز پڑھ مغرب اور عشاء کی اور سنتیں صبح کی یا فرض صبح کے۔

تشریح

(۴۵) اِن کو اِن کے حال پر چھوڑ دو | اے پیغمبر آپ نے ان کو جتنا سمجھانا تھا سمجھا دیا اب بہت زیادہ ان کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ دن آجائے جب اللہ کے قہر کی بجلی اور اس کی کڑک ان کے ہوش وحواس گم کر دے۔

(۴۶) جب کہیں سے ان کو مدد نہ مل سکے | یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ ان کو کہیں سے مدد نہ مل سکے اور بچاؤ کی کوئی تدبیر ان کے کام نہ آسکے اور ان کی ساری چالیں جن پر آج ان کو بڑا فخر ہے سب بے کار ہو جائیں۔

(۴۷) آخرت کے عذاب سے پہلے بھی ایک عذاب ہے | ان مخالفین کو معلوم نہیں ہے کہ آخرت کا جو عذاب ہے وہ تو ہے ہی مگر اس سے پہلے بھی دنیا میں ان کے لئے مصیبتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کی تکلیفوں میں مبتلا کر کے تنبیہ کرتے ہیں کہ شاید یہ اپنی روش سے باز آجائیں اور ان کو یہ احساس ہو کہ کوئی ایسی طاقت ہے جو سب سے اوپر ہے اور اس کے سامنے ہماری کچھ نہیں چلتی مگر جو لوگ دنیا میں پیش آنے والے حادثوں کا مطلب نہیں سمجھتے وہ اس کی الٹی سیدھی تاویلیں کر کے اپنے

دل کو جھوٹی تسلی دے لیتے ہیں۔

وہ ظالم جو بلاوجہ لوگوں پر زیادتیاں کررہے ہیں اور ان کو سچائی قبول کرنے سے روک رہے ہیں آخرت میں تو ان کو عذاب ہوگا ہی دنیا میں بھی ان کے لئے رسوائی اور ذلت ہے۔ اور یہ ان کے لئے عذاب سے کم نہیں ہے کہ اپنی جس سرداری پر ان کو ناز ہے وہ خاک میں مل جائے اور وہ طاقت جس پر ان کو فخر ہے کمزوروں کے سامنے بے بس ہو جائے مگر یہ لوگ ان باتوں کو سمجھتے نہیں ہیں۔

(۴۸) صبر و استقامت کا حکم اور مخالفین سے آپ کی حفاظت | صبر و استقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے جو آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ آپ ہماری حفاظت میں اور ہمارے سامنے ہیں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہم آپ کی نگہبانی کررہے ہیں۔ آپ صبر و استقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرتے رہیں اور صبر و سکون اور تحمل و اطمینان کے ساتھ اللہ کی تسبیح اس کی حمد بیان کرنے اور عبادت گزاری میں لگے رہیں۔ خاص طور پر مجلس سے جب آپ اٹھیں تو اللہ کی تسبیح بیان کریں۔ جب نیند سے بیدار ہوں تب بھی اللہ کو یاد کریں نماز کے لئے کھڑے ہوں تو نماز کا آغاز اللہ کی حمد و تسبیح سے کریں جب آپ اللہ کے دین کی دعوت دیں تو اس کا آغاز بھی اللہ کی حمد و ثنا سے کریں۔ اور دوپہر کو آرام کرنے کے بعد اٹھیں تب بھی اللہ کی حمد بیان کریں۔ ظہر کی نماز میں اللہ کی حمد و ثنا کریں۔ غرض یہ کہ اٹھتے بیٹھتے اور ہر کام کے آغاز میں اللہ کی حمد و ثنا کرتے رہیں اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ مجلس سے اٹھنے سے پہلے آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.

اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد " سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ " سے نماز کا آغاز کیا جائے۔

(۴۹) رات کی نماز اور تہجد کا حکم | اسی طرح رات کو اللہ کی تسبیح کرنے، مغرب، عشاء اور تہجد کی نمازیں پڑھنے، تلاوت قرآن کرنے، اللہ کا ذکر کرنے اور اس کے بعد فجر کی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

تاکہ ہر وقت اللہ کی یاد اور اس کا ذکر زبان پر رہے اور مخالفین کے مقابلے پر اللہ کی نصرت اور اس کی مدد اور اس کی حمایت کی طلب ہوتی رہے۔

۵۳

اَلنَّجْمُ

○ ترتیب تلاوت ــــــــ ۵۳	○ ترتیب نزول ــــــــ ۲۳
○ مکی/مدنی ــــــــ مکیّ	○ تعدادرکوعات ــــــــ ۲
○ تعداد آیات ــــــــ ۶۲	○ تعداد الفاظ ــــــــ ۳۶۵
○ تعداد حروف ــــــــ ۱۴۵۰	

○ اس سورت کی پہلی آیت کے پہلے لفظ "وَالنَّجْمِ" کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ یعنی وہ سورت جس کا پہلا لفظ " النجم " ہے۔

○ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ یہ قرآن مجید کی پہلی سورت ہے جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی ہے۔

○ نبوت کے بعد پانچ سال تک آپ کا طریقہ یہ رہا کہ مخصوص مجلسوں اور نجی صحبتوں میں اللہ کا کلام سنا کر لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے۔ اس مدت میں کبھی آپ کو مجمعِ عام میں قرآن مجید سنانے کا موقع نہیں مل سکا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے مخالفین آپ کو اس کی مہلت ہی نہیں دیتے تھے کہ آپ لوگوں کو اللہ کا کلام سنائیں وہ اس کلام کی کشش اس کی تاثیر اور آپ کی شخصیت کی جاذبیت سے خوب واقف تھے اس لئے وہ یہ کوشش کرتے تھے کہ جہاں آپ قرآن سنانے کی کوشش کریں وہاں اتنا شور مچایا جائے کہ لوگ آپ کی بات سن نہ سکیں۔

آپ کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانا، جھوٹے پراپیگنڈے کرنا ان کا مستقل مشن تھا۔

نبوت کے پانچویں سال کی بات ہے قریش کا ایک بڑا مجمع صحن حرم میں بیٹھا ہوا تھا اسی زمانے میں یہ سورت النَّجْم نازل ہوئی۔ نبیؐ اچانک کھڑے ہوگئے اور آپؐ نے اس سورت کی تلاوت شروع کردی۔ کلام الٰہی کا صوتی آہنگ، مہبطِ وحی کی پُرتاثیر زبان سے مجمع میں وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور جب آپ سورۃ النجم تلاوت کرتے ہوئے اس سورت کی آخری آیت فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا (آیت ۶۲) پر پہنچے اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوئے تو سارا ہی مجمع جس میں مسلم و کافر سب شامل تھے سجدے میں گر پڑے۔ ولید بن مغیرہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکا تو مٹی ہاتھ لے کر پیشانی پر لگالی۔

بعد میں جب سب کو احساس ہوا تو بڑے پشیمان ہوئے اور یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ ہم نے تو اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى (آیت ۱۹ ، ۲۰) کے بعد یہ سنا تھا تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى (حالاں کہ یہ بے تکی پیوندکاری صاف معلوم ہورہا تھا کہ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند ہے)

- اس سورت میں مخالفین کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ قرآن مجید اور محمدؐ کے بارے میں اپنی روش کو بدلیں۔ انھیں بتایا گیا ہے کہ محمدؐ کوئی بہکے ہوئے انسان نہیں ہیں اور وہ جس چیز کی دعوت دے رہے ہیں وہ ان کی من گھڑت نہیں ہے انھوں نے ان حقیقتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جن کو وہ بیان کررہے ہیں سننے والوں کو سمجھایا گیا ہے کہ تم جس مذہب کی پیروی کررہے ہو اس کی بنیاد خودساختہ مفروضوں اور محض قیاس و گمان پر ہے حقیقت و صداقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔
- بتایا گیا ہے کہ اللہ ہی ساری کائنات کا مالک و مختار ہے۔ صحیح راستہ وہی ہے جس کی طرف اللہ نے بندوں کو ہدایت کی ہے۔
- یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت محمدؐ کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے ہیں یہ وہی دین حق ہے جو حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور دوسرے پیغمبر لے کر آئے تھے۔
- یہ بات بھی سمجھائی گئی ہے کہ عاد و ثمود، قوم نوح اور قوم لوط کی تباہی کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھی بلکہ ان قوموں نے اللہ کے سچے دین کے ساتھ جو دشمنی کا رویہ اختیار کیا اور حق کو چھوڑ کر باطل کے پیچھے چلے انہیں اسی ظلم و طغیان کی پاداش میں ہلاک کیا گیا۔
- سورت کا خاتمہ اس تنبیہ پر کیا گیا کہ فیصلے کی گھڑی قریب ہے اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو جو پچھلی قوموں کے ساتھ ہوا وہ تمہارے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔

یہ پورا خطبہ اتنا مؤثر اور دل میں اترجانے والا تھا کہ پورا مجمع مبہوت ہوکر اس کو سنتا رہا اور جب آپ سجدے میں گئے تو سب بے اختیار آپ کے ساتھ سجدہ ریز ہوگئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی فطرت کبھی نہ کبھی بے نقاب ہوجاتی ہے ایک اللہ پر ایمان اور اللہ کے سامنے خود سپردگی یہ انسان کی فطرت ہے اور اسلام اسی فطرت کو آواز دیتا ہے۔

اٰیَاتُہَا ۶۲	سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ ۵۳ - ۲۳ =	رُکُوْعَاتُہَا ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، رحم کرنے والا ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ① مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ②

وَالنَّجْمِ	اِذَا	ھَوٰی	مَا ضَلَّ	صَاحِبُکُمْ	وَمَا	غَوٰی
ستارے کی قسم	جب	وہ غائب ہونے لگے	نہ بھٹکے	تمہارے رفیق	اور نہ	وہ بھٹکے

ستارے کی قسم جب وہ غائب ہونے لگے، تمہارے رفیق (محمد) نہ بھٹکے اور نہ وہ بھٹکے

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ③

وَمَا یَنْطِقُ	عَنِ	الْھَوٰی
اور وہ نہیں بات کرتے	سے	خواہش

اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔

سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ ثِنْتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① وَالنَّجْمِ اَلثُّرَیَّا اِذَا ھَوٰی ○ غَابَ

② مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَنْ طَرِیْقِ الْھِدَایَۃِ وَمَا غَوٰی ○ مَا لَابَسَ الْغَیَّ وَھُوَ جَھْلٌ مِنْ اِعْتِقَادٍ فَاسِدٍ

③ وَمَا یَنْطِقُ بِمَا یَاْتِیْکُمْ بِہٖ عَنِ الْھَوٰی ○ ھَوٰی نَفْسِہٖ

سورہ النجم مکی ہے اس میں باسٹھ ۶۲ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

① وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی۔ قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ چھپ جاوے۔

② مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ تمہارا ساتھی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم راہِ ہدایت کو نہیں بھولا اور نہ جہالت اور اعتقاد فاسد اُن کے ساتھ ہے۔

③ اور جو احکام وہ تم کو سناتا ہے ان میں اپنے نفس کی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا۔

تشریح

① تارے ڈوبنے کے بعد صبح روشن کی قسم | رات کے اندھیرے میں جب آسمان پر ستارے جھلملاتے ہیں کوئی چیز صاف اور واضح نظر نہیں آتی لیکن جب ستارے چھپ جاتے ہیں اور صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے تو ہر چیز اپنی اصلی شکل میں بالکل صاف نظر آتی ہے جس طرح صبح کی روشنی میں ہر چیز روشن ہو جاتی ہے اسی طرح نبی ؐ کی شخصیت آپ کی سیرت اور آپ کا کردار پوری طرح روشن اور سب کے سامنے ہے۔

(۲) تمہارے ساتھی صحیح راستے پر ہیں | تمہارے یہ رفیق اور ساتھی، تمہارے یہ صاحب جو تمہارے جانے پہچانے ہیں تمہارے لئے اجنبی نہیں ہیں ان کے بارے میں تم اچھی طرح جانتے ہو تمہارے یہ رفیق بالکل صحیح راستے پر ہیں نہ یہ بھٹکے ہیں نہ بہکے ہیں۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ سچے اور امانت دار انسان ہیں۔ جس نے کبھی کوئی چھوٹا سا جھوٹ بھی نہیں بولا وہ اتنا بڑا جھوٹ کیسے گھڑ سکتا ہے کہ مجھے اس نے اپنا رسول مقرر کیا ہے۔

جو انسان اتنا راست باز ہے کہ کبھی اس نے کوئی خیانت نہیں کی وہ کیسے اتنی بڑی خیانت اپنے ساتھ اور اپنی قوم کے ساتھ کرسکتا ہے کہ خود بھی ٹیڑھی راہ اختیار کرے اور دوسروں کو بھی ٹیڑھا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دے۔ نہ وہ غلط راستے پر چلے ہیں اور نہ دوسروں کو غلط راستے کی طرف بلا رہے ہیں۔

جس طرح آسمان کے ستارے طلوع سے لے کر غروب تک ایک مقررہ رفتار سے متعین راستے پر چلتے ہیں اسی طرح انبیاء کرام نبوت کے آسمان کے ستارے ہیں جن کی روشنی اور رفتار سے دنیا رہنمائی حاصل کرتی ہے۔ اور جس طرح تمام ستاروں کے غروب ہونے کے بعد آفتاب طلوع ہوتا ہے اسی طرح تمام انبیاء کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آفتاب محمدیؐ طلوع ہوا ۔ یہ آفتاب نبوت بھی اللہ کے مقرر کئے راستے پر اسی طرح چلا جاتا ہے جس طرح یہ زمین کا سورج اپنی مقرر رفتار اور مقررہ راستے پر سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔

جس طرح قدرت نے ستاروں کا اور سورج کا نظام انتہائی محکم بنایا ہے اسی طرح باطنی ستاروں اور روحانی آفتاب و ماہتاب کا نظام مضبوط و مستحکم ہے جس سے ایک عالم کی ہدایت و سعادت وابستہ ہے۔

تمہارے ان صاحب کے بھٹکنے اور غلط راستے پر چل پڑنے یا جان بوجھ کر غلط راستہ اختیار کر لینے کا امکان کیوں نہیں ہے اس کا جواب اگلی آیتوں میں موجود ہے۔

(۳) وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے | ان کے بھٹکنے اور بہکنے کا امکان اس لئے نہیں ہے کہ وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے۔ آپ کی زبان مبارک سے ایک حرف ایسا نہیں نکلتا جو نفس کی خواہش پر مبنی ہو۔ آپ خود سے کوئی قدم نہیں اٹھاتے نہ ان کی خواہش پر ان کو نبوت ملی ہے۔ نہ وہ یہ چاہتے تھے کہ مجھے نبی بنایا جائے۔ یہ قرآن جو تمہیں سناتا ہے یہ بھی اس کا اپنا تصنیف کیا ہوا نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام ہے۔

آپ جو کچھ کرتے تھے اور کہتے تھے وہ سب اللہ کی مرضی کے مطابق ہوتا تھا اور علم کی اس روشنی سے ماخوذ ہوتا تھا جو اللہ نے آپ کو دی تھی۔

چنانچہ مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر حضورؐ نے فرمایا لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا (میں کبھی حق کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔) اس پر کسی صحابی نے عرض کیا فَاِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (یا رسول اللہؐ کبھی کبھی آپ ہم سے ہنسی مذاق بھی تو کر لیتے ہیں۔) فرمایا۔ اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔ (میں فی الواقع حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔)

ایک مرتبہ آپ نے کسی صحابی سے جو آپ کی باتیں لکھا کرتے تھے۔ اور کچھ لوگوں کے کہنے پر کہ کبھی آپ غصہ میں ہوتے ہیں۔ نے لکھنا چھوڑ دیا اس پر آپ نے فرمایا۔

اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنِّيْ
اِلَّا الْحَقَّ

(تم لکھے جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی۔)

إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ④ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ⑤

إِنْ	هُوَ	إِلَّا	وَحْيٌ	يُوحَىٰ	عَلَّمَهُ	شَدِيدُ الْقُوَىٰ
نہیں	وہ یہ	مگر صرف	وحی	بھیجی جاتی ہے	اس نے اسے سکھایا	سخت قوتوں والا

وہ صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔ اس کو سکھایا اس سخت قوت والے طاقتور،

ذُو مِرَّةٍ ۖ فَاسْتَوَىٰ ⑥ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ⑦

ذُو مِرَّةٍ	فَاسْتَوَىٰ	وَهُوَ	بِالْأُفُقِ	الْأَعْلَىٰ
طاقتوں والا	پھر اس نے قصد کیا	اور وہ	کنارہ پر	سب سے بلند

والے (فرشتہ) نے۔ پھر اس نے قصد کیا (رسولؐ کے سامنے آیا) اور وہ سب سے بلند کنارہ پر تھا۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ⑧

ثُمَّ	دَنَا	فَتَدَلَّىٰ
پھر	وہ نزدیک ہوا	پھر اور نزدیک ہوا

پھر وہ نزدیک ہوا، پھر اور نزدیک ہوا۔

④ إِنْ مَا هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ○ إِلَيْهِ

⑤ عَلَّمَهُ إِيَّاهُ مَلَكٌ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ○

⑥ ذُو مِرَّةٍ ۖ قُوَّةٍ وَشِدَّةٍ أَوْ مَنْظَرٍ حَسَنٍ أَيْ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَوَىٰ ○ إِسْتَقَرَّ

⑦ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ○ أُفُقِ الشَّمْسِ أَيْ عِنْدَ مَطْلَعِهَا عَلَىٰ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ بِحِرَاءٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ وَكَانَ قَدْ سَأَلَهُ أَنْ يُرِيَهُ نَفْسَهُ عَلَىٰ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا فَوَاعَدَهُ بِحِرَاءٍ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ

④ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ محض وحی ہے جو اس کی طرف اللہ نے وحی کی۔

⑤ اس کو تعلیم دی ہے فرشتہ بہت زور والے۔

⑥ خوب صورت قوت والے نے یعنی جبرئیل نے۔

سو وہ فرشتہ اونچے کنارہ پر مستقر ہوا۔

⑦ مراد اونچے کنارے سے سورج کے نکلنے کی جگہ ہے کہ وہاں جبرئیل اپنی اصلی صورت پر جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے ظاہر ہوا پس رسول اللہؐ نے اس کو دیکھا اور آپ غار حرا میں تھے۔ اور جبرئیل نے تمام افق کو بھر رکھا تھا بسبب درازی کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر گئے اور آپ نے جبرئیل سے فرمایا تھا کہ مجھ کو اپنی اصلی صورت جس پر تو پیدا ہوا دکھلا۔ سو جبرئیل نے آپ سے وعدہ

عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُوْرَةِ الْاٰدَمِيِّيْنَ — فرمایا کرتا ہوں کھلاؤ گا پس اترا جبرئیل آدمیوں کی شکل میں۔

(۸) ثُمَّ دَنٰى قَرُبَ مِنْهُ فَتَدَلّٰى ○ زَادَ فِي الْقُرْبِ — (۸) پھر نزدیک ہوا اور آگے بڑھے اور زیادہ قریب ہوا۔

تشریح

(۴) آپ کی ہر بات اللہ کی طرف سے ہوتی ہے | آپ جو کچھ فرماتے ہیں یا کرتے ہیں آپ کا قول و عمل سب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے وہ وحی متلو (جس کی تلاوت کی جائے) ہو جیسے قرآن یا وحی غیر متلو یا وحی خفی ہو۔ یا اس علم کی روشنی میں ہو جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ غرض سب کچھ اللہ کی مرضی اور منشار کے مطابق ہوتا تھا آپ جس چیز کی طرف دعوت دے رہے تھے اور جس کی تعلیم دے رہے تھے توحید، آخرت، حشر و نشر یہ سب اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی سچائیاں تھیں۔

(۵) پیغمبر کو یہ علم فوق البشر ذریعے سے حاصل ہوا ہے | وحی کا یہ علم جس کی روشنی میں وہ لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں اللہ تعالیٰ جس ذریعے سے اپنے پیغمبر تک بھیجتے ہیں وہ ذریعہ فوق البشر بڑی قوت والا ذریعہ ہے اور وہ ذریعہ ہیں اللہ کے فرشتے حضرت جبرئیل ؑ، جیسا کہ سورۂ تکویر کی آیت ۱۹ تا ۲۲ میں ہے کہ

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ
ثَمَّ اَمِيْنٍ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ○

(درحقیقت یہ ایک بزرگ فرشتے کا بیان ہے جو زبردست قوت والا ہے۔ مالکِ عرش کے یہاں بڑا درجہ رکھتا ہے۔ اس کا حکم مانا جاتا ہے اور وہ وہاں معتبر ہے۔ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں ہے وہ اس فرشتے کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھ چکا ہے۔)

سورۂ بقرہ کی آیت ۹۷ میں ارشاد ہوا ہے۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ○ — اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کے ذریعہ رسول اللہ ؐ کو علم عطا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے معلم حقیقی تھے اور حضرت جبرئیل امین محض اس علم کا واسطہ تھے۔ علم کا وہ مضبوط ذریعہ تھا جس میں خطا کا کوئی امکان نہ تھا اس لئے جو کچھ آپ نے بتایا اور سکھایا وہ بے خطا اور اللہ کا بھیجا ہوا علم ہے۔

(۶) وہ فرشتہ نہایت حکمت والا ہے اور آپ نے اس کو دیکھا ہے | حضرت جبرئیل جہاں جسمانی اعتبار سے نہایت طاقتور اور باکمال تھے عقل و حکمت میں بھی وہ اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اس لئے وہ جو علم لے کر آئے تھے اس کے پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں کرتے تھے نہایت عمدگی کے ساتھ ان کی ساری باتیں اور اللہ کا منشار پیغمبر تک پہنچاتے تھے اور آں حضرت ؐ کو اس میں کوئی شک نہیں ہوتا تھا کہ وہ جبرئیل ہیں آپ ؐ نے ان کو کھلی آنکھوں سے دیکھا بھی تھا اور آسمان کا مشرقی کنارہ اور پورا افق حضرت جبرئیل کے وجود سے بھر گیا تھا۔

(۷) وہ فرشتہ اس وقت بالائی افق پر تھا | وہ فرشتہ جب آپ کو نظر آیا تو اس وقت وہ بالائی افق پر آسمان کے مشرقی کنارے پر تھا جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ یعنی آپ نے کھلی آنکھوں سے اس فرشتے کو پہلی بار اپنی اصلی صورت میں دیکھا تھا جو بڑی قوتوں والا زور آور اور حسین و وجیہ تھے۔ جب پہلی بار آپ ؐ نے ان کو دیکھا تو ایک کرسی پر بیٹھے تھے اور آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا تھا۔

(۸) پھر وہ فرشتہ قریب آیا | پھر وہ فرشتہ جو افق میں نظر آیا تھا قریب آگیا اور ہوا میں معلق ہوگیا۔ یعنی جبرئیل ؑ نے آپ کی طرف آگے بڑھنا شروع کیا۔ بڑھتے بڑھتے وہ آپ کے اوپر فضا میں معلق ہوگیا۔ پھر دونوں کے درمیان بہت کم فاصلہ رہ گیا۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ﴿٩﴾ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ

فَكَانَ	قَابَ	قَوْسَيْنِ	أَوْ	أَدْنَىٰ	فَأَوْحَىٰ	إِلَىٰ
تو وہ تھا (رہ گیا)	کمان	دو کنارے	یا	اس سے کم	تو اس نے وحی کی	طرف

تو وہ کمان کے دو کناروں کے (فاصلے کے) برابر رہ گیا یا اس سے بھی کم تو اس نے وحی کی اپنے

عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ﴿١١﴾

عَبْدِهِ	مَا أَوْحَىٰ	مَا كَذَبَ	الْفُؤَادُ	مَا رَأَىٰ
اپنا بندہ	جو اس نے وحی کی	نہ جھوٹ کہا	دل	جو اس نے دیکھا

بندہ کی طرف جو وحی کی۔ جو اس نے (آنکھوں سے) دیکھا (اس کے) دل نے تصدیق کی۔ کیا جو اس نے

أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ﴿١٢﴾

أَفَتُمَارُونَهُ	عَلَىٰ	مَا يَرَىٰ
تو کیا تم جھگڑتے ہو اس سے	پر	جو اس نے دیکھا

دیکھا تم اس سے اس پر جھگڑتے ہو۔ ؟

(٩) فَكَانَ مِنْهُ قَابَ قَدْرَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ○ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى أَفَاقَ وَسَكَنَ رَوْعُهُ

(٩) کہ وہ بمقدار دو کمانوں کے یا اس سے بھی نزدیک تر ہو گیا یہاں تک کہ آپ کو ہوش آئے اور خوف جاتا رہا۔

(١٠) فَأَوْحَىٰ تَعَالَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ جِبْرَئِيلَ مَا أَوْحَىٰ ○ جِبْرَئِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُذْكَرِ الْمُوْحَىٰ تَفْخِيمًا لِشَانِهِ

(١٠) پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے جبرئیل کی طرف وہ امر جو جبرئیل نے محمدؐ کی طرف وحی کیا۔

اور اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بیان نہیں فرمایا جو وحی کیا گیا اس کی عظمت اور بڑائی کی وجہ سے۔

(١١) مَا كَذَبَ بِالتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ أَنْكَرَ الْفُؤَادُ فُؤَادُ النَّبِيِّ مَا رَأَىٰ ○ بِبَصَرِهِ مِنْ صُوْرَةِ جِبْرَئِيلَ

(١١) جھوٹ نہیں کہا محمدؐ کے دل نے محمدؐ سے جو کچھ کہ دیکھا۔ یعنی جبرئیلؑ کی صورت۔

(١٢) أَفَتُمَارُونَهُ تُجَادِلُونَهُ وَتَغْلِبُونَهُ عَلَىٰ مَا

(١٢) سو کیا تم اے کافرو محمدؐ سے جھگڑتے ہو اور انکار کرتے ہو اس امر کا کہ اس نے جبرئیلؑ کو دیکھا

یَرٰی ○ خِطَابٌ لِلْمُشْرِکِیْنَ الْمُنْکِرِیْنَ رُؤْیَۃَ النَّبِیِّ لِجِبْرَئِیْل

تشریح

(۹) فرشتہ بہت قریب آگیا | وہ فرشتہ بہت قریب آگیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا یعنی تقریباً دو ہاتھ کے برابر آپ کے اور فرشتے کے درمیان فاصلہ تھا۔ کمان کا اندازہ ایک ہاتھ ہوتا ہے کوئی کمان بڑی ہوتی ہے، چھوٹی بھی ہوتی ہے۔ سب کی پیمائش ایک نہیں ہوتی۔ یہاں مراد ہے کہ پیغمبر کو کوئی شک نہیں رہا کہ یہی اللہ کے فرشتے جبرئیل ہیں دونوں ایک دوسرے کے بہت نزدیک تھے۔

(۱۰) پھر اس فرشتے نے جو وحی کرنی تھی وہ کی | پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل ؑ کے واسطے سے جو وحی کرنی تھی وہ کی وہ بہر حال اللہ کا کلام تھا جو اس نے پہنچایا۔ وحی تو اللہ ہی کی تھی کلام اللہ کا تھا، جبرئیل اس کا واسطہ تھے۔

(۱۱) آں حضرت ﷺ نے کھلی آنکھوں سے حضرت جبرئیل کو دیکھا | دن کی روشنی میں پوری حالت بیداری میں کھلی آنکھوں سے آپ نے اس فرشتہ کو دیکھا۔ نہ یہ خواب تھا نہ خیالی صورت تھی۔ آپ کو اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ جبرئیل ہیں اور جو یہ پیغام پہنچا رہے ہیں وہ واقعی خدا کی طرف سے وحی ہے۔

آپ کے مکمل یقین کی وجہ یہ تھی کہ دن کی روشنی میں پوری بیداری کی حالت میں آپ اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

دوسرے یہ کہ آپ پوری طرح ہوش وحواس میں تھے۔ تیسرے یہ کہ جبرئیل کی وہ ہستی جو آپ کے سامنے تھی وہ اتنی شاندار اور منور تھی کہ فرشتے کے علاوہ اور کچھ سمجھنے کا گمان ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

چوتھے یہ کہ حضرت جبرئیل ؑ جو تعلیم دے رہے تھے وہ تعلیم اس کا اطمینان دلانے کے لئے کافی تھی کہ یہ کائنات کے وہ حقائق ہیں جو شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔

پانچویں بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو مقامِ رسالت پر متعین فرماتا ہے تو اس کے دل کو ایسا یقین عطا کر دیتا ہے کہ وہ پورے شرح صدر کے ساتھ اللہ کی ہدایت کو قبول کرتا ہے اور اس کو اسی طرح سے بندوں کی طرف منتقل کرتا ہے۔ جس طرح مچھلی کو اپنے تیراک ہونے کا اور پرندہ کو اپنے پرندہ ہونے کا اور انسان کو اپنے انسان ہونے کا پورا احساس اور ادراک ہوتا ہے اسی طرح پیغمبر کو بھی اپنے پیغمبر ہونے کا پورا پورا یقین ہوتا ہے اور اسے کبھی یہ شک نہیں ہوتا کہ میں پیغمبر ہوں بھی یا نہیں۔ وہ پورے یقین کے ساتھ اللہ کی ہدایت کو حاصل کرتا ہے۔

اس لئے جب جبرئیل ؑ نے آپ کی طرف اللہ کی بات پہنچائی تو نہ نظر نے دھوکا کھایا نہ دل نے اس میں جھوٹ ملایا

(۱۲) اب کیا تم آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیز پر جھگڑتے ہو | وحی بھیجنے والے اللہ تعالیٰ، وحی لانے والا وہ فرشتہ جس کی صورت **اور سیرت نہایت** پاکیزہ اور فہم وحفظ کی تمام قوتیں انتہائی اعلیٰ، اتنا قریب ہو کر وحی پہنچائے کہ پیغمبر اس کو اپنی آنکھ سے دیکھے، پیغمبر کا روشن اور صاف دل اس کی تصدیق کرے کہ یہ کوئی خواب اور وہم نہیں ہے — ایسی دیکھی بھالی چیز میں تمہیں بحث کرنے کا تکرار اور جھگڑے کرنے کا اور شک کرنے کا کیا حق ہے؟

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾

وَلَقَدْ	رَاٰهُ	نَزْلَةً + اُخْرٰى	عِنْدَ	سِدْرَةِ + الْمُنْتَهٰى
اور تحقیق	اس نے دیکھا اسے	دوسری مرتبہ	نزدیک	سدرۃ المنتہیٰ

اور تحقیق اس نے اسے دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک دیکھا ہے۔

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾

عِنْدَهَا	جَنَّةُ + الْمَاْوٰى	اِذْ يَغْشَى	السِّدْرَةَ	مَا يَغْشٰى
اس کے نزدیک	جنت الماوٰی	جب چھا رہا تھا	سدرہ	جو چھا رہا تھا

اس کے نزدیک جنت الماوٰی (آرام گاہ بہشت) ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾

مَا زَاغَ	الْبَصَرُ	وَمَا طَغٰى	لَقَدْ + رَاٰى	مِنْ اٰيٰتِ	رَبِّهِ	الْكُبْرٰى
نہ کجی کی	آنکھ	اور نہ حد سے بڑھی	تحقیق اس نے دیکھی	سے نشانیاں	اپنا رب	بڑی

آنکھ نے نہ کجی کی اور نہ حد سے بڑھی۔ تحقیق اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

﴿۱۳﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ عَلٰى صُوْرَتِهٖ نَزْلَةً
مَرَّةً اُخْرٰى ○

﴿۱۳﴾ اور بے شبہ محمدؐ نے جبرئیل کو ایک اور مرتبہ اس کی اصلی صورت پر دیکھا۔

﴿۱۴﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ○ لَمَّا
اُسْرِیَ بِهٖ فِی السَّمٰوٰتِ وَهِیَ
شَجَرَةُ نَبْقٍ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ
لَا يَتَجَاوَزُهَا اَحَدٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
وَغَيْرِهِمْ

﴿۱۴﴾ بیری کے درخت کے پاس جس سے آگے کوئی فرشتہ وغیرہ نہیں جاسکتا۔ جب کہ وہ معراج کی رات کو آسمانوں پر گیا (سدرۃ المنتہیٰ بیری کا درخت ہے جو عرش کی داہنی طرف ہے)

﴿۱۵﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ○ تَاْوِیْ
اِلَيْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ وَاَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ
اَوِ الْمُتَّقِيْنَ

﴿۱۵﴾ نزدیک اس درخت کے جنت ہیں جہاں ٹھہرتے ہیں فرشتے اور شہداء اور صالحین کی ارواح۔

﴿۱۶﴾ اِذْ حِيْنَ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا
يَغْشٰى ○ مِنْ طَيْرٍ وَغَيْرِهٖ
وَاِذْ مَعْمُوْلَةٌ لِرَاٰهُ

﴿۱۶﴾ جب کہ چھپا تا تھا درخت مذکور کو وہ جو چھپاتا تھا یعنی پرند جانور وغیرہ۔

﴿۱۷﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ مِنَ النَّبِیِّ وَمَا طَغٰى ○

﴿۱۷﴾ محمدؐ کی بینائی نے غلطی نہیں کی۔ اور نہ اس رات میں

اَیْ مَامَالَ بَصَرُہٗ عَنْ مَرْئِیِّہِ الْمَقْصُوْدِ لَہٗ وَلَاجَاوَزَہٗ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ

اس کی نظر مقصود کے سوا اور طرف متوجہ ہوئی۔

(۱۸) لَقَدْ رَاٰی فِیْہَا مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ○ اَیِ الْعِظَامُ اَیْ بَعْضَہَا فَرَاٰی مِنْ عَجَائِبِ الْمَلَکُوْتِ رَفْرَفًا خُضْرًا سَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ وَجِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ

(۱۸) بے شک محمدؐ نے اس رات میں اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ مراد بعض نشانیاں ہیں چنانچہ آپ نے فرشتوں کے عجائبات دیکھے، سبز کپڑے کناروں آسمان میں بھرے ہوئے اور جبرئیلؑ کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں یہ مراد سبز کپڑوں سے بھی جبرئیل

تشریح

(۱۳) آں حضرتؐ کی حضرت جبرئیلؑ سے دوسری ملاقات | پہلی ملاقات کے بعد جب آپ نے حضرت جبرئیل کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا تھا اور وہ آسمان کے مشرقی افق پر پوری طرح چھائے ہوئے تھے اور پھر دو ہاتھ کی دوری پر انتہائی نزدیکی ملاقات ہوئی تھی۔ اب یہ حضرت جبرئیل سے دوسری ملاقات ہے۔ پہلی ملاقات کے وقت آپ نے حضرت جبرئیل کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے جبرئیل کو اس صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے ایک بازو اتنا بڑا تھا کہ لگتا تھا پورے افق پر چھایا ہوا ہے ہر حال پہلی نزدیکی ملاقات کے بعد اب حضرت جبرئیل کی اصل صورت میں یہ دوسری ملاقات تھی۔ یہ دوسری ملاقات کہاں ہوئی آگے کی آیت میں اس کا بیان ہے۔

(۱۴) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حضرت جبرئیل سے ملاقات | حضرت جبرئیل کی اصل شکل میں آں حضرتؐ کی یہ دوسری ملاقات سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوئی جب آپؐ معراج میں تشریف لے گئے۔ عالم مادی کی آخری سرحد پر بیری کا درخت ہے کہ اس سے آگے دوسرا عالم شروع ہو جاتا ہے۔ جب آپ اس جگہ پر پہنچے تو حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہماری آخری حد ہے میں اس سے آگے ایک بال کے برابر بھی نہیں بڑھ سکتا۔ آگے آپ کو تنہا ہی جانا ہوگا۔ اس بیری کے درخت کے پاس حضرت جبرئیل کی اصل صورت میں آپ کی یہ دوسری ملاقات تھی۔ اس لئے شک و شبہ کی کوئی بات ہی نہ تھی کہ یہ وہی اللہ کے فرشتے تھے جو اللہ کی طرف سے پیغام لانے کے لئے مقرر تھے۔

(۱۵) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے | سدرۃ المنتہیٰ وہ آخری حد ہے کہ اس کے آگے کسی کی رسائی نہیں ہے۔۔۔۔ اسی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ یعنی وہ جنت جو نیک لوگوں کی قیام گاہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اہل ایمان کو ملنے والی جنت یہی ہو یا صرف قیامت تک کے لئے شہیدوں اور اہل تقویٰ کے لئے یہ جنت بنائی گئی ہو اور مستقل جو جنت اہل ایمان کو ملے گی وہ آسمان میں نہ ہو بلکہ اسی زمین میں ہو۔ بہر حال سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہی جنت الماویٰ ہے۔

(۱۶) سدرۃ المنتہیٰ پر انوار و تجلیات | اس وقت سدرۃ المنتہیٰ پر انوار و تجلیات کا کیا عالم تھا اس کی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ بیان کرنا تو کیا انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا وہ بہار اور رونق اور حسن و جمال کا عالم کہ جس کو بیان کرنے سے زبان قاصر اور جس کی تجلیات کو سمیٹنے سے آنکھیں معذور۔

(۱۷) تجلیات کے ہجوم میں حضورؐ کا عالم | تجلیات کا وہ ہجوم انوار کی وہ بارش کہ آنکھیں ٹکنے نہ پائیں اس وقت میں رسول اللہؐ کے مقام بلند اور کمال تحمل کو قرآن ان لفظوں میں بیان کرتا ہے کہ یہ جلوے دیکھ کر نہ آپ کی آنکھیں چندھیائیں اور نہ آپ حد سے متجاوز ہوئے بلکہ کمال ادب اور وقار کے ساتھ اس مقصد پر آپ کی توجہ رہی جس کے لئے آپ کو دربار الٰہی میں طلب کیا گیا تھا۔ اور وہ مقصد کیا تھا اگلی آیت میں اس کا بیان ہے۔

(۱۸) آں حضرتؐ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں | معراج کے بیان میں ارشاد ہوا ہے کہ ہم اپنے بندے کو اس لئے لے گئے تھے کہ اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں (لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا) جس مقصد کے لئے آپ کو لایا گیا تھا وہ پورا ہوا کہ آپ نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں (لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی)۔ اللہ کی بڑی بڑی نشانیوں میں اللہ تعالیٰ کے وہ انوار و تجلیات بھی شامل ہو سکتے ہیں جن کو ایک خاص درجے میں رؤیت باری سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے خواہ قلبی ہو یا بصری۔

أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ﴿۲۰﴾

أَفَرَءَيْتُمُ	اللّٰتَ	وَالْعُزّٰى	وَمَنٰوةَ	الثَّالِثَةَ	الْأُخْرٰى
توکیا تم نے دیکھا؟	لات	اور عزیٰ	اور مناۃ	تیسری	آخری

کیا تم نے دیکھا ہے لات اور عزیٰ اور تیسری آخری منات کو

۱۹ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى ○
۲۰ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهَا
الْأُخْرٰى ○ صِفَةُ ذَمٍّ لِلثَّالِثَةِ وَهِيَ
أَصْنَامٌ مِنْ حِجَارَةٍ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَهَا
وَيَزْعُمُونَ أَنَّهَا تَشْفَعُ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ
مَفْعُولُ أَرَأَيْتُمُ الْأَوَّلُ اللَّاتَ وَمَا
عُطِفَ عَلَيْهِ وَالثَّانِي مَحْذُوفٌ
وَالْمَعْنَى أَخْبِرُونِي أَلِهٰذِهِ الْأَصْنَامِ
قُدْرَةٌ عَلٰى شَيْءٍ مَّا فَتَعْبُدُونَهَا دُونَ اللّٰهِ
عَزَّوَجَلَّ الْقَادِرُ عَلٰى مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ
وَلَمَّا زَعَمُوا أَيْضًا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ بَنَاتُ
اللّٰهِ مَعَ كَرَاهَتِهِمُ الْبَنَاتِ نَزَلَ

۱۹ پس کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ کو۔
۲۰ اور منات کو جو تیسرا ہے پہلا ان دونوں سے (اور تینوں نام
بتوں کے ہیں۔ جو پتھر سے بنا رکھے تھے۔
مشرکین ان کو پوجتے تھے۔
اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہ ہماری سفارش کریں گے اللہ کے پاس

اور مطلب یہ ہے کہ تم بتلاؤ کیا ان بتوں کو کسی چیز پر قدرت ہے
جو تم ان کی پرستش کرتے ہو اللہ بزرگ و برتر کو چھوڑ
کر جو قدرت رکھتا ہے اشیاء مذکورہ پر۔ اور جب کہ مشرکین
نے یہ کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں باوجودیکہ وہ خود
بیٹیوں کو برا سمجھتے ہیں۔ یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح

۱۹ اسلام کی پاکیزہ تعلیم کے مقابلے میں غیر معقول عقیدے | ایک طرف اسلام کی وہ پاکیزہ تعلیم ہے جو فطرت اور حقیقت کے مطابق ہے اور وہ سچائی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو کھلی آنکھوں سے دکھایا ہے دوسری طرف یہ غیر معقول عقیدے ہیں کہ اگر انسان عقل سے کام لے اور ذرا بھی سوچے تو سمجھ سکتا ہے کہ زمین و آسمان کی خدائی کے معاملات میں ان بتوں کا کیا دخل ہو سکتا ہے بھلا ان بتوں کا اللہ سے کوئی رشتہ ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے ان کو کوئی اختیار حاصل ہو یا ان کو معبود سمجھا جائے مثلاً تم لات کے آگے سر جھکاتے ہو جو طائف میں ہے اور بنی ثقیف کے لوگ لات کے پجاری تھے۔ یا عزیٰ دیوی جس کے پجاری قریش تھے اور اس کا استھان مکے اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں حُراض کے مقام پر تھا۔ بھلا سوچو لات اور عزیٰ کا کائنات کے دروبست میں بھی دخل ہو سکتا ہے۔؟

۲۰ تیسری دیوی منات پر غور کیا | تمہاری تیسری دیوی منات ہے جس کا استھان مکے اور مدینے کے درمیان بحر احمر کے کنارے قُدید کے مقام پر تھا اس دیوی کا حج اور طواف کیا جاتا تھا اور اس پر نذر کی قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔ کیا تم نے کبھی یہ سوچا کہ دیوی کا یہ بت، کیا اس کا کوئی دخل تمہاری تقدیر اور کائنات کے معاملات کے ساتھ ہو سکتا ہے؟

کتنی غیر معقول بات ہے کہ تم ان دیوی دیوتاؤں کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں لاتے ہو جو تمہارا اور ساری کائنات کا خالق و رب ہے۔

أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾ إِنْ

أَلَكُمُ	الذَّكَرُ	وَلَهُ	الْأُنْثَىٰ	تِلْكَ	إِذًا قِسْمَةٌ	ضِيزَىٰ	إِنْ
کیاتمہارے لئے	مرد	اور اس کے لئے	عورتیں	یہ	بانٹ تقسیم	بے ڈھنگی	نہیں

کیاتمہارے لئے مرد (بیٹے) ہیں اور اس کے لئے عورتیں (بیٹیاں)؟ یہ بانٹ تقسیم بے ڈھنگی ہے یہ (کچھ) نہیں

هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا

هِيَ	إِلَّا أَسْمَاءٌ	سَمَّيْتُمُوهَا	أَنْتُمْ	وَآبَاؤُكُمْ	مَا أَنْزَلَ	اللَّهُ	بِهَا
یہ	مگر صرف نام	تم نے وہ نام رکھ لئے ہیں	تم	اور تمہارے باپ دادا	نہیں اتاری	اللہ	اس کی

صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے نہیں اتاری اس کی کوئی

مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۖ

مِنْ	سُلْطَانٍ	إِنْ يَتَّبِعُونَ	إِلَّا	الظَّنَّ	وَمَا تَهْوَى	الْأَنْفُسُ
کوئی	سند	وہ نہیں پیروی کرتے	مگر صرف	گمان	اور جو خواہش	(جمع) نفس

سند، وہ نہیں پیروی کرتے مگر صرف گمان اور خواہش نفس کی۔

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ زصلے

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ	مِنْ رَبِّهِمُ	الْهُدَىٰ	أَمْ	لِلْإِنْسَانِ	مَا تَمَنَّىٰ
اور حالاں کہ پہنچ چکی ان کے پاس	ان کے رب سے	ہدایت	کیا	انسان کے لئے	جس وہ تمنا کرے

حالاں کہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت پہنچ چکی ہے کیا انسان کو وہ (سب کچھ مل جاتا ہے) جس کی وہ تمنا کرے

(۲۱) أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَىٰ ○

(۲۲) تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ○ جَائِرَةٌ مِنْ ضَازَهُ يَضِيزُهُ إِذْ ظَلَمَهُ وَجَارَ عَلَيْهِ

(۲۳) إِنْ هِيَ مَا الْمَذْكُورَاتُ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَيْ سَمَّيْتُمْ بِهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ أَصْنَامًا تَعْبُدُونَهَا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا أَيْ بِعِبَادَتِهَا مِنْ سُلْطَانٍ حُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ إِنْ مَا يَتَّبِعُونَ فِي عِبَادَتِهَا إِلَّا

(۲۱) أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَىٰ الخ کیا تمہارے واسطے بیٹے ہیں اور اللہ کے لئے بیٹیاں۔

(۲۲) یہ تقسیم اس وقت بالکل ناانصافی کی ہے۔

(۲۳) یہ بت جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے صرف نام ہی نام ہیں کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کی پرستش اختیار کی۔

اللہ نے ان کی پرستش پر کوئی دلیل نہیں اتاری۔

یہ لوگ ان کی پرستش میں صرف گمان کے پیرو ہیں اور

الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ مِمَّا زَيَّنَهُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مِنْ أَنَّهَا تَشْفَعُ لَهُمْ عِنْدَ اللهِ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَى ○ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُرْهَانِ الْقَاطِعِ فَلَمْ يَرْجِعُوا عَمَّا هُمْ عَلَيْهِ

اپنے نفس کی خواہشوں کی کر جو اُن کے لئے شیطان نے مزین کیا یعنی یہ کہ یہ بت ان کی سفارش کریں گے اللہ کے پاس۔ اور بے شک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی پیغمبر صاحب کی زبان پر ساتھ دلیل قطعی کے پر وہ لوگ پھر بھی اپنے خیال باطل سے نہ پھرے۔

(۲۴) أَمْ لِلْإِنْسَانِ أَيْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَا تَمَنَّى ○ مِنْ أَنَّ الْأَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ لَيْسَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ

(۲۴) کیا ان میں سے ہر ایک آدمی کو وہ ملے گا جو وہ چاہتا ہے یعنی یہ کہ وہ بت ان کی سفارش کریں گے۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

تشـریح

(۲۱) تمہارے لئے بیٹے اللہ کے لئے بیٹیاں | تم نے ان دیویوں کو اللہ کی بیٹیاں بنا رکھا ہے۔ تمہارا حال یہ ہے کہ تم اپنے گھر میں بیٹی کی پیدائش کو ذلت کا باعث سمجھتے ہو مگر تم نے اللہ کے لئے بیٹیاں اور اپنے لئے بیٹے تجویز کئے ہیں۔

(۲۲) کیسی بھونڈی تقسیم ہے | تقسیم اور وہ بھی اتنی بھونڈی کہ اللہ کے لئے بیٹیاں اور اپنے لئے بیٹے حالاں کہ اللہ کے یہاں نہ بیٹے ہیں نہ بیٹیاں۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے۔ (لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ) اگر اللہ کے اولاد ہوتی تو کوئی نہ کوئی بیوی بھی ہوتی ۔ ان بے تکی باتوں کو جو عقل فطرت حقیقت اور صداقت ہر چیز کے خلاف ہیں ان کو تم مذہب کہتے ہو اور اللہ کی ہدایت کے مقابلے پر لاتے ہو۔

(۲۳) گمراہی کے اسباب | گمراہی کے دو بنیادی سبب ہیں ایک تو یہ کہ جس چیز پر عقیدے کی بنیاد ہونی چاہئے وہ حقیقت پر مبنی ہو نہ یہ کہ محض گمان و خیال پر۔ اس لئے کہ عقیدہ گمان کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ عقیدے کی بنیاد حقیقت ہے۔

گمراہی کا دوسرا سبب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی خواہشات پر چلنا چاہتا ہے اور کسی ضابطۂ اخلاق کا اپنے آپ کو پابند بنانا نہیں چاہتا

ان دو وجہ سے وہ کچھ معبود گھڑ لیتا ہے اور ان کے کچھ نام رکھ لیتا ہے یہ فلاں دیوی ہے فلاں دیوتا ہے۔ یہ سب بس نام ہیں بس نام۔ جن کے پیچھے کوئی صداقت نہیں ہے۔

اللہ کی طرف سے جو ہدایت آئی ہے وہی دراصل ہدایت ہے اور جب وہ ہدایت موجود ہے تو اس پر کھلے دل سے غور کرو اور سمجھو کہ یہ ہدایت تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں فلاح و مراد کا وہ واحد راستہ ہے جو اللہ نے اپنی رحمت سے پیغمبروں کے ذریعہ دکھایا ہے۔

(۲۴) کیا انسان کو حق ہے کہ جس کو چاہے اپنا معبود بنالے؟ | انسان جو ایک مخلوق ہے ایک بندہ ہے کب اس کو یہ حق ہے کہ جس کو چاہے اپنا معبود بنالے اور کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ معبود اس کی مرادیں پوری کر دیں گے۔ کیا انسان اتنا خود مختار ہے کہ جو وہ چاہے وہی اس کے لئے حق ہو جائے۔؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم دیا ہے، عقل اور سمجھ دی ہے اس کے اندر اور باہر ہر طرف بے شمار نشانیاں معبود حقیقی کی نشان دہی کر رہی ہیں۔ کون معبود حقیقی، وہی جس کا بیان اگلی آیت میں آرہا ہے۔

ع ۵ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ

فَلِلّٰهِ	الْاٰخِرَةُ	وَالْاُوْلٰى	وَكَمْ	مِّنْ مَّلَكٍ
پس اللہ ہی کے لئے	آخرت	اور دنیا	اور کتنے	فرشتے

پس اللہ ہی کے (ہاتھ میں ہے بھلائی) آخرت کی اور دنیا کی ، اور آسمانوں میں کتنے ہی

فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ

فِي	السَّمٰوٰتِ	لَا تُغْنِيْ	شَفَاعَتُهُمْ	شَيْـًٔا	اِلَّا	مِنْۢ
میں	آسمانوں	نفع نہیں دیتی	ان کی سفارش	کچھ	مگر	سے۔کے

فرشتے ہیں ان کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دیتی مگر اس کے بعد

بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾

بَعْدِ	اَنْ	يَّاْذَنَ	اللّٰهُ	لِمَنْ يَّشَآءُ	وَيَرْضٰى
بعد	کہ	اجازت دے	اللہ	جس کے لئے چاہے	اور وہ پسند فرمائے

اللہ جس کے لئے چاہے اجازت دے اور پسند فرمائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ

اِنَّ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	لَيُسَمُّوْنَ
بیشک	جو لوگ	ایمان نہیں رکھتے	آخرت پر	البتہ وہ رکھتے ہیں نام

بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ البتہ فرشتوں کے نام

الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ

الْمَلٰٓئِكَةَ	تَسْمِيَةَ	الْاُنْثٰى	وَمَا لَهُمْ
فرشتوں	نام	عورتوں جیسا	اور نہیں انھیں

عورتوں جیسے رکھتے ہیں۔ اور انھیں اس کا کوئی

بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ

بِهٖ	مِنْ عِلْمٍ	اِنْ	يَّتَّبِعُوْنَ	اِلَّا الظَّنَّ	وَاِنَّ
اس کا	کوئی علم	نہیں	وہ پیروی کرتے	مگر صرف گمان	اور بیشک

علم نہیں وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں اور بے شک

الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿۲۸﴾ ع

الظَّنَّ	لَایُغْنِیْ	مِنَ	الْحَقِّ	شَیْئًا
گمان	نفع نہیں دیتا	سے مقابلہ	یقین	کچھ

گمان نفع نہیں دیتا یقین کے مقابلہ میں کچھ بھی

۲۵ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ○
اَیِ الدُّنْیَا فَلَایَقَعُ فِیْهِمَا
اِلَّامَایُرِیْدُهٗ تَعَالٰی

(۲۵) سو اللہ کے لئے آخرت اور دنیا پس بدون اس کے ارادے کے دین و دنیا میں کچھ نہیں ہوسکتا۔

۲۶ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ اَیْ کَثِیْرٌ
مِنَ الْمَلَائِکَةِ فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا اَکْرَمَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
لَاتُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا اِلَّا
مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لَهُمْ
فِیْهَا لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
وَیَرْضٰی ○ عَنْهُ لِقَوْلِهٖ وَ
لَایَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی
وَمَعْلُوْمٌ اَنَّهَا لَاتُوْجَدُ مِنْهُمْ
اِلَّا بَعْدَ الْاِذْنِ فِیْهَا مَنْ ذَا
الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

(۲۶) اور بہت سے فرشتے ہیں آسمانوں میں جو اللہ کے نزدیک نہایت عزت و بزرگی والے ہیں کہ ان کی سفارش سے کچھ نہیں ہوسکتا مگر بعد اس کے کہ اللہ ان کو سفارش کی اجازت دیوے جس کے لئے چاہے اپنے بندوں میں سے اور جس سے وہ راضی ہو جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ وہ سفارش نہ کریں گے مگر اس کے لئے جس کو اللہ پسند کرے اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ سفارش نہ کرسکیں گے مگر بعد اجازت کے جیسا کہ اس آیت میں مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یعنی اللہ کے یہاں کوئی کسی کی سفارش نہیں کرسکتا مگر بعد اللہ کی اجازت کے۔

۲۷ اِنَّ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ
الْمَلٰٓئِکَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی ○
حَیْثُ قَالُوْا هُمْ بَنَاتُ اللّٰهِ

(۲۷) اِنَّ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِکَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی
بے شک جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔

۲۸ وَمَا لَهُمْ بِهٖ بِهٰذَا الْقَوْلِ
مِنْ عِلْمٍ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ
فِیْهِ اِلَّا الظَّنَّ ۚ الَّذِیْنَ
تَخَیَّلُوْهُ وَاِنَّ الظَّنَّ
لَایُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ○
اَیْ عَنِ الْعِلْمِ فِیْمَا الْمَطْلُوْبُ
فِیْهِ الْعِلْمُ۔

(۲۸) اور ان کو اس قول کی خبر نہیں اس بارے میں وہ صرف اپنے گمان اور خیال کے پیرو ہیں۔

اور بے شک گمان سے حق بات دریافت کرنے میں کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ یعنی جس جگہ علم یقینی مقصود ہے وہاں گمان سے کچھ نفع نہیں ہوتا۔

تشریح

(۲۵) دنیا اور آخرت کا مالک اللہ ہے | وہی معبود حقیقی جو دنیا کا بھی مالک ہے اور آخرت کا بھی۔ اس لئے کہ وہ جہانوں کا خالق اور پروردگار ہے اُسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اسی نے یہ کائنات بنائی وہ مختارِ کل ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ بت ہماری سفارش کریں گے تو یہ خالی خیالات اور آرزوئیں ہیں۔ دنیا اور آخرت کی سب بھلائی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

(۲۶) مقرب فرشتے بھی اللہ کی اجازت سے ہی سفارش کریں گے | ان بے جان بتوں کی تو حیثیت ہی کیا ہے کہ یہ اللہ کی جناب میں کسی کی سفارش کر سکیں۔ اللہ کے مقرب فرشتوں کی سفارش بھی اسی وقت کام آئے گی جب اللہ تعالیٰ کسی کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت دیں گے اور اس کو پسند کریں گے۔ خدائی کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ فرشتے بھی اس کے حضور میں اس وقت تک کسی کی سفارش کرنے کی جسارت نہیں کر سکتے جب تک اللہ تعالیٰ ان کو اس کی اجازت نہ دے اور کسی کے حق میں ان کی سفارش سننے پر راضی نہ ہو۔

(۲۷) گمراہی کی جڑ آخرت کو نہ ماننا | آخرت کو نہ ماننا اور اس کا انکار کرنا انسان کو اپنے انجام سے بے فکر بنا دیتا ہے۔ جب انسان دنیا میں یہ دیکھتا ہے کہ کوئی بھی عقیدہ رکھنے والے ہوں سب کا معاملہ دنیا میں ایک ہی جیسا ہے۔ سب انسان بیمار بھی ہوتے ہیں، تندرست بھی رہتے ہیں، اچھے بُرے حالات سب پر گزرتے ہیں تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ آخرت کے عقیدے کا اس دنیا کی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اس طرح وہ اپنے انجام سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

حالاں کہ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حق اور باطل کا فیصلہ اس دنیا میں نہیں ہوتا ہے اور نہ یہاں ظاہر ہونے والے نتائج حق اور باطل کا فیصلہ کرتے ہیں۔

آخرت کے عقیدے کا تعلق مرنے کے بعد کی زندگی سے ہے جہاں دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا نتیجہ سامنے آئے گا۔

البتہ آخرت کے عقیدے کا تعلق اس دنیا کی زندگی کے ساتھ یہ ہے کہ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ مجھے ایک دن مرنا ہے اللہ کے سامنے جانا ہے اور میرے اعمال کا حساب کتاب ہونا ہے وہ دنیا کی زندگی میں ان کاموں سے بچے گا جو اس کے رب کو ناراض کرنے والے ہوں۔ اور وہ کام کرے گا جو اس کے رب کو راضی کرنے والے ہوں۔ وہ ہر وقت اپنے اعمال کی نگرانی کرے گا کہ اس سے کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جس کا نتیجہ آخرت میں برا نکلے اس طرح اس کی دنیا کی زندگی بھی ایک محتاط اور پاکیزہ زندگی ہوگی اور اس میں فکر آخرت شامل ہو کر اس کی زندگی کو پرہیزگارانہ زندگی بنا دے گی۔

فرشتوں کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں اور بے بنیاد عقیدے گھڑے ہوئے ہیں اور ان کو اپنا معبود سمجھ رکھا ہے جو بلا اجازت سفارش کا یارا بھی نہیں رکھتے اور مزید حماقت یہ ہے کہ فرشتوں کو عورتیں بنا دیا ہے اور اپنے خیال میں ان کو خدا کی بیٹیاں قرار دے رکھا ہے۔ ان باتوں کی وجہ بھی آخرت کے عقیدے کا انکار ہے۔ آخرت کو ماننے والا کبھی اس طرح کی بے بنیاد باتیں اپنے دماغ میں نہیں لا سکتا۔

(۲۸) گمان حق کی جگہ نہیں لے سکتا | حق کی بنیاد صحیح علم پر ہوتی ہے محض گمان اور اٹکل پچو باتیں حق کی جگہ نہیں لے سکتیں فرشتوں کے بارے میں یہ بے ہودہ عقیدے کہ وہ عورتیں ہیں یا خدا کی بیٹیاں ہیں کسی مضبوط علمی ذریعے کی بنیاد پر نہیں ہیں محض گمان وخیالات ہیں، من گھڑت باتیں ہیں۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ

فَاَعْرِضْ	عَنْ	مَّنْ	تَوَلّٰى	عَنْ ذِكْرِنَا	وَلَمْ يُرِدْ	اِلَّا	الْحَيٰوةَ
پس منہ پھیر لیں	سے	جو	روگرداں ہوا	ہماری یاد سے	اور وہ نہ چاہتا ہو	سوائے	زندگی

پس آپ اس سے منہ پھیر لیں جو ہماری یاد سے روگرداں ہوا اور وہ دنیا کی زندگی کے سوا نہیں چاہتا

الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

الدُّنْيَا	ذٰلِكَ	مَبْلَغُهُمْ	مِّنَ الْعِلْمِ	اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ
دنیا	یہ	ان کی رسائی	علم کی	بیشک	تیرا رب	وہ

یہ ان کے علم کی رسائی (کی حد) ہے۔ بے شک تیرا رب اُسے خوب

اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾

اَعْلَمُ	بِمَنْ	ضَلَّ	عَنْ سَبِيْلِهٖ	وَهُوَ	اَعْلَمُ	بِمَنِ	اهْتَدٰى
خوب جانتا ہے	اسے جو	گمراہ ہوا	اس کے راستے سے	اور وہ	خوب جانتا ہے	اسے جس	ہدایت پائی

جانتا ہے جو اس کے راستے سے گمراہ ہوا اور وہ اسے خوب جانتا ہے جس نے ہدایت پائی۔

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا

وَلِلّٰهِ	مَا	فِى	السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِى	الْاَرْضِ	لِيَجْزِىَ	الَّذِيْنَ	اَسَآءُوْا
اور اللہ کے لئے	جو	میں	آسمانوں	اور جو	میں	زمین	تاکہ وہ بدلہ دے	انھیں جنھوں نے	برائی کی

اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے تاکہ جن لوگوں نے برائی کی انھیں ان کے

بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾

بِمَا ، عَمِلُوْا	وَيَجْزِىَ	الَّذِيْنَ	اَحْسَنُوْا	بِالْحُسْنٰى
اس کی جو انھوں نے کئے (اعمال)	اور جزا دے	ان لوگوں کو جنھوں نے	نیکی کی	بھلائی کے ساتھ

اعمال کا بدلہ دے۔ اور انھیں جزا دے جن لوگوں نے بھلائی کے ساتھ نیکی کی۔

﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا اَىِ الْقُرْاٰنِ وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ.

﴿۲۹﴾ پس اے محمدؐ منہ موڑ تو اس شخص سے جو ہمارے ذکر یعنی قرآن سے اعراض کرے اور صرف دنیا کی زندگانی کا ارادہ کرے۔ (یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلا ہے۔)

﴿۳۰﴾ ذٰلِكَ اَىْ طَلَبُ الدُّنْيَا مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اَىْ نِهَايَةُ عِلْمِهِمْ اَنْ اٰثَرُوا

﴿۳۰﴾ یہ دنیا کا طلب کرنا ان کے علم کی انتہا ہے یعنی وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ
اهْتَدٰى ○ اَيْ عَالِمٌ بِهِمَا فَيُجَازِيْهِمَا
(۳۱) وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اَيْ هُوَ مَالِكٌ لِذٰلِكَ وَمِنْهُ الضَّالُّ وَالْمُهْتَدِيْ
يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ لِيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا مِنَ
الشِّرْكِ وَغَيْرِهٖ وَيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالتَّوْحِيْدِ
وَغَيْرِهٖ مِنَ الطَّاعَاتِ
بِالْحُسْنٰى ○ اَيِ الْجَنَّةِ
وَبَيَّنَ الْمُحْسِنِيْنَ
بِقَوْلِهٖ

بے شک تیرا رب زیادہ جانتا ہے اس شخص کو جو اللہ کی راہ سے بہکا اور وہ زیادہ جانتا ہے اس کو جو ہدایت پر رہا یعنی اللہ تعالیٰ دونوں کا حال جانتا ہے وہ ہر ایک کو موافق

(۳۱) وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الخ اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے یعنی وہ اس تمام کا مالک ہے جس کو وہ چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ تاکہ عوض دیوے ان لوگوں کو جنہوں نے بُرے عمل کئے شرک وغیرہ اور عوض دیوے ان لوگوں کو جو توحید وغیرہ طاعتوں پر قائم رہے جنت کا۔

تشریح

(۲۹) بدطینت انسانوں سے قبولِ حق کی توقع مت رکھو | وہ لوگ جن کا اوڑھنا بچھونا ہی دنیا کی یہ چند روزہ زندگی ہے کبھی اللہ کو اور آخرت کو دھیان میں نہیں لاتے آپ ان کی شرارت اور کج روی کو دھیان میں نہ لائیں جتنا آپ نے سمجھانا تھا سمجھا دیا۔ ایسے بدطینت انسانوں سے حق کے قبول کرنے کی امید رکھنا اور ان کے غم میں اپنے آپ کو بگھلانا بے کار ہے ان کی سمجھ تو بس اس دنیا کے فوری نفع نقصان کو سامنے رکھتی ہے ان کی ساری جدوجہد جانوروں کی طرح پیٹ بھرتے اور نفسانی خواہشات کے پوری کرنے تک ہے۔ آپ ایسے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں اور ان پر اپنا وقت ضائع نہ کریں خدا سے بے زار انسانوں پر محنت کرنے کے بجائے ان کی طرف توجہ کریں جو دنیا پرستی کے مرض میں مبتلا نہ ہوں اور اللہ کا ذکر سننے کے لئے تیار ہوں۔

(۳۰) دنیا پرستوں کی ذہنی رسائی دنیا کے معاملات تک ہے | دنیا پرست جو اپنے آپ کو بڑا عقل مند سمجھتے ہیں ان کی ساری ذہنی رسائی بس اس مادی دنیا کے معاملات تک ہے۔ اس سے آگے یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ ایک دن انسان کو مرنا ہے اللہ کے سامنے جانا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم محیط جو ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور ذرے ذرے کا علم رکھتا ہے وہ ازل سے انسانوں کی چھپی ہوئی استعدادوں کو جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ کون ہدایت پر ہے اور کون بھٹک گیا ہے۔ اس کے علم کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اے پیغمبر آپ یکسو ہو کر ان لوگوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں۔

(۳۱) نیک و بد کا بدلہ اللہ کے قبضہ میں ہے | اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی ہر ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز پر اس کا پورا تصرف ہے پھر نیک اور بد کا بدلہ دینے سے اس کو کون سی چیز روک سکتی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو زمین و آسمان کا یہ سارا سلسلہ اس نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ اس کے نتیجے میں زندگی کا ایک دوسرا نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کیا جائے جہاں بروں کو ان کی برائی کا اور نیکوں کو ان کی نیکی کا پورا پورا بدلہ مل سکے۔

الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ

اَلَّذِيْنَ	يَجْتَنِبُوْنَ	كَبٰٓئِرَ + الْاِثْمِ	وَالْفَوَاحِشَ	اِلَّا	اللَّمَمَ	اِنَّ
جولوگ	وہ بچتے ہیں	کبیرہ گناہوں سے	اور بے حیائیوں	مگر سوائے	چھوٹے گناہ	بیشک

جو چھوٹے گناہوں کے سوا بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں بے شک

رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

رَبَّكَ	وَاسِعُ + الْمَغْفِرَةِ	هُوَ + اَعْلَمُ	بِكُمْ	اِذْ + اَنْشَاَكُمْ	مِّنَ الْاَرْضِ	
تمہارارب	وسیع مغفرت والا	وہ خوب جانتا ہے	تمہیں	جب اس نے پیدا کیا تمہیں	زمین سے	

تمہارارب وسیع مغفرت والا ہے۔ وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

وَاِذْ	اَنْتُمْ	اَجِنَّةٌ	فِيْ بُطُوْنِ	اُمَّهٰتِكُمْ	فَلَا تُزَكُّوْٓا	اَنْفُسَكُمْ
اورجب	تم	بچے	پیٹ (جمع) میں	اپنی مائیں	پس پاکیزہ نہ سمجھو	اپنے آپ

اورجب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچے تھے۔ پس اپنے آپ کو پاکیزہ نہ سمجھو۔

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝۳۲ۧ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝۳۳ۙ ع ۲ / ۶

هُوَ + اَعْلَمُ	بِمَنِ اتَّقٰى	اَفَرَءَيْتَ	الَّذِيْ	تَوَلّٰى
وہ خوب جانتا ہے	اُسے جس نے پرہیزگاری کی	توکیا تونے دیکھا	جس نے	روگردانی

وہ اسے خوب جانتا ہے جس نے پرہیزگاری کی۔ تو کیا تونے دیکھا جس نے روگردانی کی۔

(۳۲) اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ هُوَ صِغَارُ الذُّنُوْبِ كَالنَّظْرَةِ وَالْقُبْلَةِ وَاللَّمْسَةِ فَهُوَ اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ وَالْمَعْنٰى لٰكِنَّ اللَّمَمَ تُغْفَرُ بِاجْتِنَابِ الْكَبَائِرِ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ بِذٰلِكَ وَبِقُبُوْلِ التَّوْبَةِ۔ وَنَزَلَ فِيْمَنْ كَانَ يَقُوْلُ صَلَاتُنَا صِيَامُنَا حَجُّنَا هُوَ اَعْلَمُ اَيْ عَالِمٌ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اَيْ خَلَقَ اَبَاكُمْ اٰدَمُ

(۳۲) جولوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں اور فحش باتوں سے مگر چھوٹے گناہ جیسے نظر کرنا غیر محرم کی طرف اور بوسہ لینا اور ہاتھ لگانا کہ یہ گناہ بخشے جاتے ہیں بسبب بچنے کے بڑے گناہوں سے۔

بے شک تیرا رب بہت بخشش والا ہے اور توبہ قبول فرماتا ہے۔ اور نازل ہوئی اس شخص کے بارے میں جو یہ کہتا تھا ہماری نماز، ہمارا روزہ، ہمارا حج یعنی ہم نے ایسے ایسے افعال حسنہ کئے ہیں۔ از راہِ فخر وہ ایسا کہتے تھے اس پر آیت نازل ہوئی اللہ تمہارے حال کو خوب جانتا ہے جب کہ اس نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے بنایا۔

مِنَ التُّرَابِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ جَمْعُ جَنِيْنٍ فِيْ بُطُوْنِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْٓا أَنْفُسَكُمْ لَا تَمْدَحُوْهَا أَيْ عَلٰى سَبِيْلِ الْإِعْجَابِ أَمَّا عَلٰى سَبِيْلِ الْاِعْتِرَافِ بِالنِّعْمَةِ فَحَسَنٌ هُوَ أَعْلَمُ أَيْ عَالِمٌ بِمَنِ اتَّقٰى ○

اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے۔

پس اپنی جانوں کو پاک صاف نہ سمجھو یعنی اپنی تعریف نہ کرو از راہ فخر اور خوش ہونے کے ہاں اگر بطریق اقرار نعمت الٰہی کے اس کو ظاہر کرو تو عمدہ ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے اس شخص کو جو پرہیز گار ہے۔

(۳۳) أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ○ عَنِ الْإِيْمَانِ أَيْ إِرْتَدَّ لَمَّا عُيِّرَ بِهٖ وَقَالَ إِنِّيْ خَشِيْتُ عِقَابَ اللّٰهِ فَضَمِنَ لَهُ الْمُعَيِّرُ أَنْ يَحْمِلَ عَنْهُ عَذَابَ اللّٰهِ إِنْ رَجَعَ إِلٰى شِرْكِهٖ وَأَعْطَاهُ مِنْ مَالِهٖ كَذَا فَرَجَعَ

(۳۳) پس کیا دیکھا تو نے اس شخص کو جو ایمان سے پھر گیا اور مرتد ہوا۔ جب کہ اس کو بسبب ایمان لانے کے لوگوں نے طعنہ دیا اور اس نے طعنہ کرنے والوں کو اول یہ جواب دیا کہ میں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ تو اس طعنہ دینے والے نے کہا کہ تو ایمان کو چھوڑ کر شرک کو اختیار کر، عذاب الٰہی کا میں ذمہ دار ہوں اور اس کو اپنے مال میں سے کچھ دیا پس وہ پھر گیا ایمان سے۔ جیسا کہ اس کا بیان اس اگلی آیت میں ہے۔

تشریح

(۳۲) بڑے گناہوں اور شرم ناک کاموں سے بچنے والوں کے ساتھ اللہ کا معاملہ نرمی کا ہے۔ | جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور شرم ناک کاموں سے بچتے ہیں اگر ان سے کوئی چھوٹی موٹی لغزش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا دامن مغفرت بہت وسیع ہے وہ اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تو اپنے بندوں کو اس وقت سے جانتا ہے جب اس نے انھیں زمین سے پیدا کیا جب وہ اپنی ماؤں کے شکم میں جنین کی صورت میں تھے۔ انسان اپنے نفس کی پاکی کا دعویٰ نہ کرے وہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں متقی کون ہے؟

یوں تو ہر گناہ گناہ ہے اور ہر نافرمانی نافرمانی ہے مگر جو چیز خطا کو بڑی خطا میں بدلتی ہے وہ ہے حق تلفی، اللہ سے بے خوفی اور قطع رحمی۔ اسی طرح شرم ناک باتیں جو کسی گناہ کو فحش کا عنوان دیتی ہیں۔ رہا نادانستہ کسی لغزش کا ہونا اور اس پر فوراً توبہ کرنا اور اللہ کی طرف رجوع ہونا یہ وہ صفت ہے جو اللہ کی رحمت کا بنتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو اپنی مغفرت کے دامن میں پناہ دیتے ہیں۔

اگر اللہ نیک کام کی توفیق دے تو زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تو بندے کو اسی وقت سے جانتے ہیں جب اس نے ہستی کے دائرے میں قدم نہ رکھا تھا اس لئے انسان اپنی اصل کو نہ بھولے اور اگر اللہ اپنے فضل سے بلند مقام عطا کردے تو فخر نہ کرے جو واقعی پرہیز گار ہوتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ پوری طرح کمزوریوں سے پاک ہو جانا انسان کے بس سے باہر ہے۔

(۳۳) راہ خدا سے پھرنے والا | اے نبی ؐ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی اصل کو بھول کر خدا کے راستے سے پھر گیا اپنے حقیقی خالق اور مالک سے منہ موڑ لیا۔

وَاَعۡطٰى قَلِيۡلًا وَّ اَكۡدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡغَيۡبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾

فَهُوَ يَرٰى	عِلۡمُ الۡغَيۡبِ	اَعِنۡدَهٗ	وَّ اَكۡدٰى	قَلِيۡلًا	وَاَعۡطٰى
تو وہ دیکھ رہا ہے	علم غیب	کیا اس کے پاس	اور اس نے بند کر دیا	تھوڑا سا	اور اس نے دیا

اور تھوڑا مال دیا اور (پھر) بند کر دیا کیا اس کے پاس علم غیب ہے ؟ تو وہ دیکھ رہا ہے

(۳۳) وَاَعۡطٰى قَلِيۡلًا مِنَ الۡمَالِ الۡمُسَمّٰى وَّ اَكۡدٰى ○ مَنَعَ الۡبَاقِىَ مَاۡخُوۡذٌ مِنَ الۡكُدۡيَةِ وَهِىَ اَرۡضٌ صَلۡبَةٌ كَالصَّخۡرَةِ تَمۡنَعُ حَافِرَ الۡبِئۡرِ اِذَا وَصَلَ اِلَيۡهَا مِنَ الۡحَفۡرِ

(۳۵) اَعِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡغَيۡبِ فَهُوَ يَرٰى ○ يَعۡلَمُ مِنۡ جُمۡلَتِهٖ اَنَّ غَيۡرَهٗ يَتَحَمَّلُ عَنۡهُ عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ لَا وَهُوَ الۡوَلِيۡدُ بۡنُ الۡمُغِيۡرَةِ اَوۡ غَيۡرُهٗ وَجُمۡلَةُ اَعِنۡدَهٗ الۡمَفۡعُوۡلُ الثَّانِىۡ لِرَاَيۡتَ بِمَعۡنٰى اَخۡبِرۡنِىۡ

(۳۴) وَاَعۡطٰى قَلِيۡلًا وَّ اَكۡدٰى الخ اور دیا اس نے تھوڑا سا مال معین سے باقی نہ دیا اس کو روک لیا۔

(۳۵) کیا اس کے پاس علم غیب ہے کہ وہ اس کو دیکھتا اور جانتا ہے کہ جن میں یہ مضمون بھی ہے کہ اس کے عذاب کو جو آخرت میں اس پر ہونے والا ہے کوئی دوسرا شخص اپنے اوپر اٹھا لے گا۔ ہرگز نہیں۔ اور مراد اس شخص سے ولید ابن مغیرہ ہے یا اس کے سوا کوئی اور۔

تشریح

(۳۴) تھوڑا سا مال دیکر رُک گیا | آیت ۳۳، ۳۴، ۳۵ میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کا تعلق ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہے۔ یہ قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھا اور بڑا جہاں دیدہ اور ہوشیار سمجھا جاتا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دین کی دعوت دی تو آپ کی باتیں سُن کر متاثر ہوا اور اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہونے لگا۔ اس کا ایک دوست جو ایمان نہیں لایا تھا جب اس کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ تم اپنے دین کو نہ چھوڑو اگر تمہیں آخرت کے عذاب کا ڈر ہے تو تم مجھے اتنا مال دے دو تمہاری جگہ میں آخرت کا عذاب بھگتا لوں گا۔ ولید نے اس کی بات مان لی اسلام قبول کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور اس دوست کو تھوڑی سی رقم بھی دے دی۔ مگر باقی رقم روک لی۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے یہ بتاتا ہے کہ گمراہی انسان کو کیسا نادان بنا دیتی ہے۔ آخرت سے بے فکری اور دین کی حقیقت سے بے خبری کہ یہ سمجھتے ہیں ہم مال دے کر عذاب آخرت سے چھوٹ جائیں گے۔ اس ذہنیت پر تبصرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے جو اگلی آیت ۳۵ میں آرہا ہے۔

(۳۵) کیا اس کے پاس غیب کا علم تھا اور حقیقت کو دیکھ رہا تھا؟ | ولید بن مغیرہ یا اس جیسے لوگ، کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے؟ کیا وہ حقیقت کو دیکھ رہے ہیں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مال دے کر آخرت کے عذاب سے چھوٹ جائیں گے؟ ان کی یہ بے خبری حیرت انگیز ہے۔

أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَاهِيمَ

أَمْ	لَمْ يُنَبَّأْ	بِمَا	فِي	صُحُفِ	مُوسَىٰ	وَ	إِبْرَاهِيمَ
کیا	وہ خبر نہیں دیا گیا	وہ جو	میں	صحیفے	موسیٰ ؑ	اور	ابراہیم ؑ

کیا وہ خبر نہیں دیا گیا (کیا اُسے خبر نہیں) جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور ابراہیم ؑ جس نے

الَّذِي وَفَّىٰ ﴿٣٧﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾

الَّذِي	وَفَّىٰ	أَلَّا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِزْرَ + أُخْرَىٰ
وہ جو۔ جس	پورا کیا	کہ نہیں اٹھاتا	کوئی بوجھ اٹھانے والا	کسی دوسرے کا بوجھ

(اپنا قول) پورا کیا۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا نہیں اٹھاتا کسی دوسرے کا بوجھ

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُ

وَأَن	لَّيْسَ	لِلْإِنسَانِ	إِلَّا	مَا سَعَىٰ	وَ أَنَّ	سَعْيَهُ
اور یہ کہ	نہیں	کسی انسان کے لئے	مگر	جو اس نے سعی کی	اور یہ کہ	اس کی سعی

اور یہ کہ کسی انسان کے لئے نہیں (کسی کو نہیں ملتا) مگر اسی قدر جتنی اس نے سعی کی۔ اور یہ کہ اس کی سعی

سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٤٠﴾ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿٤١﴾ وَأَنَّ

سَوْفَ + يُرَىٰ	ثُمَّ	يُجْزَاهُ	الْجَزَاءَ	الْأَوْفَىٰ	وَأَنَّ
عنقریب دیکھی جائے گی	پھر	اسے بدلہ دیا جائے گا	بدلہ	پورا پورا	اور یہ کہ

عنقریب دیکھی جائے گی پھر اُسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور یہ کہ تمہارے

إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ﴿٤٢﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ

إِلَىٰ	رَبِّكَ	الْمُنتَهَىٰ	وَأَنَّهُ	هُوَ	أَضْحَكَ
طرف	تمہارا رب	انتہا	اور بیشک	وہی	ہنساتا ہے

(ہی) کی طرف انتہا ہے۔ اور بے شک وہی ہنساتا اور

وَأَبْكَىٰ ﴿٤٣﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ﴿٤٤﴾

وَ أَبْكَىٰ	وَأَنَّهُ	هُوَ + أَمَاتَ	وَأَحْيَا
اور وہ رُلاتا ہے	اور بیشک وہ	وہی مارتا ہے	اور جلاتا ہے۔

رلاتا ہے اور بے شک وہی مارتا اور جلاتا ہے۔

(۳۶) اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ○ اَسْفَارِ التَّوْرٰىةِ اَوْ صُحُفٍ قَبْلَهَا

(۳۶) بلکہ اس کو خبر نہیں پہنچی تورات کے احکام کی مراد وہ صحیفے ہیں جو تورات سے پہلے تھے۔

(۳۷) وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰىۤ ○ تَمَّمَ مَا اُمِرَ بِهٖ بِحَقٍّ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ وَبَيَانُ مَا

(۳۷) اور اس کو خبر نہیں پہنچی ابراہیم کے صحیفوں کی جس نے پورا کیا ان احکام کو جو اس کو حکم ہوا تھا جو اس آیت میں مذکور ہے وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ وہ یہ کہ

(۳۸) اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ○ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَاَنْ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِيْلَةِ اَىْ اَنَّهٗ لَا تَحْمِلُ نَفْسٌ ذَنْبَ غَيْرِهَا

(۳۸) کوئی آدمی دوسرے کا گناہ اپنے اوپر نہ لے گا۔

(۳۹) وَاَنْ اَىْ اَنَّهٗ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ○ مِنْ خَيْرٍ فَلَيْسَ لَهٗ مِنْ سَعْىِ غَيْرِهِ الْخَيْرُ شَىْءٌ

(۳۹) اور یہ کہ انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے بھلائی کمائی پس کسی آدمی کو دوسرے کی سعی اور عمل خیر سے کچھ حصہ نہ مل سکے گا۔

(۴۰) وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ○ اَىْ يُبْصِرُهٗ فِى الْاٰخِرَةِ

(۴۰) اور یہ کہ بے شبہ وہ اپنی سعی کو نزدیک ہے کہ آخرت میں دیکھے گا۔

(۴۱) ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ○ اَلْاَكْمَلَ يُقَالُ جَزَيْتُهٗ سَعْيَهٗ وَ بِسَعْيِهٖ

(۴۱) پھر اس کی کمائی کا اس کو پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(۴۲) وَاَنَّ بِالْفَتْحِ عَطْفًا وَقُرِئَ بِالْكَسْرِ اِسْتِئْنَافًا وَكَذَا مَا بَعْدَهَا فَلَا يَكُوْنُ مَضْمُوْنُ الْجُمَلِ فِى الصُّحُفِ عَلَى الثَّانِىْ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ○ اَلْمَرْجِعُ وَالْمَصِيْرُ بَعْدَ الْمَوْتِ فَيُجَازِيْهِمْ

(۴۲) اور یہ کہ بے شک تیرے رب کی طرف سب کو بعد موت کے جانا ہے۔ سو وہ ان کو عوض دیوے گا۔

(۴۳) وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ مَنْ شَآءَ اَفْرَحَهٗ وَاَبْكٰى ○ مَنْ شَآءَ اَحْزَنَهٗ

(۴۳) اور یہ کہ بے شک اللہ ہی ہنساتا ہے جس کو چاہے یعنی خوش کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے رلاتا ہے یعنی غمگین کرتا ہے۔

(۴۴) وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ فِى الدُّنْيَا وَاَحْيَا ○ لِلْبَعْثِ

(۴۴) اور تحقیق وہی مارتا ہے دنیا میں اور وہی زندہ کرے گا قیامت میں۔

تشریح

(۳۶) حضرت موسیٰؑ کی تعلیم | حضرت موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب توراۃ نازل فرمائی۔ کیا اس شخص کو حضرت موسیٰؑ پر نازل کردہ صحیفے تورات کی تعلیم کا کچھ پتہ لگا؟ کہ حضرت موسیٰؑ نے کیا فرمایا تھا اور ان پر جو اللہ نے کتاب اتاری تھی اس میں کیا تعلیم دی گئی تھی۔

(۳۷) حضرت ابراہیمؑ کی تعلیم | اللہ نے اپنے پیغمبر حضرت ابراہیمؑ پر، وہ ابراہیم جنھوں نے وفاداری کا حق ادا کر دیا اور اللہ کے حکم کی تعمیل والا امتحان

کرتے رہے گھربار چھوڑا یہاں تک کہ اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان پر جو صحیفے نازل ہوئے تھے کیا اس شخص کو ان کی تعلیم کا پتہ ہے ؟ ــــــ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے آج دنیا میں کہیں موجود نہیں اور یہود و نصاریٰ کی مقدس کتابوں توراۃ اور انجیل میں بھی حضرت ابراہیمؑ کی تعلیم کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کی تعلیمات کے کچھ حصے نقل کئے ہیں۔ ایک حصہ ان آنے والی آیتوں میں آرہا ہے۔ اور حضرت ابراہیم کی تعلیمات کا ایک حصہ سورۂ اعلیٰ کی آخری آیات میں نقل کیا گیا ہے اس طرح حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم پر نازل کی ہوئی کتابوں میں جو مضمون تھا اس سے تین بہت اہم اصول نکلتے ہیں جن کا بیان اگلی آیتوں میں آرہا ہے۔

(۳۸) ہر شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے | پہلا اصول یہ نکلتا ہے کہ ہر شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ جرم کوئی کرے سزا کوئی دوسرا بھگتے۔ اچھائی اچھا آدمی خود کرے اور دوسرا ان کا مول کو لے اڑے، کسی کا ایمان دوسرے کے کام نہیں آئے گا ہر ایک کو اپنے ایمان کی ذمہ داری خود ہی ادا کرنی ہوگی، یہ زندگی کا بڑا اہم اور بنیادی اصول ہے کہ اگر کوئی مجرم جرم کرتا ہے تو سزا مجرم کو ملے گی اگر کوئی اس کی جگہ سزا بھگتنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے تو اس کی وجہ سے اصل مجرم کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔

(۳۹) ہر ایک کو اس کی سعی کا پورا پورا بدلہ ملے گا | دوسری تعلیم یہ ہے کہ انسان نے جو سعی اور کوشش کی ہے وہ اس کے سامنے رکھ دی جائے گی اور اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر ایک کے اپنی سعی اور کوشش ہی کام آئے گی سعی اور عمل کے بغیر کوئی کچھ نہیں پا سکتا۔ اس سے مراد سعی ایمانی ہے سعی عملی نہیں ہے۔ ایک کا ایمان دوسرے کے کام نہیں آسکتا البتہ نیک کام کا اجر و ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس آیت کی رو سے ایصال ثواب تو ممکن ہے، ایصال عذاب ممکن نہیں ہے۔ یعنی یہ تو ہو سکتا ہے کہ آدمی نیکی کر کے اس کا اجر دوسرے کو بخش دے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی گناہ کر کے اس کا عذاب کسی کو بخش دے اور وہ پہنچ جائے۔ بہت سی روایات اور احادیث ہیں جن سے مالی اور بدنی عبادات کے ثواب کے پہنچنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۴۰) آخرت میں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا | آخرت میں لوگوں کے اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی اور یہ دیکھا جائے گا کہ کون کیا کر کے آیا ہے کسی کا کوئی عمل بیکار نہیں جائے گا۔ نیکی کا بدلہ نیکی، بدی کا بدلہ بدی۔ انسان کا ہر عمل اور ہر سعی نتیجہ خیز ہوگی۔

(۴۱) اعمال کی جزا میں کچھ کمی نہ کی جائے گی | اعمال کی جزا پوری پوری دی جائے گی پورا انصاف ہوگا ہر عمل تولا اور جانچا پرکھا جائے گا اور پھر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا نہ اس میں کوئی کمی ہوگی نہ زیادتی ہوگی۔

(۴۲) سلسلۂ وجود کی انتہا اللہ پر ہے | ہر عمل اور سلسلۂ وجود اور تمام علوم و افکار سب کا منتہا اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے سب کو وہیں پہنچنا ہے اور ہر ایک کو نیکی بدی کا پھل وہیں سے ملتا ہے ہر راستہ وہیں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ وہی ابتدا ہے اور وہی انتہا۔ وہی اوّل ہے اور وہی آخر۔

(۴۳) خوشی اور غم کے اسباب اسی کی طرف سے ہیں | خوشی ہو یا غم سب کے اسباب ان کی طرف سے ہیں اگر کسی کو راحت اور مسرت نصیب ہے تو اسی کے دینے سے اور پریشانیوں سے سابقہ پیش آیا ہے تو اسی کی مشیت سے۔ اس کائنات میں کوئی دوسری ہستی ایسی نہیں ہے جو قسمتوں کے بنانے اور بگاڑنے میں کوئی دخل رکھتی ہو وہ اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق جس کو جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ وہی ہنساتا ہے وہی رلاتا ہے اور اس کا کوئی فعل مصلحت سے خالی نہیں ہے۔

(۴۴) موت اور زندگی دینے والا وہی ہے | وہی موت دیتا ہے وہی زندگی دیتا ہے۔ مرنا جلانا سب اس کے قبضے میں ہے وہ موت و حیات کا مالک ہے بغیر اس کے حکم کے موت نہیں آتی اور بغیر اس کے دیئے زندگی نہیں ملتی۔

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ

وَاَنَّهٗ	خَلَقَ	الزَّوْجَيْنِ	الذَّكَرَ	وَالْاُنْثٰى	مِنْ	نُّطْفَةٍ
اور بیشک وہ	اسی نے پیدا کئے	دو جوڑے	مرد	اور عورت	نطفہ سے	

اور بے شک وہی جس نے دو جوڑے پیدا کئے مرد اور عورت نطفہ سے۔

اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾

اِذَا + تُمْنٰى	وَاَنَّ	عَلَيْهِ	النَّشْاَةَ	الْاُخْرٰى
جب وہ ڈالا جاتا	اور یہ کہ	اسی پر	(جی) اٹھانا	دوبارہ

جب وہ (رحم میں) ڈالا جاتا ہے اور یہ کہ اسی پر (اسی کے ذمہ ہے) دوبارہ جی اٹھانا۔

﴿۴۵﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الصِّنفَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○

﴿۴۶﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ مَنِيٍّ اِذَا تُمْنٰى ○ تُصَبُّ فِي الرَّحِمِ

﴿۴۷﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ الْاُخْرٰى ○ اَلْخَلْقَةَ الْاُخْرٰى لِلْبَعْثِ بَعْدَ الْخَلْقَةِ الْاُوْلٰى

﴿۴۵﴾ اور یہ کہ بے شبہ اس نے پیدا کیا نطفہ منی سے دو قسموں کو یعنی مذکر اور مؤنث کو

﴿۴۶﴾ جب کہ وہ منی ڈالی جاتی ہے رحم میں۔

﴿۴۷﴾ اور یہ کہ بے شک وہی دوبارہ پیدا کرے گا اول مرتبہ پیدا کرنے کے بعد۔

تشریح

﴿۴۵﴾ زیادہ کا جوڑا اسی نے پیدا کیا | اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کمال ہے کہ اس نے انسان کی صرف ایک ہی صنف نہیں بنائی بلکہ اسے دو صنفوں مرد و عورت کی شکل میں پیدا کیا جو انسان ہونے کی صورت میں ایک جیسے ہیں لیکن دونوں کی جسمانی بناوٹ، ذہنی اوصاف اور جذبات مختلف ہوتے ہیں پھر ان دونوں میں حیرت انگیز مناسبت یہ رکھ دی گئی کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا پورا جوڑ ہے۔ انسان کے علاوہ دوسری چیزوں میں بھی اللہ نے متضاد اور متقابل احوال پیدا کئے۔ خیر و شر کا خالق وہی ہے خوشی اور غم اسی کے حکم سے ہے ہنسانا رلانا اسی کی قدرت ہے، مارنا اور جلانا اسی کے قبضے میں ہے ہر ہر چیز میں جوڑا جوڑا بنانا، یہ اسی کا کام ہے۔ انسان مرد و عورت کی شکل میں پیدا ہوتا ہے اور کاہے سے پیدا ہوتا ہے اگلی آیت میں اس کی تشریح ہے۔

﴿۴۶﴾ نطفے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے | انسان کا جسم جس چیز سے تخلیق پاتا ہے وہ پانی کا ایک قطرہ ہے وہ ایک بوند جو مرد و عورت کے بدن سے نکلتی ہے اسی ایک قطرے سے نر اور مادہ پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ایک پانی کا قطرہ کس طرح جما ہوا خون بنتا ہے پھر گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے پھر اس سے اعضا تیار ہوتے ہیں پھر وہ ایک مکمل جسم کی شکل اختیار کر لیتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

﴿۴۷﴾ دوبارہ زندہ کرنا بھی اسی کا کام ہے | جو پروردگار زندگی بخشنے پر قدرت رکھتا ہے جو نطفے کی حقیر سی صورت دینے بوند سے انسان جیسی مخلوق پیدا کرتا ہے اور ایک ہی مادہ تخلیق سے عورت اور مرد الگ الگ صنفیں بنا دیتا ہے کیا اس کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ دشوار ہے۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَ

وَاَنَّهٗ	هُوَ	اَغْنٰى	وَاَقْنٰى	وَاَنَّهٗ	هُوَ	رَبُّ + الشِّعْرٰى	وَ
اور بیشک وہ	وہی	اس نے غنی کیا	اور سرمایہ دار کیا	اور بیشک وہ	وہی	شعریٰ ستارے کا رب	اور

اور بے شک اس نے غنی کیا اور سرمایہ دار کیا اور بے شک وہی شعریٰ ستارے کا رب ہے اور

اَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا لِّاُولٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾

اَنَّهٗ	اَهْلَكَ	عَادَا لِّاُولٰى	وَثَمُوْدَ	فَمَا + اَبْقٰى
بیشک وہ	اس نے ہلاک کیا	عاد پہلی (قدیم)	اور ثمود	پس اس نے باقی نہ چھوڑا

بیشک اس نے قدیم عاد کو ہلاک کیا اور ثمود کو، اس نے باقی نہ چھوڑا

﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى النَّاسَ بِالْكِفَايَةِ
بِالْاَمْوَالِ وَاَقْنٰى ○ اَعْطَى الْمَالَ
الْمُتَّخَذَ قِنْيَةً

﴿۴۸﴾ اور بے شک اسی نے لوگوں کو غنی کیا کہ ان کو مال دے کر اُن کے حوائج کی کفایت فرمائی۔ اور اسی نے وہ مال دیا جو جمع کیا جاتا ہے۔

﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ○ هِيَ
كَوْكَبٌ خَلْفَ الْجَوْزَاءِ كَانَتْ تُعْبَدُ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ ○

﴿۴۹﴾ اور بے شک وہ رب ہے شعریٰ کا۔ شعریٰ ایک ستارہ ہے جوزیٰ کے پیچھے جس کی عبادت ہوتی تھی جاہلیت میں

﴿۵۰﴾ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا لِّاُولٰى
وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِاِدْغَامِ التَّنْوِيْنِ
فِي اللَّامِ وَضَمِّهَا بِلَا هَمْزَةٍ هِيَ
قَوْمُ هُوْدٍ وَالْاُخْرٰى قَوْمُ صَالِحٍ

﴿۵۰﴾ اور بے شک اس نے ہلاک کیا عاد اولیٰ کو

مراد عاد اولیٰ سے قوم ہود ہے اور دوسرا عاد قوم صالح ہے۔

﴿۵۱﴾ وَثَمُوْدَ بِالصَّرْفِ اِسْمٌ
لِلْاَبِ وَبِلَا صَرْفٍ
اِسْمٌ لِلْقَبِيْلَةِ وَهُوَ
مَعْطُوْفٌ عَلٰى عَادٍ فَمَاۤ
اَبْقٰى ○ مِنْهُمْ اَحَدًا

﴿۵۱﴾ اور اس نے ہلاک کیا ثمود کو۔

سو نہ باقی چھوڑا ان میں سے کسی کو۔

تشریح

﴿۴۸﴾ وہی مال و دولت بھی دیتا ہے | جو ان تمام چیزوں کا مالک ہے موت و حیات کا مرد و عورت بنانے کا خوشی اور غم دینے کا وہی جس کو چاہتا ہے مال و جائداد بخشتا ہے اور خوب خوش حالی دے دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فقیر بنا دیتا ہے۔ رزق کی کمی اور زیادتی اسی کے حکم اور مصلحت سے ہے اور وہی بڑی بڑی دولت مند قوموں کو تباہ و برباد بھی کرتا ہے۔

﴿۴۹﴾ شعریٰ ستارہ تمہاری قسمیں نہیں بناتا | آسمان کے ستاروں میں ایک بڑا روشن ستارہ "شعریٰ" ہے انگریزی میں اس کو

(DIG STAR) کہتے ہیں یہ سورج سے تیس گنا زیادہ روشن ہے۔ مگر زمین سے اس کا فاصلہ بہت زیادہ ہے یہ زمین سے آٹھ سال نوری سے زیادہ فاصلے پر ہے۔ اس لئے سورج سے چھوٹا اور کم روشن نظر آتا ہے۔ مصر والے اس ستارے کی پوجا کرتے تھے۔ کیونکہ جب یہ ستارہ نکلتا تھا تو دریائے نیل چڑھنے لگتا تھا اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ دریائے نیل کا چڑھنا اس ستارے کی وجہ سے ہے۔ عرب کے لوگ بھی اس ستارے کے پجاری تھے خاص طور پر قریش کے پڑوس میں رہنے والا قبیلہ خزاعہ اس کا پرستار تھا اس لئے اس ستارے کا نام لے کر اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ شعری کا رب بھی اللہ ہے۔ اس کی کوئی مستقل تاثیر نہیں ہے وہ اللہ کے ادنیٰ مزدور کی طرح اس کا حکم بجا لاتا ہے اس لئے شعریٰ کی پوجا کرنے کی بجائے شعریٰ کے رب کی عبادت کرنی چاہئے۔

(۵۰) اللہ نے عادِ اولیٰ کو ہلاک کیا | قوم عاد کے نام سے یہ قوم یمن اور حضرموت کے درمیان عرب کے ریگستانی صحرا ربع خالی میں احقاف میں آباد تھی۔ اس قوم کا زمانہ حضرت عیسیٰ ؑ سے تین ہزار سال پہلے کا ہے ان کو عادِ ارم بھی کہا گیا ہے۔ مادی ترقی میں قوم بہت آگے بڑھ گئی تھی مگر شرک کے نتیجے میں لوگوں پر آس پاس کی قوموں پر ظلم ڈھانے لگی تھی۔ اللہ تعالٰی نے ان کی ہدایت کے لئے اپنے پیغمبر حضرت ہود ؑ کو بھیجا۔ حضرت ہود ؑ نے ان کو دینِ اسلام کی دعوت دی جس کو انھوں نے نہیں مانا۔ آخرکار ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور طوفانی ہوا اور بارش کے عذاب نے ان کو گھیر لیا۔ آٹھ دن اور سات راتوں تک یہ طوفان چلتا رہا۔ پورا علاقہ تباہ و برباد ہو گیا۔ صرف وہ لوگ باقی بچے جو حضرت ہود پر ایمان لائے تھے ــــــ اس بچی ہوئی نسل کو عادِ اُخریٰ یا عادِ ثانیہ کہتے ہیں۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ دیکھو اللہ کا حکم نہ ماننے اور صحیح راستہ اختیار نہ کرنے کی وجہ سے عادِ اولیٰ کو دنیا سے مٹا دیا گیا۔

(۵۱) اور قوم ثمود میں سے کوئی باقی نہ رہا | قوم ثمود کا زمانہ حضرت ابراہیم ؑ سے پہلے کا ہے اور اس کا مسکن مدائن صالح ہے جس کو پہلے حجر کہا کرتے تھے یہ مدینہ طیبہ سے ایک سو اسی[۱۸۰] میل کے فاصلے پر ہے۔ طوفانِ نوح کے بعد جو قومیں ابھریں ان میں قوم عاد اور قوم عاد کے بعد قوم ثمود شان و شوکت کے اعتبار سے اس قوم نے دنیا کے نقشے پر اپنا ایک مقام بنا یا۔ شان و شوکت کے اعتبار سے یہ قوم ترقی یافتہ تھی مگر اس کی اخلاقی گراوٹ اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی اللہ نے حضرت صالح ؑ کو پیغمبر مقرر فرمایا حضرت صالح نے بڑی دل سوزی کے ساتھ ان کے سامنے دعوتِ حق پیش کی مگر ان میں اکثر لوگ جو قوم کے سرکردہ لوگ تھے وہ گھمنڈ میں مبتلا ہو گئے انھوں نے حضرت صالح کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

جو لوگ حضرت صالح ؑ کو سچا پیغمبر نہیں مان رہے تھے انھوں نے فرمائش کی کہ ہمیں کوئی ایسی نشانی دکھاؤ کہ ہم تمہاری سچائی کے قائل ہو جائیں اور فرمائش کی کہ سامنے جو پہاڑ ہے اس میں سے اونٹنی پیدا کر کے دکھاؤ۔

اللہ نے یہ معجزہ بھی دکھا دیا۔ ان لوگوں نے اس اونٹنی کو نقصان پہنچایا۔ آخر ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا زمین سے زلزلہ اور اوپر سے ایک چنگھاڑ جس سے بستی کے لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے اور دم بھر میں سارے کے سارے ہلاک ہو گئے۔ صرف حضرت صالح ؑ اور ان پر ایمان لانے والے اس عذاب سے محفوظ رہے۔ اس آیت میں اللہ تعالٰی نے تنبیہ کی ہے کہ قوم ثمود کے انجام کو دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ﴿٥٢﴾

وَأَطْغَىٰ	أَظْلَمَ	هُمْ	كَانُوا	إِنَّهُمْ	مِن قَبْلُ	نُوحٍ	وَقَوْمَ
اور بہت سرکش	بڑے ظالم	وہ	وہ تھے	بیشک وہ	اس سے قبل	نوح ؑ	اور قوم

اور قوم نوح ؑ کو اس سے قبل، بے شک وہ بڑے ظالم اور بہت سرکش تھے

﴿٥٢﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ای قَبْلَ عَادٍ وَثَمُودَ اَهْلَكْنَاهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ○ مِنْ عَادٍ وَثَمُودٍ لِطُولِ لُبْثِ نُوحٍ فِيهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا وَهُمْ مَعَ عَدَمِ اِيْمَانِهِمْ بِهٖ يُؤْذُوْنَهٗ وَيَضْرِبُوْنَهٗ

﴿٥٢﴾ اور اس نے ہلاک عاد اور ثمود سے پہلے نوح کی قوم کو کہ بے شک یہ قوم زیادہ ظالم اور زیادہ سرکش تھی عاد اور ثمود سے کہ نوح ان میں ایک ہزار برس مگر پچاس برس موجود رہا اور نصیحت کرتا رہا مگر وہ لوگ ایمان نہ لائے اور باوجود ایمان نہ لانے کے اس کو ایذا دیتے تھے اور مارتے تھے۔

تشریح

﴿٥٢﴾ قوم نوح کی سرکشی اور ان کی تباہی | حضرت آدم ؑ کے بعد جب نسل انسانی کافی پھیل گئی تو وہ اپنے باپ کی تعلیم کو بھول کر بدعقیدگی میں مبتلا ہو گئے ان کو گمراہی سے نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ؑ کے بعد حضرت نوح ؑ کو رسول بنا کر بھیجا۔ اندازہ یہ ہے کہ حضرت نوح ؑ کا زمانہ حضرت مسیح سے چار پانچ ہزار سال پہلے کا رہا ہوگا۔ قوم نوح جہاں آباد تھی وہ دجلہ اور فرات کے درمیان عراق کے شمالی علاقے میں موصل شہر کے گرد و نواح میں تھا۔ قوم نوح بت پرستی میں مبتلا ہو کر طرح طرح کی گمراہیوں کا شکار ہو چکی تھی۔ حضرت نوح ؑ بڑے صبر اور برداشت کے ساتھ ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے اتنی طویل مدت تک ان کے طرز عمل کو دیکھ کر حضرت نوح ؑ نے سمجھ لیا کہ ان میں قبول حق کی صلاحیت ہی نہیں رہی بلکہ آئندہ نسلوں سے بھی کوئی اچھی توقع نہیں ہے۔ حضرت نوح نے اللہ کے حضور میں درخواست کی کہ بس اب میرے اور میری قوم کے درمیان حق اور باطل کا دوٹوک فیصلہ ہو جائے اور اہل باطل کو حرف غلط کی طرح مٹا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح ؑ کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کو حکم دیا کہ وہ ایک کشتی تیار کریں۔ جب کشتی تیار ہو گئی اور اللہ کی طرف سے فیصلے کا وقت آگیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو اپنی کشتی میں سوار کر لیں اور ہر جانور کا ایک جوڑا ساتھ رکھ لیں۔ اب پانی برسنا شروع ہوا۔ زمین سے بھی پانی ابل رہا تھا اور آسمان سے بھی پانی برس رہا تھا۔ پانی کا یہ عذاب جو طوفان نوح کے نام سے معروف ہے اس میں وہ سب لوگ غرق ہو گئے جو حق و صداقت کے منکر تھے اور صدیوں تک حضرت نوح کی بات کو مان کر نہیں دیا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح کا بیٹا بھی غرق ہو گیا۔ شیخ سعدی ؒ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ۔ پسر نوح با بداں بنشست ؛ خاندانِ نبوتش گم شد۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ہم نے عاد و ثمود سے پہلے قوم نوح کو تباہ کیا تھا کیونکہ وہ بہت ہی ظالم اور سرکش لوگ تھے سیکڑوں برس تک اللہ کے پیغمبر حضرت نوح ؑ کو تکلیفیں پہنچاتے رہے اور آخر کار تباہی ان کا مقدر بن گئی۔

وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ

وَالْمُؤْتَفِكَةَ	أَهْوٰى	فَغَشّٰهَا	مَا غَشّٰى	فَبِاَيِّ
اور الٹنے والی بستیاں	دے مارا	تو اس کو ڈھانپ لیا	جس نے ڈھانپ لیا	پس کس

اور (قوم لوط کی) الٹنے والی بستیوں کو دے مارا تو اس کو ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا (پتھر دوں نے) پس تو

اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ

اٰلَآءِ	رَبِّكَ	تَتَمَارٰى	هٰذَا	نَذِيرٌ	مِّنَ
نعمت	اپنا رب	تو شک کرے گا	یہ	ایک ڈرانے والا	سے

اپنے رب کی کس کس نعمت میں شک کرے گا؟ یہ پہلے ڈرانے والوں میں سے

النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾

النُّذُرِ + الْاُوْلٰى	اَزِفَتِ	الْاٰزِفَةُ
پہلے ڈرانے والے	قریب آگئی	قریب آنے والی

ایک ڈرانے والا ہے۔ قریب آنے والی (قیامت) قریب آگئی۔

﴿۵۳﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ وَهِيَ قُرٰى قَوْمِ
لُوْطٍ أَهْوٰى ○ اَسْقَطَهَا بَعْدَ
رَفْعِهَا اِلَى السَّمَاءِ مَقْلُوْبَةً
اِلَى الْاَرْضِ بِاَمْرِهٖ جِبْرَئِيْلُ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِذٰلِكَ

﴿۵۳﴾ اور لوط کی قوم کی بستیوں کو الٹ دیا یعنی جبرئیلؑ نے
حق تعالیٰ کے حکم سے ان بستیوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر
الٹا زمین پر گرا دیا۔

﴿۵۴﴾ فَغَشّٰهَا مِنَ الْحِجَارَةِ بَعْدَ ذٰلِكَ
مَا غَشّٰى ○ اَبْهَمَ تَهْوِيْلًا
وَفِيْ هُوْدٍ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ
سِجِّيْلٍ

﴿۵۴﴾ پھر بعد اس عذاب کے ڈھانپا ان کو پتھروں سے اس
چیز نے کہ ڈھانپا ہول میں ڈالنے کو۔ اور سورہ ہود میں
ہے کہ ہم نے ان بستیوں کے اوپر کے رخ کو نیچے کیا اور
ان پر پتھر مثل کنکریوں کے برسائے۔

﴿۵۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ بِاَنْعُمِهِ الدَّالَّةُ
عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ تَتَمَارٰى ○
تَتَشَكَّكُ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اَوْ تُكَذِّبُ

﴿۵۵﴾ پس اے انسان تو کس کس نعمت کو جھٹلاوے گا
یا اس میں شک کرے گا یعنی وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت
اور وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿۵۶﴾ هٰذَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَذِيْرٌ
مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ○ مِنْ جِنْسِهِمْ

﴿۵۶﴾ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈرانے والا ہے جیسے پہلے
ڈرانے والے گذرے۔

اَیْ رَسُوْلٌ کَالرُّسُلِ قَبْلَہٗ اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ کَمَا اُرْسِلُوْا اِلٰی اَقْوَامِہِمْ — یعنی ایک پیغمبر ہے مثل دیگر پیغمبروں کے جو اس سے پہلے گذرے۔ یہ تمہاری طرف بھیجا گیا جیسے اور پیغمبر اپنی اپنی قوموں کی طرف بھیجے گئے۔

(۵۷) اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ ۝ قَرُبَتِ الْقِیَامَۃُ — (۵۷) نزدیک آ گئی قیامت۔

تشریح

(۵۳) <u>قوم لوط کی اوندھی گرنے والی بستیوں کا حال دیکھو</u> حضرت لوط کا زمانہ وہی ہے جو حضرت ابراہیم کا زمانہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط کو سدوم علاقے کا پیغمبر مقرر فرمایا تھا، یہ سدوم کا علاقہ بحر میت کے کنارے پر تھا جو دریائے اردن پر واقع ہے۔ یہ دنیا کی واحد قوم تھی جو انتہائی گندے کام میں مبتلا تھی یہ قوم بت پرست نہیں تھی مگر خدا سے بے خوف ہو کر اس اخلاقی بیماری میں مبتلا ہو گئی تھی۔ حضرت لوط کے سمجھانے پر جب یہ لوگ نہیں مانے تو صبح کے وقت اللہ کا عذاب زلزلے کی صورت میں آیا جس سے ساری بستی الٹ گئی ساتھ میں آتش فشاں کے پھٹنے سے پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش ہوئی اسی کی طرف اللہ نے مذکورہ آیت میں اشارہ فرمایا ہے کہ اوندھی گرنے والی بستیوں کو اٹھا پھینکا

(۵۴) <u>پھر ان پر بحر مردار کا پانی چھا گیا</u> پھر ان پر بحر مردار کا پانی چھا گیا جو اُن کی بستیوں ———— کی زمین میں دھنس جانے کے بعد ان پر پھیل گیا تھا اور آج تک اس علاقے پر چھایا ہوا ہے۔

(۵۵) <u>اللہ کی قیمتی نعمتوں کو جھٹلانے کی حماقت کون کرے گا؟</u> اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ انسانوں کو ہدایت کا جو راستہ دکھلایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ انسان دنیا میں جن جن نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے وہ اکیلے اللہ کی عطا کی ہوئی ہیں اور ان نعمتوں کی شکر گزاری کا تقاضا یہ ہے کہ انسان صرف اپنے رب کی بندگی بجالائے اس کی اطاعت کرے اور اس کی بھیجی ہوئی ہدایت پر چلے۔ جن قوموں نے اس بات کو جھٹلایا اور اللہ کے پیغمبروں سے جھگڑا کیا ان کا انجام دنیا دیکھ چکی ہے۔ عاد، ثمود اور قوم نوح کے لوگ حضرت ابراہیم سے پہلے گزر چکے تھے اور قوم لوط خود ابراہیم کے زمانہ میں عذاب میں مبتلا ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے صحیفوں سے یہ بات قرآن میں نقل کر دی ہے کہ اے مخاطب جو بھی اس کلام کو سن رہا ہے اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں تو شک کرے گا جب کہ یہ سب ایک پروردگار کی عطا کردہ نعمتیں ہیں اور تجھے اسی کا شکر گزار، عبادت گزار اور اطاعت شعار بن کر رہنا چاہیئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ وہ قومیں جنھوں نے دنیا میں ظلم اور فساد پھیلایا اور اللہ کے ساتھ بغاوت کر کے اللہ کی مخلوق کو پریشانیوں میں مبتلا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ کے ان انعامات کو دیکھ کر بھی کیا انسان رب کو جھٹلاتا ہی رہے گا۔

(۵۶) <u>اللہ کی اس تنبیہ پر دھیان دو</u> اللہ تعالیٰ پہلے بھی تنبیہ فرماتے رہے ہیں پہلی تنبیہات میں سے یہ بھی ایک تنبیہ ہے جو حضرت محمدﷺ کے ذریعے دی جا رہی ہے پہلے نبی بھی خبردار کر چکے ہیں اور آپ بھی برے انجام سے خبردار کر رہے ہیں۔ پچھلی کتابوں میں بھی یہ باتیں کہی گئی ہیں اور اب قرآن بھی اسی کو کہہ رہا ہے۔ پچھلی ہلاک شدہ قوموں کا انجام معلوم ہو چکا ہے ان کے انجام سے

(۵۷) <u>آنے والی گھڑی قریب آ چکی ہے</u> یہ مت سوچو کہ فیصلے کی گھڑی بہت دور ہے ابھی کیا جلدی ہے سوچ لیں گے۔ جلد جلد اپنی عاقبت کی فکر کرو موت بھی آ سکتی ہے اور قیامت بھی اچانک پیش آ سکتی ہے اس لئے ٹال مٹول کرنا اور یہ سمجھنا کہ:۔ " ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا "۔ یہ عقلمندی کی بات نہیں ہے کسی کو نہیں معلوم کہ زندگی کی کتنی مہلت باقی ہے۔ ایک سانس لینے کے بعد دوسرا سانس لینے کی نوبت آئے گی یا نہیں۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ اَفَمِنْ هٰذَا

لَيْسَ + لَهَا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	كَاشِفَةٌ	اَفَمِنْ	هٰذَا
نہیں اس کیلئے اس کا	اللہ کے سوا	کوئی کھولنے والا	تو کیا ۔ سے	اس

اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں۔ تو کیا تم اس

الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾

الْحَدِيْثِ	تَعْجَبُوْنَ	وَتَضْحَكُوْنَ	وَلَا تَبْكُوْنَ
بات	تم تعجب کرتے ہو	اور تم ہنستے ہو	اور تم نہیں روتے

بات سے تعجب کرتے ہو؟ اور تم ہنستے ہو اور تم روتے نہیں۔

ع ۳ ۲۰ ۱۷

وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾

وَاَنْتُمْ	سٰمِدُوْنَ	فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ	وَاعْبُدُوْا
اور تم	غفلت کرتے (غافل) ہو	پس تم سجدہ کرو اللہ کے آگے	اور اس کی عبادت کرو

اور تم غافل ہو پس تم اللہ کے آگے سجدہ کرو، اور اسی کی عبادت کرو۔

﴿٥٨﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نفسٌ كَاشِفَةٌ ○ اَیْ لَا يَكْشِفُهَا وَ يُظْهِرُهَا اِلَّا هُوَ كَقَوْلِهٖ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ

﴿٥٨﴾ اللہ کے سوا کوئی اس کو ظاہر نہ کرے گا۔

﴿٥٩﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَیِ الْقُرْاٰنِ تَعْجَبُوْنَ ○ تَكْذِيْبًا

﴿٥٩﴾ سو کیا تم اس قرآن سے تعجب کرتے ہو از راہ تکذیب کے۔

﴿٦٠﴾ وَتَضْحَكُوْنَ اِسْتِهْزَاءً وَلَا تَبْكُوْنَ ○ لِسِمَاعِ وَعْدِهٖ وَوَعِيْدِهٖ

﴿٦٠﴾ اور ہنستے ہو از راہ استہزاء کے۔ اور اس کے وعدہ اور وعید کو سن کر نہیں روتے۔

﴿٦١﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ○ لَاهُوْنَ غٰفِلُوْنَ عَمَّا يُطْلَبُ مِنْكُمْ

﴿٦١﴾ اور حال یہ کہ تم بے خبر ہو اس چیز سے جو تم سے طلب کی جاتی ہے۔

﴿٦٢﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَاعْبُدُوْا ○ وَلَا تَسْجُدُوْا لِلْاَصْنَامِ وَلَا تَعْبُدُوْهَا۔

﴿٦٢﴾ پس سجدہ کرو اللہ کے لیے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور اس کی پرستش کرو اور بتوں کو سجدہ نہ کرو اور نہ ان کی پرستش کرو۔

تشریح

(۵۸) فیصلے کی گھڑی کو کوئی ٹال نہیں سکتا | فیصلے کی گھڑی "قیامت" زیادہ دور نہیں ہے اور موت تو ہر وقت انسان کے سر پر کھڑی ہے جس کے بعد عمل کا سلسلہ ختم ہو جائے گا قیامت کا ایک دن متعین ہے وہ آ کر رہے گا اور اللہ کے سوا کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اس کو ٹال سکے اور اللہ تم بھی اس کو کیوں ٹالیں گے ؟ وہ ایک مقررہ وقت پر آئے گی

(۵۹) کیا یہ تعلیم کوئی نرالی ہے ؟ | تم اللہ کے دین کی باتیں پیغمبر کی زبان سے سنتے ہو۔ موت کا آنا، قیامت کا برپا ہونا اور پھر آخرت کا حساب کتاب۔ جب پیغمبر اس کی دعوت دیتے ہیں تو تمہیں اس پر حیرت کیوں ہوتی ہے ؟ کیا یہ کوئی نرالی باتیں ہیں ؟ کیا یہ کوئی ایسی انوکھی بات ہے جس پر حیرت کا اظہار کیا جائے آخر اس میں تعجب کی بات کیا ہے ؟ بجائے اس کے کہ تم اس پر کان دھرتے اور سنجیدگی سے سوچتے، غور و فکر کرتے اور زندگی کے ان حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرتے الٹا تمہارا رویہ کیا ہے ۔ اگلی آیت میں اس کا ذکر ہے ۔

(۶۰) رونے کے بجائے ہنستے ہو | بجائے اس کے کہ حساب کتاب کی باتیں سنکر اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے اپنے اعمال پر نظر ڈالتے اور خوف خدا سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ تمہاری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور گھبرا کر اپنے بچاؤ کی تیاری کرتے اس کے برخلاف تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو، غافل اور بے فکر ہو کر کھلاڑیاں کرتے ہو۔ اس صداقت کا مذاق اڑاتے ہو جو تمہارے سامنے پیش کی جارہی ہے اور مذاق ہی نہیں اڑاتے بلکہ اور بھی احمقانہ حرکت کرتے ہو۔ وہ احمقانہ حرکت کیا ہے آنے والی آیت میں اس کا ذکر ہے ۔

(۶۱) غافل اور بے فکر ہو کر کھلاڑیاں کرتے ہو | قرآن کی آواز کو دبانے کے لئے ایک حرکت تو یہ کرتے تھے کہ زور زور سے گانا اور شور مچانا شروع کر دیتے تھے تاکہ قرآن کی آواز دب جائے اور جب رسول اللہ ؐ قرآن مجید سناتے تھے تو سر نیوڑ کر غصے کے ساتھ منہ اوپر اٹھائے نکل جاتے تھے جیسے یہ جو کچھ سنایا جارہا ہے نہ سننے کے قابل ہے نہ توجہ کرنے کے ۔ یہ تھا ان لوگوں کا رویہ، ان کی غفلت اور ان کا غرور و تکبر، اور دعوت اسلامی کے ساتھ ان کا مذاق ۔

(۶۲) اسلام کی صداقت کا ایک عجیب واقعہ | نبوت کا پانچواں سال تھا ۵ نبوی اسی زمانے میں یہ سورت "النجم" نازل ہوئی اور بڑا عجیب واقعہ پیش آیا کہ قریش کا ایک بڑا مجمع کعبے کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ نبی ؐ نے سورۂ النجم کی تلاوت باواز بلند قریش کے مجمع میں شروع فرمائی۔ آخر عربی ان کی زبان تھی وہ اس کی لطافتوں کو خوب سمجھتے تھے ۔ کلام الٰہی کا صوتی آہنگ مہبط وحی کی پرتاثیر زبان۔ مجمع میں عجیب وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور جب آپ اس آخری آیت (آیت سجدہ) فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ۔ (جھک جاؤ اللہ کے آگے اور بندگی بجا لاؤ) پر پہنچے اور آپ نے اس آیت پر سجدہ فرمایا تو تمام حاضرین بے اختیار سجدے میں گر پڑے ۔ صرف ایک ولید بن مغیرہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا تو مٹی ہاتھ میں لے کر پیشانی پر لگالی۔

یہ عجیب بات ہے کہ جو مشرک اس وقت بے اختیاری طور پر سجدہ ریز ہوئے تھے ان میں سے اکثر کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی یہ واقعہ اس کا ثبوت ہے کہ انسان اپنی فطرت کے خلاف لاکھ چلنا چاہے مگر ایک لمحہ اس کی زندگی میں ایسا آتا ہے جب فطرت کھلی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے ۔ اللہ کے سامنے خود سپردگی انسان کی فطرت کی آواز ہے۔

(یہ آیت سجدہ ہے اس پر سجدہ کرنا پڑھنے اور سننے والوں کو حکم ہے۔) بخاری، احمد اور نسائی کی حدیث سے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ حضرت ابن عباس رضؓ اور مطلب بن وداعہ رضؓ سے مروی ہے ۔ یہی معلوم ہوتا ہے ۔

۵۴

اَلْقَمَرُ

○ ترتیب تلاوت ——— ۵۴	○ ترتیب نزول ——— ۳۷
○ مکی / مدنی ——— مکیّ	○ تعداد رکوعات ——— ۳
○ تعداد آیات ——— ۵۵	○ تعداد الفاظ ——— ۳۴۸
○ تعداد حروف ——— ۱۴۸۲	

○ اِس سورت کا نام "اَلْقَمَرَ" اس کی پہلی آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ سے لیا گیا ہے یعنی وہ سورت جس میں لفظ قمر آیا ہے اور اس میں شق قمر کا بھی ذکر ہے۔

○ اس سورت میں شق قمر کے واقعہ کا ذکر اس سورت کی پہلی ہی آیت میں ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ سورت کب نازل ہوئی۔

شق قمر کا واقعہ کیا ہے اس کا مختصر سا پس منظر یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کے چچا ابوطالب بنی ہاشم کے سردار تھے ان کی پشت پناہی کی وجہ سے مخالفین حضرت محمد ﷺ کو براہِ راست نقصان پہنچانے سے بچتے تھے۔ لیکن حبشہ کی طرف ہجرت نجاشی کے دربار میں ان کی بے عزتی، حضرت حمزہ حضرت عمر کے اسلام لانے کی وجہ سے اسلام کی قوت میں اضافہ، ان چیزوں نے مخالفین کی آتش انتقام کو بھڑکا دیا۔

یکم محرم ۷ نبوی (۶۱۷ء) کو قریش نے ایک بڑا جلسہ کیا جس میں مکے کے مختلف قبیلوں اور سردارانِ قریش

نے بنو ہاشم کے سماجی اور معاشی بائیکاٹ کا تحریری فیصلہ کیا اور قبیلۂ بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں نظر بند کر دیا۔

اس بائیکاٹ کو دو سال گزر چکے تھے۔ حج کے دن تھے اور آں حضرت منیٰ میں تشریف رکھتے تھے آسمان پر پورا چاند اپنی چاندنی بکھیر رہا تھا۔

کفار نے مطالبہ کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو اس چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایئے۔ اس وقت ابو جہل، ولید، عاص، اسود، نضر بن حرث موجود تھے۔ آپ نے اللہ سے دعا فرمائی اور پھر انگلی سے اشارہ فرمایا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا حرار کے اوپر اور دوسرا حراء کے دامن میں اور حرار چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان حائل تھا۔ پھر اچانک یہ دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔

صحابہ کرام میں سے جن لوگوں نے اس واقعہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ان میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت حذیفہؓ اور حضرت جبیرؓ کے نام شامل ہیں۔

سورۂ قمر کی پہلی آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۵ نبوی کا ہے۔ چاند کے ٹکڑے ہونے سے ثابت تھا کہ قیامت حق ہے۔ یہ نظام شمسی ایک دن درہم برہم ہو جائے گا۔ باہر سے آنے والے قافلوں نے بھی بتایا کہ ہم نے چاند کو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

مگر کفار نے اسے جادو کا کرشمہ قرار دیا اور اپنے انکار پر قائم رہے اس سورت میں ان کی ہٹ دھرمی پر ملامت کی گئی ہے۔

○ گزری ہوئی قوموں نوح، عاد، ثمود، قوم لوط اور آلِ فرعون کا مختصر سا بیان کر کے بتایا گیا کہ اللہ کے رسولوں کو جھٹلانے والے کیسے کیسے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پچھلی قوموں کی تاریخ سے عبرت ناک مثالیں دے کر سمجھایا گیا ہے کہ دوسری قوموں کی طرح موجودہ لوگوں کو بھی اس طرح کی سزائیں مل سکتی ہیں۔

○ سورت کے آخر میں قیامت کے تعلق سے بتایا گیا ہے کہ وہ مقررہ وقت پر آئے گی اور اللہ کو اس کے لئے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے مگر اللہ کے یہاں اس کا ایک وقت مقرر ہے۔ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی کے کہنے پر قیامت برپا کر دی جائے۔

رکوعاتها ۳	۳۷	سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ	۵۴	اٰيَاتُهَا ۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①

اِقْتَرَبَتِ	السَّاعَةُ	وَانْشَقَّ	الْقَمَرُ
قریب آگئی	قیامت	اور شق ہوگیا	چاند

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ اِلَّا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ الْاٰيَةَ وَهِيَ خَمْسٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ قَرُبَتِ الْقِيَامَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ اِنْفَلَقَ فَلْقَتَيْنِ عَلٰى اَبِيْ قُبَيْسٍ وَقُعَيْقِعَانِ اٰيَةً لَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُئِلَهَا فَقَالَ اشْهَدُوْا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

سورۂ قمر مکی ہے مگر یہ آیت سَیُہْزَمُ الْجَمْعُ الخ اور اس سورۃ میں پچپن ۵۵ آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے

① اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ الخ نزدیک آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ چاند کا دو ٹکڑے ہونا حضرت کا معجزہ ہوا۔ جس کا کافروں نے حضرت سے سوال کیا تھا۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کیا وہ دو ٹکڑے ہوگیا پہاڑ ابوقبیس اور قعیقعان پر۔ پس آپ نے فرمایا کہ گواہ رہو روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

تشریح

① چاند کا پھٹنا رسالت وقیامت کی دلیل | شق القمر کا معجزہ تواتر سے ثابت ہے۔ قرآن پاک کی آیت اور صحیح حدیثوں کی روشنی میں اس بات میں کوئی شک نہیں رہتا کہ یہ معجزہ پیش آیا۔

صحیح مسلم میں ابو واقد لیثی کی روایت ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ آں حضرت سورۂ قٓ اور سورۂ قمر کو عام مجمعوں میں خاص طور پر پڑھا کرتے تھے جیسے جمعہ اور عیدین کی نمازیں تاکہ جو لوگ اس معجزہ کے ظہور کے وقت موجود نہ تھے وہ بھی اس کو سن لیں اور اس سے یہ عبرت حاصل کریں کہ جب چاند پھٹ گیا تو یقیناً قیامت کا آنا حق ہے سب لوگ بڑی بڑی جماعتوں میں اس معجزے کا تذکرہ سنتے تھے اور کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی کسی نے اس کا انکار کیا ہو۔ اگر یہ واقعہ پیش نہ آیا ہوتا تو کم از کم مسلمان ہی آپ سے یہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ یہ شق قمر کا واقعہ ہوا ہی کب ہے؟ یہاں ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہ معجزہ جتنا عظیم الشان تھا اس کا ثبوت بھی قدرتاً اتنا ہی مضبوط جمع ہوگیا ہے۔ آپ کی جماعت میں جن صحابہ نے اس معجزے کی روایت کی ہے ان میں سے بعض خود وہ ہیں جو

اس کے دیکھنے والوں میں شریک تھے۔ اور مخالفین کا اس معجزہ کو دیکھ کر جادو کہنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا یہ معجزہ انھوں نے بھی دیکھا تھا۔

رہی یہ بات کہ جب یہ اتنا بڑا واقعہ ہے تو تاریخ میں اس کا ذکر کیوں نہیں ہے؟ اس کے بارے میں حضرت امام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح نے اپنی کتاب حجۃ الاسلام میں جو تحریر فرمایا ہے اس پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

اگر ایسے وقائع کا ذکر تاریخوں میں لکھا جانا ضروری ہے تو اس اندھیری کا کون سی تاریخ میں ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ ع کے سولی دینے کے دن واقع ہوئی تھی۔ اور اس ستارے کا کون سی کتاب میں ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ ع کے تولد کے دنوں میں نمایاں ہوا تھا۔ اور آفتاب کے ساکن رہنے کا کہاں کہاں چرچا ہے اور کون کون سی کتاب میں ذکر ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس اور وقائع کو خیال فرمایئے۔

علاوہ بریں دن کے واقعات اور رات کے حوادث میں عام اطلاع کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ خاص کر اندھیری رات ہو جانا (یعنی دن میں) کہ اس کی اطلاع تو ہر کس و ناکس کو ضرور ہونی چاہیئے۔ انشقاق قمر کی اطلاع تو سوائے ان صاحبوں کے ضروری نہیں جو اس وقت بیدار ہوں اور پھر نگاہ بھی ان کی چاندہی کی طرف لگ رہی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ بات شب کے وقت بہت کم اتفاق میں آتی ہے کہ انسان بیدار بھی ہے اور اس کی نگاہ بھی چاند کی طرف ہو۔ اور اگر فرض کیجئے کہ موسم سرا ہو تو یہ بات اور بھی مستبعد ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں طلوع قمر کے تھوڑی دیر بعد یہ قصہ واقع ہوا تھا۔ اس لئے جبل حرا کے دونوں ٹکڑوں کے بیچ حائل ہو جانے کا ذکر آتا ہے اس صورت میں ممالک مغرب میں تو اس وقت تک عجب نہیں کہ طلوع بھی نہ ہوا ہو۔ اور بعض بعض مواقع میں عجب نہیں کہ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کی آڑ میں آگیا ہو۔ اور اس لئے وہاں اور جگہ کی نسبت اس کی اطلاع کا زیادہ احتمال ہے مگر جیسے اس وقت ہندوستان میں ارتفاع قمر زیادہ ہوگا ویسے ہی اس وقت رات بھی آدھی ہوگی اور ظاہر ہے کہ اس وقت کون جاگتا ہوگا۔ سوائے اس کے کہ ہندوستانیوں کو قدیم سے اس طرف توجہ ہی نہیں کہ تاریخ لکھا کریں۔ بایں ہمہ تاریخوں میں موجود ہے کہ یہاں کے ایک راجہ نے ایک رات یہ واقعہ بچشم خود دیکھا۔

(حجۃ الاسلام ص۴۸ و ۴۹ بتغییر یسیر۔)

قاضی سلیمان صاحب منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین میں یہ ایک نقشہ درج کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ شق القمر کے وقت دنیا کے مختلف ملکوں میں کیا وقت تھا؟ اس نقشے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر ملک میں اس واقعہ کا دیکھا جانا ضروری نہیں ہے۔ نقشہ درج ذیل ہے :۔

نام مُلک	گھنٹے	منٹ	نام مُلک	گھنٹے	منٹ
ہندوستان	۱۲	۵۰ منٹ	آئس لینڈ، مڈیریا	۵	۲۰ دن
ماریشس	۱۱	۲۰ "	مشرقی برازیل	۳	۲۰ بعد نیم شب
رومانیا، بلگیریا، ٹرکی، یونان، جرمن لکسمبرگ، ڈنمارک، سویڈن	۸	۲۰ دن	متوسط برازیل و چلی	۲	۲۰ "
			برٹش، کولمبیا	۱۰	۲۰ قبل دوپہر

نام مُلک	گھنٹے	منٹ	نام مُلک	گھنٹے	منٹ
لوکون	۹	۴۲ قبل دوپہر	نیوزی لینڈ	۶	۵۰ صبح
برما	۱	۵۰ " "	تسمانیہ۔ وکٹوریہ نیوساؤتھ ویلز	۵	۴۲ صبح
شمالی لینڈ۔ مڈغاسکر	۱۰	۴۰ شب			
ریاستہائے ملایا	۲	۲۰ بعد نیم شب	جنوبی آسٹریلیا	۴	۵۰ صبح
جزائر سنڈوک	۷	۵۰ دن	جاپان۔ کوریا	۴	۲۰ بعد دوپہر
انگلستان۔ آئرلینڈ۔ فرانس بیلجیم۔ سپین ۔ پرتگال جبل الطارق ۔ الجیریا	۶	۲۰ دن	مغربی آسٹریلیا شمالی بورینو ، جزائر فلپائن ہانگ کانگ ۔ چین	۳	۲۰ بعد دوپہر
پیرو۔ پانامہ۔ جمیکا ہیایٔن ۔ امریکہ	۱	۲۰ بعد نیم شب	نوٹ:۔ یہ نقشہ اوقات سٹینڈرڈ ٹائم کے حساب سے ہے۔ (رحمۃللعالمین جلد سوم صـ ۱۹۰)		
سموآ	۶	۴۰ دن			

حضرت نانوتوی رح نے جس راجہ کا ذکر کیا ہے، اس نے ایک رات یہ واقعہ بچشم خود دیکھا ہے۔اس راجہ کا نام راجہ بھوج تھا جس نے خود اپنی آنکھوں سے شق القمر کا معجزہ دیکھا تھا۔ یہ راجہ بھوج ریاست بھوپال کا بانی تھا جس کی راج دھانی در دھارنگری ، تھی۔ یہ حضورم کا ہم عصر تھا آپ ہی کے زمانے میں ہوا ہے۔

یہ رات کو اپنے محل کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ اس نے برہمنوں کو جمع کیا برہمنوں نے بتایا کہ ملک عرب میں کوئی شخص پیدا ہوا ہے یہ ان کا معجزہ ہے۔ راجہ بھوج نے اپنا ایک سفیر جس کا نام ماتادین تھا اس کو نبی م کی خدمت میں بھیجا اور اس کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں کچھ تحفے بھی بھیجے اور یہ بھی ہدایت کی کہ جو کچھ آپ فرمائیں وہ مجھے آکر بتانا۔ سفیر کے ساتھ جو اس نے تحفے بھیجے وہ پان کے پتے اور پہننے کا پاجامہ پیش کئے۔ سفیر ماتادین نے یہ تحفے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پان جذام یعنی کوڑھ کے مرض کو روکتا ہے اور عورتوں کے منھ کی زینت کے لئے خوب ہے۔ اور پاجامے کے بارے میں فرمایا کہ یہ پردے کے لئے بہت اچھا ہے۔ (ایک روایت ہے کہ خود پہنا بھی ہے)

راجہ بھوج کے سفیر ماتادین اسلامی تعلیمات کو سن کر مسلمان ہوگئے آپؐ نے ان کا نام محی الدین تجویز فرمایا۔ اور اپنے ایک صحابی حضرت عبداللہ کو راجہ کی تلقین کے لئے ساتھ روانہ کیا۔ راجہ بھوج نے سن ۶۴۲ء سمت بکرمی میں دھار کے بڑے مندر میں جس کے اندر گیارہ سیڑھیاں پتھر کی بنی ہوئی ہیں ان میں سب سے اوپر والی سیڑھی پر بیٹھ کر جمع عام میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ ان قاصدوں کی قبریں گنج شہیداں کربلا پر ہیں۔

یہ تمام معلومات علامہ قاضی سید عابد علی وجدی علی حسینی سابق قاضی ریاست بھوپال کی کتاب "ہندوستان

اسلام کے سائے میں" درج کی ہیں۔ اس کے علاوہ نواب شاہ جہاں بیگم والیہ ریاست بھوپال نے اپنی خود نوشت تاریخ "تاج الاقبال" میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ ایک فارسی قصیدہ جو عبداللہ شاہ چنگال کے مقبروں کی دیواروں پر شہر پیران دھار پر کندہ ہے وہ اس کی نشان دہی کرتا ہے۔ (تاج الاقبال ۱۰۴/۲)

علامہ فیضی نے بھوج پتری یا بھوج پوتھی جو سنسکرت زبان میں ہے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے اس میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔

بشارت احمدیہ مؤلفہ مولوی عبدالعزیز بحوالہ شہادت الاقوام ص۱۰۳ پر ہے کہ اس راجہ کا نام مسلمان ہونے کے بعد عبداللہ رکھا گیا۔ اور جب وہ مسلمان ہوگیا تو لوگوں نے اس کو راجہ کی گدی سے اٹھا دیا اور ان کے بھائی کو راجہ بنا دیا اور وہ صحابی جو ساتھ میں آئے تھے ان کا انتقال بھی اسی شہر میں ہوگیا ان کی قبر بھی وہیں ہے جہاں راجہ کی قبر ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتاب سر الشہادتین اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی نے اپنے رسالے شق القمر میں راجہ بھوج کے اسلام کا تذکرہ کیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری کی کتاب فیض الباری میں معجزہ شق القمر اور راجا بھوج کے مشاہدے کے بارے میں تاریخ فرشتہ کا حوالہ ہے۔ لکھا ہے کہ بھوپال کے راجا نے جس کا نام بھوج پال تھا اس معجزے کا مشاہدہ کیا تھا۔

اس کے علاوہ سردار دوست محمد خاں جو ریاست بھوپال کے بانی ہیں ان کی قلمی سوانح عمری میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہے۔ مولانا عباس رفعت شیروانی مہتمم دفتر تاریخ بھوپال نے اپنی کتاب سراج الاقبال میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ بہرحال ہندوستان کی بہت سی تاریخوں میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

آپ کا یہ معجزہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا آپ کی رسالت کی اور قیامت کے آنے کی دلیل ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے اس معجزے کو قرب قیامت کے لئے ایک دلیل کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔

وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا

وَاِنْ یَّرَوْا	اٰیَةً	یُّعْرِضُوْا	وَیَقُوْلُوْا	سِحْرٌ	مُّسْتَمِرٌّ	وَكَذَّبُوْا
اور اگر وہ دیکھتے ہیں	کوئی نشانی	وہ منہ پھیر لیتے ہیں	اور وہ کہتے ہیں	جادو	(ہمیشہ) ہوتا چلا آیا	اور انھوں نے جھٹلایا

اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں (یہ) جادو ہے ہمیشہ ہوتا چلا آیا اور انھوں نے

وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾

وَاتَّبَعُوْۤا	اَهْوَآءَهُمْ	وَكُلُّ + اَمْرٍ	مُّسْتَقِرٌّ
اور پیروی کی	اپنی خواہشات	اور ہر کام	وقت مقرر

جھٹلایا اور پیروی کی اپنی خواہشات کی اور ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔

﴿۲﴾ وَاِنْ یَّرَوْا اَیْ كُفَّارُ قُرَیْشٍ اٰیَةً
مُعْجِزَةً لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانْشِقَاقِ
الْقَمَرِ یُعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا هٰذَا سِحْرٌ
مُّسْتَمِرٌّ ○ قَوِیٌّ مِنَ الْمِرَّةِ اَوْ دَائِمٌ
﴿۳﴾ وَكَذَّبُوا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ فِی الْبَاطِلِ وَكُلُّ
اَمْرٍ مِّنَ الْخَیْرِ وَالشَّرِّ مُّسْتَقِرٌّ ○ بِاَهْلِهٖ
فِی الْجَنَّةِ اَوِ النَّارِ

﴿۲﴾ اور اگر کفار قریش کوئی معجزہ آنحضرت کا دیکھتے ہیں جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا
تو وہ منہ موڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے مضبوط یا ہمیشہ کا جادو ہے۔
﴿۳﴾ اور جھٹلاتے ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔
اور پیروی کرتے ہیں اپنی خواہش کی امر باطل میں اور ہر ایک کام برا اور بھلا قائم ہونے والا ہے۔ ساتھ اس کے جو اس کے لائق ہے جنت میں یا دوزخ میں۔

تشریح

﴿۲﴾ ایسے جادو پہلے بھی ہوتے رہے ہیں | اتنی بڑی نشانی دیکھ کر بھی یہ لوگ ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں ماننے کو تیار نہیں ہوتے اور کہہ دیتے ہیں کہ اس طرح کے جادو نبوت کے دعویداروں نے پہلے بھی کئے ہیں۔ جس طرح وہ جاتے رہے یہ بھی جاتا رہے گا۔ اور محمد تو ایسے جادو دکھاتے ہی رہتے ہیں۔ ویسے یہ پکا جادو، بڑی مہارت سے دکھایا گیا ہے۔

اس کو جادو کہنے سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ مخالفت کرنے والے بھی اس واقعہ کے پیش آنے کا انکار نہیں کرتے۔ یہ الگ بات ہے کہ اسے معجزے کے بجائے جادو کہہ کر ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ حق و باطل کا فیصلہ ایک دن ہونا ہی ہے | نہ ماننے والوں نے چاند کے پھٹنے کے اس معجزے کو دیکھ کر بھی ماننے سے اس لئے انکار کر دیا کہ یہ ان کی خواہش نفس کے خلاف تھا انھوں نے ٹھان رکھی ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے اور کتنی ہی نشانیاں کھلی کھلی سامنے آجائیں تسلیم کرنا نہیں ہے اور قیامت آئے گی اس کو ماننا نہیں ہے۔

مگر یہ کش مکش بہر حال کسی نتیجے پر پہنچنی ہے حق و باطل کا فیصلہ ہونا ہے تمام معاملات آخر ایک انجام کو پہنچے ہیں اس کا بھی انجام سامنے آنا ہے اور ثابت ہو جائے گا کہ حق کیا تھا اور باطل کیا تھا۔ اللہ کی طرف سے جو وقت مقرر ہے وہ آکر رہے گا۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ	مِّنَ	الْاَنْۢبَآءِ	مَا فِيْهِ	مُزْدَجَرٌ
اور تحقیق آگئی ان کے پاس	سے	(جمع) خبریں	جس میں	ڈانٹ (عبرت)

اور تحقیق ان کے پاس آگئیں (وہ) خبریں جن میں عبرت ہے

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ

حِكْمَةٌ + بَالِغَةٌ	فَمَا تُغْنِ	النُّذُرُ	فَتَوَلَّ
حکمت بالغہ (کامل دانش مندی)	تو نہ فائدہ دیا	ڈرانے والے	سو تم منہ پھیر لو

کامل دانش مندی کی باتیں تو انھیں ڈرانے والوں نے فائدہ نہ دیا۔ سو تم ان سے منہ پھیر لو

عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَیْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾

عَنْهُمْ	يَوْمَ	يَدْعُ	الدَّاعِ	اِلٰى	شَیْءٍ	نُّكُرٍ
ان سے	جس دن	بلائے گا	ایک بلانے والا	طرف	شے	ناگوار

جس دن بلائے گا ایک بلانے والا (فرشتہ) ناگوار شے کی طرف

(۴) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ
اَخْبَارُ هِلَاكِ الْاُمَمِ الْمُكَذِّبَةِ
رُسُلَهُمْ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ○
لَهُمْ اِسْمُ مَصْدَرٍ اَوْ اِسْمُ
مَكَانٍ وَالدَّالُ بَدَلٌ مِّنْ
تَاءِ الْاِفْتِعَالِ وَازْدَجَرْتُهٗ
وَزَجَرْتُهٗ نَهَيْتُهٗ بِغِلْظَةٍ
وَمَا مَوْصُوْلَةٌ اَوْ مَوْصُوْفَةٌ
(۵) حِكْمَةٌ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَّحْذُوْفٍ
اَوْ بَدَلٌ مِّنْ مَا اَوْ مِنْ
مُزْدَجَرٌ بَالِغَةٌ تَامَّةٌ
فَمَا تُغْنِ تَنْفَعُ فِيْهِمُ النُّذُرُ ○
جَمْعُ نَذِيْرٍ بِمَعْنٰى مُنْذِرٍ
اَیِ الْاُمُوْرُ الْمُنْذِرَةُ لَهُمْ

(۴) اور بیشک ان کافروں کے پاس پہلی امتوں کی جنھوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا وہ خبریں آئیں جس میں ان کے لئے تنبیہ اور زجر ہے۔

(۵) وہ کامل حکمت ہے۔

سو ان کافروں کو ڈرانے کی باتوں سے کچھ نفع نہیں۔

وَمَا لِلنَّفْيِ أَوْ لِلِاسْتِفْهَامِ
الْإِنْكَارِيِّ وَهِيَ عَلَى
الثَّانِي مَفْعُولٌ مُقَدَّمٌ

(۶) فَتَوَلَّ عَنْهُمْ هُوَ فَائِدَةُ — (۶) پس منہ پھیر لو ان سے۔
مَا قَبْلَهُ وَبِهِ تَمَّ
الْكَلَامُ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ — لوگ قبروں سے نکلیں گے اس دن کہ پکارے گا پکارنے
هُوَ إِسْرَافِيلُ وَنَاصِبُ — والا یعنی اسرافیل۔
يَوْمَ يَخْرُجُونَ بَعْدُ
إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ○ — ایک سخت امر کے لئے۔
بِضَمِّ الْكَافِ وَسُكُونِهَا — یعنی حساب کے لئے۔
أَيْ مُنْكَرٍ تُنْكِرُهُ النُّفُوسُ
لِشِدَّتِهِ وَهُوَ الْحِسَابُ

تشریح

(۴) گذشتہ قوموں کے حالات عبرت کے لئے کافی ہیں | پچھلی قوموں کے حالات سامنے آچکے ہیں کہ جب وہ اپنی سرکشی پر قائم رہیں اور کسی طرح سچائی کو مان کر نہ دیا تو ان کا کیا انجام ہوا اس میں عبرت کے لئے کافی سامان موجود ہے۔ مگر یہ انہی کے لئے ہے جو عبرت حاصل کرنا چاہیں۔

(۵) قرآن مجید میں وہ حکمت موجود ہے جو نصیحت کے لئے کافی ہے۔ | ذرا بھی غور کریں تو قرآن حکیم حکمت کا ایسا مجموعہ ہے جو عقل کو بھی اپیل کرتا ہے اور دل میں بھی بات اترتی چلی جاتی ہے۔

اتنے سامانِ ہدایت کے باوجود نہ ان لوگوں پر کوئی نصیحت اثر کرتی ہے اور نہ کوئی تنبیہ کارگر ہوتی ہے۔ جس طرح پتھر میں جونک نہیں لگتی۔ اسی طرح ان کے دلوں پر نہ نصیحت کا اثر ہوتا ہے نہ فہمائش کا۔

(۶) اب آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں | آپ نے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری عمدہ طریقے سے ادا کر دی، معقول طریقے سے ان کو سمجھا دیا، انسانی تاریخ سے مثالیں دے کر بھی بتا دیا کہ آخرت کا انکار کرنے کے کیا نتیجے ہوتے ہیں اور رسولوں کی سچی بات نہ مان کر دوسری قومیں عبرت ناک انجام سے دوچار ہو چکی ہیں اب بھی یہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے تو انہیں اس حالت میں پڑا رہنے دو، اب یہ تب ہی مانیں گے جب وہ انہونی چیز جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی ان کے سامنے آجائے گی اور قیامت برپا ہوگی اور ان کو میدان حشر کی طرف حساب دینے کے لئے پکارا جائے گا۔ جانتے ہیں حشر کا وہ دن کیسا ہوگا؟ اگلی آیت میں اس کی کیفیت سنئے۔

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ

خُشَّعًا	اَبْصَارُهُمْ	يَخْرُجُوْنَ	مِنَ الْاَجْدَاثِ	كَاَنَّهُمْ
جھکی ہوئی	ان کی آنکھیں	وہ نکلیں گے	قبروں سے	گویا کہ وہ

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ وہ قبروں سے (اسی طرح) نکلیں گے گویا کہ وہ

جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ

جَرَادٌ	مُّنْتَشِرٌ	مُّهْطِعِيْنَ	اِلَى + الدَّاعِ	يَقُوْلُ
ٹڈیاں	پراگندہ	لپکتے ہوئے	پکارنے والے کی طرف	کہیں گے

پراگندہ ٹڈیاں ہیں پکارنے والے کی طرف لپکتے ہوئے کہیں گے

الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

الْكٰفِرُوْنَ	هٰذَا	يَوْمٌ	عَسِرٌ	كَذَّبَتْ	قَبْلَهُمْ	قَوْمُ
کافر (جمع)	یہ	دن	بڑا سخت	جھٹلایا	ان سے قبل	قوم

کافر یہ بڑا سخت دن ہے۔ جھٹلایا ان سے قبل قوم

نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ﴿٩﴾

نُوْحٍ	فَكَذَّبُوْا	عَبْدَنَا	وَقَالُوْا	مَجْنُوْنٌ	وَّازْدُجِرَ
نوح ؑ	تو انھوں نے جھٹلایا	ہمارے بندے	اور انھوں نے کہا	دیوانہ	اور ڈرایا دھمکایا گیا

نوح ؑ نے تو انھوں نے ہمارے بندے (نوح ؑ) کو جھٹلایا اور انھوں نے کہا دیوانہ ہے ڈرایا دھمکایا گیا ہے۔

﴿٧﴾ خَاشِعًا ذَلِيْلًا وَفِيْ قِرَاءَةٍ خُشَّعًا بِضَمِّ الْخَاءِ وَفَتْحِ الشِّيْنِ مُشَدَّدَةً اَبْصَارُهُمْ حَالٌ مِنْ فَاعِلِ يَخْرُجُوْنَ اَيِ النَّاسُ مِنَ الْاَجْدَاثِ الْقُبُوْرِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ لَا يَدْرُوْنَ اَيْنَ يَذْهَبُوْنَ مِنَ الْخَوْفِ وَالْحَيْرَةِ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِنْ

﴿٧﴾ درآں حالے کہ ذلیل ہوں گی

بینائیاں ان کی۔
نکلیں گے
قبروں سے
گویا کہ وہ ٹڈی ہیں پھیلنے والی۔ کہ بہ سبب شدت خوف کے ان کو یہ خبر نہ ہوگی کہ ہم کہاں جاتے ہیں۔

فَاعِلِ يَخْرُجُوْنَ وَكَذَا قَوْلُهٗ

(۸) مُّهْطِعِيْنَ اَيْ مُسْرِعِيْنَ مَادِّيْ اَعْنَاقِهِمْ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ مِنْهُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○ اَيْ صَعْبٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ كَمَا فِي الْمُدَّثِّرِ يَوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ

(۸) جلدی کرنے والے اور گردن دراز کرنے والے بلانے والے کی طرف بلانے والے کے۔ ان میں جو کافر ہے وہ کہے گا کہ یہ دن کافروں پر بہت سخت ہے۔

(۹) كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَبْلَ قُرَيْشٍ قَوْمُ نُوْحٍ تَانِيْثُ الْفِعْلِ بِمَعْنَى قَوْمٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا نُوْحًا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ○ اَيْ اِنْتَهَرُوْهُ بِالسَّبِّ وَغَيْرِهٖ

(۹) قریش سے پہلے قوم نوح نے جھٹلایا سو انہوں نے ہمارے بندے نوح کی تکذیب کی اور اس کی شان میں کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور اس کو جھڑک دیا گالی وغیرہ دے کر۔

تشریح

(۷) سہمی ہوئی نگاہوں سے ٹڈی دل کی طرح قبروں کی طرف دوڑتے ہوئے۔ | حال یہ ہوگا کہ نگاہیں سہمی ہوئی ہونگی خوف زدہ، ڈرے سہمے اپنے اپنے ٹھکانوں (قبروں) سے ٹڈی دل کی طرح پکارنے والے کی طرف دوڑے جارہے ہوں گے۔ اس وقت کسی میں یہ طاقت نہ ہوگی کہ ذرا بھی اِدھر اُدھر ہو جائے سیدھا میدان حشر کی طرف دوڑتا چلا جائے گا۔

(۸) قیامت کا انکار کرنے والے کہیں گے یہ دن بڑا کٹھن ہے | وہی لوگ جو دنیا میں قیامت کا انکار کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد نہ کوئی زندگی ہے نہ حساب کتاب ہے۔ آج ایک پکار پر دوڑے چلے جارہے ہوں گے۔ اور کہیں گے کہ یہ بڑا کٹھن اور سختی کا اور مشکل دن ہے۔ دیکھو آج کیا گزرے گی۔

آخرت کا یہ عذاب تو اپنے وقت پر آئے گا ہی۔ وہ لوگ جنھوں نے آخرت کو اور رسولوں کو جھٹلایا ان کے لئے دنیا میں بھی ایسا دن گزر چکا ہے جو بہت سخت اور مشکل تھا وہ دنیا میں بھی سزا بھگت چکے ہیں اور اب آخرت میں بھی بھگتیں گے۔

ان جھٹلانے والوں میں سے ایک قوم نوح بھی تھی جس کا واقعہ آگے بیان ہو رہا ہے۔

(۹) قوم نوح نے ہمارے بندے نوح کو جھٹلایا | جب ہم نے اپنے رسول اور اپنے بندے نوح ؑ کو اس کی قوم کو سمجھانے کے لئے رسول مقرر کیا اور اس نے اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ آخرت کی بازپرس میں کامیاب ہونے کے لئے اور دنیا میں ایک اچھی زندگی گزارنے کے لئے کیا عقیدہ اور کیا عمل اختیار کرنا چاہیئے اور کس چیز سے بچنا چاہیئے تو قوم نے ان کی تعلیم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ان کی نبوت کو بھی جھٹلایا اور کہا کہ یہ نبی نہیں ہے دیوانہ ہے دیوانگی کی باتیں کر رہا ہے۔ اس پر لعنت و ملامت کی اس کا جینا دوبھر کر دیا۔

وہ ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو سمجھاتا رہا صبر اور ہمت سے ان کی دھمکیاں سہتا رہا آخر کار تنگ آکر اس نے پروردگار سے دعا کی ـــــــ جس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ

فَدَعَا	رَبَّهٗٓ	اَنِّیْ	مَغْلُوْبٌ	فَانْتَصِرْ	فَفَتَحْنَآ	اَبْوَابَ، السَّمَآءِ	بِمَآءٍ
پس اس نے پکارا	اپنا رب	کہ میں	مغلوب	پس میرا انتقام لے	تو ہم نے کھول دیے	آسمان کے دروازے	پانی سے

پس اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہوں پس (ان سے) میرا انتقام لے تو ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے

مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾

مُّنْهَمِرٍ	وَّفَجَّرْنَا	الْاَرْضَ	عُيُوْنًا	فَالْتَقَى	الْمَآءُ	عَلٰٓى اَمْرٍ	قَدْ قُدِرَ
کثرت سے برسنے والے	اور ہم نے جاری کر دیے	زمین	چشمے	پس مل گیا	پانی	اس کام پر	(جو) مقرر ہو چکا تھا۔

دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پس (زمین آسمان کا) پانی اس کام پر مل گیا جو (علم الٰہی میں) مقرر ہو چکا تھا۔

(۱۰) فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ بالفتح اَیْ بِاَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۞

(۱۱) فَفَتَحْنَا بالتخفیف والتشدید اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۞ منصب انصبابا شدیدا

(۱۲) وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا تنبع فَالْتَقَى الْمَآءُ ماء السماء والارض عَلٰٓى اَمْرٍ حال قَدْ قُدِرَ ۞ به فی الازل وهو هلاكهم غرقا

(۱۰) پس نوح نے اپنے رب سے دعا کی کہ بے شک میں مغلوب ہوں میری مدد فرما۔

(۱۱) سو ہم نے کھول دیئے دروازے آسمان کے ساتھ پانی بہت زور سے برسنے والے کے۔

(۱۲) اور زمین میں چشمے کھول دئے کہ ان میں سے پانی نکلتا تھا پس مل گیا پانی آسمان اور زمین کا اوپر ایک امر کے جو پہلے ان کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ یعنی ان کا غرق ہونا۔

تشریح

(۱۰) حضرت نوحؑ کی بددعا حضرت نوح ؑ نے اللہ کو پکارا اور عاجز آکر دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں ان لوگوں سے عاجز آچکا ہوں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اب آپ ہی ان سے انتقام لیجئے اور ان کی حرکتوں کا ان کو بدلہ دیجئے۔ اور آپ ہی میری مدد فرمایئے ــــ پیغمبر کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کی۔ عذاب آیا، کیسا عذاب جو طوفانِ نوح کے نام سے دنیا میں جانا جاتا ہے۔

(۱۱) طوفانِ نوح کی آمد اللہ نے اپنے نبی کی پکار سنی۔ آخر صبر و ضبط کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے صدیوں تک سمجھانے کے باوجود جب اس قوم نے اپنا وطیرہ نہ بدلا اور اسی طرح حضرت نوح ؑ کو تکلیفیں پہنچاتے رہے تو اللہ نے حضرت نوح ؑ کی پکار سنی اور اس قوم پر بارش کا ایسا عذاب آیا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے موسلادھار بارش آسمان سے برس رہی تھی ایک طرف تو آسمان سے موسلادھار بارش برس رہی تھی جو رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔

(۱۲) زمین سے پانی اُبل پڑا اُدھر زمین سے پانی ابل پڑا اور پوری زمین پانی کے چشموں میں تبدیل ہو گئی اب اوپر سے بھی پانی نیچے سے بھی پانی۔ پانی کا یہ طوفان اس کام کو پورا کرنے کے لئے اوپر اور نیچے سے مل چکا تھا جو مقدر ہو چکا تھا۔ کہ پوری قوم اس میں غرق ہو جائے۔

وَحَمَلۡنٰهُ عَلٰی ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ ⑬ لا تَجۡرِیۡ

وَحَمَلۡنٰهُ	عَلٰی	ذَاتِ + اَلۡوَاحٍ	وَّدُسُرٍ	تَجۡرِیۡ
اور ہم نے سوار کیا اسے	پر	تختوں والی	اور کیلوں والی	چلتی تھی

اور ہم نے اسے تختوں اور کیلوں والی (کشتی پر) اپنی آنکھوں کے سامنے (اپنی نگرانی میں)

بِاَعۡیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنۡ كَانَ كُفِرَ ⑭

بِاَعۡیُنِنَا	جَزَآءً	لِّمَنۡ	كَانَ كُفِرَ	
اپنی آنکھوں کے سامنے	بدلہ	اس کے لئے جس	ناقدری کی گئی	

سوار کیا۔ اس کے بدلے کے لئے جس کی ناقدری کی گئی۔

⑬ وَحَمَلۡنٰهُ اَیۡ نُوۡحًا عَلٰی سَفِیۡنَةٍ ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ ○ وَهِیَ مَا تُشَدُّ بِهِ الْاَلْوَاحُ مِنَ الْمَسَامِیْرِ وَغَیْرِهَا وَاحِدُهَا دِسَارٌ كَكِتَابٍ

⑬ اور ہم نے سوار کیا نوح کو کشتی تختوں اور میخوں والی پر کہ جو۔

⑭ تَجۡرِیۡ بِاَعۡیُنِنَا ج بِمَرْاٰی مِنَّا اَیْ مَحْفُوْظَةً بِحِفْظِنَا جَزَآءً مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ اَیْ اُغْرِقُوْا انْتِصَارًا لِّمَنۡ كَانَ كُفِرَ ○ وَهُوَ نُوْحٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقُرِئَ كَفَرَ بِنَاءً لِلْفَاعِلِ اَیْ اُغْرِقُوْا عِقَابًا لَهُمْ

⑭ ہماری نگرانی میں چلتی تھی۔
یہ عوض دیا گیا اس کو جس کا کافروں نے انکار کیا تکذیب کی تھی یعنی نوح علیہ السلام کو (ایک قرأت میں کَفَرَ بصیغہ معروف ہے اس وقت مطلب یہ ہے کہ یہ غرق کرنا سزا ہے اس شخص کی جو کافر ہوا)

تشریح

⑬ حضرت نوحؑ کو کیسے بچایا گیا | پانی کے اس طوفان سے حضرت نوحؑ اور ان پر ایمان لانے والے لوگوں کو بچانے کے لئے انتظام کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی کہ وہ ایک کشتی بنائیں اور اس میں وہ نیک لوگ جو اُن پر ایمان لا چکے اور ہر جان دار کا ایک جوڑا اس میں رکھو۔ پس یہ تختوں اور کیلوں والی سواری "کشتیٔ نوحؑ" جو اللہ کی ہدایت کے مطابق حضرت نوحؑ نے تیار کی تھی پانی پر چل رہی تھی۔

⑭ کشتی اللہ کی حفاظت میں پانی پر چلی جارہی تھی | اس کشتی کا محافظ جو اللہ کے حکم سے اس کی ہدایت کے مطابق تیار کی گئی تھی، خود اللہ تعالیٰ تھے۔ ان کی نگرانی میں یہ کشتی طوفان کا سینہ چیرتی ہوئی چلی جارہی تھی۔ یہ اس شخص کی خاطر تھی جس کی ناقدری کی گئی تھی۔ وہ قابلِ قدر انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تعلیم کے لئے مقرر کیا تھا اس کی قوم نے اس کی ناقدری کی آخر اس شخص کی خاطر اللہ نے اس قوم سے انتقام لیا اور اس شخص کی حفاظت کی۔

وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾

مِنْ مُّدَّكِرٍ	فَهَلْ	اٰيَةً	تَّرَكْنٰهَا	وَلَقَدْ
کوئی نصیحت پکڑنے والا	تو کیا ہے	ایک نشانی	ہم نے اسے رہنے دیا	اور تحقیق

اور تحقیق ہم نے اسے (بطور) ایک نشانی رہنے دیا۔ تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾

وَنُذُرِ	عَذَابِيْ	كَانَ	فَكَيْفَ
اور میرا ڈرانا	میرا عذاب	ہوا	پس کیسا

پس (دیکھو) کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔

(۱۵) وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَا اَیْ اَبْقَیْنَا هٰذِهِ الْفِعْلَةَ
اٰيَةً لِمَنْ يَعْتَبِرُ بِهَا اَیْ شَاعَ
خَبَرُهَا وَاسْتَمَرَّ فَهَلْ مِنْ
مُّدَّكِرٍ ○ مُعْتَبِرٍ وَمُتَّعِظٍ بِهَا
وَاَصْلُهُ مُذْتَكِرٌ اُبْدِلَتِ التَّاءُ
دَالًا مُهْمَلَةً وَكَذَا الْمُعْجَمَةُ وَ
(۱۶) اُدْغِمَتْ فِيْهَا فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ
وَنُذُرِ ○ اَیْ اِنْذَارِیْ اِسْتِفْهَامُ
تَقْرِيْرٍ وَكَيْفَ خَبَرُ كَانَ وَهُوَ لِلسُّؤَالِ
عَنِ الْحَالِ وَالْمَعْنٰى حَمْلُ الْمُخَاطَبِيْنَ
عَلَى الْاِقْرَارِ بِوُقُوْعِ عَذَابِهٖ تَعَالٰى
بِالْمُكَذِّبِيْنَ بِنُوْحٍ مَوْقِعَهُ

(۱۵) اور ہم نے اس فعل کو نشانی اور باعث عبرت بنایا اس کے لئے جو عبرت حاصل کرے۔ کیونکہ یہ قصہ تمام عالم میں مشہور ہو گیا اور برابر اس کی شہرت چلی آتی ہے۔ پھر کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے۔

(۱۶) پھر کیسا ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا۔ یعنی نوح کے جھٹلانے والوں پر جو عذاب آیا باموقع آیا۔

تشریح

(۱۵) ہم نے اس طوفان اور اس کشتی کو نشانِ عبرت بنا دیا طوفانِ نوح اور یہ کشتی دنیا والوں کے لئے عبرت کا ایک نشان بن گئے۔ ایک بلند و بالا پہاڑ پر اس کشتی کا موجود ہونا خبردار کرتا رہا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ پانی کا وہ عظیم طوفان جس کی بلندی پہاڑوں کو چھو رہی تھی اور اس میں تیرتی ہوئی وہ کشتی ایک پہاڑ پر جا ٹکی یہ سفینۂ نوح اور طوفانِ نوح یاد دلاتا ہے کہ سوچنے والوں کے لئے عبرت کی یہ نشانیاں انسانوں کو اللہ کے غضب سے خبردار کرنے کے لئے کافی ہیں۔

(۱۶) دیکھا میرا عذاب اور دیکھی میری تنبیہ؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے میرا عذاب دیکھا کہ کیسا زبردست تھا؟ کیسا ہولناک تھا اور میرا خبردار کرنا کتنا سچا اور حقیقت واقعہ کے مطابق تھا کہ میں بار بار تنبیہ کرتا رہا کہ اپنی روش بدلو ورنہ بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔
قرآن کی آواز آج بھی لوگوں کو خبردار کر رہی ہے اور انجام بد سے ڈرا رہی ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا	الْقُرْآنَ	لِلذِّكْرِ	فَهَلْ	مِنْ
اور تحقیق ہم نے آسان کیا	قرآن	نصیحت کے لئے	تو کیا ہے	کوئی

اور تحقیق ہم نے نصیحت کے لئے قرآن کو آسان کر دیا۔ تو کیا ہے کوئی

مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

مُّدَّكِرٍ	كَذَّبَتْ	عَادٌ	فَكَيْفَ	كَانَ	عَذَابِي
نصیحت پکڑنے والا	جھٹلایا	عاد	تو کیسا	ہُوا	میرا عذاب

نصیحت پکڑنے والا؟ عاد نے جھٹلایا تو کیسا ہُوا میرا عذاب اور

وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ

وَنُذُرِ	إِنَّآ + أَرْسَلْنَا	عَلَيْهِمْ	رِيحًا	صَرْصَرًا	فِي	يَوْمِ
اور میرا ڈرانا	بیشک ہم نے بھیجی	ان پر	ہوا	تیز	میں	دن

میرا ڈرانا؟ بے شک ہم نے نحوست کے دن میں ان پر تیز و تند ہوا بھیجی

نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ

نَحْسٍ	مُّسْتَمِرٍّ	تَنْزِعُ النَّاسَ	كَأَنَّهُمْ	أَعْجَازُ	نَخْلٍ
نحوست	چلتی گئی	وہ اکھاڑتی (پھینکدیتی) لوگ	گویا کہ وہ	تنے	کھجور

(جو) چلتی ہی گئی وہ لوگوں کو اکھاڑ پھینکتی تھی گویا کہ وہ جڑسے اکھڑے ہوئے

مُّنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَ

مُّنْقَعِرٍ	فَكَيْفَ	كَانَ	عَذَابِي	وَنُذُرِ	وَ
جڑسے اکھڑی ہوئی	سو کیسا	ہُوا	میرا عذاب	اور میرا ڈرانا	اور

کھجور کے تنے ہیں سو کیسا ہُوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا ۔ اور

لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾ ع

لَقَدْ	يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ	لِلذِّكْرِ	فَهَلْ	مِنْ مُّدَّكِرٍ
البتہ تحقیق	ہم نے آسان کر دیا قرآن	نصیحت کے لئے	تو کیا ہے	کوئی نصیحت حاصل کرنے والا

تحقیق ہم نے نصیحت کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔

(۱۷) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
سَهَّلْنَاهُ لِلْحِفْظِ أَوْ هَيَّأْنَاهُ
لِلتَّذَكُّرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○
مُتَّعِظٍ بِهِ وَحَافِظٍ لَهُ وَالْاِسْتِفْهَامُ
بِمَعْنَى الْأَمْرِ أَيْ اِحْفَظُوْهُ
وَاتَّعِظُوْا وَلَيْسَ يُحْفَظُ مِنْ
كُتُبِ اللّٰهِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ
غَيْرُهُ

(۱۷) اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن کو واسطے یاد کرنے کے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو یاد دہانی کا سامان بنایا سو کوئی ہے جو قرآن سے نصیحت حاصل کرے اور اس کو یاد کرے (استفہام بمعنی امر کے ہے یعنی یاد کرو قرآن کو اور اس سے نصیحت حاصل کرو) اور یہ قرآن کا ہی خاصہ ہے کہ وہ حفظ ہو جاتا ہے اور کوئی کتاب آسمانی بجز قرآن کے حفظ نہیں ہو سکتی۔

(۱۸) كَذَّبَتْ عَادٌ نَبِيَّهُمْ هُوْدًا
فَعُذِّبُوْا فَكَيْفَ كَانَ
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○ أَيْ
إِنْذَارِيْ لَهُمْ بِالْعَذَابِ
قَبْلَ نُزُوْلِهِ أَيْ وَقَعَ
مَوْقِعَهُ وَبَيَّنَهُ بِقَوْلِهِ

(۱۸) عاد نے اپنے پیغمبر ہودؑ کو جھٹلایا سو ان کو عذاب دیا گیا۔ پس کیوں ہوا میرا عذاب اور اس سے پہلے ان کو میرا ڈرانا عذاب سے یعنی باموقع ہوا۔

اور بیان اس عذاب کا اس آیت میں ہے۔

(۱۹) إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا
صَرْصَرًا أَيْ شَدِيْدَةَ
الصَّوْتِ فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ
شُؤْمٍ مُّسْتَمِرٍّ ○ دَائِمِ
الشُّؤْمِ أَوْ قَوِيَّتِهِ وَكَانَ
يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ آخِرَ الشَّهْرِ

(۱۹) بے شک ہم نے بھیجا ان پر ہوا سخت تیز آواز والی کو منحوس دن میں جو ہمیشہ کو منحوس اور قوی النحوست ہے۔ مراد اس دن سے بدھ کا دن ہے آخر ماہ میں۔

(۲۰) تَنْزِعُ النَّاسَ تَقْلَعُهُمْ
مِنْ حُفَرِ الْأَرْضِ الْمُنْدَسِّيْنَ
فِيْهَا وَتَصْرَعُهُمْ عَلَى
رُؤُوْسِهِمْ فَتَدُقُّ رِقَابَهُمْ
فَتُبِيْنُ الرَّأْسَ عَنِ
الْجَسَدِ كَأَنَّهُمْ وَحَالُهُمْ
مَا ذُكِرَ أَعْجَازُ أُصُوْلُ
نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ○ مُنْقَلِعٍ
سَاقِطٍ عَلَى الْأَرْضِ وَشُبِّهُوْا
بِالنَّخْلِ لِطُوْلِهِمْ وَذَكَّرَ
هُنَا وَأَنَّثَ فِي الْحَاقَّةِ نَخْلٍ

(۲۰) ایسی ہوا جو لوگوں کو زمین کے ان گڑھوں سے جن میں آدمی گھس کر چھپتے تھے نکال کر سر کے بل پچھاڑتی تھی جس سے ان کی گردنیں ٹوٹ کر سر سے جدا ہو جاتی تھیں۔

گویا وہ لوگ اس حالت میں کھجور کے درخت ہیں جو زمین پر گرے ہوئے پڑے ہوں جڑ سے اکھڑ کر۔

اور ان کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دی بسبب درازی کے۔

خَاوِيَةٍ مُرَاعَاةٌ لِلْفَوَاصِلِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ

(۲۱) فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○
(۲۲) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ○

(۲۱) سو کیوں کر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا۔
(۲۲) اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن کو واسطے یاد کرنے سو کوئی ہے جو نصیحت قبول کرے۔

تشریح

(۱۷) قرآن سے رہنمائی حاصل کرنا مشکل نہیں ہے | قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرنا کوئی دشوار نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں جو مضامین نیکی کی طرف رغبت دلانے والے اور برائیوں سے بچنے کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کھلی کھلی نشانیاں جن سے انسان رہنمائی حاصل کر سکتا ہے وہ بالکل صاف، آسان اور دلوں پر اثر کرنے والی ہیں۔ اگر کوئی سمجھنے کا ارادہ کرے تو بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ نصیحت کا یہ ذریعہ ان عبرت ناک عذاب کے مقابلے میں جو سرکش قوموں پر نازل ہوئے بہت آسان ہے اس لئے یہ اصرار کرنا کہ اللہ کا عذاب نازل ہو تبھی ہم نصیحت حاصل کریں گے، ایک آسان راستے کو چھوڑ کر مشکل راستے کو اختیار کرنا ہے۔ اس لئے اللہ کی یہ کتاب تمہارے سامنے جس سے نصیحت حاصل کرنا بہت آسان ہے بشرطیکہ کوئی نصیحت حاصل کرنے والا اس کے لئے تیار ہو۔

بے شک قرآن نصیحت کے لحاظ سے بہت آسان ہے مگر اس کے مضامین کی گہرائیاں اور اس کے حقائق اور اس کے اسرار و حکم ایسے ہیں کہ علماء کی عمریں گزر گئیں اور وہ اس کی آخری تہہ کو نہیں پہنچ سکے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، لَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ۔ (قرآن کے اسرار و عجائب کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں۔)

قرآن سمندر سے زیادہ گہرا ہے کہ اس میں سے موتی نکلتے ہی رہتے ہیں۔ یہ کوئی سطحی اور عام کتاب نہیں ہے اس میں وہ باریکیاں وہ لطافتیں ہیں جس کی تلاش میں علماء نے اپنی عمریں لگا دی ہیں۔

(۱۸) قوم عاد پر اللہ کا عذاب | قوم عاد احقاف کے علاقے میں رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ہودؑ کو اس قوم کی ہدایت کے لئے مقرر فرمایا۔ حضرت ہودؑ کے سمجھانے کے بعد جب انھوں نے اپنی روش نہیں بدلی تو ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ اور دیکھو کیسا تھا میرا وہ عذاب اور کیسا تھا میرا وہ خبردار کرنا۔

(۱۹) سخت طوفانی ہوا کا عذاب | اس قوم پر سخت طوفانی ہوا کا عذاب آیا جو مسلسل کئی روز تک جاری رہا۔ یہ ایسی گرم اور خشک ہوا تھی کہ جدھر کو نکل گئی وہی چیز ختم ہو گئی ساری بستی کھنڈر بن گئی احقاف کا پورا علاقہ ایک ریگستان کی شکل اختیار کر گیا کہتے ہیں کہ یہ ریگستان اتنا خوفناک ہے کہ اس کی ریت پر کوئی چیز پھینکی جائے تو چند منٹ میں اس کو نگل لیتا ہے۔

(۲۰) ہوا کا طوفان | ہوا کا اتنا سخت طوفان تھا جو لوگوں کو اس طرح اٹھا کر پٹخ رہا تھا جیسے کھجور کے تنے جڑ سے اکھڑ گئے ہوں ہوا کے اس پٹخنے سے انسانوں کا کچومر بن گیا، وہ کھجور کے کٹے ہوئے تنوں کی طرح بکھرے پڑے تھے۔

(۲۱) اللہ کا عذاب اور ڈراوا | دیکھو کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھی میری تنبیہات۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی نصیحت حاصل نہ کرے اور خبردار کرنے پر بھی کوئی خبردار نہ ہو تو اس کا کیا علاج ہے۔

(۲۲) قرآن سے نصیحت حاصل کرنا آسان ہے | اس عذاب کے مقابلے میں قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بہت آسان ہے کیونکہ قرآن انسانوں کو بڑے حکیمانہ انداز میں خبردار کرتا ہے اور ان کو ان کے انجام سے ڈراتا ہے اس لئے بجائے عذاب کا انتظار کرنے کے قرآن کی نصیحت پر کان دھرنا چاہیے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا

كَذَّبَتْ	ثَمُوْدُ	بِالنُّذُرِ	فَقَالُوْٓا	اَبَشَرًا	مِّنَّا	وَاحِدًا
جھٹلایا	ثمود	ڈرانے والوں کو	پس انھوں نے کہا	کیا ایک آدمی	اپنے میں سے	ایک

ثمود نے ڈرانے والوں (رسولوں) کو جھٹلایا ، پس انھوں نے کہا کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی

نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ

نَتَّبِعُهٗٓ	اِنَّآ اِذًا	لَّفِيْ ضَلٰلٍ	وَّسُعُرٍ	ءَ اُلْقِيَ	الذِّكْرُ
ہم پیروی کریں اس کی	بے شک ہم اس صورت میں	البتہ گمراہی میں	اور دیوانگی	کیا ڈالا (نازل کیا) گیا	ذکر (وحی)

کی پیروی کریں ؟ بے شک اس صورت میں ہم البتہ گمراہی اور دیوانگی میں ہوں گے ۔ کیا ہم میں سے اسی پر وحی نازل کی

عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿٢٥﴾

عَلَيْهِ	مِنْۢ بَيْنِنَا	بَلْ	هُوَ	كَذَّابٌ	اَشِرٌ	
اس پر	ہمارے درمیان (ہم میں سے)	بلکہ	وہ	جھوٹا	بڑا	

گئی ہے ؟ (نہیں) بلکہ وہ بڑا جھوٹا خود پسند ہے ۔

(٢٣) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ جَمْعُ
نَذِيْرٍ بِمَعْنَى مُنْذِرٍ اَيْ بِالْاُمُوْرِ
الَّتِيْ اَنْذَرَهُمْ بِهَا نَبِيُّهُمْ
صَالِحٌ اِنْ لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ وَيَتَّبِعُوْهُ
(٢٤) فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مَنْصُوْبٌ عَلَى الْاِشْتِغَالِ
مِّنَّا وَاحِدًا صِفَتَانِ لِبَشَرٍ نَتَّبِعُهٗٓ
مُفَسِّرٌ لِلْفِعْلِ النَّاصِبِ لَهٗ وَالْاِسْتِفْهَامُ
بِمَعْنَى النَّفْيِ اَلْمَعْنٰى كَيْفَ نَتَّبِعُهٗ وَنَحْنُ
جَمَاعَةٌ كَثِيْرَةٌ وَهُوَ وَاحِدٌ مِنَّا وَلَيْسَ
بِمَلِكٍ اَيْ لَا نَتَّبِعُهٗ اِنَّآ اِذًا اَيْ اِنِ
اتَّبَعْنَاهُ لَفِيْ ضَلٰلٍ ذَهَابٍ عَنِ الصَّوَابِ
وَّسُعُرٍ ۝ جُنُوْنٍ
(٢٥) ءَاُلْقِيَ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ
الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى
الْوَجْهَيْنِ وَتَرْكِهٖ الذِّكْرُ الْوَحْيُ عَلَيْهِ

(٢٣) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ الخ ثمود نے جھٹلایا ان باتوں کو جن سے صالح نے ان کو ڈرایا کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ گے اور میری پیروی نہ کرو گے تو تم پر عذاب آوے گا پر انھوں نے ان کو جھوٹا سمجھا ۔

(٢٤) پھر کہا انھوں نے کیا ہم ایک آدمی جو ہم میں سے ہے اور ہماری مثل پیروی کریں گے ۔

حاصل یہ کہ ہم اس کی پیروی کیوں کریں کیونکہ ہم جماعت کثیرہ ہیں اور وہ ایک شخص ہے ۔ ہم جیسا نہ وہ بادشاہ ہے جو ہم اس کی بات مانیں یعنی ہم اس کی پیروی کسی طرح نہ کریں گے ۔ اگر ہم اس کی پیروی کریں تو ہم بے راہی پر ہیں اور دیوانگی پر ۔

(٢٥) کیا اس پر وحی کی گئی ہم میں سے یعنی ہم کو چھوڑ کر خاص اسی پر وحی ہوئی ۔

مِنۢ بَيۡنِنَا أَءُلۡقِيَ ٱلذِّكۡرُ عَلَيۡهِ بَلۡ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ قال تعالیٰ

یہ ہرگز نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اس دعوے میں جھوٹا ہے کہ مجھ پر وحی ہوئی ہے ان باتوں کی جو وہ کہتا ہے مجبور ڈالا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

تشریح

(۲۳) ثمود کا جھٹلانا | قوم عاد کی طرح جس نے حضرت ہود ؑ کو جھٹلایا اور ان کے لاکھ سمجھانے بجھانے کے باوجود کمزوروں پر ظلم کرنے اور بے انصافی سے باز نہ آئے۔ آخر حضرت ہود کی بددعا سے پوری قوم آندھی کے عذاب میں ہلاک ہوگئی۔

یہی حال قوم ثمود کا بھی ہوا اس قوم کا مسکن حجر کا علاقہ تھا جس کو اب مدائنِ صالح کہتے ہیں۔ یہ قوم بڑی شان دار تمدن کی مالک تھی۔ پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر عمارتیں بنانے کا ان کو شوق تھا۔ لیکن انسانیت کے اعتبار سے یہ قوم گری ہوئی تھی۔ زمین پر ظلم و ستم کر کے کمزوروں کو دبائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی ہدایت کے لئے اسی قوم کے ایک فرد حضرت صالح ؑ کو پیغمبر مقرر کیا۔ قوم کے اونچے طبقے نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ ہمیں رسولوں کی اور آسمانی ہدایت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے حضرت صالح ؑ کو جھٹلایا اور ان کے جھٹلانے کی دلیل کیا تھی اس کا ذکر آنے والی آیت میں ہے۔

(۲۴) کیا ہم اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی پیروی کریں؟ | قوم ثمود نے حضرت صالح ؑ کی پیروی کرنے اور ان کو اللہ کا رسول ماننے سے انکار کیا ان کے انکار کی دلیل یہ تھی کہ:-

- ایک تو یہ کہ وہ ہم جیسے ہی ایک انسان ہیں، انسانوں سے بالاتر کوئی چیز نہیں ہیں۔ ہم ان کی بڑائی کو کیوں مانیں۔
- دوسرے یہ کہ وہ ہماری ہی قوم کے ایک آدمی ہیں ہم پر ان کی فضیلت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔
- تیسرے یہ کہ وہ کوئی بڑے سردار نہیں ہیں جن کے ساتھ کوئی جتھا ہو۔ پھر ہم ان کی بڑائی کیوں تسلیم کریں۔

گویا ان کے کہنے کا منشا یہ تھا کہ نبی اور رسول کو یا تو فوق البشر کوئی ہستی ہونا چاہیئے یا کوئی انسان ہو تو کوئی ہمارے ملک اور ہماری قوم سے نہ ہو بلکہ کہیں اور سے آئے۔

- چوتھے یہ کہ اسے کوئی بڑا رئیس اور شان و شوکت کا آدمی ہونا چاہیئے۔

رسالت کے بارے میں یہ جاہلانہ تصور نیا نہیں ہے۔ نبی ؐ کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا تھا کہ یہ کیسے رسول ہیں جو عام آدمیوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں اور بازاروں میں گھومتے ہیں انہیں تو کسی بڑے لشکر کے جلوس میں "ہٹو بچو" کرتے ہوئے شان و شوکت کے ساتھ آنا چاہیئے۔

یہی تصورات قوم ثمود نے حضرت صالح ؑ کے بارے میں پیش کئے کہ اگر ہم ایک ایسے آدمی کو اللہ کا رسول مان کر اس کی پیروی کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم بہک گئے ہیں اور ہماری عقل ماری گئی ہے۔

(۲۵) کیا پیغمبری کے لئے بس یہی رہ گیا تھا؟ | قوم ثمود نے حضرت صالح ؑ کے بارے میں اپنے گھٹیا خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کیا پیغمبری کے لئے ہمارے درمیان یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا کلام نازل کیا گیا؟ ـ نہیں یہ پیغمبر نہیں ہے۔ یہ پرلے درجے کا جھوٹا ہے اور خواہ مخواہ بڑائیاں مارتا ہے کہ مجھے اللہ نے اپنا رسول بنایا ہے اور ساری قوم کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔

سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا

سَيَعْلَمُوْنَ	غَدًا	مَّنِ	الْكَذَّابُ	الْاَشِرُ	اِنَّا
وہ جلد جان لیں گے	کل	کون	بڑا جھوٹا	خود پسند	بیشک ہم

وہ جلد کل (ہی) جان لیں گے کون بڑا جھوٹا خود پسند ہے۔ (اے صالحؑ) بیشک ہم

مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾

مُرْسِلُوْا	النَّاقَةِ	فِتْنَةً	لَّهُمْ	فَارْتَقِبْهُمْ	وَاصْطَبِرْ
بھیجنے والے	اونٹنی	آزمائش	ان کیلئے	سو انتظار کر ان کا	اور صبر کر

بھیجنے والے ہیں اونٹنی ان کی آزمائش کے لئے سو تو ان کا انتظار اور صبر کر۔

(۲۶) سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا اَيْ فِي الْاٰخِرَةِ مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ○ وَهُوَ هُمْ بِاَنْ يُّعَذَّبُوْا عَلٰى تَكْذِيْبِهِمْ لِنَبِيِّهِمْ صَالِحٍ

(۲۶) نزدیک ہے کہ وہ آخرت میں جان لیں گے کون جھوٹا متکبر ہے یعنی یہ وصف ان کافروں کا ہے ان کو عذاب ہوگا اپنے پیغمبر یعنی صالح کے جھٹلانے سے۔

(۲۷) اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ مُخْرِجُوْهَا مِنَ الْهَضْبَةِ الصَّخْرَةِ كَمَا سَاَلُوْا فِتْنَةً مِّحْنَةً لَّهُمْ لِنَخْتَبِرَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ يَا صَالِحُ اَيْ اِنْتَظِرْ مَا هُمْ صَانِعُوْنَ وَمَا يُصْنَعُ بِهِمْ وَاصْطَبِرْ ○ اَلطَّاءُ بَدَلٌ مِّنْ تَاءِ الْاِفْتِعَالِ اَيْ اِصْبِرْ عَلٰى اَذَاهُمْ

(۲۸) بے شک ہم نکالیں گے اونٹنی کو پتھر سے جیسا کہ انھوں نے سوال کیا تھا تاکہ ان کو آزماویں۔

پس اے صالح تو منتظر رہ کہ وہ کیا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاوے گا۔
اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کر۔

تشریح

(۲۶) کل پتہ لگ جائے گا کہ کون جھوٹا ہے | ان کی ان گھٹیا باتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت صالحؑ سے کہا انہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ دونوں میں سے کون جھوٹا اور بڑائی مارنے والا ہے۔

(۲۷) ہم اونٹنی کو ان کے لئے آزمائش بنا کر بھیج رہے ہیں | قوم ثمود کا مطالبہ حضرت صالح سے یہ تھا کہ ہمیں کوئی ایسا حسی معجزہ دکھاؤ جس سے ہمیں تسلی ہو جائے کہ تم واقعی اللہ کے نبی ہو۔ حضرت صالحؑ نے ان کے مطالبے پر اللہ کے حکم سے یہ معجزہ دکھایا کہ ایک پتھر کی چٹان پھٹی اور اس میں سے ایک صحیح سالم تندرست اونٹنی باہر نکل آئی۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم اونٹنی کو ایک فتنہ اور آزمائش بنا کر بھیج رہے ہیں۔ اب تم ذرا صبر کے ساتھ دیکھو کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟ یہ اونٹنی اس لئے آزمائش تھی کہ ان کی فرمائش پر یہ معجزہ دکھایا گیا اب دیکھنا ہے کہ کون اللہ اور رسولؐ کی بات مانتا ہے جب کہ ان کی فرمائش کے مطابق معجزہ ان کے سامنے آگیا ہے۔ اور کون نہیں مانتا؟۔

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ

وَ نَبِّئْهُمْ	اَنَّ	الْمَآءَ	قِسْمَةٌ	بَيْنَهُمْ	كُلُّ شِرْبٍ
اور انہیں خبر دے	کہ	پانی	تقسیم کردیا گیا	ان کے درمیان	ہر پینے کی باری

اور انھیں خبر دے کہ پانی ان کے درمیان تقسیم کردیا گیا ہے اور ہر ایک کو (اپنی) پینے کی

مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾

مُّحْتَضَرٌ	فَنَادَوْا	صَاحِبَهُمْ	فَتَعَاطٰى	فَعَقَرَ
حاضر کیا گیا (حاضر ہونا)	تو انھوں نے پکارا	اپنے ساتھی کو	سو اس نے دست درازی کی	اور کونچیں کاٹ دیں

باری پر حاضر ہونا ہے۔ تو انھوں نے اپنے ساتھی کو پکارا۔ سو اس نے دست درازی کی اور (اونٹنی کی) کونچیں کاٹ دیں

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾

فَكَيْفَ	كَانَ	عَذَابِيْ	وَنُذُرِ
تو کیسا	ہوا	میرا عذاب	اور میرا ڈرانا

تو کیسا ہوا میرا عذاب؟ اور میرا ڈرانا ؟

(۲۸) وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ مَقْسُوْمٌ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّاقَةِ فَيَوْمٌ لَهُمْ وَيَوْمٌ لَهَا كُلُّ شِرْبٍ نَصِيْبٍ مِنَ الْمَآءِ مُّحْتَضَرٌ ○ يَحْضُرُهُ الْقَوْمُ يَوْمَهُمْ وَالنَّاقَةُ يَوْمَهَا فَتَمَادَوْا عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ مَلُّوْهُ فَهَمُّوْا بِقَتْلِ النَّاقَةِ

(۲۸) اور ان کو خبر کر کہ پانی تقسیم کیا گیا ہے ان میں اور اونٹنی میں یعنی ایک روز وہ پیویں اور ایک دن اونٹنی

ہر ایک حصہ پانی پر وہ ہی حاضر ہوں جن کا وہ حصہ ہے

یعنی وہ لوگ اپنی باری کے دن آویں اور اونٹنی اپنی باری کے دن۔ پس ایک مدت تک وہ اسی پر جاری رہے پھر اس سے تنگ دل ہوئے اور گھبرا کر ارادہ کیا کہ اونٹنی کو مار ڈالیں۔

(۲۹) فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ قُدَارًا لِيَقْتُلَهَا فَتَعَاطٰى تَنَاوَلَ السَّيْفَ فَعَقَرَ ○ بِهِ النَّاقَةَ اَيْ قَتَلَهَا مُوَافِقَةً لَهُمْ۔

(۲۹) پس پکارا انھوں نے اپنے ساتھی قدار کو تا کہ اونٹنی کو مار ڈالے۔ سو لیا اس نے تلوار کو۔
اور اونٹنی کے پیر کاٹ ڈالے یعنی ان سب کی شرکت اور رائے سے اس نے اونٹنی کو مار ڈالا۔

(۳۰) فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○ أَيْ إِنْذَارِي لَهُمْ بِالْعَذَابِ قَبْلَ نُزُولِهِ أَيْ وَقَعَ مَوْقِعَهُ وَبَيَّنَهُ بِقَوْلِهِ

(۳۰) پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا ان کو عذاب سے پہلے آنے عذاب کے یعنی وہ اپنے موقع پر واقع ہوا۔ اور بیان فرمایا اللہ تعالےٰ نے اس عذاب کو ساتھ اس کلام کے۔

تشریح

(۲۸) پانی کے لئے اونٹنی کی باری | یہ اونٹنی جہاں پانی پینے جاتی تھی سب جانور اس کو دیکھ کر بھاگ جاتے تھے حضرت صالح ؑ نے اللہ کے حکم سے اونٹنی کے لئے باری مقرر کردی کہ ایک دن یہ اکیلی پانی پئے گی، اور دوسرے دن تم سب لوگ اپنے لئے اور اپنے جانوروں کے لئے پانی لے سکو گے۔ اس کی باری کے دن تم میں سے کوئی شخص کسی چشمے اور کنویں پر نہ خود پانی پینے کے لیے آئے نہ اپنے جانوروں کو پلانے کے لئے لائے

کیوں کہ اس اونٹنی کی پیدائش قوم ثمود کی فرمائش پر بطور معجزہ ہوئی تھی اس لئے حضرت صالح ؑ نے کہہ دیا تھا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے۔ یہ آزادانہ تمہاری زمین میں چلے پھرے گی اس اونٹنی سے تعارض مت کرنا ورنہ اللہ کے عذاب کی پکڑ میں آجاؤ گے۔

(۲۹) اونٹنی کا قتل | یہ اونٹنی ایک مدت تک ان کی بستیوں میں دندناتی پھرتی رہی اس کی باری کے دن کسی کو پانی پر آنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ لگتا ہے یہ لوگ اس اونٹنی سے سخت مرعوب تھے ان کو احساس تھا کہ اس کی پشت پر کوئی غیر معمولی طاقت ہے۔ ورنہ ایک اونٹنی کو مار ڈالنا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ جب کہ اس اونٹنی کو بطور معجزہ پیش کرنے والے پیغمبر کے پاس نہ کوئی فوج تھی اور نہ کوئی ظاہری طاقت۔ مگر پھر بھی ایک ڈر تھا جو اُن کو روکے ہوئے تھا۔

آخر ایک شخص کو اس کام کے لئے تیار کیا اور اس کو اُکسایا کہ تو بڑا جری اور بے باک آدمی ہے، ہمت کر کے اس اونٹنی کا قصہ پاک کردے۔

لوگوں کے چڑھانے میں آکر اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اونٹنی کو کوچیں کاٹ دیں ــــ حضرت صالح ؑ نے خبردار کیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں رہ لو۔ اللہ کی طرف سے یہ آخری مدت ہے جو جھوٹی نہ ہوگی۔

(۳۰) دیکھو کیسا تھا ہمارا عذاب؟ | سمجھانے کے باوجود وہ باز نہ آئے اور اونٹنی کو قتل کر دیا۔ اب دیکھو ہمارا عذاب اور ہماری تنبیہات کیسی تھیں۔؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح ؑ اور ان پر ایمان لانے والوں کو عذاب کی رسوائی سے محفوظ رکھا وہ بستی چھوڑ کر ایک پہاڑ پر چلے گئے۔ کوہ طور کے قریب ہی ایک پہاڑی ہے جس کا نام حضرت صالح کے نام پر ہی "نبی صالح" پہاڑی ہے۔ وہاں آپ اور آپ کے پیروکار قیام پذیر رہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ

إِنَّآ أَرْسَلْنَا	عَلَيْهِمْ	صَيْحَةً	وَّاحِدَةً	فَكَانُوْا	كَهَشِيْمِ
بیشک ہم نے بھیجی	ان پر	چنگھاڑ	ایک	سو وہ ہوگئے	طرح سوکھی روندی ہوئی

بیشک ہم نے ان پر ایک ہی چنگھاڑ بھیجی سو وہ ہوگئے باڑ لگانے والے کی سوکھی روندی ہوئی

الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

الْمُحْتَظِرِ	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا	الْقُرْاٰنَ	لِلذِّكْرِ	فَهَلْ	مِنْ مُّدَّكِرٍ
باڑ۔ باڑ لگانے والا	اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کیا	قرآن	نصیحت کے لئے	تو کیا	ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا

باڑ کی طرح۔ اور تحقیق ہم نے نصیحت کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

﴿۳۱﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ○ هُوَ الَّذِيْ يَجْعَلُ لِغَنَمِهٖ حَظِيْرَةً مِّنْ يَابِسِ الشَّجَرِ وَالشَّوْكِ يَحْفَظُهُنَّ فِيْهَا مِنَ الذِّيَابِ وَالسِّبَاعِ وَمَا سَقَطَ مِنْ ذٰلِكَ فَدَاسَتْهُ هُوَ الْهَشِيْمُ

﴿۳۱﴾ بے شک ہم نے بھیجی ان پر ایک سخت آواز عذاب کی سو وہ ہوگئے مثل ٹوٹے ہوئے بھُس حظیرہ کے (حظیرہ اس کو کہتے ہیں کہ درخت اور کانٹوں کی باڑ بنائی جاوے بکریوں کی حفاظت کو بھیڑیے وغیرہ دیگر درندوں سے اور جو اس باڑ میں سے نیچے گرے اس کو بکریاں روندیں وہ ہشیم کہلاتا ہے)

﴿۳۲﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

﴿۳۲﴾ اور بے شبہ ہم نے آسان کیا قرآن کو واسطے یاد کرنے کے پس کوئی ہے جو نصیحت مانے۔

تشریح

﴿۳۱﴾ قوم ثمود پر اللہ کا عذاب | آخر قوم ثمود پر اللہ کا عذاب آیا۔ وہ عذاب کیسا تھا؟ ایک سخت دھماکے اور چنگھاڑ نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے جیسے باڑے کی روندی ہوئی باڑھ کی بھُس۔ یعنی جانوروں کے باڑے کو محفوظ کرنے کے لئے لکڑیوں کی اور جھاڑیوں کی ایک باڑھ بنا لیتے ہیں۔ اس باڑ کی جھاڑیاں رفتہ رفتہ سوکھ کر جھڑ جاتی ہیں اور جانوروں کے آنے جانے سے وہ کچل جاتی ہیں۔

قوم ثمود کی لاشیں اس چنگھاڑ سے ایسا ہی کچلا ہوا برادہ سی بن گئی تھیں۔

یہ ہے اس قوم کا انجام، جو اپنے غرور اور تکبر میں کسی بھی بات پر کان دھرنے کے لئے تیار نہ تھی۔

﴿۳۲﴾ قرآن سے نصیحت حاصل کرنا آسان ہے | ایسے دل فگار اور ہولناک واقعات کے مقابلے میں قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بہت آسان ہے اس لئے ہم نے قرآن کو ایک آسان ذریعہ نصیحت کا بنا دیا ہے۔ اب ہے کوئی نصیحت کو قبول کرنے والا؟

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

كَذَّبَتْ	قَوْمُ	لُوْطٍۭ	بِالنُّذُرِ	اِنَّآ + اَرْسَلْنَا	عَلَيْهِمْ
جھٹلایا	قوم	لوط	ڈرانے والے (رسول)	بیشک ہم نے بھیجی	ان پر

لوطؑ کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا (تو) بے شک ہم نے ان پر پتھر برسانے والی

حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ

حَاصِبًا	اِلَّآ	اٰلَ لُوْطٍ	نَجَّيْنٰهُمْ	بِسَحَرٍ	نِّعْمَةً	مِّنْ
پتھر برسانے والی آندھی	سوائے	لوط کے اہل خانہ	ہم نے بچا یا انھیں	صبح سویرے	فضل فرما کر	سے

آندھی بھیجی۔ لوطؑ کے اہل خانہ کے سوا کہ ہم نے اپنی طرف سے فضل فرما کر صبح سویرے انھیں

عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾

عِنْدِنَا	كَذٰلِكَ	نَجْزِيْ	مَنْ شَكَرَ	
اپنی طرف	اسی طرح	ہم جزا دیتے ہیں	جو شکر کرے۔	

بچا لیا، اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں (اس کو) جو شکر کرے۔

﴿۳۳﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ○
اَىْ بِالْاُمُوْرِ الْمُنْذِرَةِ
لَهُمْ عَلٰى لِسَانِهٖ۔

﴿۳۳﴾ لوط کی قوم نے ان باتوں کو جھٹلایا جو لوط نے ان سے بیان کیں۔

﴿۳۴﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا
رِيْحًا تَرْمِيْهِمْ بِالْحَصْبَاءِ
وَهِىَ صِغَارُ الْحِجَارَةِ
الْوَاحِدَةُ دُوْنَ مِلْءِ
الْكَفِّ فَهَلَكُوْا اِلَّآ اٰلَ
لُوْطٍ وَهُمْ اِبْنَتَاهُ
مَعَهٗ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○
مِنَ الْاَسْحَارِ اَىْ وَقْتَ
الصُّبْحِ مِنْ يَوْمٍ غَيْرِ
مُعَيَّنٍ وَلَوْ اُرِيْدَ مِنْ
يَوْمٍ مُعَيَّنٍ لَمُنِعَ
الصَّرْفُ لِاَنَّهٗ مَعْرِفَةٌ

﴿۳۴﴾ بے شبہ ہم نے بھیجی ان پر ہوا جو چھوٹی کنکریاں برساتی تھی سو وہ سب ہلاک ہو گئے۔

مگر لوط اور اس کی دونوں بیٹیاں ہم نے ان کو نجات دی صبح کے وقت۔ (اس میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا آل لوط پر کنکریاں برسیں اور وہ ان کے صدمے سے محفوظ رہے یا یہ کہ کنکریاں ان پر برسی ہی نہیں اس میں دو قول ہیں)

مَعْدُوْلٌ عَنِ السَّحَرِ
لِاَنَّ حَقَّهٗ اَنْ يُّسْتَعْمَلَ
فِى الْمَعْرُوْفَةِ بِاَلْ وَهَلْ
اَرْسَلَ الْحَاصِبَ عَلٰى اٰلِ لُوْطٍ
اَوْلَا قَوْلَانِ وَعَبَّرَ عَنِ
الْاِسْتِثْنَاءِ عَلَى الْاَوَّلِ بِاَنَّهٗ
مُتَّصِلٌ وَعَلَى الثَّانِىْ
بِاَنَّهٗ مُنْقَطِعٌ وَاِنْ كَانَ
مِنَ الْجِنْسِ تَسَمُّحًا
(۳۵) نِعْمَةً مَصْدَرٌ اَىْ اِنْعَامًا
مِّنْ عِنْدِنَا كَذٰلِكَ
اَىْ مِثْلَ ذٰلِكَ الْجَزَاءِ
نَجْزِىْ مَنْ شَكَرَ ۝ اَنْعُمَنَا
وَهُوَ مُؤْمِنٌ اَوْ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
تَعَالٰى وَرُسُلِهٖ وَاَطَاعَهُمْ

(۳۵) یہ انعام تھا ہمارا لوط اور اس کے کنبہ پر۔ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں اس کو جو ہماری نعمتوں کا شکر کرتا ہے۔ یعنی حال یہ ہے کہ وہ مومن ہو۔ یا مراد شکر گزاری سے وہ ہے جو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاوے اور ان کی فرماں برداری کرے۔

تشریح

(۳۳) قوم لوط کا واقعہ | لوطؑ کی قوم نے بھی اللہ کی تنبیہات کو جھٹلایا۔ اللہ کے پیغمبر حضرت لوطؑ کی تکذیب کی۔ ایک ہی کا جھٹلانا سارے انبیاء کا جھٹلانا سمجھا جاتا ہے کیوں کہ تمام انبیاء کرام ایک ہی سلسلے کی کڑی ہیں۔

حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا کہ وہ اس شرمناک حرکت سے باز آجائیں۔ حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے اور ان کے ساتھ ہی عراق سے ہجرت کرکے آئے تھے۔ قوم لوط ایک خوش حال قوم تھی مگر یہ دنیا کی واحد قوم ہے جس نے غیر فطری عمل اختیار کیا کہ عورتوں کے بجائے لڑکوں سے جنسی تعلق پیدا کرتے تھے۔ ہر طرح کی کوشش کے بعد جب یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ ہوا۔ وہ عذاب کیسا تھا ؟ اس کا تذکرہ اگلی آیت میں آرہا ہے۔

(۳۴) قوم لوط پر پتھروں کا عذاب اور حضرت لوط اور ان کے گھر والوں کی حفاظت | اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ اور ان کے گھر والوں کو محفوظ رکھا اور حکم دیا کہ جب تھوڑی رات باقی رہ جائے تو اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے باہر نکل جائیں اور کوئی شخص پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے۔

عذاب یہ تھا کہ قوم لوط کی ساری بستیاں الٹ دی گئیں انھیں تلپٹ کر دیا گیا اور اوپر سے پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے گئے آج بھی بحیرہ مردار کے جنوب اور مشرق کے علاقے میں اس طرح کی مٹی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

(۳۵) شکر گزار بندوں کو اللہ تعالیٰ جزا دیتے ہیں | حضرت لوطؑ اور ان کے گھر والوں کا اس طرح محفوظ رہنا یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت تھی اور اس کا فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ شکر گزار بندوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾

وَلَقَدْ	اَنْذَرَهُمْ	بَطْشَتَنَا	فَتَمَارَوْا	بِالنُّذُرِ
اور تحقیق	(لوطؑ نے) انھیں ڈرایا	ہماری پکڑ سے	تو وہ جھگڑنے لگے	ڈرانے میں

اور تحقیق لوطؑ نے انہیں ہماری پکڑ سے ڈرایا تو وہ ڈرانے میں جھگڑنے (شک کرنے) لگے۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَا اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا

وَلَقَدْ + رَاوَدُوْهُ	عَنْ	ضَيْفِهٖ	فَطَمَسْنَا	اَعْيُنَهُمْ	فَذُوْقُوْا
اور تحقیق انھوں نے (لوطؑ) لینا چاہا	سے	اس کے مہمان	تو ہم نے مٹا دیں	ان کی آنکھیں	پس چکھو

اور تحقیق انھوں نے لوطؑ سے ان کے مہمانوں کو (بری نیت سے) لینا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں (چوپٹ کر دیں)

عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ

عَذَابِیْ	وَنُذُرِ	وَلَقَدْ	صَبَّحَهُمْ	بُكْرَةً	عَذَابٌ
میرا عذاب	اور میرا ڈرانا	اور تحقیق	صبح آن پڑا ان پر	سویرے	عذاب

پس میرے عذاب اور میرے ڈرانے (کا مزہ) چکھو۔ اور تحقیق صبح سویرے ان پر دائمی عذاب آن

مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾

مُّسْتَقِرٌّ	فَذُوْقُوْا	عَذَابِیْ	وَنُذُرِ	
ٹھہرنے والا (دائمی)	پس چکھو	میرا عذاب	اور میرا ڈرانا	

پڑا۔ پس میرے عذاب اور ڈرانے (کے مزے) کو چکھو۔

﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ خَوَّفَهُمْ
لُوْطٌ بَطْشَتَنَا اَخْذَتَنَا
اِيَّاهُمْ بِالْعَذَابِ فَتَمَارَوْا
تَجَادَلُوْا وَكَذَّبُوْا بِالنُّذُرِ ○
بِاِنْذَارِهٖ

﴿۳۶﴾ اور بیشک لوطؑ نے ان کو ڈرایا ہماری پکڑ اور عذاب
سے۔
سو جھگڑا کیا انھوں نے اور جھٹلایا لوطؑ کے ڈرانے
کو۔

﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ
اَیْ سَاَلُوْهُ اَنْ يُّخَلِّیَ بَيْنَهٗ
وَبَيْنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ اَتَوْهُ
فِیْ صُوْرَةِ الْاَضْيَافِ لِيَخْبُثُوْا

﴿۳۷﴾ اور بے شبہ اس قوم نے لوطؑ سے کہا کہ جو لوگ تیرے
پاس بصورت مہمان آئے ہیں ان کو ہم کو دیدے تاکہ ان
کے ساتھ خیانت کریں۔

بِهِمْ وَكَانُوْا مَلٰئِكَةً فَطَمَسْنَا اَعْيُنَهُمْ اَعْمَيْنَاهَا وَجَعَلْنَاهَا بِلَا شَقٍّ كَبَاقِي الْوَجْهِ بِاَنْ صَفَقَهَا جِبْرَئِيْلُ بِجَنَاحِهٖ فَذُوْقُوْا فَقُلْنَا لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اَيْ اِنْذَارِيْ وَتَخْوِيْفِيْ اَيْ ثَمْرَتَهٗ وَفَائِدَتَهٗ

اور درحقیقت وہ فرشتے تھے۔ پس مٹا دیا ہم نے ان کی آنکھوں کو یعنی اندھا کردیا ان کو اور صاف کردیا ان آنکھوں کو جیسے باقی چہرہ اس طرح کہ جبرئیل نے اپنے بازو ان پر مارے۔
پھر ہم نے ان سے کہا چکھو تم عذاب میرا اور ڈرانا میرا۔ یعنی اس کا نتیجہ اور ثمرہ۔

(۳۸) وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً وَقْتَ الصُّبْحِ مِنْ غَيْرِ مُعَيَّنٍ عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝ دَائِمٌ مُتَّصِلٌ بِعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

(۳۸) اور البتہ ان پر آ یا صبح کے وقت عذاب ہمیشگی کا ملا ہوا عذاب آخرت سے۔

(۳۹) فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝

(۳۹) پس چکھو تم عذاب میرا اور ڈرانا میرا۔

تشریح

(۳۶) قوم لوط کے لوگوں نے حضرت لوطؑ کی بات پر بھروسہ نہ کیا | عذاب سے پہلے ہی حضرت لوطؑ خبردار کرتے رہے کہ دیکھو جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اس کا برا انجام ہوتا ہے مگر انھوں نے لوطؑ کی بات پر دھیان نہیں دیا اور یہ سمجھتے رہے کہ یہ تو ویسے ہی کہہ رہے ہیں کوئی عذاب وذاب آنے والا نہیں۔

(۳۷) عذاب سے پہلے فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں مہمان بنے | اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے خوب صورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کی خدمت میں مہمان بن کر حاضر ہوئے۔ حضرت لوطؑ ان کو دیکھ کر گھبرا گئے، دل میں پریشانی محسوس کی کیوں کہ اپنی قوم کی بے جا حرکت سے واقف تھے قوم لوط نے ان مہمانوں کو دیکھ لیا تھا۔ حسین وجمیل لڑکوں کو دیکھ کر وہ کہاں رُکنے والے تھے۔ حضرت لوطؑ کے مکان کی طرف دوڑ پڑے اور مطالبہ کیا کہ ان کو ہمارے حوالے کرو۔ اور یہ کوشش کی کہ ان کو حضرت لوطؑ کی حفاظت سے نکال لیں۔
تب فرشتوں نے بتایا کہ آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں، ہم اللہ کے بھیجے ہوئے عذاب کے فرشتے ہیں۔ قوم لوط کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا تھا۔ آخر اللہ کا حکم ہوا کہ اب چکھو ہمارے عذاب کا مزا۔ ہمارے خبردار کرنے کے باوجود تم نہیں مانے اب بھگتو۔

(۳۸) صبح ہوتے ہی ہمارے عذاب نے ان کو گھیر لیا | حضرت لوطؑ اپنے گھر والوں کے ساتھ صبح سلامت نکل گئے اور پوری قوم کو صبح ہوتے ہی نہ ٹلنے والے عذاب نے گھیر لیا۔ وہ عذاب کیا تھا، جیسا کہ اوپر گذر چکا ایک زبردست زلزلہ اور اوپر سے پتھروں کی بارش۔ گویا پوری قوم کو اس بدکاری کی سزا میں سنگسار کردیا گیا۔

(۳۹) اب چکھو مزہ | تمہیں باربار خبردار کیا جارہا تھا مگر تم باز نہ آئے۔ اب میرے عذاب کا مزہ چکھو اور میرے خبردار کرنے پر تمہیں ہوش نہ آیا اب اس ذلت آمیز عذاب کو بھگتو۔

ع ۱۸/۹ ۲

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا	الْقُرْاٰنَ	لِلذِّكْرِ	فَهَلْ	مِنْ مُّدَّكِرٍ
اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کیا	قرآن	نصیحت کے لئے	تو کیا ہے	کوئی نصیحت حاصل کرنے والا

اور تحقیق ہم نے قرآن کو آسان کیا ہے نصیحت کے لئے تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

وَلَقَدْ + جَآءَ	اٰلَ فِرْعَوْنَ	النُّذُرُ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا
اور تحقیق آئے	فرعون والے	ڈرانے والے (رسول)	انھوں نے جھٹلایا	ہماری آیتوں کو

اور تحقیق فرعون والوں (قوم فرعون) کے پاس رسول آئے انھوں نے ہماری آیتوں (احکام اور نشانیوں) کو جھٹلایا

كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾

كُلِّهَا	فَاَخَذْنٰهُمْ	اَخْذَ	عَزِيْزٍ	مُّقْتَدِرٍ
تمام	پس ہم نے انھیں آپکڑا	پکڑ	غالب	صاحب قدرت

تمام (کی تمام) تو ہم نے انھیں پکڑا ایک غالب اور صاحب قدرت کی پکڑ (کی صورت میں)

(۴۰) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
مُّدَّكِرٍ ○
(۴۱) وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ قَوْمَهٗ مَعَهٗ النُّذُرُ ○
اَلْاِنْذَارُ عَلٰى لِسَانِ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ فَلَمْ يُؤْمِنُوْا بَلْ
(۴۲) كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا اَيِ التِّسْعَ الَّتِىْ اُوْتِيَهَا مُوْسٰى
فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ○
قَادِرٍ لَا يُعْجِزُهٗ شَىْءٌ

(۴۰) اور بے شبہ ہم نے آسان کیا قرآن کو واسطے یاد کرنے کے۔
پس آیا کوئی ہے جو نصیحت قبول کرے۔
(۴۱) وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ الخ اور البتہ آل فرعون
اور اس کی قوم کی طرف ڈرانے والے موسیٰ اور ہارون آئے۔ یا مطلب یہ ہے
کہ آیا ڈرانا موسیٰ اور ہارون کی زبان پر طرف فرعون اور اس کی قوم کے
(۴۲) پھر وہ ایمان نہ لائے بلکہ انھوں نے جھٹلایا ہماری تمام نشانیوں کو
مراد وہ نو نشانیاں ہیں جو موسیٰ کو دی گئی پس پکڑا ہم نے ان کو ساتھ
عذاب کے پکڑنا قوت والے قدرت رکھنے والے کا کہ اس کو کوئی چیز عاجز نہ

تشریح

(۴۰) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کردیا | قرآن سے نصیحت حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں ہے بجائے اس طرح کے ہولناک واقعات سے درس عبرت پکڑا جائے اس کے مقابلے میں قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بہت آسان ہے کیوں کہ قرآن بڑے حکیمانہ طریقے سے انسان کو خبردار کرتا ہے۔ پس ہے کوئی خبردار ہونے والا۔؟

(۴۱) فرعون کا واقعہ | اللہ نے فرعونیوں کو گمراہی سے نکالنے کے لئے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو اپنا رسول مقرر کیا اور ان کو اپنی نشانیاں اور ایسے معجزے عطا کئے جو ان کی سچائی کی کھلی دلیل تھے اور ان کو خبردار کیا کہ وہ ان نشانیوں کو دیکھیں اور ان کی صداقت کو تسلیم کریں۔

(۴۲) فرعونیوں کی گرفت | مگر فرعون اور اس کے ماننے والوں نے اللہ کی ساری نشانیوں کو جھٹلا دیا اور اتنی واضح سند ہونے کے باوجود اپنے انکار پر ڈٹے رہے۔ آخر ان پر اللہ کی گرفت ہوئی اور ایسی گرفت اور پکڑ کہ جس سے نکل کر کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ سارے فرعونی بحر قلزم میں اس طرح غرق ہوگئے کہ ایک بھی بچ کر نہ نکل سکا۔

أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي

أَكُفَّارُكُمْ	خَيْرٌ	مِّنْ + أُولَٰئِكُمْ	أَمْ	لَكُمْ	بَرَاءَةٌ	فِي
کیا تمہارے کافر	بہتر	اُن سے	یا	تمہارے لئے	نجات (معافی نامہ)	میں

کیا ان سے تمہارے کافر بہتر ہیں ؟ یا تمہارے لئے معافی نامہ ہے (قدیم)

الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿۴۴﴾

الزُّبُرِ	أَمْ	يَقُولُونَ	نَحْنُ	جَمِيعٌ	مُّنتَصِرٌ
صحیفوں	کیا	وہ کہتے ہیں	ہم	جماعت	بدلہ لینے والے

صحیفوں میں کیا وہ کہتے ہیں ہم ایک جماعت ہیں بدلہ لینے والے۔

﴿۴۳﴾ أَكُفَّارُكُمْ يَا قُرَيْشُ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمُ الْمَذْكُورِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ فَلَمْ يُعَذَّبُوا أَمْ لَكُمْ يَا كُفَّارَ قُرَيْشٍ بَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ فِي الزُّبُرِ ۝ الْكُتُبِ وَالْاِسْتِفْهَامُ فِي الْمَوْضِعَيْنِ بِمَعْنَى النَّفْيِ أَيْ لَيْسَ الْأَمْرُ كَذَٰلِكَ

﴿۴۳﴾ کیا اے قریش تمہارے کافر بہتر ہیں ان پہلے لوگوں سے جن کا ذکر ہوا یعنی قوم نوح سے فرعون تک کہ ان کو عذاب نہ ہو جیسا کہ پہلوں کو عذاب کیا گیا
یا اے کفار قریش تمہارے لئے برأت لکھی ہوئی ہے۔ کتابوں میں عذاب الٰہی سے یعنی یہ بات نہیں ہوئی۔

﴿۴۴﴾ أَمْ يَقُولُونَ أَيْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ نَحْنُ جَمِيعٌ أَيْ جَمْعٌ مُّنتَصِرٌ ۝ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَلَمَّا قَالَ أَبُو جَهْلٍ يَوْمَ بَدْرٍ إِنَّا جَمْعٌ مُّنتَصِرٌ نَزَلَ

﴿۴۴﴾ یا کفار قریش یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اکٹھے ہو کر محمد کا مقابلہ کریں گے اور اس سے بدلہ لیویں گے اور بدر کے دن جس وقت ابوجہل نے یہ کہا کہ بے شبہ ہم ایک جماعت ہیں باہم ایک دوسرے کی مدد کرنے والے اس وقت یہ آیت

تشریح

﴿۴۳﴾ کیا تمہارا انجام بھی پچھلی قوموں جیسا نہ ہوگا | حضرت محمد کی صداقت کو اور ان کی دعوت کو نہ ماننے والے لوگ اگر وہی حرکتیں کریں جو پچھلی قومیں کر چکی ہیں تو کیا ان کو سزا نہ دی جائے گی ؟ کیا ان لوگوں میں ایسی خاص خوبی ہے یا آسمانی کتابوں میں ان کے لئے کوئی معافی نامہ لکھا ہوا ہے کہ چاہے کتنی شرارت کرتے رہو سزا نہیں ملے گی ؟
اللہ کا ایک دستور ہے۔ بے شک وہ ڈھیل دیتا ہے مگر ایک حد تک اور پھر اپنے دستور کے مطابق معاملہ کرتا ہے جو پچھلی قوموں کے ساتھ ہوا وہ تمہارے ساتھ ہونا ناممکن نہیں ہے۔

﴿۴۴﴾ کیا حق کو نہ ماننے والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا ایک بڑا جتھا ہے | حق و صداقت کے ان منکرین کے دماغ میں کہیں یہ خناس تو نہیں ہے کہ ہمارا ایک بہت بڑا جتھا ہے اور وہ جتھا بہت مضبوط ہے ہم اپنا بچاؤ کر لیں گے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ

سَيُهْزَمُ	الْجَمْعُ	وَيُوَلُّونَ	الدُّبُرَ	بَلِ	السَّاعَةُ
عنقریب شکست کھائے گی	جماعت	اور وہ پھیر لیں گے (بھاگیں گے)	پیٹھ	بلکہ	قیامت

عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور وہ بھاگیں گے پیٹھ (پھیر کر) بلکہ قیامت ان کی

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ

مَوْعِدُهُمْ	وَالسَّاعَةُ	أَدْهَىٰ	وَأَمَرُّ	إِنَّ
وعدہ گاہ ان کی	اور قیامت	وہ سخت	اور بڑی تلخ	بیشک

وعدہ گاہ ہے اور قیامت (کی گھڑی) بہت سخت اور بڑی تلخ ہوگی بیشک

الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ

الْمُجْرِمِينَ	فِي ضَلَالٍ	وَسُعُرٍ	يَوْمَ	يُسْحَبُونَ
مجرم (جمع)	گمراہی میں	اور جہالت	جس دن	وہ گھسیٹے جائیں گے

مجرم گمراہی اور جہالت میں ہیں۔ جس دن وہ اپنے مونہوں کے بل

فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾

فِي النَّارِ	عَلَىٰ	وُجُوهِهِمْ	ذُوقُوا	مَسَّ	سَقَرَ
آگ میں	پر۔ بل	اپنے منہ (جمع)	تم چکھو	لگنا	جہنم

آگ میں گھسیٹے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) تم جہنم (کی آگ) کا مزہ چکھو

﴿٤٥﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ○ نَهْزِمُوا بِبَدْرٍ وَنَصَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿٤٦﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ بِالْعَذَابِ وَالسَّاعَةُ أَيْ عَذَابُهَا أَدْهَىٰ أَعْظَمُ بَلِيَّةً وَأَمَرُّ ○ أَشَدُّ مَرَارَةً مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا

﴿٤٧﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ هَلَاكٍ بِالْقَتْلِ فِي الدُّنْيَا

﴿٤٥﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ الخ نزدیک ہے کہ شکست کھا کر بھاگیں کہ جماعتیں اور پشت پھیریں گی چنانچہ بدر میں ان کو شکست ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح پائی۔

﴿٤٦﴾ بلکہ قیامت ان کے عذاب کے لئے وعدہ گاہ ہے۔ اور قیامت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت بڑا اور زیادہ تلخ ہے۔

﴿٤٧﴾ بے شبہ مجرمین دنیا میں تباہی میں ہیں ساتھ مقتول ہونے کے۔

وَّسُعُرٍ ○ نَارٌ مُسَعَّرَةٌ بِالتَّشْدِيْدِ أَيْ مُهَيَّجَةٌ فِي الْآخِرَةِ — اور آخرت میں تیز آگ میں جلیں گے۔

(۴۸) يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ أَيْ فِي الْآخِرَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○ أَصَابَةُ جَهَنَّمَ لَكُمْ — (۴۸) اس دن کہ وہ منہ کے بل کھینچ کر دوزخ میں ڈالے جاویں گے۔ اور ان سے کہا جاوے گا کہ چکھو تم آگ میں جلنے کا مزہ۔

تشریح

(۴۵) یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے | اگر ان کو اپنے بڑا جتھا ہونے پر اور اپنی طاقت پر زعم ہے وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے کہ ان کا جتھا شکست کھا جائے گا اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے۔ یہ بات اس وقت فرمائی گئی جب حالات یہ تھے کہ مسلمان بڑی بے بسی کی حالت میں تھے کچھ لوگ وطن چھوڑ کر حبشہ ہجرت کر گئے تھے اور کچھ شعب ابی طالب میں نظر بند تھے اور ان کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ یہ ہجرت سے کوئی پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ مگر سات سال کے اندر اندر ہی حالات کا نقشہ بدل چکا تھا۔ جس وقت جنگ بدر میں اسلام کے مخالف شکست کھا کر بھاگ رہے تھے اور غزوۂ احزاب میں جب پورا لشکر میدان چھوڑ کر جا رہا تھا اس وقت نبی ﷺ کی زبانِ مبارک پر یہی آیت تھی کہ۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے شاگرد حضرت عکرمہؒ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ جب سورۂ قمر کی یہ آیت نازل ہوئی تو میں حیران تھا کہ آخر یہ کون سی جمعیت ہے جو شکست کھائے گی۔ مگر جب جنگ بدر میں مخالفین شکست کھا کر بھاگ رہے تھے اس وقت میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ زرہ پہنے ہوئے آگے کی طرف جھپٹ رہے ہیں اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہیں۔ اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ اس آیت میں کس ہزیمت کی خبر دی گئی تھی۔

(۴۶) اصل معاملہ قیامت کا ہے | یہ تو دنیا میں ان کی شکست اور پیٹھ پھیر کر بھاگنا ہے اس میں بھی ذلت اور رسوائی ہے مگر اس وقت جب ان سچائی کا انکار کرنے والوں سے نپٹا جائے گا، قیامت کا وعدہ ہے جب وہ سر پر آ کھڑی ہو گی اور وہ انتہائی مصیبت کا وقت ہو گا مجرمین کے لئے بڑی آفت اور بڑی تلخ گھڑی ہو گی۔

(۴۷) مجرمین کی عقل ماری ہوئی ہے۔ | سچائی کا انکار کرنے والے یہ مجرم حقیقت میں بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں ان کو اندازہ نہیں ہے کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ ان کی عقل ماری گئی ہے۔ اگر ان میں سمجھ ہوتی تو یوں اپنے آپ کو تباہی کی طرف نہ لے جاتے۔

(۴۸) ان کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا | ان کے دماغ میں جو سودا سمایا ہوا ہے اور یہ غفلت کے نشے میں پاگل بن رہے ہیں ان کے دماغ کا یہ خناس اس وقت نکلے گا جب ان کو اوندھے منہ گھسیٹ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ اب چکھو دوزخ کی لپیٹ کا مزہ۔ تم سمجھتے تھے نہ قیامت آئے گی نہ بازپرس ہو گی نہ سزا ملے گی اپنے غرور میں مبتلا نہ صرف حق کو ٹھکراتے رہے بلکہ اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ اللہ کے ڈھیل دینے کو تم نے سمجھا کہ ہم اسی طرح چھٹے پھرتے رہیں گے۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ أَمْرُنَآ إِلَّا

إِنَّا كُلَّ	شَيْءٍ	خَلَقْنَٰهُ	بِقَدَرٍ	وَمَآ أَمْرُنَآ	إِلَّا
بیشک ہم ہر	شئے	ہم نے اسے پیدا کیا	ایک اندازے کے مطابق	اور نہیں ہمارا حکم	مگر صرف

بے شک، ہم نے ہر شئے کو ایک اندازے کے مطابق پیدا کیا۔ اور ہمارا حکم تو صرف ایک (اشارہ

وَٰحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِٱلْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَآ أَشْيَاعَكُمْ

وَٰحِدَةٌ	كَلَمْحٍ	بِٱلْبَصَرِ	وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا	أَشْيَاعَكُمْ
ایک	جیسے جھپکنا	آنکھ کا	اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں	تمہارے ہم مشرب

ہوتا ہے) جیسے آنکھ کا جھپکنا۔ اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں تمہارے ہم مشربوں کو

فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِى ٱلزُّبُرِ ﴿٥٢﴾

فَهَلْ	مِن مُّدَّكِرٍ	وَكُلُّ	شَيْءٍ	فَعَلُوهُ	فِى ٱلزُّبُرِ
تو کیا ہے	کوئی نصیحت حاصل کرنے والا	اور ہر	بات	جو انھوں نے کی	صحیفوں میں

تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ اور ہر بات جو انھوں نے کی ہے، صحیفوں میں ہے۔

(۴۹) إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ مَنْصُوبٌ بِفِعْلٍ
يُفَسِّرُهُ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ○
بِتَقْدِيرٍ حَالٌ مِنْ كُلٍّ أَيْ
مُقَدَّرًا وَقُرِئَ كُلٌّ بِالرَّفْعِ
مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ خَلَقْنَاهُ

(۴۹) بے شبہ ہم نے ہر ایک چیز کو اندازہ سے پیدا کیا ہے

(۵۰) وَمَآ أَمْرُنَا لِشَيْءٍ نُرِيدُ
وُجُودَهُ إِلَّا أَمْرَةٌ وَاحِدَةٌ
كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○ فِي السُّرْعَةِ
وَهِيَ كُنْ فَيُوجَدُ إِنَّمَا
أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ
لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

(۵۰) اور ہم جس کو بنانا چاہتے ہیں صرف ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔
جیسے پلک جھپکنا۔ چنانچہ دوسری آیت میں وارد ہوا إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ جس کو پیدا کرنا چاہتا ہے صرف اس کو یہ فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

(۵۱) وَلَقَدْ أَهْلَكْنَآ أَشْيَاعَكُمْ أَشْبَاهَكُمْ فِي
الْكُفْرِ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ فَهَلْ مِنْ
مُّدَّكِرٍ ○ اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى الْأَمْرِ
أَيْ اُذْكُرُوا وَاتَّعِظُوا

(۵۱) اور بے شبہ ہم نے ہلاک کیا گزشتہ امتوں میں سے ان لوگوں کو جو کفر میں تمہارے مشابہ تھے۔ پس کوئی ہے جو نصیحت کو مانے یعنی تم کو چاہیے کہ نصیحت کو سنو اور قبول کرو۔

(۵۲) وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ اَيِ الْعِبَادُ مَكْتُوْبٌ فِي الزُّبُرِ ○ كُتُبِ الْحَفَظَةِ

(۵۲) اور ہر ایک کام جو بندے کرتے ہیں نامہ اعمال کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔

تشریح

(۴۹) ہم نے ہر چیز کو ناپ تول کر پیدا کیا ہے | اللہ نے دنیا میں کوئی بھی چیز اُلل ٹپ پیدا نہیں کی، ہر ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے۔ اللہ کے منصوبے کے مطابق وہ چیز مقررہ وقت پر بنتی ہے پیدا ہوتی ہے پھر وہ ایک خاص شکل اختیار کرتی ہے۔ اس کے بعد وہ ایک خاص حد تک پروان چڑھتی ہے، نشوونما پاتی ہے۔ پھر وہ ایک خاص مدت تک باقی رہتی ہے اور ایک خاص وقت پر آکر ختم ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عالمگیر ضابطہ ہر چیز کے اندر موجود ہے۔ انسان بھی اسی طرح سے ایک مقررہ وقت پر پیدا ہوتا ہے۔ خاص شکل اختیار کرتا ہے۔ بچپن سے جوانی میں قدم رکھتا ہے پھر بوڑھا ہوتا ہے اور ایک خاص وقت پر آکر موت کی گود میں سو جاتا ہے۔

یہی طریقہ اور ضابطہ اس دنیا کے لئے بھی اللہ نے رکھا ہے جس کے مطابق یہ ایک خاص وقت تک چل رہی ہے اور ایک خاص وقت پر اسے ختم ہونا ہے اس کے خاتمہ کے لئے اللہ نے جو وقت مقرر کر دیا ہے اس سے ایک گھڑی پہلے ختم نہ ہوگی اور نہ ایک گھڑی بعد باقی رہے گی۔ قیامت کسی کے کہنے سے نہیں آئے گی اپنے وقت پر آئے گی۔ یہ دنیا کوئی بچے کا کھلونا نہیں ہے کہ جب چاہے اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دو۔ اللہ نے اسے ایک حکمت کے ساتھ بنایا ہے۔ اس کی ایک عمر مقرر کی ہے اس کی عمر پوری ہونے پر ہی اس کا خاتمہ ہوگا۔ اس لئے اللہ کی مہلت کو یوں ہی نہ سمجھو اس میں بھی حکمت ہے۔ اور تمہارے لئے اپنی روش بدلنے کا موقع ہے۔

(۵۰) قیامت چشم زدن میں برپا ہو جائے گی | اس عالم کے نظام کو ختم کرنے اس کی بساط الٹنے اور قیامت برپا کرنے کے لئے اللہ کو کوئی تیاری نہیں کرنی پڑے گی اور نہ اس کے لانے میں بڑی مدت صرف ہوگی۔ بس اس کا ایک حکم ہوگا اور چشم زدن میں پلک جھپکتے ہی سب کچھ ہوجائے گا اس لئے یہ سمجھ کر نہ بیٹھے رہو کہ ابھی تو بڑی دیر ہے، ابھی بڑا وقت ہے۔

"ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا!"

تمہیں خبر بھی نہ ہوگی اور وہ تمہارے سر پر کھڑی ہوگی۔

(۵۱) تم جیسے نہ جانے کتنے تاریخ کی گردوں میں کھو چکے ہیں | تم سے پہلے نہ جانے کتنی قومیں گزری ہیں جو تہذیب و ترقی میں کہیں آگے نکل گئی ہیں کوئی پہاڑوں کو تراش کر عمارتیں بناتا تھا، کوئی نئی نئی بستیاں بساتا تھا۔ کوئی زمین کے سینے پر اپنی فن کاری کے جوہر دکھاتا تھا۔ مگر یہ وہ لوگ اور وہ قومیں تھیں جو اپنی حقیقت کو بھول کر گمراہی کی دلدل میں پھنس گئے اور سمجھانے بجھانے پر کسی طرح ماننے کو تیار نہیں ہوئے آخر جب ان کا وجود زمین کے سینے پر ایک مصیبت بن گیا اور ان ظالموں کے سائے میں مظلوموں کا سانس لینا دوبھر ہوگیا تو ان کو ہلاکت کا منہ دیکھنا پڑا۔ تم جیسے نہ جانے کتنے تاریخ کی گردوں میں کھو چکے ہیں۔ پھر کیا ان حالات کو دیکھ کر تم میں کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

(۵۲) سب کے اعمال دفتر میں محفوظ ہیں | جیسا جس نے کیا وہ سب ان کے اعمال ناموں میں اور ہمارے دفتروں میں درج ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ کیا دھرا کہیں غائب ہوگیا۔ ہر شخص اور ہر گروہ اور ہر قوم کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ ہے اور وہ اپنے وقت پر سامنے آجائے گا۔

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي

وَ كُلُّ	صَغِيرٍ	وَّكَبِيرٍ	مُّسْتَطَرٌ	إِنَّ الْمُتَّقِينَ	فِي
اور ہر	چھوٹی	اور بڑی	لکھی ہوئی	بیشک متقی (جمع)	میں

اور ہر چھوٹی اور بڑی (بات) لکھی ہوئی ہے۔ بیشک متقی باغات

ع ۳ ۵ ۱۰ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾ ع

جَنّٰتٍ	وَّنَهَرٍ	فِي	مَقْعَدِ صِدْقٍ	عِنْدَ	مَلِيكٍ	مُّقْتَدِرٍ
باغات	اور نہریں	میں	مقام سچائی	نزدیک	بادشاہ	صاحب قدرت

اور نہروں میں ہوں گے۔ صاحب قدرت بادشاہ کے نزدیک سچائی کے مقام میں

﴿٥٣﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مِنَ الذَّنْبِ
أَوِ الْعَمَلِ مُسْتَطَرٌ ○ مَكْتُوبٌ
فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ

﴿٥٣﴾ اور ہر ایک چھوٹا اور بڑا گناہ اور عمل لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

﴿٥٤﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ
بَسَاتِينَ وَنَهَرٍ ○ أُرِيدَ
بِهِ الْجِنْسُ وَقُرِئَ بِضَمِّ
النُّونِ وَالْهَاءِ جَمْعًا كَأَسَدٍ
وَأُسُدٍ اَلْمَعْنَى أَنَّهُمْ
يَشْرَبُونَ مِنْ أَنْهَارِهَا
الْمَاءَ وَاللَّبَنَ وَالْعَسَلَ وَالْخَمْرَ

﴿٥٤﴾ بے شک پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہیں یعنی اہل جنت ان نہروں میں سے پانی اور دودھ اور شہد اور شراب پیویں گے۔

﴿٥٥﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ مَجْلِسِ
حَقٍّ لَا لَغْوٌ فِيهِ وَلَا
تَأْثِيمٌ وَأُرِيدَ بِهِ الْجِنْسُ
وَقُرِئَ مَقَاعِدَ اَلْمَعْنَى أَنَّهُمْ
فِي مَجَالِسَ مِنَ الْجَنَّاتِ
سَالِمَةٍ مِنَ اللَّغْوِ
التَّأْثِيمِ بِخِلَافِ مَجَالِسِ
الدُّنْيَا فَقَلَّ أَنْ تَسْلَمَ
مِنْ ذٰلِكَ وَأَعْرَبَ هٰذَا
خَبَرًا ثَانِيًا وَبَدَلًا وَهُوَ

﴿٥٥﴾ اور وہ بیٹھنے والے ہوں گے جنت کی مجالس اور مکانات میں جو سالم ہوں گے لغویات اور گناہ میں ڈالنے سے بخلاف مجالس دنیا کے کہ وہ کمتر اس سے خالی ہوتے ہیں۔

صَادِقٌ بِبَدَلِ الْبَعْضِ وَغَيْرُهُ عِنْدَ مَلِيكٍ مِثَالُ مُبَالَغَةٍ أَيْ عَزِيزٍ الْمُلْكِ وَاسِعِهِ مُقْتَدِرٍ ۝ قَادِرٌ لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ وَهُوَ اللّٰهُ تَعَالَى وَعِنْدَ إِشَارَةٌ إِلَى الرُّتْبَةِ وَالْقُدْرَةِ مِنْ فَضْلِهِ تَعَالَى

جنتی ہونے والے ہوں گے پاس اللہ غالب قوی ملک والے وسیع بادشاہت والے قدرت والے کے کہ کوئی چیز اس کو عاجز نہ کرسکے گی۔
یعنی ان کو یہ رتبہ ملے گا محض فضل واحسان خداوندی سے۔

تشریح

(۵۳) ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے | کسی کا کوئی عمل چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ضائع نہیں ہوگا وہ لکھا ہوا موجود ہے یہ نہ سمجھو کہ کرنے کے بعد اس کے عمل کے نشان مٹ گئے۔ ذرہ ذرہ ہمارے یہاں محفوظ ہے اور اس کے مطابق جزا اور سزا ملنی ہے۔

(۵۴) نیک لوگ جنت کے باغوں میں ہوں گے | نیکی کرنے والوں کی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ متقی اور پرہیزگار لوگ جو دنیا میں اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہے ان کے ٹھکانے ایسے باغوں میں ہوں گے جن میں نہریں رواں ہوں گی۔ بہتی ہوئی نہریں عالیشان باغات اور اس میں نیک لوگ۔

(۵۵) اللہ کے مقرب | یہ لوگ اللہ کے مقرب ہوں گے۔ وہ بادشاہ جو بڑا اقتدار والا ہے ان کو سچی عزت کی جگہ ملے گی۔ وہ پسندیدہ مقام جس کا وعدہ کیا گیا تھا وہ ان کو حاصل ہوگا۔

٥٥
اَلرَّحْمٰنُ

ترتیبِ تلاوت	٥٥	ترتیبِ نزول	٩٧
مکیّ / مدنی	مدنی	تعدادِ رکوعات	٣
تعدادِ آیات	٧٨	تعدادِ الفاظ	٣٥١
تعدادِ حروف	١٦٨٣		

○ **سُورت** کا پہلا لفظ "الرحمٰن" اس سورت کا نام ہے یعنی یہ وہ سورت ہے کہ اَلرَّحْمٰن کے لفظ سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔ اس سورت کا جو موضوع اور مضمون ہے وہ بھی اس کے نام سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ کیوں کہ اس سورت میں سورت کے آغاز سے لے کر آخیر تک اللہ کی صفت رحمت اور اس صفت کے مظاہر و ثمرات کا بیان ہے۔

○ مختلف روایات پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سورت کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے

○ قرآن مجید کی یہ واحد سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے ساتھ زمین کی دوسری مخلوق جنّات کو بھی خطاب کیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایک محدود دائرے میں آزادی اور کچھ اختیارات دئے ہیں اسی طرح جنات کو بھی ایک با اختیار مخلوق بنایا ہے اور وہ بھی اپنے اعمال کے بارے میں جواب دہ ہیں۔ قرآن مجید سے یہ

بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنات میں بھی دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو نافرمان ہیں۔

○ سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مخاطب کیا ہے۔ کیونکہ زمین کی خلافت اللہ نے انسان کو دی ہے۔ اللہ کے پیغمبر انسانوں میں سے آئے ہیں اور اللہ کی کتابیں انسانوں کی زبانوں میں نازل کی گئی ہیں لیکن آگے چل کر آیت ۳۳ سے انسان اور جنات دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

○ قرآن مجید کی اس سورت سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ کی رسالت صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ آپ کی رسالت اور دعوت جن و انس دونوں کے لئے ہے۔

○ یہ پوری سورت ایک نہایت مؤثر پرجوش اور بلیغ خطبہ ہے جس میں اللہ کی نعمتوں، اس کی قدرت اس کی بادشاہت اور پھر جزا اور سزا کی تفصیلات ایک ایک چیز کو بیان کر کے انسانوں اور جنوں سے سوال کیا گیا ہے کہ تم اللہ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔؟

ركوعاتها ۳	۹۷= سُوۡرَةُ الرَّحۡمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۵۵=	اٰیاتها ۷۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

اَلرَّحۡمٰنُ ① عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ②

عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ	اَلرَّحۡمٰنُ
اس نے سکھایا قرآن	رحمٰن (اللہ)

اللہ نے قرآن سکھایا

سُوۡرَةُ الرَّحۡمٰنِ مَكِّيَّةٌ اَوۡ اِلَّا يَسۡاَلُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ الۡاٰيَةُ فَمَدَنِيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ اَوۡ ثَمَانٌ وَسَبۡعُوۡنَ اٰيَةً

سورۂ رحمٰن مکی ہے. یا صرف یہ آیت مدنی ہے "یسئلہ من فی السموٰت والارض الخ" اس سورۃ میں چھہتر یا اٹھتر آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے

① اَلرَّحۡمٰنُ ○

② عَلَّمَ مَنۡ شَاءَ الۡقُرۡاٰنَ ○

① رحمٰن

② نے جس کو چاہا قرآن سکھایا۔

تشریح

① اَلرَّحۡمٰنُ | رحمت والا جو اپنی مخلوق پر بے انتہا مہربان ہے۔ سراسر رحمت ہے اس کی رحمت ہر ہر چیز کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ اس کی رحمت کا ہی ایک تقاضا ہے جو دوسری آیت میں بیان ہو رہا ہے۔

② قرآن کی تعلیم دینے والا | قرآن کی تعلیم دینے والا خود اللہ تعالیٰ ہے جو بہت مہربان اور رحمت والا ہے۔ اس کی رحمت کا تقاضا ہوا کہ یہ قرآن بھیج کر وہ علم عطا فرمائے جس پر دنیا میں راست روی اور فلاح کا انحصار ہے۔ معلّمِ قرآن خود رحمٰن ہے سورۂ نجم میں فرمایا تھا عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰى (کہ اس کو فرشتے نے سکھایا) یہاں اس کی وضاحت ہو گئی کہ قرآن کا اصل معلّم اللہ رحمٰن ہے گو واسطہ فرشتہ کا ہو۔ قرآن کسی انسان کی طبع زاد تصنیف نہیں ہے۔ یہ اللہ کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔

ایک طرف یہ انسان ضعیف البنیان، اور دوسری طرف قرآن علم کا بحرِ ناپیدا کنار جس کا تحمل آسمان اور پہاڑ بھی نہ کر سکیں، اس کا حامل ایک بشر کو بنا دینا رحمٰن کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④ اَلشَّمْسُ

خَلَقَ	الْاِنْسَانَ	عَلَّمَهُ	الْبَيَانَ	اَلشَّمْسُ
اس نے پیدا کیا	انسان	اس نے اسے سکھایا	بات کرنا	سورج

اس نے انسان کو پیدا کیا، اس نے اسے بات کرنا سکھایا۔ سورج

وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ⑤ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ⑥

وَالْقَمَرُ	بِحُسْبَانٍ	وَالنَّجْمُ	وَالشَّجَرُ	يَسْجُدٰنِ
اور چاند	ایک حساب سے	اور جھاڑیاں	اور درخت	وہ سجدہ میں (سربسجود ہیں)

اور چاند ایک حساب سے (گردش میں ہیں) اور جھاڑیاں اور درخت سربسجود ہیں۔

③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ اَيِ الْجِنْسَ

④ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ اَلنُّطْقَ

⑤ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ○ بِحِسَابٍ يَجْرِيَانِ

⑥ وَالنَّجْمُ مَا لَا سَاقَ لَهٗ مِنَ النَّبَاتِ وَالشَّجَرُ مَا لَهٗ سَاقٌ يَسْجُدٰنِ ○ يَخْضَعَانِ بِمَا يُرَادُ مِنْهُمَا

③ پیدا کیا اس نے انسان کو

④ اس کو گویائی عطا کی۔

⑤ سورج اور چاند ایک حساب سے چلتے ہیں۔

⑥ اور بیل دار درخت اور تنے والے درخت کہ اس کو سجدہ کرتے ہیں یعنی جو کچھ ان سے ارادہ کیا جاتا ہے اس میں فرماں برداری کرتے ہیں۔

تشریح

③ انسان کا خالق | انسان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اس لئے اس کے خالق ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کی رہنمائی کرے۔ انسان کی رہنمائی اس کی رحمت کا بھی تقاضا ہے اور اس کے خالق ہونے کا بھی۔

پورے نظام کائنات پر نظر ڈالی جائے تو اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی بنائی ہے اس کو محض پیدا ہی نہیں کیا بلکہ اس کو اس مناسب بناوٹ پر بنایا جس کے ذریعہ وہ اس نظام میں اپنے حصے کا کام ادا کر سکے اور اس کو انجام دینے کا طریقہ بھی سکھایا۔

اسی طرح انسان کی بناوٹ میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو اس کو اپنے مقصد وجود کو پورا کرنے میں مدد دیں اس لئے اللہ نے انسان کی ذات میں وہ تمام صفات رکھی ہیں جس کے ذریعے وہ ہدایت و ضلالت، اچھائی برائی، خیر و شر ہر بات کو پوری طرح سمجھ سکے اور اس کو سمجھانے کا انتظام اللہ تعالیٰ نے خود کیا ہے مثلاً فرمایا۔ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى (سورہ لیل آیۃ ۱۲) (رہنمائی کرنا ہماری ذمہ داری ہے) اور ارشاد ہوا وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ (نحل ۹) (یہ اللہ کی ذمہ داری ہے کہ سیدھا راستہ بتائے اور ٹیڑھے راستے بہت سے ہیں۔

حضرت موسیٰ ؑ جب فرعون کے پاس اللہ کے دین کی دعوت لے کر گئے اور کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو فرعون نے حضرت موسیٰ ؑ سے پوچھا وہ تمہارا رب کون سا ہے جو میرے پاس رسول بھیجتا ہے؟ اس پر حضرت موسیٰ ؑ نے جواب دیا۔ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (طٰہٰ آیت ۵۰)

(ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی مخصوص ساخت عطا کی اور پھر اس کی رہنمائی کی۔)

معلوم ہوا کہ انسان کی رہنمائی اور اس کی تعلیم کے لئے اللہ کے رسولوں کا آنا اور اللہ کی کتابوں کا نازل ہونا فطرت کا عین تقاضا ہے
اس لئے اللہ نے انسان کو وجود بھی دیا اور وجود کے ساتھ ایک خاص صفت عطا کی جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔

(۴) اسے بولنا سکھایا | یعنی اللہ تم نے انسان کو وہ قوت گویائی دی جس کے پیچھے عقل و شعور، فہم و ادراک اور دوسری ذہنی قوتیں کارفرما ہوتی ہیں جن کے بغیر انسان کی قوت گویائی کام نہیں کرسکتی۔ قدرت نے اس کو یہ طاقت دی کر وہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت صفائی اور حسن وخوبی سے ادا کرسکے اور دوسروں کی بات سمجھ سکے۔ انسان کے خالق نے انسان کی رہنمائی کے لئے رسول اور کتاب کو تعلیم کا ذریعہ بنایا کیوں کہ انسان کی شعوری زندگی کے لئے یہی طریقۂ تعلیم موزوں اور مناسب ہے۔

جب مخلوق اعلیٰ درجے کی ہے تو اس کی تعلیم بھی اعلیٰ درجے کی ہونی چاہئے۔ جس مخلوق کو بیان کی صفت دی گئی ہو اس کا ذریعۂ تعلیم قرآن ہی موزوں ہوسکتا ہے۔ اس لئے بیان بھی اللہ نے عطا کیا اور قرآن بھی اس نے نازل کیا اور یہ اس کی رحمت اور خلاّقی کا تقاضا اور اس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت اور اس کے عطایا میں سب سے دل کش عطیہ ہے جو انسان کو ان کی اخلاقی حِس ابھار کر اعلیٰ درجے کے علم وعمل سے مزین کرتا ہے۔

(۵) چاند سورج ایک قانون کے پابند ہیں | اللہ تم نے سورج اور چاند کو ایک قانون کا اور مقررہ حساب کا پابند بنایا ہے جس سے یہ سیارے بندھے ہوئے ہیں۔ ان کا نکلنا ڈوبنا، گھٹنا بڑھنا یا ایک حالت پر قائم رہنا اور پھر ان کے ذریعے موسموں کا بدلنا اور زمین پر اس کے مختلف اثرات، یہ سب ایک خاص حساب، ضابطے اور مضبوط نظام کے تحت ہے۔ ان کی مجال نہیں ہے کہ ان کے لئے جو دائرہ مقرر ہے اس سے باہر قدم رکھ سکیں اور اپنے مالک وخالق کے دیئے ہوئے احکام کے خلاف کرسکیں۔ اللہ نے اپنے بندوں کو جو خدمت ان کے سپرد کی ہے ان میں کوئی کوتاہی نہیں کرسکتے۔ ہر وقت ہماری خدمت میں مشغول ہیں۔ یہ سب بندے اور غلام ہیں۔ ان کا خدائی میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کا یہ مقام ہے کہ انھیں معبود بنا یا جائے ان کی پوجا کی جائے اور ان کے آگے سر جھکایا جائے۔

اللہ تعالےٰ نے جو نظام سورج اور چاند کے لئے بنایا ہے وہ اتنا صحیح صحیح ہے کہ اس میں کسی طرح کا کوئی فرق ان کی رفتار اور فاصلے میں نہیں آسکتا اور مختلف منزلوں سے ان کے گزرنے کا جو قاعدہ مقرر کردیا ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہوسکتا۔ یہ صحیح صحیح نظام بتا رہا ہے کہ اس کو چلانے والا بے پناہ قوت کا مالک ہے اور یہ سب کچھ ایک ہی ذات کے تصرف میں ہے۔

(۶) آسمان کے تارے اور زمین کے درخت اللہ کے مطیع فرمان ہیں۔ | آسمان کی چادر پر جگمگاتے تارے ہوں یا زمین پر ہر قسم کے درخت ہوں سب اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جھاڑ ہوں یا پھیلی ہوئی بیلیں ہوں یا اونچے اونچے درخت سب اللہ کے قانون کے پابند ہیں جو ضابطہ ان کے لئے بنا دیا گیا ہے اس سے بال برابر ادھر اُدھر نہیں ہوسکتے۔

جب چاند سورج، آسمان کے تارے اور زمین پر پھیلے ہوئے درخت سبھی چیزیں غیر اختیاری طور پر اللہ کے قانون کی پابند اور اس کی تابع دار ہیں تو پھر انسان کو بھی اپنے اختیار سے اللہ کا تابع دار اور اس کے اسی قانون کا پابند ہونا چاہئے جو اس نے اپنی کتاب کے ذریعے انسان کو سکھایا ہے۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ⑦

وَالسَّمَآءَ	رَفَعَهَا	وَوَضَعَ	الْمِيزَانَ
اور آسمان	اس نے اسے بلند کیا	اور رکھی	ترازو

اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو رکھی۔

⑦ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ ⑦ اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور انصاف وعدل قائم کیا۔
اَثْبَتَ الْعَدْلَ

تشریح

⑦ نظامِ کائنات میں توازن | اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کر دی ۔۔۔۔ اوپر کی آیتوں سے دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوتے چلے آرہے تھے جیسے چاند اور سورج ، کہ دونوں کو جوڑے جوڑے بیان کیا۔ ستارے عالمِ علوی اور درخت عالمِ سفلی یہاں بھی جوڑوں کا بیان آیا۔

مذکورہ آیت میں آسمان کی بلندی کے ساتھ آگے زمین کی پستی کا ذکر آرہا ہے اور درمیان میں میزان یعنی ترازو کا ذکر، اس لئے بھی موزوں لگتا ہے کہ تولتے وقت ترازو کو آسمان اور زمین کے درمیان معلق رکھنا پڑتا ہے۔

اور میزان سے ایک مراد نظامِ عدل و توازن ہے جو پوری کائنات میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر کائنات میں یہ عدل و توازن نہ ہوتا تو یہ کارگہِ ہستی ایک لمحے کے لئے آگے نہ چل سکتی۔ اس لئے جہاں جہاں نظر دوڑائیے ہر طرف حیرت انگیز توازن، بہترین تناسب اور لاجواب اعتدال نظر آتا ہے ۔۔۔۔ ہر ہر چیز اپنی جگہ موزوں اور ٹھیک ٹکائی۔

یہ زمین جس پر ہم اور آپ رہتے ہیں اور جس کو پروردگار نے ہمارے لئے گہوارہ بنادیا ہے اس عظیم کائنات کی وسعت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے ایک بہت بڑے ہال کمرے میں ایک چھوٹی سی گیند اچھال دی جائے ۔۔۔۔ یہ زمین اگر اپنی موجودہ موٹائی اور لمبائی چوڑائی کے مقابلے میں ذرا بھی کم یا زیادہ ہوجاتی تو اس پر زندگی ممکن نہ ہوتی۔ اگر یہ چاند کے برابر ہوتی تو اس کی قوتِ کشش کم ہوجاتی اور یہ اپنے اوپر پانی اور ہوا کو روک نہ پاتی۔

سورۂ فرقان میں ارشاد ہوا ۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝ (آیت ۲)

(اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر سب کا الگ الگ اندازہ رکھا ۔)

سورۂ نمل میں فرمایا ۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ (آیت ۸۸)

(یہ کاریگری اللہ ہی کی ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے)۔

زمین سے سورج کا فاصلہ تقریباً ۹ کروڑ تیس لاکھ میل ہے۔ سورج کی گرمی بارہ ہزار ڈگری فارن ہائٹ ہے اگر زمین سے سورج کا فاصلہ کم یا زیادہ ہوجائے تو زمین کا نام ونشان مٹ جائے۔ یہ تناسب و توازن (Ecological Balance) حیرت انگیز طور پر قائم ہے ۔۔۔۔ غرض یہ کہ اللہ نے زمین سے آسمان تک ہر چیز کو حق اور عدل کی بنیاد پر اعلیٰ درجے کے توازن و تناسب کے ساتھ قائم فرمایا ہے۔

أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ⑧ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ

الْوَزْنَ	وَأَقِيمُوا	فِي الْمِيزَانِ	تَطْغَوْا	أَلَّا
وزن (تول)	اور قائم کرو	ترازو (تول) میں	حد سے تجاوز کرو	کہ نہ

کہ تول میں حد سے تجاوز نہ کرو اور تول انصاف سے قائم

بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ⑨

	الْمِيزَانَ	وَلَا تُخْسِرُوا	بِالْقِسْطِ
	تول	اور نہ گھٹاؤ	انصاف سے

کرو اور تول نہ گھٹاؤ

⑧ أَلَّا تَطْغَوْا أَيْ لِأَجْلِ أَنْ لَا تَجُورُوا فِي الْمِيزَانِ ○ مَا يُوزَنُ بِهِ

⑧ اس لئے کہ تم ترازو میں زیادتی نہ کرو یعنی کم زیادہ نہ تولو۔

⑨ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ بِالْعَدْلِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ○ تَنْقُصُوا الْمَوْزُونَ

⑨ اور انصاف کے ساتھ تولو۔ اور جو چیز تول کر دو کم نہ دو۔

تشریح

⑧ میزان میں خلل مت ڈالو یہ نظام جو حق و عدل کی بنیاد پر توازن و تناسب کے ساتھ قائم ہے اس میں خلل مت ڈالو، اونچ نیچ مت کرو۔ معاملات کی درستگی اسی سے قائم ہے کہ لینے اور دینے دونوں میں کمی زیادتی نہ کی جائے۔

⑨ ڈنڈی مت مارو بے انصافی مت کرو۔ جن جن حق داروں کے حقوق تمہارے ہاتھ میں ہیں ان کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ اس کائنات کی فطرت ظلم بے انصافی اور کسی کا حق مارنے کو قبول نہیں کرتی یہاں بڑا ظلم تو درکنار ترازو میں ڈنڈی مار کر اگر کوئی شخص کسی کی ذراسی چیز بھی مار لیتا ہے تو میزان عالم میں خلل برپا کر دیتا ہے۔ عدل سے ہی زمین و آسمان قائم ہیں۔ انصاف کی ترازو کو اٹھنے یا جھکنے مت دو۔

پروردگار عالم نے یہ کتاب قرآن مجید اسی لئے نازل کی ہے کہ تمہیں اپنے پروردگار کے بارے میں بتائے اور تمہیں راست روی اور عدل کی تعلیم دے۔

وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَ

وَالْأَرْضَ	وَضَعَهَا + لِلْأَنَامِ	فِيهَا	فَاكِهَةٌ	وَالنَّخْلُ	ذَاتُ الْأَكْمَامِ	وَ
اور زمین	اسی نے اس کو بچھایا مخلوق کے لئے	اس میں	میوے	اور کھجوریں	غلاف والے	اور

اور اس نے زمین کو مخلوق کے لئے بچھایا۔ اس میں میوے ہیں اور غلاف والی کھجوریں ہیں ۔ اور

الْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۱۳﴾

الْحَبُّ	ذُو الْعَصْفِ	وَالرَّيْحَانُ	فَبِأَيِّ آلَاءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبَانِ
غلہ	بھوسے والا	اور خوشبو کے پھول	تو کونسی نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے

غلہ بھوسے والا اور خوشبو کے پھول تو اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۱۰) وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا أَثْبَتَهَا لِلْأَنَامِ ○
لِلْخَلْقِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَغَيْرِهِمْ
(۱۰) اور اسی نے زمین کو بنایا واسطے جن اور انس اور تمام مخلوق کے۔

(۱۱) فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ الْمَعْهُودُ ذَاتُ
الْأَكْمَامِ ○ أَوْعِيَةُ طَلْعِهَا
(۱۱) اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت جن کے میوؤں پر غلاف ہے۔

(۱۲) وَالْحَبُّ كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ ذُو الْعَصْفِ
اَلتِّبْنِ وَالرَّيْحَانُ ○ اَلْوَرَقُ أَوِ
الْمَشْمُومُ
(۱۲) اور دانہ گیہوں اور جو کے بھس والے۔
اور پتے یا خوشبوؤں کے درخت جیسے چنبیلی اور گلاب وغیرہ۔

(۱۳) فَبِأَيِّ آلَاءِ نِعَمِ رَبِّكُمَا يَا أَيُّهَا
الْإِنْسُ وَالْجِنُّ تُكَذِّبَانِ ○ ذُكِرَتْ
إِحْدٰى وَثَلٰثِينَ مَرَّةً وَالْاِسْتِفْهَامُ
فِيهَا لِلتَّقْرِيرِ لِمَا رَوَى الْحَاكِمُ عَنْ جَابِرٍ
قَالَ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سُورَةَ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى خَتَمَهَا ثُمَّ قَالَ مَالِي
أَرَاكُمْ سُكُوتًا لَلْجِنُّ كَانُوا أَحْسَنَ مِنْكُمْ
رَدًّا مَا قَرَأْتُ عَلَيْهِمْ هٰذِهِ الْآيَةَ مِنْ مَرَّةٍ
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۰ إِلَّا قَالُوا وَلَا
بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ

(۱۳) سو اے آدمیوں اور جنات تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔
یہ آیت اس سورۃ میں اکتیس ۳۱ مرتبہ ذکر کی گئی۔ استفہام اس میں واسطے تقریر کے ہے۔ اس سبب کہ حاکم نے جابرؓ سے روایت کی کہ فرمایا جابرؓ نے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے سورۂ رحمٰن یہاں تک کہ اس کو تمام کیا۔ پھر فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو خاموش دیکھتا ہوں البتہ جنات تم سے اچھے تھے از روئے جواب کے جب ان پر یہ آیت پڑھی گئی فبای آلاء ربکما تکذبٰن۔ تو انھوں نے اس کو سنکر جواب دیا کہ اے ہمارے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تیرے ہی واسطے ہیں تمام تعریفیں۔

تشریح

(۱۰) زمین کو مخلوقات کے لئے بنایا | اس نے اپنی مخلوق کے لئے زمین بنائی کہ اس پر آرام سے چلیں پھریں اور کاروبار کریں۔ اس نے اپنی حکمت سے زمین کو اس طرح تیار کیا کہ قسم قسم کی مخلوقات کے لئے رہنے بسنے اور زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گئی۔
اس آیت سے کے کر آیت ۲۵ تک اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں، اس کے احسانات اس کی قدرت کے کرشموں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

جن سے انسان اور جن دونوں ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اور جب یہ دونوں مخلوقات جن وانس جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک محدود دائرے میں آزادی دی ہے اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں تو اس کا فطری اور اخلاقی تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے اختیار سے اپنے خالق اور اپنے محسن کے آگے سر جھکا دیں۔ اس کی بندگی اور اطاعت کا راستہ اختیار کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو فطرت سے بغاوت کے علاوہ یہ اللہ کی نعمتوں کا انکار اور اس کی ناشکری ہے اور اسی کا نام کفر ہے۔

(۱۱) زمین کے میوے | یہ زمین جو اللہ نے اپنی مخلوق کے رہنے کے لئے گہوارہ بنادی ہے اس میں ہر طرح کے بکثرت لذیذ پھل ہیں۔ کھجور کے درخت ہیں، غلافوں میں لپٹے ہوئے قسم قسم کے ذائقے والے بے شمار میوے جو انسان کے کام و دہن کی لذت بنتے ہیں۔

(۱۲) طرح طرح کے غلے | پھلوں اور میووں کے علاوہ جو زمین سے نکلتے ہیں زمین کی پیداوار میں طرح طرح کے غلے ہیں ان میں دانہ انسانوں کی غذا بنتا ہے اور بھوسہ جانوروں کے کام آتا ہے۔ اور بعض چیزیں زمین سے وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام میں نہیں آتیں لیکن ان کی خوشبو سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے یہ سب چیزیں اللہ کی نعمتیں ہیں جو اس نے اپنے لطف وکرم سے اپنی مخلوق کو عطا کی ہیں۔ اس نے پیدا بھی کیا اور لذت احساس بھی عطا کی اور زبان کو ذائقہ بھی دیا جن سے انسان اللہ کی نعمتوں کا لطف اٹھائے اور اس کا شکر گزار بن کر رہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ زبان میں اللہ تعالیٰ نے تین ہزار ذائقے کے خانے (TASTE BUDS) رکھے ہیں جن میں سے ہر ایک باریک ریشے کے ذریعہ دماغ سے جڑا ہوا ہے انہیں کے ذریعہ انسان ہر طرح کے ذائقوں کو محسوس کرتا ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک طبعی اور فطری ذوق عطا کیا ہے۔ طبعی ذوق چاہتا ہے کہ پینے کا پانی صرف پیاس نہ بجھائے بلکہ وہ خوش گوار اور فرحت بخش بھی ہو۔ خوراک صرف بھوک ہی نہ مٹائے بلکہ وہ خوش ذائقہ بھی ہو۔ انسان کا طبعی ذوق پھول میں رنگ اور خوشبو چاہتا ہے نظاروں میں حسن و جمال کا طلب گار ہوتا ہے۔ یہ طبعی ذوق کوئی معمولی چیز نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ اور دیکھئے اللہ نے اپنی مخلوق کا کتنا خیال رکھا ہے اس نے اپنی مخلوق کو بسانے کے لئے جو دنیا بنائی وہ کیسی خوبصورت بنائی یہاں رنگ اور خوشبو بھی ہے شفق اور آبِ جو بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس طبعی ذوق کی اتنی پاس داری کی ہے کہ اس نے وہ غذا ہی پیدا ہی نہیں کی جس میں حیات بخش جوہر موجود ہو بلکہ طرح طرح کی خوش ذائقہ چیزوں کے انبار لگا دئے۔

(۱۳) اے جن وانس اللہ کی کن کن نعمتوں اور اس کی قدرت کی نشانیوں کو جھٹلاؤ گے | اس آیت میں لفظ "الآء" استعمال ہوا ہے جس کا مفہوم اور مطلب نعمتیں، قدرت کی نشانیاں، اس کے عجائب وکمالات ہیں یعنی اے جنو، اور انسانو، جو عظیم الشان نعمتیں تمہیں عطا کی گئیں اور قدرت کی نشانیاں اور کمالات جو تمہارے سامنے ہیں ان میں سے کس کس کو جھٹلانے کی جرأت کرو گے؟ کیا یہ نعمتیں اور نشانیاں ایسی ہیں جن کا انکار کیا جا سکے؟ ان نعمتوں اور قدرت کی نشانیوں اور اس کے کمالات کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا زبان سے اقرار اور دل سے اعتراف کیا جائے اور ایسا رویہ اختیار کیا جائے جس سے اس دینے والے صاحب کمال کی نعمتوں کا اعتراف اور اس کی قدرت کے کرشموں کا اقرار ظاہر ہو۔ اس کا احسان مانا جائے اس کے احکام کی اطاعت اور پیروی کی جائے اور صرف اسی کی عبادت کی جائے جس نے ہمیں یہ سب کچھ عطا کیا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾

خَلَقَ	الْاِنْسَانَ	مِنْ	صَلْصَالٍ	كَالْفَخَّارِ
اس نے پیدا کیا	انسان	سے	کھنکھناتی	ٹھیکری جیسی

اس نے انسان کو پیدا کیا کھنکھناتی مٹی سے ٹھیکری جیسی۔

(۱۴) خَلَقَ الْاِنْسَانَ اٰدَمَ مِنْ صَلْصَالٍ طِيْنٍ يَابِسٍ يُسْمَعُ لَهٗ صَلْصَلَةٌ اَيْ صَوْتٌ اِذَا نُقِرَ كَالْفَخَّارِ ۝ وَهُوَ مَا طُبِخَ مِنَ الطِّيْنِ

(۱۴) اللہ نے پیدا کیا آدم کو خشک مٹی سے کہ جس میں سے آواز نکلے اگر اس کو بجایا جاوے مثل ٹھیکرے کے۔

تشریح

(۱۴) انسان کی تخلیق کا مادہ انسان کے بدن کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں انسانی تخلیق کے ابتدائی مرحلوں کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے،

۱۔ تراب۔ یعنی مٹی یا خاک ـــــ سورۂ آل عمران میں ہے۔

كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ۔ (آیت ۵۹)

۲۔ طین۔ یعنی گارا۔ جو مٹی میں پانی ملا کر بنایا جاتا ہے ـــــ سورۂ سجدہ میں ہے:۔

بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ۔ (آیت ۷)

۳۔ طِيْنٍ لَّازِبٍ۔ لیس دار گارا، یعنی وہ گارا جس کے اندر کافی دیر تک پڑے رہنے کے باعث لیس پیدا ہو جائے۔

سورۂ صافات میں ہے:۔ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (آیت ۱۱)

۴۔ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ وہ گارا جس کے اندر بو پیدا ہو جائے۔

۵ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ـــ وہ گارا جو سوکھنے کے بعد مٹی کے ٹھیکرے جیسا ہو جائے۔

مذکورہ آیت سورۂ رحمٰن آیۃ ۱۴ میں اسی مرحلے کا ذکر ہے کہ اللہ نے انسان کو ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

اس کے بعد چھٹا مرحلہ وہ بشر جو مٹی کی اس پانچویں صورت سے بنایا گیا جس میں اللہ تعالٰے نے اپنی خاص روح پھونکی جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا اور جس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کیا گیا جیسا کہ سورۂ نساء میں ہے۔ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (آیت ۱)

اس کے بعد ساتواں مرتبہ یہ ہے کہ آگے انسان کی نسل ایک حقیر پانی جیسے ست سے چلائی گئی جس کے لئے نطفے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

جیسا کہ سورۂ سجدہ میں ہے:۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔ (آیت ۸)

اور سورۂ حج میں ہے کہ:۔ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ۔ (آیت ۵)

زندہ بشر بن جانے کے بعد حضرت آدم اور ان کی نسل سے پیدا ہونے والے انسانوں کے جسم کو اس مٹی سے کوئی مناسبت باقی نہ رہی جس سے ان کو پیدا کیا گیا تھا اگرچہ اب بھی انسانی جسم زمین کے اجزاء سے مرکب ہے لیکن ان اجزاء نے گوشت پوست اور خون کی شکل اختیار کر لی ہے اور جان پڑنے کے بعد وہ ایک تودۂ خاک نہیں رہا بلکہ ایک بالکل مختلف چیز بن گیا۔

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

رَبِّكُمَا	اٰلَآءِ	فَبِاَيِّ	مِّنْ نَّارٍ	مِنْ مَّارِجٍ	الْجَآنَّ	وَخَلَقَ
اپنے رب	نعمتوں	تو کون سی	آگ سے	شعلہ مارنے والی	جنات	اور اس نے پیدا کیا

اور جنات کو شعلے مارنے والی آگ سے پیدا کیا تو اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾

الْمَغْرِبَيْنِ	وَرَبُّ	الْمَشْرِقَيْنِ	رَبُّ	تُكَذِّبٰنِ
دونوں مغرب	اور رب	دونوں مشرقوں	رب	تم جھٹلاؤ گے

جھٹلاؤ گے؟ رب ہے (چاند سورج کے) دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا۔

﴿۱۵﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ اَبَا الْجِنِّ وَهُوَ اِبْلِيْسُ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ○ وَهُوَ لَهَبُهَا الْخَالِصُ مِنَ الدُّخَانِ

﴿۱۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

﴿۱۷﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ مَشْرِقِ الشِّتَاءِ وَمَشْرِقِ الصَّيْفِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ○ كَذٰلِكَ

﴿۱۵﴾ اور پیدا کیا جنات کے باپ ابلیس کو شعلہ آگ خالص سے۔

﴿۱۶﴾ پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

﴿۱۷﴾ وہ رب ہے دو مشرقوں اور دو مغربوں کا (مراد دو مشرقوں اور دو مغربوں سے جاڑے اور گرمی کے دو مشرق اور دو مغرب ہیں۔

تشریح

﴿۱۵﴾ جنوں کی تخلیق | اور جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا جس طرح انسانوں کے باپ حضرت آدمؑ کو مٹی سے بنایا اور پھر مختلف مرحلوں سے گزرتے ہوئے ان نے گوشت پوست کے زندہ بشر کی شکل اختیار کی اور آگے اس کی نسل نطفے سے چلی ـــــ اسی طرح پہلا جنّ جو جنوں کا باپ تھا اس کو آگ کے شعلے یا آگ کی لپٹ سے پیدا کیا گیا۔ مارج کا مطلب ہے خالص شعلہ جس میں دھواں نہ ہو۔ یہ ایک خاص نوعیت کی آگ ہے وہ آگ نہیں جو لکڑی یا کوئلے کے جلانے سے پیدا ہوتی ہے تو پہلے جنّ کو آگ کی لپٹ یا شعلے سے پیدا کیا گیا بعد میں اس کی ذریت سے جنوں کی نسل پیدا ہوئی۔ اس طرح جنات بھی محض شعلۂ آتش نہیں ہیں بلکہ اس شعلۂ آتش نے اسی طرح ایک مختلف شکل اختیار کر لی ہے جس طرح مٹی نے گوشت پوست اور خون کی شکل انسانوں کے معاملے میں اختیار کی ہے۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ جنات کا وجود محض روح نہیں ہے بلکہ انسانوں کی طرح ان کے بھی خاص نوعیت کے مادی بدن ہیں۔ مگر چوں کہ ان کے بدن آتشی اجزاء سے مرتب ہیں اس لئے وہ خاکی اجزاء سے بنے ہوئے انسانوں کو نظر نہیں آتے جیسا کہ سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔ (آیت ۲۷)

(شیطان اور اس کا قبیلہ تم کو ایسی جگہ سے دیکھ رہا ہے جہاں سے تم اس کو نہیں دیکھتے۔)

جنوں کا آسانی کے ساتھ تیزی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا یا ان کا مختلف شکلیں اختیار کرلینا یہ باتیں بھی ان میں اسی لئے ہیں کہ ان کی اصل انسان سے مختلف ہے۔

(۱۶) اے جنّ وانس تم اپنے رب کے کن کن عجائبات کو جھٹلاؤ گے | مٹی سے انسان جیسی مخلوق اور آگ کے شعلے سے جن جیسی مخلوق کو وجود میں لانا اللہ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں مخلوقات کو پیدا کرتے ہوئے ان کے اندر ایسی ایسی صلاحیتیں رکھ دیں جن سے یہ دنیا میں بڑے بڑے کام کرنے کے قابل ہوگئے۔

انسان کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کیسا دماغ دیا اور دماغ کے ساتھ جیسا موزوں جسم عطا کیا جس سے وہ کام کر بڑے بڑے کارنامے انجام دیتا ہے۔ اگر انسان غور کرے تو خود اس کے وجود اور بناوٹ میں اس کی زندگی کا مقصد پوشیدہ ہے۔

جنات کو بے پناہ جسمانی طاقت دی اور انسان کو دماغی صلاحیت سے نوازا تاکہ وہ کائنات میں اللہ کی نشانیوں پر غوروفکر کرے اور اپنے رب کی معرفت حاصل کرے۔

اللہ کی نعمتوں کا فیضان ہر طرف بکھرا ہوا ہے۔ جن وانس کا وجود بھی ان نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس کے ساتھ انسان یہ بھی سمجھے کہ دینے والے نے یہ نعمتیں کیوں دی ہیں اور اس کا شکر اس پر واجب ہے۔

" فیضانِ محبت عام سہی، عرفانِ محبت عام نہیں۔ "

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ یہ جملہ اس سورت میں (۳۱) اکتیس مرتبہ آیا ہے اور ہر مرتبہ اللہ کی کسی خاص نعمت یا اس کی عظمت، قدرت میں سے کسی شان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ایک جملہ کا بار بار آنا عربی زبان کا ایک خاص انداز ہے۔ اس سے کلام میں حسن وجمال بھی پیدا ہوتا ہے اس کی دل نشینی بھی بڑھتی ہے اور ایک ہی لفظ سے ہر مرتبہ نئے معنیٰ کی طرف اشارہ ہوجاتا ہے۔

(۱۷) مشرقین اور مغربین کا رب | جاڑے کے چھوٹے دن اور گرمی کے بڑے۔ جس نکتے سے سورج شروع ہوتا ہے وہ دو مشرق اور جہاں جہاں غروب ہوتا ہے وہ دو مغرب ہوئے۔

جاڑے کے سب سے چھوٹے دن میں سورج ایک تنگ زاویہ بنا کر نکلتا اور ڈوبتا ہے۔ اور گرمی کے سب سے بڑے دن میں وہ بڑا زاویہ بناتے ہوئے نکلتا اور ڈوبتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان ہر روز اس کا مطلع مختلف ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ معارج میں اس کے لئے رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ (آیت) کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

اسی طرح زمین کے آدھے حصہ میں جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے اسی وقت دوسرے نصف حصے میں غروب ہوتا ہے۔ اس طرح بھی زمین کے دو مشرق اور دو مغرب بن جاتے ہیں۔

اللہ ہی کے حکم سے سورج کے نکلنے اور ڈوبنے اور سال کے درمیان مسلسل بدلتے رہنے کا یہ نظام قائم ہے زمین اور سورج کا مالک وہی ہے۔ اگر ان کے مالک الگ الگ ہوتے تو زمین پر سورج کے طلوع اور غروب کا یہ نظام اتنی باقاعدگی سے قائم نہیں رہ سکتا تھا۔

اوپر کی آیتوں میں چیزوں کے دو دو جوڑے بیان ہو رہے تھے۔ یہاں بھی مشرقین اور مغربین کا ذکر جوڑوں کی صورت میں بیان ہوا ہے جو عبارت کے حسن کو دوبالا کر دیتا ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑱ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ⑲

فَبِاَيِّ	اٰلَاۤءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ	مَرَجَ	الْبَحْرَيْنِ	يَلْتَقِيٰنِ
تو کون سی	نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	اس نے بہائے	دو دریا	ایک دوسرے سے ملے ہوئے

تو اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟ اس نے دو دریا بہائے ایک دوسرے سے ملے ہوئے

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ⑳ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉑

بَيْنَهُمَا	بَرْزَخٌ	لَّا يَبْغِيٰنِ	فَبِاَيِّ	اٰلَاۤءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ
ان دونوں کے درمیان	ایک آڑ	وہ زیادتی نہیں کرتے	تو کون سی	نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے۔

ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے وہ (ایک دوسرے سے) نہیں ملتے ۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ۔ ؟

(۱۸) فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ — (۱۸) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(۱۹) مَرَجَ اَرْسَلَ الْبَحْرَيْنِ الْعَذْبُ وَالْمِلْحُ يَلْتَقِيٰنِ ○ فِي رَاْيِ الْعَيْنِ — (۱۹) جاری کیا اس نے دریا شیریں اور تلخ کو جو ظاہر نظر میں ملے ہوئے ہیں۔

(۲۰) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ حَاجِزٌ مِّنْ قُدْرَتِهٖ تَعَالٰى لَّا يَبْغِيٰنِ ○ لَا يَبْغِيْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ فَيَخْتَلِطُ بِهٖ — (۲۰) ان دونوں میں ایک پردہ ہے قدرت الٰہی کا کہ ایک دوسرے سے مل نہیں سکتا۔

(۲۱) فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ — (۲۱) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تشریح

(۱۸) اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اللہ کی قدرت دیکھو کہ وہ کس طرح طلوع وغروب کے نظام کو منصوبہ بندی سے چلاتا ہے اور اس کی نعمت دیکھو کہ اس نظام کی بدولت فصلوں اور موسموں کے تغیرات رونما ہوتے ہیں جن سے انسانوں جانوروں اور اللہ کی مخلوقات کی بے شمار مصلحتیں وابستہ ہیں۔ یہ اس کی رحمت و ربوبیت ہے کہ جہاں اس نے اپنی مخلوقات کو پیدا کیا وہاں اپنی قدرت سے ان کے لئے یہ لاجواب انتظامات بھی کئے ۔ اس کی بکھری ہوئی یہ نعمتیں اس کے کمالات اور قدرت ، اے جنوں اور انسانو! بتاؤ کس کس کو جھٹلاؤ گے۔

(۱۹) میٹھے اور کھارے پانی کے دریا اور سمندر دو دریاؤں کے پانی جب مل کر بہتے ہیں تو ایک دوسرے میں شامل نہیں ہوجاتے بلکہ دونوں دریاؤں کے دھارے مل کر بھی الگ الگ رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر چاٹ گام (آسام) سے لے کر اساکان (برما) تک دو دریا ساتھ ساتھ بہتے ہیں ۔ ایک کا پانی سفید ہے اور ایک کا سیاہ ۔ سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم ہوتا ہے اور سفید بالکل ساکن رہتا ہے کشتی سفید دریا میں چلتی ہے ۔ دونوں کے بیچ میں ایک دھاری چلی گئی ہے جو دونوں کو ملنے نہیں دیتی ۔ سفید پانی میٹھا ہے اور سیاہ کڑوا۔

اسی طرح سمندر کے ساحلی مقامات پر جو دریا بہتے ہیں ان میں سمندر کے اثر سے جوار بھاٹا آتا رہتا ہے جب

پانی چڑھتا ہے اور سمندر کا پانی ندی میں آجاتا ہے تو میٹھے پانی کی سطح پر کھاری پانی بہت زور سے چڑھ جاتا ہے لیکن دونوں پانی اس وقت بھی ملتے نہیں اوپر کھاری رہتا ہے نیچے میٹھا۔ اس کے بعد جب پانی اتر جاتا ہے تو کھاری پانی چلا جاتا ہے اور میٹھا جوں کا توں رہتا ہے۔

الٰہ آباد میں گنگا اور جمنا کے سنگم پر دونوں دریا ملنے کے باوجود الگ الگ بہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور درمیان میں ایک لکیر مسلسل چلی گئی ہے۔

(۲۰) میٹھے اور کھارے پانی کے درمیان آڑ میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان ایک آڑ رہتی ہے جو دونوں کو ملنے نہیں دیتی اسی طرح سمندر میں بھی مختلف مقامات پر میٹھے پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں جن کے درمیان سمندر کا پانی ان کی مٹھاس کو ختم نہیں کرتا۔ یہ دونوں پانیوں کے درمیان ایک پردہ جو حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے اور مل کر بھی نہیں ملتے اس کا تذکرہ آیتِ بالا کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان کی آیت ۵۳ میں بھی فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا حِجْرًا مَّحْجُورًا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے رقیق اشیاء میں ایک سطحی تناؤ پیدا کیا ہے یہ سطحی تناؤ جو اللہ کی قدرت کا ایک کمال ہے دونوں قسم کے پانی کو الگ الگ رکھتا ہے۔ اس کو ایک سادہ سی مثال سے ہی سمجھ لیجئے کہ اگر آپ کسی گلاس میں پانی بھریں تو پانی گلاس کے کنارے تک پہنچ کر فوراً نہیں بہے گا بلکہ ایک سوت کے برابر اٹھ کر گلاس کے کناروں کے اوپر گولائی میں ٹھہر جائے گا۔

اس کو شاعر نے اپنی زبان میں خطِ پیمانہ سے تعبیر کیا ہے:

ـــــہ اندازۂ ساقی تھا کس درجہ حکیمانہ
ساغر سے اٹھی موجیں بن کر خطِ پیمانہ

اس تناؤ پانی کے اوپر ایک لچک دار جھلی بن جاتی ہے اور پانی اس طرح اس میں ملفوف ہو جاتا ہے جیسے پلاسٹک کی سفید جھلی میں کوئی چیز آکر رک جائے۔

انسان نے سائنس کی مدد سے دو پانیوں کے نہ ملنے کا سبب معلوم کر لیا مگر اس کی توجیہ کہ یہ کیوں ہوتا ہے اس کا جواب اللہ کی قدرت کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

(۲۱) اے جن و انس تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے۔؟ | سمندر اور دریا میں میٹھے اور کھارے پانی کا ساتھ ساتھ بہنا اور پھر بھی الگ الگ رہنا دونوں طرح کے پانیوں میں ایسا پردہ جو دونوں پانیوں کو یکجا نہ ہونے دے قدرت کا عجیب و غریب کرشمہ ہے۔

جو لوگ سمندروں اور دریاؤں کا سفر کرتے ہیں اگر وہ غور و فکر سے کام لیں تو قدرت کا یہ کرشمہ یہ یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ اس پورے نظام کی باگ ڈور جس کے ہاتھ میں ہے، وہ انتہائی حکمت والا اور علیم و خبیر ہے اور اپنی مخلوقات کی ضروریات سے سمندروں کی سطح پر بھی بے خبر نہیں ہے۔ اے جن و انس بتاؤ تو اپنے رب کی قدرت کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے۔

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

يَخْرُجُ	مِنْهُمَا	اللُّؤْلُؤُ	وَالْمَرْجَانُ	فَبِاَیِّ	اٰلَآءِ	رَبِّكُمَا
نکلتے ہیں	ان دونوں سے	موتی	اور مونگے	تو کون سی	نعمتوں	اپنے رب

ان دونوں سے نکلتے ہیں موتی اور مونگے تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَیِّ

تُكَذِّبٰنِ	وَلَهُ	الْجَوَارِ	الْمُنْشَئٰتُ	فِی الْبَحْرِ	كَالْاَعْلَامِ	فَبِاَیِّ
تم جھٹلاؤ گے	اور اس کے لئے	کشتیاں	چلنے والی	دریا میں	پہاڑوں کی طرح	تو کون سی

تم جھٹلاؤ گے؟ اور اسی کے لئے ہیں چلنے والی کشتیاں دریا میں پہاڑوں کی طرح تو اپنے رب

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ ع

اٰلَآءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ	كُلُّ	مَنْ عَلَيْهَا	فَانٍ
نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	ہر کوئی	جو اس (زمین) پر	فنا ہونے والا

کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے۔ زمین پر جو کوئی ہے فنا ہونے والا ہے۔

(۲۲) يَخْرُجُ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ مِنْهُمَا مِنْ مَجْمُوْعِهِمَا الصَّادِقِ بِاَحَدِهِمَا وَهُوَ الْمِلْحُ اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ○ خَرَزٌ اَحْمَرُ اَوْ صِغَارُ اللُّؤْلُؤِ
(۲۳) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
(۲۴) وَلَهُ الْجَوَارِ السُّفُنُ الْمُنْشَئٰتُ الْمُحْدَثَاتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ○ كَالْجِبَالِ عِظَمًا وَّارْتِفَاعًا
(۲۵) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
(۲۶) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا اَیِ الْاَرْضِ مِنَ الْحَيَوَانِ فَانٍ ○ هَالِكٌ وَعَبَّرَ بِمَنْ تَغْلِيْبًا لِلْعُقَلَاءِ

(۲۲) اور دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگا نکلتے ہیں (موتی وغیرہ دریائے تلخ سے نکلتے ہیں مگر دونوں دریاؤں سے فرمایا اس لئے کہ دونوں میں ایک بھی داخل ہے۔)
(۲۳) سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔
(۲۴) اور اللہ کی کشتیاں بنائی گئی دریا میں جو بلندی اور لمبائی میں مثل پہاڑوں کے ہیں۔
(۲۵) سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔
(۲۶) ہر ایک چیز اور جو جاندار زمین پر ہیں سب ہلاک ہونے والے ہیں۔

تشریح

(۲۲) سمندر کے اندر سے نکلنے والی نعمتیں | ان سمندروں میں جہاں کھاری اور میٹھے پانی کے چشمے ہیں تو جن کھاری پانیوں کی تہہ میں میٹھا پانی ہے اس پانی کے اندر سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ یہ موتی بعض اوقات بڑے قیمتی ہوتے ہیں اور طرح طرح

ے انسان ان کو استعمال کرتا ہے زیب وزینت کے کام آتے ہیں، زیورات بنتے ہیں اور کتنے ہی انسانوں کو جو ساحل پر آباد ہیں ان موتیوں اور مونگوں کے ذریعہ روزگار ملتا ہے۔ خوب صورت موتی اور مونگے اللہ کی قدرت کو بتاتے ہیں کہ وہ انسان کے لئے کیسی کیسی حسین وجمیل اور کارآمد چیزیں پیدا کرتا ہے۔

(۲۳) اے جن وانس اپنے رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔؟ | وہ پروردگار جو سمندر کے سینے میں یہ قیمتی چیزیں پیدا کرتا ہے اور انسان کے ذوقِ جمال اور زیب وزینت کے شوق کو پورا کرنے اور اس کی تسکین کے لئے اس نے ایسی خوب صورت چیزیں بنائی ہیں جو اس کے کمال کا اظہار کرتی ہیں تو اے جنو اور انسانو۔ بتاؤ تو تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟ وہ صاحب کمال جو تمام کمالات کا مخزن ہے یہ کمال اسی کے کمال سے نکلا ہے۔ اعلیٰ ترین اوصاف کا مالک وہ صاحبِ قدرت، کیا اب بھی اس کے آگے سر تسلیم خم نہ کرو گے۔؟

(۲۴) سمندر کے اوپر کی نعمتیں، پہاڑ کی طرح رواں دواں بحری جہاز | سمندر کے اندر کی نعمتوں کا ذکر موتی اور مونگے کی پیداوار سے کیا۔ سمندر کی سطح پر جو اللہ کی نعمت ہے کہ بڑے بڑے وزنی جہاز سمندر کے اوپر تیرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ کشتیاں اور جہاز اگرچہ انسان تیار کرتا ہے مگر جہاز بنانے کے لئے دماغی صلاحیت اور وہ سامان جن سے جہاز بنتا ہے وہ اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ یہ پہاڑ جیسے جہاز ایک جگہ سے دوسری جگہ بڑے بڑے وزنی سامان ڈھوتے ہیں جن سے انسانوں کو طرح طرح کے فائدے پہنچتے ہیں۔ ان کے کاروبار ترقی کرتے ہیں ان کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ سامان منتقل کرنا آسان ہوتا ہے۔ پھر اس نے پانی کو ان ضابطوں کا پابند کر دیا جن کی بدولت غضب ناک سمندروں کا سینہ چیرتے ہوئے جہاز ایک جگہ سے دوسری جگہ آتے جاتے ہیں۔

(۲۵) اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے | اللہ تو نے تم پر بے شمار احسانات کئے ہیں۔ تمہیں زندگی دی۔ عقل دی شعور دیا، فہم دیا اور آگہی دی۔ سمندروں اور ہواؤں اور ہواؤں پر تصرف کرنے کی طاقت دی تم سمندروں کے اندر سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور اس کی سطح پر بھی تمہارے جہاز چلتے ہیں۔ بتاؤ اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے وہ رب جس کے احسانات کی کوئی انتہا نہیں ہے کوئی گنتی نہیں ہے وہ محسن اعظم جو ہمہ وقت تمہارے اوپر اپنے احسانات کی بارش برسا رہا ہے اس کے کن کن احسانات کا انکار کرو گے۔؟

(۲۶) اس زمین پر ہر چیز فانی ہے | سورۂ رحمٰن کی اس آیت ۲۶ سے لے کر اس سورت کی آیت ۳۰ تک انسانوں اور جنوں کو دو چیزوں سے خبردار کیا گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ بتائی گئی ہے کہ اچھی طرح سمجھ لو کہ تم فانی ہو اور جو سروسامان تمہیں دیا گیا ہے وہ بھی فنا ہونے والا ہے۔ نہ تم لافانی ہو اور نہ یہ دنیا اور اس کا سامان لافانی ہے۔ لافانی اور لازوال صرف اس اللہ بزرگ و برتر کی ذات اقدس ہے جس کی عظمت و رفعت اور اس کی قدرت و کمال پر یہ پوری کائنات گواہی دے رہی ہے۔

اگر یہ حقیقت تمہارے سامنے رہے تو تمہارے دماغ میں ذرا بھی گھمنڈ اور غرور نہ آنا چاہیے اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہم اس زمین پر ہمیشہ اسی طرح چلتے پھرتے اور اکڑے ہوئے زندگی گزارتے رہیں گے۔

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں ہے۔ اس کائنات کی تمام مخلوقات اللہ کی محتاج ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کی حاجت روائی نہیں کر سکتا اور وہ اپنی حکمت کے مطابق سب کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ زندگی، موت، بیماری تندرستی، رزق کی کمی بیشی یہ سب اللہ کے قبضے میں ہیں۔ لہٰذا وہی تمہارا معبود ہے وہی تمہارا حاجت روا ہے اور وہی تمہارا مقصودِ حیات ہے اس طرح ان آیتوں میں اس چیز کو بڑے مؤثر انداز میں اللہ تعالیٰ نے ذہن نشین کرایا ہے۔ فرمایا ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے۔ لہٰذا فانی سے دل لگانا اور فانی کو اپنا مقصد بنانا سمجھ داری کی بات نہیں ہے۔

وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ

وَيَبْقٰى	وَجْهُ	رَبِّكَ	ذُوالْجَلٰلِ	وَالْاِكْرَامِ	فَبِاَيِّ
اور باقی رہے گا	چہرہ (ذات)	تیرا رب	صاحب عظمت	احسان کرنے والا	تو کون سی

اور باقی رہے گی صاحب عظمت احسان کرنے والے تیرے رب کی ذات تو اپنے رب

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اٰلَآءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ	يَسْـَٔلُهٗ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ
نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	اس سے مانگتا ہے	جو کوئی	آسمانوں میں

کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے۔ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے

وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ

وَالْاَرْضِ	كُلَّ يَوْمٍ	هُوَ	فِيْ شَاْنٍ	فَبِاَيِّ
اور زمین میں	ہر روز	وہ	کسی نہ کسی کام میں	تو کون سی

اسی سے مانگتا ہے۔ وہ ہر روز کسی نہ کسی کام میں (نئے حال میں) ہے۔ تو اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

اٰلَآءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ	
نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے۔	

کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ـ ؟

﴿۲۷﴾ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذَاتُهٗ
ذُو الْجَلٰلِ الْعَظَمَةِ وَالْاِكْرَامِ ○
لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنْعُمِهٖ عَلَيْهِمْ
﴿۲۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
﴿۲۹﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَيْ بِنُطْقٍ اَوْ حَالٍ
مَا يَحْتَاجُوْنَ اِلَيْهِ مِنَ الْقُوَّةِ
عَلَى الْعِبَادَةِ وَالرِّزْقِ

﴿۲۷﴾ اور تیرے رب کی ذات باقی رہے گی جو بڑائی والا اور اہل ایمان پر انعام فرمانے والا ہے۔

﴿۲۸﴾ سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔
﴿۲۹﴾ آسمان والے اور زمین والے اس سے مانگتے ہیں۔
زبان سے یا حال سے وہ چیزیں جن کے وہ محتاج ہوتے ہیں بندگی پر قوت دینا اور روزی۔ اور گناہوں کی بخشش وغیرہ۔

وَالْمَغْفِرَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ كُلَّ يَوْمٍ	ہر وقت وہ ایک حال اور امر میں ہے۔
وَقْتٍ هُوَ فِي شَانٍ ○ أَمْرٍ يُظْهِرُهُ فِي الْعَالَمِ عَلَىٰ وَفْقِ مَاقَدَّرَهُ فِي الْأَزَلِ مِنْ إِحْيَاءٍ وَإِمَاتَةٍ وَإِعْزَازٍ وَإِذْلَالٍ	جس کو وہ ظاہر فرماتا ہے عالم میں موافق تقدیر ازلی کے زندہ کرنے اور مارنے اور عزت دینے اور ذلت دینے سے۔
وَإِغْنَاءٍ وَإِعْدَامٍ وَإِجَابَةِ دَاعٍ وَإِعْطَاءِ سَائِلٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ	اور غنی کرنے اور معدوم کرنے اور دعا مانگنے والے کے دعا قبول کرنے اور سائل کو دینے وغیرہ سے۔
(۳۰) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○	(۳۰) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

تشریح

(۲۷) بقا صرف تمہارے رب کی ذات کو ہے | صرف رب کی ذات ہے جو لا فانی اور لازوال ہے۔ وہ رب جو جلیل و کریم ہے عظیم و رفیع ہے ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق اس کی محتاج ہے۔

(۲۸) اے جن و انس تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے | مخلوق میں اگر کسی میں کوئی خوبی ہے کوئی کمال ہے تو وہ ذاتی نہیں ہے اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اللہ تم جس کو چاہیں جو کمال عطا کرنا چاہیں عطا کر دیں جو خوبی دینا چاہیں دے دیں۔ اس لئے مخلوق کا اپنے کمال پر تکبر کرنا، اپنی کسی خوبی پر اترانا یہ سمجھنا کہ یہ چیز جو میرے پاس ہے ہمیشہ میرے پاس رہے گی یہ اصل صاحب کمال کے مقام اور منصب کا انکار ہے کسی میں کوئی بھی چیز اس کی ذاتی نہیں ہے اللہ کا عطیہ ہے اگر اللہ نے کسی کو اس پر اقتدار دیا ہے، کسی کو دولت سے نوازا ہے تو یہ اللہ کا دیا ہوا ہے وہ جب چاہے چھین سکتا ہے۔ نہ اس کو دینے سے روک سکتا ہے نہ لینے سے منع کر سکتا ہے۔ پس اے جن و انس تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔

(۲۹) اللہ کی کار فرمائی کا سلسلہ ہر وقت جاری ہے | زمین اور آسمان کی تمام مخلوقات اپنے حالات اور اپنی زبانِ حال و قال سے اپنی حاجتیں اس کے سامنے پیش کر رہی ہیں۔ ایک لحہ ایسا نہیں ہے کہ وہ رب سے مستغنی ہو سکیں۔ اور پروردگار ان سب کی حاجت روائی اپنی حکمت کے مطابق فرماتا ہے ہر وقت اس کا الگ کام اور ہر روز اس کی نئی شان ہے اس کی کار فرمائی کا سلسلہ برابر جاری ہے کسی کو موت دیتا ہے کسی کو زندگی دیتا ہے۔ کسی کو عزت دے رہا ہے کسی کو گرا رہا ہے کوئی بیمار پڑ رہا ہے کسی کو شفا دے رہا ہے بے شمار مخلوقات ہیں جن کو طرح طرح سے رزق پہنچا رہا ہے۔ بے حد و بے حساب چیزیں نئی نئی شکل کے ساتھ پیدا کر رہا ہے۔ اس کی دنیا ایک حال پر نہیں رہتی ہر لمحہ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ بادشاہ فقیر بنتے ہیں اور فقیر بادشاہوں کی جگہ لیتے ہیں ہر بار وہ اپنی دنیا کو نئے انداز سے ترتیب دیتا ہے۔ " ہر لحظہ ہے اللہ کی نئی آن نئی شان۔"

(۳۰) تم اپنے رب کی کن کن صفات حمیدہ کو جھٹلاؤ گے | اے جنو اور انسانو، تم اپنے رب کی کن کن اچھی اچھی صفتوں کو جھٹلاؤ گے؟ جتنی صفات حمیدہ ہیں ان سب کا مالک اکیلا اللہ ہے۔ اس کی کسی بھی صفت میں کسی کو ساجھی سمجھنا اس کے ساتھ شرک کرنا ہے وہی زندگی دینے والا ہے وہی موت دینے والا ہے وہی شفا دینے والا ہے وہی بیمار کرنے والا ہے وہی رزق دیتا ہے وہی عزت اور ذلت دینے والا ہے کسی کی بھی طاقت نہیں ہے کہ اس کی سلطنت میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ بھی کر سکے اس لئے حقیقت میں وہی معبود ہے اور وہی مقصود ہے اس کی رضا کا حصول بندے کا مقصد حیات ہے۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا

سَنَفْرُغُ + لَكُمْ	اَيُّهَ + الثَّقَلٰنِ	فَبِاَيِّ	اٰلَاۤءِ	رَبِّكُمَا
ہم جلد فارغ (متوجہ) ہوتے ہیں تمہاری طرف	اے جنّ و انس	تو کون سی	نعمتوں	اپنے رب

اے جنّ و انس! (سب سے فارغ ہوکر) ہم جلد تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ

تُكَذِّبٰنِ	يٰمَعْشَرَ	الْجِنِّ	وَالْاِنْسِ	اِنِ	اسْتَطَعْتُمْ
تم جھٹلاؤ گے	اے گروہ	جنّ	اور انس	اگر	تم سے ہوسکے

جھٹلاؤ گے ؟ اے گروہ جنّ اور اِنس، اگر تم سے ہوسکے

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا

اَنْ	تَنْفُذُوْا	مِنْ	اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	فَانْفُذُوْا	لَا
کر	تم نکل بھاگو	سے	آسمان کے کناروں	اور زمین	تو نکل بھاگو	نہیں

کر آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو تو نکل بھاگو (نکل دیکھو) تم

تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾

تَنْفُذُوْنَ	اِلَّا بِسُلْطٰنٍ	فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ
تم نکل سکو گے	زور کے سوا	تو کونسی نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے

زور کے سوا نہ نکل بھاگو گے (اور وہ زور تم کو نہ ہوگا) تو اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟

(۳۱) سَنَفْرُغُ لَكُمْ سَنَقْصُدُ لِحِسَابِكُمْ
اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ ○ اَلْاِنْسُ وَالْجِنُّ
(۳۲) فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
(۳۳) يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا
تَخْرُجُوْا مِنْ اَقْطَارِ نَوَاحِيْ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا
اَمْرُ تَعْجِيْزٍ لَا تَنْفُذُوْنَ
اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ○ بِقُوَّةٍ وَ

(۳۱) نزدیک ہے اے جن و انس ہم تمہارے حساب کا ارادہ کریں گے

(۳۲) سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔
(۳۳) اے جماعت جن و انس کی اگر تم سے ہوسکے کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکلو۔ تم نہیں نکل سکتے مگر ساتھ قوت اور زور کے۔ اور تم میں اس کی قوت نہیں۔

لَا تَسْتَوَٰى لَكُمْ عَلَىٰ

ذٰلِكَ ۔

(۳۴) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ (۳۴) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۔

تشریح

(۳۱) تم سے بازپرس کا وقت زیادہ دور نہیں ہے | اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا ایک خاص منصوبے کے ساتھ بنائی ہے اپنے اس منصوبے کے مطابق اللہ تعالیٰ ایک مقررہ مدت تک اس دنیا میں انسانوں اور جنوں کی نسلوں پر نسلیں پیدا کرتا رہے گا اور انھیں اس امتحان گاہ میں عمل کا موقع دے گا۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ امتحان کا یہ سلسلہ بند ہو جائے گا اس وقت جتنے انسان اور جن موجود ہوں گے سب ہلاک کر دئے جائیں گے۔

پھر ایک وقت آئے گا کہ دنیا کے آغاز سے لے کر اس کے خاتمے تک جتنے انسان اور جن پیدا ہوئے ہیں ان سب کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور لاکر بازپرس کے لئے کٹہرے میں کھڑا کر دیا جائے گا۔

فیصلے کا یہ مرحلہ کچھ بہت دور نہیں ہے اللہ تعالیٰ جنوں اور انسانوں کو "ثقلان" کے لفظ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم بازپرس کرنے کے لئے بس ہم فارغ ہوا ہی چاہتے ہیں اور وہ وقت آنے ہی والا ہے۔ اللہ نے ثقلان کا لفظ ان انسانوں اور جنوں کے لئے استعمال کیا ہے جو نافرمان ہیں۔ یہ اللہ کی مخلوق کے وہ نالائق گروہ ہیں جو اللہ کی زمین پر بار اور بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ اللہ نے پیدا ان کو کس لئے کیا تھا اور کر وہ کیا رہے ہیں۔ ان کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ مت سمجھو کہ بازپرس کا وقت بہت دور ہے۔ بس وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے۔

(۳۲) اللہ کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے | اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتنی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے مگر تم ہو کہ اللہ کا احسان ماننے کے بجائے اس کی ناشکری کر رہے ہو اور نافرمانی کا رویہ اختیار کر کے اس کی نعمتوں کا انکار کر رہے ہو۔ مگر جب بازپرس کا وقت آئے گا اور تم سے حساب کتاب لیا جائے گا تو اس وقت ہم دیکھیں گے کہ تم اللہ کی کس کس قدرت کو جھٹلاتے ہو۔؟

(۳۳) اللہ کی سلطنت کی حدود سے تم باہر نہیں نکل سکتے | دنیا میں بھی یہ طریقہ ہے کہ ہر ملک اپنی سرحدیں بڑی مضبوط رکھتا ہے اور اگر کوئی ان حدود سے باہر نکلنا چاہے تو جلدی سے اس کے قلمرو اور بارڈر سے نکلنا ممکن نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس عظیم الشان سلطنت کی سرحدیں نہایت مستحکم کر رکھی ہیں اگر کوئی ان کی گرفت سے بچ کر نکلنا چاہے تو یہ اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ میدان حشر میں جب اللہ تعالیٰ جنوں اور انسانوں سب کو جمع کرے گا تو کسی کے لئے ممکن نہ ہوگا کہ خدائی سے باہر نکل سکے اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ میں بھاگ سکتا ہوں تو دیکھ لے زور لگا کر ——— اس کے لئے ایسا کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

اپنی مخلوق پر اللہ کی گرفت نہایت مضبوط ہے۔ کوئی اس سے بچ کر نکل نہیں سکتا۔ اس کی نافرمانی کر کے اور اس کا مقابلہ کر کے جاؤ گے تو کہاں جاؤ گے؟

(۳۴) اللہ کی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے ؟ | اے جنو، انسانو! اللہ کی نعمت کی قدر کرو کہ وہ تمام باتیں تمہیں کھول کھول کر بتا رہا ہے اور ہر اونچ نیچ سے تمہیں خبردار کر رہا ہے اس کی قدرت سے تم باہر نہیں ہو سکتے۔ کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے ؟ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کو ماننا ہی اس کی بندگی کا تقاضا ہے وہ قادر مطلق ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا

يُرْسَلُ	عَلَيْكُمَا	شُوَاظٌ	مِّنْ نَّارٍ	وَّنُحَاسٌ	فَلَا
بھیج دیا جائے گا	تم پر	ایک شعلہ	آگ کا	اور دھواں	تو نہ

تم پر بھیج دیا جائے گا ایک شعلہ آگ کا اور دھواں ۔ تو مقابلہ

تَنْتَصِرَانِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا

تَنْتَصِرَانِ	فَبِاَیِّ	اٰلَآءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ	فَاِذَا
مقابلہ کرسکوگے	تو کون سی	نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	پھر جب

نہ کرسکوگے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟ پھر جب

انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَیِّ

انْشَقَّتِ	السَّمَآءُ	فَكَانَتْ	وَرْدَةً	كَالدِّهَانِ	فَبِاَیِّ
پھٹ جائے گا	آسمان	تو وہ ہوگا	گلابی	جیسے سرخ چمڑا	تو کون سی

پھٹ جائے گا آسمان تو وہ سرخ چمڑے جیسا گلابی ہو جائے گا تو اپنے رب

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾

اٰلَآءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ	فَيَوْمَئِذٍ	لَّا يُسْـَٔلُ	عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ	اِنْسٌ	وَّلَا جَآنٌّ	
نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	پس اس دن	نہ پوچھا جائے گا	اس کے گناہوں کے متعلق	کسی انسان	اور نہ جن	

کی کونسی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟ پس اس دن نہ پوچھا جائے گا اس کے گناہوں کے متعلق (خود) کسی انسان سے اور نہ جن سے

﴿۳۵﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ هُوَ لَهَبُهَا الْخَالِصُ مِنَ الدُّخَانِ اَوْ مَعَهٗ وَّنُحَاسٌ اَیْ دُخَانٌ لَا لَهَبَ فِيْهِ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ○ تَمْتَنِعَانِ مِنْ ذٰلِكَ بَلْ يَسُوْقُكُمْ اِلَى الْمَحْشَرِ

﴿۳۵﴾ بھیجا جائے گا تم پر شعلہ آگ کا اور دھواں پس تم اس سے...... نہیں بچ سکتے۔

بلکہ وہ تم کو لے جاوے گا محشر کی طرف۔

﴿۳۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

﴿۳۶﴾ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

﴿۳۷﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ انْفَرَجَتْ اَبْوَابًا لِنُزُوْلِ الْمَلٰٓئِكَةِ فَكَانَتْ وَرْدَةً اَیْ مِثْلَهَا مُحْمَرَّةً كَالدِّهَانِ ○

﴿۳۷﴾ سو جس وقت کھل جاویں گے دروازے آسمان کے فرشتوں کے اُترنے کے لئے ۔ سو وہ ہو جاوے گا سُرخ گلاب کی مانند جیسے کہ ادھوڑی سرخ ہو بخلاف اس حالت کے

كَالْأَدِيْمِ الْأَحْمَرِ عَلَى خِلَافِ الْعَهْدِ بِهَا وَجَوَابُ إِذَا فَمَا أَعْظَمَ الْهَوْلَ

جو پہلے تھی (جواب اذا کا محذوف ہے یعنی وہ وقت کیسے ہول کا ہے۔

(۳۸) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

(۳۸) سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(۳۹) فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ إِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ○ عَنْ ذَنْبِهٖ وَيُسْـَٔلُوْنَ فِيْ وَقْتٍ آخَرَ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ وَالْجَانُّ هُنَا وَفِيْمَا سَيَأْتِيْ بِمَعْنَى الْجِنِّيِّ وَالْإِنْسُ فِيْهِمَا بِمَعْنَى الْإِنْسِيِّ

(۳۹) پس اس دن نہ پوچھے جاویں گے آدمی اور جن اپنے گناہوں سے۔ یعنی دوسرے وقت ان سے سوال ہوگا جیسا کہ اس آیت میں ہے فوربک لنسئلنھم اجمعین۔

تشریح

(۳۵) مجرم دوزخ کے عذاب سے بچ نہ سکیں گے | اگر اللہ کی باز پرس اور عذاب جہنم سے بچ کر بھاگنے کی کوشش کریں گے تو ان پر دھواں اور شعلے چھوڑے جائیں گے جس کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے اس لئے انسان ہوں یا جن اللہ کی پکڑ اور اس کی سزا سے بچنا چاہیں تو بچ نہیں سکتے اگر بھاگیں گے تو آگ کے شعلے ان کا مقابلہ کریں گے اور ان پر دھواں چھوڑا جائے گا جس کے مقابلہ کی تاب ان میں نہ ہوگی۔

(۳۶) اللہ کی کن کن قدرتوں اور نعمتوں کا انکار کرو گے۔؟ | اللہ تعالیٰ مجرم کو سزا دینے پر قادر ہیں جن سے وہ بچ نہیں سکتے۔ اور یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ وہ پہلے سے مجرمین کو باخبر کر دے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں یہ سزا بھگتنی ہوگی۔ وفاداروں کے حق میں بھی اللہ کا انعام ہے کہ وہ مجرمین کو سزا دیتا ہے اور وفاداروں کو اپنی نعمتوں کی خبر دیتا ہے۔ تو اللہ کی نعمتیں دونوں کے حق میں ہوئیں مجرمین کو سزا سے خبردار کرنا اور وفاداروں کو اپنے انعامات سے باخبر کرنا تاکہ ان میں اور شوق پیدا ہو۔

(۳۷) قیامت کا ایک منظر آسمان کا پھٹنا اور سرخ ہو جانا | قیامت کا پہلا مرحلہ یہ ہوگا کہ آسمان پھٹ جائے گا اس کی ساری بندشیں کھل جائیں گی اجرام سماوی منتشر ہو جائیں گے۔ عالم بالا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ زمین سے آسمان تک نظر اٹھے گی تو وہ لال چمڑے کی طرح سرخ نظر آئے گا گویا سارے عالم میں آگ لگی ہوئی ہے یہ سارا لگا بندھا نظام الٹ پلٹ ہو جائے گا۔

(۳۸) بتاؤ اللہ کی کن کن قدرتوں کا انکار کرو گے؟ | تم سمجھتے ہو شاید قیامت کا آنا ممکن نہیں ہے یہ دنیا جس طرح چلتی ہے اسی طرح چلتی رہے گی لیکن جب اللہ تعالیٰ قیامت برپا کریں گے تم اپنی آنکھوں سے یہ بساط عالم الٹتی ہوئی دیکھو گے تب تمہیں اللہ کی قدرت کا یقین آئے گا۔ اے جن و انس تم اللہ کی کن کن قدرتوں کا انکار کر سکتے ہو۔؟

(۳۹) مجرم کو مجرم سمجھنے کے لئے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی | جنوں اور انسانوں کا وہ بے شمار مجمع جس میں تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ وہ سارے انسان جو دنیا کے آغاز سے قیامت تک پیدا ہوئے ایک جگہ اکٹھے ہوں گے ان میں فرماں بردار بھی ہوں گے نافرمان بھی ہوں گے، بے گناہ بھی ہوں گے گناہ گار بھی ہوں گے۔ اتنے بڑے مجمع میں یہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی کہ ان میں کون قصوروار ہے اور کون بے قصور۔ کیسے پتہ لگے گا؟ اگلی آیت میں اس کا بیان موجود ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ	رَبِّکُمَا	تُکَذِّبٰنِ	یُعْرَفُ	الْمُجْرِمُوْنَ
تو کون سی نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	پہچانے جائیں گے	مجرم (جمع)

تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟ مجرم پہچانے جائیں گے اپنی

بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَیِّ

بِسِیْمٰهُمْ	فَیُؤْخَذُ	بِالنَّوَاصِیْ	وَالْاَقْدَامِ	فَبِاَیِّ
اپنی پیشانی سے	پھر وہ پکڑے جائیں گے	پیشانیوں سے	اور قدموں	تو کون سی

پیشانی سے پھر وہ پیشانیوں (کے بالوں) سے اور قدموں سے پکڑے جائیں گے ۔ تو اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ

اٰلَآءِ	رَبِّکُمَا	تُکَذِّبٰنِ	هٰذِهٖ	جَهَنَّمُ	الَّتِیْ	یُکَذِّبُ
نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	یہ	جہنم	وہ جسے	جھٹلاتے ہیں

کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟ ۔ یہ ہے وہ جہنم جسے گنہ گار

بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾

بِهَا	الْمُجْرِمُوْنَ	یَطُوْفُوْنَ	بَیْنَهَا	وَبَیْنَ	حَمِیْمٍ	اٰنٍ
اُسے	مجرم (جمع) گنہگار	وہ پھریں گے	اس کے درمیان	اور درمیان	گرم پانی	کھولتے ہوئے

جھٹلاتے ہیں وہ اس کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان پھریں گے ۔

﴿۴۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

﴿۴۱﴾ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ
اَیْ سَوَادُ الْوُجُوْهِ وَزُرْقَةُ
الْعُیُوْنِ فَیُؤْخَذُ
بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ○

﴿۴۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُکَذِّبٰنِ ○ اَیْ تُضَمُّ
نَاصِیَةُ کُلٍّ مِّنْهُمَا اِلٰی
قَدَمَیْهِ مِنْ خَلْفٍ اَوْ

﴿۴۰﴾ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

﴿۴۱﴾ مجرمین پہچانے جاویں گے ان کی علامت سے۔ وہ علامت منھ کا سیاہ ہونا اور آنکھیں نیلی ہونا۔ پھر پکڑی جاوے گی ان کی پیشانی اور پیر۔ یعنی ان کی پیشانی کے بال اور پیر پکڑ کر آگے کی جانب یا پیچھے کی طرف کھینچ کر ان

﴿۴۲﴾ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ وَيُلْقَى فِي النَّارِ وَيُقَالُ لَهُمْ	اور مجرمین سے کہا جائے گا.
(۴۳) هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ○	(۴۳) یہ وہ دوزخ ہے جس کو مجرمین جھٹلاتے تھے۔
(۴۴) يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ○ مَاءٍ حَارٍّ شَدِيدِ الْحَرَارَةِ يُسْقَوْنَهُ إِذَا اسْتَغَاثُوا مِنْ حَرِّ النَّارِ وَهُوَ مَنْقُوصٌ كَمَا مَضَى	(۴۴) دوڑیں گے درمیان آگ اور کھولتے ہوئے پانی کے۔ یہ پانی ان کو پینے کو دیا جائے گا جب کہ وہ فریاد کریں گے دوزخ کی گرمی سے۔

تشریح

(۴۰) اپنے رب کے کن کن احسانات کا انکار کروگے؟ ایک بندہ جو اپنے رب کی طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیا کبھی اسے خیال آتا ہے کہ یہ نعمتیں کس نے دی ہیں اور کیوں دی ہیں؟ کیا وہ دینے والے کا حق سمجھتا ہے یا نہیں؟ محسن کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیے اس کا کبھی خیال کیا یا نہیں اس لیے جو لوگ اللہ کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں اور پھر بھی اس کی ناشکری کرتے ہیں اتنے عظیم الشان مجمع میں یہ مجرم سب سے الگ تھلگ ہوں گے۔ ان کو کیسے پہچانا جائے گا، آنے والی آیت میں سنئے۔

(۴۱) مجرم اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے۔ یہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی کہ کون کون مجرم ہیں۔ مجرموں کے خوف زدہ چہرے گھبرائی ہوئی آنکھیں ان کے چھوٹتے ہوئے پسینے ان کا راز خود ہی فاش کر رہے ہوں گے وہ اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے۔

جیسے مومنین کی پہچان ان کے سجدوں کے نشان وضو کے انوار سے ہوگی اسی طرح مجرمین کی پہچان ان کے چہروں سے ہو جائے گی۔ ان کی پیشانی کے بال اور ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹا جائے گا زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا اور تب انھیں معلوم ہوگا کہ دنیا کی زندگی میں وہ ان کی لن ترانیاں کہاں چلی گئیں۔

(۴۲) تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟ جب مجرمین کو چہروں سے پہچان کر پیشانی کے بال اور ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹا جائے گا اور مجرم بالکل بے بس ہوں گے اور اس سزا سے چھوٹ نہ سکیں گے بتاؤ اس وقت تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تم مجرمین کے پکڑنے پر اور ان کو سزا دینے پر قادر ہے۔

(۴۳) اور یہ وہی جہنم ہے۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ اللہ کے پیغمبر جس عذاب کی خبر دیتے تھے اور تمہیں اس سے خبردار کرتے تھے مگر تم اس کو جھوٹ سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ پیغمبر ہمیں یوں ہی ڈراتے ہیں۔ دیکھ لو آج تمہاری آنکھوں کے سامنے یہی وہ جہنم ہے جس کی خبر دی جاتی تھی اور تم اس پر یقین نہ کرتے تھے۔

(۴۴) جہنم اور کھولتا ہوا پانی۔ جہنم میں کبھی آگ کا اور کبھی کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ہوگا۔ جب پیاس کے مارے برا حال ہوگا تو بھاگ کر پانی کے چشموں کی طرف جائیں گے مگر وہاں کیا ملے گا کھولتا ہوا گرم پانی جس کے پینے سے پیاس تو کیا بجھے گی الٹے آنتیں کٹ کر باہر آجائیں گی۔ بس اسی طرح جہنم اور کھولتے ہوئے چشموں کے درمیان گردش کرتے رہیں گے وقت گزرتا رہے گا اور وہ وقت کبھی ختم نہ ہوگا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ ع ۱۲

جَنَّتٰنِ	مَقَامَ رَبِّهٖ	خَافَ	وَلِمَنْ	تُکَذِّبٰنِ	رَبِّکُمَا	فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
دو باغ	اپنے رب کے حضور کھڑا ہونا	جو ڈرا	اور اس کے لئے	تم جھٹلاؤ گے	اپنے رب	تو کون سی نعمتوں

تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے۔ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں۔

﴿۴۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

﴿۴۶﴾ وَلِمَنْ خَافَ اَیْ لِکُلٍّ مِّنْهُمَا اَوْ لِمَجْمُوْعِهِمْ مَقَامَ رَبِّهٖ قِیَامَهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ لِلْحِسَابِ فَتَرَکَ مَعْصِیَتَهٗ جَنَّتٰنِ ○

﴿۴۵﴾ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

﴿۴۶﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ الخ اور اس شخص کے لئے جو آدمیوں اور جنوں میں سے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا یعنی حساب سے پس چھوڑا اس نے گناہوں کو، دو باغ ہیں۔

تشریح

﴿۴۵﴾ اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے | کیا اس وقت بھی تم اللہ کی اس قدرت کا انکار کر سکو گے کہ اللہ قیامت برپا کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ موت کے بعد زندگی دے سکتا ہے، اللہ تم سے تمہارے کئے ہوئے کاموں کے بارے میں پوچھ گچھ کر سکتا ہے اور تمہارے اعمال پر سزا دے سکتا ہے اور یہ ہولناک دوزخ بھی بنا سکتا ہے جس میں آج تم سزا بھگت رہے ہو۔ اس وقت تم اللہ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿۴۶﴾ خوف خدا رکھنے والوں کے لئے جنت میں دو عالی شان محلات | جس کو دنیا میں یہ احساس رہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ذمہ دار ہستی بنا کر ایک محدود مدت کے لئے امتحان کے واسطے اس دنیا میں بھیجا ہے اور ایک دن مجھے جواب دہی کے لئے اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے وہ شخص یقیناً اچھائی برائی میں تمیز کرتا ہوا اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری میں زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور خواہشات نفس کا غلام نہ ہو کر اپنے رب کا بندہ بن کر رہے گا۔ اور اگر جانے اَن جانے کوئی بھول چوک ہو جائے گی تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرے گا اس سے مغفرت کا طلب گار ہوگا، سچے دل سے توبہ کرے گا اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے گا۔

یہ شخص جب دنیا سے رخصت ہو کر اس دوسری دنیا میں قدم رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کا پورا اعزاز واکرام فرمائیں گے وہ بڑے قدر دان ہیں، نیکیوں کی قدر کریں گے۔ اور اس کو اپنی بہترین نعمتوں سے نوازیں گے۔

جنت جو ایک بہت بڑا باغ ہے اس عظیم الشان باغ میں پھر چھوٹے چھوٹے باغ ہیں جیسے ایک بڑے شہر میں سیکٹر ہوتے ہیں۔ ان میں شاندار محلات ہیں جن میں نہریں بہتی ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہر طرح کی نعمتیں اس میں جنت والوں کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فرماں بردار اور وفادار بندے کو دو شاندار محلات باغوں والے عطا فرمائیں گے، جس میں وہ اپنے متعلقین اور خادموں کے ساتھ شاہی ٹھاٹ باٹ کے ساتھ رہے گا اور اس کو ان محلات میں کیا کیا ملے گا اس کا کچھ ذکر آگے کی آیتوں میں کیا جا رہا ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ	رَبِّکُمَا	تُکَذِّبٰنِ	ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ	فَبِاَیِّ
تو کون سی نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	بہت سی شاخوں والے	تو کون سی

تو اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے۔ بہت سی شاخوں والے تو اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾

اٰلَآءِ	رَبِّکُمَا	تُکَذِّبٰنِ	فِیْهِمَا	عَیْنٰنِ	تَجْرِیٰنِ
نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	ان دونوں میں	دو چشمے	جاری ہیں

کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ان (باغوں) میں دو چشمے جاری ہیں۔

﴿۴۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

﴿۴۸﴾ ذَوَاتَآ تَثْنِیَۃُ ذَوَاتٍ عَلَی الْاَصْلِ وَلَامُھَا یَاءٌ اَفْنَانٍ ○ اَغْصَانٌ جَمْعُ فَنَنٍ کَطَلَلٍ

﴿۴۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

﴿۵۰﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ○

﴿۴۷﴾ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

﴿۴۸﴾ وہ دونوں باغ شاخوں والے ہیں کہ ان میں طرح کی نعمتیں ہیں۔

﴿۴۹﴾ پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے

﴿۵۰﴾ ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہیں۔

تشریح

﴿۴۷﴾ اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے | جنت میں جو انعامات اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عطا فرمائیں گے وہ ان کو مل کر رہیں گے تمہارے جھٹلانے سے وہ انعامات جھوٹے ثابت نہ ہوں گے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ اس دنیا کے بنانے پر قادر ہے اسی طرح وہ دوسری دنیا بنانے پر بھی قادر ہے جس میں نیک بندوں کے لئے جنت کی ایسی شان دار نعمتیں ہوں کہ جن کا وہ تصور بھی نہ کر سکے۔ آئیے ان نعمتوں کا کچھ ذکر کلام ربانی کی زبان سے سنیں۔

﴿۴۸﴾ جنت کے باغات ہری بھری ڈالیوں سے بھرپور | جنت کے باغات کیسے ہوں گے ہری بھری ڈالیوں سے بھرے ہوئے درخت، پُرمیوہ سایہ دار مختلف قسموں کے پھلوں سے لدی پھندی شاخیں دیکھنے والوں کو اپنی طرف کھینچتی ہوئی۔

﴿۴۹﴾ اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟ | تمہارے رب کے یہ عظیم الشان انعامات، جنت پھر جنت کی نعمتیں یہ حسین باغات یہ پُرمیوہ درخت یہ لدی پھندی شاخیں بتاؤ اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کر سکتے ہو۔

﴿۵۰﴾ باغوں میں دو چشمے رواں دواں | جنت کے یہ دو عالی شان محلات جن میں شان دار باغات ہوں گے ان میں دو دو پانی کے چشمے رواں ہوں گے جن میں ہمیشہ پانی چلتا رہے گا یہ چشمے کبھی خشک نہ ہوں گے۔ چشموں کا بہتا ہوا پانی آنکھوں کو ٹھنڈک دیتا ہوا اور دل کو سرور دیتا ہوا باغوں سے گزرتا ہوگا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ	رَبِّکُمَا	تُکَذِّبٰنِ	فِیْهِمَا	مِنْ
توکون سی نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	ان دونوں (میں)	سے۔ں

تو اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟ ان دونوں (باغوں) میں ہر

کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

کُلِّ	فَاکِهَةٍ	زَوْجٰنِ	فَبِاَیِّ اٰلَآءِ	رَبِّکُمَا
ہر	میوے	دو قسمیں	توکون سی نعمتیں	اپنے رب

میوے کی دو دو قسمیں ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم

تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا

تُکَذِّبٰنِ	مُتَّکِـِٕیْنَ	عَلٰی	فُرُشٍ	بَطَآئِنُهَا
تم جھٹلاؤ گے	تکیہ لگائے ہوئے	پر	فرشوں	اس کے اَستر

جھٹلاؤ گے ؟ ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے (ہوں گے) جن کے اَستر

مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾

مِنْ	اِسْتَبْرَقٍ	وَجَنَا	الْجَنَّتَیْنِ	دَانٍ
سے۔کے	ریشم	اور میوے	دونوں باغ	نزدیک

ریشم کے ہوں گے۔ دونوں باغوں کے میوے نزدیک ہوں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

فَبِاَیِّ	اٰلَآءِ	رَبِّکُمَا	تُکَذِّبٰنِ	
توکون سی	نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے۔	

تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟

﴿۵۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

﴿۵۲﴾ فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ فِی الدُّنْیَا اَوْ کُلُّ مَا یَتَفَکَّهُ بِهٖ زَوْجٰنِ ○ نَوْعَانِ رَطْبٌ وَیَابِسٌ وَالْمُرُّ

﴿۵۱﴾ سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

﴿۵۲﴾ ان باغوں میں ہر قسم کے دنیا کے پھل کی دو دو قسمیں ہیں۔ تر اور خشک اور جو پھل دنیا میں تلخ ہے جیسے حنظل وہ وہاں شیریں ہوگا۔

مِنْهُمَا فِي الدُّنْيَا كَالْحَنْظَلِ حُلْوٌ

(۵۳) فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ — (۵۳) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے.

(۵۴) مُتَّكِـِٕيْنَ حَالٌ عَامِلُهُ مَحْذُوْفٌ اَيْ يَتَنَعَّمُوْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَخَشُنَ وَالظَّهَائِرُ مِنَ السُّنْدُسِ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ ثَمَرُهُمَا دَانٍ ○ قَرِيْبٌ يَنَالُهُ الْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ — (۵۴) اہل جنت عیش کریں گے اس حال میں کہ وہ تکیہ لگانے والے ہوں گے اوپر گدّوں اور بچھاؤنے کے کہ ان کے نیچے کا استر غف ریشم کا اور موٹا ہوگا. اور اوپر کا استر باریک ریشم کا ہوگا۔ اور میوہ ان دونوں باغوں کا نزدیک ہوگا کہ کھڑا ہونے والا اور بیٹھنے والا اور لیٹنے والا اس کو توڑ سکے گا۔

(۵۵) فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ — (۵۵) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تشریح

(۵۱) اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے | عالی شان جنت اس میں اعلیٰ درجے کے محلات، محلات میں پائیں باغ، باغوں میں ہر طرح کے میوے اور درختوں کی پھندی شاخیں، رواں دواں پانی کے چشمے۔ بتاؤ اللہ کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے ؟

(۵۲) دونوں باغوں میں پھلوں کی دو قسمیں | اللہ تعالیٰ اہل جنت کو دو عالی شان محلات مع باغوں کے عطا فرمائیں گے ان دونوں باغوں میں پانی کے دو دو چشمے بہتے ہوں گے۔ ان باغوں کے درختوں میں جو پھل ہوں گے ان کی شان نرالی ہوگی ہر پھل کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ ایک باغ میں جائے گا تو درختوں کی ڈالیاں دوسری شان کے پھلوں سے لدی ہوں گی۔ دوسرے باغ میں جائے گا تو دوسری طرح کے پھل ہوں گے کچھ پھل اپنی شکل وصورت میں جانے پہچانے ہوں گے مگر مزے میں دنیا کے پھلوں سے کہیں زیادہ ہوں گے۔ دوسری قسم کے وہ پھل ہوں گے جن کی شکلوں سے وہ دنیا میں آشنا نہ تھا وہ اور یہی قسم کے نادر پھل ہوں گے جو کبھی اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئے تھے غرض اس طرح اللہ اپنے جنتی بندوں کی تواضع قسم قسم کے پھلوں سے فرمائیں گے۔

(۵۳) اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے | جنت کی یہ نعمتیں، دو دو عالی شان باغات ان باغات میں طرح طرح کے پھل، پھلوں میں جانے پہچانے بھی اور انجانے بھی۔ بتاؤ اللہ کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے ؟

(۵۴) جنت والوں کے بچھونے | اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مردوں کے لئے ریشمی لباس جائز نہیں رکھا مگر جنت میں اہل جنت کو جو بچھونے ملیں گے ان کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔ جب استر اتنا اعلیٰ درجے کا ہوگا تو اس بچھونے کا اوپر کا کپڑا (ابرا) وہ کس شان کا ہوگا۔ ان شاندار بچھونوں اور فرشوں پر جنت کے لوگ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور باغوں کی ڈالیاں پھلوں سے لدی ہوئی ان پر جھکی پڑ رہی ہوں گی کہ ذرا ہاتھ لگائیں اور وہیں بیٹھے بیٹھے پھلوں سے لطف اندوز ہوں۔

(۵۵) اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے | یہ شاندار فرش، بچھونے یہ لدے پھندے جنت کے باغات یہ وہاں کے راحت و آرام، مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے اللہ کے وہ بندے جنھوں نے اس کے دین کی خاطر دنیا میں تکلیفیں اٹھائیں مصیبتیں جھیلیں، حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کی وفاداری کا دم بھرتے رہے آج ذرا ان کی شان و شوکت تو دیکھو۔ بتاؤ اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلا سکتے ہو۔

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ

اِنْسٌ	لَمْ يَطْمِثْهُنَّ	الطَّرْفِ	قٰصِرٰتُ	فِيْهِنَّ
انسان	انہیں ہاتھ نہیں لگایا کسی	نگاہیں	بند (نیچے) رکھنے والی	ان میں

ان میں نگاہیں نیچی رکھنے والیاں ہیں انھیں ہاتھ نہیں لگایا کسی انسان

قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

رَبِّكُمَا	اٰلَآءِ	فَبِاَيِّ	وَلَا جَآنٌّ	قَبْلَهُمْ
اپنے رب	نعمتوں	تو کون سی	اور نہ کسی جن	ان سے قبل

نے ان سے قبل اور نہ کسی جنّ نے تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ

الْيَاقُوْتُ	كَاَنَّهُنَّ	تُكَذِّبٰنِ
یاقوت	گویا کہ وہ	تم جھٹلاؤ گے

تم جھٹلاؤ گے ؟ گویا کہ وہ یاقوت اور

وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

رَبِّكُمَا	اٰلَآءِ	فَبِاَيِّ	وَالْمَرْجَانُ
اپنے رب	نعمتوں	تو کون سی	اور مونگے

مونگے ہیں تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾

	تُكَذِّبٰنِ	
	تم جھٹلاؤ گے۔؟	

تم جھٹلاؤ گے۔؟

﴿۵۶﴾ فِيْهِنَّ فِي الْجَنَّتَيْنِ وَمَا اشْتَمَلَتَا عَلَيْهِ مِنَ الْعَلَالِيْ وَالْقُصُوْرِ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ الْعَيْنِ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ

﴿۵۶﴾ ان باغوں میں اور بالا خانوں اور محلوں میں جو ان کے اندر ہیں عورتیں ہیں بڑی آنکھوں والی. پست کرنے والی نگاہوں کو اپنے خاوندوں پر

اَلْمُتَّكِـِٔيْنَ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ يَفْتَخِهِنَّ وَهُنَّ مِنَ الْحُوْرِ اَوْ مِنْ نِسَاءِ الدُّنْيَا اَلْمُنْشَاٰتِ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○

جو گدّوں پر تکیہ لگانے والے ہیں۔ نہیں صحبت کی ان سے پہلے ان کے خاوندوں سے کسی آدمی نے اور نہ جن نے۔ مراد ان عورتوں سے حوریں ہیں یا دنیا کی عورتیں جو از سرِ نو پیدا کی گئی ہیں۔)

(۵۷) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

(۵۷) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(۵۸) كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ صَفَاءً وَالْمَرْجَانُ ○ اَيِ اللُّؤْلُؤُ بَيَاضًا

(۵۸) گویا وہ عورتیں صفائی اور سپیدی میں موتی اور مونگا ہیں۔

(۵۹) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

(۵۹) پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تشریح

(۵۶) جنت کی حیادار عورتیں | دنیا کی زندگی میں اگر کوئی عورت بغیر شادی کے انتقال کر گئی یا دنیا میں کسی کی بیوی رہ چکی ہو، چاہے جوان ہو یا بوڑھی عالمِ آخرت میں یہ سب نیک خواتین جب جنت میں داخل ہوں گی تو جوان اور کنواری بنا دی جائیں گی اور جنت میں جس خاتون کو بھی کسی نیک مرد کی شریکِ زندگی بنایا جائے گا وہ اپنے اس جنتی شوہر سے پہلے جنت میں کسی اور کے تصرف میں نہ آئی ہوگی۔ وہ خواتین شرمیلی آنکھوں والی ہوں گی نہایت حیادار ہوں گی۔ حیاداری اور عصمت مآبی عورت کا حُسن ہے۔ ایسی خواتین کو نیک مردوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانوں کی طرح نیک جن بھی جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں جس طرح انسان مردوں کے لئے انسان عورتیں ہوں گی اسی طرح جن مردوں کے لئے جن عورتیں ہوں گی۔

اور ان کی بھی یہی صفت ہوگی کہ وہ حیادار اور اچھوتی ہوں گی کہ ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان نے انسان عورت کو یا کسی جنّ نے جنّ عورت کو چھوا تک نہ ہوگا۔

(۵۷) اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے | اللہ تعالیٰ جنت کی دیگر نعمتوں کے ساتھ یہ نعمت بھی عطا فرمائیں گے کہ ہر ایک کے لئے رفیقِ حیات ہوں گی۔ مردوں کے لئے عورتیں، عورتوں کے لئے مرد۔ اور وہ عورتیں انتہائی حیادار اور عفت مآب ہوں گی۔ بتاؤ اللہ تعالیٰ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۵۸) جنت کی عورتیں خوب صورت ہیرے موتی کی طرح | جنت کی عورتیں جو اہلِ جنت کو عطا کی جائیں گی اپنے حسن وجمال میں ایسی ہوں گی جیسے ہیرے اور موتی ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں خوش رنگ اور بیش بہا۔ اسی طرح یہ عورتیں دیکھنے میں حسین وجمیل اور اپنی سیرت اور عصمت وعفت کے لحاظ سے موتی کی طرح بیش قیمت۔

(۵۹) اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے | اچھے ساتھی کا ہونا ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ حضرت آدم دنیا میں آنے سے پہلے کچھ عرصے کے لئے جنت میں رہے تو تنہائی کی شکایت کی اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّا کو ان کا جوڑا بنایا۔ جنت میں اعلیٰ درجے کی شریکِ حیات اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے بتاؤ اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ۝۶۰ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝۶۱

تُکَذِّبٰنِ	رَبِّکُمَا	فَبِاَیِّ • اٰلَآءِ	الۡاِحۡسَانُ	اِلَّا	الۡاِحۡسَانِ	هَلۡ جَزَآءُ
تم جھٹلاؤ گے؟	اپنے رب	تو کون سی نعمتوں	احسان	سوا	احسان	نہیں بدلہ

احسان کا بدلہ احسان کے سوا نہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

(۶۰) هَلۡ مَا جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ بِالطَّاعَةِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ۝ بِالنَّعِیۡمِ
(۶۰) بھلائی کا بدلہ بھلائی یعنی جنت کی نعمتیں ہیں۔

(۶۱) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝
(۶۱) پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تشریح

(۶۰) بندگی کا بدلہ اچھی جزا کے سوا کیا ہو سکتا ہے | جس انسان نے دنیا کی زندگی اس طرح گزاری کہ پوری احتیاط کے ساتھ قدم رکھتے ہوئے اپنے رب کے راستے پر چلتا رہا۔ فرض کو فرض جان کر ادا کیا، حق کو حق مان کر حق داروں کے حقوق ادا کرنے میں اپنی طرف سے کوتاہی نہیں کی۔ حرام سے بچتا رہا اور باطل کے مقابلے میں ہر طرح کی مشقتیں برداشت کیں، یہ مخلص وباوفا جس کی پوری زندگی اپنے رب کی وفاداری میں گزری اس کا بدلہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اس کو بہترین اجر و ثواب سے نوازا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ سجدہ میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (آیت ۱۷ پ ۲۱ رکوع ۲)

(پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزا میں ان کے لئے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے)

حضرت ابوہریرہ رضی روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعۡدَدۡتُ لِعِبَادِیَ الصّٰلِحِیۡنَ مَا لَا عَیۡنٌ رَاَتۡ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلۡبِ بَشَرٍ۔

(کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ فراہم کر رکھا ہے جسے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہ کبھی کسی کان نے سنا نہ کوئی انسان اس کا کبھی تصور کر سکا۔) — (بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد)

یہ مضمون تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ساعد بن سعد ساعدی رضی نے بھی حضور ﷺ سے روایت کیا ہے اور اس کو مسلم، احمد، ابن جریر اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ممکن ہے اس نعمت میں اہل جنت کے لئے دیدار الٰہی کی دولت بھی شامل ہو۔

احسان کا بدلہ احسان اور نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بندے کی نیکیوں کو ضائع کر دے اور اس کا اجر عطا نہ کرے۔

(۶۱) اپنے رب کے کن کن اوصاف کا انکار کرو گے؟ | اللہ تم کے یہ اوصاف حمیدہ یہ اس کی اعلیٰ درجے کی صفات یہ اس کی قدر دانی اپنے بندوں پر یہ اس کی مہربانی۔ اے جن وانس! اپنے رب کے کن کن اوصاف حمیدہ کا تم انکار کرو گے۔

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾

وَمِنْ دُوْنِهِمَا	جَنَّتٰنِ	فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ
اوران دونوں کے علاوہ	دو باغ	تو کون سی نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے

اوران دونوں کے علاوہ دو باغ اور بھی ہیں ۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟

(٦٢) وَمِنْ دُوْنِهِمَا اَيِ الْجَنَّتَيْنِ الْمَذْكُوْرَتَيْنِ جَنَّتٰنِ ○ اَيْضًا لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

(٦٢) اور اس شخص اللہ سے ڈرنے والے کے لئے بجز ان دونوں باغوں ذکر کے گئے کے اور دو باغ ہیں ۔

(٦٣) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

(٦٣) پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۔

تشریح

(٦٢) جنت کے دو باغ اصحاب یمین کے لئے | اوپر کی آیات میں جن باغوں کا اور اس کی نعمتوں کا ذکر ہوا ہے وہ اعلیٰ درجے کے باغات مقربین کے لئے ہوں گے مقربین وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہر موقع پر آگے بڑھ کر نیکی کا دامن تھاما ہے حق پرستی میں سب سے آگے رہے ہیں، بھلائی کے کاموں میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے ۔ اللہ کے دین کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دینے میں اور ہر طرح کی جانفشانیاں برداشت کرنے میں آگے ہی آگے رہے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے پہنچ کر اللہ کے سائے میں جگہ پائیں گے ۔ حضرت عائشہ رض روایت کرتی ہیں رسول اللہ ؐ نے لوگوں سے پوچھا جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے پہنچ کر اللہ کے سائے میں جگہ پائیں گے ؟

انہوں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔

فرمایا وہ لوگ جن کا حال یہ تھا کہ جب ان کے آگے حق پیش کیا گیا انہوں نے قبول کرلیا، جب ان سے حق مانگا گیا انہوں نے ادا کردیا اور دوسروں کے معاملہ میں ان کا فیصلہ وہی تھا جو خود ان کی ذات کے معاملے میں تھا (مسند احمد)

یہ دو باغ جن کا ذکر آیت بالا میں آیا ہے مقربین یا سابقین کے لئے ہوں گے۔

جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رض کی روایت میں ہے جو ان کے صاحبزادے حضرت ابو بکر نے بیان کی ہے اس میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا دو جنتیں سابقین یا مقربین کے لئے ہوں گی جن کے برتن اور آرائش کی ہر چیز سونے کی ہوگی ۔

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اور دو جنتیں تابعین یا اصحاب الیمین کے لئے ہوں گی جن کی ہر چیز چاندی کی ہوگی ۔ (فتح الباری . کتاب التفسیر تفسیر سورۂ رحمٰن)

ہوسکتا ہے کہ مذکورہ آیت ۶۲ میں جس میں ارشاد فرمایا کہ ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہوں گے یہ وہ دو باغ ہوں جو اصحاب یمین کے لئے ہوں گے

اور یہ بھی ممکن ہے کہ سب اہل جنت کو دو باغوں کے علاوہ مزید دو باغ دے جائیں ۔ جن میں دو باغ بلندی پر اور دو نشیب میں ہوں یا دو باغ بہت اعلیٰ درجے کے اور دو باغ اس سے کم درجے کے ہوں ۔

(٦٣) اللہ کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے | اللہ کے یہ بے شمار عطیات اور اس کے انعامات ہیں ۔ اے جن وانس بتاؤ اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے ۔ ؟

مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾

تُكَذِّبٰنِ	رَبِّكُمَا	فَبِاَیِّ اٰلَآءِ	مُدْهَآمَّتٰنِ
تم جھٹلاؤ گے	اپنے رب	تو کون سی نعمتوں	نہایت گہرے سبز رنگ کے

نہایت گہرے سبز رنگ کے تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے !

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾

تُكَذِّبٰنِ	رَبِّكُمَا	فَبِاَیِّ اٰلَآءِ	نَضَّاخَتٰنِ	عَيْنٰنِ	فِيْهِمَا
تم جھٹلاؤ گے ؟	اپنے رب	تو کون سی نعمتوں	بشدت جوش مارنے والے	دو چشمے	ان دونوں میں

ان دونوں (باغات) میں بشدت جوش مارنے والے دو چشمے ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟

﴿۶۴﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ○ سَوْدَاوَانِ مِنْ شِدَّةِ خُضْرَتِهِمَا
﴿۶۴﴾ ایسے دو باغ جو بہ سبب شدت سبزی کے سیاہ معلوم ہوتے ہیں۔

﴿۶۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
﴿۶۵﴾ پس اے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

﴿۶۶﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ○ فَوَّارَتَانِ بِالْمَاءِ لَا يَنْقَطِعَانِ
﴿۶۶﴾ ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہیں جن میں برابر پانی جاری ہے۔

﴿۶۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
﴿۶۷﴾ پس اے جن و انس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تشریح

﴿۶۴﴾ اہل جنت کے لئے دو گھنے باغ | اہل جنت کو جو دو باغ ملیں گے یہ بڑے گھنے اور سرسبزی و شادابی کی وجہ سے سیاہی مائل ہوں گے یعنی اتنے گہرے سبز ہوں گے کہ سیاہی کی طرف مائل ہوں گے۔ یہ ہرے بھرے شاداب باغ اللہ کی طرف سے اپنے ان نیک بندوں کو عطا ہوں گے جنھوں نے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کے راستے کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا۔ نفس اور شیطان کی چالوں سے بچتے رہے اور سیدھے راستے پر چلتے رہے۔ آج ان کی کامیابی کے کیا کہنے۔ بارگاہ الٰہی سے کیسی کیسی نوازشیں ان پر ہو رہی ہیں۔

﴿۶۵﴾ اللہ کی کن کن نوازشوں کو جھٹلاؤ گے ؟ | اے جنو اور انسانو ! جو پروردگار تمہیں ایسی ایسی نعمتیں عطا فرما رہا ہے تم پر ایسی ایسی مہربانیاں کر رہا ہے بتاؤ اس کی کن کن نوازشوں کو جھٹلاؤ گے۔ ؟

﴿۶۶﴾ دو چشمے ابلتے ہوئے | ان دو باغوں میں جن کی کیفیت اوپر بیان ہوئی کہ وہ بڑے سرسبز و شاداب ہوں گے اور ان کا گہرا سبز رنگ مائل بہ سیاہی ہوگا ان باغوں میں دو دو چشمے فواروں کی طرح ابلتے ہوئے ہوں گے جن سے باغوں کی فضا اور زیادہ خوش گوار اور پُر جمال ہو جائے گی اور جنت کے یہ چشمے کبھی خشک نہ ہوں گے ہمیشہ جاری رہیں گے جگہ جگہ ان کا پانی فواروں کی طرح اچھلتا ہوا ہوگا۔

﴿۶۷﴾ اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے ؟ | وہ پروردگار جو تمہیں جنت کی ایسی ایسی نعمتیں عطا کر رہا ہے باغات میں چشمے اور خوب صورت نظارے بھلا اس کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

فِيهِمَا	فَاكِهَةٌ	وَنَخْلٌ	وَرُمَّانٌ	فَبِأَيِّ آلَاءِ
ان دونوں میں	میوے	اور کھجور کے درخت	اور انار	تو کون سی نعمتوں

ان دونوں (باغات) میں میوے اور کھجور کے درخت اور انار ہوں گے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۶۹﴾ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾

رَبِّكُمَا	تُكَذِّبَانِ	فِيهِنَّ	خَيْرَاتٌ	حِسَانٌ
اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	ان میں	خوب سیرت	خوب صورت

کو تم جھٹلاؤ گے؟ ان میں خوب سیرت، خوب صورت (حوریں) ہوں گی۔

۶۸ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ○ هُمَا مِنْهَا وَقِيلَ مِنْ غَيْرِهَا

۶۸ ان دونوں باغوں میں میوے اور کھجور اور انار ہیں۔

۶۹ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○

۶۹ پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

۷۰ فِيهِنَّ أَيِ الْجَنَّتَيْنِ وَقُصُورِهِمَا خَيْرَاتٌ أَخْلَاقًا حِسَانٌ ○ وُجُوهًا

۷۰ ان باغوں اور محلوں میں اچھے خلق والی خوبصورت چہرہ والی عورتیں ہیں۔

تشریح

۶۸ **جنت کے پھل** جنت کے ان باغوں میں صرف درخت اور پانی کے چشمے ہی نہیں ہوں گے بلکہ ان میں بکثرت پھل ہوں گے کھجوریں ہوں گی اور انار ہوں گے۔ جنت کے ان پھلوں کی کیفیت دنیا کے پھلوں سے کہیں زیادہ اعلیٰ درجے کی ہوگی۔ ان کا ذائقہ ان کی تازگی ان کی لطافت دنیا کے پھلوں سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔

۶۹ **اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟** وہ پروردگار جو تمہاری تھوڑی سی نیکی اور وفاداری کی قدر کرتے ہوئے تمہیں ایسے انعامات سے نواز رہا ہے جن کا بیان اوپر کی آیتوں میں آیا ہے۔ بتاؤ اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۷۰ **خوب سیرت خوب صورت بیویاں** اہل جنت کے لئے یہ عالی شان محلات خوب صورت باغات ہوں گے اور ان کے لئے اعلیٰ اخلاق کی خوب سیرت اور خوب صورت بیویاں ہوں گی یہ بیویاں کون ہوں گی یہ وہ نیک خواتین ہوں گی جنھوں نے جنت والے کام کئے ہوں گے اعمال صالحہ کرتی ہوئی دنیا سے رخصت ہوئیں اپنے ایمان اور حسن عمل کے صلے میں جنت کی مستحق ہوئیں اگر ان کے سابق شوہر جنتی ہوں تو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق اپنے سابق شوہروں کی بیویاں بنیں گی یا پھر اللہ تم کسی دوسرے جنتی سے اگر دونوں ایک دوسرے کی رفاقت پسند کریں ان کی شادیاں کر دے گا۔ اس طرح یہ خوش اخلاق، خوب سیرت اور خوب صورت جوڑے ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اور چوں کہ جنت میں جا کر دونوں ہمیشہ جوان رہیں گے اور عورتیں مردوں کی رفاقت کے بعد پھر اسی طرح کنواری عورتوں کی طرح ہو جائیں گی یہ جوڑے ہمیشہ ہمیشہ اللہ کی جنت میں اس کے شکر گزار بن کر رہتے رہیں گے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ

فَبِاَيِّ	اٰلَآءِ	رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ	حُوْرٌ
تو کون سی	نعمتوں	اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے	حوریں

تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے۔؟ خیموں میں

مَّقْصُوْرٰتٌ فِى الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

مَّقْصُوْرٰتٌ	فِى + الْخِيَامِ	فَبِاَيِّ اٰلَآءِ	رَبِّكُمَا
رُکی رہنے والی (پردہ نشین)	خیموں میں	تو کون سی نعمتیں	اپنے رب

پردہ نشین عورتیں۔ تو اپنے رب کی نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ

تُكَذِّبٰنِ	لَمْ يَطْمِثْهُنَّ	اِنْسٌ
تم جھٹلاؤ گے	انہیں ہاتھ نہیں لگایا	کسی انسان

تم جھٹلاؤ گے؟ اور ان سے قبل انہیں ہاتھ

قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

قَبْلَهُمْ	وَلَا جَآنٌّ	فَبِاَيِّ	اٰلَآءِ
ان سے قبل	اور نہ کسی جنّ	تو کون سی	نعمتیں

نہیں لگایا نہ کسی انسان نے اور نہ کسی جنّ نے۔ تو اپنے رب کی کون سی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾

رَبِّكُمَا	تُكَذِّبٰنِ	
اپنے رب	تم جھٹلاؤ گے؟	

نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے۔؟

﴿۷۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

﴿۷۲﴾ حُوْرٌ شَدِيْدَاتُ سَوَادِ الْعُيُوْنِ وَبَيَاضِهَا مَقْصُوْرَاتٌ مَسْتُوْرَاتٌ

﴿۷۱﴾ پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے

﴿۷۲﴾ وہ حوریں ہیں جن کی آنکھوں کی سیاہی اور سفیدی نہایت تیز ہے۔
جو چھپی ہوئی ہیں خیموں میں جو موتی کھدے ہوئے سے بنے ہیں

فِي الْخِيَامِ ۝ مِنْ دُرٍّ مُجَوَّفٍ مُضَافَةٌ إِلَى الْقُصُورِ شَبِيهَةٌ بِالْخُدُورِ

(۷۳) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ — (۷۳) پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(۷۴) لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ — (۷۴) ان حوروں کو ان کے خاوندوں سے پہلے کسی آدمی اور جن نے ہاتھ نہیں لگایا۔

(۷۵) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ — (۷۵) پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تشریح

(۷۱) اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟ | وہ پروردگار جو نعمتوں پر نعمتیں دیئے چلا جارہا ہے اس کی نوازشوں کی کوئی انتہا نہیں ہے اے جنّ وانس بتاؤ اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے ؟

(۷۲) خیموں میں جنت کی حوریں | اہل جنت کو خوش اخلاق خوب سیرت اور خوب صورت بیویوں کے علاوہ حوریں عطا کی جائیں گی۔ یہ حوریں بھی انسان ہی ہوں گی کوئی جنّ یا پری نہ ہوں گی۔ یہ وہ معصوم لڑکیاں ہوں گی جو نابالغی کی حالت میں فوت ہوگئیں اور ان کے والدین جنت کے مستحق نہ ہوں گے کہ وہ ان کے ساتھ جنت میں رہ سکتیں اللہ تعالیٰ ان معصوم لڑکیوں کو جوان اور حسین وجمیل عورتوں کی شکل دے کر جنت کی دوسری نعمتوں کی طرح اہل جنت کو عطا کردے گا تاکہ وہ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوں۔ یہ حوریں سیرگاہوں کے خیموں میں ٹھہری ہوئی ہوں گی جو اہل جنت کے لئے لذت کا سامان فراہم کریں گی۔

اہل جنت کی بیویاں محلات میں رہیں گی اور یہ حوریں خیموں میں ہوں گی۔ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل جنت کی بیویاں حوروں سے افضل ہوں گی۔

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ دنیا کی عورتیں بہتر ہیں یا حوریں؟ حضور ﷺ نے جواب دیا، دنیا کی عورتوں کو حوروں پر وہی فضیلت ہے جو ابرے کو استر پر ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کس بنا پر؟ فرمایا اس لئے کہ ان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں۔ (طبرانی)

معلوم ہوا کہ حوریں اچھے اعمال کی بنا پر جنت کی مستحق نہیں بنیں گی بلکہ اللہ تعالیٰ جنت کی دوسری نعمتوں کی طرح ان کو بھی ایک نعمت کے طور پر اہل جنت کو عطا فرمادیں گے۔

(۷۳) اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے۔ | اللہ تعالیٰ جو جنت میں خوب صورت بیویوں کے علاوہ بطور انعام خوب صورت حوریں عطا فرمارہا ہے اور تمہارے لطف کے تمام سامان تمہارے لئے کررہا ہے اس پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟

(۷۴) یہ حوریں بھی ان چھوئی ہوں گی | جنت میں خوب صورت بیویوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ جو حسین جمیل حوریں عطا فرمائیں گے ان کی بھی یہ صفت ہوگی کہ وہ نہایت پاکیزہ باعصمت وعفت ہوں گی۔ ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے ان کو چھوا نہ ہوگا۔ جنّوں کو جو حوریں ملیں گی وہ بھی ان چھوئی ہوں گی اور انسانوں کو ملنے والی حوریں بھی ایسی ہوں گی جن کو ان جنتیوں سے پہلے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا۔

(۷۵) اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے | وہ پروردگار جو تمہیں ایسی پاکیزہ صفت بیویاں اور حوریں عطا فرمارہا ہے اس کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے۔؟

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ

وَّ عَبْقَرِيٍّ	خُضْرٍ	رَفْرَفٍ	عَلٰى	مُتَّكِـِٔيْنَ
اور خوبصورت	سبز	مسندوں	پر	تکیہ لگائے ہوئے

سبز خوب صورت نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے ہوئے

حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾

تُكَذِّبٰنِ	رَبِّكُمَا	اٰلَاۗءِ	فَبِاَيِّ	حِسَانٍ
تم جھٹلاؤ گے	اپنے رب	نعمتوں	تو کون سی	نفیس

تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ؟

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ ع ۳ ۱۴

الْاِكْرَامِ	وَ	ذِي الْجَلٰلِ	رَبِّكَ	اسْمُ	تَبٰرَكَ
احسان کرنے والا	اور	صاحب عظمت	تمہارا رب	نام	برکت والا

تمہارے صاحب عظمت ، احسان کرنے والے رب کا نام برکت والا ہے۔

﴿٧٦﴾ مُتَّكِـِٔيْنَ اَیْ اَزْوَاجُهُنَّ وَاِعْرَابُهٗ، كَمَا تَقَدَّمَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ جَمْعُ رَفْرَفَةٍ اَیْ بُسُطٌ وَوَسَائِدُ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ○ جَمْعُ عَبْقَرِيَّةٍ اَیْ طَنَافِسُ

﴿٧٦﴾ اہل جنت جنت کے عیش میں ہوں گے درآں حالیکہ تکیہ لگانے والے ہوں گے اوپر بچھانوں اور گدّوں کے اور خوب صورت چادروں کے۔

﴿٧٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

﴿٧٧﴾ پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

﴿٧٨﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ○ تَقَدَّمَ وَلَفْظُ اِسْمٍ زَائِدٌ

﴿٧٨﴾ برکت والا تیرا رب جو بزرگی اور اکرام والا ہے۔

تشریح

(۷۶) اہل جنت نادر و نفیس قالینوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے | اہل جنت سبز قالینوں اور نفیس و نادر فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

آیت میں "عَبْقَرِیٌّ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ نفیس و نادر چیز کو عبقری کہا جاتا ہے۔ ایسے شخص کو بھی عبقری کہتے ہیں جو غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہو اسی کو انگریزی میں GENIUS بولا جاتا ہے جو GINI سے نکلا ہے یعنی وہ سروسامان جو غیر معمولی نفیس اور نادر و نایاب ہوں۔ اصل میں عرب کے افسانوں میں جنوں کے دارالسلطنت کا نام "عبقر" تھا جسے اردو میں پرستان کہتے ہیں گویا ایسی نادر چیز جس کا مقابلہ دنیا میں عام چیزیں نہیں کر سکتیں۔ اہل جنت کے ان ٹھاٹھ باٹ اور نفیس فرشوں کا تصور ذہنوں میں ابھارنے کے لئے لفظ عبقری استعمال کیا گیا ہے۔

(۷۷) اپنے رب کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟ | جو پروردگار تمہیں جنت کی اعلیٰ ترین زندگی اور وہاں کی نادر و نایاب نعمتیں عطا فرما رہے ہیں۔ اس پروردگار کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟

(۷۸) برکت والا نام | تیرے رب کا نام بڑی برکت والا ہے جو جلیل بھی ہے کریم بھی ہے یہ اسی کے نام کی برکت ہے کہ اس کے کہنے سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جو اپنے وفاداروں پر ایسے ایسے احسانات فرماتا ہے اس کا نام لینے سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور اس کے نام میں جب اتنی برکت ہے تو اس کی ذات کتنی برکتوں والی ہوگی جس سے سارا جہان منور و روشن اور بابرکت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ یہ دنیا اس وقت تک قائم رہے گی جب تک دنیا میں ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا باقی رہے گا۔ اور جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا تو وہ دنیا کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِى الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ۔

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ ص۴۸۰ مطبوعہ نور محمد)

۵۶

اَلْوَاقِعَۃُ

○ ترتیب تلاوت	۵۶	○ ترتیب نزول	۴۶
○ مکی / مدنی	مکی	○ تعداد رکوعات	۳
○ تعدادِ آیات	۹۶	○ تعداد الفاظ	۳۸۴
○ تعداد حروف	۱۷۶۸		

○ اس سورت کی پہلی آیت اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ (جب وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا) میں لفظ اَلْوَاقِعَۃ کو لے کر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے یعنی وہ سورت جس میں لفظِ اَلْوَاقِعَۃُ آیا ہے۔

○ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عکرمہ رض نے بیان کیا ہے کہ سورۂ واقعہ، سورۂ طٰہٰ کے بعد نازل ہوئی اور سورۃ الشعراء سورۂ واقعہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔

حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے واقعہ کے بارے میں یہ ذکر آتا ہے کہ جب حضرت عمر رض اپنی بہن فاطمہ کے گھر داخل ہوئے اس وقت سورۂ طٰہٰ پڑھی جا رہی تھی ـــــ ان کی آہٹ سن کر بہن نے قرآن کے اوراق چھپا دیے۔ حضرت عمر پہلے تو اپنے بہنوئی سعید بن زید کی پٹائی کے لیے آگے بڑھے اور جب بہن ان کو بچانے کے لیے آئی تو ان کو بھی مارا یہاں تک کہ بہن کا سر پھٹ گیا۔ بہن کا خون بہتے دیکھ کر حضرت عمر رض کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور

انھوں نے کہا کہ مجھے وہ صحیفہ دکھاؤ جو تم نے چھپا لیا ہے۔ بہن نے کہا کہ آپ اپنے شرک کی وجہ سے نجس ہیں اور اس صحیفے کو صرف طاہر آدمی ہی ہاتھ لگا سکتا ہے۔ یہ آیت لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ اسی سورۃ سورہ واقعہ کی آیت ۷۹ ہے (جسے مطہرین کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا۔)

حضرت عمرؓ ہجرت حبشہ کے بعد ۵ نبوی میں ایمان لائے تھے اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ واقعہ سورہ طٰہٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔

◯ اس سورت میں توحید اور آخرت کو انتہائی مضبوط دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے اور قرآن مجید کے اللہ کا کلام ہونے میں جو شکوک و شبہات ظاہر کئے جاتے تھے ان کو دور کیا گیا ہے۔

◯ توحید کو ثابت کرنے کے لئے خود انسان کے وجود کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان جو غذا کھاتا ہے جو پانی پیتا ہے اور جس آگ سے وہ اپنا کھانا پکاتا ہے یہ زندگی کے سارے سامان کس نے دیئے ہیں۔
کیا وہ ان سب چیزوں کا محتاج ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے آپ کو خود مختار سمجھ سکتا ہے۔؟

◯ آخرت کی ایک بہت ہی مضبوط دلیل اور ناقابل انکار ثبوت دیا گیا ہے کہ جو خدا تجھے ایک دفعہ بنانے پر قادر ہے وہ دوبارہ بنانے پر کیوں قادر نہیں ہے؟

◯ موت کے بعد انسان کی بے بسی کہ وہ خود کو نہ اپنے والدین کو اور نہ اپنی اولاد کو کسی کو بچانے پر قادر نہیں ہے جب موت کا وقت آتا ہے وہ بے بسی کے ساتھ دیکھ رہا ہوتا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا۔

قرآن مجید کے بارے میں شکوک و شبہات کو دور کرتے ہوئے احساس دلایا گیا ہے کہ یہ عظیم الشان نعمت جو تمہارے پاس آئی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اس سے بے توجہی برتتے ہو۔

اگر تم قرآن پر غور کرو گے تو تمہیں صاف معلوم ہو جائے گا کہ قرآن کے اندر ویسا ہی محکم نظام ہے جیسے کائنات کے ستاروں اور سیاروں میں اور اس کی گردش میں ایک مضبوط نظام کام کر رہا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کائنات کا بنانے والا اور اس کتاب کا مصنف دونوں ایک ہیں۔

◯ یہ وہ پاکیزہ اور مقدس کتاب ہے کہ لوحِ محفوظ سے لے کر قلب محمدی تک صرف پاکیزہ مخلوق ہی اس کو لے کر آتی ہے اور کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس کلام کو چھو بھی سکے اور اس میں کوئی بات داخل کر سکے۔ نہایت محفوظ طریقے سے اس کو اتارا جاتا ہے جس میں شیاطین کی دخل اندازی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

◯ قیامت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ نظام کائنات خود اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ ایک دن یہ ختم ہو جائے گا اور اس کی جگہ دوسرا نظام نئے اصولوں پر قائم کیا جائے گا۔ جب قیامت کا یہ واقعہ پیش آئے گا تو سب کی آنکھوں کے سامنے ہوگا کوئی اس کا انکار نہ کر سکے گا۔

◯ اس طرح یہ سورت اسلام کے بنیادی عقیدوں پر ناقابل انکار دلائل کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے اور صداقت کو پوری طرح نکھار کر پیش کر دیتی ہے۔

رُكُوعَاتُهَا ٣	٥٦۔ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۔٤٦	اٰيَاتُهَا ٩٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ① لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ②

إِذَا	وَقَعَتِ	الْوَاقِعَةُ	لَيْسَ	لِوَقْعَتِهَا	كَاذِبَةٌ
جب	واقع ہو جائے گی	واقع ہونے والی	نہیں	اس کے واقع ہونے میں	کچھ جھوٹ

(یاد کرو) جب واقع ہو جائے گی واقع ہونے والی (قیامت) اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ إِلَّا
أَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْاٰيَةُ
وَثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ
الْاٰيَةُ وَهِيَ سِتٌّ أَوْ سَبْعٌ
أَوْ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
١ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ إِذَا
قَامَتِ الْقِيَامَةُ
٢ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ○
نَفْسٌ تُكَذِّبُ بِأَنْ
تَنْفِيَهَا كَمَا نَفَتْهَا فِي
الدُّنْيَا

سورہ واقعہ مکی ہے مگر یہ دو آیتیں أَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ الخ اور ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ الخ اور اس سورت میں چھیانوے یا ستانوے یا ننانوے آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے
١ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ الخ جب آجاوے گی قیامت۔
٢ اس کے ہونے کو کوئی نہ جھٹلا سکے گا۔
جیسا کہ دنیا میں کافر اس کو جھٹلاتا تھا۔

تشریح

١ قیامت آکر رہے گی | قیامت کا واقعہ پیش آکر رہے گا شدنی کو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے وہ ہو کر رہے گی۔ یہ سمجھنا کہ یہ چاند سورج یہ پہاڑ یہ سمندر یہ زمین یہ سب کہاں چلے جائیں گے۔ یہ سب اسی طرح ختم ہو جائیں گے جیسے پہلے نہیں تھے۔ اللہ تم اس کائنات کو عدم سے وجود میں لائے ہیں اور دوبارہ اس کو عدم سے بدل دیں گے۔

٢ قیامت کو جھٹلانے والا کوئی نہ ہوگا | جب قیامت آئے گی اور سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور یہ سب آنکھوں کے سامنے ہوگا تو کوئی متنفس نہ ہوگا جو اس کو جھٹلا سکے اور سب کو معلوم ہو جائے گا کہ قیامت کوئی جھوٹ بات نہ تھی۔

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾

رَجًّا	الْأَرْضُ	رُجَّتِ	إِذَا	رَّافِعَةٌ	خَافِضَةٌ
سخت زلزلہ	زمین	لرزنے لگے گی	جب	بلند کرنے والی	پست کرنے والی

(کسی کو) پست کرنے والی (کسی کو) بلند کرنے والی جب زمین سخت زلزلے سے لرزنے لگے گی۔

وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾

	بَسًّا	الْجِبَالُ	وَبُسَّتِ
	ریزہ ریزہ ہو کر	پہاڑ	اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے

اور پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے

(۳) خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ○ هِيَ مُظْهِرَةٌ لِخَفْضِ أَشْقِيَاءَ بِدُخُولِهِمُ النَّارَ وَلِرَفْعِ آخَرِينَ بِدُخُولِهِمُ الْجَنَّةَ

(۳) وہ پست کرنے والی ہے بعض لوگوں کو ان کے دوزخ میں جانے کے سبب۔ اور بلند کرنے والی ہے بعض لوگوں کو ان کے جنت میں جانے کے سبب۔

(۴) إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ○ حُرِّكَتْ حَرَكَةً شَدِيدَةً

(۴) جس وقت کہ حرکت دی جاوے گی زمین سخت حرکت۔

(۵) وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ○ فُتِّتَتْ

(۵) اور ٹکڑے ٹکڑے کیے جاویں گے پہاڑ۔

تشریح

(۳) قیامت گرانے والی اور اٹھانے والی ہوگی | جہاں قیامت کا دن کائنات کے لئے تہہ و بالا کرنے والا ہوگا کہ ساری چیزیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی وہاں قیامت کا دن گرے ہوئے لوگوں کو ان کے اعمال کی بنیاد پر اٹھانے والا اور اونچے لوگوں کو ان کے برے کاموں کی وجہ سے گرانے والا ہوگا۔ کیوں کہ قیامت کے دن عزت و ذلت کا معیار انسانی اعمال ہوں گے وہاں اس بنیاد پر فیصلہ ہوگا کہ کس نے اپنے پروردگار کی فرماں برداری کی ہے اس کی اطاعت میں زندگی گزاری ہے اس کے احکام پر چلنے کے لئے تکلیفیں برداشت کی ہیں چاہے اس کی شخصیت اہل دنیا کی نظر میں کوئی اہم نہ رہی ہو مگر اللہ کی نظر میں اس کا ایمان و تقویٰ اس کے اکرام کا باعث ہے إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ وہ شخص جو اہل دنیا کی نظر میں کتنا ہی بڑا رہا ہو اگر اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں تو آج کا دن اس کو پیچھے دھکیلنے والا ہوگا۔ اس لئے یہ دن اٹھانے والا بھی ہوگا اور گرانے والا بھی۔

(۴) پوری زمین یک بارگی ہلا دی جائے گی | قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا کہ زمین کا یہ پورا کا پورا گولا یک بارگی ہلا ڈالا جائے گا۔ یہ زلزلہ پورے پورے ارض پر ہوگا نہ کہ زمین کے کسی ایک حصے پر۔ اس کو اتنے زور کا جھٹکا لگے گا جس سے پوری زمین لرز کر رہ جائے۔ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ○

(۵) پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے | زمین میں گڑے ہوئے یہ پہاڑ جو اللہ نے میخوں کی طرح زمین کے سینے میں گاڑ دیئے ہیں جب زمین پر زلزلہ آئے گا اور پوری زمین ہلا دی جائے گی تو اس زلزلے سے یہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ﴿۷﴾

ثَلٰثَةً	اَزْوَاجًا	وَّكُنْتُمْ	مُّنۢبَثًّا	هَبَآءً	فَكَانَتْ
تین	جوڑے (قسم)	اور تم ہو جاؤ گے	پراگندہ	غبار	پھر ہو جائیں گے

پھر پراگندہ غبار ہو جائیں گے اور تم ہو جاؤ گے تین قسم

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ

وَاَصْحٰبُ	اَصْحٰبُ + الْمَيْمَنَةِ	مَا	فَاَصْحٰبُ + الْمَيْمَنَةِ
اور والے	دائیں ہاتھ والے	کیا	تو دائیں ہاتھ والے

تو دائیں ہاتھ والے (سبحان اللہ) کیا ہیں دائیں ہاتھ والے، اور بائیں

الْمَشْـَٔمَةِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ﴿۹﴾

	اَصْحٰبُ + الْمَشْـَٔمَةِ	مَآ	الْمَشْـَٔمَةِ
	بائیں ہاتھ والے	کیا	بائیں ہاتھ

ہاتھ والے (افسوس) کیا ہیں بائیں ہاتھ والے۔

۶ فَكَانَتْ هَبَآءً غُبَارًا مُّنۢبَثًّا مُنْتَشِرًا
وَاِذَا الثَّانِيَةُ بَدَلٌ مِنَ الْاُوْلٰى

(۶) پس ہو جاویں گے وہ غبار متفرق

۷ وَّكُنْتُمْ فِي الْقِيٰمَةِ اَزْوَاجًا اَصْنَافًا
ثَلٰثَةً ○

(۷) اور تم اے لوگو قیامت کے دن تین قسمیں ہو جاؤ گے۔

۸ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ وَهُمُ
الَّذِيْنَ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ
مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ○
تَعْظِيْمٌ لِشَاْنِهِمْ بِدُخُوْلِهِمُ الْجَنَّةَ

(۸) پس داہنی طرف والے یعنی جن کو کتاب اعمال کی داہنے ہاتھ میں دی جائے گی۔ کیسے بڑے مرتبے والے ہیں داہنی طرف والے کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

۹ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ الشِّمَالِ
بِاَنْ يُّؤْتٰى كُلٌّ مِّنْهُمْ كِتَابَهٗ
بِشِمَالِهٖ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ○
تَحْقِيْرًا لِشَاْنِهِمْ بِدُخُوْلِهِمُ النَّارَ

(۹) اور بائیں طرف والے یعنی جن کو کتاب اعمال بائیں ہاتھ میں دی جاوے گی۔ کیسے ذلیل اور حقیر ہیں بائیں طرف والے کہ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

تشریح

(۶) پہاڑ غبار بن کر بکھر جائیں گے | یہ زمین میں گڑے ہوئے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے کہ

گردوغبار کی طرح اُڑتے پھریں گے ان کا یہ سارا جماؤ ختم ہو کر رہ جائے گا۔

(۷) قیامت کے بعد انسانوں کے تین گروہ | قیامت کے اس ہولناک منظر کے بعد تمام انسان جو ابتدائے آفرینش سے تاقیامت پیدا ہوئے ہیں وہ تمام نوع انسانی تین گروہوں میں بٹ جائے گی۔ سارے انسانوں کی تین جماعتیں بن جائیں گی۔ وہ سارے انسان جو تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے ان کا پہلا اجمالی بیان آئے گا پھر ان کے احوال کی تفصیل بیان ہوگی۔

انسانوں کی تین قسمیں یہ ہوں گی۔ (۱) دوزخ میں جانے والے۔ (۲) جنت میں جانے والے۔ (۳) خاص مقربین جو جنت کے اعلیٰ درجات میں ہوں گے۔

اب آگے ان کا بیان آئے گا۔

(۸) خوش نصیب داہنی طرف والے | مَیْمَنَۃ۔ عربی زبان کے قاعدے کے مطابق یَمِیْن سے بھی ہو سکتا ہے جس کے معنی ہیں سیدھا ہاتھ اور یُمْن سے بھی ہو سکتا ہے جس کے معنی ہیں خوش نصیب۔

عرب کے لوگ داہنے ہاتھ کو طاقت اور عزت کی علامت سمجھتے تھے اور جس کا احترام کرتے تھے اس کو سیدھے ہاتھ پر بٹھاتے تھے۔ اردو میں کسی بڑی ہستی کا دستِ راست، اس معنی میں لیا جاتا ہے کہ وہ اس کا خاص آدمی ہے۔

بہرحال مَیْمَنَۃ خواہ یَمِیْن سے ہو یا یُمْن سے مطلب ہوگا وہ لوگ جو خوش نصیب اور عزت کے قابل ہیں۔ یہ لوگ عرش عظیم کے داہنی طرف ہوں گے۔

یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے اپنے رب ہونے کا عہد لیا تھا اس وقت ان کو آدم کے داہنے پہلو سے نکالا گیا تھا۔ میدان حشر میں ان کا اعمال نامہ بھی داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ فرشتے بھی ان کو داہنی طرف سے لیں گے۔

معراج کی رات میں نبی ﷺ نے دیکھا تھا کہ حضرت آدمؑ کے داہنی طرف جو لوگ ہیں جب آپ ان کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف والوں کو دیکھتے ہیں تو غمگین ہوتے ہیں۔ آپ کو بتایا گیا تھا کہ داہنی طرف والے جنتی لوگ ہیں جن کو دیکھ کر حضرت آدم خوش ہوتے ہیں۔

تو انسانوں میں آج ایک گروہ ان داہنی طرف والوں کا ہوگا۔ ان داہنی طرف والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا۔ یہ عام جنتی لوگ ہوں گے۔

(۹) انسانوں کا دوسرا گروہ بدنصیب بائیں طرف والے | پہلا انسانی گروہ داہنی طرف والوں کا ہوگا جن کی خوش نصیبی قابلِ رشک ہوگی۔ دوسرا انسانی گروہ بدنصیب بائیں طرف والوں کا ہوگا۔

آیت میں لفظ مشئمۃ استعمال ہوا ہے جس کے معنی بدبختی اور نحوست کے ہیں۔ اردو میں اگر کسی کام کو بہت ہلکا اور آسان قرار دینا ہو تو کہا جاتا ہے یہ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو دربارِ الٰہی میں عرش کے بائیں طرف کھڑے کئے جائیں گے یہ لوگ حضرت آدم کے بائیں پہلو سے نکالے گئے تھے۔ میدان حشر میں ان کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے ان کو بائیں طرف سے پکڑیں گے۔ یہ بائیں طرف والے اپنے برے اعمال کی وجہ سے انتہائی بدنصیب ہوں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

اس طرح تین گروہوں میں ایک گروہ جنتیوں کا اور دوسرا گروہ دوزخیوں کا ہوگا۔
اب تیسرے گروہ کا حال بیان ہوتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ⑩ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ⑪ فِیْ

وَالسّٰبِقُوْنَ	السّٰبِقُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	الْمُقَرَّبُوْنَ	فِیْ
اور سبقت لے جانے والے	سبقت لے جانے والے ہیں	یہی ہیں	مقرب (جمع)	میں

اور سبقت لے جانے والے (ماشاء اللہ) سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہی ہیں (اللہ کے) مقرب۔ نعمتوں

جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ⑫ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ⑬ وَقَلِیْلٌ

جَنّٰتِ	النَّعِیْمِ	ثُلَّةٌ	مِّنَ + الْاَوَّلِیْنَ	وَقَلِیْلٌ
باغات	نعمت	بڑی جماعت	پہلوں سے۔ میں	اور تھوڑے

والے باغات میں۔ بڑی جماعت پہلوں میں سے اور تھوڑی جماعت

مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ⑭ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ⑮ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ⑯

مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ	عَلٰی + سُرُرٍ	مَّوْضُوْنَةٍ	مُّتَّكِـِٕیْنَ	عَلَیْهَا	مُتَقٰبِلِیْنَ
پچھلوں سے۔ میں	تختوں پر	سونے کے تاروں سے بنے ہوئے	تکیہ لگائے ہوئے	اس پر	آمنے سامنے

پچھلوں میں سے سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر۔ تکیہ لگائے ہوئے اس پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے۔

⑩ وَالسّٰبِقُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَهُمُ
الْاَنْبِیَاءُ مُبْتَدَأٌ السّٰبِقُوْنَ ○
تَاكِیْدٌ لِتَعْظِیْمِ شَانِهِمْ وَالْخَبَرُ

⑩ اور جو لوگ آگے بڑھنے والے ہیں طرف بھلائیوں کے یعنی انبیا کیسے آگے بڑھنے والے۔

⑪ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○

⑪ وہی ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

⑫ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ○

⑫ باغوں کے آرام میں۔

⑬ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ○
مُبْتَدَأٌ اَیْ جَمَاعَةٌ مِّنَ
الْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ

⑬ وہ آگے بڑھنے والے ایک جماعت کثیرہ ہے پہلی امتوں سے

⑭ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ○ مِنْ
اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَهُمُ السَّابِقُوْنَ مِنَ الْاُمَمِ
الْمَاضِیَةِ وَهٰذِهِ الْاُمَّةِ
وَالْخَبَرُ

⑭ اور تھوڑے سے ہیں پچھلوں سے یعنی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

⑮ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ○
مَنْسُوْجَةٍ بِقُضْبَانِ الذَّهَبِ وَالْجَوَاهِرِ

⑮ یہ سب اوپر تختوں کے ہیں جو بنے ہوئے ہیں سونے اور موتی کی شاخوں سے۔

(۱۶) مُتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ (۱۶) ان پر تکیہ لگانے والے ہوں گے آمنے سامنے۔
حَالَانِ مِنَ الضَّمِيْرِ
فِي الْخَبَرِ

تشریح

(۱۰) سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ | سب سے آگے والے جو اپنے علمی عملی کمالات میں اور زہد و تقویٰ کے مراتب میں داہنی طرف والوں سے بھی آگے نکل گئے وہ اللہ کی رحمتوں اور اس کے قرب کے مراتب میں سب سے آگے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حق پرستی میں سب پر سبقت لے گئے۔ اللہ اور رسول کی پکار پر سب سے آگے بڑھ کر لبیک کہنے والے، معاملہ جانی قربانی کا ہو یا مالی سب سے پیش پیش۔ اس لئے آخرت میں بھی وہ سب سے آگے رکھے جائیں گے۔

دربار الٰہی کا نقشہ یہ ہوگا کہ عرش عظیم کے داہنی طرف صالحین، بائیں طرف فاسقین اور سب سے آگے مقربین اور سابقین۔

(۱۱) سب سے زیادہ مقرب | یہ تیسری قسم کے لوگ جو نیکی کے کاموں میں سب سے آگے رہے یہ بارگاہِ الٰہی میں سب سے مقرب ہوں گے۔ آج ان کے قرب پر کائنات رشک کر رہی ہوگی۔ آج ان کے مرتبے کی بلندی پر ہر چیز ان کو سلام کر رہی ہوگی۔ ان کا ٹھکانا کہاں ہوگا؟

(۱۲) نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے | یہ مقرب لوگ نعمت بھری جنتوں میں سب سے اعلیٰ مرتبے پر ہوں گے آج کے دن ان کے مرتبے کی بلندی کا کوئی ٹھکانا نہ ہوگا۔ یہ انبیاء، رسول، صدیقین اور شہداء، اللہ کے دین پر اپنے آپ کو نچھاور کرنے والے، یہ پاکیزہ مبارک باسعادت، خوش نصیب لوگ۔

(۱۳) اعلیٰ درجے کے مقربین میں ہر امت کا پہلا طبقہ ہوگا | یہ اعلیٰ درجے کے مقربین جو "سابقون الاولون" میں شامل ہوں گے نیکیوں میں سب سے آگے رہنے والے اور سب سے اعلیٰ مرتبے پر۔ یہ کون لوگ ہوں گے؟ یہ ہر امت کے پہلے طبقے کے لوگ ہوں گے جو نبیوں اور رسولوں کی صحبت اور ان کے زمانے کے قریب ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کے مقربین ہوں گے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک امت مسلمہ کے وہ بہترین افراد جنھوں نے سب سے پہلے بڑھ کر اللہ کے دین کو مضبوطی کے ساتھ تھاما ان کا زیادہ تر طبقہ سابقون الاولون میں ہوگا۔

(۱۴) اعلیٰ درجے کے سابقون الاولون میں پچھلے طبقے کے کچھ لوگ ہوں گے | اس کے بعد ایک تعداد جو بہت زیادہ نہ ہوگی ان میں سے بھی سابقون الاولون کی ہوگی جو انبیاء کے زمانے کے بعد ہوئے۔ انھوں نے اگرچہ انبیاء کا زمانہ نہیں پایا مگر دین کی خدمت رسولوں کی محبت اور اللہ کی اطاعت و فرماں برداری میں وہ بھی سابقون الاولون کے ہم پلہ رہے۔

یہ اعلیٰ درجے کے جنتی لوگ جنت میں کیسے ہوں گے ان کا حال اگلی آیت میں بیان ہو رہا ہے۔

(۱۵) اہل جنت کا حال مرصع تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے | یہ اہل جنت جڑاؤ تختوں پر جس میں سونے کے تار جڑے ہوں گے ان پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

(۱۶) نشست آمنے سامنے ہوگی | ان کی نشست ایسی ہوگی کہ کسی کی پیٹھ دوسرے کی طرف نہ رہے گی بلکہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہوں گے۔

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ⑰ بِأَكْوَابٍ

بِأَكْوَابٍ	مُّخَلَّدُونَ	وِلْدَانٌ	عَلَيْهِمْ	يَطُوفُ
آبخوروں کے ساتھ	ہمیشہ رہنے والے	لڑکے	ان کے	ارد گرد پھریں گے

ان کے ارد گرد لڑکے پھریں گے ہمیشہ (لڑکے ہی) رہنے والے آبخوروں اور

وَأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ⑱ لَّا يُصَدَّعُونَ

لَّا يُصَدَّعُونَ	مِّن مَّعِينٍ	وَكَأْسٍ	وَأَبَارِيقَ
نہ انھیں دردِ سر ہوگا	صاف شراب کے سے	اور پیالے	اور آفتابے

آفتابوں کے ساتھ اور صاف شراب کے پیالوں (کے ساتھ) نہ اس سے انھیں دردِ سر ہوگا

عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ⑲ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ⑳

يَتَخَيَّرُونَ	مِّمَّا	وَفَاكِهَةٍ	وَلَا يُنزِفُونَ	عَنْهَا
وہ پسند کریں گے	اس سے جو	اور میوے	اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا	اس سے

اور نہ ان کی عقلوں میں فتور آئے گا اور (ہر) اس قسم کے میوے جو وہ پسند کریں گے۔

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ㉑ وَحُورٌ عِينٌ ㉒

وَحُورٌ + عِينٌ	يَشْتَهُونَ	مِّمَّا	وَلَحْمِ + طَيْرٍ
اور بڑی آنکھوں والی حوریں	چاہیں گے	وہ جو	اور پرندوں کا گوشت

اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔

⑰ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ○
أَيْ عَلَىٰ شَكْلِ الْأَوْلَادِ لَا يَهْرَمُونَ
⑱ بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيقَ ۙ لَهَا عُرًى وَخَرَاطِيمُ
وَكَأْسٍ إِنَاءِ شُرْبِ الْخَمْرِ مِّن
مَّعِينٍ ○ أَيْ خَمْرٌ جَارِيَةٌ مِّنْ مَّنْبَعٍ
لَا يَنْقَطِعُ أَبَدًا
⑲ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ○
بِفَتْحِ الزَّاءِ وَكَسْرِهَا مِنْ نَّزَفَ
الشَّارِبُ وَأَنْزَفَ أَيْ لَا يَحْصُلُ لَهُمْ
مِنْهَا صُدَاعٌ وَلَا ذِهَابُ عَقْلٍ بِخِلَافِ

⑰ ان کی خدمت کو ان کے پاس آویں جاویں گے لڑکے جو کبھی بوڑھے نہ ہوں گے ہمیشہ لڑکے ہی معلوم ہوں گے۔
⑱ وہ ان کی خدمت میں لاویں گے پیالہ اور لوٹے اور گلاس صاف شراب بہتے ہوئے کے جو ایسے چشمے سے جاری ہوں گے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

⑲ اہل جنت کو اس شراب سے نہ دردِ سر ہوگا نہ عقل جاوے گی۔ بخلاف دنیا کی شراب کے۔

خَمْرِ الدُّنْيَا

(۲۰) وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ○ (۲۰) اور میوہ جو وہ پسند کریں۔

(۲۱) وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ○ (۲۱) اور گوشت پرند کا ان کی خواہش کے مطابق۔

(۲۲) وَلَهُمْ لِلِاسْتِمْتَاعِ حُوْرٌ نِسَاءٌ شَدِيْدَاتُ سَوَادِ الْعُيُوْنِ وَبَيَاضِهَا عِيْنٌ ○ ضِخَامُ الْعُيُوْنِ كُسِرَتْ عَيْنُهُ بَدَلَ ضَمِّهَا لِمُجَانَسَةِ الْيَاءِ مُفْرَدَةٌ عَيْنَاءُ كَحَمْرَاءَ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِجَرِّ حُوْرٍ عِيْنٍ (۲۲) اوران کو ملیں گی فائدہ اٹھانے کو عورتیں جن کی آنکھوں کی سیاہی اور سفیدی بہت تیز ہوگی بڑی آنکھوں والی۔

تشریح

(۱۷) اہل جنت کی خدمت کے لئے لڑکے ہوں گے | اہل جنت کی مجلسوں میں ان کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ یہ وہ بچے ہوں گے جو بالغ ہونے سے پہلے مرگئے۔ نہ انھوں نے نیکی کی جس کی جزا ملتی نہ کوئی بدی کی جس کی سزا ملتی۔ ان کو اہل جنت کی خدمت کے لئے مامور کردیا جائے گا۔

(۱۸) جام شراب لہراتے ہوئے | یہ لڑکے اہل جنت کے لئے شراب کے جام لہراتے پھریں گے۔ یہ جنت کی شراب نتھری ہوئی ہوگی جو نہایت پاکیزہ ہوگی۔

(۱۹) جنت کی شراب میں نہ نشہ ہوگا نہ سرگرانی | جنت کی شراب جاری چشمے سے نکلے گی اس میں نہ نشہ ہوگا نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا نہ سر چکرائے گا، اس میں بس ایک سرور اور لذت ہوگی۔

(۲۰) جنت کے میوے | یہ لڑکے جنتیوں کے سامنے جنت کے لذیذ میوے پیش کریں گے کہ وہ جس پھل کو چاہیں منتخب کرلیں۔ اس کے لئے جنت والوں کو کوئی محنت نہیں کرنی پڑے گی بلکہ وہیں بیٹھے بیٹھے پسندیدہ میوے ان کے سامنے آئیں گے اور وہ اپنی پسند کے مطابق اس میں سے چنیں گے۔

(۲۱) جنت والوں کے لئے پرندوں کا گوشت | جنت والوں کی خدمت میں ان کے مرغوب اور پسندیدہ پرندوں کے گوشت پیش کئے جائیں گے کہ وہ جس پرندے کا گوشت چاہیں استعمال کریں۔ بٹیر، تیتر، مرغ غرض مختلف قسم کے پرندوں کے مرغوب گوشت اہل جنت کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور اس کے لئے بھی انھیں کوئی تگ و دو اور محنت نہ کرنی پڑے گی کہ پہلے پرندوں کو پکڑیں اور انھیں ذبح کریں پھر ان کو پکائیں۔ یہ سب چیزیں بلا محنت کے بھنے بھنائے گوشت تر و تازہ ان کی خدمت میں حاضر رہیں گے۔ اور یہ جنت کے گوشت ان کی لذت ہی کچھ اور ہوگی۔

(۲۲) خوب صورت آنکھوں والی حوریں | اہل جنت کے لئے حسین و جمیل آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ حوروں کے بارے میں پہلے آچکا ہے کہ یہ وہ لڑکیاں ہوں گی جو نابالغی کی حالت میں انتقال کرگئیں نہ انھوں نے اچھے کام کئے جس کی جزا ملتی اور نہ ان کو برے اعمال کرنے کی سزا ملی ان کو اللہ تعالیٰ جنت کی حوریں بنادیں گے جو اُن بیویوں کے علاوہ ہوں گی جو اہل جنت کے نکاح میں ہوں گی۔ یہ بھی پہلے آچکا ہے کہ اہل جنت کی بیویاں حوروں سے افضل ہوں گی کیوں کہ وہ نیک کام کرکے جنت میں گئی ہوں گی۔ یہ آہو چشم خوب صورت آنکھوں والی حوریں ان کی کیا صفت ہوگی اس کے بارے میں اللہ نے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔

كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

كَانُوْا	بِمَا	جَزَآءً	الْمَكْنُوْنِ	اللُّؤْلُوءِ	كَاَمْثَالِ
تھے	اس کی جو	جزا	(سیپی میں) چھپے ہوئے	موتی	جیسے

جیسے موتی (کے دانے) سیپی میں چھپے ہوئے اس کی جزا جو وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾

وَّلَا تَاْثِيْمًا	لَغْوًا	فِيْهَا	لَا يَسْمَعُوْنَ	يَعْمَلُوْنَ
اور نہ گناہ کی بات	بیہودہ بات	اس میں	وہ نہ سُنیں گے	وہ کرتے

کرتے تھے وہ اس میں نہ بیہودہ بات سُنیں گے اور نہ گناہ کی بات

(۲۳) كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَكْنُوْنِ ○ اَلْمَصُوْنِ

(۲۳) مانند موتی محفوظ کے۔

(۲۴) جَزَآءً مَفْعُوْلٌ لَهٗ اَوْ مَصْدَرٌ وَالْعَامِلُ مُقَدَّرٌ اَیْ جَعَلْنَا لَهُمْ مَا ذُكِرَ لِلْجَزَاءِ اَوْ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(۲۴) یہ عوض ہے ان کے نیک کاموں کا۔

(۲۵) لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا فِی الْجَنَّةِ لَغْوًا فَاحِشًا مِنَ الْكَلَامِ وَّلَا تَاْثِيْمًا ○ مَا يُؤْثِمُ

(۲۵) اہل جنت، جنت میں نہ کوئی فحش بات سُنیں گے نہ وہ بات جو موجب اِثم ہو۔

تشریح

(۲۳) حوریں۔ جیسے شفاف موتی | یہ حوریں ایسی ہوں گی جیسے کسی چیز میں چھپائے رکھے ہوئے شفاف موتی ہوں کہ ان پر گرد و غبار کا ذرا بھی اثر نہ آیا ہو اور ان کو کسی نے چھوا نہ ہو یہ آبدار اور شفاف موتی کی طرح پاکیزہ اور باعصمت خوب سیرت لڑکیاں اہل جنت کے لئے اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہوں گی۔ جس طرح اللہ کی طرف سے کھانے پینے کی نعمتیں ہوں گی، لباس کی نعمتیں ہوں گی ایسے ہی یہ حوریں بھی اللہ کی نعمت ہوں گی۔

(۲۴) یہ حوریں اہل جنت کے نیک اعمال کا بدلہ ہوں گی | اہل جنت جنھوں نے دنیا میں نیک اعمال کئے اللہ کی اطاعت میں زندگی گزاری نفس کو غلط خواہشات سے پاک وصاف رکھا ان کی نیک چلنی کا صلہ آج ان کو یہ ملے گا کہ ان کے لئے یہ حسین وجمیل حوریں اللہ کی نعمت کے طور پر عطا ہوں گی۔

(۲۵) جنت کی سوسائٹی | جنت کی سوسائٹی اور وہاں کا معاشرہ ایسا پاکیزہ اور صاف ستھرا ہوگا کہ وہاں انسان کے کان میں کوئی بے ہودہ بات نہیں پڑے گی وہاں گالی گلوچ نہ ہوگی وہاں جھوٹ اور غیبت نہ ہوگی وہاں طعن وتشنیع کی باتیں اور طنزیہ کلام نہ ہوگا وہاں کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے گا وہاں کوئی بدزبانی اور بدتمیزی نہ ہوگی وہاں ایک دوسرے پر کیچڑ نہ اچھالی جائے گی وہاں ایک مہذب صاف ستھرا، شائستہ اور سلیقہ مند سماج ہوگا جہاں ہر ایک دوسرے کے جذبات کا لحاظ رکھے گا۔

اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ﴿۵﴾ لا مَآ

اِلَّا	قِیْلًا	سَلٰمًا سَلٰمًا	وَ	اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ	مَآ
مگر	کلام	سلام سلام	اور	دائیں ہاتھ والے	کیا

مگر (وہاں) کلام "سلام سلام" ہوگا۔ اور دائیں ہاتھ والے (سبحان اللہ) کیا ہیں

اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ﴿۲۷﴾ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ لا

اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ	فِیْ سِدْرٍ	مَّخْضُوْدٍ
دائیں ہاتھ والے	بیریوں میں	بے خار والی

دائیں ہاتھ والے! بیریوں میں بے خار والی۔

﴿۲۶﴾ اِلَّا لٰکِنْ قِیْلًا قَوْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ○
بَدَلٌ مِنْ قِیْلًا فَاِنَّھُمْ یَسْمَعُوْنَہٗ

﴿۲۶﴾ مگر سلام کرنا اور جواب سلام کا دینا۔ یہ سنیں گے۔

﴿۲۷﴾ وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ لا مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ○

﴿۲۷﴾ اور داہنی طرف والے، کیسے ہیں داہنی طرف والے۔

﴿۲۸﴾ فِیْ سِدْرٍ شَجَرِ النَّبْقِ مَّخْضُوْدٍ ○
لَا شَوْکَ فِیْہِ

﴿۲۸﴾ ان کے واسطے بیری کے درخت ہیں۔ جن میں خار نہ ہوں گے۔

تشریح

﴿۲۶﴾ ہر طرف سلامتی ہی سلامتی | وہاں ہر طرف سلامتی ہی سلامتی ہوگی۔ سلام سے بھی اشارہ ہوگا کہ یہاں پہنچ کر تمام کلفتوں کا سامنا ہو چکا ہے۔ اب نہ موت ہے نہ فنا، سلامتی ہی سلامتی ہے اور جوبات بھی ہے ٹھیک ٹھیک ہے۔ یہاں نہ گفتگو میں ہیر پھیر ہے نہ رویے میں دوغلاپن۔ صاف دلی کے ساتھ صاف ستھری گفتگو۔

﴿۲۷﴾ داہنی طرف والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا | اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حساب کتاب کے بعد تمام انسان تین گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک وہ جو اللہ کے عرش کی داہنی طرف ہوں گے دوسرے وہ جو بائیں طرف ہوں گے اور تیسرے وہ جو سب سے آگے ہوں گے۔

ان میں داہنی طرف والے بڑے خوش نصیب ہوں گے ان کی سعادت اور خوش بختی کا کیا کہنا۔ ان کے لئے کیا کیا لطف وراحت کے سامان ہوں گے ان کا کچھ ذکر اللہ تعالیٰ نے آنے والی آیتوں میں فرمایا ہے۔

﴿۲۸﴾ بغیر کانٹوں کی بیریوں کے باغ | داہنے بازو والوں کی جن محلات میں رہائش ہوگی ان کے پائین باغ میں قسم قسم کے اور اعلیٰ درجے کے پھلوں کے درخت ہوں گے۔

ان میں ایسی بیریوں کے درخت ہوں گے جن میں کانٹے نہ ہوں گے۔ اصل میں بیری کا پھل بڑا لذیذ خوش بودار اور شیریں ہوتا ہے۔ بعض علاقوں میں ایسے بیر ہوتے ہیں کہ منہ کو لگ جائیں تو چھوڑنا مشکل اور جتنے اعلیٰ درجے کے بیر ہوں گے ان کے درختوں میں اتنے ہی کم کانٹے ہوں گے۔

یہاں جنت کے بیروں کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ ان کے درخت کانٹوں سے خالی ہوں گے اور ایسے اعلیٰ درجے کے بیر ہوں گے جن کے ذائقے کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

وَّطَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ

وَّطَلۡحٍ	مَّنۡضُوۡدٍ	وَّظِلٍّ	مَّمۡدُوۡدٍ	وَّ	مَآءٍ
اور کیلے	تہہ در تہہ	اور سایہ	لمبا۔ دراز	اور	پانی

اور (ان کے لئے ہوں گے) تہہ در تہہ کیلے اور دراز سایہ اور گرتا ہوا پانی

مَّسۡكُوۡبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ

مَّسۡكُوۡبٍ	وَّ	فَاكِهَةٍ	كَثِيۡرَةٍ	لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ
گرتا ہوا	اور	میوے	کثیر	نہ ختم ہونے والا

(جھرنے) اور کثیر میوے نہ (وہ) ختم ہوں گے اور نہ

وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ﴿۳۵﴾

وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ	وَّفُرُشٍ	مَّرۡفُوۡعَةٍ	اِنَّاۤ	اَنۡشَاۡنٰهُنَّ	اِنۡشَآءً
اور نہ کوئی روک ٹوک	اور فرش (جمع)	اونچے	بیشک ہم	انہیں اٹھان دی	خوب اٹھان

(انھیں) کوئی روک ٹوک (ہوگی) اور اونچے اونچے فرشوں میں بیشک ہم نے انھیں خوب اٹھان دی۔

﴿۲۹﴾ وَطَلۡحٍ شَجَرِ الۡمَوۡزِ مَنۡضُوۡدٍ ○ بِالۡحَمۡلِ مِنۡ اَسۡفَلِهٖ اِلٰى اَعۡلَاهُ — ﴿۲۹﴾ اور کیلے کے درخت۔ تو بتو نیچے سے اوپر تک۔

﴿۳۰﴾ وَظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ○ دَائِمٍ — ﴿۳۰﴾ اور سایہ دراز ہمیشہ رہنے والا۔

﴿۳۱﴾ وَمَآءٍ مَّسۡكُوۡبٍ ○ جَارٍ دَائِمًا — ﴿۳۱﴾ اور پانی ہمیشہ بہنے والا۔

﴿۳۲﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ ○ — ﴿۳۲﴾ اور میوے بکثرت۔

﴿۳۳﴾ لَا مَقۡطُوۡعَةٍ فِىۡ زَمَنٍ — ﴿۳۳﴾ جو کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوں گے۔

وَلَا مَمۡنُوۡعَةٍ ○ بِثَمَنٍ — اور نہ یہ کہ بقیمت ملیں بدون قیمت کے نہ دئے جائیں

﴿۳۴﴾ وَفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَةٍ ○ عَلَى السُّرُرِ — ﴿۳۴﴾ اور بچھاؤنے اونچے اونچے تختوں پر بچھے ہوئے۔

﴿۳۵﴾ اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ — ﴿۳۵﴾ بے شبہ ہم نے پیدا کیں حور عین کو پیدا کرنا بدون

إِنْشَآءً ○ أَيِ الْحُوْرِ الْعِيْنَ مِنْ غَيْرِ وِلَادَةٍ ولادت کے۔

تشریح

(۲۹) تہہ پر تہہ چڑھے ہوئے کیلوں کے درخت | دائیں طرف والے جنتیوں کے باغات میں کیلے کے ایسے درخت ہوں گے جن کے پتے " تہہ پر تہہ چڑھے ہوئے ہوں گے۔ کیلے کے درخت دنیا میں ڈیکوریشن (DECORATION) اور سجاوٹ کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جنت کے باغوں کا حسن وجمال کیلوں کے وہ درخت بھی ہوں گے جن کے گھنے پتے" تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے ہوں گے۔

(۳۰) جنت کا خوش گوار موسم | جنت کا موسم بڑا خوش گوار ہوگا نہ وہاں دھوپ ہوگی نہ سردی نہ گرمی ہوگی نہ اندھیرا وہاں کا موسم ایسا ہوگا جیسے صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہلکی ہلکی خوش گوار روشنی ہوتی ہے ایسا جنت کا موسم ہوگا۔ اس کو یوں سمجھ لو جیسے ہلکا ہلکا سایہ جس میں سب چیزیں نظر بھی آئیں گی اندھیرا نہ ہوگا اور دھوپ کی چوند بھی نہ ہوگی جیسے طلوع سحر کے بعد ہر چیز دُھلی دُھلی خوش گوار نظر آتی ہے۔ جنت کا موسم ایسا ہی ہوگا دُور تک پھیلی ہوئی ہلکی ہلکی چھاؤں کی طرح۔

(۳۱) جنت میں ہر دم رواں پانی | جنت جس میں دائیں طرف والے رہائش پذیر ہوں گے اس میں ہر وقت رواں دواں نہریں بہتی رہیں گی۔ فوارے چلتے رہیں گے اور یہ پانی کا جاری رہنا کسی وقت بند نہ ہوگا۔

(۳۲) جنت میں بے شمار پھل | جنت میں بکثرت پھل ہوں گے جن میں کوئی کمی نہ آئے گی ہمہ اقسام کے پھل ہمہ وقت اہلِ جنت کے کام ودہن کی لذت کے لئے حاضر رہیں گے۔

(۳۳) پھل ہر موسم میں اور ہر وقت | جنت والوں کے لئے وہ پھل جہاں بہ کثرت ہونگے کہ ان میں کوئی کمی نہ آئے گی وہاں یہ پھل موسمی نہ ہوں گے بلکہ ہر موسم میں ہر پھل ملے گا۔ دنیا میں تو اگر آموں کا موسم ہے تو موسم گزرنے کے بعد آم ختم ہو جائے گا لیکن جنت میں موسم کی کوئی قید نہ ہوگی۔ اور ان کی پیداوار کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا کہ اگر کسی باغ کے سارے پھل توڑ لئے جائیں) تو ایک مدت تک وہ باغ بغیر پھلوں کے رہے۔ وہاں لگاتار پھل پیدا ہوتے رہیں گے اور ان کے توڑنے اور کھانے میں کوئی روک ٹوک نہ ہوگی اور نہ ان کے توڑنے میں کوئی زحمت ہوگی بغیر زحمت کے یہ تروتازہ ہمہ اقسام کے پھل اہل جنت کے لئے حاضر رہیں گے۔

(۳۴) اہل جنت کی نشست گاہیں | جنت والوں کے لئے ان کی نشست گاہیں اور بچھونے اونچے اونچے اور دبیز ہوں گے جو اُن کے اعلیٰ مرتبے کو ظاہر کریں گے۔ نشست گاہ یا فرش کا اونچا ہونا رتبے کے بلند ہونے کو بتاتا ہے گویا ان کا رتبہ بھی اونچا ہوگا اور ان کی نشست گاہیں اور بچھونے بھی اونچے اونچے اور اعلیٰ درجے کے نرم وملائم اور دبیز ہوں گے۔

(۳۵) جنت کی عورتیں | جنت والوں کو وہ خواتین ملیں گی جو اپنے ایمان اور نیک اعمال کی وجہ سے جنت میں جائیں گی۔ اللہ تم ان کو نئے سرے سے جوان بنادے گا چاہے وہ کتنی ہی بوڑھی ہو کر مری ہوں مگر جنت میں جاکر وہ نئے سرے سے جوان ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں نہایت دل کش اور خوب صورت بنا دے گا۔ اسی طرح ان کے شوہر بھی جوان اور خوب صورت ہو جائیں گے اور ان کی عمر کا تناسب اسی طرح قائم رہے گا۔

فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾

ابکارا	فجعلنٰھن
کنواری	پس ہم نے انھیں بنایا
پس ہم نے انہیں کنواری بنایا۔	

﴿۳۶﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ عُذَارٰی کُلَّمَا اَتَاهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ وَجَدُوْهُنَّ عَذَارٰی وَلَا وَجَعَ

﴿۳۶﴾ پس کر دیا ہم نے ان کو باکرہ کہ جس وقت ان کے خاوند ان سے ہم بستر ہوں گے ان کو باکرہ ہی پائیں گے بدون تکلیف کے۔

تشریح

﴿۳۶﴾ اہلِ جنت کی بیویاں باکرہ رہیں گی | اہل جنت کی بیویوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوگی کہ وہ وہاں جاکر کنواری ہوجائیں گی اور اپنے خاوند کی صحبت کے بعد پھر بکارت واپس آجائے گی. اس طرح اللہ تعالیٰ اہل جنت کے لطف صحبت کو دوبالا فرمادیں گے کہ باکرہ لڑکی کے ساتھ ہر مرتبہ لطفِ صحبت حاصل ہوگا۔

شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ ایک بڑھیا نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میرے حق میں جنت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی۔ وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اُسے بتاؤ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہ ہوگی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم انھیں خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور باکرہ بنادیں گے.

حضرت سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے اس آیت کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اس سے مراد دنیا کی عورتیں ہیں خواہ وہ باکرہ مری ہوں یا شادی شدہ۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک طویل روایت ہے جس میں وہ جنت کی عورتوں کے متعلق قرآن مجید کے مختلف مقامات کا مطلب حضور ﷺ سے دریافت فرماتی ہیں۔ اس سلسلے میں حضور ﷺ اس مذکورہ آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا کی زندگی میں بڑھاپے کی حالت میں مری ہیں آنکھوں میں چیپڑ ہیں سر کے بال سفید ہیں اس بڑھاپے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو پھر سے باکرہ پیدا کردے گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک سوال کیا کہ اگر ایک عورت کے دنیا میں کئی شوہر رہ چکے ہوں اور وہ سب جنت میں جائیں تو وہ ان میں سے کس کو ملے گی۔؟

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جسے چاہے چن لے اور اس شخص کو چنے گی جو ان میں سے سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا تھا۔ وہ اللہ سے عرض کرے گی کہ اے پروردگار اس کا برتاؤ میرے ساتھ سب سے اچھا تھا اس لئے مجھے اسی کی بیوی بنادے۔

آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ حسنِ اخلاق دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی لوٹ لے گیا۔

(طبرانی)

عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾ ع ٢٨ / ١٤

عُرُبًا	اَتْرَابًا	لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ	ثُلَّةٌ	مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ
محبوب	ہم عمر	دائیں ہاتھ والوں کے لئے	بہت سے	اگلوں میں سے

محبوب ہم عمر (بنایا) دائیں ہاتھ والوں کے لئے بہت سے اگلوں میں سے

﴿٣٧﴾ عُرُبًا بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِهَا
جَمْعُ عُرُوْبٍ وَهِيَ الْمُتَحَبِّبَةُ
اِلٰى زَوْجِهَا عِشْقًا لَهٗ

﴿٣٧﴾ محبوب ہوں گی اپنے خاوندوں کو۔

اَتْرَابًا ○ جَمْعُ تُرُبٍ اَىْ
مُسْتَوِيَاتٍ فِى السِّنِّ

ہم عُمر ہوں گی۔

﴿٣٨﴾ لِاَصْحَابِ الْيَمِيْنِ ○ صِلَةُ
اَنْشَاْنَاهُنَّ اَوْجَعَلْنَاهُنَّ وَهُمْ

﴿٣٨﴾ ہم نے یہ حوریں پیدا کیں داہنی طرف والوں کے لئے
اور وہ داہنی طرف والے

﴿٣٩﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ○

﴿٣٩﴾ ایک جماعت ہے پہلوں سے۔

تشریح

﴿٣٧﴾ جنت کی عورتیں اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی اور ہم سن ہوں گی | اہل جنت کی بیویوں کی دو خصوصیات اور ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ وہ بہترین نسوانی خوبیوں کی مالک ہوں گی۔ طرح دار، خوش اطوار، خوش گفتار، نسوانی جذبات سے لبریز، شوہر کو دل وجان سے چاہنے والی اور شوہر بھی اس پر فریفتہ۔

دوسری خصوصیت اہل جنت کی بیویوں کی یہ ہوگی کہ وہ اور ان کے شوہر ہم سن ہوں گے یعنی ان جوڑوں کی عمروں میں زیادہ فرق نہ ہوگا اللہ تم دونوں کو ہم سن بنا دیں گے ـــــ ایک حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم بالوں سے صاف ہوں گے، مسیں بھیگ رہی ہوں گی مگر داڑھی نہ نکلی ہوگی گورے چٹے گٹھیلے بدن کے ہوں گے آنکھیں سرمگیں ہوں گی۔ (مسند احمد۔ راوی حضرت ابوہریرہ رض)

معلوم ہوا کہ مرد و عورت دونوں اپنی اپنی عمروں کے اعتبار سے ایک دوسرے کے لئے موزوں ہوں گے اور جنت میں جتنے مرد اور عورت ہوں گے وہ سب اسی طرح ہم سن ہوں گے۔

﴿٣٨﴾ یہ سب نعمتیں داہنے بازو والوں کے لئے | یہ تمام نعمتیں جن کا ذکر کیا گیا دائیں بازو والوں کے لئے ہوں گی یعنی وہ نیک بندے جو عرش الٰہی کے داہنی طرف ہوں گے جن کو فرشتے داہنے طرف سے لیں گے اور جن کو اللہ کے نبی ﷺ نے معراج کی رات میں حضرت آدم ؑ کے داہنی طرف دیکھا تھا۔

﴿٣٩﴾ داہنی طرف اگلوں میں سے بہت ہوں گے | داہنی طرف والوں کی زیادہ تر تعداد ان انسانوں میں سے ہوگی جو انبیاء کرام پر ایمان لانے میں اول رہے اور ان کی تربیت سے فیض اٹھانے کا موقع ملا۔ یہ خیر القرون کے لوگ تھے جن کو انبیاء کرام کا بہترین زمانہ نصیب ہوا۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر ان کا جو میرے بعد آئے۔ پھر اُن کا جو اُن کے بعد آئے پھر اُن کا جو اُن کے بعد آئے۔ اس طرح اچھے انسانوں کی جماعتیں پیدا ہوتی رہیں۔

وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

وَثُلَّةٌ	مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ	وَ	اَصْحٰبُ الشِّمَالِ	مَآ	اَصْحٰبُ
اور بہت سے	پچھلوں میں سے	اور	بائیں ہاتھ والے	کیا	والے

اور بہت سے پچھلوں میں سے۔ اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) کیا ہیں

الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾

الشِّمَالِ	فِيْ	سَمُوْمٍ	وَّحَمِيْمٍ	وَّ	ظِلٍّ	مِّنْ	يَّحْمُوْمٍ
بائیں ہاتھ	میں	گرم ہوا	اور کھولتا ہوا پانی	اور	سایہ	سے۔کے	دھواں

بائیں ہاتھ والے۔ گرم ہوا اور کھولتے ہوئے پانی میں اور دھوئیں کے سائے میں۔

﴿۴۰﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ○
﴿۴۰﴾ اور ایک جماعت پچھلوں سے۔

﴿۴۱﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ○
﴿۴۱﴾ اور بائیں طرف والے کیسے ہیں بائیں طرف والے۔

﴿۴۲﴾ فِيْ سَمُوْمٍ رِيْحٌ حَارَّةٌ مِّنَ النَّارِ تَنْفُذُ فِي الْمَسَامِ وَّحَمِيْمٍ ○ مَاءٌ شَدِيْدُ الْحَرَارَةِ
﴿۴۲﴾ گرم ہوا میں جو مسامات میں گھسے اور گرم پانی میں۔

﴿۴۳﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ○ دُخَانٌ شَدِيْدُ السَّوَادِ
﴿۴۳﴾ اور سائے میں بہت سیاہ دھوئیں کے۔

تشریح

﴿۴۰﴾ داہنی طرف والے پچھلوں میں سے بھی بہت ہوں گے | یہ داہنی طرف والے نیک لوگ بعد کے زمانے میں بھی بہت سے ہوں گے جنھوں نے انبیاءِ کرام کا زمانہ نہیں پایا مگر ان کے دلوں میں انبیاءِ کرام کی تعلیم اور ان کی محبت ایسی ہی گھر کی ہوئی تھی جیسے ان کو انھوں نے دیکھا ہو اور ان کا زمانہ پایا ہو۔ ان کا درجہ بھی کچھ کم نہ ہوگا۔ اب آنے والی آیتوں میں بائیں بازو والوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے۔

﴿۴۱﴾ بائیں بازو والے ان کی بدنصیبی کا کیا ٹھکانا | بائیں طرف والوں کی بدنصیبی کا کیا پوچھنا وہ دوزخ کے عذاب میں ہوں گے۔ اور دوزخ کا عذاب کیسا ہوگا اس کا کچھ بیان آنے والی آیتوں میں آرہا ہے۔

﴿۴۲﴾ دوزخ میں لُو کی لپٹ اور کھولتا ہوا پانی | ایک طرف جہاں جنت کا موسم نہایت خوش گوار ہوگا وہاں دوزخ کا موسم جھلسانے والا ہوگا جس میں لُو کی لپٹیں چلتی ہوں گی۔ جہاں جنت کا پانی نہایت اعلیٰ اور ٹھنڈا ہوگا وہاں دوزخ میں کھولتا ہوا پانی ہوگا جو نہ پیاس بجھائے گا اور نہ اس کے پینے سے تسکین ہوگی، بلکہ الٹا آنتوں کو کاٹتا ہوا چلا جائے گا۔

﴿۴۳﴾ دوزخ میں کالے دھوئیں کا سایہ | جہاں جنت کا موسم نہایت خوش گوار اور پُرسکون ہوگا اس کے مقابلے میں دوزخ کا یہ حال ہوگا کہ دوزخ کی آگ سے کالا دھواں اٹھے گا اس کالے دھوئیں کے سائے میں جو نہایت تکلیف دہ ہوگا یہ بائیں طرف والے اہلِ دوزخ رہیں گے۔

لَا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾

مُتْرَفِيْنَ	قَبْلَ ذٰلِكَ	كَانُوْا	اِنَّهُمْ	وَّلَا كَرِيْمٍ	لَا بَارِدٍ
نعمت میں پلے ہوئے	اس سے قبل	تھے	بیشک وہ	اور نہ فرحت	نہ کوئی ٹھنڈک

نہ کوئی ٹھنڈک اور نہ فرحت بیشک وہ اس سے قبل نعمت میں پلے ہوئے تھے

وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا

كَانُوْا	وَ	الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ	عَلَى	يُصِرُّوْنَ	وَكَانُوْا
تھے	اور	گناہ بھاری	پر	اڑے ہوئے	اور تھے

اور بھاری گناہ پر اڑے ہوئے تھے۔ اور وہ

يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا

ءَاِنَّا	وَّعِظَامًا	تُرَابًا	وَكُنَّا	مِتْنَا	اَئِذَا	يَقُوْلُوْنَ
کیا ہم	اور ہڈیاں	مٹی	اور ہوگئے	ہم مرگئے	کیا جب	وہ کہتے

کہتے تھے کیا جب ہم مرگئے اور (مٹی میں مل کر) مٹی ہوگئے اور ہڈیاں (ہوگئے) کیا ہم

لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾

الْاَوَّلُوْنَ	اٰبَآؤُنَا	اَوَ	لَمَبْعُوْثُوْنَ
پہلے	ہمارے باپ دادا	کیا	ضرور دوبارہ اٹھائے جائیں گے

دوبارہ ضرور اٹھائے جائیں گے کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟

﴿۴۴﴾ لَا بَارِدٍ كَغَيْرِهٖ مِنَ الظِّلَالِ وَّلَا كَرِيْمٍ ○ حَسَنُ الْمَنْظَرِ

﴿۴۴﴾ نہ وہ ٹھنڈا ہے جیسے اور سائے ہوتے ہیں۔ اور نہ دیکھنے میں اچھا معلوم ہو۔

﴿۴۵﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ فِى الدُّنْيَا مُتْرَفِيْنَ ○ مُنَعَّمِيْنَ لَا يَتْعَبُوْنَ فِى الطَّاعَةِ

﴿۴۵﴾ بیشک بائیں طرف والے دنیا میں نعمت میں تھے بندگی کی مشقت نہ اٹھاتے تھے۔

﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ ○ اَىِ الشِّرْكِ

﴿۴۶﴾ اور بڑے گناہ یعنی شرک پر مُصِر تھے۔

﴿۴۷﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا اَئِنَّا

﴿۴۷﴾ اور وہ یہ کہتے تھے کہ کیا ہم جس وقت مرجاویں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہوجاویں گے اس وقت ہم

لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ فِی الْهَمْزَتَیْنِ فِی الْمَوْضِعَیْنِ التَّحْقِیْقُ وَتَسْهِیْلُ الثَّانِیَةِ وَاِدْخَالُ اَلِفٍ بَیْنَهُمَا عَلَی الْوَجْهَیْنِ	زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔
⑷⑻ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○ بِفَتْحِ الْوَاوِ لِلْعَطْفِ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِسْتِفْهَامِ وَهُوَ فِیْ ذٰلِكَ وَفِیْمَا قَبْلَهٗ لِلْاِسْتِبْعَادِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ الْوَاوِ عَطْفًا بِاَوْ وَالْمَعْطُوْفُ عَلَیْهِ مَحَلُّ اِنَّ وَاِسْمُهَا	⑷⑻ یا ہمارے پہلے باپ دادا، بھی اٹھائے جائیں گے۔

تشریح

(۴۴) دوزخ میں نہ ٹھنڈک ملے گی اور نہ عزت کا سایہ | جنت میں جہاں ایک خوش گوار ٹھنڈک کا احساس ہوگا اس کے مقابلے میں دوزخ میں کالے دھوئیں کا گرم سایہ ہوگا جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ بلکہ بہت ہی تکلیف دہ اور ذلت کے احساس والا ہوگا۔

(۴۵) دنیا میں یہ لوگ بڑے خوش حال تھے | دنیا میں یہ لوگ بڑے خوش حال تھے اور عیش و عشرت میں رہتے تھے زندگی کے سارے آرام ان کو مہیا تھے مگر اس خوش حالی میں یہ اللہ کو بھول گئے

(۴۶) خوش حالی پا کر کفرانِ نعمت میں مبتلا ہو گئے | بجائے اس کے کہ خوش حالی میں اللہ کے شکر گزار ہوتے اُلٹے کفرانِ نعمت میں مبتلا ہو گئے اور نفس کی لذتوں میں اپنے رب کو بھول گئے اور خدا فراموشی میں کفر کی سرحد تک پہنچ گئے اور نوبت یہاں تک آگئی کہ قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ جیسا کہ سورۂ نحل میں اللہ نے ارشاد فرمایا۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ (آیت ۳۸ پارہ ۱۴ رکوع ۵)

(یہ لوگ اللہ کے نام بڑی بڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زندہ کر کے نہ اٹھائے گا۔)

(۴۷) کہتے ہیں کہ ہم مر کر جب مٹی میں مل گئے تو کیا دوبارہ زندہ کئے جائیں گے | یہ لوگ جو آج دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھ رہے ہیں دنیا میں آخرت کے قطعی منکر تھے اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے تھے کہ اللہ کسی مرنے والے کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا اور کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجرہ رہ جائیں گے تو کیا پھر اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے ؟ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم خاک میں رل مل گئے ہڈیوں کا پنجر رہ گئے اور پھر دوبارہ زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔

(۴۸) کیا ہمارے باپ دادا کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا | اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہمارے وہ باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں یعنی یہ بات کس کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ صدیوں پہلے مرے ہوئے ہمارے باپ دادا پھر سے زندہ ہو کر آجائیں۔

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ

لَمَجْمُوْعُوْنَ	وَالْاٰخِرِیْنَ	الْاَوَّلِیْنَ	اِنَّ	قُلْ
ضرور جمع کیے جائیں گے	اور پچھلے	پہلے	بے شک	کہہ دو

کہہ دو بے شک پہلے اور پچھلے ایک مقررہ دن پر

اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّهَا

اَیُّهَا	اِنَّکُمْ	ثُمَّ	مَّعْلُوْمٍ	یَوْمٍ	مِیْقَاتِ	اِلٰی
اے	بے شک تم	پھر	مقررہ	دن	وقت	طرف۔ پر

ضرور جمع کیے جائیں گے پھر بے شک تم اے

الضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰکِلُوْنَ مِنْ

مِنْ	لَاٰکِلُوْنَ	الْمُکَذِّبُوْنَ	الضَّآلُّوْنَ
سے	البتہ کھانے والے	جھٹلانے والے	گمراہ لوگو

جھٹلانے والے گمراہ لوگو! البتہ تم تھوہر کے درخت

شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾

الْبُطُوْنَ	مِنْهَا	فَمَالِئُوْنَ	مِّنْ + زَقُّوْمٍ	شَجَرٍ
پیٹ (جمع)	اس سے	پس بھرنا ہوگا	تھوہر سے	درخت

سے کھانے والے ہو (کھانا ہوگا) پس اس سے پیٹ بھرنا ہوگا۔

فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾

الْحَمِیْمِ	مِنَ	عَلَیْهِ	فَشٰرِبُوْنَ
کھولتا ہوا پانی	سے	اس پر	سو پینا ہوگا

سو اس پر پینا ہوگا۔ کھولتا ہوا پانی۔

﴿۴۹﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ○

﴿۵۰﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۵ اِلٰی مِیْقَاتِ
لِوَقْتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○
اَیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔

﴿۴۹﴾ اے محمدؐ کہہ دے بیشک پہلے اور پچھلے

﴿۵۰﴾ سب جمع کیے جائیں گے یوم معین یعنی قیامت میں۔

(۵۱) ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ○
(۵۱) پھر تم اے گمراہو۔ جھٹلانے والو۔

(۵۲) لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ○ بیان للشجر
(۵۲) درخت زقوم کھاؤ گے۔

(۵۳) فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○ من الشجر
(۵۳) سو بھرو گے اس سے اپنے پیٹ۔

(۵۴) فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ○ ای الزقوم الماکول
(۵۴) پھر پیو گے اس درخت زقوم کو کھا کر گرم پانی۔

تشریح

(۴۹) اگلے پچھلے سب زندہ ہوں گے | اے نبی یہ لوگ جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل گئے اور ہڈیوں کا پنجرہ بن گئے تو پھر ہم دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے اور صدیوں پہلے مرے ہوئے ہمارے باپ دادا بھلا کیسے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اے نبی! ان سے کہو یہ اگلے اور پچھلے سب ابتدائے آفرینش سے لے کر تا قیامت جتنے انسان گزرے ہیں سب دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔

(۵۰) ایک مقررہ وقت میں ان سب کو جمع کیا جائے گا | اگلے پچھلے جتنے بھی انسان گزرے ہیں سب کو زندہ کر کے ایک دن جمع کیا جائے گا وہ دن جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے یعنی قیامت کا دن جس کا وقت اللہ کے علم میں متعین ہے اس دن تمام انسانوں کو زندہ کر کے ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔

ان کو الگ الگ زندہ کر کے نہیں لایا جائے گا کہ اب ایک زندہ ہو کر آ رہا ہے اب دوسرا آ رہا ہے اور وہ آ کر آخرت کا حال بتا رہا ہے بلکہ ساری نوع انسانی کو ایک دن زندہ کر کے ایک جگہ جمع کیا جائے گا اور ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

(۵۱) اے گمراہو اور جھوٹ بولنے والو! جانتے ہو کیا ہونے والا ہے؟ | پھر اے وہ لوگو جو جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر آخرت کے دن کو جھٹلاتے ہو۔ اور اے گمراہو جو راستے سے بھٹکے ہوئے ہو اور ہدایت سے بہت دور جا چکے ہو، جانتے ہو تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔؟ لو سنو

(۵۲) تمہیں زقوم کی غذا ملنے والی ہے | زقوم کو ہمارے اطراف میں تھوہر کہا جاتا ہے یہ تہامہ کے علاقے میں ایک قسم کا درخت ہے اس کا ذائقہ بڑا کڑوا اور بو ناگوار ہوتی ہے توڑنے پر اس میں سے سفید رنگ کا رس نکلتا ہے یہ دودھ جیسا رس اگر بدن پر لگ جائے تو ورم آ جاتا ہے۔ یہ بدبودار اور ناگوار دوزخ والوں کی غذا بنے گا جس سے نہ پیٹ بھرے گا اور نہ کوئی ذائقہ آئے گا۔ ایک طرف اہل جنت کے لئے قسم قسم کے اعلیٰ درجے کے پھل ہوں گے دوزخ والوں کے لئے یہ کڑوی اور بدبودار اور ناگوار قسم کی غذا ہوگی۔

(۵۳) زقوم سے ہی پیٹ بھرنا پڑے گا | اہل دوزخ جب بھوک سے بے قرار ہوں گے تو کڑوے اور بدبودار زقوم کے پھل سے ہی پیٹ بھرنا پڑے گا اس لئے کہ اس کے علاوہ وہاں کھانے کو کچھ اور نہ ہوگا۔

(۵۴) اوپر سے گرم کھولتا ہوا پانی | کھانے کے لئے تو یہ بدبودار اور انتہائی تلخ زقوم کا پھل ہوگا اور جب پیاس کی شدت سے پریشان ہو کر پانی مانگیں گے تو کھولتا ہوا گرم پانی پینے کو ملے گا جو منہ کو جھلس ڈالے گا اور پیٹ میں پہنچے گا تو آنتیں کٹ کر باہر آ جائیں گی۔

فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾

فَشٰرِبُوْنَ	شُرْبَ + الْهِیْمِ	هٰذَا	نُزُلُهُمْ	یَوْمَ الدِّیْنِ
سو پینا ہوگا	پیاسے اونٹ کی طرح پینا	یہ	ان کی مہمانی	روزِ جزا

سو پینا ہوگا پیاسے اونٹ کی طرح پینا یہ روزِ جزا ان کی مہمانی ہوگی۔

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَیْتُمْ

نَحْنُ	خَلَقْنٰكُمْ	فَلَوْ	لَا تُصَدِّقُوْنَ	اَفَرَءَیْتُمْ
ہم نے	پیدا کیا تمہیں	سو کیوں	تم تصدیق نہیں کرتے	بھلا دیکھو تو

ہم نے تمہیں پیدا کیا سو تم کیوں تصدیق نہیں کرتے ؟ بھلا دیکھو تو !

مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ

مَّا	تُمْنُوْنَ	ءَ اَنْتُمْ	تَخْلُقُوْنَهٗۤ	اَمْ	نَحْنُ
جو	تم ڈالتے ہو	کیا تم	تم اُسے پیدا کرتے ہو	یا	ہم

جو (نطفہ) تم (عورتوں کے رحم میں) ڈالتے ہو کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا

الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ

الْخٰلِقُوْنَ	نَحْنُ	قَدَّرْنَا	بَیْنَكُمُ	الْمَوْتَ
پیدا کرنے والے	ہم	ہم نے مقرر کیا	تمہارے درمیان	موت

کرنے والے ہیں۔ ہم نے تمہارے درمیان موت (کا وقت) مقرر کیا ہے

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۶۰﴾

وَمَا	نَحْنُ	بِمَسْبُوْقِیْنَ	
اور نہیں	ہم	اس سے عاجز	

اور ہم اس سے عاجز نہیں۔

﴿۵۵﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ بِفَتْحِ الشِّیْنِ وَضَمِّهَا مَصْدَرٌ الْهِیْمِ ○ الْاِبِلِ الْعِطَاشِ جَمْعُ هَیْمَانَ لِلذَّكَرِ وَهَیْمٰى لِلْاُنْثٰى كَعَطْشَانَ وَعَطْشٰى

﴿۵۵﴾ جیسے پیاسے اونٹ، پیتے ہیں

(۵۶) هٰذَا نُزُلُهُمْ مَا اُعِدَّ لَهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(۵۶) یہ ان کی مہانی ہے دن قیامت کو۔

(۵۷) نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ اَوْجَدْنَاكُمْ عَنْ عَدَمٍ فَلَوْلَا هَلَّا تُصَدِّقُوْنَ ○ بِالْبَعْثِ اِذِ الْقَادِرُ عَلَى الْاِنْشَاءِ قَادِرٌ عَلَى الْاِعَادَةِ۔

(۵۷) ہم نے ان کو عدم سے موجود کیا۔ پھر تم کیوں نہیں یقین کرتے زندہ ہوکر اٹھنے کا۔ اس واسطے کہ جو قادر ہے اول مرتبہ پیدا کرنے پر وہ قادر ہے دوبارہ پیدا کرنے پر۔

(۵۸) اَفَرَاَيْتُمْ مَا تُمْنُوْنَ ○ تُرِيْقُوْنَ الْمَنِيَّ فِيْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ

(۵۸) سو تم بتلاؤ جو منی گراتے ہو عورتوں کے رحم میں

(۵۹) ءَاَنْتُمْ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِيَةِ اَلِفًا وَتَسْهِيْلِهَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْاُخْرٰى وَتَرْكِهٖ فِي الْمَوَاضِعِ الْاَرْبَعَةِ تَخْلُقُوْنَهٗ اَيِ الْمَنِيَّ بَشَرًا اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○

(۵۹) کیا تم نے اس کو آدمی بنایا۔ یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

(۶۰) نَحْنُ قَدَّرْنَا بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ○ بِعَاجِزِيْنَ

(۶۰) ہم نے تمہارے اندر موت مقدر کی اور ہم عاجز نہیں اس سے۔

تشریح

(۵۵) پیاس کی شدت سے ہانپتے ہوئے اونٹ کی طرح پانی پر پڑیں گے | دوزخ کی شدید گرمی اور لُو کی لپٹیں، پیاس کی شدت سے بُرا حال۔ پینے کے لئے پانی مانگیں گے تو اس پانی پر ایسے ٹوٹیں گے جیسے ہانپتا ہوا اور تونستا ہوا اونٹ پانی پر پڑتا ہے۔ یہ اس طرح پانی پر ٹوٹیں گے مگر جب وہ پانی منہ سے لگائیں گے تو ایسا گرم کھولتا ہوا ہوگا کہ منہ کو جھلس ڈالے گا۔

(۵۶) یہ ہوگی دوزخ والوں کی ضیافت | ایک طرف جنت والوں کا اعزاز و اکرام ان کے عیش و راحت کے سامان۔ دوسری طرف بائیں طرف والوں جہنمیوں کی ضیافت کا یہ سامان ہوگا روز جزا میں۔ اور انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ ان باغیوں سرکشوں اور مجرمین کی مہانی اسی شان سے کی جائے۔ آخر دنیا میں انہوں نے اللہ کے دین اس کی کتابوں اور رسولوں کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا۔ ان کے ساتھ یہ جو کچھ ہو رہا ہے عین انصاف کے مطابق ہے۔

(۵۷) اللہ ہی خالق ہے اور وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے | اس آیت ۵۷ سے لے کر آیت ۷۴ تک توحید اور آخرت دونوں کے دلائل

دیئے گئے ہیں اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ اللہ ہی خالق، وہی معبود، وہی رب اور وہی لائق پرستش ہے اور جب وہ پہلی بار پیدا کرنے کے قابل ہے تو اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا مشکل نہیں ہے۔

فرمایا کہ ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا جب ہم تمہارے پیدا کرنے والے ہیں تو تمہارے معبود بھی ہم ہی ہیں اور تمہارے رب بھی ہم ہی ہیں۔ اور جب ہم تمہارے خالق ہیں کہ پہلی بار تمہیں ہم ہی نے پیدا کیا تو تم اس بات کی تصدیق کیوں نہیں کرتے کہ ہم تمہیں دوبارہ بھی پیدا کرسکتے ہیں — آخر پہلے پیدا کرنے والے کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ اس بات کے تسلیم کرنے میں اور اس صداقت کو ماننے میں دشواری کیا ہے؟

(۵۸) کیا تم نے اپنی پیدائش پر غور کیا؟ | کبھی تم نے غور کیا یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو تمہارے بدن سے نکلنے والا پانی کا ایک قطرہ ہی تو ہے۔

(۵۹) اس نطفہ سے بچہ تم بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں؟ | یہ نطفہ جو تم ٹپکاتے ہو اس سے بچہ تم بناتے ہو یا اس کے بنانے والے ہم ہیں یعنی انسان غور کرے کہ وہ خود کس طرح پیدا ہوا ہے۔ مرد اپنا نطفہ عورت کے رحم میں ٹپکاتا ہے۔ اس پانی کے قطرے میں انسان کا بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کس نے پیدا کی ہے؟ کیا یہ کسی کے اختیار میں ہے کہ اس نطفے سے حمل قرار پائے اور پھر حمل قرار پانے سے لے کر بچہ پیدا ہونے تک ماں کے پیٹ میں بچے کی پرورش اس کی صورت گری، اس کے اندر ذہنی اور جسمانی نشو ونما کو ایک خاص تناسب کے ساتھ رکھنا جس سے وہ ایک خاص شخصیت کا انسان بن کر نکلے کیا یہ خدا کے سوا کسی اور کا کام ہے۔

اسی طرح انسان غور کرے کہ اس کی تخلیق ایک ایسے کیڑے سے ہوتی ہے جو بغیر خوردبین کے نظر نہیں آتا یہ کیڑا عورت کے جسم کی تاریکیوں میں کسی وقت اس نسوانی انڈے سے جا ملتا ہے جو اسی طرح کا ایک حقیر سا کیڑا ہوتا ہے پھر ان دونوں کے ملنے سے ایک چھوٹا سا زندہ خلیہ (CEEL) بن جاتا ہے جو انسانی زندگی کا نقطۂ آغاز ہے۔ اس خلیے کو ترقی دے کر اللہ تعالیٰ نو مہینے اور چند روز کے اندر رحم مادر میں ایک جیتا جاگتا انسان بنا دیتا ہے۔ کیا وہ پروردگار جو اس طرح انسانوں کو پیدا کر رہا ہے کل کسی وقت اپنے ہی پیدا کئے ہوئے انسانوں کو کسی اور طرح دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا۔؟

یہ ایک ایسی مشاہداتی اور ناقابلِ تردید دلیل ہے جو توحید اور آخرت پر یقین کے لئے کافی ہے — پھر بھی "نہ مانوں کی رٹ" ایک ضد سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے۔

(۶۰) تمہاری زندگی کی طرح تمہاری موت بھی ہمارے قبضے میں ہے | جس طرح تمہیں زندہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے تمہاری پیدائش ہمارے قبضے میں ہے کہ ہم جب چاہیں جیسا چاہیں تمہیں پیدا کریں۔ تمہاری صورت تمہاری عادت، تمہاری صلاحیت، تمہاری طاقت کیسی ہو یہ سب فیصلے ہم کرتے ہیں نہ تمہارے ماں باپ کرتے ہیں نہ تم خود کرتے ہو۔

زندگی کے فیصلے کی طرح تمہاری موت کا فیصلہ بھی ہمارے اختیار میں ہے۔ ہم طے کرتے ہیں کہ کس کو شکم مادر میں ہی مرجانا ہے، کسے پیدا ہوکر مرنا ہے اور کسے کتنی عمر تک پہنچ کر مرنا ہے؟ جس کی موت کا جو وقت ہم نے مقرر کردیا ہے اس سے پہلے دنیا کی کوئی طاقت اسے مار نہیں سکتی۔ اور جب ہماری طرف سے موت کا فیصلہ ہوجائے تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اس کو زندگی کا ایک لمحہ نہیں دے سکتی۔ نہ کوئی موت کا وقت جان سکا ہے اور نہ کوئی آتی ہوئی موت کو روک سکتا ہے۔ جب جِلانا مارنا سب ہمارے قبضے میں ہے تو مرنے کے بعد اُٹھا دینا ہمارے لئے کیا مشکل ہوگا۔

عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَکُمْ وَنُنْشِئَکُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

عَلٰٓی	اَنْ نُّبَدِّلَ	اَمْثَالَکُمْ	وَنُنْشِئَکُمْ	فِیْ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ
پر	کہ ہم بدل دیں	تم جیسے	اور ہم پیدا کردیں تمہیں	میں	جو	تم نہیں جانتے

کہ ہم (تمہاری جگہ) تم جیسی (اور قوم) بدل دیں۔ اور ہم تمہیں (ایسے عالم میں) پیدا کردیں جو تم نہیں جانتے

(۶۱) عَلٰٓی عَنْ اَنْ نُّبَدِّلَ — کہ تمہاری مثل اور آدمی تمہاری جگہ پیدا کردیں۔
نَجْعَلَ اَمْثَالَکُمْ مَکَانَکُمْ
وَنُنْشِئَکُمْ نَخْلُقَکُمْ
فِیْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ — اور تم کو مسخ کردیں ان صورتوں میں جو تم نہیں جانتے ہو۔
مِنَ الصُّوَرِ کَالْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِیْرِ — یعنی تم کو بندر اور خنزیر کردیں۔

تشریح

(۶۱) ہم تمہارا قانونِ حیات بدلنے پر بھی قادر ہیں | جس طرح ہم اس پر قادر ہیں کہ مرنے کے بعد تمہیں اسی شکل وصورت پر جوں کا توں پیدا کردیں جس میں تم مرے تھے اور جس عمر میں تم دنیا سے رخصت ہوئے تھے دوبارہ تمہیں بالکل اسی عمر میں جوں کا توں بنا کر کھڑا کردیں۔

اسی طرح ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ اس قانونِ حیات کو بدل کر کوئی دوسرا قانون مقرر کردیں مثلاً ہم یہ قانون بنادیں کہ تم پھر سے جوان ہو جاؤ اور جوان ہی رہو۔ تمہارے اوپر کبھی بڑھاپا نہ آئے، تم کبھی بیمار نہ ہو، بوڑھا جوان ہو جائے اور اس کی جوانی اور تندرستی لازوال ہو۔

اسی طرح ہم یہ قانونِ حیات بھی بنا سکتے ہیں کہ جس طرح ہم نے تمہاری زبان کو بولنے کی طاقت دی ہے تمہاری کھال تمہارے ہاتھ پاؤں اور تمہاری آنکھوں میں قوتِ گویائی پیدا ہو جائے اور تمہارے جسم کی کھال کا ہر ٹکڑا ہمارے حکم سے بولنے لگے۔

آج ہمارا قانونِ حیات اس دنیا میں تمہارے لئے یہ ہے کہ تم کسی خاص حد تک ہی تکلیف برداشت کرسکتے ہو اس سے زیادہ تکلیف دی جائے تو تم زندہ نہیں رہ سکتے یہ ضابطہ بھی ہمارا ہی بنایا ہوا ہے — ہم تمہارے لئے ایسا ضابطہ بھی بنا سکتے ہیں جس میں تم سخت سے سخت عذاب بھگتو اور پھر بھی تمہیں موت نہ آئے۔

آج ہم نے تمہاری بینائی، سماعت اور دوسرے حواس کا ایک پیمانہ بنا رکھا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ایسا پیمانہ بنا سکتے ہیں کہ وہ کچھ دیکھ اور سن سکو گے جو یہاں نہیں دیکھ سکتے اور نہیں سن سکتے غرض یہ کہ ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری شکلیں بدل دیں اور ایسی شکل میں پیدا کردیں جس کو تم نہیں جانتے جس کا قانونِ حیات موجودہ قانونِ حیات سے مختلف ہو۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَۃَ الْاُوْلٰی فَلَوْلَا تَذَکَّرُوْنَ ۶۲

لَا تَذَکَّرُوْنَ	فَلَوْ	النَّشْاَۃَ الْاُوْلٰی	وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ
تم غور نہیں کرتے	تو کیوں	پیدائش پہلی	یقیناً تم جان چکے ہو

اور یقیناً تم پہلی پیدائش جان چکے ہو تو تم کیوں غور نہیں کرتے

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۶۳

	تَحْرُثُوْنَ	مَّا	اَفَرَءَیْتُمْ
	تم بوتے ہو۔	جو	بھلا تم دیکھو تو

بھلا تم دیکھو تو جو تم بوتے ہو

۶۲ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَۃَ الْاُوْلٰی وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِسُکُوْنِ الشِّیْنِ فَلَوْلَا تَذَکَّرُوْنَ ○ فِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ الثَّانِیَۃِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ

۶۲ اور بے شبہ تم جانتے ہو اول مرتبہ پیدا کرنے کو پھر تم کو کیوں نصیحت نہیں ہوتی۔

۶۳ اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○ تُثِیْرُوْنَ الْاَرْضَ وَتُلْقُوْنَ الْبَذْرَ فِیْہَا

۶۳ پس بتلاؤ جو کچھ تم زمین کھود کر دانہ ڈالتے ہو۔

تشریح

۶۲ اپنی پہلی پیدائش سے دوسری پیدائش کو سمجھو تم کیسے پیدا کئے گئے پانی کا ایک قطرہ نطفہ کی شکل میں رحم مادر میں پہنچا وہاں تمہیں پرورش کرکے جیتا جاگتا انسان بنایا۔ یہ ہاتھ، پاؤں، کان، ناک، آنکھ پیدا کئے عقل دی شعور دیا، علم و حکمت عطا کی۔ کیسی کیسی صلاحیتیں دے کر انسان کو تسخیر کی طاقتیں عطا کیں۔ اسی سے سمجھ لو کر جو رب ایک قطرے سے انسان بنانے پر قادر ہے وہ دوبارہ زندگی کیوں نہیں دے سکتا؟ انسان کا اپنا وجود خود ایک زندہ شہادت ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی۔ پھر اس کے انکار کی گنجائش کہاں ہے؟

۶۳ یہ بیج جو تم زمین میں بوتے ہو تم نے ان پر غور کیا؟ کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم بوتے ہو ایک بے جان بیج ہے جس میں بظاہر زندگی کے کوئی آثار نہیں ہیں بالکل اسی طرح جیسے کوئی عورت کے رحم میں بے جان نطفہ ڈال دے۔ اسی طرح ایک کسان زمین میں بیج بو دیتا ہے۔

ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ

ءَاَنْتُمْ	تَزْرَعُوْنَهٗٓ	اَمْ	نَحْنُ	الزّٰرِعُوْنَ	لَوْ نَشَآءُ
کیا تم	اس کی کاشت کرتے ہو	یا	ہم	کاشت کرنے والے	اگر ہم چاہیں

کیا تم اس کی کاشت کرتے ہو؟ یا ہم کاشت کرنے والے ہیں ۔؟ اگر ہم چاہیں

لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا

لَجَعَلْنٰهُ	حُطَامًا	فَظَلْتُمْ	تَفَكَّهُوْنَ	اِنَّا
البتہ ہم اسے کردیں	ریزہ ریزہ	پھر تم ہو جاؤ	باتیں بناتے	بیشک ہم

تو البتہ ہم اسے ریزہ ریزہ کردیں ۔ پھر تم باتیں بناتے ہو جاؤ (رہ جاؤ) کہ بیشک ہم

لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾

لَمُغْرَمُوْنَ	بَلْ	نَحْنُ	مَحْرُوْمُوْنَ
تاوان پڑ جانے والے	بلکہ	ہم	محروم رہ جانے والے

تاوان پڑ جانے والے ہو گئے، بلکہ ہم محروم رہ جانے والے ہیں ۔

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِىْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾

اَفَرَءَيْتُمُ	الْمَآءَ	الَّذِىْ	تَشْرَبُوْنَ
بھلا تم دیکھو تو	پانی	جو (کہ)	تم پیتے ہو ۔

بھلا تم دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو ۔ !

﴿۶۴﴾ اَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ تُنْبِتُوْنَهٗ اَمْ
نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○
﴿۶۵﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا
نَبَاتًا يَابِسًا لَا حَبَّ فِيْهِ فَظَلْتُمْ
اَصْلُهٗ ظَلِلْتُمْ بِكَسْرِ اللَّامِ
فَحُذِفَتْ تَخْفِيْفًا اَىْ اَقَمْتُمْ
نَهَارًا تَفَكَّهُوْنَ ○ حُذِفَ
مِنْهُ اِحْدَى التَّائَيْنِ فِى
الْاَصْلِ تَعْجَبُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ وَتَقُوْلُوْنَ
﴿۶۶﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ○ نَفَقَةَ زَرْعِنَا

﴿۶۴﴾ کیا تم اس کو بوتے ہو ۔ یا
ہم بونے والے ہیں ۔
﴿۶۵﴾ اگر ہم چاہتے تو اس کو خشک گھاس کر دیتے کہ
اس میں دانہ نہ ہوتا ۔ پس تم ہو جاتے اس سے

تعجب کرنے والے

اور کہنے لگے کہ
﴿۶۶﴾ بے شک ہم کو تاوان پہنچا کر جو کچھ کھیتی میں ہمارا صرف ہوا وہ ضائع ہوا ۔

(۶۷) بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ○ ممنوعون رزقنا — (۶۷) بلکہ ہم محروم کئے گئے ہیں اپنی روزی سے۔

(۶۸) اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ○ — (۶۸) پس کیا تم نے دیکھا اس پانی کو جس کو تم پیتے ہو۔

تشریح

(۶۴) اس زمین سے کھیتیاں تم اُگاتے ہو یا ہم | اب دیکھو تم نے بس اتنا کام کیا کہ وہ بیج زمین میں بو دیا اب اس سے کھیتی کا اگانا بتاؤ یہ کس کا کام ہے؟ جیسے مرد نے عورت کے رحم میں نطفہ ڈال دیا اب اس سے انسان بنانا نہ مرد کا کام ہے نہ عورت کا۔ اللہ نے اس سے جیتا جاگتا بنا کر اٹھا دیا۔

اسی طرح کسان نے زمین میں بیج ڈالا نہ اس نے زمین خود بنائی ہے نہ زمین میں پیداوار کی صلاحیت اس نے دی ہے۔ پھر اس بیج سے کھیتی کا اگانا اور اس کے لئے مناسب ہوا پانی وغیرہ جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب تمہاری کسی تدبیر کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہیں۔ جس طرح تم اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح جس رزق پر تم پلتے ہو وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔ جب نہ ہماری پیدائش ہمارے قبضے میں ہے نہ ہماری پرورش کے لئے رزق ہمارا پیدا کیا ہوا ہے تو اللہ کے مقابلے میں خود مختاری کا اور اس کے سوا کسی اور کی بندگی کا حق کیوں کر ہے۔؟ پھر یہ بھی غور کرو کہ جو بیج زمین میں بویا جاتا ہے وہ بجائے خود مردہ ہوتا ہے لیکن جب کسان اس کو زمین میں دفن کرتا ہے تو اللہ تو اس میں نباتی زندگی پیدا کر دیتا ہے یہ بے شمار مردہ بیج لہلہاتے زندہ کھیت بن کر روز ہمارے سامنے زمین کی قبر سے نکلتے ہیں پھر کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پروردگار اسی طرح مردہ انسانوں کو زندگی دے دے۔

توحید الٰہی اور آخرت کے لئے اس سے بڑھ کر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔؟

(۶۵) ان کھیتیوں کا محفوظ رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے | پیداوار کے بعد یہ کھیتیاں محفوظ رہیں اور باقی رہیں اور کوئی ارضی و سماوی آفت ان پہ نہ آوے۔ یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔ ہم چاہیں تو ان کھیتیوں کو تہس نہس کر کے بھس بنا کر رکھ دیں۔ پھر تم سر پکڑ کر روتے رہ جاؤ اور باتیں بناتے لگو۔

(۶۶) ہائے ہمارا بھاری نقصان ہو گیا | اور بیٹھ کر باتیں بنانے لگو اور رونے لگو کہ ہائے ہمارا تو بھاری نقصان ہو گیا ہمارا تو سب کچھ تباہ ہو گیا ہماری ساری محنت برباد ہو گئی۔ ہم تو قرض دار ہو گئے۔

(۶۷) ہائے ہم تو خالی ہاتھ رہ گئے | اور فریاد کرو کہ ہائے ہم تو خالی ہاتھ رہ گئے ہمارے پلّے تو کچھ بھی نہ پڑا۔ ساری محنت اکارت چلی گئی۔ اگر اللہ چاہے تو یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور انسان بے بس ہے کچھ نہیں کر سکتا۔

بتاؤ جب سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے تو پھر یہ تمہاری خود مختاری کیسی؟ اور اس کے سوا کسی اور کی بندگی کیوں؟ اور اس کی قدرت پر کیا شک؟

(۶۸) تمہاری بھوک مٹانے کا ہی نہیں تمہاری پیاس بجھانے کا انتظام بھی ہم نے ہی کیا ہے۔! | ہم تمہاری پرورش کے لئے غذا کا انتظام کرتے ہیں تمہارے لئے کھیتیاں اگاتے ہیں۔ ہر بیج سے وہی پیدا ہوتا ہے جس کا وہ بیج ہے گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتا ہے جو کے بیج سے جو پیدا ہوتا ہے۔ تمہیں پیدا بھی ہم نے کیا ہے اور تمہاری پرورش کا انتظام بھی ہم نے کیا ہوا ہے۔ ہم تمہاری بھوک ہی نہیں مٹاتے بلکہ تمہاری پیاس بجھانے کا انتظام بھی ہماری طرف سے ہے۔ کبھی تم نے خیال کیا یہ پانی جو تم پیتے ہو جس سے تمہاری پیاس بجھتی ہے اور جو تمہارے لئے اور تمہاری زندگی کے لئے روٹی سے بھی زیادہ ضروری ہے کہاں سے آتا ہے۔؟

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾

ءَاَنْتُمْ	اَنْزَلْتُمُوْهُ	مِنَ	الْمُزْنِ	اَمْ نَحْنُ	الْمُنْزِلُوْنَ
کیا تم	تم نے اُسے اُتارا	سے	بادل	یا ہم	اتارنے والے

کیا تم نے اُسے بادل سے اُتارا؟ یا ہم اتارنے والے ہیں؟

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

لَوْ	نَشَآءُ	جَعَلْنٰهُ	اُجَاجًا	فَلَوْ	لَا تَشْكُرُوْنَ
اگر	ہم چاہیں	ہم کردیں اسے	کڑوا	تو کیوں	تم شکر نہیں کرتے۔

اگر ہم چاہیں تو ہم اسے کڑوا (کھاری) کردیں تو تم کیوں شکر نہیں کرتے؟

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ

اَفَرَءَيْتُمُ	النَّارَ	الَّتِيْ	تُوْرُوْنَ	ءَاَنْتُمْ	اَنْشَاْتُمْ
بھلا تم دیکھو تو	آگ	جو	تم سلگاتے ہو	کیا تم	تم نے پیدا کئے

بھلا تم دیکھو تو جو آگ تم سلگاتے ہو، کیا تم نے اس کے درخت

شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿۷۲﴾

شَجَرَتَهَا	اَمْ	نَحْنُ	الْمُنْشِئُوْنَ
اس کے درخت	یا	ہم	پیدا کرنے والے

پیدا کئے ہیں؟ یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔؟

(۶۹) ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ
السَّحَابِ جَمْعُ مُزْنَةٍ اَمْ نَحْنُ
الْمُنْزِلُوْنَ ○

(۶۹) کیا تم نے اس کو ابر سے اتارا۔
یا ہم اتارنے والے ہیں۔

(۷۰) لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا مِلْحًا
لَا يُمْكِنُ شُرْبُهٗ فَلَوْلَا تَهَلَّا
تَشْكُرُوْنَ ○

(۷۰) اگر ہم چاہتے تو اس کو تلخ کردیتے کہ کوئی اس کو پی نہ سکتا
پھر تم کیوں شکر نہیں کرتے۔

(۷۱) اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ○
تُخْرِجُوْنَ مِنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ
(۷۲) ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَا
كَالْمَرْخِ وَالْعَفَارِ

(۷۱) سو کیا تم نے دیکھا آگ کو جس کو تم ہرے درخت سے
نکالتے ہو۔
کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا۔
(درخت اس کا مرخ اور عفار ہیں جیسے اہل عرب)

وَاللّٰهُ كُنْتُمْ أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ○ یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

تشریح

(۶۹) یہ پانی ہم برساتے ہیں یا تم برساتے ہو | سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اٹھتا ہے۔ اللہ نے پانی میں یہ خاصیت پیدا فرمائی ہے کہ وہ ایک خاص درجۂ حرارت کے بعد بھاپ میں بدل جاتا ہے۔ ہوائیں اس بھاپ کو لے کر اٹھتی ہیں پھر وہ بھاپ جمع ہو کر بادل کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اللہ کے حکم سے یہ بادل زمین کے مختلف حصوں میں پھیل جاتے ہیں اور ایک خاص تناسب کے ساتھ پانی برساتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اوپر کی فضا میں وہ برودت پیدا کر دیتے ہیں جس سے یہ بھاپ پانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے زمین کے مختلف حصوں میں بارش برستی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی جمع ہو جاتا ہے۔ یہی پانی پہاڑوں پر برف کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور گرمی کے زمانے میں یہ برف پگھل کر دریاؤں اور نالوں کے ذریعہ زمین کو سیراب کرتا ہے۔ اسی طرح زمین کے سینے سے چشمے ابلتے ہیں اور وہ زمین میں پھیل جاتے ہیں۔ بتاؤ یہ پانی ہم برساتے ہیں یا تم برساتے ہو؟ پانی کا یہ بہترین نظام ہم نے بنایا ہے یا تم نے بنایا ہے۔

(۷۰) اللہ کی ایک نعمت میٹھا پانی | پانی کے اندر اللہ نے ایک حیرت انگیز خاصیت یہ رکھی ہے کہ جب وہ سورج کی گرمی کے اثر سے بھاپ میں بدلتا ہے تو صرف اپنے اصل پانی کے اجزاء کو لے کر ہوا میں اڑتا ہے اور اس میں وہ نمک شامل نہیں ہوتا جو سمندر میں ہوتا ہے اس لئے جب پانی برستا ہے تو صاف ستھرا میٹھا پانی کشید ہو کر بارش کی شکل میں برستا ہے اور وہی پانی دریاؤں نہروں کی شکل میں زمین کو سیراب کرتا ہے۔ اگر پانی کے اندر یہ خاصیت نہ ہوتی اور سمندر کا نمک بھی اس میں شامل ہو جاتا تو ساری زمین بنجر ہو جاتی نہ زمین میں کچھ اگ سکتا تھا اور نہ انسان اس پانی کو پی کر زندہ رہ سکتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت اور اس کی نعمت اس کا یہ حق ہے کہ انسان اپنے رب کا شکر گزار ہو اور اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔

نبی م پانی پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی سَقَانَاهُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا أُجَاجًا بِذُنُوبِنَا (ابن کثیر)

(اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں سیراب کیا میٹھے پانی سے اپنی رحمت سے، اور اس نے پانی کو ہمارے گناہوں کی پاداش میں کھاری نمکین نہیں بنایا۔)

(۷۱) وہ آگ جو تم سلگاتے ہو | آگ بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس سے کھانا پکانے کا کام لیا جاتا ہے۔ سردی میں ہاتھ تاپنے اور سردی کو دور کرنے کے کام آتی ہے۔ کیا تم نے کبھی خیال کیا یہ آگ جو تم سلگاتے ہو اور جس سے بے شمار فائدے حاصل کرتے ہو یہ بھی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔

(۷۲) آگ جلانے کے لئے لکڑی کس نے پیدا کی؟ | وہ درخت جو دیکھنے میں ہرے نظر آتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے وہ آتش گیر مادہ رکھا ہے جن کی بدولت درخت کی لکڑی سے آگ جلتی ہے۔ یہ درخت پیدا کرنے والا کون ہے؟

عرب میں مرخ اور عفار نام کے دو درخت ہوتے تھے ان کی ہری بھری ٹہنیوں کو جب ایک دوسرے پر مارتے تھے تو ان سے آگ نکلتی تھی گویا وہ ہری ٹہنیاں چقماق کا کام کرتی تھیں۔ اللہ کی قدرت ہے کہ وہ ہرے درختوں میں آگ رکھ دیتا ہے اور اس طرح انسان اس آگ سے بے شمار فائدے حاصل کرتا ہے۔

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ع ۱۵

الْعَظِيْمِ	بِاسْمِ + رَبِّكَ	فَسَبِّحْ	لِّلْمُقْوِيْنَ	وَّمَتَاعًا	تَذْكِرَةً	جَعَلْنٰهَا	نَحْنُ
عظمت والے	نام سے۔ کی اپنے رب	پس تو پاکیزگی بیان کر	مسافروں کے لئے	اور منفعت	نصیحت	ہم نے بنایا اسے	ہم

ہم نے اسے نصیحت بنایا اور مسافروں کے لئے منفعت پس تو اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔

۷۳ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً لِّنَارِ جَهَنَّمَ وَّمَتَاعًا بُلْغَةً لِّلْمُقْوِيْنَ ○ لِلْمُسَافِرِيْنَ مِنْ أَقْوَى الْقَوْمُ أَيْ صَارُوْا بِالْقَوَى بِالْقَصْرِ وَالْمَدِّ أَيِ الْقَفْرِ وَهُوَ مَفَازَةٌ لَا نَبَاتَ فِيْهَا وَلَا مَاءَ

۷۳ ہم نے اس آگ کو موجب یاد دہانی کا بنایا دوزخ کی آگ کے لئے اور سامانِ سفر کیا چٹیل میدان میں چلنے والوں کے لئے کہ جہاں گھانس ملے نہ پانی۔

۷۴ فَسَبِّحْ نَزِّهْ بِاسْمِ زَائِدَةٌ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○ أَيِ اللّٰهِ

۷۴ سو بیان کر تو پاکی اپنے رب کی جو برتر ہے یعنی اللہ کی۔

تشریح

۷۳ انسانی زندگی میں آگ کی اہمیت | انسان کی زندگی میں آگ کی بڑی اہمیت ہے۔ آگ کے ذریعہ انسان کچی غذاؤں کو پکا کر کھانے کے قابل بناتا ہے جس سے کھانے کی لذیذ چیزیں تیار ہوتی ہیں اگر یہ آگ نہ ہوتی تو انسان بھی جانوروں کی طرح کچی غذائیں کھانے پر مجبور ہوتا پکا کر کھانے کا فن آگ سے ہی شروع ہوا ہے۔

آگ کے ذریعہ صنعتوں کے اور ایجادات کے نئے نئے دروازے کھلتے چلے گئے۔ لوہے کو آگ میں پگھلا کر انسان طرح طرح کی چیزیں بناتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آتش گیر مادے پیدا نہ کرتا جو آگ سے جل سکیں اور وہ ذرائع پیدا نہ کرتا جن سے آگ جلائی جائے تو یہ نئی نئی ایجادات سامنے نہ آتیں۔ آگ انسان کو یاد دلاتی ہے کہ یہ کس کی دی ہوئی نعمت ہے۔

سوچنے والوں کے لئے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ آگ کو دیکھ کر دوزخ کی آگ کا تصور کرے کہ یہ دنیا کی آگ، اس دوزخ کی زبردست آگ کا ایک تھوڑا سا حصہ ہے۔

ہرے درخت سے آگ کے نکلنے پر انسان یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ جو پروردگار ہرے درخت سے آگ نکالنے پر قادر ہے وہ مردے کو زندہ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے ـــ اللہ تعالیٰ نے آگ کو حاجت مندوں کے لئے زندگی کا سامان بنایا ہے کہ وہ طرح طرح سے آگ سے فائدہ اٹھاتے ہیں پکانے کا کام ہو روشنی کا یا اس سے گرمی حاصل کرنے کا۔ یا جنگل میں آگ کے ذریعہ مسافروں کی رہنمائی کا ـــ غرض آگ کے بے شمار فائدوں کو دیکھ کر اس محسن کو یاد کرنا چاہیے جس نے اپنی مخلوق پر یہ احسانات کئے ہیں۔

۷۴ اپنے رب عظیم کا شکر ادا کرو | اپنے رب عظیم کا شکر ادا کرو، اس کی پاکی بیان کرو، اس کا مبارک نام لے کر اعلان کرو کہ وہ تمام کمزوریوں سے پاک ہے اس کے فضل و احسان پر اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے ہمارے لئے ایسی مفید اور کارآمد چیزیں پیدا کیں۔

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ

فَلَآ أُقْسِمُ	بِمَوَاقِعِ	النُّجُومِ	وَإِنَّهُ	لَقَسَمٌ	لَّوْ تَعْلَمُونَ
سو میں قسم کھاتا ہوں	گرنے کی	ستارے (جمع)	اور بیشک یہ	ایک قسم ہے	اگر تم جانو (غور کرو)

سو میں ستاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں اور بیشک یہ ایک قسم ہے اگر تم غور کرو۔

عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾

عَظِيمٌ	إِنَّهُ	لَقُرْآنٌ	كَرِيمٌ	فِي	كِتَابٍ	مَّكْنُونٍ
بڑی	بیشک یہ	قرآن ہے	گرامی قدر	میں	ایک کتاب	پوشیدہ

بڑی (قسم) بے شک یہ قرآن گرامی قدر ہے یہ ایک پوشیدہ کتاب (لوح محفوظ) میں ہے

لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾

لَا يَمَسُّهُ	إِلَّا	الْمُطَهَّرُونَ
اُسے ہاتھ نہیں لگاتے	سوائے	پاک لوگ

اُسے پاک لوگوں کے سوا ہاتھ نہیں لگاتے۔

٧٥ فَلَآ أُقْسِمُ لا زائدة بِمَوَاقِعِ
النُّجُومِ ○ بمساقطها
لغروبها
٧٦ وَإِنَّهُ أي القسم بها لَقَسَمٌ
لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ○ أي
لو كنتم من ذوي العلم
لعلمتم عظم هذا القسم
٧٧ إِنَّهُ أي المتلو عليكم
لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ○
٧٨ فِي كِتَابٍ مكتوب مَّكْنُونٍ ○
مصون وهو المصحف
٧٩ لَّا يَمَسُّهُ خبر بمعنى
النهي إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ○

٧٥ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ
پس قسم کھاتا ہوں میں ستاروں کے غروب ہونے کی اور
ان کی غروب کی جگہ کی۔
٧٦ اور بے شبہ یہ قسم بہت بڑی ہے اگر تم اہل علم ہو تو اس
کی بڑائی کو جانو۔

٧٧ بے شک یہ جو تم پر پڑھا جاتا ہے قرآن بزرگی والا ہے،

٧٨ ورق لکھے ہوئے محفوظ میں۔

٧٩ چاہیے کہ اس کو ہاتھ نہ لگادیں مگر وہ لوگ جو حدث سے
پاک ہوں۔

اَیْ اَلَّذِیْنَ طَهَّرُوْا اَنْفُسَهُمْ
مِنَ الْاَحْدَاثِ

تشریح

(۷۵) اجرامِ فلکی کے مضبوط نظام کی طرح یہ کتاب بھی ایک مستحکم نظامِ حیات پیش کرتی ہے۔ | آسمان میں بکھرے ہوئے بے شمار ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں کو دیکھو اجرامِ فلکی کا یہ نظام ایک بڑا مستحکم اور مربوط نظام ہے ہر ستارے کا ایک محور ہے جس پر وہ گردش کرتا ہے۔ کیا مجال ہے کہ وہ اپنے محور سے ہٹ کر دوسرے محور میں چلا جائے جس کی گردش کا جو دائرہ مقرر ہے ٹھیک ٹھیک اسی میں گردش کرتا ہے۔ یہ پورا نظام اتنا مضبوط، مستحکم اور مربوط ہے کہ اس میں بال برابر بھی فرق نہیں آسکتا۔ نہ سورج چاند کے مدار میں پہنچ سکتا ہے اور نہ چاند اپنے مدار سے ہٹ کر سورج کے مدار میں آسکتا ہے۔

اسی طرح زمین بھی ایک سیارہ ہے جو ٹھیک ٹھیک اپنے مدار میں مقررہ رفتار کے مطابق گردش کررہی ہے اور اس سے یہ پورا زمینی نظام قائم ہے۔

اس پورے سسٹم کی معنویت پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ

(۷۶) یہ بڑی عظیم دلیل ہے | یہ شہادت اور دلیل کوئی معمولی نہیں ہے بڑی عظیم ہے۔ اتنا وسیع نظامِ فلکی پورے منصوبے کے ساتھ جکڑا ہوا مضبوط و مستحکم۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

(۷۷) قرآن اللہ کی کتاب ہے | جس طرح یہ نظامِ فلکی اتنی باریکی کے ساتھ مستحکم انداز میں اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اسی طرح یہ قرآن بھی اسی کا کلام ہے۔ یہ کتاب بھی ایک مستحکم، مکمل اور مربوط ضابطۂ حیات پیش کرتی ہے اس کتاب میں عقیدوں کی بنیاد پر اخلاق، عبادات، معاشرت انسانی زندگی کے ہر پہلو پر مفصل ہدایات دی گئی ہیں اور ہر چیز ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح مربوط اور جڑی ہوئی ہے جس طرح نظامِ فلکی ایک مربوط نظام ہے۔ وہ نظام بھی اللہ نے بنایا ہے اور یہ بلند پایہ قرآن بھی اسی کا ہے۔

(۷۸) یہ کتاب ایک محفوظ نوشتے میں ثبت ہے | یہ کتاب لوحِ محفوظ میں ایک ایسے محفوظ نوشتے میں چھپا کر رکھی گئی ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں ہے۔ نبی ﷺ پر نازل کئے جانے سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس نوشتۂ تقدیر میں محفوظ ہوچکا ہے جس میں کسی ردوبدل کا امکان نہیں ہے اور وہ ہر مخلوق کی دسترس سے باہر ہے کوئی اس تک پہنچ کر اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔

(۷۹) پاک فرشتوں کے سوا کوئی اس کے پاس پھٹک نہیں سکتا | لوحِ محفوظ سے لے کر نبی ﷺ پر نازل ہونے تک پاک فرشتوں کے سوا کوئی اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ وہ فرشتے اس کو لے کر آتے ہیں جن کو اللہ نے ہر قسم کے ناپاک جذبات اور خواہشات سے پاک رکھا ہے۔ ان کے علاوہ اسے کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ پوری احتیاط کے ساتھ لوحِ محفوظ سے قلبِ محمدی پر اس کا نزول ہوتا ہے۔

کیوں کہ اس کو اللہ کے پاک فرشتے ہی چھوتے ہیں اس لئے انسان کو بھی چاہیئے کہ اللہ کی اس پاک کتاب کا احترام کرتے ہوئے پاکی کی حالت میں ہی اس کو ہاتھ لگائے۔ اس کتاب کی عظمت کا تقاضا ہے کہ ہمارا بدن بھی ہر طرح کی نجاستوں سے پاک ہو۔

صاف دل اور پاک اخلاق کے لوگ ہی اس کے علوم و حقائق تک رسائی پاتے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ

تَنْزِيْلٌ	مِّنْ	رَّبِّ	الْعٰلَمِيْنَ	اَفَبِهٰذَا	الْحَدِيْثِ	اَنْتُمْ
اتارا ہوا	سے	رب	تمام جہانوں	تو کیا اس	بات	تم

تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے اتارا ہوا ہے۔ تو کیا تم اس بات کے

مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

مُّدْهِنُوْنَ	وَتَجْعَلُوْنَ	رِزْقَكُمْ	اَنَّكُمْ	تُكَذِّبُوْنَ
سستی کرنے والے (منکر)	اور تم بناتے ہو	اپنا رزق (وظیفہ)	کہ تم	جھٹلاتے ہو

منکر ہو؟ اور تم بناتے ہو جھٹلانے کو اپنا وظیفہ

﴿۸۰﴾ تَنْزِيْلٌ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

﴿۸۱﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْقُرْاٰنِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۞ مُتَهَاوِنُوْنَ مُكَذِّبُوْنَ

﴿۸۲﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ مِنَ الْمَطَرِ اَيْ شُكْرَهُ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۞ بِسُقْيَا اللّٰهِ حَيْثُ قُلْتُمْ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

﴿۸۰﴾ یہ قرآن اتارا ہوا ہے جہان کے رب کا۔

﴿۸۱﴾ کیا تم اس قرآن کو جھٹلاتے ہو۔ اور اس کے احکام میں مداہنت کرتے ہو۔

﴿۸۲﴾ اور تم کو جو بارش عطا ہوتی ہے اس کے شکر کے بدلے تم اللہ کے سیراب کرنے اور بارش دینے کی تکذیب کرتے ہو کہ یوں کہتے ہو کہ ہم کو فلاں ستارہ کے نکلنے سے بارش عطا ہوئی۔

تشریح

﴿۸۰﴾ قرآن اللہ کا نازل کیا ہوا کلام ہے | قرآن وہ مقدس اور اعلیٰ کتاب ہے جو اللہ رب العالمین نے انسانوں کی ہدایت، ان کی رہنمائی اور تربیت کے لئے نازل کی ہے جس پروردگار نے چاند سورج اور ستاروں کا نہایت مضبوط اور اٹل نظام بنایا ہے کہ وہ اللہ کے قانون کے تحت حرکت کرتے ہیں اسی نے یہ کلام بھی نازل کیا ہے ــــ کائنات کا یہ پورا نظام شہادت دے رہا ہے کہ جس کے تصرف میں یہ پورا نظام ہے اسی نے یہ دوسرا باطنی نظام بھی قائم کیا ہے۔

﴿۸۱﴾ تم اس عظیم کلام کے ساتھ بے توجہی برتتے ہو | یہ کلام جو اتنا اعلیٰ اتنا عظیم ہے تم اس کی طرف سے بے توجہی برتتے ہو سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور نہیں کرتے اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے کہ یہ تمہاری زندگی کی تعمیر کے لئے اور صحیح بنیادوں پر دونوں جہان میں تمہاری ترقی کے لئے کتنا مفید اور کتنا اہم ہے۔

﴿۸۲﴾ اس کو جھٹلانے میں ہی تم اپنا رزق سمجھتے ہو | تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ کا یہ کلام قرآن جس چیز کی دعوت دے رہا ہے اگر وہ نظام قائم ہو گیا تو تمہاری آمدنی کے یہ ذرائع اور تمہاری سیادت و قیادت جاتی رہے گی۔ اس لئے تم اس کو جھٹلانے میں ہی اپنا فائدہ سمجھتے ہو ــــ تمہارے نزدیک حق و باطل کے بجائے معاشی فائدہ اور نقصان بہت اہم ہے۔ اس لئے تم اس کی مخالفت کرتے ہو اور اللہ کی اس نعمت کی قدر نہیں کرتے۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾

فَلَوْلَآ	اِذَا	بَلَغَتِ	الْحُلْقُوْمَ	وَ	اَنْتُمْ	حِیْنَئِذٍ	تَنْظُرُوْنَ
پھر کیوں نہیں	جب	پہنچتی ہے	حلق کو	اور تم		اس وقت	تکتے ہو

پھر کیوں نہیں جب (کسی کی جان) حلق کو پہنچتی ہے، اور اس وقت تم تکتے ہو

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

وَنَحْنُ	اَقْرَبُ	اِلَیْهِ	مِنْكُمْ	وَلٰكِنْ	لَّا	تُبْصِرُوْنَ
اور ہم	زیادہ قریب	اس کے	تم سے	اور لیکن	تم نہیں دیکھتے	

اور ہم تم سے بھی زیادہ اس سے قریب (ہوتے ہیں) لیکن تم نہیں دیکھتے۔

﴿۸۳﴾ فَلَوْلَا فَهَلَّا اِذَا بَلَغَتِ الرُّوْحُ وَقْتَ النَّزْعِ الْحُلْقُوْمَ ○ وَهُوَ مَجْرَى الطَّعَامِ

﴿۸۴﴾ وَاَنْتُمْ يَا حَاضِرِي الْمَيِّتِ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ○ اِلَيْهِ

﴿۸۵﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ بِالْعِلْمِ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○ مِنَ الْبَصِيْرَةِ اَیْ لَا تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ

﴿۸۳﴾ پس جس وقت آدمی کی روح نزع کے وقت حلقوم تک پہنچی اس وقت اس کو کیوں نہیں لوٹا لاتے اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ تم زندہ کر کے دوبارہ نہ اٹھائے جاؤ گے، اور جزا سزا نہ دئے جاؤ گے۔

﴿۸۴﴾ اور تم اسے میت کے پاس حاضر ہونے والو اس حالت نزع میں اس کی طرف دیکھتے ہو۔ اور کچھ نہیں کر سکتے۔

﴿۸۵﴾ اور ہم اس سے نزدیک تر ہیں باعتبار علم کے تم سے ولیکن تم اس کو نہیں جانتے۔ حاصل معنی یہ ہے

تشریح

﴿۸۳﴾ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم کسی کے محکوم نہیں ہو؟ کیا تم اپنے آپ کو ہر ذمے داری سے آزاد شتر بے مہار سمجھتے ہو؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم کسی کے محکوم نہیں ہو؟ تم پر کسی کا قابو نہیں ہے تم پر کسی کا کوئی اختیار نہیں ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں کبھی مرنا اور خدا کے یہاں جانا نہیں ہے۔؟

اگر واقعی تم ایسا سمجھتے ہو تو بتاؤ کہ جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے تمہارے کسی عزیز کی جان نکل رہی ہوتی ہے سانس حلق میں اٹک رہی ہوتی ہے موت کی سختیاں گزر رہی ہوتی ہیں)۔ اور....

﴿۸۴﴾ تم بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے اس کی جان نکل رہی ہے تم پاس بیٹھے اس کی بے بسی اور درماندگی کا تماشا دیکھ رہے ہوتے ہو۔

﴿۸۵﴾ اس وقت ہم مرنے والے کے تمہاری بہ نسبت زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ تم تو صرف بے بسی کے ساتھ تماشا دیکھ رہے ہوتے ہو مگر ہم اور ہمارے فرشتے تم سے زیادہ اس کے نزدیک ہوتے ہیں مگر تمہیں نظر نہیں آتے۔ ہم مرنے والے کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں اور اس کی ہر حالت پر ہماری نظر ہوتی ہے اور جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ہمارے حکم سے ہوتا ہے۔

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ

فَلَوْلَآ	اِنْ كُنْتُمْ	غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ	تَرْجِعُوْنَهَآ
تو کیوں نہیں	اگر ہو تم	کسی کے قہر میں آنے والے (خود مختار)	اسے لوٹا لو

تو کیوں نہیں اگر تم خود مختار ہو اسے (روح کو) لوٹا لو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾

اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
اگر ہو تم	سچے (جمع)

اگر تم سچے ہو۔

٨٦ فَلَوْلَا فَهَلَّا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ○ مَجْزِيِّيْنَ بِاَنْ تُبْعَثُوْا اَیْ غَيْرَ مَبْعُوْثِيْنَ بِزَعْمِكُمْ

٨٦ کہ اگر تم حشر و نشر کے انکار میں سچے ہو تو میت کی روح کیوں نہیں

٨٧ تَرْجِعُوْنَهَا تَرُدُّوْنَ الرُّوْحَ اِلَى الْجَسَدِ بَعْدَ بُلُوْغِ الْحُلْقُوْمِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فِيْمَا زَعَمْتُمْ فَلَوْلَا الثَّانِيَةُ تَاكِيْدٌ لِلْاُوْلٰى وَاِذَا ظَرْفٌ لِتَرْجِعُوْنَ الْمُتَعَلِّقُ بِهِ الشَّرْطَانِ وَالْمَعْنٰى هَلَّا تَرْجِعُوْنَهَا اِنْ نَفَيْتُمُ الْبَعْثَ صٰدِقِيْنَ فِیْ نَفْيِهٖ اَیْ لِيَنْتَفِیْ عَنْ مَحَلِّهَا الْمَوْتُ۔

٨٧ لوٹا لاتے۔

اگر تم اپنے گمان میں سچے ہو۔
یعنی چاہیئے کہ موت کو بھی اس کی جگہ سے نفی کرو جیسا کہ حشر و نشر کو نفی کیا۔

تشریح

٨٦ اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو تو اس وقت تمہارا حکم کیوں نہیں چلتا | تمہارا عزیز، قریب دنیا سے جا رہا ہے تم بے بسی کے ساتھ بیٹھے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو آزاد ہو تو اس وقت تمہارا حکم کیوں نہیں چلتا کیوں اس وقت تم اور مرنے والا قطعی بے اختیار ہوتے ہیں۔

٨٧ اگر با اختیار ہو تو مرنے والے کو واپس کیوں نہیں لے آتے؟ | اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو با اختیار ہو تو مرنے والا مر رہا ہے اسے مرنے کیوں دیتے ہو اسے واپس کیوں نہیں لے آتے؟ کیوں بے کسی کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھتے رہ جاتے ہو اور جانے والا چلا جاتا ہے۔ تم ایک منٹ کے لئے اس کو روک نہیں سکتے ـــــ اس کو اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ضروری ہے۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ

فَاَمَّآ	اِنْ كَانَ	مِنَ	الْمُقَرَّبِيْنَ	فَرَوْحٌ	وَّرَيْحَانٌ
پس جو	اگر ہو	سے	مقرب لوگوں	تو راحت	اور خوشبودار پھول

پس جو (مرنے والا) اگر مقرب لوگوں میں سے ہو تو (اس کے لئے) راحت اور خوشبودار پھول

وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ

وَّجَنَّتُ	نَعِيْمٍ	وَاَمَّآ	اِنْ كَانَ	مِنْ	اَصْحٰبِ
اور باغ	نعمتوں کے	اور البتہ	اگر ہو	سے	والے

اور نعمتوں کے باغات ہیں۔ اور البتہ اگر دائیں ہاتھ والوں میں سے

الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ

الْيَمِيْنِ	فَسَلٰمٌ	لَّكَ	مِنْ	اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ	وَاَمَّآ
دائیں ہاتھ	تو سلامتی	تیرے لئے	سے	دائیں ہاتھ والوں	اور البتہ

ہو تو تیرے لئے سلامتی ہے دائیں ہاتھ والوں سے۔ اور البتہ

اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ

اِنْ كَانَ	مِنَ	الْمُكَذِّبِيْنَ	الضَّآلِّيْنَ	فَنُزُلٌ	مِّنْ
اگر ہو	سے	جھٹلانے والوں	گمراہ (جمع)	تو مہمانی	سے

اگر گمراہ جھٹلانے والوں میں سے ہو تو (اس کی) مہمانی کھولتا

حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ

حَمِيْمٍ	وَّتَصْلِيَةُ	جَحِيْمٍ	اِنَّ	هٰذَا	لَهُوَ	حَقُّ
کھولتا ہوا پانی	اور اسے ڈال دینا	دوزخ	بیشک	یہ	البتہ یہ	یقینی

ہوا پانی ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دینا ہے بیشک یہ البتہ یقینی

ع ۳ ۲۲ ۱۹

الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

الْيَقِيْنِ	فَسَبِّحْ	بِاسْمِ	رَبِّكَ	الْعَظِيْمِ
بات	پس آپ پاکیزگی بیان کریں	نام کی	اپنے رب	عظمت والے

بات ہے پس آپ پاکیزگی بیان کریں اپنے عظمت والے رب کے نام کی

۸۸ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ الْمُيَتُ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○
۸۸ پھر اگر وہ میت مقربین میں سے ہے۔

۸۹ فَرَوْحٌ اَیْ فَلَہٗ اِسْتِرَاحَۃٌ
وَّرَيْحَانٌ رِزْقٌ حَسَنٌ
وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○ وَهَلِ الْجَوَابُ
لِاَمَّا اَوْلِاِنْ اَوْلَهُمَا اَقْوَالٌ
۸۹ تو اس کے واسطے آرام ہے۔
اور عمدہ رزق۔
اور جنت کی نعمتیں۔

۹۰ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ
الْيَمِيْنِ ○
۹۰ اور اگر وہ میت داہنی طرف والوں میں سے ہے۔

۹۱ فَسَلٰمٌ لَّكَ اَیْ لَہُ السَّلَامَۃُ
مِنَ الْعَذَابِ مِنْ اَصْحٰبِ
الْيَمِيْنِ ○ مِنْ جِهَةِ اَنَّہٗ
مِنْهُمْ
۹۱ تو اس کے لئے سلامتی ہے عذاب سے۔
اس لئے کہ وہ داہنی طرف والوں میں سے ہے۔

۹۲ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ
الضَّآلِّيْنَ ○
۹۲ اور اگر وہ جھٹلانے والوں گمراہوں سے ہے۔

۹۳ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○
۹۳ تو اس کی مہمانی ہے گرم پانی سے۔

۹۴ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○
۹۴ اور جہنم میں جلنا

۹۵ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○
مِنْ اِضَافَۃِ الْمَوْصُوْفِ اِلٰی صِفَتِہٖ
۹۵ بے شک یہ بات پکی ہے یقینی۔

۹۶ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○
تَقَدَّمَ
۹۶ پس تو پاکی بیان کر اپنے رب کی جو بزرگی والا ہے۔
یعنی اللہ کی

تشریح

۸۸ مقربین کا ٹھکانا | اگر وہ مرنے والا اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہے اس نے دنیا میں اچھے اعمال کئے ہیں اپنے پروردگار کی فرماں برداری میں زندگی گزاری ہے۔

۸۹ اس کا ٹھکانا جنت ہوگا | اس کا ٹھکانا اعلٰے درجے کی روحانی اور جسمانی راحت اور عیش کے سامان اور نعمت بھری جنت یہ اللہ کے مقرب بندوں کے لئے اعلٰے ترین مقام ہے۔

۹۰ مرنے والا اگر اصحاب یمین میں ہے تو بھی اس کا اعزاز ہے | وہ مرنے والا اگر داہنی طرف والوں میں ہے یعنی وہ لوگ جو عرش الٰہی کے دائیں طرف ہوں گے جن کو اللہ کے نبی صلعم نے معراج کی رات میں حضرت آدم ع کی داہنی طرف دیکھا تھا اور فرشتے بھی ان کو داہنی طرف سے لیں گے۔ اگر وہ ان اصحاب یمین میں سے ہے تو بھی اس کا اعزاز ہے۔

۹۱ داہنی طرف والوں پر سلام ہے | داہنی طرف والوں کا استقبال اس طرح ہوتا ہے کہ سلام ہے تجھے تو اصحاب یمین میں سے ہے تیرے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت مرنے والے کو یہ بشارتیں مل جاتی ہیں۔

۹۲ گمراہوں اور جھٹلانے والوں کا حال | جن لوگوں نے دنیا میں سچائی کو جھٹلایا اللہ کے رسولوں کی بات ماننے سے انکار کیا

گمراہی میں زندگی بسر کی اللہ کی نافرمانی کرتا رہا اس کا کیا حال ہوگا اگلی آیتوں میں اس کا ذکر ہے۔

(۹۳) اس کی تواضع کھولتا ہوا پانی ہے | وہ شخص جس نے دنیا میں صداقت کو جھٹلایا فسق و فجور میں مبتلا رہا اس کی تواضع کھولتے ہوئے پانی سے ہوگی۔ اللہ کی کوئی نعمت اس کو نہ ملے گی اور آخر کار۔

(۹۴) جہنم میں جھونکا جائے گا | اور انجام یہ کہ اس کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا جہاں کے عذاب کی تاب لانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ مرنے والے کو ان حالات کا اندازہ موت کے وقت ہی ہونے لگتا ہے۔

(۹۵) آخرت کی خبریں برحق ہیں | آخرت کی باتیں جو بتائی جا رہی ہیں یہ بالکل برحق ہیں کسی کے جھٹلانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اہل ایمان اور مجرمین کے بارے میں جو خبر دی گئی ہے وہ بالکل یقینی ہے اسی طرح ہو کر رہے گا۔ شبہات میں مت پڑو اور آنے والے وقت کی تیاری کرو۔ اور آنے والے وقت کی تیاری یہ ہے ۔

(۹۶) ربِ عظیم کے نام کی تسبیح کرو | اپنے رب عظیم کی پاکی بیان کرو، اس کی تسبیح بیان کرو۔ حضرت عقبہ رض عامر جُہنی سے روایت ہے کہ جب یہ آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ نازل ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو اپنے رکوع میں شامل کرلو اور نماز میں رکوع کرتے وقت سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہا کرو ——— اور جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اپنے سجدے میں شامل کرلو اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہا کرو (مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز کا جو طریقہ سکھایا ہے اس کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی قرآن مجید کے اشاروں سے لی گئی ہیں۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ۔ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ۔ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ
سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ

دو جملے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں۔ اجر کی ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ اور اللہ کو بہت محبوب ہیں،
وہ دو جملے ہیں، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ

۵۷

الحدید

ترتیب تلاوت ــــــ ۵۷	ترتیب نزول ــــــ ۹۴
مکی/مدنی ــــــ مدنی	تعداد رکوعات ــــــ ۴
تعداد آیات ــــــ ۲۹	تعداد الفاظ ــــــ ۵۸۶
تعداد حروف ــــــ ۲۵۹۹	

- اس سورت کی آیت ۲۵ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ (لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے) میں لفظ الحدید کو لے کر اس سورت کا نام "الحدید" رکھا گیا ہے یعنی وہ سورت جس میں حدید کا لفظ آیا ہے۔
- یہ سورت مدینہ طیبہ کے اس دور میں نازل ہوئی ہے جب مدینے کی یہ مختصر سی اسلامی ریاست ہر طرف سے مخالفین کے نرغے میں گھری ہوئی تھی۔ اس وقت جانی قربانی کے علاوہ اہل ایمان کی مالی قربانی کی بھی ضرورت تھی۔ اس سورت کا موضوع اور مضمون اللہ کے راستے میں خرچ کرنا اور مالی قربانی دینا ہے۔ اس سورت میں یہ بات ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ دین کی اصل روح اخلاص ہے اور دین کے لئے جان و مال قربان کردینا ہی دین کی حقیقت ہے۔
- اس سورت میں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ مالی قربانی کی قدر و قیمت اس وقت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے جب ضعف کا زمانہ ہو قوت پا لینے کے بعد جو خرچ کیا جائے گا وہ اس کے برابر نہ ہوگا جو ضعف کے زمانے میں اللہ کے راستے میں دیا جائے گا۔

○ "انفاق فی سبیل اللہ" اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جان و مال جو کچھ بھی ہے، یہ سب حقیقت میں اللہ کا ہے اور انسان کے پاس یہ چیزیں محض ایک امانت ہیں ـــــ انسان کے لئے یہ سعادت کیا کم ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی چیز اللہ کے راستے میں دے کر آخرت کا اجر اور اس کی نعمتیں حاصل کرے۔ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے راستے میں جو کچھ خرچ کیا جائے گا وہ اللہ کے ذمے ایک قرض ہوگا جسے اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔

○ اس طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی کی یہ چند روزہ بہار عارضی اور فانی ہے۔ اصل جو چیز باقی رہنے والی ہے اور پائیدار ہے وہ اللہ کے پاس ہے۔ اس کے لئے اس سورت میں ایک بڑی اچھی مثال دی گئی ہے کہ دیکھو جس طرح کھیتی زمین سے نکلتی ہے سرسبز و شاداب ہوتی ہے پھر وہ سوکھ جاتی ہے اور بھس بن جاتی ہے اسی طرح دنیا شروع میں بڑی جاذب نظر آتی ہے اور پھر اس کا انجام سوکھی ہوئی کھیتی کی طرح ہو جاتا ہے۔

○ یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو روشن نشانیوں کے ساتھ بھیجتا ہے تاکہ وہ عدل و انصاف کا اجتماعی نظام قائم کریں اور ظلم کو مٹانے اور ظالموں کی کمر توڑنے کے لئے طاقت کا استعمال بھی کریں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لوہا پیدا کیا ہے جو طاقت کی علامت ہے۔

○ دیگر انبیاء کرام کے تذکرے میں حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی تعلیم سے لوگوں میں بہت سی اخلاقی خوبیاں پیدا ہوئیں مگر بدکردار بادشاہوں کی وجہ سے عیسائیوں نے ترک دنیا کا طریقہ اختیار کیا۔ حالاں کہ رہبانیت اور ترک دنیا حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم نہ تھی۔

آخر میں ہدایت کی گئی ہے کہ تم ایمان پر ثابت قدم رہو، اللہ سے ڈرتے رہو، وہ یقیناً تمہیں اپنی رحمت سے نوازے گا۔

رُکُوعَاتُہَا ۴	۵۷ = سُوْرَۃُ الْحَدِیْدِ مَدَنِیَّۃٌ = ۹۴	اٰیَاتُہَا ۲۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ①

سَبَّحَ + لِلّٰہِ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَھُوَ	الْعَزِیْزُ	الْحَکِیْمُ
پاکیزگی سے یاد کرتا ہے اللہ کو	جو	آسمانوں میں	اور زمین	اور وہ	غالب	حکمت والا

اللہ کو پاکیزگی سے یاد کرتا ہے جو (بھی) آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہ غالب، حکمت والا ہے۔

سُوْرَۃُ الْحَدِیْدِ مَکِّیَّۃٌ اَوْ مَدَنِیَّۃٌ
تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
① سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَیْ نَزَّھَہٗ کُلُّ
شَیْءٍ فَاللَّامُ مَزِیْدَۃٌ وَجِیْءَ
بِمَا دُوْنَ مَنْ تَغْلِیْبًا
لِلْاَکْثَرِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ فِیْ
مُلْکِہٖ الْحَکِیْمُ○
فِیْ صُنْعِہٖ

سورۂ حدید مکی ہے یا مدنی اس میں انتیس آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے
① سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ
پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی ہر ایک چیز جو آسمانوں میں ہے اور
جو زمین میں ہے۔

اور وہ غالب ہے اپنے ملک میں۔
حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

تشریح

① زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی پاکی کی گواہ ہے وہ زبردست اور دانا ہے | کائنات کی ہر چیز اس حقیقت کا اظہار کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے۔ اس کی ذات، اس کی صفات اس کے افعال اس کے تکوینی اور شرعی احکام سراسر پاک ہی پاک ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی پاکی بیان کر رہا ہے۔

وہ ہر چیز پر غالب زبردست ہے اس کے فیصلے کو نافذ کرنے سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ لامحدود قوت و اقتدار کا مالک مگر وہ نہایت حکمت والا ہے۔ اس کا ہر حکم حکیمانہ اور دانائی کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ اس لئے اس کے اقتدار کے غلط استعمال ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

وہ حاکم اعلیٰ ہے مگر اپنی مخلوق پر نہایت شفیق، نہایت کریم، نہایت رحیم اور اپنی مخلوق کا خیر خواہ ہے۔ وہ علیم ہے اور اس کا ہر فیصلہ دانائی پر مبنی ہوتا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ

لَهٗ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	يُحْيٖ	وَيُمِيْتُ
اس کے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین	وہ زندگی دیتا ہے	اور موت دیتا ہے

اسی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں اور زمین کی وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲ هُوَ الْاَوَّلُ وَ

وَهُوَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	هُوَ	الْاَوَّلُ	وَ
اور وہ	پر	ہر	شے	قدرت رکھنے والا	وہی	اول	اور

اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے وہی اول ہے اور (وہی)

الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ

الْاٰخِرُ	وَالظَّاهِرُ	وَالْبَاطِنُ	وَ	هُوَ
آخر	اور ظاہر	اور باطن	اور	وہ

آخر ہے اور (وہی) ظاہر ہے اور (وہی) باطن ہے ۔ اور وہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳

بِكُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيْمٌ
ہر	شے	جاننے والا

ہر شے کو جاننے والا ہے۔

۲ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيِيْ بِالْاِنْشَاءِ وَيُمِيْتُ ۚ بَعْدَهٗ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

۲ اسی کی ہے بادشاہت اور حکومت آسمانوں میں اور زمین میں. وہ زندہ کرتا ہے اوّل مرتبہ پیدا کر کے اور اس کے بعد مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے.

۳ هُوَ الْاَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ بِلَا بِدَايَةٍ وَالْاٰخِرُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ بِلَانِهَايَةٍ وَالظَّاهِرُ

۳ وہ پہلے ہے ہر ایک چیز سے کہ اس کی کوئی ابتداء نہیں ۔
اور باقی رہنے والا ہے بعد ہر چیز کے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اور ظاہر ہے دلیلوں سے جو

بِالْأَدِلَّةِ عَلَيْهِ وَالْبَاطِنُ عَنْ إِدْرَاكِ الْحَوَاسِ وَ	اس وجود پر دلالت کرنے والے ہیں۔ اور پوشیدہ ہے حواس کے دریافت کرنے سے۔
هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○	اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

تشریح

(۲) زمین وآسمان کی سلطنت اور موت وحیات کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے | زمین وآسمان میں ہر جگہ اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ مختار کل ہے اپنے اختیار سے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ زمین وآسمان میں ہر ہر چیز پر اسی کی حکومت ہے۔ کسی چیز کو وجود میں لانا اور معدوم کرنا، زندگی اور موت سب اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی طاقت اس کے تکوینی تصرف اور حکم کو روک نہیں سکتی وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(۳) وہ اوّل بھی ہے آخر بھی۔ ظاہر بھی ہے باطن بھی اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے | وہ اول بھی ہے۔ جب کوئی نہیں تھا تب بھی وہ موجود تھا وہ آخر بھی ہے۔ جب کوئی نہ رہے گا تب بھی وہ موجود رہے گا۔ وہ ظاہر بھی ہے۔ یعنی ہر چیز کا وجود اور اس کا ظہور اس کے وجود سے ہے۔ عرش سے فرش تک ذرّے سے آفتاب تک ہر چیز کا وجود اس کے وجود کی روشن دلیل ہے۔ ہر چیز پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مجھے پیدا کرنے والا مجھے زندگی دینے والا، عدم سے وجود میں لانے والا وہی ہے۔ اس لئے ہر چیز کے ساتھ اس کا وجود ظاہر ہے۔ وہ باطن اور چھپا ہوا بھی ہے۔ کیوں کہ حواس سے اس کی ذات کو محسوس کرنا تو درکنار فکر اور خیال تک ان کی حقیقت کو نہیں پا سکتے۔

« اے برتر از خیال وگمان ووہم »

نبی ﷺ کی دعا کے الفاظ حضرت ابوہریرہ رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ سے اس طرح منقول ہیں۔ آپؐ اللہ کے حضور میں دعا کرتے ہوئے عرض گزار ہیں۔

أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ ـــ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ
وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ ـــ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ

(توہی پہلا ہے، کوئی تجھ سے پہلے نہیں۔ توہی آخر ہے کوئی تیرے بعد نہیں۔
توہی ظاہر ہے کوئی تجھ سے اوپر نہیں۔ توہی باطن ہے کوئی تجھ سے زیادہ مخفی نہیں)

ظاہر کے معنی غالب کے بھی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر ایسے غالب ہیں کہ اس سے اوپر کوئی طاقت نہیں۔ وہ باطن ایسے کہ اس سے پرے کوئی موقعہ نہیں جہاں اس کی آنکھ سے اوجھل ہو کر پناہ مل سکے۔ اللہ آخر ہیں۔ یعنی جب کچھ نہ رہے گا تب بھی وہ رہے گا۔ قرآن مجید میں ہے:۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (ہر چیز فانی ہے اللہ کی ذات کے سوا) سورۃ قصص آیت ۸۸

یعنی ذاتی بقا کسی مخلوق کے لئے نہیں ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہیں گے تو وہ باقی رہے گی جنت اور دوزخ میں کوئی ہمیشہ اس لئے نہیں رہے گا کہ وہ بذات خود غیر فانی ہے بلکہ وہ اس لئے ہمیشہ رہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو حیاتِ ابدی عطا فرمائیں گے۔

فرشتے بھی بذات خود غیر فانی نہیں ہیں جب اللہ نے چاہا تو وہ وجود میں آئے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے وہ موجود رہیں گے۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ

هُوَ	الَّذِیْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	فِیْ	سِتَّةِ اَیَّامٍ	ثُمَّ
وہی	جس نے	پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	میں	چھ دن	پھر

وہی جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پھر اس نے

اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ

اسْتَوٰی	عَلَی الْعَرْشِ	یَعْلَمُ	مَا یَلِجُ	فِی الْاَرْضِ	وَمَا	یَخْرُجُ
اس نے قرار پکڑا	عرش پر	وہ جانتا ہے	جو داخل ہوتا ہے	زمین میں	اور جو	نکلتا ہے

عرش پر قرار پکڑا، وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا

مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ

مِنْهَا	وَ	مَا یَنْزِلُ	مِنَ السَّمَآءِ	وَمَا یَعْرُجُ	فِیْهَا	وَهُوَ	مَعَكُمْ	اَیْنَ
اس سے	اور	جو اترتا ہے	آسمانوں سے	اور جو چڑھتا ہے	اس میں	اور وہ	تمہارے ساتھ	جہاں

ہے اور جو آسمانوں سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے

مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ④

مَا	كُنْتُمْ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِیْرٌ
کہیں	تم ہو	اور اللہ	اسے جو	تم کرتے ہو	دیکھنے والا ہے۔

جہاں کہیں (بھی) تم ہو اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھنے والا ہے۔

④ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ مِنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا اَوَّلُهَا الْاَحَدُ وَاٰخِرُهَا الْجُمُعَةُ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ الْكُرْسِیِّ اِسْتِوَاءً یَلِیْقُ بِهٖ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ یَدْخُلُ فِی الْاَرْضِ كَالْمَطَرِ وَالْاَمْوَاتِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا كَالنَّبَاتِ وَالْمَعَادِنِ

④ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں مقدار ایام دنیا سے کہ پہلا دن ان میں سے اتوار تھا اور پچھلا دن جمعہ۔

پھر حق تعالیٰ مستوی ہوا کرسی پر جو استواء کہ اس کی شان کے لائق ہے۔

جانتا ہے وہ اس چیز کو جو زمین میں داخل ہوتی ہے جیسے بارش اور مردہ۔

اور اس چیز کو جو اس سے نکلتی ہے جیسے سبزہ اور کان سونے چاندی وغیرہ کی۔

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ كَالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ وَمَا يَعْرُجُ يَصْعَدُ فِيْهَا كَالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَالسَّيِّئَةِ

اور جانتا ہے اس کو جو آسمان سے اترتی ہے جیسے رحمت اور عذاب۔ اور اس چیز کو جو آسمان میں چڑھتی ہے۔ یعنی نیک عمل اور برے عمل۔

وَهُوَ مَعَكُمْ بِعِلْمِهِ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور وہ تمہارے ساتھ ہے باعتبار علم کے جس جگہ تم ہو۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔

تشریح

(۴) ہر چیز کا خالق، ہر چیز کا جاننے والا، ہر چیز کا فرماں روا۔ زمین اور آسمان کا خالق وہی ہے اسی نے اپنی قدرت سے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں کی اس مقدار میں پیدا کیا جس کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے یعنی دنیا میں سورج کی گردش سے اور اس کے طلوع و غروب سے جو دن بنتا ہے اللہ تعالیٰ کا دن اس دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ (وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔)

اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ كُنْ (ہو جا) فَيَكُوْنُ (اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے) یعنی کسی چیز کے وجود میں لانے کے لئے اللہ کا حکم اور ارادہ ہی کافی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس چیز کی استعداد کے مطابق بتدریج مختلف شکلوں اور صورتوں میں منتقل کرتے ہوئے اسے ایک مرتب شکل تک پہنچاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق میں اس کو مختلف مدارج سے گذارتے ہوئے اس کے اپنے دنوں کے مطابق چھ دن یعنی چھ ہزار سال میں تکمیل تک پہنچایا۔ پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا جو اس کی حکومت اور فرماں روائی کی علامت ہے۔ کیونکہ کائنات کا خالق بھی وہی ہے اور فرماں روا بھی وہی ہے۔ فرماں روا ہونے کے علاوہ اس کا علم اتنا مکمل ہے کہ جو کچھ زمین میں جاتا ہے وہ بھی اس کو معلوم ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے اس سے بھی وہ باخبر ہے۔ جو آسمان سے اترتا ہے اس کو بھی وہ جانتا ہے اور جو آسمان میں چڑھتا ہے اس کا بھی اس کو علم ہے۔ یعنی کلیات اور جزئیات ہر ہر چیز کا اللہ کو مکمل علم ہے۔ اگر ایک دانہ بھی زمین کی تہہ میں جاتا ہے تو اللہ کو معلوم ہے ایک پتی اور کونپل اگر زمین سے پھوٹتی ہے تو وہ بھی اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے۔ بارش کا اگر ایک قطرہ آسمانوں سے گرتا ہے تو وہ اللہ کے علم سے گرتا ہے اور سمندر سے بخارات کی جو تعداد آسمانوں کی طرف چڑھتی ہے اس کا بھی اللہ کو پتہ ہوتا ہے۔ غرض چھوٹی سے چھوٹی بات اللہ کے حکم اور علم کے بغیر انجام نہیں پاتی۔ اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے اور اس کی ہر تدبیر انتہائی حکیمانہ ہے۔

تم کہیں بھی ہو، کسی جگہ بھی ہو، کسی حال میں بھی ہو، اللہ کے علم اس کی قدرت اس کی تدبیر و انتظام سے باہر نہیں ہو۔ تم زمین کی تہہ میں ہو، ہوا میں ہو، پانی میں ہو یا تنہائی کے کسی کونے میں ہو اللہ کو معلوم ہے کہ تم کہاں ہو۔ وہاں تمہارا زندہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری زندگی کا سامان کر رہا ہے تمہارے دل کی دھڑکن تمہارے اعضاء کا عمل یہ سب اللہ کے انتظام سے ہو رہا ہے اور اگر تمہاری موت آتی ہے تو اسی لئے کہ اللہ نے تمہاری موت کا فیصلہ کر دیا ہے۔ غرض یہ کہ وہ تمہاری ہر چیز سے پوری طرح باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ تمہاری کوئی حرکت اس سے اوجھل نہیں ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵ يُوْلِجُ الَّيْلَ

لَهٗ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَاِلَى اللّٰهِ	تُرْجَعُ	الْاُمُوْرُ	يُوْلِجُ	الَّيْلَ
اسی کے لئے	بادشاہت آسمانوں	اور زمین	اور اللہ کی طرف	بازگشت	تمام کاموں	وہ داخل کرتا ہے	رات

اسی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں اور زمین کی، اور اللہ کی طرف ہے بازگشت تمام کاموں کی۔ وہ رات کو دن میں

فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶

فِي النَّهَارِ	وَيُوْلِجُ	النَّهَارَ	فِي الَّيْلِ	وَهُوَ	عَلِيْمٌ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
دن میں	اور داخل کرتا ہے	دن	رات میں	اور وہ	جاننے والا	دلوں کی بات کو

داخل کرتا ہے، اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ جاننے والا ہے دلوں کی بات (تک) کو۔

(۵) لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝
اَلْمَوْجُوْدَاتُ جَمِيْعُهَا

(۵) اسی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی۔
اور اسی کی طرف تمام موجودات رجوع کریں گے۔

(۶) يُوْلِجُ الَّيْلَ يُدْخِلُهٗ فِي
النَّهَارِ فَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ الَّيْلُ
وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ فَيَزِيْدُ
وَيَنْقُصُ النَّهَارُ وَهُوَ
عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
بِمَا فِيْهَا مِنَ الْاَسْرَارِ
وَالْمُعْتَقَدَاتِ

(۶) وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں پس زیادہ ہوجاتا ہے
دن اور کم ہوجاتی ہے رات۔
اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں پس زیادہ ہوجاتی ہے
رات اور دن کم ہوجاتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ سینوں
میں ہے بھید اور عقیدے۔

تشریح

(۵) اس کی قلمرو سے تم باہر نہیں جاسکتے آخری فیصلہ اسی کا ہے | اس کی حکومت و سلطنت، ذرّے ذرّے تک پھیلی ہوئی ہے اس کی قلمرو سے نکل کر تم کہیں نہیں جاسکتے۔ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اور حکومت اس اکیلے کی ہے وہ تنہا ہر چیز پر حاکم ہے اور آخر کار سب کاموں کا فیصلہ وہیں سے ہوگا اس لئے انسان اور تمام چیزیں اس کے سامنے لاچار ہیں اور اس کے فیصلے کے آگے سر جھکانے کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہیں ہے۔

(۶) اللہ کی قدرت اور اس کا علم | دن اور رات کی آمد و رفت اللہ کی قدرت سے ہے وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ کبھی دن کو گھٹا کر راتیں بڑی کردیتا ہے۔ کبھی راتیں گھٹا کر دن بڑے کردیتا ہے۔ یہ دن اور رات کا آنا جانا اور چھوٹا بڑا ہونا سب اللہ کی قدرت سے ہے کہ زمین کی گردش اور چاند سورج کا اپنے محور پر گھومنا یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اس کا علم اتنا وسیع ہے کہ دلوں کے چھپے ہوئے راز بھی جانتا ہے دل میں جو نیت اور ارادے پیدا ہوتے ہیں یا دل میں جو وسوسے اور خیال آتے ہیں وہ بھی اللہ کے علم سے باہر نہیں ہیں۔

آمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ

آمِنُوْا	بِاللّٰہِ	وَرَسُوْلِہٖ	وَاَنْفِقُوْا	مِمَّا	جَعَلَكُمْ	مُّسْتَخْلَفِيْنَ
تم ایمان لاؤ	اللہ پر	اور اس کے رسول	اور خرچ کرو	اس سے جو	اس نے تمہیں بنایا	جانشین

تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس (مال) میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں جانشین بنایا

فِيْهِ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦

فِيْهِ	فَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْكُمْ	وَاَنْفَقُوْا	لَهُمْ	اَجْرٌ	كَبِيْرٌ
اس میں	پس جو لوگ	وہ ایمان لائے	تم میں سے	اور انہوں نے خرچ کیا	ان کے لئے	اجر	بڑا

ہے پس تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ، اور انھوں نے خرچ کیا ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

⑦ آمِنُوْا دُوْمُوْا عَلَى الْاِيْمَانِ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰہِ مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۔ مِنْ مَالِ مَنْ تَقَدَّمَكُمْ وَيَسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهِ مِنْ بَعْدِكُمْ ، نَزَلَ فِيْ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا اِشَارَةٌ اِلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰى عَنْهُ لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ○

⑦ اور اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان قائم رکھو ۔ اور ہمیشہ ایمان پر جمے رہو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو ۔ اس مال سے جس میں اس نے تم کو خلیفہ بنایا ۔ یعنی جو لوگ تم سے پہلے گزرے ان کا مال تم کو دیا اور عنقریب تمہارے وارث تمہارے خلیفہ ہوں گے اس مال میں ۔ یہ آیت نازل ہوئی غزوہ عسرہ یعنی غزوہ تبوک میں ۔ پس جو لوگ کہ تم میں سے ایمان لائے اور مال خرچ کیا ۔ ان کے لئے بڑا ثواب ہے ۔ (یہ اشارہ ہے عثمان رض کی طرف ۔)

تشریح

⑦ ایمان کا تقاضا انفاق فی سبیل اللہ | بات اتنی ہی نہیں ہے کہ زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر اسلام میں داخل ہو گئے بلکہ اگر ایمان دل کی گہرائی میں پورے اخلاص کے ساتھ اتر چکا ہے تو اس کے تقاضے بھی پورے کئے جائیں .

زباں سے کہہ بھی دیا لَآ اِلٰہَ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

جب دل و نگاہ مسلمان ہو جاتے ہیں اور یہ ایمان دل میں اتر جاتا ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ جب ضرورت پیش آئے تو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے گریز نہ کیا جائے حق و باطل کی کشمکش میں جب جانی مالی قربانی کی ضرورت پڑے تو محض تماشائی بن کر نہ رہا جائے بلکہ سچے مومن بن کر اللہ کی راہ میں خلوص دل کے ساتھ خرچ کیا جائے ۔ یہ مال جو تمہارے پاس ہے یہ تمہارا اپنا نہیں ہے یہ اللہ کا مال ہے اور تم صرف اس کے امین ہو ۔ اس کے نائب بن کر مالک حقیقی کی منشا کے مطابق اس کے راستے میں خرچ کرو ۔ آج تم جانشین ہو کل کوئی دوسرا جانشین بنے گا ۔ آج تم امین ہو اس مال کے کل کوئی دوسرا امین بنے گا ۔ اس لئے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے تنگ دلی مت دکھاؤ ۔ تم میں سے جو لوگ اخلاص کے ساتھ ایمان لائیں گے اور اس ایمان کا تقاضا انفاق فی سبیل اللہ پورا کریں گے ان کے لئے بڑا اجر ہے ۔ اہل ایمان اپنے اندر یہ صفت پیدا کریں اور ایمان کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے یہاں بلند رتبے حاصل کریں ۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ

وَمَا لَكُمْ	لَا تُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالرَّسُوْلُ	يَدْعُوْكُمْ	لِتُؤْمِنُوْا	بِرَبِّكُمْ
اور کیا ہو گیا ہے تمہیں	تم ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور رسول	اور تمہیں بلاتے ہیں	کہ تم ایمان لاؤ	اپنے رب پر

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ایمان نہیں لاتے اللہ اور اس کے رسول پر، جب کہ وہ تمہیں بلاتے ہیں کہ تم اپنے رب کے ساتھ ایمان لاؤ

وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ

وَقَدْ اَخَذَ	مِيْثَاقَكُمْ	اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ	هُوَ الَّذِىْ	يُنَزِّلُ
اور یقیناً وہ لے چکا ہے	تم سے عہد	اگر تم ہو	ایمان والے	وہی ہے جو	نازل فرماتا ہے

اور وہ یقیناً تم سے عہد لے چکا ہے اگر تم ایمان والے ہو۔ وہی ہے جو اپنے بندے پر

عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

عَلٰى	عَبْدِهٖ	اٰيٰتٍ + بَيِّنٰتٍ	لِّيُخْرِجَكُمْ	مِّنَ	الظُّلُمٰتِ
پر	اپنا بندہ	واضح آیات	تاکہ وہ تمہیں نکالے	سے	اندھیروں

واضح آیات نازل فرماتا ہے۔ تاکہ وہ تمہیں نکالے اندھیروں سے

اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑨

اِلَى + النُّوْرِ	وَاِنَّ	اللّٰهَ	بِكُمْ	لَرَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ
روشنی کی طرف	اور بیشک	اللہ	تم پر	شفقت کرنے والا	مہربان

روشنی کی طرف اور اللہ بے شک تم پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

⑧ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ خطابٌ للكفّارِ اَىْ لَا مَانِعَ لَكُمْ مِنَ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اُخِذَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الْخَاءِ وَبِفَتْحِهِمَا وَنَصْبِ مَا بَعْدَهٗ مِيْثَاقُكُمْ عَلَيْهِ اَىْ اَخَذَهُ اللّٰهُ فِىْ عَالَمِ الذَّرِّ حِيْنَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اَىْ مُرِيْدِيْنَ الْاِيْمَانَ بِهٖ فَبَادِرُوْا اِلَيْهِ

⑧ اور اے کافرو تم کو کیا چیز روکتی ہے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے سے۔ وہ تم کو بلاتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک اس نے تم سے عہد لیا ہے ایمان لانے پر عالم ارواح میں یعنی اس وقت جس وقت اللہ نے ان کو ان کی جانوں پر گواہ بنایا۔

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں وہ بولے کہ بیشک تو ہمارا رب ہے اگر تم ایمان کا ارادہ رکھتے ہو۔ تو اسی کی طرف جلدی کرو۔

⑨ هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ لِيُخْرِجَكُمْ

⑨ اللہ وہ ہے جو اپنے بندے پر ظاہر آیتیں اتارتا ہے یعنی قرآن تاکہ تم کو کفر کے اندھیروں سے نکالے ایمان کی

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

روشنی کی طرف۔
اور بے شبہ اللہ تم پر مہربان ہے رحمت والا کرتم کو کفر سے نکال کر ایمان کی طرف لاتا ہے۔

تشریح

(۸) ایمان نہ لانے اور بندگی کا عہد پورا نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے | جہاں تک اللہ پر، اللہ کے رسول پر ایمان لانے اور ان کی دعوت کو قبول کرنے کی بات ہے اس سے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق و مالک ہیں۔ یہ بات خود ہمارے اپنے وجود اور کائنات کے ذرے ذرے سے ثابت اور ظاہر ہے۔ اللہ کے رسول حضرت محمدؐ کی صداقت آپ کا اخلاص اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ خیرخواہی وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے جو ایمان لانے میں رکاوٹ بن سکے؟

خود انسان کی فطرت بھی اللہ کی ربوبیت کو مانتی ہے اور ابتدائے آفرینش میں اللہ تم اس کا عہد بھی لے چکے ہیں اور وہ بھی لوگ ہیں جو شعوری طور پر ایمان لائے ہیں اور انھوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کا عہد لیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے اس عہد پر قائم نہ رہیں۔ جیسا کہ سورۂ مائدہ میں اللہ تم نے اس عہد و پیمان کو اپنی ایک نعمت کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (المائدہ ۷)

(یاد رکھو اس نعمت کو جو اللہ نے تم کو عطا کی ہے، اور اس عہد و پیمان کو جو اللہ نے تم سے لیا ہے۔ جب کہ تم نے کہا، ہم نے سنا اور اطاعت قبول کی۔ اور اللہ سے ڈرو، اللہ دلوں کا حال جانتا ہے۔)

مسند احمد میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے کہ:
رسول اللہؐ نے ہم سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ ہم چستی اور سستی ہر حال میں سمع و طاعت پر قائم رہیں گے خوش حالی اور تنگ حالی دونوں حالتوں میں خدا کی راہ میں خرچ کریں گے، اچھائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ اللہ کی خاطر سچ بات کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔

ایمان حقیقی یہی ہے کہ بندے نے اپنے رب سے فرماں برداری کا جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم رہے ــــ ماننے کا ارادہ کرنے والے کو ماننا چاہیے۔ اور جس نے مان لیا ہے اسے ایمان کے تقاضوں کو سمجھنا چاہیے۔

(۹) قرآن اندھیرے سے روشنی میں لاتا ہے | کیوں کہ اللہ تم خالق و مالک ہیں اور اپنے بندوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ میرے بندے اچھائی کے راستے پر چل کر میرے انعامات حاصل کریں۔ اس لئے اللہ تم نے اپنے بندے پر اپنا کلام قرآن مجید نازل کیا ہے اور وہ ایسی صاف آیتیں نازل کر رہا ہے جو بڑی کھلی کھلی ہیں اور تمہیں جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کی روشنی میں لانے والی ہیں۔ تاکہ تم اپنے مقام اپنی ذمہ داریوں اور اپنے مقصدِ حیات کو سمجھو اور جہالت و لاعلمی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے نہ پھرو۔ یہ اللہ تم کی تمہارے اوپر بڑی عنایت ہے کہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لانا چاہتا ہے اور تمہیں یہ بھی بتا رہا ہے کہ اگر تم صحیح راستے پر آجاؤ گے تو جو کچھ پہلے ہو چکا ہے وہ سب معاف ہو جائے گا اور اس کا کچھ حساب کتاب نہ ہوگا۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ

وَمَا لَكُمْ	أَلَّا تُنْفِقُوا	فِي	سَبِيلِ اللّٰهِ	وَلِلّٰهِ	مِيرَاثُ	السَّمٰوٰتِ	وَ
اور کیا (ہوگیا ہے) تمہیں	تم خرچ نہیں کرتے	میں	راستہ اللہ	اور اللہ کے لئے	میراث	آسمانوں	اور

اور تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کہ تم خرچ نہیں کرتے اللہ کے راستے میں اور آسمانوں اور زمین کی میراث (باقی رہ جانے والا سب)

الْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ

الْأَرْضِ	لَا يَسْتَوِي	مِنْكُمْ	مَنْ أَنْفَقَ	مِنْ قَبْلِ	الْفَتْحِ	وَقَاتَلَ	أُولٰئِكَ
زمین	برابر نہیں	تم میں سے	جس نے خرچ کیا	پہلے	فتح	اور قتال کیا	یہ لوگ

اللہ کے لئے ہے۔ تم میں سے برابر نہیں وہ جس نے خرچ کیا پہلے فتح (مکہ) کے اور قتال کیا۔ یہ لوگ درجے

أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوا وَكُلًّا

أَعْظَمُ	دَرَجَةً	مِّنَ	الَّذِينَ	أَنْفَقُوا	مِنْ بَعْدُ	وَقٰتَلُوا	وَكُلًّا
بڑے	درجے میں	سے	جنھوں نے	خرچ کیا	بعد میں	اور انھوں نے قتال کیا	اور ہر ایک

میں (ان سے) بڑے ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے ہر ایک سے

ع وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ⑩ ع ۱۰/۱۷

وَّعَدَ	اللّٰهُ	الْحُسْنٰى	وَاللّٰهُ	بِمَا تَعْمَلُونَ	خَبِيرٌ
وعدہ کیا	اللہ نے	اچھا	اور اللہ	اس سے جو تم کرتے ہو	باخبر

اچھا وعدہ کیا ہے۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

⑩ وَمَا لَكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ أَلَّا فِيهِ إِدْغَامُ
نُونِ أَنْ فِي لَامِ لَا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضِ بِمَا فِيهِمَا فَيَصِلُ إِلَيْهِ
أَمْوَالُكُمْ مِنْ غَيْرِ أَجْرِ الْإِنْفَاقِ
بِخِلَافِ مَا لَوْ أَنْفَقْتُمْ فَتُؤْجَرُونَ
لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ
قَبْلِ الْفَتْحِ لِمَكَّةَ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ
أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا
مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا مِنَ الْفَرِيقَيْنِ
وَفِي قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ مُبْتَدَأٌ وَّعَدَ اللّٰهُ

⑩ اور تم کو کیا ہوا کہ ایمان لانے کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

اور اللہ کے لئے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی مع اس چیز کے جو ان میں ہے یعنی تم اگر خرچ نہ کروگے جب بھی تمہارے مال اسی کی طرف پہنچیں گے پر تم کو ثواب خرچ کرنے کا نہ ملے گا بخلاف اس صورت کے کہ تم اس کی راہ میں خرچ کرو تو تم کو ثواب ملے۔ تم میں جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور کافروں سے لڑا وہ برابر ان کے نہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑے۔ وہی لوگ ہیں بڑے درجے والے جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور لڑے اور ان دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا۔

الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

اور اللہ خبردار ہے تمہارے عملوں سے ۔ سو وہ تم کو اس کا عوض دیوے گا ۔

فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ

تشریح

(۱۰) سب کچھ اللہ کا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مت جھجکو ۔ آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں ۔

ناساز گار حالات میں خرچ کرنے والوں کا مرتبہ زیادہ ہے ○ پہلی بات یہ کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ کی ملکیت اور اس کی میراث ہے ۔ یہ تمہارا مال تمہارا اپنا نہیں ہے ، تمہاری جان بھی اپنی نہیں ہے یہ سب کچھ اللہ کا ہے اس کی امانت ہے اور تم صرف اس امانت کے امین ہو ۔ اس لئے اگر تم اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہو تو یہ اللہ ہی کا مال ہے جو اس کے راستے میں دے رہے ہو اور جب تم نہیں رہو گے تو یہ مال بھی تمہارا نہیں رہے گا ایک دن تمہیں چھوڑ کر جانا ہے اور اس کا وارث اللہ ہونے والا ہے ۔ پھر کیوں نہ اپنی زندگی میں اسے اپنے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو تاکہ اس کا اجر و ثواب تمہیں مل جائے ۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے تمہیں یہ خیال نہیں ہونا چاہیئے کہ اگر میں نے سارا مال اللہ کے راستے میں لٹا دیا تو میں فقیر و مفلس ہو جاؤں گا میرے پاس کچھ نہ رہے گا اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک ہے جو اس کے راستے میں خوش دلی سے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس سے زیادہ بڑھا کر عطا فرما دیں گے ۔

سورہ سبا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ (آیت ۳۹)

(اے نبی ان سے کہو کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اس کی جگہ وہی مزید رزق تمہیں دیتا ہے اور وہ بہترین رازق ہے ۔

○ دوسری بات آیت مذکورہ میں یہ ارشاد فرمائی کہ جب حق اور باطل میں کشمکش ہو باطل کا پلڑا بھاری ہو اور حق کے غلبے کے آثار کہیں دور دور نظر نہ آتے ہوں اس وقت جو لوگ حق کی حمایت میں جان و مال کی قربانی دیں گے ان کا درجہ بہت بلند ہو گا ۔ اور جو لوگ حق کا پلڑا بھاری ہو جانے کے بعد اللہ کے راستے میں جان و مال لٹائیں گے اجر کے مستحق تو وہ بھی ہوں گے لیکن اول درجے پر وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے سخت حالات میں خطرات مول لئے ۔

اس لئے صحابہ کرامؓ میں فتح (صلح حدیبیہ یا فتح مکہ) سے پہلے جن لوگوں نے حق کی حمایت کی ، جہاد کیا اور مال خرچ کیا ان کا درجہ بعد والوں سے بلند ہے اگرچہ اجر و ثواب میں دونوں ہی شریک ہیں ۔

○ تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے وہ جو بھی اجر اور مرتبہ عطا کرتا ہے وہ یہ دیکھ کر کرتا ہے کہ کس نے کس جذبے کے ساتھ یہ عمل کیا ہے اور کن حالات میں اس نے حق کی حمایت کی ہے وہ ہر ایک کا درجہ پوری باخبری سے متعین کرتا ہے اس لئے تم جو بھی نیکی کرو اس میں کامل اخلاص ہونا چاہیئے اور اللہ کی رضا طلبی کے علاوہ اور کوئی داعیہ اس میں نہ ہونا چاہیئے ۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ آنے والی آیت میں فرما رہے ہیں کہ تمہارا ہمارے راستے میں خرچ کرنا ہم پر ادھار ہے جسے ہم کئی گنا کر کے لوٹائیں گے ۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ

فَیُضٰعِفَہٗ	قَرْضًا حَسَنًا	اللّٰہَ	یُقْرِضُ	مَنْ + ذَا + الَّذِیْ
پھر وہ اس کا دوچند کرے	قرض حسنہ	اللہ کو	قرض دے	کون ہے جو

کون ہے جو اللہ کو قرض دے قرضِ حسنہ (اچھا قرض) اور وہ اس کو اس کا دوچند

لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ

لَہٗ	وَلَہٗ	اَجْرٌ کَرِیْمٌ	یَوْمَ	تَرَی	الْمُؤْمِنِیْنَ	وَ
اس کو	اور اس کے لئے	اجر بڑا عمدہ	جس دن	تم دیکھو گے	مومن مردوں	اور

دے اور اس کے لئے بڑا عمدہ اجر ہے۔ جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو

الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ

الْمُؤْمِنٰتِ	یَسْعٰی	نُوْرُھُمْ	بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ	وَبِاَیْمَانِھِمْ
مومن عورتوں	دوڑتا ہوگا	ان کا نور	ان کے سامنے	اور ان کے دائیں

دیکھو گے ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا۔

بُشْرٰىکُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا

بُشْرٰىکُمُ	الْیَوْمَ	جَنّٰتٌ	تَجْرِیْ	مِنْ	تَحْتِہَا
خوش خبری ہے تمہیں	آج	باغات	بہتی ہیں	سے	ان کے نیچے

تمہیں آج خوش خبری ہے باغات کی جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ۭ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾

الْاَنْہٰرُ	خٰلِدِیْنَ	فِیْہَا	ذٰلِکَ	ھُوَ	الْفَوْزُ	الْعَظِیْمُ
نہریں	وہ ہمیشہ رہیں گے	اس میں	یہ	وہ۔ یہ	کامیابی	بڑی

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

﴿۱۱﴾ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ
بِاِنْفَاقِ مَالِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
قَرْضًا حَسَنًا بِاَنْ یُّنْفِقَہٗ
لِلّٰہِ تَعَالٰی فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ

﴿۱۱﴾ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ
کَرِیْمٌ الخ کون ہے ایسا جو اللہ کو عمدہ قرض دیوے یعنی خاص خدا کی راہ
میں اس کی رضا جوئی کے لئے مال خرچ کرے۔
پھر اللہ اس کو دس گنا سے سات سو گنا تک اس کا ثواب عطا

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَیُضَعِّفَہٗ بِالتَّشْدِیْدِ مِنْ عَشْرٍ اِلٰی اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِ مِائَۃٍ کَمَا ذُکِرَ فِی الْبَقَرَۃِ وَلَہٗ مَعَ الْمُضَاعَفَۃِ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ○ مُقْتَرِنٌ بِہٖ رِضًی وَاِقْبَالٌ	فرماوے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں مذکور ہے اور اس خرچ کرنے والے کے لئے علاوہ اس زیادتی ثواب کے اجر بزرگ ہے جو مقترن ہے اللہ کی خوشنودی اور عنایات و توجہ سے۔
(۱۲) اُذْکُرْ یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ اَمَامَھُمْ وَیَکُوْنُ بِاَیْمَانِھِمْ وَیُقَالُ لَھُمْ بُشْرٰکُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ اَیْ دُخُوْلُھَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○	(۱۲) یاد کر جس دن کہ دیکھے گا تو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو کہ اس کا نور اس کے سامنے اور داہنی طرف ہوگا۔ اور ان سے کہا جاوے گا کہ تم کو آج بشارت ہو جنت میں جانے کی جس کے نیچے نہریں جاری ہیں تم وہاں ہمیشہ رہوگے۔ یہ بہت بڑی نجات ہے۔

تشریح

(۱۱) **اللہ کی شان کریمی دیکھئے اپنی راہ میں خرچ کرنے کو اپنے ذمے قرض فرما رہے ہیں**

زمین و آسمان میں ہر چیز اللہ کی ہے، وہ بلاشرکتِ غیرے ذرّے ذرّے کا مالک ہے۔ مگر اس کی شانِ کریمی کا کیا کہنا ہے کہ وہ اپنے ہی بخشے ہوئے مال کو اگر انسان اس کی راہ میں خرچ کرے اپنے ذمے قرض فرما رہے ہیں کہ گویا یہ ہمارے ذمے تمہارا ادھار ہے جو ہم تمہیں لوٹا دیں گے۔ مگر یہ ادھار قرضِ حسن ہونا چاہئے (اچھا ادھار) یعنی خالص نیت کے ساتھ کسی ذاتی غرض کے بغیر دیا جائے۔ اس میں نمود و نمائش نہ ہو، ریاکاری نہ ہو اور کسی کو دے کر احسان نہ جتایا جائے۔ صرف اللہ کے لئے دیا جائے۔ تو ہم ایسے دینے کو اپنے ذمے قرض سمجھتے ہوئے کئی گنا بڑھا کر واپس دیں گے اور مزید برآں آخرت کا بہترین اجر و ثواب عطا کریں گے۔

مخلص اہل ایمان اللہ کے اس وعدے کو سن کر کیسے بے تاب ہو جاتے ہیں اور اجر آخرت کے لئے ان کی چاہت کیسی بڑھ جاتی ہے اس کا اندازہ حدیث کے اس واقعہ سے کر لیجئے؛

حضرت ابوالدحداح رض انصاری، ایک صحابی تھے جب انھوں نے آں حضرت م کی زبان مبارک سے یہ مذکورہ آیت سنی تو عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے۔؟

آپ نے فرمایا، ہاں ——— عرض کیا اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے۔

آں حضرت م نے اپنا دستِ مبارک آگے بڑھایا۔

تو ابوالدحداح نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ گواہ رہیں میں نے اپنے رب کو اپنا باغ قرض دے دیا۔

اس باغ میں چھ سو کھجور کے درخت تھے اور وہیں اسی باغ میں ان کا گھر تھا جس میں وہ اور ان کے بال بچے رہتے تھے ـــــ یہ بات کر کے وہ سیدھے گھر پہنچے۔ اور پکار کر بیوی سے کہا۔ دحداح کی ماں باہر نکل آؤ میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔

بیوی نے یہ سن کر کہا، دحداح کے باپ آپ نے نفع کا سودا کیا ہے ـــــ اور اسی وقت اپنا سامان اور بچوں کو لے کر باہر نکل آئیں۔ (ابن ابی حاتم۔ راوی عبداللہ ابن مسعودؓ)

اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے جن کو اللہ نے اپنے بے پایاں کرم سے قرض فرمایا ہے ان کو کیسی کیسی نعمتیں ملیں گی، کیسی کیسی ان پر نوازشیں ہوں گی اور کیسی کیسی ان کے رب کی ان پر عنایتیں برسیں گی اس کا کچھ تھوڑا سا حال اگلی آیت میں سنتے جائیے۔

(۱۲) پاکیزہ اعمال سے جگمگاتی شخصیت | اللہ تو اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں۔ انھوں نے بندوں کے لئے زندگی کے سامان بھی عطا کئے اور ہدایت و رہنمائی کا بھی بندوبست فرمایا ہے۔ انھوں نے انسان کی فطرت سلیم اور حق کو قبول کرنے والی بنائی ہے۔ اپنے پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں اور اس طرح انسانوں کی رہبری، اور رہنمائی اور ان کو لاعلمی کے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لانے کا انتظام فرمایا۔

وہ خوش نصیب بندے جنھوں نے آگے بڑھ کر اللہ کی اس نعمت کو سینے سے لگایا، ایمان سے ان کے قلوب جگمگاتے رہے۔ عمل کی پاکیزگی سے ان کی شخصیت تابندہ رہی۔ وہ بندے جب میدانِ حشر میں حساب کتاب کے بعد پل صراط پار کرتے ہوئے جنت کی طرف چلیں گے تو ان کے ایمان کی صداقت اور ان کے سیرت و کردار کی پاکیزگی نور میں تبدیل ہو جائے گی۔ جس کا عمل جتنا اچھا ہوگا اتنی ہی اس کی شخصیت منور ہوگی۔ اور جب میدانِ حشر سے جنت کی طرف چلے گا تو اس کا نور اس کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ اس کی دائیں طرف بھی روشنی ہوگی اور وہ روشنی ہر طرف پہنچ رہی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کا نور اتنا تیز ہوگا کہ جیسے مدینے سے عدن تک کی مسافت کے برابر، اور کسی کا مدینے سے یمن کے دارالسلطنت صنعا تک اور کسی کا اس سے کم۔ اور کوئی ایسا بھی ہوگا کہ اس کا نور اس کے قدموں تک ہی رہے گا۔ (بیہقی۔ راوی حضرت قتادہؓ)

یعنی جس نے جتنی بھلائی پھیلائی ہوگی اتنا ہی اس کے نور کا پھیلاؤ ہوگا۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے نیک لوگوں کو ان کے نور سے پہچانوں گا جو ان کے آگے دائیں اور بائیں دوڑ رہا ہوگا۔ (حاکم، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ـــ راوی ابوذرؓ)

آخر یہ لوگ اس شان کے ساتھ جنت میں پہنچ جائیں گے تو ان کو بشارت دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ آج تمہارے لئے سب سے بڑی خوشخبری ہے۔ ان کے لئے وہ جنتیں ہوں گی جن میں نہریں رواں دواں ہوں گی۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو حیات ابدی عطا فرما دیں گے، اور یہ انسان کی کامیابی کی سب سے بلند منزل ہوگی۔ جو وہاں پہنچ گیا وہ سب مرادیں پا گیا۔

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا

يَوْمَ	يَقُولُ	الْمُنٰفِقُونَ	وَالْمُنٰفِقٰتُ	لِلَّذِينَ	اٰمَنُوا
جس دن	کہیں گے	منافق مرد (جمع)	اور منافق عورتیں	ان لوگوں کو جو	وہ ایمان لائے

جس دن کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے

انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّورِكُمْ ۚ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَآءَكُمْ

انْظُرُونَا	نَقْتَبِسْ	مِنْ	نُّورِكُمْ	قِيلَ	ارْجِعُوا	وَرَآءَكُمْ
ہماری طرف نگاہ کرو	ہم حاصل کریں	سے	تمہارا نور	کہا جائے گا	لوٹ جاؤ	اپنے پیچھے

ہماری طرف نگاہ کرو ہم تمہارے نور سے کچھ حاصل کریں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ

فَالْتَمِسُوا نُورًا ۖ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ ۖ بَاطِنُهُ

فَالْتَمِسُوا	نُورًا	فَضُرِبَ + بَيْنَهُمْ	بِسُورٍ	لَّهُ	بَابٌ	بَاطِنُهُ
پھر تم تلاش کرو	نور	پھر ماری (کھڑی کر دی) جائے گی ان کے درمیان	ایک دیوار	اس کا	ایک دروازہ	اس کے اندر

پس (وہاں) نور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی، اس کا ایک دروازہ ہوگا، اس کے

فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ يُنَادُونَهُمْ

فِيهِ	الرَّحْمَةُ	وَظَاهِرُهُ	مِنْ قِبَلِهِ	الْعَذَابُ	يُنَادُونَهُمْ
اس میں	رحمت	اور اس کے باہر	اس کی طرف سے	عذاب	وہ انھیں پکاریں گے

اندر رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ وہ (منافق) انھیں (مسلمانوں کو) پکاریں گے

أَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ

أَلَمْ نَكُنْ	مَّعَكُمْ	قَالُوا	بَلٰى	وَلٰكِنَّكُمْ	فَتَنْتُمْ	أَنْفُسَكُمْ
کیا ہم نہ تھے	تمہارے ساتھ	وہ کہیں گے	ہاں	اور لیکن تم	تم نے فتنہ میں ڈالا	اپنی جانوں کو

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے ہاں (کیوں نہیں!) لیکن تم نے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ أَمْرُ

وَتَرَبَّصْتُمْ	وَارْتَبْتُمْ	وَغَرَّتْكُمُ	الْأَمَانِيُّ	حَتّٰى	جَآءَ	أَمْرُ
اور تم انتظار کرتے	اور تم شک کرتے تھے	اور تمہیں دھوکے میں ڈالا	تمہاری جھوٹی آرزوئیں	یہاں تک کہ	آگیا	حکم

اور تم (مسلمانوں کی آفت کا) انتظار کرتے اور شک کرتے تھے اور تمہیں تمہاری جھوٹی آرزوؤں نے دھوکے میں ڈالا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم

اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑭

اللّٰهِ	وَغَرَّكُمْ	بِاللّٰهِ	الْغَرُوْرُ
اللہ	اور تمہیں دھوکے میں ڈالا	اللہ کے بارے میں	دھوکہ دینے والے

آگیا۔ اور اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکہ دینے والے (شیطان نے) دھوکہ میں ڈالا۔

⑬ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقَاتُ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا اَبْصِرُوْنَا
وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ
الظَّاءِ اَيْ اَمْهِلُوْنَا نَقْتَبِسْ
نَاْخُذِ الْقَبَسَ وَالْاِضَاءَةَ
مِنْ نُّوْرِكُمْ ج قِيْلَ لَهُمْ
اِسْتِهْزَاءً بِهِمْ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ
فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ط فَرَجَعُوْا فَضُرِبَ
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِسُوْرٍ
قِيْلَ هُوَ سُوْرُ الْاَعْرَافِ
لَهٗ بَابٌ ط بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ
مِنْ جِهَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَظَاهِرُهٗ مِنْ جِهَةِ الْمُنَافِقِيْنَ
مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ○
⑭ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ
مَّعَكُمْ ط عَلَى الطَّاعَةِ قَالُوْا
بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
بِالنِّفَاقِ وَتَرَبَّصْتُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
الدَّوَائِرَ وَارْتَبْتُمْ شَكَكْتُمْ
فِيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ وَغَرَّتْكُمُ
الْاَمَانِيُّ الْاَطْمَاعُ حَتّٰى
جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ الْمَوْتُ
وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○
اَلشَّيْطَانُ

⑬ وہ دن کہ اس میں منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہم کو دیکھو یا مہلت دو کہ ہم تمہاری روشنی سے روشنی حاصل کریں۔

ان سے کہا جاوے گا از راہ استہزار کے لوٹو تم اپنے پیچھے۔
پس ڈھونڈو نور کو۔ پس وہ لوٹیں گے سو قائم کی جائے گی ان کے اور اہل ایمان کے بیچ میں ایک دیوار، کہا گیا ہے کہ اس دیوار سے مراد اعراف ہے کہ اس دیوار میں دروازہ ہوگا اس کے اندر اہل ایمان کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی جانب منافقین کی طرف عذاب ہوگا۔

⑭ منافقین اہل ایمان کو پکاریں گے کیا ہم بندگی کرنے میں تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ کہیں گے بیشک تھے ولیکن تم نے اپنی جانوں کو گمراہی میں ڈالا ساتھ نفاق کے اور تم اہل ایمان پر مصائب اور ہلاکتوں کے منتظر تھے اور دین اسلام میں تم شک کرتے تھے اور تم کو دھوکے میں رکھا تمہاری آرزوؤں نے۔
یہاں تک کہ اللہ کا امر آگیا یعنی موت اور شیطان نے تم کو دھوکے میں ڈالا۔ اور اللہ کی بندگی سے روکا۔

تشریح

(۱۳) سچائی سے دُور اندھیروں میں بھٹکنے والے | دنیا میں جو لوگ سچائی سے دُور رہے باطل کے اندھیروں میں بھٹکتے رہے حق کی روشنی میں آنے سے انکار کیا۔ ان کا ایمان صرف ظاہرداری اور ان کا عمل ایک دکھاوا تھا۔ میدان حشر میں ایسے منافقین کا حال یہ ہوگا کہ دنیا کی طرح وہاں بھی وہ اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے۔

اس وقت دنیا میں جن لوگوں کے ساتھ وہ رہتے تھے مسلم معاشرے کے لوگوں کو دیکھ کر وہ کہیں گے بھئی دنیا میں ہم ایک ہی ساتھ تھے ایک ہی محلے میں رہتے تھے دُکھ سُکھ کے ساتھی تھے۔ ذرا کچھ رکو ہم بھی ذرا روشنی سے فائدہ اٹھالیں، ایسے گھپ اندھیرے میں ہماری کچھ مدد کرو ہم بھی تمہارے سہارے راستہ طے کرلیں۔

ان سے کہا جائے گا پیچھے پلٹو، شاید تمہیں روشنی مل جائے اور اتنے میں دونوں کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی جس سے ایمان والے الگ ہو جائیں گے اور منافق دوسری طرف رہ جائیں گے۔ اس دیوار میں ایک دروازہ ہوگا اس دروازے سے مومن جنت کی طرف جاکر ان کی نظروں سے اوجھل ہوجائیں گے۔ اب صورت حال یہ ہوگی کہ دیوار کے ایک طرف جنت کی نعمتیں ہوں گی اور دیوار کے دوسری طرف دوزخ کا عذاب۔ درمیان کا دروازہ بند کردیا جائے گا اور منافق جنت اور دوزخ کے درمیان حدِ فاصل کو پار نہ کرسکیں گے۔

(۱۴) منافقین کی پکار | ایمان لانے والے اور نہ لانے والوں کے درمیان ایک درجہ ہے جس کو منافق کہتے ہیں۔ منافق کے ظاہر اور باطن میں فرق ہوتا ہے یہ لوگ بظاہر تو کلمہ پڑھ لیتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں اور مسلم معاشرے میں شامل بھی رہتے ہیں مگر ان کے دل میں شک رہتا ہے اللہ کے بارے میں رسول کے بارے میں، قرآن اللہ کی کتاب ہے یا نہیں؟ آخرت کی جزا سزا ان سب چیزوں میں ان کو شکوک و شبہات رہتے ہیں یہ انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ جدھر کا پلڑا بھاری ہو ادھر ہوجائیں۔ جدھر فائدہ نظر آئے ادھر چل پڑیں۔ یہ اسی تذبذب اور کشمکش میں مبتلا رہتے ہیں اور شیطان ان کو اسی دھوکے میں پھنسائے رکھتا ہے یہاں تک کہ آخر وقت آجاتا ہے اور یہ اپنے شکوک کے جال سے نہیں نکل پاتے۔

یہ نفاق ایمانی ہو یا نفاق عملی۔ منافقین ہمیشہ مسلم سوسائیٹی کے لئے خطرہ بنے رہتے ہیں۔ پتہ نہیں کس وقت کس مرحلے پر دھوکا دے جائیں۔ ایسے موقع پرست منافقین کا حال اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ جب اہل ایمان اور ان کے درمیان دیوار حائل ہو جائے گی تو یہ مومنین کو پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے، ہم کلمہ پڑھتے تھے نمازیں پڑھتے تھے۔

اس کے جواب میں مومنین کہیں گے کہ ہاں مگر تم نے مسلمان ہو کر بھی اپنے آپ کو پوری طرح اسلام سے وابستہ نہ کیا تم موقعہ پرستی کی تاک میں رہے کہ جیسے ہی اسلام کا پلڑا بھاری ہوگا ہم بھی ادھر ہو جائیں گے۔

تم شک میں پڑے رہے تمہیں اللہ پر، اللہ کے رسول پر، اللہ کی کتاب پر، آخرت پر پورا یقین نہ تھا۔ جھوٹی امیدیں تمہیں فریب دیتی رہیں اور شیطان تمہیں آخیر تک اللہ کے معاملے میں دھوکا دیتا رہا یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آگیا ــــــ،

تم مرتے دم تک اس فریب سے نہ نکلے، اسلام کو غلبہ نصیب ہوگیا اور تم تماشا دیکھتے رہ گئے۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ

الَّذِیْنَ	مِنَ	وَلَا	فِدْیَةٌ	مِنْكُمْ	لَا یُؤْخَذُ	فَالْیَوْمَ
وہ لوگ جنھوں نے	سے	اور نہ	کوئی فدیہ	تم سے	نہ لیا جائے گا	سو آج

سو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا، نہ ان لوگوں سے جنھوں نے

كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ

مَوْلٰىكُم	هِيَ	النَّارُ	مَاْوٰىكُمُ	كَفَرُوْا
تمہارا رفیق	یہ	جہنم	تمہارا ٹھکانا	کفر کیا

کفر کیا۔ تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔ یہ تمہارا رفیق ہے۔

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑮ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ

اَنْ	لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا	اَلَمْ یَاْنِ	الْمَصِیْرُ	وَبِئْسَ
کہ	ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے (مومن)	کیا نزدیک نہیں آیا (وقت)	جائے بازگشت	اور بری

اور بری جائے بازگشت ہے۔ کیا مومنوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا؟ کہ

تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ

مِنَ	وَمَا نَزَلَ	لِذِکْرِ + اللّٰهِ	قُلُوْبُهُمْ	تَخْشَعَ
سے	اور جو نازل ہوا	اللہ کی یاد کے لئے	ان کے دل	جھک جائیں

ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے جھک جائیں اور (اس کے لئے) جو حق تعالیٰ کی طرف سے

الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا

اُوْتُوا	كَالَّذِیْنَ	وَلَا یَكُوْنُوْا	الْحَقِّ
جنھیں دی گئی	ان لوگوں کی طرح	اور وہ نہ ہو جائیں	حق

نازل ہوا ہے، اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں اس سے قبل

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ

فَقَسَتْ	الْاَمَدُ	عَلَیْهِمُ	فَطَالَ	مِنْ قَبْلُ	الْكِتٰبَ
پھر سخت ہوگئے	مدت	ان پر	تو دراز ہوگئی	اس سے قبل	کتاب

کتاب دی گئی، تو ان پر مدت دراز ہوگئی پھر ان کے دل سخت

قُلُوْبُهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑯

فٰسِقُوْنَ	مِّنْهُمْ	وَكَثِيْرٌ	قُلُوْبُهُمْ
(جمع) فاسق (نافرمان)	ان میں سے	اور اکثر	ان کے دل

ہو گئے اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

⑮ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ اَوْلٰى بِكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هِيَ

⑮ پس آج تم سے اور کافروں سے فدیہ نہ لیا جائے گا تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔

وہی تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے۔

اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

⑯ اَلَمْ يَاْنِ يَحِنْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا نزلت فی شان الصحابۃ لما اکثروا المزاح اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ بالتخفیف والتشدید مِنَ الْحَقِّ القرآن وَلَا يَكُوْنُوْا معطوف علی تخشع كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ هم الیہود والنصاری فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ الزمن بینهم وبین انبیائهم فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ لم تلن لذكر الله وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

⑯ کیا اہل ایمان کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد میں خشوع خضوع کریں۔ اور قرآن کو سن کر ان کے دل نرم ہوں۔ یہ آیت صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ انھوں نے مذاق میں کثرت کی۔ صحابہ کو ایسا نہ ہونا چاہیے۔

جیسے وہ لوگ ہوئے جو ان سے پہلے کتاب دی گئی یعنی یہود اور نصاریٰ

کہ دراز ہو گیا زمانہ ان میں اور ان کے پیغمبروں میں۔

پس سخت ہو گئے دل ان کے کہ اللہ کی یاد کے لئے نرم نہ ہوئے۔

اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

تشریح

⑮ منافق اور کافر کا ایک ہی انجام ہے چھٹکارا کسی قیمت پر نہ ہوگا | منافق جنوں نے کھلم کھلا کفر نہیں کیا اپنے کفر کو دل میں چھپا کر

رکھا اور بظاہر مسلمانوں میں شامل رہے اور وہ لوگ جنھوں نے کھلم کھلا کفر کیا دونوں کا ایک ہی انجام ہے کیوں کہ انسان ظاہر ہے اپنے جیسے انسانوں کو دھوکا دے سکتا ہے، ان کے سامنے دکھاوا کر سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر ہیں دلوں کا حال جانتے ہیں ان کے سامنے یہ دھوکے بازی نہیں چل سکتی اس لئے چاہے منافق ہو یا کافر دونوں کی سزا اور انجام ایک ہے۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم کے سوا کچھ اور نہیں ہے ——— وہی ان کے لئے موزوں جگہ ہے۔ اللہ تو ان کا مولا پہلے بھی نہیں تھا، انھوں نے مانا بھی نہیں تھا۔ اب ان کا مولا اور خبر گیری کرنے والا یہ دوزخ کا ٹھکانا ہے آج بڑے سے بڑا فدیہ دے کر وہ عذاب دوزخ سے بچنا چاہیں تو بچ نہیں سکتے۔ یہ ان کا بدترین انجام ہے۔ اب دوزخ ہی ان کا رفیق ہے کسی اور سے رفاقت کی امید رکھنا فضول اور بے کار ہے۔

(۱۶) ایمان وہ ہے جو سرفروشی کا جذبہ پیدا کرے اہل کتاب کی طرح بے حس مت ہو جاؤ۔

ایمان صرف چند کلمات کے دوہرا لینے کا نام نہیں ہے اور مسلمان ہونا یہ نہیں ہے کہ ہم مسلمان معاشرے کا حصہ تو بن جائیں مگر اپنے بھائیوں کے دکھ درد کو محسوس نہ کریں۔

حضور نبی کریمؐ جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو آپ کی دعوت کو قبول کرنے والے کچھ لوگ تو وہ تھے جنھوں نے نہایت اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ اور صرف قبول ہی نہیں کیا تھا بلکہ ایمان کے تقاضوں کو سمجھ کر اس کے لئے ہر طرح سے قربانی دینے کے لئے تیار تھے۔ جب چاروں طرف سے مظلوم مسلمان بے سروسامانی کی حالت میں پناہ لینے کے لئے مدینے کی طرف آرہے تھے تو یہ مخلص مسلمان خود تکلیف اٹھا کر دل و جان سے اپنے بھائیوں کی مدد کر رہے تھے۔

مگر ایمان لانے والوں میں کچھ وہ بھی تھے جو اس مجبوری کی وجہ سے ایمان لے آئے تھے کہ خود ان کے قبیلے کے لوگ، ان کے گھر کے لوگ یا ان کی اولاد مسلمان ہو چکی تھی اس لئے ان کی دیکھا دیکھی انھوں نے بھی ایمان قبول کر لیا تھا مگر ان میں ایمانی جذبہ اتنا... نہ تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کی تکلیف دیکھ کر دکھ محسوس کریں اور ان میں ایثار و قربانی اور سرفروشی کا جذبہ پیدا ہو۔

ایسے لوگوں کو مذکورہ آیت میں متوجہ کیا جا رہا ہے کہ کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں۔ ایمان دل میں نرمی پیدا کرتا ہے اور وہ حق کے سامنے انسان کو از سر تا پا جھکا دیتا ہے۔

ان لوگوں کو غیرت دلائی گئی ہے کہ تم سے پہلے اہل کتاب یہود و نصاریٰ انبیاء پر ایمان لائے تھے۔ مگر آہستہ آہستہ ان کی روح ایمان مردہ ہوتی چلی گئی۔ اخلاقی پستی کی وجہ سے ان میں بے حسی پیدا ہو گئی۔ وہ صدیوں تک اللہ کے دین اور اس کی کتابوں سے کھلواڑ کرتے رہے۔ اس کا نام تو لیتے رہے مگر عمل اس کے خلاف رہا یہاں تک کہ وہ آج اس پستی میں پہنچ چکے ہیں۔

تمہارے سامنے تو اللہ کے رسول ہیں ان کی بلند سیرت اور ان کا کردار ہے۔ ان پر ایمان لانے والوں کا جذبۂ ایثار ہے۔ قرآن کی آیات تمہارے سامنے نازل ہو رہی ہیں کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہارے اندر روح ایمانی اسی تابانی کے ساتھ بیدار ہو اور تم اللہ کے دین کی خاطر سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ جب کہ اللہ کی کتاب تمہیں بار بار انفاق کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ

اِعْلَمُوْٓا	اَنَّ اللّٰهَ	يُحْيِ	الْاَرْضَ	بَعْدَ	مَوْتِهَا	قَدْ
جان لو	کہ اللہ	زندہ کرتا ہے	زمین	بعد	اس کے مرنے	تحقیق

(خوب) جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ تحقیق ہم نے

بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ⑰ اِنَّ

بَيَّنَّا	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ	اِنَّ
ہم نے بیان کر دی	تمہارے لئے	نشانیاں	تاکہ تم	سمجھو	بیشک

تمہارے لئے نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ تاکہ تم سمجھو۔ بے شک

الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا

الْمُصَّدِّقِيْنَ	وَالْمُصَّدِّقٰتِ	وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ	قَرْضًا
خیرات کرنے والے مرد	اور خیرات کرنے والی عورتیں	اور جنھوں نے قرض دیا اللہ کو	قرض

خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور جنھوں نے اللہ کو قرض حسنہ (اچھا قرض)

حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ⑱

حَسَنًا	يُّضٰعَفُ	لَهُمْ	وَلَهُمْ	اَجْرٌ	كَرِيْمٌ
حسنہ (اچھا)	وہ دوچند کر دیا جائے گا	ان کے لئے	اور ان کے لئے	اجر	بڑا عمدہ

دیا، وہ ان کے لئے دوچند کر دیا جائے گا اور ان کے لئے بڑا عمدہ اجر ہے

⑰ اِعْلَمُوْٓا خِطَابٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
الْمَذْكُوْرِيْنَ اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا بِالنَّبَاتِ
فَكَذٰلِكَ يَفْعَلُ بِقُلُوْبِكُمْ
بِرَدِّهَا اِلَى الْخُشُوْعِ قَدْ بَيَّنَّا
لَكُمُ الْاٰيٰتِ الدَّالَّةَ عَلٰى
قُدْرَتِنَا بِهٰذَا وَغَيْرِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ○

⑱ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ مِنَ التَّصَدُّقِ
اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِي الصَّادِ اَيْ

⑰ جانو تم اے ایمان والو کہ
بیشک اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو ساتھ سبزہ کے بعد اس کے خشک ہو جانے کے۔ سو اسی طرح وہ تمہارے دلوں کو عاجزی اور نرمی کی طرف لوٹا دے گا۔
بے شبہ ہم نے ظاہر کر دیں آیتیں جو اس پر اور اس کے سوا پر ہمارے قادر ہونے کی علامت ہے۔
تاکہ تم سمجھو۔

⑱ بے شبہ صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں۔

اَلَّذِیْنَ تَصَدَّقُوْا وَالْمُصَّدِّقٰتِ اللَّاتِیْ تَصَدَّقْنَ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِتَخْفِیْفِ الصَّادِ فِیْهِمَا مِنَ التَّصْدِیْقِ الْاِیْمَانِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

اور جو اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں

رَاجِعٌ اِلَی الذُّکُوْرِ وَالْاِنَاثِ بِالتَّغْلِیْبِ وَعَطْفُ الْفِعْلِ عَلَی الْاِسْمِ فِیْ صِلَةِ ال لِاَنَّهٗ فِیْهَا حَلَّ مَحَلَّ الْفِعْلِ وَذِکْرُ الْقَرْضِ بِوَصْفِهٖ بَعْدَ التَّصَدُّقِ تَقْیِیْدٌ لَهٗ یُضٰعَفُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ یُضَعَّفُ بِالتَّشْدِیْدِ اَیْ قَرْضُهُمْ لَهُمْ

اس کا ثواب ان کو چند گونہ ہو کر ہوتا ہے ملتا ہے اور

وَلَهُمْ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ○

ان کے واسطے ثواب بزرگ ہے

تشریح

(۱۷) اللہ کا دین انسانیت کے لئے بارانِ رحمت ہے | جب تک بارش نہیں برستی سوکھی زمین بارش کو ترستی ہے کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں، زمین پر بسنے والے جان دار رحمت کی بارش کے منتظر ہوتے ہیں۔ انسانوں کی نگاہیں بار بار آسمان کی طرف اٹھتی ہیں کہ شائد اللہ کی رحمت کا کوئی چھینٹا زمین کی طرف متوجہ ہو جائے

اور جیسے ہی بارانِ رحمت برستی ہے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور زمین پر ایک نئی زندگی انگڑائیاں لینے لگتی ہے۔

اسی طرح اللہ کا دین بارانِ رحمت کی طرح انسانوں پر برستا ہے ان کے اندر سے اخلاق فاضلہ کی کونپلیں پھوٹتی ہیں نیکیوں کے پھول لہلہانے لگتے ہیں اور پورا معاشرہ اس کی برکتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے مذکورہ آیت میں اپنے دین کو بارانِ رحمت سے تشبیہ دی ہے اللہ کے دین پر چلنے والوں کی یہ پاکیزہ زندگیاں، اس کے مقابلے میں وہ لوگ جو برائی کے راستے پر چل رہے ہیں دونوں طرح کے لوگوں میں جو فرق ہے وہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے دین کی برکتیں کیا ہوتی ہیں۔ اور دین کس طرح زندگیوں میں صالح انقلاب لاتا ہے۔

(۱۸) اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والوں کا اجر | دل کی پوری صداقت، بے لوث جذبے سے اللہ کی خوشنودی کے لئے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے مرد و زن جنھوں نے اللہ کو قرض حسن دیا ہے یعنی بندگی کے سچے جذبے کے ساتھ بغیر دکھاوے اور ریاکاری کے یا کسی پر احسان جتائے بغیر اللہ کے راستے میں خرچ کیا ہے ان کا مال کئی گنا بڑھا کر واپس کیا جائے گا اور ان کے لئے آخرت کا بہترین اجر ہے۔ یہ ان کا اللہ کے راستے میں دینا، دینا نہیں ہے بلکہ جمع کرنا ہے اور یہ جمع شدہ مال اللہ تعالیٰ ان کو کئی گنا اضافہ کر کے اجر و ثواب کے ساتھ دینے والوں کو لوٹائیں گے۔

اللہ تو کسی کے مال کے محتاج نہیں ہیں بندوں کے پاس جو مال ہے وہ بھی اللہ کا ہی دیا ہوا ہے مگر مقصد ان کی اخلاقی تربیت ہے اور مال کی محبت دل سے نکال کر اس کی جگہ اللہ کی رضا طلبی پیدا کرنا ہے۔

فیصل

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهٖ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ
اور جو لوگ	ایمان لائے	اللہ پر	اور اس کے رسول (جمع)	یہی لوگ	وہی

اور جو لوگ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ ہیں اپنے

الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ

الصِّدِّيْقُوْنَ	وَالشُّهَدَآءُ	عِنْدَ	رَبِّهِمْ	لَهُمْ
(جمع) صدیق	اور (جمع) شہید	نزدیک	اپنے رب	ان کے لئے

رب کے نزدیک صدیق (سچے) اور شہید۔ ان کے لئے

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اَجْرُهُمْ	وَنُوْرُهُمْ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَ	كَذَّبُوْا
ان کا اجر	اور ان کا نور	اور جنھوں نے	کفر کیا	اور	جھٹلایا

ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے، اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ⑲ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا ع ۲ ۹ ۱۸

بِاٰيٰتِنَآ	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ	الْجَحِيْمِ	اِعْلَمُوْٓا	اَنَّمَا
ہماری آیات کو	یہی لوگ	والے	دوزخ	تم جان لو	اس کے سوا نہیں

کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ تم (خوب) جان لو اس کے سوا نہیں

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ

الْحَيٰوةُ	الدُّنْيَا	لَعِبٌ	وَّلَهْوٌ	وَّزِيْنَةٌ	وَّتَفَاخُرٌ	بَيْنَكُمْ
زندگی	دنیا	کھیل	اور کود	اور زینت	اور فخر کرنا	باہم

کہ دنیا کی زندگی (محض) کھیل کود ہے، اور ایک زینت اور باہم فخر (خودستائی) کرنا

وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ

وَتَكَاثُرٌ	فِى	الْاَمْوَالِ	وَالْاَوْلَادِ	كَمَثَلِ	غَيْثٍ
اور کثرت کی خواہش	میں	مال (جمع)	اور اولاد	جیسے	بارش

اور کثرت کی خواہش کرنا مالوں میں اور اولاد میں، بارش کی طرح

اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

اَعْجَبَ	الْكُفَّارَ	نَبَاتُهٗ	ثُمَّ يَهِيْجُ	فَتَرٰىهُ	مُصْفَرًّا
بھلی لگی	کاشتکار	اس کی پیداوار	پھر وہ زور پکڑتی ہے	سو تو اس کو دیکھتا ہے	زرد

کہ کاشتکار کو اس کی پیداوار بھلی لگی ، پھر وہ زور پکڑتی ہے پھر تو اس کو دیکھتا ہے زرد

ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ

ثُمَّ	يَكُوْنُ	حُطَامًا	وَفِي الْاٰخِرَةِ	عَذَابٌ شَدِيْدٌ
پھر	وہ ہو جاتی ہے	چورا چورا	اور آخرت میں	سخت عذاب

پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب بھی ہے۔

وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ

وَّمَغْفِرَةٌ	مِّنَ	اللّٰهِ	وَرِضْوَانٌ	وَمَا	الْحَيٰوةُ
اور مغفرت	سے	اللہ	اور رضامندی	اور نہیں	زندگی

اور مغفرت بھی ہے اللہ (کی طرف) سے اور رضامندی اور دنیا کی زندگی

الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ⑳

الدُّنْيَآ	اِلَّا	مَتَاعُ	الْغُرُوْرِ	
دنیا	مگر صرف	سامان	دھوکا	

دھوکے کے سامان کے سوا کچھ (بھی) نہیں۔

(۱۹) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ
وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ
الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

(۱۹) اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے وہی ہیں بہت سچے اور پورے تصدیق کرنے والے۔

اور وہ لوگ جو گواہ ہیں ان امتوں پر جو جھٹلانے والے ہیں اپنے پیغمبروں کو نزدیک اپنے پروردگار کے ان کے واسطے ان کا اجر اور روشنی ہے۔
اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جو دلالت ہیں ہماری وحدانیت پر، جھٹلایا۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ○
النار

وہی ہیں دوزخی۔

(۲۰) اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ
زِيْنَةٌ تزيين وَّتَفَاخُرٌۢ
بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ
وَالْاَوْلَادِ اي الاشتغال
فيها واما الطاعات و
ما يعين عليها فمن
امور الآخرة كَمَثَلِ اي
هي في اعجابها لكم و
اضمحلالها كمثل غَيْثٍ
مطر اَعْجَبَ الْكُفَّارَ الزراع
نَبَاتُهٗ الناشئ عنه
ثُمَّ يَهِيْجُ ييبس فَتَرٰىهُ
مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ
حُطَامًا فتاتا يضمحل
بالرياح وَفِي الْاٰخِرَةِ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ لمن
آثر عليها الدنيا وَّ
مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ
لمن لم يؤثر عليها
الدنيا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
ما التمتع فيها اِلَّا
مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

(۲۰) جانو تم کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشا ہے۔ اور زیبائش اور آپس میں فخر اور بڑائی کرنا اور مال و اولاد میں کثرت ڈھونڈنا

اور ان میں مشغول ہونا۔
ولیکن اللہ کی بندگی اور جو امور بندگی پر اعانت کرتے ہیں وہ امور آخرت سے ہیں۔
دنیا کا حال اس اعتبار سے کہ وہ تم کو خوش معلوم ہوتی ہے اور پھر جلدی ہی زائل اور فنا ہو جاتی ہے ایسا ہے جیسے بارش کسانوں کو وہ سبزہ اچھا معلوم ہوتا ہے جو اس سے پیدا ہو۔

پھر وہ خشک ہو جاتا ہے کہ دیکھے تو اس کو زرد پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ جو ہواؤں سے اڑ جائے

اور آخرت میں سخت عذاب ہے اس کے لئے جو دنیا کو آخرت پر پسند کرے۔

اور اللہ کی بخشش اور رضا ہے اس کے لئے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دے۔
اور دنیا کا فائدہ اٹھانا محض دھوکے کی پونجی ہے۔

تشریح

(۱۹) صادق الایمان حق کے گواہ بن کر اٹھیں گے۔ اللہ کی نشانیوں کو جھٹلانے والے سزا پائیں گے۔ | صادق الایمان جو سچے دل سے ایمان لائے، وفاداری کا حق ادا کیا وہ حق کے گواہ بن کر اٹھیں گے۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:-

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ

عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (آیت ۱۴۳)
(اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک متوسط امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو)
سورۂ حج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-
هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (آیت ۷۸)
(اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی تمہارا یہی نام ہے تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔)
گواہی کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں تمام انسانوں کو جمع کیا جائے گا اور ان کا حساب کتاب ہوگا اس وقت اللہ کے رسول یہ گواہی دیں گے کہ دین کی جو تعلیم ہم نے انھیں دی تھی وہ پوری کی پوری شریعت بغیر کسی کمی اور زیادتی کے انھوں نے تمہیں پہنچا دی اور عملاً اس طریقے کو قائم کرکے دکھا دیا۔
اس کے بعد رسول کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے تمہیں گواہی دینی ہوگی کہ رسول نے جو کچھ پہنچایا تھا تم نے اس کے پہنچانے میں اور جو کرکے دکھایا تھا اس پر عمل کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔
یہ سچے ایمان والے لوگ ان کے لئے ان کا اجر ان کے عمل کے مطابق ملے گا اور جس درجے کے نور کے وہ مستحق ہوں گے اسی درجہ کے نور کا حصہ ان کو ملے گا۔
اس کے مقابلے میں وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی دعوت کو ماننے سے انکار کیا اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا ان کا انجام یہ ہوگا کہ :-

——— وہ دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں گے ———

(۲۰) دنیا کی زندگی کی بے ثباتی اور آخرت کی عظیم نعمت | دنیا کی زندگی کی حقیقت کیا ہے۔ آدمی جب بچہ ہوتا ہے تو کھیل کود یہی اس کی زندگی ہوتی ہے بچے کو سوائے کھیل کے کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔
بچپن کے بعد جب انسان جوانی میں قدم رکھتا ہے تو زندگی کا رُخ بدلتا ہے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا بننا سنورنا بس اسی سے دلچسپی ہوتی ہے۔
پھر آدمی جوانی کے مرحلے سے بڑھاپے کی طرف قدم رکھتا ہے تو مال و اولاد کی فکر، زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنا کہ میرے بچے بعد میں آرام سے رہیں۔ بس آدمی کو اسی کی فکر لگی رہتی ہے۔
زندگی کے یہ تینوں دور جلدی ہی گزر جاتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے بارش برسی ہر طرف ہریالی چھا گئی دیکھنے والا خوش ہو رہا ہے پھر کھیتی پک گئی پھر وہ زرد ہو گئی، سوکھ گئی، بھُس بن گئی اور آخر جانوروں کے پیٹ میں چلی گئی۔
جس دنیا کی خاطر آدمی اپنا سب کچھ لٹانے کو پھرتا ہے یہ فانی دنیا چند سال کی حیات مستعار تک محدود ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ تقدیر کی ایک ہی گردش دنیا کی ساری رونق پر جھاڑو پھیر دینے کے لئے کافی ہے۔
اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی ایک عظیم اور ابدی زندگی ہے۔ وہاں کے فائدے بھی بہت بڑے ہیں اور مستقل ہیں اگر کسی نے وہاں اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی پالی تو اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہ نعمت نصیب ہوگئی جس کے مقابلے میں دنیا بھر کی دولت بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ یہ دنیا بڑی ظاہر فریب ہے اسی روز وشب میں الجھ کر نہیں رہنا چاہیے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

سَابِقُوْٓا	اِلٰى	مَغْفِرَةٍ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	وَجَنَّةٍ	عَرْضُهَا	كَعَرْضِ
تم دوڑو	طرف	مغفرت	اپنے رب کی طرف سے	اور جنت	اس کی چوڑائی	جیسے چوڑائی

تم دوڑو مغفرت کی طرف اپنے رب کی، اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمانوں

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ	اُعِدَّتْ	لِلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهٖ
آسمان	اور زمین	وہ تیار کی گئی	ان لوگوں کے لیے جو	ایمان لائے	اللہ پر	اور اس کے رسولوں

اور زمین کی وسعت جیسی (برابر) ہے۔ اور ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

ذٰلِكَ	فَضْلُ + اللّٰهِ	يُؤْتِيْهِ	مَنْ يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	ذُو الْفَضْلِ
یہ	اللہ کا فضل	وہ اس کو دیتا ہے	جسے وہ چاہے	اور اللہ	فضل والا

یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل

الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا

الْعَظِيْمِ	مَآ اَصَابَ	مِنْ مُّصِيْبَةٍ	فِى الْاَرْضِ	وَلَا
بڑے	نہیں پہنچتی	کوئی مصیبت	زمین میں	اور نہ

والا ہے۔ کوئی مصیبت نہیں پہنچتی زمین میں اور نہ تمہاری

فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ

فِىْٓ + اَنْفُسِكُمْ	اِلَّا	فِىْ كِتٰبٍ	مِّنْ قَبْلِ	اَنْ نَّبْرَاَهَا	اِنَّ
تمہاری جانوں میں	مگر	کتاب میں	اس سے قبل	کہ ہم پیدا کریں اس کو	بیشک

جانوں میں مگر کتاب (لوح محفوظ) میں (درج) ہے اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں بیشک

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ

ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ	يَسِيْرٌ	لِكَيْلَا + تَاْسَوْا	عَلٰى	مَا فَاتَكُمْ
یہ	اللہ پر	آسان	تاکہ تم غم نہ کھاؤ	پر	جو تم سے جاتی رہے

یہ اللہ پر آسان ہے تاکہ تم غم نہ کھاؤ جو تم سے جاتی رہے

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (۲۳)

وَلَا تَفْرَحُوْا	بِمَآ اٰتٰىكُمْ	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ	كُلَّ	مُخْتَالٍ	فَخُوْرٍ
اور نہ تم خوش ہو	اس پر جو اس نے تمہیں دیا	اور اللہ	پسند نہیں کرتا	ہر ایک کسی	اترانے والا	فخر کرنے والا

اور نہ خوش ہو اس پر جو اس نے تمہیں دیا اور اللہ کسی اترانے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

(۲۱) سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
لَوْ وُصِلَتْ اِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَالْعَرْضُ
اَلسَّعَةُ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ
وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ
يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(۲۱) جلدی کرو تم اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور جنت کی
طرف جس کی وسعت مثل وسعت آسمان اور زمین کے ہے
اگر آسمان اور زمین کو باہم ملایا جائے
تیار کی گئی ہے وہ ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے
پیغمبروں پر ایمان لائے یہ اللہ کا احسان اور فضل ہے دیتا
ہے وہ جس کو چاہے اور اللہ بڑے احسان والا ہے۔

(۲۲) مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ
بِالْجَدْبِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ كَالْمَرَضِ
وَفَقْدِ الْوَلَدِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ يَعْنِي اللَّوْحَ
الْمَحْفُوْظَ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا نَخْلُقَهَا
وَيُقَالُ فِي النِّعْمَةِ كَذٰلِكَ اِنَّ ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○

(۲۲) نہیں پہنچتی ہے کوئی مصیبت زمین میں ساتھ قحط کے اور
تمہاری جانوں میں مثل مرض اور اولاد کے مرنے کے مگر
وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے
پہلے اس سے کہ اس کو ہم پیدا کریں اور نعمت کی نسبت بھی
یہی کہا جائے گا جو مصیبت میں مذکور ہوا۔ بے شبہ یہ امر
اللہ کو آسان ہے۔ اس کی خبر تم کو اللہ نے اس لئے کر دی

(۲۳) لِكَيْلَا كَيْ نَاصِبَةٌ لِلْفِعْلِ بِمَعْنٰى اَنْ اَيْ
اَخْبَرَ بِذٰلِكَ تَعَالٰى لِئَلَّا تَاْسَوْا تَحْزَنُوْا
عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا فَرَحَ بَطَرٍ
بَلْ فَرَحَ شُكْرٍ عَلَى النِّعْمَةِ بِمَآ اٰتٰىكُمْ بِالْمَدِّ
اَعْطَاكُمْ وَبِالْقَصْرِ جَآءَكُمْ مِنْهُ وَاللّٰهُ لَا
يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ مُتَكَبِّرٍ بِمَا اُوْتِيَ فَخُوْرٍ ○
بِهٖ عَلَى النَّاسِ

(۲۳) تاکہ تم غم نہ کرو اس چیز پر جو تم سے فوت ہوئی۔

اور نہ اتراؤ اس چیز پر جو اس نے تم کو دی بلکہ اس کی
نعمت کا شکر کرو۔
اور اللہ دوست نہیں رکھتا ہے اس شخص کو جو لوگوں
کے روبرو فخر کرے اس چیز پر جو اس کو دی گئی۔

تشریح

(۲۱) دنیا کے بجائے آخرت کی دولت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔

دنیا کے بارے میں اوپر کی آیت میں بتایا جا چکا ہے کہ وہ دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں ہے اصل میں جس چیز کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے وہ ہے آخرت کی دولت ـــــ آخرت کی نعمتوں کا اور ان کی وسعتوں کا دنیا سے کیا مقابلہ؟ دنیا اس کے مقابلے میں انتہائی حقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے صاحب ایمان نیک بندوں کو جو اللہ اور رسول پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی اطاعت کا انھوں نے عہد کیا ہے جو جنت عطا فرمائیں گے اس کی وسعت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

آیت مذکورہ میں اس کی وسعت کا حال ان الفاظ میں ارشاد ہوا ہے ۔ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

(اس کی وسعت زمین و آسمان جیسی ہے۔)

سورۂ آل عمران میں جنت کی وسعت کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے:۔

سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ (آیت ۱۳۳)

(دوڑو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت ساری کائنات ہے جو مہیا کی گئی ہے متقی لوگوں کے لئے)

قرآن مجید کے ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں انسان کو جو باغ اور محلات ملیں گے وہ توسب اس کے قیام کے لئے ہوں گے مگر حقیقت میں پوری کائنات اس کی سیرگاہ ہوگی پوری کائنات اس کے لئے کھلی ہوگی جو دیکھنا چاہے گا اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے دیکھ سکے گا اور جہاں جانا چاہے گا بے تکلف جا سکے گا۔

ایمان اور عمل بے شک حصول جنت کے اسباب ہیں لیکن حقیقت میں یہ ملتی ہے اللہ کے فضل سے اگر اس کا فضل اور انعام نہ ہو تو کچھ بھی مل نہیں سکتا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے اس کے یہاں تنگی نہیں ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی جنت میں جائے گا وہ اللہ کی رحمت اور فضل سے جائے گا۔

آپؐ سے سوال کیا گیا "یا رسول اللہ کیا آپ بھی اللہ کی رحمت سے ہی جنت میں جائیں گے؟

آپؐ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا "بے شک میں بھی اللہ کی رحمت سے ہی جنت میں جاؤں گا۔"

معلوم ہوا کہ اعمال وسیلہ ضرور ہیں لیکن حقیقت میں اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہی جنت کی یہ عظیم نعمت حاصل ہوگی جس کے حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۲۲) تقدیر کا لکھا ہو کر رہتا ہے | اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ علیم وخبیر ہے اس کا علم ذاتی ہے کسی ذریعہ سے اس نے علم حاصل نہیں کیا۔ اس کا علم محدود نہیں ہے لامحدود ہے۔ ماضی، حال، مستقبل اس کے علم کے اعتبار سے یکساں ہیں اس نے اپنی ہر مخلوق کی تقدیر اس کی پیدائش کے وقت ہی لکھ دی ہے۔ جو کچھ پیش آتا ہے اللہ کے اسی علم کے مطابق ہوتا ہے۔

انسان بعض اوقات حالات سے پریشان ہو جاتا ہے اس کی تسلی کے لئے بتایا جا رہا ہے کہ کوئی بھی پریشانی قحط ہو، زلزلہ ہو، بیماری ہو وہ سب اللہ کے علم میں پہلے سے طے شدہ ہے اور لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ وہ آفت اجتماعی ہو یا انفرادی اسی کے موافق دنیا میں ظہور ہو کر رہے گا اس میں ذرا بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یہ سب طے کرلینا اور لکھ لینا اللہ کے لئے مشکل نہیں ہے اس لئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ بھی پیش آ رہا ہے وہ نوشتہ تقدیر کے مطابق ہے۔

(۲۳) تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں حد اعتدال سے آگے نہ بڑھو | جب یہ معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی پریشانی پیش آتی ہے تو وہ بھی اللہ کے یہاں پہلے سے لکھی ہوتی ہے اور اگر کوئی دنیا میں نعمت ملتی ہے تو وہ بھی نوشتۂ تقدیر ہے۔ سب کچھ اللہ کے یہاں پہلے سے طے شدہ ہے۔ تو اگر کوئی نقصان پیش آجائے تو اس پر اتنے دل شکستہ نہ ہو کر مایوس ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اور اگر اللہ کی طرف سے کوئی فراخی کی شکل ہو اور کوئی نعمت حاصل ہو تو اکڑنے اور پھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا اگر فائدے کی چیز ہاتھ نہ لگے اس پر غمگین اور مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مصیبت اور ناکامی کے وقت صبر اور تسلیم سے کام لو۔ اور اگر قسمت سے کوئی نعمت مل جائے تو اس پر اکڑنے اور اترانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے ہیں اور فخر جتاتے ہیں۔ ہر حال میں حد اعتدال سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ دنیا کے عیش میں پڑ کر غافل نہ ہونا چاہیئے اور دنیا میں کوئی تکلیف یا راحت ہو تو ہر حال میں اپنے آپے میں رہنا چاہیئے۔

اِلَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ وَیَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ ؕ وَ

وَ	بِالۡبُخۡلِ	النَّاسَ	وَیَاۡمُرُوۡنَ	یَبۡخَلُوۡنَ	اِلَّذِیۡنَ
اور	بخل کی	لوگ	اور حکم (ترغیب) دیتے ہیں	بخل کرتے ہیں	جو لوگ

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور ترغیب دیتے ہیں لوگوں کو بخل کی ، اور

مَنۡ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۲۴﴾

الۡحَمِیۡدُ	ہُوَ الۡغَنِیُّ	اللّٰہَ	فَاِنَّ	یَّتَوَلَّ	مَنۡ
سزاوار حمد	وہ بے نیاز	اللہ	تو بیشک	منھ پھیرلے	جو

جو منھ پھیرلے تو بے شک اللہ بے نیاز سزاوار حمد (ستودہ صفات) ہے۔

(۲۴) الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ بِمَا یَجِبُ عَلَیۡھِمۡ وَیَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ ؕ بِہٖ لَھُمۡ وَعِیۡدٌ شَدِیۡدٌ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ عَمَّا یَجِبُ عَلَیۡہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ ضَمِیۡرُ فَصۡلٍ وَفِیۡ قِرَاءَۃٍ بِسُقُوۡطِہٖ الۡغَنِیُّ عَنۡ غَیۡرِہٖ الۡحَمِیۡدُ ○ لِاَوۡلِیَائِہٖ

(۲۴) وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں حق واجب کے دینے سے اور آدمیوں کو حکم کرتے ہیں بخل کا ان کے لئے سخت وعید ہے اور جو کوئی اعراض کرے اس چیز سے جو اس کے ذمہ واجب ہے پس بیشک اللہ بے پرواہ ہے اپنے غیر سے تعریف کیا گیا ہے واسطے دوستوں اپنے کے۔

تشریح

(۲۴) اللہ تعالیٰ بخیل کو اور بخل پر اکسانے والے کو پسند نہیں کرتے | اکثر مال داروں کی عادت ہوتی ہے کہ شیخیاں تو بہت ماریں گے مگر جب اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ضرورت آئے گی تو جیب سے ایک پیسہ نہ نکلے گا۔

اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ ایسے مشکل حالات پیدا کرتے ہیں جس میں کھرا کھوٹا الگ ہو جائے ــــ اب جس امت کو امامت کا منصب عطا کرنا تھا وہاں یہ کچے پکے لوگوں کی بھیڑ کام نہیں کر سکتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے مصائب کی بھٹی گرم کردی تاکہ جو مخلص مسلمان ہیں وہ الگ ہو جائیں اور جو صرف دکھاوے کے لئے لائن میں لگ گئے ہیں وہ الگ ہو جائیں۔

اب اللہ کی راہ میں جب مال خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو مخلص مسلمان تو اپنی تنگ حالی کے باوجود بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے مگر یہ دکھاوے والے نہ صرف یہ کہ خود خرچ کرنے سے ڈرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی خرچ نہ کرنے پر اکساتے تھے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا جارہا ہے کہ یہ لوگ جو اپنی ذرا سی خوش حالی اور مشیخت پر اترائے جاتے ہیں ان کے دل کی تنگی کا یہ حال ہے کہ جس اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے دعوے دار ہیں اس کے دین کے لئے ایک پیسہ تو کیا دیتے دوسروں کو بھی بخل پر اکساتے ہیں۔

فرمایا کہ ان نصیحتوں کے سننے کے باوجود بھی اگر کوئی اپنی روش پر اڑا رہتا ہے تو خوب سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے بے نیاز ہے۔ اس کی کوئی حاجت ان سے اٹکی ہوئی نہیں ہے ــــ اور وہ ستودہ صفات ہے اس کے یہاں اچھی صفت والے لوگ بھی قابل قبول ہو سکتے ہیں۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡکِتٰبَ وَ

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا	رُسُلَنَا	بِالۡبَیِّنٰتِ	وَاَنۡزَلۡنَا	مَعَهُمُ	الۡکِتٰبَ وَ
تحقیق ہم نے بھیجا	اپنے رسولوں	واضح دلائل کے ساتھ	اور ہم نے اتاری	ان کے ساتھ	کتاب اور

تحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا واضح دلائل کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ اتاری کتاب اور

الۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ ۚ وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡهِ

الۡمِیۡزَانَ	لِیَقُوۡمَ + النَّاسُ	بِالۡقِسۡطِ	وَاَنۡزَلۡنَا	الۡحَدِیۡدَ	فِیۡهِ
میزان (عدل)	تاکہ لوگ قائم رہیں	انصاف پر	اور ہم نے اتارا	لوہا	اس میں

میزانِ عدل تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اتارا اس میں

بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ یَّنۡصُرُهٗ

بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ	وَّمَنَافِعُ	لِلنَّاسِ	وَلِیَعۡلَمَ	اللّٰهُ	مَنۡ یَّنۡصُرُهٗ
لڑائی (خطرہ) سخت	اور منافع	لوگوں کے لئے	اور تاکہ معلوم کرے	اللہ	کون مدد کرتا ہے اس کی

سخت خطرہ (بلاکی سختی) ہے اور لوگوں کے لئے کئی منافع ہیں، اور تا کہ اللہ معلوم کرلے کون اس کی مدد کرتا ہے

ع ٣ ٦ ١٩ وَرُسُلَهٗ بِالۡغَیۡبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿٢٥﴾ ع

وَرُسُلَهٗ	بِالۡغَیۡبِ	اِنَّ اللّٰهَ	قَوِیٌّ	عَزِیۡزٌ
اور اس کے رسول	بن دیکھے	بیشک اللہ	قوی	غالب

اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے، بیشک اللہ قوی، غالب ہے۔

﴿٢٥﴾ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا الۡمَلَائِکَةَ
اِلَی الۡاَنۡبِیَاءِ بِالۡبَیِّنٰتِ بِالۡحُجَجِ
الۡقَوَاطِعِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡکِتٰبَ
بِمَعۡنَی الۡکُتُبِ وَالۡمِیۡزَانَ
الۡعَدۡلَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ
وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ اَخۡرَجۡنَاهُ
مِنَ الۡمَعَادِنِ فِیۡهِ بَاۡسٌ
شَدِیۡدٌ یُقَاتَلُ بِهٖ وَّمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ وَلِیَعۡلَمَ اللّٰهُ عِلۡمَ
مُشَاهَدَةٍ مَعۡطُوۡفٌ عَلٰی لِیَقُوۡمَ
النَّاسُ مَنۡ یَّنۡصُرُهٗ بِاَنۡ یَّنۡصُرَ

﴿٢٥﴾ البتہ ہم نے بھیجا اپنے پیغامبروں یعنی فرشتوں کو طرف انبیاء کے ساتھ دلیلوں قوی کے۔

اور اتارا ساتھ ان کے کتابوں کو اور انصاف کو

تاکہ قائم کریں آدمی انصاف کو۔

اور ہم نے اتارا لوہے کو یعنی کان سے اس کو نکالا۔

اس میں سخت خوف ہے کہ اس سے قتل وقتال کیا جاتا ہے۔

اور اس میں منافع ہیں لوگوں کے۔

اور تاکہ جان لیوے اللہ بطور مشاہدے کے اس شخص کو جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے لوہے کے ہتھیاروں سے

دِیْنَهٗ بِاٰلَاتِ الْحَرْبِ مِنَ الْحَدِیْدِ وَغَیْرِهٖ وَرُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ حَالٌ مِنْ هَاءِ یَنْصُرُهٗ اَیْ غَائِبًا عَنْهُمْ فِی الدُّنْیَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَنْصُرُوْنَهٗ وَلَا یُبْصِرُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○ لَاحَاجَةَ لَهٗ اِلَی النُّصْرَةِ لٰکِنَّهَا تَنْفَعُ مَنْ یَّاْتِیْ بِهَا۔

اور مدد کرتا ہے اس کے پیغمبروں کی درآں حالے کہ اللہ ان سے پوشیدہ ہے دنیا میں ۔ یہ کہا ابن عباسؓ نے مراد ہے کہ وہ اللہ کے دین کی مدد کرتے ہیں اور اس کو نہیں دیکھتے ۔

بے شبہ اللہ قوت والا عزت والا ہے ۔ اس کو کچھ حاجت کسی کی امداد کی نہیں بلکہ اس امداد سے اسی کو نفع ہے جو مدد کرے ۔

تشریح

(۲۵) رسولوں کی بعثت کا مقصد انفرادی اور اجتماعی عدل کا قیام اور اس میں انسانی جدوجہد کا دخل۔ | اللہ کے رسولوں کا مشن یہ رہا ہے کہ :۔

○ وہ کھلی کھلی نشانیاں اور واضح ہدایات لے کر آتے ہیں تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور صاف صاف معلوم ہو جائے کہ راہِ راست کون سی ہے جسے اختیار کرنا چاہیے اور غلط راستہ کون سا ہے جس سے بچنا چاہیے۔

○ اللہ کے تمام رسولوں نے اپنے مشن کے لئے اللہ کی کتاب سے وہ باتیں کھول کھول کر بتا دی ہیں جس میں وہ ساری تعلیما درج کر دی تھیں جن کی ضرورت انسانی ہدایت کے لئے تھی۔

○ اللہ کے نبی اور رسول میزان یعنی حق و باطل کا وہ معیار لے کر آئے جس سے معلوم ہو جائے کہ ٹھیک ٹھیک انصاف کا راستہ کون سا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اعتدال اور توازن اور تمام حقوق کے درمیان ٹھیک ٹھیک تناسب قائم کرنا جس سے انسانی زندگی افراط اور تفریط سے بچتے ہوئے ٹھیک راستے پر چلتی رہی۔

○ اللہ کے رسولوں کا مشن یہ نہیں رہا کہ وہ عادلانہ نظام کی ایک اسکیم پیش کر دیں بلکہ اس کو عملاً قائم کرنے کی کوشش کی اور وہ قوت فراہم کی جس سے واقعی انصاف قائم ہو سکے۔ اس کی طرف اشارہ آیت کے اس حصے سے کیا گیا ہے ۔ـــــ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ

(لوہا طاقت اور قوت کی علامت ہے)

○ پھر یہ فرمایا کہ یہاں جو انسانوں کو جہاد کے لئے اور اللہ کے دین کی مدد کے لئے اُبھارا جارہا ہے وہ اس لئے نہیں کہ اللہ کو مدد کی ضرورت ہے بلکہ اس لئے کہ اللہ کے دین کا یہ کام انسانوں کی جدوجہد سے انجام پائے تاکہ انسانوں کے لئے ترقیات کے دروازے کھلیں اور اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ کون واقعی اللہ کے دین سے محبت رکھتے ہیں اور کن کو اپنی دنیا کی زندگی پیاری ہے ۔

اس پوری آیت میں انبیائی مشن کا پورا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے ۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	نُوْحًا	وَّاِبْرٰهِیْمَ	وَجَعَلْنَا	فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا
اور تحقیق ہم نے بھیجا	نوح	اور ابراہیم	اور ہم نے رکھی	ان کی اولاد میں

اور تحقیق ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا اور ہم نے ان کی اولاد میں

النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾

النُّبُوَّةَ	وَالْكِتٰبَ	فَمِنْهُمْ	مُّهْتَدٍ	وَكَثِیْرٌ	مِّنْهُمْ	فٰسِقُوْنَ
نبوت	اور کتاب	سو ان میں سے کچھ	ہدایت یافتہ	اور اکثر	ان میں سے	نافرمان

نبوت اور کتاب رکھی۔ سو ان میں سے کچھ ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں

ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَی ابْنِ

ثُمَّ	قَفَّیْنَا	عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ	بِرُسُلِنَا	وَقَفَّیْنَا	بِعِیْسَی	ابْنِ
پھر	ہم ان کے پیچھے لائے	ان کے قدموں کے نشانات پر	اپنے رسول	اور ہم ان کے پیچھے لائے	عیسیٰ	ابن

پھر ہم ان کے قدموں کے نشانات پر ان کے پیچھے ہم اپنے رسول لائے اور ان کے پیچھے ہم عیسیٰ بن مریمؑ کو

مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ

مَرْیَمَ	وَاٰتَیْنٰهُ	الْاِنْجِیْلَ	وَجَعَلْنَا	فِیْ قُلُوْبِ
مریم	اور ہم نے اسے دی	انجیل	اور ہم نے ڈال دی	دلوں میں

لائے اور ہم نے اسے انجیل دی۔ اور جن لوگوں نے اس کی پیروی کی ان کے دلوں میں

الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِیَّةَ

الَّذِیْنَ	اتَّبَعُوْهُ	رَاْفَةً	وَّرَحْمَةً	وَرَهْبَانِیَّةَ
وہ لوگ جنہوں نے	اس کی پیروی کی	نرمی	اور رحمت	اور ترکِ دنیا

نرمی اور محبت ڈال دی اور ترکِ دنیا (جس کی رسم) خود

ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ

ابْتَدَعُوْهَا	مَا كَتَبْنٰهَا	عَلَیْهِمْ	اِلَّا	ابْتِغَآءَ	رِضْوَانِ اللّٰهِ
جو انھوں نے خود نکالی	ہم نے وہ واجب نہیں کی	ان پر	مگر	چاہنا	اللہ کی رضا

انھوں نے نکالی ہم نے ان پر واجب نہ کی تھی مگر (انھوں نے) اللہ کی رضا چاہنے کے لئے (اختیار کی)

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

فَمَا رَعَوْهَا	حَقَّ + رِعَايَتِهَا	فَاٰتَيْنَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا
تو نہ اس کو نباہا	اس کو نباہنے کا حق	تو ہم نے دیا	ان لوگوں کو جو ایمان لائے

تو اس کو نہ نباہا (جیسے) اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان میں سے جو لوگ ایمان لائے ہم نے انھیں

مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

مِنْهُمْ	اَجْرَهُمْ	وَ	كَثِيْرٌ	مِّنْهُمْ	فٰسِقُوْنَ
ان میں سے	ان کا اجر	اور	اکثر	ان میں سے	نافرمان

ان کا اجر دیا، اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں

(۲۶) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا
فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ يَعْنِيْ
اَلْكُتُبَ الْاَرْبَعَةَ اَلتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ
وَالزَّبُوْرَ وَالْفُرْقَانَ فَاِنَّهَا فِيْ ذُرِّيَّةِ
اِبْرَاهِيْمَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ
فٰسِقُوْنَ ○
(۲۷) ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ
قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ
الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ
الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۚ
وَرَهْبَانِيَّةً هِيَ رَفْضُ النِّسَاءِ وَاتِّخَاذُ
الصَّوَامِعِ ۟ ابْتَدَعُوْهَا مِنْ قِبَلِ اَنْفُسِهِمْ
مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ مَا اَمَرْنَاهُمْ بِهَا
اِلَّا لٰكِنْ فَعَلُوْهَا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ مَرْضَاةِ
اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ اِذْ تَرَكَهَا
كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ وَكَفَرُوْا بِدِيْنِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَدَخَلُوْا فِيْ دِيْنِ مَلِكِهِمْ وَبَقِيَ
عَلٰى دِيْنِ عِيْسٰى كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاٰمَنُوْا بِنَبِيِّنَا
فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ
وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

(۲۶) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ
اور بے شک ہم نے بھیجا نوح کو اور ابراہیم کو اور ہم نے ان کی اولاد
میں پیغمبری دی) اور چاروں کتابیں یعنی توریت انجیل اور زبور
اور قرآن ان کو دیا کہ یہ سب کتب ابراہیم کی اولاد کو دی گئی
ہیں پس بعض ان میں سے راہ پانے والے ہیں اور بہت سے
ان میں سے نافرمان ہیں۔

(۲۷) پھر ہم نے ان کے پیچھے اپنے پیغمبروں کو بھیجا اور عیسیٰ مریم کے
بیٹے کو بھیجا اور اس کو ہم نے انجیل دی اور لوگوں نے اس
کی پیروی کی ان کے دلوں میں مہربانی اور ترس اور رہبانیت
یعنی درویشی رکھی (مراد رہبانیت سے عورتوں کا چھوڑنا اور
عبادت خانوں میں رہنا ہے)
وہ درویشی جو انھوں نے اپنے جی سے بنائی تھی ہم نے ان کو
اس کا حکم نہیں کیا تھا
مگر انھوں نے یہ درویشی اللہ کی رضا جوئی کے لئے اختیار
کی تھی سو انھوں نے اس کا حق ادا نہ کیا جیسا کہ چاہیے تھا کہ ان
میں سے اکثر نے اس کو چھوڑ دیا اور عیسیٰ ؑ کے مذہب کا انکار
کیا اور اپنے بادشاہ کے مذہب پر ہو گئے، اور بہت سے ان میں
عیسیٰ کے مذہب پر قائم رہے سو وہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
پر بھی ایمان لائے پس دیا ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں سے
محمد پر ایمان لائے ثواب ان کا۔ اور بہت سے ان میں نافرمان
ہیں۔

تشریح

(۲۶) محمدؐ سے پہلے پیغمبروں کے ماننے والوں میں بگاڑ پیدا ہوا | حضرت آدمؑ سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے پیغمبر تھے۔ ان کے بعد حضرت نوحؑ آئے حضرت نوحؑ کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ انسانی نسل حضرت نوحؑ سے دوبارہ شروع ہوئی۔ طوفانِ نوح میں سب کچھ ختم ہونے کے بعد جو لوگ باقی رہ گئے تھے انہی سے انسانی نسل آگے بڑھی۔ حضرت نوح کے بعد حضرت ابراہیمؑ آئے۔ اب جتنے بھی پیغمبر ہوئے وہ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں انبیاء کرام کی نسلوں میں نبوت اور کتاب کا سلسلہ جاری فرمادیا۔ ان کی اولاد اور ان کی امت میں کچھ لوگوں نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا مگر اکثر لوگ اللہ کی اطاعت کے دائرے سے نکل کر نافرمان ثابت ہوئے اور انھوں نے ان پیغمبروں کی ہدایت کے راستے کو ترک کر دیا۔

(۲۷) انبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ اور پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ کی آمد | حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کی اولاد سے کتاب و نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تھا وہ چلتا رہا۔

حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل تھے جن کو ذبیح اللہ کا خطاب ملا۔ اور ان سے چھوٹے بیٹے حضرت اسحاق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کو بھی پیغمبری کا منصب عطا فرمایا۔ حضرت اسحاق کے بیٹے حضرت یعقوب ہوئے۔ وہ بھی اللہ کے پیغمبر تھے۔ حضرت یعقوب کا اصل نام اسرائیل تھا جس کے معنیٰ ہیں "عبداللہ" (اللہ کا بندہ)۔ ان کی اولاد اور ان کے ماننے والے بنی اسرائیل کہلائے۔ بنی اسرائیل میں پیغمبروں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے۔

ان تمام پیغمبروں کی بنیادی دعوت ایک ہی تھی اس لئے ہر رسول اپنے سے پچھلے رسول کی تصدیق کرتا ہوا آیا اور اسی کے نقش قدم پر چل کر اللہ کے دین کی تعلیم دیتا رہا۔

بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کو اللہ نے اپنی کتاب انجیل عطا کی۔ حضرت عیسیٰ کی تعلیم میں نرمی، محبت و شفقت خدمتِ خلق اور مہربانی کے جذبات غالب تھے۔ خود حضرت عیسیٰؑ بہت نرم دل تھے اس لئے ان کی اس سیرت اور کردار کا اثر ان کے متبعین پر بھی پڑا۔

مگر رہبانیت اور ترکِ دنیا یہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم میں نہ تھی۔ یہ ان کے ماننے والوں نے خود ہی ایجاد کرلی اور اس کو ایک مستقل بدعت بنالیا اور یہ سمجھا کہ اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا کی طلب کے لئے دنیا کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اس طرح خود ہی انھوں نے اپنے اوپر کچھ پابندیاں عائد کرلیں لیکن ان پابندیوں کی بھی رعایت نہ کرسکے۔

اگر تاریخ اٹھا کر دیکھا جائے تو حضرت عیسیٰؑ کے بعد دو سو سال تک رہبانیت کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ ترکِ دنیا کو آئیڈیل بنانا اور غیر شادی شدہ زندگی کو مقدس سمجھنا یہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم نہ تھی۔

اس کے بہت سے تاریخی اسباب ہیں ایک بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ کوئی مستقل شریعت لے کر نہیں آئے تھے۔ شریعتِ موسوی ہی حضرت عیسیٰ کی شریعت تھی لیکن بعد کے لوگوں نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو چھوڑ دیا اور دوسری کوئی شریعت نہ ہونے کی وجہ سے مسیحی علماء جدھر کو چلاتے رہے لوگ ادھر کو چلتے رہے۔ قرآن اس کی تردید کرتا ہے کہ رہبانیت کی تعلیم نہ حضرت عیسیٰؑ کی تھی اور نہ اس سے پہلے کسی پیغمبر نے یہ تعلیم دی تھی۔

بہرحال حضرت عیسیٰؑ کی امت میں اور بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ماننے والوں میں جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے ان کا اجر ان کو عطا کیا مگر اکثر لوگ وہ ہیں جو فرماں برداری کے دائرے سے نکل گئے ہیں اور ان کی اسی نافرمانی کا اثر ہے کہ یہ جاننے کے باوجود کہ حضرت محمدؐ اللہ کے پیغمبر ہیں، خاتم الانبیاءؐ ہیں یہ لوگ ان پر ایمان نہیں لائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	اتَّقُوا اللّٰهَ	وَاٰمِنُوْا	بِرَسُوْلِهٖ	يُؤْتِكُمْ
اے	جو لوگ ایمان لائے	ڈرو اللہ سے	اور ایمان لاؤ	اس کے رسولوں پر	وہ تمہیں عطا کرے گا

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ وہ تمہیں اپنی رحمت

كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ

كِفْلَيْنِ	مِنْ	رَّحْمَتِهٖ	وَيَجْعَلْ	لَّكُمْ	نُوْرًا	تَمْشُوْنَ
دو حصے	سے	اپنی رحمت	اور کردے گا	تمہارے لئے	ایسا نور	تم چلو گے

سے (ثواب کے) دو حصے عطا کرے گا اور تمہارے لئے ایسا نور کردے گا کہ تم اس کے ساتھ

بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۸ لِّئَلَّا

بِهٖ	وَيَغْفِرْ	لَكُمْ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	لِّئَلَّا
اس کے ساتھ	اور وہ بخش دے گا	تمہیں	اور اللہ	بخشنے والا	مہربان	تا کہ نہ

چلو گے اور وہ بخش دے گا تمہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تا کہ

يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ

يَعْلَمَ	اَهْلُ الْكِتٰبِ	اَلَّا يَقْدِرُوْنَ	عَلٰى	شَيْءٍ
جانیں (جان لیں)	اہل کتاب	کہ وہ قدرت نہیں رکھتے	پر	کسی شئے

اہل کتاب جان لیں کہ وہ اللہ کے فضل میں سے کسی شئے پر قدرت

مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

مِنْ	فَضْلِ اللّٰهِ	وَاَنَّ	الْفَضْلَ	بِيَدِ اللّٰهِ	يُؤْتِيْهِ
سے	اللہ کا فضل	اور یہ کہ	فضل	اللہ کے ہاتھ میں	وہ دیتا ہے اسے

نہیں رکھتے، اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ اسے دیتا ہے

ع ۴ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹

مَنْ يَّشَاۗءُ	وَاللّٰهُ	ذُو الْفَضْلِ	الْعَظِيْمِ
جس کو وہ چاہتا ہے	اور اللہ	فضل والا	بڑا۔

جس کو وہ چاہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(۲۸) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِعِيْسٰى اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى عِيْسٰى يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ نَصِيْبَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ لِاِيْمَانِكُمْ بِالنَّبِيَّيْنِ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ عَلَى الصِّرَاطِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(۲۸) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ پر ایمان لاؤ کہ اللہ تم کو دوہرا حصہ دے گا اپنی رحمت سے کہ تم دو پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اور تم کو نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی سے تم پل صراط چلو اور بخشے گا تمہارے گناہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

(۲۹) لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَيْ اَعْلَمَكُمْ بِذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ التَّوْرٰىةِ الَّذِيْنَ لَمْ يُؤْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِيْلَةِ وَاِسْمُهَا ضَمِيْرُ الشَّانِ وَالْمَعْنٰى اَنَّهُمْ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ خِلَافَ مَا فِيْ زَعْمِهِمْ اَنَّهُمْ اَحِبَّاءُ اللّٰهِ وَاَهْلُ رِضْوَانِهٖ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ يُعْطِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ فَاٰتَى الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ كَمَا تَقَدَّمَ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(۲۹) اس نے تم کو اس کی خبر کی تاکہ جان لیں اہل کتاب یعنی جن کو تورات دی گئی یعنی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔

یہ امر کہ وہ اللہ کے فضل سے کسی چیز پر قادر نہیں یعنی یہ نہیں کہ اللہ کا فضل ان کے اختیار میں ہو جس کو وہ چاہیں دیویں اور جس کو نہ چاہیں نہ دیویں اور نہ یہ کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ ان سے خوش ہے جیسا کہ وہ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور جان لیں یہ بات کہ بے شک فضل اور بزرگی اللہ کے قبضہ میں ہے دیوے وہ اس کو جس کو چاہے پس اس نے ان میں سے ایمان لانے والوں کو دوہرا ثواب دیا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور اللہ بڑے احسان اور فضل والا ہے۔

تشریح

(۲۸) اخلاص کے ساتھ اتباع رسول کے ثمرات | اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلو۔

جو اہل کتاب حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے اور اب محمد ﷺ کی رسالت کا یقین کرتے ہوئے آپ پر بھی ایمان لانے کی نعمت حاصل کی وہ دوہرے اجر کے مستحق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دوہرا حصہ ان کو عطا

فرمائے گا اور ان کو علم اور بصیرت کا وہ نور ملے گا جس کی روشنی میں وہ صاف طور پر دیکھیں گے کہ زندگی کے راستوں میں صاف اور سیدھی راہ کون سی ہے اور آخرت میں بھی ان کو وہ نور عطا ہوگا جس کی روشنی میں وہ میدانِ حشر سے جنت کا راستہ طے کریں گے۔ غرض دنیا اور آخرت دونوں جگہ ان کو کامیابی ملے گی بشرطیکہ پورے اخلاص کے ساتھ وہ اتباع رسول کا راستہ اختیار کریں ــ اور اگر ایمان کے تقاضے پورے کرنے میں بشری کمزوریوں کی وجہ سے کوئی کوتاہی ہو جائے گی تو اللہ اس کو معاف فرما دیں گے اور وہ قصور بھی معاف ہو جائیں گے جو ایمان لانے سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں سرزد ہوئے تھے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بہت مہربان ہے۔

(۲۹) اللہ تو جس کو چاہتے ہیں اپنے فضل سے نوازتے ہیں | اللہ کے فضل پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے اللہ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد کو مبعوث فرمایا ان کی مخلصانہ پیروی سے وہ درجے حاصل ہو سکتے ہیں جس کی تمنا اہل کتاب کرتے تھے کہ افسوس ہم پیغمبروں کے زمانے سے دور چلے گئے۔ اہل کتاب اور دوسرے اہل ایمان اگر چاہیں تو نبی آخر الزماں پر ایمان لا کر کئی گنا اجر حاصل کر سکتے ہیں اور گزشتہ خطاؤں کی معافی مل سکتی ہے اور ان کو وہ روشنی حاصل ہو سکتی ہے جو ان کی دنیا اور آخرت دونوں کو سنوارنے والی ہے اللہ تو جس کو چاہتے ہیں اپنے فضل سے نوازتے ہیں اور وہ بڑے فضل والے ہیں۔

۵۸

اَلْمُجَادَلَۃُ

○ ترتیب تلاوت ــــــــ ۵۸	○ ترتیب نزول ــــــــ ۱۰۵
○ مکی / مدنی ــــــــ مدنی	○ تعداد رکوعات ــــــــ ۳
○ تعداد آیات ــــــــ ۲۲	○ تعداد الفاظ ــــــــ ۴۷۹
○ تعداد حروف ــــــــ ۲۱۰۳	

○ اس سورت کی پہلی آیت ہے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا (اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے۔)

اس آیت میں لفظ تُجَادِلُكَ سے لے کر اس سورت کا نام اَلْمُجَادَلَۃُ (دال کے زبر کے ساتھ) یا اَلْمُجَادِلَۃُ (دال کے زیر کے ساتھ) رکھا گیا ہے۔ اگر مجادَلہ (دال کے زبر کے ساتھ) پڑھا جائے تو اس کے معنیٰ ہوں گے "بحث و تکرار"۔ اور اگر مجادِلہ (دال کے زیر کے ساتھ) پڑھا جائے تو معنیٰ ہوں گے (بحث و تکرار کرنے والی عورت)

○ سورۂ احزاب غزوۂ احزاب شوال ۵ھ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ سورۂ احزاب میں ایک آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ (آیت

(اور اللہ نے تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں نہیں بنادیا ہے ۔)

اس آیت میں صرف ایک اجمالی حکم بتایا گیا کہ ظہار کرنے سے بیوی ماں نہیں بن جاتی ۔ اس اجمالی حکم کی تفصیل جو سورۂ احزاب میں بیان ہوا تھا سورۂ مجادلہ میں بتادی گئی ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت سورۂ مجادلہ سورۂ احزاب کے بعد نازل ہوئی ہے ۔

اس سورت میں ان مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے جو اس وقت درپیش تھے ۔

شروع کی چھ آیتوں میں ظہار کے تفصیلی احکام بیان ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ یہ تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ شریعت کے احکام معلوم ہوجانے کے بعد اپنی مرضی سے کچھ قاعدے بنالینا یا شرعی حدود سے آگے بڑھنا ایمان کے منافی ہے ۔ ایمان کا تقاضہ ہی یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے احکامات کی پوری پوری پابندی کی جائے اور جاہلیت کے طریقوں پر ہرگز نہ چلا جائے ۔

اس سے آگے کی چار آیتوں میں منافقین کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ کس طرح اللہ کے نبی اور اہل ایمان کے خلاف منصوبے بناتے ہیں اور اپنے دلی بغض کی وجہ سے اللہ کے رسول کو اس طرح سلام کرتے ہیں جس میں بددعا کا پہلو نکلتا ہے ۔ اس میں اہل ایمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ان کی آپس کی گفتگو نیکی، تقویٰ اور خیر خواہی کی ہونی چاہیئے ۔

اس سے آگے کی آیتوں میں مسلمانوں کو معاشرتی، تہذیبی اور مجلسی آداب سکھائے گئے ہیں ۔ مجلس میں بیٹھنے کا طریقہ ایسا ہونا چاہیئے کہ بعد میں آنے والوں کو مناسب جگہ ملتی رہے ۔ ان کی نشست میں سلیقہ اور ڈسپلن ہو ۔ آگے جگہ چھوڑ کر نہ بیٹھیں کہ بعد میں آنے والوں کو گردنیں پھلانگ پھلانگ کر آگے جانا پڑے ۔ یا پیچھے جوتوں میں بیٹھنا پڑے یا وہ یہ سمجھ کر کہ بیٹھنے کی جگہ نہیں واپس چلے جائیں ۔

اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ آنے والے بلاضرورت بہت دیر تک بیٹھے رہیں جس سے اللہ کے رسول کو تکلیف ہو اور ضروری کاموں میں حرج ہو ۔ مجلسی آداب میں یہ بات شامل ہے کہ اپنے اور دوسرے کے وقت کی قدر کی جائے ۔

اس بات پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ ہر شخص اللہ کے نبی کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کرنے کی فرمائش نہ کرے اس سے دوسروں کو پریشانی محسوس ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے شروع میں پابندی کی عادت ڈالنے کے لئے یہ طریقہ رکھا کہ جو اللہ کے نبی کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کرنا چاہے وہ پہلے آپ کو کچھ ہدیہ پیش کرے جب عادت پڑ گئی تو پھر یہ ہدیے کا معاملہ ختم کردیا گیا ۔

سورت کے آخر میں صاف طور پر بتادیا گیا کہ ایمان میں اخلاص کا معیار یہ ہے کہ اللہ کے دین کے معاملے میں اپنے قرابت داروں کا بھی لحاظ نہ کیا جائے جو اللہ اور رسول کا دوست ہے وہ ان کا دوست ہو اور جو اللہ اور رسول کا دشمن ہو وہ ان کا دشمن ہو یعنی دوستی اور دشمنی صرف اللہ کے لئے ہو اور اس میں دوسرے معاملات کا کوئی لحاظ نہ ہو ۔ مخلص صاحبِ ایمان کی یہی کسوٹی ہے ۔

اٰیاتہا ۲۲	۵۸ = سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَکِّیَّۃٌ = ۱۰۵	رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْ

قَدْ سَمِعَ	اللّٰهُ	قَوْلَ	الَّتِیْ	تُجَادِلُكَ	فِیْ زَوْجِهَا	وَتَشْتَكِیْ
یقیناً سن لی	اللہ	بات	وہ عورت جو	آپ سے بحث کرتی تھی	اپنے خاوند کے بارے میں	اور شکایت کرتی تھی

یقیناً اللہ نے اس عورت (خولہ) کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث کرتی تھی۔ اور اللہ سے (اپنے غم کی) شکایت

اِلَی اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ①

اِلَی	اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	یَسْمَعُ	تَحَاوُرَكُمَا	اِنَّ اللّٰهَ	سَمِیْعٌ	بَصِیْرٌ
طرف کی	اللہ	اور اللہ	سنتا تھا	تم دونوں کی گفتگو	بے شک اللہ	سننے والا	دیکھنے والا

کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سنتا تھا۔ بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ
ثِنْتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ
تُجَادِلُكَ تُرَاجِعُكَ اَيُّهَا
النَّبِيُّ فِيْ زَوْجِهَا الْمُظَاهِرِ
مِنْهَا وَكَانَ قَالَ لَهَا اَنْتِ عَلَيَّ
كَظَهْرِ اُمِّيْ وَقَدْ سَاَلَتِ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
ذٰلِكَ فَاَجَابَهَا بِاَنَّهَا حَرُمَتْ
عَلَيْهِ عَلٰى مَا هُوَ الْمَعْهُوْدُ
عِنْدَهُمْ مِنْ اَنَّ الظِّهَارَ
مُوْجِبٌ فُرْقَةً مُؤَبَّدَةً وَهِيَ

سورۂ مجادلہ مدنی ہے
اس میں بائیس آیتیں ہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ الخ بیشک سنا اللہ نے قول اس عورت کا جو تجھ سے اے پیغمبر اپنے خاوند کے بارے میں جس نے اس سے ظہار کیا تھا گفتگو اور جواب سوال کرتی تھی (مراد اس عورت سے خولہ بنت ثعلبہ ہے اور خاوند اس کا اوس بن الصامت ہے اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو مجھ پر مثل پشت میری ماں کے ہے۔ اس نے پیغمبر سے دریافت کیا کہ میرے خاوند نے مجھ کو یہ کہا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اس پر حرام ہو گئی موافق اس کے جو ان میں معلوم و مقرر تھا کہ ظہار سے ہمیشہ کو فرقت اور جدائی ہو جاتی ہے۔)

خَوْلَۃَ بِنْتِ ثَعْلَبَۃَ وَھُوَ اَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَحْدَتَهَا وَفَاقَتَهَا وَصِبْيَةً صِغَارًا اِنْ ضَمَّتْهُمْ ضَاعُوْا اَوْ اِلَيْهَا جَاعُوْا وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا تَرَاجُعَكُمَا	اور شکایت کرتی تھی طرف اللہ کے اپنی تنہائی اور تنگی اور چھوٹے بچوں کی کہ اگر ان کو خاوند کے پاس چھوڑتی ہوں تو کوئی ان کی خبر نہ لے گا اور اپنے پاس رکھتی ہوں تو بھوکے رہیں گے۔ اور اللہ سنتا ہے تمہاری باہمی گفتگو کو۔
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ عَالِمٌ	بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

تشریح

(۱) ظہار کے سلسلے میں خولہ بنت ثعلبہ کا واقعہ | اسلام سے پہلے عرب میں یہ طریقہ تھا کہ شوہر اپنی بیوی سے اگر غصے میں یہ کہہ دیتا کہ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَہْرِ اُمِّیْ (تو میری ماں ہے) اس کے لغوی معنیٰ تو یہ ہیں کہ (تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ) ظَہْرٌ کے لغوی معنیٰ تو پیٹھ کے ہیں مگر استعارے کے طور پر یہ لفظ سواری کے طور پر بولا جاتا ہے ۔ مقصد اس لفظ کے کہنے کا یہ ہوتا تھا کہ تجھ سے عورت مرد والا تعلق قائم کرنا میرے لئے ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے ایسا کرنا ۔ عرب کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اس لفظ کے کہنے سے بیوی ساری عمر کے لئے اس پر حرام ہوگئی۔ اور اب کوئی صورت ان کے ملنے کی نہیں ہے ۔

مذکورہ آیت میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس کا تعلق قبیلہ خزرج کی خولہ بنت ثعلبہ اور ان کے شوہر اوس بن الصامت انصاری سے ہے ۔ حضرت اوس قبیلہ اوس کے سردار حضرت عبادہ بن الصامت کے بھائی تھے

میاں بیوی میں جھگڑا ہوا اور اس جھگڑے میں حضرت اوس نے اپنی بیوی خولہ کو یہ الفاظ کہہ دیئے کہ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَہْرِ اُمِّیْ ۝

حضرت خولہ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ بیان کیا۔

آپ نے فرمایا کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے ابھی تک کوئی خاص حکم نازل نہیں فرمایا۔ بعض روایت میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں تم اپنے شوہر پر حرام ہوگئیں ۔ اب تم دونوں کیوں کر مل سکتے ہو ۔

خولہ شکوہ زاری کرنے لگیں کہ گھر برباد ہو جائے گا، اولاد پریشان ہوگی۔ کبھی حضور صلعم سے بحث کرتیں یا رسول اللہ اس نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ کبھی اللہ کے سامنے رونے لگتیں کہ اے اللہ تو اپنے نبی کی زبان سے میری مشکل کو حل کر۔

اس پر ٹھیک اسی وقت جب خولہ شکایت کر رہی تھیں اور رو رہی تھیں یہ آیتیں نازل ہوئیں ۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس عورت کی فریاد رسی کی جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے، اور اللہ سے فریاد کئے جاتی ہے ۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے ۔

اس نے ہمیشہ کے لئے ایسے معاملات میں شریعت کا حکم نازل فرما دیا۔

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ

اَلَّذِیْنَ	یُظٰهِرُوْنَ	مِنْكُمْ	مِّنْ	نِّسَآىِٕهِمْ
جو لوگ	ظہار کرتے ہیں	تم میں سے	سے	اپنی بیویوں

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (انھیں ماں کہہ

مَا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ

مَا هُنَّ	اُمَّهٰتِهِمْ	اِنْ	اُمَّهٰتُهُمْ	اِلَّا	الّٰٓـِٔیْ
وہ نہیں	ان کی مائیں	نہیں	ان کی مائیں	مگر صرف	وہ عورتیں

دیتے ہیں) تو وہ ان کی مائیں نہیں (ہو جاتیں) ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنھوں نے

وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ

وَلَدْنَهُمْ	وَ اِنَّهُمْ	لَیَقُوْلُوْنَ	مُنْكَرًا	مِّنَ
جنھوں نے جنا ہے انہیں	اور بے شک وہ	البتہ کہتے ہیں	نامعقول	سے

انھیں جنا ہے۔ اور بے شک وہ ایک نامعقول بات اور جھوٹ

الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۲

الْقَوْلِ	وَ زُوْرًا	وَ اِنَّ	اللّٰهَ	لَعَفُوٌّ	غَفُوْرٌ
بات	اور جھوٹ	اور بے شک	اللہ	البتہ معاف کرنے والا	بخشنے والا

کہتے ہیں اور بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ

وَالَّذِیْنَ	یُظٰهِرُوْنَ	مِنْ	نِّسَآىِٕهِمْ	ثُمَّ
اور جو لوگ	ظہار کرتے ہیں	سے	اپنی بیویوں	پھر

اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔ (انھیں مائیں کہہ دیتے ہیں) پھر

یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ

یَعُوْدُوْنَ	لِمَا + قَالُوْا	فَتَحْرِیْرُ	رَقَبَةٍ	مِّنْ
وہ رجوع کریں	اس سے جو انھوں نے کہا (قول)	تو آزاد کرنا لازم ہے	ایک غلام	سے

وہ اپنے قول سے رجوع کریں تو (ان پر) لازم ہے آزاد کرنا ایک غلام کو اس سے

قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ

قَبْلِ	اَنْ + یَّتَمَآسَّا	ذٰلِكُمْ	تُوْعَظُوْنَ	بِهٖ	وَاللّٰهُ
قبل	کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں	یہ	تمہیں نصیحت کی جاتی ہے	اس سے کی	اور اللہ

قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں (باہم اختلاط کریں) یہ ہے جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ③

بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	خَبِیْرٌ
اس سے جو	تم کرتے ہو	باخبر ہے۔

اس سے باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

② اَلَّذِیْنَ یَظَّهَّرُوْنَ اَصْلُهٗ یَتَظَهَّرُوْنَ اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِی الظَّاءِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِاَلِفٍ بَیْنَ الظَّاءِ وَالْهَاءِ الْخَفِیْفَةِ وَفِیْ اُخْرٰی کَیُقَاتِلُوْنَ وَالْمَوْضَعِ الثَّانِیْ کَذٰلِكَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ بِهَمْزَةٍ وَیَاءٍ وَبِلَا یَاءٍ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ بِالظِّهَارِ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا كَذِبًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○ لِلْمُظَاهِرِ بِالْكَفَّارَةِ۔

② جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں وہ عورتیں درحقیقت ان کی ماں نہیں۔

ان کی ماں وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا۔

اور بے شبہ یہ لوگ جو ظہار کرتے ہیں نکمی اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔

اور بے شک اللہ بخشنے والا ہے ظہار کرنے والے کو کفارہ ادا کرنے سے معاف فرمانے والا ہے۔

③ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا اَیْ فِیْهِ بِاَنْ یُّخَالِفُوْهُ بِاِمْسَاكِ الْمُظَاهَرِ مِنْهَا الَّذِیْ هُوَ خِلَافُ مَقْصُوْدِ الظِّهَارِ مِنْ وَصْفِ الْمَرْاَةِ بِالتَّحْرِیْمِ

③ اور جو لوگ ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے پھر لوٹتے ہیں اپنی بات میں جو کہا یعنی اپنے کہے کا خلاف کرتے ہیں کہ اس عورت کو روکے رکھتے ہیں جس سے ظہار کیا حالاں کہ یہ خلاف مقصود ظہار کا ہے کہ ظہار میں عورت کا حرام ہونا بیان کیا جاتا ہے

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ اَیْ اِعْتَاقُهَا عَلَيْهِ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا بِالْوَطْئِ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

پس لوٹنے والے پر آزاد کرنا ہے غلام یا باندی کا پہلے اس سے کہ وہ باہم صحبت کریں۔ یہ تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے۔

تشریح

(۲) ظہار کرنے سے بیوی ماں نہیں بن جاتی | جس طرح منہ بولا بیٹا، بیٹا بنانے سے حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا اور سورۂ احزاب کی آیت ۴ میں ارشاد ہوچکا ہے کہ اللہ نے تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں نہیں بنا دیا ہے وہی بات اس آیت میں ارشاد ہوئی کہ بیوی جس نے اس کو جنا نہیں ہے وہ اس کی واقعی ماں کیوں کر بن سکتی ہے جو محض اتنے لفظ پر ہمیشہ کے لئے حقیقی ماں کی طرح حرام ہوجائے۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے۔ ماں کا ماں ہونا ایک حقیقی واقعہ ہے کیوں کہ اس نے آدمی کو جنا ہے۔ اسی وجہ سے ماں ہمیشہ کے لئے بیٹے پر حرام ہے۔ وہ عورت جس نے اس کو جنا نہیں ہے محض منہ سے کہہ دینے پر اس کی ماں کیسے ہوجائے گی۔ اس طرح اللہ نے جاہلیت کے اس قانون کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا جس کی رُو سے ظہار کرنے والے شوہر سے اس کی بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا تھا اور وہ اس کے لئے ماں کی طرح حرام سمجھی جاتی تھی۔

البتہ بیوی کو ایسا کہنا ایک سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات ہے۔ ماں کو بیوی سے تشبیہ دینا ایک بیہودہ حرکت ہے اور جھوٹ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اختیار نہیں دیا کہ جب چاہے ایک عورت کو بیوی کے حکم میں رکھے اور جب چاہے اسے ماں کا درجہ دے دے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ ظہار کرنا گناہ کی بات ہے اور ایسا کرنے والے کو اللہ سے توبہ کرلینی چاہیئے۔ حرکت تو ایسی ہے کہ اُسے سخت سزا ملنی چاہیئے لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے وہ بڑا مہربان ہے معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔ اس نے اس گناہ کی سزا ایسی عبادت اور نیکیوں کی شکل میں تجویز کی جو تمہارے نفس کی اصلاح کرنے والی اور تمہارے معاشرے میں بھلائی پھیلانے والی ہیں۔

(۳) ظہار کا پہلا کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا اور اس کی حکمت | اسلام نے بعض گناہوں پر جو کفارہ مقرر کیا ہے اس میں عبادت بھی ہے اور سزا بھی۔ عبادت اور سزا دونوں کو ایک جگہ جمع کرنے میں یہ حکمت ہے کہ آدمی کو اذیت بھی ہو اور ساتھ ساتھ وہ ایک نیکی اور عبادت کرکے اپنے گناہ کی تلافی بھی کرے جس سے اس کے نفس کی بھی اصلاح ہوسکے۔ ظہار کے جاہلانہ قانون کو منسوخ کرتے ہوئے یہ حکم دیا گیا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو اپنی ماں سے تشبیہ دے کر صحبت موقوف کردے اور پھر صحبت کرنا چاہے تو اس سے پہلے وہ ایک غلام آزاد کرے۔ یہ بطور سزا رکھا گیا ہے تاکہ پھر دوبارہ ایسی غلطی نہ ہو اور دوسرے بھی ایسی غلطی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے حالات کے مطابق احکام نازل کرتا ہے اور اس کو خبر ہے کہ تم کس حد تک اس پر عمل کرتے ہو۔ اگر آدمی چپکے سے اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھے اور پھر کفارہ دیئے بغیر زوجیت کے تعلق قائم کرلے تو دنیا میں چاہے کسی کو خبر نہ ہو مگر اللہ کو تو اس کی خبر ہوگی۔ اور اس کی پکڑ سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

اس لئے یہ کفارہ نفس کی اصلاح بھی کرتا ہے کہ انسان یہ نہ سمجھے کہ میں جو چاہے کرتا رہوں کسی کو کیا خبر لگے گی کسی کو خبر ہو یا نہ ہو مگر اللہ تو باخبر ہیں اور ہمارے عمل کا حساب ان کے سامنے ہونا ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

فَمَنْ	لَّمْ يَجِدْ	فَصِيَامُ	شَهْرَيْنِ	مُتَتَابِعَيْنِ
تو جو کوئی	نہ پائے	تو روزے	دو مہینے	لگاتار

تو جو کوئی یہ (غلام) نہ پائے تو لگاتار دو مہینے روزے (رکھے)

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

مِنْ قَبْلِ	اَنْ + يَّتَمَآسَّا	فَمَنْ	لَّمْ يَسْتَطِعْ
اس سے قبل	کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں	پھر جس	اسے مقدور نہ ہو

اس سے قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں (اختلاط کریں) پھر جس کو (اس کا بھی) مقدور نہ ہو

فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا

فَاِطْعَامُ	سِتِّيْنَ	مِسْكِيْنًا	ذٰلِكَ	لِتُؤْمِنُوْا
تو کھانا کھلائے	ساٹھ ۶۰	مساکین کو	یہ	اس لئے کہ تم ایمان رکھو

تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اس کے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَ

بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَتِلْكَ	حُدُوْدُ اللّٰهِ	وَ
اللہ پر	اور اس کا رسول	اور یہ	اللہ کی حدیں	اور

رسولؐ پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اور

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ اِنَّ الَّذِيْنَ

لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	اِنَّ	الَّذِيْنَ
نہ ماننے والوں کے لئے	عذاب	دردناک	بے شک	جو لوگ

نہ ماننے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بے شک جو لوگ

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا

يُحَآدُّوْنَ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	كُبِتُوْا	كَمَا
وہ مخالفت کرتے ہیں	اللہ	اور اس کا رسول	وہ ذلیل کئے جائیں گے	جیسے

اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل کئے جائیں گے جیسے

كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ

كُبِتَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	وَقَدْ اَنْزَلْنَآ	اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ
ذلیل کیے گئے	وہ لوگ جو	ان سے پہلے	اور یقیناً ہم نے نازل کیں	واضح آیتیں

ذلیل کیے گئے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے، اور یقیناً ہم نے واضح آیتیں نازل کی ہیں۔

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۵ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

وَلِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابٌ	مُّهِيْنٌ	يَوْمَ	يَبْعَثُهُمُ	اللّٰهُ	جَمِيْعًا
اور کافروں کے لئے	عذاب	ذلت کا	جس دن	وہ انھیں اٹھائے گا	اللہ	سب

اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ جس دن (جلا) اٹھائے گا اللہ ان سب کو تو جو

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۶ ع

فَيُنَبِّئُهُمْ	بِمَا عَمِلُوْا	اَحْصٰىهُ اللّٰهُ	وَنَسُوْهُ	وَاللّٰهُ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيْدٌ
تو وہ انھیں آگاہ کریگا	وہ جو انھوں نے کیا	اللہ نے اسے گن رکھا تھا	اور وہ اسے بھول گئے تھے	اور اللہ	ہر شے پر	نگراں

پھر انھوں نے کیا وہ انھیں آگاہ کرے گا۔ اسے اللہ نے گن (محفوظ) رکھا تھا اور وہ اسے بھول گئے تھے اور اللہ ہر شے پر نگراں ہے۔

(۴) فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ رَقَبَةً فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَيِ الصِّيَامَ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ عَلَيْهِ اَيْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا حَمْلًا لِلْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِّنْ غَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ ذٰلِكَ اَيِ التَّخْفِيْفُ فِي الْكَفَّارَةِ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ اَيِ الْاَحْكَامُ الْمَذْكُوْرَةُ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ بِهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مُؤْلِمٌ

(۴) پس جو کوئی نہ پادے غلام باندی) پس وہ روزے رکھے دو مہینے متواتر

پہلے اس سے کہ وہ باہم صحبت کریں پس جو روزہ نہ رکھ سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (یعنی یہ کھانا کھلانا بھی پہلے صحبت سے ہونا چاہیئے کہ مطلق مقید پر محمول ہوتا ہے۔ ہر ایک مسکین کو ایک مد یعنی دو رطل دینا چاہیئے اس کھانے سے جو اس شہر میں زیادہ رائج ہے۔

یہ تم پر کفارہ میں تخفیف اس لئے کی گئی ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے پیغمبر پر اور یہ احکام جو مذکور ہوئے اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں

اور جو لوگ ان کے منکر ہیں ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

⑤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ ۝	⑤ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا خلاف کرتے ہیں وہ ذلیل ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ جو اُن سے پہلے گزرے اپنے پیغمبروں کی مخالفت کرکے ذلیل ہوئے اور بے شک ہم نے اُتاری ظاہر آیتیں جو دلالت کرتی ہیں رسول کے سچا ہونے پر۔ اور کافروں کے لئے عذاب ذلیل کرنے والا ہے
⑥ یَوْمَ یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُہُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ۝	⑥ اس دن کہ اللہ ان سب کو اٹھاوے گا سو خبر دے گا ان کو جو انھوں نے کیا۔ اللہ کو ان کے عمل معلوم ہیں وہ ان کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ لوگ بھول گئے اس کو جو انھوں نے کیا اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

تشریح

④ ظہار کا دوسرا اور تیسرا کفارہ | اگر کوئی شخص غریب ہے ظہار کا کفارہ غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا اس زمانے میں جب کہ غلامی کا دستور ختم ہوچکا ہے کوئی غلام دستیاب نہ ہو تو — ظہار کا دوسرا کفارہ یہ ہے کہ زوجیت کے تعلقات قائم کرنے سے پہلے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے۔ بیچ میں کوئی روزہ ناغہ نہ ہو، دم لئے بغیر مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے مہینہ قمری چاند کے حساب سے ہوگا وہ اُنتیس دن کا بھی ہوسکتا ہے اور اور تیس دن کا بھی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں مہینے اُنتیس اُنتیس دن کے ہوجائیں۔ دن انتیس ہوں یا تیس دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنے ہیں۔ وہ اٹھاون روزے ہوجائیں، اُنسٹھ ہوں یا ساٹھ ہوں۔

اگر کوئی شخص اتنا ضعیف یا بیمار ہے کہ مسلسل دو مہینے کے روزے نہیں رکھ سکتا، تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم تمہیں اس لئے دیا جارہا ہے کہ تمہارے اندر اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرنے کی اسپرٹ پیدا ہو۔ کیوں کہ مومن کا طرز عمل یہ ہونا چاہئے کہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرنے کے لئے مستعد رہے۔

یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں اور اس کا نازل کیا ہوا قانون ہے۔ ایک مومن کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ احکام الٰہی سے روگردانی کا رویہ اختیار کرے جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کے لئے دردناک سزا ہے۔

○ ظہار کے مفصل قانون کے مطالعہ کے لئے ہماری کتاب "اسلامی قانون" متعلق دفعہ ۷۰، ۷۱، ۷۲، صفحہ ۲۲۵ سے لے کر صفحہ ۲۵۲ تک ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

⑤ اسلامی شریعت کے احکام انسانوں کے لئے اللہ کا فضل اور اس کی عنایت ہے | اللہ تعالیٰ اس کائنات کے خالق اور مالک ہیں۔ ان کا یہ حق ہے کہ اپنی سلطنت میں اپنے احکام نافذ کریں اور اپنے قوانین اور ضوابط کا اپنی مخلوق کو پابند بنائیں۔ کائنات کی تمام مخلوق اللہ کے بنائے ہوئے ضابطوں کی پابند ہے اور اس سے سرِمو ادھر

اُدھر نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ پوری کائنات کا نظام نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ جاری ہے اور اس میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا جو اللہ کی وحدانیت اس کی قدرت کاملہ کی کھلی ہوئی نشانی ہے۔

اللہ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس زمین پر اشرف المخلوقات انسان کو ایک مقررہ مدت تک زندگی گذارنے کے لئے بھیجا ہے اور اس کو ایک محدود دائرے میں آزادی اور اختیارات دیئے ہیں۔

بہت سے معاملات میں انسان بھی دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کے ضابطوں کا پابند ہے۔ مثلاً موت و حیات کے معاملے میں انسان قطعی بے اختیار ہے۔

اللہ کے احکام کی تابعداری کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں اللہ نے انسان کو آزادی دی ہے کہ اگر وہ چاہے اللہ کی شریعت پر عمل کرے اور چاہے تو نہ کرے۔

مگر اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اپنے لئے راہ عمل طے کرنا اپنی زندگی کے لئے قانون بنانا انسان کے بس کی بات نہیں ہے وہ جب بھی ایسا کرے گا ٹھوکر کھائے گا راستے سے بھٹک جائے گا اور اس کا بُرا انجام اس کے سامنے آئے گا۔ اس لئے اس نے اپنی کتابوں اور پیغمبروں کے ذریعہ احکام شریعت نازل فرما کر ترغیب دی اور آگاہ کیا کہ انسان اگر اس طریقے پر چلے گا تو اس کے حق میں بہتر ہوگا۔ ورنہ وہ ٹھوکر کھائے گا۔

مذکورہ آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یعنی اس نے جو راہ عمل بتائی ہے اس کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتے ہیں بلکہ انسان کے بنائے ہوئے قانون کو اللہ کے بنائے قانون سے افضل سمجھتے ہیں وہ اسی طرح رُسوا ہوں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ احکام الٰہی سے روگردانی کر کے ذلیل و خوار ہو چکے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالےٰ نے ہر معاملے میں صاف صاف احکام نازل کر دیئے ہیں اور کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جس میں اللہ کی ہدایت موجود نہ ہو۔ پھر بھی جو لوگ اس قانون سے بغاوت کریں اس کو ماننے سے انکار کریں ان کے لئے آخرت میں ذلت کا عذاب ہے دنیا کی بھی رسوائی ہے کہ وہ بھٹکتے ہی رہیں گے اور ان کو منزل نہ ملے گی اور آخرت میں رُسوا کن عذاب ہوگا۔ کیوں کہ اسلام اور اس کے احکام کا تعلق صرف دنیا کی زندگی کے ساتھ ہی نہیں بلکہ آخرت اور وہاں کے نتیجے کے ساتھ بھی ہے۔

(٦) دنیا میں کئے گئے انسان کے تمام اعمال کا حساب ہوگا۔ دنیاوی زندگی کا جتنا وقت اللہ نے مقرر کیا ہے انسان اس کو پورا کر کے موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ جب سے دنیا بنی ہے موت و حیات کا یہ سلسلہ چل رہا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

پھر ایک دن آئے گا کہ جتنے لوگ دنیا کے آغاز سے لے کر قیامت تک پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسی جسم کے ساتھ دوبارہ زندہ کریں گے اللہ کے حضور میں ان کی پیشی ہوگی اور جو کچھ انھوں نے کیا ہے وہ سب ان کے سامنے آئے گا۔ ہوسکتا ہے کہ خود وہ کوئی کام کر کے بھول گئے ہوں مگر اللہ نے ان کا سب کیا دھرا گِن گِن کر محفوظ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ایک ایک چیز پر خود شاہد و نگراں ہیں۔ جو کچھ انھوں نے کیا ہے سب کچھ اس کے دفتر میں لکھ لیا گیا ہے۔ پھر جب حساب ہوگا تو بتایا جائے گا کہ اس نے کون سا عمل کیا ہے؟ کہاں کیا ہے؟ اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟ اس کا عمل مع اپنے نتیجے کے سامنے آجائے گا اور پھر اس کے مطابق اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اس لئے انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے جو بھی کرے یہ سوچ کر کرے کہ میرے ہر عمل کا اور اس سے نکلنے والے نتیجے کا حساب ہونا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

أَلَمْ تَرَ	أَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا
کیا آپ نے نہیں دیکھا	کہ	اللہ	وہ جانتا ہے	جو	آسمانوں میں	اور جو

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو

فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ

فِي	الْأَرْضِ	مَا يَكُونُ	مِن	نَّجْوٰى	ثَلٰثَةٍ
میں	زمین	نہیں ہوتی	کوئی	سرگوشی	تین لوگوں میں

زمین میں ہے تین لوگوں میں کوئی سرگوشی نہیں ہوتی

إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

إِلَّا	هُوَ	رَابِعُهُمْ	وَلَا	خَمْسَةٍ	إِلَّا	هُوَ	سَادِسُهُمْ
مگر	وہ	ان میں چوتھا	اور نہ	پانچ کی	مگر	وہ	ان میں چھٹا

مگر وہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کی سرگوشی مگر وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے

وَلَا أَدْنٰى مِن ذٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ

وَلَا أَدْنٰى	مِن ذٰلِكَ	وَلَا	أَكْثَرَ	إِلَّا	هُوَ
اور نہ (خواہ) کم	اس سے	اور نہ	زیادہ	مگر	وہ

اور خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ مگر جہاں کہیں وہ ہوں

مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

مَعَهُمْ	أَيْنَ مَا	كَانُوا	ثُمَّ	يُنَبِّئُهُم	بِمَا عَمِلُوا	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
ان کے ساتھ	جہاں کہیں	وہ ہوں	پھر	وہ انھیں بتلائے گا	جو کچھ انھوں نے کیا	قیامت کے دن

وہ (اللہ) ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو کچھ انھوں نے کیا پھر قیامت کے دن وہ انھیں

إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ⑦

إِنَّ	اللّٰهَ	بِكُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيمٌ
بیشک	اللہ	ہر	شے کو	جاننے والا

بتلاوے گا بے شک اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

۷ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

۷ کیا تو نہیں جانتا کہ بے شبہ اللہ جانتا ہے اس چیز کو جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے۔
تین آدمی اگر مشورہ کرتے ہیں تو اللہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اور اگر پانچ آدمی مشورہ کرتے ہیں تو اللہ ان میں چھٹا ہوتا ہے اور اگر اس سے کم یا زیادہ ہوتے ہیں تب بھی اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں وہ ہوں یعنی اللہ ان کے مشوروں کو جانتا ہے ان کے حال سے بخوبی واقف ہے پھر ان کو خبر دے گا قیامت میں جو انھوں نے کیا بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

تشریح

۷ **منافقین کی حرکتوں پر تنقید — تمہاری حرکتیں اللہ سے چھپ نہیں سکتیں۔** منافقین کا ایک مستقل طبقہ تھا جو بظاہر تو مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہوگیا تھا مگر وہ دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔ وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں، فتنے برپا کریں۔ اس کے لئے وہ طرح طرح کی افواہیں پھیلاتے تھے سازشیں کرتے تھے۔ مسلمانوں کے خلاف کھسر پھسر کرتے رہتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہماری ان باتوں کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آیت ۷ سے لے کر آیت ۱۰ تک ان منافقین کی روش اور رویے پر سخت گرفت کی ہے اور فرمایا ہے کہ تم کتنی بھی چپکے چپکے باتیں کر لو اللہ کی قدرت کے سامنے تمہاری کچھ چلنے والی نہیں ہے اسے اپنے دین کو غالب کرنا ہے۔ وہ کر کے رہے گا۔ ارشاد ہوا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو زمین اور آسمانوں میں ہر ہر چیز کا علم ہے۔ اگر تم تین آدمی بیٹھے ہوئے سرگوشیاں کر رہے ہو تو یہ سمجھ لو کہ چوتھا ان میں اللہ ہے۔ اگر تم پانچ آدمی بیٹھے سرگوشیاں کر رہے ہو تو تم میں چھٹا اللہ ہے۔ خفیہ بات کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ جہاں بھی وہ ہوں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی وہ کیسے ہی محفوظ مقام پر خفیہ مشورے کر رہے ہوں ان کی بات دنیا بھر سے چھپ سکتی ہے مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتی۔ وہ دنیا کی ہر گرفت سے بچ سکتے ہیں مگر اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے پھر جب قیامت کے روز حساب کتاب ہوگا اللہ تعالیٰ ان کو بتا دے گا کہ انھوں نے دنیا میں کیا کیا حرکتیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو زمین اور آسمان کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا اور ان کے اعمال کا پورا پورا پتہ ہے — وہ کہیں بھی ہوں کسی حالت میں ہوں اللہ تعالیٰ اپنے علم کے ساتھ ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے کسی وقت بھی ان سے جدا نہیں ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ

أَلَمْ تَرَ	إِلَى	الَّذِيْنَ	نُهُوْا	عَنِ	النَّجْوٰى	ثُمَّ
کیا تم نے نہیں دیکھا	طرف۔کو	وہ جنہیں	منع کیا گیا	سے	سرگوشی	پھر

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں سرگوشی سے منع کیا گیا (مگر) وہ پھر

يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْإِثْمِ

يَعُوْدُوْنَ + لِمَا نُهُوْا	عَنْهُ	وَيَتَنٰجَوْنَ	بِالْإِثْمِ
وہ (وہی) کرتے ہیں وہ (بات) جو منع کیا گیا انھیں	اس سے	اور وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں	گناہ سے۔کی

وہی بات کرتے ہیں جس سے انھیں منع کیا گیا اور وہ گناہ اور سرکشی کی اور رسول ﷺ

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَإِذَا جَآءُوْكَ

وَالْعُدْوَانِ	وَمَعْصِيَتِ	الرَّسُوْلِ	وَإِذَا	جَآءُوْكَ
اور سرکشی	اور نافرمانی	رسول	اور جب	وہ آتے ہیں آپ کے پاس

کی نافرمانی (کے بارے میں) باہم سرگوشی کرتے ہیں، اور جب وہ آپ کے پاس آتے

حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ

حَيَّوْكَ	بِمَا	لَمْ يُحَيِّكَ	بِهِ اللّٰهُ	وَيَقُوْلُوْنَ
آپ کو سلام دعا دیتے ہیں	جس سے	آپ کو دعا نہیں دی	اس (لفظ) سے اللہ نے	وہ کہتے ہیں

ہیں تو آپ ﷺ کو سلام دعا دیتے ہیں اس لفظ سے جس سے اللہ نے آپ کو دعا نہیں دی۔ اور وہ اپنے

فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ

فِيْٓ	أَنْفُسِهِمْ	لَوْلَا	يُعَذِّبُنَا	اللّٰهُ	بِمَا نَقُوْلُ	حَسْبُهُمْ
میں	اپنے دل (جمع)	کیوں نہیں	عذاب دیتا ہمیں	اللہ	اس کی جو ہم کہتے ہیں	ان کے لئے کافی ہے

دلوں میں کہتے ہیں اللہ ہمیں اس کی کیوں سزا نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں۔ ان کے لئے کافی ہے

جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰٓأَيُّهَا

جَهَنَّمُ	يَصْلَوْنَهَا	فَبِئْسَ	الْمَصِيْرُ	يٰٓأَيُّهَا
جہنم	وہ ڈالے جائیں گے اس میں	سو برا	ٹھکانا	اے

جہنم وہ اس میں ڈالے جائیں گے۔ سو (یہ کیسا) برا ٹھکانا ہے۔ ، اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ

الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْٓا	اِذَا	تَنَاجَيْتُمْ	فَلَا تَتَنَاجَوْا	بِالْاِثْمِ
ایمان والو	جب	تم باہم سرگوشی کرو	تو سرگوشی نہ کرو	گناہ کی

ایمان والو! جب تم باہم سرگوشی کرو تو گناہ اور سرکشی کی

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ

وَالْعُدْوَانِ	وَمَعْصِيَتِ	الرَّسُوْلِ	وَتَنَاجَوْ	بِالْبِرِّ
اور سرکشی	اور نافرمانی	رسولؐ	اور سرگوشی کرو	نیکی میں

اور رسولؐ کی نافرمانی کے (بارے میں) سرگوشی نہ کرو۔ اور (بلکہ) نیکی اور

وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ⑨

وَالتَّقْوٰى	وَاتَّقُوْا	اللّٰهَ	الَّذِيْٓ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ
اور پرہیزگاری	اور ڈرو	اللہ	وہ جو	اس کی طرف۔ پاس	تم جمع کئے جاؤ گے

پرہیزگاری کی سرگوشی کرو اور اللہ سے ڈرو جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے۔

⑧ اَلَمْ تَرَ تَنْظُرْ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ
النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ
وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ
مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ هُمُ الْيَهُوْدُ نَهَاهُمُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا كَانُوْا
يَفْعَلُوْنَ مِنْ تَنَاجِيْهِمْ اَىْ تَحَدُّثِهِمْ
سِرًّا نَاظِرِيْنَ اِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
لِيُوْقِعُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرِّيْبَةَ
وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ اَيُّهَا
النَّبِىُّ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ
وَهُوَ قَوْلُهُمْ اَلسَّامُ عَلَيْكَ اَىِ
الْمَوْتُ وَيَقُوْلُوْنَ فِىٓ اَنْفُسِهِمْ
لَوْلَا هَلَّا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ
مِنَ التَّحِيَّةِ وَاَنَّهُ لَيْسَ بِنَبِىٍّ
اِنْ كَانَ نَبِيًّا حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ

⑧ کیا تونے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو سرگوشی کرنے سے منع کئے گئے تھے پھر وہ لوٹے اس امر کی طرف جس سے منع کئے گئے تھے اور مشورہ کرتے ہیں ساتھ گناہ اور ظلم اور رسول کی نافرمانی کے مراد ان سے یہود ہیں کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا پوشیدہ باتوں سے جو وہ ایمان والوں کی طرف دیکھ کر آپس میں آہستہ مشورہ کرتے تھے تاکہ ان کے دلوں میں شک ہو کہ یہ ہماری نسبت کچھ مشورہ کرتے ہیں اور ان کو اس سے ملال ہو۔

اور اے پیغمبر جس وقت وہ تیرے پاس آتے ہیں تجھ کو سلام کرتے ہیں ایسا سلام جو اللہ نے تجھ کو نہیں کیا یعنی وہ کہتے ہیں اَلسَّامُ عَلَيْكَ جس کے معنی موت کے ہیں۔ اور وہ اپنے جی میں کہتے ہیں کہ اللہ ہم کو کیوں عذاب نہیں کرتا اگر یہ پیغمبر ہے ہمارے اس طرح کہنے پر یعنی السام علیک کہنے پر اور ہمارے اس کلام پر کہ ہم کہتے ہیں محمد پیغمبر نہیں۔
دوزخ ان کو کافی ہے۔

يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هي

دہ دوزخ میں داخل ہوں گے سو برا ٹھکانہ ہے دوزخ۔

(۹) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

(۹) اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور ظلم اور پیغمبر کی نافرمانی کرنے کی سرگوشی نہ کرو
اور نیک کام اور پرہیزگاری کا مشورہ کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔

تشریح

(۸) **آں حضرت ؐ کی مجلس میں یہود و منافقین کی سرگوشیاں اور آپ ؐ کی شان میں گستاخی** —— اسلام نے مجلس کے جو آداب سکھائے ہیں ان میں ایک ادب یہ ہے کہ جب کئی آدمی بیٹھے ہوئے ہوں تو دو یا تین آدمی دوسرے آدمیوں کو نظر انداز کرکے کانا پھوسی نہ کریں اس سے دوسرے آدمی کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ معلوم نہیں کیا بات ہو رہی ہے جس سے مجھے الگ رکھا گیا ہے۔ مجلس میں کسی کی دل شکنی ہو یا کسی کو غلط فہمی ہو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اللہ کے نبی ؐ نے ان یہود و منافقین کو منع فرمایا تھا کہ مجلس میں بیٹھ کر وہ آداب مجلس کا خیال رکھیں اور آپس میں سرگوشیاں اور کانا پھوسی نہ کریں۔ مگر یہ لوگ نبی ؐ کے منع کرنے کے باوجود اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔

اس پر اللہ تبارک تعالٰے نے اس مذکورہ آیت میں تنبیہ فرمائی کہ انھیں سرگوشیاں کرنے سے منع کر دیا گیا تھا مگر یہ پھر بھی وہی حرکت کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی یہ کانا پھوسی اور چھپ چھپ کر باتیں کرنا کسی اچھے کام کے لئے نہیں ہوتا بلکہ بے ہودہ کاموں کے لئے اور رسول ؐ کی نافرمانی کے لئے ان کی یہ سرگوشیاں کانا پھوسی اور چھپ چھپ کر باتیں ہوتی ہیں۔

○ دوسری بے ہودہ حرکت ان منافقین کی یہ ہے کہ جب یہ اللہ کے رسول کی مجلس میں آتے ہیں تو اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہوئے اور اپنے دلی بغض و عناد کو نکالتے ہوئے اس طرح زبان کو موڑ کر سلام کرتے ہیں کہ وہ "السلام علیکم" کے بجائے — "السام علیکم" ہوتا ہے دونوں الفاظ کے معنی میں بڑا فرق ہے۔ السلام علیکم کے معنی ہیں (تم پر سلامتی ہو) اللہ تعالٰی نے اپنے رسولوں کو جو سلام کیا ہے اس میں فرمایا ہے سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ۔ اور کہیں فرمایا۔ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ۔ اور مومنین کی زبان سے ارشاد ہوا جو نماز میں التحیات میں بھی پڑھا جاتا ہے، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

جب کہ "السام علیکم" کے معنی ہیں (تجھے موت آئے) گویا اللہ نے جو آپ کو سلامتی کی دعا دی تھی وہ اس کے خلاف بد دعا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، السام علیک یا ابا القاسم یعنی السام علیک کا تلفظ کچھ اس انداز سے کیا کہ سننے والا سمجھے کہ سلام کیا ہے مگر دراصل انھوں نے السام کہا تھا جس کے معنی موت کے ہیں۔ حضور نے جواب میں فرمایا "وعلیکم"۔

حضرت عائشہ رض نے سنا تو ان سے برداشت نہ ہوا اور انھوں نے جواب میں کہہ دیا: "عَلَيْكَ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ" حضور ؐ نے سنا تو کمالِ خلق سے یہ جواب پسند نہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کو بد زبانی پسند نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رض نے کہا کہ آپ نے سنا نہیں انھوں نے کیا کہا۔ آپ ؐ نے فرمایا، عائشہ تم نے سنا نہیں کہ میں نے انھیں کیا جواب دیا۔ میں نے ان سے کہہ دیا۔ وَعلیکم۔ (اور تم پر بھی)۔

آپ کی ان باتوں پر یہ یہود و منافق اپنے دلوں میں یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ اگر واقعی اللہ کے رسول ہوتے تو ہماری

اس بات پر ہم پر عذاب کیوں نہیں آیا۔ ہم یہ حرکتیں کرتے رہتے ہیں پھر بھی ہم پر عذاب نہیں آتا۔
اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے کہ تمہارے لئے جہنم کا عذاب ہی کافی ہے۔ جب وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے اور یہ انتہائی برا انجام ہے۔

(۹) سرگوشی کب جائز ہے کب جائز نہیں | سرگوشی یعنی آپس میں راز کی باتیں کرنا کس حالت میں جائز ہے۔؟

(۱) اگر چند لوگ بیٹھے ہوئے آپس میں سرگوشیاں اور راز کی باتیں کر رہے ہوں اور وہ ایسے لوگ ہوں جن کے بارے میں لوگ جانتے ہیں کہ یہ اچھے لوگ ہیں ان کو کسی جگہ راز کی باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر کوئی یہ نہیں سمجھے گا کہ یہ کسی شرارت کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ لیکن اگر وہ لوگ اپنی شرارت و بدکرداری میں معروف ہوں اور اس طرح سرگوشیاں کر رہے ہوں تو ان کو دیکھ کر یہی خیال ہوگا کہ ہو نہ ہو کسی فتنے کی تیاری ہو رہی ہے۔

(۲) اگر کچھ لوگوں نے اپنا ایک جتھہ بنا رکھا ہو اور ان کا مستقل وطیرہ یہی ہو کہ وہ اس طرح آپس میں کھسر پھسر کرتے رہتے ہوں تو اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس سے مسلمانوں کی جماعت میں پارٹی بندی پیدا ہوتی ہے۔

(۳) سرگوشی کرنا اس صورت میں جائز ہے کہ جب کسی جھگڑے کا فیصلہ کرنا ہو، کسی کا حق دلوانا ہو، کسی نیک کام میں حصہ لینا ہو۔ معلوم ہوا کہ سرگوشی کے جائز ہونے نہ ہونے کا فیصلہ اس کی نوعیت پر ہے۔ اگر اچھے کاموں کے لئے سرگوشی ہو رہی ہے تو کار ثواب ہے۔ اگر غلط کام کے لئے سرگوشی ہو رہی ہے تو یہ گناہ ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان لانے والے جب آپس میں سرگوشی اور راز کی باتیں کریں تو ان کی باتیں نیکی اور تقویٰ کی باتیں ہوں۔ ان کی باتیں گناہوں کی ایک دوسرے پر زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی باتیں نہ ہوں وہ اللہ سے ڈرتے رہیں جس کے حضور میں پیش ہو کر اپنے عمل کا حساب دینا ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ نساء میں ارشاد ہوا ہے۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ (آیت ۱۱۴)

(لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر و بیشتر کوئی بھلائی نہیں ہوتی ہاں اگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ و خیرات کی تلقین کرے یا کسی نیک کام کے لئے یا لوگوں کے معاملات میں اصلاح کے لئے کسی سے کچھ کہے تو یہ البتہ بھلی بات ہے۔)

نبی ﷺ نے مجلس کے آداب کی یہ تعلیم دی ہے کہ جب تین آدمی بیٹھے ہوں تو دو آدمی آپس میں کھسر پھسر نہ کریں۔ کیوں کہ یہ تیسرے آدمی کے لئے باعث رنج ہوگا۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تین آدمی اور دو آدمی آپس میں سرگوشی کریں تو تیسرے سے اجازت لے لیں، کیوں کہ یہ اس کے لئے باعث رنج ہوگا۔

ناجائز سرگوشی کی تعریف میں یہ بات بھی آتی ہے کہ دو آدمی کسی ایسی زبان میں بات کرنے لگیں جسے تیسرا نہ سمجھتا ہو۔ یہ بات بھی ناجائز ہے کہ سرگوشی کے دوران وہ تیسرے آدمی کی طرف اس طرح دیکھیں یا اشارہ کریں جیسے اسی کے بارے میں بات ہو رہی ہو۔

اسلامی مجلس کے ان آداب میں انسانی جذبات کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے وہ دین جو باہمی محبت کی تعلیم دیتا ہے ایسی سرگوشیوں کو کیسے گوارا کر سکتا ہے جن سے نفرت و عداوت پیدا ہو۔

إِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ

الَّذِيْنَ	لِيَحْزُنَ	الشَّيْطٰنِ	مِنَ	النَّجْوٰى	إِنَّمَا
ان لوگوں کو جو	تاکہ وہ غمگین کرے	شیطان	سے	سرگوشی	اس کے سوا نہیں

اس کے سوا نہیں کہ سرگوشی شیطان (کی طرف) سے ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو غمگین کردے۔

اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

بِاِذْنِ اللّٰهِ	اِلَّا	شَيْـًٔا	بِضَآرِّهِمْ	وَلَيْسَ	اٰمَنُوْا
اللہ کے حکم کے	بغیر	کچھ	وہ ان کا بگاڑ سکتا	اور نہیں	ایمان لائے

جو ایمان لائے، اور وہ اللہ کے حکم کے بغیر ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑩

الْمُؤْمِنُوْنَ	فَلْيَتَوَكَّلِ	وَعَلَى اللّٰهِ
مومن (جمع)	تو بھروسہ کرنا چاہیئے	اور اللہ پر

اور مومنوں کو اللہ پر (ہی) بھروسہ کرنا چاہیئے۔

⑩ إِنَّمَا النَّجْوٰى بِالْاِثْمِ وَنَحْوِهٖ مِنَ
الشَّيْطٰنِ بِغُرُوْرِهٖ لِيَحْزُنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ هُوَ
بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
اَىْ اِرَادَتِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ○

⑩ بات یہ ہے کہ گناہ و نافرمانی کا مشورہ کرنا شیطان کا فریب اور دھوکہ ہے تاکہ غم میں ڈالے ایمان والوں کو حالاں کہ وہ ان کو کچھ ضرر بدون حکم خدا کے نہیں پہنچا سکتا

اور چاہیئے کہ اللہ پر بھروسہ کریں ایمان والے۔

تشریح

⑩ فتنہ پھیلانے والی سرگوشیاں شیطانی عمل ہے مگر اہل ایمان کو اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

بعض دفعہ اہل ایمان کے دشمن منافقین جان بوجھ کر بھی جھوٹ موٹ سرگوشیاں کرتے تھے تاکہ مسلمان دل گرفتہ ہوں اور یہ سمجھیں کہ ہمارے خلاف کوئی سازش رچائی جارہی ہے۔

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فتنہ پھیلانے والی سرگوشیاں ایک شیطانی کام ہے اور اس لیئے کی جاتی ہیں کہ ایمان لانے والے اس سے رنجیدہ ہوں لیکن اہل ایمان اللہ پر بھروسہ رکھیں بغیر اللہ کے حکم کے کوئی چیز ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اللہ پر بھروسہ رکھنے والا ہلکے دل کا نہیں ہوسکتا کہ بلا وجہ اندیشے میں مبتلا ہوکر اپنا سکون غارت کرے۔ نفع نقصان سب اللہ کے قبضے میں ہے اس لیئے اللہ پر بھروسہ رکھو۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ

یٰٓاَیُّھَا	الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا	اِذَا	قِیْلَ	لَکُمْ	تَفَسَّحُوْا	فِی الْمَجٰلِسِ
اے	مومنو !	جب	کہا جائے	تمہیں	تم کھل کر بیٹھو	مجلسوں میں

اے مومنو! جب تمہیں کہا جائے کہ تم مجلس میں کھل کر بیٹھو، تو تم

فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ ۚ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا

فَافْسَحُوْا	یَفْسَحِ اللّٰہُ	لَکُمْ	وَاِذَا قِیْلَ	انْشُزُوْا	فَانْشُزُوْا
تو تم کھل کر بیٹھ جایا کرو	کشادگی بخشے گا اللہ	تمہیں	اور جب کہا جائے	تم اٹھ کھڑے ہو	تو اٹھ جایا کرو

کھل کر بیٹھ جایا کرو، اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا ، اور جب کہا جائے کہ تم اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ جایا کرو

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا

یَرْفَعِ	اللّٰہُ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْکُمْ	وَالَّذِیْنَ	اُوْتُوا
بلند کرے گا	اللہ	جو لوگ	ایمان لائے	تم میں سے	اور جن لوگوں کو	عطا کیا گیا

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اللہ (ان کے درجے) بلند کرے گا اور جن لوگوں کو علم عطا کیا

الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ⑪

الْعِلْمَ	دَرَجٰتٍ	وَاللّٰہُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	خَبِیْرٌ
علم	درجے	اور اللہ	اس سے جو کچھ	تم کرتے ہو	باخبر

گیا (ان کے) درجے (ہیں) اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

(۱۱) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ
لَکُمْ تَفَسَّحُوْا تَوَسَّعُوْا فِی
الْمَجْلِسِ مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوِ الذِّکْرِ
حَتّٰی یَجْلِسَ مَنْ جَآءَکُمْ وَفِیْ
قِرَاءَۃٍ الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا
یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ فِی الْجَنَّۃِ
وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا قُوْمُوْا اِلَی
الصَّلٰوۃِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْخَیْرَاتِ
فَانْشُزُوْا وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِضَمِّ الشِّیْنِ

(۱۱) اے ایمان والو جس وقت تم سے کہا جائے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مجلس یا مجلس ذکر میں مل کر بیٹھو اور فراخی کرو تاکہ جو کوئی بعد میں آوے وہ بھی بیٹھ جاوے۔

تو تم فراخی کرو اور آنے والے کو جگہ دو اللہ تم پر جنت میں فراخی فرمائے گا۔
اور جب تم سے کہا جاوے کہ نماز وغیرہ دیگر امور خیر کی طرف اٹھو تم اٹھ کر چلو۔

فِيهِمَا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ بِالطَّاعَةِ فِيْ ذٰلِكَ وَيَرْفَعِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ فِي الْجَنَّةِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اللہ درجہ بلند کرے گا ان لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے یعنی اس بارے اطاعت کے اور بلند کرے گا درجے جنت میں ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا۔

اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کاموں کی۔

تشریح

(۱۱) مجلسی تہذیب کے آداب اسلام انسان کو ہر اعتبار سے مہذب اور سلیقہ مند بناتا ہے۔ مذکورہ آیت ۱۱ سے لے کر آیت ۱۳ تک تین آیتوں میں مجلسی آداب بتائے گئے ہیں۔

○ پہلا ادب یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی مجلس میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہوں اور بعد میں کچھ لوگ آئیں تو ذرا سمٹ کر بیٹھ جائیں اور دوسروں کے لئے گنجائش پیدا کریں۔ تہذیب کی بات یہ ہے کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگ نئے آنے والے لوگوں کو جگہ دیں اور کچھ سمٹ کر کچھ سکڑ کر ان کے لئے کشادگی پیدا کریں۔

○ دوسری طرف آنے والوں کو بھی چاہیئے کہ وہ زبردستی ان کے اندر نہ گھسیں اور کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کریں۔ حدیث میں آتا ہے نبی ؐ نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر دھنس جائے۔

جب پہلے سے بیٹھنے والے مجلس میں گنجائش پیدا کردیں گے تو آنے والے کے لئے یہ مناسب نہ ہوگا کہ وہ لوگوں کو پھلانگتا ہوا اندر گھسنے کی کوشش کرے۔

○ مجلس کا دوسرا ادب یہ بتایا کہ بہت دیر تک جم کر نہ بیٹھ جاؤ اس سے صاحب خانہ کو بعض اوقات اذیت ہوتی ہے۔ اور اگر مجلس برخاست کرنے کے لئے کہا جائے تو اٹھ جاؤ اور اس پر برا مت مناؤ کہ ہم سے اٹھنے کے لئے کہا جارہا ہے۔

○ تیسری بات یہ بتائی کہ آں حضرت ؐ کے قریب بیٹھنا کوئی درجات کی بلندی کا باعث نہیں ہے۔ درجات کی بلندی کے لئے تو ایمان اور علم ہے۔

اللہ نے جن کو علم دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔ آپ کے قریب زیادہ دیر بیٹھنے سے کوئی رتبہ بلند نہ ہوگا بلکہ اصل سرمایہ ایمان اور علم اور وہ اخلاق ہیں جو ایک مومن میں ہونے چاہئیں۔

اور تم جو اخلاص کے ساتھ جو بھی کام کروگے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں۔

سچا ایمان اور صحیح علم انسان کو ادب اور تہذیب سکھلاتا ہے اور متواضع بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے کام اور لیاقت کے موافق درجے عطا کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کون واقعتاً اہل ایمان اور علم والے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ

يَٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْٓا	اِذَا	نَاجَيْتُمُ	الرَّسُوْلَ
اے	مومنو	جب	تم کان میں بات کرو	رسولؐ

اے مومنو! جب تم رسولؐ سے کان میں بات کرو (سرگوشی کرو)

فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ

فَقَدِّمُوْا	بَيْنَ يَدَيْ	نَجْوٰىكُمْ	صَدَقَةً	ذٰلِكَ	خَيْرٌ لَّكُمْ
تو تم دے دو	پہلے	اپنی سرگوشی	کچھ صدقہ	یہ	بہتر تمہارے لئے

تو تم اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دو، یہ تمہارے لئے بہتر اور

وَاَطْهَرُ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَ

وَاَطْهَرُ	فَاِنْ	لَّمْ تَجِدُوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	ءَ
اور زیادہ پاکیزہ	پھر اگر	تم نہ پاؤ	تو بیشک اللہ	بخشنے والا	رحم کرنے والا	کیا

زیادہ پاکیزہ ہے، پھر اگر تم (مقدور) نہ پاؤ تو بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ کیا

اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ

اَشْفَقْتُمْ	اَنْ تُقَدِّمُوْا	بَيْنَ يَدَيْ	نَجْوٰىكُمْ	صَدَقٰتٍ
تم ڈر گئے	کہ تم دے دو	پہلے	اپنی سرگوشی	صدقات

تم اس سے ڈر گئے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دو۔

فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

فَاِذْ	لَمْ تَفْعَلُوْا	وَتَابَ	اللّٰهُ	عَلَيْكُمْ	فَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتُوا
سو جب	تم نہ کر سکے	اور درگزر فرمایا	اللہ	تم پر	تو قائم کرو تم	نماز	اور ادا کرو

سو جب تم نہ کر سکے اور اللہ نے تم پر درگزر فرمایا تو تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا

ع ۲ ۲

الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

الزَّكٰوةَ	وَاَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَاللّٰهُ	خَبِيْرٌ	بِمَا تَعْمَلُوْنَ
زکوٰۃ	اور تم کہا مانو	اللہ	اور اس کا رسول	اور اللہ	باخبر	اس سے جو تم کرتے ہو

کرو اور اللہ اس کے رسول کا کہا مانو اور اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو

(۱۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ أَرَدْتُمْ مُنَاجَاتَهُ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ قَبْلَهَا صَدَقَةً ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطْهَرُ لِذُنُوبِكُمْ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تَتَصَدَّقُونَ بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ لِمُنَاجَاتِكُمْ رَحِيمٌ ○ بِكُمْ يَعْنِي فَلَا عَلَيْكُمْ فِي الْمُنَاجَاتِ مِنْ غَيْرِ صَدَقَةٍ ثُمَّ نُسِخَ ذَٰلِكَ بِقَوْلِهِ

(۱۲) اے ایمان والو جس وقت تم پیغمبر سے مشورہ کا ارادہ کرو تو مشورہ سے پہلے کچھ صدقہ خیرات کرو یہ تمہارے حق میں عمدہ ہے۔
اور باعث پاکی کا ہے گناہوں سے۔
پس اگر تمہارے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو تو اللہ بخشنے والا ہے بدون صدقہ دینے کے مشورہ کرنے کو
مہربان ہے تم پر۔
پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اس کلام الٰہی سے۔

(۱۳) أَأَشْفَقْتُمْ بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَإِبْدَالِ الثَّانِيَةِ أَلِفًا وَتَسْهِيلِهَا وَإِدْخَالِ أَلِفٍ بَيْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْأُخْرَى وَتَرْكِهِ أَيْ أَخِفْتُمْ مِنْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ لِلْفَقْرِ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا الصَّدَقَةَ وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ رَجَعَ بِكُمْ عَنْهَا فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَيْ دُومُوا عَلَى ذَٰلِكَ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

(۱۳) کیا تم خوف کرتے ہو اس امر سے کہ اپنے مشورہ سے پہلے کچھ فقیروں کو صدقہ دو۔
تو جب کہ تم نے یہ نہ کیا یعنی صدقہ نہ دیا، اور اللہ نے اس سے تم پر رجوع کیا۔ اور مواخذہ نہ کیا،
پس تم قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرو یعنی ان امور پر ہمیشگی کرو۔
اور اللہ خبردار ہے،
تمہارے کاموں سے۔

تشریح

(۱۲) آں حضرت ﷺ سے تخلیے میں بات کرنے سے پہلے صدقے کا حکم | آں حضرت ﷺ بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور آپ کے مزاج میں مروّت بہت تھی۔ بہت سے لوگ آکر آپ سے تخلیہ میں گفتگو کرنے کی درخواست کرتے تھے تو آپ ﷺ اپنی مروت کی وجہ سے ان کی درخواست کو رد نہ فرماتے تھے۔ اب یہ بات اتنی بڑھتی چلی گئی کہ بعض اوقات بے ضرورت بھی لوگ آپ کو تکلیف دینے لگے اور کوئی اہم حاجت نہ ہوتی تب بھی تخلیے میں آپ سے بات کرنا چاہتے۔

وقت ضائع ہونے کے علاوہ اس میں دوسری باتیں بھی پیدا ہونے لگیں۔ اس کی وجہ سے منافقین کو افواہیں پھیلانے کا موقع مل جاتا۔ اور منافقین کو یہ کہنے کا بھی موقع مل جاتا کہ آپ کانوں کے کچے ہیں ہر ایک کی سن لیتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ لوگ اپنی بڑائی جتانے کے لئے کہ ہم حضور ﷺ سے بہت قریب ہیں آپ سے خلوت میں بات کرتے تھے

اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ پابندی لگا دی کہ جو صاحب مقدرت ہیں اور وہ آں حضرت ﷺ سے خلوت میں بات کرنا چاہتے ہیں وہ تنہائی میں بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات کر کے آئیں۔

اس میں کئی فائدے تھے۔ غریبوں کی خدمت ہو جائے، صدقہ کرنے والے کے نفس کا تزکیہ ہو جائے، مخلص اور منافق کی تمیز ہو جائے اور غیر ضروری طور پر خلوت کی فرائش کرنے والے کم ہو جائیں۔

اگر کوئی غریب ہے اور اس کے پاس خیرات کرنے کو کچھ نہیں ہے تو اس کے لئے یہ قید معاف تھی ـــــ قرآن مجید میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ صدقہ کی مقدار کتنی ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے حضرت علی رضہ سے مشورہ کیا کہ کتنا صدقہ مقرر کیا جائے؟ کیا ایک دینار ہو؟ ـــ حضرت علی رضہ نے فرمایا، یہ زیادہ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر آدھا دینار ـــــ حضرت علی رضہ نے عرض کیا کہ یہ بھی زیادہ ہے۔

آپ ﷺ نے پوچھا پھر کتنا ہو؟ ـــــ حضرت علی رضہ نے عرض کیا کہ ایک جو کے برابر سونا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِنَّكَ لَزَهِيْدٌ۔ تم نے تو بہت کم مقدار کا مشورہ دیا۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ یہ قرآن مجید کی ایسی آیت ہے جس پر میرے علاوہ کسی نے عمل نہیں کیا۔ اس حکم کے آتے ہی میں نے صدقہ پیش کیا اور آپ سے ایک مسئلہ پوچھ لیا۔

اس حکم سے یہ فائدہ ہوا کہ منافقین نے تو بخل کی وجہ سے سرگوشی کی عادت چھوڑ دی اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ اللہ نے یہ قید اس لئے لگائی ہے کہ اس کو سرگوشیاں کرنا زیادہ پسند نہیں ہے۔ آخر کچھ عرصے بعد ہی یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ ہو گیا۔

(۱۳) خلوت میں بات کرنے پر صدقہ دینے کے حکم کی منسوخی کا اعلان | آیت مذکورہ میں سابقہ حکم کی منسوخی کا اعلان کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ تخلیے میں گفتگو کرنے سے پہلے تمہیں صدقات دینے ہوں گے؟ ـ اچھا اگر تم ایسا نہ کرو ـــ اور اللہ نے تمہیں اس سے معاف کر دیا ـــ تم ان مستقل احکام پر عمل کرو جو منسوخ ہونے والے نہیں ہیں نماز قائم کرتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو، اس سے نفس کا کافی تزکیہ ہو جائے گا، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے اس لئے جو بھی کرو اخلاص کے ساتھ کرو۔

صدقہ دینے کا حکم کب تک رہا کسی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن سے بھی کم۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دس دن تک رہا۔

بہر حال حکم کا جو منشا تھا وہ یہ تھا کہ اس طرح کے لایعنی عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنا تھا اور اس کی عادت چھڑانی تھی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ

اَلَمْ تَرَ	اِلٰى	الَّذِيْنَ	تَوَلَّوْا	قَوْمًا	غَضِبَ + اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	مَا هُمْ
کیا تم نے نہیں دیکھا	طرف، کو	وہ لوگ جو	دوستی کرتے ہیں	ان لوگوں سے	اللہ نے غضب کیا	ان پر	نہ وہ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جو ان لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب کیا وہ نہ تم میں

مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ⑭

مِّنْكُمْ	وَلَا	مِنْهُمْ	وَيَحْلِفُوْنَ	عَلَى + الْكَذِبِ	وَهُمْ	يَعْلَمُوْنَ
تم میں سے	اور نہ	ان میں سے	اور وہ قسم کھاتے ہیں	جھوٹ پر	حالانکہ وہ	جانتے ہیں

سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جھوٹ پر قسم کھاتے ہیں حالاں کہ وہ جانتے ہیں۔

⑭ اَلَمْ تَرَ تَنْظُرْ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا هُمُ الْمُنَافِقُوْنَ قَوْمًا هُمُ الْيَهُوْدُ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ اَيِ الْمُنَافِقُوْنَ مِّنْكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا مِنْهُمْ مِنَ الْيَهُوْدِ بَلْ هُمْ مُذَبْذَبُوْنَ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ اَيْ قَوْلِهِمْ اِنَّهُمْ مُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَنَّهُمْ كَاذِبُوْنَ فِيْهِ

⑭ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ الخ کیا تونے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دوستی کرتے ہیں ایسی قوم سے جس پر اللہ کا غصہ ہے یعنی یہود سے مراد دوستی کرنے والوں سے منافقین ہیں۔ یہ منافق نہ تم میں سے ہیں اے ایمان والو اور نہ یہود میں سے بلکہ تذبذب میں نہ اِدھر نہ اُدھر۔
اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور حال یہ کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم اس قول میں جھوٹے ہیں۔

تشریح

⑭ منافقین اور یہود کی ملی بھگت | نبیؐ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو وہاں آپ کا واسطہ ایک تو یہودیوں سے پڑا جن کی اکثریت نے کبھی بھی آپ کو اللہ کا آخری رسول تسلیم نہیں کیا۔

مدینہ کے معاشرے میں دوسرا واسطہ آپ کا منافقین سے تھا یہ وہ لوگ تھے جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے بظاہر مسلمان ہو گئے تھے مگر ایمان ان کے دلوں میں داخل نہ ہوا تھا دل سے تو یہ کافر تھے اور زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر عملاً یہ اللہ کے رسول اور اہل ایمان کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ اندر اندر ان کا گٹھ جوڑ مغضوب یہود کے ساتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں ان ہی کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تم نے ان لوگوں کو دیکھا جنھوں نے ایسے گروہ کو دوست بنایا ہے جو اللہ کا مغضوب ہے، منافقین کا یہ گروہ نہ تمہارے حق میں مخلص ہے اور نہ یہودیوں کے حق میں مخلص ہے انھوں نے تو اپنی غرض کے لئے ان سے رشتہ جوڑ رکھا ہے۔ یہ منافقین جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان لائے ہیں محمدؐ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں اور وہ اسلام کے وفادار ہیں۔

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ

أَعَدَّ + اللَّهُ	لَهُمْ	عَذَابًا	شَدِيدًا	إِنَّهُمْ	سَاءَ
تیار کیا اللہ نے	ان کے لئے	عذاب	سخت	بے شک وہ	برا

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے بے شک وہ بڑے کام

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

مَا	كَانُوا	يَعْمَلُونَ	اتَّخَذُوا	أَيْمَانَهُمْ	جُنَّةً
جو کچھ	تھے	وہ کرتے	انھوں نے بنا لیا	اپنی قسمیں	ڈھال

کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے

فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿١٦﴾

فَصَدُّوا	عَنْ	سَبِيلِ اللَّهِ	فَلَهُمْ	عَذَابٌ	مُهِينٌ
پس انھوں نے روک دیا	سے	اللہ کا راستہ	تو ان کے لئے	عذاب	ذلت کا

پس انھوں نے (لوگوں کو) روک دیا اللہ کے راستہ سے تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ

لَنْ تُغْنِيَ	عَنْهُمْ	أَمْوَالُهُمْ	وَلَا	أَوْلَادُهُمْ	مِنَ
ہرگز نہ بچا سکیں گے	ان سے۔کو	ان کے مال	اور نہ	ان کی اولاد	سے

انھیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ سے ہرگز ذرا بھی نہ بچا

اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٧﴾

اللَّهِ	شَيْئًا	أُولَٰئِكَ	أَصْحَابُ النَّارِ	هُمْ	فِيهَا	خَالِدُونَ
اللہ	کچھ۔ذرا	یہی لوگ	دوزخ والے جہنمی	وہ	اس میں	ہمیشہ رہیں گے۔

سکیں گے۔ یہی لوگ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

⑮ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ مِنَ الْمَعَاصِي

⑮ ان کے لئے اللہ نے سخت عذاب تیار کیا ہے بے شک بہت برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں یعنی گناہ اور نافرمانی۔

(۱۶) اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً سترًا عن انفسهم و اموالهم فَصَدُّوْا بها عن المؤمنين عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اي الجهاد فيهم بقتلهم و اخذ اموالهم فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ذو اهانة	(۱۶) انھوں نے اپنی قسموں کو اپنی جانوں اور مالوں کا بچاؤ بنایا۔ پس اس سبب سے ایمان والوں کو اللہ کے راستہ سے روکا یعنی ان میں جہاد کرنے سے ساتھ قتل کے اور ان کے اموال لوٹنے کے۔ پس ان کو ہونے والا ہے عذاب ذلت والا۔
(۱۷) لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ من عذابه شَيْئًا ط من الاغناء اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝	(۱۷) ان کے اموال اور اولاد ان سے اللہ کے عذاب کو کچھ دفع نہیں کرسکتے اور نہ ان کو کچھ نفع دے سکتے ہیں۔ وہی ہیں دوزخی کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح

(۱۵) منافقین کا انجام | یہ منافقین جو نہ ادھر کے ہیں اور نہ اُدھر کے ہیں مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ (سورۂ نساء آیت ۱۴۳)
(کفروایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں نہ پورے اس طرف ہیں اور نہ پورے اس طرف) ان کا انجام بڑا بھیانک ہے اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ وہ اپنے حق میں جو بیج بو رہے ہیں اس کا انجام سخت عذاب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں فرمایا اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۔ (بے شک منافقین جہنم کے سب سے پچھلے طبقہ میں جائیں گے۔)
اسلامی معاشرہ کے لئے یہ طبقہ ہمیشہ بڑا نقصان دہ رہا ہے۔

(۱۶) منافقین نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے | منافقین کا وطیرہ یہ ہے کہ ایک طرف تو بڑی بڑی قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتے رہتے ہیں تاکہ ان کے ہاتھوں سے اپنی جان اور مال کی حفاظت کرتے رہیں اور ان کی گرفت سے بچے رہیں دوسری طرف اسلام میں داخل ہونے والوں کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف شبہات پیدا کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے دوستی کے پیرائے میں دوسروں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ جب گھر کے بھیدی یہ خبر دے رہے ہیں تو ضرور کچھ نہ کچھ بات ہوگی، اسلام قبول کرنے سے رک جائیں گویا خود بھی راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور دوسرے آنے والوں کو بھی اللہ کے راستے میں آنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے اللہ نے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ یہ لوگ کچھ عزت نہیں پا سکتے۔

(۱۷) مال اولاد منافقین کے کچھ کام نہ آئے گا | جب سزا کا وقت آئے گا تو کوئی ان کو اللہ کے ہاتھ سے بچا نہ سکے گا۔ جس مال اور اولاد کی حفاظت کے لئے یہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آئے گا یہ دوزخ کے یار ہیں اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا

يَوْمَ	يَبْعَثُهُمُ	اللّٰهُ	جَمِيْعًا	فَيَحْلِفُوْنَ	لَهٗ	كَمَا
جس دن	انھیں اٹھائے گا	اللہ	سب	تو وہ قسمیں کھائیں گے	اس کے لئے	جیسے

جس دن اللہ ان سب کو (دوبارہ) اٹھائے گا تو اس کے لئے (اس کے حضور) قسمیں کھائیں گے جیسے وہ تمہارے

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى

يَحْلِفُوْنَ	لَكُمْ	وَيَحْسَبُوْنَ	اَنَّهُمْ	عَلٰى
وہ قسمیں کھاتے ہیں	تمہارے لئے، سامنے	اور وہ گمان کرتے ہیں	کہ وہ	پر

سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ کسی شے پر (بھلی راہ پر)

شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ⑱ اِسْتَحْوَذَ

شَيْءٍ	اَلَآ	اِنَّهُمْ	هُمُ	الْكٰذِبُوْنَ	اِسْتَحْوَذَ
کسی شے	یاد رکھو	بیشک وہ	وہی	جھوٹے	غالب آگیا

ہیں۔ یاد رکھو! بے شک وہی جھوٹے ہیں۔ غالب آگیا ہے

عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ

عَلَيْهِمُ	الشَّيْطٰنُ	فَاَنْسٰىهُمْ	ذِكْرَ اللّٰهِ	اُولٰۗىِٕكَ	حِزْبُ الشَّيْطٰنِ
ان پر	شیطان	تو اس نے انہیں بھلا دی	اللہ کی یاد	یہی لوگ	شیطان کا گروہ

ان پر شیطان، تو اس نے انھیں اللہ کی یاد بھلا دی یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑲ اِنَّ الَّذِيْنَ

اَلَآ	اِنَّ	حِزْبَ الشَّيْطٰنِ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ	اِنَّ	الَّذِيْنَ
یاد رکھو	بیشک	شیطان کا گروہ	وہی گھاٹا پانے والے	بیشک	جو لوگ

خوب یاد رکھو، بے شک شیطان کے گروہ ہی گھاٹا پانے والے ہیں بے شک جو لوگ

يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ⑳

يُحَاۗدُّوْنَ + اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗٓ	اُولٰۗىِٕكَ	فِي	الْاَذَلِّيْنَ
مخالفت کرتے ہیں اللہ کی	اور اس کے رسول کی	یہی لوگ	میں	ذلیل ترین لوگ

اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی لوگ ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں

(۱۸) اُذْكُرْ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ مِنْ نَفْعِ حَلْفِهِمْ فِي الْاٰخِرَةِ كَالدُّنْيَا ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○

(۱۸) یادکر جس دن کہ ان سب کو اللہ اٹھادے گا سو وہ اللہ کے سامنے قسم کھاکر کہیں گے کہ ہم مومن ہیں جیسا کہ تمہارے سامنے قسم کھاکر ایسا کہا کرتے تھے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو ہماری قسم آخرت میں کچھ نفع دیگی جیسا کہ دنیا میں نفع دیتی تھی آگاہ رہو بیشک وہ جھوٹے ہیں۔

(۱۹) اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ بِطَاعَتِهِمْ لَهٗ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَتْبَاعَهٗ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(۱۹) ان پر شیطان غالب آیا اور وہ اس کے فرماں بردار ہوگئے سو شیطان نے ان کو یاد الہٰی سے غافل کردیا یہی لوگ ہیں شیطان کے پیرو خبردار بے شبہ شیطان کے پیرو ٹوٹے میں ہیں۔

(۲۰) اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ يُخَالِفُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ○ اَلْمَغْلُوْبِيْنَ

(۲۰) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر سے خلاف کرتے ہیں۔

وہی ہیں ذلیلوں میں جو مغلوب ہیں۔

تشریح

(۱۸) منافقین اللہ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے | منافقین کو دنیا میں جھوٹی قسمیں کھانے کی ایسی عادت پڑی ہوئی ہے کہ جب یہ حشر میں اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو جس طرح دنیا میں جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی سچائی کا یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح اللہ جل شانہ کے سامنے بھی یہ جھوٹی قسمیں کھانے سے باز نہ رہیں گے۔ جھوٹ اور فریب مرکر بھی ان سے نہ چھوٹے گا اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہوشیار ہیں اللہ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھائیں گے کہ پروردگار ہم تو ایسے نہ تھے ویسے نہ تھے یہ سمجھیں گے کہ شاید ہمارے یہ کہنے سے رہائی ہوجائے گی۔ خوب جان لو یہ ایسے جھوٹے ہیں جو خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولنے سے نہ شرمائیں۔

(۱۹) منافقین پر شیطان مسلط ہے | منافقین کے اوپر شیطان نے اپنا قبضہ جمار کھا ہے۔ انھیں کچھ یاد نہیں کہ اللہ کی عظمت اس کی بزرگی اور اس کا مرتبہ کیا ہوتا ہے۔ شیطان نے اس طرح ان کو قابو میں کرلیا ہے کہ وہ اللہ کو بھول چکے ہیں ان کے دل سے اللہ کی یاد نکل چکی ہے نہ انھیں خدا کا خوف ہے اور نہ اس کے سامنے جواب دہی کا احساس۔ یہ شیطانی پارٹی کے لوگ ہیں۔ شیطانی لشکر کا انجام یقیناً خراب ہے نہ دنیا میں ان کے منصوبے سرے چڑھیں گے نہ آخرت میں شدید عذاب سے نجات پانے کی کوئی صورت ہوگی۔

(۲۰) اللہ اور رسول کا مقابلہ کرنے والے سب سے ذلیل لوگ ہیں | اللہ تعالےٰ جو سب کا خالق اور مالک ہے، ساری مخلوق کا محسن ہے۔ سب کو زندگی دینے والا اور زندگی کے سامان دینے والا ہے ــــ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا ہے ــــ کیسے ذلیل ہیں وہ لوگ جو اللہ اور رسول کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اپنے محسن کے خلاف جھنڈا اٹھاتے ہیں، اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں۔ مخلوقات میں سے یہ سب سے ذلیل ترین لوگ ہیں۔

اللہ کی گھٹیا سے گھٹیا مخلوق بھی اپنے محسن اور مالک کو پہچانتی ہے مگر یہ لوگ بجائے شکر گزار ہونے کے الٹا اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ اس مقابلہ میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ

كَتَبَ + اللّٰهُ	لَاَغْلِبَنَّ	اَنَا	وَرُسُلِیْ	اِنَّ
لکھ دیا (فیصلہ کر دیا) اللہ	میں ضرور غالب آؤں گا	میں	اور میرے رسول	بیشک

اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے ، بے شک

اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ

اللّٰهَ	قَوِیٌّ	عَزِیْزٌ	لَا تَجِدُ	قَوْمًا	یُّؤْمِنُوْنَ
اللہ	قوی	غالب	تم نہ پاؤ گے	قوم (لوگ)	وہ ایمان رکھتے ہیں

اللہ قوی (توانا) غالب ہے۔ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ

بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ + الْاٰخِرِ	يُوَآدُّوْنَ	مَنْ	حَآدَّ
اللہ پر	اور آخرت کا دن	دوستی رکھتے ہیں	جو۔جس	مخالفت کی

اللہ پر اور آخرت کے دن پر کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں جس نے اللہ اور

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ

اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَلَوْ	كَانُوْٓا	اٰبَآءَهُمْ	اَوْ
اللہ کی	اور اس کے رسول کی	خواہ	وہ ہوں	ان کے باپ دادا	یا

اس کے رسول کی مخالفت کی خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا

اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ

اَبْنَآءَهُمْ	اَوْ	اِخْوَانَهُمْ	اَوْ	عَشِيْرَتَهُمْ	اُولٰٓئِكَ
ان کے بیٹے	یا	ان کے بھائی	یا	ان کا کنبہ	یہی لوگ

ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے والے ہوں یہی لوگ ہیں

كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ

كَتَبَ	فِیْ	قُلُوْبِهِمُ	الْاِيْمَانَ	وَاَيَّدَهُمْ
لکھ دیا (ثبت کر دیا)	میں	ان کے دل (جمع)	ایمان	اور ان کی مدد کی

جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کی مدد کی ہے

بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

بِرُوْحٍ	مِّنْهُ	وَيُدْخِلُهُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ + تَحْتِهَا
روح (غیبی فیض) سے	اپنے سے	اور وہ داخل کرے گا انھیں	باغات	بہتی ہیں	ان کے نیچے

اپنے غیبی فیض سے اور وہ انھیں (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ

الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	رَضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	وَ
نہریں	ہمیشہ رہیں گے	ان میں	راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور

ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، راضی ہوا اللہ ان سے اور

رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ

رَضُوْا	عَنْهُ	اُولٰٓئِكَ	حِزْبُ + اللّٰهِ	اَلَآ + اِنَّ
وہ راضی	اس سے	یہی لوگ	اللہ کا گروہ	خوب یاد رکھو بیشک

وہ اس سے راضی یہی لوگ ہیں اللہ کا گروہ خوب یاد رکھو!

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ع ۲۲ ع ۳ ۹ ۲

حِزْبَ	اللّٰهِ	هُمُ	الْمُفْلِحُوْنَ	
گروہ	اللہ	وہی	کامیاب ہونے والے	

اللہ کا گروہ ہی (دوجہان میں) کامیاب ہونے والے ہیں۔

(۲۱) كَتَبَ اللّٰهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اَوْ قَضٰى لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ بِالْحُجَّةِ اَوِ السَّيْفِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○

(۲۱) اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے یا حکم فرمادیا ہے کہ البتہ میں اور میرے پیغمبر غالب آ دیں گے حجۃ میں یا مراد غلبہ تلوار کا ہے بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے۔

(۲۲) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ يُصَادِقُوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(۲۲) نہ پاوے گا تو کسی جماعت کو جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہیں، کہ وہ دوستی کریں اللہ اور اس کے پیغمبر کے مخالفوں سے۔

وَلَوْ كَانُوْٓا اَيِ الْمُحَادُّوْنَ
اٰبَآءَهُمْ اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ
اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ بَلْ يَقْصِدُوْنَهُمْ
بِالسُّوْٓءِ وَيُقَاتِلُوْنَهُمْ عَلَى
الْاِيْمَانِ كَمَا وَقَعَ لِجَمَاعَةٍ
مِّنَ الصَّحَابَةِ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَا يُوَادُّوْنَهُمْ كَتَبَ
اَثْبَتَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ
وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ بِنُوْرٍ
مِّنْهُ تَعَالٰى وَيُدْخِلُهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِطَاعَتِهٖ
وَرَضُوْا عَنْهُ بِثَوَابِهٖ
اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ يَتَّبِعُوْنَ
اَمْرَهٗ وَيَجْتَنِبُوْنَ نَهْيَهٗ
اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ۝ الْفَائِزُوْنَ

اگرچہ وہ مخالف اللہ اور اس کے رسول کے مومنین کے باپ دادے ہوں یا بیٹے یا بھائی

یا ان کے کنبہ کے بلکہ مومنین باوجود قرابت کے ان کے ساتھ برائی سے ہی پیش آویں گے اور ایمان پر ان سے مقاتلہ کریں گے جیسا کہ صحابہ کی ایک جماعت کو یہ واقعہ پیش آیا وہی لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالفوں سے دوستی نہیں رکھتے پختہ ایمان والے ہیں کہ ان کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثابت کیا اور ان کی مدد فرمائی اپنے نور سے۔

اور ان کو داخل فرمادے گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اہل جنت وہاں ہمیشہ رہیں گے ان سے اللہ خوش ہوا کہ اپنی بندگی پر ان کو رکھا اور وہ اللہ کے ثواب سے خوش ہوئے۔

یہی لوگ ہیں اللہ کے گروہ کہ اس کے حکم کو مانتے ہیں اور اس کی نہی سے بچتے ہیں۔

آگاہ رہو اللہ کے گروہ ہی کو فلاح اور نجات ہے۔

تشریح

(۲۱) اللہ اور اس کے رسول ہی غالب رہیں گے | اللہ اور رسول کا مقابلہ کرنے والے جو حق اور صداقت کے خلاف جنگ کرتے ہیں سخت ناکام اور ذلیل رہیں اللہ تعالٰے فیصلہ کرچکا ہے کہ آخرکار حق ہی غالب ہوکر رہے گا اور اس کے پیغمبر ہی کامیاب ہوں گے۔ اللہ تو زبردست اور زور آور ہے۔ کس میں اس سے مقابلہ کی تاب ہے ؟

(۲۲) ایمان کا تقاضا، اللہ اور رسول ﷺ کی ایسی محبت جو ہر چیز پر غالب آجائے | جب ایک شخص اللہ اور اس کے رسول پر سچے دل سے ایمان لے آتا ہے اور یہ ایمان اس کے دل کی گہرائی میں اُتر جاتا ہے تو اس ایمان کا عین تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے اس کا دل معمور ہوجائے اور یہ محبت دوسری تمام محبتوں پر غالب آجائے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

(تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لئے محبوب نہ ہو جاؤں اس کے اپنے باپ سے اس کے اپنے بیٹے سے اور تمام انسانوں سے۔)

اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے ساتھ اللہ اور رسول کے دشمنوں کی محبت اکٹھی نہیں ہو سکتی یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے دشمنوں سے وہ تعلق رکھ سکے جو اللہ اور اس کے رسول سے ہونا چاہیئے جس طرح آگ اور پانی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اس کے دشمنوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔

یہ اللہ اور رسول کے دشمن چاہے ان کے باپ ہوں، ان کے بیٹے ہوں، ان کے بھائی ہوں یا ان کے خاندان والے ہوں۔ یہ تمام رشتے اس رشتے کے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ نے ایمان ان کے دلوں میں جما دیا اور جس طرح پتھر کی لکیر ہوتی ہے کہ وہ مٹتی نہیں ہے اسی طرح ایمان ان کے دلوں میں ثبت ہو گیا۔ اور ایمان کی برکت سے اللہ نے ان کے دل کو ایسی طاقت دے دی کہ ان کے دل اللہ اور رسول کی رضا کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے۔ اس ایمان کی بدولت اللہ انھیں آخرت کی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ ان کو وہ جنتیں ملیں گی جس میں نہریں رواں ہوں گی اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالٰی ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ جس کو اللہ کی رضا کا مقام مل جائے اسے اور کیا چاہیئے۔ یہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں خبردار رہو اللہ کی پارٹی کے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

صحابہ کرام رضؓ کو ایمان کا یہ درجہ حاصل ہوا اور دنیا نے یہ منظر دیکھا کہ حق کی خاطر انھوں نے ان تمام رشتوں کو کاٹ پھینکا جو اللہ کے دین کے ساتھ ان کے تعلق میں حائل ہوئے ۔۔ دنیا نے پہلی بار یہ منظر دیکھا کہ مخلص مسلمان کیسے ہوتے ہیں اور اللہ کے دین کے ساتھ ان کا رشتہ کتنا مضبوط ہوتا ہے۔ یہی وہ مضبوط تعلق ہے جو دونوں جہان میں سربلندی عطا کرتا ہے۔

۵۹

اَلْحَشْرُ

○ ترتیب تلاوت ———— ۵۹	○ ترتیب نزول ———— ۱۰۱
○ مکی / مدنی ———— مدنی	○ تعداد رکوعات ———— ۳
○ تعداد آیات ———— ۲۴	○ تعداد الفاظ ———— ۴۵۵
○ تعداد حروف ———— ۲۰۱۶	

○ اس سورت کی دوسری آیت میں "مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ" سے لے کر اس سورت کا نام "الحشر" رکھا گیا ہے یعنی وہ سورت جس میں اَلْحَشْرُ آیا ہے۔

○ سورۃ الحشر غزوہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ غزوہ بنی نضیر، ربیع الاول ۴ھ میں غزوہ احد اور بیر معونہ کے سانحہ کے بعد ہوا ہے۔

○ نبی ﷺ جب ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے مدینہ میں یہ کام کیا کہ اوس خزرج اور مہاجرین کو ملا کر ایک برادری بنائی ـــ اور آپ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ کوئی کسی کے حقوق پر دست درازی نہ کرے گا اور بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں سب مل کر دفاع کریں گے۔ اس معاہدے کا نام میثاقِ مدینہ ہے جس کی شرطیں یہودیوں نے خود قبول کی تھیں۔

لیکن یہودیوں نے جلد ہی نبی ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی کی روش اختیار کرنی شروع کردی۔

◯ یہودیوں کے قبیلے بنی نضیر نے دھوکے سے اوپر سے پتھر گرا کر نبی ﷺ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ صفر ۴ھ میں بیر معونہ کا سانحہ پیش آیا۔ اس سانحہ کے بعد عمرو بن امیہ ضمری نے انتقامی کاروائی کے طور پر غلطی سے قبیلہ بنی عامر کے دو آدمیوں کو قتل کردیا۔ اس قبیلہ سے امن کا معاہدہ تھا مگر عمرو نے ان کو غلطی سے دشمن قبیلے کے آدمی سمجھ لیا اس لئے ان کا خون بہا مسلمانوں پر واجب ہوگیا اور چونکہ بنی عامر کے معاہدے میں یہودیوں کا قبیلہ بنی نضیر بھی شریک تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ چند صحابہ کے ساتھ ان کی بستی میں تشریف لے گئے۔ وہاں انھوں نے آپ کو تو باتوں میں لگا لیا اور یہ سازش کی کہ جس مکان کی دیوار کے سائے میں آپ تشریف رکھتے تھے اس کی چھت سے آپ پر ایک پتھر گرا کر آپ کو ہلاک کردیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بروقت خبردار کردیا۔ یہ ہفتے کا دن تھا جس میں یہودی اپنے عقیدے کے مطابق خوں ریزی نہیں کرتے۔ ایک یہودی عالم سلام بن مشکم نے ان کو یہ حکم یاد دلایا مگر یہودی باز نہ آئے۔ بدعہدی اور دھوکہ دہی پر آپ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا۔ پندرہ بیس دن کے محاصرے کے بعد یہودیوں نے صلح کی درخواست کی۔ اسلحہ کے علاوہ باقی سامان لے جانے کی اجازت اس طرح دی گئی کہ تین آدمی ایک اونٹ پر سامان لے جاسکتے ہیں۔ یہ لوگ کچھ خیبر میں اور کچھ شام جاکر آباد ہوگئے۔ اس طرح یہودیوں کے اس شریر قبیلے سے مدینہ کی سرزمین خالی کرالی گئی۔ ان میں سے صرف دو آدمی مسلمان ہوکر مدینے میں مقیم رہے۔ بنی نضیر کا چھوڑا ہوا سامان اور زمین وجائداد غنیمت نہیں بلکہ فے تھا ـــــ غنیمت وہ مال ہے جو لڑائی کے بعد حاصل ہوتا ہے اس میں پانچواں حصہ بیت المال کا نکالا جاتا ہے ـــــ مگر فے پورا کا پورا رسول اللہ ﷺ کا تھا۔

آپ نے انصار کو جمع فرماکر مہاجرین کے ساتھ ان کے حسن معاملہ کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا کہ اگر تم چاہو تو بنو نضیر کے مال تم میں اور مہاجرین میں برابر تقسیم کردئے جائیں اور وہ حسب سابق تمہارے شریکِ حال رہیں۔ یا دوسری صورت یہ ہے کہ وہ تمہارے مال وغیرہ واپس کردیں اور بنو نضیر کا مال ان کو دے دیا جائے۔

انصار کے سردار سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ بے شک بنو نضیر کا مال مہاجرین کو عطا فرمادیں اور وہ حسب سابق ہمارے شریک حال بھی رہیں گے، ان لوگوں کی وجہ سے ہمارے گھروں میں برکت ہے۔

آپ انصار کی فراخ دلی دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور دعا فرمائی اے اللہ انصار سے، ان کی اولاد سے اور ان کی اولاد سے آپ راضی ہوں۔ (معمار انسانیت صفحہ ۲۱۸)

بنو نضیر کا یہ واقعہ ہے جس سے اس سورت میں بحث کی گئی ہے۔

◯ بنو نضیر کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اس سورت میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طاقت سے ٹکرانے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ جنگ کا یہ قانون بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر جنگی ضرورت کی وجہ سے دشمن کے علاقے میں کاروائی کی ضرورت ہو تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جو زمین اور جو علاقہ صلح جنگ کے نتیجے میں قبضے میں آئیں ان کا انتظام کس طرح ہوگا کیوں کہ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ ایک مفتوحہ علاقہ مسلمانوں کے زیرنگیں آیا۔

آخر میں بتایا گیا ہے کہ خالی ایمان کا دعویٰ کوئی معنی نہیں رکھتا اگر وہ ایمان کی روح سے خالی ہو۔

رُکُوعَاتُہَا ۳	۵۹ = سُورَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ = ۱۰۱	اٰیَاتُہَا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ

سَبَّحَ	لِلّٰهِ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِی الْاَرْضِ	وَهُوَ	الْعَزِیْزُ
پاکیزگی بیان کرتا ہے	اللہ کی	جو	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں	اور وہ	غالب

اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے جو بھی آسمانوں میں اور جو بھی زمین میں ہے اور وہ غالب

الْحَكِیْمُ ① هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

الْحَكِیْمُ	هُوَ + الَّذِیْ	اَخْرَجَ	الَّذِیْنَ + كَفَرُوْا	مِنْ	اَهْلِ
حکمت والا	وہی ہے جس نے	نکالا	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	سے کے	اہل

حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے نکالا اہل کتاب کے کافروں کو ان

الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ

الْكِتٰبِ	مِنْ	دِیَارِهِمْ	لِاَوَّلِ + الْحَشْرِ	مَا ظَنَنْتُمْ	اَنْ
کتاب	سے	ان کے گھروں	پہلے اجتماع (لشکر) پر	تمہیں گمان نہ تھا	کہ

کے گھروں سے (ان کے) پہلے ہی اجتماع لشکر پر۔ تمہیں گمان (بھی) نہ تھا کہ

یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

یَّخْرُجُوْا	وَظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ	مَّانِعَتُهُمْ	حُصُوْنُهُمْ	مِّنَ اللّٰهِ
وہ نکلیں گے	اور وہ خیال کرتے تھے	کہ وہ	انھیں بچالیں گے	ان کے قلعے	اللہ سے

وہ نکلیں گے اور وہ خیال کرتے تھے کہ ان کے قلعے انھیں اللہ سے بچالیں گے

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ق وَقَذَفَ

فَاَتٰىهُمُ	اللّٰهُ	مِنْ حَیْثُ	لَمْ یَحْتَسِبُوْا	وَقَذَفَ
تو ان پر آیا	اللہ	جہاں سے	انھیں گمان نہ تھا	اور اس نے ڈالا

تو ان پر اللہ کا غضب (ایسی جگہ سے) آیا جس کا انھیں گمان (بھی) نہ تھا اور اللہ نے ان کے

فِیْ قُلُوْبِہِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَہُمْ بِاَیْدِیْہِمْ

فِیْ قُلُوْبِہِمْ	الرُّعْبَ	یُخْرِبُوْنَ	بُیُوْتَہُمْ	بِاَیْدِیْہِمْ
ان کے دلوں میں	رُعب	وہ برباد کرنے لگے	اپنے گھر	اپنے ہاتھوں سے

دلوں میں رعب ڈالا اور وہ اپنے ہاتھوں سے اور مومنوں کے ہاتھوں

وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ ②

وَاَیْدِیْ	الْمُؤْمِنِیْنَ	فَاعْتَبِرُوْا	یٰاُولِی الْاَبْصَارِ	
اور ہاتھوں	مومنین	توتم عبرت پکڑو	اے نگاہ والو	

سے اپنے گھر برباد کرنے لگے۔ تو اے (بصیرت کی) نگاہ والو عبرت پکڑو

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّةٌ اَرْبَعٌ
وَعِشْرُوْنَ اٰیَةً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ اَیْ نَزَّھَہٗ فَاللَّامُ مَزِیْدَةٌ وَ
فِی الْاِتْیَانِ بِمَا تَغْلِیْبٌ لِلْاَکْثَرِ وَھُوَ
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ فِیْ مُلْکِہٖ وَصُنْعِہٖ
(۲) ھُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ ھُمْ بَنُو النَّضِیْرِ
مِنَ الْیَھُوْدِ مِنْ دِیَارِھِمْ مَسَاکِنِہِمْ
بِالْمَدِیْنَةِ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ھُوَ حَشْرُھُمْ
اِلَی الشَّامِ وَاٰخِرَہٗ اَنْ اَجْلَاھُمْ عُمَرُ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِیْ خِلَافَتِہٖ اِلٰی خَیْبَرَ
مَا ظَنَنْتُمْ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ
یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّہُمْ مَّانِعَتُہُمْ
خَبَرُ اَنَّ حُصُوْنُہُمْ فَاعِلُہٗ بِہٖ تَمَّ
الْخَبَرُ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَذَابِہٖ
فَاَتٰىھُمُ اللّٰہُ اَمْرُہٗ وَعَذَابُہٗ مِنْ
حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا لَمْ یَخْطُرْ

سورۂ حشر مدنی ہے اس میں چوبیس آیتیں ہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

(۱) سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ؁
اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں تمام وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں اور وہ غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنی صنعت وکاریگری میں۔

(۲) اللہ وہ ہے جس نے نکالا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے اہل کتاب میں سے ان کے گھروں سے جو مدینہ میں تھے۔ مراد اہل کتاب سے بنی نضیر ہیں یہود میں سے نکالا ان کو جب کہ وہ اول مرتبہ شام کی طرف گئے مدینہ سے اور دوسری مرتبہ نکالنا اس وقت پایا گیا جب کہ عمرؓ نے اپنی خلافت میں ان کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا۔
تم کو اے ایمان والو یہ گمان نہ تھا کہ یہ نکلیں گے اور وہ بھی یہ سمجھے تھے کہ ان کے قلعے ان کو عذاب الٰہی سے بچالیں گے۔

سو آیا ان کے پاس حکم اللہ کا اور عذاب اس کا اس طرف سے کہ ان کو اس کا گمان بھی نہ تھا۔

بِبَالِهِمْ مِنْ جِهَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ قَذَفَ أَلْقَى فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ بِسُكُوْنِ الْعَيْنِ وَضَمِّهَا الْخَوْفَ بِقَتْلِ سَيِّدِهِمْ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ يُخْرِبُوْنَ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ مِنْ أَخْرَبَ بُيُوْتَهُمْ لِيَنْقُلُوْا مَا اسْتَحْسَنُوْهُ مِنْهَا مِنْ خَشَبٍ وَغَيْرِهٖ بِأَيْدِيْهِمْ وَ أَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ○

یعنی مومنین کی طرف سے کہ یہ امر ان کے دل میں بھی نہ گزرتا تھا۔ اور ڈالا اللہ نے ان کے دلوں میں رعب بسبب مقتول ہونے سردار ان کے کعب بن اشرف کے اس حال میں کہ

ویران اور خراب کرتے تھے وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے تاکہ جو لکڑی وغیرہ مکانات میں ان کو اچھی معلوم ہو اس کو اٹھا کر لے جاویں۔

اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے۔ پس عبرت حاصل کرو اے عقل والو۔

تشریح

(۱) اللہ کی ذات و صفات کی پاکیزگی، اس کی حکمت و فرماں روائی | کائنات کا ذرہ ذرہ ہر وہ چیز جو زمین و آسمان اور اس کے درمیان ہے اپنے خالق و مالک اور پروردگار کی پاکی بیان کرتا رہا ہے آج بھی کر رہا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔ ہر ہر چیز اس کی ذات اور اس کی صفات، اس کے افعال، اس کے احکام کی پاکیزگی کا اعلان کر رہی ہے۔ وہ ہر چیز پر ایسا غالب ہے کہ اس کے فیصلے کو نافذ کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ اس کی تخلیق، اس کی تدبیر، اس کی ہدایات اور اس کے احکام سب انتہائی حکمت پر مبنی ہیں۔

اس کے زبردست غلبے اور حکمت کے آثار میں سے وہ واقعہ بھی ہے جو آگے بیان کیا جا رہا ہے۔

(۲) اللہ کی قدرت کا کرشمہ، بنی نضیر کا اخراج | مدینے اور اس کے قرب و جوار میں یہودیوں کے بڑے مضبوط قلعے اور گڑھیاں تھیں۔ ان کا ایک قبیلہ بنی قینقاع تھا جو مدینے کے ایک محلے میں آباد تھا۔ اسی طرح مدینے کے مشرقی جانب چند میل کے فاصلے پر بنی نضیر کی بستی تھی جو بڑے مضبوط قلعہ کے اندر آباد تھے۔ یہ بڑے سرمایہ دار اور جتھے والے تھے۔ چند روز محاصرہ کے بعد ان کا قلعہ چھوڑ کر چلا جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہ مسلمانوں کی طاقت کا نہیں بلکہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ تھا۔

اس لئے اللہ نے اس واقعہ کو بیان کرنے سے پہلے آیت ۱ میں اس کی تمہید بیان کی ہے تاکہ یہ حقیقت ذہن نشین ہو جائے کہ ایسے طاقت ور یہودی قبیلے پر مسلمانوں کا غلبہ اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہ تھا۔ اللہ ہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں یعنی یہودیوں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔ یعنی ابھی مسلمان لڑنے کے لئے جمع ہی ہوئے تھے اور کشت و خون کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ اللہ کی قدرت سے وہ اول وہلہ ہی میں جلاوطنی کے لئے تیار ہو گئے حالاں کہ تمہیں یہ گمان نہیں تھا کہ وہ اس طرح آسانی سے نکل جائیں گے۔ اور وہ یہودی خود بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی یہ مضبوط گڑھیاں اور قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے۔

ان کی جلاوطنی اور ان کے اخراج کا فیصلہ اس لئے کیا گیا کہ ان سے جو تحریری معاہدہ ہوا تھا اس کی چھوٹی موٹی خلاف ورزیاں وہ خفیہ طریقے پر کرتے ہی رہے۔ مگر معاہدے کی سب سے بڑی خلاف ورزی یہ کی کہ انھوں نے معاہدے کے فریق، مدنی ریاست کے سربراہ حضرت محمدؐ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جب یہ سازش کھل گئی تو اللہ کے رسولؐ نے ان کو دس دن کا نوٹس دیا کہ اس مدت میں مدینہ چھوڑ کر نکل جاؤ ورنہ تمہارے خلاف جنگ کی جائے گی۔ جیسا کہ قرآن

مجید میں ہے:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ○ (سورۂ انفال آیت ۵۸ پارہ ۱۰)

(کبھی تمہیں کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کے معاہدے کو اعلانیہ اس کے آگے پھینک دو یقیناً اللہ تعالیٰ خائنوں کو پسند نہیں کرتے۔)

یعنی اگر کسی شخص، گروہ یا ملک سے تمہارا معاہدہ ہو اور اس کے طرز عمل سے عہد کی پابندی نہ کرنے کی شکایت پیدا ہو جائے تو تم اس کو صاف صاف خبردار کردو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اب معاہدہ باقی نہیں ہے کیوں کہ تم عہد کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔ البتہ اگر فریق ثانی علی الاعلان معاہدے کو توڑدے اور تمہارے خلاف کاروائی کرے تو اس کے خلاف بلا اطلاع جنگی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

بہرحال اللہ کے نبی ؐ نے قرآن مجید کے اس حکم کے مطابق بنی نضیر کو نوٹس دیا۔ چونکہ یہ اطلاع اللہ کے حکم کے مطابق تھی اس لئے اللہ نے ان کے اخراج کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ فرمایا، هُوَ الَّذِىْۤ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ. (وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔)

نہ مسلمانوں کو یہ توقع تھی کہ بنو نضیر اتنی جلدی جلاوطنی قبول کرلیں گے اور نہ خود بنو نضیر کو یہ خیال تھا کہ وہ اس طرح جلدی سے اپنی بستی چھوڑدیں گے۔ اس لئے جب رسول اللہ ؐ نے ان کو دس دن کے اندر مدینے سے نکل جانے کا نوٹس دیا تو انھوں نے بڑا اکڑ کر جواب دیا کہ ہم نہیں نکلیں گے آپ کو جو کرنا ہے کرلیں۔

یہودی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی گڑھیاں اتنی مضبوط ہیں کہ ان کو "اللہ" سے بچالیں گی۔ یہ یہودی قوم کی خاص نفسیات ہے کہ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ مقابلہ "اللہ" سے ہے پھر بھی مقابلہ کرتی ہے۔ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں پھر ان کو قتل کرنے کی سازش کرتی ہے۔ اس قوم نے اللہ کے رسولوں کو یہ سمجھ کر قتل کیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ وہی قوم ہے جس نے خم ٹھوک کر کہا کہ:۔ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ (ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کیا۔)

مگر اللہ نے اندر سے ان کی ہمت اور قوت مقابلہ کو کھوکھلا کردیا۔ یہ وہ رخ تھا جدھر ان کا خیال بھی نہ گیا تھا۔ ان کے دلوں پر دشمن کا رعب ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عجیب قسم کی تباہی آئی کہ انھوں نے مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے جب اینٹیں اور پتھر نہ ملے تو اپنے گھر توڑ توڑ کر ملبہ جمع کیا۔ ادھر مسلمان ان کی قلعہ بندی کو توڑ رہے تھے اور اُدھر خود یہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے اور جب ان کو یقین ہوگیا کہ ہمیں بستی چھوڑنی پڑے گی تو انھوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے گھروں کو برباد کرنا شروع کردیا تاکہ ان کی چیزیں مسلمانوں کے کام نہ آسکیں۔

اے دیدۂ بینا رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔ یہ وہی قوم ہے جو اللہ کی چہیتی تھی۔ جب انھوں نے اللہ کے راستے کو چھوڑ دیا تو اللہ نے ان کو چھوڑدیا۔

مسلمانوں کے لئے اس میں درسِ عبرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی سے نہ ذاتی عداوت ہے نہ ذاتی محبت سب اللہ کی مخلوق ہیں اور اس کے بندے ہیں۔ اللہ کو وہی بندے محبوب ہیں جو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کریں اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہیں۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا

فِي الدُّنْيَا	لَعَذَّبَهُمْ	الْجَلَاۗءَ	عَلَيْهِمُ	كَتَبَ اللّٰهُ	اَنْ	وَلَوْلَآ
دنیا میں	تو وہ انھیں عذاب دیتا	جلاوطن ہونا	ان پر	اللہ نے لکھ رکھا ہوتا	یہ کہ	اور اگر نہ

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر جلاوطن ہونا لکھ رکھا ہوتا تو وہ انھیں دنیا میں عذاب دیتا

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا

شَاۗقُّوا	بِاَنَّهُمْ	ذٰلِكَ	عَذَابُ + النَّارِ	فِي الْاٰخِرَةِ	وَلَهُمْ
انھوں نے مخالفت کی	اس لئے کہ وہ	یہ	جہنم کا عذاب	آخرت میں	اور ان کے لئے

اور ان کے لئے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

شَدِيْدُ	فَاِنَّ اللّٰهَ	يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ	وَمَنْ	وَرَسُوْلَهٗ	اللّٰهَ
سخت	تو بے شک اللہ	مخالفت کرے اللہ کی	اور جو	اور اس کا رسول	اللہ

رسولؐ کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ (اس کو) سخت

الْعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي

عَلٰٓي	قَاۗىِٕمَةً	تَرَكْتُمُوْهَا	اَوْ	لِّيْنَةٍ	مِّنْ	مَا قَطَعْتُمْ	الْعِقَابِ
پر	کھڑا	تم نے ان کو چھوڑ دیا	یا	درخت کے تنے	سے	جو تم نے کاٹ ڈالے	سزا دینے والا

سزا دینے والا ہے جو تم نے درختوں کے تنے کاٹ ڈالے یا انھیں ان کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ

اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵

الْفٰسِقِيْنَ	وَلِيُخْزِيَ	فَبِاِذْنِ + اللّٰهِ	اُصُوْلِهَا
نافرمانوں	اور تاکہ وہ رسوا کرے	تو اللہ کے حکم سے	اس کی جڑوں

دیا تو (یہ) اللہ کے حکم سے تھا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کر دے۔

(۳) وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ قَضٰى عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ الْخُرُوْجَ مِنَ الْوَطَنِ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا بِالْقَتْلِ وَالسَّبْيِ كَمَا فُعِلَ بِقُرَيْظَةَ مِنَ الْيَهُوْدِ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

(۳) اور اگر اللہ ان پر جلاوطنی کا حکم نہ کرتا تو بے شک ان کو دنیا میں عذاب دیتا ساتھ قتل اور قید کے جیسا کہ قریظہ کے ساتھ کیا یہودیوں میں سے اور ان کے واسطے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے۔

عَذَابُ النَّارِ ۝

(۴) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(۴) یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے مخالفت کی اللہ اور اس کے پیغمبر کی۔ اور جو کوئی مخالفت کرے اللہ کی پس بے شبہ اللہ اس کو سخت عذاب دینے والا ہے۔

(۵) مَا قَطَعْتُمْ يَا مُسْلِمِيْنَ مِّنْ لِّيْنَةٍ نَخْلَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ اَىْ خَيَّرَكُمْ فِىْ ذٰلِكَ وَلِيُخْزِىَ بِالْاِذْنِ فِى الْقَطْعِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ اَلْيَهُوْدَ فِىْ اِعْتِرَاضِهِمْ بِاَنَّ قَطْعَ الشَّجَرِ الْمُثْمِرِ فَسَادٌ

(۵) جو کاٹا تم نے کھجور کا درخت یا چھوڑا اس کو کھڑا ہوا اس کی جڑوں پر سو اللہ کے حکم سے یعنی اللہ نے تم کو یہ اختیار دے دیا ہے اور یہ اجازت کاٹنے کی تم کو اس لئے دی تاکہ رسوا کرے نافرمانوں کو یعنی یہودیوں کو ان کے اس اعتراض میں کہ پھل دار درخت کا کاٹنا فساد ہے۔

تشریح

(۳) ان یہودیوں کے لئے دنیا میں جلاوطنی اور آخرت میں دوزخ کا عذاب | بنونضیر کے ان یہودیوں کے لئے اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی کی سزا لکھی تھی اگر یہ مقابلہ پر آتے اور ان کو یہ سزا نہ ملتی تو دنیا میں ان کو یہ عذاب دیا جاتا کہ ان کا نام و نشان مٹ جاتا ان کا پوری طرح قلع قمع کر دیا جاتا ان کے مردوں کو قتل کر دیا جاتا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنا لیا جاتا اللہ نے ان کی قسمت میں جلاوطنی کی سزا لکھ دی تھی یہ سزا نہ ملتی تو اس سے بڑی سزا ملتی۔ مگر آخرت میں ان کا عذاب کم نہ ہوگا۔

کہتے ہیں کہ یہ یہودی شام سے بھاگ کر یہاں آئے تھے تو ان کے بڑوں نے کہا تھا کہ ایک دن تمہیں یہاں سے اجڑ کر پھر شام جانا پڑے گا چنانچہ یہ لوگ مدینے سے اجڑ کر بعض خیبر میں رہے اور کچھ شام چلے گئے پھر حضرت عمرؓ کے زمانے میں خیبر سے بھی اجڑے اور شام چلے گئے۔

(۴) یہودیوں کو یہ سزا اللہ رسول کے مقابلے کی وجہ سے دی گئی | یہودیوں کو یہ جلاوطنی کی سزا دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں دوزخ کا عذاب یہ سب اس لئے ہوا کہ انھوں نے اللہ اور رسول کا مقابلہ کیا۔ اور جو اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اللہ اس کو سزا دینے میں بہت سخت ہے اللہ کے مخالفوں کو ایسی ہی سخت سزا ملتی ہے۔

(۵) بنونضیر کے محاصرے میں ہرے بھرے درختوں کا کاٹنا | اسلام نے جن جنگی اخلاق کی تعلیم دی ہے ان میں سے ایک تعلیم یہ ہے کہ پھل دار درختوں کو نہ کاٹا جائے اور فصلوں کو خراب نہ کیا جائے۔

جب مسلمانوں نے بنونضیر کا محاصرہ کیا تو ان کی بستی کے اطراف میں جو نخلستان تھے ان کے درخت فوجی نقل و حرکت رکاوٹ پیدا کر رہے تھے اس لئے وہ درخت جن سے نقل و حرکت میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی فوجی ضرورت کی وجہ سے کاٹ دیئے گئے اور جو درخت نقل و حرکت میں حائل نہ تھے ان کو جوں کا توں چھوڑ دیا گیا۔ یہ کارروائی اللہ کے رسول کی اجازت سے ہوئی تھی اس کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹے یا جن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ ہی کے اذن سے تھا۔

جب درخت کاٹے جا رہے تھے اور یہودی اپنی آنکھوں سے اپنے لگائے ہوئے درختوں کو کٹتا دیکھ رہے تھے اور کچھ بھی نہ کر سکتے تھے اس وقت ان کی ذلت و رسوائی دیکھنے کے قابل تھی کہ کل جن درختوں کو ہم نے بڑی محنت سے پرورش کیا تھا آج ہماری آنکھوں کے سامنے کٹ رہے ہیں اور ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

جن درختوں کو جوں کا توں رہنے دیا گیا جب بنونضیر کے یہودی بستی چھوڑ کر جا رہے تھے تو حسرت سے دیکھ رہے تھے کہ اب یہ درخت مسلمانوں کے ہو گئے اور وہ ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ دونوں ہی صورتوں میں ان کی ذلت و رسوائی تھی۔ اگر ان کا بس چلتا تو وہ ایک سالم درخت بھی مسلمانوں کے قبضے میں جانے نہ دیتے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ

وَمَآ	اَفَآءَ اللّٰهُ	عَلٰى + رَسُوْلِهٖ	مِنْهُمْ	فَمَآ	اَوْجَفْتُمْ
اور جو	دلوایا اللہ نے	اپنے رسولوں کو	ان سے	تو نہ	تم نے دوڑائے تھے

اور اللہ نے اپنے رسولؐ کو ان (بنونضیر) سے جو (مال) دلوایا تو نہ تم نے ان پر گھوڑے

عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

عَلَيْهِ	مِنْ خَيْلٍ	وَّلَا رِكَابٍ	وَّلٰكِنَّ	اللّٰهَ
ان پر	گھوڑے	اور نہ اونٹ	اور لیکن (بلکہ)	اللہ

دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ، بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو

يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

يُسَلِّطُ	رُسُلَهٗ	عَلٰى	مَنْ يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	عَلٰى	كُلِّ
مسلط فرماتا ہے	اپنے رسولوں کو	پر	جس وہ چاہتا ہے	اور اللہ	پر	ہر

جس پر چاہتا ہے مسلط فرمادیتا ہے اور اللہ ہر شے پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ

شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	مَآ اَفَآءَ	اللّٰهُ	عَلٰى + رَسُوْلِهٖ	مِنْ
شے	قدرت رکھتا ہے	جو دلوادے	اللہ	اپنے رسول کو	سے

قدرت رکھتا ہے اللہ نے بستیوں والوں سے جو (مال) اپنے رسول کو

اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَ

اَهْلِ الْقُرٰى	فَلِلّٰهِ	وَلِلرَّسُوْلِ	وَلِذِي + الْقُرْبٰى	وَ
بستیوں والے	تو اللہ کے لئے	اور رسول کے لئے	اور قرابت داروں کے لئے	اور

دلوائے تو وہ اللہ کے لئے ہے اور رسولؐ کے لئے اور (رسولؐ کے) قرابت داروں کے لئے اور

الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ

الْيَتٰمٰى	وَالْمَسٰكِيْنِ	وَابْنِ + السَّبِيْلِ	كَيْ	لَا يَكُوْنَ
یتیموں	اور مسکینوں	اور مسافروں	تاکہ	نہ رہے

یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے. تاکہ (دولت) نہ رہے

دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاۤءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

دُوْلَةً	بَيْنَ	الْاَغْنِيَاۤءِ	مِنْكُمْ	وَمَآ	اٰتٰىكُمُ	الرَّسُوْلُ
ہاتھوں ہاتھ لینا (گردش)	درمیان	مالداروں	تم میں سے تمہارے	اور جو	تمہیں عطا فرمائے	رسول

تمہارے مال داروں کے ہاتھوں کے درمیان (ہی) گردش کرتی ۔ اور تمہیں رسول جو عطا فرمائیں

فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا

فَخُذُوْهُ	وَمَا	نَهٰىكُمْ	عَنْهُ	فَانْتَهُوْا	وَاتَّقُوا
تو وہ لے لو	اور جس	تمہیں منع کرے	اس سے	تو تم باز رہو	اور تم ڈرو

تو وہ لے لو ، اور تمہیں جس سے منع کریں اس سے تم باز رہو اور تم اللہ

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷

وقف لازم

اللّٰهَ	اِنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ	الْعِقَابِ
اللہ	بیشک	اللہ	سخت	سزا دینے والا

سے ڈرو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

۶ وَمَآ اَفَاۤءَ رَدَّ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ اَسْرَعْتُمْ
يَا مُسْلِمِيْنَ عَلَيْهِ مِنْ
زَائِدَةٍ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ
اِبِلٍ اَیْ لَمْ تُقَاسُوْا فِيْهِ
مُشَقَّةً وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ
رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝
فَلَا حَقَّ لَكُمْ فِيْهِ وَ
يَخْتَصُّ بِهِ النَّبِیُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَنْ ذُكِرَ مَعَهٗ فِی الْاٰيَةِ
الثَّانِيَةِ مِنَ الْاَصْنَافِ
الْاَرْبَعَةِ عَلٰى مَا كَانَ

۶ اور جو کچھ اللہ نے ان یہودیوں سے لے کر اپنے رسول کو دلوایا
سو اے مسلمانوں تم نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے
یعنی کچھ مشقت تم کو اس کے حاصل کرنے میں نہیں پہنچی ولیکن
اللہ مسلط کرتا ہے اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہے۔

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
پس تمہارا کوئی حق اس میں نہیں ۔ اور مخصوص ہیں
ساتھ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور جو لوگ ان کے ساتھ ذکر کئے گئے دوسری
آیت میں چاروں قسمیں موافق اس کے کہ آپ تقسیم
فرماتے تھے کہ ہر ایک قسم کو پانچواں حصہ یعنی خمس

يَقْسِمُهُ مِنْ أَنَّ لِكُلٍّ
مِنْهُمْ خُمُسَ الْخُمُسِ
وَلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْبَاقِي يَفْعَلُ
فِيهِ مَا يَشَاءُ فَأَعْطَى
مِنْهُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَثَلَاثَةً
مِنَ الْأَنْصَارِ لِفَقْرِهِمْ
(۷) مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ
مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى
كَالصَّفْرَاءِ وَوَادِي الْقُرٰى
وَيَنْبُعَ فَلِلّٰهِ يَأْمُرُ فِيهِ
بِمَا يَشَاءُ وَلِلرَّسُوْلِ
وَلِذِي صَاحِبِ الْقُرْبٰى
قَرَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ
وَبَنِي الْمُطَّلِبِ وَالْيَتٰمٰى أَطْفَالَ
الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْنَ هَلَكَتْ آبَاؤُهُمْ وَ
هُمْ فُقَرَاءُ وَالْمَسٰكِيْنِ ذَوِي الْحَاجَةِ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَابْنِ السَّبِيْلِ
الْمُنْقَطِعِ فِي سَفَرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ
أَيْ يَسْتَحِقُّهُ النَّبِيُّ وَالْأَرْبَعَةُ عَلٰى مَا كَانَ
يَقْسِمُهُ مِنْ أَنَّ لِكُلٍّ مِنَ الْأَرْبَعَةِ خُمُسَ
الْخُمُسِ وَلَهُ الْبَاقِي كَيْلَا كَيْ بِمَعْنَى
اللَّامِ وَأَنْ مُقَدَّرَةٌ بَعْدَهَا يَكُوْنَ
الْفَيْءُ عِلَّةُ الْقِسْمَةِ كَذٰلِكَ دُوْلَةً
مُتَدَاوِلًا بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ
وَمَا آتٰكُمُ أَعْطَاكُمُ الرَّسُوْلُ
مِنَ الْفَيْءِ وَغَيْرِهِ فَخُذُوْهُ وَمَا
نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا
اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ ۝

ملتا تھا

اور باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا
آپ اس میں سے جو چاہتے کرتے۔ سو آپؐ نے اس
میں سے مہاجرین کو اور تین آدمیوں کو انصار
میں سے دیا بسبب ان کے محتاج ہونے کے۔

(۷) جو کچھ کہ مالِ غنیمت دیا اللہ نے اپنے رسول کو
اہل قریٰ سے مثل صفراء اور وادی القریٰ اور
ینبع کے۔
سو وہ اللہ کا ہے وہ جو چاہے اس میں حکم کرے
اور واسطے پیغمبر کے ہے۔
اور آپ کے رشتہ داروں کے لئے یعنی بنی ہاشم اور
بنو مطلب کے لئے۔

اور واسطے یتیموں کے یعنی مسلمانوں کے بچوں کے
جن کے باپ مر گئے ہوں اور وہ محتاج ہوں

اس طرح تقسیم اس لئے کیا گیا کہ

نہ جاوے وہ مال دولت مندوں کے ہاتھوں میں

اور جو کچھ تم کو مال غنیمت وغیرہ میں سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا سو اس کو لے لو اور جس چیز
سے تم کو منع کیا اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو
بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

تشریح

(۶) مالِ فئے کا حکم | مالِ غنیمت وہ مال ہے جو جنگ کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔ مالِ غنیمت کے احکام سورۂ انفال کی آیت ۴۱ پارہ ۱۰ کے شروع میں آچکے ہیں اور وہاں بتادیا گیا ہے کہ اسلام میں جنگ کا مقصد جہاد فی سبیل اللہ ہے باطل کی قوت کا توڑنا ہے تاکہ لوگ اپنی آزادانہ رائے سے جس راستہ پر چلنا چاہیں چل سکیں۔ اسلام میں جہاد کا مقصد نہ کشور کشائی ہے اور نہ مالِ غنیمت ہے۔ مالِ غنیمت جنگ کے نتیجہ میں ملنے والا اللہ کا عطیہ اور انعام ہے اس کا حکم بتادیا گیا ہے کہ لڑائی کے بعد تمام لشکری ہر طرح کا مالِ غنیمت امیرِ لشکر کے سامنے لاکر رکھ دیں امیر لشکر اس کے پانچ حصے کرے گا جن میں سے چار حصے جنگ میں شریک ہونے والوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔ سوار کو دو حصے اور پیدل۔ کو ایک حصہ ملے گا باقی پانچواں حصہ مختلف اجتماعی مصالح پر خرچ کیا جائے گا۔ مالِ غنیمت کے یہ احکام سورۂ انفال میں آچکے ہیں۔

○ مال کی دوسری قسم ہے فئے۔ فئے وہ مال ہے جو بغیر لڑے حاصل ہوا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اسے فوج میں تقسیم نہ کیا جائے بلکہ وہ پورا مال ان مصارف کے لئے مخصوص کردیا جائے جو آگے کی آیتوں میں بیان ہورہا ہے۔

(۷) مالِ فئے کے مصارف | مالِ فئے کے حقدار کون کون ہیں؟

ان میں سب سے پہلا حصہ اللہ اور رسول کا ہے۔ آں حضرت ؐ نے اس پر اس طرح عمل فرمایا کہ حضورؐ اس حصے میں سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا نفقہ لے لیتے تھے اور باقی آمدنی جہاد کے لئے اسلحہ اور سواری کے جانور فراہم کرنے پر خرچ فرماتے تھے۔ حضورؐ کے بعد یہ حصہ مسلمانوں کے بیت المال کی طرف منتقل ہوگیا تاکہ یہ اس مشن کی خدمت میں صرف ہو جو اللہ نے اپنے رسول کے سپرد کیا تھا۔

○ مالِ فئے میں دوسرا حصہ رشتہ داروں کا ہے یعنی رسول اللہؐ کے رشتے دار بنی ہاشم اور بنی مُطلب تاکہ اللہ کے رسول ان رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا فرماسکیں جو آپ کی مدد کے محتاج ہوں۔

حضورؐ کی وفات کے بعد یہ حصہ بھی مسلمانوں کے دوسرے مساکین، یتامیٰ، مسافروں اور بنی ہاشم اور بنو مُطلب کے محتاج لوگوں کے لئے مخصوص ہوگیا باقی حصہ مسلمانوں کے مصالح کے لئے ہے۔

اسلامی معاشیات کا یہ اصول بتادیا گیا کہ دولت کی گردش پورے معاشرے میں ہونی چاہیئے نہ کہ مال مالداروں میں ہی گھومتا رہے۔ اسی مقصد کے لئے سود کو حرام کیا گیا، زکوٰۃ فرض کی گئی، غنیمت کے مال میں سے پانچواں حصہ نکالنے کا حکم دیا گیا، صدقاتِ نافلہ کی تلقین کی گئی، مختلف قسم کے کفّاروں کی ایسی صورتیں تجویز کی گئیں جن سے دولت کا بہاؤ معاشرے کے غریب لوگوں کی طرف ہوجائے۔ میراث کا قانون بنایا گیا تاکہ مرنے والے کی دولت زیادہ سے زیادہ وسیع دائرے میں پھیل جائے۔

اسلامی حکومت کی آمدنی مالِ زکوٰۃ اور مالِ فئے ہے۔ ان کا زیادہ تر حصہ غریبوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

○ بنی نضیر کے مالوں کے انتظام، مالِ فئے کی تقسیم میں اور دوسرے تمام معاملات میں رسول اللہؐ جو بھی فیصلہ فرمائیں بے چون وچرا تسلیم کرلو، اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

اللہ سے ڈرتے رہو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ کسی موقعہ پر بھی اللہ کے حکم کے خلاف کرنے کی جرأت نہ کرو۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ

لِلْفُقَرَآءِ	الْمُهٰجِرِيْنَ	الَّذِيْنَ	اُخْرِجُوْا	مِنْ دِيَارِهِمْ	وَ
محتاجوں کے لئے	مہاجر (جمع)	وہ جو	نکالے گئے	اپنے گھروں سے	اور

محتاج مہاجروں کے لئے (خاص طور پر) جو نکالے گئے اپنے گھروں سے اور اپنے

اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ

اَمْوَالِهِمْ	يَبْتَغُوْنَ	فَضْلًا	مِّنَ اللّٰهِ	وَرِضْوَانًا	وَّيَنْصُرُوْنَ
اپنے مالوں	وہ چاہتے ہیں	فضل	اللہ کا۔ سے	اور رضا	اور وہ مدد کرتے ہیں

مالوں سے (محروم کئے گئے) وہ اللہ کا فضل اور (اس کی) رضا چاہتے ہیں اور وہ مدد کرتے ہیں

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ

اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الصّٰدِقُوْنَ	وَالَّذِيْنَ
اللہ	اور اس کا رسول	اور یہی لوگ	وہ	سچے	اور جن لوگوں نے

اللہ اور اس کے رسولؐ کی یہی لوگ سچے ہیں اور جن لوگوں (انصار) نے

تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ

تَبَوَّؤُ	الدَّارَ	وَالْاِيْمَانَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	يُحِبُّوْنَ	مَنْ	هَاجَرَ
انھوں نے قرار پکڑا	اس گھر	اور ایمان	ان سے پہلے	وہ محبت کرتے ہیں	جس	ہجرت کی

اس گھر (دار الہجرت مدینہ) میں ان سے پہلے قرار پکڑا اور وہ (ان سے) محبت کرتے ہیں جنھوں نے ان کی طرف

اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا

اِلَيْهِمْ	وَلَا يَجِدُوْنَ	فِيْ	صُدُوْرِهِمْ	حَاجَةً	مِّمَّآ	اُوْتُوْا
ان کی طرف	اور وہ نہیں پاتے	میں	اپنے سینوں (دلوں)	کوئی حاجت	اس کی	دیا گیا انہیں

ہجرت کی اور جو انھیں (مہاجرین کو) دیا گیا اس کی اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے۔ اور وہ

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۟ؕ وَمَنْ

وَيُؤْثِرُوْنَ	عَلٰٓى	اَنْفُسِهِمْ	وَلَوْ كَانَ	بِهِمْ	خَصَاصَةٌ	وَمَنْ
اور وہ اختیار کرتے ہیں	پر	اپنی جانوں	اور خواہ ہو	انہیں	تنگی	اور جو۔ جس

اختیار کرتے ہیں (وہ انھیں ترجیح دیتے ہیں) اپنی جانوں پر خواہ (خود) انھیں تنگی (ضرورت) ہو اور جس نے

يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑨ ج

يُوْقَ	شُحَّ	نَفْسِهٖ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُوْنَ	
بچایا	بخل	اپنی ذات	تو یہی لوگ	وہ	فلاح پانے والے	

اپنی ذات کو بخل سے بچایا تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(۸) لِلْفُقَرَآءِ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَیْ
اَعْجَبُوْا الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ
يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝
فِيْ اِيْمَانِهِمْ

(۸) تعجب کرو تم فقراء مہاجرین کے حال سے جو اپنے مالوں اور گھروں سے نکالے گئے۔

طلب کرتے ہیں وہ فضل اللہ کا اور رضا اس کی اور مدد کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی وہی لوگ ہیں سچے اپنے ایمان میں۔

(۹) وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ الْمَدِيْنَةَ
وَالْاِيْمَانَ اَیْ اَلِفُوْهُ وَهُمُ الْاَنْصَارُ
مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ
اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
حَاجَةً حَسَدًا مِّمَّآ اُوْتُوْا اَیْ
اٰتَى النَّبِيُّ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْ اَمْوَالِ
بَنِي النَّضِيْرِ الْمُخْتَصَّةِ بِهٖ وَيُؤْثِرُوْنَ
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
حَاجَةٌ اِلٰى مَا يُؤْثِرُوْنَ بِهٖ
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ
حِرْصِهَا عَلَى الْمَالِ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(۹) جن لوگوں نے ٹھکانا ڈھونڈا اور گھر بنایا مدینہ میں اور ایمان سے مانوس ہوئے مہاجرین سے پہلے (مراد ان سے انصار ہیں) وہ دوست رکھتے ہیں ان کو جنھوں نے ان کی طرف ہجرت کی۔ اور اپنے سینہ میں حسد نہیں پاتے اس چیز سے جو پیغمبر صاحب نے مہاجرین کو دی اموال بنی نضیر سے جو مخصوص تھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور اختیار کرتے ہیں ان کو اپنی جانوں پر اگرچہ خود ان کو اس کی ضرورت ہو۔

اور جو کوئی بچایا جاوے اپنے نفس کے بخل سے یعنی مال کی حرص سے سو وہی لوگ ہیں نجات پانے والے۔

تشریح

(۸) ہر زمانے میں ضرورت مند مہاجرین کی امداد | ہجرت اسلام کی ایک خاص اصطلاح ہے اپنے وطن کو اس لئے خیرباد کہہ دینا کہ وہاں دین پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے اور اللہ کے دین کے لئے اپنے وطن اور گھر بار کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا۔ مہاجر کا رتبہ اس لئے بلند ہے کہ وہ اللہ کے دین کے لئے ایک بڑی قربانی دیتا ہے اپنا وطن چھوڑتا ہے، گھر بار چھوڑتا ہے، جما جمایا کاروبار اور عزیز و اقربا کو چھوڑ کر اللہ کے دین کے لئے دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔

جو لوگ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آئے تھے مدینہ کے انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کا دل سے خیر مقدم کیا اللہ کے نبی ؐ نے ایک مہاجر اور ایک انصار کو بھائی بھائی بنا دیا، ان میں مواخات کا رشتہ قائم کر دیا ادہر انصار نے بھی اپنے مہاجر بھائیوں کی مدد میں کسر نہ چھوڑی اگر کسی کے پاس دو مکان تھے تو ایک مکان اپنے مہاجر بھائی کو دے دیا۔ یہاں تک بھی ہوا کہ کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں تو اس نے مہاجر بھائی سے کہا میرے بھائی جس کو تم پسند کرو میں اسے طلاق دے دوں تم اس سے شادی کر لو۔

ادہر مہاجر بھائیوں نے بھی خودداری اور عزت نفس کے ساتھ رہنا پسند کیا انھوں نے اپنے انصار بھائیوں پر زیادہ وزن نہیں ڈالا۔

بنو نضیر کا علاقہ فتح ہوا تو عام مساکین یتیموں اور مسافروں کے ساتھ ان مہاجرین کا حق بھی رکھا جو اللہ کے دین کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر آئے تھے یا آ رہے تھے۔ بنی نضیر کی جائدادوں کا ایک حصہ مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور وہ باغات جو انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کی مدد کے لئے دیئے تھے وہ ان کو واپس کر دیئے گئے۔

اصولی طور پر یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ مالِ فے میں جہاں عام مسلمانوں کا حق ہے وہاں مہاجرین کا حق مقدم ہے اور جب کبھی بھی ایسے حالات پیش آئیں جیسے مدینہ طیبہ میں تھے تو مملکت اسلامیہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ مہاجرین کے حق کو مقدم رکھے۔

ارشاد ہوا کہ یہ مالِ فے ان غریب مہاجرین کے لئے بھی ہے جو اپنے گھروں اور جائدادوں سے نکال باہر کئے گئے ہیں یہ ہجرت کر کے اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کی حمایت پر کمربستہ رہتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں۔

(۹) انصارِ مدینہ کی فضیلت اور مالِ فے پر اُن کا حق | مالِ فے پر صرف مہاجرین ہی کا حق نہیں ہے بلکہ پہلے سے جو مسلمان دارالاسلام میں آباد ہیں یعنی مدینہ طیبہ کے انصار وہ بھی اس میں حصہ پانے کے حق دار ہیں۔ یہ لوگ مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر دارالہجرت میں مقیم تھے اور ایمان و عرفان کی راہوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو چکے تھے۔ یہ لوگ مہاجرین سے بہت محبت کرتے تھے ان کی خدمت کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے مالوں میں ان کو برابر کا شریک بنایا۔ یہ خود غریب اور محتاج ہوتے ہوئے بھی اپنے اوپر مہاجرین کو ترجیح دیتے تھے۔

جب بنی نضیر کا علاقہ فتح ہوا تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بنو نضیر کے علاقے کے بندوبست کی ایک شکل یہ ہے کہ تمہاری املاک اور یہودیوں کے چھوڑے ہوئے باغات ملا کر تمہارے اور مہاجرین کے درمیان ان کو تقسیم کر دیا جائے۔ اور دوسری شکل یہ ہے کہ تم اپنی جائدادیں اپنے پاس رکھو اور بنی نضیر کی جائداد مہاجرین میں بانٹ دی جائے۔

انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جائدادیں بنی نضیر کی آپ ان مہاجر بھائیوں میں بانٹ دیں اور ہماری جائدادوں میں سے جو ان کو دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔

اس طرح انصار کی رضامندی سے یہودیوں کے چھوڑے ہوئے اموال مہاجرین میں تقسیم کئے گئے اور انصار میں سے چند لوگوں ابودجانہ، حضرت سہل، حضرت حارث کو حصہ دیا گیا۔ کیوں کہ یہ لوگ بہت غریب تھے۔

اسی ایثار کا ثبوت انصار نے اس وقت بھی دیا جب بحرین کا علاقہ اسلامی حکومت میں شامل ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے ایثار اور وسیع القلبی کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا حقیقت یہ ہے جو لوگ دل کی تنگی سے بچا لئے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ یعنی اللہ کی توفیق اور مدد سے جن کو دلی حوصلہ اور سخاوت کی دولت مل جاتی ہے وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا

وَالَّذِيْنَ	جَآءُوْا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	يَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَا
اور جو لوگ	وہ آئے	ان کے بعد	وہ کہتے ہیں	اے ہمارے رب

اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب

اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

اغْفِرْ لَنَا	وَلِاِخْوَانِنَا	الَّذِيْنَ	سَبَقُوْنَا	بِالْاِيْمَانِ
ہمیں بخش دے	اور ہمارے بھائیوں کو	وہ جنھوں نے	ہم سے سبقت کی	ایمان میں

ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جنھوں نے ایمان میں ہم سے سبقت کی

وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَلَا تَجْعَلْ	فِيْ	قُلُوْبِنَا	غِلًّا	لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
اور نہ ہونے دے	میں	ہمارے دلوں	کوئی کینہ	ان لوگوں کے لئے جو	ایمان لائے

اور جو ایمان لائے ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے کوئی کینہ نہ ہونے دے

ع رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۱۰) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

رَبَّنَآ	اِنَّكَ	رَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ	اَلَمْ تَرَ	اِلَى	الَّذِيْنَ
اے ہمارے رب	بیشک تو	شفقت کرنے والا	رحم کرنے والا	کیا آپ نے نہیں دیکھا	طرف کو	وہ لوگ

اے ہمارے رب بیشک تو شفقت کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ کیا آپ نے منافقوں کو

نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نَافَقُوْا	يَقُوْلُوْنَ	لِاِخْوَانِهِمُ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا
جنھوں نے نفاق کیا (منافق)	وہ کہتے ہیں	اپنے بھائیوں کو	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)

نہیں دیکھا؟ وہ اپنے بھائیوں کو کہتے ہیں جو کافر ہوئے اہل کتاب

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ

مِنْ	اَهْلِ الْكِتٰبِ	لَئِنْ	اُخْرِجْتُمْ	لَنَخْرُجَنَّ	مَعَكُمْ
سے	اہل کتاب	البتہ اگر	تم نکالے گئے	تو ہم ضرور نکل جائیں گے	تمہارے ساتھ

میں سے البتہ اگر تم نکالے (جلاوطن) گئے تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔

وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِن قُوتِلْتُمْ

وَلَا نُطِيعُ	فِيكُمْ	أَحَدًا	أَبَدًا	وَإِن	قُوتِلْتُمْ
اور نہ مانیں گے	تمہارے بارے میں	کسی کا	کبھی	اور اگر	تم سے لڑائی ہوئی

اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کا حکم نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم

لَنَنصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ⑪

لَنَنصُرَنَّكُمْ	وَاللَّهُ	يَشْهَدُ	إِنَّهُمْ	لَكَاذِبُونَ	
تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے	اور اللہ	گواہی دیتا ہے	بیشک یہ	البتہ جھوٹے ہیں	

ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ جھوٹے ہیں۔

⑩ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن
بَعْدِهِمْ مِن بَعْدِ
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَقُولُونَ
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا
الَّذِينَ سَبَقُونَا
بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ
فِي قُلُوبِنَا غِلًّا
لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا
إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

⑩ اور جو لوگ مہاجرین اور انصار کے بعد آئے اور آویں گے قیامت تک۔

وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

اور ہمارے دلوں میں کینہ نہ رکھ ان لوگوں کا جو ایمان لائے اے ہمارے رب بے شبہ تو بہت والا مہربان ہے

⑪ أَلَمْ تَرَ إِلَى
الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ
لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
وَهُمْ بَنُو النَّضِيرِ وَإِخْوَانُهُمْ
فِي الْكُفْرِ لَئِنْ لَامَ قَسَمُهُمْ
فِي الْأَرْبَعَةِ أُخْرِجْتُمْ مِنَ الْمَدِينَةِ
لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ فِي

⑪ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ الخ کیا نہیں دیکھا تو نے ان کی طرف جو ہوئے منافق کہ وہ اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جو کافر ہوئے اہل کتاب سے مراد اہل کتاب سے بنی نضیر اور دیگر کافر ہیں کہ

البتہ اگر تم نکالے جاؤ گے مدینہ سے تو بالضرور ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارا ساتھ چھوڑنے میں کسی کا کہنا نہ مانیں گے۔

خُذُ لَا نِکُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ حُذِفَتْ مِنْهُ اللَّامُ الْمُوْطِئَۃ لَنَنْصُرَنَّکُمْ ؕ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ ○

اور اگر تم سے کوئی لڑے گا تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔
اور اللہ گواہ ہے کہ وہ اس قول میں جھوٹے ہیں۔

تشریح

(۱۰) مالِ فَے میں بعد میں آنے والوں کا بھی حصہ ہے | آیت ۶ سے لے کر مذکورہ آیت ۱۰ تک مالِ فَے کے جو احکام بیان ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فَے میں اللہ اور رسول ـــــ رسول ؐ کے رشتہ داروں ـــــ یتیموں، مسکینوں ـــــ مسافروں ـــــ مہاجرین ـــــ انصار ـــــ اور قیامت تک آنے والی مسلمان نسلوں کے حقوق ہیں۔

حضرت عمرؓ نے آیتِ مذکورہ ۱۰ سے یہی استدلال کیا ہے کہ اللہ کی عطا کردہ ان املاک میں صرف اُس زمانے کے ہی لوگوں کا ہی حصہ نہیں ہے بلکہ بعد میں آنے والوں کو بھی اللہ نے شریک کیا ہے ـــــ اس لئے فرمایا وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِھِمْ (جو ان اگلوں کے بعد آئے ہیں۔)

یہ بتانے کے ساتھ ساتھ کہ فَے کی تقسیم میں حاضر و موجود لوگوں کا ہی نہیں بعد میں آنے والے مسلمانوں اور ان کی آئندہ آنے والی نسلوں کا بھی حصہ ہے۔ ایک اہم اخلاقی درس بھی مسلمانوں کو دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں کسی دوسرے مسلمان کے لئے بغض نہیں ہونا چاہیئے اور مسلمانوں کے لئے صحیح روش یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے حق میں دعائے مغفرت کرتے رہیں۔

(۱۱) منافقین کی یہودیوں کے ساتھ سازباز | جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپؐ کے سامنے جو مخالفین تھے ان میں ایک تو یہودی تھے جو اہلِ کتاب تھے، اس کے علاوہ ایک گروہ منافقین کا تھا جو بظاہر اپنی کچھ مجبوریوں اور مصلحتوں کی وجہ سے مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے مگر اندر اندر اسلام کی جڑیں کھودنے میں لگے رہتے تھے۔ ان منافقین کی یہودیوں کے ساتھ خفیہ سازباز تھی اور جب بھی موقع ملتا تھا یہ مل کر نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ مذکورہ آیت ۱۱ سے لے کر آیت ۱۷ تک بنی نضیر کے ساتھ لڑائی کے موقع پر منافقین کے رویے پر تبصرہ اور اس کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ان کی اس روش کی تہہ میں کیا اسباب تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی نضیر کی بدعہدی کھل جانے کے بعد کہ انھوں نے نبی ؐ کے قتل کی سازش کی تھی ان کو دس دن کا نوٹس دیا کہ اس عرصے میں تم مدینہ چھوڑ کر نکل جاؤ تو منافقین کی طرف سے ان کے سردار عبداللہ بن ابی وغیرہ نے بنی نضیر کے یہودیوں کو خفیہ پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر جنگ ہوئی تو ہم دو ہزار آدمیوں کے ساتھ تمہاری مدد کو آئیں گے اس کے علاوہ بنی قریظہ اور بنی غطفان بھی تمہاری حمایت کریں گے اس لئے تم مسلمانوں کے مقابلے میں پوری طرح ڈٹ جاؤ ان کے سامنے ہتھیار نہ ڈالو۔ اگر تم مدینے سے نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔

آیتِ مذکورہ میں منافقین کی اسی روش کا ذکر کیا ہے اور ان کی خفیہ سازباز کا اللہ تعالیٰ نے بھانڈا پھوڑا ہے۔ فرمایا، کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے منافقت کی روش اختیار کی ہے۔ یہ اپنے کافر اہلِ کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے معاملے میں ہم کسی کی بات ہرگز نہ مانیں گے۔ اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ مگر اللہ گواہ ہے کہ یہ لوگ قطعی جھوٹے ہیں۔

لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ

لَا يَنْصُرُونَهُمْ	قُوتِلُوا	وَلَئِنْ	مَعَهُمْ	لَا يَخْرُجُونَ	أُخْرِجُوا	لَئِنْ
وہ ان کی مدد نہ کریں گے	ان سے لڑائی ہوئی	اور اگر	ان کے ساتھ	وہ نہ نکلیں گے	وہ جلاوطن کئے گئے	اگر

اور اگر وہ جلاوطن کئے گئے تو یہ نہ نکلیں گے ان کے ساتھ اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے

وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ⑫

لَا يُنْصَرُونَ	ثُمَّ	الْأَدْبَارَ	لَيُوَلُّنَّ	نَصَرُوهُمْ	وَلَئِنْ
وہ مدد نہ کئے جائیں گے	پھر	پیٹھ (جمع)	تو وہ یقیناً پھیریں گے	وہ ان کی مدد کریں گے	اور اگر

اور اگر مدد کریں گے (بھی) تو وہ یقیناً پیٹھ پھیریں گے (بھاگ جائیں گے) پھر (کہیں بھی) وہ مدد نہ کئے جائیں گے۔

⑫ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ جَاءُوا لِنَصْرِهِمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ وَاسْتَغْنَى بِجَوَابِ الْقَسَمِ الْمُقَدَّرِ عَنْ جَوَابِ الشَّرْطِ فِي الْمَوَاضِعِ الْخَمْسَةِ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ○ أَيِ الْيَهُودُ

⑫ اگر اہل کتاب نکالے جاویں گے تو منافقین ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر وہ مقاتلہ کئے جاویں گے تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر مدد کرنے کو آویں بھی تو پشت پھیر کر بھاگیں گے۔

پھر یہودیوں کی کوئی مدد نہ کرے گا۔

تشریح

⑫ منافقین کا جھوٹ سامنے آگیا اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں، صرف یہودیوں کو اکسانے کے لئے اوپر اوپر سے یہ باتیں بنا رہے ہیں۔ اگر بنو نضیر کے یہودی نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ ہرگز نہ نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی ہرگز مدد نہ کریں گے۔ اور اگر مدد کریں گے بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے اور پھر کہیں سے یہ یہودی کوئی مدد نہ پائیں گے۔ اور نہ ان منافقین کی کوئی مدد کرے گا۔

چنانچہ یہی ہوا، لڑائی کا سامان ہوا، بنو نضیر محصور ہو گئے۔ ایسی نازک صورت حال میں منافق جنہوں نے بڑے بڑے دعوے کئے تھے کوئی ان کی مدد کو نہ پہنچا۔ اور جب بنو نضیر کے یہودیوں کو ان کے گھروں سے نکالا گیا تو اس وقت یہ منافقین اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے رہے۔

ان آیتوں کے مضامین کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رکوع کی یہ آیتیں نازل ہونے کی ترتیب کے اعتبار سے شروع کی آیتیں ہیں جب کہ نبی ﷺ نے بنو نضیر کو مدینے سے نکل جانے کا نوٹس دیا تھا اور ابھی ان کا محاصرہ نہیں ہوا تھا مگر چونکہ اہم مضمون پہلے رکوع میں بیان ہوا ہے اس لئے ترتیب میں یہ رکوع بعد میں رکھا گیا ہے اور اس رکوع کو مضمون کی اہمیت کی وجہ سے شروع میں رکھا گیا ہے۔

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

لَاَنْتُمْ	اَشَدُّ	رَهْبَةً	فِیْ صُدُوْرِهِمْ	مِّنَ اللّٰهِ
یقیناً تم ۔ تمہارا	بہت زیادہ	ڈر	ان کے سینوں (دلوں) میں	اللہ سے

یقیناً ان کے دلوں میں تمہارا ڈر اللہ سے بہت زیادہ ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ

ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	قَوْمٌ	لَّا یَفْقَهُوْنَ	لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ
یہ	اس لئے کہ وہ	ایسے لوگ	کہ وہ سمجھتے نہیں	وہ تم سے نہ لڑیں گے

یہ اس لئے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں وہ سب مل کر بھی تم سے نہ

جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ

جَمِیْعًا	اِلَّا	فِیْ ۔ قُرًى	مُّحَصَّنَةٍ	اَوْ	مِنْ وَّرَآءِ	جُدُرٍ
اکٹھے سب مل کر	مگر	بستیوں میں	قلعہ بند	یا	پیچھے سے	دیواریں

لڑیں گے مگر بستیوں میں قلعہ بند ہو کر یا دیواروں (فصیل) کے پیچھے سے

بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ

بَاْسُهُمْ	بَیْنَهُمْ	شَدِیْدٌ	تَحْسَبُهُمْ ۔ جَمِیْعًا	وَّقُلُوْبُهُمْ
ان کی لڑائی	ان کے آپس میں	بہت سخت	تم گمان کرتے ہو انھیں اکٹھے	حالانکہ ان کے دل

آپس میں ان کی لڑائی بہت سخت ہے۔ تم انھیں اکٹھے گمان کرتے ہو حالانکہ ان کے دل

شَتّٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

شَتّٰی	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	قَوْمٌ	لَّا یَعْقِلُوْنَ
الگ الگ	یہ	اس لئے کہ وہ	ایسے لوگ	وہ عقل نہیں رکھتے

الگ الگ ہیں، یہ اس لئے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔

﴿۱۳﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً خَوْفًا فِیْ صُدُوْرِهِمْ اَیِ الْمُنَافِقِیْنَ مِّنَ اللّٰهِ لِتَاْخِیْرِ عَذَابِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ○

﴿۱۴﴾ لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ اَیِ الْیَهُوْدُ جَمِیْعًا مُجْتَمِعِیْنَ اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ

﴿۱۳﴾ بے شک اے مسلمانوں تمہارا خوف اور رعب منافقوں کے جی میں اللہ سے زیادہ ہے بسبب مؤخر ہونے عذاب الٰہی کے یہ اس لئے کہ وہ ایک قوم ہے بے سمجھ۔

﴿۱۴﴾ یہودی تم سے اکٹھے ہو کر نہیں لڑ سکتے مگر قلعوں اور مکانات مستحکم میں ہو کر۔

اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ سُوْرٍ وَّفِیْ قُرَآءٍ ۚ
جُدُرٍ بَاْسُهُمْ حَرْبُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ تَحْسَبُهُمْ
جَمِیْعًا مُّجْتَمِعِیْنَ وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰی مُتَفَرِّقَةٌ
خِلَافَ الْحُسْبَانِ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ○

یا دیوار کے پیچھے سے۔ لڑائی ان کی باہم بہت سخت ہے۔ تو ان کو اکٹھا سمجھتا ہے حالاں کہ ان کے دل متفرق ہیں، گمان کے خلاف یہ اس وجہ سے کہ وہ بے سمجھ قوم ہے۔

تشریح

(۱۳) مومن اور غیر مومن کی سیرت و کردار کا بنیادی فرق | ایمان دراصل اس حقیقت کو سمجھ لینے اور مان لینے کا نام ہے کہ اصل طاقت اللہ رب العزت کی طاقت ہے وہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے سامنے اعمال کا مواخذہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے۔ جو اس حقیقت کو جان لے اور مان لے وہ صرف اللہ سے ڈرے گا اور کسی سے نہ ڈرے گا اِس کے برخلاف جو شخص یہ علم نہیں رکھتا، ناسمجھی میں مبتلا ہے وہ یہ دیکھ کر کہ اس کے سامنے ایک محسوس طاقت ہے اس سے دب جائے گا۔ یا یہ سمجھ کر کہ اس کی بات ماننے میں فائدہ ہے اس کے آگے سر جھکا دے گا۔

ایک مومن اور غیر مومن کی سیرت و کردار کا یہ بنیادی فرق ہے جس کی طرف مذکورہ آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ منافقین جن کے دلوں میں ایمان نہیں تھا اللہ سے بڑھ کر مسلمانوں کی طاقت سے ڈرتے تھے کہ ان مٹھی بھر لوگوں میں جو جذبہ ہے اس نے ان کو ایک ایسی طاقت دے دی ہے کہ یہ فولادی جتھا بن گئے ہیں جس سے ٹکرا کر یہودی پاش پاش ہو جائیں گے۔ اس لئے یہ اللہ سے زیادہ مسلمانوں کے اتحاد اور ان کے جذبۂ سرفروشی سے خوف زدہ تھے۔ کیوں کہ اس حقیقت تک ان کے فہم کی رسائی نہیں تھی کہ اصل طاقت اللہ کی ہے انسانوں کی نہیں، اس لئے یہ کبھی کھل کر میدان میں مقابلے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔

(۱۴) منافقین کی دوسری کمزوری کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں | منافقین کی پہلی کمزوری اوپر بیان ہوئی کہ وہ نہایت بزدل ہیں اللہ سے ڈرنے کے بجائے انسانوں سے ڈرتے ہیں۔ دوسری کمزوری ان کی یہ ہے کہ ان کے دل آپس میں پھٹے ہوئے ہیں اوپر سے متحد نظر آتے ہیں لیکن اندر سے سب الگ الگ اپنی اپنی اغراض کے بندے ہیں جیسے سنترہ کہ اوپر سے چھلکا ایک نظر آتا ہے جب اسے چھیلو تو اس کی ہر قاش الگ الگ ہوتی ہے ان منافقین اور غیر مومنین کا یہی حال ہوتا ہے۔

دوسری طرف کیوں کہ اہل ایمان کے سامنے ایک بلند نصب العین ہوتا ہے وہ ان کو آپس میں جوڑے رکھتا ہے۔ ان میں حقیقی اتحاد پیدا کر دیتا ہے دیکھنے میں ان کے افراد الگ الگ نظر آتے ہیں مگر ایمانی جذبہ ان کو متحد رکھتا ہے جیسے خربوزہ اوپر سے دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ الگ الگ قاشوں کے نشان ہیں مگر اندر سے دیکھو تو پورا خربوزہ ایک جان ملے گا۔ یہی حال مومنین کا ہوتا ہے کہ ایک مشترک نصب العین ان کو آپس میں جوڑے رکھتا ہے اس لئے یہ منافق و یہود کبھی آمنے سامنے ہو کر کھلے میدان میں مقابلہ نہیں کر سکتے لڑیں گے بھی تو قلعہ بند بستیوں میں بیٹھ کر یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر۔ آپس کی لڑائی میں بڑے تیز۔ دیکھنے میں اکٹھے نظر آتے ہیں مگر ان کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ حال اس لئے ہے کہ ان کے سامنے کوئی بلند نصب العین اور کوئی مثبت مقصد نہیں ہے ان کا صرف ایک منفی مقصد ہے۔ مسلمانوں سے حسد اور جلن مگر اس کے لئے ان کے پاس کوئی متحد کرنے والی اور جوڑنے والی قوت اور جذبہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس حالت پر تبصرہ کر کے مسلمانوں کو بتا دیا کہ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ان کی باتوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ سب ڈینگیں مار رہے ہیں۔ آزمائش کا وقت آتے ہی ساری ہوا نکل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا

كَمَثَلِ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	قَرِيْبًا	ذَاقُوْا
حال جیسا	جو لوگ	ان سے قبل	قریبی زمانہ	انھوں نے چکھ لیا

ان کا حال ان لوگوں جیسا ہے جو قریبی زمانہ میں ان سے قبل ہوئے ہیں انھوں نے اپنے

وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ ⑮ كَمَثَلِ

وَبَالَ	اَمْرِهِمْ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	كَمَثَلِ
وبال	اپنے کام	اور ان کے لئے	عذاب	دردناک	حال جیسا

کام کا وبال چکھ لیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ شیطان

الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ

الشَّيْطٰنِ	اِذْ	قَالَ	لِلْاِنْسَانِ	اكْفُرْ	فَلَمَّا كَفَرَ
شیطان	جب	اس نے کہا	انسان سے	تو کفر اختیار کر	تو جب اس نے کفر کیا

کے حال جیسا جب اس نے انسان سے کہا تو کفر اختیار کر، پھر جب اس نے کفر کیا

قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

قَالَ	اِنِّيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّنْكَ	اِنِّيْٓ	اَخَافُ	اللّٰهَ	رَبَّ
اس نے کہا	بیشک میں	لاتعلق	تجھ سے	تحقیق میں	ڈرتا ہوں	اللہ	رب

تو اس نے کہا بیشک میں تجھ سے لاتعلق ہوں، تحقیق میں تمام جہانوں کے رب سے

الْعٰلَمِيْنَ ⑯ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ

الْعٰلَمِيْنَ	فَكَانَ	عَاقِبَتَهُمَا	اَنَّهُمَا	فِي النَّارِ
تمام جہانوں	پس ہوا	ان دونوں کا انجام	بیشک وہ دونوں	آگ میں

ڈرتا ہوں۔ پس دونوں کا انجام (یہ ہے) کہ وہ دونوں آگ میں ہوں گے

ع ۵ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ⑰ ع

خَالِدَيْنِ	فِيْهَا	وَذٰلِكَ	جَزٰۗؤُا	الظّٰلِمِيْنَ
وہ ہمیشہ رہیں گے	اس میں	اور یہ	جزا۔ سزا	ظالموں

وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ، اور یہ سزا ہے ظالموں کی۔

(۱۵) مَثَلُهُمْ فِيْ تَرْكِ الْاِيْمَانِ كَمَثَلِ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا
بِزَمَنٍ قَرِيْبٍ وَهُمْ اَهْلُ
بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ
عَقُوْبَتَهُ فِي الدُّنْيَا مِنَ
الْقَتْلِ وَغَيْرِهٖ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ○ مُؤْلِمٌ فِي الْاٰخِرَةِ
مَثَلُهُمْ اَيْضًا فِيْ سِمَاعِهِمْ
مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَتَخَلُّفِهِمْ

(۱۵) مثل ان کے ایمان نہ لانے میں مانند ان لوگوں کے
جو ان سے کچھ زمانہ پہلے گزرے مراد ان سے اہلِ
بدر ہیں مشرکین میں سے کہ انھوں نے چکھا وبال اپنے
کام کا یعنی دنیا میں ہی اس کی سزا کو پہنچے قتل
وغیرہ سے۔

اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے آخرت میں

مثال ان کی اس بارہ میں کہ وہ منافقوں سے سنتے ہیں اور
ان سے پیچھے ہٹتے ہیں

(۱۶) عَنْهُمْ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ
اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ
فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ
الْعٰلَمِيْنَ ○ كَذِبٌ مِنْهُ
وَرِيَاءٌ

(۱۶) مانند شیطان کے ہے جب کہ اس نے انسان سے کہا
کہ کافر ہو جا پس جس وقت وہ کافر ہوا کہنے لگا کہ میں
بےزار ہوں تم سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو تمام جہان کا
رب ہے۔ (یہ کلام شیطان کے ازراہ کذب وریاری ہوں
گے)

(۱۷) فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَيِ الْغَاوِيْ
وَالْمُغْوِيْ وَقُرِئَ بِالرَّفْعِ
اِسْمُ كَانَ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ
خٰلِدَيْنِ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ
جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ○

(۱۷) سو ان دونوں کا ٹھکانا اور انجام یعنی بہکانے
والے کا اور جس کو بہکایا یہ ہے کہ
وہ دونوں دوزخ میں ہوں گے۔ وہاں ہمیشہ رہیں گے
اور یہی ہے بدلہ کافروں کا۔

تشریح

(۱۵) یہ لوگ بھی سابقہ لوگوں کی طرح ہیں | یہ منافقین بھی ایسے ہی ناسمجھ ہیں جیسے ان سے پہلے لوگ تھے جو تھوڑی ہی مدت پہلے اپنے کئے کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ یہ اشارہ غزوۂ بدر کی طرف ہے کہ کفارِ قریش اپنی کثرتِ تعداد اور اپنے سروسامان کے باوجود مٹھی بھر مسلمانوں سے شکست کھا چکے تھے۔

اور یہود بنی قینقاع کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو بھی اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا مگر انھیں بھی منہ کی کھانی پڑی۔

یہودیوں کا قبیلہ بنی قینقاع مدینے میں رہنے والے یہودی قبیلوں میں سے ایک تھا۔ بنو قینقاع کا بازار سونے چاندی کی تجارت کے لئے مشہور تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ بنو قینقاع کے علماء میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے ابتدائی دنوں میں ہی اسلام لے آئے تھے۔

میثاق مدینہ کے ذریعہ اگرچہ یہودیوں سے معاہدہ ہو چکا تھا مگر ان لوگوں نے کبھی دل سے اس معاہدے کی پابندی نہیں کی اور مسلمانوں کے خلاف اندر اندر سازشیں کرتے رہتے تھے مسلمانوں کی خبریں قریش کو پہنچاتے تھے۔

تینوں یہودی قبیلوں میں سے بنو قینقاع دلیر اور دولت مند تھے اور فتنہ انگیز بھی سب سے زیادہ تھے۔ حضورؐ ابھی بدر ہی میں تھے کہ قینقاع کے بازار میں ایک واقعہ پیش آگیا۔ ہوا یہ کہ ایک مسلمان خاتون دودھ بیچنے کے لئے یہودیوں کے محلے میں گئیں لوٹتے ہوئے ایک یہودی زرگر کے پاس کوئی چیز خریدنے کے لئے چلی گئیں، وہاں پر جمع یہودیوں نے ان کے چہرے سے نقاب ہٹانا چاہا، انھوں نے انکار کیا، وہ زیور دیکھنے میں محو تھیں کہ سنار نے بے خبری میں ان کے کپڑے کا کنارہ پشت سے باندھ دیا، جب وہ اٹھیں تو پیچھے سے برہنہ ہوگئیں۔ وہاں موجود یہودیوں نے خوب قہقہے لگائے خاتون نے چیخ پکار کی تو قریب سے گزرتا ہوا ایک مسلمان مدد کو پہنچا اور مشتعل ہو کر سنار کو مار ڈالا۔ یہودیوں نے مسلمان کو شہید کر دیا اور نتیجہ میں فساد ہو گیا۔

مسلمان بدر سے واپس آئے تو یہودیوں کی اس شرارت کا علم ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوق قینقاع میں جمع کیا اور سمجھایا، مگر جواب میں یہودیوں نے دھمکی دی کہ ہمیں قریش کی طرح کمزور نہ سمجھنا، ہم سے پالا پڑے گا تو پتہ چل جائے گا کہ لڑا ئی کیسے کہتے ہیں — اس دھمکی کے بعد جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اب یہ لوگ کھل کر عہد شکنی پر اتر آئے تھے۔

۱۵ شوال ۲ھ کو ان کا محاصرہ کر لیا گیا جس کی تاب نہ لا کر یہ لوگ جھکنے پر مجبور ہوئے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول جو بظاہر مسلمان ہو چکا تھا ایک ہزار کا لشکر ان کی سفارش کے لئے آیا اور بنو خزرج جو بنو قینقاع کے حلیف تھے عبادہ بن صامت خزرجی عبداللہ بن ابی کے ساتھ سفارش کے لئے آئے۔

آنحضرتؐ نے عبادہ ابن صامتؓ کو ان کے بارے میں فیصلے کا اختیار دے دیا انھوں نے فیصلہ دیا کہ بنو قینقاع مدینہ چھوڑ کر نکل جائیں اور جنگی سامان کے علاوہ جو سامان ساتھ لے جانا چاہیں لے جائیں۔ چنانچہ انھوں نے گھر کے دروازے تک اکھاڑ کر اونٹوں پر رکھ لئے۔ عبادہ بن صامتؓ انہیں مدینہ سے باہر ذباب پہاڑ تک چھوڑ کر آئے اور وہاں سے یہ لوگ شام کی طرف اذرعات کے علاقے میں چلے گئے — آیت مذکورہ میں بنو قینقاع کے اسی واقعے اور کفار قریش کے ساتھ جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے کہ ان سے یعنی بنی نضیر سے تھوڑی ہی مدت پہلے بنو قینقاع اور کفار قریش اپنے کئے کا مزہ چکھ چکے ہیں کہ تعداد کی کثرت اور سر و سامان کی زیادتی کے باوجود مٹھی بھر مسلمانوں کی جماعت نے اللہ کی مدد سے ان کو شکست دی۔ ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے کیونکہ انھوں نے اپنے کرتوتوں سے اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کیا ہے۔

(۱۶) منافق اور شیطان دونوں کی ایک ہی روش ہے | یہ منافق جو بنی نضیر کے یہودیوں کی پیٹھ ٹھونک رہے تھے کہ تم ڈرنا نہیں ڈٹے رہنا ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب وقت آیا تو دھوکا دے گئے۔ ان کی روش بالکل وہی ہے جو شیطان کی انسانوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ شیطان پہلے سنہرے خواب دکھا کر پھنسا لیتا ہے اور جب انسان اس کے جال میں پھنس کر گناہ کر بیٹھتا ہے تو شیطان اپنے آپ کو الگ کر لیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا تمہارے اس کام سے کوئی واسطہ نہیں ہے مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے حالاں کہ اس کا یہ کہنا کہ مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے یہ بھی مکاری سے ہوتا ہے۔

جنگ بدر میں اس نے کفار قریش کے معاملے میں یہی رول ادا کیا تھا کہ پہلے تو انھیں خوب بڑھایا چڑھایا۔ اس کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ انفال میں آیا ہے کہ شیطان نے کفار قریش سے کہا: لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ۔ (آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں)۔ مگر جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹا پھر گیا اور کہنے لگا۔

إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ۔ (آیت ۴۸)

(میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا، میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے۔)

آخرت میں بھی شیطان یہی کہے گا کہ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ (میں تم سے بری الذمہ ہوں) جو کچھ کیا تم نے خود کیا۔

جس طرح شیطان شہد لگا کر خود الگ ہو جاتا ہے یہی حال ان منافقین کا ہے کہ پہلے تو بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے ہیں اور جب آگ بھڑک جاتی ہے تو خود پیچھے سے کھسک جاتے ہیں۔

(۱۷) دونوں کا انجام ایک ہے | شیطان ہوں یا منافق یا ان کے دھوکے اور بھرے میں آنے والے لوگ۔ بہرحال اللہ کے نافرمانوں کا اور اس کے ساتھ شرک کرنے والے ظالموں کا انجام ایک ہی ہے کہ انھیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا

یٰٓاَیُّھَا	الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اتَّقُوا اللّٰہَ	وَلْتَنْظُرْ	نَفْسٌ	مَّا
اے	ایمان والو	تم اللہ سے ڈرو	اور چاہیے کہ دیکھے	ہر نفس	کیا

اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ دیکھے (سوچے) ہر شخص کہ اس

قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ۭ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا

قَدَّمَتْ	لِغَدٍ	وَاتَّقُوا اللّٰہَ	اِنَّ	اللّٰہَ	خَبِیْرٌ	بِمَا
اس نے بھیجا آگے	کل کے لئے	اور تم ڈرو اللہ سے	بیشک	اللہ	باخبر	اس سے جو

نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور تم اللہ سے ڈرو بیشک اللہ جو تم کرتے ہو اس سے

تَعْمَلُوْنَ ⑱ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ

تَعْمَلُوْنَ	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِیْنَ	نَسُوا اللّٰہَ	فَاَنْسٰھُمْ
تم کرتے ہو	اور نہ ہو جاؤ تم	ان لوگوں کی طرح	جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا	تو اللہ نے بھلا دیا انھیں

باخبر ہے۔ اور تم نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے ایسا کر دیا

اَنْفُسَھُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ⑲ لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ

اَنْفُسَھُمْ	اُولٰۗىِٕكَ	ھُمُ	الْفٰسِقُوْنَ	لَا یَسْتَوِیْٓ	اَصْحٰبُ النَّارِ	
خود انھیں	یہی لوگ	وہ	نافرمان (جمع)	برابر نہیں	دوزخ والے	

کہ انھوں نے خود اپنے آپ کو بھلا دیا۔ یہی نافرمان لوگ ہیں۔ برابر نہیں دوزخ والے

وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ھُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ⑳

وَاَصْحٰبُ + الْجَنَّةِ	اَصْحٰبُ + الْجَنَّةِ	ھُمُ	الْفَاۗىِٕزُوْنَ
اور جنت والے	جنت والے	وہی ہیں	مراد کو پہنچنے والے

اور جنت والے، جنت والے ہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

---

⑱ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ

⑱ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ الخ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور چاہیے کہ دیکھے ہر ایک آدمی جو اس نے بھیجا آگے قیامت کے لئے اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

تم کرتے ہو۔

(۱۹) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ تَرَكُوْا طَاعَتَهٗ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يُقَدِّمُوْا لَهَا خَيْرًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(۱۹) اور نہ ہو تم مثل ان لوگوں کے جنھوں نے اللہ کی بندگی چھوڑ دی پس غافل کیا اللہ نے ان کو ان کی جانوں سے یعنی اس بات سے کہ وہ کچھ بھلائی اپنی جانوں کے لئے کریں یہی لوگ ہیں فاسق

(۲۰) لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

(۲۰) دوزخی اور جنتی برابر نہیں
جنتی ہی نجات پانے والے ہیں۔

تشریح

(۱۸) اہل ایمان کو نصیحت - ایمان کے حقیقی تقاضے | مذکورہ آیت ۱۸ سے لے کر سورۃ کے آخر تک اس پورے رکوع میں اہل ایمان کو نصیحت کی گئی ہے کہ صرف ایمان کا نام لے کر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جانا کافی نہیں ہے جب تک ایمان کی حقیقی روح کارفرما ہو اور ایمان کے تقاضوں کو پورا نہ کیا جائے۔ اس میں ان کو بتایا گیا ہے کہ فاسق اور متقی میں بنیادی طور پر کیا فرق ہوتا ہے اور یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ قرآن جو اللہ کا کلام ہے اس کی ان کی زندگی میں کیا اہمیت ہے اور اس کی خصوصیات کیا ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہمیشہ اس پر نظر رکھو کہ آنے والی کل یعنی آخرت کے لئے کیا سامان کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا بنانے کی فکر میں آخرت کو بھول جاؤ۔ جس طرح آج کے بعد کل کا دن آنا ہے اسی طرح اس دنیا کی زندگی کے بعد آخرت کا آنا یقینی ہے۔ ہر شخص کو خود اپنا احتساب کرنا چاہئے اور اپنے اندرون جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو کس راہ پر لگا رہا ہے اسے ہمیشہ یہ دھیان میں رکھنا چاہئے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

(۱۹) خدا فراموشی کا نتیجہ خود فراموشی | جو شخص اپنے خالق و مالک کو بھول جاتا ہے، اس کے حقوق یاد نہیں رکھتا وہ یہ یاد نہیں رکھتا کہ وہ کسی کا بندہ ہے اور بندہ ہونے کی حیثیت سے اس کی کیا ذمہ داری ہے اور وہ اپنی صحیح حیثیت متعین نہیں کرتا یہ غفلت اور بے پروائی اس کو خود اپنے آپ سے اپنی ذمہ داریوں سے اور اپنے نصب العین سے بے خبر کر دیتی ہے وہ اللہ کو بھول کر اپنے آپ کو بھی بھلا بیٹھتا ہے اللہ کی یاد سے یہ غفلت اس کو کسی بھی وقت فسق میں مبتلا کر سکتی ہے جو اس کے لئے خسارے اور ابدی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اللہ کو بھلا بیٹھے اور اس کے نتیجے میں انہوں نے خود اپنی حیثیت اور مقام کو بھی بھلا دیا اور اس طرح وہ خسارے اور فسق میں مبتلا ہو گئے۔

(۲۰) جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہیں | وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی فرماں برداری کی اس کو اپنا مالک و آقا جان کر اس کی بندگی کرتے رہے اور اس کی اطاعت اور عبادت میں کسی کو ساجھی اور شریک نہیں کیا یہ لوگ جنتی ہیں۔

جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ اس کی اطاعت و عبادت میں دوسروں کو شریک اور ساجھی بنایا وہ اللہ کے انعام جنت کے مستحق نہیں ہیں بلکہ ان کو اپنے اس جرم کی سزا بھگتنی ہوگی۔

یہ دونوں انسان ایک فرماں بردار اور ایک نافرمان، ایک جنتی اور دوسرا دوزخی، ایک اللہ کو راضی کرنے والا، دوسرا اللہ کو ناراض کرنے والا دونوں برابر نہیں ہیں۔ حقیقت میں کامیاب لوگ وہی ہیں جو اللہ کو راضی کر کے اس کی جنت کے مستحق بن سکیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو دل و جان سے قرآن مجید کی ہدایات پر عمل کرتے رہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ

لَرَاَیْتَهٗ	عَلٰی جَبَلٍ	الْقُرْاٰنَ	هٰذَا	لَوْ اَنْزَلْنَا
توتم دیکھتے اس کو	پہاڑ پر	قرآن	یہ	اگر ہم نازل کرتے

اگر ہم نازل کرتے یہ قرآن کسی پہاڑ پر تو تم اس کو اللہ کے خوف

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ

وَتِلْكَ	خَشْیَةِ اللّٰهِ	مِّنْ	مُّتَصَدِّعًا	خَاشِعًا
اور یہ	اللہ کا خوف	سے	ٹکڑے ٹکڑے ہوا	دبا ہوا

سے دبا (جھکا) ہوا ٹکڑے ٹکڑے (دیکھتے) اور یہ

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

یَتَفَكَّرُوْنَ	لَعَلَّهُمْ	لِلنَّاسِ	نَضْرِبُهَا	الْاَمْثَالُ
غور و فکر کریں	تاکہ وہ	لوگوں کے لئے	ہم وہ بیان کرتے ہیں	مثالیں

مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ

عٰلِمُ الْغَیْبِ	اِلَّا هُوَ	لَاۤ اِلٰهَ	الَّذِیْ	هُوَ اللّٰهُ
جاننے والا پوشیدہ کا	اس کے سوا	نہیں کوئی معبود	وہ جس	وہ اللہ

وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جاننے والا پوشیدہ کا

وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ

الَّذِیْ	هُوَ اللّٰهُ	الرَّحِیْمُ	هُوَ الرَّحْمٰنُ	وَالشَّهَادَةِ
وہ جس	وہ اللہ	رحم کرنے والا	وہ بڑا مہربان	اور آشکارا

اور آشکارا کا وہ بڑا مہربان، رحم کرنے والا ہے۔ وہ اللہ ہے اس کے

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ

الْقُدُّوْسُ	اَلْمَلِكُ	اِلَّا هُوَ	لَاۤ اِلٰهَ
نہایت پاک	بادشاہ	اس کے سوا	نہیں کوئی معبود

سوا کوئی معبود نہیں (وہ حقیقی) بادشاہ ہے (ہر عیب سے) نہایت پاک ہے۔

السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ

الْجَبَّارُ	الْعَزِيْزُ	الْمُهَيْمِنُ	الْمُؤْمِنُ	السَّلٰمُ
زبردست	غالب	نگہبان	امن دینے والا	سلامتی

سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست

الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾

	يُشْرِكُوْنَ	عَمَّا	اللّٰهِ	سُبْحٰنَ	الْمُتَكَبِّرُ
	وہ شریک کرتے ہیں۔	اس سے جو	اللہ	پاک	بڑائی والا

بڑائی والا، اللہ پاک ہے اس جو وہ شریک کرتے ہیں۔

(٢١) لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
عَلٰى جَبَلٍ وَجُعِلَ فِيْهِ
تَمْيِيْزٌ كَالْاِنْسَانِ لَرَاَيْتَهٗ
خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مُتَشَقِّقًا مِّنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ
الْمَذْكُوْرَةُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ فَيُؤْمِنُوْنَ

(٢١) اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے اور اس میں تمیز و عقل رکھتے مثل آدمی کے تو البتہ دیکھتا تو اس کو عاجزی و خشوع کرنے والا، پھٹنے والا خوف الٰہی سے۔

اور یہ مثالیں جو مذکور ہوئیں ہم ان کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں
تاکہ وہ فکر کریں پس ایمان لاویں۔

(٢٢) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ○

(٢٢) وہ اللہ ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں وہ جانتا ہے پوشیدہ اور ظاہر بات کو وہ بڑا رحمت والا نہایت مہربان ہے۔

(٢٣) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ الطَّاهِرُ عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِهِ السَّلٰمُ
ذُو السَّلَامَةِ مِنَ النَّقَائِصِ الْمُؤْمِنُ الْمُصَدِّقُ
رُسُلَهٗ بِخَلْقِ الْمُعْجِزَةِ لَهُمُ الْمُهَيْمِنُ مِنْ
هَيْمَنَ يُهَيْمِنُ اِذَا كَانَ رَقِيْبًا عَلَى
الشَّيْءِ اَيِ الشَّهِيْدُ عَلٰى عِبَادِهٖ بِاَعْمَالِهِمْ

(٢٣) وہ اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے پاک ہے اس چیز سے جو اس کی شان کے لائق نہیں، سالم اور بری ہے نقصانوں سے۔ اپنے پیغمبروں کے دعوے کو سچا کرنے والا ہے معجزہ دے کر، محافظ اور نگہبان ہے اپنے بندوں کے اعمال پر۔

الْعَزِيْزُ الْقَوِيُّ الْجَبَّارُ
جَبَرَ خَلْقَهٗ عَلٰى مَا
اَرَادَ الْمُتَكَبِّرُ عَمَّا لَا

قوت والا ہے جو چاہتا ہے اپنی مخلوق سے کام لیتا ہے۔

بڑائی والا ہے اس چیز سے جو اس کے لائق

يَلِيقُ بِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

نہیں پاک ہے اللہ ان کے شرک سے۔

تشریح

(۲۱) **قرآن مجید کی عظمت واہمیت** | یہ قرآن جو اللہ کا کلام ہے اور اللہ کی عظمت اس کی کبریائی اور اس کے حضور میں بندے کی ذمہ داری کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ اس کا فہم اگر پہاڑ جیسی عظیم مخلوق کو نصیب ہوتا اور اسے پتہ لگ جاتا کہ اسے اپنے رب کے سامنے جو انتہائی قدرت والا اور عظمت والا ہے اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے تو وہ اللہ کے خوف سے کانپ اٹھتا۔ اللہ کا یہ کلام ایسا مؤثر اور دل نشین ہے کہ پتھر کو بھی پگھلا دے، اور اس کو موم کر دے تعجب ہے کہ انسان کے دل پر اس کا اثر نہ ہو اور وہ اس پر غور نہ کرے کہ اللہ کی یہ کتاب اس کی زندگی کو بنانے اور سنوارنے کے لئے کیا اہمیت رکھتی ہے۔ یہ کلام کی عظمت کا ذکر تھا۔ اب آگے صاحبِ کلام اللہ کی عظمت و رفعت کو بیان کیا جا رہا ہے۔

(۲۲) **صفات الٰہی کا جامع بیان۔ ظاہر و غائب کا جاننے والا بہت مہربان، رحم کرنے والا** | قرآن مجید میں یوں تو جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا ذکر کر کے اس کی رفعت شان اور عظمت و کبریائی کا اظہار کیا گیا ہے، مگر دو مقامات ایسے ہیں کہ ان میں بڑی جامعیت کے ساتھ اللہ کی صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک سورۂ حشر کی یہ آیات جو ۲۲ سے ۲۴ پر ختم ہو رہی ہیں۔ دوسرے سورۂ بقرہ میں آیت ۲۵۵ جس کو آیت الکرسی کہا جاتا ہے۔ ان دو جگہوں پر اللہ کی صفات کو بڑی جامعیت کے ساتھ مؤثر انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔

○ پہلی بات یہ فرمائی کہ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی اللہ کے سوا کسی کی یہ حیثیت اور یہ مقام و مرتبہ نہیں ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کو اپنا معبود بنایا جائے۔

○ دوسری بات یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ غائب اور ظاہر ہر چیز سے واقف ہے جو چیزیں مخلوق سے پوشیدہ ہیں وہ ان کو بھی جانتا ہے اور جو ظاہر ہیں وہ بھی اس کے علم میں ہیں کائنات کی کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ماضی حال مستقبل ہر چیز کا اس کو علم ہے اور اس کا یہ علم ذاتی ہے وہ کسی ذریعہ کا محتاج نہیں ہے۔

○ تیسری بات یہ فرمائی کہ وہ رحمٰن و رحیم ہے یعنی اس کی رحمت بے پایاں اور ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ کسی بھی مخلوق میں اگر رحم کی صفت ہے تو وہ اللہ کی دی ہوئی ہے۔ اللہ نے جس میں جتنی رحمت و ہمدردی پیدا کرنی چاہی پیدا کر دی اس کی اپنی جو رحمت ہے وہ ذاتی ہے کسی کی عطا کردہ نہیں ہے۔ جب کہ ہر مخلوق میں رحمت کا جذبہ اللہ کا عطا کیا ہوا ہے۔ ماں باپ کے دل میں اولاد کی محبت اللہ نے ڈالی ہے اور اس طرح پرورش کا ذریعہ بنایا ہے۔ ایک مخلوق میں دوسری مخلوق کے لئے رحم، محبت اور ہمدردی کا جذبہ اللہ نے ڈالا ہے اور اس طرح اس کی پرورش اور خوراک کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس کی رحمت بے پایاں کا فیض عام ہے ہر ایک کو پہنچ رہا ہے۔

(۲۳) **اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ صفات** | اللہ تعالیٰ کی مزید صفات بیان کرنے سے پہلے پھر اس بات کو دہرایا کہ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جس کو معبود حقیقی کا مرتبہ دیا جائے۔ کسی میں معبود ہونے کی نہ صفات ہیں نہ کسی کو خدائی اختیارات ہیں اس لئے اگر کوئی معبود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا اللہ کے سوا کوئی کسی کو معبود مانتا ہے تو وہ غیر حقیقی اور جھوٹا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے بادشاہ ہیں اس کی فرماں روائی پوری کائنات پر محیط ہے۔ حقیقی حاکمیت اللہ ہی کی ہے کیوں کہ یہ وہ حاکمیت ہے جو کسی کی دی ہوئی نہیں ہے بلکہ ذاتی ہے۔ یہ ایسی حاکمیت ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ یہ ایسی حاکمیت ہے جو کسی کی محتاج نہیں ہے۔ یہ حاکمیت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کے خالق اور مالک ہیں اس لئے ان کو اپنا حکم چلانے کا پورا پورا حق ہے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (تخلیق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا۔)

سورۂ روم میں ارشاد ہوا۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔ (آیت ۲۶)

(زمین اور آسمان میں جو بھی ہے اس کے مملوک ہیں سب اس کے تابع فرمان ہیں۔)

سورۂ آل عمران میں ارشاد فرمایا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آیت ۲۶)

(کہو خدایا تو جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے یقیناً تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔)

○ قُدُّوْس یعنی نہایت مقدس، وہ پاکیزہ ترین ہستی جس کا تقدس اور پاکیزگی ہر برائی سے پاک ہو۔ پاکیزہ صفت ہونا حاکم ہونے کے لوازم میں سے ہے حاکم وہی اچھا ہوتا ہے جس میں اچھی صفات پائی جائیں۔

○ اَلسَّلَامُ — سراپا سلامتی، اللہ تعالیٰ کی ذات سراپا سلامتی ہی سلامتی ہے وہ اس سے بالاتر ہے کہ کوئی کمزوری یا خامی اس میں پائی جائے یا کبھی اس کے کمال پر زوال آئے۔

○ اَلْمُؤْمِنُ — امن دینے والا۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو امن دینے والے ہیں اس کی مخلوق اس سے بالکل محفوظ ہے کہ وہ کبھی اس پر ظلم کرے گا یا اس کا حق مارے یا اس کے ساتھ اپنے کئے ہوئے وعدوں کے خلاف کرے۔ اس کا امن ساری کائنات اور اس کی ہر چیز کے لئے ہے۔

○ اَلْمُهَيْمِنُ — نگہبان۔ یعنی سب کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والا، سب کی ضروریات اور حاجات پوری کرنے والا، سب کے اعمال کی نگرانی کرنے والا اور اپنی ہر مخلوق کی ذمہ داری کو پورا کرنے والا۔

○ اَلْعَزِيْزُ — غالب اور زبردست۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی ایسی زبردست ہے کہ وہ ہر چیز پر غالب ہے سب اس کے سامنے بے بس ہیں۔

○ اَلْجَبَّارُ — اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی کائنات کا نظم بزور درست رکھنے والے ہیں اور اپنے ارادے اور حکم کو جو سراسر حکمت پر مبنی ہوتا ہے جبراً نافذ کرنے والے ہیں۔

○ اَلْمُتَكَبِّرُ — حقیقت میں بڑا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ یعنی اس کا بڑا ہونا ایک حقیقت ہے۔ اس کی بڑائی اور عظمت اس کی صفت ہے۔ وہ خواہ مخواہ بڑا بنا ہوا نہیں ہے یا خواہ مخواہ بڑائی نہیں مار رہا ہے یا اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھ رہا ہے بلکہ وہ حقیقت میں بڑا ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے مقابلے میں کمتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اختیارات، اس کے اقتدار اور اس کی صفات، اس کی عظمت اس کی ذات میں کوئی کسی طرح بھی شریک نہیں ہے۔ وہ ہر طرح کی شرکت سے پاک ہے جو لوگ کسی مخلوق کو کسی حیثیت سے بھی اس کے ساتھ شریک قرار دے رہے ہیں وہ بہت بڑا جھوٹ بول رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہیں کہ کسی معنی میں بھی کوئی ان کا شریک ہو۔

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ

هُوَ اللّٰهُ	الْخَالِقُ	الْبَارِئُ	الْمُصَوِّرُ	لَهُ
وہ اللہ	خالق	ایجاد کرنے والا	صورتیں بنانے والا	اس کے لئے

وہ اللہ ہے خالق ایجاد کرنے والا صورتیں بنانے والا اسی کے

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

الْاَسْمَآءُ	الْحُسْنٰى	يُسَبِّحُ	لَهُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
نام (جمع)	اچھے	پاکیزگی بیان کرتا ہے	اس کی	جو	آسمانوں میں

ہیں (سب) اچھے نام، اس کی پاکیزگی بیان کرتا ہے جو آسمانوں اور

ع ۳

وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

وَالْاَرْضِ	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ
اور زمین	اور وہ	غالب	حکمت والا

زمین میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

(۲۴) هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُنْشِئُ مِنَ الْعَدَمِ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى التِّسْعَةُ وَالتِّسْعُوْنَ الْوَارِدُ بِهَا الْحَدِيْثُ وَالْحُسْنٰى مُؤَنَّثُ الْاَحْسَنِ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ تَقَدَّمَ اَوَّلُهَا

(۲۴) پاک ہے اللہ ان کے شرک سے وہ اللہ ہے پیدا کرنے والا عدم سے وجود میں لانے والا صورت بنانے والا اس کے واسطے عمدہ نام ہیں (یعنی ننانوے نام جو حدیث میں آئے اور حسنٰی مؤنث ہے احسن کا)

اس کی پاکی بیان کرتی ہے وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

تشریح

(۲۴) اللہ کی اعلیٰ صفات کے مظہر اس کے بہترین نام ○ اَلْخَالِقُ۔ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ وہ ہر تخلیق کا منصوبہ بنانے والا ہے۔ کائنات کی ہر چیز، تخلیق کے ابتدائی منصوبے سے لے کر وجود پذیر ہونے تک اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ پہلا مرتبہ خلق کا ہے اور منصوبہ سازی کا ہے۔
دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنے سوچے ہوئے نقشے کو نافذ کرتا ہے اس کو عدم سے نکال کر وجود میں لاتا ہے۔

○ اَلْمُصَوِّرُ ـ تیسرا مرتبہ تخلیق میں تصویر کا ہے یعنی کسی چیز کو مکمل صورت میں بنا دینا۔
تخلیق کے یہ تینوں مرتبے خلق، بارء، مصوّر ایسے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی انجام دیتا ہے۔ اس کے لئے وہ مادّہ بھی خود ہی پیدا کرتا ہے اور اس کی صورت گری بھی خود ہی کرتا ہے۔

○ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ـ اس کے بہترین نام۔ یعنی وہ صفاتی نام ہیں جو اس کی صفاتِ کمالیہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ حدیث میں اس کے ننانوے نام گنائے گئے ہیں۔

○ ہر شے جو زمین اور آسمان میں ہے حال سے بھی اور قال سے بھی اس کی پاکی بیان کر رہی ہے یعنی ہر چیز زبانِ حال یا زبانِ قال سے یہ کہہ رہی ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے اس کی تخلیق میں کوئی نقص نظر نہیں آتا۔

○ وہ زبردست ہے، ہر چیز پر غالب ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ انتہائی حکمت والا ہے۔ عزیز کمالِ قدرت پر اور حکیم کمالِ علم پر دلالت کرتا ہے اور جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے کمالات ہیں وہ اللہ کے علم سے وابستہ ہیں یا اس کی قدرت سے۔ شروع میں هُوَ لاکر کہ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یہ بتا دیا کہ بات صرف اتنی نہیں ہے کہ وہ عزیز اور حکیم ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہی ایسی ہستی ہے جو عزیز بھی ہے اور حکیم بھی۔ اور اس کے علاوہ کوئی ہستی ان صفات کی حامل نہیں ہے اس کے تمام احکامات حکمت پر مبنی ہیں وہ غالب اور زبردست ہوتے ہوئے بھی کوئی حکم حکمت کے خلاف نافذ نہیں کرتا۔
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ عزیز کے ساتھ اس کے حکیم و علیم ہونے کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ انسان یہ جان لے کہ اس کائنات کا فرماں روا کامل اقتدار کے ساتھ انتہائی حکمت والا بھی ہے اور جو فیصلہ کرتا ہے ٹھیک علم کے مطابق کرتا ہے۔

٦٠

اَلْمُمْتَحِنَة

ترتیب تلاوت	٦٠	ترتیب نزول	۹۱
مکی / مدنی	مکّی	تعداد رکوعات	۲
تعدادِ آیات	۱۳	تعدادِ الفاظ	۳۷۰
تعدادِ حروف	۱۵٦۳		

○ اس سورت کی آیت ۱۰ میں ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ ۭ

(اے ایمان والو، جب مومن عورتیں ہجرت کرکے تمہارے پاس آئیں تو ان کے مومن ہونے کی جانچ پڑتال کرلو۔)

اس آیت کے لفظ فَامْتَحِنُوْھُنَّ سے لے کر اس سورت کا نام "اَلْمُمْتَحَنَہ" رکھا گیا ہے۔ اس کو حَ کے زبر کے ساتھ المُمتَحَنَہ بھی پڑھا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ عورت جس کا امتحان لیا جائے۔ اور حِ کے زیر کے ساتھ المُمتَحِنَہ بھی پڑھا گیا۔ اس کا مطلب ہے امتحان لینے والی اور آزمانے والی سورت۔

○ اس سورت میں جن واقعات کا ذکر ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئی ہے۔

صلح حدیبیہ سنہ ۶ھ مطابق ۶۲۷-۲۸ء میں ہوئی ہے اور فتح مکہ سنہ ۸ھ مطابق ۶۲۹-۳۰ء کا واقعہ ہے اس لئے اس سورت کا زمانۂ نزول فتح مکہ اور صلح حدیبیہ کا درمیانی زمانہ ہے۔

○ صلح حدیبیہ (سنہ ۶ھ ۶۲۷-۲۸ء) کے موقعہ پر مسلمانوں اور قریش کے درمیان دس سالہ ناجنگ معاہدہ ہو چکا تھا اور یہ طے ہو چکا تھا کہ جو قبیلے ایک دوسرے کے حلیف ہیں ان کے ساتھ بھی یہی معاہدہ ہوگا۔
بنی خزاعہ اور بنی بکر اس معاہدے سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے مگر اب بنو خزاعہ مسلمانوں کے ساتھ تھے اور بنو بکر قریش کے ساتھ ـــــ اور یہ ناجنگ معاہدہ ان دونوں قبیلوں کے درمیان بھی تھا۔

صلح حدیبیہ کی بدولت دو سال کے اندر ہی اسلام کا دائرۂ اثر اتنا پھیل گیا اور اس کی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ پرانی جاہلیت اس کے سامنے بے بس نظر آنے لگی ـ قریش کے پرجوش عناصر کے لئے یارائے ضبط نہ رہا وہ اس بندش سے آزاد ہو کر اسلام سے ایک آخری فیصلہ کن مقابلہ کرنا چاہتے تھے اور انھوں نے بنو بکر کی بنو خزاعہ کے ساتھ پرانی دشمنی کی آڑ میں بنو بکر کے سردار نوفل بن مقاربہ سے ساز باز کر کے بنو خزاعہ پر اچانک حملہ کر دیا، قریش نے صرف یہی نہیں کہ بنو خزاعہ کو اُکسایا، ہتھیاروں اور سامان سے مدد کی بلکہ قریش کے صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل، سہل بن عمرو، حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص نے منہ چھپا کر میدانِ جنگ میں خود لڑائی میں حصہ لیا ـــــ خزاعہ کے بیس بائیس آدمی مارے گئے۔ انھوں نے بھاگ کر حرم میں پناہ لی مگر ان کو وہاں بھی بخشا نہ گیا ـــــ بنی خزاعہ کے لوگ بدیل بن ورقہ خزاعی کے گھر میں گھس گئے، وہاں بھی پیچھا کیا اور بدیل کا گھر بھی لوٹ لیا۔

خزاعہ نے اس مصیبت کے وقت نبی ﷺ کو پکارا اور عمرو بن سالم خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ آئے قریش کو جلد ہی اپنی اس حماقت کا احساس ہو گیا اور ابو سفیان معاہدے کی تجدید کے لئے مدینہ آئے مگر ان کو ناکامی ہوئی۔ ان کی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضؓ نے ان کو نبی ﷺ کے بستر پر بیٹھنے بھی نہ دیا ـــــ حضرت ام حبیبہ رضؓ عرصہ ہوا اسلام قبول فرما کر حبشہ ہجرت کر گئی تھیں، اور فتح خیبر کے بعد آپ کی زوجیت میں آچکی تھیں۔

قریش کی اس علی الاعلان عہد شکنی کے بعد نبی ﷺ نے ان کو سنبھلنے کا موقعہ نہ دیا اور اندر اندر جنگ کی تیاری شروع کر دی مگر چند مخصوص صحابہ کے سوا کسی کو اس کی اطلاع نہ دی کہ آپ کس مہم پر جانا چاہتے ہیں۔

○ حاطب بن ابی بلتعہ کے اہل و عیال ابھی تک مکہ میں تھے اور وہ ان کی وجہ سے فکر مند تھے۔ انھوں نے ایک عورت "کنود" کے ذریعہ جو مکہ سے آئی ہوئی تھی اور پہلے عبدالمطلب کی لونڈی تھی سرداران مکہ کے نام خط لکھ کر دیا جس میں مکہ پر حملہ کی اطلاع تھی ـ حضرت حاطب نے اس عورت کو دس دینار بطور معاوضہ کے دیئے۔

عورت کے روانہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع دیدی، آپؐ نے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن اسود کو اس عورت کے پیچھے روانہ کیا۔ انھوں نے مکہ پہنچنے سے پہلے مدینہ سے بارہ میل "روضہ خاخ" پر اس کو جا لیا۔ خط اس کے بالوں کی چوٹی سے نکلا ـــ اور اس خط کو حضور کی خدمت میں لے آئے ـــ کھول کر پڑھا گیا تو اس میں قریش کے لوگوں کو یہ اطلاع دی گئی تھی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر چڑھائی کی تیاری کر رہے ہیں۔"

حضور ﷺ نے حضرت حاطب سے پوچھا "یہ کیا حرکت ہے؟"

انھوں نے عرض کیا آپ میرے معاملے میں جلدی نہ فرمائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے اقربا و مکہ میں مقیم ہیں، میں نے

خط اس خیال سے بھیجا تھا کہ قریش والوں پر میرا ایک احسان رہے جس کا لحاظ کر کے وہ میرے بال بچوں کو نہ چھیڑیں۔
رسول اللہ ﷺ نے حاطب کی یہ بات سن کر حاضرین سے فرمایا "قَدْ صَدَقَکُم" "حاطب نے تم سے سچی بات کہی ہے" یعنی ان کے اس فعل کا محرک یہی تھا۔ اسلام سے انحراف اور کفر کی حمایت کا جذبہ اس کا محرک نہ تھا۔
حضرت عمرؓ نے اُٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں، اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس شخص نے جنگِ بدر میں حصہ لیا ہے۔ تمہیں کیا خبر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو ملاحظہ فرما کر کہہ دیا ہو کہ تم خواہ کچھ بھی کرو میں نے تم کو معاف کیا۔
یہ بات سُن کر حضرت عمرؓ رو دیئے اور انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

○ حاطب بن ابی بلتعہ کے اس واقعے کے علاوہ اس سورت میں ان مسلمان عورتوں کے معاملے سے بحث کی گئی ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینے آنے لگی تھیں۔ کیوں کہ صلح کی شرطوں کی رُو سے عورتوں کے بارے میں کوئی صاف طور پر ذکر نہ تھا کہ آیا مسلمان مردوں کی طرح ان کو بھی کفار کے حوالے کیا جائے۔

○ اس سورت میں یہ مسئلہ بھی زیرِ بحث آیا ہے کہ جب عورتیں ایمان لانے کے بعد بیعت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان سے کن باتوں کا عہد لیا جائے۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد عورتیں بھی بڑی تعداد میں اجتماعی طور پر اسلام میں داخل ہونے والی تھیں۔

○ ایک بڑا اہم معاشرتی مسئلہ جو اس سورت میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مکہ میں بہت سی عورتیں ایسی تھیں جو ایمان لے آئی تھیں اور وہ مدینے آگئی تھیں اور ان کے شوہر ابھی ایمان نہیں لائے تھے اور وہ مکہ ہی میں تھے۔
اسی طرح بہت سے مسلمان مرد مدینے آگئے تھے اور ان کی بیویاں ایمان نہیں لائی تھیں اور مکے ہی میں رہ گئی تھیں۔ ایسے جوڑوں کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے۔ یہ بھی اس سورت میں بتایا گیا ہے۔

○ اس سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جو لوگ ایمان نہیں لائے مگر وہ اہل ایمان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور حق کا راستہ نہیں روکتے ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنے اور اچھے اخلاق سے پیش آنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ اعلیٰ اخلاق کا تقاضا ہے۔ اس میں اشارتاً کفارِ مکہ کے داخلِ اسلام ہونے کی بشارت بھی دی گئی ہے۔

أیاتها ۱۳	۶۰ = سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ = ۹۱	رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

يَاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوْا	عَدُوِّيْ	وَعَدُوَّكُمْ
اے	ایمان والو	تم نہ بناؤ	میرا دشمن	اور اپنے دشمن

اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ

اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا

اَوْلِيَآءَ	تُلْقُوْنَ	اِلَيْهِمْ	بِالْمَوَدَّةِ	وَقَدْ كَفَرُوْا	بِمَا
دوست	تم پیغام بھیجتے ہو	ان کی طرف	دوستی سے۔ کا	اور وہ منکر ہو چکے ہیں	اس کے جو

بناؤ تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور تمہارے پاس جو حق آیا

جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ

جَآءَكُمْ	مِّنَ الْحَقِّ	يُخْرِجُوْنَ	الرَّسُوْلَ	وَاِيَّاكُمْ
جو تمہارے پاس آیا	حق سے	وہ نکالتے (جلاوطن کرتے) ہیں	رسول	اور تمہیں بھی

ہے وہ اس کے منکر ہو چکے ہیں وہ رسولؐ کو اور تمہیں بھی جلاوطن کرتے ہیں (محض اس لئے)

اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۗ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا

اَنْ تُؤْمِنُوْا	بِاللّٰهِ	رَبِّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ	جِهَادًا
کہ تم ایمان لاتے ہو	اللہ پر	تمہارا رب	اگر	تم نکلتے ہو	جہاد کے لئے

کہ تم اللہ پر ایمان لاتے ہو (جو) تمہارا رب ہے اگر تم نکلتے ہو میرے راستے میں

فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ

فِيْ سَبِيْلِيْ	وَابْتِغَآءَ	مَرْضَاتِيْ	تُسِرُّوْنَ	اِلَيْهِمْ
میرے راستے میں	اور چاہنے کے لئے	میری رضا	تم چھپا کر (بھیجتے ہو)	ان کی طرف

جہاد کے لئے اور میری رضا چاہنے کے لئے۔ تم ان کی طرف چھپا کر بھیجتے ہو

بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ

بِالْمَوَدَّةِ	وَاَنَآ اَعْلَمُ	بِمَآ	اَخْفَيْتُمْ	وَمَآ	اَعْلَنْتُمْ	وَمَنْ
دوستی (کا پیغام)	اور میں خوب جانتا ہوں	وہ جو	تم چھپاتے ہو	اور جو	تم ظاہر کرتے ہو	اور جو

دوستی (کا پیغام اور میں خوب جانتا ہوں وہ جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور تم

يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

يَّفْعَلْهُ	مِنْكُمْ	فَقَدْ	ضَلَّ	سَوَآءَ	السَّبِيْلِ
یہ کرے گا	تم میں سے	تو تحقیق	وہ بھٹک گیا	سیدھا	راستہ

میں سے جو کوئی یہ کرے گا تو (جان لو) کہ تحقیق وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ
ثَلَاثَ عَشْرَةَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ
اَيْ كُفَّارَ مَكَّةَ اَوْلِيَآءَ
تُلْقُوْنَ تُوْصِلُوْنَ اِلَيْهِمْ
قَصْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ غَزْوَهُمُ الَّذِيْ
اَسَرَّهٗ اِلَيْكُمْ وَوَرّٰى بِخَيْبَرَ
بِالْمَوَدَّةِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
كَتَبَ حَاطِبُ بْنُ اَبِيْ بَلْتَعَةَ
اِلَيْهِمْ كِتَابًا بِذٰلِكَ لِمَا
لَهٗ عِنْدَهُمْ مِنَ الْاَوْلَادِ
وَالْاَهْلِ الْمُشْرِكِيْنَ
فَاسْتَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَرْسَلَهٗ
بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهٗ
بِذٰلِكَ وَقَبِلَ عُذْرَ حَاطِبٍ فِيْهِ

سورہ ممتحنہ مدنی ہے اس میں تیرہ آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔
① یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْہِمْ بِالْمَوَدَّةِ الخ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں یعنی مکہ کے کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ پہنچاؤ تم ان کی طرف خبر رسول اللہ ﷺ کے ارادہ کی جو آپ ﷺ نے ان سے لڑنے کا فرمایا اور ظاہر میں آپ نے خیبر کی طرف چلنا ظاہر کیا۔ اور غرض آپ کی کفار مکہ سے لڑنا تھا۔

بسبب دوستی کے جو درمیان تمہارے اور ان کے ہے۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط لکھا مکہ کے کفار کی طرف آپ ﷺ کے ارادہ کا اس سبب سے کہ حاطب کی اولاد اور مال مشرکین مکہ میں تھا۔

پس واپس منگایا اس خط کو حضرت ﷺ نے اس شخص سے کہ جس کے ساتھ حاطب نے اس خط کو بھیجا تھا کہ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کی خبر فرمادی تھی۔ اور قبول فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر حاطب کا اس بارہ میں

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ اَىْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ وَالْقُرْاٰنِ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ مِنْ مَكَّةَ بِتَضْيِيْقِهِمْ عَلَيْكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا اَىْ لِاَجْلِ اَنْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۗ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا لِلْجِهَادِ فِىْ سَبِيْلِىْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِىْ ۚ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهُ اَىْ فَلَا تَتَّخِذُوْهُمْ اَوْلِيَاءَ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ اَىْ اِسْرَارَ خَبَرِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ اَخْطَاَ طَرِيْقَ الْهُدٰى وَالسَّوَاءُ فِى الْاَصْلِ الْوَسْطُ

اے ایمان والو تم کس طرح کافروں سے دوستی کرتے ہو حالانکہ کفر کیا انہوں نے ساتھ حق کے یعنی دین اسلام اور قرآن کے جو تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آیا نکالتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تم کو مکہ سے تنگ کرکے اس سبب کہ تم اللہ پر ایمان لائے جو رب تمہارا ہے۔ اگر تم اے ایمان والو میری راہ میں جہاد کرنے کو نکلے ہو اور میری رضا چاہتے ہو تو ان کو دوست نہ بناؤ کہ پوشیدہ ان سے دوستی ظاہر کرو۔

اور میں زیادہ جانتا ہوں اس چیز کو جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ان پر ظاہر کردے پس وہ ہدایت کی راہ کو بھولا۔

تشریح

(١) حق وباطل کی کش مکش میں کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہئے جس سے دشمن کو فائدہ پہونچے۔ | اس پوری آیت کا تعلق حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعے سے ہے جس کی تفصیل آچکی ہے۔ ارشاد ہوا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور میری رضا جوئی کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر گھروں سے نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ یعنی ان کی طرف دوستانہ پیغام بھیجنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے اہل ایمان کو نقصان ہو اور اللہ کے دشمنوں کو فائدہ پہنچے، تمہارے لئے زیبا نہیں ہے۔

تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کو ماننے سے انکار کرچکے ہیں جب وہ حق کے دشمن ہیں تو تمہارے دوست کیسے ہوسکتے ہیں اور ان کی روش یہ ہے کہ رسول کو اور خود تمہیں صرف اس قصور پر جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو۔ یعنی تمہیں گھربار چھوڑنے اور ہجرت پر مجبور کرنے کی وجہ اور کوئی نہیں ہے بلکہ صرف تمہارا ایمان لانا اس دشمنی کی وجہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا۔ پھر کیسے ایسے لوگوں کی طرف تم دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو۔ اگر تم نے میری خوشنودی کی خاطر ان کو دشمن بنایا ہے تو پھر ان لوگوں سے دوستی کا کیا مطلب ؟ جنہیں ناراض کرکے اللہ کو راضی کیا تھا اب ان کو راضی کرکے اللہ کو ناراض کرنا چاہتے ہو۔ !؟

تم چھپا کر ان کو دوستانہ پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو اعلانیہ کرتے ہو اس کو میں خوب جانتا ہوں۔ ایک آدمی تمام دنیا سے چھپا کر کوئی کام کرنا چاہے تو کیا وہ اللہ سے بھی چھپا لے گا ؟۔ دیکھو حاطب نے کتنی کوشش کی کہ اس کے خط کی کسی کو اطلاع نہ ہو۔ مگر اللہ نے اپنے رسول کو مطلع کردیا اور وقت سے پہلے راز کھل گیا۔ مسلمان کا یہ سمجھ کر کوئی کام کرنا کہ میں اس کو چھپانے میں کامیاب ہوجاؤں گا، سخت بھول ہے۔ کیا وہ اللہ سے چھپا سکتا ہے۔ ؟

إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَآءً وَيَبْسُطُوٓا

وَّيَبْسُطُوٓا	أَعْدَآءً	لَكُمْ	يَكُونُوٓا	يَثْقَفُوكُمْ	إِنْ
اور وہ کھولیں	دشمن	تمہارے	وہ ہو جائیں	وہ تمہیں پائیں	اگر

اگر وہ تمہیں پائیں (تم پر دسترس پالیں) تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں۔ اور تم پر کھولیں

إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوٓءِ وَوَدُّوا لَوْ

لَوْ	وَوَدُّوا	بِالسُّوٓءِ	وَأَلْسِنَتَهُمْ	أَيْدِيَهُمْ	إِلَيْكُمْ
کاش	اور وہ چاہتے ہیں	برائی کے ساتھ	اور اپنی زبانیں	اپنے ہاتھ	تم پر

برائی کے ساتھ اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں (دست درازی و زبان درازی کریں) اور وہ چاہتے ہیں کہ کاش

تَكْفُرُونَ ۝٢ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ

أَوْلَادُكُمْ	وَلَآ	أَرْحَامُكُمْ	لَنْ تَنْفَعَكُمْ	تَكْفُرُونَ
تمہاری اولاد	اور نہ	تمہارے رشتے	تمہیں ہرگز نفع نہ دیں گے	تم کافر ہو جاؤ

تم کافر ہو جاؤ۔ تمہیں ہرگز نفع نہ دیں گے تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٣

بَصِيرٌ	بِمَا تَعْمَلُونَ	وَاللّٰهُ	بَيْنَكُمْ	يَفْصِلُ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
دیکھتا ہے	جو تم کرتے ہو	اور اللہ	تمہارے درمیان	وہ (اللہ) فیصلہ کردے گا	قیامت کے دن

قیامت کے دن، اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کردے گا، اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے۔

۲ إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَظْفَرُوا بِكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَآءً وَيَبْسُطُوٓا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ بِالْقَتْلِ وَالضَّرْبِ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوٓءِ بِالسَّبِّ وَالشَّتْمِ وَوَدُّوا تَمَنَّوْا لَوْ تَكْفُرُونَ

۳ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ قَرَابَاتُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ الْمُشْرِكُونَ الَّذِيْنَ لِأَجْلِهِمْ أَسْرَرْتُمُ الْخَبَرَ مِنَ الْعَذَابِ فِي الْآخِرَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ

۲ ان کا حال یہ ہے کہ اگر وہ تم پر قابو پائیں تو تمہارے دشمن ہوں اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں ساتھ قتل کرنے اور مارنے کے اور اپنی زبانوں سے تم کو برا کہیں اور گالی دیں۔ اور دوست رکھیں وہ اس بات کو کہ تم بھی کافر ہو جاؤ۔

۳ تم کو تمہاری رشتہ داری اور مشرک اولاد جن کی وجہ سے تم نے ان پر ظاہر کیا کچھ کام نہ آوے گی اور عذاب آخرت سے نہ بچاوے گی دن قیامت میں اللہ تم میں اور ان میں فیصلہ فرمادے۔

بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ فَتَکُوْنُوْنَ فِی الْجَنَّةِ وَهُمْ فِیْ جُمْلَةِ الْکُفَّارِ فِی النَّارِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○

سو جاؤ گے تم جنت میں اور وہ سب کافروں کے ساتھ دوزخ میں جاویں گے اور اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

تشریح

(۲) اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچانے والی حرکت ایمان کے منافی ہے | حضرت حاطب ابن بلتعہ کے واقعے کو سامنے رکھتے ہوئے تمام اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے یہ درس دیا ہے کہ جہاں مقابلہ حق و باطل کا ہو اور صرف اہل ایمان ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ دشمنی کی جا رہی ہو وہاں کسی شخص کا کسی بھی غرض اور مصلحت سے ایسا کام کرنا جس سے اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچے وہ ایمان کے منافی ہے چاہے اس کی نیت کچھ بھی ہو اور وہ اپنی کسی مجبوری اور ذاتی مصلحت کے تحت ہی یہ کام کرے مگر یہ کام مومن کے کرنے کا نہیں ہے جس نے ایسا کیا وہ راستے سے بھٹک گیا۔ جب کہ تمہارے دشمنوں کا حال یہ ہے کہ اگر ان کا بس چل جائے تو تمہارے ساتھ دشمنی کرنے میں کسر نہ چھوڑیں گے اور تمہیں ہاتھ سے اور زبان سے تکلیف پہنچانے میں کوئی تکلف نہ کریں گے۔ اصل میں تو ان کا منشا یہ ہے کہ جس طرح وہ خود حق و صداقت کے منکر ہیں ایسا ہی تمہیں بھی بنا دیں۔ تو اصل دشمنی تمہاری ذات کی نہیں ہے، اصل دشمنی تمہاری اس حق پرستی کی ہے جس کی توفیق تمہارے رب نے تمہیں دی ہے اور تمہیں راہِ راست دکھا کر اپنی نعمت سے نوازا ہے۔

(۳) آخرت میں مال اور اولاد کچھ کام نہ آئیں گے | حاطب نے وہ خط اپنے اہل و عیال کی خاطر لکھا تھا کہ ان کی ماں ان کے بھائی اور ان کی اولاد کو جنگ کے موقعہ پر دشمنوں کی طرف سے ایذا نہ پہنچے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ جن کی خاطر تم نے اتنا بڑا کام کیا ہے وہ قیامت کے روز تمہیں بچانے کے لئے نہیں آئیں گے اس وقت تو ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔ جیسا کہ سورۃ معارج میں ارشاد ہوا۔

یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بِبَنِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُؤْوِیْهِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ۔ (آیت ۱۱۔۱۴)

(مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنی اولاد کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو، اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیے میں دیدے اور یہ تدبیر اسے نجات دلادے۔)

اللہ تعالیٰ اس دن تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا۔ یعنی تمام رشتے، تعلقات وہاں ختم ہو جائیں گے اور ہر فرد کا اپنی ذاتی حیثیت میں محاسبہ ہوگا۔ اس کی ذاتی ذمہ داری میں کوئی دوسرا شریک نہ ہوگا۔

اور اللہ ہی تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم کون سا عمل کس نیت سے کر رہے ہو۔ حضرت حاطب نے اگرچہ ایک بڑی بھول کی تھی جس کے نتیجے میں کافی نقصان ہو سکتا تھا مگر ان کا اصل محرک اسلام خلاف کوئی جذبہ نہ تھا اور اس میں ان کی بدنیتی شامل نہ تھی۔ اس لئے اللہ کے رسول نے ان کا عذر قبول فرمایا اور ان کو صفائی کا موقعہ دیا۔

صحابہ کرام خصوصاً اہل بدر کی فضیلت مسلّم ہے۔ مگر بہر حال وہ بشر تھے اور انبیاء کرام کی طرح معصوم نہ تھے۔ بھول چوک کا امکان ان میں بھی تھا لیکن ان کے اخلاص اور خدا ترسی میں کوئی کلام نہیں ہے اس لئے کسی بھی حالت میں ان کے احترام میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی ——— رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ ———

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ

قَدْ كَانَتْ	لَكُمْ	أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	فِيٓ	إِبْرٰهِيمَ	وَالَّذِينَ	مَعَهُۥٓ
بیشک ہے	تمہارے لئے	چال (نمونہ) بہترین	میں	ابراہیم	اور جو	ان کے ساتھ

بیشک تمہارے لئے ہے بہترین نمونہ ابراہیم ؑ اور ان لوگوں میں ہے جو اُن کے ساتھ تھے۔

إِذْ قَالُوا۟ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا۟ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن

إِذْ قَالُوا۟	لِقَوْمِهِمْ	إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا۟	مِنكُمْ	وَمِمَّا	تَعْبُدُونَ	مِن
جب انھوں نے کہا	اپنی قوم کو	بیشک ہم لاتعلق	تم سے	اور ان سے جن کی	تم بندگی کرتے ہو	سے کے

جب انھوں نے اپنی قوم کو کہا بیشک ہم تم سے بے زار ہیں اور ان سے جن کی تم اللہ کے سوا بندگی

دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةُ وَ

دُونِ ٱللَّهِ	كَفَرْنَا	بِكُمْ	وَبَدَا	بَيْنَنَا	وَبَيْنَكُمُ	ٱلْعَدَٰوَةُ	وَ
اللہ کے سوا	ہم منکر ہیں	تمہارے	اور ظاہر ہوگئی	ہمارے درمیان	اور تمہارے درمیان	عداوت	اور

کرتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہیں اور ظاہر ہوگئی ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت اور

ٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥٓ إِلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيمَ

ٱلْبَغْضَآءُ	أَبَدًا	حَتَّىٰ	تُؤْمِنُوا۟	بِٱللَّهِ	وَحْدَهُۥٓ	إِلَّا قَوْلَ	إِبْرٰهِيمَ
بغض (دشمنی)	ہمیشہ کے لئے	یہاں تک	تم ایمان لے آؤ	اللہ پر	واحد	مگر کہنا	ابراہیم ؑ

دشمنی ہمیشہ کے لئے یہاں تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان لے آؤ۔ مگر ابراہیم ؑ کا اپنے باپ

لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن شَىْءٍ

لِأَبِيهِ	لَأَسْتَغْفِرَنَّ	لَكَ	وَمَآ	أَمْلِكُ	لَكَ	مِنَ ٱللَّهِ	مِن شَىْءٍ
اپنے باپ سے	البتہ میں ضرور مغفرت مانگوں گا	تمہارے لئے	اور نہیں	میں اختیار رکھتا	تمہارے لئے	اللہ سے۔ آگے	کچھ بھی

سے یہ کہنا کہ میں ضرور مغفرت مانگوں گا تمہارے لئے۔ اور اللہ کے آگے میں تمہارے لئے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔

رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ ۝٤

رَّبَّنَا	عَلَيْكَ	تَوَكَّلْنَا	وَإِلَيْكَ	أَنَبْنَا	وَإِلَيْكَ	ٱلْمَصِيرُ
اے ہمارے رب	تجھ پر	ہم نے بھروسہ کیا	اور تیری طرف	ہم نے رجوع کیا	اور تیری طرف	بازگشت

اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہم نے رجوع کیا اور تیری طرف بازگشت ہے

(۴) قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ بِكَسْرِ
الْهَمْزَةِ وَضَمِّهَا فِي الْمَوْضِعَيْنِ
قُدْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ
أَيْ بِهِ قَوْلًا وَفِعْلًا وَالَّذِينَ مَعَهُ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ
إِنَّا بُرَآءُ جَمْعُ بَرِيءٍ كَظَرِيفٍ
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ
اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ أَنْكَرْنَاكُمْ وَبَدَا
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ
الْبَغْضَاءُ أَبَدًا بِتَحْقِيقِ
الْهَمْزَتَيْنِ وَإِبْدَالِ الثَّانِيَةِ وَاوًا
حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ
إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ
لَكَ مُسْتَثْنًى مِنْ أُسْوَةٍ أَيْ
فَلَيْسَ لَكُمُ التَّأَسِّي بِهِ فِي
ذٰلِكَ بِأَنْ تَسْتَغْفِرُوا لِلْكُفَّارِ
وَقَوْلَهُ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ
أَيْ مِنْ عَذَابِهِ وَثَوَابِهِ مِنْ شَيْءٍ
كَنَّى بِهِ عَنْ أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ لَهُ غَيْرَ
الْاِسْتِغْفَارِ فَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَيْهِ مُسْتَثْنًى
مِنْ حَيْثُ الْمُرَادُ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ
مِنْ حَيْثُ ظَاهِرِهِ مِمَّا يُتَأَسَّى فِيهِ
قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا
وَاسْتِغْفَارُهُ قَبْلَ أَنْ يَتَبَيَّنَ لَهُ
أَنَّهُ عَدُوُّ اللَّهِ كَمَا ذُكِرَ فِي بَرَاءَةٍ رَبَّنَا
عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ
الْمَصِيرُ ۝ مِنْ مَقُولِ الْخَلِيلِ وَمَنْ مَعَهُ
أَيْ وَقَالُوا

(۴) بے شک تمہارے واسطے عمدہ پیروی ہے ابراہیم کے
قول اور فعل کی اور ان لوگوں کی جو اس کے ساتھ
تھے ایمان والے۔

جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم بے زار
ہیں تم سے
اور ان بتوں سے جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے
ہو ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ
کو دشمنی اور بغض واقع ہوا۔

یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ اللہ اکیلے پر، مگر
ابراہیم کے کلام جو اس نے اپنے باپ سے کہے کہ میں
تیرے لئے مغفرت چاہوں گا۔ (یہ جملہ مستثنیٰ ہے
اسوہ سے مراد یہ ہے کہ اس میں ابراہیم کی پیروی نہ
کرو کہ کافروں کے واسطے بخشش چاہنے لگو)
اور میں تیرے لئے اللہ کے عذاب اور ثواب سے
کسی چیز کا مالک نہیں۔ غرض اس سے اس کی یہ تھی
کہ میں استغفار کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتا (حاصل یہ
ہے کہ استغفار مشرکین میں اس کی پیروی نہ چاہئے اگرچہ
بحسب ظاہر ابراہیم کے کلام کی پیروی کرنا معلوم ہوتا ہے
کہ انھوں نے کہا ہے "وَلَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ"
اور دوسری آیت میں اس کی اجازت ہے "قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ
لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ" ولیکن چونکہ غرض اصلی اس کلام سے استغفار
مشرکین ہے اور اس میں اقتدار درست نہیں اس لئے استثناء صحیح ہوگیا۔
اور یہ استغفار کرنا ابراہیم کا اپنے باپ مشرک کے لئے پہلے اس سے تھا کہ اس کو یہ
امر معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے جیسا کہ سورۂ برأت میں مذکور ہے۔
اے مالک رب ہم نے تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور
تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ خلیل اور ان کے ساتھ والوں کے قول سے۔ اور انھوں نے کہا

تشریح

(۴) حضرت ابراہیم اور ان کے اصحاب کی پاکیزہ زندگی قابل تقلید نمونہ | تمہارے لئے حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں ایک
اچھا نمونہ ہے کہ انھوں نے کسی رشتے اور تعلق کی پرواکئے بغیر صاف صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے
جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بے زار ہیں۔ ہم نہ تمہیں حق پر مانتے ہیں اور نہ تمہارے دین کو صحیح سمجھتے ہیں در اصل اللہ پر

ایمان کا لازمی تقاضا طاغوت سے بے زاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے مقابلے میں جو بھی ہے وہ طاغوت ہے چاہے اس کا نام کچھ بھی رکھ دیا جائے اور کسی بھی خوب صورت عنوان سے اس کی تعبیر کی جائے۔ بہر حال اللہ اور اس کا بنایا ہوا راستہ حق ہے اور اس سے ہٹ کر جو بھی ہے وہ ناحق اور طاغوت ہے۔ حق کو ماننے کا مطلب ہی باطل کا انکار ہے حق کو تھامنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ناحق کا انکار کر کے ایک مضبوط سہارا ڈھونڈھ لیا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۝ (آیت ۲۵۶)

(پس جو شخص طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے درحقیقت مضبوط سہارا تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں ہے۔)

حق کی طاقت بہت مضبوط طاقت ہوتی ہے اگرچہ بظاہر وہ کمزور معلوم ہو اور ناحق بہت کمزور ہوتا ہے چاہے بظاہر طاقتور معلوم ہو اس لئے سچائی کا دامن تھامنے والا ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔

مگر اس میں ڈھل مل پالیسی نہیں ہونی چاہئیے کہ جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی۔ بلکہ واضح طور پر ناحق کا انکار ہو اور صاف کہہ دے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے فاصلے پیدا ہو گئے جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔ ناحق سے بے زاری کا یہ اعلان رواداری اور اخلاق کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ اپنے اعتقاد کی مضبوطی کا اظہار ہے حضرت ابراہیمؑ چونکہ تمام قوموں کے لئے قابل احترام پیشوا تھے اس لئے ان کی زندگی کو بطور نمونہ پیش کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تمہیں ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کا طریقہ اپنانا چاہیئے۔

اب رہا ان کے ایمان نہ لانے والے اپنے والد کے لئے مغفرت کی دعا کرنا وہ دراصل اس وعدے کی وجہ سے تھا جو انھوں نے اپنے والد سے کیا تھا کہ میں آپ کے لئے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا جیسا کہ سورۂ توبہ میں اس کا بیان ہے

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝ (آیت ۱۱۴)

(اور ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعا کرنا اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھا کہ ایک وعدہ تھا جو اس نے اپنے باپ سے کر لیا تھا۔ پھر جب اس پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن تھا تو اس نے اس سے بے زاری کا اظہار کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم ایک رقیق القلب اور نرم خو آدمی تھا۔)

جب حضرت ابراہیمؑ کے والد نے ان کو گھر سے نکال دیا تو چلتے وقت انھوں نے اپنے والد سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے لئے پروردگار سے مغفرت کی دعا کروں گا۔ سورۂ مریم میں ہے۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا (آیت ۴۷) (ابراہیم نے کہا سلام ہے آپ کو۔ میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف کر دے۔ میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔)

میں اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ اللہ سے آپ کے لئے معافی کی درخواست کروں۔ اس سے زیادہ آپ کے لئے کچھ حاصل کر لینا میرے بس میں نہیں ہے۔

لیکن جب حضرت ابراہیمؑ نے محسوس کیا کہ اُن کا اپنے والد کے لئے دعائے مغفرت کرنا ناپسندیدہ ہے تو انھوں نے اس سے بے زاری کا اظہار کیا اور ان سے ہمدردی کا یہ تعلق بھی توڑ لیا۔

حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کی دعا تو یہ تھی کہ اے ہمارے رب ہم نے سب کو چھوڑ کر آپ ہی پر بھروسہ کیا اور ہم آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ہم سب کو آپ ہی کی طرف پلٹ کر آنا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا

رَبَّنَا	لَا تَجْعَلْنَا	فِتْنَةً	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَاغْفِرْ	لَنَا	رَبَّنَا
اے ہمارے رب	ہمیں نہ بنا	آزمائش (تختۂ مشق)	ان کے لئے جنہوں نے	کفر کیا (کافر)	اور بخش دے	ہمیں	اے ہمارے رب

اے ہمارے رب ہمیں کافروں کا تختۂ مشق نہ بنا ، اے ہمارے رب ہمیں بخش دے

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ

اِنَّكَ	اَنْتَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ	لَقَدْ كَانَ	لَكُمْ	فِيْهِمْ
بیشک تو	تو ہی	غالب	حکمت والا	تحقیق (یقینا) ہے	تمہارے لئے	ان میں

بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ یقینا تمہارے لئے ان میں

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

اُسْوَةٌ	حَسَنَةٌ	لِّمَنْ	كَانَ يَرْجُوا	اللّٰهَ	وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ
چال (نمونہ)	بہترین	اس کے لئے جو	امید رکھتا ہے	اللہ	اور آخرت کا دن

بہترین نمونہ ہے (یعنی) اس کے لئے جو امید رکھتا ہے اللہ (سے ملاقات) کی اور آخرت کے دن کی

ع۲ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑥

وَمَنْ	يَّتَوَلَّ	فَاِنَّ ۔ اللّٰهَ	هُوَ	الْغَنِيُّ	الْحَمِيْدُ
اور جو جس	روگردانی کریگا	تو بے شک اللہ	وہ	بے نیاز	ستودہ صفات

اور جس نے روگردانی کی تو بے شک اللہ بے نیاز ستودہ صفات ہے۔

⑤ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَيْ لَا تُظْهِرْهُمْ عَلَيْنَا فَيَظُنُّوْا اَنَّهُمْ عَلَى الْحَقِّ فَيُفْتَنُوْا اَيْ تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ بِنَا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ فِيْ مُلْكِكَ وَصُنْعِكَ

⑤ اے ہمارے رب نہ کر تو ہم کو باعث فتنہ میں پڑنے کا کافروں کے لئے یعنی ان کو ہم پر غلبہ نہ دے کہ وہ یہ سمجھیں کہ ہم حق پر ہیں اس سبب سے وہ فتنہ میں پڑیں کہ ہماری وجہ سے ان کی عقلوں پر پردہ پڑ جائے ایسا نہ کر اور بخش ہم کو اے ہمارے رب بے شک تو غالب حکمت والا ہے اپنے ملک میں اور کاری گری میں

⑥ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ جَوَابُ قَسَمٍ مُقَدَّرٍ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ

⑥ بے شک اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ان کی عمدہ پیروی اختیار کرنی چاہیئے ان کو جو امید رکھتے ہیں اللہ سے۔ اور

لِّمَنْ كَانَ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِّنْ كُمْ بِاِعَادَةِ الْجَارِّ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ اَیْ يَخَافُهُمَا اَوْ يَظُنُّ الثَّوَابَ وَالْعِقَابَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ بِاَنْ يُّوَالِيَ الْكُفَّارَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ عَنْ خَلْقِهٖ الْحَمِيْدُ ○ لِاَهْلِ طَاعَتِهٖ

یوم قیامت کی یعنی ان سے ڈرتے ہیں یا ثواب و عذاب کا یقین کرتے ہیں۔

اور جو کوئی اس سے منہ موڑے اس طرح کہ کافروں سے دوستی کرے پس بے شبہ اللہ بے پرواہ ہے اپنی خلق سے حمد کیا گیا ہے واسطے اہل طاعت اپنی کے۔

تشریح

(۵) ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کی دعا۔ پروردگار ہمیں حق کا انکار کرنے والوں کے لئے فتنہ نہ بنا دے — حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کی تو دعا یہ تھی کہ اے پروردگار ہم پر ایسا کرم فرما دیجئے کہ ہم ظالموں کے لئے فتنہ بن کر نہ رہ جائیں ہم کو غلطیوں سے کمزوریوں سے بچا لیجئے اور ہماری کوشش کو دنیا میں بار آور کر دیجئے تاکہ ہمارا وجود تیری مخلوق کے لئے خیر کا سبب بنے نہ کہ ظالموں کے لئے شر کا وسیلہ۔ جب لوگ حق کے لئے اٹھتے ہیں تو انھیں مختلف آزمائشوں سے واسطہ پیش آتا ہے۔ باطل کے علم بردار پوری طاقت سے حق کو کچلنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے ساتھ حق کا نام لینے والے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو باطل کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عام لوگ تماشائی بنے رہتے ہیں اس طرح حق کے علم بردار سخت آزمائش میں پڑ جاتے ہیں۔ اس وقت میں اللہ کی مدد ہی اس آزمائش سے بچا سکتی ہے۔

اس لئے دعا کی جاتی ہے کہ پروردگار ہمیں ظالموں کے لئے تختۂ مشق نہ بنا دیجئے، ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دیجئے۔ آپ کی زبردست قوت اور حکمت سے یہی امید ہے کہ آپ اپنے وفاداروں کو دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی عطا فرمائیں گے۔

(۶) اسوۂ ابراہیمی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے — وہ لوگ جو اللہ سے ملنے اور آخرت کے قائم ہونے کے امیدوار ہیں اور جانتے ہیں کہ ایک دن اللہ کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے انھیں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے کہ انھوں نے اللہ کی خاطر اپنے والد، عزیز و اقارب، اپنا گھر بار، اپنا خاندان، اپنا وطن سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ دنیا تمہیں کتنا ہی تنگ دل سمجھتی رہے تم اس راستے سے منہ نہ موڑو جو دنیا کے سب سے بڑے توحید پرست نے دکھایا تھا۔ مستقبل کی ابدی کامیابی اسی راستے پر چلنے سے حاصل ہوگی۔ اگر اس کے خلاف چلوگے اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی گانٹھوگے تو خود نقصان اٹھاؤگے۔ اللہ کو کسی کی دوستی یا دشمنی کی پروا نہیں ہے۔ وہ بذاتِ خود تمام خوبیوں اور کمالات کا مالک ہے وہ کسی کی حمد و ستائش سے بے نیاز ہے۔

عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ

عَسَى اللّٰهُ	أَنْ	يَّجْعَلَ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَ	الَّذِيْنَ	عَادَيْتُمْ
قریب ہے کہ اللہ	کہ	وہ کردے	تمہارے درمیان	اور درمیان	ان لوگوں کے	تم عداوت رکھتے ہو

قریب ہے کہ اللہ تمہارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان دوستی کردے جن سے تم

مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑦

مِّنْهُمْ	مَّوَدَّةً	وَاللّٰهُ	قَدِيْرٌ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
ان سے	دوستی	اور اللہ	قدرت رکھنے والا	اور اللہ	بخشنے والا	رحم کرنے والا

عداوت رکھتے ہو۔ اور اللہ قدرت رکھنے والا ہے، اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي

لَا يَنْهٰىكُمُ	اللّٰهُ	عَنِ	الَّذِيْنَ	لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ	فِي
تحقیق منع نہیں کرتا	اللہ	سے	جو لوگ	تم سے نہیں لڑتے	میں

اللہ تمہیں منع نہیں کرتا کہ ان لوگوں سے جو تم سے دین (کے بارے) میں نہیں

الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ

الدِّيْنِ	وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ	مِّنْ	دِيَارِكُمْ	أَنْ	تَبَرُّوْهُمْ
دین	اور انہوں نے تمہیں نہیں نکالا	سے	تمہارے گھر (جمع)	کہ	تم دوستی کرو ان سے

لڑے اور انہوں نے تمہیں نہیں نکالا تمہارے گھروں سے کہ تم ان سے دوستی کرو

وَتُقْسِطُوْٓا إِلَيْهِمْ ۭ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧

وَتُقْسِطُوْٓا	إِلَيْهِمْ	إِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُقْسِطِيْنَ
اور تم انصاف کرو	ان سے	بیشک اللہ	محبوب رکھتا ہے	انصاف کرنے والے

اور ان سے انصاف کرو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

⑦ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مِّنْ كُفَّارِ مَكَّةَ طَاعَةً لِلّٰهِ تَعَالٰى مَوَدَّةً ۭ بِأَنْ يَّهْدِيَهُمْ

⑦ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ الخ نزدیک ہے کہ اللہ تم میں اور ان لوگوں میں دوستی کردیوے جن سے تم کو عداوت تھی اللہ کے واسطے یعنی کفار مکہ سے اس طرح کہ اللہ ان کو ہدایت

لِلْاِیْمَانِ فَیَصِیْرُوْا لَکُمْ
اَوْلِیَاءَ وَاللّٰہُ قَدِیْرٌ عَلٰی
ذٰلِکَ وَقَدْ فَعَلَہٗ بَعْدَ فَتْحِ
مَکَّۃَ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ لَّھُمْ
مَا سَلَفَ رَّحِیْمٌ ۝ بِھِمْ
(۸) لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ
لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ مِنَ الْکُفَّارِ
فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ
مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ
بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِنَ الَّذِیْنَ
وَتُقْسِطُوْٓا تَقْضُوْٓا اِلَیْھِمْ بِالْقِسْطِ
اَیِ الْعَدْلِ وَھٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ
بِالْجِھَادِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝
اَلْعَادِلِیْنَ

ایمان کی کرے پس وہ تمہارے دوست ہو جاویں) اور
اللہ قدرت والا ہے اس پر اور بیشک اللہ نے ایسا ہی کیا
فتح مکہ کے بعد۔
اور اللہ بخشنے والا ہے ان کو جو ان سے پہلے ہوا مہربان
ہے ان پر۔
(۸) اللہ تم کو ان پر احسان اور بھلائی کرنے سے منع نہیں
فرماتا جو کافر تم سے نہیں لڑے اور نہ تم کو تمہارے گھروں
سے انھوں نے نکالا۔
اور ان میں حکم کرو ساتھ انصاف کے یہ جہاد سے پہلا
حکم ہے۔
بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تشریح

(۷) اہل اسلام کو بشارت۔ یہ قطع تعلق ہمیشہ نہ رہے گا | اپنے خاندان اور رشتہ داروں سے تعلق توڑ لینا آسان نہیں ہوتا، کہیں باپ مسلمان ہوگیا اور بیٹا اسلام نہیں لایا، کہیں شوہر مسلمان ہوگیا اور بیوی نے اسلام قبول نہیں کیا۔ سچے مسلمان صبر کے ساتھ اللہ کی ہدایت پر عمل کر رہے مگر اللہ کو معلوم تھا کہ ماں باپ بھائی بہنوں اور قریب کے رشتہ داروں سے تعلق توڑ لینا بڑا سخت کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی اور یہ بشارت دی کہ وہ دن دور نہیں کہ جو آج تمہارے دشمن ہیں کل وہ تمہارے دوست بن جائیں اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں وہ دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست بنا سکتے ہیں اور وہ غفور و رحیم بھی ہیں کہ ساری خطائیں معاف کر دیں اور بندہ مغفرت کا طلبگار ہو تو اپنی رحمت کے سائے میں لے لیں۔ جس وقت یہ بات فرمائی جا رہی تھی اس وقت یہ سمجھنا مشکل تھا کہ یہ سب کیسے ہوگا۔ مگر ان آیتوں کے نازل ہونے کے بعد چند ہی ہفتے گزرے تھے کہ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا اور مکے کے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے، اس طرح کل کے دشمن آج کے دوست بن گئے۔

(۸) جو غیر مسلم تمہارے ساتھ دشمنی نہیں کرتے، انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ | مکے میں ایسے بھی لوگ تھے جنھوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا تھا مگر اہل اسلام سے ضد اور پرخاش بھی نہیں رکھتے تھے۔ نہ دین کے معاملے میں ان سے جھگڑا کیا نہ ان کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کی مدد کی۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ دشمن اور غیر دشمن کو ایک ہی درجے میں رکھنا انصاف نہیں ہے تمہیں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور رشتہ داری اور برادری کے اعتبار سے ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا انصاف پسندی اور بلند اخلاق کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے انصاف پسند لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

إِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ

إِنَّمَا	يَنْهٰكُمُ	اللّٰهُ	عَنِ	الَّذِيْنَ	قٰتَلُوْكُمْ
اس کے سوا نہیں	تمہیں منع کرتا ہے	اللہ	سے	جو لوگ	تم سے لڑے

اس کے سوا نہیں کہ اللہ تمہیں منع کرتا ہے کہ جو لوگ تم سے دین (کے بارے)

فِي الدِّيْنِ وَأَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

فِي الدِّيْنِ	وَ	أَخْرَجُوْكُمْ	مِّنْ	دِيَارِكُمْ
دین میں	اور	انھوں نے تمہیں نکالا	سے	تمہارے گھر

میں لڑے اور انھوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا

وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَ

وَظٰهَرُوْا	عَلٰٓى	إِخْرَاجِكُمْ	أَنْ	تَوَلَّوْهُمْ	وَ
اور انھوں نے مدد کی	پر	تمہارے نکالنے	کہ	تم دوستی کرو ان سے	اور

اور تمہارے نکالنے میں (نکالنے والوں کی) مدد کی ، کہ تم ان سے دوستی کرو اور

مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑨

مَنْ	يَّتَوَلَّهُمْ	فَأُولٰٓئِكَ	هُمُ	الظّٰلِمُوْنَ
جو	ان سے دوستی رکھے گا	تو وہی لوگ	وہ	ظالم (جمع)

جو ان سے دوستی رکھے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

⑨ إِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَأَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا أعاونوا عَلٰٓى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ بدل اشتمال من الذين أي تتخذوهم أولياء

⑨ اللہ تم کو ان کی دوستی اور محبت سے منع فرماتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے پر مدد کی۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

اور جو کوئی ان سے دوستی کرے پس وہی ظلم کرنے والے ہیں۔

تشریح

(۹) ترکِ تعلق کی وجہ اسلام دشمنی ہے۔ نہ کہ اسلام لانا
اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملے میں آزادی دی ہے۔ کوئی زبردستی نہیں کی۔ جس کا دل چاہے قبول کرے جس کا دل نہ چاہے نہ قبول کرے۔ لیکن جو لوگ اسلام دشمنی کا معاملہ کریں اور لوگوں کو حق سے روکیں ان سے ترکِ تعلق کرنا اور دوستانہ برتاؤ نہ کرنا بالکل مناسب ہے۔ جو لوگ صرف ایمان لانے کی وجہ سے جنگ پر آمادہ ہوں اور صرف اسلام قبول کرنے کی وجہ سے وطن سے نکال دیں اور وطن سے نکالنے والے ظالموں کی مدد کریں ایسے لوگوں سے دوستی کرنے والے بھی ظالم ہیں۔ کیوں کہ وہ ان ظالموں سے دوستانہ تعلقات قائم کر رہے ہیں جو کھلی دشمنی پر آمادہ ہیں۔

ترکِ تعلق کی وجہ اسلام دشمنی ہے نہ کہ اسلام قبول نہ کرنا ———،

چنانچہ حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی در قُتَیلہ» بنت عبدالعزیٰ تھیں۔ انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور ہجرت کر کے مدینے نہیں آئی تھیں۔ حضرت اسماء رض انہی کے بطن سے تھیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب مدینے اور مکہ کے درمیان آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوگیا تو حضرت اسماء رض کی والدہ قُتَیلَہ اپنی بیٹی سے ملنے کے لئے آئیں اور کچھ تحفے بھی ساتھ لائیں۔

نبیؐ نے حضرت اسماء رض کے دریافت کرنے پر نہ صرف ان سے ملنے کی اجازت دی بلکہ فرمایا کہ اُن سے صلہ رحمی کرو۔

اگر کسی کی اولاد اسلام قبول کرلے اور والدین مسلمان ہوں یا بھائی بہن اسلام قبول نہ کریں تو اسلام ان کی خدمت کرنے اور اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ترکِ تعلق کے حکم کی بنیاد اسلام کے ساتھ دشمنی اور عداوت ہے۔ ورنہ دین کے معاملے میں کسی پر کوئی جبر نہیں ہے۔

" لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ "

(دین کے معاملے میں کسی پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔)

یہاں تک ان دو قسم کے غیر مسلم حضرات کے ساتھ معاملے کا بیان تھا۔ ایک وہ جو دشمنی پر آمادہ ہوں، دوسرے وہ جو اسلام دشمنی نہ کرتے ہوں۔ اور ظالموں کا ساتھ نہ دیتے ہوں ———، اب آگے ان عورتوں کا مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے جو ایمان قبول کر کے دارالاسلام میں آئیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْٓا	اِذَا	جَآءَكُمُ	الْمُؤْمِنٰتُ	مُهٰجِرٰتٍ
اے	ایمان والو	جب	تمہارے پاس آئیں	مومن عورتیں	مہاجر عورتیں

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن مہاجر عورتیں آئیں تو

فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ

فَامْتَحِنُوْهُنَّ	اَللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِاِيْمَانِهِنَّ	فَاِنْ
توان کا امتحان کرلیا کرو	اللہ	خوب جانتا ہے	ان کے ایمان کو	پس اگر

ان کا امتحان کرلیا کرو اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو. پس اگر تم

عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ

عَلِمْتُمُوْهُنَّ	مُؤْمِنٰتٍ	فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ	اِلَى	الْكُفَّارِ
تم انھیں جان لو	مومن عورتیں	تو تم انھیں واپس نہ کرو	طرف	کافروں

انھیں جان لو کہ مومن ہیں تو تم انھیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ

لَاهُنَّ	حِلٌّ	لَّهُمْ	وَلَاهُمْ	يَحِلُّوْنَ	لَهُنَّ	وَاٰتُوْهُمْ
وہ عورتیں نہیں	حلال	ان کے لئے	اور نہ وہ مرد	حلال ہیں	ان عورتوں کے لئے	اور تم ان کو دے دو

وہ (مومن مہاجرات) حلال نہیں ہیں ان (کافروں) کے لئے۔ اور وہ (کافر) ان عورتوں کے لئے حلال نہیں اور تم ان (کافر شوہروں) کو

مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ

مَّآ + اَنْفَقُوْا	وَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ	اَنْ + تَنْكِحُوْهُنَّ	اِذَآ
جو انھوں نے خرچ کیا	اور کوئی گناہ نہیں	تم پر	کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرلو	جب

دے دو جو انھوں نے خرچ کیا ہو۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان مہاجر عورتوں سے نکاح کرلو جب تم انھیں

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ	اُجُوْرَهُنَّ	وَلَا تُمْسِكُوْا	بِعِصَمِ	الْكَوَافِرِ
تم انھیں دے دو	ان کے مہر	اور تم نہ قبضہ رکھو	ناموس	کافر عورتیں

ان کے مہر دے دو اور تم کافر عورتوں کے ناموس کو قبضے میں رکھو

وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ

وَاسْئَلُوْا	مَآ اَنْفَقْتُمْ	وَلْيَسْئَلُوْا	مَآ اَنْفَقُوْا	ذٰلِكُمْ	حُكْمُ
اور تم مانگ لو	جو تم نے خرچ کیا	اور چاہیئے کہ وہ مانگ لیں	جو انھوں نے خرچ کیا	یہ	حکم

اور تم (کفار سے) مانگ لو جو تم نے خرچ کیا ہو اور چاہیئے کہ وہ (کافر) تم سے مانگ لیں جو انھوں نے خرچ کیا ہو یہ اللہ کا

اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑩

اللّٰهِ	يَحْكُمُ	بَيْنَكُمْ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ
اللہ	وہ فیصلہ کرتا ہے	تمہارے درمیان	اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا

حکم ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

(١٠) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَلْسِنَتِهِنَّ
مُهٰجِرٰتٍ مِنَ الْكُفَّارِ بَعْدَ
الصُّلْحِ مَعَهُمْ فِي الْحُدَيْبِيَةِ
عَلٰٓى اَنَّ مَنْ جَآءَ مِنْهُمْ
اِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ يُرَدُّ
فَامْتَحِنُوْهُنَّ بِالْحَلْفِ اَنَّهُنَّ
مَا خَرَجْنَ اِلَّا رَغْبَةً
فِي الْاِسْلَامِ لَا بُغْضًا
لِاَزْوَاجِهِنَّ الْكُفَّارِ وَلَا
عِشْقًا لِرِجَالٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ
كَذَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُحَلِّفُهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ
فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ ظَنَنْتُمُوْهُنَّ
بِالْحَلْفِ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ
تَرُدُّوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا
هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ
لَهُنَّ وَاٰتُوْهُمْ اَيْ اَعْطُوْا

(١٠) اے ایمان والو! جب تمہارے پاس وہ عورتیں آویں جو زبان سے ایمان کا اقرار کرتی ہیں کافروں سے ہجرت کر کے بعد اس کے کہ کفار سے صلح ہو گئی حدیبیہ میں اس شرط پر کہ ان میں سے جو کوئی مسلمانوں کی طرف آوے واپس کیا جاوے۔

پس ان سے قسم کھلوا کر ان کا امتحان لو کہ وہ صرف اسلام کی محبت میں نکل کر آئی ہیں نہ مبغوض سمجھ کر اپنے کافر خاوندوں کو اور نہ مسلمان مردوں کے عشق و محبت کی وجہ سے ہجرت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اسی طرح قسم دیتے تھے۔ اللہ زیادہ جاننے والا ہے ان کے ایمان کو پس اگر تم ان کو قسم دینے کے بعد مومن سمجھو تو ان کو کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ

نہ یہ عورتیں ان کافروں کو حلال ہیں، نہ وہ ان کو حلال ہیں۔

اور دو ان کے کافر خاوندوں کو وہ مہر وغیرہ جو انھوں

الْكُفَّارَ اَزْوَاجَهُنَّ مَّآ اَنْفَقُوْا
عَلَيْهِنَّ مِنَ الْمُهُوْرِ وَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ
بِشَرْطِهٖ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ مُهُوْرَهُنَّ وَلَا
تُمْسِكُوْا بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ
بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ زَوْجَاتِكُمْ
لِقَطْعِ اِسْلَامِكُمْ لَهَا بِشَرْطِهٖ
اَوِ اللَّاحِقَاتِ بِالْمُشْرِكِيْنَ مُرْتَدَّاتٍ
لِقَطْعِ اِرْتِدَادِهِنَّ نِكَاحَكُمْ
بِشَرْطِهٖ وَاسْئَلُوْا اُطْلُبُوْا مَآ
اَنْفَقْتُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْمُهُوْرِ فِيْ
صُوْرَةِ الْاِرْتِدَادِ مِمَّنْ تَزَوَّجَهُنَّ
مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا
عَلَى الْمُهَاجِرَاتِ كَمَا تَقَدَّمَ اَنَّهُمْ
يُؤْتُوْنَهٗ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ يَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ بِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

نے خرچ کیا۔
اور تم پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ تم ان سے نکاح کرو موافق اس کی شرط کے جب کہ دو تم ان کو مہر اُن کے

اور نہ روکو تم ناموس کافر عورتوں کے کیوں کہ تمہارے اسلام لانے سے عصمت کافروں کی منقطع ہو گی موافق اس کی شرطوں کے۔ یا مراد وہ عورتیں ہیں جو مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملیں کیوں کہ مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے موافق اس کی شرط کے۔

اور مانگو ان سے وہ جو تم نے ان پر خرچ کیا مرتد ہونے کی صورت میں اس شخص سے جس نے ان سے نکاح کیا کافروں میں سے۔
اور چاہیئے کہ وہ سوال کریں اس مہر کو جو انھوں نے مہاجرات پر خرچ کیا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔
یہ اللہ کا حکم ہے وہ حکم کرتا ہے تم میں ساتھ اس کے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

تشریح

(۱۰) ایمان قبول کرکے مدینے آنے والی مہاجر عورتوں کا مسئلہ | صلح حدیبیہ کے بعد جب مکہ اور مدینے کے درمیان آمدورفت کا راستہ کھل گیا تو بہت سے مسلمان مرد مکے سے بھاگ کر مدینے آئے اور معاہدے کی شرط کے مطابق ان کو واپس کیا جاتا رہا۔

اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوا کہ مسلمان عورتیں بھی مکے سے بھاگ کر مدینے آنے لگیں تو قریش نے معاہدے کی اس شرط کا حوالہ دے کر ان کی واپسی کا مطالبہ کیا ——— چنانچہ سب سے پہلے جو خاتون مکہ چھوڑ کر مدینہ آئیں وہ تھیں ام کلثوم بنت عُقبہ بن ابی مُعیط۔ جب وہ مدینہ آئیں تو ان کے پیچھے ان کے دو بھائی ولید بن عُقبہ اور عمارہ بن عُقبہ ان کے پیچھے پیچھے آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بہن کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے یہ کہہ کر ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا کہ شرط کا تعلق مردوں سے تھا نہ کہ عورتوں سے (كَانَ الشَّرْطُ فِي الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ)

یہ بات رسول اللہ ﷺ نے اس لئے فرمائی کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کی یہ شرط قریش کی طرف سے تھی اور ان کی جانب سے ان کے نمائندے سہیل بن عمرو نے جو الفاظ معاہدے میں لکھوائے تھے وہ یہ تھے:۔

عَلٰٓى اَنْ لَّا يَاْتِيَكَ مِنَّا رَجُلٌ وَّاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهٗ اِلَيْنَا۔

ــــــ (اور یہ کہ تمہارے پاس ہم میں سے کوئی مرد بھی آئے اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہی ہو تم اسے ہماری طرف واپس کرو گے۔)
رَجُلٌ کا لفظ عربی میں مرد کے لئے بولا جاتا ہے۔ ممکن ہے سہیل کی ذہنی مراد رَجُل سے شخص ہو چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ مگر بہرحال معاہدے میں لفظ رَجُل استعمال ہوا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ام کلثوم کو واپس کرنے سے انکار کرتے ہوئے جب معاہدے کے ان الفاظ کی طرف توجہ دلائی تو وہ لاجواب ہو گئے اور انہیں اس فیصلے کو ماننا پڑا۔

○ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا کہ جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کے مومن ہونے کی جانچ پڑتال کر لو یعنی ان سے پوچھ گچھ کر کے اپنا اطمینان کر لو کہ وہ واقعی ایمان لائی ہیں اور محض اسلام کی خاطر وطن چھوڑ کر آئی ہیں کوئی دنیوی یا نفسانی غرض تو نہیں ہے۔ دل کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے مگر پوچھ گچھ کر کے تسلّی کر لو اور جب اطمینان ہو جائے تو اب ان کو واپس نہ کرو۔

چناں چہ فرمایا ان کے ایمان کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیوں کہ کسی کے دل کا حال اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں مگر پھر بھی پوچھ گچھ کر کے تسلی کر لو جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ مومن ہیں تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔

○ ایمان لانے کے بعد نہ وہ اپنے کافر شوہر کے لئے حلال ہیں اور نہ کافر شوہر ان کے لئے حلال ہیں۔

ابتدا میں ایسے بہت سے مرد تھے جنھوں نے اسلام قبول کر لیا مگر ان کی بیوی مسلمان نہ ہوئی۔ اسی طرح عورتوں کا بھی معاملہ تھا کہ عورتیں مسلمان ہو گئیں مگر ان کے شوہروں نے اسلام قبول نہیں کیا خود رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر ابوالعاص کئی سال تک غیر مسلم رہے۔

ہجرت کے بعد بھی کئی سال تک یہ صورت باقی رہی اور ایسے مرد اور عورتوں کے نکاح قائم رہے مگر اس سے خاص طور پر عورتوں کے لئے بڑی پیچیدگی پیدا ہو رہی تھی کیوں کہ وہ بلا طلاق دوسرا نکاح نہ کر سکتی تھیں اس لئے صلح حدیبیہ کے بعد یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ایک قطعی قانون واضح طور پر بنا دیا گیا۔

○ یہ قانون بنا دیا گیا کہ اگر میاں بیوی میں سے ایک اسلام قبول کر لے اور دوسرا قبول نہ کرے اور وہ ہجرت کر کے دارالاسلام آ جائے تو اختلاف دارین کے بعد نکاح کا تعلق قائم نہیں رہتا۔ اس لئے اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آ جائے اور شوہر نے اسلام قبول نہ کیا ہو تو جو مسلمان اس سے نکاح کرے اس کے ذمے ہے کہ اس کے شوہر نے جتنا مہر عورت کو دیا تھا وہ اسے واپس کر دے اور اب نکاح کے وقت جو نیا مہر مقرر ہو وہ اس کو ادا کرے یعنی جو پرانے مہر واپس کئے جائیں گے وہ ان عورتوں کے مہر شمار نہ ہوں گے بلکہ نکاح کے وقت نیا مقررہ مہر ادا کرنا ہوگا۔

○ اگر کوئی مرد مسلمان ہو گیا اور عورت نے اسلام قبول نہیں کیا تو مسلمان مرد اس غیر مسلمہ عورت کو چھوڑ دے اسے اپنے نکاح میں روکے نہ رکھے ــــــ اور جب یہ نکاح ختم ہو گیا تو اگر کوئی غیر مسلم اس غیر مسلمہ عورت سے نکاح کرے تو مسلمان شوہر کا دیا ہوا مہر اس کو واپس کر دے۔ اس طرح دونوں فریق ایک دوسرے سے اپنا حق طلب کر لیں۔ جب اللہ کا یہ حکم نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیئے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیئے تھے انھیں وہ واپس مانگ لیں ــــــ تو مسلمان اس حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے لینے کو بھی تیار ہوئے اور دینے کو بھی۔ لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا۔ اس پر اگلی آیت نازل ہوئی۔ جس سے اسلام کی عادلانہ تعلیم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ

وَاِنْ	فَاتَكُمْ	شَیْءٌ	مِّنْ	اَزْوَاجِكُمْ	اِلَى	الْكُفَّارِ
اور اگر	تمہارے ہاتھ سے نکل جائے	کوئی	سے	تمہاری بیویاں	طرف	کفار

اور اگر کفار کی طرف (رہ جانے سے) تمہاری بیویوں میں سے کوئی تمہارے ہاتھ سے نکل جائے تو

فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ

فَعَاقَبْتُمْ	فَاٰتُوا	الَّذِیْنَ	ذَهَبَتْ	اَزْوَاجُهُمْ	مِّثْلَ	مَآ
تو ان (کفار) کو سزا دو	پس دو	ان کو جن کی	جاتی رہیں	ان کی عورتیں	اس قدر	جو

کفار کو سزا دو، پس جن کی عورتیں جاتی رہیں ان کو دو جس قدر انھوں نے

اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

اَنْفَقُوْا	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	الَّذِیْٓ	اَنْتُمْ	بِهٖ	مُؤْمِنُوْنَ
انہوں نے خرچ کیا	اور ڈرو	اللہ	وہ جس	تم	اس پر	ایمان رکھتے ہو

خرچ کیا ہو اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ

يٰٓاَيُّهَا	النَّبِيُّ	اِذَا	جَاۗءَكَ	الْمُؤْمِنٰتُ	يُبَايِعْنَكَ	عَلٰٓي اَنْ
اے	نبی ؐ	جب	آپ کے پاس آئیں	مومن عورتیں	آپ سے بیعت کرنے کے لیے	اس پر کہ

اے نبی ؐ جب آپ کے پاس آئیں مومن عورتیں اس پر بیعت کرنے کے لئے کہ

لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ

لَّا يُشْرِكْنَ	بِاللّٰهِ	شَيْـــًٔا	وَّلَا يَسْرِقْنَ	وَلَا يَزْنِيْنَ
وہ شریک نہ کریں گی	اللہ کے ساتھ	کسی شے کو	اور نہ وہ چوری کریں گی	اور نہ زنا کریں گی

وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی،

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ

وَلَا يَقْتُلْنَ	اَوْلَادَهُنَّ	وَلَا يَاْتِيْنَ	بِبُهْتَانٍ	يَّفْتَرِيْنَهٗ
اور نہ وہ قتل کریں گی	اپنی اولاد	اور نہ لائیں گی	بہتان سے	جو انھوں نے باندھا ہو

اور نہ وہ قتل کریں گی اپنی اولاد کو اور نہ بہتان (کی اولاد) لائیں گی جو انھوں نے

بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِىْ

بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ	وَاَرْجُلِهِنَّ	وَلَا يَعْصِيْنَكَ	فِىْ	—
اپنے ہاتھوں کے درمیان	اور اپنے پاؤں	اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی	میں	—

اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان باندھا ہو (شوہر کے نطفے سے ہونے کا دعویٰ کیا ہو) اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی

مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ

مَعْرُوْفٍ	فَبَايِعْهُنَّ	وَاسْتَغْفِرْ	لَهُنَّ	اللّٰهَ	اِنَّ
نیک کاموں	تو آپ ان سے بیعت لے لیں	اور مغفرت مانگیں	ان کے لئے	اللہ	بیشک

نیک کاموں (شریعت) میں تو آپ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت مانگیں ۔ بے شک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا

اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	لَا تَتَوَلَّوْا
اللہ	بخشنے والا	رحم کرنے والا	اے	ایمان والو	تم دوستی نہ رکھو

اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔ اے ایمان والو ! تم ان لوگوں سے دوستی

قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ

قَوْمًا	غَضِبَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	قَدْ + يَئِسُوْا	مِنَ	الْاٰخِرَةِ
وہ لوگ	غضب کیا	اللہ	ان پر	وہ ناامید ہو چکے	سے	آخرت

نہ رکھو جن پر اللہ نے غضب کیا ، وہ آخرت سے ناامید ہو چکے ہیں

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع

كَمَا	يَئِسَ	الْكُفَّارُ	مِنْ	اَصْحٰبِ + الْقُبُوْرِ
جیسے	مایوس ہیں	کافر (جمع)	سے	قبروالوں (مردے)

جیسے کافر مُردوں سے مایوس ہیں۔

﴿۱۱﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اَیْ وَاحِدَةٌ فَاَكْثَرُ مِنْهُنَّ اَوْ شَیْءٌ مِّنْ مُّهُوْرِهِنَّ بِالذَّهَابِ اِلَى الْكُفَّارِ مُرْتَدَّاتٍ

﴿۱۱﴾ اور اگر فوت ہو تم سے بعض بیویوں تمہاری سے یعنی ایک یا زیادہ ان میں سے یا کچھ مہر اُن کے سے بسبب جانے ان کے کے طرف کافروں کے مرتد ہو کر۔

فعاقبتم غزوتم وغنمتم فآتوا الذين ذهبت أزواجهم من الغنيمة مثل ما أنفقوا لفواته عليهم من جهة الكفار واتقوا الله الذي أنتم به مؤمنون ○ وقد فعل المؤمنون ما أمروا به من الإيتاء للكفار والمؤمنين ثم ارتفع هذا الحكم

پس غزوہ کیا تم نے اور غنیمت حاصل کی تو دو ان کو غنیمت میں سے جن کی بیویاں چلی گئیں مثل اس کے جو انھوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا اس وجہ سے کہ کافروں کے سبب ان کا مال وغیرہ فوت ہوا۔

اور ڈرو اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو اور بیشک مومنین نے ایسا ہی کیا ان کو حکم تھا کافرین اور مومنین کے دینے کا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

(۱۲) يا أيها النبي إذا جاءك المؤمنات يبايعنك على أن لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن أولادهن كما كان يفعل في الجاهلية من وأد البنات أي دفنهن أحياء خوف العار والفقر ولا يأتين ببهتان يفترينه بين أيديهن وأرجلهن أي بولد ملقوط ينسبنه إلى الزوج ووصف بصفة الولد الحقيقي فإن الأم إذا وضعته سقط بين يديها ورجليها ولا يعصينك في معروف هو ما وافق طاعة الله تعالى كترك النياحة وتمزيق الثياب وجز الشعر وشق الجيب وخمش الوجه فبايعهن فعل صلى الله عليه وسلم ذلك بالقول ولم يصافح واحدة منهن واستغفر لهن

(۱۲) اے پیغمبر جب آویں تیرے پاس ایمان والی عورتیں ساتھ اس اقرار کے کہ نہ شریک کریں وہ ساتھ اللہ کے کسی چیز کو

اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کریں اور نہ قتل کریں اپنی اولاد کو جیسا کہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا بسبب عار اور مفلسی کے خوف کے۔

اور نہ لاویں وہ صریح بہتان کہ افترا کریں اس کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے (مراد یہ ہے کہ کسی کا لڑکا پڑا ہوا اٹھا کر اپنے خاوندوں کی طرف نسبت کریں۔ اس افترا کو تعبیر کیا ہاتھوں اور پیروں کے سامنے بہتان اٹھانے سے کیونکہ جب واقع میں کسی عورت کے بچہ ہوتا تو وہ ہاتھوں اور پیروں کے سامنے ہی گرتا ہے۔

اور بیعت کریں وہ عورتیں اس امر پر کہ وہ تیری نافرمانی نہ کریں بھلے کام میں یعنی جو امر موافق ہے اللہ کے حکم کے جیسے نوحہ نہ کرنا، کپڑے نہ پھاڑنا اور بال نہ کاٹنا اور گریبان نہ پھاڑنا اور منھ نہ نوچنا۔ تو جب وہ عورتیں ان سب امور کا اقرار کریں بیعت کرنا اختیار کریں تو ان کو بیعت کرلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیعت کیا زبانی اور ان میں سے کسی کو ہاتھ نہیں لگایا اور مصافحہ نہیں کیا اور ان کے واسطے بخشش مانگ اللہ سے۔

اللّٰہ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

بے شبہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

(۱۳) یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ ہُمُ الْیَہُوْدَ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَۃِ اَیْ مِنْ ثَوَابِہَا مَعَ اِیْقَانِہِمْ بِہَا لِعِنَادِہِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ عِلْمِہِمْ بِصِدْقِہٖ کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ الْکَائِنُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ○ اَیِ الْمَقْبُوْرِیْنَ مِنْ خَیْرِ الْاٰخِرَۃِ اِذْ تُعْرَضُ عَلَیْہِمْ مَقَاعِدُہُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ لَوْ کَانُوْا اٰمَنُوْا وَمَا یَصِیْرُوْنَ اِلَیْہِ مِنَ النَّارِ

(۱۳) اے ایمان والو نہ دوست بناؤ ان لوگوں کو جن پر اللہ کا غصہ ہوا یعنی یہود کو ۔ بے شک وہ ناامید ہوئے آخرت کے ثواب سے ۔

جیسا کہ کفار جو قبروں میں ہیں ناامید ہوئے ثواب آخرت سے باوجودیکہ وہ اس کا یقین کرتے ہیں بسبب عناد ان کے کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے باوجودیکہ ان کے سچے ہونے کا ان کو یقین ہے ۔ کفار مردہ خیر و ثواب آخرت سے ناامید ہیں کہ ان پر پیش کیا جاتا ہے ان کا ٹھکانا جنت سے کہ اگر وہ ایمان لاتے تو وہاں ہوتے اور پیش ہوتا ہے ان پر ٹھکانا ان کا دوزخ سے پس اس کو دیکھ کر وہ ثواب آخرت سے ناامید ہو جا [illegible]

تشریح

(۱۱) اسلام کی عادلانہ تعلیم | مذکورہ آیت ۱۰ کے حکم کے مطابق مسلمانوں نے یہ معاملہ طے کرنا چاہا کہ جو عورتیں ہجرت کرکے ہماری طرف آگئیں ہیں ان کے مہر ہم واپس کردیں گے اور ہمارے آدمیوں کی جو کافر بیویاں ادہر رہ گئی ہیں ان کے مہر تم واپس کردو لیکن کافروں نے اس بات کو قبول نہ کیا ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مہاجر عورتوں کے جو مہر تمہیں مشرکین کو واپس کرنے ہیں وہ ان کو بھیجنے کے بجائے مدینے ہی میں جمع کرلئے جائیں اور جن لوگوں کو مشرکین سے اپنے دیئے ہوئے مہر واپس لینے ہیں ان میں سے ہر ایک کو اتنی رقم دے دی جائے جو اُسے کفار سے وصول ہونی چاہئے تھی ۔ جب کفار سے کوئی مہر واپس نہیں ملتا ہے تو انھیں بھی کوئی مہر واپس نہ کیا جائے ۔ اس کے بجائے جو عورت ادہر آگئی ہے اس کے بدلے کا مہر اس شخص کو ادا کردیا جائے جس کی بیوی اُدہر رہ گئی ہے ۔

لیکن اگر اس طرح حساب برابر نہ ہوسکے اور جن مسلمانوں کی بیویاں ادہر رہ گئی ہیں ان کے وصول طلب مہر ہجرت کرکے آنے والی مسلمان عورتوں کے مہروں سے زیادہ ہوں تو حکم دیا گیا کہ مال غنیمت سے باقی رقمیں ادا کردی جائیں ۔ بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر کا خرچ کیا ہوا واپس نہیں کرسکتا تو بیت المال سے دیا جائے اللہ اکبر کس قدر انصاف کی تعلیم ہے ۔ اسلام کا یہی عادلانہ نظام ہے جو عالم انسانیت کے لئے امن کی ضمانت ہے ۔

(۱۲) مومن عورتوں سے کن باتوں کا عہد لیا جائے | اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نبی ؐ کو حکم دیا کہ جب مومن عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لئے آئیں تو آپ ان کو بیعت کرتے ہوئے ان باتوں کا عہد لیں اور ان سے یہ اقرار کرائیں ۔

○ یہ کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی نہ اس کی ذات میں نہ اس کی صفات میں نہ اس کی اطاعت میں نہ اس کی عظمت و کبریائی میں اور نہ اس کی عبادت و بندگی میں کسی کو ساجھی اور شریک نہیں بنائیں گی ۔

○ وہ چوری نہیں کریں گی اسلام میں چوری کرنا کسی کا مال اس کی لاعلمی میں ہتھیانا سخت گناہ ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت ہے ـــ اس لئے یہ اقرار لیا جائے کہ وہ کسی کا مال چوری نہیں کریں گی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے یہ عہد لے رہے تھے کہ وہ چوری نہ کریں گی تو حضرت ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ابوسفیان خرچ میں بڑے کفایت شعار ہیں اگر میں ان کے مال میں سے ان کے علم کے بغیر اپنی اور بچوں کی ضروریات کے لئے کچھ لے لوں تو یہ چوری تو نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں چوری تو نہیں ہے مگر بس اتنا ہی لو جو واقعتاً جائز ضرورت کے لئے ہو۔

○ اور نہ وہ زنا کریں گی۔ یعنی ان سے یہ اقرار لیا جائے کہ وہ کسی سے ناجائز تعلقات قائم نہ کریں گی۔ اسلام میں زنا بڑا شدید گناہ ہے اس لئے اسلام نے زنا سے ہی نہیں بلکہ ان چیزوں سے بھی روکا ہے جو زنا کی طرف لے جانے والی ہوں ـــ نگاہوں کو نیچی رکھنا اور پردے کا حکم بھی اسی احتیاط کے لئے ہے ـــــ اور اگر کوئی یہ گناہ کرے تو اس کی سزا بھی بہت سخت ہے۔

○ وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ جاہلیت میں رواج تھا کہ ننگ وعار کی وجہ سے اور بعض اوقات فقر وفاقہ کے خوف سے لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے قتل اولاد میں اسقاط حمل بھی شامل ہے۔

○ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی ـــــ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی پر جھوٹا دعویٰ کریں، جھوٹی گواہی دیں، کسی معاملے میں جھوٹی قسم کھائیں، کسی پر جھوٹی تہمت لگائیں اور یہ کہ ایک عورت بچہ کسی اور کا جنے اور شوہر کو یقین دلائے کہ یہ تیرا ہی ہے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو عورت کسی خاندان میں کوئی ایسا بچہ گھسا لائے جو اس خاندان کا نہیں ہے اللہ کا اس سے کوئی واسطہ نہیں اور اللہ اسے کبھی جنت میں داخل نہ کرے گا۔

(ابوداؤد ـــــ راوی ابوہریرہ رض)

آں حضرت ﷺ نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ عورتیں چھاتیوں کے بل الٹی لٹکی ہوئی ہیں۔ دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں کہ جنھوں نے اپنے خاوندوں کے سر ان بچوں کو مڑھ دیا جو اُن کے نہ تھے۔

○ اور کسی معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔

نبی ﷺ کی اطاعت پر بھی اللہ تعالےٰ نے معروف کی قید لگادی۔ اللہ کو معلوم تھا کہ ان کا نبی معروف کے سوا کبھی کسی چیز کا حکم نہیں دے سکتا۔ مگر یہ شرط اس لئے لگادی تاکہ آپ کے بعد کوئی شخص غیر مشروط اطاعت کی گنجائش نہ نکال سکے۔ اور خود نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ۔ (جہاں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو وہاں کسی (مخلوق) کی بات نہ مانی جائے گی۔)

اسلام کی یہ دفعہ اللہ اور رسول کا یہ ارشاد قانون کی حکمرانی (RULE OF LAW) کا سنگ بنیاد ہے جو شخص قانون کے خلاف کوئی حکم دیتا ہے وہ بھی مجرم ہے اور جو اس حکم کی تعمیل کرتا ہے وہ بھی گنہگار ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے پانچ منفی احکام دیئے ہیں کہ

۱ـ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ۲ـ چوری نہ کریں۔ ۳ـ زنا نہ کریں۔

۴ـ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔ ۵ـ کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں۔

یہ پانچ منفی احکام دینے کے بعد ایک مثبت حکم دیا کہ تمام نیک کاموں میں نبی ﷺ کے احکام کی پیروی کریں۔

یہاں نیکیوں کی فہرست نہیں دی گئی بلکہ صرف یہ عہد لیا گیا کہ جس نیک کام کا بھی حضورﷺ حکم دیں گے تمہیں اس پر عمل کرنا ہوگا۔

معلوم ہوا کہ نیک کام صرف وہی نہیں ہے جن کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔ اگر نیک کام صرف وہی ہوتے تو یہ کہا جاتا کہ تم اللہ کی نافرمانی نہیں کرو گی۔ یا قرآن کے احکام کی نافرمانی نہ کرو گی۔

مگر جب یہ فرمایا کہ جس نیک کام کا تمہیں رسول اللہﷺ حکم دیں گے، تم اس کے خلاف نہ کرو گی، اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام احکام واجب الاطاعت ہیں جن کا حکم اللہ کے رسول نے دیا چاہے ان کا ذکر قرآن میں ہو یا نہ ہو۔

مذکورہ آیت (آیت ۱۲) آیت بیعت کہلاتی ہے۔ اس سے اوپر کی آیت میں فرمایا تھا کہ جب مسلمان عورتیں ہجرت کرکے آئیں ان کی جانچ کی جائے۔ اس آیت میں بتلادیا گیا کہ ان کا جانچنا یہی ہے کہ جو احکام اس آیت میں دیئے گئے ہیں وہ ان کو قبول کرلیں تو سمجھ لو کہ ان کا ایمان قابل اطمینان ہے۔

آنحضرتﷺ کے پاس عورتیں بیعت کے لئے آتی تھیں تو ان سے یہی اقرار لیتے تھے لیکن بیعت کے وقت آپﷺ کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں فرماتے تھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ آپﷺ ان کے حق میں دعائے مغفرت کریں یعنی ان احکامات کی تعمیل میں کچھ کمیاں رہ جائیں یا پہلے کچھ کوتاہیاں ہو چکی ہوں تو آپ ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ آپ کی برکت سے ان کی تقصیر معاف فرمادیں گے کیوں کہ وہ بہت درگذر کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

(۱۳) **اللہ کے دشمنوں سے دوستی کی ممانعت اور آخرت سے ان کی مایوسی** اس سورت کے شروع میں ہی بتایا گیا تھا کہ وہ لوگ جو اللہ کے دشمن ہیں ان کو اپنا دوست مت سمجھو۔ اس بات کو سورت کے خاتمے پر پھر دوہرایا گیا ہے اور یاد دلایا گیا ہے کہ مومن کی شان یہ نہیں ہے کہ جس سے اللہ ناراض ہو اس سے دوستی اور رفاقت کا معاملہ کرے۔ جس پر اللہ کا غصہ ہو اللہ کے دوست اس کو اپنا دوست کیسے بنا سکتے ہیں۔

ان آخرت کا انکار کرنے والوں کو مایوسی ہے اور انہیں توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اٹھے گا، پھر دوسری زندگی میں ایک دوسرے سے ملیں گے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ "مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ" یہ کفار کا بیان ہے یعنی جس طرح کافر جو قبر میں پہنچ چکے ہیں وہاں کا حال دیکھ کر اللہ کی مہربانی سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اسی طرح یہ کافر بھی آخرت کی طرف سے مایوس ہیں اور انہیں اپنے مبتلائے عذاب ہونے کا ایسا ہی یقین ہوگیا ہے جیسے قبروں میں پڑے ہوئے کافروں کو مایوسی ہے۔

(۶۱)

اَلصَّفّ

○ ترتیب تلاوت ـــــ ۶۱	○ ترتیب نزول ـــــ ۱۰۹
○ مکی / مدنی ـــــ مدنی	○ تعداد رکوعات ـــــ ۲
○ تعداد آیات ـــــ ۱۴	○ تعداد الفاظ ـــــ ۲۲۳
○ تعداد حروف ـــــ ۹۹۱	

○ اس سورۃ کی آیت نمبر (۴) میں "صَفًّا" کا لفظ آیا ہے۔ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا (اس کے راستے میں صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں۔) اس سورت کا نام "اَلصَّفّ" آیت کے اس لفظ سے لے کر رکھا گیا ہے۔

○ اس سورت کے مضامین میں جن حالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت غزوۂ احد اور صلح حدیبیہ کی درمیانی مدت میں نازل ہوئی ہے۔

○ اس سورت کا اصل موضوع "اخلاص" ہے یعنی اہل ایمان کو اپنے ہر عمل میں اخلاص اختیار کرنا چاہیے۔ بغیر خلوص کے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

سورت کے آغاز میں تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ کو وہ لوگ سخت ناپسند ہیں جن کے قول و عمل میں تضاد ہو۔ کہیں کچھ اور کریں کچھ۔

اور وہ لوگ اس کو بڑے محبوب ہیں جو حق کے راستے میں پوری طرح ڈٹ جائیں اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے جم کر کھڑے ہوں۔

○ اس بات پر امت کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنے رسول کے ساتھ تمہاری روش وہ نہ ہونی چاہئے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ اختیار کی۔ ان کی کج فکری کی وجہ سے اس قوم کا مزاج ایسا بدلا جس کی وجہ سے وہ صحیح راستے سے ہٹ گئے اور ان سے ہدایت کی توفیق سلب ہوگئی

○ اہل ایمان کو بتایا گیا کہ دونوں جہان میں کامیابی کا راستہ صرف ایک ہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر سچے دل سے ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی سے دریغ نہ کرو۔

○ آخر میں حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی مثال دی گئی ہے کہ جس طرح وہ اللہ کے راستے میں رسول کی مدد کے لئے تیار ہو گئے، اسی طرح وہ بھی انصار اللہ بن کر اللہ کی نصرت کے حقدار بنیں۔

○ بتایا گیا کہ اللہ کے دین کو غالب کرنا اللہ ہی کا کام ہے۔ مگر مسلمان ثابت قدم رہتے ہوئے اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے رہیں —— اللہ تعالیٰ ان کی جدوجہد میں اپنی نصرت کی برکتیں شامل فرمادیں گے۔

اس طرح یہ پوری سورت اہل ایمان کو ثابت قدمی اور راہ خدا میں جان و مال کی قربانی اور اخلاص نیت کی تلقین کرتی ہے۔

اٰيَاتُهَا ۱۴ ۱	سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۶۱ — ۱۰۹ —	فِيهَا رُكُوعَان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

سَبَّحَ + لِلّٰهِ	مَا فِي	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ
پاکیزگی بیان کرتا ہے اللہ کی	جو	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں	اور وہ	غالب

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے۔ اور وہ غالب

الْحَكِيْمُ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ②

الْحَكِيْمُ	يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	لِمَ	تَقُوْلُوْنَ	مَا	لَا تَفْعَلُوْنَ
حکمت والا	اے	ایمان والو	کیوں	تم کہتے ہو	جو	تم کرتے نہیں

حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! تم کیوں کہتے ہو وہ جو تم کرتے نہیں۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَكِّيَّةٌ اَوْ مَدَنِيَّةٌ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(۱) سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَيْ نَزَّهَهُ فَاللَّامُ مَزِيْدَةٌ وَجِيْءَ بِمَا دُوْنَ مَنْ تَغْلِيْبًا لِلْاَكْثَرِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ فِيْ مُلْكِهِ الْحَكِيْمُ ○ فِيْ صُنْعِهِ

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ فِيْ طَلَبِ الْجِهَادِ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ اِذَا انْهَزَمْتُمْ بِاُحُدٍ

سورۃ الصف مکی ہے یا مدنی ۱۴ آیات ہیں، اور اعتبار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

(۱) سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ پاکی بیان کرتے ہیں اللہ کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں اور وہ غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنے فعل میں۔

(۲) اے ایمان والو کس واسطے کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے یعنی جب تم احد کی لڑائی میں بھاگے پھر کیوں جہاد کو طلب کرتے ہو

تشریح

(۱) کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے خالق کی پاکی بیان کر رہا ہے اور وہ زبردست دانا ہے۔ اللہ تعالیٰ آگے چل کر جو بات ارشاد فرمانا چاہتے ہیں یہ اس کی تمہید ہے۔ اور بتانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی تعریف سے بے نیاز ہے اور اپنے بندوں سے اگر وہ کوئی مطالبہ کرتا ہے تو ان ہی کے فائدے کے لئے ہوتا ہے ورنہ جہاں تک اللہ کی تسبیح اور اس کی پاکی کا معاملہ ہے تو کائنات کی ایک ایک چیز جو زمین و آسمان میں ہے سب اس کی پاکی بیان کر رہی ہے اپنی زبان سے بھی اور اپنے حال سے بھی۔ ذرہ ذرہ کائنات کا یہ کہہ رہا ہے کہ میرا خالق ہر عیب ہر کمزوری اور ہر خطا سے پاک ہے ـــــ خالق کائنات ہر چیز پر غالب ہے اس کے فیصلے کو نافذ کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ مگر اس کی فرمانروائی اور اس کے احکام حکمت پر مبنی ہیں۔ وہ جو فیصلہ کرتا ہے حکمت کے ساتھ کرتا ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب اصل خطبہ شروع کیا جا رہا ہے۔

(۲) سچے مسلمان کے قول و عمل میں مطابقت ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو یعنی سچا مسلمان وہ ہے کہ زبان سے وہی بات نکالے جس پر عمل کرنے کی نیت ہو۔ کہنا کچھ کرنا کچھ، یہ بڑا اخلاقی عیب ہے، اور نفاق کی علامت ہے، اس لئے اگر بندہ اللہ سے کوئی معاہدہ کرے، کوئی وعدہ کرے، کوئی منت مانے تو اسے پورا کرنا لازم ہے۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا

كَبُرَ	مَقْتًا	عِنْدَ اللّٰهِ	اَنْ	تَقُوْلُوْا	مَا	لَا
سخت	ناپسندیدہ	اللہ کے نزدیک	کہ	تم کہو	جو	نہیں

اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم کہو جو تم نہیں

تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ

تَفْعَلُوْنَ	اِنَّ	اللّٰهَ	يُحِبُّ	الَّذِيْنَ	يُقَاتِلُوْنَ
تم کرتے	بیشک	اللہ	دوست رکھتا ہے	جو لوگ	لڑتے ہیں

کرتے بے شک اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے

فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾

فِيْ + سَبِيْلِهٖ	صَفًّا	كَاَنَّهُمْ	بُنْيَانٌ	مَّرْصُوْصٌ
اس کے راستہ میں	صف بستہ ہوکر	گویا کہ وہ	ایک عمارت	سیسہ پلائی ہوئی

راستہ میں صف بستہ ہوکر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک عمارت ہیں سیسہ پلائی ہوئی

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ

وَاِذْ	قَالَ	مُوْسٰى	لِقَوْمِهٖ	يٰقَوْمِ	لِمَ	تُؤْذُوْنَنِيْ
اور جب	کہا	موسیٰؑ	اپنی قوم سے	اے میری قوم	کیوں	تم مجھے ایذا پہنچاتے ہو

اور (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! تم مجھے کیوں ایذا پہنچاتے ہو؟

وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ

وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ	اَنِّيْ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	اِلَيْكُمْ
اور تم جان چکے ہو	کہ میں	اللہ کا رسول	تمہاری طرف

اور تم جان چکے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ

فَلَمَّا	زَاغُوْٓا	اَزَاغَ + اللّٰهُ	قُلُوْبَهُمْ	وَاللّٰهُ
پس جب	انھوں نے کج روی کی	تو اللہ نے کج کر دیے	ان کے دل	اور اللہ

پس جب انھوں نے کج روی کی تو اللہ نے ان کے دلوں کو کج کر دیا اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞

الْفٰسِقِيْنَ	الْقَوْمَ	لَا يَهْدِي
نافرمان (جمع)	لوگ	ہدایت نہیں دیتا

ہدایت نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔

(۳) كَبُرَ عَظُمَ مَقْتًا تَمْيِيزٌ
عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُوْلُوْا
فَاعِلُ كَبُرَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○

(۳) اللہ کے نزدیک یہ بڑی غصہ کی بات ہے کہ کہو تم وہ بات جو نہیں کرتے۔

(۴) إِنَّ اللهَ يُحِبُّ يَنْصُرُ وَ
يُكْرِمُ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِهِ صَفًّا حَالٌ أَيْ
صَافِّيْنَ كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○
مُلْزَقٌ بَعْضُهُ إِلٰى بَعْضٍ ثَابِتٌ

(۴) بے شک اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔

گویا کہ وہ دیواریں ہیں مضبوط، بعض اس کا ملا ہوا ہے بعض سے یعنی اللہ ان کی مدد فرماوے گا اور ان کا اکرام کرے گا۔

(۵) وَ اذْكُرْ إِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ قَالُوْا
إِنَّهُ آدَرُ أَيْ مُنْتَفِخُ الْخُصْيَةِ
وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَكَذَّبُوْهُ وَ
قَدْ لِلتَّحْقِيْقِ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ
رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكُمْ الْجُمْلَةُ
حَالٌ وَالرَّسُوْلُ يُحْتَرَمُ
فَلَمَّا زَاغُوْا عَدَلُوْا عَنِ
الْحَقِّ بِإِيْذَائِهٖ أَزَاغَ
اللهُ قُلُوْبَهُمْ أَمَالَهَا
عَنِ الْهُدٰى عَلٰى وَفْقِ
مَا قَدَّرَهُ فِي الْأَزَلِ وَ
اللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفٰسِقِيْنَ ○ الْكَافِرِيْنَ
فِيْ عِلْمِهٖ

(۵) اور یاد کرو جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کس واسطے مجھ کو ایذا دیتے ہو حالانکہ بیشک تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں تمہاری طرف۔ (موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کو یہ ایذا دی تھی کہ کہا موسیٰ کے خصیے پھولے ہوئے ہیں حالانکہ فی الواقع ایسا نہ تھا اور موسیٰ کو جھٹلایا۔)

سو جب موسیٰ کی قوم حق سے ٹیڑھی ہوئی اس کو ایذا دینے کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں کو ہدایت سے پھیرا موافق اپنی تقدیر ازلی کے۔

اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا جو علم الٰہی میں کافر ہیں۔

تشریح

(۳) بڑی بڑی باتیں کرنا اللہ کو ناپسند ہے | اللہ تعالیٰ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں۔ آدمی بڑی بڑی ڈینگیں مارے اور جب عمل کا وقت آئے تو کچھ نہ کرے۔ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ کچھ لوگ اسلام کے لئے سرفروشی اور جاں بازی کی بڑی بڑی باتیں کرتے تھے مگر جب وقت آتا تھا تو بھاگ نکلتے تھے ۔۔۔۔ حضرت ابن عباسؓ نے روایت ہے کہ جہاد فرض ہونے سے پہلے مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ تھے جو کہتے تھے کہ کاش ہمیں وہ عمل معلوم ہو جائے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، تو ہم وہی کریں مگر جب بتایا گیا کہ وہ عمل ہے جہاد تو ان پر اپنی بات کا پورا کرنا مشکل ہو گیا۔ ایسے لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ دیکھو سنبھل کر بات کہا کرو۔

(۴) اللہ کو اس کے راستے میں جہاد کرنے والے سب سے زیادہ محبوب ہیں | جہاد ایک ایسا مقدس عمل ہے کہ اگر جہاد نہ ہو تو دنیا ظلم سے بھر جائے اور حق پرستوں کے لئے حق وصداقت پر چلنا ممکن نہ رہے۔ اس لئے اسلام نے اس کو سب سے اونچا عمل قرار دیا ہے۔ (ذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)

جہاد اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور مختلف درجات طے کرتا ہوا قتال تک پہنچتا ہے۔ ہر جہاد قتال نہیں جب کہ وہ قتال جو اللہ کے راستے میں ہو جہاد ہے ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہنا سب سے افضل جہاد ہے (اَفْضَلُ جِهَادٍ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)

ظالموں کی جب سرکوبی کی ضرورت پڑتی ہے اور حق کے لئے راستہ صاف کرنا ہوتا ہے اور حق پرست اپنی جان کا نذرانہ اللہ کے راستے میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو وہ اللہ کے سب سے پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اللہ کو تو وہ لوگ پسند ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

اللہ کو وہ مجاہدین پسند ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے تیار ہوں مضبوط تنظیم کے ساتھ صف بستہ ہو کر لڑیں دشمنوں کے مقابلے میں ان کی کیفیت سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی سی ہو۔

جب تک عقیدے اور مقصد میں کامل اتحاد نہ ہو اور اپنے مقصد کا پورا احساس نہ ہو اس وقت تک فوج میں یہ مطلوبہ صفات پیدا نہیں ہو سکتیں۔

(۵) وہ طریقہ اختیار مت کرو جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کیا تھا | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا تھا اور بنی اسرائیل صدیوں سے فرعون کے ظلم سے دبے کچلے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ حضرت موسیٰ اللہ کے رسول اور ہمارے محسن ہیں بنی اسرائیل قدم قدم پر حضرت موسیٰ کو اذیت دیتے رہے۔

حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو؟ حالاں کہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں مگر بنی اسرائیل اپنی بے وفائیوں سے باز نہ آئے اور گستاخانہ حرکتوں، سے حضرت موسیٰ کا دل دکھاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی سیدھے راستے پر چلنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی طرح کے حالات پیدا کر دیتے ہیں جو اس راہ پر چلنے کے لئے درکار ہوتے ہیں۔ اسی کو اللہ کی توفیق کہا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی خود ہی راہ راست پر چلنا نہ چاہے اور ٹیڑھے راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کو زبردستی سیدھی راہ پر نہیں لاتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو انتخاب کی آزادی دی ہے کہ وہ جس راستے پر چلنا چاہے اس پر چلے اللہ تعالیٰ اسی طرح کے حالات اس کے لئے پیدا کر دیں گے۔ اور جب آدمی خود گمراہی کے راستے پر آگے بڑھتا ہے تو آہستہ آہستہ اس میں بھلائی قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ جو خود اپنے لئے نافرمانی کا راستہ پسند کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کو فرماں برداری کی راہ پر چلنے کی توفیق نہیں دیتا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ خبردار کر رہے ہیں کہ دیکھو تم قوم موسیٰ کی طرح مت ہو جانا کہ انہوں نے کج روی کو پسند کیا اور اللہ نے ان سے توفیق سلب کر لی۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ

وَاِذْ	قَالَ	عِیْسَی	ابْنُ مَرْیَمَ	یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	اِنِّیْ
اور جب	کہا	عیسٰیؑ	مریم کا بیٹا	اے بنی اسرائیل	بیشک میں

اور (یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسٰیؑ نے کہا اے بنی اسرائیل! بے شک میں

رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ

رَسُوْلُ + اللّٰہِ	اِلَیْکُمْ	مُّصَدِّقًا	لِّمَا	بَیْنَ یَدَیَّ	مِنَ
اللہ کا رسول	تمہاری طرف	تصدیق کرنے والا	اس کی جو	مجھ سے پہلے	سے

اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے

التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ

التَّوْرٰىةِ	وَمُبَشِّرًا	بِرَسُوْلٍ	یَّاْتِیْ	مِنْ بَعْدِی	اسْمُہٗٓ
توریت	اور خوشخبری دینے والا	ایک رسولؐ کی	وہ آئے گا	میرے بعد	اس کا نام

توریت (آئی) اور ایک رسولؐ کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام

اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ⑥

اَحْمَدُ	فَلَمَّا	جَآءَهُمْ	بِالْبَیِّنٰتِ	قَالُوْا	هٰذَا	سِحْرٌ مُّبِیْنٌ
احمدؐ	پھر جب	وہ آئے ان کے پاس	واضح دلائل کے ساتھ	انھوں نے کہا	یہ	کھلا جادو

احمدؐ ہوگا۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح دلائل کے ساتھ آئے تو انھوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

⑥ وَاذْکُرْ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ
مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
لَمْ یَقُلْ یَا قَوْمِ لِاَنَّہٗ
لَمْ یَکُنْ لَہٗ فِیْہِمْ قَرَابَةٌ
اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ
مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ
قَبْلِیْ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا
بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی

⑥ اور یاد کر جب کہ عیسیٰ مریم کے بیٹے نے کہا اے بنی اسرائیل،

بے شک میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں تمہاری طرف تصدیق کر
والا اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی یعنی توریت کی اور
خوش خبری سنانے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے پیچھے
آوے گا۔

اِسْمُهٗ اَحْمَدُ ؕ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَلَمَّا جَآءَهُمْ جَآءَ اَحْمَدُ الْكُفَّارَ بِالْبَیِّنٰتِ الْاٰیَاتِ وَالْعَلَامَاتِ قَالُوْا هٰذَا اَیِ الْمَجِیْءُ بِهٖ سِحْرٌ وَفِیْ قِرَاءَةٍ سَاحِرٌ اَیِ الْجَائِیْ بِهٖ مُّبِیْنٌ ○ بَیِّنٌ

کہ نام اس کا احمد ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس جب آیا محمدؐ کافروں کی طرف نشانیاں ظاہر اور علامتیں لے کر۔

وہ بولے کہ یہ کتاب جادو ہے ظاہر

تشریح

(۶) حضرت عیسیٰؑ کی تشریف آوری تورات کی تصدیق اور آنے والے رسول کی بشارت | اور عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات یاد کرو جو انھوں نے بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے کہی تھی کہ اے بنی اسرائیل، میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں ـــــ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے نہ کہ تمام عالم کے لئے۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ میں تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے ـــــ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم انہی اصولوں کے ماتحت بھی جو توریت میں بتلائے گئے تھے اور ہر آنے والے پیغمبر کی طرح آپ پچھلی کتابوں کی تصدیق کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ میرا وجود تورات کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے کیوں کہ میں ان چیزوں کا مصدق بن کر آیا ہوں جس کی خبر تورات میں دی گئی تھی ـــــ اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہو گا ـــ یعنی پچھلے کی تصدیق کرتا ہوں اور اگلے کی بشارت سناتا ہوں۔ دوسرے انبیاء سابقین بھی خاتم الانبیاءؐ کی تشریف آوری کا مژدہ برابر سناتے آئے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے بڑی وضاحت اور نام کی صراحت کے ساتھ آنے والے رسول کی بشارت دی، خاتم الانبیاءؐ کا اسم گرامی محمد بھی تھا اور احمد بھی۔ خود آپؐ نے فرمایا اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَالْحَاشِرُ (یعنی میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور میں حاشر ہوں۔)

یہود و نصاریٰ کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے آج دنیا میں اصل تورات اور اصل انجیل کا کوئی صحیح نسخہ موجود نہیں ہے مگر اس کے باوجود ان تحریف شدہ کتابوں سے نبیؐ کی تشریف آوری کے تعلق سے تمام بشارتوں کو ختم نہیں کیا جا سکا۔ موجودہ بائیبل میں بھی بیسیوں جگہ نبیؐ کا ذکر تقریباً صراحت کے ساتھ موجود ہے ـــــ اور انجیل یوحنا میں فارقلیط والی بشارت اتنی صاف ہے کہ اس کا مطلب احمد اور محمد کے علاوہ کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ علماء نے ان بشارات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ میرے پاس مولانا رحم الٰہی منگلوری رح کی کتاب "بشارات محمدی" کا ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے جس میں حضرت نے بائبل کی آیتوں کے حوالے سے تمام بشارتوں کو یکجا کر دیا ہے۔ مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے اپنی کتاب میں جس کو آڈٹ کر کے مولانا تقی عثمانی نے "بائیبل سے قرآن تک" کے نام سے شائع کیا ہے اس میں بھی ان بشارتوں کو جمع کیا ہے۔ مولانا عبد الحق حقانی نے اپنی تفسیر حقانی میں فارقلیط والی بشارت اور بائیبل کی تحریر پر بڑی اعلیٰ بحث کی ہے۔

مگر جب وہ کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا جس کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی تھی اور ان سے پہلے پیغمبر ان کے آنے کی خبر دیتے رہے تھے اور وہ تمام نشانیاں ان میں پائی گئیں تو بجائے اس کے کہ بنی اسرائیل یہودی اور عیسائی آپ کو اللہ کا سچا نبی مانتے آپ کے نبوت کے دعوی کو فریب قرار دیا اور کہا یہ کھلا دھوکا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ
اور کون	بڑا ظالم	اس سے جو	وہ بہتان باندھے	اللہ پر	جھوٹ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے ؟ جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے

وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

وَهُوَ	يُدْعٰٓى	اِلَى	الْاِسْلَامِ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِى
بلکہ وہ	بلایا جاتا ہے	طرف	اسلام	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا

جب کہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑦ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ

الْقَوْمَ + الظّٰلِمِيْنَ	يُرِيْدُوْنَ	لِيُطْفِئُوْا	نُوْرَ
ظالم لوگوں کو	وہ چاہتے ہیں	کہ بجھا دیں	نور

ہدایت نہیں دیتا ۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کا نور بجھا دیں

اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ

اللّٰهِ	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَاللّٰهُ	مُتِمُّ	نُوْرِهٖ	وَلَوْ	كَرِهَ
اللہ	اپنے مونہوں سے	اور اللہ	پورا کرنے والا	اپنا نور	خواہ	ناخوش ہوں

اپنے مونہوں (کی پھونکوں سے) اور اللہ اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر

الْكٰفِرُوْنَ ⑧ هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

الْكٰفِرُوْنَ	هُوَ	الَّذِىْٓ	اَرْسَلَ	رَسُوْلَهٗ
کافر (جمع)	وہی	جس نے	اس نے بھیجا	اپنا رسول ﷺ

ناخوش ہوں وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ

بِالْهُدٰى	وَدِيْنِ الْحَقِّ	لِيُظْهِرَهٗ	عَلَى الدِّيْنِ
ہدایت کے ساتھ	اور دین حق	تاکہ وہ اسے غالب کر دے	دین پر

دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے

ع ٩/٩

كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑨

الْمُشْرِكُوْنَ	وَلَوْ كَرِهَ	كُلِّهٖ
مشرک (جمع)	اور خواہ ناخوش ہوں	تمام

اور خواہ مشرک ناخوش ہوں۔

⑦ وَمَنْ لَا اَحَدٌ اَظْلَمُ اَشَدُّ
ظُلْمًا مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ الْكَذِبَ بِنِسْبَةِ
الشَّرِيْكِ وَالْوَلَدِ اِلَيْهِ
وَوَصْفِ اٰيَاتِهٖ بِالسِّحْرِ
وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ○ اَلْكَافِرِيْنَ

⑦ اور اس سے زیادہ کوئی نا انصاف نہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ اس کی طرف نسبت کرے شریک کو اور اولاد کو اور اس کی آیتوں کو جادو بتلاوے۔

اور حال یہ کہ وہ بلایا جاتا ہے طرف اسلام کے
اور اللہ نہیں راہ دکھلاتا کافروں کو۔

⑧ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا مَنْصُوْبٌ
بِاَنْ مُقَدَّرَةٍ وَاللَّامُ
مَزِيْدَةٌ نُوْرَ اللّٰهِ شَرْعَهٗ
وَبَرَاهِيْنَهٗ بِاَفْوَاهِهِمْ بِاَقْوَالِهِمْ
اَنَّهٗ سِحْرٌ وَشِعْرٌ وَكَهَانَةٌ
وَاللّٰهُ مُتِمٌّ مُظْهِرٌ نُوْرِهٖ
وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالْاِضَافَةِ وَ
لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ ذٰلِكَ

⑧ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی شریعت اور دلیلوں کو بجھادیں یہ کہہ کر کہ وہ جادو ہے اور شعر ہے اور کہانت ہے۔

اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنی شریعت اور برہان کو۔

اگرچہ کافروں کو برا معلوم ہو۔

⑨ هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ يُعْلِيَهٗ عَلَى
الدِّيْنِ كُلِّهٖ جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ
الْمُخَالِفَةِ لَهٗ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُوْنَ ○

⑨ اللہ وہ ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو غالب کرے تمام مذاہب پر جو اسلام کے مخالف ہیں۔

اگرچہ مشرک اس کو برا سمجھیں۔

تشریح

(۷) سب سے بڑا ظلم اللہ کے نبی کو جھٹلانا اور اللہ کے کلام کو گھڑا ہوا کہنا | حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، حضرت عیسیٰ ؑ اور ان سے پہلے انبیاء کرام کی تمام بشارتوں کا مصداق تھے۔ جن نشانیوں کے بارے میں بتایا گیا تھا وہ سب آپ میں موجود تھیں۔ اس کے باوجود ایک سچے نبی کو جھٹلانا اور ان پر نازل ہونے والے اللہ کے کلام کو گھڑا ہوا کہنا، اس سے بڑھ کر زیادتی اور ظلم کیا ہو سکتا ہے؟ مزید ستم یہ کہ جب وہ رسول اللہ کی بندگی اور اطاعت کی طرف بلا رہا ہو تو اس کی دعوت میں جھوٹ، بہتان اور افترا پردازیوں کے ہتھکنڈوں کے ذریعہ اللہ کے دین کا راستہ روکنے کی کوشش کرنا۔ جو لوگ ایسے ظالم ہوں اور گمراہی میں ہی رہنا پسند کریں اللہ تو بھی ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا اور یہ لاکھ انکار کریں اور تحریفیں کریں اللہ ان کو کامیابی کی راہ نہ دے گا۔ نبی ﷺ کے تعلق سے آپ کی صداقت کے متعلق آپ کی تشریف آوری کے بارے میں آج بھی بشارتوں کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔

(۸) پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا | ۳ھ میں جنگ اُحد کے بعد مسلمان بڑے نازک حالات سے گزر رہے تھے۔ احد کی شکست نے مسلمانوں کی ہوا اکھاڑ دی تھی۔ اس وقت جب کہ ایسا لگ رہا تھا کہ یہ ٹمٹماتا چراغ اَب بجھا، کہ اَب بجھا۔ اللہ تعالیٰ پیشین گوئی فرما رہے ہیں کہ وہ اپنا نور پھیلا کر رہے گا، خواہ یہ مخالفین کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی اور چند سال نہ گزرے تھے کہ چند ہزار نفوس پر مشتمل مدینہ کی اسلامی ریاست نہ صرف یہ کہ فاتح مکہ بن کر ابھری بلکہ پورے عرب میں اس کا ڈنکا بجنے لگا۔ اللہ عالم الغیب والشہادۃ کی نگاہیں اسلام کے تابناک مستقبل کو دیکھ رہی تھیں اور مسلمانوں کو خوش خبری سنائی جا رہی ہے کہ وہ اپنا نور پھیلا کر ہی رہے گا۔

(۹) اللہ کے رسول ﷺ کی بعثت کا مقصد | ارشاد ہوا وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کر دے خواہ یہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

سورۂ صف کی مذکورہ آیت نمبر ۹ کے علاوہ یہ آیت ان ہی الفاظ کے ساتھ سورۂ توبہ آیت ۳۳ میں بھی آئی ہے۔ اور تھوڑے سے فرق کے ساتھ یہ آیت سورۂ فتح آیت ۲۸ میں بھی ہے اس میں "وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ" کے بجائے "وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا" کے الفاظ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دین — یعنی طریقِ زندگی وہ آئین اور نظامِ فکر و عمل جس پر انسانی زندگی کی بنیاد رکھی جائے وہ نظام ہر نظام پر غالب آجائے، کسی دوسرے نظام کا جزو بن کر مراعات حاصل نہ کرے۔

"نبی ﷺ کی تشریف آوری کا مقصد یہ قرار پایا کہ اللہ کا دین دنیا میں ایک عملی اور زندہ نظام کی حیثیت سے قائم اور برپا ہو جائے۔"

معقولیت اور حجت و دلیل کے اعتبار سے اسلام کا غلبہ ہر زمانے میں رہا ہے۔ آج بھی اپنے فکر کے اعتبار سے اسلام ایک غالب اور مکمل دین ہے۔

باقی حکومت اور سلطنت کے اعتبار سے اسلام کے غلبے کے لئے مسلمان اسلام کے اصولوں پر پوری طرح پابند ہو کر ایمان اور تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہیں اور ظلم و زیادتی کو مٹانے کے لئے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے قوت جمع کریں تاکہ عدلِ اجتماعی کا نظام قائم ہو۔

دینِ حق کا ایسا غلبہ کہ دوسرے نظام بالکل ختم ہو جائیں اور ان کا وجود باقی نہ رہے۔ یہ نزولِ عیسیٰ ؑ کے بعد قیامت کے قریب ہونے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	هَلْ	اَدُلُّكُمْ	عَلٰى	تِجَارَةٍ
اے	ایمان والو	کیا	میں تمہیں بتلاؤں	پر	تجارت

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں؟

تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩

تُنْجِيْكُمْ	مِّنْ	عَذَابٍ	اَلِيْمٍ
تمہیں نجات دے	سے	عذاب	دردناک

جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔!

(۱۰) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ
تُنْجِيْكُمْ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ
مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○
مُؤْلِمٍ فَكَاَنَّهُمْ قَالُوْا
نَعَمْ، فَقَالَ

(۱۰) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩ اے ایمان والو! کیا بتلاؤں میں تم کو ایسی سوداگری جو تم کو عذاب دردناک سے نجات دے

پس گویا انھوں نے کہا کہ ہاں ہم کو ایسی سوداگری بتلاؤ۔

تشریح

(۱۰) **عذاب الیم سے بچانے والی تجارت** اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرنا اللہ کا کام ہے لیکن دین کو غالب کرنے کے لئے جو طریقے ہیں ان کا ایک راستہ ہم تمہیں بتاتے ہیں وہ ایسی تجارت ہے جو تمہیں عذاب الیم سے بچا دے۔
تجارت وہ چیز ہے جس میں آدمی اپنا وقت اپنا مال اور اپنی محنت و ذہانت اور قابلیت اس لئے کھپاتا ہے کہ اس سے فائدہ حاصل کرے ایسا ہی ایک فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہے نقصان نہیں ہے۔ ہر تجارت میں ایک رسک (RISK) ہوتا ہے نفع اور نقصان دونوں پہلو ہوتے ہیں مگر یہاں جو تجارت بتائی جا رہی ہے اس میں خسارہ نہیں نفع ہی نفع ہے۔ دنیا میں کتنے ہی لوگ تجارت کرتے ہیں اور اس امید پر کہ اس سے نفع ہوگا اپنا سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں۔ اس تجارت میں کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نقصان بھی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات سبھی کچھ ڈوب جاتا ہے۔ لیکن یہاں جس تجارت کی نشاندہی کی جا رہی ہے اس میں نقصان کا کوئی خطرہ نہیں ہے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس لئے بے فکر ہو کر اپنا سب کچھ اسی تجارت میں کھپا دو۔
آیئے دیکھتے ہیں وہ تجارت کیا ہے۔؟

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ

تُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَتُجَاهِدُوْنَ	فِیْ
تم ایمان لاؤ	اللہ پر	اور اس کا رسول ؐ	اور تم جہاد کرو	میں

تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ؐ پر اور تم جہاد کرو اللہ

سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ

سَبِیْلِ اللّٰهِ	بِاَمْوَالِكُمْ	وَاَنْفُسِكُمْ	ذٰلِكُمْ
اللہ کا راستہ	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	یہ

کے راستے میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہ

خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ لا

خَیْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ
بہتر	تمہارے لئے	اگر	تم ہو	جانتے

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

(۱۱) تُؤْمِنُوْنَ تَدُوْمُوْنَ عَلَى الْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَنَّهٗ خَیْرٌ لَّكُمْ فَافْعَلُوْهُ

(۱۱) پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ثابت رہو تم ایمان پر ساتھ اللہ کے اور اس کے پیغمبر کے اور جہاد کرو تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے۔

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم اس کو جانتے ہو تو کرو۔

تشریح

(۱۱) انوکھی نفع بخش تجارت | جس تجارت کی نشان دہی کی جارہی ہے وہ بڑی انوکھی نفع بخش تجارت ہے۔
اس کو سورۂ توبہ کی آیت ۱۱۱ میں ایک اور ہی انداز سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ۔

(حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے مرتے ہیں۔)

یہ تجارت دراصل ایک معاہدہ ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان طے پاتا ہے اور اس معاہدے کا نام ایمان ہے۔ یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ مخلص مسلمان بن کر دین کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ، یہ وہ تجارت ہے جو دنیا کی تجارتوں سے کہیں بہتر ہے۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ

يَغْفِرْ	لَكُمْ	ذُنُوْبَكُمْ	وَ	يُدْخِلْكُمْ
وہ بخش دے گا	تمہیں	تمہارے گناہ	اور	وہ تمہیں داخل کرے گا

وہ تمہیں تمہارے گناہ بخش دے گا، اور تمہیں باغات میں داخل

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ

جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	وَ مَسٰكِنَ
باغات	جاری ہیں	ان کے نیچے	نہریں	اور مکانات

کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشہ کے باغات

طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

طَيِّبَةً	فِيْ	جَنّٰتِ	عَدْنٍ	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ
پاکیزہ	میں	باغات	ہمیشہ	یہ	کامیابی

میں پاکیزہ مکانات ہیں، یہ بڑی کامیابی

الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ

الْعَظِيْمُ	وَ	اُخْرٰى	تُحِبُّوْنَهَا	نَصْرٌ	مِّنَ
بڑی	اور	ایک اور	تم اسے بہت چاہتے ہو	مدد	سے

ہے اور ایک اور (بات بھی) ہے جسے تم بہت چاہتے ہو (یعنی) اللہ

اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

اللّٰهِ	وَ فَتْحٌ	قَرِيْبٌ	وَ بَشِّرِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	يٰٓاَيُّهَا
اللہ	اور فتح	قریب	اور خوشخبری دیں	مومنوں	اے

سے مدد اور قریبی فتح۔ اور مومنوں کو خوشخبری دیجئے۔ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ

الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	كُوْنُوْٓا	اَنْصَارَ اللّٰهِ	كَمَا	قَالَ
ایمان والو	تم ہو جاؤ	اللہ کے مددگار	جیسے	کہا

ایمان والو، تم ہو جاؤ اللہ کے مددگار، جیسے

عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ

عِیسَی	ابْنُ	مَرْیَمَ	لِلْحَوَارِیّٖنَ	مَنْ	اَنْصَارِیْٓ
عیسیٰ	بیٹا	مریم	حواریوں کو	کون	میرا مددگار

مریم کے بیٹے عیسیٰ نے حواریوں کو کہا کون ہے اللہ کی طرف

اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ

اِلَی اللّٰہِ	قَالَ	الْحَوَارِیُّوْنَ	نَحْنُ	اَنْصَارُ
اللہ کی طرف	کہا	حواریوں	ہم	مددگار

میرا مددگار تو کہا حواریوں نے ہم اللہ کے مددگار

اللّٰہِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ

اللّٰہِ	فَاٰمَنَتْ	طَّآئِفَۃٌ	مِّنْ	بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	وَ
اللہ	تو ایمان لایا	ایک گروہ	سے۔کا	بنی اسرائیل	اور

ہیں ، تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا ، اور

کَفَرَتْ طَّآئِفَۃٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ

کَفَرَتْ	طَّآئِفَۃٌ	فَاَیَّدْنَا	الَّذِیْنَ
کفر کیا	ایک گروہ	تو ہم نے مدد کی	جو لوگ

کفر کیا ایک گروہ نے تو ہم نے ان کے دشمنوں پر

اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰھِرِیْنَ ﴿۱۴﴾ ع ۲ ۵ ۱۰

اٰمَنُوْا	عَلٰی + عَدُوِّھِمْ	فَاَصْبَحُوْا	ظٰھِرِیْنَ
ایمان لائے	ان کے دشمنوں پر	سو وہ ہوگئے	غالب

ایمان والوں کی مدد کی ، سو وہ غالب ہو گئے۔

⑫ یَغْفِرْ جَوَابُ شَرْطٍ مُقَدَّرٍ اَیْ اِنْ تَفْعَلُوْہُ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا

⑫ اگر تم ایسا کروگے تو اللہ تمہارے گناہ بخش دیگا۔

اور تم کو داخل کرے گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

تشریح

(۳) بڑی بڑی باتیں کرنا اللہ کو ناپسند ہے | اللہ تعالیٰ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں۔ آدمی بڑی بڑی ڈینگیں مارے اور جب عمل کا وقت آئے تو کچھ نہ کرے۔ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ کچھ لوگ اسلام کے لئے سرفروشی اور جاں بازی کی بڑی بڑی باتیں کرتے تھے مگر جب وقت آتا تھا تو بھاگ نکلتے تھے ــــــ حضرت ابن عباسؓ نے روایت ہے کہ جہاد فرض ہونے سے پہلے مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ تھے جو کہتے تھے کہ کاش ہمیں وہ عمل معلوم ہو جائے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے تو ہم وہی کریں مگر جب بتایا گیا کہ وہ عمل ہے جہاد تو ان پر اپنی بات کا پورا کرنا مشکل ہو گیا۔ ایسے لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ دیکھو سنبھل کر بات کہا کرو۔

(۴) اللہ کو اس کے راستے میں جہاد کرنے والے سب سے زیادہ محبوب ہیں | جہاد ایک ایسا مقدس عمل ہے کہ اگر جہاد نہ ہو تو دنیا ظلم سے بھر جائے اور حق پرستوں کے لئے حق وصداقت پر چلنا ممکن نہ رہے۔ اس لئے اسلام نے اس کو سب سے اونچا عمل قرار دیا ہے۔ (ذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)

جہاد اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور مختلف درجات طے کرتا ہوا قتال تک پہنچتا ہے۔ ہر جہاد قتال نہیں جب کہ وہ قتال جو اللہ کے راستے میں ہو جہاد ہے ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہنا سب سے افضل جہاد ہے (اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)

ظالموں کی جب سرکوبی کی ضرورت پڑتی ہے اور حق کے لئے راستہ صاف کرنا ہوتا ہے اور حق پرست اپنی جان کا نذرانہ اللہ کے راستے میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو وہ اللہ کے سب سے پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اللہ کو تو وہ لوگ پسند ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

اللہ کو وہ مجاہدین پسند ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے تیار ہوں مضبوط تنظیم کے ساتھ صف بستہ ہو کر لڑیں دشمنوں کے مقابلے میں ان کی کیفیت سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی سی ہو۔

جب تک عقیدے اور مقصد میں کامل اتحاد نہ ہو اور اپنے مقصد کا پورا احساس نہ ہو اس وقت تک فوج میں یہ مطلوبہ صفات پیدا نہیں ہو سکتیں۔

(۵) وہ طریقہ اختیار مت کرو جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ ؑ سے کیا تھا | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو بنی اسرائیل کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا تھا اور بنی اسرائیل صدیوں سے فرعون کے ظلم سے دبے کچلے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ حضرت موسیٰ اللہ کے رسول اور ہمارے محسن ہیں بنی اسرائیل قدم قدم پر حضرت موسیٰ کو اذیت دیتے رہے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو؟ حالاں کہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں مگر بنی اسرائیل اپنی بے وفائیوں سے باز نہ آئے اور گستاخانہ حرکتوں سے حضرت موسیٰ کا دل دکھاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی سیدھے راستے پر چلنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی طرح کے حالات پیدا کر دیتے ہیں جو اس راہ پر چلنے کے لئے درکار ہوتے ہیں۔ اسی کو اللہ کی توفیق کہا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی خود ہی راہ راست پر چلنا نہ چاہے اور ٹیڑھے راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کو زبردستی سیدھی راہ پر نہیں لاتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو انتخاب کی آزادی دی ہے کہ وہ جس راستے پر چلنا چاہے اس پر چلے اللہ تعالیٰ اسی طرح کے حالات اس کے لئے پیدا کر دیں گے۔ اور جب آدمی خود گمراہی کے راستے پر آگے بڑھتا ہے تو آہستہ آہستہ اس میں بھلائی قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ جو خود اپنے لئے نافرمانی کا راستہ پسند کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کو فرماں برداری کی راہ پر چلنے کی توفیق نہیں دیتا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ خبردار کر رہے ہیں کہ دیکھو تم قوم موسیٰ کی طرح مت ہو جانا کہ انہوں نے کج روی کو پسند کیا اور اللہ نے ان سے توفیق سلب کر لی۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِنِّيْ

وَاِذْ	قَالَ	عِيسَى	ابْنُ مَرْيَمَ	يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيلَ	اِنِّيْ
اور جب	کہا	عیسیٰ ؑ	مریم کا بیٹا	اے بنی اسرائیل	بیشک میں

اور (یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ ؑ نے کہا اے بنی اسرائیل! بے شک میں

رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

رَسُوْلُ + اللّٰهِ	اِلَيْكُمْ	مُّصَدِّقًا	لِّمَا	بَيْنَ يَدَيَّ	مِنَ
اللہ کا رسول	تمہاری طرف	تصدیق کرنے والا	اس کی جو	مجھ سے پہلے	سے

اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے

التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ

التَّوْرٰىةِ	وَمُبَشِّرًا	بِرَسُوْلٍ	يَّاْتِيْ	مِنْ بَعْدِي	اسْمُهٗٓ
توریت	اور خوشخبری دینے والا	ایک رسول ؐ کی	وہ آئے گا	میرے بعد	اس کا نام

توریت (آئی) اور ایک رسول ؐ کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام

أَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑥

اَحْمَدُ	فَلَمَّا	جَآءَهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	قَالُوْا	هٰذَا	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ
احمد ؐ	پھر جب	وہ آئے ان کے پاس	واضح دلائل کے ساتھ	انھوں نے کہا	یہ	کھلا جادو

احمد ؐ ہوگا۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح دلائل کے ساتھ آئے تو انھوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

⑥ وَ اذْكُرْ إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ
مَرْيَمَ يٰبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ
لَمْ يَقُلْ يَا قَوْمِ لِأَنَّهٗ
لَمْ يَكُنْ لَهٗ فِيهِمْ قَرَابَةٌ
إِنِّيْ رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ
مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ
قَبْلِي مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا
بِرَسُولٍ يَّأْتِي مِنْ بَعْدِي

⑥ اور یاد کر جب کہ عیسیٰ مریم کے بیٹے نے کہا اے بنی اسرائیل،

بے شک میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی یعنی توریت کی اور خوش خبری سنانے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے پیچھے آوے گا۔

اِسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَلَمَّا جَآءَهُمْ جَآءَ اَحْمَدُ الْكُفَّارَ بِالْبَيِّنٰتِ الْاٰيَاتِ وَالْعَلَامَاتِ قَالُوْا هٰذَآ اَیِ الْمَجِیْءُ بِهٖ سِحْرٌ وَفِیْ قِرَاءَةٍ سَاحِرٌ اَیِ الْجَائِیُ بِهٖ مُّبِیْنٌ ○ بَیِّنٌ

کہ نام اس کا احمد ہے۔ فرمایا اللہ تعالٰے نے پس جب آیا محمدم کا فروں کی طرف نشانیاں ظاہر اور علامتیں لے کر۔

وہ بولے کہ یہ کتاب جادو ہے ظاہر۔

تشریح

(۶) حضرت عیسیٰؑ کی تشریف آوری تورات کی تصدیق اور آنے والے رسول کی بشارت | اور عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات یاد کرو جو انھوں نے بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے کہی تھی کہ اے بنی اسرائیل، میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں ـــــ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے نہ کہ تمام عالم کے لئے۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ میں تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے ـــــ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم انہی اصولوں کے ماتحت تھی جو توریت میں بتلائے گئے تھے اور ہر آنے والے پیغمبر کی طرح آپ پچھلی کتابوں کی تصدیق کر رہے تھے اور یہ فرمارہے تھے کہ میرا وجود تورات کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے کیوں کہ میں ان چیزوں کا مصدق بن کر آیا ہوں جس کی خبر تورات میں دی گئی تھی ـــــ اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ جس کا نام احمد ہوگا ـــــ یعنی پچھلے کی تصدیق کرتا ہوں اور اگلے کی بشارت سناتا ہوں۔ دوسرے انبیاء سابقین بھی خاتم الانبیاءؐ کی تشریف آوری کا مژدہ برابر سناتے آئے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے بڑی وضاحت اور نام کی صراحت کے ساتھ آنے والے رسول کی بشارت دی، خاتم الانبیاءؐ کا اسم گرامی محمد بھی تھا اور احمد بھی۔ خود آپؐ نے فرمایا اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْحَاشِرُ (یعنی میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور میں حاشر ہوں۔)

یہود و نصاریٰ کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے آج دنیا میں اصل تورات اور اصل انجیل کا کوئی صحیح نسخہ موجود نہیں ہے مگر اس کے باوجود ان تحریف شدہ کتابوں سے نبیؐ کی تشریف آوری کے تعلق سے تمام بشارتوں کو ختم نہیں کیا جاسکا۔ موجودہ بائیبل میں بھی بیسیوں جگہ نبیؐ کا ذکر تقریباً صراحت کے ساتھ موجود ہے ـــــ اور انجیل یوحنا میں فارقلیط والی بشارت اتنی صاف ہے کہ اس کا مطلب احمد اور محمد کے علاوہ کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا علماء نے ان بشارات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ میرے پاس مولانا رحم الٰہی منگلوری رح کی کتاب "بشارات محمدی" کا ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے جس میں حضرت نے بائیبل کی آیتوں کے حوالے سے تمام بشارتوں کو یکجا کر دیا ہے۔ مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے اپنی کتاب میں جس کو آڈٹ کر کے مولانا تقی عثمانی نے "بائیبل سے قرآن تک" کے نام سے شائع کیا ہے اس میں بھی ان بشارتوں کو جمع کیا ہے۔ مولانا عبدالحق حقانی نے اپنی تفسیر حقانی میں فارقلیط والی بشارت اور بائیبل کی تحریف پر بڑی اعلیٰ بحث کی ہے۔

مگر جب وہ کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا جس کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی تھی اور ان سے پہلے پیغمبر ان کے آنے کی خبر دیتے رہے تھے اور وہ تمام نشانیاں ان میں پائی گئیں تو بجائے اس کے کہ بنی اسرائیل یہودی اور عیسائی آپ کو اللہ کا سچا نبی مانتے آپ کے نبوت کے دعوی کو فریب قرار دیا اور کہا یہ کھلا دھوکا ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

وَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ
اور کون	بڑا ظالم	اس سے جو	وہ بہتان باندھے	اللہ پر	جھوٹ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے ؟ جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے

وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

وَهُوَ	يُدْعٰٓى	اِلَى	الْاِسْلَامِ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِى
بلکہ وہ	بلایا جاتا ہے	طرف	اسلام	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا

جب کہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ

الْقَوْمَ + الظّٰلِمِيْنَ	يُرِيْدُوْنَ	لِيُطْفِـُٔوْا	نُوْرَ
ظالم لوگوں کو	وہ چاہتے ہیں	کہ بجھا دیں	نور

ہدایت نہیں دیتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کا نور بجھا دیں

اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ

اللّٰهِ	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَاللّٰهُ	مُتِمُّ	نُوْرِهٖ	وَلَوْ	كَرِهَ
اللہ	اپنے مونہوں سے	اور اللہ	پورا کرنے والا	اپنا نور	خواہ	ناخوش ہوں

اپنے مونہوں (کی پھونکوں سے) اور اللہ اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

الْكٰفِرُوْنَ	هُوَ	الَّذِيْٓ	اَرْسَلَ	رَسُوْلَهٗ
کافر (جمع)	وہی	جس نے	اس نے بھیجا	اپنا رسول ﷺ

ناخوش ہوں وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ

بِالْهُدٰى	وَدِيْنِ الْحَقِّ	لِيُظْهِرَهٗ	عَلَى الدِّيْنِ
ہدایت کے ساتھ	اور دین حق	تاکہ وہ اسے غالب کر دے	دین پر

دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے

ع ۹ ۹

كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ⑨

الْمُشْرِكُونَ	وَلَوْ كَرِهَ	كُلِّهِ
مشرک (جمع)	اور خواہ ناخوش ہوں	تمام

اور خواہ مشرک ناخوش ہوں۔

⑦ وَمَنْ لَا اَحَدٌ اَظْلَمُ اَشَدُّ ظُلْمًا مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ بِنِسْبَةِ الشَّرِيْكِ وَالْوَلَدِ اِلَيْهِ وَوَصْفِ اٰيَاتِهٖ بِالسِّحْرِ

⑦ اور اس سے زیادہ کوئی نا انصاف نہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ اس کی طرف نسبت کرے شریک کو اور اولاد کو اور ان کی آیتوں کو جادو بتلاوے۔

وَهُوَ يُدْعٰى اِلَى الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ الْكَافِرِيْنَ ○

اور حال یہ کہ وہ بلایا جاتا ہے طرف اسلام کے اور اللہ نہیں راہ دکھلاتا کافروں کو۔

⑧ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا اَنْ مَنْصُوْبٌ بِاَنْ مُقَدَّرَةٍ وَاللَّامُ مَزِيْدَةٌ نُوْرَ اللّٰهِ شَرْعَهٗ وَبَرَاهِيْنَهٗ بِاَفْوَاهِهِمْ بِاَقْوَالِهِمْ اَنَّهٗ سِحْرٌ وَشِعْرٌ وَكَهَانَةٌ

⑧ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی شریعت اور دلیلوں کو بجھادیں یہ کہہ کر کہ وہ جادو ہے اور شعر ہے اور کہانت ہے۔

وَاللّٰهُ مُتِمٌّ مُظْهِرٌ نُوْرِهٖ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالْاِضَافَةِ

اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنی شریعت اور برہان کو۔

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ ذٰلِكَ

اگرچہ کافروں کو برا معلوم ہو۔

⑨ هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ يُعْلِيَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ الْمُخَالِفَةِ لَهٗ

⑨ اللہ وہ ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو غالب کرے تمام مذاہب پر جو اسلام کے مخالف ہیں۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

اگرچہ مشرک اس کو برا سمجھیں۔

تشــریح

(۷) سب سے بڑا ظلم اللہ کے نبی کو جھٹلانا اور اللہ کے کلام کو گھڑا ہوا کہنا | حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، حضرت عیسیٰ ؑ اور ان سے پہلے انبیاء کرام کی تمام بشارتوں کا مصداق تھے۔ جن نشانیوں کے بارے میں بتایا گیا تھا وہ سب آپ میں موجود تھیں۔ اس کے باوجود ایک سچے نبی کو جھٹلانا اور ان پر نازل ہونے والے اللہ کے کلام کو گھڑا ہوا کہنا، اس سے بڑھ کر زیادتی اور ظلم کیا ہو سکتا ہے؟ مزید ستم یہ کہ جب وہ رسولؐ اللہ کی بندگی اور اطاعت کی طرف بلا رہا ہو تو اس کی دعوت میں جھوٹ، بہتان اور افترا پردازیوں کے ہتھکنڈوں کے ذریعہ اللہ کے دین کا راستہ روکنے کی کوشش کرنا۔ جو لوگ ایسے ظالم ہوں اور گمراہی میں ہی رہنا پسند کریں اللہ تو بھی ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا اور یہ لاکھ انکار کریں اور تحریفیں کریں اللہ ان کو کامیابی کی راہ نہ دے گا۔ نبیؐ کے تعلق سے آپؐ کی صداقت کے متعلق آپؐ کی تشریف آوری کے بارے میں آج بھی بشارتوں کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔

(۸) پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا | ۳ھ میں جنگ اُحد کے بعد مسلمان بڑے نازک حالات سے گزر رہے تھے۔ احد کی شکست نے مسلمانوں کی ہوا اکھاڑ دی تھی۔ اس وقت جب کہ ایسا لگ رہا تھا کہ یہ ٹمٹماتا چراغ اَب بجھا، کہ اَب بجھا۔ اللہ تعالیٰ پیشین گوئی فرما رہے ہیں کہ وہ اپنا نور پھیلا کر رہے گا، خواہ یہ مخالفین کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی اور چند سال نہ گزرے تھے کہ چند ہزار نفوس پر مشتمل مدینہ کی اسلامی ریاست نہ صرف یہ کہ فاتح مکہ بن کر ابھری بلکہ پورے عرب میں اس کا ڈنکا بجنے لگا۔ اللہ عالم الغیب والشہادۃ کی نگاہیں اسلام کے تابناک مستقبل کو دیکھ رہی تھیں اور مسلمانوں کو خوش خبری سنائی جا رہی ہے کہ وہ اپنا نور پھیلا کر ہی رہے گا۔

(۹) اللہ کے رسولؐ کی بعثت کا مقصد | ارشاد ہو رہا ہے وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کر دے خواہ یہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

سورۂ صف کی مذکورہ آیت نمبر ۹ کے علاوہ یہ آیت ان ہی الفاظ کے ساتھ سورۂ توبہ آیت نمبر ۳۳ میں بھی آئی ہے۔ اور تھوڑے سے فرق کے ساتھ یہ آیت سورۂ فتح آیت ۲۸ میں بھی ہے اس میں "وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" کے بجائے "وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا" کے الفاظ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دین —— یعنی طریقِ زندگی وہ آئین اور نظامِ فکر و عمل جس پر انسانی زندگی کی بنیاد رکھی جائے وہ نظام ہر نظام پر غالب آ جائے، کسی دوسرے نظام کا جزبن کر مراعات حاصل نہ کرے۔

"نبیؐ کی تشریف آوری کا مقصد یہ قرار پایا کہ اللہ کا دین دنیا میں ایک عملی اور زندہ نظام کی حیثیت سے قائم اور برپا ہو جائے۔"

معقولیت اور حجت و دلیل کے اعتبار سے اسلام کا غلبہ ہر زمانے میں رہا ہے۔ آج بھی اپنے فکر کے اعتبار سے اسلام ایک غالب اور مکمل دین ہے۔

باقی حکومت اور سلطنت کے اعتبار سے اسلام کے غلبے کے لئے مسلمان اسلام کے اصولوں پر پوری طرح پابند ہو کر ایمان اور تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہیں اور ظلم و زیادتی کو مٹانے کے لئے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے قوت جمع کریں تاکہ عدلِ اجتماعی کا نظام قائم ہو۔

دینِ حق کا ایسا غلبہ کہ دوسرے نظام بالکل ختم ہو جائیں اور ان کا وجود باقی نہ رہے۔ یہ نزولِ عیسیٰ ؑ کے بعد قیامت کے قریب ہونے والا ہے۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ

تِجَارَةٍ	عَلٰی	اَدُلُّكُمْ	هَلْ	الَّذِیْنَ + اٰمَنُوْا	یَاَیُّهَا
تجارت	پر	میں تمہیں بتلاؤں	کیا	ایمان والو	اے

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں؟

تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (۱۰)

	اَلِیْمٍ	عَذَابٍ	مِّنْ	تُنْجِیْكُمْ
	دردناک	عذاب	سے	تمہیں نجات دے

جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔!

(۱۰) یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ
تُنْجِیْكُمْ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ
مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ○
مُؤْلِمٍ فَكَاَنَّهُمْ قَالُوْا
نَعَمْ، فَقَالَ

(۱۰) یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ؕ اے ایمان والو! کیا بتلاؤں میں تم کو ایسی سوداگری جو تم کو عذاب دردناک سے نجات دے

پس گویا انھوں نے کہا کہ ہاں ہم کو ایسی سوداگری بتلاؤ۔

تشریح

(۱۰) عذاب الیم سے بچانے والی تجارت | اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرنا اللہ کا کام ہے لیکن دین کو غالب کرنے کے لئے جو طریقے ہیں اس کا ایک راستہ ہم تمہیں بتاتے ہیں وہ ایسی تجارت ہے جو تمہیں عذاب الیم سے بچا دے۔

تجارت وہ چیز ہے جس میں آدمی اپنا وقت اپنا مال اور اپنی محنت و ذہانت اور قابلیت اس لئے کھپاتا ہے کہ اس سے فائدہ حاصل کرے ایسا ہی ایک فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہے نقصان نہیں ہے۔ ہر تجارت میں ایک رسک (RISK) ہوتا ہے نفع اور نقصان دونوں پہلو ہوتے ہیں مگر یہاں جو تجارت بتائی جا رہی ہے اس میں خسارہ نہیں نفع ہی نفع ہے۔ دنیا میں کتنے ہی لوگ تجارت کرتے ہیں اور اس امید پر کہ اس سے نفع ہوگا اپنا سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں۔ اس تجارت میں کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نقصان بھی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات سبھی کچھ ڈوب جاتا ہے۔ لیکن یہاں جس تجارت کی نشاندہی کی جا رہی ہے اس میں نقصان کا کوئی خطرہ نہیں ہے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس لئے بے فکر ہو کر اپنا سب کچھ اسی تجارت میں کھپا دو۔

آئیے دیکھتے ہیں وہ تجارت کیا ہے۔؟

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ

فِيْ	وَتُجَاهِدُوْنَ	وَرَسُوْلِهٖ	بِاللّٰهِ	تُؤْمِنُوْنَ
میں	اور تم جہاد کرو	اور اس کا رسول ﷺ	اللہ پر	تم ایمان لاؤ

تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور تم جہاد کرو اللہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ

ذٰلِكُمْ	وَاَنْفُسِكُمْ	بِاَمْوَالِكُمْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ
یہ	اور اپنی جانوں سے	اپنے مالوں سے	اللہ کا راستہ

کے راستے میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۙ (11)

تَعْلَمُوْنَ	كُنْتُمْ	اِنْ	لَّكُمْ	خَيْرٌ
جانتے	تم ہو	اگر	تمہارے لئے	بہتر

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

(11) تُؤْمِنُوْنَ تَدُوْمُوْنَ عَلَى الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَنَّهٗ خَيْرٌ لَّكُمْ فَافْعَلُوْهُ

(11) پس فرمایا اللہ تعالٰی نے ہمیشہ ثابت رہو تم ایمان پر ساتھ اللہ کے اور اس کے پیغمبر کے اور جہاد کرو تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے۔

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم اس کو جانتے ہو تو کرو۔

تشریح

(11) انوکھی نفع بخش تجارت | جس تجارت کی نشان دہی کی جارہی ہے وہ بڑی انوکھی نفع بخش تجارت ہے۔
اس کو سورۂ توبہ کی آیت ۱۱۱ میں ایک اور ہی انداز سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ۔
(حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے مرتے ہیں۔)
یہ تجارت دراصل ایک معاہدہ ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان طے پاتا ہے اور اس معاہدے کا نام ایمان ہے۔ یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ مخلص مسلمان بن کر دین کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ وہ تجارت ہے جو دنیا کی تجارتوں سے کہیں بہتر ہے۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ

يَغْفِرْ	لَكُمْ	ذُنُوْبَكُمْ	وَ	يُدْخِلْكُمْ
وہ بخش دے گا	تمہیں	تمہارے گناہ	اور	وہ تمہیں داخل کرے گا

وہ تمہیں تمہارے گناہ بخش دے گا ، اور تمہیں باغات میں داخل

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ

جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	وَ مَسٰكِنَ
باغات	جاری ہیں	ان کے نیچے	نہریں	اور مکانات

کرے گا ، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشہ کے باغات

طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

طَيِّبَةً	فِيْ	جَنّٰتِ	عَدْنٍ	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ
پاکیزہ	میں	باغات	ہمیشہ	یہ	کامیابی

میں پاکیزہ مکانات ہیں ، یہ بڑی کامیابی

الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ

الْعَظِيْمُ	وَ	اُخْرٰى	تُحِبُّوْنَهَا	نَصْرٌ	مِّنَ
بڑی	اور	ایک اور	تم اسے بہت چاہتے ہو	مدد	سے

ہے اور ایک اور (بات بھی) ہے جسے تم بہت چاہتے ہو (یعنی) اللہ

اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

اللّٰهِ	وَ فَتْحٌ	قَرِيْبٌ	وَ بَشِّرِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	يٰٓاَيُّهَا
اللہ	اور فتح	قریب	اور خوشخبری دیں	مومنوں	اے

سے مدد اور قریبی فتح . اور مومنوں کو خوشخبری دیجئے . اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ

الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	كُوْنُوْٓا	اَنْصَارَ اللّٰهِ	كَمَا	قَالَ
ایمان والو	تم ہو جاؤ	اللہ کے مددگار	جیسے	کہا

ایمان والو ، تم ہو جاؤ اللہ کے مددگار ، جیسے

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ

عِیْسَی	ابْنُ	مَرْیَمَ	لِلْحَوَارِیّٖنَ	مَنْ	اَنْصَارِیْٓ
عیسیٰ	بیٹا	مریم	حواریوں کو	کون	میرا مددگار

مریم کے بیٹے عیسیٰؑ نے حواریوں کو کہا کون ہے اللہ کی طرف

اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ

اِلَی اللّٰہِ	قَالَ	الْحَوَارِیُّوْنَ	نَحْنُ	اَنْصَارُ
اللہ کی طرف	کہا	حواریوں	ہم	مددگار

میرا مددگار تو کہا حواریوں نے ہم اللہ کے مددگار

اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ

اللّٰہِ	فَاٰمَنَتْ	طَّآئِفَۃٌ	مِّنْ	بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	وَ
اللہ	تو ایمان لایا	ایک گروہ	سے ۔ کا	بنی اسرائیل	اور

ہیں ، تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا ، اور

كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ

کَفَرَتْ	طَّآئِفَۃٌ	فَاَیَّدْنَا	الَّذِیْنَ
کفر کیا	ایک گروہ	تو ہم نے مدد کی	جو لوگ

کفر کیا ایک گروہ نے تو ہم نے ان کے دشمنوں پر

اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع ۲ ۵ ۱۰

اٰمَنُوْا	عَلٰی + عَدُوِّھِمْ	فَاَصْبَحُوْا	ظٰھِرِیْنَ
ایمان لائے	ان کے دشمنوں پر	سو وہ ہوگئے	غالب

ایمان والوں کی مدد کی ، سو وہ غالب ہو گئے ۔

(۱۲) یَغْفِرْ جَوَابُ شَرْطٍ مُقَدَّرٍ اَیْ اِنْ تَفْعَلُوْہُ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا

(۱۲) اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تمہارے گناہ بخش دیگا ۔

اور تم کو داخل کرے گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔

الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً
فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ اِقَامَةً
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

اور داخل کرے گا تم کو عمدہ مکانات جنت عدن میں یہ بہت بڑی نجات ہے۔

(١٣) وَيُؤْتِيْكُمْ نِعْمَةً اُخْرٰى
تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ
اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَ
بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
بِالنَّصْرِ وَالْفَتْحِ

(١٣) اور اللہ تم کو ایک نعمت اور دے گا جس کو تم دوست رکھتے ہو۔ مدد اللہ کی اور فتح نزدیک۔

اور ایمان والوں کو خوش خبری دے ساتھ مدد اور فتح کے۔

(١٤) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ لِدِيْنِهٖ
وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْاِضَافَةِ
كَمَا كَانَ الْحَوَارِيُّوْنَ
كَذٰلِكَ الدَّالُّ عَلَيْهِ قَالَ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ
مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ
اَيْ مَنِ الْاَنْصَارُ الَّذِيْنَ
يَكُوْنُوْنَ مَعِيْ مُتَوَجِّهًا
اِلٰى نُصْرَةِ اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ وَالْحَوَارِيُّوْنَ
اَصْفِيَاءُ عِيْسٰى عَمْ وَهُمْ اَوَّلُ
مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَكَانُوْا اِثْنَيْ
عَشَرَ رَجُلًا مِّنَ الْحَوْرِ
وَهُوَ الْبَيَاضُ الْخَالِصُ
وَقِيْلَ كَانُوْا قَصَّارِيْنَ
يَحُوْرُوْنَ الثِّيَابَ
يُبَيِّضُوْنَهَا فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ

(١٤) اے ایمان والو ہو جاؤ تم مددگار اللہ کے دین کے جیسا کہ

حواریین بھی ایسے ہی تھے جس پر دلالت کرتی ہے یہ اگلی آیت۔ عیسیٰ مریم کے بیٹے نے حواریین کو کہا کون ہیں مددگار جو میرے ساتھ ہو کر اللہ کے دین کی مدد کریں۔

حواریین نے کہا ہم مددگار ہیں اللہ کے دین کے (حواریین برگزیدہ تھے عیسیٰ علیہ السلام کے اور یہ لوگ اول عیسیٰ پر ایمان لائے تھے اور یہ بارہ آدمی تھے۔ حواریین مشتق ہے حور سے اور اس کے معنیٰ خالص سفیدی کے ہیں۔

اور بعض نے کہا یہ لوگ دھوبی تھے کپڑوں کو سفید کرتے تھے۔

سو ایک جماعت بنی اسرائیل کی عیسیٰ پر ایمان لائی اور کہا

مِنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ بِعِیۡسٰی وَقَالُوۡۤا اَنَّہٗ عَبۡدُ اللّٰہِ رُفِعَ اِلَی السَّمَآءِ وَکَفَرَتۡ طَّآئِفَۃٌ لِقَوۡلِہِمۡ اَنَّہٗ اِبۡنُ اللّٰہِ رَفَعَہٗ اِلَیۡہِ فَاقۡتَتَلَتِ الطَّآئِفَتَانِ فَاَیَّدۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الطَّآئِفَتَیۡنِ عَلٰی عَدُوِّہِمۡ الطَّآئِفَۃِ الۡکَافِرَۃِ فَاَصۡبَحُوۡا ظٰہِرِیۡنَ ۝ غَالِبِیۡنَ

کہ عیسیٰ اللہ کا بندہ ہے جو اٹھایا گیا ہے طرف آسمان کے۔
اور ایک جماعت کافر ہوئی بسبب اس کہنے کے کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے جس کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا سو وہ دونوں جماعتیں آپس میں لڑیں۔
پس ہم نے قوت دی ان دونوں جماعتوں میں سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ان کی دشمنی پر یعنی جماعت کافرہ پر پس ہو گئے ایمان والے غالب۔

تشریح

(۱۲) اس تجارت کے فائدے | اس تجارت کے جو فائدے آخرت کی ابدی زندگی میں حاصل ہوں گے وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے، تم اللہ کے عذاب سے محفوظ رہو گے اللہ تم تمہیں جنت میں داخل کریں گے جس کی نعمتیں لازوال ہیں جنت کے وہ باغات جہاں نہریں رواں دواں ہیں وہ بہترین ٹھکانا جو ہمیشہ میسر رہے گا، اور یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ آخرت کی اس کامیابی کے علاوہ دنیا میں بھی تمہیں کامیابی حاصل ہو گی جس کا ذکر آنے والی آیت میں کیا جا رہا ہے۔

(۱۳) دنیا میں فتح کی بشارت | مومن کے لئے اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے اور اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے اس لئے آخرت کی کامیابی کا ذکر پہلے کیا۔ لیکن دنیا میں بھی فتح و کامرانی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ اس لئے آخرت کی کامیابی کے بعد دنیا کی فتح و کامرانی کی نعمت کا بھی ذکر فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہونے والی فتح، اے نبی ؐ اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو۔

(۱۴) اللہ کی نصرت | اے ایمان والو، اللہ کے مددگار بنو ایسے ہی مددگار جیسے حضرت عیسیٰ ؑ کے حواری اور آپ کے مخلص ساتھی ان کے مددگار بنے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنے حواریوں سے دریافت فرمایا۔ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ۔ ؟ اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے ؟ دعوتِ توحید نورِ خداوندی سے دنیا کو منور کرنے کا کام میرے سپرد ہوا ہے، اس مشن کے لئے مجھے جدوجہد کرنی ہے۔ اب کون ہے جو اس راہ میں میرا مددگار بنے۔ ؟

حواریوں نے کہا ہم ہیں اللہ کے انصار، اللہ کے مددگار۔

حضرت مسیح ؑ نے دریافت کیا تھا۔ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ۔ اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے ؟ جواب میں نسبت بدل گئی عرض کیا۔ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ۔ (ہم ہیں اللہ کے مددگار۔)

یعنی رسول اللہ کی نصرت اللہ ہی کی نصرت ہے۔ غلبۂ دین جو مقصود حقیقی ہے اس کو غالب کرنے کی کوشش کرنا رسول کا بحیثیت رسول فرض منصبی ہے۔ اب اس فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں جو شخص رسول کا حامی

اور مددگار بنتا ہے، اپنے آپ کو کھپاتا ہے جاں فشانی اور سرفروشی کا مظاہرہ کرتا ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ کی نصرت بھی کر رہا ہے اور اللہ کی نصرت میں بھی لگا ہوا ہے۔

نصرت کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اس کام میں حصہ لیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ اپنی قوتِ قاہرہ کے ذریعے سے انجام دینے کے بجائے اپنے انبیاء اور کتابوں کے ذریعے کرنا چاہتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ حضرت عیسیٰ ؑ پر ایمان لایا اور دوسرے گروہ نے حضرت عیسیٰ ؑ کو ماننے سے انکار کیا۔

پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں تائید کی اور وہی غالب رہے ــــــ یہ اشارہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ ؑ کے ماننے والے غالب آچکے ہیں، اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے غالب آئیں گے۔

۶۲

الجمعۃ

○ ترتیبِ تلاوت ــــــــ ۶۲	○ ترتیبِ نزول ــــــــ ۱۱۰
○ مکی/مدنی ــــــــ مدنی	○ تعداد رکوعات ــــــــ ۲
○ تعداد آیات ــــــــ ۱۱	○ تعداد الفاظ ــــــــ ۷۶
○ تعداد حروف ــــــــ ۷۸۷	

○ اِس سورت کی آیت ۹ میں لفظ "جُمُعَۃ" آیا ہے اس کو لے کر اس سورت کا نام "اَلْجُمُعَۃ" رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید کی دوسری سورتوں کی طرح اس سورت کا یہ نام بھی علامت کے طور پر ہے یعنی وہ سورت جس میں لفظِ جمعہ آیا ہے۔ اگرچہ اس سورت میں جمعہ کے احکام بھی بیان ہوئے ہیں مگر یہ نام مضامین کا عنوان نہیں ہے۔

○ اِس سورت میں صرف دو رکوع ہیں پہلا رکوع فتح خیبر ۷ھ کے بعد نازل ہوا ہے اور دوسرا رکوع ہجرت کے بعد قریبی زمانہ میں نازل ہوا ہے جس میں نماز جمعہ کا ذکر ہے۔ دوسرے رکوع کی آخری آیت میں جس واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامتِ جمعہ شروع ہونے کے بعد یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے جب ابھی پوری طرح ذہنوں کی تربیت نہیں ہو پائی تھی اور اجتماعِ جمعہ کے آداب معلوم نہیں ہوئے تھے۔

○ دونوں رکوع میں زمانی فاصلے کے باوجود ایک خاص مناسبت ہے جس کی وجہ سے ان دونوں رکوعات کو ایک ہی سورت میں جمع کر دیا گیا ہے۔ وہ مناسبت یہ ہے کہ:-

◯ فتح خیبر کے بعد یہودی طاقت کا بالکل خاتمہ ہوگیا تھا اور وہ یہودی جو اسلام کا نام تک سننا پسند نہ کرتے تھے وہ اسلام کی رعایا بن کر رہ گئے تھے چنانچہ یہودیوں نے فتح خیبر کے بعد خود درخواست کی کہ انھیں مسلمانوں کے کاشتکاروں کی حیثیت سے رہنے دیا جائے۔ اس شکست کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو خطاب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم نے محمد رسول اللہ کو اس لئے رسول ماننے سے انکار کیا کہ تمہارا خیال یہ تھا کہ رسالت پر تمہاری اجارہ داری ہے۔ رسول کو لازماً بنی اسرائیل میں سے ہونا چاہئے۔ چاہے تم اللہ کے پیغام کا حق ادا کرو یا نہ کرو۔ مگر اللہ تو اس کا پابند ہے کہ تمہیں رسالت کا حامل بنائے۔

رسول کس کو بنایا جائے یہ فیصلہ کرنے کا حق اللہ کا ہے۔ اور وہی بہتر فیصلہ کرتا ہے۔ اس نے امیوں میں سے ایک شخص کو رسول بنایا جو اللہ کی کتاب سُنا رہا ہے، انسانوں کا تزکیہ کر رہا ہے اور ان کو ہدایت کا راستہ دکھا رہا ہے۔ جو گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے — یہ تو ہے پہلے رکوع کے مضامین کا خلاصہ۔

◯ دوسرا رکوع جس میں نماز جمعہ کا ذکر ہے اس کی پہلے رکوع کے ساتھ یہ مناسبت ہے کہ امتِ محمدیہ کو یہودیوں کے یوم سبت کے مقابلے میں یوم جمعہ عطا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خبردار کر رہے ہیں کہ وہ اپنے جمعہ کے ساتھ وہ معاملہ نہ کریں جو یہودیوں نے سبت کے ساتھ کیا تھا۔

نماز جمعہ میں جو واقعہ پیش آیا کہ نبی ؐ کے خطبہ ارشاد فرماتے وقت قافلے کے ڈھول تاشوں کی آواز سن کر بارہ آدمیوں کے سوا سب لوگ مسجد سے نکل گئے اور قافلے کی طرف دوڑے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حکم دیا گیا ہے کہ جمعہ کی اذان ہونے کے بعد ہر قسم کی خرید و فروخت اور تمام مصروفیات بند کر دیں۔ البتہ نماز ختم ہونے کے بعد وہ اپنے کاروبار میں مشغول ہو سکتے ہیں۔

آیاتہا ۱۱	سورۃ الجمعۃ مکیۃ ۶۲ = ۱۱۰ =	فیہا رکوعان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

يُسَبِّحُ	لِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ
پاکیزگی بیان کرتا ہے	اللہ کی	جو کچھ	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے

الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

الْمَلِكِ	الْقُدُّوْسِ	الْعَزِيْزِ	الْحَكِيْمِ
بادشاہ حقیقی	کمال پاک	غالب	حکمت والا

جو بادشاہ حقیقی کمال درجہ پاک، غالب حکمت والا ہے

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا

هُوَ الَّذِيْ	بَعَثَ	فِي الْاُمِّيّٖنَ	رَسُوْلًا	مِّنْهُمْ	يَتْلُوْا
وہی جس نے	اٹھایا (بھیجا)	اَن پڑھوں میں	ایک رسول ؐ	ان میں سے	پڑھ کرسناتا ہے

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول ؐ ان ہی میں سے بھیجا وہ انھیں اس کی

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

عَلَيْهِمْ	اٰيٰتِهٖ	وَيُزَكِّيْهِمْ	وَيُعَلِّمُهُمُ	الْكِتٰبَ
انھیں	اس کی آیتیں	اور وہ انھیں پاک کرتا ہے	اور انھیں سکھاتا ہے	کتاب

آیتیں پڑھ کرسناتا ہے اور انھیں (برائیوں سے) پاک کرتا ہے اور انھیں سکھاتا ہے کتاب

وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ②

وَالْحِكْمَةَ	وَاِنْ كَانُوْا	مِنْ قَبْلُ	لَفِيْ ضَلٰلٍ	مُّبِيْنٍ
اور حکمت (دانشمندی کی باتیں)	تحقیق وہ تھے	اس سے قبل	البتہ گمراہی میں	کھلی

اور دانشمندی کی باتیں اور بالتحقیق یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ
إِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ جمعہ مدنی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

(١) يُسَبِّحُ لِلّٰهِ يُنَزِّهُهُ فَاللَّامُ
زَائِدَةٌ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ فِي ذِكْرِ مَا تَغْلِيْبٌ
لِلْأَكْثَرِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ
الْمُنَزَّهِ عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِهِ الْعَزِيْزِ
الْحَكِيْمِ ○ فِي مُلْكِهِ وَصُنْعِهِ

(١) يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ الخ پاکی بیان کرتی ہیں اللہ کی تمام چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ایسا اللہ کہ بادشاہ ہے پاک اور برتر اس چیز سے جو اس کے لائق نہیں عزت والا حکمت والا ہے اپنے ملک اور کاریگری میں۔

(٢) هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ
الْعَرَبِ وَالْأُمِّيُّ مَنْ لَا يَكْتُبُ
وَلَا يَقْرَأُ كِتَابًا رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيَاتِهِ الْقُرْاٰنَ وَيُزَكِّيْهِمْ
يُطَهِّرُهُمْ مِنَ الشِّرْكِ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ الْقُرْاٰنَ
وَالْحِكْمَةَ مَا فِيْهِ مِنَ الْأَحْكَامِ
وَإِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ
وَاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ أَيْ وَإِنَّهُمْ كَانُوْا مِنْ
قَبْلُ قَبْلَ مَجِيْئِهِ لَفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ○ بَيِّنٍ

(٢) اللہ وہ ہے جس نے اہل عرب میں جو محض بے پڑھے ہیں ایک پیغمبر بھیجا انھیں میں سے۔ مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

پڑھتا ہے وہ ان پر اللہ کی آیتیں یعنی قرآن اور پاک کرتا ہے ان کو شرک سے۔

اور سکھلاتا ہے ان کو قرآن اور احکام قرآنی۔

اور بے شک وہ لوگ پہلے محمدؐ کے آنے کے ظاہر گمراہی میں تھے۔

تشریح

(١) اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ اور قوم یہود کو تنبیہ | اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات حسنہ جو آیت میں بطور تمہید بیان کی جارہی ہیں ان کا آنے والے مضمون کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔

○ عرب کے یہودی تعصب اور فرقہ پرستی کی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ ؐ کو "رسول" ماننے سے اور آپ پر ایمان لانے سے انکار کر رہے تھے حالاں کہ وہ خوب جانتے تھے کہ آپ کے اندر وہ تمام علامتیں موجود ہیں جن کی بشارت حضرت موسیٰ ؑ نے تورات میں دی تھی۔ وہ کسی غیر اسرائیلی کو نبی ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس روش پر خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

اس کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے اور یہ شہادت دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کمزوریوں سے پاک ہیں جن کی وجہ سے یہودیوں نے اپنی نسلی برتری کا تصور قائم کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ساری مخلوق کے ساتھ

رحمت و ربوبیت کا ہے کوئی خاص نسل اور قوم اس کی چہیتی نہیں ہے۔

۲۔ وہ بادشاہ ہے اس کی طاقت اور اختیارات غیر محدود ہیں۔ تم بندے اور اس کی رعایا ہو۔ رسول کا انتخاب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تمہارا یہ منصب نہیں ہے کہ اللہ کسے رسول بنائے اور کسے نہ بنائے۔

۳۔ وہ قدوس ہے۔ ہر خطا اور غلطی سے پاک ہے اس کے فیصلے میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔

۴۔ وہ زبردست اور غالب ہے اس سے لڑ کر کوئی جیت نہیں سکتا۔

۵۔ وہ حکیم ہے جو کچھ کرتا ہے عین حکمت کے مطابق کرتا ہے اس کی تدبیریں بالکل صحیح ہوتی ہیں۔

لہٰذا تمہارا یہ سمجھنا کہ ہماری نسل سے باہر رسول جایا گیا اور تعصب کی وجہ سے اس کو نہ ماننا تمہاری نہایت غلط روش ہے۔

(۲) نبی امی ﷺ کی بعثت اور ان کے انبیائی کارنامے۔ اللہ تعالیٰ نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا۔

○ یہودیوں کی اصطلاح میں اُمی کا لفظ انتہائی حقارت اور نفرت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اپنے علاوہ تمام لوگوں کو یہ اُمی کہتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ نہایت ناشائستہ ناپاک اور ذلیل ہیں ان کو اتنا حقیر سمجھا جاتا تھا کہ اگر کوئی آدمی ڈوب رہا ہو تو اس کو بچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ قرآن مجید نے ان کے اس عقیدے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ۔ (آل عمران۔ ۷۵)

ان کے اندر بد دیانتی پیدا ہونے کا سبب یہ ہے "امیوں کا مال کھانے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں ہے۔"

مذکورہ آیت میں یہ فرما کر کہ "وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا" یہودیوں پر لطیف طنز کیا گیا ہے کہ جن کو یہودی حقارت کے ساتھ امی کہتے ہیں انہی میں اللہ غالب و دانا نے ایک رسول اٹھایا، وہ خود نہیں اٹھا بلکہ اس کا اٹھانے والا اللہ ہے۔ جو کائنات کا بادشاہ ہے، زبردست اور حکیم ہے جس کی طاقت سے لڑ کر وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ انہی امیوں میں سے ایک رسول اللہ نے مبعوث کیا ہے اور وہ رسول اپنے انبیائی کارنامے انجام دے رہا ہے۔

○ وہ اللہ کی آیتیں سناتا ہے لوگوں کی زندگی سنوارتا ہے ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ تمہاری آنکھوں کے سامنے جو کام کر رہے ہیں وہ صاف طور پر انبیائی کارنامہ ہے۔ وہ اللہ کی آیات سنا رہے ہیں جن کی زبان انداز بیان اور مضامین شہادت دے رہے ہیں کہ وہ واقعتاً اللہ کی آیات ہیں۔

وہ لوگوں کی زندگیاں سنوار رہے ہیں ان کے اخلاق و عادات اور معاملات کو ہر طرح کی گندگیوں سے پاک کر رہے ہیں۔ اور ان کو اعلیٰ درجے کے اخلاقی فضائل سے آراستہ کر رہے ہیں۔ یہ وہی کام ہے جو اس سے پہلے تمام انبیاء کرتے رہے ہیں۔

وہ لوگوں کو کتاب الٰہی کا منشا سمجھا رہے ہیں، حکمت و دانائی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ یہی انبیاء کا وہ وصف ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔

○ نبی ﷺ کی آمد سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ چند سال کے اندر حضرت محمد ﷺ کی تعلیم کی بدولت اس اُمی قوم کی کایا پلٹ گئی اور نبی اُمی ﷺ نے انھیں علوم و معارف حکمت و دانائی کی باتیں سکھا کر ایسا شائستہ بنا دیا کہ آج وہ دنیا کے امام بن گئے ہیں اور دنیا کو حکمت اور علوم و معارف کا درس دے رہے ہیں۔

یہ بھی نبی اُمی ﷺ کی صداقت کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اَلْعَزِيْزُ	وَهُوَ	بِهِمْ	لَمَّا يَلْحَقُوْا	مِنْهُمْ	وَّاٰخَرِيْنَ
غالب	اور وہ	ان سے	کہ وہ ابھی نہیں ملے	ان کے	اور علاوہ

اور ان کے علاوہ (ان کو بھی) جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ غالب

الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

مَنْ	يُؤْتِيْهِ	فَضْلُ اللّٰهِ	ذٰلِكَ	اَلْحَكِيْمُ
جس کو	وہ دیتا ہے اسے	اللہ کا فضل	یہ	حکمت والا

حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے اُسے

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④

	اَلْعَظِيْمُ	ذُوالْفَضْلِ	وَاللّٰهُ	يَشَاۗءُ
	بڑے	فضل والا	اور اللہ	وہ چاہتا ہے

دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

③ وَّاٰخَرِيْنَ عطفٌ علی الْاُمِّيّٖنَ اَيِ
الْمَوْجُوْدِيْنَ مِنْهُمْ وَالْاٰتِيْنَ مِنْهُمْ
بَعْدَهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ فِي
السَّابِقَةِ وَالْفَضْلِ وَهُمُ التَّابِعُوْنَ وَ
الْاِقْتِصَارُ عَلَيْهِمْ كَافٍ فِيْ بَيَانِ فَضْلِ
الصَّحَابَةِ الْمَبْعُوْثُ فِيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَنْ عَدَاهُمْ مِمَّنْ
بُعِثَ اِلَيْهِمْ وَاٰمَنُوْا بِهٖ مِنْ جَمِيْعِ
الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لِاَنَّ
كُلَّ قَرْنٍ خَيْرٌ مِمَّنْ يَلِيْهِ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ فِيْ مُلْكِهٖ وَصُنْعِهٖ
④ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ
يَّشَاۗءُ ۚ النَّبِيُّ وَمَنْ ذُكِرَ مَعَهٗ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

③ اور بھیجا محمدؐ کو اور لوگوں میں یعنی جو موجود ہیں ان میں سے اور جو آنے والے ہیں ان میں سے پیچھے ان کے کہ نہیں ملی ان سے سبقت اور فضیلت میں اور مراد ان سے تابعین ہیں اور ظاہر ہے کہ جب صحابہ کی فضیلت تابعین پر بیان فرما دی تو صحابہ کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کیوں کہ ہر قرن اپنے مابعد سے بہتر ہے پس جب صحابہ تابعین سے افضل ہوئے تو ان کے سوا قیامت تک جتنے جن وانس آنے والے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہیں ان سب سے بھی صحابہ افضل ہوئے اور اللہ غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنے فعل میں۔

④ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے یعنی محمدؐ کو اور جن لوگوں کا ان کے ساتھ ذکر ہوا اور اللہ بڑی بزرگی اور احسان والا ہے۔

تشریح

(۳) پیغمبرِ عالم | اور اس رسول کی بعثت ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی اس سے نہیں ملے ہیں۔ یعنی محمدؐ کی رسالت صرف عرب قوم تک محدود نہیں ہے بلکہ دنیا بھر کی ان دوسری قوموں اور نسلوں کے لئے بھی ہے جو ابھی آکر اہل ایمان میں شامل نہیں ہوئی ہیں مگر آگے قیامت تک آنے والی ہیں۔ اس طرح آپ کی بعثت تمام نوع انسانی کی طرف ہے اور ابد تک کے لئے ہے۔

رسالت محمدیؐ کا پیغام عالم گیر پیغام ہے ــ یہ خدا کا پہلا اور آخری پیغام ہے جو کالے، گورے، عرب وعجم، ہندی وچینی سب کے لئے عام ہے ــ جس طرح اس کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے (الحمدللہ رب العلمین) اسی طرح اس کا آخری رسول تمام دنیا کا رسول ہے (رحمۃ للعالمین) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ــ (انعام ــ ۹۰)

(نہیں ہے مگر نعمت تمام دنیا کے لئے۔)

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (فرقان)

(برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب اتاری تاکہ وہ تمام دنیا کو ہوشیار کرنے والا ہو وہ خدا کہ آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت بس اسی کی ہے۔)

جہاں تک خدا کی سلطنت ہے وہاں تک آپ کے پیغام کی وسعت ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(کہہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کی آسمان اور زمین کی سلطنت ہے ــ اعراف ــ ۱۵۸)

جہاں تک اس پیغام کی آواز پہنچ سکے وہ سب اس کا دائرہ ہے۔

وَاُوْحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ــ (انعام)

(اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس سے تم کو اور جس تک پہنچ سکے اس کو ہوشیار کروں۔)

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۤفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔ (سبا ۔ ۲۸)

(اور اے محمد ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لئے خوش خبری سنانے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر۔)

○ اللہ زبردست اور حکیم ہے یعنی یاسی کی قدرت وحکمت کا کرشمہ ہے کہ ایسی ناتراشیدہ امی قوم میں اس نے ایسا عظیم نبی پیدا کیا جس کی تعلیم وہدایت اس درجہ انقلاب انگیز ہے کہ اس نے امی قوم کی کایا پلٹ دی۔ اور پھر اس نبی کی تعلیم ایسی عالمگیر ابدی اصولوں کی حامل ہے جن پر چل کر تمام نوع انسانی ایک امت بن سکتی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ ان اصولوں سے رہنمائی حاصل کر سکتی ہے۔

(۴) یہ اللہ کا فضل ہے | اس نے رسول کو یہ بڑائی دی اور اس امت کو اتنے بڑے مرتبہ والا رسول دیا یہ اللہ کے فضل اور قدرت سے ہوا ہے کہ اس نے اپنی حکمت سے جس ملک اور جس قوم کو چاہا اس کے لئے منتخب کیا ہے اور وہ بڑا فضل فرمانے والا ہے اس کے اس انعام کی قدر پہچاننی چاہیئے اور شان رسالت سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ آگے عبرت کے لئے یہود کی مثال دی جارہی ہے کہ انھوں نے اللہ کی کتاب اور پیغمبر سے فائدہ اٹھانے میں کوتاہی برتی ــــــ اور آخر امامت کے منصب سے محروم ہو گئے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا

مَثَلُ	الَّذِیْنَ	حُمِّلُوا	التَّوْرٰىةَ	ثُمَّ	لَمْ یَحْمِلُوْهَا
مثال	جن لوگوں پر	ان پر لادی گئی	توریت	پھر	انھوں نے نہ اٹھایا اسے

ان لوگوں کی مثال جن پر توریت لادی (اتاری) گئی پھر انھوں نے اسے نہ اٹھایا (اس کا رنبدنہ ہوئے)

كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ

كَمَثَلِ	الْحِمَارِ	یَحْمِلُ	اَسْفَارًا	بِئْسَ	مَثَلُ
مثال کی طرح	گدھا	وہ لادے ہوئے ہے	کتابیں	بُری	مثال (حالت)

گدھے کی طرح ہے جو کتابیں لادے ہوئے ہے ان لوگوں کی حالت بری

الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا

الْقَوْمِ	الَّذِیْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰیٰتِ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	لَا
وہ لوگ	جنھوں نے	انھوں نے جھٹلایا	اللہ کی آیتوں کو	اور اللہ	نہیں

ہے جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم

یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۵ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

یَهْدِی	الْقَوْمَ	الظّٰلِمِیْنَ	قُلْ	یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ
ہدایت دیتا	لوگوں	ظالم (جمع)	آپ فرما دیں	اے	جو لوگ

لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ آپ فرما دیں اے

هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ

هَادُوْۤا	اِنْ	زَعَمْتُمْ	اَنَّكُمْ	اَوْلِیَآءُ	لِلّٰهِ	مِنْ	دُوْنِ
یہودی ہوئے	اگر	تمہیں زعم (گھمنڈ) ہے	کہ تم	دوست	اللہ کے لئے	سے	سوائے

یہودیوں اگر تمہیں (یہ) گھمنڈ ہے کہ تم دوسرے لوگوں کے علاوہ (بلا شرکت غیرے) اللہ کے دوست

النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۶

النَّاسِ	فَتَمَنَّوُا	الْمَوْتَ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِیْنَ
(دوسرے) لوگ	تو تم تمنا کرو	موت	اگر	تم ہو	سچے

ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

(۵) مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ كُلِّفُوا الْعَمَلَ بِهَا ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا لَمْ يَعْمَلُوْا بِمَا فِيْهَا مِنْ نَعْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط اَيْ كُتُبًا فِيْ عَدَمِ انْتِفَاعِهٖ بِهَا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ الْمُصَدِّقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٌ وَ الْمَخْصُوْصُ بِالذَّمِّ مَحْذُوْفٌ وَتَقْدِيْرُهٗ هٰذَا الْمَثَلُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اَلْكَافِرِيْنَ

(۵) مثال ان لوگوں کی جن کو توریت پر عمل کرنے کی تکلیف دی گئی پھر انھوں نے اس پر عمل نہ کیا یعنی محمدؐ کے اوصاف دیکھ کر ایمان نہ لائے،

مانند گدھے کے ہے کہ اٹھا دے وہ بوجھ کتابوں کا۔ یعنی نفع نہ اٹھانے میں وہ اور گدھے برابر ہیں۔ بُری ہے مثال اس قوم کی جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں جن سے صدق محمدؐ کا معلوم ہو اور اللہ راہ نہیں دکھلاتا ظالموں کافروں کو۔

(۶) قُلْ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ تَعَلَّقَ بِتَمَنِّيْهِ الشَّرْطَانِ عَلٰى اَنَّ الْاَوَّلَ قَيْدٌ فِي الثَّانِيْ اَيْ اِنْ صَدَقْتُمْ فِيْ زَعْمِكُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ وَالْوَلِيُّ يُؤْثِرُ الْاٰخِرَةَ وَمَبْدَؤُهَا الْمَوْتُ فَتَمَنَّوْهُ

(۶) کہہ دے کہ اے یہودیو اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو سب آدمیوں کے سوا تو آرزو کرو موت کی اگر تم سچے ہو۔

کیوں کہ اللہ کے دوست کو آخرت پسند ہوتی ہے۔ اور آخرت کا شروع موت سے ہے تو موت کی آرزو کرو۔

تشریح

(۵) حاملین تورات نے اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھا | اللہ تعالیٰ نے یہود بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ جیسے پیغمبر اور تورات جیسی علم و حکمت کی کتاب عطا کی تھی ان کو یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ وہ تورات میں دی گئی ہدایت کے مطابق دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھائیں گے اور خود بھی اس پر عمل کریں گے مگر انھوں نے اس ذمے داری کو ادا نہیں کیا۔
توریت میں صاف طور پر نبی آخر الزماں کے تشریف لانے کی بشارت دی گئی تھی اگر وہ توریت پر عمل کرتے تو سب

آگے بڑھ کر ان کو اللہ کے آخری رسول پر ایمان لانے والوں میں شامل ہونا چاہیئے تھا مگر یہاں بھی انھوں نے نبی آخرالزماں کی تصدیق کے بجائے ان کی مخالفت کو اپنا شعار بنا لیا۔

ان کے پاس ایک بہترین کتاب تھی اگر یہ اس پر عمل کرتے تو آج دنیا کی امامت انہی کے حصے میں رہتی اور یہ نبی آخرالزماں کے دست و بازو بن جاتے۔ مگر ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس کی پیٹھ پر کتابیں لدی ہوں اور اسے یہ خبر نہ ہو کہ ان کتابوں میں کیا علم و حکمت کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ بھی اس گدھے کی طرح ہیں تورات اٹھائے پھرتے ہیں مگر اس کے مطالبوں سے بے خبر ہیں۔

یہ گدھے ہیں اور گدھے سے بھی بدتر۔ گدھا تو اس لئے معذور ہے کہ وہ عقل و فہم نہیں رکھتا، مگر یہ سمجھ بوجھ رکھنے کے باوجود انجان بنے ہوئے ہیں۔ توریت پڑھتے ہیں مگر اس کے معنی سے بے خبر ہیں، اس کی ہدایات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اس نبی کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں جو تورات کے مطابق سراسر ہدایت پر قائم ہے۔

یہ نافہمی کے قصوروار نہیں ہیں بلکہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے کے مجرم ہیں۔ ایسے ہٹ دھرم بے انصاف لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتے۔

(۶) یہودیت اختیار کرنے والے لوگو! اگر تم اپنے آپ کو اللہ کا چہیتا سمجھتے ہو تو "موت کی تمنا کرو۔" پہلے پیغمبر حضرت آدم ؑ سے لے کر آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی یا رسول آئے ہیں ان سب نے اسلام کی تعلیم دی ہے اور ان کی تعلیم کے ماننے والوں کا لقب "مسلم" ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ پر اللہ نے اپنی کتاب تورات نازل کی۔ وہ بھی اسلام کی تعلیم لے کر تشریف لائے تھے۔

حضرت یعقوب ؑ جو حضرت اسحاق ؑ کے بیٹے تھے، ان کے چوتھے بیٹے "یہوداہ" کی طرف نسبت کر کے یہودیہ سلطنت قائم کی گئی تھی۔ اس نسل کے اندر کاہنوں اور ربیوں اور احبار نے اپنے خیالات اور نظریات کے مطابق جو رسوم و عقائد کا ایک ڈھانچہ تیار کیا تھا اس کا نام "یہودیت" ہے۔

یہ ڈھانچہ چوتھی صدی قبل مسیح سے بننا شروع ہوا اور پانچویں صدی عیسوی تک بنتا رہا ـــــ اس یہودیت کا ربانی ہدایت کے ساتھ برائے نام ہی تعلق ہے۔

ان کے عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں کے سوا جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا ہمیں دوزخ کی آگ ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو سزا ملے گی بھی بس چند روز۔ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے خود ساختہ عقیدوں کے کھوکھلے پن کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان سے کہو کہ "اے وہ لوگو جو یہودی بن گئے ہو اگر تم کو یہ گھمنڈ ہے کہ باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے چہیتے ہو۔ اگر تم اس خیال میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔" تاکہ تم مر کر جنت میں چلے جاؤ۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ	اَبَدًۢا	بِمَا	قَدَّمَتْ	اَيْدِيْهِمْ
اور وہ اس کی تمنا نہ کریں گے	کبھی بھی	اس کے سبب جو	بھیجا آگے	ان کے ہاتھوں

اور اس کے سبب جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے وہ کبھی بھی موت کی تمنا نہ کریں گے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ⑦ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ

وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌۢ	بِالظّٰلِمِيْنَ	قُلْ	اِنَّ + الْمَوْتَ
اور اللہ	خوب جانتا ہے	ظالموں کو	آپ فرمادیں	بے شک موت

اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ آپ فرمادیں بے شک جس موت سے

الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

الَّذِيْ	تَفِرُّوْنَ	مِنْهُ	فَاِنَّهٗ	مُلٰقِيْكُمْ	ثُمَّ	تُرَدُّوْنَ
جس سے	تم بھاگتے ہو	اس سے	تو بیشک وہ	تمہیں ملنے والی	پھر	تم لوٹائے جاؤ گے

تم بھاگتے ہو وہ تو یقیناً تمہیں ملنے والی ہے (آپکڑے گی) پھر تم اس کے

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

اِلٰى	عٰلِمِ الْغَيْبِ	وَالشَّهَادَةِ	فَيُنَبِّئُكُمْ
طرف سامنے	جاننے والا پوشیدہ	اور ظاہر	پھر وہ تمہیں آگاہ کردے گا

سامنے لوٹائے جاؤ گے جو جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا پھر وہ تمہیں آگاہ کردے گا

ع ۸ / ۱۱

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧ ع

بِمَا	كُنْتُمْ	تَعْمَلُوْنَ
وہ جو	تھے	تم کرتے

وہ جو تم کرتے تھے۔

⑦ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ مِنْ كُفْرِهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمُسْتَلْزِمِ لِكِذْبِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

⑦ اور وہ کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے بسبب ان کے کفر کے جو انھوں نے پہلے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جو لازم پکڑتا ہے ان کے جھوٹ کو اور اللہ جاننے والا ہے

بِالظّٰلِمِیْنَ ○ الکافرین	کافروں کو۔
⑧ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ والفاء زائدۃ مُلٰقِیْكُمْ	⑧ کہہ دے کہ بے شک موت جس سے تم بھاگتے ہو سو بالضرور وہ تم سے ملنے والی ہے۔
ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ السر والعلانیۃ	پھر لوٹائے جاؤ گے تم طرف جاننے والے چھپی اور ظاہر باتوں کے۔
فَیُنَبِّئُكُمْ	سو وہ تم کو خبر دے گا
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ فیجازیکم بہ	تمہارے اعمال کی پس تم کو عوض تمہارے عملوں کا دے گا۔

تشریح

⑦ یہود کو اپنے کرتوت معلوم ہیں اس لئے کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے | یہود کا یہ گمان کہ بغیر ایمان اور عمل صالح کے صرف یہودیت کی نسبت سے ہم جنت کے حق دار ہیں، ایک جھوٹا گمان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "ان سے کہو کہ اگر تم اپنے اس گمان میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔" تا کہ جلدی سے مر کر جنت میں چلے جاؤ۔ مگر فرمایا یہ ان کا جھوٹا بھرم ہے۔ یہ اپنے اعمال کو دیکھ کر کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ یہ خوب جانتے ہیں کہ یہ ان کا دل بہلاوا ہے کہ یہودی ہونے کی نسبت سے نجات مل جائے گی۔ یہ زبان سے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں۔ مگر ان کا ضمیر خوب جانتا ہے کہ اللہ کے دین کے ساتھ ان کا کیا معاملہ ہے۔

○ اگر سچا مومن ہے تو سختی یا مصیبت سے گھبرا کر نہیں بلکہ ان سے ملاقات اور جنت کے شوق میں وہ موت کی تمنا کرے گا۔ اور موت اس کو دنیا کی تمام لذتوں سے زیادہ لذیذ معلوم ہوگی اور وہ مسکراتا ہوا خوش بہ خوش اس دنیا سے رخصت ہوگا۔

ے نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلبِ اوست

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد کہ یہ یہودی کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے، اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جو یہ کر چکے ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے ـــــ اس میں دعوت مباہلہ بھی ہے کہ جو سچے ہونے کا یقین رکھتا ہے وہ موت کی تمنا کرے اور کہے کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہو وہ مر جائے مگر یہودی اس مباہلے کے چیلنج کو کبھی قبول نہ کریں گے۔ کیونکہ وہ حقیقت حال کو جانتے ہیں، اور نہ انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔

⑧ موت سے بھاگ نہیں سکتے | تم تمنا کرو یا نہ کرو، مرنا چاہو یا نہ چاہو مگر موت سے ڈر کر کہاں بھاگ سکتے ہو ہزار کوشش کرو، مضبوط قلعوں میں بند ہو کر بیٹھ جاؤ مگر موت وہاں بھی تمہیں آ دبوچے گی۔ اور موت کے بعد پھر وہی اللہ کی عدالت ہے اور تم ہو۔ تم اُن کے سامنے پیش کئے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ

یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ + اٰمَنُوْۤا	اِذَا	نُوْدِیَ	لِلصَّلٰوةِ	مِنْ
اے	ایمان والو	جب	پکارا جائے	نماز کے لئے	سے۔کی

اے ایمان والو! جب پکارا جائے (اذان دی جائے) جمعہ کے دن نماز (جمعہ)

یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ

یَوْمِ الْجُمُعَةِ	فَاسْعَوْا	اِلٰی	ذِکْرِ اللّٰهِ	وَذَرُوا	الْبَیْعَ
جمعہ کا دن	تو تم لپکو	طرف	اللہ کی یاد	اور تم چھوڑدو	خرید و فروخت

کے لئے تو تم (فورًا) اللہ کی یاد کے لئے لپکو اور خرید و فروخت چھوڑدو

ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑨

ذٰلِکُمْ	خَیْرٌ	لَّکُمْ	اِنْ	کُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ
یہ	بہتر	تمہارے لئے	اگر	تم ہو	جانتے

یہ بہتر ہے تو تمہارے لئے اگر تم جانتے ہو۔

⑨ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ بِمَعْنٰی فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا فَامْضُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ اَیْ الصَّلٰوةِ وَذَرُوا الْبَیْعَ اَیْ اُتْرُکُوْا عَقْدَهٗ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اَنَّهٗ خَیْرٌ فَافْعَلُوْهُ

⑨ اے ایمان والو! جب اذان دی جاوے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو دَوڑو اور چلو طرف نماز کے اور چھوڑو خریدنا اور بیچنا۔

یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔
اگر تم جانتے ہو کہ یہ بہتر ہے تو اس کو کرو۔

تشریح

⑨ نمازِ جُمُعَہ — اسلامی شعار | آیت مذکورہ میں ارشاد ہوا کہ" اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑو، یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔"

اس سے جمعہ کی اذان کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ مراد وہ اذان ہے جو خطبے سے پہلے خطیب کے سامنے دی جاتی ہے۔ ان کو بتایا جارہا ہے کہ نماز جمعہ کے لئے جو اذان دی جاتی ہے اس کی اہمیت محسوس کریں اور خرید و فروخت چھوڑ کر اللہ کے ذکر یعنی خطبہ سننے کے لئے جو جمعہ سے پہلے ہوتا ہے، مسجد کی طرف چلیں۔ اگر وہ جانیں تو یہ عمل ان کے اخلاق کی تعمیر کے لئے خرید و فروخت سے کہیں بہتر ہے۔

جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت اذان ، جمعہ کے خطبے سے پہلے امام کے سامنے ہوتی تھی۔ اس کے بعد جب مدینہ طیبہ کی آبادی بڑھ گئی تو حضرت عثمان رضؓ کے زمانے میں صحابہ کرام رضؓ کے اجماع سے جمعہ کا وقت شروع ہونے کی اطلاع کے لئے ایک اور اذان دی جانے لگی۔

اب آیتِ قرآنی یعنی نص کے ذریعے یہ حکم ہوا کہ اذان خطبہ کے بعد خرید و فروخت یا کوئی بھی ایسا کام جو خطبے اور نماز میں رکاوٹ پیدا کرے حرام اور ناجائز ہے۔ اور پہلی اذان جو جمعہ کا وقت شروع ہونے کی اطلاع کے طور پر دی جاتی ہے اس میں بھی یہی حکم ہے مگر یہ حکم آیت قرآن اور نص قطعی سے نہیں ہے بلکہ مجتہد فیہ اور ظنی ہے یعنی اجتہاد ہے۔ یہی حکم پہلی اذان کے تعلق سے بھی ہے۔

○ جمعہ اسلام کا شعار اور ایک خاص عبادت ہے ـــــ یہودیوں کے لئے ہفتے میں ایک دن سبت یعنی ہفتے کا دن عبادت کے لئے مقرر کیا گیا تھا کیوں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دی تھی ان کے لئے اس دن کاروبار کرنا منع تھا مگر انھوں نے اس دن کی قدر نہ کی اور اس طرح وہ فائدہ جو اس اجتماعی عبادت سے پہنچنا چاہیئے تھا ان کو نہ پہنچا۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو جمعہ کا مبارک دن اجتماعی عبادت کے لئے عطا فرمایا اور اس کی تاکید کی کہ دیکھو تم یہود کی طرح ناقدری مت کرنا اور ان کی طرح ایسے نہ ہو جانا کہ احکام الٰہی کو فراموش کر بیٹھو اور جس طرح یہود اس گدھے کی طرح ہو گئے جس کی پیٹھ پر کتابیں لدی ہوں اور اس کو خبر نہ ہو کہ ان کتابوں میں کیا ہے تم ان کی طرح بے عمل نہ ہو جانا۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کے مقابلے میں امت محمدیہ کو یہ بھی سہولت دی کہ وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد زمین میں پھیل جائیں اور اپنے کاروبار میں مشغول ہو جائیں۔

○ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد جو اولین کام انجام دیئے ان میں ایک اقامتِ جمعہ بھی ہے بمکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آپؐ نے قبا میں قیام فرمایا اور جمعہ کے دن مدینے کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں بنی سالم بن عوف کے علاقے میں پہنچے۔ تو ظہر کا وقت ہو چکا تھا آپ نے ان کے ساتھ نماز جمعہ ادا فرمائی اور ان کی مسجد میں (جو بطن وادی رانونا میں ہے) خطبہ دیا۔ یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا۔ مملکت اسلامیہ کا پہلا باقاعدہ جمعہ۔

○ اسلام کی تمام عبادات میں اجتماعیت کا پہلو بڑا نمایاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ پانچ وقت کی فرض نمازیں مسجد میں جمع ہو کر جماعت کے ساتھ پڑھیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی مشہور کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

" اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند ہو اور کلمۂ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی دوسرا مذہب اسلام پر غالب ہو کر نہ رہے۔ اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص، مسافر اور مقیم، چھوٹے اور بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں۔ انھیں سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف منعطف ہوئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی ممانعت کی گئی "۔ (از بہشتی زیور گیارہواں حصہ۔ جماعت کی حکمتیں اور فائدے۔)

پانچ وقت کی فرض نمازیں محلہ کی مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا چھوٹے پیمانے کی اجتماعیت ہے جو محلے کے افراد کو آپس میں مربوط کر دیتی ہے۔

○ ہفتے میں ایک دن ظہر کی نماز کے بجائے اسی وقت میں ایک الگ شان کی نماز "نماز جمعہ" رکھی گئی ہے۔ یہ بڑے

پیمانے کی اجتماعیت ہے جو شہر اور آس پاس کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیتی ہے۔

اس موقعہ پر ظہر کے چار فرضوں کے بجائے دو فرض رکھے گئے ہیں اور فرضوں سے پہلے خطبہ رکھا گیا ہے جس کو آیت مذکورہ میں ذکر اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس خطبے میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، تذکیر و نصیحت ہوتی ہے اور اصلاح و تعمیر اخلاق کا ایک بہترین موقعہ ہوتا ہے۔

○ جمعہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے دوسری نمازوں سے ممتاز ہے۔ مثلاً۔

۱۔ جمعہ کے لئے مرکزی مقام یا مستقل آبادی والی بستی کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ جمعہ کے لئے ایسی جگہ ضروری ہے جہاں ہر شخص بلا روک ٹوک جا سکے جس کو اذن عام کہا جاتا ہے۔

۳۔ جمعہ کے لئے جماعت ضروری ہے بغیر جماعت کے جمعہ نہیں ہو سکتا۔

۴۔ جمعہ کی جماعت میں کم از کم تین مقتدی شروع خطبے سے پہلی رکعت کے سجدے تک موجود رہنے ضروری ہیں۔ اور یہ مقتدی ایسے ہوں کہ اگر ان میں کسی کو امام بنایا جائے تو شرعاً اس کی امامت درست ہو جائے۔

۵۔ جمعہ سے پہلے خطبہ فرض اور شرط ہے۔ اس کے بغیر جمعہ درست نہ ہوگا۔ خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کے لئے اس کا سننا واجب ہے، اگر آواز نہ پہنچ رہی ہو تب بھی خاموشی کے ساتھ خطبے کی طرف دھیان رکھنے کا حکم ہے۔

۶۔ جمعہ کی نماز مسافر پر لازم نہیں ہے، بیمار پر فرض نہیں ہے، معذور پر فرض نہیں ہے اگر کوئی اتنا بوڑھا ہے کہ مسجد تک نہیں جا سکتا اس پر فرض نہیں ہے اگر نابینا ہے اور کوئی لے جانے والا نہیں ہے اس پر بھی جمعہ فرض نہیں ہے۔ قیدی پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ پڑھ لیں تو ان کا جمعہ ادا ہو جاتا ہے اور ان کے ذمے ظہر کی نماز نہیں رہتی ہے لیکن اگر یہ لوگ جمعہ نہ پڑھ سکیں تو گناہ گار نہ ہوں گے۔

۷۔ جمعہ کی نماز کی تاکید دوسری نمازوں سے زیادہ ہے اذان ہوتے ہی مسجد کی طرف جانے کا حکم ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔ (دار قطنی)

(جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز لازم ہے۔ پھر جو کوئی کھیل تماشے یا کاروبار کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی برتے گا اللہ ایسے شخص سے بے پرواہ ہے اور وہ پاک بے نیاز ہے۔)

○ جمعہ کی روح بڑے پیمانے پر اجتماعیت ہے۔ امت کے افراد کو آپس میں جوڑنے رکھنے کا یہ ایک بہترین نظام ہے اس لئے جمعہ کی نماز کے لئے جتنی بڑی اجتماعیت ہو گی اتنا ہی وہ جمعہ کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنے گی۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

" اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر ان فوائد کا ظہور زیادہ ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔ ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتہ میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا ہے جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا لہٰذا یہ تخصیص اس دن کے لئے کی گئی ہے۔ اگلی امتوں کو بھی خدا تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصہ میں پڑی۔"

(بہشتی زیور گیارہواں حصہ (جمعہ کی فضیلت کا بیان۔)

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ

فَاِذَا	قُضِيَتِ	الصَّلٰوةُ	فَانْتَشِرُوْا	فِى الْاَرْضِ
پھر جب	پوری ہوچکے	نماز	تو تم پھیل جاؤ	زمین میں

پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین میں پھیل جاؤ

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

وَابْتَغُوْا	مِنْ	فَضْلِ اللّٰهِ	وَاذْكُرُوا	اللّٰهَ	كَثِيْرًا
اور تم تلاش کرو	سے	اللہ کا فضل	اور یاد کرو	اللہ	بکثرت

اور تلاش کرو اللہ کا فضل (روزی) اور تم اللہ کو بکثرت یاد کرو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ	وَاِذَا	رَاَوْا	تِجَارَةً
تاکہ تم	فلاح پاؤ	اور جب	وہ دیکھتے ہیں	تجارت

تاکہ تم فلاح پاؤ اور جب وہ دیکھتے ہیں تجارت

اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ

اَوْ	لَهْوَا	انْفَضُّوْٓا	اِلَيْهَا	وَتَرَكُوْكَ	قَآئِمًا
یا	کھیل تماشہ	وہ دوڑ جاتے ہیں	اس کی طرف	اور آپ کو چھوڑ جاتے ہیں	کھڑا

یا کھیل تماشہ تو وہ اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

قُلْ	مَا	عِنْدَ اللّٰهِ	خَيْرٌ	مِّنَ	اللَّهْوِ	وَمِنَ
فرمادیں	جو	اللہ کے پاس	بہتر	سے	کھیل تماشہ	اور سے

آپ فرمادیں جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے کھیل تماشہ سے اور

التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ ع ۲ ۱۲

التِّجَارَةِ	وَاللّٰهُ	خَيْرُ	الرّٰزِقِيْنَ
تجارت	اور اللہ	بہتر	رزق دینے والا

تجارت سے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

(۱۰) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ اَمْرُ اِبَاحَةٍ وَابْتَغُوْا اَيْ اُطْلُبُوا الرِّزْقَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ تَفُوْزُوْنَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ عِيْرٌ وَضُرِبَ لِقُدُوْمِهَا الطَّبْلُ عَلَى الْعَادَةِ فَخَرَجَ لَهَا النَّاسُ مِنَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَ

(۱۰) پھر جب نماز پڑھ چکو تو پھیلو اور منتشر ہو جاؤ زمین میں اور طلب کرو رزق اللہ کے فضل سے۔

اور اللہ کی یادگاری بہت کرو تا کہ تم کو فلاح ملے رستگاری ہو۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک قافلہ آیا غلہ وغیرہ لے کر۔ اس کے آنے کی اطلاع کا نقارہ بجا موافق عادت کے بس اس کو سن کر تمام آدمی مسجد سے نکل گئے بجز بارہ[۱۲] مرد کے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۱) وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا اَيِ التِّجَارَةَ لِاَنَّهَا مَطْلُوْبُهُمْ دُوْنَ اللَّهْوِ وَتَرَكُوْكَ فِي الْخُطْبَةِ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الثَّوَابِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ يُقَالُ كُلُّ اِنْسَانٍ يَرْزُقُ عَائِلَتَهٗ اَيْ مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى

(۱۱) اور وہ جب دیکھتے ہیں سوداگری کو یا کھیل تماشہ کو تو تجارت کی طرف چلے جاتے ہیں نہ کھیل کی وجہ سے کہ مقصود ان کا تجارت ہے۔

اور چھوڑ جاتے ہیں اے محمدؐ تجھ کو خطبہ میں کھڑا ہوا۔ کہدے جو ثواب اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے لہو اور تجارت سے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

تشریح

(۱۰) نماز جمعہ کے بعد کاروبار کی اجازت | فرمایا کہ وہ جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو شاید کہ تمہیں فلاح نصیب ہو جائے۔ یعنی نماز جمعہ کے بعد اس بات کی اجازت ہے کہ تلاش رزق کی دوڑ دھوپ میں زمین میں پھیل جاؤ۔ کیونکہ جمعہ کی اذان سن کر کاروبار چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا تھا اس لئے فرمایا کہ نماز ختم ہو لینے کے بعد تمہیں اجازت ہے کہ منتشر ہو جاؤ اور اپنے کاروبار بھی جو کرنا چاہو کرو۔ یہاں جائز کاروبار اور رزق حلال کو اللہ کا فضل قرار دیا کہ پاکیزہ روزی بھی اللہ کے فضل و کرم سے ملتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ کاروبار میں لگ کر بھی اللہ کی یاد سے غافل مت ہو جانا بلکہ اس کو بکثرت یاد کرتے رہنا۔ اور جب تم اللہ کو یاد کرتے رہو گے تو کاروبار میں غلط کام کرنے سے بچو گے اور تمہیں کاروبار کرتے وقت بھی دیانت اور امانت کے تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے یہ احساس رہے گا کہ میں اللہ کے سامنے جواب دہ ہوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ تمہارا اس رویے سے یہ امید ہے کہ تم فلاح پا جاؤ گے یعنی تمہاری دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے یہ طریقہ کارگر ثابت ہو گا کہ تمہاری نگاہ ہر حال میں اپنے بلند مقصد کی طرف رہے۔

(۱۱) ایک واقعہ۔ جس کے بعد جمعہ کی اہمیت اور اس کے آداب کو اچھی طرح ذہن نشین کرادیا گیا۔ ہجرت مدینہ کے تھوڑے عرصہ بعد ہی واقعہ ہے اس وقت مدینہ طیبہ کے حالات یہ تھے کہ مکہ کے لوگوں نے اپنے اثر ورسوخ سے کام لے کر مدینہ طیبہ کے باشندوں کی معاشی ناکہ بندی کر رکھی تھی جس کی وجہ سے مدینہ میں ضرورت کی چیزیں ملنی مشکل ہورہی تھیں کھانے پینے کی چیزیں بہت مہنگی تھیں اور مدینے میں لوگ پریشان تھے۔

اسی زمانے کا واقعہ ہے جمعہ کا دن تھا۔ نبی ؐ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ شام سے ایک تجارتی قافلہ عین نماز جمعہ کے وقت آیا اور اس نے اعلان کے لئے ڈھول تاشے بجانے شروع کردیئے۔

ہجرت کے بعد یہ ابتدائی زمانہ ہے۔ ابھی اجتماعی تربیت کا ابتدائی دور ہے۔ ادھر حالات کی تنگی ہے۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ شام سے تجارتی قافلہ آیا ہے تو بارہ آدمیوں کو چھوڑ کر جن میں خلفائے راشدین بھی شامل تھے باقی سب لوگ بقیع کی طرف دوڑے جہاں قافلہ ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ ان لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ اگر دیر ہوگئی تو سامان نہ مل سکے گا اس لئے وہ خطبہ درمیان میں چھوڑ کر سامان کی خریداری کے لئے دوڑ پڑے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں اس واقعہ کا ذکر کرکے اس پر تنبیہ کی گئی۔ فرمایا۔" اور جب انھوں نے تجارت اور کھیل تماشہ ہوتے دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے اور تمہیں کھڑا چھوڑ دیا۔"

اس پر تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ ان سے کہو جو اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے۔ مربیانہ انداز میں سمجھایا گیا کہ جمعہ کا خطبہ سننے اور جمعہ کی نماز ادا کرنے پر جو کچھ تمہیں اللہ کے یہاں ملے گا وہ اس دنیا کی تجارت اور کھیل تماشوں سے بہتر ہے۔

پھر یہ بھی سمجھایا کہ سب سے بہتر اور حقیقت میں رزق دینے والا اللہ ہے۔ روزی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی بہترین روزی دینے والا ہے۔ اس مالک کے غلام کو رزق کی تنگی کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔

صحابہ کرام کی شان یہ تھی کہ اگر تعلیم وتربیت میں کسی پہلو سے کوئی کمی پائی گئی تو فوراً اس کمی کو پورا کیا گیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد نبی ؐ نے مسلسل اپنے خطبات میں جمعہ کی اہمیت لوگوں کے ذہن نشین کرائی، جمعہ کے احکام بتائے اس کے آداب و طریقوں کی آگاہی دی۔ آپ ؐ نے خصوصیت کے ساتھ فرمایا کہ نماز کا خطبے کے مقابلے میں طویل ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ دین کی سمجھ رکھتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور ؐ طویل خطبہ نہیں دیتے تھے اور آپ کا خطبہ نماز کی نسبت کم ہوتا تھا۔ آپ نماز بھی زیادہ لمبی نہیں پڑھاتے تھے۔ اس طرح آپ نے لوگوں کو جمعہ کے آداب سکھائے یہاں تک کہ اس نماز کی وہ شان قائم ہوئی جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم کی اجتماعی عبادت میں نہیں پائی جاتی۔

اور اس تعلیم وتربیت کے نتیجہ میں وہ بے نظیر لوگ تیار ہوئے جن کی شان سورۂ نور میں بیان ہوئی ہے کہ، رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (آیت ۳۷ پارہ ۱۸)۔

(یہ وہ لوگ ہیں جن کو خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔)

۶۳

اَلْمُنٰفِقُوْنَ

ترتیب تلاوت ــــــ ۶۳	ترتیب نزول ــــــ ۱۰۴
مکی / مدنی ــــــ مدنی	تعداد رکوعات ــــــ ۲
تعداد آیات ــــــ ۱۱	تعداد الفاظ ــــــ ۱۸۳
تعداد حروف ــــــ ۸۲۱	

○ اس سورت کی پہلی آیت اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ ۝ میں لفظ مُنٰفِقُوْن سے لے کر اس سورت کا نام " اَلْمُنٰفِقُوْن " رکھا گیا ہے۔

اس سورت میں جو مضمون ہے وہ منٰفقین سے ہی متعلق ہے اس لئے یہ نام اس سورت کا عنوان بھی ہے۔

○ غزوہ بنی مصطلق جس کو غزوہ مُریسیع بھی کہا جاتا ہے. شعبان ۶ھ میں ہوا ہے اور اس غزوہ سے واپسی کے فوراً بعد یا دوران سفر یہ سورت نازل ہوئی ہے۔

○ نبی ﷺ ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے. تو اسلام کے خلاف جو محاذ تھا وہ تین مورچوں میں تقسیم ہو گیا۔

۱۔ بیرونی محاذ پر مکہ کے مشرکین اور قریش تھے جو آپ ﷺ کے صحیح سلامت بچ کر نکل جانے اور مسلمانوں کی قوت کے مدینہ میں جمع ہونے سے اپنے تجارتی قافلوں کے لئے سخت خطرہ محسوس کر رہے تھے۔

۲— اندرونی محاذ پر مدینے کے یہودی تھے جو اوس و خزرج کے شیر و شکر ہو جانے پر اپنی معیشت کو تباہ ہوتا ہوا محسوس کر رہے تھے۔

۳— تیسرا گروہ منافقین کا تھا۔ یہ آستین کے سانپ بنے ہوئے تھے۔ انھوں نے حالات کی مجبوری سے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا مگر دل سے پورے مخالف تھے۔ ان کا سرغنہ عبد اللہ بن اُبَی بن سلول تھا جو مدینے کے تخت شاہی پر بیٹھنے کا خواہش مند تھا اور آپؐ کے آنے سے اس کی آرزوئیں خاک میں مل گئی تھیں ـــ قریش نے عبداللہ بن اُبَی کو خط لکھا کہ

"تم نے ہمارے آدمی کو اپنے یہاں پناہ دی ہے۔ ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ یا تو تم لوگ ان کو قتل کر ڈالو یا مدینے سے نکال دو، ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ کر دیں گے اور تم کو فنا کر کے تمہاری عورتوں پر تصرف کریں گے۔"

آں حضرتؐ کو اس خط کے ملنے کی اطلاع ملی تو آپ خود عبداللہ بن اُبَی کے پاس تشریف لے گئے اسے سمجھایا کیا تم اپنے بھائیوں اور بیٹوں سے لڑو گے؟ اگر ایسا ہوا تو سوچو یہ کس کا نقصان ہوگا؟ ـ یہ باتیں کسی حد تک عبداللہ بن اُبَی کی سمجھ میں آگئیں۔

◯ قبیلہ بنی مصطلق بنو خزاعہ کی ایک شاخ تھی جو ساحل بحر احمر پر جدہ اور رابغ کے درمیان قُدَید کے علاقے میں رہتی تھی اس کے چشمے کا نام مریسیع تھا جس کے پاس اس قبیلے کے لوگ آباد تھے۔ اس مناسبت سے احادیث میں اس مہم کا نام "غزوہ مریسیع" بھی آیا ہے۔

شعبان ۶ھ میں نبیؐ کو اطلاع ملی کہ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور دوسرے قبائل کو بھی جمع کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ اطلاع پاتے ہی آپ ایک لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ فتنے کا سر اٹھانے سے پہلے اسے کچل دیا جائے۔

اس مہم میں عبداللہ بن اُبَی بھی منافقوں کی ایک بڑی تعداد لے کر آپؐ کے ساتھ ہو گیا۔ مریسیع کے مقام پر آں حضرتؐ نے اچانک دشمن کو جا لیا اور تھوڑی سی زد و خورد کے بعد پورے قبیلے کو مال و اسباب سمیت گرفتار کر لیا۔

اس مہم سے فارغ ہو کر ابھی لشکر اسلام مریسیع ہی پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا کہ ایک روز حضرت عمرؓ کے ایک ملازم جَہجاہ بن مسعود غفاری اور قبیلۂ خزرج کے ایک حلیف سنان بن وبر جُہنی کے درمیان پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ ایک نے انصار کو پکارا دوسرے نے مہاجرین کو آواز دی، لوگ دونوں طرف سے جمع ہو گئے لیکن کسی نہ کسی طرح معاملہ رفع دفع کر دیا گیا۔

مگر عبداللہ بن اُبَی نے جو انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا تھا بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ اس نے انصار کو یہ کہہ کر بھڑکانا شروع کیا کہ یہ مہاجرین ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں اور ہمارے حریف بن بیٹھے ہیں۔ ہماری اور ان قریشی کنگلوں کی مثال ایسی ہے کہ کُتّے کو پال تاکہ تجھے ہی بھنبھوڑ کھائے۔ یہ سب کچھ اپنا کیا دھرا ہے۔ تم لوگوں نے خود ہی لا کر اپنے یہاں بسایا ہے اور ان کو اپنے مال و جائداد میں حصہ دار بنایا ہے۔ آج اگر تم ان سے ہاتھ کھینچ لو تو یہ چلتے پھرتے نظر آئیں۔

پھر اس نے قسم کھا کر کہا کہ مدینے واپس پہنچنے پر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلیل لوگوں کو نکال باہر کردے گا۔

ان باتوں کی اطلاع جب نبیؐ کو پہنچی تو حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ اس شخص کو قتل کرا دینا چاہیے مگر حضورؐ نے فرمایا۔

" فَكَيْفَ يَا عُمَرُ إِذَا تَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ "۔

(عمر دنیا کیا کہے گی کہ محمدؐ خود ہی اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔)

پھر آپ نے فوراً ہی اس مقام سے کوچ کا حکم دے دیا اور دوسرے دن دوپہر تک کسی جگہ پڑاؤ نہ کیا۔ تاکہ لوگ خوب تھک جائیں اور کسی کو بیٹھ کر چہ می گوئیاں کرنے اور سننے کی مہلت نہ ملے۔

راستے میں اُسید بن حضیر نے عرض کیا یا نبی اللہ، آج آپ نے اپنے معمول کے خلاف ناوقت کوچ کا حکم دے دیا۔

آپؐ نے جواب دیا تم نے سنا نہیں کہ تمہارے صاحب نے کیا باتیں کی ہیں۔

انہوں نے پوچھا کون صاحب؟۔ آپؐ نے فرمایا عبداللہ بن اُبی۔

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اس شخص سے رعایت فرمایئے آپ جب مدینے تشریف لائے ہیں تو ہم لوگ اس کو بادشاہ بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے اور اس کے لئے تاج تیار ہو رہا تھا آپ کی آمد سے اس کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اسی کی جلن وہ نکال رہا ہے۔

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافقین نے غزوہ بنی مصطلق کی اس مہم کے موقع پر بیک وقت دو ایسے عظیم فتنے اٹھا دیئے جو مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کر سکتے تھے مگر قرآن مجید کی تعلیم اور رسول اللہؐ کی صحبت سے اہل ایمان کو جو بہترین تربیت ملی تھی اس کی بدولت ان دونوں فتنوں کا بروقت قلع قمع ہو گیا اور یہ منافقین الٹے خود ہی رسوا ہو کر رہ گئے

ان میں سے ایک فتنہ وہ تھا جس کا ذکر سورۂ نور میں گزر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی آیت ۱۱ تا ۲۱ دس آیتیں نازل فرما کر حضرت عائشہ رضؓ کی پاکیزگی کا اعلان فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ کے متعلق افک کا یہ واقعہ سورۂ نور کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔

دوسرا فتنہ یہ ہے جس کا اس سورت "سورۂ منٰفقون" میں ذکر کیا گیا ہے۔

یہ تھے وہ حالات جن میں یہ سورت نازل ہوئی۔

أَيَاتُهَا ۱۱	=۶۳	سُورَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ	=۱۰۴	رِفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ط﴾

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ

إِذَا + جَآءَكَ	الْمُنٰفِقُوْنَ	قَالُوْا	نَشْهَدُ	إِنَّكَ
جب آپ کے پاس آتے ہیں	منافق	وہ کہتے ہیں	ہم گواہی دیتے ہیں	بیشک آپ

جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ

لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ط وَاللّٰهُ

وقف لازم

لَرَسُوْلُ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	إِنَّكَ	لَرَسُوْلُهٗ	وَاللّٰهُ
البتہ اللہ کے رسول	اور اللہ	وہ جانتا ہے	یقیناً آپ	البتہ اس کے رسول	جبکہ اللہ

کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسول ہیں جب کہ اللہ

يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ① اِتَّخَذُوْا أَيْمَانَهُمْ

يَشْهَدُ	إِنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ	لَكٰذِبُوْنَ	اِتَّخَذُوْا	أَيْمَانَهُمْ
گواہی دیتا ہے	بیشک	منافق (جمع)	البتہ جھوٹے	انھوں نے پکڑا (بنالیا)	اپنی قسموں کو

گواہی دیتا ہے بے شک منافق جھوٹے ہیں۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا

جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ②

جُنَّةً	فَصَدُّوْا	عَنْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ	إِنَّهُمْ	سَآءَ مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
ڈھال	پس وہ روکتے ہیں	سے	اللہ کا راستہ	بیشک وہ	برا جو	وہ کرتے ہیں۔

ہے پس وہ (دوسروں کو بھی) روکتے ہیں اللہ کے راستے سے بیشک برا ہے جو وہ کرتے ہیں

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ
إِحْدٰى عَشَرَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا بِأَلْسِنَتِهِمْ
عَلٰى خِلَافِ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ نَشْهَدُ إِنَّكَ
لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ

سورۃ المنفقون مدنی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے

① إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ الخ
جب کہ اے محمد تیرے پاس منافق آتے ہیں اپنی زبانوں سے کہتے ہیں
برخلاف اس امر کے جو ان کے دلوں میں ہے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ

لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ يَعْلَمُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ فِيْمَا اَضْمَرُوْهُ مُخَالِفًا لِمَا قَالُوْهُ اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً سُتْرَةً عَنْ اَمْوَالِهِمْ وَدِمَائِهِمْ فَصَدُّوْا بِهَا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اَىْ عَنِ الْجِهَادِ فِيْهِمْ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

بیشک تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اللہ جانتا ہے کہ بے شبہ تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اللہ کو معلوم ہے کہ منافق بالیقین جھوٹے ہیں اس بات میں جو انھوں نے خلاف کلام ظاہر کے دل میں پوشیدہ رکھی ہے منافقین نے اپنی قسموں کو اپنی جانوں اور مالوں کا بچاؤ بنایا پس روکا انھوں نے مسلمانوں کو بسبب اس کے اپنے اندر لڑائی او جہاد کرنے سے۔ بیشک بہت برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

تشریح

(۱) بات سچی زبان جھوٹی | اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نبی! جب کہ منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں ـــــ یعنی یہ لوگ آپ کے پاس آکر یہ یقین دلاتے ہیں کہ آپ کے رسول ہونے پر ہم دل سے اعتقاد رکھتے ہیں یعنی ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں ـــــ ہاں اللہ جانتا ہے کہ آپ ضرور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے، آپ کے سچے رسول ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اسی نے تو آپ کے سر پر تاج رسالت رکھا ہے ـــــ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں یعنی ان کو دل سے آپ کی رسالت پر اعتقاد نہیں ہے۔ محض اپنی اغراض کے لئے زبان سے باتیں بناتے ہیں اور خود بھی دل میں سمجھتے ہیں کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

(۲) منافقین نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے | ایک آپ کی رسالت ہی کا معاملہ کیا؟ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے قسمیں کھا کھا کر اپنے مسلمان ہونے اور مومن ہونے کا یقین دلاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے غصے سے بچے رہیں۔ اور مسلمان ان کے ساتھ وہ برتاؤ نہ کرسکیں جو کھلے کھلے دشمنوں سے کیا جاتا ہے۔

منافقین کی جھوٹی قسمیں کھانے کا تعلق دیگر معاملات کے علاوہ اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ عبداللہ بن اُبی جو منافقین کا سردار تھا وہ ایک مجلس میں لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا رہا تھا۔ اتفاق سے اس مجلس میں حضرت زید بن ارقم بھی موجود تھے جو اس وقت ایک کم عمر لڑکے تھے انھوں نے یہ باتیں سن کر اپنے چچا سے جو انصار کے رئیسوں میں سے تھے اس کا ذکر کیا اور انھوں نے یہ سارا واقعہ رسول اللہؐ سے بیان کیا۔ نبیؐ نے زید بن ارقم کو بلا کر دریافت کیا تو انھوں نے جو سنا تھا وہ سب بتا دیا۔ جب حضورؐ نے ابن اُبی کو بلا کر اس کے بارے میں پوچھا تو وہ صاف مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں۔ اس طرح اس نے اپنی قسموں کو اصلیت چھپانے کے لئے ڈھال بنا لیا۔

فرمایا کہ اس طرح یہ منافقین ظاہری طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے اللہ کے راستے سے خود بھی رکتے ہیں اور دنیا کو روکتے ہیں۔ مسلمانوں کی جماعت میں رخنے ڈالتے ہیں ان کے بھید معلوم کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بدگمان کرتے ہیں۔

کھلا ہوا دشمن بھی وہ نقصان نہیں پہنچا سکتا جو یہ مار آستین کرتے ہیں ـــــ ان کی یہ حرکت انتہائی بری اور گھٹیا ہے ـــــ اور آخر کار اس کا نقصان انھیں کو پہنچے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ

فَطُبِعَ	كَفَرُوْا	ثُمَّ	اٰمَنُوْا	بِاَنَّهُمْ	ذٰلِكَ
تو مہر لگادی گئی	انھوں نے کفر کیا	پھر	ایمان لائے	اس لئے کہ وہ	یہ

یہ اس لئے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر انھوں نے کفر کیا تو مہر لگادی گئی

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳

لَا يَفْقَهُوْنَ	فَهُمْ	قُلُوْبِهِمْ	عَلٰى
نہیں سمجھتے	پس وہ	ان کے دل	پر

ان کے دلوں پر، پس وہ نہیں سمجھتے۔

۳ ذٰلِكَ اَیْ سُوْءُ عَمَلِهِمْ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِاللِّسَانِ ثُمَّ كَفَرُوْا بِالْقَلْبِ اَیْ اِسْتَمَرُّوْا عَلٰی كُفْرِهِمْ بِهٖ فَطُبِعَ خُتِمَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ بِالْكُفْرِ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ الْاِيْمَانَ

۳ یہ ان کی بدفعلیاں اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہے۔
سو مہر لگائی گئی ان کے دلوں پر بسبب کفر کے۔
سو وہ نہیں سمجھتے، ایمان کو

تشریح

۳ ان کی منافقانہ روش نے ہدایت کی توفیق چھین لی ہے جب انھوں نے خوب سوچ سمجھ کر سیدھے طریقے سے ایمان لانے کے بجائے یہ طریقہ اختیار کیا کہ بظاہر ایمان کا اقرار کر کے مسلمانوں میں شامل ہوگئے لیکن دل سے ایمان نہیں۔ مدعیٔ ایمان ہو کر ایمان نہ والوں جیسے کام کئے۔ اس بے ایمانی اور فریب و دغا اور منافقانہ روش کا یہ اثر ہوا کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی اور ان سے یہ توفیق سلب کرلی گئی کہ وہ ایک سچے، بے لاگ، اور شریف انسان کا سا رویہ اختیار کریں۔ اب ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے اخلاقی حس مر چکی ہے ان کے دل میں ایمان و خیر اور حق و صداقت کے سرایت کرنے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس راستے پر چلتے ہوئے انھیں خود بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ شب و روز کے جھوٹ اور ہر وقت کے مکر و فریب نے ان کو ذلت کے کس مقام پر پہنچا دیا ہے۔ اب ان سے مخلصانہ ایمان کی کوئی توقع نہیں رکھی جاسکتی اس لئے کہ ان کا دل بدکاریوں اور بے ایمانیوں سے مسخ ہو چکا ہے اور اچھے بُرے کے سمجھنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی ہے۔

اسی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان الفاظ میں تعبیر فرمایا ہے کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ "ان لوگوں نے ایمان لاکر پھر کفر کیا" یعنی دل سے ایمان نہیں لائے اور اسی کفر پر قائم رہے جس پر ظاہری ایمان سے پہلے قائم تھے۔" ان کے اس رویئے نے ان کے دلوں پر مہر لگادی" یعنی مہر لگنے کی وجہ سے منافقت نہیں پیدا ہوئی بلکہ منافقت کی وجہ سے مہر لگی ہے۔ اب یہ کچھ نہیں سمجھتے۔ ان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے۔ جس طرح وہ لوگ جو ہمیشہ گندی اور بدبودار جگہ میں رہتے ہیں ان کو گندگی اور بدبو کا احساس باقی نہیں رہتا اسی طرح ان منافقین کو یہ احساس بھی نہیں رہا کہ ہم ذلت کے کس گڑھے میں گر چکے ہیں۔

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا

وَإِذَا	رَأَيْتَهُمْ	تُعْجِبُكَ	أَجْسَامُهُمْ	وَإِن يَقُولُوا
اور جب	آپ انھیں دیکھیں	تو آپ کو خوشنما معلوم ہوں	ان کے جسم	اور اگر وہ بات کریں

اور جب آپ انھیں دیکھیں تو ان کے جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں۔ اور اگر وہ بات کریں

تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ

تَسْمَعْ	لِقَوْلِهِمْ	كَأَنَّهُمْ	خُشُبٌ	مُّسَنَّدَةٌ
آپ سنیں	ان کی باتوں کو	گویا کہ وہ	لکڑیاں	دیوار سے لگائی ہوئی

تو آپ ان کی باتوں کو (غور سے) سُنیں گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں دیوار (کے سہارے) لگائی ہوئی

يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ

يَحْسَبُونَ	كُلَّ	صَيْحَةٍ	عَلَيْهِمْ	هُمُ	الْعَدُوُّ
وہ گمان کرتے ہیں	ہر	بلند آواز	اپنے اوپر	وہ	دشمن

وہ ہر بلند آواز کو اپنے اوپر گمان کرتے ہیں وہ دشمن ہیں۔

فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ④

فَاحْذَرْهُمْ	قَاتَلَهُمُ	اللَّهُ	أَنَّىٰ	يُؤْفَكُونَ
پس آپ ان سے بچیں	انہیں مارے (غارت کرے)	اللہ	کہاں	وہ پھرے جاتے ہیں

آپ ان سے بچیں اللہ انھیں غارت کرے وہ کہاں پھرے جاتے ہیں

④ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ
لِجَمَالِهَا وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ
لِقَوْلِهِمْ لِفَصَاحَتِهِ كَأَنَّهُمْ
مِنْ عِظَمِ أَجْسَامِهِمْ خُشُبٌ
بِسُكُونِ الشِّينِ وَضَمِّهَا مُسَنَّدَةٌ
مُمَالَةٌ إِلَى الْجِدَارِ يَحْسَبُونَ
كُلَّ صَيْحَةٍ تُصَاحُ كَنِدَاءٍ
فِي الْعَسْكَرِ وَإِنْشَادِ ضَالَّةٍ

④ اور جب تو ان کو دیکھے خوش معلوم ہوں تجھ کو جسم ان کے بسبب خوبصورتی کے۔ اور اگر وہ کچھ بولیں تو ان کی باتوں کو توجہ کر کے سنے بسبب فصاحت اور خوش بیانی کے گویا وہ لکڑیاں ہیں دیوار سے لگائی ہوئی بے جسموں کے بڑے ہوئے اور سمجھتے ہیں جو کوئی آواز ہوتی ہے خواہ لشکر میں کوئی کسی کو پکارے یا گم ہوئی چیز کو تلاش کرے

عَلَيْهِمْ ۚ لِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الرُّعْبِ اَنْ يُّنَزِّلَ فِيْهِمْ مَا يُبِيْحُ دِمَاءَهُمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ فَاِنَّهُمْ يَفْشُوْنَ سِرَّكَ لِلْكُفَّارِ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَهْلَكَهُمْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ كَيْفَ يَصْرِفُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ بَعْدَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ

تو وہ لوگ بسبب خوف اور دہشت کے جو اُن کے دلوں میں ہے اس آواز کو اپنے مارے جانے کا سامان سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم پر کوئی بلا آئی وہی ہیں دشمن پس علیحدہ رہ ان سے کہ بے شک وہ تیرا راز کافروں پر ظاہر کردیں گے۔
اللہ ان کو ہلاک کرے اور تباہ کرے وہ کیوں کر پھرے جاتے ہیں ایمان سے بعد قائم ہونے دلیل کے۔

تشریح

(۴) منافقین لکڑی کے کُندے، روح اخلاق، جوہر انسانیت سے خالی عبداللہ بن اُبی اور اس کے بہت سے ساتھی بڑے ڈیل ڈول کے تندرست، خوش شکل اور چرب زبان مدینہ کے رئیس لوگ تھے ـــــ یہ لوگ جب اللہ کے رسول کی مجلس میں آتے تو دیواروں سے ٹیکے لگا کر بیٹھتے۔ ان کے شاندار ڈیل ڈول اور ان کی لچھے دار باتوں کو سُنکر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ معزز لوگ اپنے کردار کے اعتبار سے انتہائی پست اور ذلیل لوگ ہوں گے۔
اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کو دیکھو تو ان کے سراپے بڑے شاندار نظر آئیں، بولیں تو ان کی باتیں سُنتے رہ جاؤ مگر اصل میں یہ لکڑی کے کندے ہیں جو دیوار کے ساتھ چن کر رکھ دیئے ہوں ـــــ جیسے لکڑی کا کندہ بالکل ناکارہ ہوتا ہے اگر اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے تو جب وہ چھت یا دروازے میں یا کسی جگہ استعمال ہو۔ دیوار سے لگا کر کُندے کی شکل میں جو لکڑی رکھ دی گئی ہو وہ کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ اسی طرح یہ لوگ ایک بے فائدہ لکڑی کے کُندوں کی طرح ہیں ناکارہ ہیں روح اخلاق اور جوہر انسانیت سے خالی ہیں۔
فرمایا ہر زور کی آواز کو یہ اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔" یعنی اتنے بزدل ہیں کہ انھیں ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کب ان کا راز فاش ہو جائے۔ کب ان کی حرکتیں کھل جائیں۔ ہر وقت سہمے رہتے ہیں۔ کوئی زور کی آواز آئی ڈر جاتے ہیں کہ کہیں یہ ہمارے خلاف ہی تو نہیں۔
فرمایا۔ "یہ پکے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہو۔" کھلے دشمنوں کی بہ نسبت یہ چھپے دشمن زیادہ خطرناک ہیں ان سے محتاط رہو ان سے بچ کر رہو۔
فرمایا "اللہ کی مار ان پر یہ کدھر اُلٹے پھرے جا رہے ہیں۔"
یعنی ان کا ستیاناس ہو کتنا غلط کام کر رہے ہیں۔ کہ بظاہر اپنا ایمان دار ہونا بتاتے ہیں۔ اور حق و صداقت کی روشنی کے بعد پھر اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔
اپنے نفس کے بندے، حسد اور تکبر میں مبتلا کتنی عجیب ہے ان کی یہ اوندھی چالیں جو ان کو الٹا پھرا رہی ہیں۔

وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا یَسۡتَغۡفِرۡ لَکُمۡ رَسُوۡلُ

وَاِذَا	قِیۡلَ	لَهُمۡ	تَعَالَوۡا	یَسۡتَغۡفِرۡ	لَکُمۡ	رَسُوۡلُ
اور جب	کہا جائے	ان سے	تم آؤ	بخشش کی دعا کریں	تمہارے لئے	رسول

اور جب ان سے کہا جائے آؤ بخشش کی دعا کریں رسول اللہ تمہارے لئے

اللّٰهِ لَوَّوۡا رُءُوۡسَهُمۡ وَرَاَیۡتَهُمۡ یَصُدُّوۡنَ

اللّٰهِ	لَوَّوۡا	رُءُوۡسَهُمۡ	وَرَاَیۡتَهُمۡ	یَصُدُّوۡنَ
اللہ	وہ پھیر لیتے ہیں	اپنے سر	اور آپ انھیں دیکھیں	وہ منہ پھیر لیتے ہیں

تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انھیں دیکھیں تو وہ تکبر کرتے ہوئے

وَهُمۡ مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ

وَهُمۡ	مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ	سَوَآءٌ	عَلَیۡهِمۡ	اَسۡتَغۡفَرۡتَ
اور وہ	تکبر کرتے ہیں (تکبر کرتے ہوئے)	برابر	ان پر	آپ بخشش مانگیں

منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان پر (ان کے حق میں) برابر ہے آپ ان کے لئے

لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ لَنۡ یَّغۡفِرَ

لَهُمۡ	اَمۡ	لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ	لَهُمۡ	لَنۡ یَّغۡفِرَ
ان کے لئے	یا	آپ نہ بخشش مانگیں	ان کے لئے	ہرگز نہیں بخشے گا

بخشش مانگیں یا نہ مانگیں۔ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا

اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ۝۶

اللّٰهُ	لَهُمۡ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا یَهۡدِی	الۡقَوۡمَ	الۡفٰسِقِیۡنَ
اللہ	ان کو	بیشک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا	لوگوں	نافرمان

بے شک اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

هُمُ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰی مَنۡ عِنۡدَ

هُمُ	الَّذِیۡنَ	یَقُوۡلُوۡنَ	لَا تُنۡفِقُوۡا	عَلٰی	مَنۡ	عِنۡدَ
وہی	وہ لوگ جو	وہ کہتے ہیں	نہ تم خرچ کرو	پر	جو	پاس

وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو

رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ

رَسُوْلِ	اللّٰه	حَتّٰى	يَنْفَضُّوْا	وَلِلّٰهِ	خَزَآئِنُ	السَّمٰوٰتِ	
رسول	اللہ	یہاں تک	وہ منتشر ہو جائیں	اور اللہ کے لئے	خزانے	آسمانوں	

اللہ کے رسول کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ منتشر (پریشان) ہو جائیں۔ اور آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦

وَالْاَرْضِ	وَلٰكِنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ	لَا يَفْقَهُوْنَ
اور زمین	اور لیکن	منافق (جمع)	وہ نہیں سمجھتے

کے خزانے اللہ (ہی) کے لئے ہیں اور لیکن منافق سمجھتے نہیں۔

⑤ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا
مُعْتَذِرِيْنَ يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا بِالتَّشْدِيْدِ
وَالتَّخْفِيْفِ عَطَفُوْا رُءُوْسَهُمْ
وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ
يُعْرِضُوْنَ عَنْ ذٰلِكَ
وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○

⑤ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ عذر کرو تمہارے لئے
رسول اللہ بخشش چاہیں گے تو وہ سر موڑتے ہیں اور
دیکھے تو ان کو کہ وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور
وہ متکبر ہیں۔

⑥ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ
لَهُمْ اِسْتَغْنٰى بِهَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ
عَنْ هَمْزَةِ الْوَصْلِ اَمْ لَمْ
تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ
اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

⑥ برابر ہے کہ تو ان کے لئے بخشش مانگے یا نہ مانگے اللہ
ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔
بیشک اللہ نہیں راہ دکھاتا فاسقوں کو۔

⑦ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
لِاَصْحَابِهِمْ مِنَ الْاَنْصَارِ
لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ

⑦ وہ لوگ وہ ہیں جو اپنے ساتھیوں کو انصار میں سے کہتے
ہیں کہ
نہ خرچ کرو تم ان لوگوں پر جو پاس رسول اللہ کے ہیں
مہاجرین۔

حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِالرِّزْقِ فَهُوَ الرَّازِقُ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَغَيْرِهِمْ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

تاکہ وہ سب محمد سے جدے ہو کر بھاگ جاویں۔ اور اللہ کے واسطے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ساتھ روزی کے یعنی اللہ روزی دینے والا ہے مہاجرین وغیرہ کو ولیکن منافقین اس کو نہیں سمجھتے۔

تشریح

(۵) توبہ سے کنارہ کشی اور تکبر کا اظہار | ان منافقین کا حال یہ ہے کہ جب ان کی کوئی شرارت کھل جاتی اور ان کے جھوٹ اور خیانت کا پردہ فاش ہو جاتا اور لوگ ان کو سمجھاتے کہ ابھی موقع ہے چلو رسول اللہ ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے اپنا قصور معاف کرالو۔ رسول ؐ کے استغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہاری خطا معاف کر دیں گے ـــــ تو نہ صرف یہ کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آمادہ نہ ہوتے بلکہ بے پروائی کے ساتھ گردن ہلا کر اور سر مٹکا کر چلے جاتے اور اللہ کے رسول کے پاس آنے اور معافی طلب کرنے کو اپنی توہین سمجھتے۔

(۶) منافقین کی مغفرت نہ ہو گی | منافق جن کا کردار یہ ہے کہ وہ صرف دکھاوے کے لئے اور شرارت کے لئے اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں، دل سے ایمان نہیں لائے اور ہر موقع پر ان کے دل کا بغض اور اہل ایمان کے خلاف ان کی نفرت سامنے آجاتی ہے ان کے بارے میں ارشاد ہوا کہ:

"اے نبی ؐ آپ چاہیں ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں یا نہ کریں ان کے لئے یکساں ہے اللہ ہرگز انھیں معاف نہ کرے گا" کیوں کہ یہ معافی کے قابل نہیں ہیں۔

"اللہ فاسق لوگوں کو ہرگز ہدایت نہیں دیتا" ـــــ اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ایک بندہ اللہ کی ہدایت سے منہ موڑ رہا ہو، ہدایت کا طلب گار نہ ہو، اگر ہدایت کی طرف بلایا بھی جائے تو سر جھٹک کر غرور کے ساتھ انکار کر دے۔ اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے ہدایت لئے پھرے۔ جو شخص ہدایت سے پھر گیا ہو اور جس نے اطاعت کے بجائے فسق و نافرمانی کی راہ اختیار کر لی ہو اس کے لئے عام آدمی تو درکنار خود اللہ کا رسول بھی مغفرت کی دعا کرے تو اسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔

ممکن ہے آپ رحمت و شفقت کی وجہ سے ان کے لئے معافی طلب کریں مگر اللہ ایسے لوگوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے اور نہ ایسے نافرمانوں کو ہدایت کی توفیق ملتی ہے۔

سورۂ توبہ یا سورۂ برأت جو سورۂ منافقون کے تین سال بعد نازل ہوئی ہے اس میں اور زیادہ تاکید کے ساتھ اس بات کو بیان فرمایا گیا ہے۔

ارشاد ہوا ہے:-

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (آیت ۸۰ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ)

(اے نبیؐ آپ ایسے لوگوں کے لئے معافی کی درخواست کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ستر مرتبہ بھی انھیں معاف کرنے کی درخواست کریں گے تو اللہ انھیں ہرگز معاف نہیں کرے گا اس لئے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ فاسق لوگوں کو راہِ نجات نہیں دکھاتا۔)

آگے چل کر پھر ارشاد ہوا:۔

" وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ آیت ۸۴ پارہ ۱۰)

(اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو اس کی نمازِ جنازہ کبھی نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور یہ فاسق ہونے کی حالت میں مرے ہیں۔)

غزوۂ تبوک (۹ھ) سے واپسی پر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہوگیا ان کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ مخلص مسلمانوں میں سے تھے وہ نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفن میں لگانے کے لئے آپؐ کا قمیص مبارک مانگا آپؐ نے کمالِ فراخ دلی کے ساتھ اپنا قمیص عطا فرمادیا انھوں نے درخواست کی کہ نماز جنازہ آپ ہی پڑھادیں۔ آپؐ اس کے لئے بھی تیار ہوگئے اور اپنا لعاب مبارک اس کے منھ میں ڈالا۔

حضرت عمرؓ آڑے آتے تھے اور کہتے تھے کہ یارسول اللہ یہ وہی ہے جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی حرکتیں کی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے عمر مجھے استغفار سے منع نہیں کیا بلکہ آزاد رکھا ہے۔ یہ اللہ کا معاملہ ہے کہ وہ معاف کرے یا نہ کرے حضرت عمر کی نظر کسی اور نکتے پر تھی اور نبیؐ پیغمبرانہ شفقت کا اظہار فرمارہے تھے آخر صاف طور پر اگلی آیت میں منع کردیا گیا کہ آپ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔

۷) زمین آسمان کے خزانوں کا مالک اللہ ہے: زمین و آسمان کے تمام خزانے اللہ کی ملکیت ہیں اللہ تعالیٰ رزاق ہے اپنے خزانوں میں سے جس کو جتنا چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں اپنی مخلوق کے روزی رساں وہی ہیں، سب کے رب اور پروردگار ہیں زمین پر کوئی جان دار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔

اللہ تو کیڑوں مکوڑوں، جانوروں اور زمین پر بسنے والی ہر مخلوق کو روزی دیتا ہے مگر یہ منافق اس حقیقت کو سمجھنے کے بجائے یہ سمجھتے ہیں کہ روزی دینے والے ہم ہیں۔ جو لوگ اللہ کی رضا جوئی کے لئے اللہ کے پیغمبر اور ان کے ساتھیوں کی خدمت کرتے ہیں اگر وہ ان کی امداد بند کردیں گے تو کیا اللہ تعالیٰ اپنی روزی کے دروازے بند کردے گا؟ جو لوگ ان پر خرچ کررہے ہیں وہ بھی اللہ کی توفیق سے ہی کر رہے ہیں۔ اللہ کی توفیق نہ ہو تو نیک کام میں خرچ کرنے کے لئے ہاتھ آگے نہیں بڑھتا۔ کہتے ہیں رسول کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کردو تاکہ یہ منتشر ہوجائیں۔ ان کو کھانے کو نہیں ملے گا تو ادھر اُدھر ہوجائیں گے حالاں کہ زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک اللہ ہی ہے۔ مگر یہ منافق اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ

يَقُوْلُوْنَ	لَئِنْ + رَّجَعْنَا	اِلَى + الْمَدِيْنَةِ	لَيُخْرِجَنَّ
وہ کہتے ہیں	اگر ہم لوٹ کر گئے	مدینہ کی طرف	ضرور نکال دے گا

وہ کہتے ہیں اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو معزز ترین (منافق)

الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۚ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ

الْاَعَزُّ	مِنْهَا	الْاَذَلَّ	وَلِلّٰهِ	الْعِزَّةُ	وَ لِرَسُوْلِهٖ	وَ
معزز ترین	وہاں سے	نہایت ذلیل	اور اللہ کیلئے	عزت	اور اس کے رسولؐ کے لئے	اور

نہایت ذلیل کو وہاں سے نکال دے گا۔ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسولؐ اور

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ ع ۱ ۸ ۱۳

لِلْمُؤْمِنِيْنَ	وَ لٰكِنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ	لَا يَعْلَمُوْنَ
مومنوں کے لئے	اور لیکن	منافق (جمع)	نہیں جانتے

مومنوں کے لئے ہے اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	لَا تُلْهِكُمْ	اَمْوَالُكُمْ	وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ	عَنْ
اے	ایمان والو	تمہیں غافل کردیں	تمہارے مال	اور نہ تمہاری اولادیں	سے

اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے

ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ذِكْرِ اللّٰهِ	وَمَنْ	يَّفْعَلْ	ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ
اللہ کی یاد	اور جو	کرے گا	یہ	تو وہی لوگ	وہ

غافل نہ کردیں اور جو یہ کرے گا تو وہی لوگ خسارے میں

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

الْخٰسِرُوْنَ	وَاَنْفِقُوْا	مِنْ	مَّا رَزَقْنٰكُمْ	مِّنْ قَبْلِ	اَنْ يَّاْتِيَ
خسارہ پانے والے	اور تم خرچ کرو	سے	ہم نے تمہیں دیا	اس سے قبل	کہ آجائے

پڑنے والے ہیں۔ اور ہم نے تمہیں جو دیا ہے اس میں سے اس سے قبل خرچ کرو کہ آجائے

أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَآ أَخَّرْتَنِيٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ قَرِيبٍ

أَحَدَكُمُ	الْمَوْتُ	فَيَقُولَ	رَبِّ	لَوْلَآ	أَخَّرْتَنِيٓ	إِلَىٰٓ	أَجَلٍ قَرِيبٍ
تم میں سے کسی کو	موت	تو وہ کہے	اے میرے رب	کیوں نہ	تونے مجھے مہلت دی	تک	ایک قریب کی مدت

تم میں سے کسی کو موت تو وہ کہے اے میرے رب! تونے مجھے کیوں ایک قریبی مدت تک مہلت نہ دی؟

فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّٰلِحِينَ ⑩ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ

فَأَصَّدَّقَ	وَأَكُن	مِّنَ	الصَّٰلِحِينَ	وَلَن يُؤَخِّرَ	اللَّهُ
تو میں صدقہ کرتا	اور میں ہوتا	سے	نیکوکاروں	اور ہرگز ڈھیل نہ دے گا	اللہ

تو میں صدقہ کرتا اور میں نیکو کاروں میں سے ہوتا اور جب اس کی اجل آگئی تو اللہ ہرگز

نَفْسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ⑪

نَفْسًا	إِذَا + جَآءَ	أَجَلُهَا	وَاللَّهُ	خَبِيرٌ	بِمَا	تَعْمَلُونَ
کسی کو	جب آگئی	اس کی اجل	اور اللہ	باخبر	اس سے جو	تم کرتے ہو

کسی کو ڈھیل نہ دے گا اور اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

⑧ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا
أَيْ مِنْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ
إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ
الْأَعَزُّ عَنَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ
مِنْهَا الْأَذَلَّ عَنَوْا بِهِ الْمُؤْمِنِينَ
وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ الْغَلَبَةُ وَلِرَسُولِهِ
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ
لَا يَعْلَمُونَ ۝ ذٰلِكَ

⑧ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹے غزوۃ المصطلق سے مدینہ میں تو جو عزت والے ہیں یعنی ہم، ذلیلوں کو نکالیں گے یعنی مسلمانوں کو۔

اور اللہ کو ہے غلبہ اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو، ولیکن منافقین اس کو نہیں جانتے۔

⑨ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تُلْهِكُمْ تَشْغَلْكُمْ أَمْوَالُكُمْ
وَلَآ أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ
الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ وَمَن
يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ
الْخَاسِرُونَ ۝

⑨ اے ایمان والو تم کو تمہارے اموال اور اولاد ذکر الٰہی یعنی پانچ وقت کی نمازوں سے غافل نہ کریں۔

اور جو ایسا کرے پس وہی ہے ٹوٹا اٹھانے والا۔

⑩ وَأَنْفِقُوا فِي الزَّكَاةِ وَمِمَّا

⑩ اور خرچ کرو زکوٰۃ میں وہ چیز جو ہم نے تم کو دی۔

رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ
لَوْلَاۤ بِمَعْنٰى هَلَّا اَوْ لَا زَائِدَةٌ
وَلَوْ لِلتَّمَنِّيْ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ
قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ بِاِدْغَامِ
التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الصَّادِ اَتَصَدَّقُ
بِالزَّكٰوةِ وَاَكُنْ مِّنَ
الصّٰلِحِيْنَ ○ بِاَنْ اَحُجَّ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
مَا قَصَّرَ اَحَدٌ فِي الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ
اِلَّا سَاَلَ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ

پہلے اس سے کہ آدے موت تم میں سے کسی کی پس وہ کہے اے میرے رب کیوں نہیں موخر کرتا مجھ کو مدت قریب تک کہ میں صدقہ کروں زکوٰۃ دوں۔

اور ہو جاؤں میں نیکی کرنے والوں میں سے یعنی حج کروں میں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جو کوئی حج اور زکوٰۃ میں کوتاہی کرتا ہے وہ ضرور موت کے وقت لوٹنے کے لئے سوال کرتا ہے یعنی یہ کہ مجھ کو مہلت دی جائے

(۱۱) وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا
جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ

(۱۱) اور ہرگز اللہ مؤخر نہ کرے گا موت کسی آدمی کی جب کہ آجاوے گی اور اللہ خبردار ہے تمہارے عملوں سے۔

تشریح

(۸) عزت اللہ اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے | اصلی اور ذاتی عزت تو بالذات اللہ کے لئے مخصوص ہے اس کے بعد اللہ سے تعلق کی وجہ سے بربنا رسالت اللہ کے رسول کے لئے ہے اور اس کے بعد ایمان کی وجہ سے ایمان والوں کے لئے عزت ہے۔ حقیقی عزت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے جو اللہ کے نافرمان ہیں جن کے ظاہر اور باطن میں فرق ہے۔

عبداللہ بن اُبی نے اپنے ساتھیوں کو بھڑکاتے ہوئے کہا کہ مدینہ جاکر جو عزت والا ہے وہ ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ حضرت زید بن ارقم رضہ جو اس وقت نوعمر تھے یہ بات سن رہے تھے۔ انھوں نے جاکر یہ بات اپنے چچا سے کہی جو کہ مدینے کے رئیس لوگوں میں سے تھے۔ اور ان کے چچا نے رسول اللہ صلعم کو بتایا۔ رسول اللہ صلعم نے زید بن ارقم کو بلاکر یہ باتیں پوچھیں تو انھوں نے ساری باتیں نقل کر دیں اور عبداللہ بن اُبی کی یہ بات بھی بتادی کہ اس نے کہا ہے کہ مدینے پہنچ کر عزت والا ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ مگر جب اللہ کے رسول صلعم نے عبداللہ بن اُبی کو بلاکر پوچھا تو اس نے قسم کھاکر صاف انکار کر دیا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی ہے۔

زید بن ارقم کہتے ہیں اس پر میرے چچا اور انصار کے بڑے بوڑھوں نے مجھے بہت ملامت کی اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ حضور صلعم کو بھی میری بات پر یقین نہیں آیا ہے۔ میں دل گرفتہ ہوکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

مگر جب یہ آیات قرآن مجید میں نازل ہوئیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ،

"یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینے واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔"

تو اللہ کے رسول صلعم نے مجھے بلاکر ہنستے ہوئے میرا کان پکڑ کر ارشاد فرمایا "لڑکے کا کان سچا تھا، اللہ نے خود اس کی تصدیق فرمادی۔"

عبداللہ بن اُبی کے بیٹے حضرت عبداللہ رض مخلص مسلمان تھے۔ جب ان کو اپنے والد کے یہ لفظ پہنچے جو اس نے کہے تھے کہ "عزت والا ذلیل کو نکال دے گا" تو وہ باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ جب تک اقرار نہ کرو گے کہ اللہ کے رسول عزت والے ہیں اور تم ذلیل ہو، زندہ نہ چھوڑوں گا اور مدینے میں گھسنے نہ دوں گا۔ آخر مجبور ہو کر اس کو اقرار کرنا پڑا۔

منافقین کی توبیخ کے بعد آگے مومنین کو چند ہدایات دی گئی ہیں کہ دیکھو تم دنیا میں پھنس کر اللہ کی اطاعت اور آخرت کی یاد سے غافل نہ ہو جانا جس طرح یہ لوگ غافل ہو گئے ہیں۔

(۹) اللہ کی یاد سے غفلت ساری خرابیوں کی جڑ ہے | اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں کہ دیکھو دھیان رہے اللہ کی یاد سے غفلت ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔ اگر انسان کو یہ یاد رہے کہ وہ ایک اللہ کا بندہ ہے۔ اللہ اس کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ وہ آزاد نہیں ہے اسے اللہ کے سامنے جا کر ایک دن اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو انسان گمراہی اور بدعملی سے بچ سکتا ہے۔

دنیا کی چیزوں میں مال اور اولاد ایسی چیزیں ہیں کہ زیادہ تر انسان مال و دولت کے لالچ میں یا اولاد کے مفاد کی خاطر نافرمانی اور گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لئے خصوصیت کے ساتھ ان دو چیزوں کا ذکر کیا ہے کہ دیکھو خاص طور پر یہ چیزیں اور دنیا کی ہر وہ چیز جس میں مشغول ہو کر خدا کی یاد سے غفلت ہو جائے ہلاک کرنے والی ہیں اور اس میں انسان کا نقصان ہی نقصان ہے۔ اس میں پڑ کر دنیا میں قلبی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا اور آخرت بھی کھوئی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا۔ "وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ۔ (سورۂ طٰہٰ - ۱۲۴)

(اور جو میرے ذکر (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

(۱۰) موت سے پہلے راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب | منافقین کا کہنا تھا کہ رسول کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو۔ یہاں ارشاد ہو رہا ہے کہ موت کا وقت آنے سے پہلے پہلے جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ یہ رزق جو تمہارے پاس ہے کس کا دیا ہوا ہے، اس کا مالک کون ہے؟۔ اس کا مالک اور دینے والا اللہ ہے۔ اللہ کا مال اللہ کے راستے میں اللہ کے بندوں پر خرچ کر کے اللہ کو راضی کرنا ہے۔ اس سے پہلے پہلے کہ موت آجائے اور اس وقت پچھتائے کہ کاش مجھے تھوڑی سی مہلت مل جاتی اور میں خوب صدقہ خیرات کر کے اور نیک کام کر کے اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا مگر اس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ہوگا۔

(۱۱) موت اپنے مقررہ وقت پر آکر رہے گی | اللہ تعالیٰ نے جو موت کا وقت مقرر کر دیا ہے وہ آگے پیچھے نہیں ہو سکتا جس کی جتنی عمر لکھ دی ہے اور جو میعاد مقرر کر دی ہے اس کے پورا ہو جانے پر ایک لمحے کی ڈھیل اور تاخیر نہیں ہو سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی خوب باخبر ہیں کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتوی کر دی جائے یا تمہیں دوبارہ دنیا میں واپس کر دیا جائے تب تم کیسے عمل کرو گے۔ وہ سب کے ظاہری باطنی اعمال سے پوری طرح باخبر ہیں اور سب کی استعداد اور صلاحیت کو اچھی طرح جانتے ہیں

۶۴

اَلتَّغَابُنُ

○ ترتیب تلاوت	۶۴	○ ترتیب نزول	۱۰۸
○ مکی / مدنی	مدنی	○ تعداد رکوعات	۲
○ تعداد آیات	۱۸	○ تعداد الفاظ	۲۴۷
○ تعداد حروف	۱۱۲۲		

○ اس سورۃ کی آیت ۹ ہے،

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۔

(جب اجتماع کے دن وہ تم سب کو اکٹھا کرے گا وہ دن ہوگا ایک دوسرے کے مقابلے میں لوگوں کی ہار جیت کا۔)

اس آیت میں لفظ تغابن کو لے کر سورۃ کا نام التغابن رکھا گیا ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں لفظ تغابن آیا ہے۔

○ سورت کے مضمون سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مدینہ طیبہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

○ اس سورت میں انسانوں کو خطاب کر کے چار بنیادی سچائیوں سے باخبر کیا گیا ہے۔ اور وہ صداقت ان کے سامنے رکھ دی گئی ہے جس پر انسانی زندگی کی کامیاب تعمیر ہوسکتی ہے۔

۱ــ یہ کہ یہ کائنات جس میں انسان اور اللہ کی مخلوق رہتی ہے یہ بے خدا کے نہیں ہے۔ اس کائنات کا بنانے والا، اس کا مالک اور حاکم اور اس پوری کائنات کا پروردگار وہ قادر مطلق ہے جس کی شہادت یہ پوری کائنات دے رہی ہے کہ وہ علیم ہے، کامل ہے، ہر نقص سے پاک ہے اس لئے یہ بات تمام انسانوں کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ یہ کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل رہی ہے۔

۲۔ دوسری بات اس سورت میں یہ بتائی گئی ہے کہ یہ عظیم کائنات بے مقصد اور بے حکمت نہیں ہے۔ اس کے بنانے والے نے اس کو بڑی حکمت کے ساتھ اور ایک بڑے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے تخلیق کیا ہے۔

۳۔ تیسری بات اس سورت کے مضامین میں یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت اور اعلیٰ سیرت پر پیدا کیا ہے اور پھر اس کو اختیار دیا ہے کہ وہ ہدایت اور ضلالت میں سے جو راستہ چاہے اختیار کرے۔

اللہ کا یہ اختیار دینا ایسا نہیں ہے کہ اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو۔ ہدایت اور گمراہی دونوں کا نتیجہ یقیناً سامنے آئے گا اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم اپنی مرضی کا استعمال کیوں کر کرتے ہو اور اللہ کی دی ہوئی آزادی کو کس طرح برتتے ہو۔

۴۔ چوتھی بات اس سورت میں یہ بتائی گئی ہے کہ انسان کی حیثیت غیر ذمہ دارانہ نہیں ہے۔ تم اللہ کے سامنے جوابدہ ہو اس ہستی کے سامنے جس سے تمہاری کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے وہ تمہارے دل کے وسوسوں اور خیالات تک سے آگاہ ہے۔

○ ان چار باتوں کو ذہن نشین کرانے کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا میں جتنی قومیں تباہی سے دوچار ہوئی ہیں ان کی بربادی کے اصل اسباب کیا تھے۔

بتایا گیا کہ قوموں کی بربادی کے اسباب میں پہلا سبب یہ تھا کہ اللہ نے جب ان کی طرف اپنے رسولوں کو اپنی ہدایت کے ساتھ بھیجا تو انھوں نے اللہ کے رسولوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور وہ قومیں اپنے خود ساختہ فلسفے گھڑ گھڑ کے گمراہی در گمراہی میں بھٹکتی چلی گئیں۔ انھوں نے رنگ، نسل، زبان اور جغرافیہ کی بنیاد پر انسانوں کو تقسیم کیا۔ اس تقسیم سے باہمی نفرت پیدا ہوئی، دوریاں بڑھیں، جھگڑے لڑائیاں ہوئیں جنگیں ہوئیں، مار کاٹ ہوئی، قتل و خون ہوئے اور آخر انسانیت تہس نہس ہو گئی۔

دوسری وجہ بربادی کی یہ تھی کہ ان قوموں نے آخرت کی جوابدہی کو چھوڑ کر یہ سمجھ لیا کہ بس یہ دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے۔ اس چیز نے ان کے پورے رویے کو بدل کر رکھ دیا ان کے اخلاق ان کا کردار گرتا چلا گیا۔ ان کی دنیا بھی تباہ ہو گئی اور آخرت بھی برباد ہوئی۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ

○ انسانی تاریخ کی یہ دو سچائیاں سامنے رکھ کر دعوت دی گئی ہے کہ پچھلی قوموں کے انجام سے سبق لیں اور اس دن سے ڈریں جب اولین آخرین سب ایک جگہ جمع کئے جائیں گے اور انسانوں کی قسمت کا فیصلہ کیا جائے گا۔

○ اہل ایمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہیں جو بھی آزمائش آتی ہے وہ اللہ کے حکم سے آتی ہے۔

○ اہل ایمان کو بتایا گیا کہ ایمان لانے کے بعد ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی جائے۔ بتایا گیا کہ مومن کا مال اور اس کی اولاد ایک بڑی آزمائش ہے۔ اور فرمایا کہ ہر انسان اپنی طاقت کے مطابق ہی مکلف ہے مگر کوشش کرتا رہے کہ اس کی گفتار اور کردار اللہ کی حدود کے اندر رہیں۔

اٰیَاتُهَا ۱۸	۶۴	سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۸	فِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ

يُسَبِّحُ + لِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	لَهُ
وہ پاکیزگی بیان کرتا ہے اللہ کی	جو	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں	اسی کے لئے

اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے جو بھی آسمانوں میں اور جو بھی زمین میں ہے، اسی کے لئے ہے

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ

الْمُلْكُ	وَلَهُ	الْحَمْدُ	وَهُوَ	عَلٰى	كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	هُوَ
بادشاہی	اور اسی کے لئے	تمام تعریفیں	اور وہ	پر	ہر شے	قدرت رکھنے والا	وہی

بادشاہی اور اسی کے لئے ہیں تمام تعریفیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے وہی ہے

الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ

الَّذِيْ	خَلَقَكُمْ	فَمِنْكُمْ	كَافِرٌ	وَّمِنْكُمْ	مُّؤْمِنٌ	وَاللّٰهُ
جس نے	تمہیں پیدا کیا	تو تم میں سے	کوئی کافر	اور تم میں سے	کوئی مومن	اور اللہ

جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ
اس کو جو	تم کرتے ہو۔	دیکھنے والا۔

اس کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَكِّيَّةٌ اَوْ مَدَنِيَّةٌ
ثَمَانِيْ عَشَرَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يُنَزِّهُهُ فَاللَّامُ زَائِدَةٌ وَاَتٰى بِمَا دُوْنَ مَنْ تَغْلِيْبًا لِلْاَكْثَرِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

سورۃ التغابن مکی ہے یا مدنی اس میں اٹھارہ آیتیں ہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ الخ پاکی بیان کرتی ہیں اللہ کی تمام چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں۔ اس کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(۲) هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ
مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ فِیْ اَصْلِ الْخِلْقَةِ ثُمَّ
یُمِیْتُهُمْ وَیُعِیْدُهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○

(۲) اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو بعض تم میں سے کافر ہیں اور بعض مومن اصل پیدائش میں پھر اللہ ان کو اسی پر مارے گا اور دوبارہ زندہ کرے گا اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

تشریح

(۱) اسی کا راج اسی کی تعریف | چھوٹی سے چھوٹی مخلوق سے لے کر بڑی سے بڑی مخلوق تک، زمین سے لے کر آسمانوں کی وسعتوں تک جدھر بھی نظر ڈالو گے تمہیں معلوم ہوگا کہ ایک ایک چیز اللہ کے وجود پر گواہی دے رہی ہے اور زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ اس کا بنانے والا ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے۔

پوری کائنات پر اسی کی حکومت ہے جس میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اگر کسی دوسرے کو عارضی اور محدود پیمانے پر تصرف کے اختیار ہیں تو وہ ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ کے عطا کیے ہوئے ہیں۔

حقیقت میں تعریف کا مستحق وہی ہے، جس میں بھی کوئی خوبی اور کمال ہے وہ اسی کا دیا ہوا ہے۔

اصل شکر گزاری کا مستحق بھی وہی ہے اگر ہم کسی دوسرے کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو اس لیے کہ وہ اللہ کی نعمت ہم تک پہنچانے کا ذریعہ بنا ہے۔

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اس قادر مطلق کے فیصلوں کو نافذ کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا اس لیے پوری کائنات پر راج بھی اسی کا ہے لائق تعریف اور قابل شکر گزاری وہی عظیم ہستی ہے۔

(۲) اللہ ہی خالق ہے۔ کسی نے اس سچائی کو مانا کسی نے نہیں مانا | اللہ ہی تمہارا خالق اور پیدا کرنے والا ہے تم خود بخود پیدا نہیں ہوئے اسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہو۔ اس سچائی کو کوئی مانتا ہے اور کوئی اس حقیقت کا انکار کرتا ہے۔

اسی نے اختیار دیا ہے مجبور نہیں کیا تم چاہو تو اس سچائی کو تسلیم کرو اور چاہو تو انکار کر دو اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اسے معلوم ہے کہ تم اپنے اختیار کو کس طرح استعمال کرتے ہو۔

اللہ نے تمہیں صحیح فطرت پر پیدا کیا اس فطرت سلیمہ کا تقاضا یہ ہے کہ تم اپنے پیدا کرنے والے کے آگے سر جھکا دو اور اللہ کی بنائی ساخت کو نہ بدلو۔ اگر تم اس فطرت کے خلاف چلتے ہو تو اس کی ذمہ داری تمہارے اوپر ہے۔

اللہ ہی تم کو عدم سے وجود میں لایا۔ تمہارا وجود میں آنا ایسی نعمت ہے جس کی وجہ سے تم دوسری نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔ اگر تم غور کرتے کہ ہمارا وجود اللہ کی نعمت ہے تو تم کبھی وہ راستہ اختیار نہ کرتے جو اللہ کے راستے سے ہٹ کر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب کو فطرت سلیمہ پر پیدا کیا تھا اس کا تقاضا یہ تھا کہ انسان اپنی اصل فطرت پر قائم رہتا۔ مگر گردوپیش کے حالات سے متاثر ہو کر انسان نے فطرت کے خلاف راہ اختیار کی۔

اللہ کو علم تھا کہ کون اپنے ارادے اور اختیار سے کس طرف جائے گا اور اس کے مطابق سزا اور جزا کا مستحق ہوگا۔ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے مگر اللہ کے علم نے انسان کے ارادے اور اختیار کی طاقت کو چھینا نہیں۔

اسی علم کا نام تقدیر ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ

خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ	وَصَوَّرَكُمْ
اس نے پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	حق کے ساتھ	اور تمہیں صورتیں دیں

اس نے آسمانوں اور زمینوں کو درست تدبیر کے ساتھ پیدا کیا اور تمہیں صورتیں دیں

فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۳ يَعْلَمُ مَا فِي

فَاَحْسَنَ	صُوَرَكُمْ	وَاِلَيْهِ	الْمَصِيْرُ	يَعْلَمُ	مَا	فِي
تو بہت اچھی	تمہیں صورتیں دیں	اور اسی کی طرف	بازگشت	وہ جانتا ہے	جو	میں

تو تمہیں بہت ہی اچھی صورتیں دیں اور اسی کی طرف بازگشت ہے (لوٹ کر جانا ہے) وہ جانتا ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَيَعْلَمُ	مَا تُسِرُّوْنَ	وَمَا
آسمانوں	اور زمین	اور جانتا ہے	جو تم چھپاتے ہو	اور جو

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو تم

تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۴

تُعْلِنُوْنَ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	بِذَاتِ	الصُّدُوْرِ
تم ظاہر کرتے ہو	اور اللہ	جاننے والا	بھید	دلوں کے

ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔

(۳) خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ اِذْ جَعَلَ شَكْلَ الْاٰدَمِيِّ اَحْسَنَ الْاَشْكَالِ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○

(۳) پیدا کیا اس نے آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے اور صورت بنائی تمہاری، پس اچھی کی صورتیں تمہاری اس واسطے کہ آدمی کی شکل سب شکلوں میں عمدہ بنائی اور اسی کی طرف جانا ہے۔

(۴) يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ○ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْاَسْرَارِ وَالْمُعْتَقَدَاتِ

(۴) وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔

اور اللہ جاننے والا ہے سینوں کی باتوں کو یعنی جو کچھ سینہ میں ہیں بھید اور عقائد۔

تشریح

(۳) <u>تخلیقِ کائنات کی حکمت ، انسان کی صلاحیت اور اس کی ذمہ داری</u> اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے زمین و آسمان کو برحق پیدا کیا ہے اور تمہاری صورت بنائی اور بڑی عمدہ بنائی ہے اور اسی کی طرف آخر کار تمہیں پلٹنا ہے۔

○ انسان اگر غور کرے تو کائنات کی تخلیق اپنے پیچھے ایک معقول مقصد اور حکمت رکھتی ہے اس کائنات کی ایک ایک چیز میں مقصدیت موجود ہے۔ ہر چیز میں معقولیت ہے اور بے پناہ حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ انسان ذرا سے غور و فکر سے سمجھ لیتا ہے کہ کون سی چیز کس مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اسی لئے انسانی تمدن کا قافلہ بڑی تیزی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

○ اس بامقصد کائنات میں انسان کو رکھ کر دیکھو تو صورت اور سیرت سے لے کر اس کی ہر ہر چیز پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ پروردگار کی تخلیق کا شاہکار اور عالم اصغر ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ اس عالم اصغر کو یوں ہی بلا وجہ پیدا کیا گیا ہو۔ اس کو آزادی عطا کی گئی اور اختیار دیا گیا ہو اس کو اچھے برے کی تمیز اور شعور دیا گیا ہو اس کو وہ بہترین صلاحیتیں دی گئی ہوں جس سے یہ کائنات کے عقدے حل کرے۔ صاف نظر آتا ہے کہ انسان اس کائنات کا مرکزی نقطہ ہے۔

جب کائنات کی تخلیق بے مقصد نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ انسان جیسی مخلوق یوں ہی بے مقصد پیدا کی گئی ہو اور وہ شتر بے مہار بنا رہے۔ اس سے باز پرس نہ کی جائے۔

○ باز پرس اور حساب کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا ہے وہ ہے جب اس دنیا کی بساط لپیٹ دی جائے اور انسان کے اعمال اور کاموں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

باز پرس کے لئے عالم آخرت اس لئے رکھا گیا ہے کہ دنیا میں ان کے اعمال کے نتائج کا سلسلہ آخر تک چلتا رہتا ہے ایک شخص نے ایک کام کیا نسل در نسل اس کے نتائج اس کے فائدے اور نقصان سامنے آئے اس سب کی ذمہ داری اس پر ہے جس نے اس کام کا آغاز کیا تھا ۔ اس لئے مکمل محاسبہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب پوری نوع انسانی کا کارنامۂ حیات ختم ہو جائے اور تمام اولین و آخرین بیک وقت جواب دہی کے لئے جمع کئے جائیں۔ یہی ہے اللہ کی طرف پلٹ کر جانا۔

(۴) <u>اللہ علیم و خبیر ہے اس کائنات کو حق کے ساتھ بنایا ہے اور وہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرے گا۔</u> کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے زمین و آسمان کی ہر ہر چیز کا اسے علم ہے کوئی چیز چھپی ہو یا ظاہر، کوئی کام چھپا کر کیا جائے یا اعلانیہ سب اس کو معلوم ہے یہاں تک کہ وہ دلوں کا حال بھی جانتا ہے۔ کس نے کوئی کام کس نیت سے اور کس ارادے سے کیا ہے یہ بھی اس کو معلوم ہے۔ کیوں کہ اس نے اس پوری کائنات زمین اور آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے کوئی چیز خلاف حق نہیں ہے اور حق و صداقت کا تقاضا ہے کہ کامل اور مکمل عدل و انصاف نیت اور ارادے کے ساتھ ہو ۔ اور اس دنیا میں ممکن نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ایک اور عالم برپا کرے گا جس کا نام عالم آخرت ہے وہاں پوری پوری شہادت اور ہر عمل کا پورا پورا حساب ایک دوسرے قانونِ فطرت کے مطابق لیا جائے گا۔ اور اس طرح کوئی عمل ایسا نہ ہوگا جس کا کوئی حصہ چھپا رہ جائے۔ اس طرح کا ایک مکمل انصاف اس دنیا کی بناوٹ کے اعتبار سے یہاں ممکن نہیں ہے یہاں بہت سی باتیں چھپی رہ جاتی ہیں بہت سے مجرم چھوٹ جاتے ہیں اور بہت سے بے قصور سزایاب ہو جاتے ہیں اس لئے اس کائنات کے برحق ہونے کا تقاضا ہے کہ ایک اور عالم برپا ہو جس میں اس دنیا کے اعمال کے پورے پورے نتائج سامنے آئیں اور ہر ایک کو پورا پورا انصاف ملے۔

اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا

اَلَمْ یَاْتِكُمْ	نَبَؤُا	الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	مِنْ قَبْلُ	فَذَاقُوْا
کیا نہیں آئی تمہارے پاس	خبر	جن لوگوں نے کفر کیا	اس سے قبل	تو انھوں نے چکھ لیا

کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا تو انھوں نے وبال چکھ

وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ

وَبَالَ	اَمْرِهِمْ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِیْمٌ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهٗ
وبال	اپنے کام	اور ان کے لئے	عذاب	دردناک	یہ	اس لئے کہ وہ

لیا اپنے کام کا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ ان کے

كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا

كَانَتْ + تَّاْتِیْهِمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَیِّنٰتِ	فَقَالُوْٓا	اَبَشَرٌ	یَّهْدُوْنَنَا
آتے تھے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح نشانیوں کے ساتھ	تو وہ کہتے	کیا بشر	وہ ہدایت دیتے ہیں ہمیں

پاس رسول واضح نشانیوں کے ساتھ آتے تھے تو وہ کہتے کیا بشر ہمیں ہدایت دیتے ہیں

فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ⑥

فَكَفَرُوْا	وَتَوَلَّوْا	وَّاسْتَغْنَى	اللّٰهُ	وَاللّٰهُ	غَنِیٌّ	حَمِیْدٌ
تو انھوں نے کفر کیا	اور وہ پھر گئے	اور بے نیازی فرمائی	اللہ	اور اللہ	بے نیاز	ستودہ صفات

تو انھوں نے کفر کیا اور پھر گئے۔ اور اللہ نے بے نیازی فرمائی اور اللہ بے نیاز ستودہ صفات (سزاوار حمد) ہے

زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّیْ

زَعَمَ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوْٓا	اَنْ	لَّنْ یُّبْعَثُوْا	قُلْ	بَلٰى	وَرَبِّیْ
دعویٰ کیا	ان لوگوں نے جو	وہ کافر ہوئے	کہ	وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے	فرما دیں	ہاں	میرے رب کی قسم

ان لوگوں نے دعویٰ کیا جو کافر ہوئے کہ وہ ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ آپ فرما دیں ہاں! یوں نہیں میرے رب کی قسم

لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ⑦

لَتُبْعَثُنَّ	ثُمَّ + لَتُنَبَّؤُنَّ	بِمَا عَمِلْتُمْ	وَذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ	یَسِیْرٌ
البتہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے	پھر البتہ تمہیں ضرور جتلایا جائے گا	جو تم کرتے تھے	اور یہ	اللہ پر	آسان

تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہیں جتلا دیا جائے گا جو تم کرتے تھے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

۵ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ یَا کُفَّارَ مَکَّۃَ نَبَؤُا خَبَرُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِہِمۡ عُقُوۡبَۃَ کُفۡرِہِمۡ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ○ مُؤۡلِمٌ

۵ کیا تمہارے پاس نہیں پہنچی خبر ان لوگوں کی جو پہلے سے کافر ہوئے۔

پس چکھا انھوں نے دنیا میں وبال اور عذاب اپنے کفر کا اور ان کے لئے آخرت میں عذاب سخت ہے۔

۶ ذٰلِکَ اَیۡ عَذَابُ الدُّنۡیَا بِاَنَّہٗ ضَمِیۡرُ الشَّاۡنِ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ الۡحُجَجِ الظَّاہِرَاتِ عَلَی الۡاِیۡمَانِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ اُرِیۡدَ بِہِ الۡجِنۡسُ یَّہۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَتَوَلَّوۡا عَنِ الۡاِیۡمَانِ وَّاسۡتَغۡنَی اللّٰہُ عَنۡ اِیۡمَانِہِمۡ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنۡ خَلۡقِہٖ حَمِیۡدٌ ○ مَحۡمُوۡدٌ فِیۡ اَفۡعَالِہٖ

۶ یہ عذاب دنیا کا ان کو اس لئے کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر ایمان کی ظاہر دلیلیں لائے۔ پس انھوں نے ان کو نہ مانا۔

اور کہنے لگے کیا آدمی ہم کو ہدایت کریں گے۔ سو کفر کیا انھوں نے اور منہ موڑا ایمان سے اور مستغنی ہوا اللہ ان کے ایمان سے۔ اور اللہ بے پرواہ ہے اپنی مخلوق سے۔ حمد کیا گیا ہے اپنے افعال میں۔

۷ زَعَمَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ مُخَفَّفَۃٌ وَاسۡمُہَا مَحۡذُوۡفٌ اَیۡ اَنَّہُمۡ لَّنۡ یُّبۡعَثُوۡا ؕ قُلۡ بَلٰی وَرَبِّیۡ لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ ؕ وَذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ○

۷ کافروں نے گمان کیا کہ وہ مبعوث نہ ہوں گے۔

اے محمدؐ کہہ دے کہ بیشک تم مبعوث ہوگے قسم ہے میرے رب کی پھر تم کو خبر دی جاوے گی تمہارے عملوں کی

اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

تشریح

۵ دنیا کی عذاب یافتہ قومیں دنیا میں جن قوموں پر ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ کا عذاب آیا اور ان کو یہاں بھی سزا بھگتنی پڑی جیسے قوم عاد قوم ثمود وغیرہ اگرچہ یہ ان کے جرائم کی پوری پوری سزا نہ تھی پوری سزا تو آخرت میں ان کو بھگتنی ہے مگر دنیا میں جو عذاب ان پر نازل ہوا اس سے اتنا سبق تو سمجھا ہی جاسکتا ہے کہ جو قوم بھی اللہ کے مقابلے پر نافرمانی کا رویہ اختیار کرتی ہے وہ اسی طرح بگڑ جاتی ہے اور آخر اس کو انجام بد دیکھنا پڑتا ہے۔

دنیا میں قوموں میں بگاڑ کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ انھوں نے اللہ کی دکھائی ہوئی ہدایت کو ماننے سے انکار کیا اس سے ان کے اخلاق اور کردار بگڑتے چلے گئے۔ کمزوروں پر انھوں نے ظلم ڈھانا شروع کیا غریبوں کا استحصال کرنے لگے، لوگوں کا جینا دوبھر کردیا آخر اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا اور دنیا کو ان کی شامت سے چھٹکارا ملا۔

(۶) گذشتہ قوموں کے بگاڑ کا سبب اللہ کے رسولوں کی دعوت ماننے سے انکار | گذشتہ قوموں کا بگاڑ اور پھر انجام بد کے مستحق وہ اس لئے ہوئے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی دلیلیں اور نشانیاں لے کر آتے رہے مگر انھوں نے کہا کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ اس طرح انھوں نے ماننے سے انکار کیا اور منہ پھیر لیا۔ تب اللہ بھی ان سے بے پرواہ ہو گیا اور اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ یعنی ان کی تباہی کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جب اللہ کے رسول کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے جو اس بات کی دلیل تھی کہ وہ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو دعوت انھوں نے پیش کی وہ نہایت معقول تھی اور انھوں نے صاف صاف بتایا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

اس کے باوجود لوگوں نے یہ کہہ کر ان کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا کہ کیا بشر اللہ کا رسول ہو سکتا ہے؟ حالانکہ اللہ کا رسول بشر ہی کو ہونا چاہیئے تاکہ وہ ان کے سامنے عملی نمونہ پیش کرسکے مگر یہ عجیب بات ہے کہ اللہ کے رسول جب حق بات لے کر آئے اور بے لاگ سچائی ان کے سامنے رکھی تو لوگوں نے ان کی رہنمائی قبول کرنے سے انکار کیا۔ یہ تھی لوگوں کی گمراہی کی بنیادی وجہ۔ جب لوگ اللہ کی ہدایت سے بے پرواہ ہو گئے تو اللہ نے بھی ان کی طرف سے رخ پھیر لیا، گرنے دو جس گڑھے میں گریں اللہ کو نہ ان کی عبادت کی ضرورت تھی نہ وہ ان کی حمد و ثنا کا محتاج تھا وہ تو ان کی بھلائی کے لئے انھیں راہ راست دکھانا چاہتا تھا۔

(۷) رسالت کے ساتھ آخرت کا بھی انکار | حق کا انکار کرنے والوں کی گمراہی کی ایک وجہ تو یہ رہی کہ انھوں نے رسولوں کو ماننے سے انکار کیا اور دوسری وجہ ان کی گمراہی کی یہ ہوئی کہ انھوں نے آخرت کا انکار کیا اور بڑے دعوے کے ساتھ کہا کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز نہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کے مقابلہ میں ارشاد فرمایا کہ اے نبیؐ ان سے کہو تمہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ قسم کھا کر کہنے کی بات ایک نبی کی زبان سے ہی ہو سکتی ہے کیوں کہ وہ جو کچھ کہتا ہے پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ کہتا ہے۔

قسم کھانے کے ساتھ ساتھ وہ دلیل بھی دے رہا ہے کہ پھر تمہیں ضرور بتایا جائے گا کہ تم نے دنیا میں کیا کچھ کیا ہے۔

یعنی جب اللہ نے اس کائنات کو حق پر بنایا ہے اور اس کی تخلیق میں انتہائی حکمت ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان جیسی با اختیار مخلوق کو غیر ذمہ دار بنا کر چھوڑ دے اور اس سے یہ نہ پوچھے کہ اس نے کیا کیا ہے؟

آخرت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے جب وہ پہلی بار پیدا کرسکتا ہے تو اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ جو کائنات کا اتنا بڑا انظام بنا سکتا ہے، یہ زمین اور آسمان بنا سکتا ہے کیا وہ انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا۔؟

آخرت کے حساب سے بے فکری قوموں کی گمراہی کی بڑی وجہ رہی ہے انسان کو اگر آخرت کے حساب کتاب کی فکر نہ ہو اس کے دل پر کسی کی پہرہ داری نہ ہو تو بڑے سے بڑا قانون بھی انسان کو برائی سے بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جن قوموں نے آخرت کا انکار کیا وہ دنیا کے عیش و عشرت میں مبتلا ہوئیں اور آخر گمراہی کے گڑھے میں گر کر رہیں۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ

فَاٰمِنُوْا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَالنُّوْرِ	الَّذِیْٓ	اَنْزَلْنَا	وَاللّٰهُ
پس تم ایمان لاؤ	اللہ پر	اور اس کے رسول	اور نور	وہ جو	ہم نے نازل کیا	اور اللہ

پس تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ⑧ یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ	خَبِیْرٌ	یَوْمَ	یَجْمَعُكُمْ	لِیَوْمِ الْجَمْعِ
جو تم کرتے ہو اس سے	باخبر	جس دن	وہ جمع کرے گا تمہیں	جمع ہونے (قیامت) کے دن

تم جو کچھ کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔ جس دن وہ تمہیں جمع کرے گا (یعنی قیامت کے دن)

ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ

ذٰلِكَ	یَوْمُ التَّغَابُنِ	وَمَنْ	یُّؤْمِنْ	بِاللّٰهِ	وَیَعْمَلْ
یہ	نقصان اٹھانے (ہار جیت) کا دن	اور جو	وہ ایمان لائے	اللہ پر	اور وہ کام کرے

یہ ہار جیت کا دن ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے

صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

صَالِحًا	یُّكَفِّرْ	عَنْهُ	سَیِّاٰتِهٖ	وَیُدْخِلْهُ	جَنّٰتٍ
اچھے	وہ دور کردے گا	اس سے	اس کی برائیاں	اور وہ اسے داخل کرے گا	باغات

کام کرے وہ (اللہ) اس سے اس کی برائیاں دُور کردے گا اور وہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ

تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِیْنَ	فِیْهَآ
جاری ہیں	ان کے نیچے	نہریں	ہمیشہ رہیں گے	ان میں

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ⑨

اَبَدًا	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ	الْعَظِیْمُ
ہمیشہ	یہ	کامیابی	بڑی

یہ بڑی کامیابی ہے۔

(۸) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

(۸) سو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور قرآن پر جو ہم نے اتارا
اور اللہ جانتا ہے تمہارے عملوں کو۔

(۹) اُذْكُرْ یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ یُغْبِنَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِیْنَ بِاَخْذِ مَنَازِلِهِمْ وَاَهْلِیْهِمْ فِی الْجَنَّةِ لَوْ اٰمَنُوْا وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُدْخِلْهُ دَارِیْ قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنِ فِی الْفِعْلَیْنِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

(۹) یاد کر جس دن کہ وہ تم کو جمع کرے گا قیامت میں وہ دن غبن اور نقصان اٹھانے کا ہے،
کہ ایمان والے کافروں کو نقصان میں ڈالیں گے کہ کافروں کے لئے جو مکانات جنت میں تیار رہیں اگر وہ ایمان لاتے اور حوریں جو اُن کو ملتیں بشرط ایمان لانے کے وہ سب مومنین لے لیں گے۔ اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاوے اور نیک عمل کرے اللہ اس کے گناہ معاف فرمادے گا اور اس کو داخل کرے گا ایسے باغوں میں
جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی نجات ہے۔

تشریح

(۸) قرآن کی پیش کردہ ہدایت کو مانو اور اس پر چلو اوپر بتایا گیا ہے کہ قوموں کی گمراہی اور ان کی بربادی کے دو اسباب ہیں ایک رسولوں کی بات نہ ماننا اور دوسرے آخرت کا انکار کرنا۔ اس راستے پر چل کر اپنے آپ کو تباہ و برباد مت کرو اللہ پر اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو رسول پر نازل ہوئی ہے، ایمان لاؤ۔ اللہ کی یہ کتاب ایک ایسی روشنی ہے جو خود بھی چراغ کی طرح روشن ہے اور دوسری چیزوں کو بھی روشن کررہی ہے۔ اس کی روشنی میں انسان ان مسئلوں کو سمجھ سکتا ہے جس کے لئے اس کا علم اور اس کی سمجھ کافی نہیں ہے یہ چراغ اس سیدھی راہ کو روشن کرکے دکھاتا ہے جس پر چل کر انسان منزل مراد پر پہنچ سکتا ہے اس کو ماننے کے ساتھ ساتھ اس پر خلوص دل سے عمل بھی کرو اس لئے کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

(۹) قیامت کا دن ہار جیت کے فیصلے کا دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع کرے گا قیامت کا وہ دن تغابن ہار جیت کے فیصلے کا دن ہوگا، اس دن پتہ لگے گا کہ کس نے غلط جگہ کھپا کر اپنا دیوالہ نکال لیا اور کس نے اپنی صلاحیتوں کو صحیح جگہ لگا کر سارے فائدے لوٹ لئے۔ جو صحیح معنی میں اللہ پر ایمان لائے گا جیسا کہ ایمان لانا چاہئے اور نیک عمل کرے گا وہ عمل جو اس کو اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر کرنا چاہئے اس سے اگر کچھ انجانے میں کچھ کوتاہیاں ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ اس کی بھول چوک کو ایمان اور نیک کاموں کی برکت سے معاف کردے گا۔ اور اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ لوگ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے ۔ وہ دن اس کامیابی کا دن ہوگا اور یہ کامیابی صاحبِ ایمان اور عمل صالح کرنے والے نیک انسانوں کو حاصل ہوگی۔

اس کے مقابلے میں ایمان نہ لانے والوں کا کیا حال ہوگا اس کا بیان اگلی آیت میں آرہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اَصْحٰبُ	اُولٰٓئِكَ	بِاٰيٰتِنَآ	وَكَذَّبُوْا	كَفَرُوْا	وَالَّذِيْنَ
والے	یہی لوگ	ہماری آیتوں کو	اور انھوں نے جھٹلایا	کفر کیا	اور جن لوگوں نے

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخ والے

ع ۱۵

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑩ مَآ اَصَابَ مِنْ

مِنْ	مَآ اَصَابَ	الْمَصِيْرُ	وَبِئْسَ	فِيْهَا	خٰلِدِيْنَ	النَّارِ
کوئی	نہیں پہنچی	جائے بازگشت (ٹھکانا)	اور بُری	اس میں	ہمیشہ رہیں گے	دوزخ

ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بُری جائے بازگشت (بُرا ٹھکانا) ہے کوئی مصیبت نہیں

مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ

يَهْدِ	بِاللّٰهِ	يُّؤْمِنْ	وَمَنْ	بِاِذْنِ اللّٰهِ	اِلَّا	مُّصِيْبَةٍ
ہدایت دیتا	اللہ پر	وہ ایمان لاتا ہے	اور جو	اللہ کے حکم سے	مگر	مصیبت

پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو

قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

وَاَطِيْعُوا	وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	بِكُلِّ شَيْءٍ	وَاللّٰهُ	قَلْبَهٗ
اور اطاعت کرو	اور تم اطاعت کرو اللہ کی	جاننے والا	ہر شے کو	اور اللہ	اس کا دل

ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔ اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑫

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ	عَلٰي رَسُوْلِنَا	فَاِنَّمَا	تَوَلَّيْتُمْ	فَاِنْ	الرَّسُوْلَ
صاف صاف پہنچا دینا	ہمارے رسول پر ذمے	تو اس کے سوا نہیں	پھر گئے تم	پھر اگر	رسول کی

اطاعت کرو، پھر اگر تم پھر گئے تو اس کے سوا نہیں کہ ہمارے رسول کے ذمے صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

⑩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ
اَلْقُرْاٰنِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هِيَ

⑩ اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا
وہی ہیں دوزخی ہمیشہ اس میں رہیں گے اور بُرا ہے
ٹھکانا دوزخ۔

⑪ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ ۭ بِقَضَائِهٖ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ

⑪ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ الخ نہیں پہنچی کوئی
مصیبت مگر اللہ کے حکم سے۔ اور جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر

فِیْ قَوْلِهٖ اِنَّ الْمُصِیْبَۃَ بِقَضَائِہٖ یَہْدِ قَلْبَہٗ لِلصَّبْرِ عَلَیْہَا وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○

یعنی یہ کہے کہ مصیبت اللہ کے حکم سے ہے تو اللہ اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے یعنی اس مصیبت پر صبر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

(۱۲) وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○ اَلْمُبِیْنُ

(۱۲) اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ سو اگر تم منہ موڑو اور اعراض کرو تو ہمارے رسول پر صرف پہنچا دینا ہے۔ ظاہر۔

تشریح

(۱۰) اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے کا انجام | جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کو نہیں مانا وہ حقائق اور سچائیاں جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کی ہیں ان کو تسلیم نہیں کیا اور اللہ کے احکام کی پیروی نہیں کی وہ جہنم میں جائیں گے وہاں کا عذاب بھگتیں گے اور ہمیشہ وہیں رہیں گے اور یہ بدترین ٹھکانا ہے ان کو اپنی حرکتوں کے نتائج کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔

(۱۱) ایمان کا تقاضا صبر و تسلیم اور رضا بالقضاء | یہاں یہ حقیقت ذہن نشین کرائی ہے کہ ایک مومن جو سچے دل سے اللہ کو مانتا ہو اور سمجھتا ہو کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی اس کائنات کا مالک اور فرماں روا ہے۔ اسی کے اذن سے مصیبت آتی ہے اور اسی کے حکم سے ٹل سکتی ہے اور اس کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت ہوتی ہے اس کے دل کو صبر و تسلیم کی دولت ملتی ہے اور رضا بالقضاء کی توفیق ہوتی ہے۔ اللہ کی رضا پر راضی رہنا اور صبر و تسلیم اس کو ایسا عزم اور ایسی ہمت عطا کرتی ہے کہ وہ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرتا ہے۔ تاریک سے تاریک حالات میں بھی اس کے سامنے اللہ کے فضل کی امید کا چراغ روشن رہتا ہے اور کوئی بڑی سے بڑی آفت بھی اس کو پست ہمت نہیں ہونے دیتی ——— اس طرح ہر مصیبت اس کے لئے خیر کے دروازے کھول دیتی ہے اور وہ مصیبت بھی نتیجے کے اعتبار سے سراسر رحمت بن جاتی ہے۔

مومن پر اگر مصیبت پڑے تو صبر کرتا ہے اور خوش حالی آئے تو شکر کرتا ہے اس طرح وہ ہر صورت میں رب کی ڈالی ہوئی آزمائش سے کامیاب ہو کر نکلتا ہے۔ اسی مومنانہ کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو بھی مصیبت آتی ہے اللہ کے اذن سے آتی ہے اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور مصائب کے ہجوم میں بھی وہ راہ راست پر قائم رہتا ہے۔ اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔ جو تکلیف اور مصیبت اس نے بھیجی عین علم و حکمت سے بھیجی اور وہی جانتا ہے کہ کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور صبر و رضا کی راہ پر چلا؟ اس لئے مومن کسی حالت میں بددل نہیں ہوتا بلکہ مالک حقیقی کے فیصلے پر راضی رہتا ہے۔ اور قضائے الٰہی پر راضی رہنے کی یہ کیفیت روحانی ترقی کے دروازے کھولتی ہے۔

(۱۲) ہر حال میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت پر قائم رہو | حالات کیسے بھی ہوں اچھے ہوں یا برے، نرمی ہو یا سختی تکلیف ہو یا راحت ہر حال میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت پر قائم رہو ان کی فرماں برداری کرتے رہو مصائب کے ہجوم سے گھبرا کر اطاعت کے دائرے سے باہر نہ نکلو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارا اپنا ہی نقصان ہے رسول کا کام اور ذمہ داری ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک راستہ تمہیں بتا دے۔ جب رسول نے اس کا حق ادا کر دیا تو وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گیا اور نیک و بد سمجھا کر وہ اپنا فرض ادا کر چکا۔

رہا اللہ کا معاملہ تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اسے تمہاری اطاعت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور تمہاری نافرمانی سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ نفع نقصان تمہارا اپنا ہے۔ اللہ کی رحمت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ تمہیں تمہارے نفع نقصان سے آگاہ کردے۔ جیسے ماں باپ اپنی محبت کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد اچھی بنے ترقی کرے اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے نیکی کے راستے پر چل کر دونوں جہاں کی مرادیں حاصل کریں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑬ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اَللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ	يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ
اللہ	نہیں کوئی معبود	اس کے سوا	اور اللہ پر	پس بھروسہ کرنا چاہیے	ایمان والے	اے	جو لوگ

اللہ (ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس مومنوں کو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

اٰمَنُوْٓا	اِنَّ	مِنْ	اَزْوَاجِكُمْ	وَاَوْلَادِكُمْ	عَدُوًّا	لَّكُمْ	فَاحْذَرُوْهُمْ
ایمان لائے	بیشک	سے (بعض)	تمہاری بیویاں	اور تمہاری اولاد	دشمن	تمہارے لئے	پس تم ان سے بچو

بے شک تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہارے (دین کے) دشمن ہیں۔ پس تم ان سے بچو

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭

وَاِنْ	تَعْفُوْا	وَتَصْفَحُوْا	وَتَغْفِرُوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
اور اگر	تم معاف کردو	اور تم درگزر کرو	اور تم بخش دو	تو بے شک اللہ	بخشنے والا	مہربان

اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرو، اور تم بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

⑬ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

⑭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ بِاَنْ تُطِيْعُوْهُمْ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْخَيْرِ كَالْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ فَاِنَّ سَبَبَ نُزُوْلِ الْاٰيَةِ الْاِطَاعَةُ فِيْ ذٰلِكَ وَاِنْ تَعْفُوْا عَنْهُمْ فِيْ تَثْبِيْطِهِمْ اِيَّاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مُعْتَلِّيْنَ بِمَشَقَّةِ فِرَاقِكُمْ عَلَيْهِمْ وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

⑬ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور چاہیے کہ اللہ پر بھروسہ کریں ایمان والے۔

⑭ اے ایمان والو بیشک تمہاری بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں پس بچو اُن سے

یعنی ان کا کہنا نہ مانو بھلائی کے کاموں سے پیچھے رہنے میں مثل جہاد اور ہجرت کے۔

پس بیشک سبب اس آیت کے اترنے کا یہی ہوا ہے کہ اس بارہ میں وہ ان کی اطاعت کرتے تھے۔

اور اگر تم ان سے معاف کرو اس امر کو کہ انھوں نے تم کو اس چیز سے روکا بسبب دشوار ہونے تمہاری جدائی کے ان پر۔

اور اعراض کرو اور بخشو قصور ان کا۔

تو اللہ بالیقین بخشنے والا،

مہربان ہے۔

تشریح

(۱۱) اہل ایمان کا بھروسہ اللہ پر ہی ہونا چاہیے | اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کے خالق بھی ہیں اور مالک بھی اور خدائی کے سارے اختیارات تنہا اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ اپنی کائنات میں جس طرح چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ حاکم ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حکیم بھی ہیں۔ یعنی اُن کے ہر حکم میں حکمت اور خیر کا پہلو پایا جاتا ہے۔ انسانوں کی تقدیر وہی بناتے ہیں اچھا وقت آتا ہے تو وہ بھی ان کے حکم سے اور برا وقت جاتا ہے تو وہ بھی ان کے حکم سے ہی جاتا ہے۔

جو شخص اللہ واحد پر ایمان رکھتا ہو اس کا بھروسا اللہ ہی پر ہونا چاہیے اس کا کام یہ ہے کہ وہ پورے یقین کے ساتھ اس راستے پر چلتا رہے جس کی طرف اس کے پروردگار نے رہنمائی کی ہے۔ اس راہ میں اگر مشکلات آئیں تو پروا نہ کرے پروردگار ان مشکلات کو دور کر دیں گے اور ان مشکلات میں بھی کوئی نہ کوئی خیر پوشیدہ ہوتی ہے کبھی بندے کی تربیت مقصود ہوتی ہے کبھی تنبیہ کرنی ہوتی ہے کبھی آخرت کے درجات عطا کرنے ہوتے ہیں غرض ان کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر حال میں مومن کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ توکل اور بھروسے کا مطلب تدبیر سے غفلت نہیں بلکہ تدبیر میں اللہ کی تائید اور اس کی نصرت کی طلب ہے۔ تدبیر کرو، اسباب اختیار کرو اور بھروسہ مسبب الاسباب پر رکھو — کہ اگر وہ چاہے گا تو اس سبب میں تاثیر پیدا کر دے گا۔ یہ ہے صحیح معنی میں توکل — تدبیر اور اسباب کا چھوڑنا توکل نہیں تعطل ہے اور اسلام نے تعطل ترک اسباب اور ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

ایک صاحب نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے — پوچھا کس سواری پر آئے ؟

عرض کیا اونٹ پر — فرمایا اونٹ کہاں ہے ؟ — عرض کیا اللہ کے بھروسے پر باہر کھلا چھوڑ دیا۔

فرمایا۔ اس کی رسی باندھو پھر اللہ پر توکل کرو — یعنی تدبیر کے ساتھ توکل ہے اور بلا تدبیر تعطل ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اہل ایمان کا بھروسہ اللہ ہی پر ہونا چاہیے کہ وہ اپنی جیسی تدبیر کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ رکھیں کہ وہ چاہے گا تو اس تدبیر میں اثر پیدا کر دے گا۔

(۱۲) اے ایمان والو! بعض اوقات تمہاری بیوی اور بچے، تمہارے دین کے دشمن بن جاتے ہیں ان سے ہوشیار رہو | اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ — " اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ ان سے ہوشیار رہو۔ اور اگر تم عفو و درگذر سے کام لو اور معاف کر دو تو اللہ غفور و رحیم ہے۔

اوپر کی آیتوں میں گذر چکا ہے کہ ساری گمراہی کی جڑ اللہ سے غفلت ہے اور مال و اولاد کی محبت اگر اتنی زیادہ ہو کہ اللہ کے احکام سے غافل کر دے تو یہ محبت بڑی نقصان دہ بن جاتی ہے۔

انسانی زندگی میں ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ شوہر اور بیوی دونوں بعض اوقات دین کے راستے پر چلنے میں ایک دوسرے کا ساتھ نہیں دیتے اسی طرح اولاد ضروری نہیں کہ آپ کے نقش قدم پر چلے ایسی صورت میں انسان کے لئے سخت مشکل پیش آتی ہے نہ تو وہ بیوی بچوں کو چھوڑ سکتا ہے اور نہ اللہ کے دین سے غافل رہ سکتا ہے۔ اس صورت میں اس کو بڑا ہوشیار رہنا پڑتا ہے کہ وہ بیوی اور بچوں کی ناجائز باتوں پر کان نہ دھرے۔

مگر ان کی اصلاح اور سمجھانے بجھانے میں بڑی حکمت کی ضرورت ہے۔ نہایت برداشت اور تحمل کے ساتھ ان کی اصلاح کرنا ایک بڑا مشکل مسئلہ ہوتا ہے ان کی کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ان کو سمجھانا اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تم بھی تمہارے اچھے اخلاق پر نظر کرتے ہوئے تمہاری خطائیں

○ مدینہ طیبہ کی ابتدائی زندگی میں ایسے حالات تھے اور آج بھی ہو سکتے ہیں شوہر ایمان لے آیا بیوی ایمان نہیں لائی — یا اولاد اسلام میں داخل نہیں ہوئی۔ ایسے حالات میں ایک طرف دین کے تقاضے اور اللہ رسول کی محبت ہے، دوسری طرف بیوی اور اولاد ہے اس کش مکش میں انسان کا امتحان ہے کہ وہ ہوشیار رہے اور بیوی و اولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنے دین کو نہ چھوڑے۔

إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ

إِنَّمَآ + أَمْوَٰلُكُمْ	وَأَوْلَٰدُكُمْ	فِتْنَةٌ	وَٱللَّهُ	عِندَهُۥٓ
اس کے سوا نہیں کہ تمہارے مال	اور تمہاری اولاد	آزمائش	اور اللہ	اس کے پاس

اس کے سوا نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس

أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ وَٱسْمَعُوا۟

أَجْرٌ عَظِيمٌ	فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ	مَا ٱسْتَطَعْتُمْ	وَٱسْمَعُوا۟
بڑا اجر	پس تم ڈرو اللہ سے	جہاں تک تم سے ہو سکے	اور تم سنو

بڑا اجر ہے پس جہاں تک ہو سکے تم اللہ سے ڈرو ، اور سنو ،

وَأَطِيعُوا۟ وَأَنفِقُوا۟ خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ

وَأَطِيعُوا۟	وَأَنفِقُوا۟	خَيْرًا	لِّأَنفُسِكُمْ	وَمَن	يُوقَ
اور تم اطاعت کرو	اور تم خرچ کرو	بہتر	تمہارے حق میں	اور جو	بچا لیا گیا

اور اطاعت کرو اور خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو اپنی جان (طبیعت)

شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِن تُقْرِضُوا۟

شُحَّ	نَفْسِهِۦ	فَأُو۟لَٰٓئِكَ	هُمُ	ٱلْمُفْلِحُونَ	إِن	تُقْرِضُوا۟
بخیل	اپنی جان	تو یہی لوگ	وہ	فلاح پانے والے	اگر	تم قرض دو گے

کی بخیلی سے بچا لیا گیا تو یہی لوگ فلاح (دوجہاں کی کامیابی) پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو

ٱللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ شَكُورٌ

ٱللَّهَ	قَرْضًا	حَسَنًا	يُضَٰعِفْهُ	لَكُمْ	وَيَغْفِرْ لَكُمْ	وَٱللَّهُ	شَكُورٌ
اللہ	قرض	حسنہ	وہ اسے دو چند کرے گا	تمہارے لئے	اور وہ تمہیں بخش دے گا	اور اللہ	قدر شناس

قرض حسنہ دو گے وہ تمہارے لئے اسے دو چند کرے گا اور تمہیں بخش دے گا ، اور اللہ قدر شناس

حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١٨﴾ ع ۲ ۸ ۱۶

حَلِيمٌ	عَٰلِمُ + ٱلْغَيْبِ	وَٱلشَّهَٰدَةِ	ٱلْعَزِيزُ	ٱلْحَكِيمُ
بردبار	جاننے والا پوشیدہ	اور ظاہر	غالب	حکمت والا

بردبار ہے (وہ) جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا ، غالب ، حکمت والا ۔

(۱۵) إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ
لَكُمْ شَاغِلَةٌ عَنْ أُمُورِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ
عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ○ فَلَا تُفَوِّتُوهُ
بِاشْتِغَالِكُمْ بِالْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ

(۱۵) تمہارے اموال اور اولاد بالیقین تم کو امور آخرت
سے روکنے والے ہیں۔ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے،
پس اس ثواب کو ضائع نہ کرو مال اور اولاد میں مشغول
ہو کر۔

(۱۶) فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نَاسِخَةٌ
لِقَوْلِهِ اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ
وَاسْمَعُوا مَآ أُمِرْتُمْ بِهِ سَمَاعَ قَبُولٍ
وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا فِي الطَّاعَةِ
خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ خَبَرُ يَكُنْ مُقَدَّرَةً
جَوَابُ الْأَمْرِ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ
نَفْسِهِ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○
الْفَائِزُونَ

(۱۶) پس ڈرو اللہ سے جس قدر ہو سکے۔ یہ آیت ناسخ ہے
اس آیت کی "فاتقوا اللہ حق تقاتہ"
اور سنو جو تم کو حکم ہوا ہے قبول کرنے کی راہ سے۔
اور اطاعت کرو اور خرچ کرو بندگی میں یہ بہتر ہے
تمہارے لئے۔
اور جو کوئی بچا لیا گیا اپنے نفس کے بخل سے پس
وہی لوگ ہیں نجات پانے والے۔

(۱۷) إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
بِأَنْ تَتَصَدَّقُوا عَنْ طِيبِ قَلْبٍ
يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَفِي قِرَاءَةٍ يُضَعِّفْهُ
بِالتَّشْدِيدِ بِالْوَاحِدَةِ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ
مِائَةٍ وَأَكْثَرَ وَهُوَ التَّصَدُّقُ عَنْ
طِيبِ قَلْبٍ وَيَغْفِرْ لَكُمْ مَا يَشَاءُ
وَاللَّهُ شَكُورٌ مُجَازٍ عَنِ الطَّاعَةِ
حَلِيمٌ ○ فِي الْعِقَابِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ

(۱۷) اگر تم اللہ کو عمدہ قرض دو اس طرح کہ خوشی خاطر و رغبت
دل سے صدقہ کرو تو اس کا اجر تم کو بعوض ایک نیکی کے
دس سے سات سو تک بلکہ زیادہ اس سے دیوے گا۔
اور بخشے تمہارے لئے جو چاہے۔
اور اللہ عوض دینے والا ہے طاعت پر بردبار ہے عذاب
کرنے میں معصیت پر۔

(۱۸) عٰلِمُ الْغَيْبِ السِّرِّ وَالشَّهَادَةِ الْعَلَانِيَةِ
الْعَزِيزُ فِي مُلْكِهِ الْحَكِيمُ ○
فِي صُنْعِهِ۔

(۱۸) جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا
غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

تشریح

(۱۵) مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں | اللہ تم کو مال اور اولاد دے کر تمہارا امتحان لیتا ہے کہ کون ان فانی چیزوں میں پھنس کر آخرت کی دائمی نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور کون ان مال و اولاد کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بناتا ہے۔

اگر اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کرے مال حلال سے ان کی پرورش کرے تو یہ نیک اولاد آخرت کا ذخیرہ اور صدقہ جاریہ ہے۔ اور اگر اولاد کی اور مال کی محبت میں پھنس کر انسان اللہ کے احکام بھول جائے حرام و حلال کی تمیز کھو دے مال کا حق ادا نہ کرے اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت نہ کرے تو یہی مال و اولاد اس کے لئے وبال بن جاتی ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے یعنی انسان کی نظر آخرت کے اجر پر رہنی چاہئے کہ اس کی آخرت بگڑنے نہ پائے کیوں کہ آخرت کا اجر عطا کرنے والے اللہ ہیں اس لئے انسان اس کی رضا کی کوشش کرتا رہے۔

(١٦) حتی الامکان اللہ سے ڈرتے رہو اور اطاعت کرو اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کرو | جہاں تک تمہارے بس میں ہے حتی الامکان اللہ سے ڈرتے رہو بے خوف ہو کر نہ بیٹھو جیسا کہ سورۂ آل عمران میں ارشاد ہوا:-

اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ (آیت ۱۰۲) — (اللہ سے ایسا ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔)

اس امتحان یعنی مال و اولاد کی شکل میں آزمائش میں بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے ثابت قدم رہو اس کی بات سنو اور مانو حتی الامکان اللہ کے احکام بجا لاؤ اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہو اگر تساہل سے کام لوگے تو مواخذہ سے بچ نہ سکوگے۔ اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے رہو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے کہ مال کی محبت دل میں جمتی نہیں ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ اور جو دل کی تنگی سے حرص اور بخل سے اور دل کے لالچ سے محفوظ رہا وہی فلاح پانے والا ہے — دل کی تنگی، مال کا لالچ اور بخل ایسے عیب ہیں جو دنیا میں بھی انسان کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں اس کی قدر و منزلت باقی نہیں رہتی اور آخرت کے اجر و ثواب سے بھی محروم کر دیتے ہیں۔ اس لئے وہی فلاح یاب ہوگا جو خوش دلی کے ساتھ راہ خدا میں خرچ کرتا رہے۔ اس میں زکوٰۃ کی ادائیگی اور غریبوں کی مدد اور وہ تمام صورتیں آگئیں جو انسانی پہلو سے اہمیت رکھتی ہیں۔

(١٧) اللہ کو قرض حسن دو | مال و دولت سے تھوڑا بہت لگاؤ انسان کی فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے پیدا کرنے والے ہیں اور اس کی فطرت کو جانتے ہیں اس لئے جانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت راہ خدا میں خرچ کرنے کی طرف کافی توجہ دلائی گئی ہے۔ انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنا فائدہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پیش نظر رکھ کر ارشاد فرمایا کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ بغیر دکھاوے اور ریاکاری کے اللہ کے راستے میں خرچ کروگے۔ یعنی ان مدوں میں خرچ کروگے جو اللہ کو پسند ہیں مثلاً غریبوں کی مدد کرنا، لوگوں کے دکھ درد دور کرنا، پریشان حال لوگوں کی پریشانی میں سہارا دینا، مجاہدین پر خرچ کرنا، تو تمہارا یہ خرچ کرنا گویا ایک طرح سے ہمارے ذمے قرض رہے گا اور ہم اسے کئی گنا کر کے واپس کریں گے۔

ہر چیز کا مالک اللہ ہے مال و دولت بھی وہی دیتا ہے لیکن انسان کو دنیا کی زندگی میں اپنے حاصل کئے ہوئے مال پر تصرف کا اختیار ہے اگر وہ اپنے اس اختیار کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرے تو اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی اور خوش ہوتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ہم اسے کئی گنا کر کے واپس کریں گے اور جو چھوٹی موٹی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں تمہارے اس جذبۂ خیر کی بدولت وہ معاف ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ بڑے قدردان ہیں تھوڑی سی نیکی کی بھی بہت قدر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بردبار ہیں گناہ دیکھ کر فوراً سزا نہیں دیتے بہت سے مجرموں کو معاف کر دیتے ہیں اور بہت سوں کی سزا میں تخفیف کر دیتے ہیں۔

(١٨) اللہ حاضر و غائب کے جاننے والے زبردست اور دانا ہیں | اللہ تعالیٰ ظاہر اعمال کو بھی جانتے ہیں اور ان کو دل کی نیتوں کا بھی پتہ ہے اس لئے جتنے اخلاص کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے گی اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب اللہ کی طرف سے عطا ہوگا وہ زبردست اور طاقت والا ہے اس کے ساتھ وہ حکیم و دانا بھی ہے حکمت سے اس کا مناسب بدلہ دے گا۔ اس کے یہاں بدلہ دینے میں انتہائی حکمت کا لحاظ رہے گا۔

(٦٥)

اَلطَّلَاق

○ ترتیب تلاوت	٦٥	○ ترتیب نزول	٩٩
○ مکی / مدنی	مدنی	○ تعداد رکوعات	٢
○ تعداد آیات	١٢	○ تعدادِ الفاظ	٢٩٨
○ تعداد حروف	١٢٢٧		

○ اس سورت کا نام "الطلاق" سورت کا نام بھی ہے اور اس سورت کے مضمون کا عنوان بھی۔ کیوں کہ اس سورت میں طلاق کے احکام بیان ہوئے ہیں۔

○ طلاق کے کچھ احکام سورۂ بقرہ میں بیان ہوچکے ہیں۔ یہ سورت مرد کے اختیار طلاق کو استعمال کرنے کے ایسے حکیمانہ طریقے بتاتی ہے جن سے علیحدگی کی نوبت کم سے کم آئے۔ کیونکہ شریعت میں طلاق کوئی پسندیدہ چیز نہیں ہے بلکہ ایک ضرورت ہے۔ طلاق کے ضروری احکام بیان کرکے اس باب کو مکمل کردیا گیا ہے۔

○ اسلامی شریعت میں طلاق سے مراد وہ علیحدگی ہے جس کے ذریعے مرد نکاح کے رشتے کو ختم کرکے اپنے حقوق زوجیت سے دست بردار ہوجاتا ہے۔ عقد کے معنی گرہ باندھنے کے ہیں (عقدِ نکاح)۔ تو طلاق اس کے مقابلے میں گرہ کا کھول دینا ہے۔ بے شک عقد نکاح کے ذریعے عورت اور مرد کے رشتے کا قائم ہونا ایک بڑی نعمت ہے

طلاق کے ذریعہ یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ رشتے کا ٹوٹنا تکلیف دہ ہے اور نکاح کی نعمت کا چلا جانا ہے۔ اس لئے اپنی اصل کے اعتبار سے طلاق پسندیدہ نہیں ہے۔

لیکن اگر نکاح کا رشتہ اپنا مقصد کھو چکا ہے زوجین میں ہم آہنگی نہیں ہے اور پوری کوشش کے باوجود اس رشتے کا قائم رہنا مشکل ہو گیا ہے اور ڈر ہے کہ اس سے بہت سی دوسری خرابیاں پیدا ہوں گی، اللہ کی حدیں ٹوٹیں گی تو پھر اس رشتے کا ٹوٹ جانا ہی مناسب ہے۔

اس لئے اسلامی شریعت نے جہاں نکاح کو بہت آسان بنانے کی کوشش کی ہے اور اس کو سادگی کے ساتھ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ وہ جانبین کے لئے پریشانی کا باعث نہ بنے۔ اس نے طلاق کو بھی مسئلے کا حل قرار دیا ہے اس لئے ایسی صورت میں جب نباہ کی کوئی شکل نہ رہے تو طلاق مسئلہ نہیں بلکہ مسئلے کا حل ہے۔ اس لئے شریعت نے طلاق پر ایسی قانونی پابندیوں کو پسند نہیں کیا ہے جس میں میاں بیوی جکڑے رہنے پر مجبور رہیں اور ان کے بجائے یکجا ہو کر زندگی گذارنا دوبھر ہو جائے۔

○ طلاق وہ آخری قدم ہے جس کے ذریعے اس رشتے کو توڑا جاتا ہے۔ نکاح کا وہ رشتہ جو خدا کا نام لے کر قائم کیا گیا تھا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ) اس کو ختم کرنے اور آخری قدم اٹھانے سے پہلے ہدایت کی گئی ہے کہ:۔

۱۔ عورت قصوروار ہے تو اس کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

۲۔ خواب گاہ میں اس کو اکیلا چھوڑ دیا جائے۔

۳۔ تنبیہ کے طور پر ہلکی سی مار کی بھی اجازت ہے۔

۴۔ دونوں کی طرف سے ایک ایک ثالث کو لے کر باہمی تعلقات بہتر بنانے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

ان تدبیروں کے باوجود اگر کوئی صورت نظر نہ آئے تو پھر اس کا آخری حل طلاق ہے۔

○ شریعت اسلامیہ اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ طلاق کا معاملہ عدالت میں جائے بلکہ وہ اس کو پسند کرتی ہے کہ ساتھ رہنے یا الگ ہونے کا فیصلہ گھر کے گھر میں ہی ہو جائے اور گھر کی بات باہر نہ نکلے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر معاملہ عدالت میں جائے گا تو فریقین ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کریں گے ایک دوسرے کے عیب اور کمزوریاں گنائیں گے ایک دوسرے کی کردار کشی کریں گے۔ چھپے ہوئے عیب باہر آئیں گے اور آئندہ چل کر ان کی دوسری شادیاں بھی مشکل ہو جائیں گی۔

ہو سکتا ہے کہ ایک مرد کی نظر میں ایک عورت اچھی نہ ہو لیکن دوسرے مرد کے لئے وہ بہت اچھی ہو۔ اسی طرح ایک عورت کی نظر میں ایک مرد اچھا نہ ہو لیکن دوسری عورت کی نظر میں وہ بہت اچھا ہو۔ شریعت نہیں چاہتی کہ کسی کے کردار کا دامن داغ دار ہو۔ اس لئے وہ مرد و عورت پر چھوڑتی ہے کہ وہ اپنے اپنے احساسات کا جائزہ لیں اور اپنے عمل کا محاسبہ کریں۔ بے جا طور پر طلاق کا استعمال نہ کریں اور جہاں تک ہو سکے اس رشتے کو نبھانے کی کوشش کریں۔ اگر نباہ نہیں ہو سکتا تو شریفانہ طور پر الگ ہو جائیں۔

○ طلاق ایک ایسا قدم ہے جو نہایت مجبوری میں اور خوب سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہئے جذبات میں اور غصے میں آ کر جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ جب حالات اس موڑ پر آ جائیں کہ طلاق کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو پورے ہوش و حواس میں اس کا فیصلہ کرے اور اس کا لحاظ رکھے کہ:۔

جب طلاق دینی ہو تو بیوی پاکی کی حالت میں ہو یعنی اس کو ماہواری نہ آرہی ہو اور اس پاکی کے درمیان دونوں کا جنسی تعلق بھی قائم نہ ہوا ہو۔ تو صاف اور واضح لفظوں میں کم از کم دو گواہوں کی موجودگی میں ایک طلاق دیدی جائے۔

طلاق کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس طلاق کو تحریر میں بھی لایا جائے تاکہ کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

یہ ایک طلاق رجعی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو گئی مگر عورت کی عدت پوری ہونے سے پہلے پہلے مرد کو عورت کی رضامندی کے بغیر بھی اس طلاق کو واپس لینے کا اختیار ہے۔

لیکن جب عدت پوری ہو گئی تو مرد کا اختیار ختم ہو گیا۔ اگر مرد اور عورت دونوں چاہیں، تو پھر سے نکاح کر کے میاں بیوی بن سکتے ہیں

○ شریعت کی اصطلاح میں عدت کا مطلب یہ ہے کہ طلاق کے بعد تھوڑی مدت تک عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اس مدت کے گزارنے کو "عدت" کہتے ہیں۔ لغت میں عدت کے معنی تعداد اور گنتی کے آتے ہیں۔ ہدایہ کے حاشیے پر ہے کہ:۔ اَلْعِدَّةُ هِيَ فِي اللُّغَةِ اَيَّامُ اِقْرَاءِ الْمَرْأَةِ۔ (عنایہ، حاشیہ ہدایہ باب العدۃ ج ۲ صفحہ ۴۰۱)

شریعت میں عدت سے مراد یہ ہے کہ:۔

فِي الشَّرِيْعَةِ تَرَبُّصٌ يَلْزِمُ الْمَرْأَةَ عِنْدَ زَوَالِ مِلْكِ الْمُتْعَةِ مُؤَكَّدًا بِالدُّخُوْلِ اَوِ الْخَلْوَةِ اَوِ الْمَوْتِ۔ (عنایہ، حاشیہ ہدایہ باب العدۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۱)

(شریعت کی اصطلاح میں وہ انتظار اور رکنا جو عورت پر لازم ہوتا ہے ملک متعہ (نکاح کے زائل ہونے کے سبب) وہ نکاح جو مؤکد ہوتا ہے صحبت سے یا خلوت سے یا شوہر کی موت سے)

عدت برأت رحم بھی ہے اور نعمت نکاح کے چلے جانے پر اظہار افسوس بھی۔ عدت شوہر کا بھی حق ہے اگر اس کا بچہ ہے تو اس کو ملے گا۔ عدت اولاد کا بھی حق ہے کہ اس کا نسب اپنے باپ سے صحیح ثابت ہونے پر وہ اپنے حقوق وراثت کی حق دار ہو گی۔ اور عدت شریعت کا بھی حق ہے تاکہ اس کے قانون کے مطابق اولاد اور باپ دونوں کو ان کے حقوق دلوائے جائیں ــ اور عدت نکاح کا بھی حق ہے کہ وہ محافظ قلعہ نہ رہا جو عصمت و عفت کا محافظ ہے۔

○ عدت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ اگر عورت کو ماہواری آتی ہو اور مرد و عورت تنہائی میں مل چکے ہوں تو طلاق کے بعد عورت کی عدت تین ماہواری کا آنا ہے۔ جب پورے تین حیض ختم ہو گئے تو عدت پوری ہو گئی۔ قرآن مجید میں ہے:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۲۸)

(جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔)

اور اگر کسی وجہ سے ماہواری نہیں آتی خواہ بیماری کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔

وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ (سورۂ طلاق۔ آیت ۴)

(اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ان کے معاملے میں اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہے تو (تمہیں معلوم ہو کہ) ان کی عدت تین مہینے ہے۔ اور یہی حکم ان کا ہے۔)

اور اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے۔ جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت پوری ہو گئی۔ قرآن مجید میں ہے:۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (سورۂ طلاق آیت ۴)
(اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔)

طلاق دینے کا یہ طریقہ جو اوپر بیان کیا گیا، سب سے بہتر طریقہ ہے کیوں کہ اس میں عدت کے دوران سوچنے سمجھنے کا موقع مل جاتا ہے عدت کی مدت بھی بے غبار رہتی ہے عدت پوری ہونے پر یہ رجعی طلاق خود بخود بائن ہو جائے گی۔ یعنی مرد کو اپنے طور پر اپنی دی ہوئی طلاق کے لوٹانے کا اختیار نہیں رہے گا۔

○ طلاق کا دوسرا طریقہ جو پہلے کے مقابلے میں کم بہتر ہے وہ یہ ہے کہ جس عورت کو ماہواری آتی ہو اس کو پاکی کی حالت میں۔ وہ پاکی جس میں جنسی تعلق قائم نہ ہوا ہو۔ ہر ہر مہینے ایک ایک طلاق دی جائے۔ مثلاً پہلے طہر میں ایک طلاق دوسرے طہر میں دوسری طلاق۔ اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق۔

اور کسی وجہ سے ماہواری نہ آرہی ہو تو ہر مہینے ایک ایک کر کے طلاق دی جائے۔

طلاق دینے کا یہ طریقہ اَحسَن تو نہیں ہے مگر حَسَن ہے یعنی پہلے طریقے کے مقابلے میں کم بہتر ہے۔

مقصد تو یہ ہے کہ اول تو طلاق نہ ہونا ہی بہتر ہے اور اگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے طلاق ہو تو گنجائش ہے۔ ہو سکتا ہے کہ طلاق کے بعد دونوں کو کھلے دماغ سے سوچنے کا موقعہ ملے اور انھیں احساس ہو کہ جو قدم ہم نے اٹھایا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے تو واپسی کی گنجائش رہے۔

○ طلاق کا وہ طریقہ جسے شریعت ناپسند کرتی ہے یہ ہے کہ:۔

۱۔ حالتِ حیض (ایام ماہواری کے زمانے) میں طلاق دے۔

۲۔ عورت کو اس طہر اور پاکی کی حالت میں طلاق دے جس میں جنسی تعلق قائم ہو چکا ہو۔

۳۔ تین طلاقیں دے جس میں مغلظہ طلاق واقع ہو جاتی ہے اور دونوں ہمیشہ کے لئے بجائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اپنے اختیار کا یہ بیجا استعمال ہے۔ طلاق اگرچہ واقع ہو گئی۔ مگر شریعت اس کو پسند نہیں کرتی ہے، قرآن مجید میں ہے:۔
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۳۰)
(پھر اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی تو پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔)

○ غرض یہ کہ طلاق کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ طلاق رجعی ————

۲۔ طلاق بائن ————

۳۔ طلاق مغلظہ ————

○ طلاق رجعی کا مطلب یہ ہے کہ جس طلاق میں شوہر کو اپنی دی ہوئی طلاق کے اثر کو عدت کے اندر اندر ختم کرنے اور بیوی کو واپس لوٹانے کا اختیار ہو۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاقیں دیں تو اس کو اختیار ہے کہ عدت کے ختم ہونے سے پہلے پہلے وہ اپنی دی ہوئی طلاق سے رجوع کر لے۔ اس طرح دونوں پھر میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں۔ اور اگر طلاق سے رجوع نہ کیا تو عدت ختم ہونے کے بعد یہ طلاق خود بہ خود بائن ہو جائے گی۔

○ طلاق بائن وہ طلاق ہے کہ جس میں شوہر کو اپنی طلاق واپس لینے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دی کہ "میں نے تجھے طلاق بائن دی"۔ تو نکاح کا رشتہ ختم ہوگیا۔ البتہ اگر دونوں چاہیں تو اپنی مرضی سے عدت میں یا عدت گزارنے کے بعد پھر کبھی بہتر حالات میں دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔

○ طلاق مغلظہ۔ تیسری قسم کی طلاق۔ مغلظہ طلاق ہے۔ مرد کو ایک عورت سے نکاح کرنے کے بعد ایک سے تین طلاق تک کا اختیار ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو اب یہ طلاق مغلظہ ہوگئی۔ نکاح کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ اب اگر یہ دونوں اپنی مرضی سے بھی یکجا ہونا چاہیں تو نہیں ہوسکتے، نہ مرد اپنی طلاق واپس لے سکتا ہے اور نہ ہی دونوں اپنی مرضی سے دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔

○ جس طرح مرد کو براہ راست اور بلاواسطہ طلاق دینے اور رشتہ نکاح کو ختم کر دینے کا اختیار ہے۔ اسی طرح یہ اختیار عورت کو کیوں نہیں ہے۔؟ شریعت اسلامیہ جو عدل و انصاف پر مبنی ہے اس میں مرد اور عورت کے اختیار میں یہ امتیاز کیوں ہے؟

دنیا کے تمام اداروں میں یہ طریقہ ہے کہ اس ادارے کا ایک ذمہ دار ہوتا ہے اور باقی لوگ اس ادارے کے کارکن ہوتے ہیں۔ جس کو ادارے کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے اس کی ذمہ کچھ زیادہ ہوتی ہے اور اس ذمہ داری کی وجہ سے اس کو کچھ اختیارات بھی دیئے جاتے ہیں اور اس بات کو کوئی بھی عدل و انصاف کے خلاف نہیں سمجھتا۔

بس اسی طریقہ پر نکاح بھی ایک ادارہ ہے اور مرد اس ادارے کا ذمہ دار اور قوّام ہے مرد کی ذمہ داری بھی زیادہ ہے اور تھوڑا سا اس کا کچھ اختیار بھی زیادہ ہے۔ اللہ تم کا یہ نظام پورے طور پر عادلانہ اور منصفانہ ہے اور عین فطرت کے مطابق ہے۔ انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات میں بھی نر، مادہ، مذکر مؤنث کا فرق پایا جاتا ہے اور نر اپنی خاص صلاحیتوں کی وجہ سے کچھ فوقیت بھی رکھتا ہے۔ بس یہی معاملہ انسانوں میں بھی ہے۔ انسان میں افسر بھی میں ماتحت بھی ہیں، کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ بات انصاف کے خلاف ہے، بلکہ عین انصاف کا تقاضا یہی ہے اس کے بغیر کوئی نظام چل ہی نہیں سکتا۔

گھر کے نظام کو چلانے کے لئے جو نظام ہم سب کے بنانے والے نے بنایا ہے وہ بالکل صحیح نظام ہے اور فطرت کے مطابق ہے۔ جن ملکوں میں اور جن قوموں نے اس کے خلاف طریقہ اختیار کیا اور عورت کو بھی مرد کی طرح براہ راست طلاق دینے کا اختیار دیا وہاں طلاقوں کی کثرت بتاتی ہے کہ یہ طریقہ کامیاب نہیں ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے نکاح اور طلاق دونوں کو آسان بنایا ہے غیر ضروری پابندیاں نہیں لگائی ہیں۔ البتہ نکاح کی ترغیب دی ہے اس کی فضیلت بتائی ہے کیونکہ نکاح سے گھر بنتا ہے۔ اور طلاق کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے گھر ٹوٹتا ہے مگر طلاق پر ایسی پابندیاں نہیں لگائیں کہ اس کی وجہ سے اللہ کی حدود ٹوٹ جائیں۔ اللہ کی حدوں کے ٹوٹنے سے نکاح کا ٹوٹنا بہتر ہے وہ اللہ کی حد ہی نہیں ہے کہ عفت و عصمت کی حفاظت نہ رہے۔ مودت و محبت باقی نہ رہے اور نکاح اپنے مقاصد کے اعتبار سے ناکام اور مردہ ہوکر رہ جائے تو یہ ایسا ہی ہے کہ اگر کسی کے جسم کا کوئی حصہ خراب ہو جائے تو سارے جسم کو بچانے کے لئے اس حصے کا آپریشن کرنا نہ تو بے رحمی ہے اور نہ بے انصافی۔

ایاتہا ۱۲	۶۵ = سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ ۹۹ =	فیہا رکوعان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

يَٰٓأَيُّهَا	النَّبِيُّ	إِذَا	طَلَّقْتُمُ	النِّسَآءَ	فَطَلِّقُوهُنَّ	لِعِدَّتِهِنَّ
اے	نبیؐ	جب	تم طلاق دو	عورتوں	تو انھیں طلاق دو	ان کی عدت کے وقت

اے نبیؐ (امت کو فرمادیں) جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے وقت (حالت طہر میں) طلاق دو

وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ

وَأَحْصُوا	الْعِدَّةَ	وَاتَّقُوا اللّٰهَ	رَبَّكُمْ	لَا تُخْرِجُوهُنَّ
اور تم شمار رکھو،	عدت	اور تم اللہ سے ڈرو	تمہارا رب	تم نہ نکالو انھیں

اور عدت کا شمار رکھو، اور ڈرو اللہ سے جو تمہارا رب ہے۔ تم انھیں ان کے گھروں

مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَنْ يَأْتِينَ

مِنْ بُيُوتِهِنَّ	وَلَا يَخْرُجْنَ	إِلَّآ	أَنْ يَأْتِينَ
ان کے گھروں سے	اور نہ وہ (خود) نکلیں	مگر	یہ کہ وہ کریں

سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی

بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ

بِفَاحِشَةٍ	مُبَيِّنَةٍ	وَتِلْكَ	حُدُودُ اللّٰهِ	وَمَنْ يَتَعَدَّ
بے حیائی	کھلی	اور یہ	اللہ کی حدود	اور جو آگے نکلے گا

(کا ارتکاب) کریں۔ اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے

حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ لَا تَدْرِي لَعَلَّ

حُدُودَ اللّٰهِ	فَقَدْ ظَلَمَ	نَفْسَهُ	لَا تَدْرِي	لَعَلَّ
اللہ کی حدود	تو تحقیق اس نے ظلم کیا	اپنی جان	تمہیں خبر نہیں	شاید

آگے نکلے گا (تجاوز کرے گا) تو تحقیق اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تمہیں خبر نہیں شاید

اللّٰهُ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (1)

اللّٰهُ	يُحْدِثُ	بَعْدَ + ذٰلِكَ	اَمْرًا
اللہ	وہ پیدا کردے	اس کے بعد	کوئی اور بات

اللہ اس کے بعد (رجوع کی) کوئی اور بات پیدا کردے۔

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ
ثَلَاثَ عَشَرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(1) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ الْمُرَادُ وَاُمَّتُهٗ
بِقَرِيْنَةِ مَا بَعْدَهٗ اَوْ قُلْ لَهُمْ
اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اَرَدْتُمُ
الطَّلَاقَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ
لِاَوَّلِهَا بِاَنْ يَكُوْنَ الطَّلَاقُ فِيْ
طُهْرٍ لَمْ تَمَسَّ فِيْهِ لِتَفْسِيْرِهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ
وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ اِحْفَظُوْهَا
لِتُرَاجِعُوْا قَبْلَ فَرَاغِهَا
وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ اَطِيْعُوْهُ
فِيْ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ
مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ
مِنْهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهُنَّ
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ
زِنًا مُّبَيِّنَةٍ بِفَتْحِ الْيَاءِ
وَكَسْرِهَا اَيْ بُيِّنَتْ اَوْ بَيِّنَةٌ
فَيَخْرُجْنَ لِاِقَامَةِ الْحَدِّ
عَلَيْهِنَّ وَتِلْكَ الْمَذْكُوْرَاتُ
حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ
نَفْسَهٗ ۚ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ
اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ

سورۃ الطلاق مدنی ہے اس میں تیرہ آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

(1) یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ الخ

اے پیغمبر، مراد پیغمبر سے ان کی امت ہے اگلی آیت کے قرینے سے جب طلاق دو تم اپنی عورتوں کو پس طلاق دو تم ان کو شروع عدت میں اس طرح کہ طلاق ایسے طہر میں واقع ہو کہ اس میں عورت سے صحبت نہ کی گئی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ تفسیر فرمائی ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور حفاظت رکھو عدت کی تاکہ رجعت کرسکو فراغت سے پہلے یعنی عدت گذرنے سے پہلے۔

اور ڈرو اللہ سے جو تمہارا رب ہے یعنی اس کی اطاعت کرو اس کے امر و نہی میں۔ نہ نکالو عورتوں کو ان کے گھروں سے اور نہ وہ خود نکلیں یہاں تک کہ ان کی عدت پوری ہوجائے

مگر یہ کہ لاویں وہ فحش ظاہری یعنی ان سے زنا واقع ہو تو حد کے قائم کرنے کو وہ باہر نکالی جائیں۔

اور یہ جو مذکور ہوا اللہ کی حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے پس بے شبہ اس نے ظلم کیا اپنی جان پر۔

تو نہیں جانتا شاید کہ اللہ بعد اس طلاق کے کوئی امر پیدا فرمادے۔

اَلطَّلَاقُ اَمْرًا ○ مُرَاجِعَةٌ فِيْمَا إِذَا كَانَ وَاحِدَةً اَوْ اِثْنَيْنِ

یعنی رجوع کرنا ایک یا دو طلاق میں۔

تشریح

(۱) بوقت ضرورت طلاق کس طرح دی جائے | نکاح ایک مقدس رشتہ، پاکیزہ تعلق اور مضبوط بندھن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو "میثاق غلیظ" پختہ عہد فرمایا ہے:۔

وَاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (نساء-۲-) (اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں)

شریعتِ اسلامی اس مضبوط رشتے کا ٹوٹنا پسند نہیں کرتی۔ حدیث میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ۔

(حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(رواہ ابوداؤد- (مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق صـ۲۸۳)

جب موافقت کی کوئی صورت نہ رہے اور رشتہ نکاح کے اصل مقاصد فوت ہونے لگیں تو طلاق ایک ایمرجنسی دروازہ ہے جو فطرت انسانی کی رعایت کرتے ہوئے تمدنی مصالح کی حفاظت کے لئے رکھا گیا ہے ۔۔ اور طلاق کے صحیح طریقے سے آگاہی دی گئی ہے۔ آیت مذکورہ میں ارشاد ہوا ہے کہ

"اے نبیؐ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انھیں ان کی عدت کے لئے طلاق دیا کرو۔ اور عدت کے زمانے کا ٹھیک ٹھیک شمار کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ (زمانۂ عدت میں) نہ تم انھیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔ اِلّا یہ کہ وہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں۔ اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا۔ تم نہیں جانتے کہ شاید اس کے بعد اللہ موافقت کی کوئی صورت پیدا کردے۔"

—— آیت مذکورہ میں نبیؐ کو خطاب کرکے ساری امت کو طلاق دینے کا صحیح طریقہ بتایا گیا ہے ۔۔ طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ طُہر (پاکی کی حالت جس میں ماہواری نہ آرہی ہو) کی حالت میں طلاق دی جائے۔

حیض کی حالت میں طلاق نہ دینے کی مصلحت یہ ہے کہ یہ وہ حالت ہوتی ہے جس میں عورت اور مرد کے درمیان مباشرت ممنوع ہونے کی وجہ سے ایک طرح کا بُعد پیدا ہوجاتا ہے اور طبی حیثیت سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اس حالت میں عورت کا مزاج معمول پر نہیں رہتا اس لئے اگر اس وقت دونوں کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہوجائے تو اس کے دور ہونے کا امکان کم ہوتا ہے ——— اور اگر عورت کے حیض سے فارغ ہونے کا انتظار کرلیا جائے تو اس کا کافی امکان ہوتا ہے کہ عورت کا مزاج بھی معمول پر آجائے اور دونوں کے درمیان فطرت نے جو طبعی کشش رکھی ہے وہ بھی اپنا کام کرکے دونوں کو پھر سے جوڑ دے۔

○ دوسری بات یہ بتائی گئی کہ جس طہر میں طلاق دی جائے اس طہر میں صحبت نہ کی ہو۔ اس کی مصلحت یہ ہے کہ اس زمانہ میں اگر حمل قرار پا جائے تو مرد اور عورت دونوں میں سے کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ وقت طلاق دینے کے لئے موزوں نہیں ہے حمل کا علم ہو جانے کی صورت میں مرد بھی سوچے گا کہ جس عورت کے پیٹ میں بچہ پرورش پا رہا ہے اسے طلاق دے یا نہ دے اور عورت بھی اپنے بچے کے مستقبل کا خیال کر کے خوہر کی ناراضگی کے اسباب دور کرنے کی پوری کوشش کرے گی۔ لیکن اندھیرے میں بے سوچے سمجھے تیر چلا بیٹھنے کے بعد اگر معلوم ہوا حمل قرار پا چکا ہے تو دونوں کو پچھتانا پڑے گا۔

یہ ہے عدت کے لئے طلاق دینے کا مطلب۔ یعنی وہ مدخولہ عورتیں جن کو حیض آتا ہو اور جن کے حاملہ ہونے کا امکان ہو ان کو طہر کی حالت میں جس میں مباشرت نہ کی ہو ایک یا دو طلاق دو جو کہ رجعی ہوگی اور عدت کے اندر اندر اس طلاق کو واپس لینے کا اختیار رہے گا۔

○ مذکورہ آیت میں فرمایا کہ عدت تک کے لئے طلاق دو یعنی تین طلاق دیکر ہمیشہ کی علیحدگی کے لئے طلاق نہ دے بیٹھو بلکہ ایک یا دو طلاقیں دے کر عدت تک انتظار کرو تاکہ اس مدت میں تمہارے لئے رجوع کی گنجائش باقی رہے۔

اس فرمان الٰہی کی پیروی کی جائے تو کسی شخص کو بھی طلاق دے کر پچھتانا نہ پڑے کیوں کہ اس طرح طلاق دینے سے عدت کے اندر رجوع بھی ہو سکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد بھی میاں بیوی اپنی مرضی سے باہم رشتہ جوڑنا چاہیں تو از سر نو نکاح کر سکتے ہیں۔

○ اور فرمایا کہ طلاق کے بعد عدت کے زمانے کا ٹھیک ٹھیک شمار کرو یعنی طلاق ایک نہایت نازک معاملہ ہے جس سے عورت اور مرد اور ان کی اولاد اور خاندان کے لئے بہت سے قانونی مسائل پیدا ہوتے ہیں اس لئے جب طلاق دی جائے تو اس کا وقت، تاریخ اور یہ بات محفوظ رکھی جائے کہ عورت کو کس حالت میں طلاق دی ہے یا حیض کی حالت میں؟ اور حساب لگا کر دیکھا جائے کہ عدت کا آغاز کب ہوا ہے اور کب تک باقی ہے اور کب ختم ہو رہی ہے کیوں کہ بہت سے مسائل عدت سے جڑے ہوئے ہیں۔

○ اور فرمایا کہ طلاق کے بعد عدت کی حالت میں انہیں نہ تم گھر سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔ نہ تو مرد غصے میں آکر عورت کو گھر سے نکالے اور نہ عورت خود ہی بگڑ کر گھر چھوڑے۔ کیوں کہ عدت تک گھر میں رہنا اس کا شرعی حق ہے۔ اسی گھر میں دونوں کو رہنا چاہیئے تاکہ آپس میں موافقت کی کوئی صورت بن سکتی ہو تو بن جائے۔ طلاق اگر رجعی ہو تو کسی وقت بھی شوہر کی طبیعت مائل ہو سکتی ہے اور وہ طلاق سے رجوع کر سکتا ہے۔ اگر جلد بازی میں عورت کو نکال دیا یا وہ خود چلی گئی تو رجوع کے امکانات کم ہو جاتے ہیں بلکہ رجعی طلاق کی صورت میں عورت کو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ شوہر کا اس کی طرف میلان ہو۔

○ اور فرمایا کہ الا یہ کہ وہ کسی صریح برائی کی طرف ہو۔ جیسے بدکاری بداطواری اور ایسی بدزبانی کہ ان کا گھر میں رکھنا مشکل ہو جائے یا نشوز و سرکشی، ایسی صورت میں ان کو گھر سے نکال دینا جائز ہوگا اور اگر وہ خود نکلیں گی تو یہ بھی ان کی طرف سے برائی کا ارتکاب سمجھا جائے گا۔

○ اور فرمایا کہ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا۔ تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ موافقت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

یعنی طلاق دینے کا جو طریقہ تمہیں بتایا گیا ہے اسی طریقے کے مطابق بوقت ضرورت طلاق دو۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اگر ان سے تجاوز کرو گے اور تین طلاق دے کر ہمیشہ کے لئے تعلق ختم کر لو گے تو وہ طلاق دینے والا نہیں جانتا کہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اس نے رجوع کا حق بھی کھو دیا اور دوبارہ نکاح کا موقع بھی گنوا دیا۔ ایسا مت کرو شاید اللہ اس کے بعد موافقت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ یہ طلاق کے استعمال کی دانشمندانہ صورت ہے جس کی پیروی کی جائے تو گھر بگڑنے سے بچ سکتے ہیں۔ طلاق دے کر پچھتانے کی نوبت پیش نہیں آسکتی۔ موافقت پیدا ہونے کے زیادہ سے زیادہ مواقع باقی رہتے ہیں۔ اور اگر علیحدگی ہو بھی جائے تو یہ موقع باقی رہتا ہے کہ پھر مل جانا چاہیں تو دوبارہ نکاح کر لیں۔ لیکن اگر کوئی شخص نادانی کے ساتھ طلاق کے اختیارات کو غلط طریقے سے استعمال کر بیٹھے تو وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا اور تلافی کے تمام مواقع کھو بیٹھے گا۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ

اَوْ فَارِقُوْهُنَّ		بِمَعْرُوْفٍ	اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ		بَلَغْنَ	فَاِذَا
تم اُنھیں جدا کر دو	یا	اچھے طریقے سے	اپنی میعاد	تو ان کو روک لو	وہ پہنچ جائیں	پھر جب

پھر جب وہ اپنی میعاد کے نزدیک پہنچ جائیں تو انھیں اچھے طریقے سے روک لو یا انھیں اچھے طریقے سے جُدا

بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا

وَاَقِيْمُوا	مِّنْكُمْ	ذَوَيْ عَدْلٍ	وَّاَشْهِدُوْا	بِمَعْرُوْفٍ
اور تم قائم کرو (دو)	اپنے میں سے	دو انصاف پسند	اور تم گواہ کر لو	اچھے طریقے سے

(رخصت) کرو، اور اپنے میں سے دو انصاف پسند گواہ کر لو اور تم (صرف) اللہ کے

الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

بِاللّٰهِ	مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ	يُوْعَظُ + بِهٖ	ذٰلِكُمْ	لِلّٰهِ	الشَّهَادَةَ
اللہ پر	جو ایمان رکھتا ہے	جس کی نصیحت کی جاتی ہے	یہی ہے	اللہ کے لئے	گواہی

لئے گواہی دو۔ یہی ہے جس کی (ہر اس شخص کو) نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲

مَخْرَجًا	يَجْعَلْ + لَّهٗ	يَّتَّقِ اللّٰهَ	وَمَنْ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
نجات کی راہ	وہ اس کے لئے نکال دیتا ہے	اللہ سے ڈرتا ہے	اور جو	اور آخرت کا دن

دن پر ایمان رکھتا ہے، اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے لئے نجات (مخلصی) کی راہ نکال دیتا ہے

(۲) وَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ قَارَبْنَ انْقِضَاءَ عِدَّتِهِنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِاَنْ تُرَاجِعُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ مِنْ غَيْرِ ضِرَارٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اُتْرُكُوْهُنَّ حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهُنَّ وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ بِالْمُرَاجَعَةِ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ عَلَى الرَّجْعَةِ اَوِ الْفِرَاقِ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ لَا لِلْمَشْهُوْدِ عَلَيْهِ اَوْ لَهٗ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ مِنْ كَرْبِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(۲) پھر جس وقت ان کی عدت قریب تمام ہونے کے پہنچے پس روک لو ان کو یعنی ان سے رجعت کرلو بدون ضرر پہنچانے کے یا ان کو چھوڑ دو یہاں تک کہ ان کی عدت پوری ہو جائے اور رجعت کر کے ان کو نقصان نہ پہنچاؤ اور دو عادل و ثقہ مردوں کو رجعت یا جدائی پر گواہ کر لو اور گواہی خالص اللہ کے واسطے دو۔ مشہود علیہ یا مشہود لہٗ کی رعایت و عداوت وغیرہ سے گواہی نہ دو (مشہود علیہ وہ جس کے مقابلے میں گواہی دی جاوے اور مشہود لہٗ وہ جس کے لئے گواہی دی جائے) یہ نصیحت ہے اس کے لئے جو ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر۔ اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کو دنیا اور

تشریح

(۲) عدت کے بعد بیوی کو رکھنا ہو تو شریفانہ طریقے سے رکھو، نہ رکھنا ہو تو شریفانہ طریقے سے چھوڑ دو — اسلام سے پہلے جس کو جاہلیت کا زمانہ کہتے ہیں عورتوں پر بڑی زیادتی ہوتی تھی انھیں انتہائی ذلیل سمجھتے تھے

اور ان کے کچھ حقوق قانونی یا اخلاقی مقرر نہ تھے ان کے ساتھ ایک جانور کی طرح سلوک کیا جاتا تھا اور انہیں مجبور قیدیوں کی طرح سمجھتے تھے۔
اسلام آیا تو عورتوں کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا گیا اور قرآن نے اعلان کیا کہ:
لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ کہ عورتوں کا بھی ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر مردوں کا حق ہے۔
عورتوں پر ایک ظلم یہ تھا کہ ان کو سو سو طلاقیں دے دیتے تھے اور پھر بھی آزادی نہیں ملتی تھی اور ان کی مصیبت کا خاتمہ نہیں ہوتا تھا۔ طلاق دی رجوع کر لیا اور طلاق کی کوئی تعداد متعین نہیں تھی۔
اسلام نے ایک قانون بنا دیا کہ ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے میں زیادہ سے زیادہ تین طلاق کا حق ہے۔ ایک یا دو طلاق دے کر وہ رجوع کر سکتا ہے اور پھر اگر تیسری طلاق بھی دیدی تو مرد کا طلاق واپس لینے کا حق ختم ہو گیا اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے لئے حرام ہو گئے۔ اس طرح عورت کو اس مصیبت سے نجات ملی۔
پھر طلاق دینے کا طریقہ بھی بتایا کہ اگر ضرورت پڑنے پر طلاق دو تو اس طرح دو جیسے اوپر آیت ۱ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔
اس آیت میں جو پیش نظر ہے فرمایا کہ، فَاَمْسِکُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۔ یہ ایسا جامع مانع اور ہمہ گیر اصول ہے اور ایسی حکیمانہ نصیحت ہے کہ انسان اس پر عمل کر کے بڑا فائدہ اٹھا سکتا ہے — فرمایا جب عدت خاتمے پر پہنچے تو یا انہیں بھلے طریقے سے اپنے نکاح میں روک رکھو یا بھلے طریقے سے جدا ہو جاؤ۔ یعنی عدت کے اندر اندر فیصلہ کر لو کہ عورت کو اپنے نکاح میں رکھنا ہے یا نہیں۔ رکھنا ہے تو نبھانے کی غرض سے رکھو ستانے کی غرض سے نہیں۔ اور اگر رخصت کرنا ہے تو شریف انسانوں کی طرح رخصت کر دو، جو اس کا حق ہے وہ اس کو دے دو بلکہ بہتر ہے کہ اس کے حق سے کچھ بڑھ کر متاع کی شکل میں اسے کچھ اور بھی دے دو۔ تاکہ طلاق سے جو ٹھیس پہنچی ہے اس کی کچھ تلافی ہو جائے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے۔ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۴۱)
(اسی طرح جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو انہیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے۔ یہ حق ہے متقی لوگوں پر۔)
اگرچہ متاع ان مطلقہ عورتوں کے لئے ہے جن کی نہ خلوت صحیحہ ہوئی اور نہ مہر مقرر تھا۔ مگر کسی بھی مطلقہ عورت کو متاع دے کر رخصت کرنا مستحب ہے۔

○ اور دو ایسے آدمیوں کو گواہ بنا لو جو تم میں سے صاحب عدل ہوں۔ اور اے گواہ بننے والو گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے لئے ادا کرو۔
یعنی جب تم نے طلاق دی اس وقت بھی بہتر یہ ہے کہ دو عادل گواہ اپنی طلاق کے بنا لو تاکہ بعد میں جھگڑا نہ ہو کہ کون سی طلاق دی ہے، رجعی دی ہے، بائن دی ہے یا مغلظ۔ کوئی شک و شبہ نہ ہو۔
پھر جب رجوع کرو تب بھی بہتر یہ ہے اور احتیاط کا تقاضا ہے کہ دو صاحب عدل آدمیوں کو گواہ بنایا جائے اس طرح طلاق اور رجوع پر گواہ بنانے سے معاملہ بڑا صاف رہتا ہے اور کوئی الجھن پیدا نہیں ہوتی۔ اور گواہ بھی اللہ سے ڈرتے رہیں اور صحیح گواہی دیں۔
اگرچہ قانونی طور پر طلاق اور رجوع بغیر گواہوں کے بھی ہو جاتے ہیں لیکن یہ بڑی حکیمانہ نصیحت ہے اور اس کے بہت سے فائدے ہیں۔
اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ یعنی یہ تمام کام کہ صحیح طریقے سے طلاق دینا، عدت کا ٹھیک ٹھیک حساب رکھنا، بیوی کو گھر سے نہ نکالنا، عدت ختم ہونے پر عورت کو روکنا تو نباہ کرنے کی نیت سے اور چھوڑنا تو بھلے آدمیوں کی طرح رخصت کرنا اور طلاق رجوع مفارقت جو بھی ہو اس پر دو عادل آدمیوں گواہ بنا لینا۔ یہ سب اللہ سے خوف تقویٰ اور پرہیزگاری کے تقاضے ہیں اور جو اس طرح سے خوف خدا رکھتے ہوئے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیں گے۔
اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی تعمیل تمام مشکلات کو آسان کر دیتی ہے۔

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ

وَّيَرْزُقْهُ	مِنْ حَيْثُ	لَا يَحْتَسِبُ	وَمَنْ	يَّتَوَكَّلْ	عَلَى اللّٰهِ	فَهُوَ
اور وہ اسے رزق دیتا ہے	جہاں سے	اسے گمان نہیں ہوتا	اور جو	وہ بھروسہ کرتا ہے	اللہ پر	تو وہ

اور وہ اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان (بھی) نہیں ہوتا اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ

حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③

حَسْبُهٗ	اِنَّ اللّٰهَ	بَالِغُ ۔ اَمْرِهٖ	قَدْ جَعَلَ	اللّٰهُ	لِكُلِّ شَيْءٍ	قَدْرًا
اس کے لئے کافی ہے	بیشک اللہ	پہنچنے والا (پورا کرنے والا) اپنا کام	بیشک کر رکھا ہے	اللہ	ہر بات کے لئے	اندازہ

اس کے لئے کافی ہے۔ بیشک اپنے کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر بات کے لئے اندازہ مقرر کیا ہے۔

③ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ يَخْطُرُ بِبَالِهٖ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فِيْ اُمُوْرِهٖ فَهُوَ حَسْبُهٗ كَافِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ مُرَادُهٗ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْاِضَافَةِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ كَرَخَاءٍ وَشِدَّةٍ قَدْرًا ○ مِيْقَاتًا

③ اور اس کو روزی عطا فرماتا ہے ایسی جگہ سے کہ اس کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اپنے کاموں میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے پس اللہ اس کو کافی ہوتا ہے بیشک اللہ جو چاہتا ہے اس کو پورا کرتا ہے۔

بیشک اللہ نے ہر ایک آسانی اور سختی کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔

تشریح

③ خوف خدا تمام کامیابیوں کی بنیاد ہے | طلاق کے بعد مطلقہ بیوی کو جس سے آدمی دل برداشتہ ہو چکا ہوا ہے عدت کے دوران گھر میں رکھنا، اس کے مصارف برداشت کرنا اور اگر اسے رخصت کرنا ہو تو اس کا مہر اور اس کے ساتھ متاع طلاق دے کر رخصت کرنا۔ اس سے آدمی پر مالی وزن پڑتا ہے اور اگر تنگ دستی ہو تو اسے یہ سب کھلتا ہے۔ مگر فرمایا کہ جب انسان اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اسے جواب دہی کا خوف ہوتا ہے اور خوف خدا کی وجہ سے وہ تحمل سے کام لیتا ہے تو اللہ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اسباب کے بجائے مسبب الاسباب پر نظر رکھتا ہے تو وہی اس کی کارسازی کرتا ہے۔

اللہ کا خوف تمام کامیابیوں کی بنیاد اور کنجی ہے جس سے مشکلات آسان ہوتی ہیں گناہ معاف ہوتے ہیں اور قلبی سکون نصیب ہوتا ہے جس کے بعد کوئی تنگی، سختی نہیں رہتی اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے اس کی قدرت اسباب کی پابند نہیں ہے البتہ اس کے یہاں ہر چیز کا ایک اندازہ ہے اسی وقت اور اندازے کے مطابق وہ چیز ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ پر بھروسہ کرنے والے کو گھبرانا نہیں چاہیے۔

وَالّٰٓـِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ

وَالّٰٓـِٔیْ	یَئِسْنَ	مِنَ	الْمَحِیْضِ	مِنْ	نِّسَآئِکُمْ	اِنِ
اور جو عورتیں	نا امید ہوگئی ہوں	سے	حیض	سے	تمہاری بیبیاں	اگر

اور جو (پیرانہ سالی کی وجہ سے) حیض سے نا امید ہو گئی ہوں تمہاری (مطلقہ) بیبیوں میں سے اگر

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ

ارْتَبْتُمْ	فَعِدَّتُهُنَّ	ثَلٰثَةُ	اَشْهُرٍ	وَّالّٰٓـِٔیْ	لَمْ یَحِضْنَ
تمہیں شبہ ہو	تو ان کی عدت	تین	مہینے	اور جو	انہیں حیض نہیں آیا

تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور (کم سنی کی وجہ سے) جنھیں حیض نہیں آیا

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَ

وَاُولَاتُ + الْاَحْمَالِ	اَجَلُهُنَّ	اَنْ یَّضَعْنَ	حَمْلَهُنَّ	وَ
اور حمل والیاں	ان کی عدت	کہ وضع ہو جائیں	ان کے حمل	اور

اور حمل والیوں کی عدت ان کے وضع حمل (بچہ جننے تک) ہے اور جو

مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ④

مَنْ	یَّتَّقِ + اللّٰهَ	یَجْعَلْ	لَّهٗ	مِنْ اَمْرِهٖ	یُسْرًا
جو	وہ اللہ سے ڈرے گا	وہ کر دے گا	اس کے لئے	اس کے کام میں	آسانی

اللہ سے ڈرے گا تو وہ اس کے لئے اس کے کام میں آسانی کر دے گا۔

④ وَاللَّائِیْ بِهَمْزَةٍ وَیَاءٍ وَبِلَا یَاءٍ فِی الْمَوْضِعَیْنِ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ بِمَعْنَی الْحَیْضِ مِنْ نِّسَائِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ شَکَکْتُمْ فِیْ عِدَّتِهِنَّ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ وَّاللَّائِیْ لَمْ یَحِضْنَ لِصِغَرِهِنَّ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ

④ اور جو عورتیں تم میں کی حیض سے نا امید ہو جائیں اگر تم ان کی عدت میں شک کرو تو عدت ان کی تین ماہ ہیں اور جن کو حیض نہیں آتا بسبب ان کے چھوٹے پن کے

پس ان کی عدت بھی تین ماہ ہیں۔

وَالْمُسْئَلَتَانِ فِیْ غَیْرِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ اَمَّا هُنَّ فَعِدَّتُهُنَّ مَا فِیْ اٰیَةِ الْبَقَرَةِ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اِنْقِضَاءُ عِدَّتِهِنَّ مُطَلَّقَاتٍ اَوْ مُتَوَفّٰی عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ○ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

اور یہ دونوں مسئلے ان عورتوں کے بارے میں ہیں جن کے خاوند نہیں مرے لیکن وہ عورتیں جن کے خاوند مر گئے ہیں پس عدت ان کی جیسا کہ آیت سورہ بقرہ یہ ہے کہ وہ چار ماہ اور دس دن عدت کریں

اور حاملہ عورتوں کی عدت خواہ وہ مطلقہ ہوں یا ان کے خاوند مرے ہوں،

یہ ہے کہ وہ حمل کو جنیں۔

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کا کام دین و دنیا میں آسان کر دیتا ہے۔

تشریح

(۴) وہ عورتیں جن کو ماہواری نہیں آتی اور حاملہ عورتوں کی عدت اوپر ان عورتوں کی عدت کا بیان آیا جن کو ماہواری آتی ہے کہ ان کی عدت تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک ہے — اب رہی وہ عورتیں جن کو ماہواری نہیں آتی چاہے کم سنی کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا کسی بیماری کی وجہ سے۔ ایسی عورتوں کی عدت قمری مہینے کے لحاظ سے تین مہینے ہیں اگر قمری مہینے کے آغاز میں طلاق دی گئی ہو تو رویت ہلال کے لحاظ سے عدت شمار ہوگی اور اگر مہینے کے بیچ میں کسی وقت طلاق دی گئی ہو تو تیس۳۰ دن کا ہر مہینہ قرار دے کر تین مہینے یعنی نوے۹۰ دن پورے کرنے ہوں گے۔

اگر ایسی لڑکی کو طلاق دی گئی ہو کہ اسے ابھی حیض آنا شروع نہ ہوا ہو اور پھر عدت کے دوران میں اس کو حیض آجائے تو پھر وہ اسی حیض سے عدت شروع کرے گی اور اس کی عدت حائضہ عورتوں جیسی ہوگی۔

اگر عورتوں کے حیض میں بے قاعدگی ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ حیض کا بند ہونا اگر سن ایاس کی وجہ سے ہے جس میں آئندہ حیض جاری رہنے کی امید نہ رہے یا پھر ان عورتوں کی طرح ہوگی جن کو حیض نہ آتا ہو یعنی اس کو تین مہینے چاند کے حساب سے پورے کرنے ہوں گے۔

○ حاملہ عورت کی عدت یہ ہے کہ جب اس کا وضع حمل ہو جائے تب عدت پوری ہوگی۔ وضع حمل کی یہ مدت اس عورت کے لئے بھی ہے جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو اور وہ حاملہ ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صراحت فرمائی ہے اور ارشاد ہوا ہے۔

اَجَلُ کُلِّ حَامِلٍ اَنْ تَضَعَ مَا فِیْ بَطْنِهَا۔ (ابن جریر - ابن ابی حاتم)

(ہر حاملہ عورت کی عدت کی مدت اس کے وضع حمل تک ہے۔)

○ اور فرمایا کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔ عورتوں کے لئے احکام بیان کرتے ہوئے مختلف انداز میں خوف خدا، حساب آخرت، تقویٰ اور پرہیزگاری کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ خاص طور پر عورتوں کے معاملات میں اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ

ذٰلِكَ	اَمْرُ اللّٰهِ	اَنْزَلَهٗۤ	اِلَيْكُمْ	وَمَنْ	يَّتَّقِ اللّٰهَ	يُكَفِّرْ	عَنْهُ
یہ	اللہ کے حکم	اس نے یہ اتارا ہے	تمہاری طرف	اور جو	اللہ سے ڈرے گا	وہ دور کردے گا	اس سے

یہ اللہ کے حکم ہیں اس نے تمہاری طرف اتارے ہیں۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کی برائیاں اس سے

سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا (۵) اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ

سَيِّاٰتِهٖ	وَيُعْظِمْ	لَهٗۤ	اَجْرًا	اَسْكِنُوْهُنَّ	مِنْ حَيْثُ	سَكَنْتُمْ
اس کی برائیاں	اور بڑا دے گا	اس کو	اجر	تم انھیں رکھو	جہاں	تم رہتے ہو

دور کردے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا۔ تم جہاں رہتے ہو انھیں تم اپنی استطاعت کے مطابق

مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ

مِّنْ + وُّجْدِكُمْ	وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ	لِتُضَيِّقُوْا	عَلَيْهِنَّ	وَاِنْ
اپنی استطاعت کے مطابق	اور تم انہیں ضرر نہ پہنچاؤ	کہ تم تنگی کرو	انہیں	اور اگر

(وہاں) رکھو۔ اور تم انھیں تنگ کرنے کے لئے ضرر (تکلیف) نہ پہنچاؤ اور اگر

كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ

كُنَّ	اُولَاتِ حَمْلٍ	فَاَنْفِقُوْا	عَلَيْهِنَّ	حَتّٰى + يَضَعْنَ	حَمْلَهُنَّ
وہ ہوں	حمل والیاں (حمل سے)	تو خرچ کرو تم	ان پر	یہاں تک کہ وضع ہوجائیں	ان کے حمل

وہ حمل سے ہوں تو ان پر خرچ کرو یہاں تک کہ وضع حمل ہوجائے (بچہ پیدا ہوجائے)

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ

فَاِنْ	اَرْضَعْنَ	لَكُمْ	فَاٰتُوْهُنَّ	اُجُوْرَهُنَّ	وَاْتَمِرُوْا	بَيْنَكُمْ
پھر اگر	وہ دودھ پلائیں	تمہارے لئے	تو تم انھیں دو	ان کی اجرت	اور تم باہم مشورہ کرلیا کرو	آپس میں

پھر اگر وہ تمہارے لئے (تمہاری خاطر) دودھ پلائیں تو انھیں ان کی اجرت دو اور تم آپس میں معقول طریقے سے

بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى (۶)

بِمَعْرُوْفٍ	وَاِنْ	تَعَاسَرْتُمْ	فَسَتُرْضِعُ	لَهٗۤ	اُخْرٰى
معقول طریقے سے	اور اگر	تم باہم کش مکش کروگے	تو دودھ پلادے گی	اس کو	کوئی دوسری

مشورہ کرلیا کرو۔ اور اگر تم باہم کش مکش کروگے تو اس کو کوئی دوسری (بی بی) دودھ پلادے گی

لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ

لِيُنْفِقْ	ذُوْسَعَةٍ	مِّنْ سَعَتِهٖ	وَمَنْ	قُدِرَ	عَلَيْهِ	رِزْقُهٗ
چاہیے کہ خرچ کرے	وسعت والا	سے مطابق اپنی وسعت	اور جو	تنگ کر دیا گیا	اس پر	اس کا رزق

چاہیے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر تنگ کر دیا گیا ہو اس کا رزق

فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

فَلْيُنْفِقْ	مِمَّآ	اٰتٰىهُ + اللّٰهُ	لَا يُكَلِّفُ	اللّٰهُ	نَفْسًا	اِلَّا
تو اسے خرچ کرنا چاہیے	اس میں سے جو	اسے اللہ نے دیا	تکلیف نہیں دیتا	اللہ	کسی کو	مگر

(آمدنی) تو اللہ نے جو اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرنا چاہیے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا (مکلف نہیں ٹھہراتا)

ع ۱۷ مَآ اٰتٰىهَا ط سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ع ⑦

مَآ اٰتٰىهَا	سَيَجْعَلُ	اللّٰهُ	بَعْدَ + عُسْرٍ	يُّسْرًا
جس قدر اس نے اسے دیا	وہ جلد کر دے گا	اللہ	تنگی کے بدلے	آسانی

مگر (اسی قدر) جتنا اس نے اسے دیا ہے۔ جلد کر دے گا اللہ تنگی کے بدلے آسانی

⑤ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ فِي الْعِدَّةِ اَمْرُ اللّٰهِ
حُكْمُهٗ اَنْزَلَهٗ اِلَيْكُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ
اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ
اَجْرًا ○

⑤ یہ جو عدت کے بارے میں مذکور ہوا اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اتارا اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کو بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔

⑥ اَسْكِنُوْهُنَّ اَيِ الْمُطَلَّقَاتِ مِنْ حَيْثُ
سَكَنْتُمْ اَيْ بَعْضَ مَسَاكِنِكُمْ مِّنْ
وُّجْدِكُمْ اَيْ سَعَتِكُمْ عَطْفُ بَيَانٍ
اَوْ بَدَلٌ مِّمَّا قَبْلَهٗ بِاِعَادَةِ الْجَارِ
وَتَقْدِيْرِ مُضَافٍ اَيْ اَمْكِنَةَ سَعَتِكُمْ
لَا مَا دُوْنَهَا وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ
لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ط الْمَسَاكِنَ فَيَحْتَجْنَ
اِلَى الْخُرُوْجِ اَوِ النَّفَقَةِ فَيَفْتَدِيْنَ
مِنْكُمْ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ
فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ج فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ

⑥ مطلقہ عورتوں کو اپنے رہنے کے مکانات میں رکھو بقدر اپنی وسعت کے اس سے کم نہ ہوں اور ان پر تنگی نہ ڈالو نقصان پہنچانے کو کہ وہ محتاج ہوں نکلنے کی طرف یا نفقہ کی طرف جس کی وجہ سے وہ کچھ عوض دیکر صلح کرنے پر مجبور ہوں۔

اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو یہاں تک کہ وہ بچہ جنیں۔

پھر اگر وہ دودھ پلاویں

أَوْلَادَكُمْ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ عَلَى الْإِرْضَاعِ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ بِمَعْرُوفٍ بِجَمِيلٍ فِي حَقِّ الْأَوْلَادِ بِالتَّوَافُقِ عَلَى أَجْرٍ مَعْلُومٍ عَلَى الْإِرْضَاعِ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ تَضَايَقْتُمْ فِي الْإِرْضَاعِ فَامْتَنَعَ الْأَبُ مِنَ الْأُجْرَةِ وَالْأُمُّ مِنْ فِعْلِهِ فَسَتُرْضِعُ لَهُ لِلْأَبِ أُخْرَى ○ وَلَا تُكْرَهُ الْأُمُّ عَلَى إِرْضَاعِهِ

تمہاری اولاد کو جو ان سے ہے پس دو ان کو اجرت ان کے دودھ پلانے پر۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو حکم کرو بھلائی حق اولاد میں ساتھ موافقت کے اجرت معین پر دودھ پلانے میں۔ اور اگر تم کو تنگی پیش آئے دودھ پلانے میں کہ باپ اجرت دینے سے انکار کرے اور ماں دودھ پلانے سے رکے تو نزدیک ہے کہ کوئی دوسری عورت اس کی اولاد کو دودھ پلادے اور ماں پر زبردستی نہ کی جاوے دودھ پلانے پر۔

(٧) لِيُنْفِقْ عَلَى الْمُطَلَّقَاتِ وَالْمُرْضِعَاتِ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ ضُيِّقَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ أَعْطَاهُ اللَّهُ أَيْ عَلَى قَدْرِهِ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ○ وَقَدْ جَعَلَهُ بِالْفُتُوحِ

(٧) جو وسعت والا ہے اس کو چاہیئے کہ بقدر اپنی وسعت کے مطلقہ عورتوں اور دودھ پلانے والیوں کو خرچ دیوے۔ اور جس کی روزی تنگ ہے اس کو چاہیئے کہ جو اس کو اللہ نے دیا اسی قدر خرچ کرے۔ اللہ ہر ایک آدمی کو اسی قدر تکلیف دیتا ہے جس قدر اس کو دیا۔ نزدیک ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فتوحات سے ایسا ہی کیا۔

تشریح

(٥) اللہ کے احکام پر عمل، جوابدہی کا احساس، اس میں اجر عظیم ہے | اسلام قبول کرنے کے بعد احکام شریعت کی اطاعت وہ ذمہ داری ہے جو حسب ایمان پر عائد ہوتی ہے زندگی کے جملہ معاملات میں یہی طریقہ صاحب ایمان کے لئے منزل مراد پر پہنچانے والا ہے۔

اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ طلاق اور عدت کے احکام بیان ہو رہے ہیں۔ اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا اور مالی بوجھ برداشت کرنا صرف اس لئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور ہم اس کے سامنے جوابدہ ہیں۔ یہ جذبہ ایسا ہے جس کا اللہ کے یہاں بڑا اجر ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ فرما رہے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے اس بار کو بھی ہلکا کر دے گا جو تم اللہ کے احکام کی پیروی میں اٹھا رہے ہو۔

(٦) مطلقہ کا نفقہ اور سکونت | مطلقہ کے لئے عدت تک رہنے کے لئے مکان مرد کے ذمہ ہے اور جب سکونت اس کے ذمہ ہے تو نفقہ یعنی ضروری اخراجات بھی مرد ہی کے ذمہ ہیں کیوں کہ عورت عدت کے زمانے تک مرد کی وجہ سے ہی پابند رہے گی اور دوسرا نکاح نہ کر سکے گی۔

آیت مذکورہ میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو زمانہ عدت میں اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو، جیسی کچھ بھی جگہ تمہیں میسر ہو۔ اور انھیں تنگ کرنے کے لئے ان کو نہ ستاؤ۔ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق اس کو اپنے گھر میں رکھو اور کھانے کپڑے کا مناسب بندوبست کرو۔ ہر قسم کی مطلقہ کے لئے یہ حکم عام ہے۔

رہا فاطمہ بنت قیس کا معاملہ تو ان کے بارے میں بعض روایات میں ہے کہ وہ بہت زبان درازی اور سخت کلامی کرتی تھیں اس لئے آپؐ نے ان کو گھر سے چلے جانے کا حکم دیا اور جب وہ گھر سے چلی گئیں تو ان کا نفقہ بھی ختم ہو گیا۔

ترمذی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کھانے پینے کے لئے غلہ دیا گیا تھا انھوں نے اس سے زیادہ کا مطالبہ کیا جو منظور نہ ہوا۔

اور فرمایا کہ ان کو تنگ کرنے کے لئے ستاؤ مت کہ وہ گھر سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔

○ حاملہ کا نفقہ بھی مرد کے ذمے ہے چاہے وضع حمل کی مدت کتنی بھی طویل ہو جائے۔

○ وضع حمل کے بعد اگر عورت تمہاری خاطر بچے کو دودھ پلائے تو دودھ پلانے کی اجرت جو کسی دوسری دودھ پلانے والی کو دیتے وہ

اس کو بھی دی جائے اور دستور کے مطابق باہمی مشورے سے معاملہ طے کریں، خواہ مخواہ کی ضد نہ کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ فراخ دلی کا برتاؤ کریں، نہ عورت دودھ پلانے سے انکار کرے اور نہ مرد اس کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے دودھ پلوائے۔

اور اگر عورت دودھ پلانے پر راضی نہ ہو اور بلا وجہ کی ضد کرے تو اس کو گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے۔ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی۔

مرد کو بھی ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ بلا وجہ اس کی ماں سے دودھ نہ پلوائے۔ آخر دوسری عورت سے دودھ پلوائے گا تو اس کو بھی دینا پڑے گا پھر بچے کی ماں کو دے دیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ان معاملات میں بلا وجہ کی ضد اور ہٹ نہیں کرنی چاہیئے مناسب انداز میں ان معاملات کو طے کرلینا چاہیئے۔

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۳ میں یہ حکم، جب کہ زوجین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو چکے ہوں اور عورت کی گود میں دودھ پیتا بچہ ہو، بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ فرمایا:۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ
وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ
وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ
تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۔ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۳۳)

(جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت تک دودھ پیئے تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔ اس صورت میں بچے کے باپ کو معروف طریقے سے انھیں کھانا کپڑا دینا ہوگا۔ مگر کسی پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بار نہ ڈالنا چاہیئے۔ نہ تو ماں کو اس وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے اور نہ باپ ہی اس وجہ سے تنگ کیا جائے کہ بچہ اس کا ہے۔ دودھ پلانے والی کا یہ حق جیسے بچے کے باپ پر ہے ویسا ہی اس کے وارث پر بھی ہے (یعنی اگر بچے کا باپ مر جائے تو جو اس کی جگہ بچے کا ولی ہو اسے یہ حق ادا کرنا ہوگا۔) لیکن اگر فریقین باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر تمہارا خیال اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانے کا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اس کا جو کچھ معاوضہ طے کرو وہ معروف طریقے پر ادا کرو۔ اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ کی نظر میں ہے۔)

سورۂ طلاق کی مذکورہ آیت نمبر ۶ اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۳ دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کے دودھ پلانے کے مسئلے کو اپنی ضد اور ہٹ کا مسئلہ بنانا اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اور اللہ تو چاہتے ہیں کہ وہ تلخیاں جن کی وجہ سے طلاق تک نوبت پہنچی تھی ان کو بچے کی رضاعت اور پرورش کے معاملے میں نہ لایا جائے۔

(۷) **بچے کی پرورش اور تعلیم وتربیت کا خرچ باپ کے ذمے اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔** روزی کے معاملے میں سب انسان دنیا میں ایک جیسے نہیں ہیں۔ کچھ خوش حال ہیں، کچھ تنگدست ہیں۔ اللہ تو طاقت سے زیادہ بوجھ کسی پر نہیں ڈالتے۔ ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کیا جائے۔

بچے کے اخراجات، اس کی پرورش، اس کی تعلیم وتربیت، یہ سب باپ کی ذمہ داری ہے۔ وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق اور کم گنجائش والے کو اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرنا چاہیئے۔

تنگ دستی اگر ہو تب بھی اپنی ذمہ داریاں اور اللہ کے احکام کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر تنگی کی حالت میں اس کے حکم کے موافق خرچ کروگے تو وہ تنگی کو فراخی سے اور سختی کو آسانی سے بدل دے گا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ

وَكَاَيِّنْ	مِنْ قَرْيَةٍ	عَتَتْ	عَنْ	اَمْرِ رَبِّهَا	وَرُسُلِهٖ
اور کئی	بستیاں	انھوں نے سرکشی کی	سے	اپنے رب کے حکم	اور اس کے رسولوں

اور کئی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی

فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ⑧

فَحَاسَبْنٰهَا	حِسَابًا	شَدِيْدًا	وَّعَذَّبْنٰهَا	عَذَابًا	نُّكْرًا
تو ہم نے ان کا حساب لیا	حساب	سختی سے	اور ہم نے انھیں سزا دی	سزا	بہت بڑی

اور ہم نے سختی سے ان کا حساب لیا اور ہم نے انھیں بہت بڑی سزا دی۔

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ⑨

فَذَاقَتْ	وَبَالَ	اَمْرِهَا	وَكَانَ	عَاقِبَةُ	اَمْرِهَا	خُسْرًا
پھر انھوں نے چکھا	وبال	اپنا کام	اور ہوا	انجام	ان کا کام	خسارہ

پھر انھوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام خسارا (گھاٹا) ہوا

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ معانقہ ۱۲

اَعَدَّ اللّٰهُ	لَهُمْ	عَذَابًا	شَدِيْدًا	فَاتَّقُوا اللّٰهَ	يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ
اللہ نے تیار کیا ہے	ان کے لئے	عذاب	سخت	پس تم ڈرو اللہ سے	اے عقل والو

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے پس تم اللہ سے ڈرو اے عقل والو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ ⑩

الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	قَدْ اَنْزَلَ	اللّٰهُ	اِلَيْكُمْ	ذِكْرًا
ایمان والو	تحقیق نازل کی	اللہ	تمہاری طرف	نصیحت (کتاب)

ایمان والو! تحقیق اللہ نے تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے۔

⑧ وَكَاَيِّنْ هِيَ كَافُ الْجَرِّ دَخَلَتْ عَلٰى اَيِّ بِمَعْنٰى كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَيْ وَكَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرٰى عَتَتْ عَصَتْ يَعْنِيْ اَهْلَهَا عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاِنْ لَّمْ تَجِئْ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا

⑧ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا الخ اور بہت گاؤں ہیں کہ وہاں کے رہنے والو نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنے پیغمبروں کے احکام سے پس ہم نے ان سے سخت حساب کیا قیامت میں آخرت میں ہم ان کے ساتھ سخت گیری کریں گے چونکہ قیامت ضرور آنے والی ہے اور ان کے محاسبہ سخت ضرور ہونے والا ہے اس لئے اس کو ماضی سے تعبیر کیا۔ اور ان کو دوزخ کے عذاب میں مبتلا کریں گے

نُكْرًا ○ بِسُكُوْنِ الْكَافِ وَضَمِّهَا

(٩) فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا عُقُوْبَتَهٗ وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ○ خَسَارًا وَهَلَاكًا

(٩) پس چکھیں گے وہ وبال اپنے فعل کا۔ اور ان کا انجام خرابی اور ہلاکی ہوگی۔

(١٠) اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا تَكْرِيْرُ الْوَعِيْدِ تَاكِيْدٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۛ اَصْحَابَ الْعُقُوْلِ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ نَعْتٌ لِلْمُنَادٰى اَوْ بَيَانٌ لَهٗ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ○ هُوَ الْقُرْاٰنُ

(١٠) ان کے لئے اللہ نے تیار کیا ہے عذاب سخت پس ڈرو اللہ سے اے عقل والو
وہ کہ جو ایمان لائے۔
بے شبہ اللہ نے تمہاری طرف قرآن اتارا۔

تشریح

(٨) عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرو | اللہ تعالیٰ مرد اور عورت دونوں کے خالق اور پروردگار ہیں۔ اس نے اپنی دنیا کی آبادی کے لئے نوع انسانی کو دو جنسوں میں تقسیم کردیا ہے ایک مرد دوسرے عورت۔ ان دونوں کی بناوٹ ایسی رکھی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے محتاج اور ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں۔

ان دونوں کے ملاپ کو انسانی آبادی کا ذریعہ بنایا ہے۔ ان سے مل کر گھر بنتا ہے پھر خاندان بنتے ہیں اور پھر ایک سماج تشکیل پاتا ہے۔

اللہ نے عورت کے مقابلے میں مرد کو زیادہ قوت دی ہے۔ دونوں کی صلاحیتیں الگ الگ ہیں اور دائرہ کار بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر دونوں سے مل کر ہی تمدن آگے بڑھتا ہے۔ مرد اپنی طاقت کے غرور میں صنف نازک عورت پر کوئی زیادتی نہ کرے اس کے حقوق پوری دیانت کے ساتھ اور جوابدہی کے احساس کے ساتھ ادا کرے۔

وہ قومیں بڑی دکھی ہیں جو عورتوں پر زیادتیاں کرتی ہیں ایسی بستیاں اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتیں۔ یوں تو اللہ کے ہر حکم سے سرتابی اللہ کے عذاب کو دعوت دیتی ہے اور اس کی نافرمانی جب ایک حد سے آگے بڑھ جاتی ہے تو اللہ کے عذاب کا کوڑا برسنے لگتا ہے۔ مگر خاص طور پر عورتوں کے حقوق کے تعلق سے خبردار کیا جارہا ہے کہ دیکھو احکام شریعت کی پوری پابندی رکھو خصوصاً عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اگر نافرمانی کروگے تو یاد رکھو کتنی ہی بستیاں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی سرتابی کی وجہ سے تباہ ہوچکی ہیں جب وہ تکبر میں حد سے آگے نکل گئے تو ہم نے ان کا محاسبہ کیا اور ان کو ان کے کئے کا مزہ چکھا دیا۔

(٩) نافرمان قومیں گھاٹے میں رہیں | نافرمان قومیں سخت گھاٹے میں رہیں۔ انھوں نے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھا اور جو پونجی تھی سب برباد کر بیٹھے یعنی اللہ کی دی ہوئی طاقت وصلاحیت تخریب میں لگا دی تو دنیاوی نقصان تھا۔ آگے اُخروی عذاب کا بیان ہے۔

(١٠) آخرت میں نافرمان قوموں کا انجام | دنیاوی خسارے اور نقصان کے علاوہ اللہ نے ایسے نافرمان لوگوں کے لئے آخرت میں سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قوموں کی تباہی اور بربادی کے یہ واقعات سن کر عقل مند، ایماندار لوگوں کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ہم سے بے اعتدالی نہ ہوجائے اور ہم پکڑ میں نہ آجائیں۔ اللہ نے تمہارے لئے ایک نصیحت نازل کردی ہے یعنی قرآن جو تمہیں سیدھا اور صحیح راستہ دکھاتا ہے اور اس نصیحت کو سنانے والے اور سمجھانے والے رسول کو بھی بھیجا ہے۔

رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ

رَسُوْلًا	يَّتْلُوْا	عَلَيْكُمْ	اٰيٰتِ اللّٰهِ	مُبَيِّنٰتٍ	لِّيُخْرِجَ	الَّذِيْنَ
رسول	وہ پڑھتا ہے	تم پر	اللہ کی آیتیں	روشن	تاکہ وہ نکالے	جو لوگ

وہ رسول (بھیجا ہے) جو تم پر پڑھتا ہے اللہ کی روشن آیتیں تاکہ جو لوگ ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ

اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	مِنَ الظُّلُمٰتِ	اِلَى النُّوْرِ	وَمَنْ
ایمان لائے	اور انھوں نے اچھے عمل کئے	تاریکیوں سے	نور کی طرف	اور جو

اور انھوں نے اچھے عمل کئے وہ انھیں نکالے تاریکیوں سے نور کی طرف اور جو

يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

يُّؤْمِنْ	بِاللّٰهِ	وَيَعْمَلْ	صَالِحًا	يُّدْخِلْهُ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا
ایمان لائے گا	اللہ پر	اور وہ عمل کرے گا	اچھے	وہ اسے داخل کرے گا	باغات	بہتی ہیں	ان کے نیچے

اللہ پر ایمان لائے گا اور اچھے عمل کرے گا تو وہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ⑪ اَللّٰهُ

الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	اَبَدًا	قَدْ اَحْسَنَ	اللّٰهُ	لَهٗ	رِزْقًا	اَللّٰهُ
نہریں	وہ ہمیشہ رہیں گے	ان میں	ہمیشہ ہمیشہ	بیشک بہت اچھی رکھی	اللہ	اس کے لئے	روزی	اللہ

بہتی ہیں وہ رہیں گے ان میں ہمیشہ ہمیشہ۔ بے شک اللہ نے اس کے لئے بہت اچھی روزی رکھی ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ

الَّذِيْ	خَلَقَ	سَبْعَ	سَمٰوٰتٍ	وَّمِنَ + الْاَرْضِ	مِثْلَهُنَّ	يَتَنَزَّلُ
وہ جس نے	پیدا کئے	سات	آسمان	اور زمین سے (بھی)	ان کی طرح	اترتا ہے

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین بھی ان کی طرح ، ان کے درمیان

الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ

الْاَمْرُ	بَيْنَهُنَّ	لِتَعْلَمُوْٓا	اَنَّ + اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
حکم	ان کے درمیان	تاکہ وہ جان لیں	کہ اللہ	ہر شے پر	قدرت رکھتا ہے

حکم اُترتا ہے تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ⑫ ع ۲ ۱۸

وَاَنَّ	اللّٰهَ	قَدْ ۔ اَحَاطَ	بِكُلِّ شَیْءٍ	عِلْمًا
اور یہ کہ	اللہ	احاطہ کیا ہوا ہے	ہر شے	علم سے

اور یہ کہ اللہ نے ہر شے کا علم سے احاطہ کیا ہوا ہے

⑪ رَسُوْلًا اَیْ مُحَمَّدًا مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ اَیْ
وَاَرْسَلَ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ
بِفَتْحِ الْیَاءِ وَكَسْرِهَا كَمَا تَقَدَّمَ لِیُخْرِجَ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بَعْدَ مَجِیْءِ
الذِّكْرِ وَالرَّسُوْلِ مِنَ الظُّلُمٰتِ الْكُفْرِ
الَّذِیْ كَانُوْا عَلَیْهِ اِلَی النُّوْرِ الْاِیْمَانِ
الَّذِیْ قَامَ بِهِمْ بَعْدَ الْكُفْرِ وَمَنْ
یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا
یُّدْخِلْهُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنِ جَنّٰتٍ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
فِیْهَا اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا
هُوَ رِزْقُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ لَا یَنْقَطِعُ نَعِیْمُهَا

⑪ اور پیغمبر کو بھیجا کہ جو تم پر پڑھتا ہے اللہ کے ظاہر احکام

تا کہ نکالے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے قرآن اور پیغمبر کے آنے کے بعد کفر کی اندھیروں سے ایمان کی روشنی کی طرف۔

اور جو شخص اللہ پر ایمان لایا اور نیک عمل کئے اس کو اللہ داخل کرے گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اس کے لئے اللہ نے عمدہ روزی جنت کی تیار کر رکھی ہے کہ جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

⑫ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَعْنِیْ سَبْعَ
اَرْضِیْنَ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ الْوَحْیُ
بَیْنَهُنَّ بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
یَنْزِلُ بِهٖ جِبْرَئِیْلُ مِنَ السَّمَاءِ
السَّابِعَةِ اِلَی الْاَرْضِ السَّابِعَةِ
لِتَعْلَمُوْٓا مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ
اَیْ اَعْلَمَكُمْ بِذٰلِكَ الْخَلْقِ
وَالتَّنْزِیْلِ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ
اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۝

⑫ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو اور سات زمین کو۔

اس کی وحی اترتی ہے آسمانوں اور زمین میں یعنی جبرئیل ؑ ساتویں آسمان سے ساتویں زمین کی طرف وحی لاتا ہے۔

تم کو اللہ نے یہ پیدا کرنا اور وحی آنا بتلایا تا کہ تم جانو کہ

اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور بیشک اللہ نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اپنے علم سے۔

تشریح

⑪ رسول تمہیں اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لاتے ہیں | اللہ نے وہ سراپا ذکر و نصیحت اور وہ رسول جو تمہاری ہدایت کے لئے مقرر کئے ہیں

وہ تمہیں اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیتیں سناتے ہیں جس میں اللہ کے احکام کھول کھول کر بڑے واضح طریقے پر بیان کئے گئے ہیں۔ تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو کفر و جہل کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے شریعت کے جو احکام اور قوانین قرآن اور رسول کے ذریعے نازل فرمائے ہیں اگر دنیا کے دوسرے قوانین سے ان کا مقابلہ کیا جائے تو اسلام کے عائلی قوانین طلاق، عدت، نفقہ جن کا بیان اوپر کی آیتوں میں آچکا ہے ان کی حکمت اور گہرائی اور ان کی معقولیت اور معاشرے کے لئے ان کی افادیت اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے۔

اللہ کی کتاب اور اس کے رسول نے ڈیڑھ ہزار سال پہلے جو معاشرتی قوانین انسانیت کو دیئے تھے آج بھی دنیا کے دانشور اور بڑے بڑے قانون داں بار بار کی تبدیلیوں کے باوجود ان کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ آیئے اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں جس سے معلوم ہوگا کہ الٰہی قانون اور انسانی قانون میں کیا فرق ہوتا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر —— اللہ کی طرف سے جو تعلیم دینے کے لئے مامور کئے جاتے ہیں اس تعلیم کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک اخلاقی تعلیم۔ دوسرے قانونی تعلیم۔ (شریعت) —— قانون میں اخلاقی اصولوں کی آمیزش کا ٹھیک ٹھیک تناسب بھی پیغمبر قائم کرتے ہیں تاکہ اخلاقی اصولوں اور انسانی فطرت کے تقاضوں کے مابین توازن قائم رہ سکے۔

کچھ پیغمبروں کا مشن اخلاقی تعلیم کے ساتھ قانونِ شریعت کا نفاذ بھی رہا ہے اور کچھ پیغمبروں کا مشن صرف اخلاقی تعلیم تک محدود رہا ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اخلاقی تعلیم کے ساتھ شریعتِ الٰہیہ کا نفاذ بھی فرمایا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ ؑ صاحب شریعت نہ تھے۔ اجرائے شریعت کی نوبت آنے سے پہلے ہی دنیا میں ان کی نبوت کا مشن ختم ہوگیا۔ اس لئے ان کے ارشادات میں ہمیں اخلاق کے ابتدائی اصول ہی مل پاتے ہیں۔

نبوت کے سلسلے کی آخری کڑی خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف معلمِ اخلاق اور صاحبِ شریعت تھے بلکہ قانونِ شریعت الٰہیہ کی تکمیل بھی آپ ہی پر ہوئی۔ (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔)

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم میں فرمایا گیا ہے:

"جسے خدا نے جوڑا، اُسے آدمی جدا نہ کرے" —— (متی ۱۹: ۶)۔ قرآن مجید میں ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ" —— (سورۂ بقرہ آیت ۲۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسرا بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔ (متی ۱۹: ۹)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰهِ الطَّلَاقُ —— (راوی ابن عمرؓ) رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق الفصل الاول ص ۲۸۳

ہر دو پیغمبروں کے ان ارشادات کا تعلق اخلاقی ہدایات سے ہے نہ کہ قانونِ شریعت سے۔ ان ہدایات میں اشخاص کو تعلیم دی گئی ہے کہ شریعت کے قانون پر عمل پیرا ہونے میں وہ مذکورہ ہدایات کو پیش نظر رکھیں

○ سینٹ پال نے حضرت مسیح ؑ کی ان اخلاقی ہدایتوں کو لے کر اپنے آپ کو شریعتِ الٰہی سے بے نیاز سمجھ لیا اور ان اخلاقی اصولوں پر خود قانون سازی شروع کر دی۔ حضرت عیسیٰ ؑ کے ارشاد "جسے خدا نے جوڑا اسے آدمی جدا نہ کرے" کو لے کر یہ قانون بنایا کہ ایک مرتبہ نکاح ہونے کے بعد کبھی جدائی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ تعلق خدا نے جوڑا ہے اور آدمی اس کو

توڑنے کا حق نہیں رکھتا۔

اب رہی یہ آیت کہ :-

" جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑے اور دوسرا بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔"

کیوں کہ یہ آیت پہلی آیت سے ٹکراتی ہے کہ اس میں حرام کاری کی وجہ سے چھوڑنے کی اجازت ملتی ہے اس لئے اس آیت کی دو طرح سے توجیہ کی گئی ہے۔

ایک تو یہ کہ حرام کاری کی وجہ سے طلاق دینے کا استثنار بعد کا اضافہ ہے اور اصل حکم وہی ہے کہ موت کے سوا جدائی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ حرام کاری کی صورت میں میاں بیوی میں جدائی تو کرائی جائے گی مگر نکاح بدستور قائم رہے گا اور دونوں میں سے کسی کو بھی دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

صدیوں تک مسیحی دنیا اس پر عمل کرتی رہی اور نتیجہ یہ ہوا کہ عقل کے تراشے ہوئے اس غیر فطری قانون کی بدولت مسیحی دنیا میں بد اخلاقی پھیلتی چلی گئی۔ اس شدید اور ناقابل عمل قانون سے بچنے کے لئے مسیحی علماء نے طرح طرح کے شرعی حیلے نکال رکھے تھے۔

ایک حیلہ یہ تھا کہ کسی طور پر یہ ثابت کیا جائے کہ مرد و عورت نے ساتھ رہنے کا جو عہد کیا تھا وہ ان سے بلا ارادہ سرزد ہو گیا تھا تو اس صورت میں مذہبی عدالت بطلانِ نکاح۔ (NULLITY) کا فیصلہ کردے گی۔ اور وہ نکاح باطل ہونے کا یہ مطلب تھا کہ سرے سے کوئی نکاح ہوا ہی نہیں۔ اب تک ان میں ناجائز تعلقات تھے اور ان سے جو اولاد ہوئی وہ حرامی اولاد تھی

○ کلیسائے روم کے مذہبی قانون (CONNONLAW) میں تفریق کے لئے چھ صورتیں تجویز کی گئی تھیں :-

۱- زنا یا خلاف فطرت جرائم۔ ۲- نامردی۔ ۳- ظالمانہ برتاؤ۔ ۴- کفر

۵- ارتداد۔ ۶- زوجین کے درمیان خونی رشتوں میں سے کوئی رشتہ نکل آنا۔

مذکورہ چھ صورتوں میں قانونی چارۂ کار یہ تجویز کیا گیا کہ زوجین ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور ہمیشہ تجرد کی زندگی بسر کریں۔ اس قانونی تفریق (JUDICIAL SEPARATION) کے معنی رشتۂ نکاح کے پورے طور پر ختم ہونے (DIVORCE) کے نہیں تھے کہ اس کے بعد بھی زوجین میں سے کوئی دوسرا نکاح کر سکے۔

○ انقلاب فرانس سے پہلے تک یورپ کے زیادہ تر ملکوں میں رومن چرچ کا مذہبی قانون چلتا تھا انقلابی دور میں جب آزاد عقیدہ آزادی فکر کی ہوا چلی تو سب سے پہلے فرانس نے اس مذہبی قانون کی کمزوریوں کو دیکھ کر سرے سے اس مذہبی قانون کا جوا ہی اپنے کندھے سے اتار پھینکا۔ اس کے بعد آزادی کی یہ ہوا دوسرے ملکوں تک پہنچی اور رفتہ رفتہ انگلستان، جرمنی، آسٹریلیا، بلجیم، ہالینڈ، سویڈن، ڈنمارک، سوئزرلینڈ وغیرہ ملکوں نے بھی مذہبی قانون چھوڑ کر اپنے اپنے جداگانہ قوانین نکاح و طلاق وضع کر لئے۔

مذہبی قانون سے آزاد ہو جانے کے بعد مغربی ملکوں میں جو ازدواجی قانون وضع کئے گئے ہیں ان کے بنانے میں اگرچہ سیکڑوں ہزاروں قانون نے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ حصہ لیا ہے اور تجربات کی روشنی میں برابر اصلاحیں بھی کی جاتی رہی ہیں۔ لیکن ان سب کوششوں کے باوجود ان کے قوانین میں وہ اعتدال اور توازن پیدا نہیں ہو سکا جو عرب کے ایک اُمّی کے پیش کئے ہوئے قوانین میں پایا جاتا ہے۔

○ یہ چند چیزیں بطور نمونہ سامنے رکھی گئیں۔ اسلام کا معاشرتی قانون بنیادی اکائی سے لے کر اوپر کے وسیع خاندان تک پورے معاشرے کو زنجیر کی کڑیوں کی طرح آپس میں جوڑتا ہے۔

اسلام کا عائلی قانون جو انسان کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کر علم کی روشنی میں لاتا ہے ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے جس میں جنسی بے راہ روی کے امکانات کم سے کم ہوں۔ ایسا آزاد اور منضبط معاشرہ جس میں اپنے نکاح کے معاملے میں افراد کی آزادی اور خود مختاری کے احترام کے ساتھ اہم تر دینی، اخلاقی، معاشرتی اور خاندانی مصلحتوں کی پابندی بھی ہے۔

اسلام چاہتا ہے کہ اس معاشرے کے افراد آپس کے حقوق، اندرونی داعیے اور مذہبی ذمہ داری کے ساتھ ادا کریں نہ کہ صرف قانون کا مطالبہ سمجھ کر۔

اس لئے ارشاد ہوا کہ دنیا کی بھلائی کے ساتھ ایسے لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائیں، نیک عمل کریں، اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں اللہ انھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ لوگ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کو جنت کا بہترین رزق عطا کیا جائے گا۔ دنیا میں بھی وہ شخص سکون قلب کی دولت حاصل کرے گا اور آخرت میں بھی اللہ کی رضا حاصل کر کے اپنی مراد پائے گا۔

(۱۲) زمین و آسمان کی تخلیق۔ اللہ کا علم اور اس کی قدرت | ارشاد ہوا کہ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہیں کے مانند۔ یعنی اس کی قدرت کی نشانی یہ ہے کہ اس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی یعنی اس زمین کی طرح اس نے کائنات میں اور زمینیں بھی تیار کر رکھی ہیں۔ جو اپنی اپنی آبادیوں کے لئے گہوارہ بنی ہوئی ہیں۔ یعنی زندگی صرف اس زمین ہی پر نہیں ہے بلکہ دوسرے سیاروں میں بھی جاندار مخلوقات موجود ہیں جیسا کہ سورۂ شوریٰ میں ارشاد ہوا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ۔ (سورۂ شوریٰ۔ آیت نمبر ۲۹)

(اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ زمین اور آسمان کی پیدائش اور یہ جاندار مخلوقات جو اس نے دونوں جگہ پھیلا رکھی ہیں وہ جب چاہے انھیں اکٹھا کر سکتا ہے۔)

عالم کے انتظام کے لئے اللہ کے تکوینی اور تشریعی احکام آسمانوں اور زمینوں کے اندر اترتے رہتے ہیں۔ زمین و آسمان کے پیدا کرنے اور ان میں احکام جاری کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ کی صفت علم اور قدرت کا اظہار ہو۔ اللہ تعالیٰ جو ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اللہ کی صفات میں سے علم اور قدرت بنیادی صفات ہیں اور باقی صفات کسی نہ کسی طرح انہیں صفات سے تعلق رکھتی ہیں۔

۶۶

التحریم

ترتیب تلاوت — ۶۶	ترتیب نزول — ۱۰۷
مکی/مدنی — مدنی	تعداد رکوعات — ۲
تعداد آیات — ۱۲	تعداد الفاظ — ۲۵۴
تعداد حروف — ۱۱۲۴	

○ اس سورت کی پہلی آیت میں "تُحَرِّمُ" کا لفظ آیا ہے۔ اس سے لے کر اس سورت کا نام "تحریم" رکھا گیا ہے یعنی وہ سورت جس میں تحریم کے واقعے کا ذکر آیا ہے۔ یہ اس سورت کا عنوان نہیں ہے بلکہ یہ نام علامت کے طور پر ہے۔

○ یہ سورت مدینہ طیبہ میں ۷ھ یا ۸ھ کے درمیان نازل ہوئی ہے۔

○ اس سے پہلی سورت "سورۂ طلاق" میں مردوں کو حکم دیا گیا تھا کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور اپنے اختیارات کا بے جا استعمال نہ کریں۔ طلاق کا صحیح طریقہ بتلایا گیا اور ہدایت کی گئی کہ عدت کے دنوں میں ان کے اخراجات اور رہائش کا انتظام کریں۔

اس سورت "سورۂ تحریم" میں عورتوں کو ہدایت کی جارہی ہے کہ وہ مردوں کی نرمی کا غلط فائدہ نہ اٹھائیں اور ان

سے ایسی فرمائشیں نہ کریں جس سے وہ زیر بار ہوں۔
عورتوں کے ساتھ رعایت کا یہ مطلب نہیں کہ حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیا جائے۔ نیک عورتوں کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ اپنے شوہروں کا کہنا ماننے والی اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پابند ہوتی ہیں۔
◯ یہ سورت بڑے اہم مسائل پر روشنی ڈالتی ہے۔
۱۔ یہ کہ حرام و حلال کے معاملات پورے طور پر اللہ کے اختیار میں ہیں۔ حلال وہ ہے جس کو اللہ حلال قرار دے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ حرام کر دے۔ (الحلال ما أحللت والحرام ما حرّمت)
پیغمبر کی حیثیت یہ ہے کہ اگر اللہ کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے کا اشارہ کرے تبھی وہ حلال حرام قرار دے سکتا ہے۔ اپنی طرف سے اس کو فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔
اللہ کا اشارہ یا حکم خواہ قرآن مجید میں ہو یا وحی خفی میں اللہ نے یہ حکم دیا ہو تب ہی پیغمبر اس کی روشنی میں اس کی تشریح کریں گے — یعنی پیغمبر شارح شرح کرنے والے ہیں۔ شارع، شریعت بنانے والے نہیں ہیں۔
۲۔ دوسری بات اس سورت سے معلوم ہوتی ہے کہ نبی کا مقام نہایت نازک ہے اس کی ہر بات لوگوں کے لئے نمونہ ہے۔ اس لئے اگر کوئی ادنیٰ سا معاملہ بھی اللہ کے منشا سے ہٹا ہوا ہے تو اس کی فوراً اصلاح کی گئی ہے۔
۳۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ نبی ؐ کی زندگی میں جو اعمال و افعال ہیں وہ سراسر برحق ہیں اور اللہ کی مرضی سے پوری مطابقت رکھتے ہیں اور ہم پورے اعتماد کے ساتھ ان سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں کیوں کہ اگر کوئی بات بھی اللہ کی مرضی سے ہٹی ہوئی ہوتی تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی نشان دہی فرما دیتے۔
◯ اس سورت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ نبی ؐ کے پاس اللہ کی طرف سے صرف وہی علم نہیں آتا تھا جو قرآن مجید میں درج ہے بلکہ آپ ؐ کو وحی کے ذریعے دوسری باتوں کا بھی علم دیا جاتا تھا جو قرآن مجید میں نہیں ہے۔ چنانچہ اس سورت کی آیت ۳ میں یہ بات موجود ہے کہ نبی ؐ نے اپنی ازواج میں سے ایک بیوی سے راز کی بات کہی۔ انھوں نے وہ کسی اور کو بتا دی اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی ؐ کو مطلع کر دیا۔ جب حضور ؐ نے اس غلطی پر خبردار فرمایا تو انھوں نے پوچھا کہ آپ کو یہ بات کس نے بتائی تو آپ ؐ نے بتایا کہ مجھے علیم و خبیر ہستی نے یہ خبر دی ہے۔ حالاں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں اس بات کا ذکر نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ وحی خفی کے ذریعہ اللہ نے یہ بات اپنے رسول کو بتائی تھی۔
غرض یہ سورت معاشرت کے تعلق سے بڑے اہم مضامین پر مشتمل ہے جس کی تفصیل اپنے اپنے موقع پر سامنے آئے گی۔

أيَاتُهَا ۱۲	سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ ۶۶ = ۱۰۷ =	فِيهَا رُكُوعَان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے مہربان ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ

يٰاَيُّهَا	النَّبِيُّ	لِمَ تُحَرِّمُ	مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ	لَكَ	تَبْتَغِيْ
اے	نبیؐ	تم کیوں حرام ٹھہراتے ہو؟	جو اللہ نے حلال کیا	تمہارے لئے	چاہتے ہوئے

اے نبیؐ جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اسے کیوں حرام ٹھہراتے ہو؟ اپنی بیبیوں کی

مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ①

مَرْضَاتَ	اَزْوَاجِكَ	وَ اللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
خوشنودی	اپنی بیبیوں	اور اللہ	بخشنے والا	مہربان

خوشنودی چاہتے ہوئے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ
اِثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
① يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ
مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ مِنْ
اَمَتِكَ مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةِ لَمَّا
وَاقَعَهَا فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ وَ
كَانَتْ غَائِبَةً فَجَاءَتْ وَ
شَقَّ عَلَيْهَا كَوْنُ ذٰلِكَ فِيْ
بَيْتِهَا وَعَلٰى فِرَاشِهَا حَيْثُ
قُلْتَ هِيَ حَرَامٌ عَلَيَّ
تَبْتَغِيْ بِتَحْرِيْمِهَا
مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ
اَيْ رِضَاهُنَّ وَاللّٰهُ

سورۃ التحریم مدنی ہے اس میں بارہ آیتیں ہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
فرع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے
① یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الخ اے پیغمبر کیوں حرام کرتا ہے وہ جو تیرے لئے اللہ نے حلال کیا تیری امت سے (مراد اس سے ماریہ قبطیہ ہے کہ اس کو آپ نے حرام فرمایا قصہ اس کا یہ ہے کہ آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ سے صحبت کی حفصہ کے گھر اور حفصہ اس وقت وہاں نہ تھی جب وہ آئی اس کو یہ امر گراں گذرا کہ اس کے گھر اس کے بچھونے پر ایسا ہو۔ اس وقت آپ نے یہ کہا کہ ماریہ میرے اوپر حرام ہے)

درآں حالیکہ اس حرام کرنے میں تو اپنی بیویوں کی خوشی کرنا چاہتا ہے۔

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ غَفَرَ لَكَ هٰذَا التَّحْرِيْمُ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اس نے اس حرام کرنے کو تجھ سے معاف فرمایا۔

تشریح

(۱) اے نبی ؐ حلال کو اپنے اوپر حرام مت کرو | آنحضرت ؐ کی عادت تھی کہ عصر کے بعد اپنی سب ازواج کے یہاں تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ ایک روز حضرت زینب ؓ بنت جحش کے یہاں تشریف لے گئے تو وہاں آپ کو کچھ دیر لگ گئی کیوں کہ ان کے پاس کہیں سے شہد آیا ہوا تھا اور حضور ؐ کو شہد بہت پسند تھا وہ آپ کو شہد کا شربت بنا کر پیش کرتی تھیں اور آپ ؐ اس کو نوش فرما کر جاتے تھے۔ جب کئی روز یہ معمول رہا تو حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ مجھے اس پر رشک ہوا۔ ازواج مطہرات کو جو محبت اور تعلق حضور ؐ کے ساتھ تھا اس کی وجہ سے ہر ایک کی یہ تمنا اور کوشش ہوتی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ حضور ؐ کی توجہات کا مرکز بن کر دونوں جہاں کی برکتوں اور آپ ؐ کے فیضان سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت عائشہ رضؓ نے اس رشک کی وجہ سے حضرت حفصہ رضؓ، حضرت سودہ رضؓ اور حضرت صفیہ رضؓ سے مل کر یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپ ؐ آئیں وہ آپ ؐ سے یہ کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بُو آتی ہے؟

مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جس میں کچھ بساندھ ہوتی ہے اور اگر شہد کی مکھی اس پھول کا رس چوس لے تو اس کے شہد میں اس بساند کا اثر آجاتا ہے۔

یہ بات سب کو معلوم تھی کہ آں حضرت ؐ نہایت نفاست پسند ہیں اور ذرا سی بھی بدبو آپ ؐ کو سخت ناگوار گذرتی تھی۔

اس لئے آپ ؐ کو حضرت زینب ؓ کے یہاں ٹھہرنے سے روکنے کے لئے یہ تدبیر کی گئی اور یہ تدبیر کارگر ہوئی۔ جب متعدد بیویوں نے آپ ؐ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ تو آپ ؐ نے یہ عہد کر لیا کہ زینب ؓ کا یہ شہد استعمال نہیں فرمائیں گے اور غالباً اس پر آپ نے قسم بھی کھا لی اور فرمایا کہ "وَاللّٰهِ لَآ اَشْرَبُهٗ" (اللہ کی قسم میں اسے نہ پیوں گا۔) ابن عباس رضؓ سے جو روایت ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ سے نقل کی ہے اس میں وَاللّٰهِ کے الفاظ ہیں ——— مگر یہ خیال فرما کر زینب ؓ کو اس کی اطلاع ہوگی تو وہ دل گیر ہوں گی آپ ؐ نے حفصہ ؓ کو منع کر دیا کہ دیکھو یہ بات کسی سے مت کہنا۔

اسی طرح کا ایک قصہ حضرت ماریہ قبطیہ رضؓ کے متعلق پیش آیا۔ حضرت ماریہ آپ کے حرم میں تھیں جن کے بطن سے آپ ؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ آپ ؐ نے ازواج کی خاطر قسم کھالی کہ ماریہ کے پاس نہ جاؤں گا۔

یہ بات بھی آپ ؐ نے حضرت حفصہ کے سامنے کہی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ دیکھو دوسروں کے سامنے اس کا اظہار نہ ہو۔

حضرت حفصہ ؓ نے یہ بات حضرت عائشہ ؓ کو بتا دی اور ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم یہ بات کسی اور سے نہ کہنا۔

حضور ؐ کو اللہ تعالیٰ نے اس بات سے مطلع کر دیا۔ آپ ؐ نے حفصہ سے کہا تم نے فلاں بات کی اطلاع عائشہ رضؓ کو کر دی حالانکہ میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ کسی سے مت کہنا۔ حضرت حفصہ ؓ حیران ہو کر کہنے لگیں کہ آپ سے کس نے کہا؟

حضور ؐ نے فرمایا نَبَّاَنِیَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ (مجھے علیم و خبیر اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے)۔

معلوم ہوا کہ وحی متلو اور وحی جلی قرآن مجید کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ آپ سے ہم کلام ہوتے تھے جس کو وحی خفی کہتے ہیں۔

ارشاد ہوا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔

(اے نبی ؐ تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔)

آپؐ نے عقیدتاً حلال اور مباح سمجھتے ہوئے عہد کر لیا تھا کہ آئندہ اس کو استعمال نہ کروں گا۔ ایسا کرنا اگر کسی خاص مصلحت کی وجہ سے ہو تو اگرچہ شرعاً جائز ہے مگر آنحضرتؐ کی بلند شان کے مناسب تھا کہ بعض ازواج کی خوشنودی کے لئے اس طرح کا اسوہ قائم کریں جو آئندہ چل کر امت کے حق میں تنگی کا باعث بن جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمادیا کہ بیشک ازواج کے ساتھ حسنِ اخلاق اعلیٰ صفت ہے مگر ان کی وجہ سے ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر کے تکلیف نہ اٹھائیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بڑے بڑے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا محض اپنے درجے میں ایک خلافِ اولیٰ بات ہوئی ہے جو آپ کے اہم ترین ذمہ دارانہ منصب کے لحاظ سے مناسب نہ تھی اس لئے صرف ٹوک کر اس کی اصلاح کر دینے پر اکتفا فرمایا اور آپ کی اس لغزش کو معاف کر دیا۔

درحاصل اس دوران میں واقعات کی رفتار ایسی رہی جس سے حضورؐ کی طبع مبارک پر گرانی ہوئی۔ اسی طرح کا واقعہ سورۂ احزاب میں گذر چکا ہے جس کا بیان آیت نمبر ۲۸ اور ۲۹ سورۂ احزاب میں آچکا ہے۔ اس میں ارشاد ہوا ہے:۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ فَإِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَٰتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا۔ (سورۂ احزاب آیت نمبر ۲۸/۲۹)

(اے نبیؐ آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور یہاں کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ فائدہ پہنچادوں اور تمہیں بھلے طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے ان کے لئے جو نیکی پر ہیں بڑا ثواب رکھ چھوڑا ہے۔)

خیبر کی زمین حاصل ہونے کے بعد جب لوگوں میں آسودگی آئی تو ازواج مطہرات کی بھی یہ خواہش ہوئی کہ ہم بھی آسودگی کی زندگی گزاریں اور بعض ازواج نے نبیؐ سے گفتگو کی اور نان ونفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ باتیں شاق گزریں کیوں کہ دراصل آپ کا گھرانہ پوری امت کے لئے ایک مثالی گھرانہ تھا کہ جہاں مال و دولت کے بجائے زندگی کی اعلیٰ قدروں کو اہمیت دی جاتی تھی۔ آپؐ نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے قسم کھالی کہ ایک مہینے گھر میں نہ جائیں گے۔ اور آپ مسجد کے قریب ایک بالاخانے میں علیحدہ فروکش ہو گئے۔

اس پر صحابہ کرامؓ بڑے بے چین تھے خاص طور پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو یہ فکر تھی کہ ان کی صاحبزادیاں حضورؐ کے نکاح میں تھیں کہ کہیں یہ آنحضورؐ کو رنجیدہ کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کر لیں۔ ان دونوں نے اپنی اپنی بیٹیوں کو سمجھایا اور پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ انسیت اور بے تکلفی کی باتیں کیں۔ جس کے ایک مہینے کے بعد یہ مذکورہ آیتیں نمبر ۲۸ اور ۲۹ نازل ہوئیں جن کو آیاتِ تخییر کہا جاتا ہے۔

ان آیتوں کے نازل ہونے کے بعد نبیؐ گھر میں تشریف لائے اور سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کو اللہ کا حکم سنایا حضرت عائشہؓ نے اللہ اور اس کے رسول کی مرضی اختیار کی پھر ساری ازواج نے بھی ایسا ہی کیا اور دنیا کے عیش و عشرت کا تصور دلوں سے نکال ڈالا۔

ان تمام نازک موقعوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی ایسی ہی غیر متزلزل ثابت ہوئی جس کی توقع سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت سے ہو سکتی تھی۔ آپؐ نے تحمل و تدبر اور خوش اخلاقی کے ساتھ اس نازک امتحان کو اس طرح گذارا کہ آپ کا اسوہ اسوۂ حسنہ تمام امت کے لئے تا قیامت ایک اعلیٰ درجے کا نمونہ بن گیا کہ گھریلو زندگی کے نشیب و فراز اور اس میں پیش آنے والے امتحان میں ایک مردِ مومن کا کیا کردار ہونا چاہئے۔ ہزاروں درود و سلام ہوں اس رحمتِ عالم پر جس نے قدم قدم پر انسانیت کی راہبری کی ہے۔

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

قَدْ فَرَضَ	اللّٰهُ	لَكُمْ	تَحِلَّةَ	اَيْمَانِكُمْ	وَاللّٰهُ
تحقیق مقرر کردیا	اللہ	تمہارے لئے	کھولنا (کفارہ)	تمہاری قسمیں	اور اللہ

تحقیق اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کردیا ہے اور اللہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَاِذْ

مَوْلٰىكُمْ	وَهُوَ	الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ	وَاِذْ
تمہارا کارساز	اور وہ	جاننے والا	حکمت والا	اور جب

تمہارا کارساز ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جب

اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا

اَسَرَّ النَّبِيُّ	اِلٰى	بَعْضِ	اَزْوَاجِهٖ	حَدِيْثًا	فَلَمَّا
نبیؐ نے راز کی بات کہی	تک ـ سے	بعض (ایک)	اپنی بی بی	ایک بات	پھر جب

نبیؐ نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات کہی پھر جب اس (بی بی نے)

نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ

نَبَّاَتْ	بِهٖ	وَاَظْهَرَهُ	اللّٰهُ	عَلَيْهِ	عَرَّفَ	بَعْضَهٗ	وَاَعْرَضَ
اس نے خبر کردی	اس بات کی	اور اس کو ظاہر کردیا	اللہ	اس پر	اس (نبیؐ) نے خبر دی	اس کی کچھ	اور اعراض کیا

اس بات کی (کسی دوسری بی بی کو) خبر کردی اور اللہ نے ظاہر کردیا اس (نبیؐ) پر تو اس نے اس کی کچھ کو خبر دی

عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ

عَنْ بَعْضٍ	فَلَمَّا	نَبَّاَهَا	بِهٖ	قَالَتْ	مَنْ اَنْۢبَاَكَ
بعض سے	پھر جب	اس (عورت) کو جتلائی	وہ بات	وہ بولی	کس نے آپ کو خبر دی

اور بعض سے اعراض کیا۔ پھر اس بی بی کو وہ بات جتلائی تو وہ بولی آپؐ کو کس نے خبر دی؟

هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾

هٰذَا	قَالَ	نَبَّاَنِيَ	الْعَلِيْمُ	الْخَبِيْرُ
اس	فرمایا	مجھے خبر دی	علم والا	خبر والا۔

اس (بات) کی آپ نے فرمایا مجھے علم والے خبر رکھنے والے نے خبر دی۔

۲ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ شَرَعَ لَكُمْ
لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ تَحْلِيْلَهَا
بِالْكَفَّارَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ سُوْرَةِ
الْمَائِدَةِ وَمِنَ الْاَيْمَانِ تَحْرِيْمُ
الْاَمَةِ وَهَلْ كَفَّرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مُقَاتِلُ اَعْتَقَ
رَقَبَةً فِيْ تَحْرِيْمِ مَارِيَةَ
وَقَالَ الْحَسَنُ لَمْ يُكَفِّرْ فَهُوَ
مَغْفُوْرٌ لَهٗ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ
نَاصِرُكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ
الْحَكِيْمُ ○

۲ بے شک اللہ نے مقرر کیا تمہاری قسموں کو حلال کرنا تم
کفارہ کے جو سورۂ مائدہ میں مذکور ہوا۔

اور باندی کا حرام کرنا بھی قسموں میں داخل ہے۔ اور اس
میں اختلاف ہے کہ آپ نے کفارہ دیا یا نہیں۔ مقاتل نے
کہا کہ آپ نے ماریہ کے حرام کرنے میں غلام آزاد کیا اور
حسن نے کہا کہ کفارہ نہیں دیا کیوں کہ اللہ نے اس کو معاف
فرما دیا ہے۔)
اور اللہ تمہارا مددگار ہے
اور وہ جاننے والا
حکمت والا ہے۔

۳ وَاذْكُرْ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى
بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ هِيَ حَفْصَةُ
حَدِيْثًا هُوَ تَحْرِيْمُ مَارِيَةَ
وَقَالَ لَهَا لَا تُفْشِيْهِ فَلَمَّا نَبَّاَتْ
بِهٖ عَائِشَةَ ظَنًّا مِنْهَا اَنْ
لَا حَرَجَ فِيْ ذٰلِكَ وَاَظْهَرَهُ
اللّٰهُ اَطْلَعَهٗ عَلَيْهِ عَلَى
الْمُنَبَّاِ بِهٖ عَرَّفَ بَعْضَهٗ
لِحَفْصَةَ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ
تَكَرُّمًا مِنْهُ فَلَمَّا نَبَّاَهَا
بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا
قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ
الْخَبِيْرُ ○ اَيِ اللّٰهُ

۳ اور یاد کر جب کہ پیغمبر نے اپنی بیوی حفصہ سے آہستہ بات
کہی ماریہ کے حرام کرنے میں اور اس سے کہہ دیا کہ اس
قصہ کو کسی سے ظاہر نہ کرنا۔
سو جب خبر کی حفصہ نے عائشہ کو یہ خیال کر کے کہ اس
میں کچھ حرج نہ ہوگا۔
اور اس حال کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر ظاہر کر دیا تو کہہ دیا

پیغمبر نے بعض قصہ حفصہ سے
اور کچھ چھپا لیا از راہ بزرگی کے تاکہ حفصہ کو ملال نہ ہو
سو جب پیغمبر نے حفصہ کو اس حال کی خبر کر دی۔
وہ کہنے لگی تجھ کو اس کی خبر کس نے کر دی۔ پیغمبر نے کہا
مجھ کو اس کی خبر اللہ جاننے والے خبر رکھنے والے نے دی

تشریح

۲ قسموں کا کفارہ | ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے
اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہی حکیم و علیم ہے۔
سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوا ہے:۔
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ
أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ
اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ - (سورہ مائدہ آیت نمبر ۲۹)

(تم لوگ جو مہمل قسمیں کھا لیتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا۔ مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔ ایسی قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا کر توڑ دو۔ اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے واضح کرتا ہے شاید کہ تم شکر ادا کرو۔)

○ اور فرمایا کہ اللہ ہی تمہارا مولیٰ ہے وہی حکیم و علیم ہے۔"

یعنی اللہ تعالےٰ تمہارا آقا اور تمہارے معاملات کا متولی ہے۔ اس کے احکام حکمت پر مبنی ہیں۔ وہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ تمہاری بھلائی کس چیز میں ہے۔ کیونکہ تم اس کے بندے ہو اس لئے تمہارا حق یہ ہے کہ اپنے معاملات اس کے حوالے کرکے اس کی فرماں برداری کرتے رہو۔ اس نے جو قانون مقرر کئے ہیں وہ سب علم و حکمت پر مبنی ہیں اس لئے جو لوگ ایمان رکھتے ہیں انھیں یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ نے جس چیز کو حلال کیا ہے علم و حکمت کی بناء پر حلال کیا ہے۔ اور اگر کسی چیز کو حرام کیا ہے تو وہ بھی علم و حکمت سے خالی نہیں ہے۔

(۲) <u>راز کا افشاء</u> ارشاد ہوا کہ ــــ (اور یہ معاملہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ) نبی ﷺ نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے راز میں کہی تھی پھر جب اس بیوی نے کسی اور پر وہ راز ظاہر کردیا اور اللہ نے نبی ﷺ کو اس افشاء راز کی اطلاع دے دی تو نبی ﷺ نے اس پر کسی حد تک اس بیوی کو خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے درگذر کیا۔ پھر جب نبی ﷺ نے ان سے افشائے راز کی یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی کس نے خبر دی ہے! نبی ﷺ نے کہا مجھے اس نے خبر دی ہے جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب باخبر ہے۔

آیت مذکورہ میں یہ بات نہیں بتائی گئی کہ وہ راز کی بات کیا تھی۔ شہد کا اور ماریہ قبطیہ کا قصہ اوپر آچکا ہے لیکن اصل غرض جس کی وجہ سے یہ آیت قرآن مجید میں نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کا گھرانہ کوئی معمولی گھرانہ نہ تھا۔ آپ جس عظیم ذمہ داری کو لے کر اٹھے تھے وہ بڑی غیر معمولی ذمہ داری تھی۔ قدم قدم پر خطرات تھے آپ کی ازواجِ مطہرات اس ذمہ داری میں آپ کی مددگار تھیں اگر ان سے کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت سرزد ہوتی ہے اور نبی ﷺ کا ایک راز ان کے سینے میں راز نہیں رہتا تو اس سے بڑے خطرات پیدا ہوسکتے ہیں۔ آج جو بات کھلی ہے ہوسکتا ہے کہ وہ بہت اہم نہ ہو مگر کل کو اہم راز کا بھی افشاء ہوسکتا ہے۔

اس لئے پہلے ہی قدم پر اس بات کا نوٹس لیا گیا اور اس کو اللہ نے اپنی کتاب میں درج کردیا۔ جس سے معلوم ہوجائے کہ نبی ﷺ کے گھرانے کی کسی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اس لئے نہ صرف خود آپ ﷺ بلکہ آپ کا پورا گھرانا ہی اس اعلیٰ معیار کا تھا جس پر پورا اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

اس واقعے سے نبی ﷺ کا تحمل اور خلاف طبع بات پر آپ کا عفو و کرم وہ بھی سامنے آتا ہے۔

حضرت حفصہ رضہ نے حضرت عائشہ رضہ سے اس بات کا اظہار کردیا جس کو ظاہر کرنے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ پھر وحی کے ذریعے جب آپ ﷺ کو پتہ لگ گیا تو آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضہ کو حرم کی بات کا تو الزام دیا مگر ایک دوسری اور بات بھی تھی جس کا آپ ﷺ نے ذکر نہیں فرمایا۔

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِنْ

إِنْ + تَتُوبَا	إِلَى + اللَّهِ	فَقَدْ + صَغَتْ	قُلُوبُكُمَا	وَإِنْ
اگر تم دونوں توبہ کرو	اللہ کے سامنے	تو یقیناً کج ہو گئے	تمہارے دل	اور اگر

(اے بیبیو!) اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل یقیناً کج ہو گئے۔ اور اگر اس (نبی) کی

تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ

تَظَاهَرَا	عَلَيْهِ	فَإِنَّ اللَّهَ	هُوَ	مَوْلَاهُ	وَجِبْرِيلُ	وَصَالِحُ
تم ایک دوسری کی مدد کرو	اس پر	تو بیشک اللہ	وہ	اس کا رفیق	اور جبرئیل	اور نیک

ایذا رسانی پر تم ایک دوسری کی مدد کرو گی تو بے شک اللہ اس کا رفیق ہے اور جبرئیلؑ اور نیک

الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿٤﴾ عَسَىٰ رَبُّهُ

الْمُؤْمِنِينَ	وَالْمَلَائِكَةُ	بَعْدَ ذَٰلِكَ	ظَهِيرٌ	عَسَىٰ	رَبُّهُ
مومن (جمع)	اور فرشتے	اس کے بعد (ان کے علاوہ)	مددگار	قریب ہے	ان کا رب

مومن اور فرشتے (بھی) ان کے علاوہ مددگار ہیں۔ اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں

إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ

إِنْ طَلَّقَكُنَّ	أَنْ يُبْدِلَهُ	أَزْوَاجًا	خَيْرًا	مِنْكُنَّ	مُسْلِمَاتٍ	مُؤْمِنَاتٍ
اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں	کہ وہ ان کے لئے بدل دے	بیبیاں	بہتر	تم سے	اطاعت گزار	ایمان والیاں

تو قریب ہے کہ اس کا رب اس کے لئے اور بیبیاں بدل دے تم سے بہتر اطاعت گزار، ایمان والیاں

قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ﴿٥﴾

قَانِتَاتٍ	تَائِبَاتٍ	عَابِدَاتٍ	سَائِحَاتٍ	ثَيِّبَاتٍ	وَأَبْكَارًا
فرماں بر داری کرنے والیاں	توبہ کرنے والیاں	عبادت گزار	روزہ دار	شوہر دیدہ	اور کنواریاں

فرماں برداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں عبادت گزار، روزہ دار، شوہر دیدہ اور کنواریاں۔

(۴) إِنْ تَتُوبَا أَيْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ
إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ
قُلُوبُكُمَا مَالَتْ إِلَى تَحْرِيمِ
مَارِيَةَ أَيْ سَرَّكُمَا ذَٰلِكَ مَعَ

(۴) اگر تم اے حفصہ و عائشہ دونوں اللہ سے توبہ کرو تو اللہ
تمہاری توبہ کو قبول فرما دے گا۔ پس بیشک تمہارے
دل ماریہ کے حرام کرنے کی طرف راغب تھے یعنی تم کو یہ
امر خوش معلوم ہوتا تھا۔ حالانکہ رسول اللہ پر

كَرَاهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ ذَنْبٌ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوفٌ أَيْ تَقَبَّلَا وَاُطْلِقَ قُلُوبٌ عَلَى قَلْبَيْنِ وَلَمْ يُعَبَّرْ بِهِ لِاسْتِثْقَالِ الْجَمْعِ بَيْنَ تَثْنِيَتَيْنِ فِيمَا هُوَ كَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ

یہ امر گراں تھا اور یہ گناہ ہے کہ تم اس امر سے خوش ہو جو آں حضرت م کو بُرا معلوم ہو۔

وَإِنْ تَظَاهَرَا بِإِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِيَةِ فِي الْأَصْلِ فِي الظَّاءِ وَفِي قِرَاءَةٍ بِدُونِهَا تَتَعَاوَنَا عَلَيْهِ أَيِ النَّبِيِّ فِيمَا يَكْرَهُهُ

اور اگر تم ایک دوسرے کی مدد کرو اس امر کے کرنے میں جو اس کو برا معلوم ہوتا ہے۔

فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ فَصْلٌ مَوْلَاهُ نَاصِرُهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعْطُوفٌ عَلَى مَحَلِّ اسْمِ أَنْ فَيَكُونُونَ نَاصِرِيهِ

تو اللہ اس کا مددگار ہے اور جبرئیل ؑ اور نیک بندے مسلمان یعنی ابوبکر ؓ و عمر ؓ

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ نَصْرِ اللّٰهِ وَالْمَذْكُورِينَ ظَهِيرٌ ۝ ظُهَرَاءُ أَعْوَانٌ لَهُ فِي نَصْرِهِ عَلَيْكُمَا

اور تمام فرشتے ان کے بعد اس کے مددگار ہیں یعنی اس کی اعانت تمہارے مقابلہ یہ سب کریں گے۔

(۵) عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَيْ طَلَّقَ النَّبِيُّ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُبْدِلَهُ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ خَبَرُ عَسٰى وَالْجُمْلَةُ جَوَابُ الشَّرْطِ وَلَمْ يَقَعِ التَّبْدِيلُ لِعَدَمِ وُقُوعِ الشَّرْطِ

(۵) اگر محمد م اپنی بیویوں کو طلاق دیدے تو نزدیک ہے کہ اس کا رب اس کو اور بیویاں تم سے بہتر عطا کرے

مُسْلِمٰتٍ مُقِرَّاتٍ بِالْإِسْلَامِ مُؤْمِنٰتٍ مُخْلِصَاتٍ قٰنِتٰتٍ مُطِيعَاتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ صَائِمَاتٍ أَوْ مُهَاجِرَاتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّأَبْكَارًا ۝

کہ جو اسلام لانے والی، خالص ایمان والی اللہ کی فرماں بردار، توبہ کرنے والی عبادت کرنے والی روزہ رکھنے والی یا ہجرت کرنے والی ہوں گی باکرہ اور ثیبہ۔

تشریح

(۴) حضرت عائشہ ؓ حضرت حفصہ ؓ دونوں ازواج مطہرات کو توبہ کرنے کا حکم | اللہ نے ارشاد فرمایا کہ :۔ " اگر تم دونوں اللہ کے آگے توبہ کرتی ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں ۔ اگر نبی ؐ کے مقابلے میں تم نے باہم جتھ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبرئیل ؑ اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں " ——— توبہ کرنے کا یہ حکم حضرت عائشہ ؓ اور حضرت حفصہ ؓ کو دیا گیا ہے کہ اگر تم توبہ کرتی ہو تو بیشک توبہ کرنے کے لئے موقع ہے کیوں کہ

تمہارے دل جادۂ اعتدال سے ہٹ کر ایک طرف کو جھک گئے ہیں لہذا آئندہ ایسی بے اعتدالیوں سے پرہیز رکھا جائے۔

خانگی زندگی میں بعض حالات دیکھنے میں معمولی معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر بروقت ان کی خبر نہ لی جائے اور ڈھیل چھوڑ دی جائے تو آگے چل کر زیادہ بگڑنے کا خطرہ رہتا ہے اس لئے متنبہ فرمادیا کہ اگر تم دونوں اس طرح کی حرکتیں کرتی رہیں تو خوب سمجھ لو کہ اس سے نبی کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا کیوں کہ اللہ، اللہ کے فرشتے اور نیک انسان جس کے رفیق ہوں اس کے سامنے کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوسکتی۔ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ کے والد حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ خود آپ کے رفیق و مددگار تھے اس لئے اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو اس کا نقصان تم ہی کو پہنچے گا۔ اللہ کے رسول کے مقابلے میں کوئی جتھہ بندی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی میں اس وقت کچھ ایسے حالات پیدا ہوگئے تھے جن کی وجہ سے یہ ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود مداخلت کرکے ازواج مطہرات کے طرز عمل کی اصلاح فرمائیں۔ آپ کی ازواج مطہرات اگرچہ معاشرے کی بہترین خواتین تھیں مگر بہرحال وہ انسان تھیں کوئی فرشتہ نہ تھیں اور انسانی جذبات میں اتار چڑھاؤ بشریت کا خاصہ ہے۔

(۵) دیگر ازواج مطہرات کو تنبیہ | حضرت عائشہ حضرت حفصہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات کو خبردار کیا گیا کہ بعید نہیں کہ اگر نبی تم سب بیویوں کو طلاق دے دے تو اللہ ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے جو تم سے بہتر ہوں سچی مسلمان، صاحب ایمان، اطاعت گزار، توبہ کرنے والی، عبادت کرنے والی، روزہ دار خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔

اس آیت میں تمام ازواج کو خبردار کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصور صرف حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ہی کا نہ تھا بلکہ دوسری ازواج مطہرات بھی کچھ نہ کچھ قصوروار تھیں۔

ان کا قصور یہ تھا کہ جب اسلامی معاشرے میں خوش حالی آنے لگی تو ان کا بھی دل چاہتا تھا کہ ہم خوش حال اور آسودہ زندگی بسر کریں۔ اگرچہ آسودہ زندگی اسلام کے خلاف نہیں ہے مگر نبی ﷺ کا معاملہ یہ تھا کہ آپ اور آپ کا گھرانہ اہل ایمان کے لئے ایک آئیڈیل (Ideal) حیثیت رکھتا تھا۔ حرم نبوت میں آنے کا مطلب عیش و عشرت نہ تھا بلکہ دین کی مخلصانہ خدمت اور ان قدروں کا فروغ تھا جو اسلام لے کر آیا تھا اس کے لئے سخت مجاہدے اور مشقت کی ضرورت تھی۔ خود نبی ﷺ شب و روز محنت کرتے تھے اگرچہ بقدر کفاف گزارے کے لائق آپ اپنی ازواج کو نفقہ دیتے تھے مگر خود ازواج بھی اپنے مزاج و عادت کی وجہ سے دولت پرست نہ تھیں بلکہ جو کچھ ان کے پاس اپنا یا نبی ﷺ کا دیا ہوا ہوتا تھا اس کو بھی غریبوں میں تقسیم کردیتی تھیں۔

مگر بہرحال انسانی طبیعت اور جذبات یکساں نہیں رہتے نبی ﷺ کا گھرانہ دو حصوں میں بٹ گیا تھا۔ ایک میں حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت صفیہ تھیں اور دوسرے حصے میں حضرت زینب، ام سلمہ اور باقی ازواج تھیں معاملہ اس درجے کو پہنچ گیا تھا کہ خود اللہ تعالیٰ کو اس معاملے میں مداخلت کرکے تنبیہ کرنی پڑی۔ اور یہ سن کر ازواج ہل کر رہ گئیں کہ اگر نبی ﷺ نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ان کو عورتیں عطا فرماسکتے ہیں۔ یہ تصور ہی ان کے لئے سوہانِ روح تھا کہ نبی ﷺ کی بیوی ہونے کا شرف ان سے چھن جائے فوراً تنبیہ ہوئی معاملہ رفع دفع ہوا نبی ﷺ نے قسم پوری ہونے کے بعد تعلقات بحال کئے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتادیا کہ کیسی عورتیں اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔

جو مسلم و مومن ہوں۔ دل سے اللہ کو ماننے والی ہوں اللہ کی اور شوہر کی اطاعت کرنے والی ہوں، توبہ گزار ہوں، کوئی خطا ہوجائے تو فوراً اللہ سے توبہ کریں عبادت گذار ہوں۔ عبادت کرنے والا کبھی اللہ سے غافل نہیں ہوسکتا، اس کا ایمان ہر وقت تازہ رہتا ہے اور وہ احکام الٰہی کا پابند رہتا ہے۔ وہ روزے دار ہوں یعنی رمضان کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھتی ہوں خواہ وہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ ہوں۔ بعض حیثیت سے شوہر دیدہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔

ازواج مطہرات میں بھی یہ صفات تھیں یہاں یہ بتانا ہے کہ تمہاری جس غلط روش کی وجہ سے نبی ﷺ کو اذیت ہورہی ہے اس کو چھوڑ دو اور اپنی ساری توجہات اس طرف صرف کردو کہ تمہارے اندر یہ پاکیزہ صفات بدرجۂ اتم پیدا ہوں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا

یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	قُوْۤا	اَنْفُسَكُمْ	وَاَهْلِیْكُمْ	نَارًا	وَّقُوْدُهَا
اے	ایمان والو	تم بچاؤ	اپنے آپ کو	اور اپنے گھر والوں	آگ	اس کا ایندھن

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ

النَّاسُ	وَالْحِجَارَةُ	عَلَیْهَا	مَلٰٓئِكَةٌ	غِلَاظٌ	شِدَادٌ	لَّا یَعْصُوْنَ
آدمی	اور پتھر	اس پر	فرشتے	درشت خو	زور آور	وہ نافرمانی نہیں کرتے

آدمی اور پتھر ہیں، اس پر درشت خو زور آور فرشتے (معین) ہیں۔ اللہ جو انھیں حکم دیتا ہے

اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اللّٰهَ	مَاۤ	اَمَرَهُمْ	وَیَفْعَلُوْنَ	مَا یُؤْمَرُوْنَ	یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ
اللہ	جو	وہ حکم دیتا ہے انھیں	اور وہ کرتے ہیں	جو انھیں حکم دیا جاتا ہے	اے	جن لوگوں نے

اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے۔ اے کافرو!

ع ۱۹ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾

كَفَرُوْا	لَا تَعْتَذِرُوا	الْیَوْمَ	اِنَّمَا + تُجْزَوْنَ + مَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
کفر کیا (کافر)	تم عذر نہ کرو	آج	اس کے سوا نہیں کہ تمہیں بدلا دیا جائے گا جو	تم کرتے تھے

آج تم عذر نہ کرو (بہانے نہ بناؤ) اس کے سوا نہیں کہ تمہیں ان کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔

﴿۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ بِالْحَمْلِ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ اَلْكُفَّارُ وَالْحِجَارَةُ كَاَصْنَامِهِمْ مِنْهَا یَعْنِیْ اَنَّهَا مُفْرِطَةُ الْحَرَارَةِ تَتَّقِدُ بِمَا ذُكِرَ لَا كَنَارِ الدُّنْیَا تَتَّقِدُ بِالْحَطَبِ وَنَحْوِهٖ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ خَزَنَتُهَا عِدَّتُهُمْ تِسْعَةَ عَشَرَ كَمَا

﴿۶﴾ اے ایمان والو اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ اس طرح کہ ان کو اللہ کی بندگی پر برانگیختہ کرو

کہ جس کا ایندھن کافر آدمی اور پتھر یعنی ان کے بت وغیرہ ہوں گے یعنی وہ آگ ایسی تیز حرارت والی ہوگی کہ وہ آدمی اور پتھروں وغیرہ سے بھڑکتی ہے دنیا کی آگ کی مثل نہیں جو لکڑیوں وغیرہ سے روشن ہو۔

دوزخ پر سخت دل سخت گیری کرنے والے فرشتے مقرر ہیں جو خازن دوزخ ہیں کہ گنتی ان کی انیس ہے جیسا کہ سورۂ

سَيَاتِىْ فِى الْمُدَّثِّرِ غِلَاظٌ مِّنْ غِلَظِ الْقَلْبِ شِدَادٌ فِى الْبَطْشِ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ بَدَلٌ مِّنَ الْجَلَالَةِ اَىْ لَا يَعْصُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ تَاكِيْدٌ وَالْاٰيَةُ تَخْوِيْفٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ الْاِرْتِدَادِ وَلِلْمُنَافِقِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ دُوْنَ قُلُوْبِهِمْ

مدثر میں اس کا بیان آوے گا۔

نہیں نافرمانی کرتے وہ اللہ کے ان احکام میں جو وہ فرماتا ہے۔

اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے۔ اور اس آیت میں مومنین کو ڈرایا گیا ہے مرتد ہونے سے اور ان منافقوں کو ڈرایا گیا ہے جو زبان سے ایمان لائے نہ دل سے۔

(۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ يُقَالُ لَهُمْ ذٰلِكَ عِنْدَ دُخُوْلِهِمُ النَّارَ اَىْ لِاَنَّهٗ لَا يَنْفَعُكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اَىْ جَزَاءَهٗ

(۷) کافرین جب دوزخ میں داخل کئے جاویں گے ان سے کہا جاوے گا کہ تم آج کے دن کچھ عذر نہ کرو کیونکہ اس سے تم کو کچھ نفع نہ ہوگا۔

تم کو عوض تمہارے کاموں کا ہی ملے گا۔

تشریح

(٦) اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دین کی راہ پر لاؤ۔ ایک شخص کی ذمہ داری جہاں یہ ہے کہ وہ خود دین کے راستے پر چلے اور اللہ کی نافرمانی کرکے اپنے آپ کو عذاب دوزخ میں مبتلا نہ کرے۔ اس کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ اپنے اہل وعیال کو دین دار بنانے کی کوشش کرے اور ان کو ایسی تعلیم و تربیت دے کہ وہ اللہ کے پسندیدہ انسان بنیں۔ جہاں خود اپنے آپ کو جہنم کے راستے سے روکیں اس کے بس میں جہاں تک ہو کوشش کرے کہ اگر اس کے اہل وعیال غلط راستے پر جا رہے ہوں تو ان کو بھی روکے تاکہ وہ خود اور اس کے متعلقین آخرت میں جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔

انسان کو صرف دنیاوی خوش حالی اور معیار زندگی کے بلند کرنے کی ہی فکر نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ خیال ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل رہے اور آخرت نہ بگڑے۔ اس دنیا کے سنورنے سے کیا فائدہ جبکہ آخرت بگڑ جائے۔

جہنم کا عذاب کوئی معمولی عذاب نہ ہوگا۔ اس آگ کا ایندھن نافرمان انسان اور پتھر ہوں گے۔ پتھروں میں وہ بت بھی ہوں گے جن کی انسان پرستش کرتا ہے ان کو بھی جہنمی لوگوں کے ساتھ دوزخ میں جھونک دیا جائے گا کہ لو یہ ہیں وہ تمہارے صنم جن کی تم پرستش کرتے تھے اور جن سے تم اپنی حاجتیں طلب کرتے تھے، وہ تمہیں تو کیا بچا پاتے خود اپنے آپ کو بھی نہیں بچا سکے ۔۔۔۔ جہنم کی آگ بھڑکانے کے لئے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ گندھک کے پتھر ہوں گے۔ جہنم کے اوپر سخت نہایت تلخ و بدمزاج اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے بجالاتے ہیں یعنی ان کو ذرا بھی رحم نہیں آئے گا اور اللہ تعالیٰ جو سزا نافذ کرنے کا حکم دیں گے وہ اس کو نافذ کریں گے۔

(۷) کوئی معذرت کام نہ آئے گی۔ قیامت کے دن کوئی حیلہ بہانہ نہیں چلے گا اور کہا جائے گا کہ اللہ کے احکام سے انکار کرنے والو اور اس کی نافرمانو جیسا تم نے کیا تھا اس کے مطابق ہی تمہیں بدلہ دیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اہل ایمان کو ایسا طرز عمل اختیار نہیں کرنا چاہئے جس کی وجہ سے آخرت میں ان کے ساتھ وہ معاملہ ہو جو منکرین حق کے ساتھ ہوگا۔ اللہ کی طرف سے کسی پر کوئی ظلم اور زیادتی نہ ہوگی۔ یہ فیصلہ انسان کو خود کرنا ہے کہ وہ اللہ کے فرماں برداروں کی جماعت میں جانا چاہتا ہے یا نافرمانوں کے گروہ میں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	تُوْبُوْٓا	اِلَى اللّٰهِ	تَوْبَةً	نَّصُوْحًا	عَسٰى
اے	ایمان والو	تم توبہ کرو	اللہ کے آگے	توبہ	خالص	امید ہے

اے ایمان والو تم اللہ کے آگے توبہ کرو خالص (صاف دل سے) توبہ امید ہے

رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

رَبُّكُمْ	اَنْ يُّكَفِّرَ	عَنْكُمْ	سَيِّاٰتِكُمْ	وَيُدْخِلَكُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا
تمہارا رب	کہ وہ دور کردے گا	تم سے	تمہاری برائیاں (گناہ)	اور وہ داخل کرے گا تمہیں	باغات	جاری ہیں	ان کے نیچے

تمہارا رب تم سے دور کردے گا تمہارے گناہ اور وہ تمہیں ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ

الْاَنْهٰرُ	يَوْمَ	لَا يُخْزِي	اللّٰهُ	النَّبِيَّ	وَالَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	مَعَهٗ
نہریں	اس دن	وہ رسوا نہ کرے گا	اللہ	نبی ؐ	اور جو لوگ ایمان لائے	ان کے ساتھ

جاری ہیں، اس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی ؐ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ

نُوْرُهُمْ	يَسْعٰى	بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ	وَبِاَيْمَانِهِمْ	يَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَآ	اَتْمِمْ
ان کا نور	دوڑتا ہوگا	ان کے سامنے	اور ان کے داہنے	وہ کہتے (دعا کرتے) ہوں گے	اے ہمارے رب	پورا کردے

ان کا نور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا اور وہ دُعا کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے

لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑧

لَنَا	نُوْرَنَا	وَاغْفِرْ لَنَا	اِنَّكَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
ہمارے لئے	ہمارا نور	اور ہماری مغفرت فرما دے	بیشک تو	پر	ہر	شے	قدرت رکھنے والا

لئے ہمارا نور پورا کردے اور ہماری مغفرت فرمادے بے شک تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے

⑧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا
اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا
بِفَتْحِ النُّوْنِ وَضَمِّهَا صَادِقَةً
بِاَنْ لَا يُعَادَ اِلَى الذَّنْبِ وَلَا يُرَادُ
الْعَوْدُ اِلَيْهِ عَسٰى رَبُّكُمْ تَرْجِيَةٌ

⑧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا الخ
اے ایمان والو! اللہ سے توبہ کرو کہ پھر گناہ کی طرف نہ
لوٹو اور نہ ارادہ گناہ کا کرو۔

نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف

تَفَعَ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

فرما دے۔
اور تم کو ایسے باغوں میں داخل فرما دے جن کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں۔
اس دن کہ اللہ رسوا نہ کرے گا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ۔ یعنی ان کو دوزخ میں داخل کرکے ذلیل نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے اور داہنی طرف چلتا ہوگا۔
وہ کہیں گے
اے ہمارے رب پورا کر ہمارے نور کو طرف جنت کے اور منافقوں کا نور اس دن نیست و نابود ہوگا۔
اور اے ہمارے رب بخش ہم کو بیشک تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

تشریح

(۸) صاف دل کی سچی توبہ | اوپر کی آیت میں پہلے اہل ایمان کو تنبیہ کی گئی تھی کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خوفناک عذاب سے بچائیں اور دنیا میں نافرمانی کی روش اختیار نہ کریں۔ اس آیت میں ارشاد ہوا کہ اگر کوئی گناہ ہو جائے تو جلد سے جلد خلوص دل سے اللہ کے سامنے توبہ کریں اور اپنے کئے ہوئے گناہ پر شرمندہ ہوں اور جیسے ہی یہ احساس ہو کہ ان سے اللہ کی نافرمانی ہوئی، اللہ کے سامنے سچے دل سے توبہ کریں۔ توبہ کی اصل روح گناہ پر شرمندگی ہے اور یہ اقرار کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کرے گا اگر حقوق العباد میں سے کوئی حق تلف ہوا ہو تو وہ توبہ سے نہیں بلکہ تلافی سے معاف ہوگا۔ یعنی اس آدمی سے جس کا حق مارا ہے معافی مانگے اور اس کا حق ادا کرے۔ ارشاد ہوا ہے کہ اگر تم توبہ کروگے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرکے تمہاری برائیاں تم سے دور کردے — یعنی یہ اللہ پر کوئی واجب نہیں ہے کہ وہ تمہاری توبہ قبول کرے اور تمہیں اپنے انعامات سے بھی نوازے البتہ بندے کو اللہ سے معافی کی امید رکھنی چاہئے کہ وہ معاف بھی فرمائے گا اور اپنے انعامات سے نواز کر ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

اور یہ وہ دن ہوگا جب اللہ اپنے نبی کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہ کرے گا ان کے اچھے اعمال ضائع نہ کرے گا اور یہ کہنے کا موقع نہ دے گا کہ ان خدا پرستوں کو کیا ملا؟

یہ وہ دن ہوگا کہ جب اعمال کی روشنی مومنین کے آگے پیچھے ہوگی جب وہ حشر کے میدان سے جنت کی طرف جا رہے ہوں گے اور اس وقت گھپ اندھیرا ہوگا اس وقت صرف اہل ایمان کے ساتھ روشنی ہوگی وہ روشنی دراصل ایمان اور اعمال صالحہ کی ہوگی۔ اس وقت اہل ایمان اللہ سے یہ دعا کر رہے ہوں گے کہ اے اللہ ہمارا نور ہمارے لئے مکمل کر دے، ہم سے درگزر فرما تو ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے۔

جب نافرمان اور منافقین اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے اور ان کی چیخ و پکار مومنین کے کانوں میں پڑے گی تو اس وقت وہ اللہ کا شکر ادا کریں گے اور عرض کریں گے کہ یہ روشنی ہم سے جدا نہ ہو۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ

يَا أَيُّهَا	النَّبِيُّ	جَاهِدِ	الْكُفَّارَ	وَالْمُنَافِقِينَ	وَاغْلُظْ
اے	نبی م	جہاد کیجئے	کافروں	اور منافقوں	اور سختی کیجئے

اے نبی م جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی

عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۹

عَلَيْهِمْ	وَمَأْوَاهُمْ	جَهَنَّمُ	وَبِئْسَ	الْمَصِيرُ
ان پر	اور ان کا ٹھکانا	جہنم	اور بری	جگہ

کیجئے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ (بہت) بری جگہ ہے

۹ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ بِالسَّيْفِ وَالْمُنَافِقِينَ بِاللِّسَانِ وَالْحُجَّةِ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ بِالِانْتِهَارِ وَالْمَقْتِ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ هِيَ

۹ اے پیغمبر کافروں سے جہاد کر ساتھ تلوار کے اور منافقوں سے جہاد کر ساتھ زبان کے اور ان پر حجت قائم کرنے کے۔ اور ان پر سختی کر ساتھ جھڑکنے اور غصہ کرنے کے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے

تشریح

۹ منافقین کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کا حکم | آیت کا یہ مضمون سورۂ توبہ آیت ۷۳ میں بھی گذر چکا ہے۔ صورت حال یہ تھی کہ آں حضرت جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے سامنے تین قسم کے لوگ تھے۔ ایک تو سچے دل سے اسلام قبول کرنے والے تھے جو اگرچہ ایک درجہ کے مومن نہ تھے مگر بہرحال انھوں نے اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔

دوسرے یہودی تھے جن میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے تھے مگر زیادہ تر ایسے تھے جنھوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔

تیسرے وہ لوگ تھے جو مجبوراً ظاہری طور پر مسلمان ہو گئے تھے مگر یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے تھے اور یہ اسلام کے لئے آستین کا سانپ تھے۔

ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ مسلمان ابھی پوری طرح قوت حاصل نہیں کر سکے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان کو موقع دیا جا رہا تھا کہ شاید یہ دکھا دے کے مسلمان سچے مسلمان بن جائیں۔ تیسری بات یہ تھی کہ نبی م خود اپنے مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے بہت نرم دل اور شفیق تھے

لیکن ایسے منافقین کا مستقل طور پر اسلامی معاشرے کا حصہ بنے رہنا حکمت کے خلاف تھا اس لئے نبی م کو حکم دیا گیا کہ اے نبی م آپ اس ناپسندیدہ چیز کے (جس کو انکار حق اور نفاق کہا جاتا ہے) دفع کرنے میں انتہائی کوشش (جہاد) کریں۔

کیوں کہ اس موقع پر منافقین کا نفاق بھی کھل کر سامنے آ گیا تھا، اس لئے ان کو بے نقاب کرنا ضروری تھا ——— صاف طور پر بتا دیا گیا کہ جہاں اہل ایمان کا ٹھکانا جنت ہے وہاں منافقین اور منکرین حق کا ٹھکانا جہنم ہے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ

ضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	لِلَّذِیْنَ + كَفَرُوا	امْرَاَتَ + نُوْحٍ	وَّ امْرَاَتَ
بیان کی	اللہ	مثال	کافروں کے لئے	نوحؑ کی بیوی	اور بیوی

بیان کی اللہ نے کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی

لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا

لُوْطٍ	كَانَتَا	تَحْتَ	عَبْدَیْنِ	مِنْ عِبَادِنَا	صَالِحَیْنِ	فَخَانَتٰهُمَا
لوطؑ	دونوں تھیں	نیچے (گھروں میں)	دو بندے	ہمارے بندوں سے	دو صالح	سو ان دونوں نے ان دونوں کی خیانت کی

مثال وہ دونوں دو بندوں کے گھروں میں تھیں ہمارے صالح بندوں میں سے سو انھوں نے ان دونوں

فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ

فَلَمْ یُغْنِیَا	عَنْهُمَا	مِنَ اللّٰهِ	شَیْئًا	وَّ قِیْلَ	ادْخُلَا + النَّارَ
تو وہ دونوں کے کام نہ آیا	ان کے	اللہ سے - آگے	کچھ	اور کہا گیا	تم دونوں داخل ہو جاؤ جہنم

کی خیانت کی تو اللہ کے آگے ان دونوں کے کچھ کام نہ آیا اور کہا گیا تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ

مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ⑩ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ

مَعَ	الدّٰخِلِیْنَ	وَضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	لِلَّذِیْنَ
ساتھ	داخل ہونے والے	اور بیان کی	اللہ	مثال	جو لوگ

داخل ہونے والوں کے ساتھ - اور اللہ نے مومنوں کے لئے فرعون کی بیوی

اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ

اٰمَنُوا	امْرَاَتَ	فِرْعَوْنَ	اِذْ	قَالَتْ	رَبِّ	ابن + لی
ایمان لائے (مومن)	بیوی	فرعون	جب	اس نے کہا	اے میرے رب	میرے لئے بنا دے

کی مثال بیان کی، جب اس (بی بی) نے کہا اے میرے رب! میرے لئے

عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ

عِنْدَكَ	بَیْتًا	فِی الْجَنَّةِ	وَ نَجِّنِیْ	مِنْ	فِرْعَوْنَ
اپنے پاس	ایک گھر	جنت میں	اور مجھے بچا لے	سے	فرعون

اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون

وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ⑪

وَعَمَلِهٖ	وَنَجِّنِيْ	مِنَ	الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
اور اس کا عمل	اور مجھے بچا لے	سے	ظالموں کی قوم

اور اس کے عمل سے بچا لے اور مجھے ظالموں کی قوم سے بچا لے

(۱۰) ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ
كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ
لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ
عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا
فِی الدِّيْنِ اِذْ كَفَرَتَا وَكَانَتْ
امْرَاَةُ نُوْحٍ وَاسْمُهَا وَاهِلَةُ
تَقُوْلُ لِقَوْمِهٖ اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ
وَامْرَاَةُ لُوْطٍ وَاسْمُهَا وَاعِلَةُ
تَدُلُّ عَلٰى اَضْيَافِهٖ اِذَا
نَزَلُوْا بِهٖ لَيْلًا بِاِيْقَادِ
النَّارِ وَنَهَارًا بِالتَّدْخِيْنِ
فَلَمْ يُغْنِيَا اَيْ نُوْحٌ وَلُوْطٌ
عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَذَابِهٖ
شَيْئًا وَّقِيْلَ لَهُمَا ادْخُلَا النَّارَ
مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○ مِنْ كُفَّارِ
قَوْمِ نُوْحٍ وَقَوْمِ لُوْطٍ

(۱۰) اللہ نے مثال بیان کی کافروں کے لئے نوحؑ کی اور لوطؑ کی بیوی کی کہ یہ دونوں عورتیں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں سو انھوں نے کفر کرکے اپنے خاوندوں سے خیانت کی دین میں۔ اور نوحؑ کی عورت جس کا نام واہلہ تھا نوح کی قوم سے کہا کرتی تھی کہ نوحؑ دیوانہ ہے۔

اور لوطؑ کی عورت جس کا نام واعلہ تھا اس کے مہمانوں کی خبر اس کی قوم کو کر دیتی تھی جب وہ رات میں اس کے پاس آتے اس طرح کہ آگ جلا دیتی تھی یہ علامت تھی رات کے وقت مہمانوں کی۔ اور دن کو دھواں کرکے مہمانوں کی خبر کر دیتی تھی۔ پس ان دونوں کو نوحؑ اور لوطؑ عذاب الٰہی سے بالکل نہ بچا سکے اور ان سے کہا گیا کہ داخل ہو جاؤ تم دوزخ میں اور داخل ہونے والوں کے ساتھ یعنی نوحؑ اور لوطؑ کی قوم کے کافروں کے ساتھ

(۱۱) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا
امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اٰمَنَتْ بِمُوْسٰى وَاسْمُهَا
اٰسِيَةُ فَعَذَّبَهَا فِرْعَوْنُ بِاَنْ اَوْتَدَ
يَدَيْهَا وَرِجْلَيْهَا وَاَلْقٰى عَلٰى صَدْرِهَا
رَحًى عَظِيْمَةً وَاسْتَقْبَلَ بِهَا الشَّمْسَ
فَكَانَتْ اِذَا تَفَرَّقَ عَنْهَا مَنْ وُكِّلَ بِهَا
ظَلَّلَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ اِذْ قَالَتْ فِیْ
حَالِ التَّعْذِيْبِ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ
بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ فَكُشِفَ لَهَا فَرَاَتْهُ

(۱۱) اور بیان کی اللہ نے مثال ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی کہ وہ ایمان لائی موسیٰؑ پر اور اس کا نام آسیہ تھا سو فرعون نے اس کو اس قدر تکالیف پہنچائیں کہ اس کو لٹا کر اس کے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں گاڑتا اور اس کے سینے پر بھاری چکی کا بوجھ رکھتا اور دھوپ میں اس کو ڈال دیتا پس جب وہ لوگ اس سے علیحدہ ہو جاتے جو اس پر مقرر تھے تو فرشتے اس کو سایہ کرتے۔ جب کہ اس حالت عذاب میں آسیہ نے کہا کہ اے میرے رب میرے واسطے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔ پس ظاہر کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس پر

فَسَهُلَ عَلَيْهَا التَّعْذِيْبُ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَتَعْذِيْبِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ اَهْلِ دِيْنِهٖ فَقَبَضَ اللّٰهُ رُوْحَهَا وَقَالَ ابْنُ كَيْسَانَ رُفِعَتْ اِلَى الْجَنَّةِ حَيَّةً فَهِيَ تَاْكُلُ وَتَشْرَبُ

گھر اس کا جنت میں جس سے اس پر یہ تکالیف دنیا کی آسان ہو گئی اور اس نے کہا کہ اے میرے رب مجھ کو نجات دے فرعون سے اور اس کی ایذا رسانی سے اور مجھ کو نجات دے ظالموں سے یعنی فرعون کے مذہب والوں سے۔ سو اللہ نے اس کی روح کو قبض کیا۔ اور ابن کیسان کہتے ہیں کہ وہ زندہ جنت میں اٹھالی گئی پس وہاں کھاتی ہے اور پیتی ہے۔

تشریح

(۱۰) اللہ کے یہاں مخلصانہ ایمان اور صالح عمل ہی کام آئے گا۔ | اللہ تعالیٰ نے ہر مرد و عورت کو شخصی حیثیت میں ذمہ دار بنایا ہے، ہر ایک کے اس کا اپنا ایمان اور اپنا نیک عمل کام آئے گا اور اللہ کی رحمت سے اس کو جنت میں داخل کرائے گا۔

اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے دو جلیل القدر پیغمبروں کی بیویوں کی مثال دی ہے ایک حضرت نوح ؑ جو حضرت آدم ؑ کے بعد بڑے رتبے والے نبی تھے ان کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ ساڑھے نو سو سال اللہ کے دین کی تبلیغ کرتے رہے مگر بہت کم لوگوں نے ایمان قبول کیا۔ خود ان کا بیٹا بھی ایمان سے محروم رہا اور ان کی بیوی بھی اندر اندر دل سے نہ ماننے والوں کے ساتھ تھیں اور اپنی قوم کے جباروں کو ایمان لانے والوں کی خبریں پہنچادیتی تھیں۔

اسی طرح دوسرے پیغمبر حضرت لوط ؑ ہیں جو حضرت ابراہیم ؑ کے بھتیجے ہیں ان کی قوم ایک غیر فطری عمل میں مبتلا تھی۔ ان کی بیوی اپنے شوہر کے یہاں آنے جانے والے لوگوں کی اطلاع اپنی قوم کے بداعمال لوگوں کو دے دیا کرتی تھی۔

ان دونوں عورتوں کی منافقت کی وجہ سے پیغمبر کی بیوی ہونا کام نہ آیا اور ان کی یہ خیانت جو انھوں نے اپنے شوہروں سے کی تھی وہ اللہ کے یہاں لے ڈوبی۔

معلوم ہوا کہ صرف پیغمبر کی زوجیت میں ہونا کافی نہیں ہے جب تک کہ مخلصانہ ایمان اور عمل صالح نہ ہو ——— ان دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جاؤ تم بھی آگ میں جانے والوں کے ساتھ چلی جاؤ۔

(۱۱) فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی فضیلت | اس کے مقابلے میں فرعون جیسے مغرور اور اللہ کا مقابلہ کرنے والے شخص کی بیوی آسیہ ہیں جو فرعون کی بیوی ہوتے ہوئے بھی انتہائی صاحب اخلاص مومنہ اور صالح خاتون ہیں دلی کامل، نہایت ایمان دار ——— جب کہ ان کا شوہر خدا کا باغی۔ وہ نیک بیوی اپنے شوہر کو خدا کے عذاب سے بچا سکی اور نہ شوہر کی بدکرداری اور بداعتباری اس نیک بیوی کو کچھ آنچ پہنچا سکی

معلوم ہوا کہ ہر ایک کا اپنا عمل، اپنا ایمان، اپنا کردار اور اپنا اخلاص و تعلق اللہ کے فضل و کرم سے کام آئے گا۔

فرعون کو جب حضرت آسیہ کا حال معلوم ہوا تو ان کو طرح طرح سے اذیت دیتا تھا۔ یہ اللہ سے دعا کرتی تھیں کہ اے پروردگار فرعون کے انجام بد میں مجھے شریک نہ کر۔ مجھے فرعون اور اس کے برے کاموں سے نجات دے دے اور فرعون کے ظلموں سے مجھے بچا لے۔ اور اے پروردگار میرے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کر دے۔ اللہ اس حالت میں ان کا جنت کا ٹھکانا دکھا دیتا تھا جس سے ان کی ساری سختیاں آسان ہو جاتیں۔ فرعون نے ان کو قتل کر دیا اور یہ جام شہادت نوش کر کے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئیں

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ

وَمَرْيَمَ	ابْنَتَ + عِمْرٰنَ	الَّتِيْٓ	اَحْصَنَتْ	فَرْجَهَا	فَنَفَخْنَا	فِيْهِ	مِنْ
اور مریم	عمران کی بیٹی	وہ جس نے	حفاظت کی	اپنی شرمگاہ	سو ہم نے پھونکی	اس میں	سے

(اور دوسری مثال) عمران کی بیٹی مریمؑ کی جس نے حفاظت کی اپنی شرم گاہ کی، سو ہم نے اس میں اپنی

ع ۲ / ۲۰ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ⑫

رُّوْحِنَا	وَصَدَّقَتْ	بِكَلِمٰتِ	رَبِّهَا	وَكُتُبِهٖ	وَكَانَتْ	مِنَ	الْقٰنِتِيْنَ
اپنی روح	اور اس نے تصدیق کی	باتوں کی	اپنا رب	اور اس کی کتابوں	اور وہ تھی	سے	فرماں برداری کرنے والیاں

روح پھونکی، اور اس نے تصدیق کی اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ فرماں برداری کرنے والیوں میں سے تھی۔

⑫ وَمَرْيَمَ عَطْفٌ عَلٰى اِمْرَاَةِ فِرْعَوْنَ
ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ
فَرْجَهَا حَفِظَتْهُ فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ
رُّوْحِنَا اَيْ جِبْرَئِيْلَ حَيْثُ نَفَخَ فِيْ جَيْبِ
دِرْعِهَا بِخَلْقِ اللّٰهِ فِعْلَهُ الْوَاصِلُ اِلٰى
فَرْجِهَا فَحَمَلَتْ بِعِيْسٰى وَصَدَّقَتْ
بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا بِشَرَائِعِهٖ وَكُتُبِهِ
الْمُنَزَّلَةِ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ○
مِنَ الْقَوْمِ الْمُطِيْعِيْنَ

⑫ اور بیان کی اللہ نے مثال مریم عمران کی بیٹی کی کہ جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی۔
سو پھونکا ہم نے اس میں اپنی روح کو یعنی جبرئیل نے اس کے کرتے کے گریبان میں پھونکا جس کا اثر اللہ نے یہ پیدا فرمایا کہ وہ حاملہ ہو گئی ساتھ عیسیٰ کے۔
اور اس نے تصدیق کی اپنے رب کے احکام اور شرائع کی اور اس کی کتابوں کی جو اس کے پاس سے اتری ہیں
اور تھی مریم ان لوگوں میں سے جو اپنے رب کے فرماں بردار ہیں۔

تشریح

⑫ حضرت مریم کی مثالی پاکیزگی | ایسے ہی مثالی خواتین میں کہ جن کے اعلیٰ کردار، ایمان اور اللہ کے ساتھ تعلق کو مثالی کہا جا سکتا ہے ان میں حضرت مریم بنت عمران ہیں۔ یہ وہ پاکیزہ خاتون ہیں جنھوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، اللہ نے ان کے اندر اپنی روح پھونکی بغیر اس کے کہ کسی مرد کا ان سے تعلق ہوتا ان کے رحم میں اپنی طرف سے ایک جان ڈال دی۔ حضرت جبرئیل نے گریبان میں پھونک ماری جس کے نتیجے میں استقرار حمل ہوا اور حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یوں رب کے ارشادات اور اس کی نازل کی ہوئی کتابوں کی تصدیق ہوئی۔ حضرت مریم اطاعت گزار اللہ کی نیک بندیوں میں سے تھیں۔

ان مثالوں سے اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اللہ کا دین بالکل بے لاگ ہے اس میں ہر شخص کے لئے صرف وہی کچھ ہے جس کا وہ اپنے ایمان اور اعمال کے لحاظ سے مستحق ہو۔ کسی بڑی سے بڑی ہستی سے نسبت اس کے لئے قطعاً نافع نہیں ہے اور کسی بُری سے بری ہستی کے ساتھ نسبت بھی اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

پارہ ۲۹ تبارک الذی

٦٧

اَلْمُلْک

ترتیب تلاوت ـــــــ ٦٧	ترتیب نزول ـــــــ ٧٧
مکی/مدنی ـــــــ مکیّ	تعداد رکوعات ـــــــ ۲
تعداد آیات ـــــــ ۳۰	تعداد الفاظ ـــــــ ۳۳۵
تعداد حروف ـــــــ ۱۳۵۹	

○ سورت کی پہلی آیت تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ میں لفظ اَلْمُلْك کو لے کر اس سورت کا نام اَلْمُلْك رکھا گیا ہے۔ یہ اس سورت کا عنوان نہیں ہے بلکہ یہ نام علامت ہے یعنی وہ سورت جس میں لفظ اَلْمُلْك آیا ہے۔

○ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور مکہ مکرمہ کی ابتدائی یا درمیانی مدت میں یہ سورت نازل ہوئی ہے اس کا اندازہ سورت کے مضمون سے لگایا جاسکتا ہے کیوں کہ مکہ مکرمہ میں جو سورتیں نازل ہوئی ہیں ان کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اختصار کے ساتھ اسلام کی تعلیم خاص طور پر توحید اور رسول اللہ کے بعثت کے مقصد کو بتاتی ہیں۔ مکی سورتوں میں اختصار ہے تاکہ لوگوں کے ذہن نشین ہوجائیں اور اس کا مضمون ان کے دماغوں میں اُتر جائے۔

مکی سورتوں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ غفلت کو دور کرنے والی ہیں۔ اور ان کے ذریعہ ضمیر کی بیداری کا کام لیا گیا ہے۔

○ سورۂ ملک میں بتایا گیا ہے کہ اللہ ہی ساری کائنات کا مالک ہے اور ساری طاقت اسی کے قبضے میں ہے۔ وہ تمام اختیارات کا بلا شرکت غیرے مالک ہے۔

کائنات میں جہاں بھی تم دیکھو گے اس کے تخلیق کے کارنامے نظر آئیں گے اس کی قدرت کے مظاہر دکھائی دیں گے۔ چاند سورج ستارے آسمان یہ سب اللہ کی کاریگری کی نشانیاں ہیں۔

○ اللہ تعالیٰ موت اور زندگی کے مالک ہیں اس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تاکہ وہ دیکھے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی میں انسان کون سا راستہ اختیار کرتا ہے؟ اس دنیا کی زندگی کا مقصد امتحان اور آزمائش ہے یہ دنیاوی زندگی کوئی کھیل نہیں ہے کوئی تماشا نہیں ہے، ایک سنجیدہ حقیقت ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے رسول حضرت محمد تمہارے پاس اللہ کی کتاب قرآن لے کر آئے ہیں اگر تم اس پر خلوص دل سے عمل کرو گے تو یہ دین اور دنیا میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

یہ بھی بتایا گیا کہ یہ پوری کائنات نیچے سے اوپر تک ایک مضبوط قانون اور مستحکم نظام میں جکڑی ہوئی ہے جس طرح اس کائنات کا یہ قانون ہے اسی طرح اللہ نے انسان کی زندگی کا بھی ایک نظام بنایا ہے۔ جس پر چل کر وہ کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔

○ اس پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ یہ زندگی کے سارے سامان اللہ کے دیئے ہوئے ہیں۔ پانی جس کی اہمیت تمہاری صحرائی زندگی میں سب سے زیادہ ہے، اگر یہ اتنی گہرائی میں چلا جائے کہ تم اس کو حاصل نہ کر سکو تو بتاؤ کون ہے جو اللہ کے سوا تمہیں زندگی کا یہ سامان دے سکے۔

لہٰذا اس کے شکر گزار بنو اور اس کے فرماں بردار بن کر زندگی گزارو۔

ایاتھا ۳۰	۶۷ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ ۷۷	رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①

تَبٰرَكَ	الَّذِيْ	بِيَدِهِ	الْمُلْكُ	وَهُوَ	عَلٰى	كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
بڑی برکت والا	وہ جس	اس کے ہاتھ میں	بادشاہی	اور وہ	پر	ہر شے	قدرت رکھنے والا

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ
ثَلَاثُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
① تَبٰرَكَ تَنَزَّهَ عَنْ صِفَاتِ
الْمُحْدَثِيْنَ الَّذِيْ
بِيَدِهِ فِيْ تَصَرُّفِهِ
الْمُلْكُ السُّلْطَانُ وَالْقُدْرَةُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ○

سورۃ الملک مکی ہے اس میں تیس آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔
① تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ الخ
صفاتِ ممکنات سے پاک ہے وہ کہ اس کے اختیار اور تصرف میں ہے بادشاہت،

اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تشریح

① وہ بزرگ و برتر ہستی جس کے قبضے میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی وہ بزرگ و برتر ہستی ہے جس کی رفعت و عظمت کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے جس کی ذات سے بے شمار بھلائیوں کا فیضان ہو رہا ہے اور جس کے کمالات کبھی نہ ختم ہونے والے ہیں جس کے قبضے میں کائنات کی سلطنت ہے پوری کائنات پر اس کا اقتدار اعلیٰ ہے۔ تمام موجودات پر اس کا حکم چلتا ہے اور ہر چیز پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اسے عاجز کرنے والا اور اس کے کام میں رکاوٹ پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ اس کی برکتوں سے ہر چیز سیراب ہو رہی ہے اس کا فیضان سب کے لئے عام ہے دوست دشمن سب کو اس کے فیض سے فائدہ پہنچ رہا ہے۔

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست
بریں خوانِ یغما چہ دشمن چہ دوست

(زمین کی چمڑی اس کا عام دستر خوان ہے۔ اس لوٹ کے دستر خوان پر دوست دشمن سب برابر ہیں۔)

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ

الَّذِیْ	خَلَقَ	الْمَوْتَ	وَالْحَیٰوۃَ	لِیَبْلُوَکُمْ	اَیُّکُمْ
وہ جس	پیدا کیا	موت	اور زندگی	تاکہ وہ آزمائے تمہیں	تم میں سے کون

وہ جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں

اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ ۲ الَّذِیْ خَلَقَ

اَحْسَنُ	عَمَلًا	وَهُوَ	الْعَزِیْزُ	الْغَفُوْرُ	الَّذِیْ + خَلَقَ
سب سے بہتر	عمل میں	اور وہ	غالب	بخشنے والا	جس نے بنائے

سے کون ہے عمل میں سب سے بہتر اور وہ غالب بخشنے والا ہے جس نے سات

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ

سَبْعَ	سَمٰوٰتٍ	طِبَاقًا	مَا تَرٰی	فِیْ	خَلْقِ	الرَّحْمٰنِ	مِنْ
سات	آسمان	تہہ در تہہ	تو نہ دیکھے گا	میں	بنانا (تخلیق)	رحمٰن (اللہ)	کوئی

آسمان بنائے تہہ در تہہ تو اللہ کی تخلیق میں کوئی فرق نہ

تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۳

تَفٰوُتٍ	فَارْجِعِ	الْبَصَرَ	هَلْ تَرٰی	مِنْ فُطُوْرٍ
فرق	پھر دوبارہ لوٹا	نگاہ	کیا تو دیکھتا ہے	کوئی شگاف

دیکھے گا۔ پھر دوبارہ نگاہ لوٹا کر (دیکھ) کیا تو کوئی شگاف (دراڑ) دیکھتا ہے

۲ اِلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ فِی الدُّنْیَا وَالْحَیٰوۃَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَوْهُمَا فِی الدُّنْیَا فَالنُّطْفَةُ تَعْرِضُ لَهَا الْحَیٰوۃُ وَهِیَ مَا بِهِ الْاِحْسَاسُ وَالْمَوْتُ ضِدُّهَا اَوْ عَدَمُهَا قَوْلَانِ وَالْخَلْقُ عَلَی الثَّانِیْ بِمَعْنَی التَّقْدِیْرِ لِیَبْلُوَکُمْ لِیَخْتَبِرَکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اَطْوَعُ لِلّٰهِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ فِیْ

۲ وہ ذات کہ جس نے پیدا کیا دنیا میں موت کو اور آخرت میں حیات کو، یا دونوں کو دنیا میں کہ نطفہ کو حیات لاحق ہوتی ہے جس سے اس میں حس و حرکت پیدا ہوتی ہے،

اور موت ضد حیات کی ہے یا حیات کے نہ ہونے کا نام ہے۔ اس میں دو قول ہیں۔ اور جو لوگ موت، حیات کے نہ ہونے کو کہتے ہیں ان کے قول کے موافق پیدا کرنے سے مراد اندازہ کرنا اور مقدر کرنا ہے۔ تاکہ وہ تم کو آزماوے زندگی میں کہ تم میں سے کون اللہ کا زیادہ فرماں بردار ہے۔ اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا اس شخص سے جو اس کی نافرمانی کرے۔

اِنْتِقَامِہٖ مِمَّنْ عَصَاهُ
الْغَفُوْرُ ○ لِمَنْ تَابَ اِلَيْهِ

بخشنے والا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرے۔

(۳) الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
طِبَاقًا ، بَعْضُهَا فَوْقَ
بَعْضٍ مِنْ غَيْرِ مُمَاسَّةٍ

(۳) وہ ذات پاک کہ جس نے سات آسمانوں کو تو بتو بنایا اس طرح کہ ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ
لَهُنَّ وَلَا لِغَيْرِهِنَّ مِنْ
تَفٰوُتٍ ، تَبَايُنٍ وَعَدَمِ
تَنَاسُبٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ اَعِدْهُ

رحمٰن نے جو آسمانوں کو بنایا اس میں تو کچھ فرق اور عدم مناسبت نہ دیکھے گا۔

اِلَی السَّمَاءِ هَلْ تَرٰی فِيْهَا مِنْ
فُطُوْرٍ ○ صُدُوْعٍ وَشُقُوْقٍ

سو تو آسمان کو بار بار دیکھ کیا تو اس میں کہیں شکستگی اور پھٹن پاتا ہے۔

تشریح

(۲) اللہ ہی موت وحیات کا خالق ہے | "موت وحیات کا سلسلہ امتحان کے لئے ہے تاکہ پروردگار یہ دیکھے کہ کس کا عمل زیادہ بہتر ہے"۔ مرنے جینے کا سلسلہ اللہ ہی کا قائم کیا ہوا ہے۔ پہلے ہم کچھ نہ تھے، پھر اس نے پیدا کیا اس کے بعد پھر موت دے دی اور مرنے کے بعد پھر زندہ کرے گا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے۔ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ. (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۸)
(حالانکہ تم بے جان تھے، اس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا۔ پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔)

موت وحیات کا یہ سارا سلسلہ اعمال کی جانچ کے لئے ہے۔ دنیا کی زندگی میں یہ امتحان ہوا اور مرنے کے بعد دوسری زندگی یعنی آخرت کی زندگی میں عمل کا نتیجہ سامنے آیا۔ اگر دنیا کی یہ زندگی نہ ہوتی تو عمل کیسے ہوتا اور موت نہ آتی تو لوگ نتیجے سے بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا تو نتیجہ کہاں سامنے آتا۔ معلوم ہوا کہ انسان جیسی مخلوق جسے نیکی اور بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اس کی زندگی اور موت۔

○ کس کا عمل اچھا ہے کس کا نہیں، اس کا فیصلہ خالق کرے گا اعمال کی اچھائی اور برائی کا معیار تجویز کرنا امتحان دینے والوں کا کام نہیں ہے امتحان لینے والے کا کام ہے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو یہ معلوم کرنا ہوگا کہ امتحان لینے والے کے نزدیک کون سا عمل اچھا ہے اور کون سا عمل اچھا نہیں ہے۔

○ امتحان کا مقصد ہی جزا یا سزا ہے، کامیاب ہونے والے کو جزا اور انعام اور ناکام ہونے والے کو سزا امتحان کا قدرتی نتیجہ ہے اگر یہ نتیجہ نہ ہوتا تو پھر امتحان کیسا؟۔

○ معلوم ہوا کہ موت وحیات کے اس نظام کے پیچھے اللہ کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ وہ پروردگار جو زبردست بھی ہے اور درگذر فرمانے والا بھی یعنی بے حد طاقت کا مالک اور پوری طرح غالب ہونے کے باوجود اور اس کے باوجود کہ برے عمل کرنے والوں کو سزا دینے کی پوری قدرت رکھتا ہے وہ اپنی مخلوق کے حق میں سخت گیر نہیں ہے جو کوئی برائی سے باز آ جائے اور توبہ کرلے اس کے ساتھ درگذر کا معاملہ کرنے والا ہے۔

(۳) اللہ کی تخلیق میں کمال درجے کا تناسب ہے | اللہ تعالیٰ کی ہر تخلیق میں تمہیں کمال درجے کا تناسب ملے گا کوئی چیز بے جوڑ معلوم نہ ہوگی آسمان سے لے کر زمین تک انسان سے لے کر جانوروں تک نباتات سے لے کر جمادات تک جس جس چیز کو دیکھو گے اس میں کمال کا ربط اور حسن واعتدال نظر آئے گا اور پوری کائنات ایک مضبوط قانون سے جکڑی ہوئی دکھائی دے گی۔ کیا مجال ہے کہ کوئی چیز ذرا ادھر ادھر تو ہو جائے اس نے اوپر نیچے تہہ بہ تہہ سات آسمان بنائے ہیں۔ ہر چیز میں تمہیں حکمت اور کاری گری کی ایک دنیا نظر آئے گی۔ بار بار پلٹ کر دیکھو کہیں نظم کائنات میں تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ اللہ کی ہر تخلیق اپنی جگہ لاجواب ہے۔

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ

ثُمَّ	ارْجِعِ	الْبَصَرَ	كَرَّتَيْنِ	يَنْقَلِبْ	إِلَيْكَ	الْبَصَرُ
پھر	تو دوبارہ لوٹا	نگاہ	دوبارہ	وہ لوٹ آئے گی	تیری طرف	نگاہ

پھر دوبارہ نگاہ لوٹا کر (دیکھ) وہ تیری طرف خوار ہو کر تھکی ماندہ

خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ④ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ

خَاسِئًا	وَّهُوَ	حَسِيْرٌ	وَلَقَدْ زَيَّنَّا	السَّمَآءَ الدُّنْيَا	بِمَصَابِيْحَ
خوار ہو کر	اور وہ	تھکی ماندہ	اور یقیناً ہم نے آراستہ کیا	آسمانِ دنیا	چراغوں سے

لوٹ آئے گی۔ اور یقیناً ہم نے آراستہ کیا ہے آسمان دنیا کو چراغوں سے

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ⑤

وَجَعَلْنٰهَا	رُجُوْمًا	لِّلشَّيٰطِيْنِ	وَاَعْتَدْنَا	لَهُمْ	عَذَابَ السَّعِيْرِ
اور ہم نے اُسے بنایا	مارنے کا آلہ	شیطانوں کے لئے	اور ہم نے تیار کیا	ان کے لئے	دہکتی آگ (جہنم) کا عذاب

اور ہم نے اسے شیطانوں کے لئے مارنے کا آلہ بنایا اور ہم نے ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار کیا ہے۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑥

وَلِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِرَبِّهِمْ	عَذَابُ + جَهَنَّمَ	وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ
اور ان لوگوں کے لئے	جنہوں نے کفر کیا	ان کے رب کی طرف سے	جہنم کا عذاب	اور بُری لوٹنے کی جگہ

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے ان کے رب کی طرف سے جہنم کا عذاب ہے اور (یہ) بُری لوٹنے کی جگہ ہے

④ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ كَرَّةً
بَعْدَ كَرَّةٍ يَنْقَلِبْ يَرْجِعْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ
خَاسِئًا ذَلِيْلًا لِعَدَمِ إِدْرَاكِ خَلَلٍ
وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○ مُنْقَطِعٌ عَنْ رُؤْيَةِ
خَلَلٍ

⑤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا
الْقُرْبٰى إِلَى الْأَرْضِ بِمَصَابِيْحَ
بِنُجُوْمٍ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا
مَرَاجِمَ لِلشَّيٰطِيْنِ إِذَا اسْتَرَقُوا

④ پھر بار بار تو آسمان کی طرف نگاہ کر تیری نظر تیری طرف ذلیل و ناکام واپس آوے گی کیونکہ آسمان میں کوئی خلل اس کو معلوم نہ ہوگا اور حال یہ کہ وہ نظر خلل کے دیکھنے سے منقطع اور درماندہ ہو گی۔

⑤ اور بے شبہ ہم نے زیبائش دی اس آسمان کو جو زمین سے نزدیک ہے ساتھ ستاروں کے اور ہم نے ان ستاروں کو اس لئے بنایا کہ شیطانوں کو مارے جاویں جب کہ وہ چوری سے آسمان پر جا کر کچھ سننا چاہیں۔

السَّمَاءِ بِأَنْ يَنْفَصِلَ شِهَابٌ عَنِ الْكَوْكَبِ كَالْقَبَسِ يُؤْخَذُ مِنَ النَّارِ فَيَقْتُلُ الْجِنِّيَّ أَوْ يُخْبِلُهُ لَا أَنَّ الْكَوْكَبَ يَزُولُ عَنْ مَكَانِهِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ○ النَّارُ الْمُوقَدَةُ

اس طرح سے کہ ستاروں سے ایک شعلہ ایسا جدا ہوتا ہے جیسا آگ سے شعلہ جدا ہو۔ پس وہ شعلہ جن کو مار ڈالتا ہے یا اس کو دیوانہ کر دیتا ہے نہ یہ کہ ستارے اپنی جگہ سے جدا ہوتے ہیں اور ہم نے شیطانوں کے واسطے تیار کیا ہے عذاب آگ تیز کا۔

(۶) وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○ هِيَ

(۶) اور جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور دوزخ برا ٹھکانا ہے۔

تشریح

(۴) تمہاری نگاہیں تھک جائیں گی مگر تمہیں کوئی کمی نظر نہ آئے گی | بار بار نظر دوڑاؤ، ایک ایک چیز کو غور سے دیکھو کہیں تمہیں کوئی کمی نظر آتی ہے۔ تمہاری نگاہیں تھک جائیں گی اور نامراد ہو کر پلٹ آئیں گی مگر تمہیں اللہ کی تخلیق میں کہیں کسی پہلو سے کوئی کمی نظر نہ آئے گی۔

(۵) دنیا کے آسمان میں جگمگاتے چراغ | ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ ان شیطانوں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ ہم نے مہیا کر رکھی ہے۔

○ رات کے وقت آسمان کی طرف دیکھو تو جگمگاتے ستارے کیسے خوبصورت معلوم ہوتے ہیں یہ قدرتی چراغ ہیں جن سے دنیا کے بہت سے منافع وابستہ ہیں۔ یہ مسافروں کو سمت سفر بھی بتاتے ہیں۔ ان سے نکلنے والے شہاب ثاقب جو تیز رفتاری کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں اور جن کی بارش زمین پر بھی ہوتی رہتی ہے، شیطانوں کو عالم بالا میں جانے سے روکتے ہیں۔ ان شیطانوں کا عالم غیب کی باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ یہ وہاں کی سن گن لے سکیں۔ ان شیطانوں کے لئے تو ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے جیسا کہ سورۂ حجر میں ارشاد ہوا۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ○ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ○

(سورۂ حجر آیت نمبر ۱۶، ۱۷)

(یہ ہماری کارفرمائی ہے کہ آسمان میں ہم نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے ان کو دیکھنے والوں کے لئے ستاروں سے آراستہ کیا اور ہر شیطان مردود سے ان کو محفوظ کر دیا، کوئی شیطان اس میں راہ نہیں پا سکتا۔)

بروج سے مراد فضاء بسیط میں نظر نہ آنے والی وہ سرحدیں ہیں جن کو پار کر کے کسی چیز کا ایک خطے سے دوسرے خطے میں چلا جانا سخت مشکل ہے ہم نے ہر خطے میں کوئی نہ کوئی روشن سیارہ رکھ دیا ہے اور اس طرح سارا عالم جگمگا اٹھا ہے۔ اس کاریگری میں بنانے والے کی حکمت اور پاکیزہ ذوق نظر آتا ہے۔ جس طرح زمین کی دوسری مخلوقات زمین کے خطے میں مقید ہیں اسی طرح شیاطین جن بھی اسی خطے میں مقید ہیں۔ عالم بالا تک ان کی رسائی نہیں ہے۔

(۶) حق کے منکر بھی شیطانوں کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے | انسان ہوں یا شیطان جنہوں نے حق کو حق کی سچائی کو جھٹلایا اور حق کے انکار کی روش نہ چھوڑی اور اسی حال میں دنیا سے چلے گئے اپنی گمراہی سے توبہ کی توفیق نہ ہوئی جو لوگ ان کی وجہ سے گمراہ ہوئے ان کا گناہ بھی انہی کے سر رہا اور وہ ہمیشہ کے لئے ملعون اور جہنم رسید ہو گئے

إِذَآ أُلْقُوا۟ فِيهَا سَمِعُوا۟ لَهَا شَهِيقًا وَهِىَ تَفُورُ ﴿٧﴾ تَكَادُ

إِذَآ + أُلْقُوا۟	فِيهَا	سَمِعُوا۟	لَهَا	شَهِيقًا	وَهِىَ	تَفُورُ	تَكَادُ
جب وہ ڈالے جائیں گے	اس میں	وہ سنیں گے	وہاں	چینخنا چلانا	اور وہ	جوش مار رہی ہوگی	قریب ہے

جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو وہاں سنیں گے چینخنا چلانا اور وہ (جہنم) جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہے کہ

تَمَيَّزُ مِنَ ٱلْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ أُلْقِىَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ

تَمَيَّزُ	مِنَ ٱلْغَيْظِ	كُلَّمَآ	أُلْقِىَ فِيهَا	فَوْجٌ	سَأَلَهُمْ	خَزَنَتُهَآ
پھٹ پڑے	غضب سے	جب بھی	ڈالا جائے گا اس میں	کوئی گروہ	وہ ان سے پوچھیں گے	اس کے داروغہ

پھٹ پڑے گی غضب سے۔ جب اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا ان سے اس کے داروغہ پوچھیں گے

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ﴿٨﴾ قَالُوا۟ بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا

أَلَمْ يَأْتِكُمْ	نَذِيرٌ	قَالُوا۟	بَلَىٰ	قَدْ جَآءَنَا	نَذِيرٌ	فَكَذَّبْنَا
کیا نہیں آیا تمہارے پاس	کوئی ڈرانے والا	وہ کہیں گے	ہاں	ضرور آیا ہمارے پاس	ڈرانے والا	سو ہم نے جھٹلایا

کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں (کیوں نہیں) ہمارے پاس ضرور ڈرانے والا آیا سو ہم نے جھٹلایا

وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَـٰلٍ كَبِيرٍ ﴿٩﴾

وَقُلْنَا	مَا نَزَّلَ	ٱللَّهُ	مِن شَىْءٍ	إِنْ أَنتُمْ	إِلَّا	فِى ضَلَـٰلٍ	كَبِيرٍ
اور ہم نے کہا	نہیں نازل کی	اللہ	کچھ	نہیں تم	مگر صرف	گمراہی میں	بڑی

اور ہم نے کہا کہ اللہ نے کچھ نازل نہیں کیا۔ تم صرف بڑی گمراہی میں ہو۔

إِذَآ أُلْقُوا۟ فِيهَا سَمِعُوا۟ لَهَا شَهِيقًا صَوْتًا مُنْكَرًا كَصَوْتِ الْحِمَارِ وَهِىَ تَفُورُ تَغْلِى تَكَادُ تَمَيَّزُ وَقُرِئَ تَتَمَيَّزُ عَلَى الْأَصْلِ تَتَقَطَّعُ مِنَ الْغَيْظِ غَضَبًا عَلَى الْكُفَّارِ كُلَّمَآ أُلْقِىَ فِيهَا فَوْجٌ جَمَاعَةٌ مِّنْهُمْ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ سُؤَالُ تَوْبِيخٍ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ رَسُوْلٌ يُنْذِرُكُمْ عَذَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى

(٧) جس وقت کفار دوزخ میں ڈالے جاویں گے تو وہ دوزخ کی بری آواز سنیں گے جیسے گدھے کی آواز اور حال یہ ہے کہ وہ جوش مارتی ہوگی نزدیک ہے کہ پھٹ جاوے باعتبار غصہ کے کافروں پر جس وقت ان میں سے کوئی جماعت دوزخ میں ڈالی جاوے گی تو ان سے دوزخ کے داروغہ ازراہ سرزنش کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا جو تم کو ڈراتا عذاب الہٰی سے۔

(٨) قَالُوا۟ بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ

(٨) وہ بولیں گے بیشک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا ہم نے جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم محض ظاہری

مِنْ شَیْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ ۝ یحتمل ان یکون من کلام الملٰئکۃ للکفار حین اخبروا بالتکذیب وان یکون من کلام الکفار للنذر

گمراہی میں ہو (یہ آخر کا جملہ ہے یا فرشتوں کا کلام ہے کہ جس وقت کفار ان کو اپنے جھٹلانے کی نقل سناویں گے تو فرشتے ان کو یہ کہیں گے۔ یا یہ کفار کا کلام ہے جو وہ پیغمبروں کی نسبت کہتے ہیں۔

تشریح

(۷) جہنم کی ہولناک آوازیں | جہنم کا عذاب کوئی معمولی عذاب نہ ہوگا جن وانس جنھوں نے اللہ کے خلاف بغاوت کی جب وہ جہنم میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی خوفناک آوازیں سنیں گے۔ وہ جوش کھا رہی ہوگی۔

(۸) کیا خبردار کرنے والے نہیں آئے تھے | جہنم شدتِ غضب سے پھٹی جاتی ہوگی۔ یہ خود جہنم کی بھی آواز ہوگی اور ان کی چیخیں ہوں گی جو پہلے سے جہنم میں گرے ہوئے ہوں گے۔ ہر مرتبہ جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا تو دوزخ کے کارندے ان اہلِ دوزخ سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ یعنی ان سے اقرار کرا کے یہ بتایا جائے گا کہ ان کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں ہو رہی ہے۔ خبردار کرنے والوں نے تو پہلے ہی خبردار کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ دیکھو کہ یہ تمہاری روش تمہیں اس برے ٹھکانے پر پہنچا دے گی۔

اللہ تعالیٰ نے جس امتحان کے لئے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے وہ اس طرح نہیں لیا جا رہا ہے کہ انسان بالکل بے خبر ہو اسے معلوم نہ ہو کہ صحیح راستہ کونسا ہے اور غلط کونسا۔ بلکہ اللہ کی طرف سے جو بھی معقول انتظام ہو سکتا ہے وہ سب کیا گیا ہے اندرونی بھی اور بیرونی بھی۔ اندرونی انتظام یہ ہے کہ انسان اپنی بناوٹ کے اعتبار سے خیر پسند ہے نیکی کو قبول کرتا ہے اس کی فطرت نیکی چاہتی ہے۔ باہر سے انتظام یہ ہے کہ جو اس کی فطرت چاہتی ہے اس کے مطابق اللہ نے اپنے رسول بھیجے، کتابیں اتاریں، ہر طرح سمجھانے بجھانے کا پورا پورا انتظام فرمایا۔ اللہ کے نبیوں نے اللہ کا دین پہنچانے اور سمجھانے میں اور اس پر عمل کر کے دکھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

بس اتنا ہی ہوا کہ اللہ نے کوئی جبر نہیں کیا۔ آزادی دے دی کہ مانو گے تو تمہارا فائدہ ہے نہیں مانو گے تو تمہارا نقصان ہے۔ اس کے باوجود جنھوں نے نہیں مانا اس کی پوری پوری ذمہ داری نہ ماننے والوں پر ہے۔

اس لئے دوزخ کے کارندوں کا یہ سوال کہ کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ دراصل یہ بتانا تھا کہ تمہارے پاس خبردار کرنے والے آتے رہے پھر بھی تم نے نہیں مانا تو بتاؤ قصور کس کا ہے۔ تمہارا یا سزا دینے والے کا۔

(۹) دوزخیوں کا جواب خبردار کرنے والے آئے مگر ہم ہی نے نہ مانا | دوزخی بڑی حسرت سے جواب دیں گے کہ بے شک خبردار کرنے والے آئے تھے انھوں نے ہمیں سب کچھ بتایا مگر ہم نے ان سچے رسولوں کو جھٹلا دیا اور ان سے یہ کہا کہ تم غلط کہتے ہو، اللہ نے تمہارے اوپر کچھ نازل نہیں کیا۔ تم بھی اور تمہارے اوپر ایمان لانے والے بھی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ تم خود بھی بہک رہے ہو اور دوسروں کو بھی بہکا رہے ہو۔ ہم نے ان سچے انسانوں کو اس طرح جھٹلا دیا۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴿۱۰﴾

وَقَالُوْا	لَوْ	كُنَّا نَسْمَعُ	اَوْ	نَعْقِلُ	مَا كُنَّا	فِیْ	اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ
اور وہ کہیں گے	اگر	ہم سنتے	یا	ہم سمجھتے	ہم نہ ہوتے	میں	دوزخیوں

اور وہ کہیں گے اگر ہم سنتے یا ہم سمجھتے تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴿۱۱﴾

فَاعْتَرَفُوْا	بِذَنْۢبِهِمْ	فَسُحْقًا	لِّاَصْحٰبِ + السَّعِیْرِ
سو انھوں نے اعتراف کرلیا	اپنے گناہوں کا	تو دوری (لعنت)	دوزخیوں کے لئے

سو انھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا تو لعنت ہے دوزخیوں کے لئے

(۱۰) وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ ای سماع تفہم اَوْ نَعْقِلُ ای عقل تفکر مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ○

(۱۱) فَاعْتَرَفُوْا حین لا ینفع الاعتراف بِذَنْۢبِهِمْ وَ ھو تکذیب النذر فَسُحْقًا بسکون الحاء وَ ضمها لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ○ فبعدًا لھم عن رحمۃ اللہ تعالیٰ

(۱۰) اور وہ کہیں گے کہ اگر ہم سنتے اور سمجھتے یا عقل رکھتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

(۱۱) سو وہ اقرار کریں گے اپنے گناہ کا یعنی پیغمبروں کے جھٹلانے کا۔ اس وقت کہ ان کو اس اقرار سے کچھ نفع نہ ہوگا۔

پس دوری ہو اللہ کی رحمت سے دوزخیوں کو

تشریح

(۱) کاش ہم نے ان کی بات پر توجہ کی ہوتی تو آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا | کاش ہم نے ان کی بات اس طرح سُنی ہوتی جس طرح سُننی چاہئے تھی ان کی بات پر توجہ کی ہوتی اور حق کا طلب گار بن کر ان کی بات پر دھیان دیا ہوتا۔ کاش ہم نے سمجھ سے کام لیا ہوتا اور ان کی بات کو سمجھنے کی کوشش کی ہوتی کہ حقیقت میں وہ کیا بات کہہ رہے ہیں۔ اگر ہم سُنتے جیسا سننا چاہئے اور سمجھتے جیسا سمجھنا چاہئے تو آج ہم اس انجام سے دوچار نہ ہوتے۔

(۱۱) وہ اپنے گناہوں کا خود اقرار کریں گے | اس طرح اہل دوزخ خود اپنے قصور کا اعتراف اور اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے اور اصل قصور ان کا رسولوں کا جھٹلانا اور ان کی پیروی سے انکار ہے وہ خود اعتراف کریں گے کہ ہم سے یہ کوتاہی ہوئی ہے۔ لیکن اس وقت ان کے اقرار اور اعتراف سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اور کہا جائے گا دفع ہوجائیں دوزخ والے، ان کے لئے اللہ کی رحمت کے سائے میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑫

اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَخْشَوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَيْبِ	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ
بیشک	جو لوگ	ڈرتے ہیں	اپنا رب	بن دیکھے	ان کے لئے	بخشش	اور بڑا اجر

بے شک جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑬

وَاَسِرُّوْا	قَوْلَكُمْ	اَوِاجْهَرُوْا	بِهٖ	اِنَّهٗ	عَلِيْمٌ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
اور تم چھپاؤ	اپنی بات	یا بلند آواز سے کہو	اس کو	بیشک وہ	جاننے والا	سینوں (دلوں) کے بھید

اور تم اپنی بات چھپاؤ یا اس کو بلند آواز سے کہو وہ بے شک جاننے والا ہے دلوں کے بھید (را) لو

ع ١٤ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ⑭

اَلَا يَعْلَمُ	مَنْ خَلَقَ	وَهُوَ	اللَّطِيْفُ	الْخَبِيْرُ
کیا نہیں جانتا	جس نے پیدا کیا	اور وہ	باریک بین	بڑا باخبر

کیا جس نے پیدا کیا وہ نہیں جانتا؟ اور وہ باریک بین بڑا باخبر ہے۔

⑫ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ يَخَافُوْنَهٗ بِالْغَيْبِ فِىْ غَيْبَتِهِمْ عَنْ اَعْيُنِ النَّاسِ فَيُطِيْعُوْنَهٗ سِرًّا فَيَكُوْنُ عَلَانِيَةً اَوْلٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ اَىِ الْجَنَّةُ

⑫ بے شک جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں پوشیدہ پس فرماں برداری اور بندگی کرتے ہیں وہ اپنے رب کی لوگوں سے علیٰحدہ یعنی ظاہر میں بدرجہ اولیٰ بندگی کرتے ہیں تو ان کے لئے بخشش ہے اور بڑا ثواب یعنی جنت۔

⑬ وَاَسِرُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ تَعَالٰى عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ بِمَا فِيْهَا فَكَيْفَ بِمَا نَطَقْتُمْ بِهٖ وَسَبَبُ نُزُوْلِ ذٰلِكَ اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ لَا يَسْمَعْكُمْ اِلٰهُ مُحَمَّدٍ

⑬ اور تم اے لوگو پوشیدہ بات کہو یا ظاہر بے شبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے سینہ کی باتوں کو۔ پس تم جو باتیں زبان سے بولتے ہو ان کو بدرجہ اولیٰ جانتا ہے۔ اور اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ مشرکوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ آہستہ بات کرو محمدؐ کا خدا تمہاری بات نہ سن سکے گا۔

⑭ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ مَا تُسِرُّوْنَ اَىْ اَيَنْتَفِىْ عِلْمُهٗ بِذٰلِكَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ فِىْ عِلْمِهٖ الْخَبِيْرُ ○ فِيْهِ لَا

⑭ کیا جس نے پیدا کیا وہ آہستہ بات کو نہ سنے گا یعنی کیا اس تک اس کا علم نہ پہنچے گا حالانکہ وہ لطیف ہے اپنے علم میں خبردار ہے اس سے۔

تشریح

⑫ اسلامی اخلاق کی بنیاد غائبانہ اللہ سے ڈرنا | اسلامی اخلاق و کردار کی عمارت جس بنیاد پر تعمیر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سے ڈر کر برائی سے اجتناب کیا جائے۔ برائی سے اس لئے بچا جائے کہ اللہ ہر حال میں اسے دیکھ رہا ہے وہ اس

کی ہر حرکت سے باخبر ہے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور وہ اپنے رب کو ناراض کرنے والا کوئی کام کرنا نہیں چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ میں وہ کام کروں جس سے میرا پروردگار مجھ سے راضی اور خوش ہو اس لئے کہ اس کی رضا ہی میرا نصب العین اور میری زندگی کا مقصد ہے۔ یہ ہے وہ مستحکم اور پائیدار بنیاد جس پر اسلامی اخلاق اور عادت وکردار کی تعمیر ہوتی ہے۔

کسی برائی سے اس لئے بچنا کہ اس کی رائے میں وہ برائی ہے یا دُنیا اسے بُرا سمجھتی ہے یا اس کے کرنے میں کسی دنیاوی نقصان کا اندیشہ ہے۔ یا کسی دنیاوی طاقت کی گرفت کا خطرہ ہے یہ ایک ناپائیدار بنیاد ہے آدمی کی ذاتی رائے غلط بھی ہوسکتی ہے وہ ایک چیز کو اچھا یا ایک چیز کو بُرا سمجھ سکتا ہے۔ دنیا کے خیروشر بھی یکساں نہیں رہتے ان کے معیار بدلتے رہتے ہیں۔ دنیاوی نقصان کا اندیشہ کوئی مستقل بنیاد نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص برائی سے اس لئے بچتا ہے کہ اُسے دنیا میں کسی نقصان کا اندیشہ ہے تو اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو یہ برائی کرسکتا ہے۔ دنیاوی طاقت کی گرفت بھی انسان کو برائی سے نہیں بچا سکتی کوئی بھی دنیاوی طاقت حاضر وغائب کی جاننے والی نہیں ہے۔ بہت سے جرائم دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کی نگاہ سے بچ کر کئے جاسکتے ہیں۔ پھر کسی دنیاوی طاقت کے قوانین تمام برائیوں کا احاطہ نہیں کرسکتے۔

اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ اخلاق کی مضبوط بنیاد خوف خدا ہے۔ اس لئے جو لوگ اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں ان سے اگر کوئی بھول چوک ہوجائے تو ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے۔ بشری کمزوری کی وجہ سے کوئی قصور ہوگا اور انسان کو یہ احساس ہوگا کہ مجھ سے چُوک ہوئی ہے تو یقیناً پروردگار بھی اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کردے گا اور جو یہ کچھ کر نیکی کرے گا کہ میرے رب کو میرے ان کاموں کا پتہ ہے وہ اپنے اس خلوص کی بنا پر بڑا اجر پائے گا۔

(۱۳) اللہ انسان کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے اور اس سے پوری طرح باخبر ہے | تمام انسانوں کو یہ بات بتائی جارہی ہے کہ گو تم اللہ کو نہیں دیکھتے وہ تمہیں ان آنکھوں سے نظر نہیں آتا مگر وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں، چپکے سے بات کرو یا اونچی آواز سے اللہ کے لئے یکساں ہے، وہ سب کچھ جانتا ہے بلکہ دلوں میں جو خیالات گزرتے ہیں وہ ان سے بھی باخبر ہے، وہ تم سے غائب ہے مگر تم اس سے غائب نہیں ہو اس لئے خدا سے بے خوف ہو کر مت رہو تم اس کی گرفت سے چھوٹ نہیں سکتے۔ دنیا میں زندگی بسر کرتے ہوئے ہر وقت یہ احساس ذہن میں تازہ رہنا چاہیئے۔

(۱۴) جس نے پیدا کیا ہے کیا وہ تمہارے بارے میں نہ جانے گا | کیا وہ اپنی مخلوق کو جس کو اس نے پیدا کیا ہے اسی کو نہ جانے گا۔؟ تمہارے اعمال تمہارے اقوال ہر چیز کا خالق وہ ہے۔ جو جس چیز کو پیدا کرے ضروری ہے کہ اسے اس کا پورا پورا علم ہو ورنہ وہ اسے پیدا ہی نہیں کرسکتا۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس نے بنایا وہی نہ جانے جب کہ وہ نہایت باریک بیں، پوشیدہ حقائق کو جاننے والا اور باخبر ہے۔ مخلوق تو اپنے خالق سے بے خبر ہوسکتی ہے مگر خالق اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہوسکتا۔ جس نے انسان کی رگ رگ، ایک ایک نس اور دل و دماغ کا پورا نقشہ بنایا ہے کیا وہ انسان سے بے خبر ہوسکتا ہے۔؟

ایک مشین بنانے والا مشین ڈیزائن کرتا ہے اور اپنی مشین کے بارے میں اسے پورا پورا پتہ ہوتا ہے۔ تو ایک خالق جس نے از اول تا آخر نقشہ بنانے سے لے کر زندگی دینے تک سب کچھ خود کیا ہے کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی بنائی ہوئی چیز سے بے خبر ہو۔ انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (میں نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے) اللہ کے وہ ہاتھ اور وہ قدرت جس نے انسان کی تخلیق کی ہے انسان سے بے خبر نہیں ہے۔ اسے لمحے لمحے کی خبر ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا

هُوَ	الَّذِیْ جَعَلَ	لَكُمُ	الْاَرْضَ	ذَلُوْلًا	فَامْشُوْا	فِیْ مَنَاكِبِهَا
وہی	وہ جس نے کیا	تمہارے لئے	زمین	مسخر	تاکہ تم چلو	اس کے راستوں میں

وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو کیا مسخر تاکہ تم اس کے راستوں میں چلو

وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی

وَكُلُوْا	مِنْ رِّزْقِهٖ	وَاِلَیْهِ	النُّشُوْرُ	ءَاَمِنْتُمْ	مَّنْ	فِی
اور تم کھاؤ	اس کے رزق سے	اور اسی کی طرف	جی اٹھ کر جانا	کیا تم بے خوف ہو	جو	میں

اور اس کے رزق میں سے کھاؤ، اور اسی کی طرف جی اٹھ کر جانا ہے۔ کیا تم (اس سے) بے خوف ہو؟ جو

السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾

السَّمَآءِ	اَنْ یَّخْسِفَ	بِكُمُ	الْاَرْضَ	فَاِذَا	هِیَ	تَمُوْرُ
آسمان	کہ وہ دھنسا دے	تمہیں	زمین	تو ناگہاں	وہ	جنبش کرے

آسمان میں ہے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے، تو ناگہاں وہ جنبش کرنے لگے۔ کیا تم (اس سے)

اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ

اَمْ اَمِنْتُمْ	مَّنْ	فِی السَّمَآءِ	اَنْ	یُّرْسِلَ	عَلَیْكُمْ
کیا تم بے خوف ہو	جو	آسمان میں	کہ	وہ بھیجے	تم پر

بے خوف ہو؟ جو آسمانوں میں ہے کہ وہ تم پر پتھروں کی بارش

حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾

حَاصِبًا	فَسَتَعْلَمُوْنَ	كَیْفَ	نَذِیْرِ	
پتھروں کی بارش	سو تم جلد جان لوگے	کیسا	میرا ڈرانا	

بھیجے سو تم جلد جان لوگے میرا ڈرانا کیسا ہے؟

﴿۱۵﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا سَهْلَةً لِلْمَشْیِ فِیْهَا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا جَوَانِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ الْمَخْلُوْقِ لِاَجْلِكُمْ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ مِنَ الْقُبُوْرِ لِلْجَزَاءِ

﴿۱۶﴾ ءَاَمِنْتُمْ بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَتَسْهِیْلِ

﴿۱۵﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ الخ اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے نرم کیا چلنے کے لئے پس چلو تم اطراف زمین میں اور کھاؤ وہ روزی جو تمہارے لئے پیدا کی گئی اور اسی کی طرف قبروں سے اٹھ کر جاؤ گے حساب اور بدلہ کے لئے۔

﴿۱۶﴾ کیا تم مطمئن ہو اس ذات پاک سے جس کو قدرت اور غلبہ

الثَّانِيَةِ وَإِدْخَالِ أَلِفٍ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْأُخْرٰى وَتَرْكِهَا وَإِبْدَالِهَا أَلِفًا مَّنْ فِي السَّمَآءِ سُلْطَانُهُ وَقُدْرَتُهُ أَنْ يَّخْسِفَ بَدَلٌ مِنْ مَنْ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُوْرُ ○ تَتَحَرَّكُ بِكُمْ وَتَرْتَفِعُ فَوْقَكُمْ

آسمان میں ہے۔ اس امر سے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے پس یکا یک وہ زمین تمہارے ساتھ متحرک ہو اور تمہارے اوپر ہو جاوے تم اس کے اندر دھنس جاؤ۔

(۱۷) أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ أَنْ يُّرْسِلَ بَدَلٌ مِنْ مَنْ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا رِيْحًا تَرْمِيْكُمْ بِالْحَصْبَاءِ فَسَتَعْلَمُوْنَ عِنْدَ مُعَايَنَةِ الْعَذَابِ كَيْفَ نَذِيْرِ ○ إِنْذَارِيْ بِالْعَذَابِ أَيْ أَنَّهُ حَقٌّ

(۱۷) یا مامون ہو تم اس سے کہ اللہ مالک آسمانوں کا تم پر ایسی تند ہوا بھیجے کہ وہ تم پر پتھر اور کنکریاں برساوے۔ سو جس وقت تم عذاب کو دیکھو گے اس وقت جان لوگے کہ کیونکر تھا ڈرانا میرا عذاب سے یعنی وہ سچ تھا۔

تشریح

(۱۵) اسی نے تمہارے لئے زمین بنائی اس کو رہنے کے قابل بنایا اور اس میں رزق کے خزانے جمع کر دیئے | یہ زمین جس پر تم چلتے پھرتے ہو، جس کو روندتے رہتے ہو، جس پر کھیتی کرتے ہو، مکان بناتے ہو، جس کو پروردگار نے تمہارے تابع کر دیا ہے یہ آپ سے آپ نہیں بن گئی۔ اُس نے اس زمین کو تمہارے لئے گہوارہ بنا دیا ہے، تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ اس نے اپنی حکمت اور قدرت سے اس کرّہ کو ایسا بنا دیا ہے کہ یہاں تمہارے لئے زندگی ممکن ہوئی۔

یہ رزق جو تم حاصل کر رہے ہو یہ خود بخود پیدا نہیں ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو تمہارے لئے خوانِ نعمت بنا دیا، اس میں تمہارے لئے رزق کے خزانے جمع کر دیئے اس پر تم چلو پھرو، روزی کماؤ مگر اتنا یاد رکھو کہ جس نے روزی دی آخر اسی کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے اور تمہیں ایک دن اس کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔

(۱۶) تم زمین پر ہو مگر حکومت اس پر آسمان والے کی ہے | بے شک زمین تمہارے لئے مسخر کر دی گئی ہے، تم اس پر چلتے پھرتے ہو اس کو استعمال کرتے ہو مگر حکومت اس پر آسمان والے کی ہے۔ زمین اس کے حکم سے اور اس کی سلطنت سے باہر نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے تمہیں زمین میں دھنسا دے، زمین لرزنے اور کانپنے لگے اور تم اس کے اندر اترتے چلے جاؤ اس لئے یہ مناسب نہیں کہ تم نڈر ہو کر شرارتیں کرنے لگو

آسمان والا اللہ تعالیٰ کے لئے فرمایا کیوں کہ انسان طبعی طور پر جب اللہ کا تصور کرتا ہے تو اس کا ذہن نیچے زمین کی طرف نہیں بلکہ اوپر آسمان کی طرف جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ آسمانوں میں رہتا ہے۔ آسمانوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے، ان کے لئے کوئی مقام اور کوئی حد نہیں ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا۔ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (آیت ۱۱۵) (تم جدھر بھی رخ کرو اسی طرف اللہ کا رخ ہے۔)

(۱۷) یہی زمین تمہارے لئے قبر کا گڑھا بھی بن سکتی ہے | یہ زمین جس پر تم چل پھر رہے ہو، روزی کماتے ہو، یہاں مزے سے دندنا رہے ہو یہاں تمہاری سلامتی اللہ کے فضل پر منحصر ہے وہی تمہاری حفاظت اور نگہبانی کر رہا ہے۔ اس کے ایک اشارے پر ایسا زلزلہ آسکتا ہے کہ یہی زمین تمہارے لئے قبر کا گڑھا بن جائے۔ پتھراؤ کرنے والی ہوا کا ایسا طوفان آسکتا ہے جو تمہاری بستیوں کو تاراج کر کے رکھ دے۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس عذاب سے ڈرایا جاتا تھا وہ کیسا تباہ کن اور ہولناک ہے۔

غرض یہ کہ تمہارا بحفاظت اس زمین پر رہنا، چلنا پھرنا اور زندگی سے لطف اندوز ہونا محض اللہ کے فضل و کرم سے ہے۔ اس لئے کبھی اس سے غافل ہو کر زندگی مت گزارو۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ⑱ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ

وَلَقَدْ كَذَّبَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَكَيْفَ	كَانَ	نَكِيْرِ	اَوَلَمْ يَرَوْا	اِلَى الطَّيْرِ
اور بالتحقیق جھٹلایا	وہ لوگ جو	ان سے قبل	تو کیسا	ہوا	میرا عذاب	کیا نہیں دیکھا انھوں نے	پرندوں کو

اور بالتحقیق ان لوگوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے تو (یاد کرو) کیسا ہوا میرا عذاب۔ کیا انھوں نے اپنے اوپر

فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۘؔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ

فَوْقَهُمْ	صٰٓفّٰتٍ	وَّيَقْبِضْنَ	مَا يُمْسِكُهُنَّ	اِلَّا	الرَّحْمٰنُ	اِنَّهٗ	بِكُلِّ
اپنے اوپر	پر پھیلاتے	اور سکیڑتے	نہیں تھام سکتا انھیں	سوا	رحمن (اللہ)	بیشک وہ	ہر

پرندوں کو پر پھیلاتے اور سکیڑتے نہیں دیکھا، انھیں (کوئی) نہیں تھام سکتا اللہ کے سوا، بیشک وہ ہر شے

شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ⑲ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ

شَيْءٍۢ	بَصِيْرٌ	اَمَّنْ هٰذَا	الَّذِيْ	هُوَ	جُنْدٌ	لَّكُمْ	يَنْصُرُكُمْ
شی (کو)	دیکھنے والا	بھلا کون ہے وہ	جو	وہ	لشکر	تمہارا	وہ مدد کرے تمہاری

کو دیکھنے والا ہے بھلا تمہارا وہ کون سا لشکر ہے جو تمہاری مدد کرے اللہ

مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ⑳

مِّنْ	دُوْنِ ، الرَّحْمٰنِ	اِنِ	الْكٰفِرُوْنَ	اِلَّا	فِيْ	غُرُوْرٍ
سے	اللہ کے سوا	نہیں	کافر (جمع)	مگر	میں	دھوکے میں

کے سوا، کافر نہیں مگر دھوکے میں (محض دھوکے میں ہیں)

⑱ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ مِنَ الْاُمَمِ فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيْرِ ۝ اِنْكَارِيْ عَلَيْهِمْ بِالتَّكْذِيْبِ
عِنْدَ اِهْلَاكِهِمْ اَيْ اَنَّهٗ حَقٌّ

⑱ ان سے پہلی امتوں نے بھی جھٹلایا۔ سو کیونکر تھا انکار میرا ان پر بسبب ان کی تکذیب کے بوقت ان کی ہلاکی کے یعنی وہ ٹھیک اور باموقع تھا۔

⑲ اَوَلَمْ يَرَوْا يَنْظُرُوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ
فِي الْهَوَاءِ صٰٓفّٰتٍ بَاسِطَاتٍ اَجْنِحَتَهُنَّ
وَيَقْبِضْنَ اَجْنِحَتَهُنَّ بَعْدَ الْبَسْطِ اَيْ
وَقَابِضَاتٍ مَا يُمْسِكُهُنَّ عَنِ الْوُقُوْعِ
فِيْ حَالِ الْبَسْطِ وَالْقَبْضِ اِلَّا الرَّحْمٰنُ
بِقُدْرَتِهٖ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝

⑲ کیا وہ پرندوں کو نہیں دیکھتے جو ان کے اوپر جو میں اپنے بازو پھیلائے ہوئے اڑتے ہیں۔
اور پھیلانے کے بعد بند کرتے ہیں ان کو اس حالت بسط اور قبض میں زمین پر گرنے سے نہیں روکتا مگر رحمن اپنی قدرت سے۔ بے شبہ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

الْمَعْنٰی لَمْ یَسْتَدِلُّوْا بِثُبُوْتِ الطَّیْرِ فِی الْهَوَاءِ عَلٰی قُدْرَتِنَا اِنْ نَفْعَلَ بِهِمْ مَا تَقَدَّمَ وَغَیْرَهٗ مِنَ الْعَذَابِ

حاصل معنی یہ ہیں کہ کیا وہ لوگ پرندوں کے ہوا میں ٹھہرنے اور اُڑنے سے اس بات پر دلیل نہیں پکڑتے کہ ہم کو قدرت ہے کہ ان کے ساتھ جو بیان ہوا وہ کریں یعنی عذاب وغیرہ۔

(۲۰) اَمَّنْ مُبْتَدَأٌ هٰذَا خَبَرُهٗ الَّذِیْ بَدَلٌ مِنْ هٰذَا هُوَ جُنْدٌ اَعْوَانٌ لَّكُمْ صِلَةُ الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ صِفَةُ جُنْدٍ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۚ اَیْ غَیْرُهٗ یَدْفَعُ عَنْكُمْ عَذَابَهٗ اَیْ لَا نَاصِرَ لَكُمْ اِنْ مَا الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ○ غَرَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِاَنَّ الْعَذَابَ لَا یَنْزِلُ بِهِمْ

(۲۰) یا کون ہے یہ جو تمہارا معاون ہے کہ رحمٰن کے سوا وہ تمہاری مدد کرے۔ اور تم سے عذاب کو دور کرے یعنی کوئی تمہارا مددگار نہیں۔

کافر صرف دھوکے میں ہیں کہ شیطان نے ان کو دھوکہ دے رکھا ہے کہ ان پر عذاب نہ آوے گا۔

تشریح

(۱۸) گذری ہوئی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو | تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں جنھوں نے اللہ کے نبیوں کو جھٹلایا، ان کی سچائی پر یقین نہیں کیا جیسے عاد اور ثمود اور دوسری قومیں ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو، جب انھوں نے نبیوں کی بات نہ مانی تو دیکھو میری گرفت ان پر کیسی سخت تھی وہ میری پکڑ سے بچ نہ سکیں۔

(۱۹) پرندوں کی ہوا میں پرواز کس کی قدرت سے ہے | آسمان و زمین کا ذکر ہو رہا تھا اس نے آسمان بنائے اس میں چاند سورج اور ستارے سجائے —— زمین کا تذکرہ ہو رہا تھا، کس طرح اس کو انسان کے لئے گہوارہ آرام سے رہنے کی جگہ اور رزق کا سامان بنا دیا ہے۔

زمین و آسمان کے بیچ میں فضا کے اندر اڑتے ہوئے یہ پرندے، ذرا ان پر نظر ڈالو، ہر پرندے کو وہ بناوٹ عطا کی جس سے وہ اڑنے کے قابل ہوا کبھی پر کھول کر اڑ رہا ہے، کبھی بازو سمیٹے ہوئے ہے۔ اس نے ہر پرندے کو اُڑنے کا طریقہ سکھایا، زمین کی قوت کشش ان کو کھینچ کر نیچے نہیں گرا رہی ہے، اس نے ہوا کو ان قوانین کا پابند بنایا جن کی بدولت ہوا سے زیادہ بھاری جسم رکھنے والی چیزوں کا اس میں اڑنا ممکن ہوا۔ اور اللہ ہی ہر اُڑنے والے کو فضا میں تھامے ہوئے ہے۔ جو پرندہ یا جو جہاز ہوا میں اُڑ رہا ہے، خدائے رحمان کی حفاظت میں اُڑ رہا ہے۔ ورنہ جس وقت بھی اللہ اپنی حفاظت اس سے اُٹھالے وہ زمین پر آ پڑے۔ رحمٰن نے اپنی رحمت اور حکمت سے ان میں قوت پرواز رکھ دی۔ پرندے ہی نہیں ہر چیز اللہ کی نگہبانی کی بدولت موجود ہے۔ وہی ہر چیز کی نگہبانی کر رہا ہے وہی اس بات کی نگرانی کر رہا ہے کہ اس کی پیدا کی ہوئی ہر مخلوق کو اس کی ضرورتیں بہم پہنچتی رہیں۔

(۲۰) رحمٰن کے سوا ہے کوئی تمہیں بچانے والا؟ | بتاؤ آخر وہ کون سا لشکر تمہارے پاس ہے جو رحمٰن کے مقابلے میں تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ تمہاری دست گیری کرنے والا کوئی لشکر رحمٰن کے سوا ہے۔ اللہ ہی تمہیں بچا سکتا ہے اور کوئی نہیں بچا سکتا۔ حق کا انکار کرنے والے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے باطل معبود ان کے یہ دیوی دیوتا اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ رحمٰن سے الگ ہو کر کوئی ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ یہ سراسر دھوکا اور خود فریبی ہے اس دھوکے سے جتنی جلدی باہر آجائیں اتنا ہی بہتر ہے کس میں طاقت ہے کہ خدائے رحمٰن کے مقابلے میں مدد کو آسکے۔

أَمَّنْ هٰذَا الَّذِىْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِىْ عُتُوٍّ

أَمَّنْ هٰذَا	الَّذِىْ - يَرْزُقُكُمْ	اِنْ اَمْسَكَ	رِزْقَهٗ	بَلْ لَّجُّوْا	فِىْ عُتُوٍّ
بھلا کون ہے	وہ جو رزق دے تمہیں	اگر وہ روک لے	اپنا رزق	بلکہ جے (ڈھیٹ) ہوئے	سرکشی میں

بھلا کون ہے وہ جو تمہیں رزق دے ؟ اگر وہ اپنا رزق روک لے۔ بلکہ وہ سرکشی اور

وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِىْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِىْ سَوِيًّا

وَّنُفُوْرٍ	اَفَمَنْ	يَّمْشِىْ	مُكِبًّا	عَلٰى وَجْهِهٖٓ	اَهْدٰٓى	اَمَّنْ يَّمْشِىْ	سَوِيًّا
اور بھاگنے میں	پس کیا جو	وہ چلتا ہے	گرتا ہوا	اپنے منہ کے بل	زیادہ ہدایت یافتہ	یا وہ جو چلتا ہے	برابر (سیدھا)

بھاگنے میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں۔ پس جو شخص منہ کے بل گرتا ہوا (اوندھا) چلتا ہے زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ جو سیدھے

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ

عَلٰى	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيْمٍ	قُلْ	هُوَ	الَّذِىْٓ - اَنْشَاَكُمْ	وَجَعَلَ	لَكُمُ
پر	راستہ	سیدھا	فرما دیں	وہی	وہ جس نے پیدا کیا تمہیں	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے

راستہ پر سیدھا چلتا ہے ؟ آپ فرمادیں وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور اس نے بنائے تمہارے لئے

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

السَّمْعَ	وَالْاَبْصَارَ	وَالْاَفْـِٕدَةَ	قَلِيْلًا	مَّا تَشْكُرُوْنَ
کان	اور آنکھیں	اور دل (جمع)	بہت کم	جو تم شکر کرتے ہو

کان اور آنکھیں اور دل ، تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

﴿۲۱﴾ اَمْ مَّنْ هٰذَا الَّذِىْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ الرَّحْمٰنُ رِزْقَهٗ اَىِ الْمَطَرَ عَنْكُمْ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ دَلَّ عَلَيْهِ مَاقَبْلَهٗ اَىْ فَمَنْ يَرْزُقُكُمْ اَىْ لَا رَازِقَ لَكُمْ غَيْرُهٗ بَلْ لَّجُّوْا تَمَادَوْا فِىْ عُتُوٍّ تَكَبُّرٍ وَّنُفُوْرٍ ○ تَبَاعُدٍ عَنِ الْحَقِّ

﴿۲۱﴾ یا کون ہے وہ جو تم کو روزی دے۔ اگر رحمٰن تم سے اپنا رزق روک لے (یعنی بارش)۔ یعنی اس کے سوا کوئی تمہارے لئے روزی دینے والا نہیں۔

بلکہ کفار بڑی سرکشی میں اور حق سے دور ہیں۔

﴿۲۲﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِىْ مُكِبًّا وَاقِعًا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمْ مَّنْ يَّمْشِىْ سَوِيًّا مُعْتَدِلًا عَلٰى صِرَاطٍ طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَخَبَرُ

﴿۲۲﴾ سو کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل چلتا ہے الٹا زیادہ ہدایت پر ہے یا وہ شخص جو سیدھی راہ پر برابر چلتا ہے۔

مِنَ الثَّانِيَةِ مَحْذُوفٌ دَلَّ عَلَيْهِ خَبَرُ الْأُوْلَى أَيْ أَهْدَى وَالْمَثَلُ فِي الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ أَيْ أَيُّهُمَا عَلَى هُدًى

اور یہ مثال مومن اور کافر کے بارے میں ہے کہ ان میں سے کونسا ہدایت پر ہے۔

(۲۳) قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ط الْقُلُوْبَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ مَا مَزِيْدَةٌ وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ مُخْبِرَةٌ بِقِلَّةِ شُكْرِهِمْ جِدًّا عَلَى هٰذِهِ النِّعَمِ

(۲۳) جس نے تم کو بنایا اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے۔ تم ان نعمتوں پر بہت ہی کم شکر کرتے ہو

تشریح

(۲۱) اگر اللہ تمہارا رزق روک لے تو کیا کوئی رزق دے سکتا ہے؟ اگر اللہ روزی کے سامان بند کردے اور اپنا رزق روک لے تو بتاؤ کس کی طاقت ہے جو تم پر روزی کا دروازہ کھول سکے۔ دل میں یہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ اللہ سے ہو کر نہ کوئی نقصان کو روک سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے مگر یہ محض سرکشی اور شرارت ہے جو حق سے گریز پر اڑے ہوئے ہیں۔ اور اس سچائی کو مان کر نہیں دے رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ نفع نقصان صرف اللہ کے قبضے میں ہے۔

(۲۲) ناہموار راستے پر اوندھے منہ چلنے والا اور سیدھے راستے پر سامنے دیکھ کر چلنے والا کیا دونوں برابر ہیں ؟ ایک شخص ایسے راستے پر جا رہا ہے جو اوبڑ کھوبڑ ناہموار راستہ ہے اور اوندھے منہ سامنے دیکھنے کے بجائے چل رہا ہے وہ کسی وقت بھی ٹھوکر کھا کر گر سکتا ہے۔

دوسرا شخص وہ ہے جو بالکل ہموار اور سیدھے راستے پر سامنے دیکھتا ہوا مسافت طے کر رہا ہے بتاؤ ان دونوں میں سے کس کی منزلِ مقصود پر پہنچنے کی امید ہے؟ ہر شخص یہی کہے گا کہ جو آدمی سیدھے اور ہموار راستے پر سامنے دیکھتا ہوا چل رہا ہے اسی کی منزل پر پہنچنے کی امید ہے۔

پس یہی فرق ہے ایک اس شخص میں جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ نے اس کو سیدھے راستے کی ہدایت دے دی ہو اور وہ آرام کے ساتھ اس راستے پر چلا جا رہا ہو۔ اور ایک وہ جسے ایمان کی دولت نصیب نہیں ہوئی۔ ٹیڑھے میڑھے راستے پر ہے منہ نیچے کئے جانور کی طرح اس ڈگر پر چلا جا رہا ہے جس ڈگر پر اُسے کسی نے ڈال دیا ہے یہ وہ ہے جسے توحید کی دولت نہیں ملی، سیدھا راستہ نہیں ملا۔

(۲۳) اللہ نے تمہیں غلط اور صحیح کی تمیز دی ہے اللہ نے تمہیں جانور نہیں بنایا اللہ نے تمہیں انسان بنایا ہے غلط اور صحیح کی تمیز دی ہے تمہیں سننے کے لئے کان، دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سمجھنے کے لئے دل دیئے ہیں کہ ان طاقتوں کو ٹھیک مصرف میں لگاؤ اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں اپنے دل و دماغ کو خرچ کرو۔ جو نشانیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں ان پر غور کرکے پروردگار کی معرفت حاصل کرو۔ اس کی دی ہوئی طاقت کو تم نے کیوں استعمال نہیں کیا۔ اللہ نے علم و عمل کی یہ نعمتیں حق شناسی کے لئے دی ہیں، شکر گزاری کے لئے دی ہیں ان کو کام میں لاؤ۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾

قُلْ	هُوَ	الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ	فِي الْاَرْضِ	وَاِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ
فرمادیں	وہی	وہ جس نے پھیلایا تمہیں	زمین میں	اور اسی کی طرف	تم اٹھائے جاؤ گے

آپ فرمادیں وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾

وَيَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هٰذَا	الْوَعْدُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
اور وہ کہتے ہیں	کب	یہ	وعدہ	اگر	تم ہو	سچے

اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب (پورا ہوگا؟) اگر تم سچے ہو

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٦﴾

قُلْ	اِنَّمَا	الْعِلْمُ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَاِنَّمَآ	اَنَا	نَذِيْرٌ	مُّبِيْنٌ
فرمادیں	اس کے سوا نہیں	علم	اللہ کے پاس	اور اس کے سوا نہیں	میں	ڈرانے والا	صاف صاف

آپ فرمادیں اس کے سوا نہیں کہ علم اللہ کے پاس ہے اور اس کے سوا نہیں کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓئَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

فَلَمَّا	رَاَوْهُ	زُلْفَةً	سِيْٓئَتْ + وُجُوْهُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
پھر جب	وہ اسے دیکھیں گے	نزدیک آتا	برے (سیاہ) ہوجائیں گے چہرے	ان لوگوں کے جو	انھوں نے کفر کیا

پھر جب وہ اسے نزدیک آتا دیکھیں گے تو ان لوگوں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے جنھوں نے کفر کیا

وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾

وَقِيْلَ	هٰذَا	الَّذِيْ	كُنْتُمْ	بِهٖ	تَدَّعُوْنَ
اور کہا جائے گا	یہ	وہ جو	تم تھے	اس کو	تم مانگتے

اور کہا جائے گا یہ ہے وہ جو تم مانگتے تھے۔

(٢٤) قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ خَلَقَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ لِلْحِسَابِ

(٢٥) وَيَقُوْلُوْنَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَتٰى هٰذَا

(۲۴) کہہ دے اللہ وہ ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلایا اور پیدا کیا اور اسی کی طرف حساب کے لیے تم اٹھائے جاؤ گے۔

(۲۵) اور کفار کہتے ہیں ایمان والوں سے، کب ہے وعدہ حشر کا

الْوَعْدُ وَعْدُ الْحَشْرِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ○ فِيْهِ

اگر تم اس میں سچے ہو۔

(۲۶) قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ بِمَجِيْئِهٖ عِنْدَ
اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○
بَيِّنُ الْاِنْذَارِ

(۲۶) کہہ دے کہ خبر اس کے آنے کی اللہ کو ہے اور میں صرف
ظاہر ڈرانے والا ہوں

(۲۷) فَلَمَّا رَاَوْهُ اَيِ الْعَذَابَ بَعْدَ
الْحَشْرِ زُلْفَةً قَرِيْبًا سِيْئَتْ
اسْوَدَّتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَقِيْلَ اَيْ قَالَ الْخَزَنَةُ
لَهُمْ هٰذَا اَيِ الْعَذَابُ الَّذِيْ
كُنْتُمْ بِهٖ بِاِنْذَارِهٖ تَدَّعُوْنَ ○
اَنَّكُمْ لَا تُبْعَثُوْنَ وَهٰذِهٖ
حِكَايَةُ حَالٍ تَاْتِيْ عُبِّرَ عَنْهَا
بِطَرِيْقِ الْمُضِيِّ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهَا

(۲۷) سو جب وقت حشر کے بعد وہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے
قریب۔ سیاہ ہو جاویں گے چہرے ان لوگوں کے
جو کافر ہوئے۔
اور دوزخ کے داروغہ ان سے کہیں گے یہ وہ عذاب
ہے جس کے ڈرانے پر تم یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم
اٹھائے نہ جاویں گے۔

تشریح

(۲۴) اسی نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور وہی تمہیں جمع کرے گا | ابتدا بھی اُسی سے ہوئی انتہا بھی اسی پر ہو گی جہاں سے آئے تھے وہیں جانا ہے اسی نے تمہیں پیدا کر کے زمین میں پھیلایا ہے اور وہی تمہیں ایک جگہ جمع کرے گا۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔

(۲۵) پوچھتے ہیں قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا | جو لوگ قیامت کے آنے کو ناممکن سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں وہ بار بار یہ سوال کرتے تھے کہ بتاؤ اگر تم سچے ہو تو تمہارا یہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا؟ یعنی بس تم کہتے رہتے ہو، قیامت آتی تو ہے نہیں۔ وہ دراصل اس کے آنے پر یقین نہیں کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ بات کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا، اس کا حساب کتاب ہوگا، یہ یقینی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اس طرح کے سوالات کرتے تھے۔

(۲۶) قیامت کا صحیح وقت اللہ کو معلوم ہے | اے پیغمبر ان سے کہو کہ قیامت کا صحیح وقت صرف اللہ کو معلوم ہے میرا کام تو خبردار کرنا ہے میں یہ بتا سکتا ہوں کہ قیامت ضرور آئے گی۔ مگر کب آئے گی اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ میں اس کا وقت متعین کر کے نہیں بتا سکتا۔ میرا کام یہ ہے کہ میں اس بات سے آگاہ کروں کہ ایک دن یہ دنیا ختم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ انسانوں کو دوبارہ زندہ کریں گے اور حساب کتاب کے لئے اللہ کے سامنے پیشی ہو گی۔

(۲۷) جب قیامت سامنے آئے گی تو حال یہ ہو گا کہ چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں گی | آج تو قیامت قیامت پکار رہے ہیں، بار بار پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی اور دل سے اس کے آنے پر یقین نہیں رکھتے مگر جب قیامت آئے گی بڑے بڑے سرکشوں کی حالت خراب ہو گی۔ منہ پر ہوائیاں اڑتی ہوں گی اور ان لوگوں کا ایسا حال ہوگا جیسے اس مجرم کا جس کو پھانسی کے تختے کی طرف لے جایا جا رہا ہو۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہی تو ہے وہ چیز جس کا تم تقاضا کر رہے تھے

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَنْ مَّعِيَ أَوْ رَحِمَنَا

قُلْ	أَرَءَيْتُمْ	إِنْ	أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ	وَمَنْ	مَّعِيَ	أَوْ رَحِمَنَا
آپ فرمادیں	کیا تم نے دیکھا (بھلا دیکھو)	اگر	مجھے ہلاک کردے اللہ	اور جو	میرے ساتھ	یا وہ رحم فرمائے ہم پر

آپ فرمادیں بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہلاک کردے مجھے اور انھیں جو میرے ساتھ ہیں یا ہم پر رحم فرمائے

فَمَنْ يُجِيرُ الْكٰفِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۸﴾

فَمَنْ	يُجِيرُ	الْكٰفِرِينَ	مِنْ	عَذَابٍ	أَلِيمٍ
تو کون	پناہ دے گا	کافروں	سے	عذاب	دردناک

تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا — ؟

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُونَ

قُلْ	هُوَ الرَّحْمٰنُ	اٰمَنَّا	بِهٖ	وَعَلَيْهِ	تَوَكَّلْنَا	فَسَتَعْلَمُونَ
فرمادیں	وہی رحمٰن	ہم ایمان لائے	اس پر	اور اسی پر	ہم نے بھروسہ کیا	سو تم جلدی جان لوگے

آپ فرمادیں وہی رحمٰن ہے ہم ایمان لائے اس پر اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا سو تم جلدی جان لوگے

مَنْ هُوَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ

مَنْ + هُوَ	فِي	ضَلٰلٍ مُّبِينٍ	قُلْ	أَرَءَيْتُمْ	إِنْ أَصْبَحَ
کون وہ	میں	کھلی گمراہی	فرمادیں	کیا تم نے دیکھا (بھلا دیکھو)	اگر ہو جائے

کون کھلی گمراہی میں ہے۔؟ آپ فرمادیں بھلا دیکھو تو اگر ہو جائے

مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّأْتِيكُمْ بِمَآءٍ مَّعِينٍ ﴿۳۰﴾

مَآؤُكُمْ	غَوْرًا	فَمَنْ	يَّأْتِيكُمْ	بِمَآءٍ	مَّعِينٍ
تمہارا پانی	نیچے اترا ہوا	تو کون؟	لے آئے گا تمہارے پاس	پانی	رواں

تمہارا پانی نیچے کو اُترا ہوا (خشک) تو کون ہے جو تمہارے پاس (سوت) کا رواں پانی لے آئے گا۔

﴿۲۸﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بِعَذَابِهٖ كَمَا تَقْصُدُونَ أَوْ رَحِمَنَا فَلَمْ يُعَذِّبْنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكٰفِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ○ أَيْ لَا

﴿۲۸﴾ کہہ دے تم مجھ کو بتلاؤ اگر اللہ مجھ کو اور میرے ساتھیوں ایمان والوں کو اپنے عذاب سے ہلاک کرے جیسا کہ تمہارا ارادہ ہے۔ یا وہ ہم پر رحم فرماوے کہ عذاب نہ کرے پس کون ہے وہ جو کافروں کو عذاب سخت سے بچاوے یعنی کوئی ان کو عذاب سے بچانے

مُجِيۡرٍ لَّهُمْ مِنْهُ

والا نہیں۔

(۲۹) قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ عِنْدَ مُعَايَنَةِ الْعَذَابِ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ بَيْنٍ اَنَحْنُ اَمْ اَنْتُمْ اَمْ هُمْ

(۲۹) کہہ دے کہ وہ رحمٰن ہے ہم اسی پر ایمان لائے اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا۔ پس نزدیک ہے کہ تم جان لوگے جب کہ عذاب کو دیکھو گے کہ کون گمراہی ظاہر میں ہے ہم یا تم یا وہ۔

(۳۰) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا غَائِرًا فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ○ جَارٍ تَنَالُهُ الْاَيْدِيْ وَالدِّلَاءُ كَمَائِكُمْ اَيْ لَا يَاْتِيْ بِهٖ اِلَّا اللّٰهُ فَكَيْفَ تُنْكِرُوْنَ اَنْ يَّبْعَثَكُمْ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَارِئُ عَقِيْبَ مَعِيْنٍ اَللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ وَتُلِيَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِنْدَ بَعْضِ الْمُتَجَبِّرِيْنَ فَقَالَ تَاْتِيْ بِهِ الْفُؤُوْسُ وَالْمَعَاوِلُ فَذَهَبَ مَاءُ عَيْنِهٖ وَعَمِيَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجُرْاَةِ عَلَى اللّٰهِ وَعَلٰى اٰيَاتِهٖ

(۳۰) کہہ دے کہ خبر دو تم اگر تمہارا پانی زمین میں اُتر جاوے تو کون تم کو جاری پانی دے جو ہاتھوں اور ڈولوں سے حاصل ہو سکے۔ جیسا کہ تمہارا پانی اب حاصل ہوتا ہے یعنی نہیں لا سکتا ان کو مگر اللہ پس کس طرح تم انکار کرتے ہو اٹھنے کا۔ اور مستحب ہے کہ جب پڑھنے والا مَّعِیْنٍ کو پڑھے تو یہ کہے:۔ "اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ اور قصہ میں ہے کہ — یہ آیت کسی متکبر کے سامنے پڑھی گئی پس اس نے کہا کہ وہ پانی کھاڑوں اور پھاوڑوں سے نکل آوے گا۔ پس جاتا رہا پانی اس کی آنکھ کا اور وہ اندھا ہو گیا۔

پناہ مانگتے ہیں ہم ساتھ اللہ کے دلیری کرنے سے اوپر اللہ کے اور اس کی آیتوں کے۔

تشریح

(۲۸) ہمارا اندیشہ چھوڑو اپنی فکر کرو | ایک بات تو طے شدہ ہے کہ جو حق کا انکار کرتا ہے، صداقت سے منہ پھیرتا ہے وہ منکر حق اور ناشکرا ہے اس کو اللہ کے دردناک عذاب سے کون بچا سکتا ہے —— رہا ہمارا معاملہ خواہ پروردگار ہمیں ہلاک کردے یا ہم پر رحم کردے اور اپنی رحمت سے مجھے اور میرے ساتھیوں کو کامیاب اور بامراد کردے۔ دونوں ہی صورتوں میں یہ بتاؤ کہ بھلا کیا فائدہ ہے۔ تم ہماری فکر چھوڑ کر اپنے بارے میں سوچو، تم اللہ کے عذاب سے بچنے کی فکر کرو، ہم مر جائیں یا منزل مراد کو پہنچ جائیں اس سے تمہارے انجام پر تو کوئی فرق پڑتا نہیں۔ اگر تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے، اس کی نافرمانی کا طریقہ نہیں چھوڑتے تو بتاؤ اس کے عذاب سے تمہیں کون بچائے گا — تم ہماری فکر چھوڑ کر اپنی فکر کرو۔ ہمارے اندیشے میں دُبلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ ہم تو بہر حال اپنے رب پر ایمان لائے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن مرنا ہے اور اس کے

حضور میں حاضر ہونا ہے۔ اب تمہارے جادو ٹوٹکوں سے مریں یا تمہاری بد دعاؤں سے ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۲۹) **ہم خدائے رحمٰن پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے** ہمارا ایمان خدائے رحمان پر ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارا رب ضرور ہم پر رحم فرمائے گا۔ ارشاد ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ۔ جب ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے تو ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے تمہارا ایمان جن پر ہے تم ان کے سہارے پر ہو، اور وہ سہارا بڑا کمزور ہے۔ جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کون کھلی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ جب نتیجہ تمہارے سامنے آئے گا تو تم خود دیکھ لوگے کہ تمہارا عقیدہ کتنا کمزور ہے۔

(۳۰) **اللہ کی قدرت کی صرف ایک مثال** اللہ کی قدرت کی صرف ایک مثال سامنے رکھ کر اندازہ کر لو کہ ہم جس رب پر ایمان لائے ہیں وہ رب قدیر ہے۔ ہر چیز اس کے قبضے میں ہے۔ زندگی اور موت سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے۔

اس کی بے پناہ قدرت میں سے صرف ایک مثال لے لو۔ یہ پانی جو تم شب و روز استعمال کرتے ہو اور اس پر زندگی کا مدار ہے۔ اگر یہ پانی اتنی گہرائی میں چلا جائے کہ وہاں سے باہر نہ آسکے چشموں اور کنوؤں کا پانی سوکھ کر زمین کے اندر چلا جائے تو بتاؤ اللہ کے سوا کسی میں طاقت ہے کہ پانی کے ان سوتوں کو دوبارہ جاری کر دے اور یہ صاف و شفاف پانی پھر تم حاصل کر سکو۔

بتاؤ وہ معبود جن کے آگے تم سر جھکاتے ہو، جن سے اپنی حاجتیں مانگتے ہو، کیا ان میں ان چشموں کے جاری کرنے کی قوت ہے۔ اپنے ضمیر سے پوچھو، اپنے دل میں جھانکو اور جواب دو۔

۶۸

القلم

ترتیب تلاوت	۶۸	ترتیب نزول	۲
مکّی / مدنی	مکّی	تعداد رکوعات	۲
تعداد آیات	۵۲	تعداد الفاظ	۳۰۶
تعداد حروف	۱۲۹۵		

○ اس سورت کا نام "ن" بھی ہے اور "القلم" بھی اور یہ دونوں ہی الفاظ پہلی آیت میں موجود ہیں قرآن مجید کی دوسری سورتوں کی طرح یہ نام بھی علامت کے طور پر ہیں۔ یعنی وہ سورت جس میں لفظ "ن" اور لفظ "القلم" آیا ہے

○ سورۃ کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ کے ان ابتدائی دنوں میں نازل ہوئی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کافی شدت کے ساتھ شروع ہو چکی تھی۔

○ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو دین کی دعوت دی اور فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ واضح رہے کہ رسول اپنا کام دعوے سے شروع کرتا ہے۔ وہ سب سے پہلے کھڑے ہو کر دو ٹوک انداز میں اعلان کرتا ہے کہ مجھے اللہ نے اپنا رسول بنایا ہے۔ اپنی اس بات پر اسے بھی کامل یقین ہوتا ہے اور وہ دوسروں کے سامنے پورے اعتماد کے ساتھ اپنے

اس دعوے کا اعلان کرتا ہے۔ پھر چاہے کوئی اس دعوے کا مذاق اڑائے، مانے یا نہ مانے مگر وہ اپنا دعویٰ پیش بھی کرتا ہے اور ثابت بھی کرتا ہے۔

جب اللہ کے رسول حضرت محمدؐ نے دین کی دعوت دی اور فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں بتاؤں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو لوگوں نے آپ پر دیوانگی کا الزام لگایا۔

○ اللہ تعالیٰ نے اس الزام کے جواب میں فرمایا کہ :۔ اے پیغمبرؐ آپ اخلاق کے جس اونچے مرتبے پر ہیں وہی اس الزام کی تردید کے لئے کافی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے چالیس سال اسی شہر میں گذار چکے تھے اس شہر کے در و دیوار آپؐ کی صداقت و امانت کے گواہ تھے۔ آپؐ کے پاکیزہ اخلاق سب کے سامنے تھے۔ مخالفین کی زندگی بھی چھپی ہوئی نہیں تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ پوری طرح جمے رہیں لوگ خود دیکھیں گے کہ دیوانہ کون ہے اور فرزانہ کون۔

○ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آیت ۱۷ سے آیت نمبر ۳۲ تک باغ والوں کی مثال پیش کی ہے جنھوں نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی تھی اور نصیحت کرنے والے کی بات نہیں مانی تھی اور جب سب کچھ تباہ ہو گیا تب انھیں احساس ہوا کہ وہ سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔

یہ مثال دے کر اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ اگر تم نے اس نعمتِ ہدایت کی قدر نہ کی اور باغ والے کی طرح ناشکری کی تو تمہارے لئے دونوں جہاں میں مشکلات آئیں گی۔

○ اس سے آگے کی آیات میں آخرت کے تعلق سے بڑی قیمتی باتیں ارشاد ہوئی ہیں کہ آخرت کی بھلائی ان ہی کے لئے ہے جو خدا ترسی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

اور آخر میں اللہ کے نبیؐ کو حوصلہ دیا گیا ہے کہ آپ صبر اور ہمت سے کام لیں اور اللہ کا فیصلہ آنے تک دین کے راستے میں جو بھی تکلیفیں آئیں انھیں برداشت کریں۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی مثال دی ہے۔

اٰیاتھا ۵۲	۶۸ =	سُوْرَۃُ الْقَلَمِ مَکِّیَّۃٌ	= ۲	فِیْھَا رُکُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ① مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

نٓ وَالْقَلَمِ	وَمَا يَسْطُرُوْنَ	مَآ اَنْتَ	بِنِعْمَةِ	رَبِّكَ
نٓ قسم ہے قلم کی	اور جو وہ لکھتے ہیں	نہیں آپ	نعمت (فضل) سے	اپنا رب

نٓ قسم ہے قلم کی اور جو وہ (فرشتے اہلِ قلم) لکھتے ہیں آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون

بِمَجْنُوْنٍ ② وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ③

بِمَجْنُوْنٍ	وَاِنَّ	لَكَ	لَاَجْرًا	غَيْرَ مَمْنُوْنٍ
مجنون	اور بے شک	آپ کے لئے	البتہ اجر	ختم نہ ہونے والا

نہیں ہیں۔ اور بے شک آپ کے لئے اجر ہے ختم نہ ہونے والا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ④ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ⑤

وَاِنَّكَ	لَعَلٰى	خُلُقٍ	عَظِيْمٍ	فَسَتُبْصِرُ	وَيُبْصِرُوْنَ
اور بیشک آپ	یقیناً پر	خلق	عظیم	پس آپ جلد دیکھ لیں گے	اور وہ بھی دیکھ لیں گے

اور بیشک آپ خلقِ عظیم پر ہیں پس آپ جلد دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ⑥

بِاَيِّكُمُ	الْمَفْتُوْنُ
تم میں سے کون	دیوانہ

(کہ) تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ ؟!

سورۃ نٓ مَکِّیَّۃٌ ثِنْتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰیَۃً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① نٓ مِنْ اَسْمَاءِ حُرُوْفِ الْهِجَاءِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ

سورۂ نون مکی ہے اس میں باون آیتیں ہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ الخ قسم ہے اس قلم کی جس سے

بِمُرَادِهٖ بِهٖ وَالْقَلَمِ الَّذِیْ كُتِبَ بِهِ الْكَائِنَاتِ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ — تمام امور ہونے والے لوح محفوظ میں لکھے گئے

وَمَا يَسْطُرُوْنَ اَیِ الْمَلَائِكَةُ مِنَ الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ — اور قسم اس کی جو فرشتے لکھتے ہیں بہتر سے اور مصلحت مخلوق سے

(۲) مَآ اَنْتَ يَا مُحَمَّدُ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ اَیْ اِنْتَفَی الْجُنُوْنُ عَنْكَ بِسَبَبِ اِنْعَامِ رَبِّكَ عَلَيْكَ بِالنُّبُوَّةِ وَغَيْرِهَا وَهٰذَا رَدٌّ لِقَوْلِهِمْ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ

(۲) تو اے محمدﷺ بسبب انعام تیرے رب کے تجھ پر ساتھ پیغمبری وغیرہ کے دیوانہ نہیں۔ اور یہ رد ہے کافروں کے قول کا کہ وہ کہتے تھے بیشک محمد دیوانہ ہے۔

(۳) وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ مَقْطُوْعٍ

(۳) اور بے شبہ تیرے لئے ثواب ہے غیر ختم ہونے والا۔

(۴) وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ دِيْنٍ عَظِيْمٍ ○

(۴) اور بے شک تو بڑے دین پر ہے۔

(۵) فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ○

(۵) پس نزدیک ہے کہ دیکھے گا تو اور دیکھیں گے وہ لوگ

(۶) بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ○ مَصْدَرٌ كَالْمَعْقُوْلِ اَیِ الْفُتُوْنُ بِمَعْنَی الْجُنُوْنِ اَیْ بِكَ اَمْ بِهِمْ

(۶) کہ تجھ کو جنون ہے یا ان کو

تشریح

(۱) قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو قلم سے لکھی جارہی ہے | قسم ہے اس قلم کی جس سے ذکر یعنی قرآن لکھا جارہا تھا وہ قلم جس سے وہ چیز لکھی جارہی تھی جو اپنی عظمت اور اپنی رفعت کے اعتبار سے تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ وحی کے لکھنے والے وہ ہاتھ جن سے قرآن کی آیتیں لکھی جارہی ہیں وہ آیتیں جو لعل و جواہر سے زیادہ قیمتی ہیں جن کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا جس کے مضامین کی بلندی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس سے اعلیٰ کتاب وجود میں نہیں آسکتی۔ جس پر یہ قرآن نازل ہورہا ہے اس کی زندگی کھلی کتاب کی طرح سب کے سامنے ہے۔ اس کا اخلاق اس کا کردار اس کی سچائی و امانت کون ہے جو نہیں جانتا جو اپنی قوم کا سب سے بہترین آدمی ہے۔

(۲) اے پیغمبرؐ آپ پر دیوانگی کے الزام کی تردید کے لئے قرآن ہی کافی ہے | اے پیغمبر یہ لوگ آپ پر دیوانگی کی تہمت لگاتے ہیں اس الزام کی تردید کے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ اے پیغمبر آپ پر اللہ تعالیٰ کے ایسے ایسے فضل اور ایسے ایسے انعامات ہیں جن کو ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے۔ آپ کی فصاحت و بلاغت، آپ کی حکمت و دانائی کی باتیں۔ وہ دن دور نہیں کہ قلم اور اس کے ذریعہ

سے لکھی ہوئی تحریریں آپؐ کے ذکر خیر آپ کے بے مثال کارناموں اور آپ کے علوم و معارف کو ہمیشہ کے لئے روشن رکھیں گی۔ دنیا آپ کی حکمت و دانائی کی باتوں کی داد دے گی اور پوری دنیا اس کو تسلیم کرے گی کہ آپ ایک کامل ترین انسان ہیں جس کی فضیلت و برتری کو اللہ تعالیٰ ازل میں اپنے قلم میں محفوظ کر چکا۔ کس کی طاقت ہے کہ اس کو مٹا سکے؟ آپؐ کو مجنون کہنے والوں کا نام و نشان مٹ جائے گا اور آپؐ کے ذکر خیر سے فضائیں گونجتی رہیں گی۔

(۳) آپ کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے | آپؐ نے اللہ کی مخلوق کی ہدایت کے لئے جو کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں اور تکلیفیں اٹھانے کے باوجود آپ اپنا فرض انجام دے رہے ہیں۔ آپؐ کے لئے ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ آپ کی مدح سرائی کو لوگ اپنے لئے باعثِ فخر سمجھیں گے آپ کے ایک ایک انداز کو ایک ایک طریقے کو محفوظ رکھا جائے گا۔ آپ کے نقش قدم پر چلنا لوگوں کے لئے کامیابی کی ضمانت ہوگا۔ شاعر اپنی شاعری میں ادیب اپنی تحریروں میں دانشور اپنے خراج عقیدت میں آپ کی تعریف کرتے نہ تھکیں گے۔ آپ کے مراتب کی بلندی کا سلسلہ برابر جاری رہے گا آپ کو ملنے والا اجر و ثواب کبھی ختم نہ ہوگا۔ قومیں آئیں گی چلی جائیں گی۔ بادشاہتیں مٹ جائیں گی مگر اس مردِ حجازی کی بادشاہت دلوں پر قائم رہے گی۔

(۴) آپ اخلاق کے بہت بلند مرتبہ پر فائز ہیں | آں حضرتؐ کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک جملے میں سمیٹی ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ۔ (قرآن آپ کا اخلاق تھا)

یعنی آپؐ نے دنیا کے سامنے قرآن کی تعلیم پیش کی اور خود آپؐ قرآن کا عملی نمونہ تھے۔ آپؐ کے یہ بلند اخلاق ہی تھے کہ جس کی وجہ سے آپ مخلوق کی ہدایت کے کام میں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے۔ کمزور اخلاق کا انسان یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔ قرآن کا یہ کہنا کہ آپ اخلاق کے اعلا مرتبے پر ہیں اس بات کی شہادت ہے کہ آپؐ کا ذہن مزاج حد درجہ متوازن تھا۔ آپ کی سلیم فطرت، آپ کے مزاج کا اعتدال، آپ کی فہم و بصیرت خود اس بات کی دلیل ہے کہ آپ پر ایسی بے ہودہ تہمت جنون کی ایک گھٹیا حرکت ہے۔ یہ الزام لگانے والوں کی پستی اور حضرت محمدؐ کی بلندی ہے۔ وہ شخص جس نے کبھی اپنے دشمن سے انتقام نہیں لیا جس نے کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیا بلکہ برائی کے جواب میں حسنِ سلوک کیا، جس نے گالیاں کھا کر دعائیں دیں جس نے جان کے دشمنوں کو اپنی قبائیں دیں، اس کو مجنون و پاگل کہنا خود کہنے والوں کی دیوانگی ہے۔

آج بھی جو لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسنِ کردار کو نظر انداز کر کے زبان درازیاں کرتے ہیں وہ دراصل اپنی پست ذہنی کا ثبوت دیتے ہیں۔ چاند پر تھوکا خود اپنے اوپر آکر گرتا ہے — عرب کے اس چاند کی تابانی نہ کم ہوئی ہے نہ ہوگی۔ وہ اپنی کرنیں پھیلاتا رہا ہے۔ اس کی ضوفشانی سے ایک جہاں منور ہے۔

"جہاں شد منور ز اخلاقِ احمد"

(۵) تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے | دل میں تو وہ پہلے ہی سے سمجھتے ہیں کہ ان کی یہ باتیں جھوٹی ہیں لیکن جلدی دونوں کے سامنے بھی آجائے گا کہ کون ہوشیار اور عاقبت اندیش تھا۔ کون مستقبل کے بارے میں سنجیدہ فکر تھا اور کس کی عقل ماری گئی تھی جس کی وجہ سے پاگلوں کی طرح بہکی بہکی باتیں کرتا تھا۔ یہ بات جلد ہی فریقین کے سامنے آجائے گی۔

(۶) پتہ لگ جائے گا کہ مفتون کون ہے | معلوم ہو جائے گا کہ کون مفتون ہے، بہکی بہکی باتیں کرتا ہے اور کون سمجھدار ہے — جب نتیجہ سامنے آئے گا تو سب دیکھ لیں گے کہ سمجھدار کون تھا، کس نے صحیح راستہ اختیار کیا تھا اور بہکا ہوا بھٹکا ہوا کون تھا۔ اصل مدار تو نتیجہ سامنے آنے پر ہے، بڑائی مارنے سے کیا ہوتا ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ

وَهُوَ	عَن سَبِيلِهِ	ضَلَّ	بِمَن	هُوَ + أَعْلَمُ	رَبَّكَ	إِنَّ
اور وہ	اس کی راہ سے	وہ گمراہ ہوا	اس کو جو	وہ خوب جانتا ہے	آپ کا رب	بیشک

بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اس کو جو اس کی راہ سے گمراہ ہوا اور وہ

أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٧﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٨﴾

الْمُكَذِّبِينَ	فَلَا تُطِعِ	بِالْمُهْتَدِينَ	أَعْلَمُ
جھٹلانے والوں	پس آپ کہا نہ مانیں	ہدایت یافتہ لوگوں کو	خوب جانتا ہے

خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو پس آپ جھٹلانے والوں کا کہا نہ مانیں۔

﴿٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○

﴿٧﴾ بے شبہ تیرا رب زیادہ جاننے والا ہے اس کو جو اس کی راہ سے بے راہ ہوا اور وہ خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو۔

لَهُ وَأَعْلَمُ بِمَعْنَى عَالِمٌ

﴿٨﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ○

﴿٨﴾ سو نہ اطاعت کر تو جھٹلانے والوں کی۔

تشریح

﴿٧﴾ آپ کا رب بھٹکنے والوں اور راہ پر آنے والوں کو خوب جانتا ہے | آپ کے رب سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے وہ ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو بھٹکنے والے ہیں اور ان کو بھی جانتا ہے جو راہ پر آنے والے ہیں لیکن جب نتیجے سامنے آئیں گے تو سب کو نظر آجائے گا کہ کامیابی کی منزل پر کون پہنچا اور شیطان کے بہکانے میں آکر کون نامراد و ناکام رہا۔ اللہ کے علم صحیح میں سب کچھ موجود ہے بس اس کے ظاہر ہونے کی دیر ہے۔

﴿٨﴾ جھٹلانے والوں کے سامنے ڈھیل مت دکھاؤ | کون راہ پر آئے گا کون نہیں آئے گا، کون سیدھے راستے پر چلے گا اور کون غلط راستہ اختیار کرے گا یہ باتیں اللہ کے علم محیط میں سب موجود ہیں اس لئے آپ دین کی دعوت کے معاملے میں کوئی رُو رعایت اور ڈھیل مت برتیں جس کو راستے پر آنا ہوگا آئے گا اور جو محروم ہے وہ لحاظ و مروّت سے ماننے والا نہیں ہے۔

مخالفین یہ کہتے تھے کہ آپ سخت رویہ اختیار نہ کریں۔ ذرا تھوڑی بہت رعایت کیا کریں، تو ہم بھی آپ کے طور طریق اور آپ کے مسلک و مشرب سے تعارض نہ کریں گے۔ ممکن تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے یہ سوچ کر کہ تھوڑی سی نرمی اختیار کرنے سے شاید یہ لوگ راہ پر آجائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فوراً ہی فرمادیا کہ آپ بالکل کوئی ڈھیل مت دیجئے دو ٹوک بات کہئے۔ حق و باطل میں کوئی سمجھوتے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اصل میں ان کا مقصود سچائی کو قبول کرنا نہیں ہے اور یہ آپ کے نرم رویہ کی وجہ سے راہ پر آنے والے نہیں ہیں۔ یہ بھی اچھی طرح واضح رہنا چاہیے کہ مداہنت اور مدارات ان دونوں میں بڑا لطیف فرق ہے۔ مداہنت پسندیدہ نہیں ہے جب کہ مدارات پسندیدہ ہے۔ دعوت و تبلیغ کے معاملے میں مدارات سے کام لینا چاہیئے مگر مداہنت ہرگز نہیں کرنی چاہیئے کہ آپ دوسرے فریق کو خوش کرنے کے لئے ان کاموں میں شرکت کریں جن کی آپ کو اجازت نہیں ہے۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ⑨ وَلَا تُطِعْ كُلَّ

كُلَّ	وَلَا تُطِعْ	فَيُدْهِنُوْنَ	لَوْ تُدْهِنُ	وَدُّوْا
ہر	اور آپ کہا نہ مانیں	تو وہ نرمی کریں	کاش آپ نرمی کریں	وہ چاہتے ہیں

وہ چاہتے ہیں کاش آپ نرمی کریں تو وہ (بھی) نرمی کریں۔ اور آپ بے وقعت بڑی قسمیں

حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ⑩ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ⑪

بِنَمِيْمٍ	مَشَّآءٍ	هَمَّازٍ	مَهِيْنٍ	حَلَّافٍ
چغلی لئے	پھرنے والا	عیب نکالنے والا	بے وقعت	بڑی قسمیں کھانے والے

کھانے والے کا کہا نہ مانیں۔ عیب نکالنے والے چغلی لئے (چغلیاں لگاتا) پھرنے والے کا۔

⑨ وَدُّوْا تَمَنَّوْا لَوْ مَصْدَرِيَّةٌ تُدْهِنُ
تَلِيْنُ لَهُمْ فَيُدْهِنُوْنَ ○ يَلِيْنُوْنَ
لَكَ وَهُوَ مَعْطُوْفٌ عَلٰى تُدْهِنُ وَاِنْ جُعِلَ
جَوَابُ التَّمَنِّيْ الْمَفْهُوْمِ مِنْ وَدُّوْا قُدِّرَ
قَبْلَهٗ بَعْدَ الْفَاءِ هُمْ

⑨ وہ چاہتے ہیں کہ تو نرم ہو ان کے لئے کہ وہ نرم ہو جائیں تیرے لئے۔

⑩ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ كَثِيْرِ الْحَلْفِ
بِالْبَاطِلِ مَهِيْنٍ ○ حَقِيْرٍ

⑩ اور نہ کہا مان تو ہر اس شخص کا جو بہت جھوٹی قسم کھانے والا

⑪ هَمَّازٍ عَيَّابٍ اَيْ مُغْتَابٍ
مَشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ○ سَاعٍ بِالْكَلَامِ
بَيْنَ النَّاسِ عَلٰى وَجْهِ
الْاِفْسَادِ بَيْنَهُمْ

⑪ ذلیل عیب جوئی کرنے والا، چغل خوری کرکے لوگوں میں فساد ڈالنے والا۔

تشریح

⑨ یہ چاہتے ہیں کہ تم ڈھیلے پڑو تو یہ بھی ڈھیلے پڑیں | یہ چاہتے ہیں کہ تم ان کی گمراہیوں کی رعایت کرکے اپنے دین میں کچھ ترمیم کرنے پر آمادہ ہو جاؤ تو یہ تمہارے ساتھ مصالحت کرلیں۔ اور ذرا زیادہ جوش سے تبلیغ کرنے کے بجائے ڈھیلے پڑجاؤ تو یہ بھی تمہاری مخالفت میں نرمی اختیار کرلیں گے۔ یعنی کچھ تم جھکو، کچھ یہ جھکیں۔ کچھ تم دو، کچھ یہ دیں اور اس طرح ایک بیچ کا راستہ نکالا جائے۔ لیکن اسلام اس معاملے میں بالکل صفائی کے ساتھ حق اور باطل کو الگ الگ کرتا ہے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی۔ اس لئے وہ کسی مداہنت کا اور لین دین کا قائل نہیں ہے جسے ماننا ہے پورے حق کو مانے۔ کتر بیونت کرکے، ترمیم کرکے، ڈھیلا پن دکھاکے ماننے کی دعوت نہ دی جائے۔

⑩ جھوٹی قسمیں کھانے والے ذلیل آدمی کی بات مت مانو | جس کے دل میں خدا کے نام کی عظمت نہیں ہے اس کے لئے جھوٹی قسم کھانا معمولی بات ہے۔ ایسا آدمی جو بہت قسمیں کھائے اور قسمیں کھاکھا کر اپنی سچائی کا یقین دلادے ایسے گھٹیا آدمی کی باتوں پر اعتبار مت کرو۔

⑪ طعنے دینے والا، چغلیاں کھانے والا | جو ایسے گھٹیا کردار کا آدمی ہے کہ بات بات میں طعنے دیتا ہے، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے، لگائی بجھائی کرتا ہوا ادھر کی بات اُدھر لگاتا پھرتا ہے۔

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿۱۳﴾ أَنْ

مَنَّاعٍ	لِّلْخَيْرِ	مُعْتَدٍ	أَثِيمٍ	عُتُلٍّ	بَعْدَ ذٰلِكَ	زَنِيمٍ	أَنْ
روکنے (بخل کرنے) والا	مال میں	حد سے بڑھنے والا	گناہ گار	سخت خُو	اس کے بعد	بد اصل	اس لئے کہ

مال میں بخل کرنے والے، حد سے بڑھنے والے گناہ گار کا۔ سخت خُو اس کے بعد بد اصل اس لئے کہ

كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِينَ ﴿۱۴﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ

كَانَ	ذَا مَالٍ	وَّبَنِينَ	إِذَا	تُتْلَىٰ ، عَلَيْهِ	آيَاتُنَا	قَالَ	أَسَاطِيرُ
وہ ہے	مال والا	اور اولاد والا	جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اسے	ہماری آیتیں	وہ کہتا ہے	کہانیاں

وہ مال و اولاد والا ہے۔ جب اسے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے یہ اگلے

الْأَوَّلِينَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ﴿۱۶﴾

الْأَوَّلِينَ	سَنَسِمُهُ	عَلَى	الْخُرْطُومِ	
اگلے لوگ	ہم جلد داغ دیں گے اس کو	پر	ناک	

لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ ہم جلد داغ دیں گے اس کی ناک پر

﴿۱۲﴾ مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ بَخِيلٌ بِالْمَالِ عَنِ الْحُقُوقِ مُعْتَدٍ ظَالِمٍ أَثِيمٍ ○ آثِمٍ

﴿۱۲﴾ بخل کرنے والا ساتھ مال کے۔ حقوق کے ادا کرنے سے ظلم کرنے والا گنہگار۔

﴿۱۳﴾ عُتُلٍّ غَلِيظٍ جَافٍ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ○ دَعِيٍّ فِي قُرَيْشٍ وَهُوَ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ ادَّعَاهُ أَبُوهُ بَعْدَ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ لَا نَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ وَصَفَ أَحَدًا بِمَا وَصَفَهُ مِنَ الْعُيُوبِ فَأَلْحَقَ بِهِ عَارًا لَا يُفَارِقُهُ أَبَدًا وَتَعَلَّقَ بِزَنِيمِ الظَّرْفِ قَبْلَهُ

﴿۱۳﴾ سخت دل سخت خو ہے۔ اس کے بعد اس میں یہ عیب ہے کہ قریش کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے ورنہ اصل قریشی نہیں۔ یہ ولید بن مغیرہ کا حال بیان ہوا ہے کہ اٹھارہ برس کی عمر میں اس کے باپ نے اس کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اللہ پاک نے کسی شخص کی نسبت اتنے عیوب بیان فرمائے ہوں۔ سو لاحق کیا ساتھ اس کے ایسی عار کو جو کبھی اس سے جدا نہ ہوگی۔

﴿۱۴﴾ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِينَ ○

﴿۱۴﴾ اس وجہ سے کہ وہ صاحب مال اور صاحب اولاد ہے۔

أَیْ لِأَنْ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِمَا دَلَّ عَلَیْهِ

(۱۵) إِذَا تُتْلَىٰ عَلَیْهِ آیَاتُنَا الْقُرْآنُ قَالَ هِیَ أَسَاطِیرُ الْأَوَّلِینَ ۝ أَیْ كَذَّبَ بِهَا لِإِنْعَامِنَا عَلَیْهِ بِمَا ذُكِرَ وَفِی قِرَاءَةٍ أَأَنْ بِهَمْزَتَیْنِ مَفْتُوحَتَیْنِ

(۱۵) جب اس پر ہماری آیتیں یعنی قرآن پڑھا جاتا ہے کہتا ہے کہ یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں
حاصل یہ ہے کہ وہ ہماری آیتوں کو اس لئے جھٹلاتا ہے کہ ہم نے اس پر یہ انعام کیا کہ اس کو مال اور بیٹے دیئے۔

(۱۶) سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ۝ سَنَجْعَلُ عَلَىٰ أَنْفِهِ عَلَامَةً یُعَیَّرُ بِهَا مَا عَاشَ فَخُطِمَ أَنْفُهُ بِالسَّیْفِ یَوْمَ بَدْرٍ

(۱۶) نزدیک ہے کہ ہم اس کی ناک پر ایسا نشان لگاویں گے جس سے اس کو ہمیشہ عار دی جاوے یعنی جب تک کہ وہ زندہ رہے یہ عار اس پر باقی رہے سو اس کی ناک کاٹی گئی ساتھ تلوار کے بدر میں۔

تشریح

(۱۲) بھلائی سے روکنے والا ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے | ہر نیک کام میں رکاوٹ ڈالتا ہے لوگوں کو دین میں آنے سے روکتا ہے بخیل اور کنجوس آدمی کسی کو پھوٹی کوڑی دینے کا روادار نہیں۔ ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے۔

(۱۳) بدنام رسوائے زمانہ | ان سارے عیبوں کے ساتھ بدنام اور رسوائے زمانہ ہے۔ زنیم عربی میں ولد الزنا کے لئے بولا جاتا ہے جو ایک خاندان کا فرد نہ ہو مگر اس میں شامل ہو گیا ہو۔

(۱۴) کیا صرف مال و دولت ہونا شرافت کا معیار ہے | اگر کسی کے پاس زیادہ مال اور زیادہ اولاد ہے تو مال و اولاد کی زیادتی کیا شرافت کا معیار ہے، کیا اس کی بات صرف اس لئے مانی جائے کہ وہ پیسے والا ہے۔ اصل چیز انسان کے اخلاق و عادات ہیں جس میں شرافت نہیں خوش خلقی نہیں۔ اس کی شخصیت مال و دولت کی وجہ سے قابل توجہ نہیں ہے زیادہ مال و اولاد ہونے کی وجہ سے وہ مغرور ہو گیا ہے جب اس کو اللہ کے دین کی باتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے۔ کیا کہتا ہے ؟ ــــ اگلی آیت میں اس کا ذکر ہے۔

(۱۵) یہ تو اگلے وقتوں کے افسانے ہیں | جب اس کے سامنے اللہ کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو سب اگلے وقتوں کے افسانے ہیں یعنی ان باتوں کو وہ ناقابلِ التفات سمجھتا ہے کہ یہ تو پرانے زمانے کے قصے اور کہانیاں ہیں۔ فرسودہ باتیں ہیں۔

(۱۶) ہم اس کی سونڈھ پر داغ لگائیں گے | اوپر جن اوصاف کا ذکر کیا گیا کہ اس میں یہ سب باتیں موجود تھیں۔ بہت جھوٹی قسمیں کھاتا تھا، طعنے دیتا تھا، چغلیاں کرتا تھا، بھلائی کے کاموں سے روکتا تھا، بھلائی کے کام میں پھوٹی کوڑی خرچ کرنے کا روادار نہ تھا۔ ظلم و زیادتی میں حد سے گزرنے والا تھا۔ بد اعمال، جفا کار اور ان سارے عیوب کے ساتھ بد اصل بھی تھا جس کو حرامی اور ولد الزنا کہا جاتا ہے پس اس کے پاس مال و دولت اور اولاد کی بہتات تھی۔ ان کی وجہ سے اس کے دماغ میں غرور پیدا ہو گیا تھا۔ اللہ کی آیتیں سن کر یہ کہتا کہ یہ پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہیں ــ ہو سکتا ہے یہ قریش کا ایک سردار ولید بن مغیرہ ہو جس میں یہ سارے اوصاف جمع تھے۔ فرمایا کہ ہم اس کی سونڈھ پر عنقریب داغ لگائیں گے کیوں کہ یہ اپنے آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا تھا اس لئے اس کی ناک کو خرطوم یعنی سونڈ کہا ہے اور داغ لگانے سے مراد ہے ذلیل کرنا۔ یعنی دنیا اور آخرت میں اس کو ایسا ذلیل و خوار کریں گے کہ رسوائی اور روسیاہی اس کا پیچھا نہ چھوڑے گی۔

إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ إِذْ أَقْسَمُوا

إِذْ + أَقْسَمُوا	أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	بَلَوْنَآ	كَمَا	إِنَّا + بَلَوْنٰهُمْ
جب انھوں نے قسم کھائی	باغ والوں کو	ہم نے آزمایا	جیسے	بیشک ہم نے آزمایا انھیں

بیشک ہم نے انھیں آزمایا، جیسے ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا، جب انھوں نے قسم کھائی

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾

—	وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ	مُصْبِحِيْنَ	لَيَصْرِمُنَّهَا
	اور انھوں نے "انشاء اللہ" نہ کہا	صبح ہوتے	ہم ضرور توڑلیں گے اس کا پھل

کہ ہم صبح ہوتے اس کا پھل ضرور توڑلیں گے۔ اور انھوں نے "انشاء اللہ" نہ کہا

(۱۷) إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ اِمْتَحَنَّا أَهْلَ مَكَّةَ بِالْقَحْطِ وَ
الْجُوْعِ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ
الْبُسْتَانِ إِذْ أَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا يَقْطَعُوْنَ
ثَمَرَتَهَا مُصْبِحِيْنَ ○ وَقْتَ الصَّبَاحِ
كَيْلَا يَشْعُرَ بِهِمُ الْمَسَاكِيْنُ فَلَا يُعْطُوْنَهُمْ
مِنْهَا مَا كَانَ أَبُوْهُمْ يَتَصَدَّقُ بِهِ عَلَيْهِمْ
مِنْهَا

(۱۷) ہم نے ان مکہ والوں کو اسی طرح آزمایا ساتھ قحط کے اور بھوک کے جیسا کہ باغ والوں کو آزمایا جب کہ انھوں نے قسم کھائی کہ بیشک ہم اس باغ کا پھل توڑیں گے صبح کے وقت تاکہ مسکینوں کو خبر نہ ہو پس نہ دیں ان مساکین کو جو ان کا باپ ان پر صدقہ کیا کرتا تھا اس میں سے اور ان کا حال یہ تھا کہ

(۱۸) وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ○ فِيْ يَمِيْنِهِمْ
بِمَشِيْئَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ أَيْ
وَشَأْنُهُمْ ذٰلِكَ

(۱۸) اپنی قسم میں اللہ کی مشیت اور ارادہ بیان کرتے تھے یعنی یہ نہ کہتے تھے کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم پھل باغ کا توڑیں گے

تشریح

(۱۷) مال واولاد کی کثرت مقبولیت کی علامت نہیں بلکہ باغ والوں کی طرح آزمائش ہے | اگر کسی کے پاس زیادہ مال اور اولاد کی کثرت ہو تو یہ کوئی مقبولیت کی علامت نہیں ہے اور نہ اللہ کے یہاں اس کی کچھ قدر وقیمت ہے بلکہ مال واولاد کی کثرت اسی طرح کی آزمائش ہے جس طرح باغ والوں کو آزمایا گیا تھا۔ یہ کئی بھائی تھے جن کے باپ نے ترکے میں پھلوں کا ایک باغ چھوڑا تھا اور اس میں کھیتی بھی ہوتی تھی، سارا گھر اس کی پیداوار سے خوش حال اور آسودہ تھا۔ باپ کے زمانے میں عادت تھی کہ جس دن میوہ توڑا جاتا تھا یا کھیتی کٹتی تھی تو شہر کے سب فقیر محتاج جمع ہو جاتے اور باپ سب کو کچھ دیتا تھا۔ اس سے اس کے مال میں برکت تھی اس کے انتقال کے بعد جب یہ باغ اور کھیت بیٹوں کو ملے تو بیٹوں کو خیال ہوا کہ یہ فقیر جو اتنا مال لے جاتے ہیں، کیوں نہ ایسی تدبیر کریں کہ فقیروں کو کچھ نہ دینا پڑے اور ساری پیداوار گھر میں آجائے۔ پھر آپس میں مشورہ کرکے یہ بات طے کرلی کہ صبح سویرے ہی توڑ کر گھر لے آئیں فقیر جائیں گے تو وہاں کچھ نہ پائیں گے۔ اور اپنی قدرت اور اختیار پر ایسا بھروسہ تھا کہ قسم کھا کر بے تکلف کہہ دیا کہ ہم ضرور کل اپنے باغ کے پھل توڑیں گے۔

(۱۸) اور ان شاء اللہ بھی نہ کہا | انہیں اپنی بات پر اتنا اعتماد اور بھروسہ تھا کہ انھوں نے یہ تو کہہ دیا کہ ہم کل صبح سویرے اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور اس کے ساتھ انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ وہ یہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہے تھے کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم یہ کام کریں گے۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ⑲

فَطَافَ	عَلَيْهَا	طَآئِفٌ	مِّنْ رَّبِّكَ	وَهُمْ	نَآئِمُوْنَ
پس پھر گیا	ان پر	ایک پھرنے والا (عذاب)	تیرے رب سے	اور وہ	سوئے ہوئے تھے

پس ان پر تیرے رب کی طرف سے ایک عذاب پھر گیا اور وہ سوئے ہوئے تھے

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ⑳ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ㉑ اَنِ اغْدُوْا

فَاَصْبَحَتْ	كَالصَّرِيْمِ	فَتَنَادَوْا	مُصْبِحِيْنَ	اَنِ اغْدُوْا
تو وہ صبح کو رہ گیا	جیسے کٹا ہوا کھیت	تو وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے	صبح ہوتے	کہ صبح سویرے چلو

تو وہ (باغ) صبح کو رہ گیا جیسے ایک کٹا ہوا کھیت۔ تو وہ صبح ہوتے ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ صبح سویرے اپنے

عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ㉒ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ㉓

عَلٰى	حَرْثِكُمْ	اِنْ كُنْتُمْ	صٰرِمِيْنَ	فَانْطَلَقُوْا	وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ
پر	اپنے کھیت	اگر تم ہو	کاٹنے والے	پھر وہ چلے	اور وہ آپس میں چپکے چپکے کہتے تھے

کھیت پر چلو اگر تم کاٹنے والے ہو (اگر تمہیں کھیتی کاٹنی ہے) پھر وہ چلے اور وہ آپس میں چپکے چپکے کہتے تھے

اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ㉔ وَّغَدَوْا عَلٰى

اَنْ	لَّا يَدْخُلَنَّهَا	الْيَوْمَ	عَلَيْكُمْ	مِّسْكِيْنٌ	وَّغَدَوْا	عَلٰى
کہ	وہاں داخل نہ ہونے پائے	آج	تم پر	کوئی مسکین	اور وہ صبح سویرے چلے	پر

کہ آج وہاں تم پر کوئی مسکین داخل نہ ہونے پائے، اور وہ صبح سویرے چلے (اس زعم کے ساتھ) کہ وہ

حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ㉕ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ㉖

حَرْدٍ	قٰدِرِيْنَ	فَلَمَّا	رَاَوْهَا	قَالُوْٓا	اِنَّا	لَضَآلُّوْنَ
بخیلی	وہ قادر ہیں	پھر جب	انھوں نے اسے دیکھا	وہ بولے	بیشک ہم	راہ بھول گئے ہیں۔

بخیلی پر قادر ہیں۔ پھر جب انھوں نے اسے دیکھا تو بولے بے شک ہم راہ بھول گئے ہیں۔

⑲ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ ○ نَارًا احْرَقَتْهَا لَيْلًا وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ○

⑳ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ○ كَاللَّيْلِ الشَّدِيْدِ الظُّلْمَةِ اَىْ سَوْدَاءَ

㉑ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ○

⑲ پس پھرا اس باغ پر ایک پھرنے والا تیرے رب کی طرف سے اس حال میں کہ وہ سونے والے تھے یعنی ایک آگ آئی کہ وہ اس کو رات کو جلا گئی

⑳ سو ہو گیا وہ باغ سیاہ جل کر جیسے رات بہت سیاہ۔

㉑ پس صبح ہوتے ہی وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔

(۲۲) اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ غَلَتِكُمْ تَفْسِيْرٌ لِلتَّنَادِيْ اَوْ اَنْ مَصْدَرِيَّةٌ اَيْ بِاَنْ اِنْ كُنْتُمْ صَارِمِيْنَ ○ مُرِيْدِيْنَ الْقَطْعَ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهُ

(۲۲) کہ چلو اپنی کھیتی پر اگر تم ارادہ کاٹنے کا رکھتے ہو۔

(۲۳) فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ○ يَتَسَارُّوْنَ

(۲۳) پس چلے وہ آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہوئے۔

(۲۴) اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ○ تَفْسِيْرٌ لِمَا قَبْلَهُ اَوْ اَنْ مَصْدَرِيَّةٌ اَيْ بِاَنْ۔

(۲۴) کہ ایسا نہ ہو آج تمہارے پاس کوئی مسکین آجائے۔

(۲۵) وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ مَنْعٍ لِلْفُقَرَاءِ قٰدِرِيْنَ ○ عَلَيْهِمْ فِيْ ظَنِّهِمْ

(۲۵) اور صبح کو چلے وہ اس حال میں کہ یہ گمان کرتے تھے کہ ہم فقیروں کو کچھ نہ دیں گے۔

(۲۶) فَلَمَّا رَاَوْهَا سَوْدَاءَ مُحْتَرِقَةً قَالُوْآ اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ○ عَنْهَا اَيْ لَيْسَتْ هٰذِهٖ ثُمَّ قَالُوْا لَمَّا عَلِمُوْهَا

(۲۶) سو جب انھوں نے اس باغ کو دیکھا سیاہ جلا ہوا کہنے لگے کہ ہم اپنے باغ کا راستہ بھولے۔ یعنی یہ ہمارا باغ نہیں۔ پھر جب جانا کہ یہ وہی باغ ہے کہنے لگے۔

تشریح

(۱۹) رات کو آئی ایک بلا | صبح کے انتظار میں جب یہ بھائی سو رہے تھے کہ اب صبح ہوگی اور جا کے باغ کے پھل توڑیں گے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی۔ رات کو کوئی بگولا اُٹھا، آگ لگی اور کوئی آفت پڑی۔

(۲۰) باغ اور کھیت کٹی فصل کی طرح ہو گئے | وہ باغ اور کھیت ایسے ہو گئے جیسے کٹی ہوئی فصل ہوتی ہے کہ وہاں کچھ بھی نہ رہا

(۲۱) صبح کو انھوں نے ایک دوسرے کو پکارا | صبح ہوئی تو ہر ایک کو جلدی تھی کہ پھل توڑنے کے لئے باغ کی طرف چلیں تو ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ بھائی چلو۔

(۲۲) پھل توڑنے کے لئے نکلو | پھل توڑنے ہیں سویرے سویرے اپنے باغ اور کھیتوں کی طرف چلو۔ کیوں کہ باغ تھا اور باغ میں درختوں کے درمیان کھیت بھی تھے تو بھائی ایک دوسرے کو پکار رہے تھے کہ سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو دیر نہ ہو جائے۔

(۲۳) بھائی پھل توڑنے کے لئے چل پڑے | سب بھائی مل کر پھل توڑنے کے لئے چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے جاتے تھے

(۲۴) کوئی فقیر تمہارے باغ میں نہ آنے پائے | چپکے چپکے باتیں کرتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں نہ آنے پائے۔

(۲۵) اس یقین کے ساتھ چلے کہ سب پیداوار پر قبضہ کر لیں گے | صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ پھل توڑنے پر قادر ہیں انھیں پورا یقین تھا کہ اب جا کر سب پیداوار اپنے قبضہ میں کر لیں گے۔

(۲۶) باغ میں پہنچے تو حیرانی سے کہا کیا ہم راستہ بھول گئے ہیں؟ | جب باغ میں پہنچے اور دیکھا کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے وہ زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صفا ہو چکی تھی کہ وہاں پہنچ کر پہچان نہ سکے، سمجھے کہ ہم راستہ بھول کر کہیں اور نکل آئے ہیں۔

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ

بَلْ نَحْنُ	مَحْرُوْمُوْنَ	قَالَ	اَوْسَطُهُمْ	اَلَمْ اَقُلْ
بلکہ ہم	محروم ہوگئے ہیں	کہا	ان کا بہترین	کیا میں نے نہیں کہا تھا

بلکہ ہم محروم (بدنصیب) ہوگئے ہیں کہا ان کے بہترین آدمی نے کیا میں نے تم سے

لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا

لَكُمْ	لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ	قَالُوْا	سُبْحٰنَ	رَبِّنَآ	اِنَّا كُنَّا
تم سے	تم تسبیح کیوں نہیں کرتے	وہ بولے	پاک ہے	ہمارا رب	بیشک ہم تھے

نہیں کہا تھا تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ وہ بولے پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہم ظالم تھے

ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

ظٰلِمِيْنَ	فَاَقْبَلَ	بَعْضُهُمْ	عَلٰى بَعْضٍ	يَتَلَاوَمُوْنَ
ظالم (جمع)	پس متوجہ ہوا	ان کا بعض (ایک)	بعض (دوسرے) پر	ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے

پھر متوجہ ہوئے ان میں سے ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے (لگے ایک دوسرے کو ملامت کرنے)

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ

قَالُوْا	يٰوَيْلَنَآ	اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ	عَسٰى	رَبُّنَآ	اَنْ
وہ بولے	ہائے ہماری خرابی	بیشک ہم تھے سرکش (جمع)	امید ہے	ہمارا رب	کہ

وہ بولے ہائے ہماری خرابی! بیشک ہم (ہی) سرکش تھے امید ہے ہمارا رب کہ ہمیں اس سے بہتر

يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ

يُبْدِلَنَا	خَيْرًا	مِّنْهَآ	اِنَّآ	اِلٰى رَبِّنَا	رٰغِبُوْنَ	كَذٰلِكَ
ہمیں بدلے میں دے	بہتر	اس سے	بیشک ہم	اپنے رب کی طرف	راغب (رجوع کرنے والے) ہیں	یوں (ہوتا ہے)

بدلے میں دے بیشک ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ یوں ہوتا ہے

الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

الْعَذَابُ	وَلَعَذَابُ	الْاٰخِرَةِ	اَكْبَرُ	لَوْ كَانُوْا
عذاب	اور البتہ عذاب	آخرت	سب سے بڑا	کاش وہ ہوتے

عذاب اور آخرت کا عذاب البتہ سب سے بڑا ہے کاش وہ

منزل ۷

ع ٤٣ ٢ يَعْلَمُونَ ۝٣٣ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتِ النَّعِيمِ ۝٣٤

يَعْلَمُونَ	إِنَّ	لِلْمُتَّقِينَ	عِندَ + رَبِّهِمْ	جَنَّٰتِ النَّعِيمِ
وہ جانتے	بیشک	پرہیزگاروں کیلئے	ان کے رب کے پاس	نعمتوں کے باغات

جانتے ہوتے بیشک پرہیزگاروں کیلئے ان کے رب کے پاس نعمتوں کے باغات ہیں

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝٣٥

أَفَنَجْعَلُ	الْمُسْلِمِينَ	كَالْمُجْرِمِينَ
تو کیا ہم کردیں گے	مسلمانوں	مجرموں کی طرح

تو کیا ہم مسلمانوں کو کردیں گے مجرموں کی طرح (محروم)۔؟

(٢٧) بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ ثمرتها
بمنعنا الفقراء منها
(٢٨) قَالَ أَوْسَطُهُمْ خيرهم أَلَمْ
أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا هلا تُسَبِّحُونَ ۝
الله تائبين
(٢٩) قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝
بمنع الفقراء حقهم
(٣٠) فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
يَتَلَاوَمُونَ ۝
(٣١) قَالُوا يَا للتنبيه وَيْلَنَا هلاكنا إِنَّا
كُنَّا طَاغِينَ ۝
(٣٢) عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا بالتشديد
والتخفيف خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ
رَبِّنَا رَاغِبُونَ ۝ ليقبل توبتنا و
يرد علينا خيرا من جنتنا روي أنهم
أبدلوا خيرا منها
(٣٣) كَذَٰلِكَ أي مثل العذاب لهؤلاء الْعَذَابُ
لمن خالف أمرنا من كفار مكة وغيرهم وَلَعَذَابُ
الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ عذابها
ما خالفوا أمرنا ونزل لما قالوا إن بعثنا نعطى

(٢٧) بلکہ ہم محروم کئے گئے ہیں اس کے پھل سے بسبب اس کے کہ ہم نے فقیروں کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔

(٢٨) ان میں جو بہتر تھا اس نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ تم اللہ کی پاکی کیوں نہیں بیان کرتے توبہ کرکے۔

(٢٩) وہ کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے بیشک ہم ظلم کرنے والے تھے کہ ہم نے فقیروں کو ان کا حق نہ دیا۔

(٣٠) پس متوجہ ہوئے وہ ایک دوسرے کی طرف ملامت کرتے ہوئے۔

(٣١) کہنے لگے اے خرابی ہماری بیشک ہم سرکشی پر تھے۔

(٣٢) نزدیک ہے کہ ہمارا رب ہم کو اس کے عوض اس سے بہتر عطا فرماوے۔ بیشک ہم اپنے رب کی طرف رغبت کرنے والے ہیں تاکہ وہ ہماری توبہ قبول فرماوے اور ہم کو ہمارے باغ سے بہتر عطا فرماوے۔ مروی ہے کہ ان کو اس کے عوض اس سے بہتر باغ دیا گیا۔

(٣٣) جیسا ان لوگوں کو عذاب ہوا اسی طرح اس کو عذاب ہوگا جو ہمارے حکم کا خلاف کرے کفار مکہ وغیرہ سے اور بے شبہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے اگر وہ لوگ عذاب آخرت کو جانتے تو ہمارے حکم کا خلاف نہ کرتے۔ اور جب مشرکین نے یہ کہا کہ اگر ہم زندہ ہو کر اٹھائے گئے تو وہاں ہم کو

اَفضَلَ مِنکُمْ — تم سے زیادہ ملے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی

(۳۴) اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ○

(۳۴) اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ الخ بیشک پرہیزگاروں کے لئے نزدیک ان کے رب کے جنت نعیم ہے۔

(۳۵) اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ ○

اَیْ تَابِعِیْنَ لَهُمْ فِی الْعَطَاءِ

(۳۵) پس کیا ہم مسلمانوں کو مثل مجرموں کے کردینگے یعنی ثواب کے دینے میں کیا مسلمانوں کو تابع مجرموں کے کریں گے۔ ہرگز نہیں۔

تشریح

(۲۷) نہیں ہم محروم رہ گئے ہیں | پھر جب غور کیا تو سمجھے کہ جگہ تو وہی ہے، اپنا ہی باغ ہے۔ تو کہنے لگے کہ ہماری قسمت پھوٹ گئی حق تعالیٰ کی درگاہ سے ہم محروم ہوگئے۔

(۲۸) ایک بھائی نے کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا اللہ کو مت بھولو | ان میں کا منجھلا بھائی اس نے کہا دیکھو کل جب تم قسمیں کھا رہے تھے میں نے اسی وقت کہا تھا کہ انشاء اللہ کہو اور جب تم مسکینوں کو نہ دینے کا فیصلہ کر رہے تھے اس وقت بھی میں نے نصیحت کی تھی کہ اللہ کو یاد کرو اس بری نیت سے باز آجاؤ، فقیر محتاج کی خدمت سے دریغ نہ کرو۔ اس مال کو اللہ کا انعام سمجھو۔ اس وقت تم نے میری بات نہ مانی۔

(۲۹) واقعی ہم گنہگار تھے | وہ بھائی پکار اٹھے کہ ہمارا رب پاک ہے۔ واقعی ہم گنہگار تھے۔

(۳۰) ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے | ہر ایک ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا کہ تیرے بہکانے سے ہم اس خدا فراموشی اور بدبختی میں مبتلا ہوئے تو یہ نہ کرتا، تو یہ نہ کرتا۔ یہ نہ کرتا تو یہ نہ ہوتا۔ ہر ایک دوسرے کو اس مصیبت اور تباہی کا سبب سمجھتا تھا۔

(۳۱) بیشک ہم سرکش ہوگئے تھے افسوس ہے ہمارے حال پر | آخر انھیں احساس ہوا کہ ایک دوسرے کو الزام دینا غلط ہے۔ غلطی ہم سب کی ہی ہے ہم سرکش ہوگئے تھے۔ ہمارے حال پر افسوس ہے کہ ہم نے یہ حرکت کی اور سب کچھ گنوا بیٹھے۔ اس میں ہم سب ہی قصوروار ہیں۔ ہم نے فقیروں محتاجوں کا حق مارنا چاہا اور لالچ میں آکر سب کچھ کھو بیٹھے۔

(۳۲) ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں | اب سب نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا کہ ہم اب اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں بدلے میں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے وہ اپنی رحمت سے ہم کو سب کچھ دے سکتا ہے ہم اپنے رب سے نا امید نہیں ہیں۔

(۳۳) آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے | یہ تو دنیا کے عذاب کا چھوٹا سا ایک نمونہ ہے جسے کوئی ٹال نہ سکا۔ آخرت کا عذاب اس کہیں بڑھ کر ہے اس کو کون ٹال سکتا ہے۔ اگر آدمی سمجھنا چاہے تو سمجھ سکتا ہے کہ جب دنیا کی یہ چھوٹی سی تکلیف ٹل نہیں سکتی اور ناقابل برداشت ہے تو آخرت کا عذاب کیسے ٹلے گا اور کیسے برداشت کیا جائے گا۔

(۳۴) جنت کی نعمتیں پرہیزگاروں کے لئے ہیں | یہ دنیا کے باغ اور یہاں کی بہاریں کیا چیز ہیں؟ جنت کے باغ ان سے کہیں بہتر ہیں جہاں ہر قسم کی نعمتیں جمع ہیں لیکن یہ جنت کے باغ اور وہاں کی نعمتیں صرف پرہیزگاروں کے لئے ہیں۔ وہ لوگ جو دنیا میں اللہ کے فرماں بردار بن کر رہتے ہیں اس کے احکام کی دل وجان سے تعمیل کرتے ہیں اور اس کے وفادار ہیں، پروردگار ان ہی کو یہ نعمتیں عطا کریں گے۔ دنیا میں اگر کسی کو خوش حالی، دولت یا منصب ملا ہوا ہے تو یہ اس کے مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کی دلیل نہیں ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم یہاں مزے کر رہے ہیں وہاں بھی مزے کریں گے وہاں کے مزوں اور انعامات کے لئے ایمان اور عمل صالح ہونا چاہئے وہاں کسی خاندان یا رتبے یا بڑے آدمی ہونے کی بات کام نہ آئے گی۔

(۳۵) کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کے برابر کریں گے؟ | کیا ایک فرماں بردار اور ایک مجرم برابر ہوں گے۔ کیا ہم فرماں برداروں کا حال مجرموں کا سا کردیں گے یہاں جو لوگ اللہ کے احکام کے خلاف چل رہے ہیں کھلے عام دین کی خلاف ورزیاں کر رہے ہیں کیا وہاں جاکر وہ ان دیندار کے برابر ہوجائیں گے؟ جنھوں نے پوری وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اللہ اور رسول کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ ایک وفادار غلام اور ایک جرائم پیشہ باغی کیا دونوں کا انجام ایک جیسا ہوگا۔؟

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيهِ

مالکم	کیف	تحکمون	اَم + لکم	کتٰب	فیہ
کیا ہوا تمہیں	کیسا	تم فیصلہ کرتے ہو	کیا تمہارے پاس	کوئی کتاب	اس میں

تمہیں کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے کہ اس میں سے

تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾

تدرسون	اِنّ	لکم	فیہ	لما + تخیرون
تم پڑھتے ہو	بیشک	تمہارے لئے	اس میں	البتہ جو تم پسند کرتے ہو۔

تم پڑھتے ہو کہ بیشک اس میں تمہارے لئے (ہوگا) جو تم پسند کرتے ہو۔

(۳۶) مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ○ هٰذَا الْحُكْمُ الْفَاسِدُ — (۳۶) تم کو کیا ہوا کہ ایسا نکما حکم کرتے ہو۔

(۳۷) أَمْ بَلْ لَكُمْ كِتَابٌ مُنَزَّلٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ○ تَقْرَءُونَ — (۳۷) بلکہ تمہارے پاس کوئی کتاب ہے اتاری گئی کہ اس میں تم یہ پڑھتے ہو۔

(۳۸) إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ○ تَخْتَارُونَ — (۳۸) کہ بالضرور تم کو وہ ملے گا جو تم چاہتے ہو۔ اور پسند کرتے ہو۔

تشریح

(۳۶) تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ | تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم کیسے عقل کے خلاف فیصلے کر رہے ہو، تم نے ایمان لانے والوں کی خستہ حالی تو دیکھ لی مگر ایمان اور اعمال کا فرق نہیں دیکھا؟ یہ دنیا میں اگر خستہ حال ہیں تو اخلاق اور اعمال کے اعتبار سے خوش حال لوگوں سے کہیں اعلیٰ ہیں۔ جنت کا معیار دنیا کی دولت نہیں ہے، یہاں کا منصب اور رتبہ نہیں ہے۔ جنت کا معیار ایمان اور اخلاق و اعمال۔ یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ اچھے کام کرنے والا آدمی ان کے ساتھ جگہ پائے جو اپنے اعمال کے اعتبار سے بدترین لوگ تھے۔ اللہ کے یہاں ہر فیصلہ پورے انصاف اور ناپ تول کے ساتھ ہوگا۔

(۳۷) کیا تمہارے پاس ایسی کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو؟ | کیا اللہ نے تمہارے پاس ایسی کوئی کتاب بھیجی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ جو دنیا میں آرام سے اور عیش و عشرت سے ہے وہی آخرت میں بھی آرام کے مزے لوٹے گا۔ اگر تمہارے پاس ایسی کوئی سند ہے تو لاؤ دکھاؤ۔ ایک فرماں بردار اور مجرم دونوں برابر کر دیئے جائیں یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے فطرت کے بھی خلاف ہے، اور اگر کوئی مستند نقلی دلیل تمہارے پاس ہے تو وہ لاؤ۔

(۳۸) کیا اس کتاب میں وہی ملتا ہے جو تم پسند کر لو | کیا کوئی اللہ کی بھیجی ہوئی ایسی معتبر کتاب اور سند ہے کہ جو تم پسند کرو گے وہی مضمون اس کتاب میں مل جائے گا اور تمہاری من مانی خواہشات پوری کی جائیں گی۔ کیا اللہ نے قسم کھائی ہے کہ جو تم اپنے دل میں ٹھہرا لو وہی کیا جائے گا اور جس طرح آج مزے اڑا رہے ہو ہمیشہ اسی طرح مزے اڑاتے رہو گے۔ جو کوئی اس بات کو ثابت کرنے کی ذمہ داری لے وہ سامنے آئے ذرا ہم بھی تو دیکھیں۔

أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا

أَمْ لَكُمْ	أَيْمَانٌ	عَلَيْنَا	بَالِغَةٌ	إِلَىٰ	يَوْمِ الْقِيَامَةِ	إِنَّ	لَكُمْ	لَمَا
کیا تمہارے لئے	کوئی پختہ عہد	ہم پر (ہمارے ذمے)	پہنچنے والا	تک	قیامت کے دن	بیشک	تمہارے لئے	البتہ جو

کیا تمہارے لئے ہمارے ذمے کوئی پختہ عہد ہے، جو قیامت کے دن تک پہنچنے والا ہے کہ بیشک تمہارے لئے (ہوگا) جو

تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ

تَحْكُمُونَ	سَلْهُمْ	أَيُّهُمْ	بِذَٰلِكَ	زَعِيمٌ	أَمْ لَهُمْ
تم فیصلہ کرتے ہو	تو اُن سے پوچھ	ان میں سے کون	اس کا	ضامن (ذمہ دار)	یا ان کے

تم فیصلہ کرتے ہو تو ان سے پوچھ ان میں سے کون ذمہ دار ہے ؟ یا ان کے

شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ

شُرَكَاءُ	فَلْيَأْتُوا	بِشُرَكَائِهِمْ	إِنْ	كَانُوا	صَادِقِينَ	يَوْمَ
شریک (جمع)	تو چاہیئے کہ وہ لائیں	اپنے شریکوں	اگر	وہ ہیں	سچے	جس دن

شریک ہیں ؟ تو چاہیئے کہ وہ اپنے شریکوں کو لائیں اگر وہ سچے ہیں۔ جس دن

يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾

يُكْشَفُ	عَنْ	سَاقٍ	وَيُدْعَوْنَ	إِلَى السُّجُودِ	فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
کھول دیا جائے گا	سے	پنڈلی	اور وہ بلائے جائیں گے	سجدوں کے لئے	تو وہ نہ کرسکیں گے۔

پنڈلی سے (پردہ) کھول دیا جائے گا اور وہ سجدوں کے لئے بلائے جائیں گے، تو وہ نہ کرسکیں گے۔

(۳۹) أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عُهُودٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ وَاثِقَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقٌ مَعْنًى بِعَلَيْنَا وَفِي هٰذَا الْكَلَامِ مَعْنَى الْقَسَمِ أَيْ أَقْسَمْنَا لَكُمْ وَجَوَابُهُ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ○ بِهِ لِأَنْفُسِكُمْ

(۳۹) یا ہمارے اوپر تمہارے لئے عہد ہیں پختہ قیامت تک۔ یعنی کیا ہم نے تم سے قسم کھائی ہے کہ

بالضرور تم کو وہ ملے گا جو تم اپنے جی میں حکم کرتے ہو

(۴۰) سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ الْحُكْمِ الَّذِي يَحْكُمُونَ بِهِ لِأَنَّهُمْ يُعْطَوْنَ فِي الْآخِرَةِ

(۴۰) ان سے پوچھ کہ ان میں سے کون اس کا ذمہ دار ہے جو وہ اپنے لئے حکم کرتے ہیں کہ ہم کو آخرت میں مومنین سے زیادہ ثواب ملے گا۔

اَفۡضَلُ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ زَعِیۡمٌ ○
کَفِیۡلٌ لَّهُمۡ

(۴۱) اَمۡ لَهُمۡ عِنۡدَ هُمۡ شُرَكَآءُ ج
مُوَافِقُوۡنَ لَهُمۡ فِیۡ هٰذَا الۡقَوۡلِ
یَكۡفُلُوۡنَ لَهُمۡ بِهٖ فَاِنۡ كَانَ
كَذٰلِكَ فَلۡیَاۡتُوۡا بِشُرَكَآئِهِمُ
الۡكَافِلِیۡنَ لَهُمۡ بِهٖ اِنۡ كَانُوۡا
صٰدِقِیۡنَ ○

(۴۱) یا ان کے لئے ان کے گمان کے موافق بُت ہیں جو اس
بات میں ان کے موافق ہیں کہ وہ ان کے لئے اس امر کے ذمہ دار
ہیں سو اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو وہ لاویں اپنے شریکوں
کو جو اُن کے ذمہ دار ہیں اس امر میں اگر وہ سچے ہیں۔

(۴۲) اُذۡكُرۡ یَوۡمَ یُكۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ
هُوَ عِبَارَةٌ عَنۡ شِدَّةِ الۡاَمۡرِ یَوۡمَ
الۡقِیٰمَةِ لِلۡحِسَابِ وَالۡجَزَاءِ یُقَالُ
كَشَفَتِ الۡحَرۡبُ عَنۡ سَاقٍ اِذَا اشۡتَدَّ
الۡاَمۡرُ فِیۡهَا وَیُدۡعَوۡنَ اِلَى
السُّجُوۡدِ اِمۡتِحَانًا لِاِیۡمَانِهِمۡ
فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ○ تَصِیۡرُ
ظُهُوۡرُهُمۡ طَبَقًا وَّاحِدًا

(۴۲) یاد کر جس دن کھولی جاوے گی ساق یعنی قیامت کے
دن سختی حساب اور جزا اور سزا کی پیش آوے گی۔

اور وہ بلائے جائیں گے طرف سجدہ کے ان کے ایمان
کے آزمانے کو۔
سو وہ سجدہ نہ کرسکیں گے اس لئے کہ ان کی پشت
ایک سطح متصل ہوجاوے گی جھک نہ سکے گی۔

تشریح

(۳۹) کیا تم سے کچھ عہد و پیمان کر رکھا ہے؟ | کیا تم سے کچھ عہد و پیمان کیا ہوا ہے کہ قیامت تک تمہیں وہی ملے گا جو تم چاہو گے۔ کیا تم سے کسی نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ تم جو چاہو گے وہی تمہیں دیا جاتا رہے گا۔؟

(۴۰) یہ وعدہ لینے والا کون ہے؟ | اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی عہد ایسا کوئی وعدہ کر رکھا ہے۔ تو اللہ سے یہ وعدہ لینے والا کون ہے آگے بڑھ کر وہ اپنا نام بتائے۔

(۴۱) کیا خدا کے ساتھ ٹھہرا لئے ہوئے کچھ شریک ہیں جنھوں نے اس کا ذمہ لیا ہو | کیا تم نے خدا کے ساتھ کچھ شریک ٹھہرائے ہوئے ہیں جنھوں نے اس بات کی ذمہ داری لی ہو کہ تم جنت میں جاؤ گے اگر یہ بات ہے اپنے ان شریکوں کو پیش کرو اگر واقعی سچے ہو۔ یعنی اگر نقلی عقلی کوئی دلیل نہیں ہے محض اپنے گھڑے ہوئے معبودوں کے بل بوتے پر یہ دعوے کئے جارہے ہیں کہ وہ تمہیں یہ مرتبے دلا دیں گے کیوں کہ وہ خود خدائی کے شریک اور حصے دار ہیں تو اس دعوے میں ان کا سچا ہونا اسی وقت ثابت ہوگا جب وہ ان شرکا، کو خدا کے مقابلہ میں بُلا لائیں اور اپنی من مانی کارروائی ان سے کرا دیں لیکن وہ معبود تو عابدوں سے بھی زیادہ عاجز اور بے بس ہیں وہ تمہاری کیا مدد کریں گے خود اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔
اس لئے یہ سب تمہارے خیالات ہی خیالات ہیں اس کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

(۴۲) جب حقیقت سے پردہ اٹھ جائے گا اور لوگوں کو سجدے کے لئے بلایا جائے گا | میدان حشر میں تمام لوگوں کو جمع کیا جائے گا اس وقت حقائق سے پردہ اٹھ جائے گا۔ لوگوں سے کہا جائے گا کہ سجدہ کرو تو یہ منافق اور منکرین حق سجدہ نہ کرسکیں گے ان کی کمر تختہ ہوجائے گی۔

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ

خَاشِعَةً	اَبْصَارُهُمْ	تَرْهَقُهُمْ	ذِلَّةٌ	وَقَدْ	كَانُوْا + يُدْعَوْنَ
جھکی ہوئی	ان کی آنکھیں	ان پر چھائی ہوئی	ذلت	اور تحقیق	بلائے جاتے ہیں

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی (ہوں گی) اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی اور (اس سے قبل) وہ سجدوں کے لئے

اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

اِلَى + السُّجُوْدِ	وَهُمْ	سٰلِمُوْنَ
سجدوں کے لئے	جب کہ وہ	(صحیح) سالم (جمع)

بلائے جاتے تھے جب کہ وہ صحیح سالم تھے

﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ يُدْعَوْنَ اَيْ ذَلِيْلَةً اَبْصَارُهُمْ لَا يَرْفَعُوْنَهَا تَرْهَقُهُمْ تَغْشَاهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ فِي الدُّنْيَا اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ○ فَلَا يَأْتُوْنَ بِهٖ بِاَنْ لَا يُصَلُّوْا

﴿۴۳﴾ بلائے جائیں گے وہ اس حال میں کہ ذلیل ہوں گے، بینائیاں ان کی گھیرے ہوگی ان کو ذلت کہ وہ ان کو اوپر کو نہ اٹھا سکیں گے۔

اور بیشک وہ بلائے جاتے تھے دنیا میں طرف سجدہ کرنے کے اس حال میں کہ وہ صحیح سالم تھے پس وہ نہ مانتے تھے اس کو یعنی نماز نہ پڑھتے تھے۔

تشریح

﴿۴۳﴾ آنکھیں نیچی، ذلت طاری اور سجدے سے معذور: حالت یہ ہوگی کہ نگاہیں نیچی ہوں گی، ذلت ان کے چہروں پر چھا رہی ہوگی یہ جب صحیح سالم تھے اور دنیا میں ان کو سجدے کے لئے بلایا جاتا تھا تو یہ انکار کرتے تھے۔ قیامت کے روز علی الاعلان اس کا مظاہرہ کرایا جائے گا کہ کون دنیا میں اللہ کی عبادت کرنے والا تھا اور کون اس کی عبادت سے انکار کرنے والا تھا۔ اس غرض کے لئے جب لوگوں کو بلایا جائے گا کہ وہ اللہ کے حضور سجدہ بجا لائیں تو جو لوگ دنیا میں عبادت گزار تھے وہ سجدہ ریز ہو جائیں گے ۔ اور دنیا میں جن لوگوں نے اللہ کے آگے سر جھکانے سے انکار کیا تھا ان کی کمر تختہ ہو جائے گی۔ وہ جھوٹے عبادت گزار ہونے کا مظاہرہ نہ کر سکیں گے، اس لئے وہ ذلت اور پشیمانی کے ساتھ کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے آنکھیں اوپر نہ اٹھا سکیں گے۔

کشف تجلی یا کشف ساق کا یہ منظر کیسا ہوگا اس کی صحیح کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے قرآن نے وہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن ہم کچھ تھوڑا بہت سمجھ پاتے ہیں مثلاً ہاتھ یا چہرہ ان پر ہم بلا کیف ایمان لاتے ہیں کہ جو وہ ہاتھ اللہ کی شان کے لائق ہے اور وہ چہرہ جو اس کی شان کے لائق ہے، وہ ساق یا پنڈلی جو اللہ کی شان کے لائق ہے۔ ہم اس کو اپنے ہاتھ یا چہرے یا پنڈلی پر قیاس نہیں کر سکتے اس لئے کہ "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" (کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے)۔

فَذَرۡنِیۡ وَمَنۡ یُّکَذِّبُ بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ ؕ سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ

فَذَرۡنِیۡ	وَمَنۡ یُّکَذِّبُ	بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ	سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ
پس مجھے چھوڑ دو	اور وہ جو جھٹلاتا ہے	اس بات کو	جلد ہم انھیں آہستہ آہستہ کھینچیں گے

پس جو اس بات کو جھٹلاتا ہے اس کو مجھ پر چھوڑ دو۔ ہم انھیں جلد اس طرح آہستہ آہستہ کھینچیں گے

مِنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ اُمۡلِیۡ لَہُمۡ ؕ اِنَّ کَیۡدِیۡ

مِنۡ ، حَیۡثُ	لَا یَعۡلَمُوۡنَ	وَ اُمۡلِیۡ	لَہُمۡ	اِنَّ	کَیۡدِیۡ
اس طرح	وہ جانتے نہ ہوں گے	اور میں ڈھیل دیتا ہوں	اُن کو	بیشک	میری خفیہ تدبیر

کہ وہ جانتے نہ ہوں گے۔ اور میں انھیں ڈھیل دیتا ہوں بیشک میری خفیہ تدبیر بڑی

مَتِیۡنٌ ﴿۴۵﴾ اَمۡ تَسۡـَٔلُہُمۡ اَجۡرًا فَہُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ

مَتِیۡنٌ	اَمۡ تَسۡـَٔلُہُمۡ	اَجۡرًا	فَہُمۡ	مِّنۡ	مَّغۡرَمٍ
بڑی قوی	کیا آپ مانگتے ہیں ان سے	کوئی اجر	کہ وہ	سے	تاوان

قوی ہے۔ کیا آپ ان سے کوئی اجر مانگتے ہیں؟ کہ وہ (اس) تاوان (کے بوجھ) سے

مُّثۡقَلُوۡنَ ﴿۴۶﴾ اَمۡ عِنۡدَہُمُ الۡغَیۡبُ فَہُمۡ یَکۡتُبُوۡنَ ﴿۴۷﴾

مُّثۡقَلُوۡنَ	اَمۡ	عِنۡدَہُمُ	الۡغَیۡبُ	فَہُمۡ	یَکۡتُبُوۡنَ
بوجھل (دبے جاتے) ہیں	یا	ان کے پاس	علم غیب	کہ وہ	لکھ لیتے ہیں۔

دبے جاتے ہیں یا ان کے پاس علم غیب ہے؟ کہ وہ لکھ لیتے ہیں۔

﴿۴۴﴾ فَذَرۡنِیۡ دَعۡنِیۡ وَمَنۡ یُّکَذِّبُ بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ ، الۡقُرۡاٰنِ سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ نَاۡخُذُہُمۡ قَلِیۡلًا قَلِیۡلًا مِنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ○

﴿۴۴﴾ پس چھوڑ مجھ کو اور اس شخص کو جو اس قرآن کو جھٹلاتا ہے نزدیک ہے کہ ہم بتدریج ان کو پکڑ لیں گے ایسی طرح کہ ان کو خبر نہ ہوگی۔

﴿۴۵﴾ وَاُمۡلِیۡ لَہُمۡ ، اُمۡہِلُہُمۡ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ ○ شَدِیۡدٌ لَا یُطَاقُ

﴿۴۵﴾ اور میں ان کو مہلت دوں گا دنیا میں بیشک میرا پکڑنا سخت ہے کہ کوئی اس کی برداشت نہیں کر سکتا۔

﴿۴۶﴾ اَمۡ بَلۡ تَسۡاَلُہُمۡ عَلٰی تَبۡلِیۡغِ الرِّسَالَۃِ اَجۡرًا فَہُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مِمَّا یُعۡطُوۡنَکَہٗ مُّثۡقَلُوۡنَ ○ فَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ لِذٰلِکَ

﴿۴۶﴾ بلکہ کیا تو ان سے احکام رسالت پہنچانے پر مزدوری مانگتا ہے کہ اس کا بوجھ وہ اٹھا نہیں سکتے اس لئے ایمان قبول نہیں کرتے۔

﴿۴۷﴾ اَمۡ عِنۡدَہُمُ الۡغَیۡبُ اَیِ اللَّوۡحُ الۡمَحۡفُوۡظُ الَّذِیۡ فِیۡہِ الۡغَیۡبُ فَہُمۡ یَکۡتُبُوۡنَ ○

﴿۴۷﴾ یا ان کے پاس لوح محفوظ ہے کہ جس میں غیب کی خبریں ہیں پس وہ لکھتے ہیں اس میں سے جو وہ دعویٰ کرتے ہیں۔

مِنۡہُ مَا یَقُوۡلُوۡنَ

تشریح

(۴۴) قرآن کو جھٹلانے والوں کا معاملہ ہم پر چھوڑ دو | یہ لوگ جو قرآن مجید کو جھٹلا رہے ہیں اے نبیؐ ان کا معاملہ تم ہم پر چھوڑ دو، تم ان سے نمٹنے کی فکر میں نہ پڑو، ان سے نمٹنا ہمارا کام ہے۔ ہم ان کو دھیرے دھیرے ایسی تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ دشمنِ حق اور ظالم کو بے خبری میں تباہی کی طرف لے جانے کی صورت یہ ہے کہ اسے دنیا میں خوب نعمتوں سے نوازا جائے، صحت بھی ہو، مال و دولت بھی ہو اور دنیاوی کامیابیاں بھی مل رہی ہوں اور وہ ان میں مگن ہو کر یہ سمجھ رہا ہو کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں۔ اس طرح وہ حق دشمنی میں آگے بڑھتا چلا جائے اور یہ نہ سمجھ سکے کہ دنیا کی یہ نعمتیں انعام نہیں ہیں بلکہ اس کی آزمائش اور ہلاکت کا سامان ہیں وہ اپنی حالت پر مگن رہے اور اندر ہی اندر اس کے سکھ کی جڑیں کٹتی چلی جائیں۔ اور اس طرح بے خبری میں وہ تباہی کی منزل پر پہنچ جائے۔

(۴۵) میں ان کی رسی دراز کر رہا ہوں | حق و صداقت کو جھٹلانے والے لوگ کس طرح ان کو بے خبری میں تباہ کیا جاتا ہے اللہ کی خفیہ تدبیر ایسی پکی اور باریک ہے کہ لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ جب سمجھ نہیں سکتے تو اس تدبیر کا توڑ کیا کر سکتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے یہ خفیہ تدبیر اس لئے ہوتی ہے کہ اس شخص نے اپنے اعمال کے ذریعہ اپنے آپ کو اس کا مستحق بنا لیا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بلاوجہ نہ کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں، نہ اس کے خلاف خفیہ تدبیریں کرتے ہیں۔ مگر جب انسان سرکشی اور حق دشمنی میں حد سے آگے بڑھ جاتا ہے اور کسی طرح ٹھیک ہونے نہیں پاتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی خفیہ مار کا یہ کوڑا حرکت میں آجاتا ہے۔ بہ ظاہر اس پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے اور وہ ان نعمتوں میں ایسا مگن ہو جاتا ہے کہ اسے آگے پیچھے کچھ نظر نہیں آتا۔ اسے اپنا ہر برا کام اچھا ہی لگتا ہے یہاں تک کہ مقررہ حد پوری ہو جاتی ہے اور اب واپسی کا بھی وقت نہیں رہتا اور نہ واپسی کی توفیق ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر میں جو بعض اوقات ہمیں تکلیف پہنچتی ہے وہ ہمیں جگانے کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمیں خبردار کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ زحمت نہیں رحمت ہوتی ہے۔

(۴۶) کیا ہمارا پیغمبر ان سے کچھ معاوضہ مانگ رہا ہے کہ یہ اس کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں | ہمارا رسول بے غرضی اور اخلاص کے ساتھ تمہاری بھلائی کے لئے تمہارے سامنے زندگی کی سچائی، اللہ کے دین کو پیش کر رہا ہے۔ وہ تم سے اس کا کوئی معاوضہ تو نہیں مانگ رہا ہے کہ جس کے بوجھ سے تم دبے جا رہے ہو۔ کیا اس دعوت کے بدلے میں وہ تم سے کوئی تنخواہ مانگتا ہے کہ تم اتنے چیں بہ جبیں ہو رہے ہو۔ وہ تمہارے سامنے اللہ کا دین پیش کر رہا ہے جس کا ماننا یا نہ ماننا تمہارے اپنے اختیار میں ہے تم یہ تو کر ہی سکتے ہو کہ بھلے انسانوں کی طرح اس کی بات سنو اس پر غور کرو۔ اچھی لگے تو قبول کر لو۔ مگر اس کی دعوت پر بگڑنا اور اس کے خلاف تدبیریں کرنا، مخالفت کرنا، اس کو روکنا، دوسروں کو جو دین میں جانا چاہیں ان کو روکنا یہ کون سی معقولیت ہے مخالفت میں کیوں حد سے گزرے چلے جاتے ہو۔

(۴۷) کیا تمہارے پاس غیب کی خبریں آتی ہیں جس سے پتہ لگ گیا کہ یہ رسول جھوٹا ہے | تم جو اس سچے رسول کو جھٹلا رہے ہو کیا تم نے غیب کے پردے کے پیچھے جھانک کر دیکھ لیا ہے کہ یہ رسول خدا کا بھیجا ہوا رسول نہیں اور جو حقیقتیں یہ تم سے بیان کر رہا ہے وہ بھی غلط ہیں۔ کیا تمہارے پاس اللہ کی وحی آتی ہے جسے تم حفاظت کے لئے قرآن کی طرح لکھ لیتے ہو اور اس لئے قرآن اور رسول کی پیروی کی ضرورت نہیں سمجھتے ہو کہ ہمارے پاس تو خود براہ راست وحی آرہی ہے، ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس رسول کی اور اس قرآن کی پیروی کریں۔

تم جو اس کو جھٹلانے میں اتنی شدت برت رہے ہو اس کا کچھ سبب تو ہونا چاہیئے۔ جب انسان کو ہدایت کے لئے آسمانی ہدایت کی ضرورت ہے اور خود اس کے پاس ہدایت کا ذریعہ نہیں ہے اور ایک صحیح ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت بھیج رہا ہے تو آخر اس کے نہ ماننے کی کیا وجہ ہے۔ تم سے کچھ معاوضہ بھی نہیں لیا جا رہا ہے، تمہاری بھلائی کے لئے اللہ کی طرف سے ہدایت کا انتظام ہو رہا ہے پھر نہ ماننے کا سبب عناد اور ہٹ دھرمی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

قرآن

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ

فَاصْبِرْ	لِحُكْمِ	رَبِّكَ	وَلَا تَكُنْ	كَصَاحِبِ الْحُوْتِ
بس آپ صبر کریں	حکم کے لئے	اپنا رب	اور نہ ہوں	مچھلی والے (یونسؑ) کی طرح

پس آپؐ اپنے رب کے حکم (کے انتظار) کے لئے صبر کریں اور یونسؑ کی طرح نہ ہوں

اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾

اِذْ	نَادٰى	وَهُوَ	مَكْظُوْمٌ	
جب	اس نے پکارا	اور وہ	غم سے بھرا ہوا	

جب اس نے (اللہ تعالیٰ کو) پکارا اور وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔

﴿۴۸﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فِيْهِمْ بِمَا يَشَاءُ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ م فِي الضَّجَرِ وَالْعُجْلَةِ وَهُوَ يُوْنُسُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِذْ نَادٰى دَعَا رَبَّهٗ وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ○ مَمْلُوْءٌ غَمًّا فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ

﴿۴۸﴾ پس صبر کر تو اے محمدؐ اپنے رب کے حکم پر وہ جو چاہے ان میں حکم فرمادے۔ اور تو مثل یونسؑ کے نہ ہو تنگدلی اور جلدی کرنے میں۔ جب کہ پکارا یونس نے اپنے رب کو مچھلی کے پیٹ میں اور وہ بھرا ہوا تھا غصہ میں۔

تشریح

﴿۴۸﴾ اے نبیؐ! اپنے رب کا فیصلہ آنے تک آپ صبر کریں اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جائیں | اے نبیؐ! جب تک اللہ کا فیصلہ نہ آئے اس وقت تک جو بھی تکلیفیں دین کی دعوت کے راستے میں پیش آئیں آپ انھیں صبر کے ساتھ برداشت کرتے چلے جائیں اور جھٹلانے والوں کے معاملے میں مچھلی والے یونسؑ کی طرح گھبراہٹ کا اظہار نہ کریں جب وہ اپنی قوم کی طرف سے غصے سے بھرے ہوئے تھے اور انھوں نے اپنے رب کو پکارا۔

معاملہ یہ ہوا تھا کہ حضرت یونسؑ سات سال تک لگاتار اپنی قوم کو سمجھاتے رہے۔ آپ کو اہل نینوا کی رہبری کے لئے موصل کی سرزمین میں اللہ نے نبی مقرر فرمایا تھا اور یہ لوگ بت پرستی کرتے تھے۔ جب سات سال تک سمجھانے کے باوجود انھوں نے حضرت یونسؑ کی بات نہ مانی تو حضرت یونسؑ نے کہا کہ اب بھی تم باز نہ آئے تو تین دن کے اندر اندر تمہارے اوپر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ جب تیسری رات آئی تو آدھی رات گذرنے پر یونسؑ بستی سے باہر نکل آئے۔ صبح ہونے پر عذاب کی علامتیں اور اس کے آثار شروع ہو گئے آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے۔ بادلوں سے دھواں نکلتا تھا جو بستی کے مکانوں سے دھیرے دھیرے قریب ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مکانوں کی چھتیں اندھیرے میں ڈوبنے لگیں لوگ گھبرا گئے۔ حضرت یونس کو تلاش کیا تو وہ نہ ملے۔ آخر یہ لوگ عورتوں، بچوں اور جانوروں کو لے کر بستی کو چھوڑ کر جنگل میں آگئے اور سچے دل سے توبہ کی۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی۔ حضرت یونسؑ عذاب کی اطلاع دینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اپنا مستقر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ قرآن مجید میں اللہ کے دستور کی ایک دفعہ یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک اس پر اپنی حجت پوری نہیں کرلیتا۔ جب نبی نے اس قوم کی مہلت کے آخری لمحے تک فریضۂ رسالت ادا نہ کیا اور اللہ کے مقرر کردہ وقت سے پہلے خود اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو اللہ تعالیٰ کے انصاف نے اس کی قوم کو عذاب دینا گوارا نہ کیا ـــــــ اس لئے یہاں حضرت یونسؑ کی مثال دے کر فرمایا جارہا ہے کہ آپ ان کی طرح مت ہو جانا کہ انھوں نے بے صبری سے کام لیا اور بستی چھوڑ کر چلے گئے۔

لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ (۴۹)

لَوْلَآ + اَنْ تَدٰرَكَهٗ	نِعْمَةٌ	مِّنْ رَّبِّهٖ	لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ	وَهُوَ	مَذْمُوْمٌ
اگر نہ اس کو پایا (سنبھالا) ہوتا	احسان	اس کے رب کا	البتہ وہ ڈالا جاتا چٹیل میدان میں	اور وہ	ملامت زدہ (ابتر حال)

اگر اس کے رب کے احسان نے اس کو نہ سنبھالا ہوتا تو البتہ وہ چٹیل میدان میں بدحال ڈالا جاتا اور اس کا حال ابتر رہتا

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۵۰) وَاِنْ يَّكَادُ

فَاجْتَبٰهُ	رَبُّهٗ	فَجَعَلَهٗ	مِنَ	الصّٰلِحِيْنَ	وَاِنْ يَّكَادُ
پس اس کو برگزیدہ کیا	اس کا رب	پس اس کو کر لیا	سے	نیکو کاروں	اور تحقیق قریب ہے

پس اس کے رب نے اُسے برگزیدہ کیا تو اسے نیکو کاروں میں سے کر لیا اور تحقیق قریب ہے (ایسا لگتا ہے)

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَيُزْلِقُوْنَكَ	بِاَبْصَارِهِمْ	لَمَّا + سَمِعُوا	الذِّكْرَ
جن لوگوں	کفر کیا	کہ وہ آپ کو پھسلا دیں گے	اپنی نگاہوں سے	جب وہ سنتے ہیں	(کتاب) نصیحت

کہ کافر آپ کو پھسلا دیں گے اپنی نگاہوں سے جب وہ اس کتاب نصیحت کو سنتے ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ (۵۱) وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (۵۲) ع ۱۹

وَيَقُوْلُوْنَ	اِنَّهٗ	لَمَجْنُوْنٌ	وَمَا هُوَ	اِلَّا	ذِكْرٌ	لِّلْعٰلَمِيْنَ
اور وہ کہتے ہیں	بیشک یہ	البتہ دیوانہ	حالانکہ یہ نہیں	مگر	نصیحت	تمام جہانوں کے لئے

اور وہ کہتے ہیں کہ بیشک یہ دیوانہ ہے حالاں کہ یہ نہیں مگر تمام جہانوں کے لئے نصیحت (صرف اور صرف نصیحت)

(۴۹) لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ اَدْرَكَهٗ نِعْمَةٌ رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ بِالْعَرَآءِ بِالْاَرْضِ الْفَضَاءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ○ لٰكِنَّهٗ رُحِمَ فَنُبِذَ غَيْرَ مَذْمُوْمٍ

(۴۹) اگر اس پر اس کے رب کی رحمت نہ ہوتی تو وہ پھینکا جاتا مچھلی کے پیٹ سے صاف زمین میں اس حال میں کہ مذمت کیا گیا ہوتا۔ لیکن اللہ نے اس پر رحم فرمایا پس وہ ڈالا گیا مچھلی کے پیٹ سے غیر مذمت کیا گیا۔

(۵۰) فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ بِالنُّبُوَّةِ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ الْاَنْبِيَاءِ

(۵۰) سو برگزیدہ کیا اس کو اس کے رب نے ساتھ پیغمبری کے پس کر دیا اس کو نیکوں میں سے۔ یعنی پیغمبروں میں سے۔

(۵۱) وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِضَمِّ الْيَاءِ وَفَتْحِهَا بِاَبْصَارِهِمْ اَيْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرًا شَدِيْدًا يَكَادُ اَنْ يَصْرَعَكَ وَيُسْقِطَكَ عَنْ مَكَانِكَ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ الْقُرْاٰنَ وَ

(۵۱) اور بیشک قریب تھے کفار کہ تجھ کو اپنی تیز نگاہوں سے پچھاڑ دیں اور تجھ کو تیری جگہ سے گرا دیں۔

جب کہ سنا انھوں نے قرآن کو۔ اور وہ ازراہِ حسد

يَقُوْلُوْنَ حَسَدًا اِنَّهُ لَمَجْنُوْنٌ ○ بِسَبَبِ الْقُرْاٰنِ الَّذِيْ جَآءَبِهٖ — کہتے ہیں کہ محمدؐ دیوانہ ہے۔ بسبب قرآن کے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔

(۵۲) وَمَا هُوَ اَيِ الْقُرْاٰنُ اِلَّا ذِكْرٌ مَوْعِظَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ اَلْاِنْسِ وَالْجِنِّ لَا يَحْدُثُ بِسَبَبِهٖ جُنُوْنٌ — (۵۲) اور حالانکہ نہیں ہے قرآن مگر نصیحت واسطے جن اور آدمیوں کے اس کے سبب سے دیوانگی پیش نہیں آسکتی۔

تشریح

(۴۹) اس کے رب نے اس پر مہربانی کی | حضرت یونسؑ کو جب وہ بستی سے باہر نکلے اور کشتی میں بیٹھ کر دریائے فرات کا سفر کر رہے تھے کہ کشتی دریا میں چکر لگانے لگی۔ لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے اپنے آقا سے بھاگا ہوا قرعہ نکالا تو ہر مرتبہ حضرت یونسؑ کا نام نکلا، ان کو کشتی سے دریا میں پھینک دیا، تو ایک بڑی مچھلی نے اللہ کے حکم سے ان کو نگل لیا۔ اس وقت حضرت یونسؑ غم سے گھُٹ رہے تھے۔ ایک غم تھا قوم کے ایمان نہ لانے کا، دوسرے عذاب کے ٹل جانے کا اور تیسرا غم تھا بغیر اللہ کی اجازت کے بستی کے چھوڑنے کا اور چوتھا غم تھا مچھلی کے پیٹ میں قید ہونے کا۔ اس وقت مچھلی کے پیٹ اور سمندر کی تاریکیوں میں حضرت یونسؑ نے اللہ کو پکارا:۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (کوئی خدا نہیں تیری پاک ذات کے سوا۔ واقعی میں خطاوار ہوں۔)

اس پر اللہ نے ان کی فریاد سن لی اور ان کو غم سے نجات دی۔ (ملاحظہ ہو سورۂ انبیاء آیت نمبر ۸۸-۸۷)

اگر اللہ کی مہربانی اس کے شامل حال نہ ہوتی تو وہ مذموم ہو کر چٹیل میدان میں پھینک دیئے جاتے۔ معلوم ہوا کہ جب حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں ڈالے گئے اس وقت وہ ملامت میں مبتلا تھے۔ لیکن جب انھوں نے اللہ کی تسبیح کی اور اپنے قصور کا اعتراف کیا تو وہ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر بڑی سقیم حالت میں ایک چٹیل زمین پر پھینکے گئے مگر اس وقت وہ مذمت میں مبتلا نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس جگہ ایک بیل دار درخت اُگا دیا تاکہ اس کے پتے ان پر سایہ بھی کریں اور وہ اس کے پھل سے بھوک اور پیاس بھی دور کر سکیں۔

اگر قبول توبہ کے بعد اللہ کا فضل و احسان دست گیری نہ کرتا تو وہ کمالات باقی نہ رہنے دیئے جاتے جو اللہ کی مہربانی سے اس آزمائش اور ابتلاء کے وقت بھی باقی رہے۔

(۵۰) اللہ نے حضرت یونسؑ کو برگزیدہ بندوں میں شامل کر لیا | اللہ نے پھر ان کا رتبہ اور زیادہ بڑھایا اور اعلیٰ درجے کے نیک اور شائستہ لوگوں میں داخل رکھا۔ حدیث میں ہے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں (یعنی محمدؐ) یونس بن متیٰ سے بہتر ہوں۔

(۵۱) جب یہ قرآن سنتے ہیں تو تمہیں کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہیں | ان منکرین حق کا یہ حال ہے کہ قرآن سن کر غیظ و غضب میں بھر جاتے ہیں اور تمہیں کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ضرور دیوانہ ہے۔ قرآن جو کلام نصیحت ہے قرآن جس میں حکمت کی باتیں ہیں قرآن جو رہنمائی اور رہبری کرتا ہے اس میں انھیں پاگل پن نظر آتا ہے۔ مگر آپ صبر و استقلال کے ساتھ اپنی جگہ جمے رہیئے تنگ دل ہو کر گھبراہٹ میں کوئی مداہنت اور نرمی اختیار مت کیجئے۔ یہ جو کہتے ہیں کہنے دیجئے۔ جو کرتے ہیں کرنے دیجئے۔

(۵۲) قرآن اعلیٰ درجے کی نصیحت کی کتاب ہے | قرآن میں جنون اور دیوانے پن کی کون سی بات ہے جس کو تم جنون کہتے ہو وہ تمام عالم کے لئے پند و نصیحت کا اعلاترین ذخیرہ ہے اسی سے بنی نوع انسان کی اصلاح اور کایا پلٹ ہوگی اور ایک صالح انقلاب برپا ہوگا۔ دیوانے تو وہ لوگ قرار پائیں گے جو اس کلام کے دیوانے نہیں ہیں۔

٦٩

اَلْحَاقَّةُ

ترتیب تلاوت	۶۹	ترتیب نزول	۷۸
مکی / مدنی	مکی	تعداد رکوعات	۲
تعداد آیات	۵۲	تعدادِ الفاظ	۲۶۰
تعداد حروف	۱۱۲۴		

○ اس سورت کے پہلے لفظ کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ یہ اس سورت کا نام بھی ہے اور مضمون کے ساتھ اس کی مناسبت بھی ہے۔ کیونکہ اس سورت میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اَلْحَاقَّةُ کے معنی ہیں وہ واقعہ جس کو لازماً پیش آکر رہنا ہے جس کا آنا برحق ہے اور جس کے آنے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے یعنی قیامت۔

○ اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ قیامت آکر رہے گی۔ ایک روز یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت کے وقت بڑے ہولناک واقعات پیش آئیں گے۔

○ اسی سورت میں پہلے آخرت کا بیان ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی، لوگوں کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا اس وقت کون لوگ خوش قسمت ہوں گے اور کون بدقسمت۔

○ یہ سورت مکہ مکرمہ کے ابتدائی زمانے میں حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ حضرت

عمرؓ کی ایک روایت مسند احمد میں موجود ہے کہ میں اسلام لانے سے پہلے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے کے ارادے سے گھر سے نکلا مگر اس سے پہلے کہ میں آپ تک پہنچتا آپ مسجد حرام میں داخل ہو چکے تھے، میں بھی آپؐ کے پیچھے چلا گیا، پہنچا تو آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جیسا کہ قریش کہتے ہیں یہ شخص شاعر ہے، فوراً ہی حضورؐ کی زبان سے سورۂ الحاقہ کی یہ آیت ادا ہوئی " اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ، وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ " (یہ ایک رسول کریم کا قول ہے، کسی شاعر کا قول نہیں۔)

پھر میں نے اپنے دل میں کہا شاعر نہیں تو کاہن ہے۔ اسی وقت آپؐ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے:۔ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ (اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے) قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو) تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔)

یہ سن کر اسلام میرے دل میں اترنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ الحاقہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے کافی پہلے نازل ہو چکی تھی۔ کیوں کہ اس واقعہ کے بعد بھی وہ ایک مدت تک ایمان نہیں لائے۔ متعدد واقعات ان کو متاثر کرتے رہے یہاں تک کہ اپنی بہن کے گھر میں وہ واقعہ پیش آیا جس نے ان کو ایمان کی منزل تک پہنچا دیا۔

○ اس کے بعد قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ وہ کس طرح برپا ہوگی۔ اس کے بعد وہ اصل مقصد بیان کیا گیا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی موجودہ زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی مقدر فرمائی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں نے یہ سمجھتے ہوئے دنیا میں زندگی بسر کی تھی کہ ایک دن انھیں اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے اور حساب کتاب دینا ہے اور موجودہ زندگی میں اچھے کام کر کے آخرت کی بھلائی کا سامان کر لیا تھا وہ اپنا معاملہ دیکھ کر خوش ہو جائیں گے اور جنھوں نے اللہ کا اور بندوں کا حق ادا نہیں کیا انھیں خدائی پکڑ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

○ بتایا گیا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ رسول اپنی طرف سے اس میں ایک لفظ بھی گھٹانے یا بڑھانے کا اختیار نہیں رکھتے یہ یقینی طور پر کلام برحق ہے، اس کا جھٹلانا اپنے انجام بد کو دعوت دینا ہے۔

آیاتہا ۵۲	۶۹	سُوْرَۃُ الْحَاقَّۃِ مَکِّیَّۃٌ	۷۸	فیہا رکوعان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

اَلْحَاقَّۃُ ① مَا الْحَاقَّۃُ ② وَمَآ اَدْرٰکَ مَا

اَلْحَاقَّۃُ	مَا الْحَاقَّۃُ	وَمَآ	اَدْرٰکَ	مَا
سچ مچ ہونے والی (بات)	کیا ہے قیامت؟	اور کیا	تم سمجھے	کیا ہے

سچ مچ ہونے والی قیامت! کیا ہے قیامت؛ اور تم کیا سمجھے کیا ہے

اَلْحَاقَّۃُ ③ کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَۃِ ④

اَلْحَاقَّۃُ	کَذَّبَتْ	ثَمُوْدُ	وَعَادٌ	بِالْقَارِعَۃِ
قیامت	جھٹلایا	ثمود	اور عاد	کھڑکھڑانے والی کو

قیامت؛ ثمود اور عاد نے کھڑکھڑانے والی (قیامت) کو جھٹلایا

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ⑤

فَاَمَّا	ثَمُوْدُ	فَاُهْلِكُوْا	بِالطَّاغِيَةِ	
پس جو	ثمود	تو وہ ہلاک کئے گئے	بڑی زور کی آواز سے	

پس جو ثمود (تھے) وہ بڑی زوردار آواز سے ہلاک کئے گئے

سُوْرَۃُ الْحَاقَّۃِ مَکِّیَّۃٌ
اِحْدٰی اَوْ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰیَۃً
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) اَلْحَاقَّۃُ ○ اَلْقِیٰمَۃُ الَّتِیْ یَحِقُّ فِیْہَا مَا اُنْکِرَ مِنَ الْبَعْثِ وَالْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ اَوِ الْمُظْهِرَۃُ لِذٰلِکَ

(۲) مَا الْحَاقَّۃُ ○ تَعْظِیْمٌ لِشَانِہَا وَہُمَا مُبْتَدَاٌ وَخَبَرٌ خَبَرُ الْحَاقَّۃِ

(۳) وَمَآ اَدْرٰکَ اَیْ اَعْلَمَکَ مَا الْحَاقَّۃُ ○ زِیَادَۃُ تَعْظِیْمٍ لِشَانِہَا

سورۂ حاقہ مکی ہے اس میں اکاون یا باون آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

(۱) اَلْحَاقَّۃُ مَا الْحَاقَّۃُ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْحَاقَّۃُ الخ قیامت جس میں ثابت ہو جائے گا حشر ونشر اور حساب اور جزا و سزا جس کا انکار کرتے تھے کفار یا مراد یہ کہ وہ قیامت جس میں یہ امور ظاہر ہو جاویں گے

(۲) کیسی بڑی ہولناک ہے قیامت۔

(۳) اور تو اے محمد کیا جانے کیا ہے قیامت۔

فَمَا الْاُوْلٰی مُبْتَدَأٌ وَمَا بَعْدَہٗ خَبَرُہٗ وَمَا الثَّانِیَۃُ وَخَبَرُھَا فِیْ مَحَلِّ الْمَفْعُوْلِ الثَّانِیْ لِاَدْرٰی

(۴) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ○ اَلْقِیَامَةُ لِاَنَّهَا تَقْرَعُ الْقُلُوْبَ بِاَهْوَالِهَا

(۴) ثمود اور عاد نے قیامت کو جھٹلایا جس کی ہولیں دلوں کو ہلاتی ہیں۔

(۵) فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ○ بِالصَّيْحَةِ الْمُجَاوِزَةِ لِلْحَدِّ فِي الشِّدَّةِ

(۵) لیکن ثمود پس وہ ہلاک کیے گئے ساتھ سخت آواز کے

تشریح

(۱) اَلْحَآقَّۃُ | وہ واقعہ جس کو لازماً پیش آنا ہے جس کا آنا برحق ہے۔ وہ واقعہ جو ہو کر رہے گا۔ یہ لفظ قیامت کے لیے استعمال کیا گیا ہے یعنی جو لوگ اس کو جھٹلا رہے ہیں ان کے جھٹلانے سے قیامت کی یہ گھڑی جس کا آنا ازل سے علم الٰہی میں مقرر ہو چکا ہے، ٹلے گی نہیں آکر رہے گی۔

(۲) کیا ہے وہ یقینی آنے والی چیز | وہ یقینی آنے والی چیز جب کہ حق باطل سے الگ ہو جائے گا، تمام حقائق اپنے پورے کمال کے ساتھ نمایاں ہوں گے۔ وہ ہونی شدنی کیا ہے۔

(۳) تم کیا جانو وہ کیا ہے ؟ | کوئی کتنا بھی سوچے اس کے زہرہ گداز مناظر کا ادراک نہیں کر سکتا۔ وہ ہولناک مناظر جن سے پتا پانی ہو جائے ان کا کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ صرف بطور نمونہ اس قیامت کبریٰ کا نشان دینے کے لئے چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ جب چھوٹی قیامتوں کا یہ حال ہے تو وہ بڑی قیامت کیسی ہوگی۔

(۴) ثمود و عاد نے قیامت کا انکار کیا | قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ جن قوموں نے آخرت کا انکار کر کے اسی دنیا کی زندگی کو اصل زندگی سمجھا اور اس بات کو جھٹلایا کہ کبھی قیامت قائم ہوگی، مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ ہوگا اور آخر کار اسے اللہ کی عدالت میں پیش ہو کر دنیا میں کئے ہوئے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ وہ سخت اخلاقی بگاڑ میں مبتلا ہوئیں اور وہ بگاڑ یہاں تک پہنچا کہ اللہ کے عذاب نے آکر دنیا کو ان کے وجود سے پاک کر دیا۔

ایسی قوموں میں عاد اور ثمود دو قومیں گزری ہیں جنھوں نے اس آنے والی گھڑی کو جھٹلایا تھا جو تمام زمین و آسمان چاند، سورج، پہاڑوں اور انسانوں کو کوٹ کر رکھ دے گی اور سخت سے سخت مخلوق کو ریزہ ریزہ کر ڈالے گی انھوں نے قَارِعَۃ (کوٹنے والی چیز) یعنی قیامت کو جھٹلایا پھر دیکھ لو ان دونوں قوموں کا کیا انجام ہوا۔

آخرت کو نہ ماننے کے نتیجے میں ان کے اخلاق بگڑتے گئے۔ کمزوروں پر زیادتی کرنے لگے، لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا۔ اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کا سانس لینا مشکل ہو گیا۔ آخر اللہ کا عذاب آپہنچا۔

(۵) قوم ثمود کو ایک سخت حادثے میں ہلاک کر دیا گیا | قوم ثمود کا یہ حال ہوا کہ ایک سخت بھونچال اور زلزلہ اس کے ساتھ ایک سخت آواز اور اس کے ساتھ سب کچھ تہہ و بالا۔ پوری بستی ختم کر دی گئی۔ وہ ایک زبردست زلزلہ تھا اس کے ساتھ زور کا دھماکہ تھا۔ عذاب کے کڑکے تھے، دیکھتے دیکھتے ساری بستی ختم ہو چکی تھی۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا

وَاَمَّا	عَادٌ	فَاُهْلِكُوْا	بِرِيْحٍ	صَرْصَرٍ	عَاتِيَةٍ	سَخَّرَهَا
اور جو	عاد	تو وہ ہلاک کئے گئے	ہوا سے	تند و تیز	حد سے زیادہ بڑھی ہوئی	اس نے اس کو مسخر کیا

اور جو عاد (تھے) تو وہ ہلاک کئے گئے تند و تیز ہوا سے حد سے زیادہ بڑھی ہوئی۔ اس (اللہ) نے اس

عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى

عَلَيْهِمْ	سَبْعَ لَيَالٍ	وَّثَمٰنِيَةَ	اَيَّامٍ	حُسُوْمًا	فَتَرَى
ان پر	سات رات	اور آٹھ	دن	لگاتار	پھر تو دیکھتا

(آندھی) کو اُن پر لگاتار سات رات اور آٹھ دن مسلط کر دیا پس تو اس قوم کو اس پر (یوں) گری

الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾

الْقَوْمَ	فِيْهَا	صَرْعٰى	كَاَنَّهُمْ	اَعْجَازُ	نَخْلٍ	خَاوِيَةٍ
قوم	اس میں	گری ہوئی	گویا وہ	تنے	کھجور	کھوکھلے

ہوئی دیکھتا گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ

فَهَلْ تَرٰى	لَهُمْ	مِّنْ بَاقِيَةٍ	وَجَآءَ	فِرْعَوْنُ	وَمَنْ قَبْلَهٗ
تو کیا تو دیکھتا ہے	ان کا	کوئی بقیہ	اور آیا	فرعون	اور اس کے پہلے لوگ

تو کیا تو ان کا کوئی بقیہ دیکھتا ہے؟ اور فرعون آیا اور اس سے پہلے کے لوگ

وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿٩﴾

وَالْمُؤْتَفِكٰتُ	بِالْخَاطِئَةِ
اور اُلٹی ہوئی بستیوں والے	خطاؤں کے ساتھ

اور اُلٹی ہوئی بستیوں والے خطاؤں کے ساتھ۔

﴿٦﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ شَدِيْدَةِ الصَّوْتِ عَاتِيَةٍ قَوِيَّةٍ شَدِيْدَةٍ عَلٰى عَادٍ مَعَ قُوَّتِهِمْ وَشِدَّتِهِمْ

﴿٦﴾ اور لیکن عاد سو ہلاک کئے گئے ساتھ سخت آندھی کے جو عاد پر نہایت سخت اور قوی تھی باوجود ان کی قوت اور سختی کے

﴿٧﴾ سَخَّرَهَا اَرْسَلَهَا بِالْقَهْرِ عَلَيْهِمْ سَبْعَ

﴿٧﴾ اس ہوا کو اللہ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن چلایا۔

لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ أَوَّلُهَا مِنْ صُبْحِ يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ لِثَمَانٍ بَقِيْنَ مِنْ شَوَّالٍ وَكَانَتْ فِي عَجُزِ الشِّتَاءِ حُسُوْمًا مُتَتَابِعَاتٍ شُبِّهَتْ بِتَتَابُعِ فِعْلِ الْحَاسِمِ فِي إِعَادَةِ الْكَيِّ عَلَى الدَّاءِ كَرَّةً بَعْدَ أُخْرٰى حَتّٰى يَنْحَسِمَ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى مَطْرُوْحِيْنَ هَالِكِيْنَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ سَاقِطَةٍ فَارِغَةٍ

۲۲ تاریخ شوال کو بدھ کی صبح کو وہ ہوا شروع ہوئی آخر ایام سردی میں پے در پے۔

سو دیکھے تو ان لوگوں کو پچھڑے ہوئے۔ مراد اس ہوا میں گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کے درختوں کی جو گری پڑی ہوں خالی۔

(۸) فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝ صِفَةُ نَفْسٍ مُقَدَّرَةٍ وَالتَّاءُ لِلْمُبَالَغَةِ أَيْ بَاقٍ لَا

(۸) سو کیا تو دیکھتا ہے ان میں کوئی آدمی باقی رہنے والا۔

(۹) وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ أَتْبَاعُهُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْقَافِ وَسُكُوْنِ الْبَاءِ أَيْ مَنْ تَقَدَّمَهُ مِنَ الْأُمَمِ الْكَافِرَةِ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ أَيْ أَهْلُهَا وَهِيَ قُرٰى قَوْمِ لُوْطٍ بِالْخَاطِئَةِ ۝ بِالْفَعَلَاتِ ذَاتِ الْخَطَاءِ

(۹) اور لایا فرعون اور اس کے پیرو یا وہ امتیں جو اس سے پہلے گذریں کافروں میں سے۔

اور قوم لوط کی بستیوں والے

افعال بد اور گناہوں کے ساتھ۔

تشریح

(۶) قوم عاد کا انجام | دوسری قوم عاد تھی۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ ایک شدید طوفانی آندھی سے تباہ کردی گئی۔

(۷) یہ آندھی سات رات آٹھ دن چلتی رہی | یہ طوفانی آندھی ان کے اوپر مسلسل سات رات اور آٹھ دن مسلط رہی۔ ہوا اتنی تیز و تند تھی کہ اس پر کسی کا قابو نہ چلتا تھا۔ پوری بستی کا یہ حال ہوگیا جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں ــــــ یہ اس قوم کا حال ہوا جو کہتی تھی مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (ہم سے بڑھ کر طاقت والا کون ہے؟)

(۸) کیا ان میں سے کوئی باقی بچا | وہ قوم جس کے سر میں غرور بھرا ہوا تھا جو اپنے سامنے کسی کو کچھ سمجھتی نہ تھی، کیا ان میں سے کوئی باقی بچا نظر آتا ہے۔

(۹) فرعون کے غرور کا انجام | عاد اور ثمود کی طرح اسی خطائے عظیم کا ارتکاب فرعون اور اس سے پہلے کے لوگوں نے اور تلپٹ ہوجانے والی بستیوں جیسے قوم نوح، قوم شعیب اور قوم لوط جن کی بستیاں الٹ دی گئیں تھیں، انھوں نے کیا۔

فَعَصَوۡا رَسُوۡلَ رَبِّہِمۡ فَاَخَذَہُمۡ اَخۡذَۃً رَّابِیَۃً ⑩

فَعَصَوۡا	رَسُوۡلَ + رَبِّہِمۡ	فَاَخَذَہُمۡ	اَخۡذَۃً	رَّابِیَۃً
سوانھوں نے نافرمانی کی	اپنے رب کے رسول کی	تو انھیں پکڑا	گرفت	سخت

سو انھوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تو انھیں سخت گرفت نے پکڑا

اِنَّا لَمَّا طَغَا الۡمَآءُ حَمَلۡنٰکُمۡ فِی الۡجَارِیَۃِ ⑪ لِنَجۡعَلَہَا

اِنَّا + لَمَّا	طَغَا + الۡمَآءُ	حَمَلۡنٰکُمۡ	فِیۡ	الۡجَارِیَۃِ	لِنَجۡعَلَہَا
بیشک جب	طغیانی پر آیا پانی	ہم نے تمہیں سوار کیا	میں	کشتی	تاکہ ہم اس کو بنائیں

بیشک جب پانی طغیانی پر آیا ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا تاکہ ہم اُسے تمہارے

لَکُمۡ تَذۡکِرَۃً وَّ تَعِیَہَاۤ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ ⑫

لَکُمۡ	تَذۡکِرَۃً	وَّ تَعِیَہَاۤ	اُذُنٌ	وَّاعِیَۃٌ
تمہارے لئے	یادگار	اور اُسے یاد رکھے	کان	یاد رکھنے والا

لئے یادگار بنائیں ، اور یاد رکھنے والا کان اسے یاد رکھے۔

⑩ فَعَصَوۡا رَسُوۡلَ رَبِّہِمۡ اَیۡ لُوۡطًا
وَغَیۡرَہٗ فَاَخَذَہُمۡ اَخۡذَۃً رَّابِیَۃً ○
زَائِدَۃً فِی الشِّدَّۃِ عَلٰی غَیۡرِہَا

⑪ اِنَّا لَمَّا طَغَا الۡمَآءُ عَلٰی فَوۡقَ کُلِّ شَیۡءٍ
مِنَ الۡجِبَالِ وَغَیۡرِہَا زَمَنَ الطُّوۡفَانِ
حَمَلۡنَاکُمۡ یَعۡنِیۡ اٰبَاءَکُمۡ اِذۡ اَنۡتُمۡ
فِیۡ اَصۡلَابِہِمۡ فِی الۡجَارِیَۃِ ○ اَلسَّفِیۡنَۃُ
الَّتِیۡ عَمِلَہَا نُوۡحٌ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ
عَلَیۡہِ وَنَجَا ہُوَ وَمَنۡ کَانَ مَعَہٗ فِیۡہَا
وَغَرِقَ الۡبَاقُوۡنَ

⑫ لِنَجۡعَلَہَا اَیۡ ہٰذِہِ الۡفَعۡلَۃَ
وَہِیَ اِنۡجَاءُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
وَاِہۡلَاکُ الۡکَافِرِیۡنَ
لَکُمۡ تَذۡکِرَۃً عِظَۃً وَّ

⑩ سو نافرمانی کی ان لوگوں نے اپنے رب کے پیغمبر کی یعنی لوط وغیرہ کی پس پکڑا ان کو سخت پکڑنے۔

⑪ بیشبہ جس وقت طوفان کے زمانے میں پانی ہر چیز کے اوپر چڑھ گیا۔
ہم نے تم کو سوار کیا یعنی تمہارے باپ دادوں کو جبکہ تم ان کی شرکت میں تھے۔ اس کشتی میں جس کو نوح علیہ السلام نے بنایا تھا اور نجات پائی نوح نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے۔ اور باقی سب غرق ہوگئے۔

⑫ یہ ایمان والوں کو نجات دینا اور کافروں کو ہلاک کرنا اس لئے کہ ہم اس فعل کو باعث نصیحت کریں دوسروں کے لئے

اور تاکہ ....

تَعِيَهَا لِنَجْعَلَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○ حافظة لما تسمع

یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں جو یاد رکھتے ہیں ہر اس چیز کو جس کو سُنیں۔

تشریح

(۱۰) ان سب کا قصور یہ تھا کہ انھوں نے رسول کی بات نہ مانی | یہ سب قومیں جو تباہی سے دوچار ہوئیں ان سب کا مشترکہ گناہ یہ تھا کہ انھوں نے ہمارے رسولوں کی بات نہیں مانی۔ رسول جب سچائی کی دعوت لے کر آتے ہیں اور حق وصداقت کا پیغام دیتے ہیں اس کو نہ ماننے کا نتیجہ اور اس کی مخالفت کا انجام ہر دور میں یہی ہوا ہے۔

○ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا نظام حق پر بنایا۔ یہاں ہر چیز عدل پر قائم ہے جب کوئی یہ توازن بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے نظامِ کائنات میں فساد برپا ہوجاتا ہے۔ اللہ کے بندے اللہ کی زمین پر آزادی اور امن چین کے ساتھ رہیں یہی اللہ کو پسند ہے۔ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے، کوئی کسی کی آزادی کو چھیننے کی کوشش نہ کرے ۔ جب کوئی قوم اپنے غرور میں مبتلا ہوکر ایسی حرکتیں کرنے لگتی ہے جس سے شر و فساد پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ خبردار کرنے کے لئے اپنے رسولوں کو بھیجتے ہیں وہ آکر لوگوں کو سمجھاتے ہیں، ہدایت پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب اس وقت تک نہیں آتا جب تک حجت تمام نہیں ہوجاتی۔ اور کوئی قوم اصلاح کے سارے راستے بند کر کے نہیں بیٹھ جاتی۔

جب پاپ کی ہنڈیا بھر جاتی ہے اور اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی تو اللہ کی طرف سے اس قوم پر عذاب کا فیصلہ ہوتا ہے تاکہ مظلوم قوموں کو ان ظالموں سے نجات ملے اور زمین کو پاک کردیا جائے۔

قوموں کی پوری تاریخ یہی بتاتی ہے اور اسی کی طرف قرآن مجید کی یہ آیات اشارہ کررہی ہیں کہ جب ان قوموں نے ہمارے رسولوں کی باتیں نہیں مانیں تو ہم نے ان کو سختی کے ساتھ پکڑا۔

(۱۱) طوفانِ نوح میں نوحؑ پر ایمان لانے والوں کو بچالیا گیا تھا | طوفانِ نوح میں ایک پوری قوم اسی خطائے عظیم کی وجہ سے غرق کردی گئی تھی کہ صدیوں تک ہمارا رسول ان کو سمجھاتا رہا لیکن یہ لوگ باز آکر نہ دیئے۔ آخر پانی کا طوفان آیا اور جب وہ طوفان حد سے گزر گیا تو ہم نے ان لوگوں کو جو رسول پر ایمان لائے تھے کشتی میں سوار کردیا تھا۔ اگرچہ وہ لوگ جو کشتی میں سوار کئے گئے تھے ہزاروں برس پہلے گزر چکے تھے، لیکن چونکہ بعد کی پوری نسل انھیں کشتی میں بچنے والوں کی اولاد ہے اس لئے فرمایا کہ ہم نے تم کو کشتی میں سوار کرادیا۔ یعنی آج دنیا میں تمہارا وجود اسی لئے ہے کہ تمہارے آباء و اجداد کو جو ایمان لے آئے تھے بچالیا گیا اور منکرین کو غرق کردیا گیا۔

اس زبردست طوفان میں بظاہر اسباب تم انسانوں میں سے کوئی بھی نہ بچ سکتا تھا یہ ہماری قدرت اور ہمارا انعام و احسان تھا کہ منکرین کو غرق کرکے نوحؑ کو مع ان کے ساتھیوں کے بچالیا —— ایسے طوفانِ عظیم میں ایک کشتی کے سلامت رہنے کی کیا توقع ہوسکتی تھی۔

(۱۲) ہم نے اس کو ایک سبق آموز یادگار بنادیا | اس زبردست طوفان میں ایک کشتی کا سلامت رہنا ہم نے اس کو ایک سبق آموز یادگار بنادیا تاکہ یاد رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھ سکیں یعنی لوگ اس واقعہ کو سن کر یاد رکھیں، اس سے عبرت حاصل کریں اور یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ ہم پر ایک زمانے میں یہ احسان ہوا ہے اور سمجھیں کہ جس طرح دنیا کے ہنگامۂ دار و گیر میں فرماں برداروں کو نافرمان مجرموں سے علیحدہ رکھا جاتا ہے، یہی حال قیامت کے ہولناک ہنگامے میں ہوگا۔

آگے اسی کی طرف کلام کو منتقل کیا جارہا ہے۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ (۱۳) وَّحُمِلَتِ

وَّحُمِلَتِ	وَّاحِدَةٌ	نَفْخَةٌ	فِي الصُّورِ	فَاِذَا + نُفِخَ
اور اٹھائی جائے گی	یک بارگی	پھونک	صور میں	پس جب پھونکی جائے گی

پس جب پھونکی جائے گی صور میں یک بارگی پھونک اور اٹھالی جائے گی

الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً (۱۴)

وَّاحِدَةً	دَكَّةً	فَدُكَّتَا	وَالْجِبَالُ	الْأَرْضُ
یک بارگی	ریزہ ریزہ	پس ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے	اور پہاڑ	زمین

زمین اور پہاڑ پس وہ یکبارگی ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (۱۵)

	الْوَاقِعَةُ	وَّقَعَتِ	فَيَوْمَئِذٍ
	وہ ہونے والی	ہو پڑے گی	پس اس دن

پس اس دن وہ ہونے والی ہو پڑے گی۔

(۱۳) فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ لِلْفَصْلِ بَيْنَ الْخَلَائِقِ وَهِيَ الثَّانِيَةُ

(۱۳) پھر جس وقت پھونکا جاوے گا صور میں دوسرا نفخہ خلقت میں فیصلہ کرنے کو۔

(۱۴) وَّحُمِلَتِ رُفِعَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دُقَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○

(۱۴) اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے۔

(۱۵) فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ قَامَتِ الْقِيَامَةُ

(۱۵) پس اس وقت ہو پڑے گی قیامت

تشریح

(۱۳) جب صور پھونکا جائے گا | جب قیامت کا پہلا مرحلہ آئے گا اللہ کی طرف سے حضرت اسرافیل ؑ کو حکم ہوگا کہ وہ صور پھونکیں جب ایک دفعہ صور میں پھونک ماردی جائے گی سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

(۱۴) زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے | یہ زمین اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے سب کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

(۱۵) وہی قیامت کا وقت ہوگا | اس روز ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا یعنی قیامت جس کی خبر دی جا رہی تھی۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ ۙ (١٦) وَّالْمَلَكُ عَلٰٓی

وَانْشَقَّتِ	السَّمَآءُ	فَهِیَ	یَوْمَئِذٍ	وَّاهِیَةٌ	وَالْمَلَكُ	عَلٰی
اور پھٹ جائے گا	آسمان	تو وہ	اس دن	بالکل کمزور	اور فرشتے	پر

اورآسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن بالکل کمزور ہوگا اور فرشتے (آجائیں گے) اُس کے

اَرْجَآئِهَا ؕ وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ (١٧)

اَرْجَآئِهَا	وَیَحْمِلُ	عَرْشَ + رَبِّكَ	فَوْقَهُمْ	یَوْمَئِذٍ	ثَمٰنِیَةٌ
اس کے کناروں	اور وہ اٹھائیں گے	تمہارے رب کا عرش	اپنے اوپر	اس دن	آٹھ

(آسمان کے) کناروں پر اور آٹھ فرشتے تمہارے رب کا عرش اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ خَافِیَةٌ (١٨) فَاَمَّا مَنْ

یَوْمَئِذٍ	تُعْرَضُوْنَ	لَا تَخْفٰی	مِنْكُمْ	خَافِیَةٌ	فَاَمَّا + مَنْ
جس دن	تم پیش کیے جاؤ گے	نہ پوشیدہ رہے گی	تم سے تمہاری	(کوئی چیز) پوشیدہ	پس جس کو

جس دن تم پیش کیے جاؤ گے تمہاری کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے گی۔ پس جس کو اس کا

اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ (١٩)

اُوْتِیَ	كِتٰبَهٗ	بِیَمِیْنِهٖ	فَیَقُوْلُ	هَآؤُمُ	اقْرَءُوْا	كِتٰبِیَهْ
دیا گیا	اس کی کتاب (اعمال نامہ)	اس کے دائیں ہاتھ میں	تو وہ کہے گا	لو	پڑھو	میرا اعمال نامہ

اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (دوسروں کو) کہے گا لو پڑھو میرا اعمال نامہ

اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ (٢٠) فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ (٢١)

اِنِّیْ + ظَنَنْتُ	اَنِّیْ + مُلٰقٍ	حِسَابِیَهْ	فَهُوَ	فِیْ	عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ
میں یقین رکھتا تھا	کہ میں ملوں گا	اپنے حساب سے	پس وہ	میں	پسندیدہ زندگی

بے شک میں یقین رکھتا تھا کہ میں اپنے حساب سے ملوں گا۔ پس وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا

(١٦) وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ
وَّاهِیَةٌ ○ ضَعِیْفَةٌ

(١٧) وَالْمَلَكُ یعنی الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰٓی
اَرْجَآئِهَا جَوَانِبِ السَّمَآءِ وَیَحْمِلُ
عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ اَیِ الْمَلٰٓئِكَةِ

(١٦) اور ٹوٹ پھوٹ جاویں گے آسمان سو وہ اس روز ضعیف
ہوں گے۔

(١٧) اور فرشتے آسمان کے کناروں پر ہوں گے اور تیرے
پروردگار کا عرش اس روز آٹھ فرشتے یا آٹھ جماعتیں
فرشتوں کی اپنے اوپر اٹھاویں گے۔

الشَّيْنَ كُوْرِيْنَ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ○
مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اَوْ مِنْ فَوْقِهِمْ
(۱۸) يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لِلْحِسَابِ لَا تَخْفٰى بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ○ مِنَ السَّرَائِرِ

(۱۸) اس روز پیش کئے جاؤ گے تم حساب کے لئے کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی نہ رہے گی۔

(۱۹) فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ خِطَابًا بِجَمَاعَتِهٖ لِمَا سُرَّ بِهٖ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ○ تَنَازَعَ فِيْهِ هَاؤُمُ وَاقْرَءُوْا

(۱۹) پس جس کو اس کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ملیں گے وہ کہے گا۔

لیجو پڑھیو میری کتاب۔

(۲۰) اِنِّيْ ظَنَنْتُ تَيَقَّنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ○

(۲۰) بیشک مجھ کو یقین تھا کہ میں بالضرور اپنے حساب سے ملنے والا ہوں۔

(۲۱) فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ مَرْضِيَّةٍ

(۲۱) سو یہ شخص عیش پسندیدہ میں ہوگا۔

تشریح

(۱۶) آسمان پھٹ جائے گا | اس دن آسمان پھٹ جائے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔ یہ آسمان جو اتنا مضبوط اور مستحکم ہے کہ لاکھوں سال گذرنے پر بھی کہیں ذرا سا شگاف نہیں پڑا، اس روز پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

(۱۷) عرش کے اٹھانے والے | جب آسمان درمیان سے پھٹنا شروع ہوگا تو فرشتے اس کے کناروں پر چلے جائیں گے۔ اس روز آٹھ فرشتے تیرے رب کا عرش اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اب عرش عظیم کو چار فرشتے اٹھا رہے ہیں جن کی نوعیت کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اس دن چار اور ہوں گے اور آٹھ فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

○ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حکومت اور فرماں روائی کا تصور دلانے کے لئے لوگوں کے سامنے وہی نقشہ پیش کیا گیا ہے جو دنیا میں بادشاہی کا نقشہ ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے وہی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں جو انسانی زبانوں میں سلطنت اور اس کے لوازمات کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ کیونکہ انسانی ذہن اسی نقشے کی مدد سے کسی حد تک کائنات کی سلطانی کے معاملات کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اصل حقیقت کو انسانی فہم سے قریب تر کرنے کے لئے ہے۔ اس کو بالکل لفظی معنوں میں نہیں لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے، ہمیں سمجھانے کے لئے وہ لفظ استعمال کئے ہیں جن سے ہم اللہ کی حکومت اور اس کی بادشاہت کا تصور کر سکیں ورنہ اللہ تعالیٰ کسی جگہ محدود نہیں
کا عرش ان کی شان کے لائق ہے اور وہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

نفخ صور دو مرتبہ ہوگا۔ پہلی مرتبہ میں سب کے ہوش اڑ جائیں گے پھر زندے تو مردہ ہو جائیں گے اور جو مردے تھے ان کی روحوں پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی ـــــ اس کے بعد دوسرا نفخہ ہوگا جس سے مردوں کی روحیں بدن کی طرف واپس آ جائیں گی اور بے ہوشوں کو افاقہ ہوگا۔ اس وقت محشر کے عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہو کر تکتے رہیں گے پھر خداوند قدوس کی پیشی میں تیزی کے ساتھ حاضر کئے جائیں گے۔

(۱۸) دہ پیشی کا دن ہوگا | اس دن اللہ کی عدالت میں حاضر کئے جاؤ گے اور کسی کی کوئی نیکی یا بدی چھپی نہ رہے گی سب کچھ منظر عام پر آجائے گا دنیا میں جو کچھ عمل کئے ہیں ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ اور پورے انصاف کے ساتھ عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔

مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ
(جس نے کوئی چھوٹی سی نیکی کی ہوگی وہ بھی اس کے سامنے آجائے گی۔ اور جس نے کوئی چھوٹی سی برائی کی ہوگی وہ بھی سامنے آجائے گی۔)

غرض کوئی راز چھپا نہ رہ جائے گا۔

(۱۹) اعمال نامے کا سیدھے ہاتھ میں دینا نجات کی علامت ہوگی | اس دن اعمال نامے تقسیم کئے جائیں گے جس کے سیدھے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ اس کا حساب ٹھیک ٹھاک ہے اور وہ اللہ کی عدالت میں نیک انسان کی حیثیت سے پیش ہو رہا ہے۔

یہ بات کہ آدمی کس حیثیت سے اللہ کے یہاں جا رہا ہے اس کا اندازہ موت کے وقت ہی ہوجاتا ہے پھر آگے کے تمام مرحلوں میں، قبر میں سوال وجواب، عالم برزخ میں اس کے ساتھ سلوک، یہ سب چیزیں بتادیتی ہیں کہ وہ اللہ کے حضور میں کس حیثیت سے حاضر ہو رہا ہے۔

داہنی طرف والوں کو نیکی کا تمغہ ملے گا۔ یہ لوگ عرش الٰہی کے دائیں طرف ہوں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقعہ پر جب حضرت آدمؑ کو دیکھا کہ ان کے داہنی طرف کچھ لوگ ہیں اور ان کے بائیں طرف کچھ لوگ ہیں۔ وہ داہنی طرف والوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف والوں کو دیکھ کر غمگین ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے بتایا کہ داہنی طرف والے ان کی جنتی اولاد ہیں اور بائیں طرف والے وہ ہیں جو دوزخ میں جائیں گے۔

عرب میں دائیں طرف والے عزت کی علامت سمجھے جاتے ہیں، اچھے کام داہنے ہاتھ سے کئے جاتے ہیں۔ تو یہ اصحاب یمین، داہنی طرف والے اچھے لوگ ہوں گے۔ جب ان کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا جو اُن کے نجات یافتہ ہونے کی علامت ہے تو یہ خوشی کے مارے اپنا اعمال نامہ اپنے ساتھیوں کو دکھائیں گے "لو دیکھو پڑھو میرا نامۂ اعمال"۔ جیسا کہ سورۂ انشقاق میں ارشاد ہوا ہے۔ وَيَنْقَلِبُ إِلٰٓى أَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا۔ (آیت ۹)
(اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔) یعنی اس کے اہل وعیال، رشتہ دار اور ساتھی جو اسی کی طرح معاف کئے گئے ہوں گے ان کو خوش بہ خوش اپنا نامۂ اعمال دکھاتا پھرے گا

(۲۰) میں سمجھتا تھا کہ مجھے اللہ کے حضور میں حاضر ہونا ہے | میں نے دنیا میں خیال رکھا تھا کہ ایک دن ضرور میرا حساب کتاب ہونا ہے۔ میں آخرت سے غافل نہ تھا۔ میں حساب کتاب سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا آج اس ایمان کا نتیجہ میرے سامنے ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے میرا حساب بالکل صاف ہے۔

(۲۱) وہ دل پسند عیش میں ہوگا | وہ جس نے دنیا میں اس احساس کے ساتھ زندگی گذاری تھی کہ مجھے اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونا ہے، میرا حساب کتاب ہونا ہے۔ آج داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ پاکر خوشی سے پھولا نہیں سماتا ـــــ اپنا نامہ اعمال اپنے لوگوں کو دکھا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اللہ نے مجھے میرے ایمان کا انعام عطا کیا ہے ـــــ وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ آرام وعیش کی زندگی گذار رہا ہوگا۔

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

فِيْ	جَنَّةٍ + عَالِيَةٍ	قُطُوْفُهَا	دَانِيَةٌ	كُلُوْا	وَاشْرَبُوْا
میں	بہشت بریں	جس کے میوے	قریب	تم کھاؤ	اور تم پیو

بہشت بریں میں جس کے میوے قریب (جھکے ہوئے) تم مزے سے کھاؤ

هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا

هَنِيْٓـًٔا	بِمَا + اَسْلَفْتُمْ	فِيْ	الْاَيَّامِ	الْخَالِيَةِ	وَ اَمَّا
مزے سے	اس کے بدلے جو تم نے بھیجا	میں	ایام	گذرے ہوئے	اور رہا

اور پیو، اس کے بدلے جو تم نے (دنیا کے) گذرے ہوئے ایام میں بھیجا ہے۔ اور رہا وہ

مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ

مَنْ	اُوْتِيَ + كِتٰبَهٗ	بِشِمَالِهٖ	فَيَقُوْلُ	يٰلَيْتَنِيْ
جو جس	اس کا اعمال نامہ دیا گیا	اس کے بائیں ہاتھ میں	تو وہ کہے گا	اے کاش

جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا اے کاش!

لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾

لَمْ اُوْتَ	كِتٰبِيَهْ	وَلَمْ + اَدْرِ	مَا + حِسَابِيَهْ
مجھے نہ دیا جاتا	میرا اعمال نامہ	اور میں نہ جانتا	کیا ہے میرا حساب؟

مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے؟

﴿۲۲﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○
﴿۲۳﴾ قُطُوْفُهَا ثِمَارُهَا دَانِيَةٌ ○ قَرِيْبَةٌ يَتَنَاوَلُ مِنْهَا الْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ فَيُقَالُ لَهُمْ
﴿۲۴﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا حَالٌ اَيْ مُتَهَنِّئِيْنَ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ○ الْمَاضِيَةِ فِي الدُّنْيَا
﴿۲۵﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ

﴿۲۲﴾ بلند باغ میں۔
﴿۲۳﴾ کہ جس کے پھل پاس ہوں گے کھڑا ہونے والا اور بیٹھنے والا اور لیٹنے والا سب اس کو توڑ سکیں گے پس ان سے کہا جائے گا۔
﴿۲۴﴾ کھاؤ اور پیو خوش گوار بسبب ان اعمال کے جو تم نے گذشتہ ایام میں کئے
یعنی دنیا میں۔
﴿۲۵﴾ اور لیکن وہ شخص جس کو اس کی کتاب بائیں ہاتھ میں دی جاوے گی،

بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ سو وہ کہے گا اے کاش میں نہ دیا جاتا اپنی کتاب۔

۲۶ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ ۲۶ اور نہیں جانتا میں کیا ہے حساب میرا۔

تشریح

(۲۲) عالی مقام جنت میں | اونچے مقام والی جنت میں اس کا ٹھکانا ہوگا۔ مزے کی زندگی ہوگی۔ کوئی غم و فکر پاس نہ ہوگا ہر طرح کی لذتیں کھانے پینے کے سامان اور میوے۔

(۲۳) جس کے گچھے جھکے پڑرہے ہوں گے | وہ جنت جس کے باغوں میں ایسے پھل ہوں گے جس کے گچھے جھکے پڑرہے ہوں گے۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر حالت میں آسانی کے ساتھ چنے جاسکتے ہیں۔

(۲۴) اچھے کاموں کے بدلے میں مزے کرو | ان سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم نے اللہ کے لئے اپنے نفس کی خواہشوں کو روکا تھا اور بھوک پیاس کی تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ آج کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ خوب مزے سے کھاؤ پیو۔ نہ بدہضمی ہوگی نہ بیماری، نہ طبیعت میں بھاری پن، اور نہ نعمت کے زوال کا کھٹکا اور نہ موت کا دھڑکا۔

(۲۵) وہ لوگ جن کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا | اوپر ان لوگوں کا بیان گزرا جن کا اعمال نامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور یہ خوش نصیب نجات یافتہ لوگ ہوں گے۔

اب ان لوگوں کا بیان ہے جن کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا سورۂ انشقاق میں ارشاد ہوا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۔ (آیت ۱۰) (وہ شخص جن کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا) اور یہاں سورۂ حاقہ میں ارشاد ہو رہا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ (اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔)

غالباً اس کی صورت یہ ہوگی کہ یہ اندازہ تو ہر شخص کو موت کے ساتھ ہی ہو جائے گا کہ وہ اپنے رب کے پاس کس حال میں جا رہا ہے۔ وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے پہلے ہی مایوس ہوگا اور اسے معلوم ہوگا کہ مجھے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملنے والا ہے۔ اس لئے سارے لوگوں کے سامنے اسے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال لیتے ہوئے ذلت محسوس ہوگی اور وہ اپنا ہاتھ پیچھے کرلے گا۔ مگر اس کا کچا چٹھا اسے پکڑا ہی دیا جائے گا، چاہے وہ ہاتھ آگے بڑھا کر لے یا پیٹھ کے پیچھے چھپا کرلے۔

یا یہ کہ وہ بایاں ہاتھ بڑھا کر نامۂ اعمال لے لے گا اور فوراً پیٹھ کے پیچھے چھپا لے گا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے۔

اور وہ کہے گا کہ کاش مجھے یہ نامۂ اعمال دے کر میدانِ حشر میں سب کے سامنے ذلیل نہ کیا جاتا۔

(۲۶) کاش حساب ہی نہ ہوتا | مجھے کبھی خیال ہی نہیں آیا تھا کہ مجھے ایک دن پروردگار کے سامنے حساب بھی دینا ہوگا اور میں غفلت میں زندگی گزار کر آیا ـــــ آج اسی کا نتیجہ میرے سامنے ہے۔ کاش یہ حساب کتاب کا چکر چلا ہی نہ ہوتا اور مجھے اپنا حساب معلوم ہی نہ ہوتا۔

يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾

يٰلَيْتَهَا	كَانَتْ	الْقَاضِيَةَ	مَآ اَغْنٰى	عَنِّىْ	مَالِيَهْ
اے کاش	(موت) ہوتی	قصہ چکا دینے والی	کام نہ آیا	میرے	میرا مال

اے کاش (موت ہی قصہ چکا دینے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کام نہ آیا

هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ

هَلَكَ	عَنِّىْ	سُلْطٰنِيَهْ	خُذُوْهُ	فَغُلُّوْهُ	ثُمَّ
جاتی رہی	مجھ سے	میری بادشاہی	تم اس کو پکڑو	پس اسے طوق پہناؤ	پھر

میری بادشاہی مجھ سے جاتی رہی۔ (فرشتوں کو حکم ہوگا) تم اس کو پکڑو، اسے طوق پہناؤ۔ پھر

الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

الْجَحِيْمَ	صَلُّوْهُ	ثُمَّ	فِىْ + سِلْسِلَةٍ	ذَرْعُهَا
جہنم	اسے ڈال دو	پھر	ایک زنجیر میں	جس کی پیمائش

اسے جہنم میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کی پیمائش

سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾

سَبْعُوْنَ	ذِرَاعًا	فَاسْلُكُوْهُ	
ستر	ہاتھ	پس تم اس کو جکڑ دو	

ستر ہاتھ ہے پس تم اس کو جکڑ دو۔

(۲۷) يَا لَيْتَهَا اَىِ الْمَوْتَةُ فِى الدُّنْيَا
كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○ اَلْقَاطِعَةُ
لِحَيَاتِىْ بِاَنْ لَّا اُبْعَثُ
(۲۸) مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ○
هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطَانِيَهْ ○
قُوَّتِىْ وَحُجَّتِىْ وَهَاءُ كِتَابِيَهْ وَ
حِسَابِيَهْ وَمَالِيَهْ وَسُلْطَانِيَهْ
لِلسَّكْتِ تَثْبُتُ وَقْفًا وَّوَصْلًا
اِتِّبَاعًا لِّمُصْحَفِ الْاِمَامِ وَالنَّقْلِ
وَمِنْهُمْ مَّنْ حَذَفَهَا وَصْلًا

(۲۷) اے کاش وہ موت جو دنیا میں پیش آئی میری زندگی کو قطع کر دیتی اس طرح کہ میں زندہ کر کے دوبارہ نہ اٹھایا جاتا۔

(۲۸) میرے لئے میرا مال کچھ کام نہ آیا۔

(۲۹) جاتی رہی مجھ سے میری قوت اور حجت۔

(۳۰) خُذُوْهُ خطابٌ لخزنۃِ جھنّم فَغُلُّوْهُ ○ اَجْمَعُوْا یدیہِ اِلٰی عُنُقِہٖ فی الغُلِّ

(۳۰) جہنم کے داروغہ کو خطاب ہوگا کہ پکڑو پھر اس کی گردن اور ہاتھوں میں طوق ڈالو

(۳۱) ثُمَّ الْجَحِيْمَ اَلنَّارَ الْمُحْرِقَۃَ صَلُّوْهُ ○ اَدْخِلُوْهُ

(۳۱) پھر آگ جلانے والی میں اس کو داخل کرو۔

(۳۲) ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ الْمَلَكِ فَاسْلُكُوْهُ ○ اَیْ اَدْخِلُوْهُ فِیْهَا بَعْدَ اِدْخَالِہٖ النَّارَ وَلَمْ تَمْنَعِ الْفَاءُ مِنْ تَعَلُّقِ الْفِعْلِ بِالظَّرْفِ الْمُتَقَدِّمِ

(۳۲) پھر زنجیر میں اس کو جکڑو جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہوگی فرشتوں کے ہاتھ سے۔

تشریح

(۲۷) کاش موت کے بعد پھر زندگی نہ ہوتی | کاش وہی موت فیصلہ کن ہوتی جو دنیا میں آگئی تھی اور پھر ہمیشہ کے لئے معدوم ہوگیا ہوتا اور پھر یہ دوسری زندگی نہ ہوتی۔ کاش میں مٹی کا ایک ڈھیر ہوتا اور پھر زندہ ہی نہ ہوتا کہ یہ عذاب بھگتنا پڑتا۔

(۲۸) آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا | دنیا میں میں نے جو مال جمع کیا تھا وہ کچھ کام نہ آیا اس مال نے میرا کچھ ساتھ نہ دیا بلکہ الٹا میرے لئے وبال بن گیا۔ کاش میں نے اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوتا تو آج وہ مال میرے لئے عذاب آخرت نہ بن جاتا۔

(۲۹) آج میری ساری سلطانی ختم ہوگئی | آج میرا وہ اقتدار جس کی طاقت کے بل بوتے پر میں اکڑتا تھا وہ اقتدار ختم ہوچکا اب یہاں کوئی میرا حکم ماننے والا نہیں میں بے بس اور لاچار ہوں کچھ نہیں کرسکتا۔

میری ساری حجت بازیاں ختم ہوچکیں ساری دلیل بازیاں دم توڑ چکیں اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے کوئی دلیل اور حجت نہیں رہی۔ اب میں اپنے آپ کو بچانے کے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔

غرض اسی قسم کے خیالات میں غلطاں و پیچاں حسرت و افسوس کرتا ہوا کھڑا رہ جائے گا۔

(۳۰) پکڑو اسے، اس کے گلے میں طوق ڈال دو | اللہ تعالے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اسے پکڑو اس کے گلے میں طوق ڈال دو اس کی ساری ڈینگیں ختم ہوچکیں اس کے گلے میں رسے ڈالو۔ اور........

(۳۱) جہنم میں جھونک دو | اسے گھسیٹتے ہوئے لے جا کر جہنم کی آگ میں غوطہ دو، اور اسے جہنم میں جھونک دو۔

(۳۲) ستّر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دو | پھر اس کو ستّر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دو تا کہ جلنے کی حالت میں بھی حرکت تک نہ کرسکے۔ حرکت کرنے سے بھی تکلیف میں کچھ تخفیف محسوس ہوتی ہے اس لئے زنجیر میں جکڑ دو تا کہ ہل بھی نہ سکے۔

اور ستّر ہاتھ لمبی سے مراد وہاں کا گز ہے جس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا

اِنَّهٗ	كَانَ + لَا يُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	الْعَظِيْمِ	وَ	لَا
بیشک وہ	ایمان نہیں لاتا تھا	اللہ پر	بزرگ و برتر	اور	نہ

بیشک وہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہیں لاتا تھا۔ اور وہ

يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾

يَحُضُّ	عَلٰى	طَعَامِ	الْمِسْكِيْنِ	فَلَيْسَ + لَهٗ	الْيَوْمَ	هٰهُنَا	حَمِيْمٌ
وہ رغبت دلاتا تھا	پر	کھانا	محتاج	پس نہیں اس کا	آج	یہاں	کوئی دوست

(دوسروں کو بھی) رغبت نہ دلاتا تھا محتاج کو کھلانے کی۔ پس یہاں آج اس کا کوئی دوست نہیں۔

﴿۳۳﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ — ﴿۳۳﴾ بے شک یہ شخص اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہ لاتا تھا۔

﴿۳۴﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ — ﴿۳۴﴾ اور محتاج کے کھانے پر برانگیختہ نہ ہوتا تھا۔

﴿۳۵﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ قَرِيْبٌ يَنْتَفِعُ بِهٖ — ﴿۳۵﴾ سو آج کے دن یہاں کوئی اس کا دوست رشتہ دار نہیں جو اس کے کام آوے۔

تشریح

﴿۳۳﴾ یہ اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا | اس سزا کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس نے دنیا میں رہ کر اپنے مالک و پروردگار کو نہ پہچانا اور اس کو نہیں مانا۔

ایک جانور بھی اپنے مالک کو پہچانتا ہے، اپنے محسن کو جانتا ہے ـ یہ اللہ کی دی ہوئی زندگی سے فائدہ اٹھاتا رہا، اس کا دیا ہوا رزق کھاتا رہا مگر گُن دوسروں کے گاتا رہا۔

﴿۳۴﴾ اللہ کے بھوکے بندوں کو کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا | اس نے نہ اللہ کا حق پہچانا اور نہ اللہ کے بندوں کا حق جانا۔ خود کسی غریب کو کھانا کھلانا تو درکنار کسی سے یہ کہنا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ اللہ کے بندوں کو روٹی دے دو۔ کسی فقیر اور محتاج کی خود تو کیا خدمت کرتا دوسروں کو بھی اس کی ترغیب نہ دی۔ پھر جب اللہ پر جس طرح ایمان لانا چاہیئے ایمان نہ لایا تو نجات کہاں اور جب کوئی بھلائی کا کام چھوٹا یا بڑا نہیں کیا تو عذاب کی تخفیف کیسے؟

﴿۳۵﴾ آج یہاں اس کا کوئی غمخوار نہیں | اس نے اللہ کو اپنا معبود اور دوست نہ بنایا۔ آج اس کا دوست کون بن سکتا ہے جو اس کی حمایت کر کے اس کو عذاب سے بچا لے یا مصیبت کے وقت کچھ تسلی اور غم خواری کی بات کرے۔ آج یہاں اس کا کوئی یار غم خوار نہیں ہے اسے سارا عذاب اکیلے جھیلنا ہے۔

ع ۵ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ ع

الْخَاطِـُٔوْنَ	اِلَّا	لَا يَاْكُلُهٗٓ	غِسْلِيْنٍ	مِنْ	اِلَّا	وَلَا طَعَامٌ
خطا کاروں	سوا	اسے نہ کھائے گا	پیپ	سے	مگر سوا	اور نہ کھانا

اور (دوزخیوں کی) پیپ کے سوا (اس کے لئے) کوئی کھانا نہیں اسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہ کھائے گا

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾

لَا تُبْصِرُوْنَ	وَمَا	بِمَا تُبْصِرُوْنَ	فَلَآ اُقْسِمُ
تم نہیں دیکھتے	اور جو	اس کی جو تم دیکھتے ہو	پس میں قسم کھاتا ہوں

پس میں اس کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں دیکھتے۔

﴿۳۶﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ○ صَدِيْدُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ شَجَرٌ فِيْهَا

﴿۳۷﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ○ اَلْكَافِرُوْنَ

﴿۳۸﴾ فَلَا لَا زَائِدَةٌ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ○ مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ

﴿۳۹﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ○ مِنْهَا اَيْ بِكُلِّ مَخْلُوْقٍ

﴿۳۶﴾ اور نہ اس کے واسطے کھانا ہے مگر دوزخیوں کے پیپ سے یا مراد غسلین سے ایک درخت ہے دوزخ میں کہ

﴿۳۷﴾ نہ کھاویں گے اس کو مگر کافر۔

﴿۳۸﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ الخ پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ اس چیز کے جس کو تم دیکھتے ہو مخلوقات میں سے۔

﴿۳۹﴾ اور جس کو تم نہیں دیکھتے۔ یعنی تمام مخلوق کی قسم کھاتا ہوں کہ

تشریح

﴿۳۶﴾ دوزخ میں اس کا کھانا زخموں کا دھوون ہے | کھانے سے انسان کو قوت پہنچتی ہے، دوزخ والوں کو کوئی ایسی مرغوب غذا نہیں ملے گی جو اُن کے لئے راحت اور قوت کا سبب ہو۔ دوزخ والوں کو دوزخیوں کے زخموں کا دھوون دیا جائے گا۔ بھوک پیاس کی شدت میں وہ غلطی سے یہ سمجھ کر کھائیں گے کہ شاید اس سے کچھ کام چل جائے مگر بعد میں معلوم ہوگا کہ اس کا کھانا بھوک سے بھی بڑا عذاب ہے۔ غرض نہ وہاں کوئی غم خوار ہوگا اور نہ کھانے کے لئے کوئی غذا ہوگی۔

﴿۳۷﴾ پیپ اور خون خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا | یہ دوزخیوں کے زخموں کا دھوون خون اور پیپ جو اہل دوزخ کو ملے گا کوئی کھانے کی چیز نہیں ہوگی یہ خطا کار جب غلطی سے اس کو کھالیں گے تو اندازہ ہوگا کہ اس کا کھانا نہ کھانے سے بڑھ کر عذاب ہے۔

﴿۳۸﴾ نظر آنے والی چیزوں کی قسم | دنیا میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک وہ جن کو آدمی آنکھوں سے دیکھتا ہے جیسے زمین، آسمان، چاند، سورج، درخت، پہاڑ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو سب کو دکھائی دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بطور شہادت اور ثبوت کے پیش کر رہے ہیں۔

﴿۳۹﴾ ان چیزوں کی قسم جن کو تم نہیں دیکھتے | دوسری قسم کی وہ چیزیں ہیں کہ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ وہ چیزیں محسوسات میں سے نہیں ہیں مگر عقل ان کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ ہماری عقل مانتی ہے کہ یہ چیزیں ہیں ان کا وجود ہے مگر یہ آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ عقل تسلیم کرتی ہے کہ یہ ضرور ہیں مثلاً مخلوق ہے تو خالق بھی ضرور ہے چاہے ہم اس کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں جیسے دھواں ہے تو آگ بھی ضرور ہے چاہے آگ نظر نہ آرہی ہو لیکن دھوئیں کا ہونا آگ کے وجود کی دلیل ہے ــ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی بھی قسم کھا رہے ہیں اور ان کو بطور ثبوت اور شہادت کے پیش کر رہے ہیں۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿۴۰﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾							
إِنَّهُ	لَقَوْلُ	رَسُولٍ كَرِيمٍ	وَمَا هُوَ	بِقَوْلِ شَاعِرٍ	قَلِيلًا	مَّا تُؤْمِنُونَ	
بیشک	البتہ کلام	ایک بزرگ پہنچانے والے (فرشتہ) کا	اور یہ نہیں	کسی شاعر کا کلام	بہت کم	تم ایمان لاتے ہو	
بیشک البتہ بزرگ فرشتے کا (لایا ہوا) کلام ہے، اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔							

۴۰ إِنَّهُ أَيِ الْقُرْآنُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ○ أَيْ قَالَهُ رِسَالَةً عَنِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى

۴۱ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ○

۴۱ بے شبہ یہ قرآن کریم ہے پیغمبر بزرگ کا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان کیا ہے۔

۴۲ اور نہیں ہے یہ کلام شاعر کا۔ بہت کم تم ایمان لاتے ہو۔

تشریح

۴۰ یہ بیان سچا اور برحق ہے | جنت دوزخ اور اس کے تعلق سے جو باتیں بیان ہوئی ہیں یہ سب قرآن میں ہیں جو اللہ کا کلام ہے، سچا اور برحق ہے جس کو آسمان سے ایک بزرگ فرشتہ لے کر ایک بزرگ ترین پیغمبر پر اُترا۔ جو آسمان سے اس کو لے کر آیا اور جس نے اسے زمین والوں تک پہنچایا دونوں رسول کریم ہیں۔

نبیؐ کا رسول کریم ہونا تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو کہ یہ شخص اخلاقی حیثیت سے کس درجے کا آدمی ہے۔ اس کی شرافت نفس، اس کی صداقت، اس کی امانت، اس کے کردار کے اُس کے دشمن بھی قائل ہیں۔ اس کلام کو پیش کرنے میں اس کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ اس نے اپنے عیش و آرام کو، اپنے کاروبار کو قربان کر کے لوگوں کی بھلائی کے لئے اپنی ذمہ داری کو ادا کیا۔

دوسرے رسول یعنی پیغام لانے والے کی کرامت و بزرگی پہلے کریم کے بیان سے ثابت ہے۔

○ جو حقائق جنت اور دوزخ اور عالم آخرت کے بیان کئے جا رہے ہیں وہ اگرچہ محسوسات سے تعلق نہیں رکھتے مگر عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ ایک ایسا عالم ہونا چاہیئے جہاں انسان کے اعمال کے پورے پورے نتائج اُس کے سامنے آئیں۔

یہاں وحی الٰہی دستگیری کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ ایسا عالم فی الواقع موجود ہے۔

ہم بہت سی ایسی چیزوں کو ماہرین کے کہنے پر تسلیم کرتے ہیں جو ہمیں آنکھوں سے نظر نہیں آتی مثلاً زمین حرکت کرتی ہے یہ بات ہمیں آنکھوں سے نظر نہیں آتی مگر ماہرین کے کہنے پر ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں تو اس سے اونچی چیزوں کو رسولِ کریمؐ کے کہنے پر ماننے میں کیا اشکال ہو سکتا ہے۔

۴۱ یہ شاعر کا قول نہیں ہے | یہ قرآن ہے، کسی شاعر کا قول اور تخیل کی پرواز نہیں ہے، یہ ٹھوس حقائق ہیں مگر تم اس کو مانتے نہیں۔ قرآن سن کر تمہارا دل خود پکار اٹھتا ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ پھر بھی تم ماننے سے انکار کر دیتے ہو۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيلٌ

تَنْزِيلٌ	مَّا تَذَكَّرُونَ	قَلِيلًا	كَاهِنٍ	وَلَا بِقَوْلِ
اتارا ہُوا	تم نصیحت پکڑتے ہو	بہت کم	کسی کاہن	اور نہ قول ہے

اور نہ قول ہے کسی کاہن کا بہت کم تم نصیحت پکڑتے ہو۔ تمام جہانوں کے

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ

بَعْضَ	عَلَيْنَا	تَقَوَّلَ	وَلَوْ	رَّبِّ + الْعٰلَمِيْنَ	مِنْ
بعض۔ کچھ	ہم پر	بنا کر لاتا	اور اگر	تمام جہانوں کا رب	سے

رب (کی طرف) سے اتارا ہوا ہے اور اگر وہ ہم پر بنا کر لاتا کچھ

الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾

بِالْيَمِيْنِ	مِنْهُ	لَاَخَذْنَا	الْاَقَاوِيْلِ
دایاں ہاتھ	اس کا	تو یقیناً ہم پکڑ لیتے	باتیں

باتیں تو یقیناً ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے

۴۲ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ بالتاء والياء في الفعلين وما زائدة مؤكدة والمعنى أنهم آمنوا بأشياء يسيرة وتذكروها مما أتى به النبي صلى الله عليه وسلم من الخير والصلة والعفاف فلم تغن عنهم شيئا بل هو

۴۳ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۴۴ وَلَوْ تَقَوَّلَ أي النبي عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ○

۴۲ اور نہ یہ کلام ہے نجومی کا۔ بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

اورحاصل معنی یہ ہے کہ یہ لوگ بہت کم امور ایمان پر ایمان لائے اور بہت کم نصیحت حاصل کی ان امور سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے بھلائی کے کاموں اور صلہ رحمی اور پاک دامنی سے۔ سو اس تھوڑے ایمان نے ان کو کچھ نفع نہ دیا۔

بلکہ یہ قرآن

۴۳ بھیجا ہوا ہے تمام جہان کے رب کا۔

۴۴ اور اگر پیغمبر ہماری طرف کوئی بات جھوٹ نسبت کرے یعنی ہماری طرف سے کوئی بات نقل کرے جو ہم نے نہیں

بِاَنَّ قَالَ عَنَّا مَا لَمْ نَقُلْهُ
(۴۵) لَاَخَذْنَا لَيْلَنَا مِنْهُ عِقَابًا بِالْيَمِينِ ○ بِالْقُوَّةِ وَالْقُدْرَةِ

(۴۵) تو ہم اس کو بھی سختی اور قوت سے عذاب کریں ۔

تشریح

(۴۲) یہ کسی کاہن کا قول نہیں ہے | کاہن وہ لوگ تھے جو غیب کی باتیں بتایا کرتے تھے ۔ اٹکل پچو باتیں بتا کر لوگوں کو بھٹکا دیتے تھے۔ ان میں کبھی کوئی بات اتفاقاً صحیح نکل جاتی تھی لوگ سمجھتے تھے کہ ان کے پاس کچھ غیبی طاقتیں ہیں جو ان کو غیبی باتیں بتاتی ہیں۔

فرمایا یہ کسی کاہن کا کلام نہیں ہے جو اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں ۔اس میں جو بھی بات ہے وہ پختہ، سچی اور حقائق پر مبنی ہے ۔ تم غور کروگے تو معلوم ہوگا کہ اس کی کاہنوں کے کلام کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہیں ہے ۔

(۴۳) یہ رب العالمین کا کلام ہے | یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اللہ رب العٰلمین کی طرف سے نازل ہوا ہے ، نہ یہ کسی شاعر کا کلام ہے ، نہ کسی کاہن کا قول ہے ۔رب العالمین کا نازل کردہ ہے جو ایک ایسے رسول کی زبان سے ادا ہو رہا ہے جو نہایت کریم ، معزز اور اپنی قوم کا بہترین آدمی ہے ۔

عرب کے یہ لوگ خوب جانتے تھے کہ پورے عرب میں کوئی ایسا فصیح و بلیغ شخص نہ تھا جس کا کلام قرآن کے مقابلے لایا جاسکتا ہو۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت محمدؐ جو زبان بولتے تھے اس کا ادبی انداز قرآن کے اسلوب سے مختلف تھا۔ کوئی اہل زبان حضور نبیؐ کی اپنی تقریر اور قرآن کو سن کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ دونوں ایک ہی شخص کے کلام ہیں۔

قرآن میں جو مضامین بیان ہو رہے تھے وہ ایک نبیؐ امی کی زبان سے تھے ۔ دعوئ نبوت سے ایک دن پہلے تک مکے کے لوگوں نے کبھی یہ باتیں حضرت محمدؐ کی زبان سے نہیں سنی تھیں ۔

قرآن جس چیز کی دعوت دے رہا تھا توحید اور آخرت ۔ یہ عظیم الشان کارخانۂ ہستی زمین سے آسمان تک شہادت دے رہا تھا کہ یہ پورا نظام ایک زبردست حکیمانہ قانون سے جکڑا ہوا ہے جو اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کارخانے کو چلانے والی عظیم الشان ہستی ایک ہی ہے ۔ دنیا میں ہر چیز کا تغیر اس کے حادث اور فانی ہونے کی دلیل کے طور پر سامنے ہے ۔اس کائنات میں جہاں ہر طرف اللہ کی قدرت کے نشانات نظر آتے ہیں اس کے لئے کسی دوسرے عالم کا برپا کرنا اور انسان کو موت کے بعد زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں ہے ۔

ان میں سے کوئی بات بھی ایسی نہیں تھی جو عقل اور فطرت سے ٹکرانے والی ہو۔اس لئے قرآن کی دعوت دلوں کو چھوتی تھی اور ضد اور ہٹ اور اپنی چودھراہٹ اور اکڑ ماننے میں رکاوٹ بن جاتی تھی ۔

(۴۴) مجال ہے کہ یہ نبی کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کردے | اگر یہ رسول جس کو ہم نے مقرر کیا ہے اور سچا رسول ہے اور جو بات بھی یہ کہہ رہا ہے ہماری طرف سے کہہ رہا ہے اگر بالفرض یہ رسول کوئی حرف اللہ کی طرف منسوب کردے یا اللہ کے کلام میں اپنی طرف سے ملادے تو جانتے ہو اس کا کیا انجام ہوگا ۔اس کا انجام یہ ہوگا کہ ......

(۴۵) ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے | جلاد جب کسی کی گردن مارتا ہے تو طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا داہنا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر رکھتا ہے تاکہ سرک نہ جائے ۔ تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر ....

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ ز فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ

مِّنْ	مِنْكُمْ	فَمَا	الْوَتِيْنَ	مِنْهُ	لَقَطَعْنَا	ثُمَّ
سے	تم میں سے	سو نہیں	(رگ) گردن	اس کی	البتہ ہم کاٹ دیتے	پھر

پھر البتہ ہم اس کی رگِ گردن کاٹ دیتے۔ سو تم میں سے نہیں کوئی

اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

لِّلْمُتَّقِيْنَ	لَتَذْكِرَةٌ	وَاِنَّهٗ	حٰجِزِيْنَ	عَنْهُ	اَحَدٍ
پرہیزگاروں کے لئے	البتہ ایک نصیحت	اور بیشک یہ	روکنے والا	اس سے	ایک

بھی اس سے روکنے والا۔ اور بیشک یہ (قرآن) پرہیزگاروں کے لئے البتہ نصیحت ہے۔

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ

وَاِنَّهٗ	مُّكَذِّبِيْنَ	مِنْكُمْ	اَنَّ	وَاِنَّا + لَنَعْلَمُ
اور بیشک یہ	جھٹلانے والے	تم میں سے	کہ	اور بیشک ہم البتہ جانتے ہیں

اور بیشک ہم ضرور جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ جھٹلانے والے ہیں اور بیشک

لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾

لَحَقُّ الْيَقِيْنِ	وَاِنَّهٗ	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	لَحَسْرَةٌ
یقینی حق	اور بیشک یہ	کافروں پر	حسرت

یہ کافروں پر حسرت ہے۔ اور بیشک یہ یقینی حق ہے۔

ع ۵/۶ ۲

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾ ع

	الْعَظِيْمِ	رَبِّكَ	بِاسْمِ	فَسَبِّحْ
	عظمت والے	اپنے رب	نام کے ساتھ۔ کی	پس پاکیزگی بیان کرو

پس پاکیزگی بیان کرو اپنے عظمت والے رب کے نام کی۔

﴿۴۶﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ○
نِيَاطُ الْقَلْبِ وَهُوَ عِرْقٌ مُّتَّصِلٌ
بِهٖ اِذَا انْقَطَعَ مَاتَ صَاحِبُهٗ

﴿۴۶﴾ پھر اس کی رگِ جان کو کاٹ ڈالیں۔

﴿۴۷﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ هُوَ
اِسْمُ مَا وَمِنْ زَائِدَةٌ لِّلتَّاكِيْدِ

﴿۴۷﴾ سو تم میں سے کوئی اس سے عذاب کو دفع نہ کرسکے۔

النَّفْیِ وَمِنْكُمْ حَالٌ مِنْ اَحَدٍ
عَنْهُ حَاجِزِیْنَ ○ مَانِعِیْنَ
خَبَرُ مَا وَجُمِعَ لِاَنَّ اَحَدًا
فِیْ سِیَاقِ النَّفْیِ بِمَعْنَى الْجَمْعِ
وَضَمِیْرُ عَنْهُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَیْ لَا مَانِعَ لَنَا عَنْهُ
مِنْ حَیْثُ الْعِقَابِ

۴۸ وَاِنَّهٗ اَیِ الْقُرْاٰنُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ○

۴۸ اور تحقیق یہ قرآن نصیحت ہے واسطے پرہیزگاروں کے۔

۴۹ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ مُكَذِّبِیْنَ ○ بِالْقُرْاٰنِ وَمُصَدِّقِیْنَ

۴۹ اور تحقیق ہم جانتے ہیں کہ بعضے تم میں سے جھٹلانے والے ہیں قرآن شریف کے، یا ان لوگوں کے جو قرآن کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

۵۰ وَاِنَّهٗ اَیِ الْقُرْاٰنُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ○
اِذَا رَاَوْا ثَوَابَ الْمُصَدِّقِیْنَ وَعِقَابَ الْمُكَذِّبِیْنَ بِهٖ

۵۰ اور تحقیق یہ قرآن پچھتاوا ہے منکروں پر۔
جب دیکھیں وہ ثواب تصدیق کرنے والوں کا اور عذاب کافروں کا۔

۵۱ وَاِنَّهٗ اَیِ الْقُرْاٰنُ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ ○ اَیْ لِلْیَقِیْنِ حَقُّ الْیَقِیْنِ

۵۱ اور بیشک یہ قرآن پورا یقینی قول ہے۔

۵۲ فَسَبِّحْ نَزِّهْ بِاسْمِ زَائِدَةٌ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ○

۵۲ پس پاکی بیان کر اپنے رب برتر کی۔

تشریح

۴۶ اس کی گردن کی رگ کاٹ ڈالتے | اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ یعنی اس پر ہمارا فوراً عذاب نازل ہو جاتا کیوں کہ اس کی رسالت کی تصدیق اور اس کی سچائی روشن نشانیوں اور دلیلوں سے ظاہر کی جا چکی ہے۔ اور بتایا جا چکا ہے کہ یہ ہمارا سچا رسول ہے۔ اب اگر اس کی اس قسم کی بات پر فوراً عذاب نہ نازل کیا جائے اور اس کو سزا نہ دی جائے تو وحی الٰہی سے اعتبار اٹھ جائے گا اور پھر اس کی تلافی ممکن نہ رہے گی۔

۴۷ پھر ہمیں کوئی اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا | اگر کہیں ایسا ہو گیا ہوتا کہ وہ رسول جس کی صداقت دلائل سے ثابت کی جا چکی ہے وہ کوئی ایسی حرکت کرے کہ اللہ کی طرف کوئی بات منسوب کر دے جو اللہ نے نہ کہی ہو یا اس کے کلام میں اپنی طرف سے کچھ ملا دے تو اس پر فوراً عذاب نازل کیا جائے گا اور اس کو ایسی سزا دی جائے گی کہ اس کی رگ گردن کاٹ دی جائے گی۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اللہ کے کلام پر کسی کو بھروسہ نہ رہے گا اور وحی کا اور رسول کا اعتبار ختم ہو جائے گا۔ اس لئے اگر ہم سزا دیں گے تو اس سزا سے ہمیں کوئی روکنے والا نہ ہوگا۔

○ یہ بات سچے رسول کے بارے میں ہے۔ اگر کوئی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے جس کا رسول ہونا آیات و براہین

ثابت نہیں ہوا بلکہ دلائل اور قرائن اس کی رسالت کی نفی کر چکے ہیں۔ جھوٹے مدعی نبوت زمین پر مدتوں دندناتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جھوٹا ثابت کرنے اور رسوا کرنے کے لئے ایسے امور سامنے لاتے ہیں جو اس دعوئ رسالت کے مخالف ہوں۔

حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے ایک شوشہ بھی اپنی طرف سے شامل نہیں کیا آپ نے جو بات بھی فرمائی اللہ کی طرف سے فرمائی۔

(۴۸) قرآن پرہیزگار لوگوں کے لئے ایک نصیحت ہے | قرآن ان لوگوں کے لئے نصیحت ہے جو خدا سے ڈرنے والے اور پرہیزگار ہیں خوف خدا رکھنے والوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہوسکتی۔

(۴۹) جن کے دل میں خوف خدا نہیں ہے وہ اس کو جھٹلاتے ہیں | جن کے دل میں ڈر نہیں ہے وہ اللہ سے بے خوف ہیں وہ اس کو جھٹلاتے ہیں اور اس کے اوپر ایمان نہیں لاتے اور اس کی دعوت پر یقین نہیں کرتے۔

(۵۰) جھٹلانے والوں کو حسرت ہوگی | جو لوگ اس پر ایمان نہیں لا رہے ہیں اللہ کے اس کلام کو جھٹلا رہے ہیں ایک دن ان کو حسرت ہوگی اپنے کئے پر پچھتاوا ہوگا۔ اور افسوس ہوگا۔

(۵۱) یہ کتاب یقینی طور پر حق ہے | یہ کتاب ایسی ہے جس پر یقین سے بھی بڑھ کر یقین رکھا جائے کیوں کہ اس کے مضامین سراپا صحیح اور ہر طرح شک و شبہ سے بالاتر ہیں اس کی ہر بات ٹھوس اور یقینی ہے کسی بات میں بھی کوئی تذبذب اور شک والی بات نہیں ہے۔ اس لئے یہ ایسی کتاب ہے کہ حق پسند انسانوں کو اس پر مکمل یقین ہونا چاہئے اور اس پر دل کی گہرائی سے ایمان لانا چاہیئے۔

(۵۲) اپنے رب عظیم کی تسبیح کرو | یہ کتاب ایسی ہے کہ اس پر ایمان لاکر اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو۔ اس ذات پاک کی حمد و ثنا کرو اور اس کی پاکی بیان کرو کہ اس نے راہ ہدایت دکھا کر بندے کی نجات کا سامان فرمادیا۔

۷۰
اَلْمَعَارِج

ترتیب تلاوت ـــــ ۷۰	ترتیب نزول ـــــ ۷۹
مکی / مدنی ـــــ مکی	تعداد رکوعات ـــــ ۲
تعداد آیات ـــــ ۴۴	تعداد الفاظ ـــــ ۲۲۰
تعداد حروف ـــــ ۹۷۷	

- اس سورۃ کی تیسری آیت "مِنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ" (جو عروج کے زینوں کا مالک ہے) میں لفظ المعارج کو لے کر اس سورۃ کا نام رکھا گیا ہے ـــ دوسری سورتوں کے ناموں کی طرح یہ نام بھی علامتی ہے یعنی وہ سورت جس میں لفظ المعارج آیا ہے۔
- یہ سورۃ بھی مکہ مکرمہ میں تقریباً انہی حالات میں نازل ہوئی ہے جن حالات میں اس سے پہلی سورت الحاقہ نازل ہوئی تھی۔
- منکرینِ حق جو قیامت کے آنے کا انکار کرتے تھے اور آخرت کا مذاق اڑاتے تھے ان کو تنبیہ کی گئی ہے اور خبردار کیا گیا ہے کہ قیامت جس کے جلدی سے آنے کا یہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ وہ کیسی سخت چیز ہے اور آخرت جس کا یہ انکار کر رہے ہیں ان کو اندازہ نہیں ہے کہ آخرت کے نہ ماننے والوں کا کیا انجام ہوگا۔
- اس بات سے آگاہ کیا گیا ہے کہ اس دن جب فیصلے کا دن آئے گا انسانوں کی قسمت کا فیصلہ ان کے عقیدوں اور اعمال و اخلاق کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ وہاں مال و دولت کچھ کام نہ آئیں گے۔
- جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے تھے ان کو خبردار کیا گیا ہے کہ اگر تم نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین کی گئی ہے کہ آپ ان کی ان باتوں کی بالکل پروا نہ کریں۔ صبر سے کام لیں، یہ اپنا انجام خود دیکھ لیں گے۔

❖ ❖ ❖

آیاتها ۴۴	۷۰ =	سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ = ۷۹	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ① لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ②

سَاَلَ	سَآئِلٌ	بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ	لِّلْكٰفِرِيْنَ	لَيْسَ لَهٗ	دَافِعٌ
مانگا	ایک مانگنے والا	عذاب واقع ہونے والا	کافروں پر	نہیں اس کے لئے	کوئی دفع کرنے والا

ایک مانگنے والے (منکرِ عذاب) نے عذاب مانگا (جو) کافروں پر واقع ہونے والا ہے ۔ اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ
اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① سَاَلَ سَآئِلٌ دَعَا دَاعٍ
بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ○

② لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ○
هُوَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ
هٰذَا هُوَ الْحَقُّ اَلْاٰيَةَ

سورۂ معارج مکی ہے اس میں چوالیس آیتیں ہیں۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

① سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكَافِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ
دعا کی ایک دعا کرنے والے نے ساتھ اس عذاب کے جو کافروں پر آنے والا ہے

② کہ اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں ۔ وہ دعا کرنے والا نضر بن حارث ہے کہ اس نے عذاب کی دعا کی تھی جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہوا۔
اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ

تشریح

① مانگنے والے عذاب مانگ رہے ہیں | قیامت اور آخرت کا انکار کرنے والے بار بار چیلنج کرتے تھے کہ اگر قیامت برحق ہے تو جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ لے کیوں نہیں آتے ۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ نضر بن الحارث بن کلدہ نے کہا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (سورہ انفال آیت ۳۲)

(اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری ہی طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا ہم پر دردناک عذاب لے آ۔)

اس روایت کو حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے اور نسائی، حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ پر بھی کفار کے اس چیلنج کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس عذاب کا وعدہ ہے وہ جلدی کیوں نہیں آجاتا

② وہ عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے | وہ عذاب جس کا مطالبہ کیا جارہا ہے وہ حق کا انکار کرنے والوں پر ضرور واقع ہونے والا ہے کوئی اسے دفع کرنے والا نہیں ہے۔ وہ ایک ایسی آفت مانگ رہے ہیں جو ان پر پڑنے والی ہے اور کسی کے روکے رک نہیں سکتی یہ ان کی حماقت اور شوخ چشمی ہے جو ایسی آفت کا اپنی طرف سے مطالبہ کرتے ہیں۔

مِّنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ

وَالرُّوْحُ	الْمَلٰٓئِکَۃُ	تَعْرُجُ	ذِی الْمَعَارِجِ	مِّنَ اللّٰہِ
اور روح الامین	فرشتے	چڑھتے ہیں	سیڑھیوں (درجات) کا مالک	اللہ کی طرف سے

درجات کے مالک اللہ کی طرف سے (ہوگا) اس کی طر روح الامین (جبریلؑ) اور فرشتے

اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ ﴿۴﴾

سَنَۃٍ	اَلْفَ	خَمْسِیْنَ	کَانَ مِقْدَارُہٗ	فِیْ یَوْمٍ	اِلَیْہِ
سال	ہزار	پچاس	جس کی مقدار ہے	ایک دن میں	اس کی طرف

ایک دن میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ﴿۵﴾ اِنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا ﴿۶﴾

بَعِیْدًا	یَرَوْنَہٗ	اِنَّھُمْ	صَبْرًا جَمِیْلًا	فَاصْبِرْ
دُور	اسے دیکھ رہے ہیں	بیشک وہ	صبر جمیل	پس آپؐ صبر کریں

پس آپؐ (ان کی باتوں پر) صبر کریں صبر جمیل بیشک وہ اسے دُور دیکھ (سمجھ) رہے ہیں۔

﴿۳﴾ مِّنَ اللّٰہِ مُتَّصِلٌ بِوَاقِعٍ ذِی الْمَعَارِجِ ○ مُصَاعِدُ الْمَلَائِکَۃِ وَھِیَ السَّمٰوٰتُ

﴿۴﴾ تَعْرُجُ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ جِبْرِیْلُ اِلَیْہِ اِلٰی مَھْبَطِ اَمْرِہٖ مِنَ السَّمَاءِ فِیْ یَوْمٍ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَیْ یَقَعُ الْعَذَابُ بِھِمْ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ ○ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْکَافِرِ لِمَا یَلْقٰی فِیْہِ مِنَ الشَّدَائِدِ وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَکُوْنُ عَلَیْہِ

﴿۳﴾ وہ عذاب آنے والا ہے اللہ کی طرف سے جو صاحب اور مالک ہے فرشتوں کے چڑھنے کی جگہ یعنی آسمانوں کا۔

﴿۴﴾ چڑھتے ہیں فرشتے اور جبرئیل اس کی طرف یعنی اس کے احکام کے اترنے کی جگہ کی طرف آسمان سے۔

ان پر عذاب آوے گا قیامت کے دن کہ جس کی مقدار

کافر کے اعتبار سے پچاس ہزار برس ہوگی بوجہ تکالیف اور سختیوں کے جو اس کو لاحق ہونگی

اور ایمان والوں پر وہ دن فرض نماز کے دنیا میں پڑھنے

أَخَفُّ مِنْ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ

سے بھی زیادہ ہلکا معلوم ہوگا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔

(۵) فَاصْبِرْ هٰذَا قَبْلَ أَنْ يُؤْمَرَ بِالْقِتَالِ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ أَيْ لَا فَزَعَ فِيْهِ

(۵) سو تو صبر کر عمدہ صبر کہ اس میں گھبراہٹ نہ ہو یہ حکم پہلے اس سے تھا کہ آپ کو جہاد کا حکم ہوا۔

(۶) إِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ أَيِ الْعَذَابَ بَعِيْدًا ۝ غَيْرَ وَاقِعٍ

(۶) بے شبہ کفار عذاب کو دور سمجھتے ہیں یعنی یہ کہ عذاب نہ آوے گا۔

تشریح

(۳) اس خدا کی طرف سے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے | اللہ تعالیٰ کی ذات بہت برتر و بالا ہے، اس کے حضور باریاب ہونے کے لئے فرشتوں کو پے درپے بلندیوں سے گذرنا ہوتا ہے۔

(۴) فرشتوں کے درجات | فرشتے اور روح الامین تمام آسمانوں کو درجہ بدرجہ طے کرکے اس کے بارگاہ قرب میں حاضر ہوتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے

سورۂ حج میں ارشاد ہوا کہ تیرے رب کے یہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے (آیت ۴۷) یہاں عذاب کے مطالبے کے جواب میں اللہ تعالےٰ کے ایک دن کی مقدار پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مذاق کے طور پر عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں ان کی باتوں پر صبر کریں۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ لوگ اس کو دور سمجھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔

ان سب ارشادات پر مجموعی نگاہ ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لوگ اپنے اپنے ذہن کے باعث اللہ تعالیٰ کے معاملات کو اپنے وقت کے پیمانوں سے ناپتے ہیں اور انھیں سو پچاس برس کی مدت بھی بڑی لمبی محسوس ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک ایک اسکیم ہزار ہزار برس اور پچاس پچاس ہزار سال کی ہوتی ہے اور یہ مدت بھی محض بطور مثال ہے۔

اللہ کے انہی منصوبوں میں سے ایک منصوبہ وہ ہے جس کے تحت نوع انسانی کو زمین پر بھیجا گیا اور اس کے لئے ایک وقت مقرر کردیا گیا ہے کوئی انسان یہ نہیں جان سکتا کہ یہ منصوبہ کب شروع ہوا اور کتنی مدت اس کے اختتام کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

جو لوگ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس منصوبے کا انجام فوراً ان کے سامنے آجائے وہ درحقیقت اپنی نادانی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

(۵) اے پیغمبر۔ پس آپ صبر سے کام لیجئے | یعنی آپ صبر کریں جو ایک عالی ظرف انسان کے شایان شان ہے۔ یہ اگر آپ کا مذاق اڑائیں عذاب کے لئے جلدی مچائیں تب بھی تنگ دل نہ ہوں اور حرف شکایت زبان پر نہ لائیں ــ آپ کا صبر ضرور رنگ لائے گا۔

(۶) وہ اس کو دور سمجھتے ہیں | وہ سمجھتے ہیں قیامت کا آنا بہت دور ہے اور ہم سے جو وعدے کئے جارہے ہیں وہ پورے نہیں ہو رہے ہیں اللہ کے منصوبوں کی حکمت یہ لوگ نہیں سمجھ سکتے یہ لوگ اس کو دور کی بات سمجھ رہے ہیں ہماری نگاہ میں وہ اس قدر قریب ہے جیسے کل پیش آنے والی ہے۔

اسے یہ لوگ بعید از امکان سمجھتے ہیں، ہمارے نزدیک قریب الوقوع ہے۔

وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ⑦ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ⑧

وَّنَرٰىهُ	قَرِيْبًا	يَوْمَ + تَكُوْنُ	السَّمَآءُ	كَالْمُهْلِ
اور ہم اسے دیکھتے ہیں	قریب	جس دن ہوگا	آسمان	پگھلے ہوئے تانبے کی طرح

اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ⑨

وَتَكُوْنُ	الْجِبَالُ	كَالْعِهْنِ
اور ہوں گے	پہاڑ	جیسے رنگین اُون

اور پہاڑ دُھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوں گے۔

⑦ وَنَرَاهُ قَرِيْبًا ○ وَاقِعًا لَامَحَالَةَ
⑦ اور ہم اس کو نزدیک سمجھتے ہیں یعنی ضرور آنے والا۔

⑧ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَىْ يَقَعُ كَالْمُهْلِ ○ كَذَائِبِ الْفِضَّةِ
⑧ آوے گا وہ عذاب اس روز کہ آسمان مثل پگھلی ہوئی چاندی کے

⑨ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ○ كَالصُّوْفِ فِى الْخِفَّةِ وَالطَّيَرَانِ بِالرِّيْحِ
⑨ اور پہاڑ مثل اُون کے ہوجاویں گے۔ ہلکا پن اور ہوا سے اُڑنے میں۔

تشریح

⑦ ہمارے نزدیک کل کی بات ہے | ہمارے نزدیک دور کی بات نہیں ہے قریب کی بات ہے۔ جیسے بس کل ہی یہ بات پیش آنے والی ہے۔ لوگ اپنے تنگ دائرۂ فکر کے مطابق اللہ کے معاملات کو اپنے وقت کے پیمانوں سے ناپتے ہیں انھیں سو پچاس برس کی مدت بھی بڑی لمبی معلوم ہوتی ہے لیکن اللہ کے منصوبے اس کے اپنے حساب کے مطابق ہوتے ہیں اس لیے فرمایا کہ وہ ہمارے نزدیک قریب کی بات ہے۔

⑧ آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہوجائے گا | اس روز آسمان پگھلی ہوئی چاندی یا تانبے کی طرح ہوجائے گا یا ایسے نظر آئے گا جیسے تیل کی تلچھٹ ہوتی ہے۔ یہ قیامت کے مختلف حالات ہوں گے۔

⑨ پہاڑ دُھنکے ہوئے اُون کی طرح ہوجائیں گے | پہاڑ ایسے ہوجائیں گے جیسے اون کو دُھنک دیا گیا ہو کیونکہ اون مختلف رنگوں کی ہوتی ہے اور پہاڑ کے رنگ بھی مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ سورۂ فاطر میں ارشاد ہوا کہ:

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ۔ (آیت ۲۷)

(اور پہاڑوں میں بھی سفید سرخ، اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔)

اس لیے جب وہ اپنی جگہ سے اکھڑ کر اور بے وزن ہوکر اڑنے لگیں گے تو ایسے معلوم ہوں گے جیسے رنگ برنگ کا دُھنکا ہوا اون اُڑ رہا ہو۔ سورۂ القارعہ میں فرمایا:-

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (آیت ۵۔)

(اور پہاڑ رنگ برنگ کے دُھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔)

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ

وَلَا يَسْـَٔلُ	حَمِيمٌ	حَمِيمًا	يُبَصَّرُونَهُمْ	يَوَدُّ	الْمُجْرِمُ
اور نہ پوچھے گا	کوئی دوست	کسی دوست	وہ دیکھ رہے ہوں گے انھیں	خواہش کرے گا	مجرم

اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا حالاں کہ وہ انھیں دیکھ رہے ہوں گے۔ مجرم (گنہگار) خواہش

لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾

لَوْ يَفْتَدِيْ	مِنْ + عَذَابِ	يَوْمِئِذٍ	بِبَنِيْهِ	
کاش وہ فدیہ میں دے دے	عذاب سے	اس دن	اپنے بیٹوں کو	

کرے گا کاش وہ فدیہ میں دے دے اس دن کے عذاب (سے چھوٹنے کے لئے) اپنے بیٹوں کو

(١٠) وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۞ قَرِيبٌ قَرِيبَهُ لِاشْتِغَالِ كُلٍّ بِحَالِهِ

(١٠) اور کوئی رشتہ دار کسی رشتہ دار کو نہ پوچھے گا کہ ہر ایک اپنے حال میں مشغول ہوگا

(١١) يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يُبْصِرُ الْأَحْمَاءُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَيَتَعَارَفُونَ وَلَا يَتَكَلَّمُونَ وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ يَتَمَنَّى الْكَافِرُ لَوْ بِمَعْنَى أَنْ يَفْتَدِيَ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِكَسْرِ الْمِيْمِ وَفَتْحِهَا بِبَنِيهِ ۞

(١١) وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور پہچانیں گے اور بول نہ سکیں گے۔

کافر آدمی آرزو کرے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچ جاوے اپنے بیٹوں ......

تشریح

(١٠) کوئی دوست دوسرے دوست کو نہ پوچھے گا | کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا کیونکہ اسے اپنی ہی پڑی ہوگی اس لئے دیکھنے کے باوجود بھی وہ اس کے کسی کام نہ آسکے گا۔ دنیا کے یہ تعلقات اور دوستیاں بس یہیں رہ جائیں گی اور وہاں کسی کام نہ آئیں گی۔

(١١) مجرم اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنی اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا | مجرم یہ چاہے گا کہ اگر اس کا بس چلے تو وہ اپنی اولاد کو فدیہ میں دے کر اپنی جان بچالے۔ نہ وہاں دوست کی دوستی کام آئے گی، دیکھ کر بھی اَن دیکھا کردے گا اور مجرم اپنے آپ کو عذاب سے بچانے کے لئے اپنی اولاد کو بھی قربان کرنے اور فدیے میں دینے کے لئے تیار ہو جائے گا۔

وہ اولاد جس کی محبت میں انسان بعض اوقات جائز ناجائز کی پروا نہیں کرتا۔ وہ دن اتنا سخت ہوگا کہ اولاد کی محبت بھی دل سے نکل جائے گی اور آدمی یہ کہے گا کہ میں اپنی جان بچالوں، چاہے کسی قیمت پر بھی ہو۔

وَصَاحِبَتِهٖ وَأَخِيْهِ ⑫ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ ⑬

وَصَاحِبَتِهٖ	وَأَخِيْهِ	وَفَصِيْلَتِهِ	الَّتِيْ	تُؤْوِيْهِ
اور اپنی بیوی کو	اور اپنے بھائی کو	اور اپنے کنبے کو	وہ جو	اس کو جگہ دیتا ہے

اور اپنی بیوی کو، اور اپنے بھائی کو، اور اپنے کنبے کو وہ جو اس کو جگہ دیتا ہے

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ⑭ كَلَّا إِنَّهَا لَظٰى ⑮

وَمَنْ	فِي الْأَرْضِ	جَمِيْعًا	ثُمَّ + يُنْجِيْهِ	كَلَّا	إِنَّهَا	لَظٰى
اور جو	زمین میں	سب کو	پھر یہ اسے بچالے	ہرگز نہیں	بیشک یہ	بھڑکتی ہوئی آگ

اور جو زمین میں ہیں سب کو (تمام اہل زمین کو) پھر یہ اسے بچالے ہرگز نہیں بیشک یہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے

(۱۲) وَصَاحِبَتِهٖ زَوْجَتِهٖ وَأَخِيْهِ ○
(۱۳) وَفَصِيْلَتِهٖ عَشِيْرَتِهٖ لِفَصْلِهٖ مِنْهَا الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ ○ تَضُمُّهٗ
(۱۴) وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ○ ذٰلِكَ الْإِفْتِدَاءُ عَطْفٌ عَلٰى يَفْتَدِيْ
(۱۵) كَلَّا رَدْعٌ لِمَا يَوَدُّهٗ إِنَّهَا أَيِ النَّارُ لَظٰى ○ اِسْمٌ لِجَهَنَّمَ لِأَنَّهَا تَتَلَظّٰى أَيْ تَتَلَهَّبُ عَلَى الْكُفَّارِ

(۱۲) اور بیوی اور بھائی،
(۱۳) اور کنبہ کو عوض میں دے کر جس کو وہ اپنی طرف بلاتا ہے اور ٹھکانا دیتا ہے۔
(۱۴) اور تمام ان لوگوں کو جو زمین میں ہیں عوض میں دے کر عذاب سے چھوٹ جاوے پھر یہ عوض دینا اس کو عذاب
(۱۵) یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بیشک وہ دوزخ کی آگ ہے جو کافروں پر بھڑکتی ہے۔

تشریح

(۱۲) اپنی بیوی اور بھائی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائے گا | یہاں تک کہ اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو فدیے میں دے کر اپنے آپ کو اس دن کے عذاب سے بچانے کے لئے تیار ہوجائے گا۔ اس دن کی سختی کا یہ عالم ہوگا کہ کیا رفیقۂ حیات اور کیا بھائی آدمی سب کچھ چھوڑ کر چاہے گا کہ میں عذاب سے بچ جاؤں۔

(۱۳) اور اپنے کنبے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائے گا | اولاد، رفیقۂ حیات، اور بھائی ہی نہیں بلکہ اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا، جن کے ساتھ دنیا میں رہتا تھا۔ اپنے سارے کنبے کو بس چلے تو فدیے میں دے کر اپنی جان بچالے۔ مگر یہ ممکن نہ ہوگا۔

(۱۴) مجرم چاہے گا ساری دنیا کو فدیے میں دے کر میں عذاب سے چھوٹ جاؤں | وہ دن اتنا سخت ہوگا کہ مجرم یہ چاہے گا کہ اپنی اولاد، اپنی بیوی، اپنے بھائی اپنے خاندان کو ہی نہیں بلکہ روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیے میں دیدے اور یہ تدبیر اسے نجات دلادے وہ کسی طرح اپنی جان بچالے۔

(۱۵) ہرگز ایسا نہ ہوگا | مجرم کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ یہ ممکن نہیں کہ اس کے بدلے میں کوئی دوسرا عذاب بھگتے، عذاب تو اسی کو بھگتنا ہوگا۔

نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی ﴿۱۷﴾

نَزَّاعَةً	لِّلشَّوٰی	تَدْعُوْا	مَنْ	اَدْبَرَ	وَتَوَلّٰی
ادھیڑنے والی	کھال کو	وہ بلاتی ہے	جس نے	پیٹھ پھیری	اور منہ پھیر لیا

کھال اُدھیڑنے والی۔ وہ (اُسے) بلاتی ہے جس نے پیٹھ پھیری اور منہ پھیر لیا

وَجَمَعَ فَاَوْعٰی ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾

وَجَمَعَ	فَاَوْعٰی	اِنَّ	الْاِنْسَانَ	خُلِقَ	هَلُوْعًا
اور (مال) جمع کیا	پھر اُسے بند رکھا	بیشک	انسان	پیدا کیا گیا ہے	بڑا بے صبرا

اور مال جمع کیا پھر اسے بند رکھا۔ بیشک انسان بڑا بے صبرا (کم ہمت) پیدا کیا گیا ہے۔

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾

اِذَا	مَسَّهُ الشَّرُّ	جَزُوْعًا	وَّاِذَا	مَسَّهُ الْخَيْرُ	مَنُوْعًا
جب	اُسے برائی پہنچے	گھبرا اٹھنے والا	اور جب	اُسے آسائش پہنچے	بخل کرنے والا

جب اُسے کوئی برائی پہنچے تو گھبرا اُٹھنے والا ہے اور جب اُسے آسائش پہنچے تو بخل کرنے والا ہے

(۱۶) نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ○ جَمْعُ شَوَاةٍ وَهِيَ جِلْدَةُ الرَّاْسِ

(۱۶) اتارنے والی چمڑا کھوپڑی کا۔

(۱۷) تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی ○ عَنِ الْاِيْمَانِ بِاَنْ تَقُوْلَ اِلَيَّ اِلَيَّ

(۱۷) بلاتی ہے ہر ایک شخص کو جس نے ایمان سے منہ موڑا اس طرح کہتی ہے میرے پاس آؤ

(۱۸) وَجَمَعَ الْمَالَ فَاَوْعٰی ○ اَمْسَكَهُ فِيْ وِعَائِهِ وَلَمْ يُؤَدِّ حَقَّ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْهُ

(۱۸) اور بلاتی ہے اس کو جس نے مال جمع کیا پس حفاظت سے رکھا اور اللہ تعالیٰ کا حق اس میں سے نہ دیا۔

(۱۹) اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ○ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ وَتَفْسِيْرُهُ

(۱۹) بے شبہ آدمی پیدا کیا گیا ہے بے صبرہ۔

(۲۰) اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ○ وَقْتَ مَسِّ الشَّرِّ

(۲۰) جب اس کو برائی پہنچتی ہے گھبرا جاتا ہے۔

(۲۱) وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ○ وَقْتَ مَسِّ الْخَيْرِ اَيِ الْمَالِ لِحَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْهُ

(۲۱) اور جب کوئی بھلائی پیش آتی ہے یعنی اس کو کچھ مال و دولت وغیرہ ملتا ہے تو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔

تشریح

(۱۶) بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹ | وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹ ہوگی جو گوشت پوست کو چاٹ جائے گی۔ کلیجہ کھینچنے والی، جو کھال

اُتار کر اندر سے کلیجہ کھینچ لیتی ہے۔

(۱۷) حق سے منہ موڑنے والے کو وہ آگ اپنی طرف بلائے گی | وہ شخص جس نے حق سے روگردانی کی، سچائی سے پیٹھ پھیری حق و صداقت کو چھوڑا یہ دوزخ کی آگ اس شخص کو اپنی طرف بلائے گی پکار پکار کر کہے گی کہ یہاں آؤ۔ اور اپنی لپیٹ میں لے گی۔ حق سے انحراف اور ایمان لانے سے انکار جس کا نتیجہ اس کا برا انجام ہوگا جیسا کہ سورۂ حاقہ میں فرمایا تھا۔ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ آیت ۳۳ (یہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہ لاتا تھا۔)

(۱۸) مال جمع کیا اور سینت سینت کر رکھا | یہ شخص دنیا میں مال کا رسیا تھا۔ مال جمع کرتا تھا اور اس کو سینت سینت کر رکھتا تھا مال کا حق ادا نہ کرتا تھا اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرتا تھا۔ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا تھا کسی ضرورت مند پر خرچ نہ کرتا تھا جیسا کہ سورۂ حاقہ میں فرمایا:۔ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (آیت ۳۴) (اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا) یعنی کسی بھوکے کو خود تو کیا کھلاتا، یہ کہنا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ اللہ کے بھوکے بندوں کو روٹی دے دو۔

دنیا پرستی اور بخل کے سبب بھلائی کے کسی کام میں خرچ نہیں کرتا تھا۔ یہ آخرت میں اس کے برے انجام کی وجہ ہوگی۔

وہ سب لوگ جو دنیا میں حق کی طرف سے پیٹھ پھیر کر چل دیتے تھے اچھے کام سے منہ موڑتے تھے، نیکی کرنے سے بچتے تھے، مال سمیٹنے میں لگے رہتے تھے وہ سب دوزخ کی طرف کھنچے چلے جائیں گے۔

بعض حدیثوں میں آتا ہے کہ دوزخ زبان قال سے پکارے گی۔ اِلَيَّ يَا كَافِرُ (او کافر ادھر آؤ) اِلَيَّ يَا مُنَافِقُ۔ (اے منافق ادھر آؤ) اِلَيَّ يَا جَامِعُ الْمَالِ (اے مال سمیٹنے والے ادھر آؤ) اس کے بعد ایک لمبی گردن نکلے گی جو کفار کو چن چن کر اس طرح اٹھا لے گی جیسے جانور زمین سے دانہ اٹھا لیتا ہے۔

(۱۹) انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے | قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بعض اخلاقی کمزوریوں کا ذکر کیا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ صحیح راستہ اختیار کرنے والے اور اللہ پر ایمان لانے والے لوگوں میں یہ کمزوریاں نہیں رہتیں اس کا مطلب یہ ہے کہ پیدائشی کمزوریاں ایسی نہیں ہیں کہ جن پر قابو نہ پایا جا سکے یا جن کی اصلاح نہ ہو سکے اگر انسان اللہ کی ہدایت قبول کر کے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ان چیزوں کو اپنا لے تو وہ کمزوریوں کو دور کر سکتا ہے اور اگر نفس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دے اور نفس کو جو وہ کرنا چاہے کرنے دے تو پھر وہ کمزوریاں راسخ ہو جاتی ہیں اور ان کا دور ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کی ایسی ہی ایک کمزوری کا ذکر فرما رہے ہیں کہ انسان تھڑدلا اور کم ہمت پیدا کیا گیا ہے وہ کسی طرف پختگی نہیں دکھاتا، بڑی جلدی گھبرا جاتا ہے۔

(۲۰) جب مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے | انسان کی کمزوری یہ ہے کہ ذرا سی مصیبت آئی تو گھبرا اٹھتا ہے ہائے ہائے کرنے لگتا ہے، بے صبرا ہو جاتا ہے، مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ گویا اب کوئی سبیل مصیبت سے نکلنے کی باقی نہیں رہی۔

(۲۱) جب خوش حالی ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے | جب خوش حالی آتی ہے تندرستی اور فراخی ملتی ہے مال و دولت آجاتا ہے تو نیکی کے لئے ہاتھ نہیں اٹھتے اور مالک کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی کنجوسی کرنے لگتا ہے۔ مال کی محبت پیدا ہو جاتی ہے یہ انسان کی ایک کمزوری ہے۔ اس کمزوری کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔؟ اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ آگے بتا رہے ہیں۔

إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾

دَآئِمُوْنَ	صَلَاتِهِمْ	عَلٰى	هُمْ	الَّذِيْنَ	الْمُصَلِّيْنَ	اِلَّا
ہمیشہ (پابندی) کرتے ہیں	اپنی نماز	پر	وہ	وہ جو	نمازیوں	سوائے

ان نمازیوں کے سوا جو اپنی نماز پر ہمیشہ پابندی کرتے ہیں

(۲۲) إِلَّا الْمُصَلِّينَ ○ أَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۲۲) مگر ایمان والے
(۲۳) الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ○ مُوَاظِبُوْنَ (۲۳) جو ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں۔

تشریح

(۲۲) اہل ایمان کے آٹھ اوصاف جو اُن کو نفس کی کمزوریوں سے بچاتے ہیں۔ ان میں پہلا وصف کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ نماز پڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ اللہ اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان رکھتا ہے بلکہ اپنے ایمان کے مطابق عمل کی کوشش بھی کر رہا ہے یعنی ایمان بھی ہے اور اس کے ساتھ عمل صالح بھی ہے۔ اور عمل صالح میں پہلی چیز نماز ہے۔

نماز کا ذکر اس لئے کیا کہ ایمان کے بعد عمل کے معاملے میں سب سے پہلی چیز جو سامنے آتی ہے وہ نماز ہے۔ روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ اپنے موقع پر ادا ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ایمان لانے کے فوراً بعد ہی رمضان کا مہینہ ہو۔ زکوٰۃ بھی فوراً فرض نہیں ہوتی، اس کی ادائیگی ایک سال کے بعد ہوتی ہے اور وہ بھی صرف مالداروں پر فرض ہے۔

اسی طرح حج، صاحب استطاعت پر ہے اور اس کے لئے ایک مقررہ وقت ہے۔ لیکن نماز ایک ایسی عبادت ہے جو ایمان کے بعد فوراً ہی اس پر عمل کا وقت آجاتا ہے اور ہر بالغ و عاقل شخص مرد و عورت پر ہر حال میں فرض ہے اس لئے نماز سے فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ شخص صاحب ایمان ہے اور نہ صرف صاحب ایمان ہے بلکہ اپنے ایمان پر عمل قدم بھی بڑھا رہا ہے۔

(۲۳) مومن کا دوسرا وصف نماز کی پابندی مومن کے آٹھ اوصاف میں سے پہلا وصف یہ بیان ہوا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ دوسرا وصف یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نماز کی پابندی کرتے ہیں، کوئی مصروفیت یا کسی قسم کی کوئی اور دلچسپی یا کاہلی اور سستی یا آرام طلبی ان کی نماز کی پابندی میں مانع نہیں ہوتی۔ جب نماز کا وقت آجائے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں گنڈے دار نماز نہیں پڑھتے بلکہ التزام سے اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں۔

اور صرف اتنا ہی نہیں کہ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں بلکہ نماز کی حالت میں پورے سکون اور خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنی نماز کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ان کی نماز ایسی نہیں ہوتی کہ کوّے کی طرح ٹھونگیں ماریں اور مارا ماری کرکے کسی نہ کسی طرح نماز سے فارغ ہوگئے۔ بلکہ نماز کے دوران پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور اِدھر اُدھر التفات نہیں کرتے۔

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَ

و	لِلسَّآئِلِ	مَّعْلُوْمٌ	حَقٌّ	فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ	وَالَّذِيْنَ
اور	مانگنے والے	ایک معلوم (مقرر)	حق	ان کے مالوں سے	اور وہ جو

اور جن کے مالوں میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کا ایک مقرر

الْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾

بِيَوْمِ الدِّيْنِ	يُصَدِّقُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	الْمَحْرُوْمِ
روز جزا کو	سچ مانتے ہیں	اور وہ جو	محروم (نہ مانگنے والے)

حق ہے اور وہ جو روز جزا و سزا کو سچ مانتے ہیں۔

۲۴ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ هُوَ الزَّكٰوةُ

۲۴ اور ان کے مالوں میں سے حق معین نکلتا ہے یعنی زکوٰۃ دیتے ہیں۔

۲۵ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ اَلْمُتَعَفِّفُ عَنِ السُّؤَالِ اَلْمُحْرُمُ

۲۵ مانگنے والے کو اور نہ مانگنے والے کو۔

۲۶ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ اَلْجَزَاءِ

۲۶ اور وہ قیامت کو حق سمجھتے ہیں۔

تشریح

۲۴ مومن کا تیسرا وصف اپنے مالوں میں مقررہ حق سمجھتے ہیں | مومن کا تیسرا وصف یہ ہے کہ وہ جانی عبادت کے علاوہ اپنے مال سے بھی اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ اس لئے وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے مال میں صرف میرا ہی حق نہیں ہے بلکہ اوروں کا بھی ایک حق مقرر ہے اور مال کا ایک حصہ وہ مال میں حق سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔

۲۵ مال میں حق سائل اور محروم کا | مال میں وہ جس کا حق سمجھتے ہیں وہ ہیں حاجت مند اور محروم لوگ، جیسے بے روزگار کہ روزی کمانے کی کوشش کرتا ہے مگر اس کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ یا کسی حادثے یا آفت کا شکار ہو کر محتاج ہو گیا ہے یا روزی کمانے کے قابل ہی نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق جب معلوم ہو جائے کہ وہ واقعی محروم ہیں تو وہ اس کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ مدد مانگیں بلکہ ان کی محرومی کا علم ہو کر خود آگے بڑھ کر ان کی مدد کرتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی حاجت مند اُن سے اپنی حاجت بیان کرتا ہے، اس سائل کی ضرور مدد کرتے ہیں۔ سوال کرنے والے سے مراد پیشہ ور بھیک مانگنے والے نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ جو واقعی حاجت مند ہیں ان کی حاجت روائی کرنا مومن اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔

۲۶ مومن کا چوتھا وصف روز جزاء کو برحق ماننا | ایک مومن کا چوتھا وصف یہ ہے کہ وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ ایک دن مجھے اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا وہ اپنے آپ کو غیر ذمہ دار نہیں سمجھتا بلکہ اسے جواب دہی کا احساس رہتا ہے۔ اور وہ اسی بناء پر اچھے کام کرتا ہے کہ میری یہ نیکی روز جزاء میں کام آئے گی اور اللہ تعالےٰ مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے اس لئے وہ ریاکاری یا دنیاوی عزت و شہرت کے لئے اچھے کام نہیں کرتا بلکہ اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ

وَالَّذِيْنَ	هُمْ	مِّنْ	عَذَابِ + رَبِّهِمْ	مُّشْفِقُوْنَ	اِنَّ	عَذَابَ
اور وہ جو	وہ	سے	اپنے رب کا عذاب	ڈرنے والا	بیشک	عذاب

اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں بے شک ان کے رب

رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾

رَبِّهِمْ	غَيْرُ + مَاْمُوْنٍ	وَالَّذِيْنَ	هُمْ	لِفُرُوْجِهِمْ	حٰفِظُوْنَ
ان کا رب	نڈر ہونے کی بات نہیں	اور وہ جو	وہ	اپنی شرمگاہوں کی	حفاظت کرنے والے

کا عذاب نڈر ہونے کی بات نہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں

اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾

اِلَّا	عَلٰٓى + اَزْوَاجِهِمْ	اَوْ	مَا	مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	فَاِنَّهُمْ	غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ
سوائے	اپنی بیویوں سے	یا	جو	ان کے دائیں ہاتھ کی ملک (باندیاں)	پس بے شک	کوئی ملامت نہیں

سوائے اپنی بیویوں سے یا اپنی باندیوں سے پس بے شک ان پر کوئی ملامت نہیں۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾

فَمَنِ ابْتَغٰى	وَرَآءَ ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْعٰدُوْنَ
پھر جو جی چاہے	اس کے سوا	تو وہی لوگ	وہ	حد سے بڑھنے والے

پھر جو اس کے سوا چاہے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے

﴿۲۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ○ خَائِفُوْنَ	﴿۲۷﴾ اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔
﴿۲۸﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ○ نُزُوْلُهٗ ○	﴿۲۸﴾ بے شک ان کے رب کا عذاب آنے والا ہے۔ اس سے بے خوف نہ ہونا چاہیے۔
﴿۲۹﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ	﴿۲۹﴾ اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو نگاہ رکھتے ہیں۔
﴿۳۰﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ مِنَ الْاِمَآءِ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○	﴿۳۰﴾ مگر اپنی بیویوں اور باندیوں کے پاس جاتے ہیں پس ان پر کچھ ملامت نہیں۔
﴿۳۱﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ○	﴿۳۱﴾ پھر جو کوئی ان کے سوا اور کسی سے صحبت کرے وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

اَلْمُتَجَاوِزُوْنَ الْحَلَالَ اِلَی الْحَرَامِ — کہ حلال کو چھوڑ کر حرام کی طرف جاتے ہیں۔

تشریح

(۲۷) مومن کا پانچواں وصف وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہے | مومن کا پانچواں وصف یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہتا ہے ۔ اور اس کے ڈر سے برائیوں کو چھوڑتا ہے ۔ اپنی حد تک اچھے اعمال کرتے رہنے کے باوجود اسے ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں اللہ کے حضور میں ہماری کوتاہیاں ہماری نیکیوں سے بڑھ کر نہ نکلیں اور ہم سزا کے مستحق قرار نہ پا جائیں۔

(۲۸) رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے | رب کا عذاب ایسی چیز نہیں ہے جس سے کوئی بے خوف ہو۔ بندے کو اس کی طرف سے بے فکر ہو کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے کہ نہ جانے کس بات پر گرفت ہو جائے ۔ بے خوف ہو کر بیٹھنا ایمان کی علامت نہیں ہے۔

صاحب ایمان ہمیشہ جہاں اللہ کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے وہاں اللہ کے عذاب سے ڈرتا بھی رہتا ہے ۔ اور جتنا اللہ کے نزدیک ہو گا اتنا ہی اس کو اللہ کا خوف بھی ہو گا ۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ ۔

(اس کے بندوں میں سے جو عالم ہیں وہ اس سے زیادہ ڈرتے ہیں ۔)

اور حدیث میں فرمایا ۔ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ۔ (ایمان امید اور خوف کے درمیان رہتا ہے ۔)

مومن نہ تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے اور نہ اس کے عذاب سے بے خوف ۔

(۲۹) مومن کی چھٹی صفت اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنا ہے | صاحب ایمان کی چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے یعنی عریانی اور شہوت رانی ان دونوں چیزوں سے وہ بچتا ہے ۔

عریانی ، ناجائز شہوت رانی کی طرف پہلا قدم ہے ۔ حدیث میں آتا ہے ۔ اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ ۔ (آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں) آنکھوں کا زنا غیر عورت کو بری نگاہ سے دیکھنا ہے ۔ اس لئے پہلی نگاہ جو اچانک پڑ جائے وہ معاف ہے ۔ اور دوسری نگاہ جو جان بوجھ کر ڈالی جائے وہ گناہ میں شمار ہے ۔ اسی طرح فرمایا کہ اَلْیَدَانِ تَزْنِیَانِ ۔ (ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں) ہاتھوں کا زنا غیر عورت کو جان بوجھ کر چھونا ہے ۔ اسی طرح فرمایا اَلرِّجْلَانِ تَزْنِیَانِ (پاؤں بھی زنا کرتے ہیں ۔) پاؤں سے چل کر گناہ کے راستے پر جانا یہ پاؤں کا زنا ہے ۔ اور آخر میں شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے ۔ جو زنا کا آخری مرحلہ ہے ۔

(۳۰) مگر اپنی بیویوں اور مملوکہ عورتوں سے قضائے شہوت میں کوئی ملامت نہیں ہے | اپنی بیویوں سے قضائے شہوت کرنا یا مملوکہ عورتوں سے ان پر کوئی ملامت نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قضائے شہوت کے لئے نکاح کا راستہ رکھا ہے اور اجازت دی ہے کہ اگر ضرورت ہو تو عدل کی شرط کے ساتھ ایک وقت میں چار تک عورتیں ایک مرد کے نکاح میں رہ سکتی ہیں ——— اسی طرح باندیاں جو جہاد میں قیدی بن کر آئیں اور امیر المومنین کی طرف سے باقاعدہ عطا کی جائیں ان مملوکہ عورتوں سے بھی جنسی تعلق کی اجازت دی گئی ہے ۔

(۳۱) بیوی اور باندی کے علاوہ کسی اور سے جنسی تعلق ناجائز ہے | بیوی اور باندی کے علاوہ کسی اور سے جنسی تعلق کرنا اور قضائے شہوت کرنا حدِ اعتدال اور حدِ جواز سے باہر قدم رکھنا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دو صورتوں کے علاوہ شہوت رانی کی دوسری تمام صورتیں ناجائز ہیں ۔

یہ بھی واضح رہے کہ مرد کے لئے مملوکہ باندی کے ساتھ صحبت کرنا اس کی ملکیت میں ہونے کی وجہ سے اسی طرح جائز ہے جیسے بیوی کے ساتھ نکاح کی وجہ سے جائز ہے ۔ لیکن عورت کے لئے اگر اس کی ملکیت میں غلام ہو اس سے جنسی تعلق کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ مذکورہ آیت میں یہ فرمایا ، اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ (سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو اُن کی ملکِ یمین میں ہوں) اس میں لفظ علیٰ نے اس بات کی صراحت کر دی کہ اس جملے میں جو قانون بیان کیا جا رہا ہے اس کا تعلق صرف مردوں سے ہے ۔

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ

وَ	رٰعُوْنَ	وَعَهْدِ هِمْ	لِاَمٰنٰتِهِمْ	هُمْ	وَالَّذِیْنَ
اور	رعایت (حفاظت) کرنے والے	اور اپنے عہد	اپنی امانتوں	وہ	اور وہ جو

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور

الَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

قَآئِمُوْنَ	بِشَهٰدٰتِهِمْ	هُمْ	الَّذِیْنَ
قائم رہنے والے	اپنی گواہیوں پر	وہ	وہ جو

وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں

﴿۳۲﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْاِفْرَادِ مَا ائْتُمِنُوْا عَلَیْهِ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَعَهْدِهِمْ الْمَاْخُوْذِ عَلَیْهِمْ فِیْ ذٰلِكَ رٰعُوْنَ ○ حٰفِظُوْنَ

﴿۳۲﴾ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کو یعنی جو کچھ امر دین اور دنیا سے ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے۔

اور اپنے عہد واقرار کو جو اُن سے اس بارہ میں لیا جاتا ہے نگاہ رکھتے ہیں۔

﴿۳۳﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْجَمْعِ قَآئِمُوْنَ ○ یُقِیْمُوْنَهَا وَلَا یَکْتُمُوْنَهَا

﴿۳۳﴾ اور وہ لوگ جو اپنی گواہیوں کو ادا کرتے ہیں، یعنی چھپاتے نہیں۔

تشریح

﴿۳۲﴾ **مومنین کی ساتویں صفت اپنی امانت کی حفاظت اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں۔** اہل ایمان کی ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ اللہ اور بندوں کے تمام حقوق کا لحاظ رکھتے ہیں۔ امانتوں میں وہ امانتیں بھی ہیں جو اللہ نے بندوں کے سپرد کی ہیں کیونکہ آدمی کے پاس جتنی قوتیں ہیں سب اللہ کی امانتیں ہیں ان کو اسی کے بتلائے ہوئے مواقع میں خرچ کرنا چاہئے اور جو قول وقرار ازل میں باندھ چکا ہے اس سے پھرنا نہیں چاہئے۔ اور اس میں وہ امانتیں بھی شامل ہیں جو ایک انسان کسی دوسرے انسان پر اعتماد کرکے اس کے حوالے کرتا ہے اسی طرح عہد سے مراد وہ عہد ہے جو بندے نے اپنے خدا سے کیا ہے۔ اور وہ عہد اور وعدے بھی جو بندے ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ ان دونوں قسم کی امانتوں اور دونوں قسم کے عہد وپیمان کا پاس ولحاظ ایک مومن کی سیرت کا حصہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ (جس میں امانت نہیں ہے اس کا کوئی ایمان نہیں ہے) وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ۔ (اور جو وعدے کا پابند نہیں ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے) ــــ راوی حضرت انسؓ بیہقی فی شعب الایمان)

﴿۳۳﴾ **مومن کی آٹھویں صفت سچی گواہی دینا** مومن کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ ضرورت پڑے تو بغیر کمی زیادتی کے اور بغیر کسی رعایت کے گواہی دیتا ہے حق کو چھپاتا نہیں ہے۔ سچی اور کھری گواہی دینا یہ مومنانہ صفات کا ایک حصہ ہے۔

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ

وَالَّذِیْنَ	هُمْ	عَلٰی صَلَاتِهِمْ	یُحَافِظُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	فِیْ	جَنّٰتٍ
اور وہ جو	وہ	اپنی نماز کی	حفاظت کرنے والے	یہی لوگ	میں	باغات

اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہی لوگ (جنت کے) باغات میں

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ؑ فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ ﴿۳۶﴾ ع۲۵

مُّكْرَمُوْنَ	فَمَالِ	الَّذِیْنَ + كَفَرُوْا	قِبَلَكَ	مُهْطِعِیْنَ
مکرم ومعزز	تو کیا ہوا	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	آپؐ کی طرف	دوڑتے آرہے ہیں

مکرم ومعزز ہوں گے۔ تو کافروں کو کیا ہوا کہ وہ آپؐ کی طرف دوڑتے آرہے ہیں۔

﴿۳۴﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰوتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ بِاَدَائِهَا فِیْ اَوْقَاتِهَا

﴿۳۴﴾ اور وہ لوگ جو نماز کو اس کے وقت پر ادا کرتے ہیں۔

﴿۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○

﴿۳۵﴾ یہی ہیں جنت میں بزرگی کئے گئے۔

﴿۳۶﴾ فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ نَحْوَكَ مُهْطِعِیْنَ ○ حَالٌ اَیْ مُدِیْمِی النَّظَرِ

﴿۳۶﴾ فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ الخ سو کیا ہوا کافروں کو کہ تیری طرف برابر دیکھتے ہیں۔

تشریح

﴿۳۴﴾ اہل ایمان اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں | اوپر مومن کی آٹھ صفات بیان کرنے کے بعد جس پہلی صفت سے آغاز کیا گیا تھا اسی صفت پر بات کو ختم کیا جارہا ہے۔ اور اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ کرنا دشوار نہیں ہے۔ مومن اپنی نماز کی حفاظت کرتا ہے یعنی نماز کے اوقات نمازوں کی شرطیں، نماز کے آداب، ان سب کی خبر رکھتا ہے اور نماز کی صورت اور حقیقت کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔

نماز کی حفاظت میں بہت سی چیزیں شامل ہیں۔ وقت پر نماز ادا کرنا، یہ اطمینان کرلینا کہ جسم اور کپڑے پاک ہیں، باوضو ہونا اور وضو میں اعضاء کو اچھی طرح دھونا۔ نماز کے ارکان، واجبات، سنن ومستحبات کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنا، نماز کے آداب کا لحاظ رکھنا، اللہ کی نافرمانیاں کرکے اپنی نمازوں کو ضائع نہ کرنا۔ یہ سب ہی چیزیں نماز کی حفاظت میں شامل ہیں اور ان صفات کے حامل مومنین کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ:

﴿۳۵﴾ عزت کے ساتھ جنت کے باغوں میں رہیں گے | مومنین کی یہ آٹھ صفات جن کو نماز سے شروع کرکے نماز ہی پر ختم کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ وہ صفات ہیں کہ جس مومن میں یہ باتیں ہوں گی وہ کچے دل کا نہیں بلکہ عزم وہمت والا ہوگا اور اس کے اندر وہ اخلاقی کمزوریاں نہیں ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا جو اعزاز ہوگا کہ یہ لوگ عزت کے ساتھ جنت کے باغوں میں رہیں گے۔ اللہ کی طرف سے ان کا یہ اکرام اور اعزاز اس پر جتنا بھی فخر اور شکر کیا جائے کم ہے۔

﴿۳۶﴾ منکرین حق آپؐ کی طرف دوڑے ہوئے آتے ہیں | کیا بات ہے کہ حق کا انکار کرنے والے حق کی آواز کو دبانے کے لئے آپ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں جو لوگ حق کی بات سننا تک گوارا نہیں کرتے کیا وہ جنت کے امیدوار ہوسکتے ہیں۔

عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ ﴿٣٧﴾ اَیَطْمَعُ کُلُّ امْرِیٴٍ مِّنْهُمْ اَنْ

عَنِ الْیَمِیْنِ	وَعَنِ الشِّمَالِ	عِزِیْنَ	اَیَطْمَعُ	کُلُّ امْرِیٴٍ	مِّنْهُمْ	اَنْ
دائیں سے	اور بائیں سے	گروہ در گروہ	کیا طمع (توقع) رکھتا ہے	ہر کوئی	ان میں سے	کہ

دائیں — اور بائیں — گروہ در گروہ کیا ان میں سے ہر کوئی توقع رکھتا ہے کہ

یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ ﴿٣٨﴾ کَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾

یُدْخَلَ	جَنَّةَ	نَعِیْمٍ	کَلَّا	اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ	مِّمَّا	یَعْلَمُوْنَ
وہ داخل کیا جائے گا	باغ	نعمتوں والا	ہرگز نہیں	بیشک ہم نے پیدا کیا انھیں	اس سے جو	وہ جانتے ہیں۔

وہ بہشت کے نعمتوں والے باغ میں داخل کیا جائے گا، ہرگز نہیں بیشک ہم نے اسے اس چیز سے پیدا کیا وہ اسے جانتے ہیں۔

٣٧ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ مِنْكَ عِزِیْنَ ○ حَالٌ اَیْضًا اَیْ جَمَاعَاتٌ حَلَقًا حَلَقًا یَقُوْلُوْنَ اِسْتِهْزَاءً بِالْمُؤْمِنِیْنَ لَئِنْ دَخَلَ هٰؤُلَاءِ الْجَنَّةَ لَنَدْخُلَنَّهَا قَبْلَهُمْ قَالَ تَعَالٰی

٣٧ تیرے دائیں بائیں جماعت جماعت حلقہ باندھ کر اہل ایمان سے استہزا کر کے کہتے ہیں البتہ اگر یہ لوگ جنت میں جاویں گے تو ہم ان سے پہلے جاویں گے۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا۔

٣٨ اَیَطْمَعُ کُلُّ امْرِیٴٍ مِّنْهُمْ اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ ○

٣٨ کیا خواہش کرتا ہے ہر ایک آدمی ان میں سے کہ جنت نعیم میں داخل کیا جاوے گا۔

٣٩ کَلَّا ؕ رَدْعٌ لَّهُمْ عَنْ طَمَعِهِمْ فِی الْجَنَّةِ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ کَغَیْرِهِمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ ○ مِنْ نُّطَفٍ فَلَا یُطْمَعُ بِذٰلِكَ فِی الْجَنَّةِ وَاِنَّمَا یُطْمَعُ فِیْهَا بِالتَّقْوٰی

٣٩ ہرگز نہیں یہ طمع ان کی باطل ہے۔ بیشک ہم نے پیدا کیا ان کو اور ان کے سوا اور لوگوں کو نطفۂ منی سے سو اس کی وجہ سے کوئی جنت میں جانے کے قابل نہیں، بلکہ جنت میں جانا بسبب پرہیزگاری کے ہے۔

تشریح

٣٧ دائیں اور بائیں سے غول کے غول چلے آ رہے ہیں | دائیں بائیں سے آوازے کسنے کے لئے غول کے غول چلے آ رہے ہیں سورۂ مدثر میں اللہ تعالٰی نے ان کی مثال دینے کے لئے فرمایا۔ کَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۙ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ (آیت ٥٠، ٥١) (گویا یہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگ رہے ہیں)

جنگلی گدھوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ خطرہ بھانپتے ہی وہ اس قدر بدحواس ہو کر بھاگتے ہیں کہ کوئی دوسرا جانور اس طرح نہیں بھاگتا اس لئے بدحواس ہو کر بھاگنے والے کو ان جنگلی گدھوں سے تشبیہ دی جاتی ہے جو شیر کی بو یا شکاریوں کی آہٹ پاتے ہی بھاگ پڑے ہوں۔

اسی طرح دعوت و تبلیغ کی باتیں اور تلاوت قرآن کی آواز سن کر منکرین حق دائیں اور بائیں سے گروہ در گروہ دوڑے چلے آتے ہیں کیا ایسے لوگ جو حق سے اس طرح بھاگتے ہیں یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ آخرت میں ان کا ٹھکانا جنت ہوگا۔ جیسا کہ سورۂ قلم میں ارشاد ہوا،

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ
تَحْكُمُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ
عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۝ اَمْ لَهُمْ
شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ (آیت ۳۴ تا ۴۱)

(یقیناً خدا ترس لوگوں کے لئے ان کے رب کے یہاں نعمت بھری جنتیں ہیں۔ کیا ہم فرماں برداروں کا حال مجرموں کا سا کردیں گے، تم کیسے حکم لگاتے ہو، کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے؟ جس میں تم یہ پڑھتے ہو کہ تمہارے لئے ضرور وہاں وہی کچھ ہے جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو یا پھر تمہارے لئے روز قیامت تک ہم پر عہد و پیمان ثابت ہیں کہ تمہیں وہی کچھ ملے گا جس کا تم حکم لگاؤ۔ ان سے پوچھو تم میں سے کون اس کا ضامن ہے؟ یا پھر ان کے ٹھیرائے ہوئے کچھ شریک ہیں جنھوں نے ان کا ذمہ لیا ہو۔ یہ بات ہے تو لائیں اپنے شریکوں کو اگر یہ سچے ہیں۔)

جو لوگ یہ کہتے تھے کہ دنیا میں ہم کو جو نعمتیں مل رہی ہیں یہ ہمارے مقبول ہونے کی علامتیں ہیں۔ ان کو جواب دیا گیا ہے کہ تم جس بدحالی میں مبتلا ہو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم خدا کے مغضوب ہو۔

بتا یا گیا ہے کہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماں برداروں اور مجرموں میں تمیز نہ کرے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو فرماں برداروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۳۸) کیا اس کے باوجود یہ لوگ جنت میں داخلے کی امید رکھتے ہیں؟ | اپنی ان حرکتوں کے باوجود کہ حق کی آواز کو دبانے کے لئے ہر طرف سے دوڑے چلے آرہے ہیں اور سچائی کی بات سننا بھی ان کو گوارا نہیں ہے۔ کیا پھر بھی یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ کیا جنت ایسے ہی لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ جنت والے کام نہ کرکے جنت کی امید رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔!؟

(۳۹) ہرگز نہیں، یہ اپنی حقیقت کو سمجھیں | ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایسے منکرین حق جو سچائی کا مذاق اڑاتے ہیں وہ جنت میں داخل ہو سکیں۔ انھیں جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے نطفے کی حقیر بوند سے پیدا کر جیتا جاگتا، چلتا پھرتا انسان بنایا ہے۔ اگر وہ اپنی تخلیق کی حقیقت پر غور کرتے تو انھیں کبھی یہ غلط فہمی نہ ہوتی کہ وہ اللہ کی گرفت سے باہر ہیں۔ یا ہم انھیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ جو پروردگار پانی کے ایک قطرے سے انسان بنا سکتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے اور اس سے حساب کتاب لے۔

اگر صرف انسان ہونا ہی جنت میں جانے کے لئے کافی ہو تو سارے انسان ایک ہی مادّے سے بنے ہیں اور اپنے مادۂ تخلیق کے لحاظ سے سب انسان ایک جیسے ہیں —— لیکن جنت میں جو چیز انسان کو لے جاتی ہے یہ ہے کہ وہ ایمان کی بدولت پاک صاف اور معظم و مکرم ہو جاتا ہے۔

جنت کا استحقاق، اس کے اوصاف کے لحاظ سے ہے نہ کہ مادۂ تخلیق کے اعتبار سے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾

فَلَآ اُقْسِمُ	بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ	وَالْمَغٰرِبِ	اِنَّا	لَقٰدِرُوْنَ
پس میں قسم کھاتا ہوں	مشرقوں کا رب	اور مغربوں کا	بیشک ہم	البتہ قادر ہیں۔

پس میں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں بیشک ہم البتہ (اس پر) قادر ہیں

عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۴۱﴾

عَلٰٓی	اَنْ نُّبَدِّلَ	خَیْرًا	مِّنْهُمْ	وَمَا نَحْنُ	بِمَسْبُوْقِیْنَ
پر	کہ ہم بدل دیں	بہتر	ان سے	اور نہیں ہم	عاجز کئے جانے والے

کہ ہم بدل دیں بہتر ان سے اور ہم عاجز کئے جانے والے نہیں۔

فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ

فَذَرْهُمْ	یَخُوْضُوْا	وَیَلْعَبُوْا	حَتّٰی + یُلٰقُوْا	یَوْمَهُمُ	الَّذِیْ
پس انھیں چھوڑ دیں	بیہودہ گوئیوں میں پڑے رہیں	اور وہ کھیلیں	یہاں تک کہ وہ ملیں	اپنے دن سے	وہ جس کا

پس انھیں چھوڑ دیں کہ بیہودگیوں میں پڑے رہیں اور وہ کھیلیں کودیں یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں

یُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ

یُوْعَدُوْنَ	یَوْمَ + یَخْرُجُوْنَ	مِنَ الْاَجْدَاثِ	سِرَاعًا	كَاَنَّهُمْ
ان سے وعدہ کیا جاتا ہے	جس دن وہ نکلیں گے	قبروں سے	جلدی جلدی	گویا کہ وہ

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ جس دن وہ قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے گویا کہ وہ

اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

اِلٰی + نُصُبٍ	یُّوْفِضُوْنَ	خَاشِعَةً	اَبْصَارُهُمْ	تَرْهَقُهُمْ
نشانہ کی طرف	لپک رہے ہیں	جھکی ہوئی	اُن کی آنکھیں	ان پر چھا رہی ہوگی

نشانہ کی طرف لپک رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی، ان پر ذلت چھا رہی

ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْیَوْمُ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۸

ذِلَّةٌ	ذٰلِكَ	الْیَوْمُ	الَّذِیْ	كَانُوْا + یُوْعَدُوْنَ
ذلت	یہ ہے	وہ دن	وہ جس کا	ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

ہوگی۔ یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

(۴۰) فَلَآ لَا زَائِدَةٌ أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَسَائِرِ الْكَوَاكِبِ إِنَّا لَقَادِرُوْنَ ○

(۴۰) پس میں قسم کھاتا ہوں چاند اور سورج اور تمام ستاروں کے نکلنے اور ڈوبنے کی جگہ کی کہ بیشک ہم کو یہ قدرت ہے

(۴۱) عَلٰٓى أَنْ نُّبَدِّلَ نَأْتِيَ بَدَلَهُمْ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ○ بِعَاجِزِيْنَ عَنْ ذٰلِكَ

(۴۱) کہ اس کے عوض ان سے بہتر بدل دیں اور ہم اس سے عاجز نہیں۔

(۴۲) فَذَرْهُمْ اُتْرُكْهُمْ يَخُوْضُوْا فِيْ بَاطِلِهِمْ وَيَلْعَبُوْا فِيْ دُنْيَاهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَلْقَوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○ فِيْهِ الْعَذَابُ۔

(۴۲) پس چھوڑ تو ان کو کہ گھسے رہیں وہ باطل میں اور لہو ولعب میں مشغول ہوں دنیا میں یہاں تک کہ ملیں اس دن سے کہ جس میں ان کے لئے وعدہ عذاب کا ہے۔

(۴۳) يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ الْقُبُوْرِ سِرَاعًا إِلَى الْمَحْشَرِ كَأَنَّهُمْ إِلٰى نُصُبٍ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ الْحَرْفَيْنِ شَيْءٍ مَّنْصُوْبٍ كَعَلَمٍ أَوْ رَايَةٍ يُّوْفِضُوْنَ ○ يُسْرِعُوْنَ

(۴۳) اس دن کہ وہ نکلیں گے قبروں سے جلدی کے ساتھ طرف محشر کے۔
گویا کہ وہ کسی نشان کی طرف جلدی کرتے ہیں۔

(۴۴) خَاشِعَةً ذَلِيْلَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ تَغْشَاهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○ ذٰلِكَ مُبْتَدَأٌ وَمَا بَعْدَهُ الْخَبَرُ وَمَعْنَاهُ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

(۴۴) درآں حالیکہ ذلیل ہیں نگاہیں ان کی کہ محیط ہے ان کو رسوائی۔ یہ وہ دن ہے کہ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔
یعنی قیامت کا دن۔

تشریح

(۴۰) مشرق ومغرب کے رب کی قسم ہم اس پر قادر ہیں| یہاں اللہ تعالےٰ نے خود اپنی ذات کی قسم کھائی ہے اور مشرقوں اور مغربوں کا لفظ اس وجہ سے استعمال کیا ہے کہ سال کے دوران سورج ایک نئے زاویے سے طلوع اور ایک نئے نقطے پر غروب ہوتا ہے اس لئے اس کو مشارق ومغارب کہا۔
پھر یہ بھی ہے کہ سورج زمین کے مختلف حصوں پر الگ الگ اوقات میں طلوع اور غروب ہوتا چلا جاتا ہے اس اعتبار سے بھی مشرق اور مغرب ایک نہیں ہیں بلکہ بہت سے ہیں۔
زمین کے ایک حصے پر سورج غروب ہوتا ہے تو دوسرے پر طلوع ہوتا ہے اس لئے سورۂ رحمٰن میں۔۔
رب المشرقین ورب المغربین کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔
اللہ تو اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ بات وہ نہیں جو انھوں نے سمجھ رکھی ہے ہم اس بات پر پوری طرح قادر ہیں کہ

ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں | ہم اس بات پر قادر ہیں کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور اس بارے میں ہم سے بازی لے جانے والا نہیں ہے۔ یعنی جب ان کی جگہ ان سے بہتر لا سکتے ہیں تو خود ان کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے کیا وہ ہمارے قابو سے نکل کر جا سکتے ہیں۔؟

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خَیْرًا مِّنْهُمْ سے مراد انہی کا دوبارہ پیدا کرنا ہو۔ کیونکہ عذاب ہو یا ثواب دوسری زندگی اس زندگی سے بہر حال اکمل ہو گی۔

یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ ان کو ہنسی ٹھٹھا کرنے دیجئے ہم اسلام کی خدمت کے لئے اس سے بہتر قوم لے آئیں گے چنانچہ انصار مدینہ اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو گئے اور مکے والے بھی قابو سے نکل کر جا نہ سکے۔

اللہ تعالیٰ نے مشارق و مغارب کی قسم کھائی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ مشرق و مغرب کو بدلتا رہتا ہے اس کے لئے تمہارا بدلنا کیا مشکل ہے۔

(۴۲) ان کو اپنی بیہودگی میں مبتلا رہنے دو یہاں تک کہ وعدے کا دن آجائے | ان کو اپنی بیہودہ باتوں اور اپنے کھیل میں پڑا رہنے دو، آج یہ سچائی کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اپنی کھال میں مست ہیں، سوچنے سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں حق و ناحق، نیکی اور بدی ان سب تصورات سے غافل ہو چکے ہیں۔ ان کو اسی حال میں رہنے دو یہاں تک کہ وہ دن آجائے جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی قیامت کا دن جس کا یہ لوگ انکار کر رہے ہیں۔ یہ ان کو تھوڑے دن کی ڈھیل ہے پھر ان کے کرتوتوں کی سزا ان کو ملنی ہی ہے۔

(۴۳) قیامت کے دن یہ قبروں سے نکل کر دوڑے چلے جا رہے ہوں گے | قیامت کے پہلے صور کے بعد جب یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ آسمان پھٹ جائے گا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑتے پھریں گے۔

اس پہلے مرحلے کے بعد اب قیامت کا دوسرا صور پھونکا جائے گا جس میں انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ان کی روحیں ان کے بدن میں داخل ہوں گی اور وہ قبر سے نکل کر داور محشر کی مقرر کی ہوئی جگہ کی طرف اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے جس طرح دوڑ کا مقابلہ کرنے والے مقررہ نشان کی طرف دوڑتے ہیں کہ دوسرے سے پہلے پہونچ جائیں۔ یا جیسے آج اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف عقیدت اور شوق کے ساتھ لپکتے ہوئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اس مقررہ جگہ پر جلد سے جلد پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

(۴۴) یہ ہو گا وعدہ کا دن ۔۔ قیامت کا دن | حال یہ ہو گا کہ محشر میں مقررہ جگہ پر تیزی کے ساتھ جاتے ہوئے نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ شرم کی وجہ سے آنکھ اوپر نہ اٹھ رہی ہو گی۔ ذلت ان پر چھا رہی ہو گی۔ وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ قیامت کا دن۔ آج یہ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں ٹھٹھا کر رہے ہیں کہ کیوں صاحب وہ قیامت جس کا وعدہ کیا جاتا ہے آتی کیوں نہیں ہے۔ جب وہ آئے گی تو یہ سارا غرور تمہارا خاک میں مل جائے گا اور کوئی وہاں تمہارا مددگار نہ ہو گا۔

۷۱

نوح

ترتیب تلاوت	۷۱	ترتیب نزول	۷۱
مکی / مدنی	مکی	تعداد رکوعات	۲
تعداد آیات	۲۸	تعداد الفاظ	۲۲۴
تعداد حروف	۹۷۴		

○ **نوح** اس سورت کا نام ہونے کے علاوہ اس کا عنوان بھی ہے کیوں کہ اس پوری سورت میں حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

○ یہ سورت مکہ معظمہ کے دور میں نازل ہوئی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی اور اس کے مقابلے میں مکے کے وہ لوگ جو آپؐ کی دعوت کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے انھوں نے شدید مخالفت شروع کردی۔

○ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ واقعہ دراصل ایک اعتبار سے مکے کے مخالفین کے لئے تنبیہ ہے کہ تم حضرت محمدؐ کے ساتھ مخالفت کا جو رویہ اختیار کر رہے وہ ایسا ہی جیسے حضرت نوحؑ کے ساتھ ان کی قوم نے کیا تھا۔ پھر اس مخالفت کے نتیجے میں قوم نوح کا کیا انجام ہوا کہ وہ پوری قوم چند اہل ایمان کے علاوہ پانی کے طوفان میں غرق ہوگئی — اگرچہ یہ بات کسی جگہ صاف طور پر نہیں کہی گئی، مگر اس واقعے کے پس منظر سے یہ بات خود بخود ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔ او

یہ بھی ایک خوبصورت اسلوب ہوتا ہے کہ بات صاف طور پر کہی بھی نہ جائے پھر بھی صاف صاف سمجھ میں آجائے۔

حضرت نوح علیہ السّلام کے واقعہ پر ایک نظر

حضرت نوحؑ کو آدمِ ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت نوحؑ کا ذکر قرآن مجید میں تینتالیس[۴۳] بار آیا ہے حضرت نوح کو اللہ تعالٰے نے اس قوم کی رہبری کے لئے اپنا پیغمبر مقرر کیا تھا جو زمین کے اس علاقے میں رہتی تھی جس کو آج ہم عراق کے نام سے جانتے ہیں یہ دجلہ اور فرات کے درمیان عراق کے شمالی علاقے میں موصل شہر کے گرد و نواح میں تھا۔ اور یہ قصہ اس زمانے سے تعلق رکھتا ہے جب پوری نسل آدم زمین کے ایک ہی خطّے میں رہتی تھی، غالبًا امتِ نوح کا زمانہ حضرت مسیحؑ سے چار یا پانچ ہزار سال پہلے کا زمانہ ہوگا۔ اور پھر وہاں سے نکل کر دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام قومیں اپنی ابتدائی تاریخ میں ایک ہمہ گیر طوفان کی نشان دہی کرتی ہیں۔

یہ قوم اللہ کے وجود کی منکر نہ تھی بلکہ ان کی اصل گمراہی یہ تھی کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک اور ساجھی بنا لیا تھا۔ اس ایک گمراہی سے دوسری گمراہیاں اور خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ دراصل شرک ساری گمراہیوں کی جڑ ہے۔ اس لئے کہ جب صرف اللہ کی ذات منبعِ ہدایت نہ رہی بلکہ دوسرے حوالوں سے بھی رہنمائی حاصل کی جانے لگی تو آپس میں ٹکراؤ کا پیدا ہونا یقینی ہے۔

معاملہ ہدایت کا ہو یا کائنات کے نظام کا فساد اور ٹکراؤ سے حفاظت کے لئے ایک سرچشمۂ ہدایت اور اختیارات کا ایک ذات میں مرکوز ہونا لازم ہے۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ (اگر اللہ کے سوا اور الٰہ بھی ہوتے تو سارا نظام بگڑ جاتا) حضرت نوحؑ اس قوم کو دعوت دیتے رہے مگر انھوں نے مان کر نہیں دیا۔ اس پر حضرت نوحؑ نے اس قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

اے برادرانِ قوم! اگر میرا تمہارے درمیان رہنا اور میرا یہ عمل کہ میں تمہیں اللہ کے احکام سنا کر خوابِ غفلت سے جگانا چاہتا ہوں، تمہارے لئے ناقابل برداشت ہوگیا ہے تو خوب سن لو کہ میرا بھروسہ تو اللہ پر ہے میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔ تم ایسا کرو کہ تم اپنے ان تمام شریکوں کو جن کو تم نے اللہ کے ساتھ شریک کر رکھا ہے ان کو ساتھ لے کر خوب اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لو، اور تمہیں جو میرے خلاف کرنا ہے بغیر کسی مہلت کے کر ڈالو۔

حضرت نوح علیہ السلام ایک ہزار سے پچاس سال کم اس ظالم گمراہ قوم کی اصلاح کے لئے کوشش فرماتے رہے جو طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھی اور اتنی طویل مدت تک ان کی زیادتیاں برداشت کرنے پر بھی انھوں نے ہمت نہیں ہاری۔

جب حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی تو ظاہر ہے کہ ان کو نبوت پختہ عمر میں یعنی کم سے کم چالیس سال کی عمر میں ملی ہوگی۔ اس کے بعد ایک زبردست طوفان آیا جو طوفانِ نوح کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوحؑ ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ اس طرح ان کی کُل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔

حضرت نوحؑ اتنی مدت دراز تک قوم کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے ان کو سمجھاتے رہے ۔ اصلاح کی کوشش میں سختیاں برداشت کیں۔ ایک بدکردار قوم کے درمیان رہنا ایک نیک انسان کے لئے کتنا مشکل ہوتا ہے۔ حضرت نوحؑ یہ زہرہ گداز وقت کسی طرح گذارتے رہے اور تکلیفیں سہتے رہے۔ اور آخر تھک ہار کر انھوں نے پروردگار سے عرض کیا کہ۔ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (سورہ القمر آیت ۱۰)۔(پروردگار میں عاجز آگیا ہوں اب آپ میری مدد فرمائیں۔) اور پروردگار سے عرض کیا کہ اب یہ قوم زمین پر رہنے کے قابل نہیں رہی ان کو تباہ و برباد ہو جانا چاہیئے۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (سورہ نوح آیت ۲۶)۔(پروردگار زمین پر ایک بھی نافرمان باقی نہ رہے۔)

◯ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ وہ ایک کشتی تیار کریں۔ ان کو کشتی تیار کرتے ہوئے دیکھ کر بھی حضرت نوحؑ کے مخالف مذاق اڑایا کرتے تھے۔ آخر کشتی تیار ہو گئی۔ اب اللہ کی طرف سے فیصلے کا وقت آگیا۔ تو حضرت نوحؑ کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ اپنے سب ساتھیوں کو کشتی میں سوار کرالیں اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا ساتھ رکھ لیں۔ پانی برسنا شروع ہوا زمین سے بھی پانی ابل رہا تھا اور آسمان سے بھی پانی برس رہا تھا۔ اللہ نے پانی کے طوفان میں حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا۔ طوفانِ نوح میں وہ سب لوگ غرق ہو گئے جو حق و صداقت کے منکر تھے اور حضرت نوحؑ کی بات کو مان کر نہیں دیا تھا۔

حضرت نوحؑ کے واقعے میں عبرت و نصیحت کے بہت سے پہلو موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ انکار اور ضد پر آمادہ ہوتے ہیں اور حق و صداقت ان کے سامنے ہوتی ہے پھر بھی مان کر نہیں دیتے۔ ان کا انجام کیا ہوتا ہے ۔ لیکن ہر دور میں تاریخ کی ان شہادتوں سے بے توجہی برتی گئی ہے ۔

ایاتہا ۲۸	۷۱ سورۃ نوح مکیۃ ۷۱	فیہا رکوعان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے، مہربان ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ

مِنْ	قَوْمَكَ	اَنْ اَنْذِرْ	اِلٰى قَوْمِهٖٓ	نُوْحًا	اِنَّآ ، اَرْسَلْنَا
سے	اپنی قوم	کہ ڈراؤ	اس کی قوم کی طرف	نوح	بے شک ہم نے بھیجا

بیشک ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو اس سے قبل ڈراؤ

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ①

	اَلِيْمٌ	عَذَابٌ	اَنْ يَّاْتِيَهُمْ	قَبْلِ
	درد ناک	عذاب	کہ ان پر آئے	پہلے

کہ ان پر درد ناک عذاب آجائے

سُوْرَةُ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَكِّيَّةٌ
ثَمَانٌ اَوْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
① اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ
اَنْذِرْ اَىْ بِاَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ مُؤْلِمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

سورۂ نوح علیہ السلام مکی ہے اس میں اٹھائیس یا انتیس آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے
① اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ الخ بیشک ہم نے بھیجا نوح کو یہ پیام دے کر کہ ڈرا اپنی قوم کو
پہلے اس سے کہ آوے ان پر دنیا اور آخرت میں عذاب دردناک
اگر وہ ایمان نہ لاویں۔

تشریح

① ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف خبردار کرنے کے لیے بھیجا | حضرت آدم ؑ اپنی اولاد کو جس صالح نظام زندگی پر قائم کر کے دنیا سے گئے تھے اس میں سب سے پہلا بگاڑ حضرت نوح کے دور سے شروع ہوا۔ قوم نوح اس علاقے سے تعلق رکھتی تھی جس کو آج ہم عراق کے نام سے جانتے ہیں، موصل کے آس پاس یہ لوگ آباد تھے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوح میں شرک کی گمراہی پیدا ہو گئی تھی اور اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک کر لیا تھا اس شرک کے نتیجے میں دوسری بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں اور ایک طبقہ مذہبی سیاسی اور معاشی طور پر سب کے اوپر غالب ہو گیا اور دوسروں کو اپنا غلام بنا لیا۔ اللہ نے حضرت نوح کو اس قوم کی طرف اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو خبردار کر دے کہ اگر وہ باز نہ آئے تو جن اخلاقی خرابیوں اور گمراہیوں میں وہ مبتلا ہیں وہ ان کو خدا کے عذاب کا مستحق بنا دیں گی۔ اور اس سے پہلے کہ کفر و شرارت کی بدولت دنیا اور آخرت کے عذاب کا سامنا ہو انھیں کوئی سارا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا

قَالَ	يٰقَوْمِ	اِنِّيْ	لَكُمْ	نَذِيْرٌ + مُّبِيْنٌ	اَنِ	اعْبُدُوا
اس نے کہا	اے میری قوم	بیشک میں	تمہارے لئے	صاف صاف ڈرانے والا	کہ	تم عبادت کرو

اس نے کہا اے میری قوم ! بیشک میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت

اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

اللّٰهَ	وَاتَّقُوْهُ	وَاَطِيْعُوْنِ	يَغْفِرْ	لَكُمْ	مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ
اللہ	اور اس سے ڈرو	اور میری اطاعت کرو	وہ بخش دے گا	تمہیں	تمہارے گناہ

کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو وہ بخش دے گا تمہیں تمہارے گناہ

وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ

وَيُؤَخِّرْكُمْ	اِلٰٓى	اَجَلٍ + مُّسَمًّى	اِنَّ	اَجَلَ اللّٰهِ
اور تمہیں مہلت دے گا	تک	وقت مقرر	بیشک	اللہ کا مقرر کردہ وقت

اور (موت کے) وقت مقررہ تک تمہیں مہلت دے گا بیشک جب اللہ کا مقرر کردہ وقت

اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ

اِذَا جَاۗءَ	لَا يُؤَخَّرُ	لَوْ كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ	قَالَ
جب آجائے گا	وہ ٹلے گا نہیں	کاش تم ہوتے	جانتے	اس نے کہا

آجائے گا تو وہ ٹلے گا نہیں ، کاش تم جانتے ، اس نے کہا

رَبِّ اِنِّىْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ⑤

رَبِّ	اِنِّىْ + دَعَوْتُ	قَوْمِيْ	لَيْلًا	وَّنَهَارًا
اے میرے رب	بیشک میں نے بلایا	اپنی قوم کو	رات	اور دن

اے میرے رب بیشک میں نے اپنی قوم کو دن رات بلایا ۔

② قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ بَيِّنُ الْاِنْذَارِ

③ اَنْ اَيْ بِاَنْ اَقُوْلُ لَكُمُ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ○

④ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ مِنْ

② نوحؑ بولا اے میری قوم میں تم کو ظاہر ڈرانے والا ہوں

③ اس طرح کہ تم سے کہتا ہوں کہ اللہ کی پرستش کرو اور اس سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو۔

④ بخشے گا اللہ گناہ تمہارے (من ذنوبکم میں لفظ من زائدہ ہے

ذَائِدَۃٌ فَاِنَّ الْاِسْلَامَ یُغْفَرُ
بِہٖ مَاقَبْلَہٗ اَوْ تَبْعِیْضِیَۃٌ لِاِخْرَاجِ
حُقُوْقِ الْعِبَادِ وَیُؤَخِّرْکُمْ بِـلَا
عَذَابٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اَجَلِ
الْمَوْتِ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ بِعَذَابِکُمْ
اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا اِذَا جَآءَ لَا
یُؤَخَّرُ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○
ذٰلِکَ لَاٰمَنْتُمْ

یعنی تمام گناہ تمہارے۔ یا مِنْ تبعیضیہ ہے یعنی بعض گناہ تمہارے اس صورت میں بندوں کے حقوق اس سے خارج ہو جائیں گے۔)
اور تم کو مہلت دے گا بدون عذاب کے موت کے وقت تک بیشک اللہ کا وقت تمہارے عذاب کے لئے جب آجاوے گا
تو پھر وہ پیچھے نہ ہٹ سکے گا اگر تم ایمان نہ لائے اگر تم اس کو جانتے تو ضرور ایمان لاتے۔

(۵) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ
نَهَارًا ○ دَائِمًا مُتَّصِلًا

(۵) نوحؑ نے کہا اے میرے پروردگار بے شک میں نے اپنی قوم کو ہدایت کی طرف بلایا رات اور دن یعنی ہمیشہ متصل۔

تشریح

(۲) میں تمہیں صاف صاف آگاہ کر رہا ہوں | میں اللہ کا پیغمبر ہوں اللہ نے مجھے تمہیں سمجھانے کے لئے مقرر کیا ہے میں تمہیں صاف صاف خبردار کرتا ہوں یعنی میری بات میں کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہیں ہے بلکہ میں تمہارے لئے ایک صاف صاف خبردار کر دینے والا پیغمبر ہوں۔

(۳) میری دعوت کے تین نکات | حضرت نوح ؑ نے اپنی رسالت کا آغاز کرتے ہوئے تین باتیں اپنی قوم کے سامنے پیش کیں:۔

ایک تو یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی بندگی کرو۔

دوسرے تقویٰ اختیار کرو ——— تیسرے رسول کی اطاعت کرو

اللہ کی بندگی کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی بندگی چھوڑ کر صرف اللہ کو اپنا معبود تسلیم کرو اور اسی کے احکام بجا لاؤ۔

تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہیں ان سے بچو اور اپنی زندگی میں خدا ترس لوگوں کا رویہ اختیار کرو۔

تیسرے میری اطاعت کرو کہ اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے جو میں حکم دوں اس کو مانو۔

اللہ سے ڈر کر کفر و معصیت کا راستہ چھوڑ دو گے اور طاعت و عبادت کا راستہ اختیار کر دو گے تو اللہ تم سے راضی ہوں گے جو تمہارے مالک و آقا اور حاکم ہیں اور اسی نے تم کو پیدا کیا ہے۔

(۴) اگر تم ان باتوں کو مان لو گے تو تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے | جو باتیں میں نے تمہارے سامنے رکھی ہیں اگر تم ان کو مان لو گے اور ایمان لے آؤ گے تو اس سے پہلے جو کچھ تم کر چکے ہو وہ سب گناہ اللہ تم درگذر فرما دیں گے | ورنہ عذاب کا جو وعدہ ہے وہ ٹالے نہ ٹلے گا | اور تمہیں اس وقت تک دنیا میں جینے کی مہلت دی جائے گی کہ عمر طبعی تک زندہ رہو کہ اللہ نے جو قانون موت و حیات کا جانداروں کے لئے مقرر کیا ہے اسی عام قانون کے موافق وقت پر موت آئے، کیوں کہ اس سے تو بہر حال کسی نیک و بد کو چارہ نہیں لیکن ان باتوں کے نہ ماننے اور ایمان نہ لانے کی صورت میں عذاب کا جو وعدہ ہے جو اللہ نے کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کے لئے مقرر کر دیا ہو تو اگر وہ سر پر آ کھڑا ہوا تو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گا۔ کاش تم اس بات کو سمجھو۔ سمجھانا یہ ہے کہ میرے ذریعہ سے اللہ کی دعوت اور اس کا پیغام پہنچ جانے کے بعد اب جو وقت گزر رہا ہے وہ تمہیں ایمان لانے کے لئے مہلت دی جا رہی ہے اور اس مہلت کے ختم ہونے کے بعد پھر اللہ کے عذاب سے بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ تمہیں سمجھ ہے تو یہ باتیں سمجھنے اور عمل کرنے کی ہیں۔

(۵) حضرت نوح کی اللہ سے فریاد | حضرت نوح ؑ ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے۔ جب امید کی کوئی کرن نظر نہ آئی تو تنگ دل ہو کر اللہ سے عرض کیا۔ اے میرے رب میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا، رات کی تاریکی میں بھی اور دن کے اُجالے میں بھی۔

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىْٓ اِلَّا فِرَارًا ⑥ وَاِنِّىْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ

فَلَمْ يَزِدْهُمْ	دُعَآءِىْ	اِلَّا	فِرَارًا	وَاِنِّىْ	كُلَّمَا	دَعَوْتُهُمْ
تو ان میں زیادہ نہ کیا	میرا بلانا	مگر	بھاگنا	اور بیشک میں	جب بھی	میں نے ان کو بلایا

تو میرے بُلانے نے ان میں زیادہ نہ کیا بھاگنے کے سوا۔ اور بے شک جب بھی میں نے ان کو بلایا

لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا

لِتَغْفِرَ	لَهُمْ	جَعَلُوْٓا	اَصَابِعَهُمْ	فِىْٓ اٰذَانِهِمْ	وَاسْتَغْشَوْا
تاکہ تو بخش دے	انھیں	انھوں نے دے لیں	اپنی انگلیاں	اپنے کانوں میں	اور انھوں نے لپیٹ لئے

تاکہ تو انھیں بخش دے تو انھوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور انھوں نے اپنے

ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦

ثِيَابَهُمْ	وَاَصَرُّوْا	وَاسْتَكْبَرُوْا	اسْتِكْبَارًا	
اپنے کپڑے	اور اڑ گئے	اور انھوں نے تکبر کیا	بڑا تکبر	—

اور کپڑے لپیٹ لئے اور وہ اڑ گئے اور انھوں نے بڑا تکبر کیا۔

⑥ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىْٓ اِلَّا فِرَارًا ○ عَنِ الْاِيْمَانِ

⑥ سو ان کو نہ بڑھایا میرے بُلانے نے مگر ایمان سے بھاگنا اور نفرت کرنا یعنی جس قدر میں نے ان کو ایمان کی طرف بلایا اسی قدر وہ دور

⑦ وَاِنِّىْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ لِئَلَّا يَسْمَعُوْا كَلَامِىْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ غَطَّوْا رُءُوْسَهُمْ بِهَا لِئَلَّا يَنْظُرُوْنِىْ وَاَصَرُّوْا عَلٰى كُفْرِهِمْ وَاسْتَكْبَرُوا تَكَبَّرُوْا عَنِ الْاِيْمَانِ اسْتِكْبَارًا ○

⑦ اور بیشک میں نے ان کو جس وقت بلایا ایمان کی طرف تاکہ تو ان کو بخشے انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں رکھیں تاکہ وہ میرے کلام نہ سُنیں اور اپنے سروں کو کپڑوں سے ڈھکا تاکہ مجھ کو نہ دیکھیں اور اصرار اپنے کفر پر اور ایمان سے سخت تکبر کیا۔

تشریح

⑥ میری پکار کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا میری پکار نے ان کے فرار ہی میں اضافہ کیا جتنا جتنا میں پکارتا گیا اتنا ہی زیادہ وہ دُور بھاگتے چلے گئے۔ جیسے جیسے تیری طرف آنے کو کہا گیا یہ بدبخت اور زیادہ اُدھر سے منہ پھیر کر بھاگے اور جس قدر میری طرف سے شفقت، دل سوزی اور ہمدردی کا اظہار ہوا ان کی جانب سے نفرت اور بیزاری بڑھتی گئی۔

⑦ ان کو میری بات سننا اور میری صورت دیکھنا بھی گوارا نہیں ہے جب بھی میں نے ان کو بلایا تاکہ تو انھیں معاف کردے اور نافرمانی روش چھوڑ دیں، انھوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں انھیں میری بات سننا بھی گوارا نہیں۔ چاہتے ہیں کہ میری آواز ان کے کان میں نہ پڑے۔ جب میں نے ان کو پکارا تو انھوں نے اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لئے کہ کہیں میں ان کی صورت نہ دیکھ لوں۔ وہ میری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ منہ اس لئے چھپاتے تھے کہ حضرت نوح پہچان کر ان سے بات نہ کرنے لگیں۔ یہ کسی طرح اپنے طریقے سے ہٹنا نہیں چاہتے ہیں۔ ان کا عزم ان کو اجازت نہیں دیتا کہ میری بات کی طرف ذرا بھی کان دھریں۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۸ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ

وَ	لَهُمْ	اِنِّیْٓ + اَعْلَنْتُ	ثُمَّ	جِهَارًا	اِنِّیْ + دَعَوْتُهُمْ	ثُمَّ
اور	انھیں	بیشک میں نے اعلانیہ سمجھایا	پھر	بآواز بلند	بیشک میں نے بلایا انھیں	پھر

پھر بے شک میں نے انھیں بآواز بلند بلایا پھر بے شک میں نے انھیں اعلانیہ (بھی) سمجھایا اور

اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۹ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا

اسْتَغْفِرُوْا	فَقُلْتُ	اِسْرَارًا	لَهُمْ	اَسْرَرْتُ
تم بخشش مانگو	پس میں نے کہا	چھپا کر	انھیں	میں نے پوشیدہ سمجھایا

انھیں چھپا کر پوشیدہ (بھی) سمجھایا ۔ پس میں نے کہا تم اپنے رب سے بخشش

رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۱۰

	كَانَ + غَفَّارًا	اِنَّهٗ	رَبَّكُمْ
	ہے بڑا بخشنے والا	بیشک وہ	اپنا رب

مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے ۔

۸ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ○ اَیْ بِاِعْلَاءِ صَوْتِیْ

۸ بے شبہ میں نے ان کو ایمان کی طرف بلایا بلند آواز سے ۔

۹ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ صَوْتِیْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمُ الْكَلَامَ اِسْرَارًا ○

۹ پھر میں نے ان سے ظاہر اور پوشیدہ ہر طرح کہا اور سمجھایا کہ

۱۰ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ مِنَ الشِّرْكِ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○

۱۰ تم اپنے رب سے بخشش چاہو شرک سے بے شبہ اللہ تو بخشنے والا ہے ۔

تشریح

۸ میں نے ان کو عام مجمعوں میں خطاب کیا | میں نے ان کو عام مجمعوں میں بھی خطاب کیا ہے اور مجلسوں میں بھی جا کر سمجھایا ہے ۔

۹ میں نے اعلانیہ بھی تبلیغ کی اور پوشیدہ بھی | میں نے مجمع کے سوا ان سے علیحدگی میں بھی بات کی ۔ صاف صاف کھول کھول کر بھی، اشاروں میں بھی زور سے بھی اور آہستہ بھی بغرض نصیحت کا کوئی عنوان اور کوئی رنگ باقی نہ چھوڑا جو اختیار نہ کیا ہو ۔ ہر طرح سمجھایا ۔

۱۰ اپنے رب سے معافی مانگو وہ بہت معاف کرنے والا ہے | میں نے ان سے کہا کہ سیکڑوں برس سمجھانے کے باوجود اگر اب بھی میری بات مان کر اپنے مالک کی طرف جھکو گے اور اس سے اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ ضرور بخش دے گا، وہ بڑا بخشنے والا ہے، تمہارے پچھلے گناہ بیک قلم معاف کر دے گا ۔

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ

يُرْسِلِ	السَّمَآءَ	عَلَيْكُمْ	مِّدْرَارًا	وَّيُمْدِدْكُمْ	
وہ بھیجے گا	آسمان	تم پر	مسلسل بارش	اور مدد دے گا تمہیں	

وہ آسمان سے تم پر مسلسل بارش بھیجے گا اور تمہیں مالوں اور

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ

بِاَمْوَالٍ	وَّبَنِيْنَ	وَيَجْعَلْ	لَّكُمْ	جَنّٰتٍ	وَّيَجْعَلْ
مالوں کے ساتھ	اور بیٹے	اور وہ بنائے گا	تمہارے لئے	باغات	اور وہ بنائے گا

بیٹوں سے مدد دے گا اور بنائے گا تمہارے لئے باغات اور وہ بنائے گا

لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾

لَّكُمْ	اَنْهٰرًا	مَا لَكُمْ	لَا تَرْجُوْنَ	لِلّٰهِ	وَقَارًا
تمہارے لئے	نہریں	کیا ہوا تمہیں	تم اعتقاد نہیں رکھتے	اللہ کے لئے	وقار

تمہارے لئے نہریں۔ تمہیں کیا ہوا ہے تم اللہ کے لئے وقار (عظمت) کا اعتقاد نہیں رکھتے؟

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ

وَقَدْ خَلَقَكُمْ	اَطْوَارًا	اَلَمْ تَرَوْا	كَيْفَ
اور اس نے پیدا کیا تمہیں	طرح طرح	کیا تم نہیں دیکھتے	کیسے

اور یقیناً اس نے تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے

خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾

خَلَقَ + اللّٰهُ	سَبْعَ	سَمٰوٰتٍ	طِبَاقًا
اللہ نے پیدا کئے	سات	آسمان	اوپر تلے

سات آسمان کیسے اوپر تلے بنائے۔

﴿۱۱﴾ يُرْسِلِ السَّمَآءَ اَلْمَطَرَ وَكَانُوْا قَدْ مُنِعُوْهُ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ○ كَثِيْرَ الدَّرُوْرِ

﴿۱۱﴾ وہ تمہارے اوپر بارش برساوے گا بکثرت (یہ اس لئے فرمایا کہ ان پر بارش نہ ہوئی تھی)

﴿۱۲﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ بَسَاتِيْنَ وَيَجْعَلْ

﴿۱۲﴾ اور تم کو مال اور فرزند دے گا۔ اور تمہارے لئے باغ تیار فرما دے گا اور نہریں جاری تم کو

تَحْتِكُمْ اَنْهٰرًا ۞ جاریۃ

عطا فرماوے گا۔

(۱۳) مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۞ اَیْ تَامَلُوْنَ وَقَارَ اللّٰهِ اِیَّاكُمْ بِاَنْ تُؤْمِنُوْا

(۱۳) تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت اور بزرگی کا لحاظ نہیں کرتے اور اس کے ثواب کے امیدوار اس کے عذاب سے خوف نہیں کرتے اس طرح کہ ایمان لاؤ۔

(۱۴) وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۞ جمع طور وهو الحال طورًا نطفة وطورًا علقة الى تمام خلق الانسان والنظر فى خلقه يوجب الايمان بخالقه

(۱۴) حالاں کہ اس نے تم کو پیدا کیا طرح طرح کی حالتوں میں کبھی نطفہ اور کبھی گوشت کا ٹکڑہ یہاں تک کہ بعد طرح طرح کے تغیرات کے آدمی پورا ہوا اور یہ امر باعث اس کا ہے کہ تم اپنے خالق پر ایمان لاؤ۔

(۱۵) اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۞ بعضها فوق بعض

(۱۵) کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں کر سات آسمانوں کو تو بتو بنایا۔

تشریح

(۱۱) وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا | یعنی اتنا ہی نہیں کہ وہ تمہارے سارے قصور معاف کر دے گا بلکہ ایمان اور استغفار کی برکت سے قحط اور خشک سالی جس میں وہ برسوں سے مبتلا تھے دُور ہو جائے گی اور اللہ تم دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دے گا۔

(۱۲) تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازے گا | اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی روش اور اس کی نافرمانی آخرت میں نقصان دہ ہے اور دنیا میں بھی انسان کی زندگی کو تنگی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ایمان اور احکام الٰہی کی اطاعت آخرت میں بھی نافع ہے اور دنیا کا نظام بھی درست رہتا ہے۔ سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ۞ (آیت ۱۲۴)

(جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔)

سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (آیت ۶۶)

(اور اگر ان اہل کتاب نے توریت اور انجیل اور دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو اُن کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں تو ان کے لئے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے اُبلتا۔)

غرض ایمان اور استغفار کی بدولت اللہ کی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ غلے، پھل، میوے کی افراط ہو جائے گی مویشی فربہ ہو جائیں گے، دودھ گھی بڑھ جائے گا اللہ تعالیٰ اولادِ ذکور عطا فرمائے گا۔ غرض آخرت کے ساتھ دنیا کے عیش و بہار سے بھی وافر حصہ دیا جائے گا۔

○ اس آیت سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ استسقاء طلب بارش کی اصل روح استغفار اور انابت ہے اور

نماز اس کی کامل ترین صورت ہے۔
چنانچہ ایک مرتبہ قحط کے موقع پر حضرت عمرؓ بارش کی دعا کرنے کے لئے نکلے اور صرف استغفار پر اکتفا فرمایا لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین آپ نے بارش کے لئے دعا نہیں کی۔
حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے آسمان کے ان دروازوں کو کھٹکھٹا دیا ہے جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے اور پھر سورۂ نوح کی یہ آیتیں لوگوں کو سنا دیں۔
حسن بصری رح کی مجلس میں ایک شخص نے خشک سالی کی شکایت کی انھوں نے کہا اللہ سے استغفار کرو۔ دوسرے شخص نے تنگ دستی کی شکایت کی، تیسرے نے کہا میرے اولاد نہیں ہوتی، چوتھے نے کہا میری زمین کی پیداوار کم ہو رہی ہے ہر ایک کو یہی جواب دیتے چلے گئے کہ استغفار کرو لوگوں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے آپ سب کی مختلف شکایتوں کا یہی علاج بتا رہے ہیں تو انھوں نے جواب میں سورۂ نوح کی یہ آیتیں سنا دیں۔
قرآن مجید کی یہ آیات بتاتی ہیں کہ استغفار سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں۔

(۱۳) تمہیں اللہ کی عظمت پر بھروسہ کیوں نہیں ہے | دنیا کے چھوٹے چھوٹے رئیسوں اور سرداروں کی تم عزت کرتے ہو اور ان کے بارے میں تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ تمہیں فائدہ پہنچائیں گے ـــــ مگر اللہ کی بڑائی اس کی عظمت اور اس کے وقار پر تمہیں بھروسہ کیوں نہیں ہے؟ کہ تم اس کی فرماں برداری کرو گے تو وہ تمہیں عزت عطا کرے گا۔
تم چھوٹے چھوٹے سرداروں سے تو ڈرتے ہو، مگر اللہ کی عظمت و جلال سے نہیں ڈرتے حالانکہ سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے۔

(۱۴) کن کن مدارج سے گذارتے ہوئے تمہیں پیدا کیا | ذرا خیال کرو کہ کن کن حالتوں سے گذارتے ہوئے تمہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ پہلے تم ماں باپ کی پیٹھ میں الگ الگ نطفوں کی شکل میں تھے ـــــ پھر اللہ کی قدرت سے ہی یہ دونوں نطفے ملے اور حمل قرار پایا ـــــ پھر نو مہینے تک ماں کے پیٹ میں مختلف حالتوں سے نشوونما دے کر پوری انسانی شکل دی ـــــ اور تمہارے اندر وہ قوتیں پیدا کی گئیں کہ انسان کی حیثیت سے دنیا میں کام کرنے کے لئے جن کی تمہیں ضرورت تھی۔
پھر ایک زندہ وجود کی شکل میں تم ماں کے پیٹ سے باہر آئے ـــــ بچے سے جوان ہوئے۔ جوان سے بوڑھے ہوئے۔
ان تمام منزلوں سے گذرتے ہوئے تم ہر وقت اللہ کے قبضے میں تھے وہ چاہتا تو کسی بھی مرحلے پر تمہیں روک سکتا تھا۔ وہ چاہتا تو حمل قرار ہی نہ پاتا۔ وہ چاہتا تو ماں کے پیٹ میں ہی تمہیں اندھا، بہرہ، گونگا، اپاہج بنا دیتا، تمہاری عقل میں فتور رکھ دیتا۔
غرض کسی وقت بھی تم اللہ کی گرفت سے باہر نہ تھے جس طرح تم اس وقت خدا کے سامنے بے بس تھے، آج بھی بے بس ہو۔
ذرا غور کرو کہ ماں کے پیٹ سے لے کر تم نے طرح طرح کے رنگ بدلے، موت تک آدمی کتنی پلٹیاں کھاتا ہے۔ کتنے اطوار و ادوار، کتنے اتار چڑھاؤ ہیں جن سے وہ گذرتا ہے۔ کیا پھر بھی تم سمجھتے ہو کہ پروردگار کے ساتھ احسان فراموشی کی جا سکتی ہے اور ان حرکتوں کا خمیازہ تمہیں بھگتنا نہیں پڑے گا۔

(۱۵) اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تہہ بہ تہہ سات آسمان بنائے | اللہ تعالیٰ جس طرح تمہارا خالق ہے اسی طرح اگر تم ذرا دیکھو کس طرح تہہ بہ تہہ ایک کے اوپر ایک سات آسمان بنائے۔ اور یہ آسمان بغیر کسی ستون اور سہارے کے پوری مضبوطی کے ساتھ تمہارے سر پر چھت کی طرح تنے ہوئے ہیں۔

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ⑯

وَجَعَلَ	الْقَمَرَ	فِيهِنَّ	نُورًا	وَّجَعَلَ	الشَّمْسَ	سِرَاجًا
اور اس نے بنایا	چاند	ان میں	ایک نور	اور اس نے بنایا	سورج	چراغ

اور اس نے ان میں چاند کو ایک نور بنایا اور اس نے سورج کو چراغ (کے مانند روشن) بنایا

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ⑰

وَ اللّٰهُ	اَنْۢبَتَكُمْ	مِّنَ	الْاَرْضِ	نَبَاتًا
اور اللہ	اس نے اگایا تمہیں	سے	زمین	سبزے کی طرح

اور اللہ نے تمہیں زمین سے سبزے کی طرح اگایا (پیدا کیا)

⑯ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ اَىْ فِىْ مَجْمُوْعِهِنَّ الصَّادِقِ بِالسَّمَاءِ الدُّنْيَا نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ○ مِصْبَاحًا مُضِيْئًا وَهُوَ اَقْوٰى مِنْ نُوْرِ الْقَمَرِ

⑯ اور ان میں چاند کو روشن کیا یعنی آسمانِ دنیا میں اور سورج کو چراغ روشن کرنے والا کیا جس کی روشنی چاند کی روشنی چاند کی روشنی سے زیادہ اور قوی ہے۔

⑰ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ خَلَقَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ○ اِذْ خَلَقَ اَبَاكُمْ اٰدَمَ مِنْهَا

⑰ اور اللہ نے تم کو زمین سے اُگایا اُگانا۔ یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔

تشریح

⑯ آسمانوں میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا سورج کی روشنی تیز اور گرم ہوتی ہے جس کے آتے ہی رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے اس لئے اس کو جلتے چراغ سے تشبیہ دی۔ اور چاند کی روشنی ٹھنڈی اور دھیمی ہوتی ہے وہ اسی سورج کی روشنی کا پھیلاؤ ہوتا ہے جو چاند سے گذر کر ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ چاند اور سورج دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں کہ سورج سے رات کا اندھیرا دور ہوتا ہے اور چاند اپنی ٹھنڈی اور نرم کرنیں زمین پر بکھیرتا ہے۔

⑰ اللہ نے تم کو زمین سے عجیب طرح اُگایا پہلے ہمارے باپ آدم ؑ مٹی سے پیدا ہوئے، پھر نطفہ جس سے بنی آدم پیدا ہوتے ہیں اسی غذا کا خلاصہ ہے جو مٹی سے نکلتی ہے۔ اس طرح اللہ نے ہمیں زمین سے خوب اچھی طرح جماؤ کے ساتھ پیدا کیا۔ زمین کے مادوں سے انسان کی پیدائش کو نباتات کے اُگنے سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح کسی وقت زمین کے کرہ پر نباتات موجود نہ تھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہاں اگایا، اسی طرح ایک وقت تھا جب روئے زمین پر انسان کا کوئی وجود نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہاں اس کی پود لگائی۔

ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ

ثُمَّ	يُعِيدُكُمْ	فِيهَا	وَيُخْرِجُكُمْ	إِخْرَاجًا	وَاللَّهُ	جَعَلَ	لَكُمُ
پھر	وہ لوٹائے گا تمہیں	اس میں	اور پھر تمہیں نکالے گا	نکالنا (دوبارہ)	اور اللہ	اس نے بنایا	تمہارے لئے

پھر وہ تمہیں اُسی میں لوٹائے گا۔ اور پھر تمہیں دوبارہ اس سے نکالے گا اور اللہ نے تمہارے لئے زمین

الْأَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ ع ۲۰ / ۹

الْأَرْضَ	بِسَاطًا	لِتَسْلُكُوا	مِنْهَا	سُبُلًا	فِجَاجًا	
زمین	فرش	تاکہ تم چلو	اس کے	راستے	کشادہ	

کو فرش بنایا تاکہ تم چلو پھرو اس کے کشادہ راستوں میں۔

(۱۸) ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا مقبورين وَيُخْرِجُكُمْ للبعث إِخْرَاجًا ○ — (۱۸) پھر تم کو مار کر زمین میں دوبارہ داخل کیا۔ کرے گا اور تم کو زمین سے نکالے گا نکالنا۔

(۱۹) وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا ○ مبسوطة — (۱۹) اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو بچھایا۔

(۲۰) لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا طرقًا فِجَاجًا ○ واسعة — (۲۰) تاکہ تم اس کے کشادہ راستوں میں چلو پھرو۔

تشریح

(۱۸) پھر تمہیں زمین میں واپس لے جائے گا اور اس سے یکایک نکال کر تم کو کھڑا کر دے گا۔ | مرنے کے بعد پھر تم اسی زمین میں واپس چلے جاؤگے کہ جس کے مادے سے پیدا ہوئے تھے۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اپنی قبروں سے جوں کا توں نکال کر کھڑا کر دیں گے۔

جو پروردگار پانی کے قطرے سے انسان بنا سکتا ہے اس کو وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے "مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ" (ہم نے تمہارے بدن کا مادہ اسی مٹی سے پیدا کیا۔ موت کے بعد دوبارہ تمہیں اسی مٹی میں لوٹا دیا، پھر اسی مٹی سے ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔)

میت کے تدفین کے وقت حاضرین مٹی ڈالتے ہوئے یہ جملے دہراتے ہیں تاکہ انہیں خود بھی آنے والے ان لمحوں کا احساس تازہ رہے۔

(۱۹) اللہ نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا ہے | اللہ نے تمہارے لئے زمین کو فرش کی طرح بچھا دیا کہ اس پر لیٹو، بیٹھو، چلو پھرو۔ زمین حرکت کرتی ہے مگر ہمیں محسوس بھی نہیں ہوتا کہ زمین چل رہی ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے لیکن وہ ہمارے لئے گہوارہ بنی ہوئی ہے کہ ہم اس پر آرام کے ساتھ لیٹتے بیٹھتے ہیں۔

(۲۰) اللہ نے زمین کے کھلے راستے بنا دیئے | زمین کے اندر ایسے کھلے کھلے راستے بنے ہوئے ہیں کہ جاہیں تو ساری زمین کے گرد گھوم سکتے ہیں راستے کی کوئی رکاوٹ نہیں ہر طرف کشادہ راستے ہیں۔ انسان آرام کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ آجا سکتا ہے۔

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ

قَالَ	نُوحٌ	رَّبِّ	إِنَّهُمْ	عَصَوْنِي	وَاتَّبَعُوا	مَنْ
کہا	نوح ؑ	اے میرے رب	بیشک انھوں نے	میری نافرمانی کی	اور انھوں نے پیروی کی	جو۔جس

نوح ؑ نے کہا اے میرے رب! بیشک انھوں نے میری نافرمانی کی اور (اس کی) پیروی کی جس کو

لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾

لَّمْ يَزِدْهُ	مَالُهُ	وَ وَلَدُهُ	إِلَّا	خَسَارًا
نہیں زیادہ کیا	اس کا مال	اور اس کی اولاد	سوائے	خسارہ

اس کے مال اور اولاد نے زیادہ نہیں کیا خسارے کے سوا۔

وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾

وَمَكَرُوا	مَكْرًا	كُبَّارًا	
اور انھوں نے چالیں چلیں	چالیں	بڑی بڑی	

اور انھوں نے بڑی بڑی چالیں چلیں۔

﴿۲۱﴾ قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي
وَاتَّبَعُوا أَيِ السَّفَلَةُ وَالْفُقَرَاءُ
مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَ
وَلَدُهُ وَهُمُ الرُّؤَسَاءُ
الْمُنْعَمُ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ وَوَلَدُ
بِضَمِّ الْوَاوِ وَسُكُوْنِ اللَّامِ وَ
بِفَتْحِهِمَا كَخُشْبٍ وَخَشَبٍ وَقِيْلَ
بِمَعْنَاهُ كَبُخْلٍ وَبَخَلٍ إِلَّا
خَسَارًا ○ طُغْيَانًا وَكُفْرًا

﴿۲۱﴾ نوح نے کہا اے میرے رب بیشک ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور کمینوں اور محتاجوں نے پیروی کی ان لوگوں کی جن کو ان کے مال اور اولاد نے ٹوٹے میں ڈالا اور سرکشی میں بڑھایا مراد ان سے رئیس لوگ ہیں جن پر یہ انعام ہوا کہ ان کو مال اور اولاد عطا کی گئی۔

﴿۲۲﴾ وَمَكَرُوا أَيِ الرُّؤَسَاءُ
مَكْرًا كُبَّارًا ○ عَظِيْمًا
جِدًّا بِأَنْ كَذَّبُوْا
نُوحًا وَآذَوْهُ وَمَنِ اتَّبَعَهُ

﴿۲۲﴾ اور ان رئیسوں نے بہت بڑا مکر کیا یعنی نوح کو جھٹلایا اور اس کی پیروی کرنے والوں کو تکلیف پہنچائی۔

تشریح

(۲۱) نوح نے کہا پروردگار انھوں نے میری بات نہیں مانی حضرت نوح علیہ السلام نے پروردگار سے عرض کیا کہ اے پروردگار! انھوں نے میری بات رد کر دی اور ان رئیسوں کی پیروی کی جو مال اور اولاد پاکر اور زیادہ نامراد ہو گئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ قوم کے یہ رئیس لوگ مال اور اولاد پر اللہ کا شکر ادا کرتے ان کے اندر اور زیادہ غرور آگیا ہے اور یہ اور زیادہ آپے سے باہر ہو گئے ہیں۔

(۲۲) قوم کے رئیسوں نے مکر کا بڑا جال پھیلا رکھا ہے۔ یہ رئیس اور پیشوا انھوں نے قوم کے عوام کو فریب دینے اور بہکانے کے لئے زبردست جال بچھایا ہوا ہے۔ وہ ایسی ایسی باتیں لوگوں کو بہکانے کے لئے کرتے ہیں کہ لوگ ان کی باتوں میں آجاتے ہیں۔

مثلاً وہ کہتے تھے جیسا کہ سورۂ اعراف میں ہے کہ:۔ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ۔ (آیت ۶۳)

(کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے رب کی یاد دہانی آئی۔)

قوم کے پیشوا یہ کہہ کر لوگوں کو گمراہ کرتے تھے کہ نوح تم جیسا ہی ایک آدمی ہے، کیسے مان لیا جائے کہ اس پر خدا کی طرف سے وحی آئی ہے۔

سورۂ ہود میں ہے کہ:۔

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ۔ (سورۂ ہود آیت ۲۷)

(اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ان لوگوں نے جو ہمارے یہاں اراذل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے۔)

یعنی تمہارے اوپر ایمان لانے والے قوم کے اکابر اور بڑے لوگ نہیں ہیں بلکہ ہمارے اراذل نے بے سوچے سمجھے ان کی بات مان لی ہے۔ اگر اس کی بات میں کوئی وزن ہوتا تو قوم کے اکابر اس پر ایمان لاتے۔

یعنی ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ جب تک مالدار لوگ کسی بات کو نہ مانیں وہ بات قابل تسلیم نہیں ہوتی حالانکہ حضرت نوح پر ایمان لانے والے قوم کے بہترین لوگ تھے۔ حضرت نوح ؑ نے یہ بھی کہا کہ بے شک میں تم ہی میں کا ایک فرد ہوں۔ ایک انسان ہوں۔ کیا انسان کا رسول ہونا حیرت کی بات ہے۔ رسول کو انسان ہی ہونا چاہیئے کیوں کہ وہ انسانوں کو سمجھانے اور عمل کر کے دکھانے کے لئے آتا ہے۔ انسانوں کے لئے انسان ہی نمونۂ عمل بن سکتا ہے تمہیں اس بات پر کیوں حیرت ہے کہ تمہارے رب کا پیغام تمہاری قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے پاس آرہا ہے تاکہ تم غلط روش سے بچ سکو۔

جب تمام مخلوق میں سے حضرت آدم ؑ کو ان کی مخصوص استعداد کی وجہ سے خلافت کے لئے چُنا جا سکتا ہے تو اولاد آدم میں سے کسی کو رسالت کے لئے چُنے جانے پر حیرت کیوں۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ

وَقَالُوْا	لَا تَذَرُنَّ	اٰلِهَتَكُمْ	وَلَا تَذَرُنَّ	وَدًّا	وَّلَا سُوَاعًا
اور انھوں نے کہا	تم ہرگز نہ چھوڑنا	اپنے معبود	اور ہرگز نہ چھوڑنا	وَدّ	اور نہ سُواع

اور انھوں نے کہا تم ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودانِ (باطل) کو اور ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ اور نہ سوَاع

وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ

وَّلَا يَغُوْثَ	وَيَعُوْقَ	وَنَسْرًا	وَقَدْ + اَضَلُّوْا	كَثِيْرًا
اور نہ یغوث	اور یعوق	اور نسر	اور تحقیق انھوں نے گمراہ کیا	بہت

اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر (بتوں) کو اور انھوں نے بہتوں کو گمراہ کیا

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾

وَلَا تَزِدِ	الظّٰلِمِيْنَ	اِلَّا + ضَلٰلًا
اور نہ زیادہ کر	ظالموں	گمراہی کے سوا

اور ظالموں کو نہ زیادہ کر گمراہی کے سوا

(۲۳) وَقَالُوْا لِلسُّفْلَةِ لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا بِفَتْحِ الْوَاوِ وَضَمِّهَا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ○ هِيَ اَسْمَاءُ اَصْنَامِهِمْ

(۲۴) وَقَدْ اَضَلُّوْا بِهَا كَثِيْرًا ۚ مِنَ النَّاسِ بِاَنْ اَمَرُوْهُمْ بِعِبَادَتِهَا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ○ عُطِفَ عَلٰى قَدْ اَضَلُّوْا دَعَا عَلَيْهِمْ لِمَا اُوْحِيَ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

(۲۳) اور کمینوں سے کہا کہ تم اپنے معبودوں کی پرستش نہ چھوڑو اور نہ وُدّ کو اور نہ سُواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق اور نہ نسر کو۔ یہ سب نام ان کے بتوں کے ہیں۔

(۲۴) اور بے شک ان رئیسوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا کہ ان کو بتوں کی پرستش کا حکم کیا۔ اور اے اللہ ظالموں کو اور زیادہ گمراہ کر۔ نوح نے ان پر اس وقت بددعا کی جب اس کی طرف یہ وحی کی گئی کہ بے شبہ تیری قوم میں سے کوئی ایمان نہ لاوے گا مگر وہ جو ایمان لا چکا۔

تشریح

(۲۳) قوم نوح کے سرداروں نے کہا دیکھو اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا۔ | حضرت نوحؑ کے خلاف قوم کے سرداروں نے ایسی ایسی باتیں کر کے لوگوں کو بھکا رکھا تھا۔ قوم کے ان پیشوا اور سرداروں نے کہا کہ دیکھو نوح کی باتوں میں آکر اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑ دینا۔ وَدّ، سُواع، یغوث، یعوق اور نسر ان سب کی پرستش مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھنا۔

یہ وَدّ، سُواع، یغوث، یعوق اور نسر قوم نوح کے وہ بت ہیں جنھیں بعد میں عرب والوں نے بھی پوجنا شروع

کر دیا تھا اور آغازِ اسلام کے وقت جگہ جگہ ان کے مندر بنے ہوئے تھے۔

ہو سکتا ہے کہ طوفانِ نوح سے جو لوگ بچ گئے تھے بعد کی نسلوں نے قوم نوح کے قدیم معبودوں کا ذکر ان کی زبان سے سُنا ہو اور پھر جب از سرِ نو ان کی اولاد میں جاہلیت پھیلی تو انھیں معبودوں کے بت بنا کر انھیں پھر پوجنا شروع کر دیا ہو۔

○ وَدّ۔ ایک نہایت قوی ہیکل انسان کی شکل کا بُت تھا جس کے بدن پر تہہ بند، چادر، بازو پر کمان، کمر میں تلوار اور ہاتھ میں نیزہ تھا جس پر پرچم لہرا رہا تھا۔ یہ عدرہ مقام پر نصب تھا قبیلہ کلب والے اس کے پجاری تھے۔ یہ قبیلہ کلب خزاعہ کی شاخ تھی۔ قریش کے لوگوں نے اس بت کا نام وَدّ (واؤ پر زبر) کے بجائے وُدّ، واؤ پر پیش کے ساتھ رکھا تھا اسی کے نام پر تاریخ میں ایک شخص کا نام عبدِ وُدّ ملتا ہے۔

○ سُواع۔ یہ قبیلہ ہذیل کی دیوی تھی اس کا استھان ینبوع کے قریب تھا۔ اس بت کی شکل عورت کی بنائی گئی تھی۔ مُضَری قبائل بھی اسے پوجتے تھے۔

○ یغوث۔ قبیلہ مذحج اور اہل جرش نے اپنے بت کا نام یغوث رکھا تھا۔ اس کی شکل شیر کی تھی۔ یمن اور حجاز کے درمیان جرش کے مقام پر اس کا بت نصب تھا۔ قریش کے لوگوں میں بعض کا نام عبدِ یغوث ملتا ہے۔

○ یعوق۔ اس کو اہل یمن اپنا دیوتا سمجھتے تھے گھوڑے کی شکل کا تھا۔ یمن کے علاقے ہمدان میں قبیلہ ہمدان کی شاخ خیوان کا بت تھا۔

○ نَسر۔ حمیر میں ذی الکلاع کا بت تھا۔ یہودی مذہب اختیار کرنے سے پہلے وہ اسی کی پوجا کرتے تھے اس کی شکل گِدھ کی تھی۔

(۲۴) حضرت نوح ؑ کی دُعا | حضرت نوح ؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اس طرح مکر و فریب کا جال بچھا کر انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور تو بھی ان ظالموں کو گمراہی کے سوا کسی چیز میں ترقی نہ دے یعنی اب یہ بھٹکتے رہیں اور کوئی تدبیر ان کی سیدھی نہ پڑے اور ان کی شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو کر یہ عذاب الٰہی کا مورد بنیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی زبان سے یہ دعا اس وقت نکلی تھی جب صدیوں تک تبلیغ کا حق ادا کرنے کے بعد وہ اپنی قوم سے پوری طرح مایوس ہو چکے تھے۔ اور ان کی یہ بد دعا بھی کوئی بے صبری اور جلد بازی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ عین منشائے الٰہی کے مطابق تھی جیسا کہ سورۂ ہود میں ارشاد ہوا ہے۔

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (آیت ۳۶)

(اور نوح پر وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا اب اور کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے اب ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑ دو)

ایسے ہی حالات میں حضرت موسیٰ ؑ نے بھی فرعونیوں کے حق میں بد دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ تمہاری دعا قبول کی گئی۔

سورۂ یونس میں ہے کہ۔ وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا (آیت ۸۸ و ۸۹)۔ (موسیٰ نے دعا کی اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت و اموال سے نواز رکھا ہے۔ اے رب کیا اس لیے کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکائیں۔ اے رب ان کے مال غارت کر دے اور ان کے دلوں پر ایسی مہر کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا، تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔)

یعنی جو لوگ اللہ کی مصلحتوں کو نہیں سمجھتے وہ باطل کے مقابلے میں حق کی کمزوری اور ائمہ باطل کے ٹھاٹھ اور ان کی دنیاوی سرفرازیاں دیکھ کر یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ اس کے باغی دنیا پر چھائے رہیں حالانکہ اس کی حکمت ہوتی ہے کہ اتمام حجت ہو جائے۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ يَجِدُوْا

مِمَّا	خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ	اُغْرِقُوْا	فَاُدْخِلُوْا	نَارًا	فَلَمْ يَجِدُوْا
بسبب	اپنی خطائیں	وہ غرق کیے گئے	پھر وہ داخل کیے گئے	آگ	تو انھوں نے نہ پایا

اپنی خطاؤں کے سبب وہ غرق کیے گئے، پھر وہ آگ میں داخل کیے گئے تو انھوں نے اپنے

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝۲۵ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ

لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اَنْصَارًا	وَقَالَ	نُوْحٌ	رَّبِّ
اپنے لیے	اللہ کے سوا	کوئی مددگار	اور کہا	نوح	اے میرے رب

لیے اللہ کے سوا نہ پایا کوئی مددگار۔ اور نوحؑ نے کہا اے میرے رب!

لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝۲۶ اِنَّكَ

لَا تَذَرْ	عَلَى الْاَرْضِ	مِنَ الْكٰفِرِيْنَ	دَيَّارًا	اِنَّكَ
تو نہ چھوڑ	زمین پر	کافروں میں سے	کوئی بسنے والا	بیشک تو

تو زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ بیشک اگر تونے

اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا

اِنْ	تَذَرْهُمْ	يُضِلُّوْا	عِبَادَكَ	وَلَا يَلِدُوْٓا	اِلَّا	فَاجِرًا
اگر	انھیں چھوڑ دیا	وہ گمراہ کریں گے	تیرے بندے	اور نہ جنیں گے	سوائے	بدکار

انھیں چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بدکار، ناشکری (اولاد) اولاد

كَفَّارًا ۝۲۷ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ

كَفَّارًا	رَبِّ	اغْفِرْ لِيْ	وَلِوَالِدَيَّ	وَلِمَنْ	دَخَلَ
ناشکرے	اے میرے رب	مجھے بخش دے	اور میرے ماں باپ	اور اسے جو	داخل ہو

کے سوا نہ جنیں گے۔ اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو میرے

بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

بَيْتِيَ	مُؤْمِنًا	وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتِ
میرے گھر	ایمان لاکر	اور مومن مردوں کو	اور مومن عورتوں

گھر میں ایمان لاکر داخل ہو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو

ع ۲ ۸

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

تَبَارًا	إِلَّا	الظّٰلِمِيْنَ	وَلَا تَزِدِ
ہلاکت	سوائے	ظالموں	اور نہ بڑھا

اور ظالموں کو ہلاکت کے سوا نہ بڑھا۔

(۲۵) مِنْ مَّا صِلَةٌ خَطَايَاهُمْ
وَفِيْ قِرَاءَةٍ خَطِيْئَاتِهِمْ بِالْهَمْزَةِ
أُغْرِقُوْا بِالطُّوْفَانِ فَأُدْخِلُوْا
نَارًا لا عُوْقِبُوْا بِهَا عَقِبَ
الْإِغْرَاقِ تَحْتَ الْمَاءِ
فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِ أَيْ غَيْرِ اللّٰهِ أَنْصَارًا ○
يَمْنَعُوْنَ عَنْهُمُ الْعَذَابَ

(۲۵) وہ لوگ بسبب اپنے گناہوں کے طوفان میں غرق کردیئے گئے۔
پھر داخل کیے گئے دوزخ میں۔

پس نہ پایا انھوں نے اللہ کے سوا مددگاروں کو جو اُن سے عذاب کو دور کردیں۔

(۲۶) وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى
الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ
دَيَّارًا ○ أَيْ نَازِلُ دَارٍ وَالْمَعْنٰى
أَحَدًا

(۲۶) اور نوحؑ نے کہا اے میرے رب نہ باقی چھوڑ تو کافروں میں سے کسی کو۔

(۲۷) إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا
عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا
فَاجِرًا كَفَّارًا ○ مَنْ يَّفْجُرُ
وَيَكْفُرُ قَالَ ذٰلِكَ لِمَا تَقَدَّمَ
مِنَ الْإِيْحَاءِ إِلَيْهِ

(۲۷) بے شبہ اگر تو ان کو باقی رکھے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔ اور نہ جنیں گے مگر فاجر کافر یہ اس وقت کہا جب اس کی طرف وحی ہوئی وہ جو مذکور ہوئی۔

(۲۸) رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ
وَكَانَا مُؤْمِنَيْنِ وَلِمَنْ دَخَلَ
بَيْتِيَ مَنْزِلِيْ أَوْ مَسْجِدِيْ
مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنٰتِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا
تَبَارًا ○ هَلَاكًا
فَأُهْلِكُوْا

(۲۸) اے رب میرے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو بخش (نوح کے ماں باپ مومن تھے) اور بخش تو اس شخص کو جو میرے گھر میں یا میری مسجد میں داخل ہو ایمان لاکر اور بخش تو ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو یعنی قیامت تک جو ایمان لادیں ان سب کو بخش۔
اور ظالموں کو ہلاک کر سو وہ ہلاک ہوئے۔

تشریح

(۲۵) قوم نوح کا انجام | اپنی خطاؤں کی وجہ سے ہی وہ غرق کئے گئے جیسا کہ سورۂ انبیاء آیت ۷۷ میں ہے

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

(اور ہم نے اس کی مدد کی ان لوگوں پر جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا بیشک وہ بُرے لوگ تھے پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔)

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے لوگوں کے مقابلے میں جو حضرت نوحؑ کو جھٹلاتے تھے، ان کی سنجیدہ دعوت کا مذاق اڑاتے تھے حضرت نوحؑ کی مدد فرمائی۔ یہ بہت ہی بُرے ناقابل برداشت قسم کے لوگ تھے۔ اور ان کی اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی۔

سورۂ ہود میں ارشاد ہوا۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ۔ (آیت ۴۰)

(یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آگیا اور تنور اُبل پڑا، تو ہم نے کہا اے نوح اس کشتی میں سوار کرلے ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا اور اپنے گھر والوں کو سوائے ان کے جن کو ساتھ نہ لینے کا پہلے حکم دے دیا گیا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کے ساتھ بہت ہی کم لوگ ایمان لائے تھے۔)

اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو اور طوفان کے اس واقعے کو نشانِ عبرت بنا دیا۔ جیسا کہ سورۂ قمر میں ارشاد ہوا۔

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۙ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (آیت ۱۳ تا ۱۵)

(اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور میخوں والی کشتی پر، وہ چل رہی تھی ہماری نگرانی میں اس شخص کے لئے جزاء کے طور پر جس کا انکار کیا گیا تھا اور ہم نے اسے چھوڑ دیا ایک نشانی بنا کر، پس ہے کوئی سبق لینے والا۔)

طوفان آیا اور بظاہر ان کو پانی میں ڈبو دیا گیا لیکن فی الحقیقت وہ برزخ کی آگ میں پہنچ گئے۔ یعنی غرق ہونے پر ہی ان کا قصہ تمام نہیں ہو گیا بلکہ مرنے کے بعد فوراً ہی ان کی روحیں آگ کے عذاب میں مبتلا کر دی گئیں۔ اور وہ معبود جن کو وہ اپنا حامی اور مددگار سمجھتے تھے کوئی بھی ان کو بچانے کے لئے نہ آیا وہ آڑے وقت میں کچھ مدد نہ کر سکے۔

(۲۶) حضرت نوحؑ کی بددُعا | حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا "میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ" یعنی کوئی ایک کافر بھی اس قابل نہیں کہ اس کو زندہ رکھا جائے۔

(۲۷) یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے | اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا۔ میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ ان کے نطفے سے بھی بے حیا، منکر حق اور ناشکرے پیدا ہوں گے اور جب تک ان میں سے کوئی موجود رہے گا دوسرے ایمان داروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

(۲۸) اہل ایمان کے لئے دُعا | حضرت نوحؑ نے اہل ایمان کے لئے دعا فرمائی کہ اے میرے رب مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔ یعنی میرے مرتبے کے موافق مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو اپنے فضل سے اسے معاف کیجیو اور میرے والدین اور جو میری کشتی اور میرے گھر یا میری مسجد میں مومن ہو کر آئے ان سب کی خطاؤں سے درگزر فرمائیے بلکہ قیامت تک جس قدر مرد اور عورتیں مومن ہوں سب کی مغفرت کیجئے

اے اللہ! حضرت نوحؑ کی اس دعا کی برکت سے اس بندۂ عاصی کی بھی مغفرت فرما دیجیو۔

اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ

نفیس رقم

۷۲

اَلْجِنّ

ترتیب تلاوت ـــــ ۷۲	ترتیب نزول ـــــ ۴۰
مکی/مدنی ـــــ مکی	تعداد رکوعات ـــــ ۲
تعداد آیات ـــــ ۲۸	تعداد الفاظ ـــــ ۲۸۷
تعداد حروف ـــــ ۱۱۲۶	

اس سورت کی پہلی آیت میں لفظ " اَلْجِنّ " آیا ہے اس کو لے کر اس سورت کا نام "الجن" رکھا گیا ہے۔ یہ اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کا عنوان بھی۔ کیوں کہ اس سورت میں جنوں کے اس واقعے کا ذکر ہے کہ انھوں نے قرآن سنا اور پھر اپنی قوم میں جاکر اس کی تبلیغ کی۔

قرآن مجید میں جنات کے قرآن سننے کے تعلق سے دو مقامات پر ذکر آیا ہے۔ جنوں کے قرآن سننے کا ایک واقعہ سورۂ احقاف کی آیات ۲۹ تا ۳۲ میں بیان ہوا ہے۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب سنہ۱۰ نبوی میں نبیؐ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے اور آپؐ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہؓ تھے۔ یہ جنات سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے تھے۔

جنوں کے قرآن سننے کا دوسرا واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپؐ اپنے چند اصحاب کے ساتھ بازار عکاظ تشریف لے جا رہے

تھے راستے میں مقام نخلہ پر آپؐ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اس وقت جنوں کا ایک گروہ اُدھر سے گذر رہا تھا۔ آپؐ کی تلاوت کی آواز سُن کر یہ جنات رک گئے اور غور سے قرآن سنتے رہے۔ جنوں کا یہ گروہ جس نے قرآن سنا تھا، یہ رسالت اور آخرت کے منکر تھے۔

○ قرآن سے یہ بات صاف صاف معلوم ہو جاتی ہے کہ انسان کی طرح جن بھی ایک مستقل وجود رکھنے والی اللہ کی مخلوق ہے کیوں کہ یہ مخلوق ہمیں آنکھوں سے نظر نہیں آتی اس لئے کچھ لوگوں کو یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ کوئی مستقل مخلوق نہیں ہے بلکہ اس سے مراد انسان کی اپنی ہی شیطانی طاقتیں ہیں۔ جو چیزیں ہمارے محسوسات کے دائرے میں آتی ہیں اس کے مقابلے میں محسوس نہ ہونے والی چیزوں کا دائرہ کہیں زیادہ وسیع ہے۔ کتنی ہی چیزیں ہیں جو براہ راست ہمارے تجربے اور مشاہدے میں نہیں آتیں لیکن ہم اپنی عقل و سمجھ یا دوسروں کے اعتماد پر ان چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن نے بکثرت مقامات پر جن اور انسان کا ذکر اس حیثیت سے کیا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ مخلوق ہیں۔

انسان کا مادہ تخلیق مٹی ہے اور جنوں کا مادۂ تخلیق آگ ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ جنات کی تخلیق انسانوں سے پہلے ہوئی ہے اور ابلیس جنات میں سے ہے۔ حضرت آدم اور ابلیس کا پورا واقعہ قرآن مجید میں سات مقامات پر بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان کی تخلیق کے وقت ابلیس موجود تھا۔

قرآن مجید سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جنات انسانوں کو دیکھتے ہیں مگر انسان جنوں کو نہیں دیکھتے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کی خلافت انسانوں کو دی ہے اور انسان جنوں سے افضل ہے۔ اگرچہ بعض غیر معمولی طاقتیں جنوں کو بھی بخشی گئی ہیں۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی طرح جن ایک با اختیار مخلوق ہے اور اس کو بھی ماننے نہ ماننے کا اسی طرح اختیار ہے جیسے انسان کو دیا گیا ہے۔

بہرحال قرآن سے یہ بات ثابت ہے کہ جن اپنا ایک مستقل خارجی وجود رکھتے ہیں اور وہ انسان سے الگ ایک دوسری قسم کی پوشیدہ مخلوق ہے

○ اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید سُن کر جنات کے اس گروہ نے کیا اثر لیا اور پھر جا کر اپنی قوم کے دوسرے جنوں سے کیا کیا باتیں کیں ان کی قابل ذکر باتوں کو قرآن نے نقل کیا ہے۔

○ اس سورت میں لوگوں کو شرک سے باز آنے اور صحیح راستہ اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہوئے تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر وہ اپنی روش پر قائم رہیں گے تو سخت عذاب سے دوچار ہوں گے۔

بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو وہ باتیں بتاتے ہیں جن کی ضرورت ہوتی ہے اور جن کا تعلق رسالت کے فرائض انجام دینے سے ہوتا ہے۔ یہ علم اللہ کی طرف سے ایسے محفوظ طریقے سے دیا جاتا ہے جس میں کوئی مداخلت کا امکان نہیں ہوتا۔

آیاتہا ۲۸	۷۲ =	سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ	۴۰ =	فِیْہَا رُکُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا

قُلْ	اُوْحِیَ	اِلَیَّ	اَنَّہُ اسْتَمَعَ	نَفَرٌ	مِّنَ الْجِنِّ	فَقَالُوْٓا
آپ فرما دیں	مجھے وحی کی گئی	میری طرف	کہ اسے سنا	ایک جماعت	جنات کی	تو انھوں نے کہا

آپ فرما دیں مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے اسے (قرآن کو) سنا تو انھوں نے کہا

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱ یَّہْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا

اِنَّا + سَمِعْنَا	قُرْاٰنًا	عَجَبًا	یَّہْدِیْٓ	اِلَی	الرُّشْدِ	فَاٰمَنَّا
بیشک ہم نے سنا	قرآن	ایک عجیب	وہ رہنمائی کرتا ہے	طرف	ہدایت	تو ہم ایمان لائے

بیشک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ اور وہ رہنمائی کرتا ہے ہدایت کی طرف تو ہم اس پر ایمان لائے

بِہٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲

بِہٖ	وَلَنْ نُّشْرِکَ	بِرَبِّنَآ	اَحَدًا	
اس پر	اور ہم ہرگز شریک نہ ٹھیرائیں گے	اپنے رب کے ساتھ	کسی کو	

اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کوئی شریک نہ ٹھیرائیں گے

سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ
ثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ اٰیَۃً
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
(۱) قُلْ یَا مُحَمَّدُ لِلنَّاسِ اُوْحِیَ اِلَیَّ
اُخْبِرْتُ بِالْوَحْیِ مِنَ اللّٰہِ اَنَّہُ الضَّمِیْرُ
لِلشَّاْنِ اسْتَمَعَ لِقِرَاءَتِیْ نَفَرٌ
مِّنَ الْجِنِّ جِنِّ نَصِیْبِیْنَ وَذٰلِکَ فِیْ
صَلٰوۃِ الصُّبْحِ بِبَطْنِ نَخْلَۃَ مَوْضَعٌ
بَیْنَ مَکَّۃَ وَالطَّائِفِ وَہُمُ الَّذِیْنَ
ذُکِرُوْا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِذْ صَرَفْنَآ
اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ الْاٰیَۃَ فَقَالُوْٓا

سورۂ جن مکی ہے اس میں اٹھائیس آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔
(۱) قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الخ
اے محمد لوگوں سے کہدے کہ مجھے اللہ کی طرف سے خبر دی گئی ہے
کہ میری قرأت کو جنوں کی ایک جماعت نے سنا۔ مراد جن نصیبین
کے ہیں اور یہ قصہ صبح کی نماز میں بطن نخلہ میں پیش آیا جو
ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور طائف کے اور یہ جن وہی ہیں
جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا
مِّنَ الْجِنِّ الخ
سو ان جنوں نے اپنی قوم سے جا کر کہا کہ،

لِقَوْمِهِمْ لَمَّا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ○ يَتَعَجَّبُ مِنْهُ فِي فَصَاحَتِهِ وَغَزَارَةِ مَعَانِيهِ وَغَيْرَ ذَٰلِكَ

بیشک ہم نے سنا ہے قرآن کو کہ اس کی فصاحت اور کثرتِ معانی سے تعجب ہوتا ہے۔

(۲) يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ الْإِيمَانِ وَالصَّوَابِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بَعْدَ الْيَوْمِ بِرَبِّنَا أَحَدًا ○

(۲) وہ ہدایت کرتا ہے طرف ایمان اور راہِ ثواب کے سو ہم اس پر ایمان لائے اور نہ شریک کریں گے ہم اب سے کسی کو اپنے رب کا۔

تشریح

(۱) جنات کا قرآن سننا | سورۂ احقاف میں گذر چکا کہ نبی ﷺ صبح کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کئی جنّ ادھر کو گذرے اور قرآن کی آواز پر فریفتہ ہو کر سچے دل سے ایمان لے آئے۔ پھر اپنی قوم سے جاکر سب ماجرہ بیان کیا کہ ہم نے ایک کلام سنا ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت، حسنِ اسلوب، قوتِ تاثیر، شیریں بیانی اور علوم ومضامین کے اعتبار سے عجیب وغریب ہے۔

(۲) سیدھا راستہ دکھاتا ہے | یہ کلام معرفتِ ربانی اور رُشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہے اور طالب خیر کا ہاتھ پکڑ کر نیکی اور تقویٰ کی منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ اس لئے ہم نے سنتے ہی بلاتوقف اس پر یقین کیا اور ہم کو کچھ شک وشبہ باقی نہیں رہا کہ ایسا کلام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہوسکتا۔ اب ہم اس کی تعلیم وہدایت کے موافق عہد کرتے ہیں کہ آئندہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

ان کے اس تمام بیان کی آخر تک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وحی فرمائی۔ اس کے بعد بہت مرتبہ جنّ حضورؐ سے آکر ملے۔ ایمان لائے اور قرآن سیکھا ـــــ قرآن کے اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جنّ جنھوں نے اس وقت قرآن سنا تھا وہ عربی زبان اتنی اچھی جانتے تھے کہ انھوں نے اس کلام کی بے مثل بلاغت کو بھی محسوس کیا اور اس کے بلند پایہ مضامین کو بھی خوب سمجھ لیا۔ اس لئے انھوں نے کہا کہ ہم ایسا کلام سن کر آئے ہیں جو اپنی زبان اور اپنے مضامین کے اعتبار سے بے نظیر ہے۔ اور پھر وہ اس کو سن کر اتنے متاثر ہوئے کہ فوراً ایمان لے آئے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن اللہ کے وجود کے اور اس کے رب ہونے کے منکر نہیں ہیں بلکہ ان میں ایسے جن ہیں جو مشرک انسانوں کی طرح اللہ کے ساتھ دوسروں کو خدائی میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ جیسے جنوں کی یہ جماعت جو قرآن سنکر گئے تھے مشرکوں میں سے تھی جنھوں نے شرک سے توبہ کی اور ایمان لائے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنات میں نبوت کا سلسلہ جاری نہیں ہوا بلکہ جو جنّ بھی ایمان لاتے ہیں وہ انسانوں میں آنے والے نبیوں اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ہی ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ احقاف میں بھی یہ بات بتائی گئی ہے کہ وہ جن جنھوں نے اس وقت قرآن سنا تھا وہ حضرت موسیٰ کے پیروکاروں میں تھے اور انھوں نے قرآن سننے کے بعد اپنی قوم کو دعوت دی تھی کہ جو کلام خدا کی طرف سے پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہوا آیا ہے اس پر ایمان لاؤ۔

سورۂ رحمٰن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے مخاطب انسان اور جن دونوں ہیں۔

وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّ

وَأَنَّهُ	تَعَالَىٰ	جَدُّ	رَبِّنَا	مَا اتَّخَذَ	صَاحِبَةً	وَّلَا وَلَدًا		وَّ
اور یہ کہ	برتر	شان	ہمارا رب	اس نے نہیں بنایا	بیوی	اور نہ	اولا	اور

اور یہ کہ ہمارے رب کی شان برتر ہے اس نے نہیں بنایا کسی کو اپنی بیوی اور نہ اولاد۔ اور

أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ﴿٤﴾

أَنَّهُ	كَانَ	يَقُولُ	سَفِيهُنَا	عَلَى اللَّهِ	شَطَطًا
یہ کہ	تھے	وہ کہتے	ہم میں سے بیوقوف	اللہ پر	بڑھا کر باتیں

یہ کہ ہم میں سے بیوقوف اللہ پر بڑھا چڑھا کر باتیں کہتے تھے۔

(۳) وَإِنَّهُ الضَّمِيرُ لِلشَّأْنِ فِيهِ وَفِي الْمَوْضِعَيْنِ بَعْدَهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا تَنَزَّهَ جَلَالُهُ وَعَظَمَتُهُ عَمَّا نُسِبَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً زَوْجَةً وَّلَا وَلَدًا ○

(۳) اور بیشک بات یہ ہے کہ ہمارا رب بلند بزرگی والا ہے اس امر سے جو اس کی طرف نسبت کیا جاتا ہے

اس کی نہ بیوی ہے۔

اور نہ اولاد۔

(۴) وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا جَاهِلُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ○ غُلُوًّا فِي الْكَذِبِ بِوَصْفِهِ بِالصَّاحِبَةِ وَالْوَلَدِ

(۴) اور بیشک ہم میں کے جاہل اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں کہ بیوی اور اولاد کو اس کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

تشریح

(۳) عقیدے کی گمراہی | اِن جنّوں نے اپنے عقیدے کی اس گمراہی کو دور کیا کہ اللہ کے کوئی بیوی یا بیٹا ہو سکتا ہے۔ اور کہا کہ ہمارے رب کی شان بہت اعلیٰ وارفع ہے، اس نے کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا ہے۔ بیوی یا بیٹا رکھنا اس کی عظمت شان کے منافی ہے۔

معلوم ہوا کہ انسانوں کی طرح جنّوں میں بھی عقیدے کی گمراہیاں پھیلی ہوئی تھیں اور وہ عیسائیوں کی طرح اللہ کا بیٹا بناتے تھے۔

(۴) اللہ کے متعلق خلاف حق باتیں کہنے والے | ہمارے نادان لوگ اللہ کے بارے میں بہت خلافِ حق باتیں کہتے رہے ہیں۔ ایسے بہت سے بیوقوف ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی لغو باتیں اپنی طرف سے بڑھا کر کہتے تھے۔ اور ان میں سب سے بڑا بے وقوف ابلیس ہے۔ ممکن ہے سفیہ سے مراد اس جگہ وہی ہو کہ سب سے بڑا نادان اور بے وقوف وہی ہے جو اللہ کے بارے میں الٹی سیدھی خلافِ حق باتیں کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے۔ وہ سب کا رب اور پروردگار ہے۔ معبود حقیقی اور لائق پرستش ہے۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ

وَّاَنَّا ظَنَنَّا	اَنْ	لَّنْ تَقُوْلَ	الْاِنْسُ	وَالْجِنُّ	عَلَى اللّٰهِ
اور یہ کہ ہم نے گمان کیا	کہ	ہرگز نہ کہیں گے	انسان	اور جن	اللہ پر

اور یہ کہ ہم نے گمان کیا کہ ہرگز انسان اور جن اللہ پر (اللہ کی شان میں) جھوٹ نہ

كَذِبًا ⑤ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ

كَذِبًا	وَّاَنَّهٗ	كَانَ	رِجَالٌ	مِّنَ الْاِنْسِ	يَعُوْذُوْنَ	بِرِجَالٍ	مِّنَ
جھوٹ	اور یہ کہ	تھے	کچھ آدمی	انسانوں میں سے	پناہ لیتے (تھے)	لوگوں سے	سے

کہیں گے اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ آدمی جنات کے لوگوں سے پناہ

الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ⑥ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ

الْجِنِّ	فَزَادُوْهُمْ ـ رَهَقًا	وَّاَنَّهُمْ	ظَنُّوْا	كَمَا ـ ظَنَنْتُمْ
جنات	تو انھوں نے (جنات کو) بڑھا دیا تکبر میں	اور یہ کہ وہ	انھوں نے گمان کیا	جیسے تم نے گمان کیا تھا

لیتے تھے، اور انھوں نے جنات کو تکبر میں بڑھا دیا اور یہ کہ انھوں نے گمان کیا جیسے تم نے گمان کیا تھا

اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ⑦

اَنْ	لَّنْ يَّبْعَثَ	اللّٰهُ	اَحَدًا
کہ	ہرگز نہ (رسول بنا کر) بھیجے گا	اللہ	کسی کو

کہ ہرگز اللہ کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا۔

⑤ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ مُخَفَّفَةٌ اَىْ اَنَّهٗ
لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ بِوَصْفِهٖ
بِذٰلِكَ حَتّٰى تَبَيَّنَّا كِذْبَهُمْ
بِذٰلِكَ قَالَ تَعَالٰى

⑥ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ
يَعُوْذُوْنَ يَسْتَعِيْذُوْنَ بِرِجَالٍ
مِّنَ الْجِنِّ حِيْنَ يَنْزِلُوْنَ فِىْ
سَفَرِهِمْ بِمَخُوْفٍ فَيَقُوْلُ كُلُّ
رَجُلٍ اَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْمَكَانِ

⑤ اور البتہ ہم کو یہ گمان تھا کہ آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہیں
بولتے یعنی بیوی اور اولاد کو جو اس کی طرف نسبت کرتے
ہیں اس میں وہ سچ بولتے ہیں یہاں تک کہ ہم کو ان کا جھوٹ
ظاہر ہوگیا۔
فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

⑥ اور بیشک بعض آدمی جنوں سے پناہ لیتے تھے کہ جب اپنے
سفر میں کسی خوف کی جگہ اترتے تھے اس طرح کہ ہر ایک آدمی یہ
کہتا تھا پناہ مانگتا ہوں میں اس جگہ کے سردار کی ساتھ
یہاں کے جہلا کی بدی سے۔ پس اس سبب جنوں کی سرکشی
اور تکبر زیادہ بڑھا کر وہ کہنے لگے کہ ہم جن اور

مِّنْ شَرِّ سُفَهَائِهِ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ○ طُغْيَانًا فَقَالُوْٓا اَسْيَادُنَا الْجِنُّ وَالْاِنْسُ

انس کے سردار ہوگئے۔

(۷) وَاَنَّهُمْ اَيِ الْجِنُّ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ يَا اِنْسُ اَنْ مُخَفَّفَةٌ اَيْ اَنَّهُ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ○ بَعْدَ مَوْتِهِ

(۷) اور بے شبہ جنوں نے بھی ایسا ہی گمان کیا جیسا اے آدمیو تم نے گمان کیا کہ اللہ کسی کو مرنے کے بعد نہ اٹھاوے گا۔

تشریح

(۵) اب تک ہم اندھی تقلید میں مبتلا تھے | اب تک ہم پچھلے گذرے ہوئے لوگوں کی اندھی تقلید میں مبتلا تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ انسان ہو یا جن کم سے کم اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑنے کی جرأت نہیں کرسکتے، جب کہ ان میں ایک بڑی تعداد تھی انسانوں کی بھی اور جنوں کی بھی اور ان میں بڑے بڑے عاقل اور دانا بھی ہیں۔ لیکن اب جب ہم نے قرآن سنا تو ہماری آنکھیں کھلیں اور حقیقت ہمارے سامنے آئی اور پتہ چلا کہ اتنے لوگوں کی اندھی تقلید میں ہم بھی بہک گئے تھے۔

(۶) انسانوں کے رویے نے جنوں کو مغرور کردیا | جنات ہی میں سے کچھ جنوں نے یہ انکشاف کیا کہ انسانوں کے رویے نے ہماری قوم کے لوگوں کا دماغ خراب کردیا۔ ان کا تکبر اور غرور اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ گمراہی میں اور زیادہ جری ہوگئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں یہ جہالت پھیلی ہوئی تھی کہ جنوں سے غیب کی خبریں پوچھتے تھے، ان کے نام کی نذر و نیاز کرتے تھے، چڑھاوے چڑھاتے تھے اور جب کسی قافلے کا گذر کسی سنسان وادی میں ہوتا تھا تو کہتے تھے کہ اس حلقے کے جنوں کا جو سردار ہے ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں کہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرے۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر غیر آباد جگہ کسی نہ کسی جن کے قبضے میں ہے اور اس کی پناہ مانگے بغیر اگر وہاں ٹھیریں گے تو یا تو وہ جن خود ستائے گا یا دوسرے جنوں کو ستانے دے گا۔

اس طرح جب زمین کے خلیفہ انسان نے جنوں سے ڈرنا شروع کیا اور اللہ کو چھوڑ کر وہ جنوں کی پناہ مانگنے لگا تو جنوں میں تکبر اور غرور پیدا ہوگیا۔

اس طرح کی مشرکانہ باتوں سے انسان کی نافرمانی میں بھی اضافہ ہوا اور انھوں نے خود ہی اپنے اوپر جنوں کو مسلّط کرلیا۔

آخر قرآن نے ان غلط خیالات کی جڑ کاٹی اور بتایا کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز فائدہ دے سکتی ہے۔

(۷) انسان کی طرح جنوں کی بھی بدگمانی | انسانوں کی طرح جنوں کا بھی یہ گمان تھا کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجے گا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسانوں کی طرح جنوں کا بھی یہ گمان تھا کہ اللہ کسی کو مرنے کے بعد دوبارہ نہ اٹھائے گا۔ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا۔ اس میں دونوں معنی کی گنجائش ہے۔ ایک یہ کہ آئندہ اللہ کوئی پیغمبر مبعوث کرے گا۔ جو رسول پہلے ہوچکے، ہوچکے —— اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو لوگوں کو بتلاتا ہے کہ تم سب موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤگے اور اللہ کے سامنے تمہارا رتی رتی کا حساب ہوگا۔

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا

وَّ اَنَّا لَمَسْنَا	السَّمَآءَ	فَوَجَدْنٰهَا	مُلِئَتْ	حَرَسًا	شَدِيْدًا
اور یہ کہ ہم نے چھوا (ٹٹولا)	آسمان	تو ہم نے اسے پایا	بھرا ہوا	پہرے دار	سخت

اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے اسے سخت پہرے داروں اور شعلوں سے بھرا

وَّشُهُبًا ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ

وَّ شُهُبًا	وَّ اَنَّا	كُنَّا نَقْعُدُ	مِنْهَا	مَقَاعِدَ	لِلسَّمْعِ
اور شعلے	اور یہ کہ ہم	ہم بیٹھا کرتے تھے	اس کے	ٹھکانے	سننے کے لئے

ہوا پایا اور یہ کہ ہم اس کے ٹھکانوں میں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے

فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾

فَمَنْ	يَّسْتَمِعِ	الْاٰنَ	يَجِدْ لَهٗ	شِهَابًا	رَّصَدًا
پس جو	سنتا ہے	اب	وہ وہاں پاتا ہے	شعلہ	گھات لگایا ہوا

پس اب جو سنتا ہے (سننا چاہتا ہے) وہ وہاں گھات لگایا ہوا شعلہ پاتا ہے

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ

وَّاَنَّا	لَا نَدْرِيْٓ	اَشَرٌّ	اُرِيْدَ	بِمَنْ	فِي الْاَرْضِ
اور یہ کہ ہم	نہیں جانتے	آیا برائی	ارادہ کیا گیا	ان کے ساتھ جو	زمین میں

اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ جو زمین میں ہیں آیا ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے

اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾

اَمْ اَرَادَ	بِهِمْ	رَبُّهُمْ	رَشَدًا	
یا ارادہ فرمایا ہے	ان سے	ان کا رب	ہدایت	

یا ان سے (اللہ نے) ہدایت کا ارادہ فرمایا ہے۔

﴿۸﴾ قَالَ الْجِنُّ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ رُمْنَا اِسْتِرَاقَ السَّمْعِ مِنْهَا فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا

﴿۸﴾ جنوں نے کہا اور بیشک ہم نے آسمان کو مس کیا یعنی چوری سے سننے کا ارادہ کیا آسمان پر۔ پس پایا ہم نے اس کو بھرا ہوا نگہبانوں سخت یعنی فرشتوں سے۔

مِنَ الْمَلَائِكَةِ شَدِيدًا وَ
شُهُبًا ○ نُجُومًا مُحْرِقَةً
وَذٰلِكَ لَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ستاروں جلانے والوں سے۔

اور یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے
وقت واقع ہوا۔

(۹) وَّ اِنَّا كُنَّا قَبْلَ مَبْعَثِهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ
لِلسَّمْعِ اَيْ نَسْتَمِعُ فَمَنْ
يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ
شِهَابًا رَّصَدًا ○ اَيْ
اُرْصِدَ لَهٗ لِيُرْمٰى بِهٖ

(۹) اور ہم پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے آسمان
پر بیٹھتے تھے سننے کو۔
پس اب جو کوئی سننا چاہتا ہے اس کے شعلۂ آگ
کا مارا جاتا ہے جو اسی لئے بنایا گیا ہے۔

(۱۰) وَّ اِنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ
اُرِيْدَ بَعْدَ اِسْتِرَاقِ السَّمْعِ بِمَنْ
فِى الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ
رَشَدًا ○ خَيْرًا

(۱۰) اور بالیقین ہم کو معلوم نہیں کہ یہ جو آسمان سے سننا جاتا
کا روکا گیا ہے اس میں اہل زمین کے لئے برائی کا
ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان پر بھلائی کا ارادہ
کیا ہے۔

تشریح

(۸) آسمان کی سخت پہرے داری | ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہرے داروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے۔ آسمان پر سخت پہرے لگے ہوئے ہیں اور ذرا سی سُن گن لینے کا موقع نہیں ملتا۔ اسی بنا پر یہ جن تلاش میں نکلے تھے کہ آخر زمین پر ایسا کیا معاملہ پیش آیا ہے یا پیش آنے والا ہے جس کی خبروں کو محفوظ رکھنے کے لئے اس قدر سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔

(۹) حفاظت کے غیر معمولی انتظامات | پہلے شیطان جن آسمان کے قریب گھات میں بیٹھ کر ادھر اُدھر کی کچھ خبریں سن لیا کرتے تھے مگر اب اس قدر ناکہ بندی اور حفاظت کا انتظام ہے کہ اگر کوئی چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے تو فوراً شہاب ثاقب کے آتشی گولے سے اس کا پیچھا کیا جاتا ہے۔

عالم بالا کے یہ غیر معمولی انتظامات دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ کوئی نہ کوئی غیر معمولی بات ضرور ہے۔ یا تو کوئی عذاب نازل کرنے کا اللہ نے فیصلہ کیا ہے یا پھر زمین پر کسی رسول کو بھیجا ہو اور ان حفاظتی انتظامات کا مقصد یہ ہو کہ رسول کی طرف جو پیغامات بھیجے جا رہے ہیں ان میں شیاطین کسی قسم کی خلل اندازی نہ کر سکیں اور وقت سے پہلے یہ پتہ نہ لگا سکیں کہ پیغمبر کو کیا ہدایات دی جا رہی ہیں۔

(۱۰) ان انتظامات کی وجہ معلوم کرنے کی فکر لگی ہوئی تھی | ہمیں ان غیر معمولی انتظامات کی وجہ معلوم کرنے کی فکر لگی ہوئی تھی اور ہماری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ آیا زمین والوں کے ساتھ کوئی برا معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یا ان کا رب انہیں راہ راست دکھانا چاہتا ہے۔ ہم اسی تلاش میں نکلے تھے کہ ہم نے وہ حیرت انگیز کلام سنا جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ نے راہِ راست دکھانے کے لئے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے۔

وَاَنَّامِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ⑪ وَّاَنَّا

وَّاَنَّا	مِنَّا	الصّٰلِحُوْنَ	وَمِنَّا	دُوْنَ + ذٰلِكَ	كُنَّا	طَرَآئِقَ	قِدَدًا	وَّاَنَّا
اور یہ کہ	ہم میں	نیکو کار (بعض)	اور ہم میں	اس کے علاوہ	ہم تھے	راہیں	مختلف	اور یہ کہ

اور یہ کہ ہم میں سے (کچھ) نیکو کار ہیں اور ہم میں سے (کچھ) اس کے علاوہ ہیں۔ ہم مختلف راہوں پر تھے۔ اور یہ کہ

ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ⑫

ظَنَنَّآ	اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ	اللّٰهَ	فِي الْاَرْضِ	وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ	هَرَبًا
ہم نے گمان کیا	کہ ہم ہرگز نہ ہرا سکیں گے	اللہ	زمین میں	اور ہم اس کو ہرگز نہ ہرا سکیں گے	بھاگ کر

ہم نے گمان کیا کہ ہم اللہ کو ہرگز نہ ہرا سکیں گے زمین میں اور ہم اس کو ہرگز بھاگ کر نہ ہرا سکیں گے۔

⑪ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ بَعْدَ اِسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ اَیْ قَوْمٌ غَیْرُ صَالِحِیْنَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ○ فِرَقًا مُّخْتَلِفِیْنَ مُسْلِمِیْنَ وَكَافِرِیْنَ

⑪ اور بیشک قرآن شریف کے سننے کے بعد ہم میں سے بعض نیکو کار ہیں اور بعض نیک نہیں۔
اور ہم مختلف راہوں پر ہیں۔
کوئی کافر کوئی مسلمان۔

⑫ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ مُخَفَّفَةٌ اَیْ اَنَّهٗ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ○ اَیْ لَا نَفُوْتُهٗ كَائِنِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَوْ هَارِبِیْنَ مِنْهَا اِلَی السَّمَآءِ

⑫ اور بیشک ہم سمجھتے ہیں کہ ہم زمین پر اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے
اور نہ ہم اس سے چھوٹ کر آسمان کی طرف بھاگ سکیں۔

تشریح

⑪ جنوں کے مختلف فرقے: جنوں نے کہا کہ اخلاقی اعتبار سے بھی ہم میں اچھے اور برے دونوں طرح کے جن پائے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ ہم میں بہت صالح اور نیک ہیں اور کچھ ہم میں فروتر ہیں کہ ان میں نیکی کے بجائے برائی زیادہ ہے۔
اسی طرح عقیدے کے اعتبار سے بھی ہم بٹے ہوئے ہیں اور مختلف گروہوں میں منقسم ہیں۔ کوئی مشرک ہے، کوئی عیسائی، کوئی یہودی۔ وہ جن جو ایمان لائے ہیں اپنی قوم کے جنوں کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہم راہ راست معلوم کرنے کے محتاج ہیں اور ہم راہ ہدایت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ قرآن تمام اختلافات اور تفرقوں کو مٹا کر سب کو راہ راست پر لانا چاہتا ہے۔

⑫ قرآن نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا: ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے اگر اللہ کی نافرمانی کی تو اس کی پکڑ سے کسی طرح بچ نہ سکیں گے۔ نہ زمین میں ہم اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں اور نہ کہیں بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔ جب ہم نے وہ کلام سنا جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا، سیدھا راستہ دکھانے کے لئے آیا تھا تو ہم یہ جرأت نہ کر سکے کہ حق معلوم ہونے کے بعد انہی غلط عقیدوں پر جمے رہتے جو نادان لوگوں نے پھیلا رکھے تھے۔ جب ہم خدا سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے تو اچھا یہی ہے کہ ہم اس کی پناہ میں آجائیں۔ بس یہی خیال ہمیں اس راستے پر لے آیا۔

وَ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ

وَ اَنَّا	لَمَّا + سَمِعْنَا	الْهُدٰٓى	اٰمَنَّا بِهٖ	فَمَنْ	يُّؤْمِنْ	بِرَبِّهٖ
اور یہ کہ	جب ہم نے سُنی	ہدایت	ہم ایمان لے آئے اس پر	سوجو	ایمان لائے	اپنے رب پر

اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت سُنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ سوجو اپنے رب پر ایمان لائے

فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ

فَلَا يَخَافُ	بَخْسًا	وَّ لَا رَهَقًا	وَّ اَنَّا	مِنَّا	الْمُسْلِمُوْنَ	وَ
تو اسے خوف نہ ہوگا	کسی نقصان	اور نہ کسی ظلم	اور یہ کہ	ہم میں سے	مسلمان (جمع)	اور

تو اسے نہ کسی نقصان کا خوف ہوگا اور نہ کسی ظلم کا۔ اور یہ کہ ہم میں سے (کچھ) مسلمان (فرماں بردار) ہیں

مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾

مِنَّا	الْقٰسِطُوْنَ	فَمَنْ اَسْلَمَ	فَاُولٰٓئِكَ	تَحَرَّوْا	رَشَدًا
ہم میں سے	گناہ گار	پس جو اسلام لایا	تو وہی ہیں	انھوں نے قصد کیا	بھلائی

اور ہم میں سے (کچھ) گنہگار ہیں۔ پس جو اسلام لایا تو وہی ہیں جنھوں نے بھلائی کا قصد کیا۔

وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ﴿۱۵﴾

وَ اَمَّا	الْقٰسِطُوْنَ	فَكَانُوْا	لِجَهَنَّمَ	حَطَبًا
اور رہے	گنہگار (جمع)	تو وہ ہوئے	جہنم کا	ایندھن

اور رہے گنہگار تو وہ جہنم کا ایندھن ہوئے

۱۳ وَاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰى اَلْقُرْاٰنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۚ فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بِتَقْدِيْرِ هُوَ بَعْدَ الْفَاءِ بَخْسًا نَقْصًا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَّلَا رَهَقًا ۝ ظُلْمًا بِالزِّيَادَةِ فِيْ سَيِّاٰتِهٖ

۱۳ اور بے شک جب ہم نے جس وقت قرآن کو سنا اس پر ایمان لائے۔ سوجو کوئی اپنے رب پر ایمان لاتاہے تو اس کو نہ یہ ڈر ہے کہ اس کی نیکیاں کم کی جاویں، اور نہ یہ کہ اس پر کچھ ظلم ہو کر اس کی برائیوں میں زیادتی کی جاوے۔

۱۴ وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ ۚ الْجَائِرُوْنَ بِكُفْرِهِمْ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ قَصَدُوْا

۱۴ اور بے شبہ بعض ہم میں سے مسلمان ہیں اور بعض ظلم کرنے والے بسبب کفر کرنے کے۔
سو جو لوگ اسلام لائے پس انھوں نے قصد کیا ہدایت کا۔

(۱۵) وَأَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ○

(۱۵) اور لیکن ظالم سو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں

هدایة
وَقَرَءُوْا وَأَنَّا وَأَنَّهُمْ وَأَنَّهُ فِيْ اِثْنَيْ عَشَرَ مَوْضِعًا هِيَ وَأَنَّهُ تَعَالٰى اِلٰى قَوْلِهِ وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ اِسْتِيْنَافًا وَبِفَتْحِهَا بِمَا يُوْجَهُ بِهِ قَالَ تَعَالٰى فِيْ كُفَّارِ مَكَّةَ۔

تشریح

(۱۳) ہم نے آگے بڑھ کر ایمان قبول کیا اور اب ہمیں کوئی خوف نہیں | ہم نے جب ہدایت کی تعلیم سنی تو ہم آگے بڑھ کر اس پر ایمان لے آئے اور قرآن کو سن کر ہم نے بلا توقف اس کو قبول کر لیا اور ایمان لانے میں دیر نہیں کی۔ سچے ایماندار کو اللہ کے یہاں کوئی کھٹکا نہیں ہے، نہ حق تلفی کا اندیشہ ہے کہ نیکی پر جتنے اجر کا مستحق ہو اتنا اجر اسے نہ دیا جائے۔ اور نہ کسی زیادتی کا کوئی ڈر ہے کہ جو قصور اس سے سرزد نہ ہوں ان کی سزا دی جائے۔ یا بلا قصور عذاب میں مبتلا کیا جائے یا کسی دوسرے کے جرم اس کے سر تھوپ دئے جائیں۔ غرض ایمان لانے والا نقصان، تکلیف اور ذلت و رسوائی سب سے مامون اور محفوظ ہے۔

(۱۴) جنات کے دو گروہ | ہم میں سے کچھ مسلم اور اللہ کے اطاعت گذار ہیں جنھوں نے اللہ کا پیغام سن کر اس کو قبول کیا ہے اور اس کے احکام کے سامنے گردن جھکا دی ہے۔ یہ وہ ہیں جو تلاش حق میں کامیاب ہوئے اور انھوں نے نجات کی راہ ڈھونڈ لی۔

(۱۵) حق سے انحراف کرنے والے | دوسرے وہ ہیں جنھوں نے حق سے انحراف کیا۔ یہ بے انصافوں کا گروہ ہے جو کج روی سے اپنے پروردگار کے احکام کو جھٹلاتا ہے اور اس کی فرماں برداری سے انحراف کرتا ہے یہ وہ ہیں جن کو جہنم کا کندہ اور دوزخ کا ایندھن کہنا چاہیے۔

○ جن اگرچہ آتشی مخلوق ہیں مگر ان کو بھی جہنم کی آگ سے تکلیف ہوگی۔ جس طرح انسان کا مادۂ تخلیق اگرچہ مٹی ہے لیکن اگر اس کے مٹی کا ڈلا مارا جائے تو اس کے چوٹ لگتی ہے۔

وجہ یہ ہے کہ انسان اگرچہ مٹی سے بنا ہے لیکن جب ان مادوں سے گوشت و پوست کا زندہ انسان وجود میں آجاتا ہے تو وہ ان سے ایک مختلف چیز بن جاتا ہے۔ اور انھیں مادوں سے بنی ہوئی دوسری چیزیں اس کو تکلیف پہنچاتی ہیں۔

اسی طرح جنات کا مادہ وجود اگرچہ آگ ہے لیکن جب آگ سے ایک زندہ اور حساس مخلوق وجود میں آگئی تو یہی آگ اس کے لیے تکلیف کا سبب بن گئی۔

○ یہاں تک جنات کا کلام نقل کیا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے نصیحت کی باتیں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَّاَنْ لَّوِاسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً

وَّاَنْ	لَّوِاسْتَقَامُوْا	عَلَى الطَّرِيْقَةِ	لَاَسْقَيْنٰهُمْ	مَّآءً
اور یہ کہ	اگر وہ قائم رہتے	(سیدھے) راستے پر	تو البتہ ہم انھیں پلاتے	پانی

(اور مجھے وحی کی گئی ہے) کہ اگر وہ قائم رہتے سیدھے راستے پر تو ہم انھیں وافر پانی

غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ

غَدَقًا	لِّنَفْتِنَهُمْ	فِيْهِ	وَمَنْ	يُّعْرِضْ	عَنْ	ذِكْرِ
وافر	تاکہ ہم انھیں آزمائیں	اس میں	اور جو	روگردانی کرے گا	سے	یاد

پلاتے۔ تاکہ ہم انھیں اس میں آزمائیں اور جو اپنے رب کی یاد سے روگردانی کریگا

رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ

رَبِّهٖ	يَسْلُكْهُ	عَذَابًا	صَعَدًا	وَّاَنَّ	الْمَسٰجِدَ
اپنا رب	وہ اسے داخل کریگا	عذاب	سخت	اور یہ کہ	مسجدیں

وہ اسے سخت عذاب میں داخل کرے گا اور یہ کہ مسجدیں

لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾

لِلّٰهِ	فَلَا تَدْعُوْا	مَعَ اللّٰهِ	اَحَدًا
اللہ کے لئے	تو تم نہ پکارو (بندگی نہ کرو)	اللہ کے ساتھ	کسی کی

اللہ کے لئے ہیں تو تم اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

(۱۶) وَّاَنْ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِيْلَةِ وَاسْمُهَا
مَحْذُوْفٌ اَىْ وَاِنَّهُمْ وَهُوَ
مَعْطُوْفٌ عَلٰى اَنَّهُ اسْتَمَعَ لَّوِ
اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ اَىْ طَرِيْقَةِ
الْاِسْلَامِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً
غَدَقًا ۝ كَثِيْرًا مِّنَ السَّمَآءِ وَذٰلِكَ
بَعْدَ مَا رُفِعَ الْمَطَرُ عَنْهُمْ سَبْعَ سِنِيْنَ

(۱۶) اور بے شبہ وہ لوگ اگر طریق اسلام پر قائم رہیں تو ہم ان کو آسمان سے بہت سا پانی دیں۔ اور یہ بعد اس کے کہ سات برس ان سے بارش روکی گئی تھی۔

(۱۷) لِّنَفْتِنَهُمْ لِنَخْتَبِرَهُمْ فِيْهِ
فَنَعْلَمَ كَيْفَ شُكْرُهُمْ عِلْمَ ظُهُوْرٍ
وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ

(۱۷) تاکہ ہم انھیں آزمادیں کہ آیا وہ اس کا شکر کرتے ہیں یا نہیں۔
اور جو کوئی اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتا ہے یعنی قرآن

اَلْقُرْاٰنِ یَسْلُکْهُ عَذَابًا صَعَدًا۝ۙ شافًا — کا منکر ہے پس اس کو ہم دشوار عذاب میں داخل کریں گے۔

(۱۸) وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ مَوَاضِعَ الصَّلٰوۃِ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا فِيْهَا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۝ۙ بِاَنْ تُشْرِکُوْا کَمَا کَانَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی اِذَا دَخَلُوْا کَنَائِسَهُمْ وَبِیَعَهُمْ اَشْرَکُوْا

(۱۸) اور بیشک مسجدیں اللہ کی ہیں سو ان میں تم اس کے ساتھ کسی کو نہ پکارو یعنی شریک نہ بناؤ جیسا کہ یہود اور نصاریٰ جب اپنے عبادت خانوں میں جاتے ہیں شرک کرتے ہیں۔

تشریح

(۱۶) اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر ثابت قدمی سے چلتے تو ہم ان کو سیراب کر دیتے | اگر جن و انس حق کی سیدھی راہ پر چلتے تو ہم ان کو ایمان اور اطاعت کی بدولت ظاہری اور باطنی برکات سے سیر لب کر دیتے۔ پانی کی کثرت کو نعمتوں کی کثرت کے لئے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے کیوں کہ پانی پر ہی آبادی کا انحصار ہے۔ پانی نہ ہو تو سرے سے کوئی بستی بس نہیں سکتی۔ انسان کی بنیادی ضرورتیں فراہم نہیں ہو سکتیں، کھیتی اور باغات نہیں ہو سکتے۔ جس طرح سورۂ نوح میں ارشاد ہوا ہے کہ اگر تم اللہ سے استغفار کرو گے، اپنے گناہوں سے معافی مانگو گے تو وہ تم پر خوب بارش برسائے گا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْکُمْ مِّدْرَارًا۝ وَّيُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا۝ (آیت ۱۰ تا ۱۲)

(یعنی حضرت نوح نے اپنی قوم سے) کہا اپنے رب سے معافی مانگو بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا۔)

یعنی ایمان اور اطاعت کی برکت سے دنیا میں بھی نعمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے اور آخرت میں بھی اس کا فائدہ ہے۔

یہی بات اس جگہ ارشاد ہوئی ہے کہ ایمان و اطاعت کی بدولت اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔

(۱۷) نعمتوں کے ذریعہ آزمائش | یہ نعمتیں بھی آزمائش کا ذریعہ ہیں کہ ان کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو کر شکر بجا لاتے ہیں اور طاعت میں مزید ترقی کرتے ہیں اور ہماری دی ہوئی نعمت کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔ یا کفرانِ نعمت کر کے اصل سرمایہ بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ اللہ کی یاد سے منہ موڑ کر آدمی کو چین نصیب نہیں ہو سکتا۔ اللہ کی بھیجی ہوئی نصیحت کو جو آدمی قبول نہ کرے گا وہ ایسے راستے پر چل رہا ہے جہاں پریشانی اور عذاب ہی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔

(۱۸) مسجدیں صرف اللہ کے ذکر کے لئے ہیں | یوں تو ساری زمین ہی اس امت کے لئے مسجد اور اللہ کے ذکر کی جگہ ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ وہ مقامات جو مسجدوں کے نام سے خاص اللہ کی عبادت کے لئے بنائے جاتے ہیں وہاں ان کا اور زیادہ حق ہے کہ اللہ کے سوا وہاں کسی اور ہستی کو نہ پکارا جائے۔

مساجد سے مراد بدن کے وہ اعضاء اور حصے بھی ہو سکتے ہیں جو سجدے کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں یعنی یہ خدا کے بنائے ہوئے اعضاء اور بدن کے حصے ہیں ان کو مالک حقیقی کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں جھکنا چاہیے۔

نماز میں ہاتھ، گھٹنے، پاؤں، پیشانی یہ زمین پر رکھے جاتے ہیں، ان پر اللہ کے سوا کسی اور کے لئے سجدہ نہ کیا جائے۔

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ

وَاَنَّهٗ	لَمَّا قَامَ	عَبْدُ اللّٰهِ	يَدْعُوْهُ	كَادُوْا	يَكُوْنُوْنَ
اور یہ کہ	جب کھڑا ہوا	اللہ کا بندہ	کہ وہ اس کی عبادت کرے	قریب تھا	وہ ہو جائیں

اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ وہ اس (اللہ) کی عبادت کرتے ، تو قریب تھا کہ وہ (جنات) ان پر

عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ

ع ۱۹ ۱۱

عَلَيْهِ	لِبَدًا	قُلْ	اِنَّمَآ	اَدْعُوْا + رَبِّيْ	وَلَآ اُشْرِكُ
اس پر	حلقہ در حلقہ	فرمادیں	اس کے سوا نہیں	فقط میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں	اور میں شریک نہیں کرتا۔

حلقہ در حلقہ کھڑے ہو جائیں ۔ آپ فرمادیں کہ میں فقط اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور میں شریک نہیں کرتا

بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ

بِهٖ	اَحَدًا	قُلْ	اِنِّيْ	لَآ اَمْلِكُ	لَكُمْ	ضَرًّا	وَّ
اس کے ساتھ	کسی کو	فرمادیں	بیشک میں	اختیار نہیں رکھتا	تمہارے لئے	کسی ضرر	اور

کسی کو اس کے ساتھ ۔ آپ فرمادیں بیشک میں تمہارے لئے اختیار نہیں رکھتا کسی ضرر کا اور

لَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ

لَا رَشَدًا	قُلْ	اِنِّيْ	لَنْ يُّجِيْرَنِيْ	مِنَ اللّٰهِ
نہ کسی بھلائی	فرمادیں	بیشک میں	مجھے ہرگز پناہ نہ دیگا	اللہ سے

نہ کسی بھلائی کا۔ آپ فرمادیں بیشک مجھے ہرگز پناہ نہ دے گا اللہ سے

اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾

اَحَدٌ	وَلَنْ + اَجِدَ	مِنْ دُوْنِهٖ	مُلْتَحَدًا	
کوئی	اور میں ہرگز نہ پاؤں گا	اس کے سوا	کوئی جائے پناہ	

کوئی بھی اور میں اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہ پاؤں گا۔

﴿۱۹﴾ وَاَنَّهٗ بِالْفَتْحِ وَبِالْكَسْرِ اِسْتِيْنَافًا
وَالضَّمِيْرُ لِلشَّاْنِ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ
مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُ
يَعْبُدُهٗ بِبَطْنِ نَخْلٍ كَادُوْا اَيِ
الْجِنُّ الْمُسْتَمِعُوْنَ لِقِرَاءَتِهٖ يَكُوْنُوْنَ

﴿۱۹﴾ اور بے شک جب اللہ کا بندہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے
ہوئے
کہ عبادت کرتے تھے بطن نخل میں ۔
نزدیک تھے وہ جن جو اُن کی قرأت کو سنتے تھے کہ ان کے
پاس جمع ہو جاویں ۔

عَلَيْهِ لِبَدًا ۞ بِكَسْرِ اللَّامِ وَ
ضَمِّهَا جَمْعُ لِبْدَةٍ كَا للِّبْدُ
فِي رُكُوْبِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا اِزْدِحَامًا
حِرْصًا عَلٰى سِمَاعِ الْقُرْاٰنِ

اور ایک دوسرے پر چڑھ جاویں بسبب اژدہام کے قرآن کے سننے کی حرص میں۔

(۲۰) قَالَ مُجِيْبًا لِلْكُفَّارِ فِيْ قَوْلِهِمْ
اَرْجِعْ عَمَّا اَنْتَ فِيْهِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّيْ اِلٰهًا
وَّلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۞

(۲۰) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو جواب دیکر کہا جب کہ انہوں نے یہ کہا کہ رجوع کر تو اس دین سے جس میں تو ہے۔ ایک قرأت میں قُلْ ہے یعنی اے محمدؐ کہہ دے کہ میں اپنے رب کو معبود سمجھتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں کرتا۔

(۲۱) قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ
ضَرًّا غَيًّا وَّلَا رَشَدًا ۞ خَيْرًا

(۲۱) کہدے کہ بے شک نہ میں تم کو گمراہ کرسکتا ہوں نہ ہدایت۔

(۲۲) قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ
اللّٰهِ مِنْ عَذَابِهٖ اِنْ
عَصَيْتُهٗ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ
اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ اَيْ غَيْرِهٖ
مُلْتَحَدًا ۞ مُلْتَجَاً

(۲۲) کہدے بے شک مجھ کو کوئی اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا اور نہ کوئی جائے پناہ اس کے سوا مجھ کو مل سکتی ہے۔

تشریح

(۱۹) نبیؐ کے قرآن پڑھنے کے وقت آپؐ کے گرد ہجوم | جب اللہ کے بندہ کا ملِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں تو جو لوگ آپؐ سے دشمنی رکھتے ہیں، وہ آپؐ کو گھیر لیتے ہیں جیسے آپؐ پر ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنی دشمنی اور عداوت کی وجہ سے وہ آپؐ کے ارد گرد جمع ہو کر لگتا ہے کہ اب آپ پر حملہ کر دیں گے۔

(۲۰) کیا رب کو پکارنا کوئی جرم ہے | رب کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، ساجھی بنانا یہ تو واقعی ایک جرم ہے۔ لیکن اپنے رب کو پکارنا، اس کو یاد کرنا، اس کے کلام کی تلاوت کرنا اس میں کون سی ایسی بات ہے جس پر اعتراض کیا جائے۔ کیا یہ کوئی بری اور نامعقول بات ہے جس پر غصہ آئے، پھر اللہ کا نام سن کر کیوں ایسا کرتے ہیں کہ مجھ پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو ہر قسم کی شرکت سے پاک اور بے نیاز ہے۔

(۲۱) سود وزیاں سب اللہ کے اختیار میں ہے | یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ تم کو زبردستی ہدایت کے راستے پر لے آؤں اور اگر تم ہدایت قبول نہ کرو تو تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکوں۔ سب برائی، بھلائی، سود وزیاں، نفع نقصان اس خدائے واحد کے قبضے میں ہے۔

(۲۲) تمہارا نفع نقصان کیا اپنا نفع نقصان بھی میرے قبضے میں نہیں ہے | تمہارا نفع نقصان تو کجا، میرا اپنا نفع نقصان بھی میرے قبضے میں نہیں ہے۔ اگر بالفرض میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کروں اور جو ذمہ داری اللہ نے میرے سپرد کی ہے اس کے ادا کرنے میں کمی کروں تو کوئی نہیں جو مجھے اللہ کی گرفت سے بچا سکے۔ یا کوئی ایسی جائے پناہ نہیں ہے جہاں بھاگ کر میں پناہ حاصل کرسکوں۔

إِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

إِلَّا + بَلٰغًا	مِّنَ اللّٰهِ	وَرِسٰلٰتِهٖ	وَمَنْ	يَّعْصِ + اللّٰهَ
مگر (پیغام) پہنچانا	اللہ کی طرف سے	اور اس کے پیغام (جمع)	اور جو	نافرمانی کرے اللہ کی

مگر (میرا کام ہے) اللہ کی طرف سے پیغام پہنچانا اور اس کے پیغام (لانا) اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی

وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

وَرَسُوْلَهٗ	فَاِنَّ + لَهٗ	نَارَ جَهَنَّمَ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ
اور اس کے رسول کی	تو بیشک اس کے لئے	جہنم کی آگ	ہمیشہ رہیں گے	اس میں

اور اس کے رسول کی تو بے شک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ

اَبَدًا	حَتّٰٓى	اِذَا + رَاَوْا	مَا يُوْعَدُوْنَ	فَسَيَعْلَمُوْنَ
ہمیشہ ہمیشہ	یہاں تک کہ	جب وہ دیکھیں گے	جو انھیں وعدہ دیا جاتا ہے	تو وہ عنقریب جان لیں گے

یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے جو انھیں وعدہ دیا جاتا ہے تو وہ عنقریب جان لیں گے

مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾

مَنْ	اَضْعَفُ	نَاصِرًا	وَّ اَقَلُّ	عَدَدًا	.
کس	کمزور تر	مددگار	اور کم تر	تعداد میں	

کس کا مددگار کمزور تر ہے اور تعداد میں کم تر ہے۔

﴿۲۳﴾ إِلَّا بَلٰغًا اِسْتِثْنَاءٌ مِنْ مَفْعُوْلِ
اَمْلِكُ اَیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ اِلَّا
الْبَلَاغَ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ اَیْ
عَنْهُ وَرِسٰلٰتِهٖ عَطْفٌ عَلٰی بَلَاغًا
وَمَا بَیْنَ الْمُسْتَثْنٰی مِنْهُ وَالْاِسْتِثْنَاءِ
اِعْتِرَاضٌ لِتَاکِیْدِ نَفْیِ الْاِسْتِطَاعَةِ
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فِی التَّوْحِیْدِ فَلَمْ یُؤْمِنْ
فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
حَالٌ مِنْ ضَمِیْرِ مَنْ فِیْ لَهٗ

﴿۲۳﴾ میں نہیں مالک ہوں کسی چیز کا مگر اللہ کے احکام اور اس کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں۔

اور جو کوئی اللہ اور اس کے پیغمبر کی نافرمانی کرے توحید میں پس ایمان نہ لاوے۔
تو بالیقین اس کے واسطے دوزخ ہے وہ اس میں ہمیشہ کو رہے گا۔

رِعَايَةً لِمَعْنَاهَا وَهِيَ حَالٌ
مُقَدَّرَةٌ وَالْمَعْنَى يَدْخُلُونَهَا
مُقَدَّرًا خُلُودُهُمْ فِيهَا
أَبَدًا ○

۲۴ حَتَّى إِذَا رَأَوْا حَتَّى ابْتِدَائِيَّةٌ
فِيهَا مَعْنَى الْغَايَةِ لِمُقَدَّرٍ
قَبْلَهَا أَيْ لَا يَزَالُونَ عَلَى
كُفْرِهِمْ إِلَى أَنْ يَرَوْا مَا
يُوعَدُونَ مِنَ الْعَذَابِ
فَسَيَعْلَمُونَ عِنْدَ حُلُولِهِ
بِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ أَوْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ مَنْ أَضْعَفُ
نَاصِرًا وَّأَقَلُّ عَدَدًا ○
أَعْوَانًا أَهُمْ أَمِ
الْمُؤْمِنُونَ عَلَى
الْقَوْلِ الْأَوَّلِ أَوْ أَنَا
أَمْ هُمْ عَلَى الثَّانِي
فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَتَى
هٰذَا الْوَعْدُ فَنَزَلَ

۲۴ یہ لوگ برابر اپنے کفر پر رہیں یہاں تک کہ دیکھیں اس عذاب کو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

جو جان لیں گے اس روز جس روز ان پر عذاب آوے گا
یعنی بدر کے دن یا قیامت میں
کہ کس کے مددگار ضعیف
اور کم تر ہیں۔ اور کس کے مددگار قوی اور زیادہ ان
کے یا مسلمانوں کے یا یہ کہ میرے یا ان کے

سو ان میں سے بعض نے کہا کب ہے یہ وعدہ۔ اس پر
یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح

۲۳ میرا کام اللہ کا پیغام پہنچانا ہے | اللہ کی طرف سے پیغام لانا اور اس کے بندوں کو پہنچا دینا یہی چیز ہے جو اس نے میرے اختیار میں دی ہے اور یہی میری ذمہ داری ہے۔

خدا کی خدائی میں میرا کوئی دخل نہیں ہے، لوگوں کی قسمتیں بنانا بگاڑنا میرے اختیار میں نہیں ہے خدائی کے سارے اختیارات اللہ واحد کے ہاتھ میں ہیں۔ کسی دوسرے کو نفع نقصان پہنچانا تو درکنار مجھے اپنے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں ہے۔ اللہ کی نافرمانی کروں تو اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ اور اللہ کے دامن کے سوا میری کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں لیکن اللہ کی اور میری نافرمانی کرنے سے نقصان پہنچنا ضروری ہے اور جو بغاوت اور سرکشی اختیار کرے گا اس کی سزا بہت سخت ہے یعنی جہنم کی ابدی سزا۔

۲۴ وعدے کے دن پتہ لگ جائیگا کہ بے یار و مددگار کون ہے | اسلام کے مخالفین آج یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارا جتھا بہت بڑا ہے اور رسول اللہؐ کے حامی تھوڑے سے لوگ ہیں اس لئے آسانی کے ساتھ ہم ان کو دبا لیں گے۔ آج یہ لوگ رسولؐ کو بے یار و مددگار اور اپنے آپ کو بڑے جتھے والا سمجھ کر سچائی کی آواز دبانے کے لئے بڑے دلیر ہو رہے ہیں لیکن جب وہ وعدے کا وقت آئے گا تو پتہ لگ جائے گا کہ کس کے ساتھی کمزور اور گنتی میں تھوڑے تھے۔

قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ

قُلْ	اِنْ	اَدْرِیْٓ	اَقَرِیْبٌ	مَّا تُوْعَدُوْنَ	اَمْ یَجْعَلُ
فرمادیں	نہیں	میں جانتا	آیا قریب ہے	جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے	یا کردے گا

آپ فرمادیں میں نہیں جانتا آیا قریب ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا اس کے لئے میرا

لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی

لَهٗ	رَبِّیْٓ	اَمَدًا	عٰلِمُ الْغَیْبِ	فَلَا یُظْهِرُ	عَلٰی
اس کیلئے	میرا رب	مدت	غیب کا جاننے والا	وہ مطلع نہیں کرتا	پر

رب کوئی مدت (دراز) مقرر کردے گا۔ (وہ) غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب پر کسی کو

غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

غَیْبِهٖٓ	اَحَدًا	اِلَّا	مَنِ	ارْتَضٰی	مِنْ + رَّسُوْلٍ
اپنے غیب	کسی کو	سوائے	جس کو	وہ پسند کرتا ہے	رسولوں میں سے

مطلع نہیں کرتا، سوائے (اس کے) جس کو وہ پسند کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے

فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

فَاِنَّهٗ	یَسْلُكُ	مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ	وَمِنْ خَلْفِهٖ
تو بیشک وہ	چلاتا ہے	اس کے آگے سے	اور اس کے پیچھے سے

تو بے شک اس کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ فرشتے چلاتا ہے۔

رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ

رَصَدًا	لِّیَعْلَمَ	اَنْ	قَدْ اَبْلَغُوْا	رِسٰلٰتِ	رَبِّهِمْ	وَ
محافظ (فرشتے)	تاکہ وہ معلوم کرلے	کہ	انہوں نے تحقیق پہنچادیئے	پیغام (جمع)	اپنے رب کے	اور

تاکہ وہ معلوم کرلے کہ تحقیق انھوں نے پہنچا دیئے ہیں اپنے رب کے پیغام اور

ع ۲ ۹ ۱۴ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

اَحَاطَ	بِمَا لَدَیْهِمْ	وَاَحْصٰی	كُلَّ شَیْءٍ	عَدَدًا
اس نے احاطہ کیا ہوا ہے	جو ان کے پاس	اور اس نے شمار کررکھی ہے	ہر شے	گنتی میں

اس نے احاطہ کیا ہوا ہے جو کچھ ان کے پاس ہے اور ہر شے کو گنتی میں شمار کر رکھا ہے

(٢٥) قُلْ إِنْ اَیْ مَا اَدْرِیْ اَقَرِیْبٌ
مَا تُوْعَدُوْنَ مِنَ الْعَذَابِ
اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا ۝ غَایَۃً
وَاَجَلًا لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا ھُوَ

(۲۵) کہہ دے کہ میں نہیں جانتا کہ نزدیک آگیا وقت عذاب کا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔
یا اس کے لئے میرے رب نے کوئی مدت مقرر کی ہے جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(٢٦) عَالِمُ الْغَیْبِ مَا غَابَ بِہٖ عَنِ
الْعِبَادِ فَلَا یُظْھِرُ یُطْلِعُ عَلٰی
غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۝ مِنَ النَّاسِ

(۲۶) وہ جاننے والا ہے اس کو جو بندوں سے مخفی ہے۔ سو نہیں مطلع فرماتا وہ اپنے غیب پر کسی کو لوگوں میں سے۔

(٢٧) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ
فَاِنَّہٗ مَعَ اِطْلَاعِہٖ عَلٰی مَا
شَآءَ مِنْہُ مُعْجِزَۃً لَہٗ یَسْلُکُ
یَجْعَلُ وَیَسِیْرُ مِنْۢ بَیْنِ
یَدَیْہِ اَیِ الرَّسُوْلِ وَمِنْ
خَلْفِہٖ رَصَدًا ۝ مَلَائِکَۃً
یَحْفَظُوْنَہٗ حَتّٰی یُبَلِّغَہٗ فِیْ
جُمْلَۃِ الْوَحْیِ

(۲۷) مگر اس کو جس کو وہ پسند فرمادے پیغمبروں میں سے سو باوجود اس کے کہ اس پیغمبر کو وہ مطلع فرماتا ہے جو امر چاہے امور غیب سے ازراہ معجزہ کے۔ چلاتا ہے اور مقرر کرتا ہے اس کے آگے اور پیچھے فرشتوں کو جو اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس کو اور جملہ وحی کو پہنچا دیوے۔

(٢٨) لِیَعْلَمَ اللّٰہُ عِلْمَ ظُھُوْرٍ اَنْ
مُخَفَّفَۃٌ مِنَ الثَّقِیْلَۃِ اَیْ اَنَّہٗ
قَدْ اَبْلَغُوْا اَیِ الرُّسُلُ رِسٰلٰتِ
رَبِّھِمْ رُوْعِیَ بِجَمْعِ الضَّمِیْرِ
مَعْنٰی مَنْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْھِمْ
عَطْفٌ عَلٰی مُقَدَّرٍ اَیْ فَعَلِمَ
ذٰلِکَ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ
عَدَدًا ۝ تَمْیِیْزٌ وَھُوَ
مُحَوَّلٌ عَنِ الْمَفْعُوْلِ
وَالْاَصْلُ اَحْصٰی عَدَدَ
کُلِّ شَیْءٍ

(۲۸) تاکہ جان لیوے اللہ ظاہر کہ بے شبہ پیغمبروں نے اپنے رب کے احکام اور پیغامات پہنچا دیئے۔

سو اللہ نے اس کو جان لیا

اور گھیرا اس چیز کو جو ان کے پاس ہے اور ہر چیز کی گنتی کو اس نے گھیر رکھا ہے۔

تشریح

(۲۵) قیامت کا صحیح وقت مجھے معلوم نہیں ہے۔ اے پیغمبر ان سے کہو میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے لئے کوئی لمبی مدت مقرر فرماتا ہے۔ یعنی قیامت کا علم مجھے نہیں دیا گیا کہ وعدہ جلد آنے والا ہے یا ایک مدت کے بعد۔ اس وقت کا آنا تو یقینی ہے مگر اس کے آنے کی تاریخ مجھے نہیں بتائی گئی۔ یہ بات اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ آیا وہ وقت جلدی آنے والا ہے یا اس کے لئے ایک طویل مدت مقرر کی گئی

ہے۔ یہ ان غیب کی باتوں میں سے جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۲۶) غیب کا پورا علم صرف اللہ کیلئے مخصوص ہے | وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ غیب کا پورا علم اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے اور مکمل علم غیب وہ کسی کو نہیں دیتا۔

(۲۷) غیبی حقائق میں سے جن چیزوں کا علم وہ چاہتا ہے اپنے رسولوں کو محفوظ طریقے سے عطا کر دیتا ہے | اللہ تعالیٰ اپنے بھید کی پوری خبر کسی کو نہیں دیتا۔ البتہ رسولوں کو جس قدر ان کی شان اور منصب کے لائق ہو بذریعہ وحی خبر دیتا ہے اور ان کو غیب کے حقائق میں سے جن چیزوں کا علم وہ چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ اور جب وحی کے ذریعہ سے غیب کے حقائق کا علم رسول کے پاس بھیجتا ہے تو اس کی نگہبانی کرنے کے لئے ہر طرف فرشتے مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ علم نہایت محفوظ طریقے سے رسول تک پہنچ جائے کسی طرف سے شیطان اس میں دخل اندازی نہ کرنے پائے اور رسول کا اپنا نفس بھی غلط نہ سمجھے۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبروں کو علوم و اخبار میں عصمت حاصل ہے انبیاء کی معلومات میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہوتی۔

(۲۸) اللہ کی وحی میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی | یعنی ہر چیز اللہ کی نگرانی اور اس کے قبضے میں ہے۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وحی الٰہی میں ذرا سا تغیر و تبدل یا قطع و برید کر سکے۔

اور یہ پہرے اور چوکیاں بھی شان حکومت کے اظہار اور سلسلۂ اسباب کی محافظت کے لئے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہیں۔ ورنہ جس کا علم اور قبضہ ہر چیز پر حاوی ہو اس کو ان چیزوں کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔

۷۳

اَلْمُزَّمِّلُ

ترتیب تلاوت ـــــ ۷۳	ترتیب نزول ـــــ ۳
مکّی / مدنی ـــــ مکّی	تعداد رکوعات ـــــ ۲
تعداد آیات ـــــ ۲۰	تعداد الفاظ ـــــ ۲۰۰
تعداد حروف ـــــ ۸۶۴	

اس سورت کی پہلی آیت میں یٰاَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ (اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے) میں لفظ المزّمل کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ یہ نام علامت کے طور پر ہے یعنی وہ سورت جس میں لفظ مزّمل آیا ہے۔ یہ اس سورت کا عنوان نہیں ہے اور سورت کے مضامین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس سورت میں دو رکوع ہیں۔ پہلا رکوع مکہ مکرمہ میں نازل ہوا ہے۔ اور دوسرے رکوع کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا ہے۔ دوسرے رکوع میں جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر ہے اور مکہ مکرمہ میں جہاد کا حکم نہیں آیا تھا۔

اسی طرح اس میں فرض زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ زکوٰۃ ایک مخصوص شرح اور نصاب کے ساتھ مدینہ طیبہ میں فرض ہوئی ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرا رکوع مدنی ہے۔

پہلے رکوع میں نبیؐ کو نمازِ تہجد کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ آپ طویل قرأت کریں۔ اس طرح راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرنے سے آپ کے اندر نبوت کے بارِ عظیم کو اٹھانے اور اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی قوت پیدا ہوگی۔

نمازِ تہجد میں طویل قرأت کا حکم دینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت تک قرآن مجید کا اتنا حصہ نازل ہو چکا تھا جس کی طویل قرأت کی جا سکے۔

اس رکوع میں نبیؐ کو تلقین کی گئی ہے کہ آپؐ مخالفین کی زیادتیوں پر صبر کریں۔ اور مخالفین کو خبردار کیا گیا ہے کہ ہم نے فرعون کی طرف بھی ایک رسول بھیجا تھا، فرعون نے رسول کی بات نہیں مانی تو اس کا دردناک انجام ہوا۔ ہم نے اسی طرح تمہاری طرف بھی ایک رسول بھیجا ہے۔ اگر تم نے رسول کی بات نہ مانی تو دنیا میں اگر عذاب نہ بھی آیا تو آخرت کی سزا سے نہ بچ سکو گے۔

○ سورت کے آخر میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ پنج وقتہ فرض نمازیں پوری پابندی کے ساتھ قائم کریں زکوٰۃ کا فریضہ ٹھیک ٹھیک ادا کرتے رہیں۔ اللہ کے راستے میں جو بھی بھلائی کی جائے گی وہ ضائع نہیں کی جائے گی بلکہ اس کی حیثیت اس سامان کی سی ہوگی جو ایک مسافر اپنی مستقل قیام گاہ پر اپنے پہنچنے سے پہلے بھیج دیتا ہے۔ اللہ کے یہاں پہنچ کر وہ سب کچھ موجود پاؤ گے جو تم نے آگے روانہ کیا ہے۔ اور اس کا اجر تمہیں اصل مال سے کہیں زیادہ ملے گا۔

أيا تُها ۲۰	=۷۳ سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ =۲	رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ① قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ②

يٰٓاَيُّهَا + الْمُزَّمِّلُ	قُمِ + الَّيْلَ	اِلَّا	قَلِيْلًا
اے کپڑوں میں لپٹنے والے (محمدؐ)	رات میں قیام کریں	مگر	تھوڑا

اے کپڑوں میں لپٹنے والے (محمدؐ) رات میں قیام کریں مگر تھوڑا۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ اَوْ اِلَّا قَوْلَهُ
اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اِلٰى اٰخِرِهَا
فَمَدَنِيٌّ تِسْعَ عَشَرَةَ اَوْ عِشْرُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
① يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ النَّبِيُّ وَ
اَصْلُهُ الْمُتَزَمِّلُ اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِي
الزَّاءِ اَيِ الْمُتَلَفِّفُ بِثِيَابِهِ حِيْنَ مَجِيْءِ
الْوَحْيِ لَهُ خَوْفًا مِنْهُ لِهَيْبَتِهِ
② قُمِ الَّيْلَ صَلِّ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

سورہ مزمل مکی ہے یا یہ آیت مدنی ہے اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ الخ
اس میں انیس یا بیس آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے
① اے کپڑے لپٹنے والے اپنے اوپر بسبب خوف اور دہشت
کے وحی کے آنے کے وقت۔
② اُٹھ تو رات میں یعنی نماز پڑھ مگر تھوڑی دیر

تشریح

① اے اوڑھ کر لپیٹ کر سونے والے صحیح روایات میں ہے کہ جب آپؐ پر غار حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی اور بار وحی سے کانپتے ہوئے آپ گھر تشریف لائے تو گھر والوں سے فرمایا۔ زَمِّلُوْنِيْ، زَمِّلُوْنِيْ (مجھے کپڑا اُڑھا دو، مجھے کپڑا اُڑھا دو۔)

اس سورت میں آپؐ کو لفظ مزمل سے خطاب کرتے ہوئے گویا یہ اشارہ ہے کہ اب دور گذر گیا جب آرام سے پاؤں پھیلا کر سوتے تھے۔ اب آپ ؐ پر ایک عظیم ذمہ داری کا بوجھ ڈالا گیا ہے جس کے تقاضے کچھ اور ہیں۔

② رات کو نماز میں کھڑے رہیے مگر کم ! اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے اٹھیئے۔ رات کو نماز میں کھڑے رہ کر گذاریئے مگر پوری رات نماز میں گذار دینے کا مطالبہ آپ سے نہیں ہے بلکہ آرام بھی کریں۔ اور کم حصہ سونے میں صرف کریں اور تھوڑے سے مراد یہاں نصف ہوگا۔ کیوں کہ رات جو آرام کے لئے تھی، جب اس کا آدھا حصہ عبادت میں گذار دیا تو اس کے اعتبار سے باقی آدھے کو تھوڑا ہی کہا جائے گا۔

نِصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝۳ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ

نِصْفَهٗٓ	اَوِ انْقُصْ	مِنْهُ	قَلِيْلًا	اَوْ زِدْ	عَلَيْهِ
اس کا نصف	یا کم کریں	اس میں سے	تھوڑا	یا زیادہ کریں	اس پر سے

اس (رات) کا نصف حصہ یا اس میں سے تھوڑا کم کریں یا (کچھ) زیادہ کریں اس سے

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴

وَرَتِّلِ	الْقُرْاٰنَ	تَرْتِيْلًا	
اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں	قرآن	ترتیل کے ساتھ	

اور قرآن ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔

(۳) نِصْفَهٗٓ بَدَلٌ مِّنْ قَلِيْلًا وَقِلَّتُهٗ بِالنَّظْرِ اِلَى الْكُلِّ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ مِنَ النِّصْفِ قَلِيْلًا ۝ اِلَى الثُّلُثِ

(۳) نصف یا اس سے کم کر کسی قدر یعنی تہائی رات تک یا

(۴) اَوْ زِدْ عَلَيْهِ اِلَى الثُّلُثَيْنِ وَاَوْ لِلتَّخْيِيْرِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَثَبَّتْ فِىْ تِلَاوَتِهٖ تَرْتِيْلًا ۝

(۴) یا اس پر کچھ زیادہ کر یعنی دو تہائی رات نماز پڑھ اور قرآن بترتیل پڑھ۔

تشریح

(۳) آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرلو | یعنی آپ کو اختیار ہے کہ آپ آدھی رات عبادت میں گزاریں یا اس میں سے کچھ کم کرلیں۔

(۴) یا آدھی سے کچھ بڑھالیں اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں | یا عبادت کے لئے آدھی رات سے کچھ کم کرلیں یا آدھی سے کچھ زیادہ کرلیں جو دو تہائی تک ہو جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ (سورۂ مزمل آیت ۲۰)

(اے نبی تمہارا رب جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت میں کھڑے رہتے ہو۔)

اس میں آپؐ کو اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ آدھی رات نماز میں صرف کریں یا اس سے کچھ کم کردیں یا اس سے کچھ زیادہ۔ لیکن بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قابل ترجیح آدھی رات ہے کیوں کہ اسی کو معیار قرار دے کر کمی بیشی کا اختیار دیا گیا ہے۔

تہجد میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں کہ ایک ایک حرف صاف صاف سمجھ میں آئے۔ آہستہ آہستہ ایک ایک لفظ زبان سے ادا کریں اور ایک ایک آیت پر ٹھہریں تاکہ ذہن پوری طرح کلام الہٰی کے مضمون و مدعا کو سمجھے اور اس کے مضامین سے متاثر ہو۔

اس طرح پڑھنے سے فہم و تدبر میں مدد ملتی ہے اور دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور ذوق و شوق بڑھتا ہے۔

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ⑤

قَوْلًا + ثَقِیْلًا	عَلَیْكَ	اِنَّا + سَنُلْقِیْ
ایک بھاری کلام	آپؐ پر	بیشک ہم عنقریب ڈال دیں گے

بیشک ہم آپؐ پر عنقریب ایک بھاری کلام (قرآن کریم) ڈالیں گے۔

⑤ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ○ مُهِیْبًا اَوْ شَدِیْدًا لِمَا فِیْهِ مِنَ التَّكَالِیْفِ

⑤ بے شک ہم تجھ پر بھاری کلام ڈالنے والے ہیں یعنی قرآن صاحبِ عظمت وہیبت یا دشوار بسبب تکالیف کے جو اس میں ہیں

تشریح

⑤ ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں | راتوں کو اٹھ کر اپنا آرام چھوڑ کر آدھی آدھی رات تک نماز کے لئے کھڑے ہونے کا یہ حکم آپؐ کو اس لئے دیا جا رہا ہے کہ آپ پر ایک بھاری کلام نازل کر رہے ہیں جس کا بار اٹھانے کے لئے تحمل کی طاقت پیدا ہونی ضروری ہے۔

بھاری کلام اس معنی میں کہا گیا ہے کہ قرآن کے احکام پر عمل کرنا اس کی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کرنا اور اس کی دعوت کو لے کر ساری دنیا کے مقابلے میں اٹھنا اور اس کے مطابق پورے نظام کو بدل کر رکھ دینا ایک بڑا زبردست اور بھاری کام ہے۔ یہ کلام اپنی قدر د منزلت کے اعتبار سے بہت قیمتی اور وزن دار اور اپنی کیفیات اور لوازم کے اعتبار سے بہت گراں بار ہے۔

اس معنی میں بھی یہ کلام بھاری ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت آپ پر بہت گرانی اور سختی گذرتی تھی جاڑے کے موسم میں آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے۔ اگر اس وقت آپ سواری پر ہوتے تو سواری تحمل نہ کرسکتی اور بیٹھ جاتی تھی ــــ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ پر وحی اس حالت میں نازل ہوئی کہ آپؐ اپنا زانو میرے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ میرے زانو پر اس وقت ایسا بوجھ پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ٹوٹ جائے گا۔

پھر اس مخالف ماحول میں قرآن کی دعوت وتبلیغ اور اس کے حقوق کا پوری طرح ادا کرنا اور اس راہ میں تمام سختیوں کو کشادہ دلی سے برداشت کرنا سخت مشکل اور بھاری کام تھا۔

اور جس طرح ایک حیثیت سے یہ کلام آپؐ پر بھاری تھا دوسری حیثیت سے منکرین حق پر شاق تھا کہ وہ ان کے جھوٹ کی قلعی کھول رہا تھا۔

غرض ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے آن حضرتؐ کو حکم ہوا کہ جتنا قرآن نازل ہو چکا ہے رات کو نمازِ تہجد میں اس کی تلاوت میں مشغول رہا کریں اور اس عبادت خاص کے انوار سے اپنے آپ کو مشرف کر کے اس فیض اعظم کی قبولیت کی استعداد اپنے اندر مستحکم فرمائیں تا کہ ان تمام حالات سے مقابلہ کرنے کی قوت آپ کے اندر پیدا ہو۔

إِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَّأَقْوَمُ قِيلًا ﴿٦﴾ إِنَّ

إِنَّ	نَاشِئَةَ	الَّيْلِ	هِيَ أَشَدُّ وَطْأً	وَّ أَقْوَمُ	قِيلًا	إِنَّ
بیشک	اُٹھنا	رات	بہت نفس کو روندنے والا	اور زیادہ درست	الفاظ کے تلفظ میں	بیشک

بیشک رات کا اٹھنا نفس کو سخت روندنے والا ہے اور زیادہ درست ہے الفاظ کے تلفظ میں بیشک

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ

لَكَ	فِي النَّهَارِ	سَبْحًا	طَوِيلًا	وَاذْكُرِ	اسْمَ
آپ کے لئے	دن میں	شغل	طویل	اور آپ یاد کریں	نام

آپ کے لئے دن میں طویل شغل ہے اور آپ اپنے رب کا نام

رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴿٨﴾

رَبِّكَ	وَ تَبَتَّلْ	إِلَيْهِ	تَبْتِيلًا	
اپنے رب کا	اور چھوٹ جائیں	اس کی طرف	(سب) چھوٹ کر	

یاد کریں اور سب سے چھوٹ کر (الگ ہوکر) اس کی طرف چھوٹ کر (چلے) جائیں

﴿٦﴾ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ الْقِيَامَ بَعْدَ النَّوْمِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً مُوَافَقَةَ السَّمْعِ لِلْقَلْبِ عَلَى تَفَهُّمِ الْقُرْآنِ وَأَقْوَمُ قِيلًا ○ أَبْيَنُ قَوْلًا

﴿٦﴾ بے شک سو کر اٹھنا رات میں قرآن کے سمجھنے اور دل اور کان کے موافقت میں زیادہ اثر رکھتا ہے اور کلام کا مطلب خوب ظاہر کرتا ہے۔

﴿٧﴾ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ○ تَصَرُّفًا فِي أَشْغَالِكَ لَا تَفْرُغُ فِيهِ لِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ

﴿٧﴾ بے شک تجھ کو دن میں بہت سے مشغلے ہیں جس کی وجہ سے تجھ کو تلاوت قرآن کی مہلت اور فراغت نہیں ملتی۔

﴿٨﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ أَيْ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِي ابْتِدَاءِ قِرَاءَتِكَ وَتَبَتَّلْ

﴿٨﴾ اور یاد کر نام اپنے رب کا یعنی جس وقت قرآن شریف پڑھنا شروع کرے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ

اور عبادت میں اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

إِنْقَطِعْ إِلَيْهِ فِي الْعِبَادَةِ تَبْتِيلًا ○ مَصْدَرُ بَتَلَ جِيْءَ بِهِ رِعَايَةً لِلْفَوَاصِلِ وَهُوَ مَلْزُوْمُ التَّبَتُّلِ — سب کو چھوڑ کر۔

تشریح

(۶) رات کو اٹھ کر عبادت کرنے کی فضیلت | سونے کے بعد رات کو اٹھنا نفس پر بڑا گراں گزرتا ہے۔ اس نفس کشی سے نفس روندا جاتا ہے اور نیند اور آرام کی خواہش پامال ہوجاتی ہے۔ اس وقت جو دعا کی جاتی ہے اور اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ سیدھا دل سے نکلتا ہے اس وقت زبان اور دل دونوں ایک ہوجاتے ہیں کیوں کہ یکسوئی کا وقت ہوتا ہے جو بات زبان سے نکلتی ہے ذہن میں خوب جم جاتی ہے اور کیوں کہ رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت آسمانِ دنیا پر نزول فرماتی ہے اس لئے قلب کو عجیب طرح کا سکون حاصل ہوتا ہے اور لذت واشتیاق کی وہ کیفیت میسر آتی ہے جن کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آہ سحر گاہی مومن کی سب سے بڑی قوت ہے۔ اب جو اس قوت کو اللہ کی راہ میں استعمال کرنے پر قادر ہو جائے وہ پوری مضبوطی کے ساتھ اللہ کے دین کی دعوت کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے کام کرسکتا ہے اس سے جو ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے اس سے وہ خدا کی راہ میں مشکلات کو استقامت کے ساتھ برداشت کرسکتا ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ درحقیقت رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لئے بہت کارگر اور قرآن پاک ٹھیک ٹھیک پڑھنے کے لئے زیادہ موزوں ہے — اس وقت انسان قرآن کو زیادہ سکون واطمینان اور توجہ کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

(۷) دن میں تمہارے لئے بہت سی مصروفیات ہیں | دن میں لوگوں کو سمجھانا اللہ کے دین کی باتیں بتانا، اسلام کی دعوت دینا، لوگوں کی اصلاح اور تربیت کرنا اور دوسری کئی طرح کی مصروفیات رہتی ہیں — اگرچہ وہ بھی بالواسطہ عبادت ہیں۔ اور دنیا میں ہر طرح کے کام کرتے ہوئے بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ مگر بلا واسطہ پروردگار کی عبادت اور مناجات کے لئے رات کا وقت مخصوص رہنا چاہیئے۔ اگر رات کو عبادت میں مشغول ہونے کی وجہ سے رات کی بعض ضرورتیں رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں دن میں ان کی تلافی ہوسکتی ہے۔

(۸) مصروفیت میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو | اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو۔ اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو یعنی مصروفیات میں بھی اللہ کے ذکر سے غفلت نہ ہو اور صرف اللہ ہی کی طرف پوری توجہ رہے۔ کیوں کہ وہی تمہارا حاجت روا ہے، سب کے دلوں پر اسی کا راج ہے ہر چیز اسی کے تصرف میں ہے۔

اس لئے جب اس کے ہوجاؤ گے تو ہر چیز تمہاری ہو جائے گی، سب تعلقات کٹ کر باطن میں اسی ایک کا تعلق باقی رہ جائے گا اور سب تعلقات ایک تعلق میں مدغم ہوجائیں۔ یعنی سب سے تعلق اللہ کے تعلق کی وجہ سے ہو۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ

رَبُّ الْمَشْرِقِ	وَالْمَغْرِبِ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	فَاتَّخِذْهُ
رب مشرق کا	اور مغرب	نہیں کوئی معبود	اس کے سوا	پس پکڑ لو (بنالو) اس کو

(وہ) مشرق و مغرب کا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اس کو کارساز

وَكِيْلًا ﴿٩﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿١٠﴾

وَكِيْلًا	وَاصْبِرْ	عَلٰى	مَا يَقُوْلُوْنَ	وَاهْجُرْهُمْ	هَجْرًا	جَمِيْلًا
کارساز	اور آپؐ صبر کریں	پر	جو وہ کہتے ہیں	اور انھیں چھوڑ دیں	کنارہ کش ہوکر	اچھی طرح

بنالیں۔ اور جو وہ کہتے ہیں آپؐ اس پر صبر کریں۔ اور اچھی طرح کنارہ کش ہوکر انھیں چھوڑ دیں

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿١١﴾

وَذَرْنِيْ	وَالْمُكَذِّبِيْنَ	اُولِي النَّعْمَةِ	وَمَهِّلْهُمْ	قَلِيْلًا
اور مجھے چھوڑ دو	اور جھٹلانے والوں	خوش حال لوگوں	اور ان کو مہلت دے دیں	تھوڑی

اور مجھے اور جھٹلانے والے خوش حال لوگوں کو چھوڑ دیں (نبٹ لینے دیں) اور ان کو تھوڑی مہلت دیں

٩ هُوَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ
وَكِيْلًا ○ مُوَكِّلًا لَهُ
اُمُوْرَكَ

٩ وہ رب ہے مشرق اور مغرب کا اس کے سوا کوئی معبود
نہیں سو اسی کے سپرد کر اپنے تمام کام۔

١٠ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ
اَيْ كُفَّارُ مَكَّةَ مِنْ
اَذَاهُمْ وَاهْجُرْهُمْ
هَجْرًا جَمِيْلًا ○ لَا جَزَعَ
فِيْهِ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ
بِقِتَالِهِمْ

١٠ اور صبر کر اس پر جو کفار مکہ کہتے ہیں اور تکالیف
پہنچاتے ہیں۔
اور ان کو چھوڑ
پوری طرح کہ اس میں گھبراہٹ نہ ہو۔

١١ وَذَرْنِيْ اُتْرُكْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ عَطْفٌ
عَلَى الْمَفْعُوْلِ اَوْ مَفْعُوْلٌ مَعَهُ وَالْمَعْنٰى اَنَا
كَافِيْكَهُمْ وَهُمْ صَنَادِيْدُ قُرَيْشٍ اُولِي
النَّعْمَةِ التَّنَعُّمِ وَمَهِّلْهُمْ
قَلِيْلًا ○ مِنَ الزَّمَنِ فَقُتِلُوْا
بَعْدَ يَسِيْرٍ مِنْهُ بِبَدْرٍ

١١ اور مجھ کو چھوڑ اور جھٹلانے والوں کو یعنی کفار قریش
کو جو ناز و نعمت میں مشغول ہیں کہ میں ان کو کافی ہوں

اور ان کو مہلت دے تھوڑے زمانہ۔
پس وہ قتل کئے گئے بعد تھوڑے زمانے کے یعنی بدر
میں۔

تشریح

(۹) اللہ ہی کو اپنا وکیل بنائیں | اللہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے لہذا اسی کو اپنا وکیل بنا لیجیے۔ مشرق دن کا اور مغرب رات کا نشان ہے یعنی دن اور رات میں اُسی مالک مشرق و مغرب کی یاد اور رضا جوئی میں لگا رہنا چاہیے۔ بندگی بھی اسی کی ہونی چاہیئے اور توکل بھی اسی پر ہونا چاہیئے۔ جب وہ تمہارا وکیل ہے تم اپنا معاملہ اس کے حوالے کر دو اور مطمئن ہو جاؤ کہ اب سارے کام وہی بنائے گا اور دوسروں سے کٹ جانے اور الگ ہو جانے کی پرواہ نہ کرو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاؤ۔

اب تمہیں مخالفوں کی مخالفت کی اور اللہ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کی بھی کوئی پروا نہیں ہونی چاہیئے اس لئے کہ تمہارا حامی اور وکیل اور پشت پناہی کرنے والا وہ ہے جو مشرق و مغرب اور ساری کائنات کا مالک ہے اور اس کے سوا خدائی کے اختیارات کسی کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔

(۱۰) ان کی باتوں پر صبر کیجیے اور ان کی ہدایت کی سعی جاری رکھیے | آپ کے مخالفین آپ پر طرح طرح کے بے ہودہ الزام لگاتے تھے۔ کبھی آپ کو ساحر، کبھی کاہن، کبھی مجنون کہتے تھے آپ صبر کے ساتھ اور مستقل مزاجی سے یہ سب باتیں برداشت کرتے تھے ـــــ فرمایا کہ آپ اسی طرح جیسا کہ آپ کا رویہ ہے ان کی باتوں پر صبر سے کام لیں ان کی بے ہودگیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی ہدایت اور رہنمائی کی کوشش جاری رکھیں نہ ان کے رویے کی شکایت کریں اور نہ ان کی بدسلوکی کا شکوہ کریں۔

رسول اللہ ؐ اسی طریقے پر عمل فرما رہے تھے۔ یہاں بتانا یہ ہے کہ نبی ؐ کے جواب نہ دینے کی وجہ آپ کی کمزوری نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول ؐ کو ہی شریفانہ انداز اختیار کرنے کی تعلیم و ہدایت دی تھی۔ اس لیے آپ بڑی سے بڑی تلخ بات پر بھی چیں بجبیں ہونے کے بجائے اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور آپ کے یہی اعلیٰ اخلاق ہیں جو لوگوں کے دلوں کو موہ رہے ہیں۔

(۱۱) حق و صداقت کو جھٹلانے والے جو دنیا میں مزے کر رہے ہیں ان کا معاملہ ہم پر چھوڑ دو ـــ! | مذہب کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب بھی اللہ کے نبی اللہ کی طرف سے حق و صداقت کی بات لے کر ہدایت کے لئے دنیا میں آئے تو ان کی مخالفت میں قوم کے کھاتے پیتے خوش حال لوگ آگے آگے رہے کیوں کہ اسلام کی دعوت کی زد زیادہ تر انہی کی چودھراہٹ پر پڑتی تھی۔ اسلام جس مساوات اور انصاف کا پیغام لے کر آیا ہے وہ اس کو اپنے لئے اس لئے نقصان دہ سمجھتے تھے کہ اس سے ان کی برتری ختم ہو جائے گی اور ایاز و محمود ایک ہی صف میں نظر آئیں گے، ان کے خصوصی مفادات اور ان کی مراعات خطرے میں پڑ جائیں گی۔

رسول اللہ ؐ کی مخالفت کرنے والے بھی زیادہ تر سردار اور خوش حال لوگ تھے جنھوں نے صدیوں سے مختلف طریقوں سے لوگوں کو اپنا غلام بنایا ہوا تھا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں، کہ یہ حق و صداقت کو جھٹلانے والے جو دنیا میں عیش و آرام کر رہے ہیں ان کے معاملے میں آپ فکر نہ کریں ان کا معاملہ میرے سپرد کر دیں۔ تھوڑی سی ڈھیل ضرور ہے جو ہماری مصلحت کے مطابق ہے۔ ہم ان سے خود نمٹ لیں گے۔ ہمارے یہاں جو دیر ہوتی ہے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے تاکہ ظالموں کو کھل کھیلنے کا پورا پورا موقع دیا جائے اور ان کا کردار پوری طرح ظاہر ہو جائے۔ ان کی رسی دراز کر کے پھر کھینچ لی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں اندھیر نہیں ہوتا انصاف ہوتا ہے۔ اسی لئے آپ ان کے بارے فکر مند نہ ہوں ـــ ہم ان کا معاملہ خود دیکھ لیں گے۔

إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا ﴿١٢﴾ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ

إِنَّ	لَدَيْنَا	أَنكَالًا	وَجَحِيمًا	وَطَعَامًا	ذَا غُصَّةٍ
بیشک	ہمارے ہاں	عذاب	اور دہکتی آگ	اور کھانا	گلے میں اٹک جانے والا

بیشک ہمارے ہاں عذاب ہے اور دہکتی آگ ۔ اور کھانا ہے گلے میں اٹک جانے والا

وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ

وَعَذَابًا	أَلِيمًا	يَوْمَ	تَرْجُفُ	الْأَرْضُ	وَالْجِبَالُ
اور عذاب	دردناک	جس دن	کانپے گی	زمین	اور پہاڑ

اور عذاب دردناک جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا

وَكَانَتِ	الْجِبَالُ	كَثِيبًا	مَّهِيلًا	إِنَّا + أَرْسَلْنَا
اور ہو جائیں گے	پہاڑ	ریت کے تودے	ریزہ ریزہ	بیشک ہم نے بھیجا

ریزہ ریزہ (ہوکر) ریت کے تودے ہو جائیں گے ۔ بیشک ہم نے تمہاری

إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا

إِلَيْكُمْ	رَسُولًا	شَاهِدًا	عَلَيْكُمْ	كَمَا
تمہاری طرف	ایک رسول	گواہی دینے والا	تم پر	جیسے

طرف بھیجا ایک رسول (محمدؐ کو) تم پر گواہی دینے والا ۔ جیسے ہم نے

أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٥﴾

أَرْسَلْنَا	إِلَىٰ	فِرْعَوْنَ	رَسُولًا
ہم نے بھیجا	طرف	فرعون	ایک رسول

فرعون کی طرف (موسیٰؑ کو) ایک رسول بنا کر بھیجا تھا۔

⑫ إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا قُيُودًا أَثْقَالًا جَمْعُ نِكْلٍ بِكَسْرِ النُّونِ وَجَحِيمًا ○ نَارًا مُحْرِقَةً

۱۲ بیشک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں اور آگ جلانے والے۔

⑬ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ يَغُصُّ بِهِ

۱۳ اور ایسا کھانا جو گلے میں اٹکے۔

فِي الْحَلْقِ وَهُوَ الزَّقُّومُ أَوِ
الضَّرِيعُ أَوِ الْغِسْلِينُ أَوْ شَوْكٌ مِنْ
نَارٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يَنْزِلُ
وَعَذَابًا أَلِيمًا ○ مُؤْلِمًا
زِيَادَةً عَلَى مَا ذُكِرَ
لِمَنْ كَذَّبَ النَّبِيَّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مراد اس سے درخت زقوم یا ضریع یا دھوون دوزخیوں کا یا کانٹے آگ کے ہیں کہ نہ وہ کھانا نیچے اُترے گا نہ باہر نکلے گا اور اس پر اور زیادتی یہ کہ اُس کے واسطے عذاب دردناک ہے۔
جو جھٹلادے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۱۴) يَوْمَ تَرْجُفُ تَزَلْزَلُ
الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَ
كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا رَمْلًا
مُجْتَمِعًا مَهِيلًا ○
سَائِلًا بَعْدَ اجْتِمَاعِهِ
وَهُوَ مِنْ هَالَ يَهِيلُ
وَأَصْلُهُ مَهْيُولٌ اسْتُثْقِلَتِ
الضَّمَّةُ عَلَى الْيَاءِ
فَنُقِلَتْ إِلَى الْهَاءِ وَ
حُذِفَتِ الْوَاوُ الثَّانِي
السَّاكِنَيْنِ لِزِيَادَتِهَا
وَقُلِبَتِ الضَّمَّةُ كَسْرَةً
لِمُجَانَسَةِ الْيَاءِ

(۱۴) جس دن کہ حرکت کرے گی زمین اور پہاڑ، اور پہاڑ ہوجاویں گے....
مثل ریت بہنے والی کے جو پھیل جاوے۔

(۱۵) إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ
يَا أَهْلَ مَكَّةَ رَسُولًا
هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدًا
عَلَيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَا
يَصْدُرُ مِنْكُمْ مِنَ الْعِصْيَانِ
كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ
رَسُولًا ○ وَهُوَ مُوسَى
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

(۱۵) بے شک ہم نے تمہاری طرف اے اہل مکہ پیغمبر بھیجا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جو گواہی دے گا تم پر تمہاری نافرمانیوں کی
جیسا کہ فرعون کی طرف ہم نے پیغمبر بھیجا یعنی موسیٰ علیہ السلام۔

تشریح

(۱۲) منکرین حق کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ اور بھاری بیڑیاں | ہمارے پاس ایسے منکرینِ حق اور مغرور لوگوں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ ہے جس میں ان کو ڈالا جائے گا اور پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈالی جائیں گی تاکہ وہ اٹھ نہ سکیں۔

(۱۳) حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب | سچائی سے منہ موڑنے والے ایسے مجرموں کے لئے جہاں ایسی بھڑکتی ہوئی آگ اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوں گی۔۔۔ ایسا کھانا ہوگا جو حلق سے نیچے نہ اتر سکے گا وہیں گلے میں پھنس کر رہ جائے گا اور ایسا دردناک عذاب ہوگا جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ سانپ اور بچھوؤں اور نہ جانے کس کس قسم کی تکلیفیں ہوں گی۔

(۱۴) قیامت کی آمد | اس عذاب کی جس کا ذکر اوپر آیا تمہید اس وقت سے شروع ہوگی جب پہاڑوں کی جڑیں ڈھیلی ہو جائیں گی اور وہ لرز کر گر پڑیں گے اور ریزہ ریزہ ہو کر ایسے ہو جائیں گے جیسے ریت کے بھُربھُرے ٹیلے۔۔۔ پھر زلزلے کی وجہ سے یہ ریت بکھر جائے گی اور زمین ایک چٹیل میدان بن جائے گی۔ جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہوا کہ

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ (آیت ۱۰۵ تا ۱۰۷)

(یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے۔ کہو میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمین کا گولا سمندروں کو پاٹ کر پہاڑوں کو توڑ کر نشیب و فراز کو ہموار اور جنگلوں کو صاف کر کے بالکل ایک گیند کی طرح بنا دیا جائے گا جس کے متعلق سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہوا۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ ۔ (آیت ۴۸)

(وہ دن جب زمین بدل کر کچھ سے کچھ کر دی جائے گی ــــــ)

اور یہی زمین کی وہ شکل ہوگی جس پر حشر قائم ہوگا اور اللہ تعالیٰ عدالت قائم فرمائیں گے۔

(۱۵) فرعون کی طرف موسیٰ کی طرح ہم نے تمہاری طرف اپنا رسول بھیجا ہے | مکے کے ان لوگوں کو جو رسول اللہ کی دعوت کا انکار کر رہے تھے آپ کی مخالفت میں سرگرم تھے اور آپ کی صداقت پر یقین نہیں کرتے تھے ان کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ۔۔۔ جس طرح ہم نے فرعون کی طرف اپنا رسول بھیجا تھا اسی طرح ہم نے مستقل شریعت اور عظیم الشان کتاب دے کر ایک رسول بھیجا ہے۔

تورات کے "سفر استثنیٰ" میں پیشین گوئی ہے کہ "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں (بنی اسماعیل) میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔"

یہ رسول تمہارے اوپر گواہ بنا کر بھیجا گیا ہے کہ آپ دنیا میں ان کے سامنے اپنے قول اور عمل سے حق کی شہادت دیں گے۔ آپ زبان سے بھی حق کہیں گے اور آپ کا عمل بھی حق کا گواہ ہوگا۔ اور جب آخرت میں اللہ کی عدالت میں سوال کیا جائے گا تو آپ یہ گواہی دیں گے کہ میں نے ان لوگوں کے سامنے حق و صداقت کی دعوت کھول کھول کر پیش کر دی تھی۔

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾

فَعَصٰى	فِرْعَوْنُ	الرَّسُوْلَ	فَاَخَذْنٰهُ	اَخْذًا	وَّبِيْلًا
پس کہا نہ مانا	فرعون	رسول	تو ہم نے اسے پکڑ لیا	پکڑ	بڑے وبال

پس فرعون نے رسول کا کہا نہ مانا تو ہم نے اسے (فرعون) کو پکڑ لیا بڑے وبال کی پکڑ میں

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ

فَكَيْفَ	تَتَّقُوْنَ	اِنْ كَفَرْتُمْ	يَوْمًا	يَّجْعَلُ	الْوِلْدَانَ
تو کیسے	تم بچو گے	اگر تم کفر کرو گے	اس دن	کر دے گا	بچوں کو

اگر تم کفر کرو گے تو اس دن کیسے بچو گے؟ جو بچوں کو بوڑھا

شِيْبًا ﴿۱۷﴾ ۨالسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾

شِيْبًا	بِالسَّمَآءُ	مُنْفَطِرٌ	بِهٖ	كَانَ	وَعْدُهٗ	مَفْعُوْلًا
بوڑھا	آسمان	پھٹ جائے گا	اس سے	ہے	اس کا وعدہ	پورا ہو کر رہنے والا

کردے گا۔ آسمان پھٹ جائے گا۔ اس کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ ع ۱ ۱۹ ۱۲

اِنَّ	هٰذِهٖ	تَذْكِرَةٌ	فَمَنْ	شَآءَ	اتَّخَذَ	اِلٰى رَبِّهٖ	سَبِيْلًا
بیشک	یہ	نصیحت	تو جو	چاہے	اختیار کرلے	اپنے رب کی طرف	راہ

بے شک (قرآن) نصیحت ہے جو کوئی چاہے اختیار کرلے (اس کے ذریعہ) اپنے رب کی طرف راہ

(۱۶) فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ○ شَدِيْدًا

(۱۶) سو فرعون نے پیغمبر کی نافرمانی کی۔ پس پکڑا ہم نے اس کو سخت پکڑنا۔

(۱۷) فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ فِى الدُّنْيَا يَوْمًا مَفْعُوْلُ تَتَّقُوْنَ اَىْ عَذَابَهٗ اَىْ بِاَىِّ حِصْنٍ تَحَصَّنُوْنَ مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ○ جَمْعُ اَشْيَبَ لِشِدَّةِ هَوْلِهٖ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ وَالْاَصْلُ

(۱۷) پس اگر تم لوگ دنیا میں کافر رہے تو اس دن کے عذاب سے کیونکر بچو گے یعنی کون سے قلعہ میں جا چھپو گے

جو لڑکوں کو بوڑھا کر دے گا بسبب شدت ہول کے مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔

قاعدہ ہے کہ سخت دن کی نسبت کہا جاتا ہے

فِیْ مُتَیِّنٍ شَیْبُ الضَّمُّ وَکُسِرَتْ
لِمُجَانَسَۃِ الْیَاءِ وَیُقَالُ فِی الْیَوْمِ
الشَّدِیْدِ یَوْمٌ یَشِیْبُ نَوَاصِیَ
الْاَطْفَالِ وَھُوَ مَجَازٌ وَیَجُوْزُ اَنْ
یَّکُوْنَ الْمُرَادُ فِی الْاٰیَۃِ الْحَقِیْقَۃَ

کہ یہ ایسا دن ہے کہ بچوں کی پیشانی کو بوڑھا کردے۔ ایسے ہی اس آیت میں مجازی معنی مراد ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس آیت میں حقیقی معنی مراد ہوں۔

(۱۸) اِلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ ذَاتُ انْفِطَارٍ
اَیْ اِنْشِقَاقٍ بِہٖ بِذٰلِکَ الْیَوْمِ
لِشِدَّتِہٖ کَانَ وَعْدُہٗ تَعَالٰی بِمَجِیْءِ ذٰلِکَ
الْیَوْمِ مَفْعُوْلًا اَیْ ھُوَ کَائِنٌ لَا مَحَالَۃَ

(۱۸) اس دن کہ آسمان ٹوٹ پھوٹ جاوے گا بسبب شدت اس کی کے
اللہ کا وعدہ اس دن کے آنے کا ضرور ہونے والا ہے

(۱۹) اِنَّ ھٰذِہٖ الْاٰیَاتِ الْمُخَوِّفَۃَ تَذْکِرَۃٌ
عِظَۃٌ لِلْخَلْقِ فَمَنْ شَآءَ
اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا
طَرِیْقًا بِالْاِیْمَانِ وَالطَّاعَۃِ

(۱۹) بے شبہ یہ خوفناک نشانیاں مخلوق کے لئے باعث نصیحت ہیں سو جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ پکڑے ساتھ ایمان اور بندگی کے۔

تشریح

(۱۶) فرعون نے رسول کی بات نہ مانی اور انجام بد کو پہنچا | اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰؑ کو فرعون کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا اور حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے اللہ کے دین کی دعوت پیش کی اور دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھے اللہ نے سچائی کی تعلیم کے لئے تمہارے پاس بھیجا ہے تو فرعون نے رسول کی بات ماننے سے انکار کردیا۔ حضرت موسیٰؑ ہر طرح اس کو سمجھاتے رہے۔ جادوگروں سے مقابلہ بھی ہوا جس میں جادوگروں کو شکست ہوئی اور انھوں نے بھرے دربار میں فرعون کے قہر کی پروا کئے بغیر اپنے ایمان کا اعلان کیا لیکن فرعون پھر بھی نہیں مانا آخر اللہ نے اس کو سختی کے ساتھ پکڑ لیا اور ایسا پکڑا کہ سارے فرعونی دریا میں غرق ہوگئے۔

(۱۷) وہ دن جو بچوں کو بوڑھا کردے گا | فرعون نے رسول کی بات نہیں مانی اور برے انجام سے دوچار ہوا حالانکہ وہ اپنے وقت کا بڑا زور آور بادشاہ تھا مگر اللہ کی گرفت سے بچ نہ سکا۔ جو لوگ رسول کی بات نہیں مانتے انھیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان کا انجام بھی فرعون جیسا نہ ہو۔ اگر دنیا میں کوئی عذاب نہ بھی آیا تو قیامت کے عذاب سے کیسے بچوگے۔ یہ ایسا سخت دن ہوگا جس دن کی شدت اور درازی بچوں کو بوڑھا کردینے والی ہوگی ـــ اس دن کی سختی اور درازی کا تقاضا یہ ہوگا کہ بچے بوڑھے ہوجائیں۔ بتاؤ اس دن کی سختی اور عذاب سے کیسے بچوگے۔

(۱۸) جس دن آسمان پھٹ جائے گا | قیامت کا دن ایسا سخت دن ہوگا کہ آسمان اس دن کی سختی سے پھٹا جارہا ہوگا۔ قیامت کے اس دن کے آنے کا اللہ کا اٹل وعدہ ہے پورا ہو کر رہے گا۔ اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اس دن کا آنا بعید از امکان ہے تو غلط سمجھ رہے ہو وہ دن تو آنا ہے اور آ کر رہے گا۔

(۱۹) یہ کتاب ایک نصیحت ہے | اللہ کی یہ کتاب اس کا یہ کلام ایک تذکرہ اور نصیحت ہے۔ تمہیں سمجھایا جارہا ہے جو سمجھنا چاہے سمجھ لے اور اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرلے۔ راستہ کھلا ہوا ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ جو بھی چاہے اس راستے پر چل کر اپنے رب کی رضا حاصل کرسکتا ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ

إِنَّ ، رَبَّكَ	يَعْلَمُ	أَنَّكَ	تَقُومُ	أَدْنَىٰ	مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ
بیشک آپ کا رب	وہ جانتا ہے	کہ آپ	قیام کرتے ہیں	قریب	دو تہائی رات کے

بیشک آپ کا رب وہ جانتا ہے کہ آپ (کبھی) دو تہائی رات کے قریب قیام کرتے ہیں۔ اور (کبھی)

وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ

وَنِصْفَهُ	وَثُلُثَهُ	وَطَائِفَةٌ	مِّنَ	الَّذِينَ مَعَكَ	وَاللَّهُ
اور آدھی رات	اور اس کا تہائی	اور ایک جماعت	سے	جو آپ کے ساتھ	اور اللہ

آدھی رات اور (کبھی) اس کا تہائی حصہ، اور جو آپ کے ساتھی ہیں ان میں سے ایک جماعت (بھی) اور اللہ

يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ

يُقَدِّرُ	اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ	عَلِمَ	أَن ، لَّن تُحْصُوهُ	فَتَابَ
اندازہ فرماتا ہے	رات اور دن	اس نے جانا	کہ تم ہرگز نباہ نہ کر سکو گے	تو اس نے عنایت کی

رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے۔ اس نے جانا کہ تم ہرگز نباہ نہ کر سکو گے تو اس نے تم پر عنایت فرمائی

عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ عَلِمَ أَن

عَلَيْكُمْ	فَاقْرَءُوا	مَا تَيَسَّرَ	مِنَ الْقُرْآنِ	عَلِمَ	أَن
تم پر	تو تم پڑھا کرو	جس قدر آسانی سے ہو سکے	قرآن سے	اس نے جانا	کہ

تو تم قرآن مجید میں جس قدر آسانی سے ہو سکے پڑھ لیا کرو۔ اس نے جانا کہ البتہ

سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي

سَيَكُونُ	مِنكُمْ	مَّرْضَىٰ	وَآخَرُونَ	يَضْرِبُونَ	فِي
البتہ ہوں گے	تم میں سے	کوئی بیمار	اور کوئی اور	وہ سفر کریں گے	میں

تم میں سے کوئی بیمار ہوں گے، اور کوئی اور روزی تلاش کرتے ہوئے

الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ

الْأَرْضِ	يَبْتَغُونَ	مِن	فَضْلِ اللَّهِ	وَآخَرُونَ	يُقَاتِلُونَ
زمین	تلاش کرتے ہوئے	سے	اللہ کا فضل۔ روزی	اور کئی دوسرے	وہ جہاد کریں گے

زمین میں سفر کریں گے۔ اور کئی دوسرے اللہ کی راہ میں

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۫ۖ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنۡہُ ۙ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا

فِیۡ	سَبِیۡلِ اللّٰہِ	فَاقۡرَءُوۡا	مَا تَیَسَّرَ	مِنۡہُ	وَ اَقِیۡمُوا	الصَّلٰوۃَ	وَ اٰتُوا
میں	اللہ کی راہ	پس پڑھ لیا کرو	جس قدر آسانی سے ہو سکے	اس سے	اور تم قائم کرو	نماز	اور ادا کرتے رہو

جہاد کریں گے پس اس میں سے جس قدر ہو سکے تم پڑھ لیا کرو اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ

الزَّکٰوۃَ وَ اَقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ

الزَّکٰوۃَ	وَ اَقۡرِضُوا اللّٰہَ	قَرۡضًا حَسَنًا	وَ مَا	تُقَدِّمُوۡا	لِاَنۡفُسِکُمۡ
زکوٰۃ	اور اللہ کو قرض دو	قرض حسنہ (اخلاص سے)	اور جو	تم آگے بھیجو گے	اپنے لئے

ادا کرتے رہو اور اللہ کو اخلاص سے قرض دو اور کوئی نیکی جو تم اپنے لئے آگے

مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ ہُوَ خَیۡرًا وَّ اَعۡظَمَ اَجۡرًا ؕ وَ

مِّنۡ خَیۡرٍ	تَجِدُوۡہُ	عِنۡدَ اللّٰہِ	ہُوَ خَیۡرًا	وَّ اَعۡظَمَ	اَجۡرًا	وَ
کوئی نیکی	تم پاؤ گے	اللہ کے ہاں	وہ بہتر	اور بڑا	اجر میں	اور

بھیجو گے، وہ اللہ کے ہاں بہتر اور بڑے اجر میں پاؤ گے۔ اور

ع ۲ / ۱۴

اسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۰﴾ ع

اسۡتَغۡفِرُوۡا	اللّٰہَ	اِنَّ اللّٰہَ	غَفُوۡرٌ	رَّحِیۡمٌ
تم بخشش مانگو	اللہ	بیشک اللہ	بخشنے والا	نہایت رحم کرنے والا

تم اللہ سے بخشش مانگو، بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

(۲۰) اِنَّ رَبَّکَ یَعۡلَمُ اَنَّکَ تَقُوۡمُ
اَدۡنٰی اَفۡعَلَ مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ
وَنِصۡفِہٖ وَ ثُلُثِہٖ بِالۡجَرِّ
عَطۡفٌ عَلٰی ثُلُثَیِ وَبِالنَّصۡبِ
عَطۡفٌ عَلٰی اَدۡنٰی وَ قِیَامُہٗ
کَذٰلِکَ نَحۡوُ مَا اُمِرَ بِہٖ اَوَّلَ
السُّوۡرَۃِ وَطَآئِفَۃٌ مِّنَ
الَّذِیۡنَ مَعَکَ ؕ عَطۡفٌ عَلٰی
ضَمِیۡرِ تَقُوۡمُ وَجَازَ مِنۡ غَیۡرِ تَاکِیۡدٍ
لِلۡفَصۡلِ وَقِیَامُ طَآئِفَۃٍ مِّنَ

(۲۰) اِنَّ رَبَّکَ یَعۡلَمُ اَنَّکَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰی مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ وَ نِصۡفَہٗ وَ ثُلُثَہٗ وَ طَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ مَعَکَ الخ بیشک تیرا رب جانتا ہے کہ تو رات کو دو تہائی سے کم کھڑا ہوتا ہے نماز میں اور آدھی رات اور تہائی جیسا کہ شروع سورت میں آپ کو حکم تھا

اور اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں نماز میں رات کو وہ لوگ جو تیرے ساتھ ہیں یعنی صحابہ بھی رات کو اسی طرح نماز پڑھتے ہیں کبھی دو تہائی سے کچھ کم کبھی آدھی رات کبھی تہائی رات آپ کی پیروی سے۔

أصحابه كذلك للتأسي
بهم ومنهم من كان لا
يدري كم صلى من الليل
وكم بقي منه فكان يقوم
الليل كله احتياطا فقاموا
حتى انتفخت أقدامهم
سنة أو أكثر فخفف عنهم
قال الله تعالى والله يقدر
يحصي الليل والنهار ط
علم أن مخففة من
الثقيلة واسمها محذوف
أي أنه لن تحصوه
أي الليل لتقوموا فيما
يجب القيام فيه إلا بقيام
جميعه وذلك يشق عليكم
فتاب عليكم رجع بكم
إلى التخفيف فاقرءوا ما
تيسر من القرآن ط في
الصلوة بأن تصلوا ما تيسر
علم أن مخففة من الثقيلة
أي أنه سيكون منكم
مرضى وآخرون يضربون
في الأرض يسافرون يبتغون
من فضل الله يطلبون من
رزقه بالتجارة وغيرها
وآخرون يقاتلون في
سبيل الله وكل من الفرق
الثلاث يشق عليهم ما ذكر في قيام
الليل فخفف عنهم بقيام ما تيسر منه
ثم نسخ ذلك بالصلوة الخمس
فاقرءوا ما تيسر منه كما تقدم

اور بعض صحابہ کو یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کس قدر رات
نماز میں گذری اور کس قدر باقی رہی پس وہ احتیاطاً
تمام رات کھڑے رہتے تھے چنانچہ وہ اس قدر نماز میں
کھڑے ہوئے کہ ان کے پیروں پر ورم ہوگیا۔ اسی طرح
ایک سال یا زیادہ گزرا

پس تخفیف فرمائی اللہ نے ان پر چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ
نے اور اللہ نے گھیر لیا ہے رات کو اور دن کو اور

وہ جانتا ہے کہ تم رات کو گھیر نہیں سکتے یعنی جس قدر
شب کا قیام واجب ہے اس کو معلوم نہیں کرسکتے اور
اس مقدار کھڑے نہیں ہوسکتے مگر تمام رات کھڑے ہوکر

اور یہ تم پر دشوار ہے۔
پس رجوع کیا اللہ نے تم پر یعنی تخفیف کردی پس
پڑھو نماز میں قرآن میں سے جس قدر آسان ہو۔
یعنی جس قدر ہوسکے اس قدر نماز میں پڑھو۔

وہ جانتا ہے کہ بعض تم میں سے بیمار ہوں گے اور بعض
سفر کریں گے تجارت وغیرہ سے روزی تلاش کرنے کو

اور بعض جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں۔
سو پڑھو قرآن کو جس قدر سہل ہو اور ادا کرو نماز
فرض کو یعنی بیماروں اور مسافروں اور مجاہدین کو قیام
شب دشوار ہے اس لئے ان پر تخفیف کی گئی کہ جس قدر
آسان ہو پڑھیں پھر یہ بھی منسوخ ہوگیا فرض نمازوں سے

وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ بِاَنْ تُنْفِقُوْا مَا سِوَى الْمَفْرُوضِ مِنَ الْمَالِ فِيْ سَبِيْلِ الْخَيْرِ قَرْضًا حَسَنًا عَنْ طِيْبِ قَلْبٍ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا مِمَّا خَلَفْتُمْ وَهُوَ فَصْلٌ وَمَا بَعْدَهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ مَعْرِفَةً يُشْبِهُهَا لِامْتِنَاعِهِ مِنَ التَّعْرِيْفِ وَّاَعْظَمَ اَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

اور دو زکوٰۃ کو اور قرض دو اللہ کو یعنی سوائے زکوٰۃ مفروضہ کے مال کو مصرف خیر میں خرچ کرو خوشی خاطر سے۔

اور جو کچھ اپنی جانوں کے واسطے بھلائی آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے بہتر اس سے جو تم نے پیچھے چھوڑا۔

اور پاؤ گے اس کو بڑا باعتبار ثواب کے۔
اور اللہ سے مغفرت چاہو بیشک اللہ تو بخشنے والا ہے مومنین کو مہربان ہے ان پر۔

تشریح

(۲۰) **نمازِ تہجد کے حکم میں تخفیف، رزقِ حلال کی اہمیت، نماز کی پابندی، انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید، اللہ سے طلب مغفرت** اس آیت سے سورۂ مزمل کا دوسرا رکوع شروع ہو رہا ہے جس کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورۂ مزمل کا یہ حصہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوا ہے کیوں کہ اس میں زکوٰۃ، جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ دونوں حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوئے ہیں۔

اس آیت میں نماز تہجد کے حکم میں تخفیف کی گئی ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ "اے نبی! تمہارا رب جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت میں کھڑے رہتے ہو۔" یعنی آپ نے ہمارے حکم کی پوری تعمیل کی۔ کبھی آدھی کبھی تہائی اور کبھی دو تہائی رات کے قریب اللہ کی عبادت میں گذاری۔
اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ یہ عمل کرتا ہے۔" ابتدائی حکم میں صرف رسول اللہؐ کو ہی خطاب کیا گیا تھا اور آپؐ ہی کو قیام لیل کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن حضورؐ کی پیروی کا غیر معمولی جذبہ صحابہ کرامؓ میں تھا اس لئے اکثر صحابہ بھی اس نماز کا اہتمام کرتے تھے۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ صحابہؓ کے پاؤں راتوں کو کھڑے کھڑے سوج جاتے اور سوج کر پھٹنے لگتے تھے۔

ارشاد ہوا "اللہ ہی رات دن کے اوقات کا حساب رکھتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم لوگ اوقات کا ٹھیک ٹھیک شمار نہیں کر سکتے۔ لہذا اس نے تم پر مہربانی فرمائی۔" یعنی رات اور دن کی پوری پیمائش تو اللہ ہی کو معلوم ہے وہی ایک خاص اندازے سے کبھی رات کو دن سے گھٹاتا ہے، کبھی بڑھاتا ہے اور کبھی دونوں کو برابر کر دیتا ہے۔ بندوں کو نیند اور غفلت کے وقت روزانہ آدھی رات، تہائی رات اور دو تہائی رات کی پوری طرح حفاظت کرنا اس کا حساب رکھنا جب کہ اس زمانے میں گھڑی گھنٹوں کا سامان نہ تھا، آسان کام نہیں تھا اس لئے بعض صحابہؓ رات بھر نہ سوتے تھے کہ کہیں نیند میں ایک تہائی رات جاگنا بھی نصیب نہ ہو۔ اس پر اللہ نے اپنی رحمت

سے معافی بھیج دی، حکم میں تخفیف فرمادی اور فرمادیا کہ تم اس کو ہمیشہ پوری طرح نبھا نہ سکوگے اس لئے اب جس کو اٹھنے کی توفیق ہو وہ جتنی نماز اور اس میں جتنا قرآن چاہے پڑھ لے۔ اب امت کے حق میں نہ نماز تہجد فرض ہے نہ وقت کی یا مقدار تلاوت کی کوئی قید ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں جس طرح رکوع سجدہ فرض ہے اسی طرح قرآن مجید کی قرأت بھی فرض ہے۔ اور نفلی نماز میں بھی نماز کی تمام شرطیں پوری کرنا اور اس کے تمام ارکان و فرائض ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

○ یہ حکم میں تخفیف اس لئے ہے کہ اسے معلوم ہے کہ تم میں کچھ مریض ہوں گے کچھ دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں بس جتنا قرآن بآسانی پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ تم میں بیمار بھی ہوں گے اور مسافر بھی جو روزی اور علم کی تلاش میں سفر کریں گے اور وہ مردِ مجاہد بھی ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جنگ کریں گے۔ ان حالات میں شب بیداری کے احکام پر عمل کرنا سخت دشوار ہوگا۔ اس لئے تم پر تخفیف کردی کہ نماز میں جس قدر قرآن پڑھنا آسان ہو پڑھ لیا کرو۔ اپنی جان کو زیادہ تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔

قرآن مجید میں اس مقام پر بھی اور دوسری جگہ بھی جائز اور حلال طریقوں سے رزق کمانے کے لئے سفر کرنے کو اللہ کا فضل تلاش کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے ـــــ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں جائز طریقوں سے روزی کمانے کی کتنی بڑی فضیلت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر رزقِ حلال کی تلاش، جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے اور بیماری کی مجبوری کے علاوہ ان دونوں کاموں کو نماز تہجد سے معافی یا اس میں تخفیف کا سبب قرار دیا ہے۔ اس سے رزق حلال کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے کسی شہر میں غلہ لے کر آیا اور اس کے بھاؤ پر اسے بیچ دیا اس کو اللہ کا قرب نصیب ہوگا۔ پھر آپ م نے سورۂ مزّمل کی یہی آیت تلاوت فرمائی :۔

وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

("کچھ دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں"ـــــ (ابن مردویہ۔ راوی حضرت عبداللہ بن مسعود۔)

○ فرمایا کہ فرض نمازیں نہایت اہتمام سے باقاعدہ پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہو کہ انہی باتوں کی پابندی سے روحانی فائدے اور ترقیات حاصل ہوسکتی ہیں۔

○ قیام لیل میں یہ حکمت تھی کہ جو لوگ آئندہ امت کے ہادی اور معلم بننے والے تھے ضرور تھی کہ وہ ایسے منجھ جائیں اور روحانیت کے رنگ میں ایسے رنگے جائیں کہ تمام دنیا ان کے آئینے میں کمالاتِ محمدی م کا نظارہ کرسکے۔

○ پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا ہی اس کو اچھی طرح قرض دینا ہے۔ بندوں کو اگر قرضِ حسن دیا جائے وہ بھی اس کے عموم میں داخل ہے۔

○ فرمایا کہ جو نیکی یہاں کرو گے، اللہ کے یہاں اس کو بہتر شکل میں موجود پاؤ گے اور اس پر بہت بڑا اجر ملے گا ـــــ یہ مت سمجھو کہ جو نیکی ہم کرتے ہیں یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ وہ سب سامان تم سے آگے اللہ کے یہاں پہنچ رہا ہے۔ عین حاجت کے وقت تمہارے کام آئے گا۔

○ اور فرمایا کہ اللہ سے مغفرت مانگتے رہو۔ بے شک اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔ یعنی تمام احکام بجا لا کر تم اللہ سے معافی مانگو۔ کیوں کہ کتنا ہی محتاط شخص ہو اس سے کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو جاتی ہے ـــــ کون ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میں نے اللہ کی بندگی کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔

بلکہ بندہ جتنا بڑا ہوگا اپنے آپ کو اتنا ہی قصور وار سمجھتا رہے گا اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا رہے گا۔

۷۴

اَلْمُدَّثِّر

ترتیب تلاوت ـــــــــ ۷۴	ترتیب نزول ـــــــــ ۴
مکی/مدنی ـــــــــ مکی	تعداد رکوعات ـــــــــ ۲
تعدادِ آیات ـــــــــ ۵۶	تعداد الفاظ ـــــــــ ۲۵۶
تعداد حروف ـــــــــ ۱۱۴۵	

○ اِس سورت کی پہلی آیت میں لفظ "المدثر" کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ یہ نام بطور علامت ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں لفظ المدثر آیا ہے۔

○ رسُولُ اللہ ﷺ پر سب سے پہلی وحی جو غار حراء میں نازل ہوئی وہ "سورۂ عَلَق" کی شروع کی پانچ آیتیں تھیں۔ ان میں ارشاد ہوا تھا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ
وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○

"پڑھو (اے نبی) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ

جانتا تھا۔"

وحی کے نازل ہونے کا یہ پہلا تجربہ تھا جو آپؐ کو اچانک پیش آیا تھا ــــــ اس میں آپ کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ آپ کس کارِ عظیم پر مامور ہوئے ہیں۔ بلکہ صرف ایک ابتدائی تعارف کے بعد کچھ مدت کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ تاکہ آپؐ کی طبیعت پر اس پہلے تجربہ سے جو شدید بار پڑا ہے اس کا اثر دور ہو جائے۔

اس کے بعد ایک عرصے تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا اور مزید کوئی وحی نازل نہیں ہوئی ــــ اس فترۃ الوحی، وحی بند رہنے کے زمانے میں آپ پر بعض اوقات شدید غم کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے آپ کو گرا دینے کے لئے آمادہ ہو جاتے تھے۔ مگر جب بھی ایسی کیفیت ہوتی حضرت جبرئیلؑ نمودار ہو کر آپ سے کہتے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ اور اس طرح آپؐ کے دل کو سکون ہو جاتا اور اضطراب کی کیفیت دور ہو جاتی۔

ایک عرصے تک وحی کے بند رہنے کے بعد جب دوبارہ وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کا آغاز سورۂ مدثر کی ابتدائی سات آیتوں سے ہوا۔

اس کے بارے میں نبیؐ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک راستے سے گذر رہا تھا یکایک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، نگاہ اوپر اٹھائی تو وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا اس کو دیکھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر دہشت سی محسوس ہوئی ــــ گھر آیا اور گھر والوں سے کہا: مجھے اوڑھا دو، مجھے اوڑھا دو ــــ گھر والوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا۔ اس وقت اللہ نے یہ وحی نازل کی جس میں آپؐ کو مدثر سے خطاب کیا گیا کہ اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو۔

○ سورۂ مدثر کی شروع کی سات آیتیں مکہ مکرمہ کے شروع کے زمانے میں نازل ہوئی ہیں۔ اس کے بعد آیت ۸ سے سورت کے آخر تک کا حصہ اس وقت نازل ہوا جب آپ نے اسلام کی اعلانیہ تبلیغ شروع کر دی اور اعلانیہ تبلیغ شروع کرنے کے بعد پہلی مرتبہ مکہ میں حج کا زمانہ قریب آیا ــــ اور اس کے بعد پے درپے وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

○ اس حکم کی تعمیل میں جب اللہ کے نبیؐ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی اور اللہ کا کلام جو آپ پر نازل ہو رہا تھا وہ سُنانا شروع کیا تو لوگوں میں کھلبلی مچ گئی اور مخالفتوں کا طوفان کھڑا ہو گیا۔ چند مہینے اس حال پر گذرے تھے کہ حج کا زمانہ قریب آ گیا اور مخالفوں کو یہ فکر ہو گئی کہ باہر سے حاجیوں کے قافلے آئیں گے۔ اگر محمدؐ نے ان کو یہ کلام سنانا شروع کیا اور جو دین یہ لے کر آئے ہیں اس کی دعوت دی تو نہ جانے کتنے لوگ اس سے متاثر ہو جائیں اور اس سے ہماری چودہراہٹ اور سرداری خطرے میں پڑ جائے گی اور کعبے کے متولی ہونے کی وجہ سے جو ہمارے فائدے ہیں وہ خطرے میں پڑ جائیں گے۔ کیونکہ سارے عرب کے قبیلوں کے بُت خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے ہیں اور اس کی وجہ سے پورے عرب پر ہماری دھاک جمی ہوئی ہے ــــ آخر فیصلہ ہوا کہ حج کے آنے سے پہلے اہم لوگوں کا ایک اجتماع کیا جائے اور کوئی لائحہ عمل اس کا مقابلہ کرنے کے لئے طے کیا جائے۔

○ قریش کے سرداروں کی کانفرنس بلائی گئی۔ اس کانفرنس میں ولید بن مغیرہ نے یہ بات رکھی کہ محمدؐ کے بارے میں لوگوں سے جو کہنا ہے اس پر اتفاق رائے ہونا چاہیئے۔ الگ الگ باتیں نہ ہوں۔ اگر ہر آدمی الگ الگ باتیں کرے گا تو اعتبار جاتا رہے گا اس لئے سب مل کر یہ طے کر لیں کہ ہمیں باہر سے آنے والوں کو محمدؐ کے بارے میں کیا کہنا ہے۔

○ کچھ لوگوں نے کہا، ہم کاہن کہیں گے ـــــ ولید نے کہا خدا کی قسم وہ کاہن نہیں ہے، ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے وہ جیسی باتیں جوڑتے ہیں قرآن کے ساتھ ان کی کوئی نسبت نہیں ہے۔

○ کچھ لوگوں نے کہا: مجنون کہا جائے ـــــ ولید نے کہا وہ مجنون بھی نہیں ہے دیوانے اور پاگل جیسی باتیں کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں کون یقین کرے گا کہ محمد جو کلام پیش کرتے ہیں وہ دیوانگی کی بڑ ہے۔

○ لوگوں نے کہا اچھا ہم شاعر کہیں گے ـــــ ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہے۔ ہم شاعری کی ساری قسمیں جانتے ہیں۔

○ لوگوں نے کہا پھر ساحر کہا جائے کہ وہ جادوگر ہے ـــــ ولید نے کہا وہ ساحر بھی نہیں ہے جادوگروں کو ہم جانتے ہیں یہ بات بھی ان پر چسپاں نہیں ہوتی۔

ولید نے کہا خدا کی قسم جو بات بھی تم کرو گے لوگ اس کو غلط الزام سمجھیں گے۔ وہ کلام جو محمد پیش کرتے ہیں اس میں بڑی حلاوت ہے اس کی جڑ بڑی گہری اور اس کی ڈالیاں بڑی ثمردار ہیں۔

اس پر ابوجہل ولید کے سر ہوگیا اور کہا کہ قوم راضی نہ ہوگی جب تک تم محمد کے بارے میں کوئی بات نہ کہو۔

ولید نے کہا کہ اچھا مجھے سوچ لینے دو۔ پھر سوچ کر بولا۔ زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ تم لوگوں سے کہو کہ یہ شخص جادوگر ہے۔ یہ ایسا کلام پیش کررہا ہے جو آدمی کو اس کے باپ، بھائی، بیوی بچوں اور سارے خاندان سے جدا کر دیتا ہے۔

ولید کی اس بات کو سب نے مان لیا اور طے کیا کہ حج کے زمانے میں قریش کے وفود حاجیوں کے درمیان پھیل جائیں گے اور ان کو اس نئے فتنے سے آگاہ کریں گے۔ اس طرح قریش نے رسول اللہ کا نام خود ہی سارے عرب میں مشہور کر دیا۔

اس واقعہ پر سورت کے دوسرے حصے میں تبصرہ کیا گیا ہے۔

○ ولید بن مغیرہ کے کردار پر تبصرے کے بعد دوزخ کی ہولناکیوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کے باغی ہیں اور ان کا کردار انتہائی گرا ہوا ہے وہ دوزخ کے مستحق ہیں۔

○ مرض کی اصل نشاندہی کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ آخرت سے بےخوف ہونا اور وہاں کی جواب دہی سے بےفکر رہنا ساری بیماریوں کی جڑ ہے۔ جو لوگ اس دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں وہ قرآن سن کر اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح جنگلی گدھے شیر سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔

○ بتایا گیا ہے کہ اللہ کو کسی کے ایمان کی ضرورت نہیں ہے جو اللہ کے دین کی دعوت قبول کرے گا وہ اپنے فائدے کے لئے کرے گا۔ قرآن ایک نصیحت کے طور پر سامنے ہے جسے ماننا ہے مانے اور نہیں ماننا ہے تو کوئی زبردستی نہیں ہے

فرمایا کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ جو بھی نیکی کا رویہ اختیار کرے، اللہ سے ڈرے اور معافی کا طلب گار ہوجائے وہ اس سے پہلے کتنی ہی نافرمانیاں کر چکا ہو، اللہ تم اس کو اپنی مغفرت سے ڈھانپ لیتے ہیں۔

ایاتہا ۵۶	سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّرِ مَکِّیَّۃٌ ۷۴ = ۴	فیہا رکوعان
	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ	قُمْ	فَاَنْذِرْ
اے کپڑے میں لپٹے ہوئے (محمدؐ)	کھڑے ہو جاؤ	پھر ڈراؤ

اے کپڑے میں لپٹے ہوئے محمدؐ! کھڑے ہو جاؤ پھر ڈراؤ

سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّرِ مَکِّیَّۃٌ
خَمْسٌ وَخَمْسُوْنَ اٰیَۃً
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ اَلنَّبِیُّ وَاَصْلُہٗ اَلْمُتَدَثِّرُ اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِی الدَّالِ اَیِ الْمُتَلَفِّفُ بِثِیَابِہٖ عِنْدَ نُزُوْلِ الْوَحْیِ عَلَیْہِ

۲ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ خَوِّفْ اَھْلَ مَکَّۃَ بِالنَّارِ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا

سورۂ مدثر مکی ہے اس میں پچپن آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

۱ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ الخ اے کپڑوں میں لپٹنے والے بوقت اترنے وحی کے۔

۲ کھڑا ہو پس ڈرا مکہ والوں کو دوزخ سے اگر وہ ایمان نہ لائیں

تشریح

۱ اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے | پہلی وحی سورۂ علق کی پانچ آیتوں کے بعد درمیانی وقفہ رہا پھر آپؐ نے حضرت جبرئیلؑ کو آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس سے بشری تقاضے کے طور پر آپؐ ہیبت زدہ ہو گئے۔ گھر پہنچے اور گھر والوں سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، کپڑا اوڑھا دو۔ آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے اور اسی حالت میں سورۂ مدثر کی شروع کی سات آیتیں آپ پر نازل ہوئیں۔

یہاں لفظ مدثر سے آپ کو خطاب کرنے میں ایک لطیف پیرایہ ہے کہ تم اوڑھ لپیٹ کر کہاں لیٹ گئے تم پر تو ایک بڑی ذمہ داری کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔

۲ اٹھو اور خبردار کرو | تم پر جو کار عظیم کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ اٹھو۔ وحی کی جلالت اور فرشتے کی ہیبت سے آپ گھبرائیں نہیں۔ آپ اٹھیں سب آرام و چین چھوڑ کر لوگوں کو خبردار کریں۔ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو گمراہی کے انجام سے آگاہ کریں۔ ان کو بتائیں کہ وہ اپنے رب کے سامنے جوابدہ ہیں۔ وہ آزاد نہیں ہیں اور ان کے ہر عمل کے بارے میں بازپرس ہوگی۔

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ③ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ④ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ⑤

وَرَبَّكَ	فَكَبِّرْ	وَثِيَابَكَ	فَطَهِّرْ	وَالرُّجْزَ	فَاهْجُرْ
اور اپنا رب	بڑائی بیان کرو	اور اپنے کپڑے	سو پاک کرو	اور پلیدی	سو دور رہو

اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور پلیدی سے دور رہو

③ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ عَظِّمْ عَنْ إِشْرَاكِ الْمُشْرِكِيْنَ

③ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر مشرکوں کے شرک سے

④ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ عَنِ النَّجَاسَةِ أَوْ قَصِّرْهَا خِلَافَ جَرِّ الْعَرَبِ ثِيَابَهُمْ خُيَلَاءَ فَرُبَّمَا أَصَابَتْهَا نَجَاسَةٌ

④ اور اپنے کپڑوں کو پاک کر نجاست سے۔ یا مراد یہ ہے کہ کپڑوں کو کوتاہ کر بخلاف اہل عرب کی عادت کے کہ وہ اپنے کپڑے بجبر سے کھینچتے تھے پس بسا اوقات ان کو نجاست لگ جاتی تھی۔

⑤ وَالرُّجْزَ فَسَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَوْثَانِ فَاهْجُرْ ○ أَيْ دُمْ عَلَى هَجْرِهٖ

⑤ اور بتوں کو ہمیشہ چھوڑے رکھو۔

تشریح

③ اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو رب کی بڑائی اور بزرگی بیان کرنے سے دلوں میں اس کی عظمت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی تقدیس وہ چیز ہے جس کی معرفت سارے اخلاق اور اعمال سے پہلے دلوں میں جاگزیں ہونی چاہیے۔ اسلام میں اللہ کی بڑائی کے کلمے کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اذان کی ابتداء "اللہ اکبر" سے ہوتی ہے۔ نماز کا آغاز "اللہ اکبر" سے ہوتا ہے۔ نماز میں اٹھتے بیٹھتے ہر حرکت پر اللہ کی عظمت کا اقرار ہوتا ہے۔ مسلمان ایک جانور بھی ذبح کرتا ہے، وہ "بسم اللہ اللہ اکبر" کہہ کر کرتا ہے۔ نعرہ تکبیر اس امت کا امتیازی نشان ہے۔ اس کی کبریائی اور عظمت کا اعلان کرنے کا مطلب یہ تھا کہ اب جو طاقتیں بھی اللہ کی بڑائی کے راستے میں رکاوٹ بنیں ان کی پروا نہ کی جائے۔

جس کے دل پر اللہ کی کبریائی کا نقش قائم ہو جائے اور جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کائنات میں اللہ سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہی ساری دنیا سے ٹکرا جاتا ہے۔ اس لئے نبی کے کام کا آغاز رب کی کبریائی کے اعلان سے ہوتا ہے اور اسی کا اقتدار اعلیٰ قائم کرنے کے لئے وہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے کہ اب ہر ایک کو اللہ کی عظمت اور اس کے حکم کے آگے سر جھکانا ہے۔ جس طرح اس کا حکم آسمانوں میں چلتا ہے، زمین پر بھی اسی کا حکم نافذ ہو۔

(۴) کپڑوں کی پاکی اور باطنی طہارت ارشاد ہوا "اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔" اس حکم کے نازل ہونے پر فرمایا گیا کہ اللہ کی مخلوق کو اللہ کی طرف بلائیں، اللہ کے دین کی دعوت دیں اور اپنے کپڑے پاک رکھیں۔
○ یعنی اپنے لباس کو نجاست سے پاک رکھیں کیوں کہ اگر بدن اور لباس پاک نہ ہو تو روح بھی پاک نہیں رہتی۔ پاکیزہ روح کے لئے لباس اور بدن کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ اسلام نے عقائد و نظریات کی پاکیزگی کے ساتھ جسم اور لباس کی طہارت کی بھی تعلیم دی ہے۔ اور اس کی اہمیت کا حال یہ ہے کہ ہمارے سلسلۂ مسائل کی کتابوں میں سب سے پہلا باب جو قائم کیا جاتا ہے وہ "کتاب الطہارت" ہوتا ہے جس میں طہارت کے مفصل احکام اور پاکی اور ناپاکی کا فرق بیان کیا جاتا ہے۔
○ مذہب کے بارے میں عام طور پر یہ تصور رہتا ہے کہ آدمی جتنا زیادہ میلا کچیلا اور پاکی اور صفائی سے بے نیاز ہو اتنا ہی زیادہ وہ خدا رسیدہ ہوتا ہے۔ اگر آدمی اچھے کپڑے پہنے اُجلا لباس زیب تن کرے تو اُسے دنیا دار سمجھا جاتا ہے۔
اسلام نے اس تصور کو جو ایک راہبانہ تصور ہے ختم کیا ہے اور بدن اور لباس کی پاکی اور صفائی کو بڑی اہمیت دی ہے۔
○ تمہارا لباس صاف ستھرا تو ضرور ہو مگر لباس اخلاقی عیوب سے پاک ہو اس میں تکبر اور چھچھورا پن نہ ہو —— لباس ایسا ہونا چاہئے جسے دیکھ کر ہر شخص یہ محسوس کرے کہ یہ شریف اور شائستہ انسان ہے۔
○ کپڑے پاک رکھنے کا ایک مفہوم پاک دامنی بھی ہے۔ پاک دامنی کا مطلب یہ ہے اخلاقی برائیوں سے پاک ہونا اور عمدہ اخلاق سے آراستہ ہونا۔
اردو میں پاک دامنی اور تر دامنی کردار کے مفہوم میں استعمال ہوتے ہیں جیسے شاعر کہتا ہے

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو !
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔

یہاں تر دامنی کو کردار و اخلاق کے معنی میں لیا گیا ہے۔ تو مراد یہ ہوگی کہ باطنی طہارت بھی ہو۔ اور کپڑوں کی ظاہری پاکی اور صفائی بھی ہو۔
(۵) گندگی سے دُور رہئے یعنی عقائد و اخلاق کی گندگی ہو یا اعمال کی یا ... رہن سہن کی ہر قسم کی گندگی سے دور رہیے۔ معاشرے میں آس پاس جو گندگیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان سے اپنا دامن بچا کر رکھئے۔
جن برائیوں سے آپ لوگوں کو روک رہے ہیں ان برائیوں سے خود بھی دور رہئے تاکہ کل کوئی آپ پر حرف گیری نہ کر سکے کہ آپ جو کہہ رہے ہیں خود آپ کا عمل اس کے مطابق نہیں ہے۔
اس لئے ہر طرح کی برائیوں سے دامن بچاتے ہوئے ظاہری اور باطنی طور پر پاک و صاف رہئے۔ تاکہ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوں۔ آپ کے اخلاق بھی پُر کشش ہوں اور آپ کا ظاہر بھی ہر لحاظ سے بہتر ہو۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾

فَاصْبِرْ	وَلِرَبِّكَ	تَسْتَكْثِرُ	وَلَا تَمْنُنْ
صبر کرو	اور اپنے رب کے لئے	زیادہ لینے کی غرض سے	اور احسان نہ رکھو

اور زیادہ لینے کی غرض سے احسان رکھو اور اپنے رب کی (رضا جوئی) کے لئے صبر کرو

(۶) وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ○ بِالرَّفْعِ حَالٌ اَيْ لَا تُعْطِ شَيْئًا لِتَطْلُبَ اَكْثَرَ مِنْهُ وَهٰذَا خَاصٌّ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ مَاْمُوْرٌ بِاَجْمَلِ الْاَخْلَاقِ وَاَشْرَفِ الْاٰدَابِ

(۶) اور کسی پر اس لئے احسان نہ کر کہ اس سے زیادہ طلب کرے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کیونکہ بہترین اخلاق اور اشرف آداب کا حکم ہے۔

(۷) وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ○ عَلَى الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِيْ

(۷) اور اپنے رب کے اوامر و نواہی پر صبر کر۔

تشریح

(۶) احسان کا بدلہ نہ چاہو جس کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو اس میں کوئی غرض شامل نہ ہو۔ تمہارا کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ احسان کرکے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش نہ ہو ___ احسان کے بدلے میں کوئی احسان کی طلب بھی نہ ہو۔

یہ ہمت اور اولوالعزمی ہے اور کردار کی بلندی ہے کہ کسی کو جو بھی دو چاہے دنیاوی دولت ہو یا علم و ہدایت اس نے کوئی بدلہ نہ چاہے۔ محض اپنے رب کی رضا مقصود ہو۔

لوگوں کی ہدایت کا کام جو تم انجام دے رہے ہو اس کا کوئی احسان لوگوں پر نہ جتاؤ اور نہ اس سے اپنی ذات کے لئے کوئی فائدہ حاصل کرو۔

اپنی اس خدمت کو اپنی نگاہ میں کوئی بڑا کام نہ سمجھو بلکہ یہ سمجھو کہ جو بھی مجھ سے بن پڑا اللہ کی توفیق سے میں نے اپنی استطاعت کے مطابق انجام دینے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح تمہارا اخلاق اور تمہاری نگاہ اتنی بلند ہو کہ اپنے بڑے کام کو بھی بڑا نہ سمجھو۔

(۷) مصائب پر صبر کرو دعوت و تبلیغ کے راستے میں جو مشکلات پیش آئیں ان کو اللہ کے لئے صبر و تحمل سے برداشت کرو اور اسی کے احکام پر عمل کرو یہ عظیم الشان کام اعلیٰ درجے کی حوصلہ مندی اور صبر و استقلال کا تقاضا کرتا ہے اپنے موقف پر مضبوطی کے ساتھ ڈٹا رہنا اور چاہے کچھ بھی مشکل پیش آئے اپنے رب کی خاطر اس پر صبر کرنا یہ مشکل ضرور ہے مگر بلند ہمتی کا کام یہی ہے۔

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ⑧ فَذٰلِكَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ⑨

عَسِیْرٌ	یَوْمٌ	یَوْمَئِذٍ	فَذٰلِكَ	النَّاقُوْرِ	فِی	فَاِذَا + نُقِرَ
بڑا دشوار	دن	اس دن	تو وہ	صور	میں	پھر جب پھونکا جائے گا

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن ایک دن ہو گا بڑا دشوار

⑧ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ○ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ وَهُوَ الْقَرْنُ اَلنَّفْخَةُ الثَّانِیَةُ

⑧ پھر جب پھونکا جاوے گا صور میں دوسرا نفخہ۔

⑨ فَذٰلِكَ اَیْ وَقْتَ النَّقْرِ یَوْمَئِذٍ بَدَلٌ مِمَّا قَبْلَهُ الْمُبْتَدَاَ وَبُنِیَ لِاِضَافَتِهٖ اِلٰی غَیْرِ مُتَمَكِّنٍ وَخَبَرُ الْمُبْتَدَاِ یَوْمٌ عَسِیْرٌ ○ وَالْعَامِلُ فِیْ اِذَا مَا دَلَّتْ عَلَیْهِ الْجُمْلَةُ اَیْ اِشْتَدَّ الْاَمْرُ

⑨ پس وہ دن کافروں پر بہت سخت ہے آسان نہیں

تشریح

⑧ جب صور پھونکا جائے گا سورۂ مدثر کی مذکورہ آیت ۷ تک پہلی وحی کے بعد ایک وقفہ رہا۔ اس کے بعد جب وحی کے نازل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا اس وقت یہ سات آیات نازل ہوئیں۔

اور آیت ۸ سے آخیر سورت تک اس وقت نازل ہوئیں جب اسلام کی کھلم کھلا تبلیغ شروع ہو جانے کے بعد مکے میں پہلی مرتبہ حج کا موقعہ آیا۔ اس وقت سردارانِ قریش نے ایک اجتماع کیا اور یہ طے کیا کہ حج کے موقعہ پر باہر سے آنے والوں کو یہ بتایا جائے گا کہ محمدؐ ایک جادوگر ہیں اور ایسا ساحرانہ کلام پیش کرتے ہیں جو گھروں میں تفریق پیدا کر دیتا ہے اور اس طرح محمدؐ اور قرآن سے بدگمان کرنے کے لئے پروپیگنڈے کی مہم چلائی جائے گی۔

ان آیات میں ارشاد ہوا ہے کہ جو اِن لوگوں کو کرنا ہے کرلیں اپنے برے انجام سے بچ نہ پائیں گے۔ جب صور میں پھونک ماری جائے گی اور قیامت برپا ہو گی اور کائنات کا یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور پھر پہلے صور کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا جس میں سارے انسان زندہ ہو کر اللہ کے سامنے پیش ہوں گے اور ان کے اعمال کا حساب ہوگا۔۔ اور قیامت اور حساب کا یہ دن جو آنے والا ہے اس دن کیا ہوگا؟

⑨ قیامت کا وہ دن بڑا سخت ہوگا قیامت کا وہ دن سراتا پا مشکلات اور سختیوں سے بھرا ہوگا۔ وہ دن آسان نہ ہوگا بڑا مشکل دن ہوگا۔ اس کی سختی کا سامنا کرنا آسان نہ ہوگا۔۔۔ اس دن کی ہیبت سے اچھے اچھے تھرا اٹھیں گے۔

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿١١﴾

وَحِيْدًا	خَلَقْتُ	وَمَنْ	ذَرْنِيْ	غَيْرُ يَسِيْرٍ	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ
اکیلا	میں نے پیدا کیا	اور جسے	مجھے چھوڑ دو	نہ آسان	کافروں پر

کافروں پر آسان نہیں۔ مجھے اور اسے چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا

وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿١٢﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿١٣﴾

شُهُوْدًا	وَّبَنِيْنَ	مَالًا مَّمْدُوْدًا	لَهٗ	جَعَلْتُ	وَّ
سامنے حاضر رہنے والے	اور بیٹے	مالِ کثیر	اسے	میں نے دیا	اور

اور میں نے اسے دیا مالِ کثیر اور سامنے حاضر رہنے والے بیٹے

﴿١٠﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ○ فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّهٗ يَسِيْرٌ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَيْ فِيْ عُسْرِهٖ

(۱۰) کافروں پر بہت سخت ہے آسان نہیں اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ ایمان والوں کو وہ دن آسان ہے۔

﴿١١﴾ ذَرْنِيْ اُتْرُكْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ عَطْفٌ عَلَى الْمَفْعُوْلِ اَوْ مَفْعُوْلٌ مَعَهٗ وَحِيْدًا ○ حَالٌ مِنْ مَنْ اَوْ مِنْ ضَمِيْرِهِ الْمَحْذُوْفِ مِنْ خَلَقْتُ اَيْ مُنْفَرِدًا بِلَا اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَهُوَ الْوَلِيْدُ بْنُ مُغِيْرَةَ

(۱۱) چھوڑ مجھ کو اور اس شخص کو جس کو میں نے پیدا کیا یعنی ولید بن مغیرہ کو تنہا کہ یہاں وہ تنہا آوے گا نہ اس کے پاس مال ہوگا نہ اولاد۔

﴿١٢﴾ وَجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ○ وَاسِعًا مُتَّصِلًا مِنَ الزُّرُوْعِ وَالضُّرُوْعِ وَالتِّجَارَةِ

(۱۲) اور دیا میں نے اس کو مال فراخ ہر قسم کا کھیتی اور جانور اور سامانِ تجارت وغیرہ۔

﴿١٣﴾ وَّبَنِيْنَ عَشَرَةً اَوْ اَكْثَرَ شُهُوْدًا ○ يَشْهَدُوْنَ الْمَحَافِلَ وَتُسْمَعُ شَهَادَتُهُمْ

(۱۳) اور بیٹے دس یا زیادہ جو ایسے ذی عزت تھے کہ محفلوں میں حاضر ہوتے تھے اور ان کی گواہی سنی جاتی تھی۔

تشریح

(۱۰) منکرین حق کے لیے آسان نہ ہوگا| حق کا انکار کرنے والے جو آج بڑے دندناتے پھر رہے ہیں ان کے لئے کسی طرح کی آسانی نہ ہوگی۔ بلکہ اس دن کی سختی ان پر بڑھتی ہی جائے گی۔ وہ ایسی مستقل سختی ہوگی جو نرمی سے بدلی نہیں جائے گی۔

مگر اہل ایمان کے لئے وہ دن مشکل نہ ہوگا۔ کیوں کہ انھوں نے وہ عمل کئے ہیں جو اس دن کی سختیوں سے ان کو بچائیں گے۔ اس دن کی سختی صرف حق کا انکار کرنے والوں کے لئے ہوگی حق کے ماننے والوں کے لئے وہ دن نرم اور ہلکا ہوگا۔

(۱۱) آپ اس شخص کی فکر نہ کریں اس کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں| حج کا زمانہ قریب آرہا تھا۔ قریش کے سردار دیکھ رہے تھے کہ حضرت محمدؐ جو اللہ کا کلام پیش کر رہے ہیں اس میں بلا کی دل کشی ہے جو سنتا ہے متاثر ہو جاتا ہے اور خود حضرت محمدؐ کی شخصیت اور آپؐ کے بلند اخلاق لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔

انہیں ڈر تھا کہ حج کا زمانہ نزدیک آرہا ہے۔ باہر سے جو لوگ حج کے لئے آئیں گے، وہ حضرت محمدؐ کی باتوں سے کہیں متاثر نہ ہو جائیں اور یہ ہمارا سنگھاسن ڈانواڈول نہ ہو جائے

آنے والے خطرے سے بچنے کے لئے یہ سب اکھٹے ہوئے، اس میں ولید بن مغیرہ نے یہ تجویز رکھی کہ باہر سے آنے والے حاجیوں میں محمدؐ کو جادوگر مشہور کیا جائے

کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے باپ کی اکلوتی اولاد تھا اور بعد میں اس کو بڑا مال ودولت ہاتھ لگ گیا۔ اللہ نے اس کو دس بارہ لڑکے بھی دے دیے۔ ان کی اولاد میں خالد بن ولید بڑے مشہور سپہ سالار ہیں۔

انسان جب اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو اکیلا پیدا ہوتا ہے۔ مال و دولت اور سامان لے کر نہیں آتا۔ ولید بن مغیرہ کو اللہ نے مال و دولت بھی دیا اور اولاد بھی دی جس سے اس شخص کے دماغ میں تکبر پیدا ہو گیا۔

اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرما رہے ہیں کہ چھوڑ دو اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا، اس کی پیدائش میں میرے ساتھ کوئی شریک نہ تھا کہ آج وہ دوسرے معبودوں کو میرے ساتھ شریک کر رہا ہے۔

میں اس سے خود اکیلا نمٹ لوں گا، آپ اس کی فکر نہ کریں۔

(۱۲) میں نے اس کو بہت سا مال دیا| یہ مال اللہ نے اس کو دیا وہ ماں کے پیٹ سے لے کر نہیں آیا تھا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ مال پا کر وہ اللہ کا شکر گزار ہوتا۔ مگر اس مال نے اس کو مغرور بنا دیا۔

(۱۳) حاضر باش بیٹے دیئے| مال کے ساتھ اولاد کا پھیلاؤ بہت ہوا۔ دس بارہ بیٹے تھے جو آنکھوں کے سامنے رہتے تھے، محفلوں میں باپ کی عزت بڑھاتے تھے اور اس کی دھاک جمتی تھی، لمبا چوڑا کاروبار تھا بہت سے نوکر چاکر تھے وہ اور اس کے بیٹے سماج میں با اثر سمجھے جاتے تھے۔ اتنی سب چیزیں پا کر ولید کا دماغ ساتویں آسمان پر تھا۔

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾

اَزِيْدَ	اَنْ	يَطْمَعُ	ثُمَّ	تَمْهِيْدًا	لَهٗ	وَمَهَّدْتُّ
(اور) زیادہ دوں	کہ	وہ طمع کرتا ہے	پھر	بچھونا (سامان)	اس کے لئے	اور بچھایا (مہیا کیا)

اور اس کے لئے ہر طرح کا سامان مہیا کیا پھر وہ طمع کرتا ہے کہ اور زیادہ دوں

كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾

عَنِيْدًا	كَانَ + لِاٰيٰتِنَا	اِنَّهٗ	كَلَّا
عناد رکھنے والا	ہے ہماری آیات کا	بیشک وہ	ہرگز نہیں

ہرگز نہیں بیشک وہ ہماری آیات کا مخالف ہے

(۱۴) وَمَهَّدْتُّ بَسَطْتُ لَهٗ فِي الْعَيْشِ وَ الْعُمْرِ وَالْوَلَدِ تَمْهِيْدًا ○

(۱۵) ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ○

(۱۶) كَلَّا لَا اَزِيْدُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا اَيِ الْقُرْاٰنِ عَنِيْدًا ○ مُعَانِدًا

(۱۴) اور پھیلائیں میں نے اس کے لئے عیش اور اس کی عمر زیادہ کی اور اولاد بہت دی۔

(۱۵) پھر وہ طمع کرتا ہے کہ اس کو اس سے بھی زیادہ ملے گا۔

(۱۶) ہرگز اس کو زیادہ نہ ملے گا۔ بے شبہ وہ ہماری آیتوں یعنی قرآن کا عناد رکھنے والا۔

تشریح

(۱۴) اس کی سیادت کی راہ ہموار کر دی مال و دولت، اولاد کی کثرت، سماجی عزت ان سب چیزوں نے مل کر اس کی ریاست و سیادت کی راہ ہموار کر دی۔ اس کی عزت جما دی اس کی مسند حکومت تیار ہوگئی۔ قریش ہر مشکل کام میں اس کی طرف رجوع کرتے تھے، اس کا مشورہ مانتے تھے اور اس کو اپنا بڑا سمجھتے تھے۔

(۱۵) اور زیادہ کی طمع رکھتا ہے اتنا کچھ پا کر بھی اس کا دل نہیں بھرا، اس کی حرص ختم نہیں ہوئی، مزید حاصل کرنے کی تمنا رکھتا ہے۔

ولید کہا کرتا تھا کہ اگر محمد کا یہ بیان سچا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہے اور اس میں کوئی جنت بھی ہے تو وہ جنت میرے لئے ہی ہوگی۔

جو شخص اتنا کچھ پاکر بھی شکر گذار نہ ہوا اور کبھی اس نے حق کو نہ پہچانا پھر بھی وہ یہ امید رکھتا ہے کہ دنیا اور آخرت کی ساری نعمتیں اسی کے لئے ہوں گی

(۱۶) ہرگز نہیں، ایسا نہیں ہوگا، اُسے خیالی پلاؤ پکانے دو ہرگز ایسا نہ ہوگا وہ ہماری آیتوں سے اور ہمارے دین سے دشمنی رکھتا ہے اسے ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ منعم حقیقی کی آیتوں کا انکار کر کے یہ امید رکھے اور یہ خیالی پلاؤ پکائے کہ دین اور دنیا کی ساری نعمتیں اس کے لئے ہوں گی۔

روایات میں ہے کہ ان آیتوں کے نازل ہونے کے بعد ولید کے کاروبار میں نقصان ہونا شروع ہوا۔ اور پے در پے مال و اسباب کا نقصان ہوتا چلا گیا۔ آخر اس کا زوال شروع ہوگیا اور نہایت غربت کی حالت میں ذلت کی موت مرا۔

سَاُرۡهِقُهٗ صَعُوۡدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيۡفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾

سَاُرۡهِقُهٗ	صَعُوۡدًا	اِنَّهٗ	فَكَّرَ	وَقَدَّرَ	فَقُتِلَ	كَيۡفَ	قَدَّرَ
اب اس پر چڑھواؤں گا	بڑی چڑھائی	بیشک اس نے	سوچا	اور اندازہ کیا	سو وہ مارا جائے	کیسا	اس نے اندازہ کیا

اب اس سے بڑی چڑھائی چڑھواؤں گا (مشقت سے تکلیف دوں گا) بیشک اس نے سوچا اور اس نے اندازہ کیا سو وہ مارا جائے، کیسا اس نے اندازہ کیا۔

١٧ سَاُرۡهِقُهٗ اُكَلِّفُهٗ صَعُوۡدًا ○ مُشَقَّةً مِنَ الۡعَذَابِ اَوۡ جَبَلًا مِنۡ نَارٍ يَصۡعَدُ فِيۡهِ ثُمَّ يَهۡوِيۡ اَبَدًا

١٧ نزدیک ہے کہ تکلیف دوں گا میں اس کو عذاب کی مشقت اٹھانے کی یا مراد صعود اسی آگ کا پہاڑ ہے کہ اس پر چڑھایا جاوے گا پھر نیچے گریگا ہمیشہ اس کو اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔

١٨ اِنَّهٗ فَكَّرَ فِيۡمَا يَقُوۡلُ فِي الۡقُرۡاٰنِ الَّذِيۡ سَمِعَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَقَدَّرَ ○ فِيۡ نَفۡسِهٖ ذٰلِكَ

١٨ بیشک اس نے فکر کیا قرآن میں جس کو اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اپنے جی میں اس کو اندازہ کیا

١٩ فَقُتِلَ لُعِنَ وَعُذِّبَ كَيۡفَ قَدَّرَ ○ عَلٰۤى اَيِّ حَالٍ كَانَ تَقۡدِيۡرُهٗ

١٩ اس پر لعنت ہو کہ اس نے کیسے اندازہ کیا

تشریح

١٧ ابھی آخرت کی بھی مصیبتوں کا سامنا کرنا ہے | فرمایا کہ ابھی اسے ایک کٹھن چڑھائی چڑھنی ہے یعنی مصیبتیں دنیا کے ساتھ ہی ختم نہیں ہوتیں بلکہ ابھی آخرت کے بھی عذاب کا سامنا کرنا ہے۔

١٨ اس نے سوچا اور بات بنانے کی کوشش کی | ذکر ولید بن مغیرہ کا ہی چل رہا ہے کہ اس نے دل میں سوچا کہ محمد کے بارے میں کونسی بات کہنی چاہیئے جو لوگوں کو اپیل کرے۔ اگر ان کو مجنون یا پاگل کہتے ہیں تو ان میں پاگل پن والی باتیں نہیں ہیں) اور لوگ اس بات پر یقین نہیں کریں گے۔ اگر ان کو کاہن کہتے ہیں تو وہ کلام جو وہ پیش کر رہے ہیں وہ کاہنوں والا کلام نہیں ہے۔ لوگ اس بات کو بھی تسلیم نہ کریں گے۔

آخر سوچ کر ایک بات نکالی اور یہ بات بنانے کی کوشش کی کہ قرآن ساحرانہ کلام ہے جو اس کو سنتا ہے مسحور ہو جاتا ہے۔

اگرچہ یہ خلافِ حقیقت بالکل مہمل اور فضول بات تھی، مگر قوم کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے ایسی برمحل بات بنائی اور ایسی تجویز پیش کی جس کو سن کر سب خوش ہو جائیں۔ اور سب نے اس تجویز کو قبول کر لیا۔

١٩ خدا کی مار کیسی بات بنانے کی کوشش کی | اس پر اللہ کی مار ہو کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔ آدمی ذہین تھا سوچ سوچ کر ایسی بات نکال لایا جس میں لوگوں کے جذبات کی ترجمانی ہوتی تھی۔

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾

وَاسْتَكْبَرَ	ثُمَّ ۔ أَدْبَرَ	وَبَسَرَ	ثُمَّ عَبَسَ	ثُمَّ نَظَرَ	كَيْفَ ۔ قَدَّرَ	ثُمَّ قُتِلَ
اور اس نے تکبر کیا	پھر اس نے پیٹھ پھیری	اور منہ بگاڑ لیا	پھر اس نے تیوری چڑھائی	پھر اس نے دیکھا	کیسا اس نے اندازہ کیا	پھر وہ مارا جائے

پھر وہ مارا جائے اس نے کیسا اندازہ کیا پھر اس نے دیکھا پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑ لیا پھر اس نے پیٹھ پھیری اور اس نے تکبر کیا

۲۰ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ○

۲۰ پھر اس پر لعنت ہو اس نے کیوں کر اندازہ کیا۔

۲۱ ثُمَّ نَظَرَ ○ فِیْ وُجُوْہِ قَوْمِہٖ
اَوْ فِیْمَا یَقْدَحُ بِہٖ

۲۱ پھر اس نے دیکھا اپنی قوم کے چہروں کو یا قرآن میں
عیب جوئی کی راہ سے نظر کی۔

۲۲ ثُمَّ عَبَسَ قَبَضَ وَجْہَہٗ وَکَلَحَہٗ
ضَیْقًا بِمَا یَقُوْلُ وَبَسَرَ ○ زَادَ
فِی الْقَبْضِ وَالْکُلُوْحِ

۲۲ پھر ترش اور چیں بہ جبیں ہوا اس کلام سے تنگ دل ہو کر

۲۳ ثُمَّ اَدْبَرَ عَنِ الْاِیْمَانِ
وَاسْتَکْبَرَ ○ تَکَبَّرَ عَنْ اِتِّبَاعِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۲۳ پھر پشت پھیری ایمان سے
اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے تکبر کیا

تشریح

۲۰ ہاں خدا کی مار کیسی بات بنانے کی کوشش کی | ہاں اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات نکال کر لایا اور بنانے کی کوشش کی کہ قرآن ایک ساحرانہ کلام ہے جو سنتا ہے سحر زدہ ہو جاتا ہے۔

اس بات کو اچھے معنیٰ میں لیا جائے تو ایسے اعلیٰ درجے کا کلام ہے کہ انسان اس کو سن کر حیران ہو جاتا ہے کہ آج تک اس نے ایسا اعلیٰ درجے کا معیاری کلام نہیں سنا ـــــــ، غلط معنیٰ میں لیا جائے تو یہ کہ یہ کلام آدمی پر جادو سا کر دیتا ہے۔

تو یہ ولید بن مغیرہ ایسی ہی ایک بات نکال کر لایا۔

۲۱ پھر لوگوں کی طرف دیکھا | یعنی مجمع پر نگاہ ڈالی، اندازہ لگایا کہ مجمع اور اس میں حاضر ہونے والے میری بات کو قبول کر رہے ہیں یا نہیں۔ اور کیسا وہ محسوس کر رہے ہیں۔ مجمع کی طرف دیکھ کر ان کے احساسات کا اندازہ لگایا۔

۲۲ پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بنایا | مجمع پر نگاہ ڈال کر دیکھا، پھر پیشانی پر بل ڈالے اور منہ بنایا تاکہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بڑی کراہت ہے، اور یہ بڑا انقباض محسوس کرتا ہے۔ جیسے کوئی بری چیز سے نفرت کرتا ہو۔

۲۳ پھر پلٹا اور تکبر میں پڑ گیا | پھر پیٹھ پھیر لی جیسے کسی بڑی خراب اور قابل نفرت چیز کے متعلق بیان کرتا ہو حالاں کہ خود بھی اس سے پہلے قرآن کی حقانیت کا اقرار کر چکا تھا۔ مگر اب برادری کی خوشنودی کے لئے اپنی بات سے پھر گیا۔ اور بڑے تکبر اور غرور کے انداز میں کہنے لگا..... کیا کہنے لگا....؟

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ اِنْ هٰذَآ

اِنْ هٰذَآ	يُّؤْثَرُ	اِلَّا سِحْرٌ	اِنْ هٰذَآ	فَقَالَ
نہیں یہ	اگلوں سے نقل کیا جاتا ہے	مگر (صرف) جادو	نہیں یہ	تو اس نے کہا

تو اس نے کہا یہ تو صرف ایک جادو ہے (جو) اگلوں سے نقل کیا جاتا ہے۔ یہ تو

اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾

سَقَرَ	سَاُصْلِيْهِ	قَوْلُ الْبَشَرِ	اِلَّا
جہنم	عنقریب اسے ڈال دوں گا	آدمی کا کلام	مگر (صرف)

صرف ایک آدمی کا کلام ہے عنقریب اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔

﴿٢٤﴾ فَقَالَ فِيْمَا جَاءَ بِهٖ اِنْ مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ○ يُنْقَلُ عَنِ السَّحَرَةِ

﴿٢٤﴾ سو جو کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے اس کی نسبت یہ کہا کہ یہ محض جادو ہے کہ ساحروں سے نقل ہو کر آیا ہے۔

﴿٢٥﴾ اِنْ مَا هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ○ كَمَا قَالُوْٓا اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ

﴿٢٥﴾ نہیں ہے یہ مگر کلام آدمی کے جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کو آدمی سکھلاتا ہے۔

﴿٢٦﴾ سَاُصْلِيْهِ سَاُدْخِلُهٗ سَقَرَ ○ جَهَنَّمَ

﴿٢٦﴾ نزدیک ہے کہ داخل کروں گا اس کو دوزخ میں

تشریح

﴿٢٤﴾ یہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہے | یہ قرآن کچھ نہیں ہے مگر ایک جادو جو پہلے سے چلا آرہا ہے یعنی آج کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے سے ہی یہ جادوئی کلام نقل ہوتا چلا آیا ہے اس کلام میں کچھ نہیں رکھا۔

﴿٢٥﴾ یہ ایک انسانی کلام ہے اور کچھ نہیں ہے | اور یقیناً یہ ایک انسانی کلام ہے جو جادو بن کر باپ کو بیٹے سے شوہر کو بیوی اور دوست کو دوست سے جدا کر دیتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ اپنے دل میں اس بات کا قائل ہو چکا تھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور محمدؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اس یقین کے باوجود ایمان لانے کے لئے اس لئے تیار نہ تھا کہ اس کے خیال میں اگر میں ایمان لے آیا تو قوم میں میری وجاہت اور ریاست وسیادت ختم ہو جائے گی۔

قریش کے اس اجتماع میں اس نے خود پہلے ان الزامات کو رد کر دیا تھا جو قریش کے سردار رسول اللہؐ پر لگا رہے تھے مگر اسے مجبور کیا گیا کہ وہ کوئی ایسی بات بنائے جس کو پھیلا کر رسول اللہؐ کو لوگوں میں بدنام کیا جا سکے ـــــ اس موقع پر ولید بن مغیرہ جس طرح خود اپنے ضمیر سے لڑا ہے اور شدید ذہنی کشمکش میں مبتلا رہ کر آخر اس نے بڑی سوچ بچار کے بعد ایک الزام گھڑا ہے قرآن کی مذکورہ آیتوں میں اس کی پوری تصویر کھینچ دی اور یہ ایسی تصویر ہے جو ولید کی اندرونی کشمکش کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ ظاہر کرتی ہے۔

﴿٢٦﴾ میں عنقریب اسے دوزخ میں جھونک دوں گا | اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ دن دور نہیں کہ میں اسے دوزخ کی آگ میں ڈال کر اس کے اس عناد اور حق کے ساتھ اس کی دشمنی اور اس کے تکبر و غرور کا مزہ چکھا دوں گا۔

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبۡقِىۡ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلۡبَشَرِ ﴿۲۹﴾

لِلۡبَشَرِ	لَوَّاحَةٌ	وَلَا تَذَرُ	لَا تُبۡقِىۡ	مَا سَقَرُ	وَمَآ اَدۡرٰىكَ
آدمی کو	جھلس دینے والی	اور نہ چھوڑے گی	وہ نہ باقی رکھے گی	جہنم کیا ہے	اور تم کیا سمجھے ؟

اور تم کیا سمجھے جہنم کیا ہے ؟ وہ نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی آدمی کو جھلس دینے والی

۲۷ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝ تَعۡظِیۡمًا لِشَانِہَا — ۲۷ اور تو کیا جانے کیا ہے دوزخ

۲۸ لَا تُبۡقِىۡ وَلَا تَذَرُ ۝ شَیۡئًا مِنۡ لَحۡمٍ وَّلَا عَصَبٍ اِلَّآ اَھۡلَکَتۡہُ ثُمَّ یَعُوۡدُ کَمَا کَانَ — ۲۸ وہ نہیں چھوڑے گی گوشت کو اور نہ کسی پٹھے کو مگر اس کو ہلاک کر ڈالے گی پھر وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ تھا۔

۲۹ لَوَّاحَةٌ لِّلۡبَشَرِ ۝ مُحۡرِقَةٌ لِظَاھِرِ الۡجِلۡدِ — ۲۹ جلانے والی ہے وہ آگ ظاہر چمڑے کو۔

تشریح

۲۷ اور تم کیا جانو کہ وہ دوزخ کیا ہے ؟ | دوزخ کے عذاب کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس کا عذاب کتنا سخت ہے لفظوں میں اس عذاب کو بیان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ عذاب کتنا تکلیف دہ، شدید اور نا قابلِ برداشت ہے۔

۲۸ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے | جب دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کی آگ جلا کر خاک کر دے گی کوئی چیز ایسی باقی نہ رہے گی جو جلنے سے بچ جائے۔ جلانے کے بعد اس حالت پر بھی نہ چھوڑے گی بلکہ دوبارہ اصلی حالت میں لوٹائے جائیں گے اور جلیں گے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا کہ زندہ کیا جائے گا اور پھر جلایا جائے گا جیسا کہ سورۂ اعلیٰ میں فرمایا

لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَلَا یَحۡیٰی۔ (آیت ۱۳)

(وہ نہ اس میں مرے گا ، نہ جئے گا ــــــ ،)

عذاب کا کوئی ایسا مستحق نہ ہوگا جو دوزخ کی گرفت میں آنے سے رہ جائے اور جو بھی اس کی گرفت میں آ جائے گا اس کو عذاب دیئے بغیر نہ چھوڑے گی۔

۲۹ دوزخ کی آگ کھال کو جھلس دینے والی ہو گی۔ | آدمی کی شخصیت کو نمایاں کرنے والی چیز اس کے چہرے اور جسم کی کھال ہوتی ہے۔ اس لئے انسان کو بدن کی کھال کی بدنمائی سب سے زیادہ کھلتی ہے اگر بدن کے اندر تکلیف ہو تو آدمی کو اتنی فکر نہیں ہوتی جتنا غم اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کا چہرہ بدنما ہو جائے یا بدن کے کھلے حصوں پر ایسے داغ پڑ جائیں جنھیں دیکھ کر ہر شخص گھن کھانے لگے۔ اس لئے خاص طور پر دوزخ کے عذاب میں کھال کے جلنے کا ذکر الگ سے فرمایا کہ یہ حسین چہرے اور بڑے بڑے شاندار جسم جن سے انسان کی شخصیت خوب صورت نظر آتی ہے بدن کی کھال جھلس کر ان کی حیثیت بگاڑ دے گی۔

ولید بن مغیرہ کی طرح اگر دوسرے لوگ بھی حق کے ساتھ عناد کی روش اختیار کریں گے تو ان کے منہ جھلس دیئے جائیں گے اور ان کی کھال جھلس کر کوئلہ ہو جائے گی جس سے اُن کی.... کی صورت بدنما بن کر رہ جائے گی۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحٰبَ النَّارِ إِلَّا

عَلَيْهَا	تِسْعَةَ عَشَرَ	وَمَا جَعَلْنَا	أَصْحٰبَ النَّارِ	إِلَّا
اس پر ہیں	انیس ۱۹ (داروغہ)	اور ہم نے نہیں بنائے	دوزخ کے داروغہ	مگر (صرف)

اس پر انیس ۱۹ داروغہ (مقرر) ہیں اور ہم نے دوزخ کے داروغہ صرف فرشتے بنائے

مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

مَلٰٓئِكَةً	وَّمَا جَعَلْنَا	عِدَّتَهُمْ	إِلَّا + فِتْنَةً	لِّلَّذِيْنَ
فرشتے	اور ہم نے نہیں رکھی	ان کی تعداد	مگر (صرف) آزمائش کو	ان لوگوں کے لئے جو

ہیں اور ہم نے ان کی تعداد صرف ان لوگوں کی آزمائش کے لئے رکھی ہے جو

كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ

كَفَرُوْا	لِيَسْتَيْقِنَ	الَّذِيْنَ	أُوْتُوا الْكِتٰبَ
کافر ہوئے	تاکہ وہ یقین کریں	وہ لوگ جنھیں	کتاب دی گئی

کافر ہوئے تاکہ اہل کتاب یقین کریں۔

وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ

وَيَزْدَادَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	إِيْمَانًا	وَّلَا يَرْتَابَ	الَّذِيْنَ
اور زیادہ ہو	جو لوگ	ایمان لائے	ایمان	اور شک نہ کریں	وہ لوگ جنہیں

اور جو لوگ ایمان لائے ان کا ایمان زیادہ ہو اور وہ لوگ شک نہ کریں

أُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ

أُوْتُوا الْكِتٰبَ	وَالْمُؤْمِنُوْنَ	وَلِيَقُوْلَ	الَّذِيْنَ	فِيْ
کتاب دی گئی	اور مومن (جمع)	اور تاکہ وہ کہیں	وہ لوگ	میں

جنہیں کتاب دی گئی (اہل کتاب) اور مومن اور تاکہ وہ لوگ جن کے

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ

قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	وَّالْكٰفِرُوْنَ	مَاذَآ	أَرَادَ اللّٰهُ	بِهٰذَا	مَثَلًا
ان کے دلوں	مرض	اور کافر (جمع)	کیا	ارادہ کیا اللہ نے	اس	مثال

دلوں میں روگ ہے اور کافر کہیں کہ کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے اس مثال (بات) سے

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا

كَذٰلِكَ	يُضِلُّ اللّٰهُ	مَنْ يَّشَآءُ	وَيَهْدِيْ	مَنْ يَّشَآءُ	وَمَا
اسی طرح	اللہ گمراہ کرتا ہے	جسے وہ چاہتا ہے	اور ہدایت دیتا ہے	جسے وہ چاہتا ہے	اور نہیں

اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور (کوئی)

ع ۲۱/۶ ۱۴

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾

يَعْلَمُ	جُنُوْدَ	رَبِّكَ	اِلَّا هُوَ	وَمَا هِيَ	اِلَّا ذِكْرٰى	لِلْبَشَرِ
جانتا	لشکروں	تیرے رب کے	سوائے وہ (خود)	اور نہیں یہ	مگر نصیحت	آدمی کے لئے

نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا، اور یہ نہیں مگر آدمی کی نصیحت کے لئے

(۲۰) عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ مَلَكًا خَزَنَتَهَا قَالَ بَعْضُ الْكُفَّارِ وَكَانَ قَوِيًّا شَدِيْدَ الْبَأْسِ اَنَا اَكْفِيْكُمْ سَبْعَةَ عَشَرَ وَاكْفُوْنِيْ اَنْتُمْ اِثْنَيْنِ قَالَ تَعَالٰى

(۲۰) اس پر مقرر ہیں انیس[19] فرشتے۔
بعض کافروں نے کہا اور تھا وہ زور آور، کہ ان انیسوں میں سے سترہ کو میں کافی ہوں دو کو تم کافی ہوجائیو۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

(۳۱) وَمَا جَعَلْنَا اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۠ اَيْ فَلَا يُطَاقُوْنَ كَمَا يَتَوَهَّمُوْنَ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ ذٰلِكَ اِلَّا فِتْنَةً ضَلَالًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لِمَ كَانُوْا تِسْعَةَ عَشَرَ لِيَسْتَيْقِنَ يَتَبَيَّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اَيِ الْيَهُوْدَ صِدْقَ النَّبِيِّ فِيْ كَوْنِهِمْ تِسْعَةَ عَشَرَ الْمُوَافِقِ فِيْ كِتَابِهِمْ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِيْمَانًا تَصْدِيْقًا لِمُوَافَقَةِ مَا اَتٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۳۱) وَمَا جَعَلْنَا اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً الخ اور نہیں مقرر کیا ہم نے دوزخ پر مگر فرشتوں کو۔
اور یہ گنتی فرشتوں کی ہم نے کافروں کے گمراہ کرنے کو مقرر کی کہ وہ کہیں ان کی تعداد انیس ہی کیوں ہوئی؟

تاکہ یقین کرلیں اہل کتاب یعنی یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانیں، کہ ان کی کتاب میں تعداد (ان) فرشتوں کی انیس[19] ہی ہے۔

اور زیادہ ہو تصدیق ان لوگوں کی جو ایمان لائے اہل کتاب میں سے بسبب موافق ہونے اس حکم کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ان کی کتاب کے۔

بِمَا فِیْ کِتَابِہِمْ وَّلَا یَرْتَابَ
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ غَیْرِہِمْ
فِیْ عَدَدِ الْمَلَائِکَۃِ وَلِیَقُوْلَ
الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ
شَکٌّ بِالْمَدِیْنَۃِ وَالْکَافِرُوْنَ
بِمَکَّۃَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا
الْعَدَدِ مَثَلًا ، سَمَّوْہُ لِغَرَابَتِہٖ
بِذٰلِکَ وَاُعْرِبَ حَالًا
کَذٰلِکَ اَیْ مِثْلَ اِضْلَالِ
مُنْکِرِ ھٰذَا الْعَدَدِ وَھُدٰی
مُصَدِّقِہٖ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ
یَّشَآءُ لا وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ
وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ
اَلْمَلَائِکَۃَ فِیْ قُوَّتِہِمْ وَاَعْوَانِہِمْ
اِلَّا ھُوَ ، وَمَا ھِیَ اَیْ
سَقَرَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ ۝

اور نہ شک کریں وہ لوگ جو دی گئی کتاب۔
اور اہل ایمان غیر اہل کتاب کے فرشتوں کی تعداد میں
اور تاکہ کہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں شک ہے
اہل مدینہ سے
اور مکہ کے کافر اللہ تعالیٰ نے اس گنتی کی مثال سے کیا
ارادہ کیا

اسی طرح جس طرح اللہ نے اس گنتی کے منکرین کو گمراہ کیا
اور اس کی تصدیق کرنے والوں کی ہدایت فرمائی۔
گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے۔
اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے۔
اور تیرے رب کے لشکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
یعنی فرشتوں کی تعداد اور ان کا زور کوئی نہیں جانتا مگر
اللہ۔ اور نہیں ہے دوزخ مگر نصیحت انسان کو۔

تشریح

(۳۰) اس پر انیس ۱۹ کارکن مقرر ہیں۔ دوزخ کے انتظام پر فرشتوں کا جو لشکر ہوگا اس کے افسر انیس ۱۹ فرشتے ہوں گے جن میں سب سے بڑے ذمہ دار کا نام "مالک" ہے۔ جہنم میں مجرموں کو عذاب دینے کے لئے انیس ۱۹ قسم کے فرائض ہیں جن میں سے ہر فرض کی انجام دہی ایک ایک فرشتے کی سرکردگی میں ہوگی۔ فرشتے کی طاقت بہت بڑی ہے اور ایک فرشتہ لاکھوں آدمیوں کا کام کر سکتا ہے لیکن ہر فرشتے کی قوت اسی دائرے میں محدود ہے جس میں کام کرنے کے لئے وہ مامور ہوا ہے۔ مثلاً ملک الموت لاکھوں آدمیوں کی جان ایک آن میں نکال سکتا ہے مگر عورت کے پیٹ میں ایک بچہ کے اندر جان نہیں ڈال سکتا۔

حضرت جبرئیلؑ چشم زدن میں وحی لا سکتے ہیں لیکن پانی برسانا ان کا کام نہیں ——— جس طرح کان دیکھ نہیں سکتا، آنکھ سن نہیں سکتی۔ اگرچہ اپنے ہی قسم کے کام کر سکتے ہیں۔ کان ہو سکتا ہے ...... کہ ہزاروں آوازیں سنے مگر نہ تھکے، آنکھ ہزاروں رنگ دیکھ لے اور عاجز نہ ہو اسی طرح اگر ایک فرشتہ عذاب کے واسطے دوزخیوں پر مقرر ہوتا ہے اس سے ایک ہی قسم کا عذاب دوزخیوں پر ہو سکتا ہے دوسری قسم کا عذاب جو اس کی استعداد سے باہر ہے ممکن نہ تھا۔ اس لئے انیس ۱۹ قسم کے عذابوں کے لئے انیس ذمہ دار فرشتے مقرر ہوئے ہیں۔

(۳۱) فرشتوں کی یہ گنتی بھی امتحان اور آزمائش کا ایک ذریعہ ہے یہ پوری آیت "آیت ۳۱" ایک جملہ معترضہ ہے بسلسلہ کلام کو توڑ کر اس میں اعتراض کرنے والوں کو جواب دیا گیا ہے۔

○ جب قرآن مجید میں یہ بات آئی کہ دوزخ کے اوپر انیس ۱۹ کارکن مقرر ہیں تو اسلام کے مخالفوں نے اس بات کا خوب مذاق اڑایا کہ ایک طرف تو ہم سے یہ کہا جا رہا ہے کہ انسانی نسل کے آغاز سے لے کر قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں ان میں سے جو بھی دوزخ میں ڈالے جانے کے قابل ہوں گے انھیں ان کے گناہوں کی سزا میں دوزخ میں ڈالا جائے گا تو کیا اتنی بڑی دوزخ میں اتنے سارے انسانوں کو عذاب دینے کے لئے صرف انیس ۱۹ کارکن ہوں گے۔

ابوجہل نے کہا بھائیو! کیا تم اتنے گئے گذرے ہو کہ تم میں سے دس دس آدمی مل کر بھی دوزخ کے ایک ایک سپاہی سے نہ نمٹ سکو گے۔

اس پر ایک پہلوان صاحب "بنی جمح" نام کے کہنے لگے کہ سترہ سے تو میں اکیلا نمٹ لوں گا باقی دو کو تم سب مل کر سنبھال لینا۔ اسی طرح کی ہنسی مذاق کی باتوں کا جواب دیا گیا کہ......،

○ ہم نے دوزخ کے یہ کارکن فرشتے بنائے ہیں ان کی طاقتوں کو انسانی طاقتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی زبردست طاقت کے فرشتے پیدا کئے ہیں۔ فرشتوں کی قوت کا یہ حال ہے کہ ایک فرشتے نے قوم لوط کی ساری بستی کو ایک بازو پر اٹھا کر پٹخ دیا تھا اس لئے فرشتوں کی طاقت کو انسانوں کے برابر نہ سمجھو۔

○ دوزخ کے کارکنوں کی تعداد بتانے میں یہ حکمت ہے کہ ہم نے ان کی تعداد کو حق کا انکار کرنے والوں کے لئے ایک فتنہ اور آزمائش بنا دیا ہے۔ وہ شخص جو اللہ کی قدرت کے بارے میں کوئی بھی شک دل میں چھپائے بیٹھا ہو وہ یہ سن کر کہ اتنی بڑی جیل کے بے حد و حساب مجرموں کو جس میں جن بھی ہوں گے اور انسان بھی ہوں گے صرف انیس کارکن قابو میں رکھیں گے اور ہر ایک کو عذاب بھی دیں گے۔ تو اس کے دل کا شک کھل کر باہر آجائے گا اور اس طرح گنتی کا یہ بیان کرنا ان کے لئے آزمائش بن جائے گا اور جو لوگ اللہ کی قدرت پر یقین رکھتے ہیں ان کو اس میں کوئی عجیب بات معلوم نہ ہوگی۔

○ اور اس گنتی کے بیان کرنے سے اہل کتاب کو بھی یقین آجائے کیوں کہ اہل کتاب یہ بات خوب سمجھتے تھے کہ ہر زمانہ میں اللہ کے نبیوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جو بات اللہ کی طرف سے آئی اس کو لوگوں کی پسند ناپسند کا خیال کئے بغیر جوں کا توں انسانوں تک بغیر جھجک کے پہنچا دیا۔

جیسے اللہ کے رسول حضرت محمد ؐ نے معراج کے عجیب و غریب سفر کو کھلے عام بیان کرنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں کیا اور اس بات کی ذرہ برابر پروا نہیں کی کہ لوگ اس عجیب و غریب واقعہ کو سن کر کیا کہیں گے۔ تو اہل کتاب کے لئے بھی یہ بات قابل یقین ہوگی کہ واقعی پیغمبروں کا طرز عمل اللہ کی بات پہنچانے میں شروع سے یہی رہا ہے۔

○ اور ایمان لانے والوں کا ایمان بڑھے۔ یعنی ایمان لانے والے جب ان کو اللہ کی بات پر یقین اور اعتماد پیدا ہوگا تو اس سے ان کے ایمان کو مزید بالیدگی نصیب ہوگی اور دین پر وفاداری اور زیادہ مضبوط ہوگی۔

اس طرح اہل کتاب اور اہل ایمان ان دونوں کو قرآن کے بیان میں کوئی شک اور تردد نہ رہے گا بلکہ ان کے یقین اور اعتماد میں اور زیادہ اضافہ ہو گا۔ اور ان کو قرآن کی حقیقت پر مزید اعتماد پیدا ہو گا۔ وہ مذاق اڑانے والوں کے مذاق اڑانے سے ذرا دھوکہ نہ کھائیں گے۔

○ البتہ دل کے بیمار یعنی وہ لوگ جو ہمیشہ شک میں مبتلا رہتے ہیں اور بے یقینی کی کیفیت سے گزرتے ہیں۔ ایسے لوگ، اور وہ لوگ، جو سچائی اور حقیقت کا انکار کرنے والے ہیں وہ ضرور یہ کہیں گے کہ بھلا اللہ کا اس عجیب بات سے کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ یعنی ایسا کلام جس میں عقل و فہم سے دور ایسی باتیں کہی جائیں کیا اللہ کا کلام ہو سکتا ہے؟۔ اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں ایسی بے تکی بات نہ ہوتی۔ یہ بات کیسے موزوں ہو سکتی ہے کہ اتنے بڑے عذاب گھر کو کنٹرول کرنے والے اور عذاب دینے والے صرف اُنیس[19] جہنم کے افسر ہوں۔ اس آزمائش میں ایسے لوگوں کی اندر کی بیماری کو بھی کھول کر سامنے رکھ دیا۔

○ اس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے۔ یعنی اپنے کلام میں وہ ایسی باتیں ارشاد فرما دیتا ہے جو امتحان اور آزمائش کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ایک ہی چیز سے بلا استعداد آدمی گمراہ ہو جاتا ہے اور سلیم الطبع راہ پا لیتا ہے۔ جسے ماننا مقصود نہ ہو وہ کام کی بات کو ہنسی مذاق میں اڑا دیتا ہے اور جس کے دل میں خوفِ خدا اور نورِ توفیق ہو اس کے ایمان و یقین میں ترقی ہوتی ہے۔ جو آدمی حق پسند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہدایت بخش دیتا ہے۔ اور جو آدمی خود ہدایت نہیں چاہتا بلکہ اپنے لئے گمراہی پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے گمراہی کے راستے پر دھکیل دیتا ہے۔ کیوں کہ اللہ کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ وہ ہدایت چاہنے والوں کو زبردستی گمراہ کر دے۔ اور گمراہی پسند کرنے والے کو زبردستی کھینچ کر حق کی راہ پر لائے۔

○ فرمایا اور تیرے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں کیسی کیسی مخلوقات پیدا کی ہیں اور کیسی کیسی ان کو صلاحیتیں اور طاقتیں بخشی ہیں۔ اور ان سے وہ کیسا کام لے رہا ہے۔ اللہ کے بے شمار لشکروں کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔

اُنیس تو جہنم کے کارکنوں کے افسروں کی تعداد بتائی گئی ہے۔ اللہ کا کارخانہ اتنا وسیع اور عظیم ہے کہ اس کی کسی ایک چیز کا پورا علم حاصل کر لینا انسان کے بس میں نہیں ہے۔

○ فرمایا، اور اس دوزخ کا ذکر اس کے سوا ایسی غرض کے لئے نہیں کیا گیا کہ لوگوں کو اس سے نصیحت حاصل ہو۔ یعنی دوزخ کا ذکر صرف عبرت و نصیحت کے لئے کہ اس کا حال سن کر لوگ غضبِ الٰہی سے ڈریں اور نافرمانی سے باز آجائیں۔ اور اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچانے کی کوشش کریں۔

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذَا اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾

كَلَّا	وَ الْقَمَرِ	وَالَّيْلِ	اِذَا	اَدْبَرَ	وَالصُّبْحِ	اِذَا	اَسْفَرَ
نہیں نہیں	قسم ہے چاند کی	اور رات	جب	وہ پیٹھ پھیرے	اور صبح	جب	وہ روشن ہو

نہیں نہیں ! قسم ہے چاند کی اور رات کی جب وہ پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب وہ روشن ہو۔

﴿۳۲﴾ كَلَّا اِسْتِفْتَاحٌ بِمَعْنٰى اَلَا وَالْقَمَرِ ○

﴿۳۳﴾ وَاللَّيْلِ اِذَا بِفَتْحِ الذَّالِ دَبَرَ ○ جَاءَ بَعْدَ النَّهَارِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ اِذْ اَدْبَرَ بِسُكُوْنِ الذَّالِ بَعْدَهَا هَمْزَةٌ اَیْ مَضٰى

﴿۳۴﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ○ ظَهَرَ

﴿۳۲﴾ آگاہ رہو، قسم ہے چاند کی

﴿۳۳﴾ اور رات کی جب کہ دن کے بعد آوے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس وقت وہ گزر جاوے۔

﴿۳۴﴾ اور صبح کی جب کہ وہ روشن ہو جاوے۔

تشریح

﴿۳۲﴾ یہ کوئی مذاق اڑانے والی بات نہیں | دوزخ کی بات اور اس کے عذاب کا ذکر کوئی ہوائی بات نہیں، حقیقت اور سچائی ہے۔ یہ ایسی بات نہیں ہے جس کا مذاق اڑایا جائے

جس طرح چاند اللہ کی قدرت کے عظیم نشانات میں سے ایک ہے جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اسی طرح دوزخ بھی اللہ کی قدرت کا ایک نشان ہے۔ اگر چاند کا وجود غیر ممکن نہیں ہے اور وہ تمہارے سامنے ہے تو دوزخ کا وجود کیسے غیر ممکن ہوگیا — چاند کو تم چونکہ اپنی آنکھ سے دیکھتے ہو اس لئے تمہیں حیرت نہیں ہوتی۔ ورنہ تم اگر چاند کو نہ دیکھتے اور تمہیں کوئی بتاتا کہ چاند جیسی ایک چیز ہے تو تمہیں حیرت ہوتی۔ پھر دوزخ کے وجود پر تمہیں حیرت کیوں ہے جس طرح چاند اللہ کی قدرت کی نشانی ہے اسی طرح دوزخ بھی اس کے نشانات میں سے ایک نشان ہے۔

﴿۳۳﴾ اور قسم ہے رات کی جب وہ پلٹتی ہے | جس طرح چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اسی طرح رات اللہ کی قدرت کا عظیم نشان ہے۔ اور جس طرح رات کا آنا اللہ کی نشانی ہے کہ رات آتی ہے تو انسان سکون اور آرام محسوس کرتا ہے دن بھر کی تکان دور ہوتی ہے۔ نیند اس کو چاق وچوبند بنادیتی ہے۔ اسی طرح دوزخ بھی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔

﴿۳۴﴾ اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہوتی ہے | رات کی طرح دن کا ہونا بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے — صبح کی روشنی پھیلتی ہے تو ہر چیز صاف نظر آنے لگتی ہے۔ انسان اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ دن کی دوڑ دھوپ اور مصروفیات شروع ہو جاتی ہیں۔ اگر دن کی روشنی نہ ہوتی تو انسان کے لئے ترقی کے کام کرنا، کھیتی باڑی کرنا، سفر کرنا وغیرہ سب چیزیں مشکل ہو جاتیں۔ رات اور دن کا باقاعدگی سے آنا یہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اسی طرح دوزخ بھی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔

إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ

لِمَنْ	لِّلْبَشَرِ	نَذِيرًا	الْكُبَرِ	لَإِحْدَى	إِنَّهَا
جو کوئی	لوگوں کو	ڈرانے والی	بڑی (آفت)	ایک ہے	بیشک یہ

بیشک وہ (دوزخ) ایک بڑی آفت ہے ۔ لوگوں کو ڈرانے والی ۔ تم میں سے جو

شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿۳۷﴾

يَتَأَخَّرَ	أَوْ	أَن يَتَقَدَّمَ	مِنكُمْ	شَاءَ
پیچھے رہے	یا	کہ وہ آگے بڑھے	تم میں سے	چاہے

کوئی چاہے آگے بڑھے یا وہ پیچھے رہے

﴿۳۵﴾ إِنَّهَا أَيْ سَقَرَ لَإِحْدَى الْكُبَرِ ○ الْبَلَايَا الْعِظَامِ

﴿۳۵﴾ بے شبہ دوزخ بڑی آزمائش کی چیز ہے ۔

﴿۳۶﴾ نَذِيرًا حَالٌ مِنْ إِحْدَى وَ ذُكِّرَ لِأَنَّهَا بِمَعْنَى الْعَذَابِ لِلْبَشَرِ ○

﴿۳۶﴾ ڈرانے والی ہے آدمیوں کو ۔

﴿۳۷﴾ لِمَنْ شَاءَ مِنكُمْ بَدَلٌ مِنَ الْبَشَرِ أَن يَتَقَدَّمَ إِلَى الْخَيْرِ أَوِ الْجَنَّةِ بِالْإِيمَانِ أَوْ يَتَأَخَّرَ ○ إِلَى الشَّرِّ أَوِ النَّارِ بِالْكُفْرِ

﴿۳۷﴾ ان کو جو چاہیں تم میں سے کہ آگے جاویں طرف بھلائی اور جنت کے ایمان لاکر یا پیچھے رہیں طرف برائی کے یا دوزخ کے کفر کرکے ۔

تشریح

﴿۳۵﴾ دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے | جو بڑی بڑی ہولناک اور عظیم الشان چیزیں ظاہر ہونے والی ہیں دوزخ بھی ان میں سے ایک چیز ہے ۔ یہ کوئی مذاق اڑانے والی چیز نہیں ہے کہ اس کو ہنسی کھیل سمجھا جائے ۔

﴿۳۶﴾ دوزخ انسانوں کے لئے ڈراوا ہے | دوزخ ایسی چیز ہے جس سے انسانوں کو ڈرنا چاہیئے اس کا عذاب کوئی معمولی عذاب نہیں ہے انتہائی ہولناک عذاب ہے ۔

﴿۳۷﴾ جس کا دل چاہے عذاب دوزخ سے ڈر کر بھلائی کے راستے پر آگے بڑھے | عذاب دوزخ کے بارے میں بتادیا گیا اور اس سے ڈرا دیا گیا اب جس کا دل چاہے اس سے ڈر کر بھلائی کے راستے پر آگے بڑھے اور جس کا جی چاہے پیچھے ہٹ جائے ۔ نیکی یا بہشت کی طرف آگے بڑھے یا بدی میں پھنسا ہوا پیچھے رہ جائے ۔ دوزخ ڈرنے والی چیز ہے اس کے نتائج قیامت میں ظاہر ہوں گے ۔ اسی لئے ایسی چیزوں کی قسم کھائی اور ان کو بطور دلیل بیان کیا جو قیامت کے مناسب ہیں ۔ جیسے چاند کا پہلے بڑھنا پھر گھٹنا یہ نمونہ ہے اس دنیا کے نشوونما اور اضمحلال وفنا کا ۔ اسی طرح اس دنیا کو آخرت کے ساتھ حقائق کے ظاہر ہونے میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ ۔

گویا اس عالم کا ختم ہوجانا رات کے گذر جانے اور دوسرے عالم کا ظہور صبح کا نور پھیل جانے کے مشابہ ہے ۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی چیزوں کو بطور مثال پیش کرکے آخرت کے حقائق سمجھا دیئے ہیں ۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا أَصْحٰبَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾

كُلُّ نَفْسٍ	بِمَا	كَسَبَتْ	رَهِينَةٌ	إِلَّا	أَصْحٰبَ الْيَمِينِ
ہر شخص	اس کے بدلے جو	اس نے کمایا (اعمال)	گروی	مگر	داہنی طرف والے

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔ مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ)

(۳۸) كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ مَرْهُوْنَةٌ مَاخُوْذَةٌ بِعَمَلِهَا فِي النَّارِ

(۳۸) ہرایک جان مقید ہے ساتھ اس فعل کے جو اس نے کمایا یعنی اس پر مواخذہ موافق اس کے اعمال کے ہوگا اور اس کے سبب وہ دوزخ میں جانے کے مستحق ہوں گے۔

(۳۹) إِلَّا أَصْحٰبَ الْيَمِينِ ۝ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَنَاجُوْنَ مِنْهَا كَائِنُوْنَ

(۳۹) مگر داہنی طرف والے یعنی اہل ایمان کہ وہ نجات پاویں گے دوزخ سے۔

تشریح

(۳۸) ہر شخص اپنے کسب کے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی آدمی سے کچھ ادھار لے اور ادھار دینے والا یہ کہے کہ تمہیں ادھار جب ملے گا کہ تم ضمانت کے طور پر اپنی کوئی چیز میرے پاس گروی رکھ دو تو جب تک وہ ادھار ادا نہ کرے گا اس وقت تک وہ چیز اس شخص کے پاس رہن اور گروی رہے گا جس سے قرض لیا ہے۔ اور اگر مدت گزرنے کے بعد وہ ادھار ادا نہ کرے تو جو چیز اس نے گروی رکھی ہے وہ ضبط ہو جاتی ہے۔

اللہ کے اور بندے کے درمیان جو معاملہ ہے اس کی نوعیت اسی قسم کی ہے۔ اللہ نے انسان کو زندگی گزارنے کے لئے جو سامان عطا کئے ہیں، اس کو جو صلاحیتیں دی ہیں اور ان کے برتنے کا اختیار دیا ہے۔ یہ گویا ایک قرض ہے جو مالک نے اپنے بندے کو دیا ہے اور اس قرض کی ضمانت کے طور پر بندے کا نفس اللہ کے پاس گروی ہے۔

اگر بندہ اللہ کی دی ہوئی طاقتوں کو صحیح طریقے پر استعمال کر کے وہ نیکیاں کمائے جن سے یہ قرض ادا ہو سکتا ہے تو وہ اپنے گروی رکھے ہوئے نفس کو چھڑا لے گا ورنہ اسے ضبط کر لیا جائے گا۔

اس طرح ہر شخص اپنے عمل کے بدلے میں اللہ کے پاس اپنے آپ کو گروی رکھے ہوئے ہے۔

(۳۹) داہنے ہاتھ والے رہن میں پھنسے ہوئے نہیں ہیں۔ داہنے ہاتھ والے جنھوں نے نیک کام کئے ہیں وہ اپنے آپ کو اس رہن سے چھڑا لیں گے وہ رہن میں پھنسے ہوئے نہ رہیں گے۔

داہنی طرف والے وہ لوگ ہیں جو میثاق کے دن حضرت آدم کی پشت سے داہنی طرف سے نکلے تھے اور دنیا میں بھی سیدھی چال چلتے رہے، نیکی کی راہ اختیار کی اپنے رب کی فرماں برداری کی اور میدان حشر میں بھی عرش کے داہنی طرف کھڑے ہونگے۔ ان کے نامۂ اعمال بھی داہنے ہاتھ میں دیئے گئے وہ لوگ قید میں پھنسے ہوئے نہیں ہیں۔

فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ مَاسَلَکَکُمْ

فِیْ جَنّٰتٍ	یَتَسَآءَلُوْنَ	عَنِ	الْمُجْرِمِیْنَ	مَاسَلَکَکُمْ
باغات میں	وہ پوچھیں گے	سے	گنہگاروں	کیا چیز) تمہیں لے گئی

باغات میں (ہوں گے) وہ گنہگاروں سے پوچھیں گے، تمہیں جہنم میں کیا چیز

فِیْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ

فِیْ سَقَرَ	قَالُوْا	لَمْ نَكُ	مِنَ	الْمُصَلِّیْنَ	وَلَمْ نَكُ
جہنم میں	وہ کہیں گے	ہم نہ تھے	سے	نماز پڑھنے والے	اور نہ تھے ہم

لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور ہم محتاجوں

نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ﴿۴۵﴾

نُطْعِمُ	الْمِسْکِیْنَ	وَکُنَّا ۔ نَخُوْضُ	مَعَ	الْخَآئِضِیْنَ
ہم کھانا کھلاتے	محتاجوں	اور ہم تھے (بیہودہ باتوں میں) دھنسے رہتے	ساتھ	بیہودہ باتوں میں لگے رہنے والے

کو کھانا نہ کھلاتے تھے۔ اور ہم بیہودہ باتوں میں لگے رہنے والوں کے ساتھ بیہودہ باتوں میں دھنسے رہتے تھے۔

﴿۴۰﴾ فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ ○ بَیْنَہُمْ
﴿۴۰﴾ داخل ہوں گے جنت میں آپس میں سوال کریں گے

﴿۴۱﴾ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ○ وَحَالُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ لَهُمْ بَعْدَ اِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِیْنَ مِنَ النَّارِ
﴿۴۱﴾ مجرموں کے حال سے اور ان سے کہیں گے بعد اس کے کہ اہل توحید دوزخ سے نکالے جاویں گے کہ

﴿۴۲﴾ مَا سَلَکَکُمْ اَدْخَلَکُمْ فِیْ سَقَرَ ○
﴿۴۲﴾ تم کو کس چیز نے دوزخ میں ڈالا۔

﴿۴۳﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ○
﴿۴۳﴾ وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

﴿۴۴﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ○
﴿۴۴﴾ اور محتاج کو کھانا نہ کھلاتے تھے۔

﴿۴۵﴾ وَکُنَّا نَخُوْضُ فِی الْبَاطِلِ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ○
﴿۴۵﴾ اور اہل باطل کے ساتھ ہو کر باطل میں خوض اور فکر کرتے تھے۔

تشریح

﴿۴۰﴾ جنت کے باغوں میں آزاد ہیں | یہ لوگ جنت کے باغوں میں آزاد ہیں اور نہایت بے فکر ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے یا فرشتوں سے گنہگاروں کا حال پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ کہاں گئے نظر نہیں پڑتے۔

﴿۴۱﴾ جنت والوں کا دوزخ والوں سے سوال | جنت اور دوزخ ایک دوسرے سے ہزاروں لاکھوں میل دور ہوں گی۔ مگر اہل جنت اور اہل دوزخ ان فاصلوں کے باوجود جب چاہیں گے ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے اور ایک دوسرے سے براہ راست بات چیت کر سکیں گے۔ جب وہ سنیں گے کہ گنہگاروں کو دوزخ میں داخل کیا گیا ہے تو جنت والے ان گنہگاروں کی طرف متوجہ ہو کر یہ سوال کریں گے۔

(۴۲) تم دوزخ میں کیسے پہنچ گئے | تم لوگ تو بڑے سمجھدار اور سوجھ بوجھ والے تھے تم اس دوزخ کی آگ میں کیسے آ پڑے وہ کیا چیز تھی جو تمہیں دوزخ میں لے آئی۔ تم نے کون سے ایسے کام کئے تھے جس کی وجہ سے تمہیں دوزخ میں آنا پڑا۔

(۴۳) اہل دوزخ کا جواب ہم نماز نہ پڑھتے تھے وغیرہ | اس پر اہل دوزخ جواب دیں گے کہ:۔
○ ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ ○ مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ ○ حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے۔ ○ روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔

◎ دوزخ والے اپنا پہلا جرم یہ بتائیں گے کہ انھوں نے اللہ کا حق نہیں پہچانا۔ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے بعد خدا پرست انسان پر جو پہلی ذمہ داری آتی ہے وہ ہے نماز۔ نمازیوں میں سے ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ ایمان لانے والوں میں شامل ہے۔ لیکن نمازیوں میں سے نہ ہونے کو دوزخ میں جانے کا سبب بتاکر یہ بات معلوم ہو گئی کہ اگر انسان تارکِ نماز ہو تو ایمان لاکر بھی دوزخ سے بچ نہیں سکتا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ

(جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کافرانہ حرکت کی۔)

نماز حقوق اللہ میں سے ایمان کے بعد سب سے مقدم اور سب سے اہم حق ہے۔

(۴۴) دوسرا جرم مسکین کو کھانا نہ کھلانا | جنت والوں کے سوال پر اہل دوزخ نے اپنا جرم یہ بتایا کہ ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ کسی انسان کو بھوک میں مبتلا دیکھ کر قدرت کے باوجود کھانا نہ کھلانا اسلام کی نظر میں اتنا بڑا جرم ہے کہ دوزخ میں جانے کے اسباب میں اس سبب کا بھی ذکر کیا ہے۔ انسانی ہمدردی کا یہ ادنیٰ تقاضا ہے کہ کسی کا دکھ دور کیا جائے۔ کسی کی مدد کی جائے۔ انھوں نے نہ اللہ کا حق پہچانا نہ بندوں کی خبر لی۔

(۴۵) حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ شامل رہے | جنت والوں کے سوال کے جواب میں دوزخ والوں نے اپنا تیسرا جرم یہ بتایا کہ ہم حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی انھیں کی طرح باتیں بنانے لگتے تھے جس طرح دوسرے لوگ حق کے خلاف بحثیں کرتے تھے ہم بھی انھیں کے ساتھ لگ جاتے تھے اور ان کی صحبت میں رہ کر ہم بھی شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خود بھی حق کے علم بردار ہو اور حق کے معاملے میں دوسروں کے ساتھ تعاون کرو۔ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سورۂ والعصر میں ارشاد ہوا کہ وہی لوگ کامیاب ہیں اور نقصان سے بچے ہوئے ہیں جو ایمان لائے، انھوں نے عمل صالح کئے، ایک دوسرے کے ساتھ حق کے معاملے میں تعاون کیا اور ایک دوسرے کو حق پر ثابت قدمی اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

حکم یہ دیا گیا ہے کہ ہر حال میں عدل و انصاف پر قائم رہو۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں حق و انصاف کے راستے سے ہٹا نہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خیر امت اسی لئے بنایا ہے کہ یہ حق کا پرچم بلند کرنے والی اور دنیا کو انسانیت کی راہ دکھانے والی امت مسلمہ ہے۔ تو یہ جرم کوئی معمولی جرم نہ تھا کہ ان کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے جو حق کے خلاف باتیں بناتے تھے۔ اور یہ بھی عذاب دوزخ کا ایک سبب بنا۔

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ

وَكُنَّا + نُكَذِّبُ	بِيَوْمِ + الدِّيْنِ	حَتّٰىٓ	اَتٰىنَا	الْيَقِيْنُ	فَمَا تَنْفَعُهُمْ
اور ہم جھٹلاتے تھے	روز جزا و سزا کو	یہاں تک کہ	ہمیں آگئی	موت	اور انھیں نفع نہ دیا

اور ہم روز جزا و سزا کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی سو انھیں سفارش

شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾

شَفَاعَةُ	الشّٰفِعِيْنَ	فَمَا لَهُمْ	عَنِ	التَّذْكِرَةِ	مُعْرِضِيْنَ
سفارش	سفارش کرنے والوں	تو انھیں کیا ہوا	سے	نصیحت	منھ پھیرتے ہیں

کرنے والوں کی سفارش نے نفع نہ دیا تو انھیں کیا ہوا کہ وہ نصیحت سے منھ پھیرتے ہیں

كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾

كَاَنَّهُمْ	حُمُرٌ	مُّسْتَنْفِرَةٌ	فَرَّتْ	مِنْ قَسْوَرَةٍ	
گویا کہ وہ	گدھے	بھاگے ہوئے	بھاگے جاتے ہیں	شیر سے	

گویا کہ وہ بھاگے ہوئے گدھے ہیں بھاگے جاتے ہیں شیر سے

﴿۴۶﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ اَلْبَعْثِ وَالْجَزَاءِ

﴿۴۷﴾ حَتّٰىٓ اَتَانَا الْيَقِيْنُ ○ اَلْمَوْتُ

﴿۴۸﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ ○ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْاَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالْمَعْنٰى لَاشَفَاعَةَ لَهُمْ

﴿۴۹﴾ فَمَا مُبْتَدَأٌ لَهُمْ خَبَرُهٗ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ وَانْتَقَلَ ضَمِيْرُهٗ اِلَيْهِ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ○ حَالٌ مِنَ الضَّمِيْرِ وَالْمَعْنٰى اَىُّ شَىْءٍ حَصَلَ لَهُمْ فِىْ اِعْرَاضِهِمْ عَنِ الْاِتِّعَاظِ

﴿۵۰﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ○ وَحْشِيَّةٌ

﴿۵۱﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ○ اَسَدٍ اَىْ هَرَبَتْ مِنْهُ اَشَدَّ الْهَرَبِ

﴿۴۶﴾ اور قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے حشر اور جزا و سزا کا انکار کرتے تھے۔

﴿۴۷﴾ یہاں تک کہ آئی ہم کو موت۔

﴿۴۸﴾ سو نہ فائدہ دے گی ان کو سفارش، سفارش کرنے والوں کی فرشتوں اور پیغمبروں اور صالحین کی۔ یعنی ان کی سفارش کوئی نہ کرے گا۔

﴿۴۹﴾ سو کیا حال ہے ان کا کہ وہ لوگ نصیحت سے منھ موڑتے ہیں۔

﴿۵۰﴾ گویا کہ وہ گدھے ہیں وحشی کہ

﴿۵۱﴾ بھاگے ہیں شیر سے۔

تشریح

﴿۴۶﴾ ہم روز جزا کو جھٹلاتے تھے | جنت والوں کے سوال کرنے پر اہل دوزخ نے اپنا چوتھا جرم یہ بتایا کہ ہم روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے

تھے ہم کو یقین نہ ہوا کہ انصاف کا دن بھی آنے والا ہے۔ وہ دن جس میں انسانوں کے اعمال کا پورا پورا فیصلہ ہوگا اور مالک یوم الدین روز جزا اور فیصلے کے دن کا مالک حق و انصاف کے ساتھ ہر معاملے کا صحیح صحیح فیصلہ فرمائیں گے۔

(۴۷) یہاں تک کہ یقینی چیز ہمارے سامنے آگئی | ہم اسی روش پر قائم رہے یہاں تک کہ وہ یقینی چیز ہمارے سامنے آگئی جس سے ہم غافل تھے۔ موت کی گھڑی سر پر آپہنچی اور آخرت کا یہ دن بھی دیکھنا پڑا جس میں اعمال کا فیصلہ ہوا اور آنکھوں سے دیکھ کر ان باتوں کا یقین حاصل ہوا جن کو جھٹلایا کرتے تھے۔

(۴۸) سفارش کرنے والوں کی سفارش ایسے لوگوں کے کسی کام نہ آئے گی | اللہ تعالیٰ اس کائنات کے حاکم مطلق ہیں ان کے اختیارات میں کوئی کسی طرح سے شریک نہیں ہے کسی کے پاس وہ علم نہیں ہے جس سے نظام کائنات اور اس کی مصلحتوں کو سمجھ سکے۔ کائنات کی تمام حقیقتوں پر کسی کی نظر نہیں ہے اگر کسی کی مداخلت یا سفارش چل سکے تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہوجائے۔

بندے کے علم کا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنی ذاتی مصلحتوں کو بھی سمجھنے کا اہل نہیں ہے اس کی مصلحتوں کو بھی اللہ تعالیٰ ہی پوری طرح جانتے ہیں۔ اور بندوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اللہ کی رہنمائی پر اعتماد کریں جو علم کا اصل سرچشمہ ہے ــــ اس لئے اللہ کے دربار میں کسی کا زور نہیں چلتا اور اس مالکِ ارض و سما کے سامنے بلا اجازت کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

بندے نے جو عمل کئے ہیں وہ کیا کیا کئے ہیں، چھپ کر کئے ہیں کھل کر کئے ہیں، کس نیت سے کئے ہیں اس کا پورا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

اس لئے اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو کسی کو سفارش کی اجازت دیں گے۔ اور اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہ کرسکے گا۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

ایسے لوگ جنھوں نے مرتے دم تک یہ روش اختیار کئے رکھی ان کے حق میں اگر کوئی سفارش کرنے والا سفارش کرے بھی تو اسے معافی نہیں مل سکتی۔

(۴۹) آخر یہ لوگ نصیحت سے منہ کیوں موڑ رہے ہیں | ساری باتیں ان کو کھول کھول کر بتائی جارہی ہیں سمجھا یا جا رہا ہے کہ اگر ایسے عمل کروگے تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ مگر نصیحت سن کر یہ ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ سننا بھی نہیں چاہتے ــ آخر ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے ؟

(۵۰) ان کی مثال ایسی ہے جیسے جنگلی گدھے ڈر سے بھاگ رہے ہوں | جنگلی گدھوں کا خاصہ ہے کہ خطرہ بھانپتے ہی وہ اس طرح بدحواس ہو کر بھاگتے ہیں کہ کوئی دوسرا جانور اس طرح نہیں بھاگتا۔

بدحواس بھاگنے والوں کو ان جنگلی گدھوں سے تشبیہ دی جاتی ہے جو شیر کی بو یا شکاریوں کی آہٹ پاتے ہی بھاگ پڑے ہوں۔

اسی طرح یہ لوگ حق کا شور یا شیرانِ خدا کی آواز سن کر جنگلی گدھوں کی طرح بدحواس ہو کر بھاگ رہے ہیں۔

(۵۱) شیر کے ڈر سے بھاگنے والے گدھے | یہ ان گدھوں کی طرح ہیں جو شیر کے ڈر سے بھاگے جا رہے ہیں اور ایسے بدحواس ہیں کہ ان کو کچھ ہوش نہیں ہے۔

بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾

بَلْ	يُرِيْدُ	كُلُّ + امْرِئٍ	مِّنْهُمْ	اَنْ يُّؤْتٰى	صُحُفًا	مُّنَشَّرَةً
بلکہ	چاہتا ہے	ہر آدمی	ان میں سے	کہ وہ دیئے جائیں	صحیفے	کھلے ہوئے

بلکہ ان میں سے ہر آدمی چاہتا ہے کہ اُسے دیئے جائیں صحیفے کھلے ہوئے

﴿۵۲﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ○
اَیْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاِتِّبَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ

﴿۵۲﴾ بلکہ ان میں سے ہر ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کو صحیفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلے ہوئے ملیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے یعنی جب پیروی کریں جب ہم کو صحیفے اللہ کے پاس سے ملیں جیسا کہ انہوں نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لاویں گے یہاں تک کہ تو اتارے ہم پر کتاب جس کو ہم پڑھیں۔

تشریح

﴿۵۲﴾ منکرینِ حق کے عجیب و غریب مطالبے | حضرت محمدؐ کو اللہ کا رسول ماننے کے لئے جو مطالبے کئے جاتے تھے وہ بڑے عجیب عجیب ہوتے تھے۔

ان کا ایک مطالبہ قرآن مجید کی سورۂ انعام آیت ۱۲۴ میں اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ:-

لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ

(ہم نہ مانیں گے جب تک کہ وہ چیز خود ہم کو نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔)

یعنی فرشتہ خود ہمارے پاس آئے اور براہِ راست ہم سے یہ کہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ مطالبہ نقل کیا ہے کہ: اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ (آیت ۹۳)

(یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔ اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔)

اسی طرح ایک مطالبہ مذکورہ آیت میں نقل کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اس کے نام کھلے خط بھیجے جائیں۔ یعنی یہ چاہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے واقعی محمدؐ کو اپنا نبی مقرر فرمایا ہے تو وہ مکے کے ایک ایک سردار کے نام ایک خط لکھ کر بھیجے کہ محمدؐ ہمارے نبی ہیں تم ان کی پیروی قبول کرو۔ اور یہ خط ایسے ہوں جنھیں دیکھ کر یقین آجائے کہ یہ خط اللہ ہی نے لکھ کر بھیجے ہیں۔

اس طرح کے عجیب و غریب مطالبے اور مضحکہ خیز باتیں ان لوگوں کی طرف سے آتی تھیں۔ جنھوں نے گویا یہ طے کر رکھا تھا کہ ہمیں ماننا نہیں ہے۔

ان لوگوں کو جواب دیا گیا ہے جو اگلی آیت میں نقل ہوا ہے۔

كَلَّا ۖ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّآ

كَلَّآ	بَلْ	لَا يَخَافُوْنَ	الْاٰخِرَةَ	كَلَّآ
ہرگز نہیں	بلکہ	وہ نہیں ڈرتے	آخرت	ہرگز نہیں

ہرگز نہیں بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے ہرگز نہیں

اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿٥٥﴾

اِنَّهٗ	تَذْكِرَةٌ	فَمَنْ	شَآءَ	ذَكَرَهٗ
بیشک یہ	نصیحت	سو جو	چاہے	اسے یاد رکھے

بیشک یہ نصیحت ہے سو جو چاہے اسے یاد رکھے

وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

وَمَا يَذْكُرُوْنَ	اِلَّآ	اَنْ	يَّشَآءَ اللّٰهُ
اور وہ یاد نہ رکھیں گے	مگر	یہ	اللہ چاہے

اور وہ یاد نہ رکھیں گے مگر یہ کہ اللہ چاہے

ع ۲ ۲۵ ۱۶

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

هُوَ	اَهْلُ التَّقْوٰى	وَ	اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ
وہی	ڈرنے کے لائق	اور	مغفرت کے لائق

وہی ہے ڈرنے کے لائق اور مغفرت کے لائق۔

﴿٥٣﴾ كَلَّا ردع عما أرادوه
بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ○
أي عذابها

﴿٥٣﴾ ہرگز ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہوگا۔
بلکہ وہ نہیں ڈرتے عذاب آخرت سے

﴿٥٤﴾ كَلَّآ استفتاح اِنَّهٗ أي القرآن
تَذْكِرَةٌ ○ عظة

﴿٥٤﴾ خبردار ہو بے شک یہ قرآن نصیحت ہے۔

﴿٥٥﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ○
قرأه فاتعظ به

﴿٥٥﴾ سو جو کوئی چاہے اس کو پڑھے اور نصیحت حاصل کرے۔

(۵۶) وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ○

(۵۶) وہ نہیں نصیحت قبول کرسکتے مگر یہ کہ چاہے اللہ

وہ اہل تقویٰ اور اہل بخشش ہے یعنی اس سے ڈرنا چاہیئے اور وہ بخشتا ہے اس کو جو اس سے ڈرے۔

تشریح

(۵۳) یہ لوگ آخرت سے بے خوف ہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس کی ضرورت بھی نہیں ہے اور ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ ہے بھی نہیں کہ ان کے مطالبے پورے نہیں کئے جاتے۔ اُن کی یہ درخواستیں اس لئے نہیں ہیں کہ اگر ان کو مان لیا جائے تو یہ لوگ ایمان لے آئیں گے۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان میں حق کی طلب نہیں ہے، اور یہ آخرت سے بے خوف ہیں۔ انھوں نے سب کچھ اسی دنیا کو سمجھ رکھا ہے اور انھیں یہ خیال ہی نہیں ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ہے جہاں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

یہ حق و باطل کے مسئلے کو قابلِ غور سمجھتے ہی نہیں ہیں اس لئے کہ ان کو دنیا میں کوئی ایک حق نظر نہیں آتا جس کی پیروی کرکے دنیا میں اچھا نتیجہ نکل سکتا ہو اور نہ کوئی ایسا باطل نظر آتا ہے جس پر چل کر دنیا میں برا نتیجہ نکلتا ہو۔

جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔ اور یہ تسلیم کرتا ہو کہ آخرت کی زندگی ابدی ہے ہمیشہ رہنے والی ہے وہ یہ غور کرے گا کہ وہ کون سے کام ہیں جن کا نتیجہ آخرت میں برا نکلے گا اور کون سے کام ہیں جن کا نتیجہ آخرت میں اچھا نکلے گا۔

اس لئے اصل سوال یہ ہے کہ انسان میں حق کی طلب پیدا ہو اچھائی یا برائی کی تمیز ہو اور پھر وہ غور و فکر سے کام لے اور حق کے راستے پر چلنے کی کوشش کرے۔ جو لوگ جانوروں کی طرح زندگی گذار رہے ہیں کھانے پینے اور عیش میں لگے ہوئے ہیں ان کے لئے یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ اگر آپ ان کے سامنے معقول سے معقول بات رکھ دیں گے تب بھی وہ ماننے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ سورۂ انعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

(اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب بھی اتار دیتے۔ اور لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوکر بھی دیکھ لیتے تب بھی جنھوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے)

(۵۴) قرآن ایک نصیحت ہے | اس قسم کے بیہودہ مطالبے قابل توجہ نہیں ہیں نہ ان کو پورا کیا جائے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک کو الگ الگ ایک کتاب اس کے ہاتھ میں پکڑائی جائے۔

قرآن ایک نصیحت ہے۔ یہ زندگی کے حقائق سے باخبر کرتی ہے۔ یہ انسان کو بتاتی ہے کہ اس کا مقام کیا ہے، اس کائنات میں اس کی حیثیت کیا ہے اس کی زندگی کا مقصد اور نصب العین کیا ہے اور یہ مقصدِ حیات کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ چوں کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس دنیا کی زندگی میں ایک محدود آزادی دی ہے اور اس کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی ہے۔ اس لئے یہ اس کا کام ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرے۔ سوچے سمجھے اور خود اپنے بارے میں فیصلہ کرے کہ اسے کس راہ پر چلنا ہے۔

(۵۵) جس کا جی چاہے سبق حاصل کرے | اللہ تعالےٰ نے نصیحت کے لئے اور خبردار کرنے کے لئے اپنے رسول کو مقرر کر دیا ہے۔ اپنی کتاب بھیج دی ہے۔ اب جس کا جی چاہے اس سے سبق حاصل کرے ـــــــ ،

انسان کو آزادی ہے اللہ نے اس کو علم دیا ہے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی ہے۔ ارادے کی قوت اور فیصلے کی طاقت دی ہے۔ وہ اپنے ارادے اور مشیت سے کام لے تو یقیناً یہ کتاب اس کی رہنمائی کرے گی۔

(۵۶) بندے کا فعل اللہ کی مشیت اور توفیق سے ہی مکمل ہوتا ہے | اللہ تعالےٰ اس کائنات کے پیدا کرنے والے بھی ہیں اور اس کے حاکم اور چلانے والے اور مدبر بھی ہیں۔ اس جہان کا نظم ٹھیک اسی لئے قائم ہے کہ اللہ کی مشیت ہر چیز پر غالب ہے جب تک وہ نہ چاہے بندے کا کوئی فعل اس کی مشیت اور توفیق کے بغیر پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ انسان جو کچھ بھی کرنا چاہے وہ اسی وقت کر سکتا ہے جب کہ اللہ بھی یہ چاہے کہ انسان کو یہ کام کرنے دیا جائے۔ انسان کے اندر حق کی طلب ہو اور وہ سچائی پر چلنے کا ارادہ کرے تو اللہ کی حکمت اگر ہوتی ہے تو انسان کی یہ طلب اور ارادہ عملی شکل اختیار کر لیتا ہے ـــ اللہ تعالیٰ اپنی عظیم حکمتوں اور مصلحتوں کے مطابق جس خواہش کو جب اور جس قدر اور جس شکل میں پورا کرنے کا موقع دیتا ہے انسان اسے اسی حد تک پورا کر سکتا ہے اور اللہ کا چاہنا نہ چاہنا یہ سب ان حکمتوں پر مبنی ہے جن کا احاطہ کوئی بشر نہیں کر سکتا۔

وہی ہر شخص کی استعداد اور لیاقت کو پوری طرح جانتا ہے اور اس کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی لئے آیت مذکورہ میں ارشاد ہوا کہ یہ کوئی سبق حاصل نہ کریں گے۔ اِلاَّ یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔ یعنی ان کا چاہنا جب اللہ کی مشیت کے ساتھ مل جائے گا تبھی وہ حاصل کریں گے۔

اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے جو کہا جا رہا ہے وہ اس لئے نہیں ہے کہ اللہ کو اس کی ضرورت ہے۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ کا کوئی نقصان ہو گا ـــ بلکہ یہ نصیحت کہ تم اللہ کو راضی کرو اس لئے کی جا رہی ہے کہ اللہ کا یہ حق ہے کہ بندے اس کی رضا چاہیں اور اس کی مرضی کے خلاف نہ چلیں

اور یہ اللہ ہی کو زیب دیتا ہے کہ بندے نے چاہے کتنی ہی نافرمانیاں کی ہوں جب وہ اپنی روش سے باز آجائے اور اللہ کی رضا کا طلب گار ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے اپنا دامنِ رحمت

کھول دیتا ہے۔

اس کے اندر کوئی جذبۂ انتقام نہیں ہے کہ وہ قصور واروں سے درگزر نہ کرے اور انہیں سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے۔ آدمی نے کتنے بھی گناہ کئے ہوں جب وہ اس سے ڈرے گا، نیکی کی راہ پر چلے گا وہ اس کے سب گناہ بخش دے گا اور اس کی توبہ قبول کرے گا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آں حضرتؐ نے اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ تمہارا رب کہتا ہے:۔

اِنِ اتَّقٰی فَلَا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئٌ
فَاِذَا اتَّقَانِیَ الْعَبْدُ فَاِنَّا اَھْلٌ اَنْ اَغْفِرَلَہٗ

یعنی میں اس کے لائق ہوں کہ بندہ مجھ سے ڈرے۔ اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

جب بندہ مجھ سے ڈرا اور شرک سے پاک ہوا تو میری شان یہ ہے کہ میں اس کے گناہوں کو بخش دوں۔

۷۵ اَلْقِيٰمَة

ترتیب تلاوت ـــــ ۷۵	ترتیب نزول ـــــ ۳۱
مکی / مدنی ـــــ مکیّ	تعداد رکوعات ـــــ ۲
تعداد آیات ـــــ ۴۰	تعداد الفاظ ـــــ ۱۶۴
تعداد حروف ـــــ ۶۸۲	

○ سورت کی پہلی آیت میں لفظ "اَلْقِیٰمَة" کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ یہ سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضامین کا عنوان بھی۔ کیوں کہ اس پوری سورت میں قیامت کے موضوع پر ہی خطاب کیا گیا ہے۔

○ سورت کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکہ مکرمہ کے ابتدائی زمانے کی نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے۔

○ آیت ۱۶ سے آیت ۱۹ تک سلسلۂ کلام کو بیچ میں توڑتے ہوئے یہ فرمایا گیا کہ آپ وحی کو یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں اس کو یاد کرانا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے۔
حضرت جبرئیلؑ جس وقت آپؐ کو یہ سورت سُنا رہے تھے تو آپؐ اس خیال سے کہ کہیں بعد میں بھول

نہ جائیں اس کے الفاظ اپنی زبان مبارک سے دہراتے چلے جا رہے تھے۔

سورۂ طٰہٰ میں بھی اسی طرح کی بات ارشاد ہوئی ہے۔ فرمایا:۔

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ (آیت۔ ۱۱۴)

(قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک پوری وحی تمہاری طرف نہ پہنچ جائے۔)

اسی طرح سورۂ اعلیٰ میں آپ کو اطمینان دلایا گیا کہ:۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى۔ (آیت ۶)

(ہم عنقریب تم کو پڑھوا دیں گے پھر تم بھولو گے نہیں۔)

جب وحی آتی تھی تو آپؐ اس خیال سے کہ میں اس کو بھول نہ جاؤں، اپنی زبان سے دہرانے لگتے تھے۔ اس لئے آپ کو اطمینان دلایا گیا کہ آپ مطمئن رہیں اس کا پڑھوانا اور یاد کرانا ہمارا کام ہے۔ اس کے بعد پھر آپ کو یہ ہدایت دینے کی ضرورت نہ رہی اور آپ وحی کو اخذ کرنے کے عادی ہو گئے۔

○ اس جملۂ معترضہ کے بعد آیت نمبر ۲۰ سے پھر وہی مضمون اور موضوع شروع ہو گیا جو سورت کے آغاز سے چل رہا تھا ـــــ یہاں سے لے کر کلام اللہ کے آخر "سورہ والناس" تک جو سورتیں پائی جاتی ہیں یہ سورہ مدثر کی ابتدائی سات آیتوں کے بعد جو وحی کے نازل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا تھا تو پے در پے یہ سورتیں نازل ہوتی گئیں۔

ان سورتوں کی خصوصیت یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے فقروں میں نہایت مؤثر اور جامع طریقے سے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے اور توحید و آخرت کو نہایت مضبوط دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو لوگ ان چیزوں کا انکار کرتے ہیں وہ صرف اس لئے ہے کہ ان کے نفس کی خواہشات اور ان کی جھوٹی انا اس کے ماننے میں رکاوٹ بنتی ہے۔

اٰیَاتُھَا ۴۰	۷۵ = سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ = ۳۱	فِیْھَا رُکُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ① وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ ②

لَآ اُقْسِمُ	بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ	وَلَآ اُقْسِمُ	بِالنَّفْسِ	اللَّوَّامَۃِ
میں قسم کھاتا ہوں	قیامت کے دن کی	اور میں قسم کھاتا ہوں	دل کی	اپنے اوپر ملامت کرنے والے

میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور میں اپنے اوپر ملامت کرنے والے دل کی قسم کھاتا ہوں

سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ
اَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① لَا زَائِدَۃٌ فِی الْمَوْضَعَیْنِ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ○

② وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ ○ اَلَّتِیْ تَلُوْمُ نَفْسَہَا وَاِنِ اجْتَہَدَتْ فِی الْاِحْسَانِ وَجَوَابُ الْقَسَمِ مَحْذُوْفٌ اَیْ لَتُبْعَثُنَّ دَلَّ عَلَیْہِ

سورۃ القیمۃ مکی ہے اس سورت میں چالیس آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ الخ
قسم ہے قیامت کے دن کی۔

② اور قسم ہے اس جان کی جو اپنے آپ کو ملامت کرتی ہے اگرچہ وہ کیسی ہی نیکیاں کرے۔
جواب قسم محذوف ہے یعنی بالیقین تم اٹھائے جاؤگے۔

تشریح

① **قیامت برحق ہے** | منکرین کا قیامت کا انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ قیامت آکر رہے گی اس کا آنا عقل سے بھی ثابت ہے۔ عقل کہتی ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں تغیر اور تبدیلی ہے اور ہر بدلنے والی چیز فانی اور حادث ہوتی ہے اس لئے یہ دنیا بھی ایک دن فنا ہو جائے گی۔ اس کے فنا ہونے کا نام ہی قیامت ہے یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ دوسرے فطری قاعدے پر ایک اور عالم برپا کریں گے جس کا نام عالم آخرت ہے تمام انسان دوبارہ زندہ کئے جائیں گے دنیا میں ان کے کئے ہوئے اعمال کا حساب ہوگا۔ اعمال کے مطابق جزا اور سزا ہوگی۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا اٹل قانون ہے جس طرح موت برحق ہے اسی طرح قیامت بھی برحق ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا یہ بھی برحق ہے۔

ایک وقت تھا کہ یہ دنیا نہ تھی پھر ایک وقت آئے گا کہ یہ دنیا نہ رہے گی اس کی ایک ابتدا بھی ہے اور ایک انتہا بھی۔ اس لئے اللہ نے قیامت کے واقع ہونے پر خود قیامت کی ہی قسم کھائی ہے۔

(۲) ملامت کرنے والے نفس کی قسم | انسان کے نفس کے کئی پہلو ہیں۔ اس کا ایک پہلو ہے کہ وہ اللہ کی فرماں برداری میں اور اس کی عبادت و بندگی میں خوشی محسوس کرتا ہے اور اس کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ نفس کی اسی حالت کا نام نفس مطمئنہ ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ہے۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (الفجر آیت ۲۷-۲۸)

(اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف چل اس حال میں کہ تو اپنے انجام نیک سے خوش اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ ہے۔)

نفس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ دنیا کی لذت اور خواہشات میں پھنس کر بدی کی طرف رغبت کرتا ہے اور شریعت کی پیروی سے جی چراتا ہے۔ اس کو نفس امارہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ وہ آدمی کو برائی کی طرف لے جاتا ہے۔ سورۂ یوسف میں ہے۔

وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (آیت ۵۳)

(میں کچھ اپنے نفس کی برات نہیں کرتا ہوں نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے الا یہ کہ میرے نفس پر میرے رب کی رحمت ہو۔)

اس بات کے لئے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اس کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور وہ اپنے کئے کا اچھا یا برا نتیجہ دیکھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے نفس لوامہ کو یعنی نفس کی وہ کیفیت جس میں گناہ کے بعد شرمندگی اور پچھتاوے کا احساس ہوتا ہے بطور شہادت کے پیش کیا ہے۔

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو اپنے اندر ضمیر نام کی چیز نہ رکھتا ہو اس ضمیر میں لازماً بھلائی اور برائی کا احساس پایا جاتا ہے انسان چاہے کتنا ہی بگڑا ہوا ہو اس کا ضمیر برائی کرنے پر ٹوکتا ہے۔ ضمیر کی یہ کھٹک بتاتی ہے کہ انسان کا ایک اخلاقی وجود ہے اور اس کے اندر فطری طور پر اچھائی اور برائی کا شعور پایا جاتا ہے۔ جب انسان کے اندر نفس لوامہ کی موجودگی اور ضمیر کی خلش ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ تو پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ یہی نفس لوامہ ایسی شہادت ہے جو موت کے بعد زندگی کی خود انسان کی فطرت میں موجود ہے۔

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان جن اچھے اور برے کاموں کا ذمہ دار ہے اس کی جزا اور سزا اس کو ملنی چاہئے ___ مگر یہ تقاضا صرف موت کے بعد زندگی کی صورت میں ہی پورا ہوسکتا ہے۔

اگر آدمی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہ ہو اور معدوم ہو جائے تو کتنی ہی اس کی ایسی نیکیاں ہوں گی جن کا اجر پانے سے وہ محروم رہ جائے گا۔ اور انسان کی کتنی ہی ایسی برائیاں ہوں گی جن کی سزا پانے سے وہ بچ جائے گا۔

اس لئے موت کے بعد دوسری زندگی جو نیتیجے کی زندگی ہے عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے خود انسانی ضمیر اور نفس لوامہ کو بطور شہادت پیش کیا ہے۔

أَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ③ بَلٰى قَادِرِيْنَ

أَيَحْسَبُ	الْاِنْسَانُ	اَلَّنْ + نَّجْمَعَ	عِظَامَهٗ	بَلٰى + قَادِرِيْنَ
کیا گمان کرتا ہے	انسان	کہ ہم ہرگز جمع نہ کریں گے	اس کی ہڈیاں	کیوں نہیں ہم قادر ہیں

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم ہرگز جمع نہ کریں گے اس کی ہڈیاں۔ کیوں نہیں! ہم قادر ہیں

عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ④ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ

عَلٰٓى	اَنْ نُّسَوِّيَ	بَنَانَهٗ	بَلْ	يُرِيْدُ	الْاِنْسَانُ
پر	کہ ہم درست کریں	اس کے پور پور	بلکہ	چاہتا ہے	انسان

اس پر کہ اس کے پورے پورے درست کردیں بلکہ انسان چاہتا ہے کہ آگے کو

لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ⑤ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ⑥

لِيَفْجُرَ	اَمَامَهٗ	يَسْـَٔلُ	اَيَّانَ	يَوْمُ الْقِيٰمَةِ
کہ گناہ کرتا رہے	اپنے آگے کو بھی	پوچھتا ہے	کب؟	روز قیامت

بھی گناہ کرتا رہے وہ پوچھتا ہے روز قیامت کب ہو گا۔!

③ أَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَيِ الْكَافِرُ
اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ○ لِلْبَعْثِ
وَالْاِحْيَاءِ

④ بَلٰى نَجْمَعُهَا قَادِرِيْنَ مَعَ جَمْعِهَا
عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ○ وَ
هُوَ الْاَصَابِعُ اَيْ نُعِيْدُ عِظَامَهَا
كَمَا كَانَتْ مَعَ صِغَرِهَا فَكَيْفَ
بِالْكَبِيْرَةِ

⑤ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ
اَللَّامُ زَائِدَةٌ وَنَصْبُهٗ بِاَنْ
مُقَدَّرَةٍ اَيْ اَنْ يَّكْذِبَ
اَمَامَهٗ ○ اَيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دَلَّ عَلَيْهِ

⑥ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ مَتٰى يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ○
سُؤَالَ اِسْتِهْزَاءٍ وَتَكْذِيْبٍ

③ کیا کافر آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ
ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے یعنی اس کو زندہ کرکے نہ
اٹھاویں گے

④ البتہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع کریں گے۔ جمع کرنے کے ساتھ
ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ ہم اس کی انگلیوں کی ہڈیوں کو
اور جوڑوں کو ان کی جگہ پر رکھیں یعنی جیسی وہ پہلے تھی
ویسی ہی کریں۔ جب چھوٹے جوڑوں کو ویسے ہی ہم درست
کرسکتے ہیں تو بڑے اعضاء کو بدرجۂ اولیٰ کرسکیں گے۔

⑤ بلکہ انسان چاہتا ہے کہ قیامت کے دن کو جھٹلادے جو
اس کے سامنے ہے

⑥ وہ پوچھتا ہے کہ کب ہے دن قیامت کا۔
یہ سوال اس کا ازراہِ استہزاء اور جھٹلانے کے ہے۔

تشریح

(۳) **موت کے بعد زندگی۔ کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کرسکیں گے۔** پہلی آیت میں بتایا گیا کہ قیامت کے پہلے مرحلے میں دنیا کا خاتمہ یقینی ہے۔ دوسری آیت میں نفس لوامہ کو بطور شہادت پیش کرکے بتایا گیا کہ موت کے بعد دوسری زندگی ہونی چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر انسان کے اخلاقی وجود کے تقاضے پورے نہیں ہوسکتے۔

اب اس تیسری آیت میں ثابت کیا گیا ہے کہ موت کے بعد زندگی ممکن ہے۔ کیوں کہ اللہ تو ہر چیز پر قادر ہیں وہ اس پر بھی قادر ہیں کہ پانی کے ایک قطرہ سے ایک جیتا جاگتا انسان بنا کر کھڑا کردیں۔ وہ اس پر بھی قادر ہیں کہ جو لوگ سینکڑوں ہزاروں سال پہلے مرچکے ہیں جن کے بدن کا ذرہ ذرہ بکھر چکا ہے جن کی ہڈیاں گل کر نہ جانے کہاں کہاں منتشر ہوگئی ہیں۔ کوئی جل کر مرچکا ہے، کوئی درندے کے پیٹ میں جاچکا ہے کوئی سمندر میں ڈوب کر مچھلیوں کی غذا بن چکا ہے۔ ان سب کے بدن کے بکھرے ہوئے اجزا کو دوبارہ جمع کردے، اللہ تو اس پر قادر ہے۔ جب اللہ خالق کائنات ہے اور جو کام کرنا چاہے کرسکتا ہے، تو وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ بکھری ہوئی ہڈیوں کو دوبارہ جمع کرکے پھر ویسا ہی انسان بنادے جیسا پہلے تھا۔

(۴) **اللہ تو پور پور پہلی جیسی بنانے پر قادر ہیں** ہڈیوں کو جمع کرکے ڈھانچہ کھڑا کردینا تو کیا، اللہ تو اس پر بھی قادر ہیں کہ انسان کی پور پور پھر ویسی ہی بنادیں جیسی پہلے تھی یہاں تک کہ اگر بدن پر کوئی نشان بھی ہو تو وہ بھی بالکل اسی طرح دوبارہ بنادیں جیسے موت سے پہلے تھا۔ پور پور سے مراد پورا بدن ہے بالکل ویسا ہی بن کر کھڑا ہوجائے گا جیسے موت کے وقت تھا اور انسان موت کے بعد پھر زندہ ہوگا اور اسی بدن کے ساتھ اللہ کے سامنے پیشی ہوگی اور یہی بدن اس کے اعمال کی گواہی دیگا۔

(۵) **آخرت کے انکار کی اصل وجہ** قیامت کے آنے اور ایک دوسرے عالم "عالم آخرت" کے برپا ہونے سے انکار کی وجہ منکرین حق کی یہ نہیں ہے کہ وہ قیامت اور آخرت کو اور دوبارہ زندہ کئے جانے کو ناممکن سمجھتے ہیں۔ ان کے انکار کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اللہ کی کامل قدرت کی دلیلیں اور اس کے نشانات واضح نہیں ہیں۔ اللہ تو ہر چیز پر قادر ہیں اس کی نشانیاں ہر جگہ موجود ہیں۔ قدم قدم پر پھیلی ہوئی ہیں — ان لوگوں کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ اگر قیامت کے آنے اور آخرت کے برپا ہونے اور وہاں اپنے اعمال کا حساب دینے کو تسلیم کرتے ہیں تو ان پر کچھ اخلاقی پابندیاں عائد ہوتی ہیں اور یہ آزادی کہ یہ چھٹے سانڈ بیل کی طرح پھرتے ہیں اور بے باکی اور ڈھٹائی کے ساتھ جو چاہیں کرتے رہیں، حرام حلال، گناہ ثواب کا کوئی خیال نہ ہو اور یہ ناروا آزادیاں ان کو ملی رہیں۔ اس لئے آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ اگر یہ آخرت کو مانیں گے اعمال کی جواب دہی کو تسلیم کریں گے تو ان پر کچھ روک ٹوک ہوگی اور نفس کی خواہشات اس آزادی کے ساتھ پوری نہ ہوں گی اس لئے وہ اس بات کو مذاق میں اڑاتے ہیں اور سینہ زوری سے پوچھتے ہیں "ہاں صاحب وہ قیامت کب آئے گی ؟"۔

اگلی آیت میں ان کے اسی سوال کا ذکر ہے۔

(۶) **پوچھتے ہیں کہ آخر قیامت کا دن کب آئے گا ؟** یہ بات وہ مذاق کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہاں صاحب، وہ بار بار آپ جو قیامت کا ذکر کرتے ہیں آخر وہ قیامت کب آئے گی ؟ آپ کہہ رہے تھے کہ آنے والی ہے وہ آئی کیوں نہیں اگر آنے والی ہے ذرا اس کی تاریخ تو بتلایئے کہ کب آئے گی۔

ان کے خیال میں یہ ہولناک دن ایک مذاق ہے۔ فرمایا: آئے گی اور جب آئے گی تو کیا حال ہوگا، ذرا سنو

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝٨ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝٩

فَاِذَا	بَرِقَ + الْبَصَرُ	وَخَسَفَ	الْقَمَرُ	وَجُمِعَ + الشَّمْسُ	وَالْقَمَرُ
پس جب	چندھیا جائیں آنکھیں	اور گرہن لگ جائے گا	چاند	اور جمع کردیئے جائیں گے سورج	اور چاند

پس جب آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند کو گرہن لگ جائے گا اور سورج اور چاند جمع کردیئے جائیں گے

(٧) فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ بِکَسْرِ الرَّاءِ وَفَتْحِهَا دَهِشَ وَتَحَيَّرَ لَمَّا رَاٰی مِمَّا يُكَذِّبُ بِهٖ

(٧) پس جس وقت حیران رہ جاوے گی نظر جب کہ دیکھے گی اس چیز کو جس کو جھٹلاتے تھے۔

(٨) وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ اَظْلَمَ وَذَهَبَ ضَوْءُهٗ

(٨) اور چاند کی روشنی جاتی رہے گی۔

(٩) وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ فَطَلَعَا مِنَ الْمَغْرِبِ اَوْ ذَهَبَ ضَوْءُهُمَا وَذٰلِكَ فِيْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

(٩) اور چاند اور سورج اکھٹے ہو کر مغرب سے نکلیں گے یا ان دونوں کی روشنی جاتی رہے گی اور یہ قیامت میں ہوگا۔

تشریح

(٧) دیدے پتھرا جائیں گے | اللہ تعالیٰ کی تجلی قہری سے آنکھیں چندھیانے لگیں گی۔ مارے حیرت کے نگاہیں خیرہ ہوجائیں گی۔ خوف اور ڈر کے مارے آدمی ٹک ٹک رہ جائے گا، دیدے پتھرا جائیں گے۔ یہ ہوگا قیامت کا ہولناک منظر۔ جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہوا ہے

اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ (آیت ۴۲)

(اللہ تو انھیں ٹال رہا ہے اس دن کے لئے جب حال یہ ہوگا کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔)

یعنی قیامت کا جو ہولناک منظر ان کے سامنے ہوگا اس کو اس طرح دیکھ رہے ہوں گے کہ گویا ان کے دیدے پتھرا گئے ہیں۔ نہ پلک جھپکے گی نہ نظر ہٹے گی۔

(٨) اور چاند بے نور ہوجائے گا | یعنی چاند کو گہن لگ جائے گا اور بے نور ہوجائے گا اس کی روشنی ختم ہوجائے گی۔

(٩) چاند سورج ملاکر ایک کردیئے جائیں گے | صرف چاند ہی کی روشنی ختم نہ ہوگی بلکہ سورج بھی تاریک ہوجائے گا۔ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے بے نور ہونے میں دونوں یکساں ہوجائیں گے کیوں کہ قیامت کے پہلے مرحلے میں نظام عالم درہم برہم ہوجائے گا اور زمین کی گردش بدل جائے گی اور وہ الٹی چل پڑے گی اس دن چاند اور سورج دونوں مغرب سے طلوع ہوں گے اور چونکہ چاند سورج اور زمین کی انجذابی کیفیت اور کشش ختم ہوجائے گی اس لئے چاند زمین کی گرفت سے چھوٹ جائے گا۔ اور سورج پہ جا پڑے گا۔ چاند ستارے سورج ایک دوسرے میں گھس جائیں گے۔ ان سب کی گرفت ڈھیلی ہوکر کشش ختم ہوجائے گی اور یہ پورا نظام تہہ و بالا ہوجائے گا۔

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ⑩ كَلَّا لَا وَزَرَ ⑪

يَقُوْلُ	الْاِنْسَانُ	يَوْمَئِذٍ	اَيْنَ	الْمَفَرُّ	كَلَّا	لَا وَزَرَ
کہے گا	انسان	آج کے دن	کہاں	بھاگنے کی جگہ	ہرگز نہیں	نہیں کوئی بچاؤ

انسان کہے گا کہاں ہے آج کے دن بھاگنے کی جگہ ؟ ہرگز نہیں ، کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں

اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ ⑫ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ

اِلٰی رَبِّكَ	يَوْمَئِذِ	ۨالْمُسْتَقَرُّ	يُنَبَّؤُا	الْاِنْسَانُ	يَوْمَئِذٍ
تیرے رب کی طرف	آج کے دن	ٹھکانا	وہ جتلا دیا جائے گا	انسان	آج کے دن

آج کے دن تیرے رب کی طرف ٹھکانا ہے ۔ وہ جتلا دیا جائے گا آج کے دن انسان کو

بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ⑬ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ⑭

بِمَا قَدَّمَ	وَاَخَّرَ	بَلِ الْاِنْسَانُ	عَلٰی نَفْسِهٖ	بَصِيْرَةٌ
جو اس نے آگے بھیجا	اور اس نے پیچھے چھوڑا	بلکہ انسان	اپنی جان (حالت) پر	باخبر

وہ جو اس نے آگے بھیجا اور اس نے پیچھے چھوڑا بلکہ انسان اپنی جان پر باخبر ہے ۔

⑩ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ○ اَلْفِرَارُ

⑩ اس روز آدمی کہے گا کہاں ہے جگہ بھاگنے کی

⑪ كَلَّا رَدْعٌ عَنْ طَلَبِ الْفِرَارِ لَا وَزَرَ ○ لَا مَلْجَاَ يَتَحَصَّنُ بِهٖ

⑪ ہرگز تم بھاگنے کا ارادہ نہ کرو کوئی جائے پناہ نہیں ہے

⑫ اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ ○ مُسْتَقَرُّ الْخَلَائِقِ فَيُحَاسَبُوْنَ وَيُجَازُوْنَ

⑫ تیرے رب کی طرف اس روز تمام مخلوق کی قرارگاہ ہے سو وہ حساب کیے جاویں گے اور بدلہ دیے جاویں گے.

⑬ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ○ بِاَوَّلِ عَمَلِهٖ وَاٰخِرِهٖ

⑬ اس دن آدمی خبر دیا جاوے گا جو اس نے پہلے کیا اور پیچھے کیا.

⑭ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ○ شَاهِدٌ

⑭ بلکہ آدمی اپنی جان پر گواہ ہے کہ اس کے اعضاء

تَنْطِقُ جَوَارِحُهُ بِعَمَلِهِ
وَالنِّهَاءُ لِلْمُبَالِغَةِ
فَلَا بُدَّ مِنْ جَزَائِهِ

اس کے عملوں پر گواہی دیں گے۔

تشریح

(۱۰) انسان کہے گا کہاں جاؤں | اب تو کہتا ہے کہ قیامت کا دن کہاں ہے؟ اور جب قیامت کا یہ ہولناک دن دیکھے گا تو اس وقت بدحواس ہو کر کہے گا کہ آج کدھر بھاگوں اور کہاں پناہ لوں؟ آخر کوئی جائے پناہ ہے کہ نہیں!

(۱۱) اس دن کوئی جائے پناہ نہ ہوگی | ارشاد ہوگا کہ آج نہ بھاگنے کا موقع ہے نہ سوال کرنے کا، آج نہ کوئی طاقت بچاؤ کر سکتی ہے نہ کوئی تجھے پناہ دے سکتا ہے۔ آج تیرے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے، آج تیرے لئے کوئی بچاؤ کی راہ نہیں ہے، آج تیرے لئے بھاگنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔

(۱۲) آج سب کو رب کے سامنے ہی جانا ہے | آج کے دن سب کو اپنے پروردگار کی عدالت میں حاضر ہونا اور اس کی پیشی میں ٹھہرنا ہے۔ پھر وہ جس کے حق میں فیصلہ کرے۔

(۱۳) اس دن سب اگلا پچھلا سامنے آجائے گا | انسان دنیا میں جو بھی اچھا یا برا کام کرتا ہے۔ اس کے عمل کے اثرات اسی تک محدود نہیں رہتے بلکہ دور تک اور بعض اوقات نسلوں تک چلتے ہیں۔ اگر ایک انسان نے اچھا کام کیا تو اس کا فائدہ اس کو بھی ہوا دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچا اور اس کے اس عمل کے اثرات کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔

یہی حال برے اعمال کا ہوتا ہے کہ برے کاموں کے اثرات، کرنے والے کے علاوہ دوسروں تک بھی پہنچتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے جب پیشی ہوگی تو اگلا پچھلا پورا اعمال نامہ اور اس کے تمام نتائج وہ سب انسان کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے اور اس کے تمام اگلے پچھلے نیک و بد اعمال سے اسے باخبر کر دیا جائے گا تاکہ وہ خود دیکھ لے کہ اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہو رہی ہے — اگر وہ اجر و ثواب کا مستحق ہے تو پورا پورا اجر و ثواب مل رہا ہے۔ اور اگر سزا کا مستحق ہے تو اس کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کی جا رہی ہے۔

(۱۴) اعمال کا پیش کرنا گویا انسان کو آئینہ دکھانا ہوگا | انسان اپنے آپ کو خوب جانتا ہے کہ وہ کیسا ہے۔ وہ دنیا بھر کو دھوکہ دے سکتا ہے مگر اپنے ضمیر کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ وہ دنیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال سکتا ہے مگر اپنی آنکھوں پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے کیا ہے، کیا کیا ہے؟ اور کیوں کیا ہے؟۔ ہر انسان کو معلوم ہوگا کہ آج وہ کس حیثیت میں پروردگار کی عدالت میں کھڑا ہے۔ اس کا اعمال نامہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہوگا کہ برسرِ عدالت مقدمہ کی کارروائی سب کے سامنے آئے اور سب کو پتہ لگ جائے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں کوئی کمی نہیں کی گئی ہے ورنہ جہاں تک انسان کا تعلق ہے اس کے لئے اپنے آپ کو جاننے کے لئے وہ اس کا محتاج نہیں ہے کہ کوئی دوسرا اسے بتائے کہ وہ کیا ہے؟ وہ خوب اپنے آپ کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہے۔

وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾

وَلَوْ اَلْقٰى	مَعَاذِيْرَهٗ	لَا تُحَرِّكْ بِهٖ	لِسَانَكَ	لِتَعْجَلَ بِهٖ
اگرچہ لا ڈالے	اپنے عذر	آپ حرکت نہ دیں اس (قرآن) کے ساتھ	اپنی زبان کو	کہ جلد (یاد) کریں اس کو

اگرچہ اپنے عذر (حیلے) لا ڈالے (پیش کرے) آپ قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں کہ اس کو جلد یاد کریں۔

﴿١٥﴾ وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ○ جَمْعُ مَعْذِرَةٍ عَلٰى غَيْرِ قِيَاسٍ اَىْ لَوْ جَآءَ بِكُلِّ مَعْذِرَةٍ مَا قُبِلَتْ مِنْهُ قَالَ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ

﴿١٥﴾ پھر ضرور اس کو بدلہ ملے گا اگرچہ وہ ہر ایک عذر پیش کرے کوئی عذر اس کا مسموع نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فرمایا:

﴿١٦﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ بِالْقُرْاٰنِ قَبْلَ فَرَاغِ جِبْرَئِيْلَ مِنْهُ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ خَوْفَ اَنْ يَّنْفَلِتَ مِنْكَ

﴿١٦﴾ اے محمدؐ جبرئیل کے فارغ ہونے سے پہلے اپنی زبان نہ ہلا ساتھ پڑھنے قرآن کے بسبب اس خوف کے کہ وہ تجھ سے چھٹ نہ جاوے۔

تشریح

﴿١٥﴾ انسان اپنے آپ کو سمجھتا ہے چاہے دوسروں کے سامنے معذرتیں پیش کرے | ہوسکتا ہے انسان دوسروں کے سامنے اپنی نیک نیتی ثابت کرنے کے لئے معذرتیں پیش کرے، حیلے بہانے بنا کر اپنے جرم کو ہلکا بنا کر پیش کرے۔ دوسروں کے سامنے اپنے آپ اچھا بنانے کی کوشش کرے مگر وہ اپنے نفس سے بات چھپا نہیں سکتا کہ وہ کیسا ہے ہر انسان اپنے آپ کو اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہے۔

﴿١٦﴾ اے نبیؐ آپ یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں | اس آیت ۱۶ سے لے کر آیت ۱۹ تک یہ جملہ معترضہ ہے جو سلسلۂ کلام چل رہا تھا اس کو بیچ میں توڑ کر نبیؐ کو خطاب کرکے یہ بات ارشاد فرمائی گئی کہ اے نبیؐ اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔

حضرت جبرئیلؑ جس وقت شروع میں اللہ کی طرف سے کلام لاتے تھے اور پڑھ کر سناتے تھے تو ان کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ حضورؐ بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے تاکہ جلد اسے یاد کرلیں اور سیکھ لیں۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت جبرئیل چلے جائیں اور وحی پوری طرح محفوظ نہ ہوسکے۔ مگر اس صورت میں آپ کو مشقت ہوتی تھی۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب جبرئیلؑ قرآن پڑھیں اس وقت پڑھنے اور زبان کو حرکت دینے کی حاجت نہیں آپ ہمہ تن متوجہ ہو کر سنتے رہیں ـــ یہ فکر نہ کریں کہ یاد نہیں رہے گا۔ کیوں کہ ......،

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿١٧﴾ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴿١٨﴾

إِنَّ + عَلَيْنَا	جَمْعَهُ	وَقُرْآنَهُ	فَإِذَا + قَرَأْنَاهُ	فَاتَّبِعْ	قُرْآنَهُ
بیشک ہم پر (ہمارے ذمہ)	اس کا جمع کرنا	اور اس کا پڑھنا	پس جب ہم اسے پڑھیں	تو آپ پیروی کریں	اس کے پڑھنے کی

بیشک اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا (آسان کرنا) ہمارے ذمہ ہے پس جب ہم اسے (فرشتے کی زبانی) پڑھیں آپ پیروی کریں اس کے پڑھنے کی

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ

ثُمَّ + إِنَّ + عَلَيْنَا	بَيَانَهُ	كَلَّا بَلْ	تُحِبُّونَ
پھر بیشک ہم پر (ہمارے ذمے)	اس کا بیان	ہرگز نہیں بلکہ	تم محبت رکھتے ہو

پھر بیشک اس کا بیان کرنا ہمارے ذمے ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ (اے کافرو!) تم دنیا سے محبت

الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿٢١﴾

الْعَاجِلَةَ	وَتَذَرُونَ	الْآخِرَةَ
جلدی (دنیا) کو	اور تم چھوڑ دیتے ہو	آخرت

رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔

(١٧) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ فِي صَدْرِكَ
وَقُرْآنَهُ ○ قِرَاءَتَكَ إِيَّاهُ أَيْ
جَرَيَانَهُ عَلَى لِسَانِكَ
(١٨) فَإِذَا قَرَأْنَاهُ عَلَيْكَ بِقِرَاءَةِ
جِبْرَئِيلَ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ○ اِسْتَمِعْ
قِرَاءَتَهُ فَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتَمِعُ ثُمَّ يَقْرَأُ
(١٩) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ○
بِالتَّفْهِيمِ لَكَ وَالْمُنَاسَبَةُ
بَيْنَ هٰذِهِ الْآيَةِ وَمَا قَبْلَهَا
أَنَّ تِلْكَ تَضَمَّنَتِ الْإِعْرَاضَ عَنْ
آيَاتِ اللّٰهِ تَعَالَى وَهٰذِهٖ
تَضَمَّنَتِ الْمُبَادَرَةَ إِلَيْهَا
بِحِفْظِهَا
(٢٠) كَلَّا اِسْتِفْتَاحٌ بِمَعْنَى أَلَا بَلْ

(١٧) بے شبہ ہمارے ذمہ ہے اس کو تیرے سینے میں اکٹھا کر دینا اور تیری زبان پر اس کو جاری کرنا۔

(١٨) پس جب ہم تجھ پر قرآن پڑھیں یعنی جبرئیل پڑھ کر سنائے تو سن تو اس کے پڑھنے کو۔ پس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سنتے تھے پھر پڑھتے تھے۔

(١٩) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ الخ بیشک پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا اور تجھ کو سمجھانا۔ آیت کریمہ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ اور اس سے پہلی آیت میں یہ مناسبت ہے کہ پہلی آیت میں اللہ کے نبوں سے اعراض کا بیان تھا اور اس آیۃ میں قرآن کے یاد کرنے میں جلدی کا بیان ہے۔

(٢٠) كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ الخ آگاہ رہو بلکہ

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ اَلدُّنْیَا بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ فِی الْفِعْلَیْنِ — دوست رکھتے ہو تم دنیا کو۔

(۲۱) وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ فَلَا تَعْمَلُوْنَ لَهَا — (۲۱) اور چھوڑتے ہو تم آخرت کو پس وہاں کے واسطے کوئی کام نہیں کرتے۔

تشریح

(۱۷) یاد کرانا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے | قرآن کا تمہارے سینے میں حرف بہ حرف جمع کردینا اور بعد میں ٹھیک ٹھیک آپ سے پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔ اس کا ایک لفظ بھی آپ نہ بھولیں گے نہ کبھی یاد کرنے میں غلطی کریں گے۔

(۱۸) آپ خاموشی سے سنتے رہیں | جس وقت جبرئیلؑ ہماری طرف سے پڑھیں آپ خاموشی سے سنتے رہیں۔

(۱۹) اس کا مطلب سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے | اسے یاد کرانا ہی نہیں بلکہ اس کے علوم و معارف کا آپ پر کھول دینا اور آپ کی زبان سے دوسروں تک پہنچانا، اس کا پورا پورا مطلب اور اس کی مراد بتانا اور ہر حکم کا منشاء اور مدعا سمجھانا ان سب باتوں کے ذمہ دار ہم ہیں۔ چنانچہ قرآن کے الفاظ کی جو تشریح اللہ نے اپنے رسولؐ کو بتائی رسول نے اپنے قول و عمل سے اس کی تعلیم دی۔ آپؐ کے قول و عمل اور تعلیم کو معلوم کرنے کا ذریعہ ہمارے پاس حدیث اور سنت ہے۔ حدیث سے مراد وہ روایتیں ہیں جو آنحضرتؐ کے اقوال اور افعال کے متعلق سند کے ساتھ اگلوں سے پچھلوں تک منتقل ہوئیں۔ اور سنت سے مراد وہ طریقہ ہے جو حضورؐ کی قولی و عملی تعلیم سے مسلم معاشرے کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں رائج ہوا۔

اس طرح حدیث اور سنت قرآن کے الفاظ کی وہ تعبیر و تشریح ہے جو اللہ کے رسول سے امت کو ملی ہے۔ آپ کے اقوال و اعمال امت کے لئے قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد حضورؐ نے حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ ساتھ پڑھنا چھوڑ دیا۔ یہ بھی اک معجزہ ہی تھا کہ آپ ساری وحی سنتے رہتے زبان سے ایک لفظ نہ دوہراتے لیکن فرشتے کے جانے کے بعد پوری وحی لفظ بہ لفظ کامل ترتیب کے ساتھ بغیر کسی تبدیلی کے سنا دیتے اور سمجھا دیتے تھے۔

(۲۰) آخرت سے تمہارے انکار کی وجہ دنیا کی محبت ہے | اب یہاں سے وہی سلسلۂ کلام جو چل رہا تھا، اس کا سلسلہ ہے۔ ارشاد ہوا قیامت اور آخرت کے برپا ہونے سے تمہارا انکار کرنا اس لئے نہیں ہے کہ یہ باتیں دلیل سے ثابت نہیں ہوسکیں۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ قیامت کے آنے اور آخرت کے برپا ہونے پر ناقابلِ انکار دلیلیں موجود ہیں مگر ان سے تمہارے انکار کی وجہ تمہارا دنیا میں انہماک ہے۔ تم دنیا سے محبت کرتے ہو جو جلد اور نقد ملنے والی چیز ہے۔

(۲۱) اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو کیوں کہ وہ بعد میں آنے والی ہے | اور آخرت کو ادھار سمجھ کر چھوڑتے ہو کہ اس کے ملنے میں ابھی دیر ہے۔ انسان کی طبیعت میں جلد بازی ہے وہ ہر چیز کا نتیجہ جلدی چاہتا ہے جیسا کہ سورۂ انبیاء میں فرمایا کہ :-

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (آیت ۳۷) —— (انسان جلد باز مخلوق ہے۔)

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا :-

کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (آیت ۱۱) —— (انسان جلد باز واقع ہوا ہے)

وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ ﴿۲۳﴾

وُجُوۡہٌ	یَّوۡمَئِذٍ	نَّاضِرَۃٌ	اِلٰی + رَبِّہَا	نَاظِرَۃٌ
بہت سے چہرے	اس دن	تازہ (بارونق)	اپنے رب کی طرف	دیکھتے

اس دن بہت سے چہرے بارونق ہوں گے اپنے رب کی طرف سے دیکھتے ہوں گے

﴿۲۲﴾ وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ اَیۡ فِیۡ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ نَّاضِرَۃٌ ○ حَسَنَۃٌ مُضِیۡئَۃٌ

﴿۲۲﴾ بہت سے چہرے قیامت کے دن تروتازہ ہوں گے۔

﴿۲۳﴾ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ ○

﴿۲۳﴾ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔

تشریح

﴿۲۲﴾ آخرت میں مومنین کے تروتازہ چہرے | آخرت میں اہل ایمان کے چہرے تروتازہ اور ہشاش بشاش ہوں گے۔ خوشی سے دمکتے ہوئے اس لئے کہ دنیا میں جس عالم آخرت پر وہ ایمان لائے تھے ان کے ایمان اور یقین کے مطابق وہ عالم ان کے سامنے ہوگا اور وہ اس عالم میں موجود ہوں گے۔ انھوں نے آخرت پر ایمان لاکر دنیا کے عارضی فائدوں کو چھوڑا اور آخرت کے منافع پر نظر رکھی۔ آج جب کہ عالم آخرت ان کے سامنے ہوگا تو انھیں یہ اطمینان حاصل ہوگا کہ ہم نے دنیا میں آخرت پر ایمان لاکر اپنی زندگی کا جو طور وطریق اختیار کیا تھا وہ ہمارا فیصلہ بالکل صحیح فیصلہ تھا اور وہ بڑے خوش ہوں گے کہ آج اس کا بہترین انجام وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

﴿۲۳﴾ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے | کیا کوئی انسان اللہ کو دیکھ سکتا ہے؟ کیا انسان کے لئے ممکن ہے کہ وہ ان آنکھوں سے جو اس کے چہرے پر ہیں اپنے رب کا دیدار کر سکے؟ کیا اللہ رب العالمین کی ذات عالی کے متعلق تصور کیا جا سکتا ہے کہ انسان اس کو دیکھ سکے گا؟

ہم جس کو دیکھنا سمجھتے ہیں اور اپنی ان آنکھوں سے بہت سی چیزوں کو دیکھتے ہیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ چیز جس کو ہم دیکھیں

○ ایک تو خاص سمت میں ہو۔ ———— ○ کسی خاص مقام پر ہو

○ کسی خاص شکل اور رنگ وروپ میں ہو۔

○ روشنی کی شعاعیں اس سے منعکس ہوکر انسان کی آنکھ پر پڑیں اور آنکھ سے دماغ کے مرکز بینائی تک اس کی تصویر منتقل ہو۔

دیکھنے کی یہی خاص صورت ہے جس سے ہم اس دنیا میں آشنا ہیں۔ یہ دیکھنے کی ایک خاص صورت ہے جس سے ہم دنیا میں مانوس ہیں۔

لیکن دیکھنے کی حقیقت صرف یہی نہیں ہے۔ دیکھنے کی حقیقت صرف یہی نہیں ہے دیکھنے کی حقیقت یہ ہے کہ دیکھنے والا نابینا نہ ہو اس میں دیکھنے کی صفت موجود ہو۔ دوسرے یہ کہ جس چیز کو وہ دیکھ رہا ہے وہ چھپی ہوئی نہ ہو کھلی ہوئی اور ظاہر ہو۔

خدا کی خدائی میں دیکھنے کی ایسی بے شمار صورتیں ممکن ہیں جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔
مثلاً جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے تو بتائیے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسی طرح آنکھ نامی عضو سے دیکھ رہا ہے جس طرح دنیا میں انسان اور حیوان دیکھ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ کا دیکھنا ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں ہے۔
اسلئے معلوم ہوا کہ دیکھنے کی وہی ایک شکل نہیں ہے جو ہمارے لئے جانی پہچانی ہے بلکہ اس کی بہت سی صورتیں ممکن ہیں اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ آخرت میں اللہ کے دیدار کی حقیقت کچھ اور ہی ہوگی۔
بے شک اللہ کا دیدار ہوگا۔ اہل ایمان اس کو دیکھیں گے مگر کیسے دیکھیں گے ہم اس بات کو اس دنیا میں ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھ سکتے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ خورد سال کے بچے کو یہ سمجھانا چاہیں کہ شادی کے بعد میاں بیوی کا تعلق کیا ہوتا ہے؟ وہ بچہ اس بات کو اس وقت نہیں سمجھ سکتا۔ جوان ہو کر اس کی سمجھ میں یہ بات، اس کو خود بہ خود سمجھ میں آجائے گی۔
اسی طرح ہم دیدارِ الٰہی کی حقیقت اس دنیا میں سمجھنا بھی چاہیں تو نہیں سمجھ سکتے۔ وہاں جاکر یہ بات بغیر سمجھائے خود بہ خود سمجھ میں آجائے گی کیوں کہ وہاں کا منظر نامہ ہی بدل جائے گا۔
حضرت ابو سعید خدری رضؓ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے پوچھا۔
یارسول اللہ کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھیں گے۔؟
حضورؐ نے فرمایا کیا تمہیں سورج اور چاند کے دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے جب کہ بیچ میں بادل بھی نہ ہو؟
لوگوں نے عرض کیا، نہیں!
آپؐ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھوگے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ اللہ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اللہ کی طرف دیکھیں گے۔ پھر جب تک اللہ ان سے پردہ نہ فرمالے گا اس وقت تک وہ جنت کی کسی نعمت کی طرف توجہ نہ کریں گے اور اسی کی طرف دیکھتے رہیں گے۔ (ابن ماجہ)
نبی ؐ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا۔ (بخاری)۔ (تم اپنے رب کو علانیہ دیکھوگے۔)
قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس ۲۶)
(جن لوگوں نے نیک عمل کیا ان کے لئے اچھا اجر ہے۔ اور اس پر مزید بھی۔)
اس پر "مزید بھی" سے مراد اللہ تعالٰی کا دیدار ہے۔
چنانچہ حضرت صہیبؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالٰی ان سے دریافت فرمائے گا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں مزید کچھ دوں۔؟۔ وہ عرض کریں گے کیا آپ نے ہمارے چہرے روشن نہیں کردیئے؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کردیا اور جہنم سے بچا نہیں دیا؟
اس پر اللہ تعالٰی پردہ ہٹادے گا اور ان لوگوں کو جو کچھ انعامات ملے تھے ان میں سے کوئی انعام بھی انہیں اس سے زیادہ محبوب نہ ہوگا کہ وہ اپنے رب کی دید سے مشرف ہوں اور یہی وہ مزید انعام ہے۔ (مسلم۔ ترمذی)
قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (المطففین۔ ۱۵)
(ہرگز نہیں، وہ یعنی فجار اس روز اپنے رب کی دید سے محروم ہوں گے۔)
اس سے خود بہ خود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ کے دیدار سے محرومی فجار کے لئے ہوگی نہ کہ ابرار کے لئے۔

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا

يُّفْعَلَ بِهَا	اَنْ	تَظُنُّ	بَاسِرَةٌ	يَّوْمَئِذٍ	وَوُجُوْهٌ
ان سے کیا جائے گا	کہ	خیال کرتے ہوں گے	بگڑے ہوئے	اس دن	اور بہت سے چہرے

اور بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے خیال کرتے ہوں گے کہ ان سے کمر توڑنے والا

فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ

وَقِيْلَ	التَّرَاقِيَ	بَلَغَتِ	اِذَا	كَلَّآ	فَاقِرَةٌ
اور کہا جائے	ہنسلی تک	پہنچ جائے	جب	ہاں ہاں	کمر توڑنے والا

معاملہ کیا جائے گا۔ ہاں ہاں جب (جان) ہنسلی تک پہنچ جائے اور کہا جائے

مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾

الْفِرَاقُ	اَنَّهُ	وَّظَنَّ	مَنْ ۜ رَاقٍ
جدائی	کہ یہ	اور وہ گمان کرے	کون جھاڑ پھونک کرنے والا

کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا اور وہ گمان کرے کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے

(۲۴) وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ○ كَالِحَةٌ شَدِيْدُ الْعُبُوْسِ

(۲۴) اور بہت سے چہرے اس روز ترش رو ہوں گے

(۲۵) تَظُنُّ تُوْقِنُ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ○ دَاهِيَةٌ عَظِيْمَةٌ تَكْسِرُ فَقَارَ الظَّهْرِ

(۲۵) یقین کریں گے وہ کہ ان پر سخت مصیبت آوے گی جو ان کی پیٹھ کی ہڈی توڑ دے گی۔

(۲۶) كَلَّآ بِمَعْنٰى اَلَا اِذَا بَلَغَتِ النَّفْسُ التَّرَاقِيَ ○ عِظَامَ الْحَلْقِ

(۲۶) خبردار رہو کہ جس وقت کہ پہنچے گی جان حلق کی ہڈیوں کو

(۲۷) وَقِيْلَ قَالَ مَنْ حَوْلَهٗ مَنْ ۜ رَاقٍ ○ يَرْقِيْهِ لِيَشْفِيَ

(۲۷) اور کہے گا وہ شخص جو اس کے پاس ہوگا کون ہے کہ اس پر منتر پڑھے جس سے وہ اچھا ہو جاوے۔

(۲۸) وَّظَنَّ اَيْقَنَ مَنْ بَلَغَتْ نَفْسُهٗ ذٰلِكَ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ○ فِرَاقُ الدُّنْيَا

(۲۸) اور یقینا جان لیگا وہ شخص جس کی جان حلق تک پہنچے گی کہ یہ وقت دنیا سے جدائی کا ہے

تشریح

(۲۴) بے رونق چہرے | جہاں اس دن اہل ایمان کے چہرے تروتازہ کھلے ہوئے بارونق ہوں گے وہاں ایسے بھی بہت سے چہرے ہوں گے جو اداس اور بے رونق ہوں گے ان کے چہروں سے ان کی پریشانی صاف ظاہر ہو رہی ہوگی۔ کیونکہ انسان اپنے آپ کو خوب

جانتا ہے وہ دنیا سے جھوٹ بول سکتا ہے دنیا کو دھوکا دے سکتا ہے لیکن خود اپنے آپ کو دھوکا دینا مشکل ہے ۔ وہ بے نور اداس چہرہ خوب جانتا ہے کہ اس نے دنیا میں کیا کیا ہے ۔ اس کی بے رونقی اس کے اعمال کا اظہار کر رہی ہے اس کی اداسی بتا رہی ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے ۔

(۲۵) سمجھ رہے ہوں گے کہ کیا ہونے والا ہے۔ | وہ خود ہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے ۔ جان رہے ہوں گے کہ انھیں وہ عذاب بھگتنا ہے جو ان کی کمر توڑ کر رکھ دے گا اس لئے کہ دنیا میں رہتے ہوئے انھیں آج کے دن کا کوئی خیال، نہ تھا انھوں نے دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ رکھا تھا، وہیں کے نفع نقصان پر ان کی نظر تھی حرام حلال، جائز ناجائز ان کی نظر میں کچھ نہ تھا ۔ بس اپنے نفس کی خواہش اور دنیا کی ہوس ان کی دنیا تھی اسی میں مست تھے ۔ نہ موت یاد تھی نہ موت کے بعد کی زندگی ۔

اب جو عالم آخرت اور بدلے کا دن اور وہی سب مناظر ان کے سامنے آئے تو دنیا میں گزاری ہوئی زندگی کا نتیجہ کیا ہوگا وہ بغیر کہے ہی خود سمجھ رہے ہوں گے ۔ اس لئے وہ اداس ہوں گے پریشان ہوں گے اور آنے والے عذاب کے تصور سے کانپ رہے ہوں گے ۔

(۲٦) موت آخرت کی پہلی منزل ہے | تمہارا یہ گمان غلط ہے کہ انسان مر کر فنا ہو جاتا ہے اور پھر دوبارہ زندہ ہو کر وہ اپنے رب کے حضور میں پیش نہیں ہوگا ۔ آخرت کوئی دور نہیں ہے آخرت کے سفر کی پہلی منزل موت ہے ۔ ہر آدمی کے حق میں موت بڑی قیامت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے جب موت کا وقت آتا ہے جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے ، نزع کی تکلیف ہوتی ہے سانس رکنے لگتا ہے ۔ رگ رگ سے روح کھنچ کر حلق میں آجاتی ہے ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے ۔ لو دیکھو وہ جانے والا جا رہا ہے ۔

(۲۷) ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا | ڈاکٹر، حکیم بے بس ۔ کوئی دوا کام نہیں کر رہی ہے ۔ بھئی کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے ؟ وہی اس کو مرنے سے بچالے ۔ فرشتے جو روح قبض کرنے کے لئے ارد گرد جمع ہیں وہ بھی آپس میں کہہ رہے ہیں " مَنْ رَاقٍ " ؟ ۔ کون اس مرنے والے کی روح کو لے جائے گا ؟ ـــــ رحمت کے فرشتے ، یا عذاب کے ؟

اس وقت فیصلہ ہو جائے گا کہ مرنے والا عالم آخرت کی طرف کس حیثیت میں جا رہا ہے ۔؟ اگر نیک انسان ہے تو رحمت کے فرشتے عزت کے ساتھ لے کر جائیں گے ۔ اور اگر برے اعمال والا ہے تو عذاب کے فرشتے اس طرح گرفتار کر کے لے جائیں گے جیسے سپاہی کسی مجرم کو لے جاتے ہیں ۔

(۲۸) مرنے والے کو جدائی کا احساس | جان حلق تک پہنچ رہی ہے ۔ لوگ مایوس ہو چکے ہیں ۔ آدمی سمجھ نے لگا کہ دنیا سے جدائی کا وقت ہے ۔ اس کو اپنے عزیز و رشتہ دار، دنیا کی محبوب چیزیں ان سب سے اسے جدا ہونا ہے ـــ اب روح بدن سے پرواز کرنے والی ہے ۔ اس وقت جب وہ سمجھ رہا ہے کہ اب میں دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اور یہ سب لوگ جن کے ساتھ مل کر میں نے زندگی گزاری ہے ان سے مجھے جدا ہونا ہے اور یہ سب سامانِ زندگی جو میں نے عمر بھر جمع کیا تھا اسے چھوڑ کر جانا ہے ۔ اس وقت اس کے سامنے دو بڑے مرحلے ہوں گے ۔

وہ دو بڑے مرحلے کیا ہوں گے ؟ قرآن نے اس کا نقشہ کھینچا ہے ۔

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾

وَالْتَفَّتِ	السَّاقُ	بِالسَّاقِ	اِلٰی + رَبِّكَ	يَوْمَئِذِ	نِ الْمَسَاقُ
اور لپٹ جائے	ایک پنڈلی	دوسری پنڈلی سے	اپنے رب کی طرف	اس دن	چلنا

اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جائے (پاؤں میں حرکت نہ رہے) اس دن (تجھے) اپنے رب کی طرف چلنا ہے

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿٣٢﴾

فَلَا صَدَّقَ	وَلَا صَلّٰی	وَلٰكِنْ	كَذَّبَ	وَتَوَلّٰی
نہ اس نے تصدیق کی	اور نہ اس نے نماز پڑھی	اور لیکن (بلکہ)	جھٹلایا	اور منہ موڑا

نہ اس نے (اللہ رسولؐ کی) تصدیق کی اور نہ اس نے نماز پڑھی بلکہ اس نے جھٹلایا اور منہ موڑا

ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰی اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰی ﴿٣٣﴾

ثُمَّ	ذَهَبَ	اِلٰی + اَهْلِهٖ	يَتَمَطّٰی
پھر	چلا گیا	اپنے گھر والوں کی طرف	اکڑتا

پھر اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا چلا گیا۔

---

(٢٩) وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ اَیْ اِحْدٰی سَاقَیْهِ بِالْاُخْرٰی عِنْدَ الْمَوْتِ اَوِ الْتَفَّتْ شِدَّةُ فِرَاقِ الدُّنْيَا بِشِدَّةِ اِقْبَالِ الْاٰخِرَةِ

(٢٩) اور مل جاوے گی ایک پنڈلی اس کی دوسری پنڈلی سے وقت موت کے

یا ملے گی سختی جدائی دنیا کے ساتھ شدت آنے قیامت کے۔

(٣٠) اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ○ اَیِ السَّوْقُ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَی الْعَامِلِ فِیْ اِذَا اَلْمَعْنٰی اِذَا بَلَغَتِ النَّفْسُ الْحُلْقُوْمَ تُسَاقُ اِلٰی حُكْمِ رَبِّهَا

(٣٠) تیرے رب کی طرف اس روز چلنا ہے۔

حاصل یہ کہ جس وقت جان گلے میں پہنچے گی اس وقت وہ اپنے رب کے حکم کی طرف چلائی جاوے گی۔

(٣١) فَلَا صَدَّقَ الْاِنْسَانُ وَلَا صَلّٰی ○ اَیْ لَمْ يُصَدِّقْ وَلَمْ يُصَلِّ

(٣١) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی الخ سو آدمی نے نہ تصدیق کی اور نہ ایمان لایا۔

(٣٢) وَلٰكِنْ كَذَّبَ بِالْقُرْاٰنِ

(٣٢) ولیکن جھٹلایا قرآن کو۔

وَتَوَلّٰی ○ عَنِ الْاِیْمَانِ
اور منہ موڑا ایمان سے۔

(۳۳) ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی ○ یَتَبَخْتَرُ فِیْ مَشْیِهٖ اِعْجَابًا
(۲۳) پھر چلا اپنے گھر والوں کی طرف اتراتا ہوا۔

تشریح

(۲۹) موت کا پہلا مرحلہ موت کی سختی | دنیا سے روانگی کے وقت پہلا مرحلہ ہوگا سکراتِ موت (موت کی سختی)۔
آیت میں لفظ استعمال ہوا ہے" پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی۔" یعنی شدت، سختی اور مصیبت کا وقت، کہ جان کھنچ رہی ہے۔ ایک سختی دوسری سختی سے مل رہی ہے۔ پہلی سختی ہے موت کی اور دوسری سختی اس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

(۳۰) موت کے وقت دوسری سختی، عالمِ آخرت کا معاملہ | اس وقت ایک سختی تو موت کی ہے اور دوسری سختی قبر اور آخرت کے حالات کی ہے کہ وہ ایک مجرم کی حیثیت سے دنیا سے جارہا ہے۔ رب کی طرف اس کی روانگی اس حالت میں ہورہی ہے کہ اس نے سفر کا کوئی سامان نہیں کیا۔ وہ غفلت میں پڑا رہا۔ اب اسے اپنی حماقت کا احساس ہورہا ہے کہ میں نے اتنے لمبے سفر کے لئے کوئی تیاری نہیں کی۔ آخرت کے سفر کا آغاز ہورہا ہے۔ بندہ کشاں کشاں اپنے رب کی طرف جارہا ہے۔ اسے دو غم ستارہے ہیں۔ ایک دنیا چھوڑنے کا، دوسرے اپنے برے حالات کا احساس۔

(۳۱) نہ اس نے صداقت کو تسلیم کیا اور نہ عمل کی طرف قدم بڑھائے | ایک ایک بات سورج کی طرح روشن اور واضح تھی حقیقت اسے بار بار اپنی طرف بلارہی تھی مگر پھر بھی وہ اپنے انکار پر اڑا ہی رہا۔ نہ اس نے صداقت کو تسلیم کیا اور نہ اس پر عمل .... کرنے کے لئے قدم بڑھایا۔

سچائی کو دل سے ماننا اور زبان سے اس کا اقرار کرنے کے بعد عمل کا پہلا مرحلہ نماز ہے۔ شریعتِ الٰہیہ کا یہ حکم سب سے پہلے سامنے آتا ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ جو شخص صداقت کا اقرار کررہا ہے وہ واقعی اس کے دل کی آواز ہے۔ اور وہ اس پر عمل کرنے کے لئے پوری طرح آمادہ ہے۔ مگر یہ شخص ذرا اس کا حوصلہ دیکھیے، کیسا اکڑا پھرتا ہے۔ ساری نشانیاں ساری دلیلیں سارے حقائق سننے اور سمجھنے کے بعد بھی اس کا طرزِ عمل دیکھیئے۔ اس کا طرزِ عمل کیا ہے قرآن اس کو بیان کررہا ہے۔

(۳۲) سچائی کو جھٹلایا اور منہ پھیر کر چل دیا | اس نے وہ صداقت جو سامنے تھی وہ حقیقت جو روشن تھی اس کو جھٹلا دیا اور واپس چلا گیا پلٹ کر نہ دیکھا، اس کے دل پر کوئی اثر نہ تھا ـــــ پتھر کی طرح اس کا دل اس میں کوئی نرمی نہ تھی اس لئے کہ اس نے نہ ماننے کی قسم کھا رکھی تھی۔ اس کا رویہ متکبرانہ، اس کا انداز غرور سے بھرا ہوا ـــــ لگتا ہے یہ اشارہ ابوجہل کے رویہ کی طرف ہے۔

(۳۳) اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا | ایسا اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف گیا جیسے بڑی بہادری کا کوئی کام کرکے آرہا ہے۔ جیسے کوئی بڑا کارنامہ اس نے انجام دیا ہے جس پر اسے فخر ہے۔

اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ﴿۳۵﴾

فَاَوْلٰی	لَكَ	اَوْلٰی	ثُمَّ	فَاَوْلٰی	لَكَ	اَوْلٰی
پھر افسوس	تجھ پر	افسوس	پھر	پس افسوس	تجھ پر	افسوس

افسوس ہے تجھ پر افسوس۔ پھر افسوس ہے تجھ پر پھر افسوس

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾

سُدًى	اَنْ يُّتْرَكَ	الْاِنْسَانُ	اَيَحْسَبُ
مہمل (یوں ہی)	کہ وہ چھوڑ دیا جائے گا	انسان	کیا وہ گمان کرتا ہے

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

﴿۳۴﴾ اَوْلٰی لَكَ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ وَالْكَلِمَةُ اِسْمُ فِعْلٍ وَاللَّامُ لِلتَّبْيِيْنِ اَیْ وَلِيَكَ مَا تَكْرَهُ فَاَوْلٰی ○ اَیْ هُوَ اَوْلٰی بِكَ مِنْ غَيْرِكَ ○

﴿۳۴﴾ پہنچی تجھ کو مصیبت کہ وہی تیرے لائق ہے بہ نسبت دوسروں کے

پھر وہی تیرے حال کے مناسب ہے۔

﴿۳۵﴾ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ○ تَاكِيْدٌ

﴿۳۵﴾ اور تو اسی کے لائق ہے۔

﴿۳۶﴾ اَيَحْسَبُ يَظُنُّ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ○ هَمَلًا لَا يُكَلَّفُ بِالشَّرَائِعِ اَیْ لَا يَحْسَبُ ذٰلِكَ

﴿۳۶﴾ کیا آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مہمل چھوڑا جائے گا احکام شریعت کی تکلیف اس کو نہ دی جائے گی۔ یعنی اس کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے۔

تشریح

﴿۳۴﴾ **تیری یہ روش تجھے ہی سزاوار ہے** | جھٹلانے اور ہٹ دھرمی کی تیری یہ روش تیرے لئے ہی سزاوار ہے تجھے ہی زیب دیتی ہے۔ تُف ہے تیرے اوپر ہلاکت ہے تیرے لئے۔ جب تو اپنے خالق سے جس نے تجھے زندگی دی، زندگی کے سامان دیئے، مقابلہ کرنے کی جرأت کر چکا ہے اور اس کے احسان کا انکار اور ناشکری کرتا ہے تو تجھ جیسے آدمی کے لئے یہی چال ٹھیک ہے جو تو چل رہا ہے۔ یہ اس کی اکڑ اور غرور پر ایک طنز ہے جیسا کہ سورۂ دخان میں مجرمین پر چند طنز کرتے ہوئے کہا جائے گا کہ:۔

ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ. (آیت ۴۹)

(لے چکھ اس کا مزا، تو بڑا زبردست اور عزت دار ہے)

اسی طرح آیت مذکورہ میں اللہ تعالٰے طنزیہ طور پر فرما رہے ہیں کہ تجھ جیسے آدمی کے لئے یہی روش ٹھیک ہے۔

(۳۵) ہاں یہ تیرے لئے ہی مناسب ہے | ہاں یہ چال اور انداز اور یہ تیری اکڑ اور غرور تیرے لئے ہی مناسب ہے تجھے ہی زیب دیتی ہے۔ کیوں کہ جب تونے اپنے پروردگار کو کچھ نہ سمجھا اور اس کا احسان مند نہ ہوا تو پھر کوئی دوسرا تیرے سامنے کیا ہے۔؟

(۳۶) انسان اللہ کے سامنے جواب دہ ہے | یہاں سے پھر وہی سلسلۂ مضمون شروع ہو رہا ہے جس کا آغاز سورت کی ابتداء میں ہوا تھا کہ موت کے بعد پھر دوبارہ زندگی ہونا نہ صرف یہ کہ ممکن ہے بلکہ ایسا ہو نا ہی چاہیئے۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک ذمہ دار ہستی بنایا ہے۔ اس کو علم دیا ہے سمجھ دی ہے اچھے بُرے کی تمیز دی ہے اور ان صلاحیتوں کی وجہ سے اسے ایک محدود آزادی اور کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ یہ آزادی اور اختیار دیتے ہوئے پروردگار نے اس کی رہنمائی بھی کر دی ہے اور اسے اچھے اور بُرے دونوں راستے بتا دیئے ہیں۔ اچھائی اور برائی کی تمیز اس کے اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ اللہ نے اس کی رہبری کا پورا پورا انتظام کیا ہے۔ اور یہی اس کا امتحان ہے کہ ان تمام صلاحیتوں اور انتظامات کے ساتھ انسان اپنے ارادے اور مرضی سے کونسا راستہ چُنتا ہے۔

انسان کوئی ایسا حیوان نہیں ہے جیسے دوسرے جانور کہ ان پر ذمے داری کا کوئی بوجھ نہیں ہے وہ شتر بے مہار نہیں ہے کہ جو چاہے کرتا پھرے اور اس سے پوچھ گچھ نہ ہو، اسے اپنی ذمہ داریوں کے تعلق سے اپنے رب کے سامنے جواب دینا ہے۔ مذکورہ آیت میں یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ یوں ہی بے قید چھوڑ دیا جائے گا اور اس سے کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ اسی بات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۂ مومنون میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَّ أَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ (آیت ۱۱۵)

(کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں کبھی ہماری طرف پلٹ کر نہیں آنا ہے۔)

جب تم اللہ کے سامنے جواب دہ ہو اور ایک ذمہ دار مخلوق ہو تو اس کا تقاضا ہے کہ تمہیں موت کے بعد زندہ کیا جائے تم سے بازپرس کی جائے اور تمہارے اعمال کی جزا اور سزا دی جائے۔

اعمال کی جزا اور سزا کے لئے یہ دنیا کافی نہیں ہے اس کے لئے ایک اور عالم برپا کرنے کی ضرورت ہے جس کا نام عالم آخرت ہے۔

یہ دنیا اس لئے کافی نہیں ہے کہ بطور مثال اگر کسی نے کسی بے گناہ کو قتل کیا اور قتل کرکے چلا ہی تھا کہ وہ خود بھی حادثے کا شکار ہو گیا۔ اب اس نے جو قتل کیا تھا اس بے گناہ پر ظلم کا بدلہ اس دنیا میں تو دیا نہیں جا سکتا اس کے لئے دوسرے عالم کی ضرورت ہے۔

اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی ایسے برے کام کی بنیاد ڈال گیا جس کی وجہ سے ہزاروں آدمیوں کی زندگیاں برباد ہو گئیں آنے والی نسلیں بھی تباہ ہو گئیں تو اس کے ان کرتوتوں کی سزا کہاں ملے گی اس کے لئے ایک عالم برپا کرنے کی ضرورت ہے جہاں اس کے گناہوں کی سزا مل سکے۔

اسی طرح ایک انسان زندگی بھر حق کا علم بردار رہا سچائی پھیلانے میں لگا رہا اس کی اچھی باتوں کا فائدہ ہزاروں آدمیوں نے اٹھایا اور اس کے صالح افکار سے کئی نسلیں متاثر ہوئیں۔ اس نیک انسان کے نیک اعمال کی جزا دینے کے لئے ایک عالم کی ضرورت ہے اس لئے موت کے بعد دوسری زندگی ممکن ہی نہیں بلکہ بہت ضروری ہے۔

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾

اَلَمْ يَكُ	نُطْفَةً	مِّنْ	مَّنِيٍّ	يُّمْنٰى
کیا نہ تھا؟	نطفہ	سے۔ کا	منی	ٹپکایا گیا

کیا وہ منی کا ایک نطفہ (قطرہ) نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا گیا

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾

ثُمَّ	كَانَ	عَلَقَةً	فَخَلَقَ	فَسَوّٰى
پھر	وہ ہوا	جما ہوا خون	پھر اس نے اسے پیدا کیا	پھر اسے درست کیا

پھر وہ جما ہوا خون ہوا، پھر اس نے اسے پیدا کیا، پھر اسے درست (اندام) کیا

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ

فَجَعَلَ	مِنْهُ	الزَّوْجَيْنِ	الذَّكَرَ	وَ
پھر بنائے	اس سے	دو جوڑے (قسمیں)	مرد	اور

پھر اس کی مرد اور عورت دو قسمیں بنائیں

الْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى

الْاُنْثٰى	اَلَيْسَ	ذٰلِكَ	بِقٰدِرٍ	عَلٰٓى
عورت	کیا نہیں	وہ	قادر	پر

کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ

اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

اَنْ	يُّحْيِۦَ	الْمَوْتٰى
کہ	وہ زندہ کرے	مُردے (جمع)

مُردوں کو زندہ کرے۔

﴿۳۷﴾ اَلَمْ يَكُ اَىْ كَانَ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ تُصَبُّ فِى الرَّحِمِ

﴿۳۷﴾ کیا اس کی اصل نطفہ' منی نہ تھی جو رحم مادر میں ڈالی گئی۔

﴿۳۸﴾ ثُمَّ كَانَ الْمَنِىُّ عَلَقَةً

﴿۳۸﴾ پھر وہ منی خون کا ٹکڑا ہوئی۔

فَخَلَقَ اللّٰہُ مِنْهَا الْاِنْسَانَ
فَسَوّٰی ○ عَدَلَ اَعْضَاءَهٗ

پھر اس سے اللہ تعالےٰ نے آدمی کو پیدا کیا۔
پس برابر کئے اعضاء اس کے

(۳۹) فَجَعَلَ مِنْهُ مِنَ الْمَنِیِّ
الَّذِیْ صَارَ عَلَقَةً
اَیْ قِطْعَةَ دَمٍ ثُمَّ مُضْغَةً
اَیْ قِطْعَةَ لَحْمٍ الزَّوْجَیْنِ
النَّوْعَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ○
یَجْتَمِعَانِ تَارَةً وَیَنْفَرِدُ
كُلٌّ مِنْهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ تَارَةً

(۳۹) پھر اس منی سے جو خون ہو کر ٹکڑا گوشت کا ہو گئی اللہ تعالیٰ نے دو قسم مرد اور عورت کو پیدا کیا کہ۔
کبھی دونوں اکٹھے پیدا ہو جاتے ہیں اور کبھی لڑکا اور کبھی لڑکی تنہا تنہا۔

(۴۰) اَلَیْسَ ذٰلِكَ الْفَعَّالُ
لِهٰذِهِ الْاَشْیَاءِ بِقٰدِرٍ
عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی ○
قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
بَلٰی

(۴۰) کیا جو اللہ ان اشیاء کا بنانے والا ہے وہ اس پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ فرما دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ وہ اس پر قادر ہے۔

تشریح

(۳۷) **انسانی تخلیق کے ابتدائی مرحلے خود بتا رہے ہیں کہ اللہ کے لئے موت کے بعد زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے** | اگر انسان اپنی پیدائش کے مختلف مرحلوں پر غور کرے تو وہ خود بول اٹھے گا کہ جس پروردگار نے اسے پانی کے ایک قطرے سے مختلف مرحلوں سے گذار کر ایک باشعور جیتا جاگتا انسان بنایا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کرے۔

قرآن مجید کی ان آیتوں میں انسانی تخلیق کے ان مختلف مرحلوں پر روشنی ڈالی ہے۔
اس کی تخلیق کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ وہ پانی کا ایک قطرہ تھا ایک حقیر سا پانی، نطفے کی ایک بوند جو رحم مادر میں ٹپکایا جاتا ہے انسانی تخلیق کی ابتداء اسی طرح سے ہوتی ہے کہ عورت مرد آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں کے بدن سے جو مادہ منویہ نکلتا ہے اس میں ہزاروں کیڑے یا خلیئے ہوتے ہیں جن میں زندگی کی صلاحیت ہوتی ہے نہ جانے مرد کا کون سا کیڑا یا خلیہ ایک ڈیڑھ انچ کا فاصلہ طے کر کے عورت کے خلیئے سے مل کر عورت کے رحم میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ دو خلیئے عورت اور مرد کے آپس میں مل جاتے ہیں اور ان خلیوں سے ایک نئی زندگی کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ کب کون سا خلیہ مرد کا اور عورت کا آپس میں ملا ہے دونوں میں سے کسی کو بھی اس کا پتہ نہیں ہوتا یہ راز اللہ ہی جانتا ہے۔

(۳۸) **تخلیق انسانی کا دوسرا مرحلہ اور آگے کی منزلیں** | تخلیق انسانی کا دوسرا مرحلہ یہ کہ وہ دو پانی کے قطرے یا خلیئے جو رحم مادر میں جڑے بیٹھے ہیں ان کی شکل جمے ہوئے خون کی ہوئی۔ پھر جمے ہوئے خون سے گوشت کا لوتھڑا بنا پھر گوشت کے لوتھڑے سے آگے کی منزلیں طے ہوئیں کہ اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضاء درست کئے اس طرح پیدائش کے سارے مرحلے پورے کر کے انسان بنا دیا۔ تمام ظاہری اعضاء اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں۔ ایک نطفۂ بے جان

سے انسانِ عاقل بن گیا۔

شروع سے آخر تک اللہ تعالیٰ کے حکیمانہ فعل کا نتیجہ بلکہ کہئے اس کی تخلیق کا ایک شاہکار ہے۔

عورت اور مرد کی دو قسمیں بنائیں | اسی نطفے سے عورت اور مرد دو قسم کے آدمی پیدا کئے جن میں سے ہر ایک کی ظاہری اور باطنی خصوصیات الگ الگ قسم کی ہیں۔ پھر یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے کہ ایک ہی نوعیت کے تخلیقی فعل کے نتیجے میں لڑکوں اور لڑکیوں کی پیدائش مسلسل اس تناسب سے ہوتی چلی جارہی ہے کہ انسانی آبادی میں کبھی عدم توازن پیدا نہیں ہوا۔ کہیں ایسا نہیں ہوا کہ کسی بستی میں صرف لڑکے پیدا ہو جائیں یا صرف لڑکیوں کی پیدائش ہوتی چلی جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پورے تناسب کے ساتھ لڑکوں اور لڑکیوں کی اتنی ہی تعداد پیدا کرتا ہے جس سے نہ لڑکوں کی کمی ہوتی ہے اور نہ لڑکیوں کی۔

منی کے قطرے سے انسان کا پیدا ہونا تخلیق کے سارے مرحلے طے کرتے ہوئے جیتا جاگتا انسان پیدا ہونا پھر اسی قطرۂ ناپاک سے عورت اور مرد کا اپنی اپنی خصوصیات سے پیدا ہونا یہ تمام، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے وہ نمونے ہیں جس سے کوئی بھی باشعور اور صاحبِ عقل انسان انکار نہیں کرسکتا۔

(۴۰) کیا وہ مردے کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟ | کیا وہ قادرِ مطلق جس نے اولاً سب کو ایسی حکمت اور قدرت سے بنایا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ مرے ہوئے انسانوں کو دوبارہ زندگی بخش دے اور ان کے بکھرے ہوئے اجزاء کو جمع کرکے پھر اسی طرح کا جیتا جاگتا انسان بنا دے، جیسا تھا۔

اگر وہ پانی کے قطرے سے انسان کو پیدا کرسکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ انسانوں کو دوبارہ زندگی عطا نہ کرسکے۔

متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول جب اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے کہ:

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝ تو فرماتے تھے کہ "بَلٰى" کیوں نہیں، بے شک اللہ اس پر قادر ہیں۔

کبھی زبان مبارک پر آتا تھا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ فَبَلٰى (پاک ہے تیری ذات، خدا وندا کیوں نہیں۔)

اور کبھی فرماتے تھے، سُبْحَانَكَ وَبَلٰى (آپ پاک ہیں اور بے شک آپ اس پر قادر ہیں۔)

(ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ ابن داؤد۔)

۷۶
الدھر

○ ترتیب تلاوت ——— ۷۶	○ ترتیب نزول ——— ۹۸
○ مکی / مدنی ——— مکی	○ تعداد رکوعات ——— ۲
○ تعداد آیات ——— ۳۱	○ تعداد الفاظ ——— ۲۴۶
○ تعداد حروف ——— ۱۰۹۹	

○ اس سورت کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکی ہے اور سورۂ مدثر کی ابتدائی سات آیتوں کے بعد جو نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا تھا یہ سورت بھی اسی زمانے میں نازل ہوئی ہے۔

○ اس سورت کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ انسان کی دنیا میں حقیقی حیثیت کیا ہے؟ ——— اگر انسان اپنی اس حیثیت کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لے اور اس پر اپنے پیدا کرنے والے کا شکر ادا کر کے اپنی حیثیت کا صحیح استعمال کرے تو اس کے کیا نتیجے سامنے آئیں گے۔

اور اگر اپنی حیثیت کا غلط استعمال کرے اور یہ نہ سمجھے کہ میں کیا تھا اور میرے پالن ہار نے مجھے کیا مقام عطا کر دیا ہے تو وہ کس انجام سے دوچار ہوگا۔

مکہ مکرمہ کے زمانے میں جو سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں چھوٹے چھوٹے فقروں میں اہم باتیں سمو دی گئی ہیں

تاکہ یہ فقرے سننے والوں کی، زبان پر آسانی کے ساتھ چڑھ جائیں اور بات دل میں اتر جائے۔ فقرے مختصر ہیں مگر انداز بیان تاثیر سے بھرا ہوا ہے۔

اس سورت میں انسان کو یہ بات یاد دلائی گئی ہے کہ جس طریقے سے انسان وجود میں آتا ہے اس طرز تخلیق کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ دنیا کی سب سے اشرف اور اہم مخلوق ہوگی۔ مگر پروردگار نے اس میں علم وعقل اور شعور دے کر اس کے سامنے دونوں راستے صاف صاف رکھ دیئے ہیں۔ ایک راستہ اس کی کامیابی کا ہے، دوسرا ناکامی کا ہے۔ اور اس کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ ان دونوں راستوں میں سے جس راستے پر چلنا چاہے چل سکتا ہے اور یہی اس دنیا میں اس کا امتحان ہے۔

یہ بات صاف طور پر بتا دی گئی ہے کہ اس امتحان میں کامیاب ہونے والے اور ناکام ہونے والے اللہ کے بندے اپنے اپنے انجام سے دوچار ہوں گے۔

کامیاب بندے جن انعامات سے نوازے جائیں گے ان کی تفصیل بتائی گئی۔

یہ بتایا گیا کہ ہم قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اپنے رسول پر نازل کر رہے ہیں اور یہ ہماری حکمت کا تقاضا ہے کہ ہم اس کو اسی طرح تھوڑا کر کے نازل کریں۔ یہ بتا دیا گیا کہ قرآن نازل کرنے والے ہم ہیں یہ ہمارا کلام ہے۔ محمد ہمارے رسول ہیں وہ اپنے دل سے گھڑ کر یہ کلام پیش نہیں کر رہے ہیں۔

○ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی گئی کہ آپ کے رب کا فیصلہ آنے میں جا ہے جتنی دیر لگے، آپ صبر و ہمت کے ساتھ اپنی ذمہ داری انجام دیتے رہیں اور منکرین حق کے کسی دباؤ میں نہ آئیں۔

○ آپ شب و روز اللہ کو یاد کرتے رہیں۔ اس سے آپ کو مقابلے کی طاقت ملے گی اور ثابت قدمی نصیب ہوگی۔

○ منکرین حق کے غلط رویے کی وجہ بتائی گئی کہ وہ آخرت کو بھول کر دنیا میں مگن ہو گئے ہیں اور انھیں یہ بات یاد نہیں رہی کہ انھیں ایک دن اس دنیا سے جانا ہے۔

○ حق کا مقابلہ کرنے والوں کو یہ بات یاد دلائی گئی ہے کہ.... یہ تمہارے چوڑے چکلے سینے، یہ تمہارے طاقتور بدن یہ تم نے خود نہیں بنائے بلکہ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے، ہم نے تمہیں خوب صورت شکلیں دی ہیں ہم چاہیں تو ان شکلوں کو بگاڑ بھی سکتے ہیں۔

اور بات اس پر ختم کی ہے کہ یہ قرآن ایک کلمۂ نصیحت ہے جس کا دل چاہے اس کو مان کر اپنے رب کا راستہ اختیار کرے ــــ انسان کی خواہشیں سب پوری نہیں ہوتیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

فِيهَا رُكُوعَانِ	سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ ۹۸= ۷۶=		اٰيَاتُهَا ۳۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ①

هَلْ اَتٰى	عَلَى الْاِنْسَانِ	حِيْنٌ	مِّنَ الدَّهْرِ	لَمْ يَكُنْ شَيْئًا	مَّذْكُوْرًا ۱
یقیناً آیا (گزرا)	انسان پر	ایک وقت	زمانہ کا	اور نہ تھا کچھ	قابل ذکر

یقیناً انسان پر ایک وقت گزرا ہے کہ وہ کچھ (بھی) قابل ذکر نہ تھا

سُوْرَةُ الْاِنْسَانِ مَكِّيَّةٌ اَوْ مَدَنِيَّةٌ
اِحْدٰى وَّ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① هَلْ قَدْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ اٰدَمَ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ كَانَ فِيْهِ مُصَوَّرًا مِّنْ طِيْنٍ لَا يُذْكَرُ اَوِ الْمُرَادُ بِالْاِنْسَانِ الْجِنْسُ وَبِالْحِيْنِ مُدَّةُ الْحَمْلِ

سورۃ الانسان یعنی سورۂ دہر مکی ہے یا مدنی اس میں اکتیس ۳۱ آیتیں ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۱ الخ بیشک آدم پر چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرا ہے کہ اس میں وہ کوئی چیز قابل ذکر کئے جانے کے نہ تھا یعنی اتنی مدت تک مٹی کی تصویر بنا ہوا رہا یا مراد انسان سے جنس انسان ہے جو ہر ایک آدمی کو شامل ہے اور حین سے مراد مدت حمل ہے اس صورت میں مطلب ہے کہ ہر ایک آدمی پر وہ زمانہ بھی آیا ہے کہ اس میں وہ حمل تھا قابل اس کے نہ تھا کہ آدمیوں میں شمار ہو۔

تشریح

① کیا انسان پر ایسا زمانہ نہیں گزرا جب اس کا کچھ نام و نشان نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس بات کو سوالیہ فقرے کی صورت میں سامنے رکھا ہے جس سے انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزر چکا ہے کہ پہلے اس کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ ایسا لامتناہی زمانہ جس کی ابتدا انسان کو معلوم نہیں کہ کب نوع انسانی کا وجود شروع ہوا؟ پھر اللہ نے نوع انسانی کا آغاز کیا تو پہلے انسان کا خمیر مٹی سے بنایا۔

پھر اس سے آگے چل کر جب اس کی نسل کو آگے بڑھانے کا وقت آیا تو اس وقت وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا وہ نطفے کی شکل میں تھا جس کا ایک حصہ باپ کے نطفے میں اور دوسرا حصہ ماں کے نطفے میں تھا۔ اور وہ ایک ایسے چھوٹے سے بیضے یا خلیے کی صورت میں تھا جس کو دیکھنے کے لئے طاقتور خوردبین کی ضرورت تھی اور اس حقیر سی ابتدا کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس سے کوئی انسان بنے گا اور اگر بنے گا تو وہ کس قد و قامت کس شکل و صورت اور کس قابلیت کا انسان ہوگا؟ اس وقت جب وہ کوئی قابل قدر چیز نہ تھا اس کے وجود کا آغاز ہو گیا۔

اس سوالیہ فقرے سے کہ کیا انسان پر ایک ایسا وقت نہیں گزر چکا جب اس کا کوئی نام و نشان نہ تھا اور پھر وہ کتنے ہی دور طے کر کے نطفے کی شکل میں آیا۔ نطفے کی حالت کوئی زبان پر لانے کی چیز نہ تھی پھر اللہ نے اس سے جیتا جاگتا انسان بنایا۔ خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حقیری حالت سے لے کر پورا انسان بننے تک جس پروردگار نے یہ سارا عمل انجام دیا کیا وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہوگا۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ

اِنَّا خَلَقْنَا	الْاِنْسَانَ	مِنْ نُّطْفَةٍ	اَمْشَاجٍ	نَبْتَلِيْهِ	فَجَعَلْنٰهُ
بیشک ہم نے پیدا کیا	انسان	نطفہ سے	مخلوط	ہم اسے آزمائیں	تو ہم نے اسے بنایا

بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا مخلوط نطفہ سے (کہ) ہم اسے آزمائیں تو ہم نے

سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا

سَمِيْعًا	بَصِيْرًا	اِنَّا + هَدَيْنٰهُ	السَّبِيْلَ	اِمَّا + شَاكِرًا
سنتا	دیکھتا	بیشک ہم نے اسے دکھائی	راہ	خواہ شکر کرنے والا

اسے سُنتا دیکھتا بنایا بے شک ہم نے اسے راہ دکھائی (اب وہ) خواہ شکر کرنے والا ہو

وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③

وَّاِمَّا	كَفُوْرًا
اور خواہ	ناشکرا

اور خواہ ناشکرا

(۲) اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اَلْجِنْسَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ اِخْلَاطٍ مِنْ مَاءِ الرَّجُلِ وَمَاءِ الْمَرْاَةِ اَلْمُخْتَلِطَيْنِ الْمُمْتَزِجَيْنِ نَبْتَلِيْهِ نَخْتَبِرُهُ بِالتَّكْلِيْفِ وَالْجُمْلَةُ مُسْتَاْنَفَةٌ اَوْ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ اَيْ مُرِيْدِيْنَ اِبْتِلَاءَهُ حِيْنَ تَاَهُّلِهِ فَجَعَلْنٰهُ بِسَبَبِ ذٰلِكَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○

(۲) بے شبہ ہم نے آدمی کو نطفہ سے پیدا کیا جو ملا ہوا تھا مرد اور عورت کے پانی سے۔

کہ ہم اس کو آزماویں کہ شریعت کے تکالیف پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔

سو اسی سبب کیا ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا۔

(۳) اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ بَيَّنَّا لَهُ طَرِيْقَ الْهُدٰى بِبَعْثِ الرُّسُلِ اِمَّا شَاكِرًا اَيْ مُؤْمِنًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○ حَالَانِ مِنَ الْمَفْعُوْلِ اَيْ بَيَّنَّا لَهُ فِيْ حَالِ شُكْرِهِ اَوْ كُفْرِهِ الْمُقَدَّرَةِ وَاِمَّا

(۳) بے شک ہم نے اس کے لئے ظاہر کر دیا راستہ ہدایت کا پیغمبر بھیج کر

کہ یا وہ شکر گزار ہوگا یعنی ایمان لاوے گا یا ناشکرا ہوگا۔

تشریح

(۲) مخلوط پانی سے انسان کی پیدائش اور پھر اس کی زندگی کا مقصد | ہم نے انسان کو مرد اور عورت کے دو الگ الگ نطفوں سے ملا کر پیدا کیا۔ یہ نطفہ مختلف حالتوں سے گزرتا ہوا، جما ہوا خون گوشت کا لوتھڑا اور اس طرح کئی الٹ پھیر کرنے اور کئی مرحلے طے کرنے کے بعد اس کو اس درجے میں پہنچا دیا کہ وہ کانوں سے سنتا آنکھوں سے دیکھتا اور ان قوتوں سے وہ کام لیتا ہے جو کوئی دوسرا جان دار نہیں لے سکتا۔ اور اس کو یہ سب صلاحیتیں سوچنے سمجھنے کی قوتیں اس لئے عطا کی گئیں کہ ہم اس کا امتحان لیں یہ دنیا اس کے لئے دار الامتحان ہے۔ اس کو جن چیزوں پر تصرف کے مواقع دیئے گئے ہیں اور جو صلاحیتیں دی گئی ہیں وہ سب اس کی آزمائش کے لئے ہیں کہ وہ ان چیزوں سے کس طرح اور کیا کام لیتا ہے۔ آیا خدا کا بندہ بن کر رہتا ہے یا نہیں۔ جو بندہ ہونے کی حیثیت سے اس کو رہنا چاہئے اور اپنے پروردگار کا شکر گزار اور اس کا احسان مند ہونا چاہئے کہ اس نے اس کو ہوش و گوش رکھنے والا سننے اور دیکھنے والا، علم کی طاقت رکھنے والا اور اس علم سے نتائج حاصل کرنے والا بنایا ہے۔ پروردگار نے اسے علم، عقل، شعور اور وہ عام طاقتیں عطا کی ہیں جس سے وہ امتحان کے قابل ہو سکے۔ دنیا میں اس کی زندگی کا یہی مقصد ہے کہ وہ اللہ کی بخشی ہوئی ان نعمتوں سے کیا کام لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی نہیں کیا کہ اس کو یہ تمام قوتیں اور صلاحیتیں عطا کر دیں بلکہ اس کی رہنمائی اور رہبری کا پورا بندوبست بھی کیا۔

" جیسا کہ آگے ارشاد ہو رہا ہے۔"

(۳) ہم نے انسان کی رہنمائی کا پورا پورا بندوبست کیا | اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم، عقل، شعور و آگہی کی تمام صلاحیتیں دے کر اکیلا نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کی رہبری اور رہنمائی کا پورا پورا بندوبست کیا۔

تاکہ اس پورے پورے بندوبست کے بعد اب وہ جو بھی راہ اختیار کرے وہ خود اپنے ارادے سے اختیار کرے، اپنی مرضی سے اس راہ پر چلے اور اس کا ذمے دار بھی وہ خود ہو۔

اس بات کو قرآن مجید نے متعدد جگہ پر بیان کیا ہے۔ سورۂ بلد میں ارشاد ہوا :۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۔۔۔ (ہم نے اسے خیر اور شر کے دونوں راستے کھول کر بتا دیئے۔) کہ دیکھو یہ راستہ برائی کا ہے اور یہ راستہ نیکی کا ہے۔

سورۂ شمس میں ارشاد ہوا :

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا

(اور قسم ہے انسان کے نفس کی اور اس ذات کی جس نے اسے تمام ظاہری اور باطنی قوتوں کے ساتھ استوار کیا، پھر اس کا فجور اور اس کا تقویٰ دونوں اس پر الہام کر دیئے۔)

( ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی رہبری کی اندرونی شکل یہ ہے کہ اس نے ہر انسان کے اندر ایک اخلاقی حس بھی رکھی ہے جس سے وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کرتا ہے۔ یہ اخلاقی حس انسانوں کے لئے اس کی رہبری کا اندرونی انتظام ہے جس کو ہم ضمیر کہتے ہیں۔ جب انسان کوئی برائی کرتا ہے تو یہ اخلاقی حس یا ضمیر اندر سے الارم بجاتے ہیں، خبردار کرتے ہیں کہ یہ کام ٹھیک نہیں ہے۔ اسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ "گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے"۔ ضمیر کی یہ خلش اور کھٹک وہی اخلاقی حس ہے جو ہر انسان کے اندر پائی جاتی ہے۔

○ اللہ نے انسان کے نفس میں ایک قوت رکھی ہے جس کو "نفس لوّامہ" کہتے ہیں۔ یہ نفس لوامہ وہ احساس ہے جو برائی کے بعد ندامت محسوس کرتا ہے۔ یہ ندامت اور فرمندگی انسان کی اخلاقی وجود کی دلیل ہے اور برائی کے بعد انسان بے چین ہوتا ہے اور اس میں ایک اضطراب پیدا ہوجاتا ہے جو بتاتا ہے کہ انسان کی یہ روش غلط تھی۔

○ ان اندرونی انتظامات کے علاوہ باہر کی دنیا میں بے شمار نشانیاں ہیں جو بتارہی ہیں کہ اس کائنات کا ایک خالق ہے اور وہی اس کو چلانے والا ہے۔ یہ بھی انسان کی رہبری کے لئے اَنفُس کے علاوہ آفاق میں اللہ کی رہبری ہے۔

ہمیں رات دن ایسے حالات اور واقعات سے واسطہ پڑتا ہے جن سے پتہ لگتا ہے کہ ایسی طاقت کائنات پر فرماں روا ہے جس کے سامنے انسان بے بس ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:۔

عَرَفْتُ رَبِّيْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ

(میں نے رب کو اس بات سے پہچانا کہ میں ایک کام کا ارادہ کرتا ہوں وہ کام پورا نہیں ہوتا اور اللہ کی مشیت غالب آجاتی ہے۔)

○ دنیا کے ہر معاشرے میں عدالت کا نظام کسی نہ کسی شکل میں قائم ہے جس کی خدمات کو قابل تعریف سمجھا جاتا ہے اس کے کاموں کا اچھا بدلہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے اور کوئی برا کام کرتا ہے اس کو سزا دی جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ ہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ بدلہ اور مکافات کا قانون جاری رہنا چاہیے اچھا کام کرنے والوں کو اچھا صلہ ملے اور برا کام کرنے والوں کو ان کا بدلہ سزا کی شکل میں ملے۔ ساری دنیا قانون مکافات کی قائل ہے۔

لیکن اس دنیا میں نیکی اور بدی کا پورا پورا بدلہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے عقل کا تقاضا ہے کہ کوئی ایسا عالم ہونا چاہئے جہاں انسان کے کئے کا پورا نتیجہ اس کے سامنے آئے۔

○ اللہ کی طرف سے صاف صاف رہنائی کے لئے پیغمبر بھیجے گئے، کتابیں نازل کی گئیں جنھوں نے اللہ کے بندوں کو اچھائی اور برائی کے راستوں سے آگاہ کیا انھوں نے فطرت کے تقاضوں، پیدائشی عقل وفہم، عقلی اور نقلی دلائل سے نیکی کا راستہ دکھایا۔ اس کا تقاضا یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ پر چلتے لیکن گردوپیش کے حالات اور خارجی حوادث سے متاثر ہوکر سب ایک راہ پر نہ رہے بعض نے اللہ کو مانا اور اس کا حق پہچانا اور بعض نے ناشکری اور ناحق کوشی پر کمر باندھ لی۔ اگلی آیتوں میں دونوں کا انجام بتایا جارہا ہے۔

إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَأَغْلٰلًا

إِنَّآ أَعْتَدْنَا	لِلْكٰفِرِيْنَ	سَلٰسِلَا۠	وَأَغْلٰلًا
بیشک ہم نے تیار کیا	کافروں کے لئے	زنجیریں	اور طوق

بے شک ہم نے کافروں (ناشکروں) کے لئے زنجیریں اور طوق اور

وَّسَعِيْرًا ۝۴ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ

وَّسَعِيْرًا	إِنَّ	الْأَبْرَارَ	يَشْرَبُوْنَ	مِنْ
اور دہکتی آگ	بیشک	نیک بندے	پئیں گے	سے

دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بیشک پئیں گے نیک بندے پیالے سے

كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵ عَيْنًا

كَأْسٍ	كَانَ مِزَاجُهَا	كَافُوْرًا	عَيْنًا
پیالے	اس میں آمیزش ہوگی	کافور کی	ایک چشمہ

(وہ مشروب) جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ ایک چشمہ

يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝۶

يَّشْرَبُ بِهَا	عِبَادُ اللّٰهِ	يُفَجِّرُوْنَهَا	تَفْجِيْرًا
اس سے پیتے ہیں	اللہ کے بندے	اس سے رواں کرتے ہیں	نالیاں

اس سے اللہ کے بندے پیتے ہیں اس سے نالیاں رواں کرتے ہیں۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ

يُوْفُوْنَ	بِالنَّذْرِ	وَيَخَافُوْنَ	يَوْمًا	كَانَ
وہ پوری کرتے ہیں	(اپنی) نذریں	اور وہ ڈر گئے	اس دن سے	ہوگی

وہ پوری کرتے ہیں اپنی نذریں اور وہ اس دن سے ڈر گئے جس

شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝۷

شَرُّهٗ	مُسْتَطِيْرًا
اس کی برائی	پھیلی ہوئی

کی برائی پھیلی (عام) ہوگی۔

٤ إِنَّآ أَعْتَدْنَا هَيَّأْنَا
لِلْكٰفِرِيْنَ سَلَاسِلَ يُسْحَبُوْنَ
بِهَا فِي النَّارِ وَ أَغْلٰلًا فِي
أَعْنَاقِهِمْ تُشَدُّ فِيْهَا
السَّلَاسِلُ وَسَعِيْرًا ○
نَارًا مُسْعَرَةً أَيْ مُهَيَّجَةً
يُعَذَّبُوْنَ بِهَا

٤ بے شک ہم نے تیار کی ہیں کافروں کے لئے زنجیریں جن
میں ڈال کر وہ دوزخ میں ڈالے جاویں گے اور
طوق ان کی گردنوں میں جن میں زنجیریں باندھی جاویں
گی۔
اور آگ بھڑکنے والی جس میں وہ
عذاب دیے جاویں گے۔

٥ إِنَّ الْأَبْرَارَ جَمْعُ بَرٍّ
أَوْ بَارٍّ وَهُمُ الْمُطِيْعُوْنَ
يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَأْسٍ
هُوَ إِنَاءُ شُرْبِ الْخَمْرِ وَهِيَ
فِيْهِ وَالْمُرَادُ مِنْ خَمْرٍ
تَسْمِيَةً لِلْحَالِ بِاسْمِ
الْمَحَلِّ وَمِنْ لِلتَّبْعِيْضِ
كَانَ مِزَاجُهَا مَا تُمْزَجُ
بِهِ كَافُوْرًا ○

٥ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا الخ
بے شبہ اللہ کے فرماں بردار پیویں گے ایسا پیالہ شراب کا
کہ اس میں ملی ہوئی ہوتی کافور، یعنی خوشبو کافوری۔

٦ عَيْنًا بَدَلٌ مِنْ كَافُوْرًا
فِيْهَا رَائِحَةٌ يَشْرَبُ
بِهَا مِنْهَا عِبَادُ اللّٰهِ
أَوْلِيَاءُهُ يُفَجِّرُوْنَهَا
تَفْجِيْرًا ○ يَقُوْدُوْنَهَا
حَيْثُ شَاءُوْا مِنْ مَنَازِلِهِمْ

٦ وہ ایک چشمہ ہے کہ اس میں سے پیویں گے اللہ کے نیک
بندے۔
جاری کریں گے اس کو جاری کرنا۔ یعنی جس جگہ چاہیں گے
اپنے گھروں میں اس کو لے جاویں گے وہ لوگ

٧ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ
فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ
وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا
كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيْرًا ○
مُنْتَشِرًا

٧ جو پورا کرتے ہیں نذر کو اللہ کی فرماں برداری میں اور
ڈرتے ہیں اس دن سے کہ اس کی بلا پھیلی ہوئی
ہو گی۔

تشریح

(۴) منکروں کے لئے طوق اور زنجیریں فطرت کا بھی تقاضا تھا اور عقل وفہم کی رہنمائی بھی اور اللہ کی طرف سے بھیجے گئے پیغمبر اور نازل کی گئی کتابوں کی رہبری بھی کہ انسان اللہ کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار کرتا۔ لیکن کتنے ہی لوگ اس راستے سے ہٹ گئے انھوں نے اللہ کے احسانوں کو بھلا دیا، اپنے رب کی نافرمانی کی، غلط رسم و رواج کی زنجیروں میں جکڑے رہے اوہام وخیالات کے دائرے سے باہر نہ آسکے۔ غیر اللہ کے احکام کا طوق اپنے گلے میں ڈالے رکھا اور اللہ کے اقتدار اعلیٰ کے بجائے طاغوت کے اقتدار میں زندگی گزاری۔ اور صرف اتنا ہی نہیں کہ خود گمراہ ہوئے بلکہ سچائی پر چلنے والوں کے خلاف دشمنی کی آگ بھڑکاتے رہے ان سے الجھنے میں اپنی زندگی گزار دی۔

کبھی بھول کر بھی نہ سوچا کہ ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمیں کیا کیا نعمتیں عطا کی ہیں۔ اور اس کی شکر گزاری کا تقاضا اس کی سچی فرماں برداری ہے۔ ایسے ناشکروں نافرمانوں اور احسان ناشناسوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دوزخ کے طوق، زنجیریں، اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

اس کے مقابلے میں فرماں بردار، صاحب ایمان، اللہ کے اطاعت گزار بندوں کو کیا کیا نعمتیں ملیں گی۔ اس کا ذکر آنے والی آیتوں میں کیا جا رہا ہے۔

(۵) نیک بندوں کے لئے شراب کے ساغر اللہ کے وہ نیک بندے جو ان چیزوں سے رُکے رہے جن سے منع کیا تھا۔ ان ذمہ داریوں اور فرائض کو بجا لاتے رہے جن کا ان کے رب نے حکم دیا تھا ان کو جنت میں شراب کے ایسے ساغر ملیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

جنت کی شراب دنیا کی شراب کی طرح نہ ہوگی اس میں نشہ نہ ہوگا بلکہ ایک قسم کا سرور ہوگا۔ اس کے پینے سے سر میں بھاری پن نہ ہوگا جیسے دنیا کی شراب میں ہوتا ہے — وہ دنیا کی شراب کی طرح نقصان دہ نہ ہوگی۔ اس میں دنیا کی شراب کی کوئی بھی خرابی اور برائی نہ ہوگی، جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ صٰفّٰت میں جنت کی شراب کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ (آیت ۴۷)

(نہ اس سے ان کے جسم کو کوئی نقصان ہوگا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہوگی۔)

جنت کی شراب سے وہ لوگ محروم رہیں گے جو دنیا میں شراب نوشی کی لعنت میں گرفتار رہے۔ حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا۔

وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَمْ يَتُبْ مِنْهَا وَهُوَ مُدْمِنُهَا
وَلَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ۔ (صحیح مسلم)

(جو شخص دنیا میں شراب نوشی کرے گا اور اسی حالت میں بغیر توبہ کے مرے گا تو وہ آخرت میں شراب طہور نہ پی سکے گا۔)

جنت کی شراب میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ کافور کیا ہے جس کی آمیزش شراب طہور میں کی جائے گی ـــــــ۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔

(۶) چشمۂ کافور جو جنتیوں کو بسہولت حاصل ہوگا جنت کا کافور ایک خاص چشمہ ہے اس کو ٹھنڈا خوشبودار مفرح اور سفید رنگ ہونے کی وجہ سے کافور سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ خاص طور پر اللہ کے مخصوص اور مقرب بندوں کو ملے گا۔ شراب طہور میں یہ کافوری چشمے کا پانی ملا کر پیا جائے گا۔ جس سے جنت کی شراب کا ذائقہ اور سرور اور اس کی فرحت دوچند ہو جائے گی۔ اس کافوری چشمے کی شاخیں جنتیوں کو بسہولت دستیاب ہوں گی وہ جہاں چاہیں گے آسانی کے ساتھ ان کو اس چشمے کا پانی مل جایا کرے گا۔ جیسے آج کل پائپ لائن ہوتی ہے اور ٹونٹی کھولو تو پانی آسانی سے مل جاتا ہے ـــ کہا جاتا ہے کہ اس چشمے کا اصل منبع حضور پُرنور حضرت محمد رسول اللہ ؐ کے قصر عالی میں ہوگا اور وہیں سے سب انبیاء کرام اور مومنین اور اللہ کے خاص بندوں کو پہنچایا جائے گا۔

آگے اللہ تعالیٰ ابرار اور نیک بندوں کی خصلتیں بیان فرمارہے ہیں۔ اور آیت میں عباداللہ انہی کو کہا گیا ہے جنہوں نے واقعی اللہ کا بندہ بن کر دکھایا اور حق بندگی ادا کیا۔ مگر جو بندے ہو کر بھی بندے نہ بن سکے وہ اللہ کے بندے کہلانے کے حق دار نہیں۔ اللہ کے بندوں کی خصوصیات کیا ہیں۔ ارشاد ہوا۔

(۷) اللہ کے نیک بندے ـ منت کو پورا کرنے والے اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جو منت مانی ہو اسے پورا کرتے ہیں۔ جب ان کا مزاج یہ ہو کہ وہ خود اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کریں تو اللہ کی لازم کی ہوئی چیز کو ایسے نیک بندے کہاں چھوڑ سکتے ہیں ـــ اللہ نے جو ان پر واجب کیا وہ اسے پورا کریں گے۔ جو خود انھوں نے اپنے اوپر واجب کیا اس کو بھی وہ پورا کریں گے ـ وہ اپنی ذمہ داریوں سے چاہے وہ اللہ کی طرف سے ہوں یا خود انھوں نے اپنے ذمے لی ہوں گریز نہیں کرتے۔

منت ماننے یا نذر کے تفصیلی احکام ہیں جو فقہ کی کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے کسی کام کا عہد کرے تو اس عہد کو پورا کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی ایسی منت مانے کہ اللہ تعالیٰ میری فلاں حاجت پوری کردے تو میں اس کے شکرانے میں فلاں نیک کام کروں گا تو وہ نیک کام پورا کرنا چاہئے یہ واجب ہے مگر اس میں اس طرح کی کوئی شرط جس میں بلاوجہ کی مشقت ہو اور اصل نیکی سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو اگر وہ شرط لگائی ہو تو اس شرط کو پورا نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً کوئی منت مان لے کہ میں پیدل حج کروں گا تو حج کرنا اور اپنی یہ منت پوری کرنا تو واجب ہے مگر پیدل کرنا واجب نہیں ہے۔

اسی طرح کسی گناہ کی منّت ماننا جائز نہیں ہے ـــ غیر اللہ کی منت ماننا یہ بھی جائز نہیں ہے کیوں کہ منت دراصل حاجت روائی کا شکرانہ ہے اور اللہ کے سوا کوئی دوسرا حاجت روا نہیں ہے۔

اللہ کے نیک بندوں کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنی نذر پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی جس دن کی سختی درجہ بدرجہ سب کو عام ہوگی۔ کوئی شخص پورے طور پر محفوظ نہ رہے گا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ⑧

وَاَسِيْرًا	وَّيَتِيْمًا	مِسْكِيْنًا	عَلٰى حُبِّهٖ	الطَّعَامَ	وَيُطْعِمُوْنَ
اور قیدی	اور یتیم	محتاج مسکین	اس کی محبت پر	کھانا	اور وہ کھلاتے ہیں

اور وہ اس کی محبت پر کھانا کھلاتے ہیں محتاج اور یتیم اور قیدی کو

⑧ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ اَيِ الطَّعَامَ وَشَهْوَتِهِمْ لَهٗ مِسْكِيْنًا فَقِيْرًا وَّيَتِيْمًا لَا اَبَ لَهٗ وَّاَسِيْرًا يَعْنِي الْمَحْبُوْسُ بِحَقٍّ

⑧ اور فقیر اور یتیم کو یعنی جس کا باپ مرگیا ہو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں باوجود محبت کھانے کے اور اس کی خواہش کے ۔

تشریح

⑧ اللہ کے نیک بندوں کی دوسری صفت حاجت مندوں کے ساتھ حسن سلوک

اللہ کے نیک بندوں کی پہلی صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ اللہ سے کئے گئے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ ان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ضرورت مندوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ ان ضرورت مندوں میں مسکین ہوں، یتیم ہوں، قیدی ہوں۔ اگر ان کو کھانے کی ضرورت ہے تو ان کو کھانا کھلاتے ہیں۔ کوئی غریب حاجت مند ہے، قرض دار ہے، علاج کا محتاج ہے، اسے کپڑے کی ضرورت ہے اس کی مدد کرتے ہیں۔ غرض جس طرح سے ہو سکے وہ حاجت مندوں کے کام آتے ہیں اور وہ نیکی کے کام اللہ کی رضا کے لئے اس کی محبت میں کرتے ہیں اس سے ان کی کوئی ذاتی غرض نہیں ہوتی نہ وہ شہرت اور دکھاوے کے لئے یہ کام کرتے ہیں اور اس میں مسلم غیر مسلم سبھی ان کی ہمدردی اور محبت اور حسن سلوک سے بلا امتیاز فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ؐ نے غزوۂ بدر کے قیدیوں کو مختلف مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا اور آپ ؐ نے حکم دیا کہ جس مسلمان کے پاس کوئی قیدی رہے وہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

چناں چہ صحابہ کرام رضؓ نبی ؐ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے قیدیوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے تھے حالاں کہ وہ قیدی مسلمان نہ تھے۔

پہلے زمانے میں یہ طریقہ تھا کہ قیدیوں کو ہتھکڑی اور بیڑیاں لگا کر روزانہ باہر نکالا جاتا تھا اور وہ سڑکوں پر یا محلوں میں بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے تھے۔ مگر اسلامی حکومت نے یہ طریقہ بند کر دیا۔

اسیر یعنی قیدی سے مراد ایک بے بس آدمی ہے جو اپنی روزی کے لئے خود کوئی کوشش نہ کر سکتا ہو۔ اس کو کھانا کھلانا، اس بھوکے کا پیٹ بھرنا ایک بڑا نیکی کا کام ہے۔

اللہ کے نیک بندوں کی یہ خصوصیت بیان کی گئی کہ وہ ہر حاجت مند کی حاجت روائی کے لئے بھوکوں اور مجبوروں کو کھانا کھلانے کے لئے، بے کسوں کی مدد کے لئے آگے بڑھتے ہیں اور وہ اس کام کی کسی سے اللہ کے سوا جزا نہیں چاہتے —— جیسا کہ اگلی آیت میں آرہا ہے۔

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ

إِنَّمَا	نُطْعِمُكُمْ	لِوَجْهِ اللّٰهِ	لَا نُرِيْدُ	مِنْكُمْ
اس کے سوا نہیں	ہم تمہیں کھلاتے ہیں	رضائے الٰہی کے لئے	ہم نہیں چاہتے	تم سے

اس کے سوا نہیں کہ ہم تمہیں رضائے الٰہی کے لئے کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے نہ جزا چاہتے ہیں

جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝٩ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا

جَزَآءً	وَّ	لَا شُكُوْرًا	اِنَّا + نَخَافُ	مِنْ رَّبِّنَا
کوئی جزا	اور	نہ شکریہ	بیشک ہمیں ڈر ہے	اپنے رب سے

اور نہ شکریہ۔ بے شک ہمیں ڈر ہے اپنے رب کی طرف سے

يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝١٠ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ

يَوْمًا	عَبُوْسًا	قَمْطَرِيْرًا	فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ	شَرَّ	ذٰلِكَ
اس دن کا	منھ بگاڑنے والا	نہایت سخت	پس انھیں بچا لیا اللہ نے	برائی	اس

اس دن کا جو منھ بگاڑنے والا نہایت سخت ہے۔ پس اللہ نے انھیں اس دن کی برائی سے

الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝١١

الْيَوْمِ	وَلَقّٰهُمْ	نَضْرَةً	وَّ	سُرُوْرًا
دن	اور انھیں عطا کی	تازگی	اور	خوش دلی

بچا لیا اور انھیں تازگی عطا کی اور خوش دلی۔

(۹) إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ
لِطَلَبِ ثَوَابِهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ
جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ شُكْرًا
فِيْهِ عَلَى الْاِطْعَامِ وَهَلْ تَكَلَّمُوْا
بِذٰلِكَ اَوْ عَلِمَهُ اللّٰهُ مِنْهُمْ
فَاَثْنٰى عَلَيْهِمْ بِهِ قَوْلَانِ
(۱۰) اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا
تَكْلَحُ الْوُجُوْهُ فِيْهِ اَيْ كَرِيْهَ الْمَنْظَرِ
لِشِدَّتِهِ قَمْطَرِيْرًا ○ شَدِيْدًا
فِيْ ذٰلِكَ

(۹) درآں حالیکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تم کو کھانا کھلاتے ہیں
اس امید میں کہ اللہ ہم سے خوش ہو اور ہم کو ثواب عطا فرماوے۔
ہم تم سے نہ اس کا عوض چاہتے ہیں نہ اس پر شکر۔
اس میں اختلاف ہے کہ آیا انھوں نے یہ کلام اپنی زبان سے
کہے یا اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو ان کے دل سے جان کر اس پر
ان کی تعریف فرمائی بعض علما اول کے قائل ہیں اور بعض ثانی کے
(۱۰) بے شبہ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس دن کی سختی سے
جو نہایت کریہ صورت اور شدائد سے بھرا ہوا ہوگا۔

(۱۱) فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝

(۱۱) سو اللہ نے ان کو اس دن کی سختیوں سے بچایا اور ان کو عطا فرمائی ترو تازگی ۔ اور روشنی ان کے چہروں میں اور خوشی ۔

فی ذلک اعطاھم نظرۃ حسنا واضاءۃ فی وجوھھم

تشریح

(۹) وہ اللہ کے سوا کسی سے جزا نہیں چاہتے | اللہ کے یہ نیک بندے نیکی کا یہ کام بھوکوں کو کھانا کھلانا، حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنا صرف اللہ کی محبت کے لئے کرتے ہیں۔ ان کا رویہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ بھائی ہم تم سے کوئی اس کا بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت ہے ہم یہ کام صرف اپنے رب کو راضی اور خوش کرنے کے لئے کر رہے ہیں اور اسی سے جزا کے طلب گار ہیں۔ ضرورت ہوتی ہے تو زبان سے بھی اس کا اظہار کر دیتے ہیں کہ نہیں بھائی ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تمہارے اوپر ہمارا کوئی احسان ہے یہ تو اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں تمہاری خدمت کے قابل بنایا اور توفیق عطا کی۔

(۱۰) اخلاص کے ساتھ حاجت مندوں کی خدمت کرنے والے | بھوکوں کو کھانا کھلانے والے، اخلاص کے ساتھ حاجت مندوں کی مدد کرنے والے وہ کہتے ہیں کہ ہم تم سے کسی بدلے یا شکریئے کے امیدوار نہیں ہیں۔ ہمیں تو اپنے پروردگار اور اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جو بہت سخت مصیبت کا اور انتہائی طویل دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ انتہائی غضب میں ہوں گے۔ ہم تو اخلاص کے ساتھ یہ نیکی کرنے کے بعد بھی ڈرتے ہیں کہ دیکھئے ہمارا یہ عمل بارگاہ الٰہی میں قبول ہوتا ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے خلوص میں کمی رہ گئی ہو اور ہماری یہ نیکی ہمارے منھ پر مار دی جائے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ اس دن کے شر سے ان کو محفوظ رکھے گا | قیامت کا وہ دن جو بڑا سخت دن ہوگا اللہ تم ان نیک بندوں کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔ یہ نیک لوگ اس دن ہر تکلیف سے محفوظ ہوں گے اور نہایت خوش و خرم ہوں گے ان کے چہروں کی تازگی اور شادابی ان کے دل کے سرور کا اظہار کر رہی ہوگی۔

قرآن مجید کی سورۂ انبیاء میں ارشاد ہوا ہے۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (آیت ۱۰۳)

(وہ انتہائی گھبراہٹ کا دن ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا اور ملائکہ بڑھ کر ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔)

یعنی یہ روز محشر اللہ کے حضور میں پیشی کا وقت جو عام لوگوں کے لئے انتہائی گھبراہٹ اور پریشانی کا وقت ہوگا اس وقت نیک لوگوں پر ایک اطمینان کی کیفیت رہے گی۔ ایمان اور عمل صالح کی جو پونجی لئے ہوئے وہ دنیا سے رخصت ہوئے تھے وہ اس وقت اللہ کے فضل سے ان کی ڈھارس بندھائے گی۔

سورۂ نمل میں ارشاد ہوا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۔ (آیت ۸۹)

(جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے۔)

یعنی قیامت اور حشر و نشر کی وہ ہولناکیاں جو منکرین حق کے حواس باختہ کئے دے رہی ہوں گی ان کے درمیان یہ لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا

وَجَزٰىهُمْ	بِمَا صَبَرُوْا	جَنَّةً	وَّحَرِيْرًا	مُتَّكِـِٕيْنَ	فِيْهَا
اور انھیں بدلہ دیا	ان کے صبر پر	جنت	اور ریشمی لباس	تکیہ لگائے ہوں گے	اس میں

اور ان کے صبر پر انھیں جنت اور ریشمی لباس کا بدلہ دیا اس میں تختوں پر تکیہ لگائے

عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾

عَلَى + الْاَرَآئِكِ	لَا يَرَوْنَ	فِيْهَا	شَمْسًا	وَّلَا زَمْهَرِيْرًا
تختوں پر	وہ نہ دیکھیں گے	اس میں	دھوپ	اور نہ سردی

ہوئے ہوں گے وہ نہ دیکھیں گے اس میں دھوپ (کی تیزی) اور نہ سردی (کی شدت)

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾

وَدَانِيَةً	عَلَيْهِمْ	ظِلٰلُهَا	وَذُلِّلَتْ	قُطُوْفُهَا	تَذْلِيْلًا
اور نزدیک ہو رہے ہوں گے	ان پر	ان کے سائے	اور نزدیک کر دئیے گئے ہوں گے	اس کے گچھے	جھکا کر

ان پر ان کے سائے نزدیک ہو رہے ہوں گے اور اس کے گچھے جھکا کر نزدیک کر دئیے گئے ہوں گے

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ

وَيُطَافُ	عَلَيْهِمْ	بِاٰنِيَةٍ	مِّنْ فِضَّةٍ	وَّاَكْوَابٍ	كَانَتْ
اور دور ہوگا	ان پر	برتنوں کا	چاندی کے	اور آب خورے	ہوں گے

اور ان پر دور ہوگا چاندی کے برتنوں کا اور آبخوروں کا جو شیشوں کے ہوں گے

قَوَارِيْرَا۠ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾

قَوَارِيْرَا۠	قَوَارِيْرَا۟	مِنْ فِضَّةٍ	قَدَّرُوْهَا + تَقْدِيْرًا
شیشے کے	شیشے	چاندی کے	انھوں نے ان کا اندازہ کیا ہوگا مناسب انداز

شیشے چاندی کے (ساقیوں نے) ان کا مناسب اندازہ کیا ہوگا۔

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾

وَيُسْقَوْنَ	فِيْهَا	كَاْسًا	كَانَ	مِزَاجُهَا	زَنْجَبِيْلًا
اور انھیں پلایا جائے گا	اس میں	ایسا جام	ہوگی	اس کی آمیزش	سونٹھ

اور انھیں اس میں ایسا جام پلایا جائے گا جس کی آمیزش سونٹھ کی ہوگی۔

(۱۲) وجزىهم بما صبروا بصبرهم
عن المعصية جنة ادخلوها
وحريرا ○ البسوه

(۱۲) اورعوض میں دی ان کو جنت کہ وہ اس میں داخل کئے جاویں
گے اور ریشم کے کپڑے ان کو پہنائے جائیں گے بسبب صبر کرنے ان کے
کے گناہوں سے۔

(۱۳) متكئين حال من مرفوع
ادخلوها المقدرة وكذا لا يرون
فيها على الارائك السرر
في الحجال لا يرون يجدون
حال ثانية فيها شمسا ولا
زمهريرا ○ اى لا حرا ولا بردا
وقيل الزمهرير القمر فهي
مضيئة من غير شمس ولا قمر

(۱۳) درآں حالیکہ وہ تکیہ لگانے والے ہوں مکلف تخت پر۔

نہ پاویں گے وہ وہاں گرمی اور نہ جاڑا۔
(اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ مراد زمہریر سے چاند ہے
یعنی نہ وہاں سورج ہوگا اور نہ چاند۔ پس بدون ان دونوں
کے وہاں روشنی حاصل ہوگی۔

(۱۴) ودانية قريبة عطف على محل
لا يرون اى غير رائين عليهم
ظللها شجرها وذللت
قطوفها تذليلا ○ ادنيت ثمارها
فينالها القائم والقاعد والمضطجع

(۱۴) قریب ہوں گے ان سے درخت جنت کے اور ان کے
میوے نہایت قریب ہوں گے کہ کھڑا اور بیٹھا اور لیٹنے
والا سب ان کو توڑ سکیں گے۔

(۱۵) ويطاف عليهم فيها بانية من
فضة واكواب اقداح بلا عرى
كانت قواريرا ○

(۱۵) اور جنت میں ان کے پاس لائے جائیں گے برتن چاندی
کے اور گلاس کہ جو چمک میں مثل شیشہ کے

(۱٦) قواريرا من فضة اى
انها من فضة يرى باطنها
من ظاهرها كالزجاج
قدروها اى الطائفون
تقديرا ○ على قدر ري
الشاربين من غير زيادة
ولا نقص وذلك الذ الشراب

(۱٦) اور سفیدی میں مثل چاندی کے ہوں گے یعنی وہ گلاس اور
پیالے چاندی کے ہوں گے مگر ان کے اندر کی چیز باہر سے
نظر آوے گی جیسے کہ شیشہ میں نظر آتا ہے۔
ان گلاس اور پیالے کے لانے والوں نے ان میں اس قدر شراب
بھری ہے جس سے پینے والے سیراب ہو جائیں نہ اس میں
سے کچھ بچے نہ پینے والوں کی سیرابی کے لئے ناکافی ہو۔ بلکہ پورا
اندازہ کرکے بھرا نہ زیادہ نہ کم اور اس میں پینے والوں کو زیادہ لذت حاصل ہوتی

(۱۷) ويسقون فيها كاسا اى
خمرا كان مزاجها
ما تمزج به زنجبيلا ○

(۱۷) اور وہاں ان کو ایسی شراب پلائی جائے گی کہ اس میں ملی ہوئی ہے
زنجبیل

(۱۲) نیک لوگوں کے صبر کا بدلہ جنت | ایسے نیک صالح صاحب ایمان جنہوں نے اللہ کی حدود کی پابندی کی اللہ کے فرائض کو دل وجان سے پورا کیا۔ اللہ کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کیا۔ حق کے راستے پر ڈٹے رہے اور ہر مشکل کو برداشت کیا ہر طرح کی تنگیوں اور سختیوں پر صبر کیا، گناہوں سے رُکے رہے، اللہ کی اطاعت پر جمے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں جنت کی نعمتیں وہاں کے باغات اور وہاں کے لباس فاخرہ عطا فرمائیں گے۔

(۱۳) اللہ کے نیک بندوں کے لئے جنت کی راحتیں | اللہ کے یہ نیک بندے جنہوں نے دنیا کے ہر لالچ کو ٹھکرا کر اللہ کے احکام کی تعمیل کی صبر وہمت کے ساتھ حق پرستی پر قائم رہے ان کے لئے جنت کی کیسی کیسی راحتیں ہوں گی کہ وہ بادشاہوں کی طرح اونچی مسندوں پر تکیئے لگائے بیٹھے ہوں گے۔

جنت کا موسم نہایت معتدل ہوگا نہ وہاں دھوپ کی گرمی ستائے گی نہ سردی کی تکلیف اور اس کی بجائے نہایت خوش گوار موسم ہوگا اور پھر یہ شاہی ٹھاٹھ باٹھ ہوں گے جو دنیا میں ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتے۔

(۱۴) جنت کے پھل پھول | جنت میں درختوں کی شاخیں اپنے پھل پھول کے ساتھ ان پر جھکی پڑی ہوں گی ان پر سایہ فگن ہوں گی۔ درخت کے پھلوں کے خوشے ایسے لٹکے ہوں گے اور اہل جنت کے بس میں ہوں گے کہ جنتی جس حالت میں چاہے کھڑے بیٹھے لیٹے بے تکلف ان پھلوں کو توڑ سکیں۔ جنت میں سورج کی دھوپ تو نہ ہوگی مگر کوئی دوسری قسم کا نور اور دھیمی دھیمی روشنی ہوگی جنتی تفریح طبع کے طور پر درختوں کے نیچے بیٹھیں گے تو درختوں کی شاخیں اور اس کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہوں گی۔

(۱۵) جنت میں چاندی کے شفاف برتن | دنیا میں اللہ تعالیٰ نے چاندی اور سونے کے برتنوں کا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن جنت والوں کے لئے سونے چاندی کے برتن جائز ہوں گے۔ کبھی اہل جنت کے لئے سونے کے برتن ہوں گے جیسا کہ "سورۃ زخرف" میں فرمایا ہے۔

يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ۔ (آیت ۷۱)

(ان کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کرائے جائیں گے۔)

اور کبھی چاندی کے ایسے شفاف برتن ہوں گے جو شیشے کی طرح چمکتے ہوں گے۔

(۱۶) چاندی کے شفاف برتن ٹھیک ٹھیک اندازے کے مطابق بھرے ہوئے | چاندی کے ایسے شفاف برتن ہوں گے جو ہیں شیشے کی طرح آر پار نظر آئے گا نہایت صاف وشفاف۔ ہر شخص کے لئے اس کی خواہش کے ٹھیک اندازے کے مطابق ساغر بھر بھر کر دیئے جائیں گے۔ نہ وہ اس کی خواہش سے کم ہوں گے نہ زیادہ۔ اہل جنت کے خدام کو اس کا خوب اندازہ ہوگا۔ اور وہ اسی کے مطابق جام بھر کر پیش کریں گے۔

(۱۷) اہل جنت کے لئے سونٹھ ملی ہوئی شراب | اہل جنت کو جہاں وہ شراب پیش کی جائے گی جس میں کافور ملا ہوگا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ ان کو شراب کے ایسے جام پیش کئے جائیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ اور کافور ایک قدرتی چشمہ ہے جس کو اپنی صفائی، ٹھنڈک، خوشبو اور فرحت کی وجہ سے کافور سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کی آمیزش کے ساتھ ان کو جام دیئے جائیں گے۔

اس طرح اہل جنت کو ایسے جام شراب پیش کئے جائیں گے جن میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ یہ جنت کی سونٹھ کیا ہے؟ اگلی آیت میں اس کا ذکر ہے۔

عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا ⑱ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ

عَلَيْهِمْ	وَيَطُوفُ	تُسَمّٰى + سَلْسَبِيلًا	فِيهَا	عَيْنًا
ان پر	اور گردش کریں گے	موسوم کیا جاتا ہے سلسبیل	اس میں	ایک چشمہ

اس میں ایک چشمہ ہے جو سلسبیل سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور گردش کریں گے ان پر

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۚ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

حَسِبْتَهُمْ	رَأَيْتَهُمْ	إِذَا	مُّخَلَّدُونَ	وِلْدَانٌ
تو انھیں سمجھے	تو انھیں دیکھے	جب	ہمیشہ (نوعمر) رہنے والے	لڑکے

ہمیشہ نوعمر رہنے والے لڑکے۔ جب تو انھیں دیکھے تو انھیں بکھرے

لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا ⑲ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا

نَعِيمًا	رَأَيْتَ	ثَمَّ	رَأَيْتَ	وَإِذَا	مَّنْثُورًا	لُؤْلُؤًا
بڑی نعمت	تو دیکھے گا	وہاں	تو دیکھے گا	اور جب	بکھرے ہوئے	موتی

ہوئے موتی سمجھے۔ اور جب تو دیکھے گا تو وہاں (جنت میں) بڑی نعمت

وَّمُلْكًا كَبِيرًا ⑳

	كَبِيرًا	مُلْكًا	وَّ
	بڑی	سلطنت	اور

اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔

⑱ عَيْنًا بَدَلٌ مِنْ زَنْجَبِيلًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا ۝ يَعْنِي إِنَّ مَاءَهَا كَالزَّنْجَبِيلِ الَّذِي تَسْتَلِذُّ بِهِ الْعَرَبُ سَهْلُ الْمَسَاغِ فِي الْحَلْقِ

⑱ جو ایک چشمہ ہے جنت میں کہ جس کا نام سلسبیل ہے یعنی اس کے پانی میں خوشبو مثل زنجبیل کے ہے جو اہل عرب کو لذیذ معلوم ہوتی ہے اور حلق میں آسانی سے گزرتی ہے۔

⑲ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۚ بِصِفَةِ الْوِلْدَانِ لَا يَشِيبُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لِحُسْنِهِمْ وَانْتِشَارِهِمْ فِي الْخِدْمَةِ

⑲ اور ان کے پاس آویں جاویں گے لڑکے جو کبھی بوڑھے نہ ہوں گے۔
جب تو ان کو خدمت میں کھڑا ہوا دیکھے تو بسبب ان کی خوبصورتی اور ہر جگہ خدمت میں منتشر ہونے کے تو ان کو موتی سمجھے جو لڑی میں

لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ○ مِنْ سِلْکِہٖ اَوْمِنْ صَدَفِہٖ وَھُوَ اَحْسَنُ مِنْہُ فِیْ غَیْرِ ذٰلِکَ — نکل کر پراگندہ ہوگئے ہوں یا سیپ میں سے نکلے ہوں اور وہ اُس حالت میں عمدہ معلوم ہوا کرتے ہیں۔

(۲۰) وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ اَیْ وُجِدَتِ الرُّؤْیَۃُ مِنْکَ فِی الْجَنَّۃِ رَاَیْتَ جَوَابُ اِذَا نَعِیْمًا — اور جب تو جنت میں نظر ڈالے گا تو دیکھے گا ایسی نعمت جس کی تعریف نہ ہو سکے۔

لَا یُوْصَفُ وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ○ وَاسِعًا لَا غَایَۃَ لَہٗ — اور بڑا ملک جس کی کوئی انتہا نہیں۔

تشریح

(۱۸) جنت کی سونٹھ سلسبیل کا چشمہ ہے | اہل عرب شراب کے ساتھ سونٹھ ملا ہوا پانی ملا کر پیتے تھے۔ اس لیے جنت والوں کو وہ شراب پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ مگر سونٹھ ملانے کی یہ صورت نہ ہوگی کہ اس میں سونٹھ ملا کر پانی ڈالا جائے بلکہ جنت کی سونٹھ ایک قدرتی چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے اس میں سونٹھ کی خوشبو تو ہوگی مگر سونٹھ کی تلخی اس میں نہ ہوگی سلسبیل اس پانی کو کہتے ہیں جو میٹھا ہلکا اور خوش ذائقہ ہونے کی وجہ سے آسانی سے حلق سے گزر جائے۔

سلسبیل کے معنی ہیں "صاف بہتا ہوا پانی" عرب کے لوگوں کو سونٹھ پسند تھی وہ اس کو شراب میں ملا کر پیتے تھے۔ اس کی تاثیر گرم ہوتی ہے اور یہ رگوں میں حرارت غریزی پیدا کرتی ہے۔ جنت کی شراب میں سلسبیل کی آمیزش اس میں سونٹھ کی خوشبو پیدا کر دے گی۔ یہ سلسبیل کا چشمہ جنت کے بڑے عالی مقام مقربین کے لئے ہوگا۔

(۱۹) خدمت کے لئے خوب صورت لڑکے جیسے بکھرے موتی | اہل جنت کی خدمت اور ان کو یہ سب چیزیں پیش کرنے کے لئے ایسے لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ لڑکے اپنے حسن وجمال صفائی اور آب وتاب میں اِدھر اُدھر پھرتے ہوئے ایسے خوش منظر معلوم ہوں گے جیسے زمین پر آب دار موتی بکھرے ہوں جنت میں یہ لڑکے جو جنت والوں کی خدمت کے لئے ہوں گے — کون ہوں گے؟ — معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ بچے ہوں گے جن کے غیر مسلم ماں باپ جنتی نہ ہوں گے وہ اہل جنت کے خادم بن کر جنت میں رہیں گے۔

سورۂ طور میں ان بچوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

وَیَطُوْفُ عَلَیْہِمْ غِلْمَانٌ لَّہُمْ کَاَنَّہُمْ لُؤْلُؤٌ مَّکْنُوْنٌ۔ (آیت ۲۴)

(اور ان کی خدمت کے لئے گردش کریں گے ان کے خادم لڑکے ایسے خوب صورت جیسے صدف میں چھپے ہوئے موتی۔)

(۲۰) جنتیوں کے ٹھاٹھ باٹھ | جنت والے جب اپنے نیک کاموں کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے جنت میں جائیں گے تو جدھر نگاہ ڈالیں گے ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں بکھری ہوئی اور ایک بڑی سلطنت کا کاروبار نظر آئے گا۔ دنیا میں چاہے وہ غریب رہا ہو مگر وہاں اس شان سے رہے گا جیسے ایک عظیم الشان سلطنت کا مالک ہے۔ ایک بھاری بادشاہت جو ادنیٰ ترین جنتی کو بھی نصیب ہوگی اس کے ٹھاٹھ باٹھ ایسے ہوں گے جیسے بادشاہوں کے ہوتے ہیں وہاں کی ایک ایک چیز عالی شان ہوگی۔ مثلاً.....

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ

اَسَاوِرَ	وَحُلُّوْٓا	وَّ اِسْتَبْرَقٌ	خُضْرٌ	سُنْدُسٍ	عٰلِيَهُمْ + ثِيَابُ
کنگن	اور انھیں پہنائے جائیں گے	اور دبیز ریشم (اطلس)	سبز	باریک ریشم	ان کے اوپر کی پوشاک

ان کے اوپر کی پوشاک سبز باریک ریشم اور اطلس کی ہوگی اور انھیں پہنائے جائیں گے

مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾

طَهُوْرًا	شَرَابًا	رَبُّهُمْ	وَسَقٰىهُمْ	مِنْ + فِضَّةٍ
نہایت پاک	ایک شراب (مشروب)	ان کا رب	اور انھیں پلائے گا	چاندی کے

چاندی کے کنگن اور ان کا رب انھیں نہایت پاک ایک مشروب پلائے گا۔

﴿٢١﴾ عٰلِيَهُمْ فَوْقَهُمْ فَنَصْبُهٗ عَلَى
الظَّرْفِيَّةِ وَهُوَ خَبَرُ الْمُبْتَدَاِ
بَعْدَهٗ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ
الْيَاءِ مُبْتَدَاٌ وَمَا بَعْدَهٗ خَبَرُهٗ
وَالضَّمِيْرُ الْمُتَّصِلُ بِهٖ لِلْمَطُوْفِ
عَلَيْهِمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ حَرِيْرٍ
خُضْرٌ بِالرَّفْعِ وَّاِسْتَبْرَقٌ
بِالْجَرِّ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيْبَاجِ
وَهُوَ الْبَطَائِنُ وَالسُّنْدُسُ الظَّهَائِرُ
وَفِيْ قِرَاءَةٍ عَكْسُ مَا ذُكِرَ
فِيْهِمَا وَفِيْ اُخْرٰى بِرَفْعِهِمَا
وَفِيْ اُخْرٰى بِجَرِّهِمَا وَحُلُّوْٓا
اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَفِيْ مَوْضِعٍ
اٰخَرَ مِنْ ذَهَبٍ لِلْاِيْذَانِ بِاَنَّهُمْ
يُحَلَّوْنَ مِنَ النَّوْعَيْنِ مَعًا
وَمُفَرَّقًا وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ
شَرَابًا طَهُوْرًا ۞ مُبَالَغَةً
فِيْ طَهَارَتِهٖ وَنَظَافَتِهٖ
بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا

﴿٢١﴾ ان کے اوپر سبز کپڑے باریک ریشم کے ہوں گے جن
کے استر موٹے ریشم کے۔

اور ان کو زیور پہنایا جائے گا
کنگن چاندی کے۔ اور دوسری جگہ آیا ہے کہ سونے
کے ہوں گے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے کنگن ہر دو
قسم کے ہوں گے۔
اور پلادے گا ان کو ان کا رب شراب نہایت پاک
وصاف۔

بخلاف دنیا کی شراب کے۔

تشریح

(۲۱) اہل جنت کا لباس اور رہنا سہنا | اہل جنت کا لباس ریشم کے باریک سبز لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں گے یہ کپڑے باریک اور دبیز دونوں قسم کے ریشم کے جنتیوں کو ملیں گے جیسا کہ سورۂ کہف میں جنتیوں کے لباس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۔ (آیت ۳۱)

(وہ (یعنی اہل جنت) باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز کپڑے پہنیں گے اونچی مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے۔)

ان کو ہاتھوں میں پہننے کے لئے چاندی کے کنگن دیئے جائیں گے۔ سورۂ کہف میں فرمایا۔

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ ۔ (آیت ۳۱)

(وہ وہاں سونے کے کنگنوں سے آراستہ کئے جائیں گے۔)

اسی طرح سورۂ حج میں ارشاد ہوا۔

(إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (آیت ۲۳)

(جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کئے جائیں گے) (یعنی ان کو شاہانہ لباس پہنائے جائیں گے۔ بادشاہوں رئیسوں کی طرح وہ سونے اور جواہرات کے زیور پہنیں گے۔)

سورۂ فاطر میں ارشاد ہوا۔ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۔ (آیت ۳۳)

(ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا وہاں ان کا لباس ریشم ہوگا۔)

اہل جنت کو سونے چاندی ہیرے جواہرات کے کنگن اور زیورات دیئے جائیں گے وہ جب چاہیں گے چاندی کے پہن لیں گے جب چاہیں گے سونے کے اور جب چاہیں گے دونوں تینوں طرح کے ملا کے۔

سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے زیورات مردوں کا پہننا بادشاہوں نوابوں اور رئیسوں کا انداز ہے اسی لئے جب حضرت موسیٰ ؑ فرعون کے دربار میں پہنچے ہیں تو اس نے اپنے درباریوں سے کہا تھا کہ یہ اچھا سفیر ہے جو اس حالت میں میرے سامنے آیا ہے کہ بالکل سادہ لباس میں ہے اور اس نے کہا اگر یہ زمین و آسمان کے بادشاہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوتا تو کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اتارے گئے یا ملائکہ کا کوئی لشکر ہی اس کی اردلی میں آتا۔

فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ۔ (سورہ زخرف آیت ۵۳)

معلوم ہوا کہ سونے چاندی کے کنگن ہیرے جواہرات کے زیورات پہننا ایک شاہانہ انداز ہے اور اہل جنت کے ٹھاٹھ باٹھ شاہانہ انداز کے ہوں گے۔

آیت میں یہ بھی ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو ایک خاص قسم کی پاکیزہ شراب پلائیں گے کافوری شراب اور زنجبیلی شراب کا ذکر اوپر گزر چکا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شراب طہور کوئی بہترین نوعیت کی شراب ہوگی جو اللہ کی طرف سے فضل خاص کے طور پر اللہ کی نعمت کے طور پر جنتیوں کو دی جائے گی۔

إِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ

إِنَّ + هٰذَا	كَانَ	لَكُمْ	جَزَآءً	وَّكَانَ	سَعْيُكُمْ
بیشک یہ	ہے	تمہاری	جزاء	اور ہوئی	تمہاری سعی

بے شک یہ تمہاری جزا ہے اور تمہاری سعی (کوشش)

مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ ع ۲۲/۱ ۱۹

مَّشْكُوْرًا	إِنَّا + نَحْنُ	نَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	الْقُرْاٰنَ
مشکور (مقبول)	بے شک ہم	ہم نے نازل کیا	آپ پر	قرآن

مقبول ہوئی۔ بے شک ہم نے آپ پر قرآن بتدریج نازل

تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ

تَنْزِيْلًا	فَاصْبِرْ	لِحُكْمِ + رَبِّكَ	وَلَا تُطِعْ	مِنْهُمْ
بتدریج	پس صبر کریں	اپنے رب کے حکم کے لئے	اور آپ کہا نہ مانیں	ان میں سے

کیا پس آپ اپنے رب کے حکم کے لئے صبر کریں اور آپ کہا نہ مانیں ان میں

اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾

اٰثِمًا	اَوْ كَفُوْرًا	وَاذْكُرِ	اسْمَ + رَبِّكَ	بُكْرَةً	وَّاَصِيْلًا
کسی گنہگار	یا ناشکرے کا	اور آپ یاد کریں	اپنے رب کا نام	صبح	اور شام

سے کسی گنہگار یا ناشکرے کا اور آپ اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرتے رہیں۔

﴿۲۲﴾ إِنَّ هٰذَا النَّعِيْمَ كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○

﴿۲۲﴾ یہ نعمتیں جو اللہ نے تم کو دیں تمہارے عملوں کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول اور پسند ہوئی۔

﴿۲۳﴾ إِنَّا نَحْنُ تَاكِيْدٌ لِاسْمِ إِنَّ اَوْ فَصْلٌ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ○ خَبَرُ إِنَّ اَيْ فَصَّلْنَاهُ وَلَمْ نُنَزِّلْهُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً

﴿۲۳﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا الخ بیشک ہم نے تجھ پر قرآن کو اتارا تھوڑا تھوڑا، نہ ایک مرتبہ۔

﴿۲۴﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ عَلَيْكَ بِتَبْلِيْغِ رِسَالَتِهٖ وَلَا تُطِعْ

﴿۲۴﴾ سو تجھ کو جو کچھ تیرے رب کا حکم ہے احکام رسالت پہنچانے کا اس پر صبر کر اور کسی کافر کی بات نہ مان۔

مِنْهُمْ اَيِ الْكُفَّارِ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ اَيْ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ مُغِيْرَةَ قَالَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ وَيَجُوْزُ اَنْ يُّرَادَ كُلُّ اٰثِمٍ وَكَافِرٍ اَيْ لَا تُطِعْ اَحَدَهُمَا اَيًّا كَانَ فِيْمَا دَعَاكَ اِلَيْهِ مِنْ اِثْمٍ اَوْ كُفْرٍ

گنہگار ہو یا ناشکرا۔
مراد ان سے عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ ہیں کہ ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ لوٹ تو اس دین سے۔
اور ہو سکتا ہے کہ مراد اس آیت میں اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا سے ہر ایک گنہگار اور کافر ہو یعنی تو ان میں سے کسی کی بات نہ مان کہ جس میں معصیت اور کفر ہو۔

(۲۵) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ فِي الصَّلٰوةِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ يَعْنِي الْفَجْرَ وَالظُّهْرَ وَالْعَصْرَ

(۲۵) اور نماز میں اپنے رب کا نام لے صبح اور شام (مراد ان وقتوں سے صبح کی نماز اور ظہر اور عصر کی نماز ہے۔

تشریح

(۲۲) اللہ کی طرف سے بندے کی خدمات کی قدر افزائی | بندے نے دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی، پورے اخلاص اور وفاداری کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرتا رہا۔ دنیا کے ہر مفاد کو اپنے رب کی رضا کے لئے ٹھوکر ماردی اور اللہ کے دین کے لئے جان ومال سے قربانی کے لئے تیار رہا۔ اس کی نظر اس پر رہی کہ میں وہ کام کروں جس سے میرا رب راضی ہو ہر اس کام سے بچتا رہا جس میں پروردگار کی ناراضگی کا ڈر ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کی زندگی کا نصب العین رہا، حق وصداقت پر پوری طرح جما رہا اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکرگزار رہا اور دشواریاں آئیں تو صبر وہمت کا دامن نہ چھوڑا۔ یہ ہے اس بندے کی پوری زندگی کی سعی، اس کی محنت اور کارنامۂ حیات۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی کارگزاری قابل قدر ٹھہری ہے ——— اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے تمہاری کوشش قبول ہوئی تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔ یہ جنتی کا مزید اعزاز ہوگا اور اس سے اس کے دل کو مسرت حاصل ہوگی۔ اور اہل جنت پروردگار کی اس قدر افزائی کو سن کر پھولے نہ سمائیں گے۔

(۲۳) قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور اس کو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کرنا ہماری حکمت کا تقاضا ہے | اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ قرآن نہ حضرت محمدؐ کی تصنیف ہے نہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے یہ ہمارا کلام ہے ہم نے اس کو اپنے رسول حضرت محمدؐ پر نازل کیا ہے، اس کے اتارنے والے ہم ہی ہیں۔
اس کو بیک وقت پورا اتارنے کے بجائے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کرنا ہماری حکمت کا تقاضا ہے تاکہ تھوڑا تھوڑا نازل کرنے سے سبقاً سبقاً اچھی طرح یاد ہو جائے، دلوں میں اتر جائے، دماغ میں جم جائے اور ایک ایک حکم پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔
چنانچہ قرآن کی جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی یا کوئی سورت اترتی تھی تو وہ لوگوں کی زبانوں پر چڑھ جاتی تھی ایک دوسرے کو سناتے تھے وہ آیت محفوظ ہو جاتی تھی اور اس کے حکم پر عمل کرنا آسان ہو جاتا تھا۔ اب ایک حکم آیا اس پر عمل کرلیا اور اس عمل پر اچھی طرح قائم ہو گئے، اس کی عادت پڑگئی۔ پھر دوسرا حکم آیا وہ بھی اسی طرح عمل میں آگیا غرض تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کرنے میں اللہ کی بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ تھیں اعتراض کرنے والے کچھ بھی کہتے رہیں

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحت زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔

(۲۴) اے پیغمبر آپ اپنے رب کے حکم پر ڈٹے رہیئے۔ اور حق کے معاملے میں کسی کی پرواہ مت کیجیے! | اے پیغمبر آپ کسی کی پرواہ کئے بغیر جس طرح دیتے رہے ہیں اپنا کام انجام دیتے رہیئے۔ اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں اس پر صبر کیجیئے۔ اللہ کے احکام پر پوری طرح ثابت قدم رہیئے۔ آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئے۔ حق کے معاملے میں آپ کسی کی پرواہ نہ کیجیئے جو سچ ہے اسے برملا سچ کہیئے اور جو غلط ہے اسے کھلم کھلا غلط کہیئے۔ حق وباطل کے معاملے میں کسی لچک اور نرمی کی ضرورت نہیں ہے چاہے مخالفین کتنی ہی باتیں بنائیں اور کوشش کریں مگر اس معاملے میں آپ کسی کی بھی پرواہ مت کیجیئے۔

قرآن حق وباطل کے معاملے میں کوئی لاگ لپیٹ نہیں کرتا۔ قرآن کا دوسرا نام "فرقان" یعنی یہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیتا ہے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حق بات کہنا اور سچائی کا برملا اعلان رواداری کے خلاف ہے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ رواداری اور مروت حق اور باطل کے ملانے کا نام نہیں ہے بلکہ دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ آپ خلاف حقیقت بات نہ کہیں اور مخاطب کے سامنے حکمت کے ساتھ سچائی کو کھول کر بیان کریں۔

فارسی کے شاعر نے کہا ہے کہ :-

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است ❊ اگر خاموش بنشینی گناہ است

(اگر تم یہ دیکھو کہ راہ رو نابینا ہے اور اس کے سامنے کنواں ہے اگر تم خاموش بیٹھے رہو اور اس کو نہ بتاؤ کہ بھئی تمہارے سامنے کنواں آرہا ہے۔ خبردار ہوجاؤ، تو یہ تمہارا گناہ ہے۔)

اگر ہم یہ دیکھیں کہ ہمارا بھائی سچائی سے واقف نہیں ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ اس کے سامنے سچائی کھول کر بیان کردیں۔

(۲۵) صبح وشام اپنے رب کا ذکر کرو | عربی زبان میں "بُکْرَۃً" صبح کے وقت کو کہتے ہیں اور "اَصِیْل" زوال کے وقت سے غروب تک کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

"بُکْرَۃً" میں صبح کی نماز اور "اَصِیْل" میں ظہر اور عصر کی نماز کے اوقات آجاتے ہیں۔ جب وقت کے تعین کے ساتھ اللہ کے ذکر کو کہا جائے تو اس سے نماز مراد ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان اوقات میں نماز پڑھو اور ویسے بھی ہر وقت اللہ کو یاد رکھو تاکہ ان مشکل حالات میں تم میں مقابلے کی طاقت نماز اور اللہ کے ذکر سے حاصل ہو۔

دین کے راستے میں اللہ کے دین کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے، جس روحانی طاقت اور اخلاقی قوت کی ضرورت ہے وہ طاقت اللہ کے ذکر اور نماز سے حاصل ہوتی ہے اور ثابت قدمی پیدا کرتی ہے۔

اس لئے ارشاد ہوا ہے کہ ان دشمنوں کی پرواہ کئے بغیر آپ حق پر ڈٹے رہیں اور اللہ کے ذکر اور نماز سے وہ طاقت حاصل کریں جس کی ان کے مقابلے کے لئے ضرورت ہے۔

وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ وَسَبِّحۡهُ لَيۡلًا طَوِيۡلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ

وَمِنَ	الَّيۡلِ	فَاسۡجُدۡ	لَهٗ	وَسَبِّحۡهُ	لَيۡلًا + طَوِيۡلًا	اِنَّ
اور (کسی حصہ میں)	رات	پس آپ سجدہ کریں	اس کو	اور اس کی پاکیزگی بیان کریں	رات کا بڑا حصہ	بیشک

اور رات کے کسی حصہ میں آپ اس کو سجدہ کریں اور اس کی پاکیزگی بیان کریں رات کے بڑے حصہ میں بے شک

هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَيَذَرُوۡنَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا

هٰٓؤُلَآءِ	يُحِبُّوۡنَ	الۡعَاجِلَةَ	وَيَذَرُوۡنَ	وَرَآءَهُمۡ	يَوۡمًا
یہ (منکر) لوگ	وہ دوست رکھتے ہیں	دنیا	اور چھوڑ دیتے ہیں	اپنے پیچھے	ایک دن

یہ منکر دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور ایک بھاری دن (روز قیامت) کو اپنے پیچھے (پس پشت) چھوڑ دیتے ہیں۔

ثَقِيۡلًا ﴿۲۷﴾ نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَشَدَدۡنَآ اَسۡرَهُمۡ ۚ وَاِذَا شِئۡنَا

ثَقِيۡلًا	نَحۡنُ + خَلَقۡنٰهُمۡ	وَشَدَدۡنَآ	اَسۡرَهُمۡ	وَاِذَا شِئۡنَا
بھاری	ہم نے انھیں پیدا کیا	اور ہم نے مضبوط کئے	ان کے جوڑ	اور جب ہم چاہیں

ہم نے انھیں پیدا کیا اور ہم نے ان کے جوڑ مضبوط کئے اور ہم جب چاہیں (ان کی جگہ)

بَدَّلۡنَآ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ

بَدَّلۡنَا	اَمۡثَالَهُمۡ	تَبۡدِيۡلًا	اِنَّ	هٰذِهٖ	تَذۡكِرَةٌ	فَمَنۡ
ہم بدل دیں	ان جیسے لوگ	بدل کر	بیشک	یہ	نصیحت	پس جو

ان جیسے اور لوگ بدل کر لے آئیں۔ بیشک یہ نصیحت ہے پس جو چاہے

شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ

شَآءَ	اتَّخَذَ	اِلٰى رَبِّهٖ	سَبِيۡلًا	وَمَا + تَشَآءُوۡنَ	اِلَّآ	اَنۡ
چاہے	اختیار کرلے	اپنے رب کی طرف	راہ	اور تم نہیں چاہو گے	سوائے	جو

اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرلے اور تم نہیں چاہو گے اس کے سوا

يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۳۰﴾ ۖ يُّدۡخِلُ مَنۡ

يَّشَآءَ اللّٰهُ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	عَلِيۡمًا	حَكِيۡمًا	يُّدۡخِلُ	مَنۡ
اللہ چاہے	بیشک اللہ	ہے	جاننے والا	حکمت والا	وہ داخل کرتا ہے	جسے

جو اللہ چاہے۔ بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ وہ جسے چاہے

۲ ع ۲۰ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾ ع

عَذَابًا اَلِيْمًا	اَعَدَّ لَهُمْ	وَالظّٰلِمِيْنَ	فِىْ رَحْمَتِهٖ	يَشَآءُ
دردناک	اس نے تیار کر کے ان کے لئے	اور (رہے) ظالم	اپنی رحمت میں	وہ چاہے

اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ اور (رہے) ظالم تو ان کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

﴿۲۶﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ
يَعْنِى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ
وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ○
صَلِّ التَّطَوُّعَ فِيْهِ كَمَا
تَقَدَّمَ مِنْ ثُلُثَيْهِ وَ
اَوْ نِصْفَهٗ اَوْ ثُلُثَهٗ

﴿۲۶﴾ اور بوقت شب اس کے لئے سجدہ کر یعنی نماز مغرب اور عشاء پڑھ۔
اور تسبیح کر اللہ کی اکثر رات میں یعنی تہجد کی نماز پڑھ رات کے وقت جیسا کہ پہلے معلوم ہوا دو تہائی یا آدھی رات یا تہائی رات نماز پڑھنا۔

﴿۲۷﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ
الْعَاجِلَةَ الدُّنْيَا يَخْتَارُوْنَ
عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَذَرُوْنَ
وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ○
شَدِيْدًا اَىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
لَا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ۔

﴿۲۷﴾ بے شک یہ کفار پسند کرتے ہیں دنیا کو آخرت پر
اور چھوڑتے ہیں اپنے پیچھے نہایت بھاری دن کو یعنی قیامت کو
کہ وہاں کے لئے کوئی عمل نہیں کرتے۔

﴿۲۸﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ
قَوَّيْنَآ اَسْرَهُمْ اَعْضَاءَهُمْ
وَمَفَاصِلَهُمْ وَاِذَا شِئْنَا
بَدَّلْنَآ جَعَلْنَآ اَمْثَالَهُمْ
فِى الْخِلْقَةِ بَدَلًا مِنْهُمْ
بِاَنْ نُّهْلِكَهُمْ تَبْدِيْلًا ○
تَاْكِيْدٌ وَوَقَعَتْ اِذَا مَوْقِعَ
اِنْ نَحْوَ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
لِاَنَّهٗ تَعَالٰى لَمْ يَشَاْ ذٰلِكَ

﴿۲۸﴾ ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے اعضاء اور جوڑوں کو مضبوط بنایا۔
اور جب ہم چاہیں ان کو ہلاک کر کے ان کی جگہ اور مخلوق ویسی ہی پیدا کر دیں۔
(یہاں اذا موقع میں اِنْ کے ہے جیسا کہ دوسری آیت میں آیا ہے اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
اس لئے کہ اللہ نے ان کا ہلاک کرنا نہیں چاہا اور اذا اس جگہ آتا ہے جو چیز ہونے والی ہو بخلاف اِن کے)

وَإِذَا لَمْ يَقَعْ

(۲۹) إِنَّ هٰذِهٖ السُّوْرَةُ تَذْكِرَةٌ عِظَةٌ لِلْخَلْقِ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○ بِالطَّاعَةِ

(۲۹) اور یہ سورت نصیحت ہے خلق کے لئے سو جو شخص چاہے بندگی کرکے اپنے رب کا راستہ ڈھونڈے

(۳۰) وَمَا تَشَآءُوْنَ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ اِتِّخَاذُ السَّبِيْلِ بِالطَّاعَةِ إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ذٰلِكَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا بِخَلْقِهٖ حَكِيْمًا ○ فِيْ فِعْلِهٖ

(۳۰) اور تم یہ نہیں چاہ سکتے مگر جب اللہ کو بھی یہ منظور ہو. یعنی اسی کی طرف چلنا اور راستہ ڈھونڈنا اسی کی مشیت سے ہو سکتا ہے۔
بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو جاننے والا ہے اس کے سب کام حکمت سے ہیں۔

(۳۱) يُدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ جَنَّتِهٖ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالظّٰلِمِيْنَ نَاصِبُهٗ فِعْلٌ مُقَدَّرٌ أَيْ أَعَدَّ يُفَسِّرُهٗ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ○ مُؤْلِمًا وَهُمُ الْكَافِرُوْنَ

(۳۱) وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت یعنی جنت میں داخل فرماتا ہے یعنی ایمان والوں کو
اور ظالموں کافروں کے واسطے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح

(۲۶) رات میں بھی اللہ کی عبادت کریں۔ سورج ڈوبنے کے بعد رات کا وقت شروع ہوجاتا ہے. رات کو سجدہ کرنے کے حکم میں مغرب اور عشاء دونوں وقتوں کی نمازیں شامل ہوجاتی ہیں۔ اس کے بعد یہ فرمایا کہ رات کے طویل اوقات میں اس کی تسبیح کرتے رہو اس سے نماز تہجد کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے شروع کے دور میں نمازوں کے اوقات یہی تھے. مگر معراج کے موقع پر پانچ وقت کی نمازوں کے فرض ہونے کا حکم، اوقات اور رکعتوں کے تعین کے ساتھ دیا گیا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کے وقت میں اللہ کی تسبیح و تہلیل اور اس کا ذکر کیا جاتا رہے اور

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ نماز اور ذکر کے ذریعے وہ طاقت حاصل ہو جس سے دشمنوں کی تدبیروں کا اور ان کی سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ثابت قدمی کا ثبوت دیا جائے۔ مومن کے لئے سب سے بڑا ہتھیار اللہ کے ساتھ تعلق اور اس پر بھروسہ ہے۔ ظاہری تدبیر کے ساتھ یہ وہ ہتھیار ہے جو مقابلے کے میدان میں سب سے زیادہ کارگر ہے

(۲۷) اخلاقی گمراہیوں کی وجہ دنیا پرستی اور آخرت سے بےفکری — اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر پہلو سے لوگوں کو سمجھاتے رہتے تھے۔ آپ کی بڑی خواہش اور کوشش تھی کہ یہ لوگ گمراہی کے راستے کو چھوڑ کر راہ ہدایت قبول کرلیں مگر آپ کی نصیحت کا ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا تو آپ غمگین ہو جاتے تھے کیوں کہ آپ کے دل میں لوگوں کے لئے ہمدردی اور ان کو راہِ راست پر لانے کے لئے بڑی تڑپ تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں نشان دہی کی ہے کہ ان کی اخلاقی گمراہیوں، عقیدوں کی غلطیوں کی وجہ یہ ہے کہ ان میں دنیا کی محبت سرایت کر گئی ہے۔ کیوں کہ دنیا جلد ہاتھ آنے والی چیز ہے — اور یہ آخرت سے اور قیامت کے دن سے جو بڑا بھاری دن ہوگا غافل ہیں۔ ان کو نہ آخرت کی فکر ہے اور نہ قیامت کا کوئی ڈر بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جب مر جائیں گے اور گل سڑ جائیں گے تو کون ہمیں دوبارہ ایسا ہی بنا کر کھڑا کرے گا۔

ان کے ان خیالات کا آگے جواب دیا جا رہا ہے۔

(۲۸) ہم نے پہلے بھی ان کو پیدا کیا اور دوبارہ بھی پیدا کر سکتے ہیں — آخرت سے ان کی غفلت اور یہ سمجھنا کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو کون ہمیں دوبارہ اسی حالت میں پیدا کرے گا۔

اللہ کی طرف سے جواب دیا جا رہا ہے کہ ہم نے پہلے بھی ان کو پیدا کیا اور ان کے جوڑ و بند درست کئے۔ آج وہ اللہ کی قدرت ختم نہیں ہو گئی۔ ہم جب چاہیں ان کی موجودہ ہستی کو ختم کر کے دوبارہ ایسا ہی وجود ان کو دے سکتے ہیں۔

ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ ہم جب چاہیں ان کی موجودہ شکلوں کو دوسری شکلوں میں بدل سکتے ہیں، ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ ان کے تندرست بدن اور صحیح سالم اعضاء کو مفلوج کر دیں، ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ اگر یہ لوگ نہ مانے تو جب چاہیں ان کی جگہ دوسرے انسان پیدا کر دیں جو ان کی طرح سرکش نہ ہوں۔

غرض ہم ہر چیز پر قادر ہیں جب ہم نے ان کو پہلی بار پانی کے قطرے سے پیدا کیا تو انھوں نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ ہم ان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے۔

(۲۹) قرآن ایک نصیحت ہے جس کا دل چاہے قبول کرے یا نہ کرے — اے پیغمبر زور زبردستی سے منوانا آپ کا کام نہیں ہے آپ قرآن کے ذریعے ان کو نصیحت کرتے رہیے جس کا دل چاہے مانے نہ مانے۔ جو اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنا چاہے وہ اس قرآن کے راستے کو اختیار کرے۔

زور زبردستی سے منوانا اللہ کی حکمت کے خلاف ہے اس کی مصلحت یہی تھی کہ اس نے انسان کو ماننے نہ ماننے کی

آزادی دی ہے جو مانتا ہے اپنے لئے مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا انتظام پورے طور پر کر دیا ہے۔ پیغمبروں کا کام سمجھانا ہے۔ جبر سے منوانا نہیں ہے۔

۳۰ بندے کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے | اللہ تو ہر چیز پر قادر ہیں۔ اس کائنات کا نظام اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ کے حکم اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہ ہو ورنہ یہ نظام بنا نہیں رہ سکتا، پورا نظام تہہ و بالا ہو جائے گا اگر اس پر اللہ کا کنٹرول نہ ہو۔

اس لئے بندے کو اختیار ضرور ہے لیکن اس کا چاہنا نہ چاہنا اللہ کی مشیت کے تابع ہے۔ بندہ ارادہ کرے اللہ کی مشیت ہوگی تو اس کا ارادہ پورا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کس میں کتنی استعداد ہے، کتنی قابلیت ہے اللہ کے علم اور اس کی حکمت کے مطابق ہی اس کی مشیت کام کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی مشیت سے راہ راست دکھا دے یا جس کو گمراہی میں پڑا چھوڑ دے عین اس کی حکمت کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم و علیم ہے۔ کوئی کام اس کے علم سے باہر نہیں اور اس کا کوئی عمل حکمت سے خالی نہیں ہے۔

(۳۱) اللہ تعالیٰ اپنے علم و حکمت کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں | اللہ تعالیٰ کا ہر معاملہ علم اور حکمت کے مطابق ہوتا ہے اس علم و حکمت کی بنا پر جسے وہ اپنی رحمت کا مستحق سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اس میں نیکی کی استعداد ہے اسے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور اس کو اپنی رحمت اور فضل کا مستوجب بنائے گا اور جسے وہ ظالم پاتا ہے اس کے لئے دردناک عذاب کا انتظام کر رکھا ہے۔

۷۷

اَلْمُرْسَلٰت

○ ترتیب تلاوت	۷۷	○ ترتیب نزول	۳۳
○ مکّی / مدنی	مکّی	○ تعداد رکوعات	۲
○ تعداد آیات	۵۰	○ تعداد الفاظ	۱۸۱
○ تعداد حروف	۸۴۶		

○ اس سورت کے پہلے لفظ "وَالْمُرْسَلٰتِ" کو لے کر سورت کا نام "المرسلت" رکھا گیا ہے۔

○ "والمرسلت" سے پہلے کی دو سورتیں سورۃ القیامہ اور سورۂ دہر ــــ اور پھر اَلْمُرْسَلٰتِ کے بعد کی دو سورتیں سورۂ نبا اور سورۃ النّزعٰت ــــ ان چاروں سورتوں کا مطالعہ کریں تو ان کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چاروں سورتیں ایک ہی دَور میں نازل ہوئی ہیں۔ ان میں ایک ہی مضمون کو مختلف انداز میں ذہن نشین کرایا گیا ہے۔

سورۂ مرسلت کا موضوع اور مرکزی مضمون یہ ہے کہ قیامت کا برپا ہونا برحق ہے اور آخرت کا واقع ہونا یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا عالم بنایا ہے جہاں بندوں کو ان کے اعمال کے نتیجوں سے دوچار ہونا ہے

○ اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ قیامت اور آخرت کے ماننے سے کیا نتیجہ نکلے گا اور اس کے انکار سے کیا خرابیاں پیدا ہوں گی۔

- قیامت کو ثابت کرنے کے لئے سورۂ المرسلت کی ابتدائی سات آیتوں میں ہواؤں کے انتظام کو بطور دلیل اور ثبوت پیش کیا گیا ہے ۔ بتایا گیا ہے کہ جس قادر مطلق نے زمین پر ہواؤں کا حیرت انگیز نظام قائم کیا ہے ۔ اس نظام میں جو حکمت کارفرما ہے وہ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ عالم آخرت برپا ہونا چاہیئے اور جو پروردگار ہواؤں کا یہ حیرت انگیز نظام کر سکتا ہے وہ قیامت قائم کرنے سے عاجز نہیں ہے
- اس سورت میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس کائنات میں طبعی قانون کے علاوہ اخلاقی قانون بھی جاری ہے اور اسی لئے اس دنیا میں عمل کے بدلے کا قانون اور اس کا عمل جاری ہے ۔ لیکن دنیا کی اس موجودہ زندگی میں کیونکہ پورا پورا بدلہ نہیں دیا جا سکتا اس لئے اخلاقی قانون یہ تقاضا کرتا ہے کہ ایک وقت ایسا آنا چاہیئے جب انسانی عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے ۔
- قیامت اور آخرت کے لئے ایک تاریخی دلیل دی گئی ہے اور وہ تاریخی دلیل یہ ہے کہ انسانی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جن قوموں نے آخرت کا انکار کیا اور اپنی زندگی کی بنیاد انکار آخرت پر رکھی وہ بگاڑ سے دوچار ہوئیں، ان قوموں میں ظلم و زیادتی پھیلی، وہ قومیں انصاف نہ کر سکیں اور آخر کار تباہی سے دوچار ہوئیں ۔

  اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت ایک ایسی سچائی ہے جس کو اگر نہ مانا جائے تو اس کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جیسے ایک اندھا سامنے سے آنے والی گاڑی کے مقابلے میں بھاگا چلا جا رہا ہو اور آخر کار اس سے ٹکرا جائے ۔
- موت کے بعد دوسری زندگی کا ہونا اس کے لئے سورۂ مرسلت میں انسان کی پیدائش کو بطور دلیل لایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ پانی کے ایک قطرے اور نطفے سے مختلف مرحلوں سے گزار کر ایک جیتا جاگتا انسان پیدا کر سکتا ہے تو وہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ پیدا کرنے سے کیوں کر عاجز ہو گا ۔
- خبردار کیا گیا ہے کہ جو شخص قرآن جیسی کتاب سے ہدایت حاصل نہ کر سکے اسے دنیا میں کوئی چیز ہدایت نہیں دے سکتی ۔

اٰیاتُھا ۵۰	۷۷ = سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰتِ مَکِّیَّۃٌ =۳۳	فیھا رُکُوْعانِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝۱ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝۲

وَالْمُرْسَلٰتِ	عُرْفًا	فَالْعٰصِفٰتِ	عَصْفًا
ہواؤں کی قسم	دل کو خوش کرنے والی	پھر تند و تیز چلنے والی ہواؤں کی قسم	شدت سے

دل خوش کرنے والی ہواؤں کی قسم، پھر شدت سے تند و تیز چلنے والی ہواؤں کی قسم۔

سُوْرَۃُ الْمُرْسَلَاتِ مَکِّیَّۃٌ
خَمْسُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ اَلرِّیَاحُ مُتَتَابِعَۃٌ کَعُرْفِ الْفَرَسِ یَتْلُوْ بَعْضُہٗ بَعْضًا وَنَصْبُہٗ عَلَی الْحَالِ

(۲) فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ اَلرِّیَاحُ الشَّدِیْدَۃُ

سورۃ المرسلات مکی ہے اس میں پچاس آیتیں ہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے

(۱) وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا الخ قسم ہے ہواؤں کی جو آگے پیچھے متواتر چلتی رہتی ہیں۔

(۲) پھر قسم ہے تیز ہواؤں کی۔

تشریح

(۱) چلتی ہواؤں کی قسم اختر فرع میں جب ہوا نرم اور خوشگوار چلتی ہے اور اس سے بندوں کو بہت سی امیدیں اور منافع وابستہ ہوتے ہیں۔ ان پے در پے چلنے والی ہواؤں کے نظام پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس چیز کو بطور شہادت، ثبوت اور دلیل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے یعنی ہواؤں کے اس نظام پر غور کرو جو چلنی شروع ہوتی ہے تو بڑی خوشگوار لگتی ہے، بدن کو چھوتی ہوئی اس کے نرم جھونکے دلوں میں امید جگاتے ہیں اور اس ہوا سے بڑی امیدیں اور فائدے وابستہ کرتے ہیں۔

(۲) طوفانی رفتار سے چلنے والی ہوائیں پھر یہی نرم اور خوشگوار ہوائیں تند آندھی اور طوفانی جھکڑ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ ایسی طوفانی رفتار سے چلتی ہیں کہ لوگ بلبلا اٹھتے ہیں، ایسا غضب ڈھاتی ہیں کہ سب کچھ الٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔ ایسی خرابی پیدا کرتی ہیں کہ سب کچھ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

جس طرح نرم ہوا سے تیز ہوا بن جاتی ہے، خوشگوار ہوا آندھی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح دنیا اور آخرت کی مثال سمجھو کتنے ہی کام ہیں جن کو لوگ دنیا کے اعتبار سے بڑے فائدے مند سمجھتے ہیں بظاہر ان سے نفع حاصل کرتے ہیں ان کاموں سے بڑی بڑی امیدیں لگائے رکھتے ہیں جیسے نرم اور خوشگوار ہوا ہوتی ہے جو اچھی لگتی ہے لیکن جب وہی عمل قیامت کے دن اپنی اصل اور خوفناک شکل میں سامنے آئیں گے تو لوگ پناہ مانگنے لگیں گے جس طرح طوفانی ہواؤں سے پناہ مانگتے ہیں اور بلبلا اٹھتے ہیں
جب تم ہواؤں کے اس نظام پر غور کرو گے تو اس کے آئینے میں اللہ کی قدرت اور اپنے اعمال نظر آئیں گے۔

وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾

وَالنّٰشِرٰتِ	نَشْرًا	فَالْفٰرِقٰتِ	فَرْقًا	فَالْمُلْقِيٰتِ	ذِكْرًا
بادل اٹھا کر لانے والی ہواؤں کی قسم	پھیلانے والی	پھر پھاڑنے والی ہواؤں کی قسم	بانٹ کر	پھر اُٹھا کرنے والے فرشتوں کی قسم	ذکر (وحی)

بادلوں کو اٹھا کر لانے والی پھیلانے والی ہواؤں کی قسم، پھر بانٹ کر پھاڑنے والی ہواؤں کی قسم پھر وحی القا کرنے والے فرشتوں کی قسم

(۳) وَالنّٰشِرٰتُ نَشْرًا ○ اَلرِّيَاحُ تَنْشُرُ الْمَطَرَ

(۳) اور قسم ہے ان ہواؤں کی جو بارش کو پھیلاتی ہیں۔

(۴) فَالْفٰرِقٰتُ فَرْقًا ○ اَیْ اٰیَاتُ الْقُرْاٰنِ تُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ

(۴) پھر قسم ہے قرآن کی آیتوں کی جو جدا کرتی ہیں حق اور باطل اور حلال و حرام میں۔

(۵) فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ○ اَیْ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِلُ بِالْوَحْیِ اِلَی الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ يُلْقُوْنَ الْوَحْیَ اِلَی الْاُمَمِ

(۵) پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو وحی اتارتے ہیں طرف پیغمبروں کے اور پیغمبر جو پہنچاتے ہیں وحی طرف امتوں کے واسطے

تشریح

(۳) بادلوں کو اٹھا کر پھیلانے والی ہوائیں | وہ ہوائیں جو بخارات کو اٹھا کر اوپر لے جاتی ہیں وہ بخارات بادل بن جاتے ہیں اور ہوائیں ان کو پھیلا دیتی ہیں۔ سمندر سے بخارات اٹھتے ہیں، ہوائیں ان کو لے کر چلتی ہیں پھر ان کو سمیٹ کر بادل بنا دیتی ہیں۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے کہ ہوائیں، بخارات اور بھاپوں کو اوپر اٹھاتی ہیں اور ان کو بادل کی شکل دیتی ہیں۔ اس میں جو نظام اور مقصدیت پائی جاتی ہے وہ بتا رہی ہے کہ یہ نظام کسی قادر مطلق کا بنایا ہوا ہے۔

(۴) تقسیم کرنے والی ہوائیں | پھر ہوائیں ان بادلوں کو پھاڑ کر جدا کرتی ہیں اور جہاں جہاں پہنچانا ہے اللہ کے حکم سے اس کے حصے کر کے بانٹتی ہیں اور بارش کے بعد بادلوں کو پھاڑ کر اِدھر اُدھر منتشر کرتی ہیں۔

ہوا کی خاصیت یہ ہے کہ وہ خوشبو، بدبو وغیرہ لطیف اجزاء کو لے کر اُڑتی ہے اور ایک چیز کو اٹھا کر دوسری چیز سے ملا دیتی ہے۔

(۵) دلوں میں خدا کی یاد ڈالنے والی ہوا | اللہ کو یاد دلانے والی ہوائیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ کبھی ان ہواؤں کے ذریعے جو بادل آتے ہیں اور بارش ہوتی ہے، تو رحمت کی بارش لانے والی ہواؤں پر لوگ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے بارانِ رحمت برسائی جس سے مردہ زمین زندہ ہو گئی کھیتیاں لہلہانے لگیں۔

کبھی یہ ہوائیں طوفانی بن کر دلوں میں خوف پیدا کرتی ہیں۔ تباہی کے ڈر سے لوگ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گرج طوفانی ہواؤں کے جھکڑ اللہ کی یاد دلاتے ہیں اور انسان اللہ کے خوف سے کانپ اٹھتا ہے۔

عُذْرًا اَوْنُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾

لَوَاقِعٌ	تُوْعَدُوْنَ	اِنَّمَا	اَوْ نُذْرًا	عُذْرًا
ضرور ہونے والا	تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے	بیشک جو	یا ڈرانے کو	حجت تمام کرنے کو

حجت تمام کرنے کو یا ڈرانے کو بیشک جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾

فُرِجَتْ	اَلسَّمَآءُ	وَاِذَا	النُّجُوْمُ + طُمِسَتْ	فَاِذَا
پھٹ جائے	آسمان	اور جب	ستارے مٹائے جائیں (بے نور ہو جائیں)	پس جب

پس جب ستارے بے نور ہو جائیں۔ اور جب آسمان پھٹ جائے

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾

نُسِفَتْ	اَلْجِبَالُ	وَاِذَا
اڑتے پھریں	پہاڑ	اور جب

اور جب پہاڑ اُڑتے پھریں۔ (پارہ پارہ ہو کر)

(۶) عُذْرًا اَوْنُذْرًا ○ اَیْ لِلْاِعْذَارِ وَلِلْاِنْذَارِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِضَمِّ ذَالِ نُذُرًا وَقُرِئَ بِضَمِّ ذَالِ عُذُرًا

(۶) عذر بیان کرنے اور واسطے ڈرانے کے اللہ کی طرف سے۔

(۷) اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ اَیْ کُفَّارِ مَکَّۃَ مِنَ الْبَعْثِ وَالْعَذَابِ لَوَاقِعٌ ○ لَامَحَالَۃَ

(۷) اے کافرین مکہ جس امر کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے حشر و نشر اور عذاب سے
وہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔

(۸) فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ○ مُحِیَ نُوْرُهَا

(۸) پس جس وقت ستاروں کی روشنی جاتی رہے گی

(۹) وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ○ شُقَّتْ

(۹) اور جس وقت آسمان ٹوٹ پھوٹ جاویں گے۔

(۱۰) وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ○ فُتِّتَتْ وَسُیِّرَتْ

(۱۰) اور جبکہ پہاڑ ریزہ ریزہ کرکے اڑا دئے جاویں گے۔

تشریح

(۶) شکرگزار کرنے والی اور ڈرانے والی ہوائیں | یہ ہوائیں شکرگزار بھی کرتی ہیں اگر ان کے ذریعے رحمت کی بارش ہو اور یہ ہوائیں ڈراتی بھی ہیں اگر طوفان کی شکل اختیار کر لیں۔ یہ ہوائیں دونوں طرح سے اللہ کی یاد دلاتی ہیں۔ کبھی بندہ شکرگزار بن کر یاد کرتا ہے اور کبھی ڈر کر اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(۷) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ آ کر رہے گی | جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے یعنی قیامت، آخرت کا حساب کتاب، اور جزا سزا کا وعدہ یہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

قیامت کے واقع ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کی مختلف قسموں کو بطورِ شہادت پیش کیا ہے اور ایک محسوس چیز سے غیر محسوس چیز کو ثابت کیا ہے۔ قیامت آنے والی ہے آخرت کا حساب کتاب اور جزا و سزا ہے۔ یہ بات ابھی نہ دیکھی جا سکتی ہے نہ محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس غیر محسوس چیز کو دلیل سے ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محسوس چیز ہواؤں کے نظام کو سامنے رکھا ہے۔

ہواؤں کی یہ مختلف کیفیات ہیں غور کریں تو زمین پر حیوانات کی زندگی اور نباتات کا اگنا جن اسباب سے ممکن ہوا ہے ان میں ایک اہم سبب ہوا ہے۔

قادرِ مطلق نے زمین کے اس گولے پر زندگی کو وجود دینا چاہا تو اس مقصد کے لئے اس نے ایسی ایک چیز پیدا کی جو زندہ مخلوق کے وجود کی ضرورت سے ٹھیک ٹھیک مطابقت رکھتی ہے۔ زندگی کے لئے ہوا کا ہونا ایک ضرورت ہے۔

پھر اس نے ہوا ہی پیدا نہیں کی بلکہ ہوا کے اندر مختلف کیفیات رکھ دیں جس سے موسم پیدا ہوتے ہیں، کبھی بادل آتے ہیں، کبھی ہوا کے خوش گوار جھونکے چلتے ہیں، کبھی طوفان آتے ہیں کبھی بارانِ رحمت ہوتی ہے تو کبھی یہی بارش تباہی کا سامان کرتی ہے مختلف قسم کی ہوائیں اپنا کام کرتی ہیں۔

اس حیرت انگیز انتظام کے سامنے انسان بالکل بے بس ہے نہ وہ اپنے مطلب کے مطابق ہوا چلا سکتا ہے، نہ طوفانی ہواؤں کو روک سکتا ہے انسان کی یہ بے بسی اسے یاد دلاتی ہے کہ اس کے اوپر کوئی زبردست طاقت حکومت کر رہی ہے جس کے فیصلے کو روکنے کی طاقت انسان میں نہیں ہے۔

اگر وہ طاقت جو انتہائی حکیم و بصیر، علیم و خبیر ہے اس موجودہ دنیا کے نظام کو بدل کر دوسرا نظام قائم کرے اور انسان سے اس کے اعمال کی بازپرس کرے تو ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔ اس طرح اللہ نے اس محسوس چیز کو جسے ہم شب و روز محسوس کرتے ہیں غیر محسوس کے لئے دلیل بنایا ہے اور اس کو بطورِ شہادت پیش کر کے انسان سے سوال کیا ہے کہ بتاؤ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔

(۸) قیامت کے حالات ۔ جب تارے بے نور ہو جائیں گے | وہ قیامت جس کو اوپر ثابت کیا گیا اب اس کے کچھ حالات بتائے جا رہے ہیں کہ اس کے حالات میں سے ایک بات یہ ہوگی کہ یہ چمکتے جگمگاتے روشن ستارے ان کی روشنی ختم ہو جائے گی، یہ بے نور ہو جائیں گے۔

(۹) قیامت کے حالات ۔ آسمان پھٹ پڑیں گے | قیامت کے حالات میں سے یہ ہوگا کہ آسمان پھٹ پڑیں گے۔ آسمان پھٹنے کی وجہ سے ان میں جھروکے نظر آنے لگیں گے۔ عالم بالا کا وہ نظام جو اپنی جگہ بندھا ٹکا ہے جس کی وجہ سے ہر سیارہ اپنے مدار پر قائم ہے جس کی بدولت کائنات کی ہر چیز اپنی اپنی حد میں رکی ہوئی ہے، اس کی بندشیں کھول دی جائیں گی اور یہ سب نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

(۱۰) قیامت کے حالات ۔ پہاڑ دھنک ڈالے جائیں گے | پہاڑ اس طرح دھنک دیئے جائیں گے جس طرح روئی دھنکی جاتی ہے اور وہ روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں گے کیونکہ پہاڑ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں اس لئے قرآن مجید میں دوسری جگہ ان کی مثال دی گئی ہے کہ وہ اون مختلف رنگ کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ۔ اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے (القارعۃ)

وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ⑪ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ⑫ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ⑬

لِيَوْمِ الْفَصْلِ	أُجِّلَتْ	لِأَيِّ يَوْمٍ	أُقِّتَتْ	وَإِذَا الرُّسُلُ
فیصلے کے دن کے لئے	ملتوی رکھا گیا ہے	کس دن کے لئے	وقت پر جمع کئے جائیں گے	اور جب رسول (جمع)

اور جب رسول وقت (معین) پر جمع کئے جاویں (ان کا معاملہ) کس دن کے لئے ملتوی رکھا گیا ہے؟ فیصلے کے دن کے لئے

(۱۱) وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ○ بِالْوَاوِ وَبِالْهَمْزَةِ بَدَلًا مِنْهَا أَيْ جُمِعَتْ لِوَقْتٍ
(۱۱) اور جس وقت پیغمبر ایک وقت معین پر اکٹھے ہوں گے

(۱۲) لِأَيِّ يَوْمٍ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ أُجِّلَتْ لِلشَّهَادَةِ عَلَى أُمَمِهِمْ بِالتَّبْلِيغِ
(۱۲) کیسے بڑے دن میں ان کے لئے وقت مقرر کیا گیا ہے اپنی اپنی امتوں پر گواہی دینے کو

(۱۳) لِيَوْمِ الْفَصْلِ ○ بَيْنَ الْخَلْقِ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ جَوَابُ إِذَا أَيْ وَقَعَ الْفَصْلُ بَيْنَ الْخَلَائِقِ
(۱۳) کہ جو دن ہے فیصلہ کرنے کا درمیان مخلوق کے

تشریح

(۱۱) رسولوں کو شہادت کے لئے بلایا جائے گا | حشر کے میدان میں اللہ کی عدالت قائم ہوگی، انسانوں کے مقدمات پیش ہوں گے تو سب سے پہلے ہر قوم کے رسول کو شہادت کے لئے بلایا جائے گا کہ وہ آکر بتائے کہ اس نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا یا نہیں۔ اس گواہی کے ذریعے یہ بتایا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے انسانوں کو خبردار کرنے میں کوئی کمی نہیں رکھی اس نے اپنے رسول بھیجے، کتابیں اتاریں اور انھوں نے اللہ کا پیغام انسانوں تک پورا پورا پہنچایا۔ اب اگر انسان راستے سے بھٹکے ہیں کہ انھوں نے رسولوں کی بات نہیں مانی تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔ یہ اللہ کی عدالت میں رسولوں کی گواہی عدالتی کارروائی کا سب سے پہلا حصہ ہے۔

(۱۲) معاملات کس دن کے لئے اٹھا کر رکھے گئے تھے | انسان جب دنیا میں عمل کر رہا تھا تو اس کا فیصلہ فوراً نہیں کیا گیا، اس کا بدلہ فوراً نہیں دیا گیا۔ اللہ چاہتا تو ہاتھوں ہاتھ ہر چیز کا فیصلہ کر دیتا۔ لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ اس کو کسی ایک دن کے لئے اٹھا کر رکھا جائے۔ اس لئے برائی کرنے والے برائی کرتے رہے، مجرمین کو ڈھیل ملتی رہی۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ انھوں نے اس مہلت کا مطلب غلط سمجھا، اپنے جرم میں آگے بڑھتے رہے۔ ان کو پتہ نہیں تھا کہ ہم نے کس دن کے لئے یہ کام اٹھا کر رکھا ہے۔

(۱۳) فیصلے کے دن کے لئے | ہم نے یہ کام اس دن کے لئے اٹھا کر رکھا ہے جس دن ہر بات کا آخری اور دو ٹوک فیصلہ ہوگا۔ ہم نے فیصلے کے دن کے لئے معاملات کو اٹھا کر رکھا تھا کہ کرنے والے اخیر حد تک جو کر سکتے ہیں کر لیں۔ اب ان کے اعمال کے جو نتائج سامنے آنے ہیں وہ پورے طور پر سامنے آجائیں۔ کسی کے برے عمل کے اثرات و نتائج کہاں کہاں تک پہنچے۔ کسی کے نیک عمل کی خوشبو کہاں کہاں گئی۔ کن کن کو متاثر کیا، کس کس کو فائدہ پہنچا! اور کیا فائدہ پہنچا — یہ سب پورے طور پر سامنے آجائے — کوئی عمل کا حصہ اور کوئی نتیجہ باقی نہ رہے۔ آخری اور دو ٹوک فیصلہ ہو جائے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ⑭ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

وَمَآ اَدْرٰىكَ	مَا يَوْمُ الْفَصْلِ	وَيْلٌ	يَّوْمَئِذٍ
اور تم کیا سمجھے ؟	کیا ہے فیصلے کا دن ؟	خرابی ہے	اس دن

اور تم کیا سمجھے فیصلے کا دن کیا ہے ؟ اس دن خرابی ہے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑮ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ⑯ ثُمَّ

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ	اَلَمْ نُهْلِكِ	الْاَوَّلِيْنَ	ثُمَّ
جھٹلانے والوں کے لئے	کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا	پہلے لوگوں کو	پھر

جھٹلانے والوں کے لئے۔ کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا پہلے لوگوں کو ؟ پھر

نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ⑰ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ⑱

نُتْبِعُهُمُ	الْاٰخِرِيْنَ	كَذٰلِكَ	نَفْعَلُ	بِالْمُجْرِمِيْنَ
ہم ان کے پیچھے چلاتے ہیں	پچھلوں کو	اسی طرح	ہم کرتے ہیں	مجرموں کے ساتھ

پچھلوں کو ان کے پیچھے چلاتے ہیں ، اسی طرح ہم مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں۔

⑭ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ○ تَهْوِيْلٌ لِّشَانِهٖ

⑭ اور تو کیا جانے کیسا بڑا ہولناک ہے دن فیصلہ کا۔

⑮ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ هٰذَا وَعِيْدٌ لَّهُمْ

⑮ خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو۔

⑯ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ○ بِتَكْذِيْبِهِمْ اَىْ اَهْلَكْنَاهُمْ

⑯ کیا ہم نے پہلی امتوں کو ہلاک نہیں کیا بسبب ان کے جھٹلانے کے۔ یعنی ہلاک کیا۔

⑰ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ○ مِمَّنْ كَذَّبُوْا كَكُفَّارِ مَكَّةَ فَنُهْلِكُهُمْ

⑰ پھر ان کے ساتھ کریں گے پچھلوں کو جنھوں نے جھٹلایا یعنی کفار مکہ کو کہ ان کو بھی ہلاک کریں گے۔

⑱ كَذٰلِكَ مِثْلَ فَعَلْنَا بِالْمُكَذِّبِيْنَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○ بِكُلِّ مَنْ اَجْرَمَ فِيْمَا يُسْتَقْبَلُ فَنُهْلِكُهُمْ

⑱ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ہر ایک مجرم کے ساتھ کہ اس کو بھی ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

تشریح

⑭ تم کیا جانو کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے ؟ | فیصلے کے دن کی اہمیت کا تمہیں اندازہ نہیں ہے۔ تم نہیں جانتے کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے۔ اس دن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ اچھے برے سب اعمال چھانٹ چھانٹ کر الگ کر دیئے جائیں گے۔ جس نے ایک ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی سامنے آجائے گی اور برائی کا کوئی

چھوٹے سے چھوٹا حصہ ایسا نہ ہوگا جو چھپا رہ جائے اس دن تمام معاملات کے فیصلے عدل و انصاف کے ساتھ ہوں گے حاکم اعلیٰ خود اللہ تعالیٰ ہوں گے۔ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا جو او جھل رہ جائے۔ اکابر بڑے بڑے لرزاں و ترساں ہوں گے اللہ کے سامنے لب کشائی کی کسی کی مجال نہ ہوگی۔ تم نہیں جانتے اور فیصلے کا دن کیا ہے۔

(۱۵) اس دن کے جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے | جنھوں نے دنیا میں اس دن کے آنے کی خبر کو جھوٹ سمجھا اپنی زندگی اس طرح بسر کی کہ انھیں کبھی اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی نہیں ہے۔ وہ غفلت اور بے فکری کی زندگی گزارتے رہے، یہ سمجھتے رہے کہ جواب دہی کا دن کبھی نہ آئے گا۔ ان جھٹلانے والوں کو اس دن سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا ہوگا۔ انھیں کہاں امید تھی کہ کبھی یہ دن دیکھنا نصیب ہوگا۔ جب قیامت اپنی ہولناک صورت میں آ پہنچے گی تو ان کے ہوش اڑ جائیں گے اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو حیرت و ندامت سے حواس باختہ ہوں گے تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لئے

(۱۶) آخرت کے حق میں تاریخی استدلال۔ گذشتہ قوموں کی ہلاکت | تاریخ عالم اٹھا کر دیکھیں اور گزری ہوئی بہت سی قوموں کی ہلاکت و تباہی کے اسباب پر غور کریں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جن قوموں نے اپنے نظام زندگی کی بنیاد انکار آخرت پر رکھی ان میں اخلاقی برائیاں پیدا ہوئیں اور ان اخلاقی برائیوں کے نتیجے میں ظلم بڑھا، لوگوں پر زیادتی ہوئی، حق مارے گئے، بے انصافی ہوئی، امن و امان ختم ہوا، جھگڑے فساد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر بھیجے، سمجھانے بجھانے کا انتظام فرمایا اور جب یہ قومیں انکار پر قائم رہیں اور اپنی روش بدل کر نہ دی تو آخر کار ان کا انجام ہلاکت ہوا تاریخ اس بات کو بار بار دہراتی رہی اور ہر بار یہی نتیجہ برآمد ہوا۔

یہ تاریخی حقیقت بتلا رہی ہے کہ قیامت برحق ہے ــــ آخرت کی جوابدہی سے بے فکر ہو کر اخلاقی رویہ کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

اس دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھ کر اور اعمال کے نتائج سے بے فکر ہو کر کبھی بھی انسان نقصان سے بچ نہیں سکتا۔ قوموں کی ہلاکت اور ان کی تباہی کے اسباب آخرت کی صداقت کا تاریخی ثبوت ہیں۔

(۱۷) پچھلوں کی طرح ہمارا فیصلہ اگلوں کے لئے بھی ہوگا | جس طرح پچھلی قوموں کے ساتھ معاملہ ہو چکا ہے، قیامت کا انکار کرنے والے اپنے غلط خیال میں یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اتنی بڑی دنیا کہاں ختم ہو جائے گی۔ کہاں سارے انسان یک وقت مر جائیں گے اور کہاں انسانی نسل بالکل ختم ہو جائے گی۔ وہ ان باتوں کو بس ایک ڈراوا سمجھتے تھے۔ کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ان کے سامنے کتنے ہی انسان موت سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ کتنی قومیں اپنے گناہوں کی وجہ سے تباہ ہو چکی ہیں۔ مجرمین کے بارے میں ہمارا یہی قانون ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی قوم مستثنیٰ تھی نہ اس کے بعد ہوگی ــ ہماری یہ قدیم عادت مجرموں کے بارے میں رہی ہے۔ جو ہستی الگ الگ زمانوں میں طاقتور مجرموں کو پکڑ کر ہلاک کر سکتی ہے وہ اس پر کیوں قادر نہ ہوگی کہ ساری مخلوق کو ایک دم میں فنا کر دے اور سارے مجرموں کو یک وقت عذاب کا مزہ چکھائے۔

(۱۸) ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ | مجرموں کے ساتھ ہم یہی کچھ کیا کرتے ہیں، یہی ہمارا مستقل قانون ہے۔ آخرت کا انکار جس طرح پہلے گزری ہوئی قوموں کے لئے تباہ کن ثابت ہوا ہے اسی طرح آگے آنے والی قوموں کے لئے یہ ہمیشہ... تباہ کن ہی ثابت ہوگا۔ ہمارا یہ قانون اسی طرح سے جاری و ساری ہے اگر یہ قانون نہ ہو تو مظلوں کا جینا دوبھر ہو جائے اور اللہ کی یہ زمین ظلم سے بھر جائے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑲ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ

وَيْلٌ	يَّوْمَئِذٍ	لِّلْمُكَذِّبِيْنَ	اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ
خرابی	اس دن	جھٹلانے والوں کے لئے	کیا ہم نے نہیں پیدا کیا تمہیں ؟

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ۔ کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے نہیں

مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ⑳ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ㉑

مِّنْ مَّآءٍ	مَّهِيْنٍ	فَجَعَلْنٰهُ	فِيْ	قَرَارٍ	مَّكِيْنٍ
پانی سے	حقیر	پھر ہم نے اسے رکھا	میں	ایک جگہ	محفوظ

پیدا کیا ؟ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا

(۱۹) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○
تاکید

(۱۹) خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو۔

(۲۰) اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ○ ضَعِيْفٍ وَهُوَ الْمَنِيُّ

(۲۰) کیا ہم نے تم کو ضعیف پانی یعنی منی سے پیدا نہیں کیا

(۲۱) فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○
حَرِيْزٍ وَهُوَ الرَّحِمُ

(۲۱) پھر رکھا ہم نے اس کو رحم میں ۔

تشریح

(۱۹) بربادی ہے جھٹلانے والوں کے لئے | قوموں کی یہ تباہی کی داستان ایک تاریخی حیثیت ہے ۔ دنیا میں ان قوموں کا جو انجام ہوا ہے یہ ان کے جرم کی ایک چھوٹی سی سزا ہے ۔ لیکن اصل اور پوری سزا تو اس فیصلے کے دن ہوگی جہاں ان کے کرتوتوں کی پوری پوری جزا ملے گی ۔ جہاں کوئی مجرم بچ کر نہ جا سکے گا ۔

جو اس فیصلے کے دن کو جھٹلاتے ہیں ان کے لئے تباہی اور بربادی ہے ۔

(۲۰) انسان کی پیدائش کا طریقہ اس کے دوبارہ زندہ ہونے کی دلیل ہے ۔ | دنیا میں انسان کی پیدائش جس طرح ہوتی ہے انسان اس پر غور کرے کہ ایک حقیر نطفے سے مختلف مرحلوں سے گزار کر کس طرح پورا آدمی بنایا جاتا ۔ پانی کا یہ قطرہ جو نطفے کی شکل میں مرد و عورت کے بدن سے نکلتا ہے اسی سے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جیتا جاگتا انسان بناتے ہیں ۔

(۲۱) انسانی پیدائش کا پہلا مرحلہ | انسانی پیدائش کا پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ عورت اور مرد کے بدن سے نکلنے والا نطفہ آپس میں مل کر ایک محفوظ جگہ پر یعنی رحم مادر میں ٹھیرائے رکھا جاتا ہے ۔

جیسے ہی دونوں نطفے ملتے ہیں اور حمل قرار پاتا ہے تو رحم مادر میں اس کی حفاظت کے پورے پورے انتظامات کئے جاتے ہیں ان کو مضبوطی کے ساتھ جما یا جاتا ہے ۔ اور پھر اس کی وہاں پرورش کی جاتی ہے ۔

اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾

الْقٰدِرُوْنَ	فَنِعْمَ	فَقَدَرْنَا	قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ	اِلٰى
اندازہ کرنے والے	تو کیسا اچھا	پھر ہم نے اندازہ کیا	وقتِ معین	تک

ایک وقت معین تک ، پھر ہم نے اندازہ کیا تو ہم کیسا اچھا اندازہ کرنے والے ہیں

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ	يَّوْمَئِذٍ	وَيْلٌ
جھٹلانے والوں کے لئے	اس دن	خرابی

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

(۲۲) اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ وَهُوَ وَقْتُ الْوِلَادَةِ — (۲۲) وقت ولادت تک .

(۲۳) فَقَدَرْنَا عَلٰى ذٰلِكَ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ○ نَحْنُ — (۲۳) پس ہم قادر ہیں اس پر سو ہم بہت اچھی قدرت رکھنے والے ہیں .

(۲۴) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ — (۲۴) خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو .

تشریح

(۲۲) مقررہ مدت تک پرورش کے انتظامات ایک مقررہ مدت تک اس بچے کی پرورش کے انتظامات کئے جاتے ہیں۔ اس کو رحم مادر میں غذا پہنچائی جاتی ہے۔ اکثر یہ مدت نو مہینے ہوتی ہے اور صحیح مدت کا پتہ اللہ ہی کو ہوتا ہے کہ کب تک یہ بچہ رحم مادر میں رہے گا اور کب اس کی ولادت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے اندازے اتنے صحیح صحیح ہوتے ہیں کہ مقررہ مدت میں کوئی ضروری چیز پیدا ہونے سے باقی نہیں رہتی اور کوئی زائد چیز پیدا نہیں ہوتی۔

(۲۳) ہماری قدرت کی نشانی اسی طرح رحم مادر میں حمل قرار پانا، پھر اس کی پرورش کے انتظام، پھر اس کی ولادت یہ سب ہماری قدرت کی نشانی ہے۔

ہم ایک حقیر نطفے سے تمہاری ابتدا کر کے تمہیں پورا انسان بنانے اور تمہیں عقل اور سمجھ دینے پر پوری طرح قادر تھے اور آج ہماری اس قدرت کے نتیجے میں تم زمین پر زندہ موجود ہو ——— کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہم تمہیں دوبارہ کسی اور طرح پیدا کرنے پر بھی قادر ہوں گے۔ جب ہم بے جان قطرے کو ایک عاقل انسان کی زندگی دے سکتے ہیں تو اس کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ بھی کر سکتے ہیں۔

(۲۴) موت کے بعد زندگی کو جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو یہ سب کچھ سمجھنے کے بعد ان دلائل کے ہوتے ہوئے موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلاتے ہیں جب وہ دن آئے گا کہ ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا ان سے بازپرس ہوگی تو انھیں خوب معلوم ہو جائے گا کہ یہ ان کے لئے تباہی کا دن ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّ

اَلَمْ نَجْعَلِ	الْاَرْضَ	كِفَاتًا	اَحْيَآءً	وَّ اَمْوَاتًا	وَّ
کیا ہم نے نہیں بنایا	زمین	سمیٹنے والی	زندوں کو	اور مُردوں کو	اور

کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟ زندوں کو اور مُردوں کو۔ اور

جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾

جَعَلْنَا	فِيْهَا	رَوَاسِيَ	شٰمِخٰتٍ	وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ	مَّآءً + فُرَاتًا
ہم نے رکھے	اس میں	پہاڑ (جمع)	اونچے اونچے	اور ہم نے پلایا تمہیں	میٹھا پانی

ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ رکھے، اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾

وَيْلٌ	يَّوْمَئِذٍ	لِّلْمُكَذِّبِيْنَ	اِنْطَلِقُوْٓا	اِلٰى	مَا كُنْتُمْ بِهٖ	تُكَذِّبُوْنَ
خرابی	اس دن	جھٹلانے والوں کے لئے	تو تم چلو	طرف	جس کو تم تھے	تم جھٹلاتے

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے (حکم ہوگا) تم چلو اس کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے

(٢٥) اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ○
مصدر كفت بمعنى ضم اى ضامة
(٢٦) اَحْيَآءً على ظهرها وَّ اَمْوَاتًا ○ فى
بطنها
(٢٧) وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ
جبالا مرتفعات وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ
مَّآءً فُرَاتًا ○ عذبا
(٢٨) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○
ويقال للمكذبين يوم
القيمة
(٢٩) اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ من العذاب
تُكَذِّبُوْنَ ○

(٢٥) کیا ہم نے زمین کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ زندہ اور مُردوں کو اکٹھا کرنے والی ہے۔ یعنی
(٢٦) زندوں کو اپنے اوپر اور مردوں کو اپنے اندر رکھتی ہے۔
(٢٧) اور ہم نے اس میں بلند پہاڑ بنائے۔ اور پلایا تم کو میٹھا پانی
(٢٨) خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو اور ان سے کہا جائے گا قیامت کے دن
(٢٩) چلو تم اس عذاب کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

تشریح

(٢٥) سمیٹنے والی زمین آدمی زندگی بھر جس زمین پر رہتا ہے زندہ مخلوق کی طرح وہ اور دوسری مخلوقات اس زمین پر زندگی بسر کرتی ہیں۔ مرنے کے بعد انسان کے جسم کے اجزاء کہیں غائب نہیں ہوجاتے اسی زمین پر ان کا ایک ایک ذرّہ

موجود رہتا ہے۔ اسی زمین سے انسان بنتا، پھلتا پھولتا پرورش پاتا ہے اور پھر اسی زمین میں اس کا ٹھکانا ہوجاتا ہے جہاں سے پروردگار نے اسے نکالا تھا جمع ہونے کے بعد اسے وہاں سے دوبارہ نکال لینا اس کے لئے مشکل نہیں ہے۔ اسی خاک سے وہ اٹھا تھا پھر دوبارہ اسی خاک سے اس کو اٹھا دینا کیوں مشکل ہوگا۔

ہم نے اس زمین کو سمیٹ کر رکھنے والی بنایا ہے۔ اس کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ یہیں سے چیز نکلتی ہے اور یہیں واپس چلی جاتی ہے۔

(۲۶) <u>زندوں کے لئے بھی اور مُردوں کے لئے بھی</u> | یہ زمین زندوں کے لئے بھی زندگی کے سامان سمیٹ کر رکھتی ہے کہ یہیں سے پانی نکل رہا ہے، یہیں سے پیداوار ہورہی ہے، یہیں سے انسانوں کو زندگی مل رہی ہے۔ اور مردوں کے لئے بھی کہ مرنے کے بعد پانی، پانی میں، مٹی مٹی میں، ہوا ہوا میں، آگ، آگ میں۔ غرض سارے عناصر جن سے انسان بنا تھا پھر اسی زمین میں منتقل ہوگئے۔ تو ہم نے اس زمین کو زندوں اور مُردوں کے لئے سمیٹنے والی بنایا ہے۔ یہ کسی چیز کو باہر نہیں پھینکتی اپنے اندر ہی جمع کرکے رکھ لیتی ہے۔ جو چیز جاتی ہے پھر اسی میں واپس آجاتی ہے۔

(۲۷) <u>زمین کی بناوٹ میں اللہ کی حکمت اور قدرت کی نشانیاں</u> | اس کرۂ ارض کی بناوٹ پر غور کرو تو اللہ کی قدرت اور اس کی حکمت کی نشانیاں نظر آئیں گی۔ یہ زمین جو بے شمار مخلوقات کو اپنی گود میں سمیٹے ہوئے ہے جس میں ہر قسم کے جانور اور انسان زندگی گزار رہے ہیں۔ سب جانداروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے اس کے پیٹ میں بے شمار خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ سب کو رزق مل رہا ہے زندگی کے سامان مل رہے ہیں۔

اس زمین پر بے شمار افراد پیدا ہوئے ہیں۔ جیتے ہیں مرتے ہیں مگر سب کا ٹھکانا یہی زمین بنتی ہے۔ اس زمین کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اس میں جگہ جگہ پہاڑوں کے سلسلے ہیں، دریا ہیں جنگلات ہیں۔ اس زمین کے اندر میٹھا پانی ہے۔ بارش برستی ہے تو وہ بھی سمندر کے کھارے پانی کو صاف کرکے میٹھا پانی برساتی ہے جس سے کھیتیاں اگتی ہیں۔ زمین پر زندگی اور ہریالی نظر آتی ہے۔ اس زمین کی بناوٹ اور اس کے انتظامات پر غور کرو تو اللہ کی قدرت اور اس کی حکمت سامنے آتی ہے۔ جو پروردگار اس پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ اس دنیا کی بساط پلٹ کر ایک دوسری دنیا نئے طرز پر بنائے اور اس کی حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ ایسا کرے، تاکہ انسان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل سکے ___ زمین کی یہ بناوٹ گواہی دے رہی ہے کہ آخرت کا برپا ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ معقول ہے اور ایسا ہونا ہی چاہئے ___ اس کی قدرت کو جھٹلانا کیسے جائز ہوگا۔

(۲۸) <u>آخرت کو جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے</u> | اللہ کی قدرت اور حکمت کے یہ کرشمے دیکھ کر بھی جو لوگ آخرت کو جھٹلاتے ہیں۔ اس کے ممکن اور معقول ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس بات پر یقین نہیں کرتے کہ اس دنیا کے بعد ایک دوسری دنیا پیدا ہوگی جس میں انسان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ ان جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔

(۲۹) <u>چلو اس کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے</u> | آخرت اور دوزخ کے عذاب کو جھٹلانے والوں سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اب چلو اس کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے۔ تمہارا خیال تو یہ تھا کہ نہ مرنے کے بعد آدمی دوبارہ زندہ ہوگا نہ اس کا حساب کتاب ہوگا نہ جزا سزا ہوگی۔ اب سب کچھ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے دلیل سے تو تم نے مانا نہیں۔ اب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور چلو اس عذاب دوزخ کی طرف جس کا تم انکار کرتے تھے۔

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا

اِنْطَلِقُوْٓا	اِلٰى ظِلٍّ	ذِىْ	ثَلٰثِ	شُعَبٍ	لَّا ظَلِيْلٍ	وَّلَا
تم چلو	سایہ کی طرف	والا	تین	شاخیں	نہ گہرا سایہ	اور نہ

تم چلو تین شاخوں والے سایہ کی طرف نہ گہرا سایہ ، اور نہ

يُغْنِىْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾

يُغْنِىْ	مِنَ	اللَّهَبِ	اِنَّهَا	تَرْمِىْ	بِشَرَرٍ	كَالْقَصْرِ
وہ بچائے	سے	شعلہ (تپش)	بیشک وہ	پھینکتی ہے	شعلے	محل جیسے

وہ تپش سے بچائے بیشک وہ محل جیسے (اونچے) شعلے پھینکتی ہے۔

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾

كَاَنَّهٗ	جِمٰلَتٌ	صُفْرٌ	وَيْلٌ	يَّوْمَئِذٍ	لِّلْمُكَذِّبِيْنَ
گویا کہ	اونٹ (جمع)	زرد	خرابی	اس دن	جھٹلانے والوں کے لئے

گویا کہ وہ اونٹ ہیں زرد خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

(۳۰) اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ○ هُوَ دُخَانُ جَهَنَّمَ اِذَا ارْتَفَعَ اِفْتَرَقَ ثَلَاثَ فِرَقٍ لِعَظَمَتِهٖ

(۳۰) چلو دوزخ کے دھوئیں کی طرف جو بوجہ کثیر ہونے کے اوپر جاکر تین شاخیں ہوجاتا ہے اور سایہ معلوم ہوتا ہے

(۳۱) لَا ظَلِيْلٍ كَنِيْنٍ يَظِلُّهُمْ مِنْ حَرِّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَّلَا يُغْنِىْ يَرُدُّ عَنْهُمْ شَيْئًا مِنَ اللَّهَبِ ○ لِلنَّارِ

(۳۱) نہ ایسا سایہ جو ان کو اس روز کی گرمی سے بچاوے اور نہ ان سے آگ کے شعلہ کو کچھ دفع کرسکے

(۳۲) اِنَّهَا اَيِ النَّارُ تَرْمِىْ بِشَرَرٍ هُوَ مَا تَطَايَرَ مِنْهَا كَالْقَصْرِ ○ مِنَ الْبِنَاءِ فِىْ عِظَمِهٖ وَارْتِفَاعِهٖ

(۳۲) بے شبہ آگ دوزخ کی ایسی بڑی بڑی چنگاریاں اور شعلہ اڑاوے گی جیسے اونچے اونچے محل

(۳۳) كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ جَمْعُ جِمَالَةٍ جَمْعُ جَمَلٍ وَفِىْ قِرَاءَةٍ جَمْعُ جِمَالَةٍ صُفْرٌ ○ فِىْ هَيْئَتِهَا وَلَوْنِهَا وَفِى الْحَدِيْثِ شَرَارُ جَهَنَّمَ اَسْوَدُ

(۳۳) گویا وہ باعتبار رنگ اور صورت کے زرد اونٹ ہیں اور حدیث میں ہے کہ دوزخ کے شرارہ سیاہ ہیں

كَالْقِيْرِ وَالْعَرَبُ تُسَمِّى سُوْدَ الْاِبِلِ صُفْرًا لِشَوْبِ سَوَادِهَا بِصُفْرَةٍ فَقِيْلَ صُفْرٌ فِى الْاٰيَةِ بِمَعْنٰى سُوْدٌ لِمَا ذُكِرَ وَقِيْلَ لَا وَالشَّرَرُ جَمْعُ شَرَرَةٍ وَالشَّرَارُ جَمْعُ شَرَارَةٍ وَالْقِيْرُ الْقَارُ

جیسے روغنِ سیاہ۔ اور عرب میں سیاہ اونٹ کو زرد بولتے ہیں کیونکہ ان کی سیاہی میں زردی کا میل ہوتا ہے۔ پس اس اعتبار سے بعض مفسرین نے کہا کہ اس آیت میں زرد بمعنی سیاہ کے ہے اور بعض نے کہا نہیں۔

(۳۴) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

(۳۴) خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو۔

تشریح

(۳۰) شاخوں والے دھوئیں کی طرف چلو | حضرت قتادہ رضی اور دوسرے صحابہ رضی سے یہ روایت ہے کہ منکرین آخرت کے لئے دوزخ سے ایک دھواں سا اٹھے گا جو پھٹ کر کئی ٹکڑے ہو جائے گا۔ یہ دھوئیں کا سایہ ہر شخص کو تین طرف سے گھیرے گا، اس کا ایک حصہ سر کے اوپر سائبان کی طرح کھڑا رہے گا۔ اس دھوئیں کے سائے کا دوسرا ٹکڑا داہنی طرف اور تیسرا بائیں طرف ہو جائے گا اس طرح منکرین آخرت کو یہ دھوئیں کا سایہ ہر طرف سے گھیر کر حساب کتاب سے فارغ ہونے تک اپنے اندر لئے رہے گا ـــ منکرین آخرت تو اس تکلیف دہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ جب کہ اللہ کے نیک بندے عرشِ عظیم کے سائے میں آرام سے کھڑے ہوں گے۔ یہ دھوئیں کا سایہ کیسا ہوگا اور کتنی تکلیف دینے والا ہوگا اگلی آیت میں اس کا بیان ہے۔

(۳۱) نہ ٹھنڈک پہنچانے والا نہ آگ کی لپیٹ سے بچانے والا | دھوئیں کا یہ سایہ برائے نام سایہ ہوگا۔ یہ گھری چھاؤں کی طرح نہ ہوگا ـــ اس کے ذریعے سورج کی گرمی اور آگ کی تپش سے نجات نہیں ملے گی ـــ نہ اس سائے میں اندر کی گرمی اور پیاس میں کمی ہوگی ـــ یہ دھوئیں کا سایہ نہ ٹھنڈک پہنچانے والا ہوگا اور نہ آگ کی لپیٹ سے بچانے والا۔

(۳۲) دھوئیں کا یہ سایہ گرمی پھینکنے والا ہوگا | اس سائے سے بڑے بڑے انگارے اور چنگاریاں نکلیں گی۔ ایسی چنگاریاں جو اونچے اونچے محلوں کے برابر ہوں گی۔ بڑے بڑے انگارے اچھلتے ہوئے ہوں گے۔

(۳۳) اچھلتے ہوئے انگارے زرد اونٹوں کی طرح | اونچائی میں یہ انگارے محلوں کے برابر اور بڑائی میں ایسے ہوں گے جیسے زرد اونٹ۔ جب چنگاریاں اوپر کو جائیں گی تو ایسا لگے گا جیسے بڑے بڑے محلات ہیں اور جب ٹوٹ کر اور پھٹ کر نیچے کو آئیں گی تو ایسا لگے گا جیسے زرد رنگ کے اونٹ اچھل کود رہے ہیں۔

جِمَالَتٌ صُفْرٌ کا ترجمہ کالے اونٹ آتا ہے۔ کالے اونٹ کو صُفر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سیاہ زردی مائل ہوتا ہے۔ اسی طرح جہنم کی آگ سیاہ اور تاریک ہوگی جیسے کالے اونٹ زردی مائل ہوتے ہیں۔

(۳۴) تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لئے | جنھوں نے قیامت کے دن کو جھٹلایا تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ دن کبھی نہیں آئے گا اور دنیا اسی طرح چلتی رہے گی، موت کے بعد کوئی زندگی نہ ہوگی، حساب کتاب نہ ہوگا، کوئی جزا و سزا نہ ہوگی اور قیامت آئی بھی تو ہم وہاں آرام سے رہیں گے، ان جھٹلانے والوں کے لئے یہ تباہی کا دن ہوگا۔

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ

لَهُمْ	وَلَا يُؤْذَنُ	لَا يَنْطِقُوْنَ	هٰذَا + يَوْمُ
انہیں	اور نہ اجازت دی جائے گی	وہ نہ بول سکیں گے	اس دن

اس دن نہ وہ بول سکیں گے اور نہ انہیں اجازت دی جائے گی

فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ	يَّوْمَئِذٍ	وَيْلٌ	فَيَعْتَذِرُوْنَ
جھٹلانے والوں کے لئے	اس دن	خرابی	کہ وہ عذر خواہی کریں

کہ وہ عذر خواہی کریں۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔

﴿۳۵﴾ هٰذَا أَيْ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ○ فِيْهِ بِشَيْءٍ

﴿۳۶﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فِي الْعُذْرِ فَيَعْتَذِرُوْنَ ○ عَطْفٌ عَلٰى يُؤْذَنُ مِنْ غَيْرِ تَسَبُّبٍ عَنْهُ فَهُوَ دَاخِلٌ فِيْ حَيِّزِ النَّفْيِ أَيْ لَا إِذْنَ فَلَا اعْتِذَارَ

﴿۳۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○

﴿۳۵﴾ یہ وہ دن ہے کہ اس میں وہ کچھ نہ بول سکیں گے۔

﴿۳۶﴾ اور نہ ان کو عذر کرنے کی اجازت ملے گی کہ وہ عذر کریں۔

﴿۳۷﴾ خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو۔

تشریح

﴿۳۵﴾ جہنم میں داخلے کے وقت مجرم کچھ بول نہ سکیں گے | میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کی عدالت عدل وانصاف کی عدالت ہوگی ہر ایک کو پورا پورا انصاف ملے گا کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ انصاف ملے گا ..... بھی اور انصاف ظاہر بھی ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیں گے، عدل وانصاف کے تمام تقاضے پورے کئے جائیں گے۔ اور جب مجرمین کا جرم ناقابلِ انکار حد تک ثابت ہوجائے گا اور انہیں سزا سنائی جائے گی تو وہ دم بخود رہ جائیں گے اور ان کے لئے کہنے سننے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی حجت تمام ہوجائے گی اور جب لوگ دوزخ کی طرف ہنکا کر لے جائے جائیں گے تو یہ کچھ بول نہ پائیں گے

﴿۳۶﴾ مجرمین کو اب معذرت پیش کرنے کا کوئی موقع نہ دیا جائے گا | مکمل عدالتی کارروائی اور انصاف کے تمام تقاضوں کی تکمیل کے بعد جب سزا سنادی جائے گی تو پھر تو یہ کا کوئی موقع ہے اور نہ معذرت خواہی کا۔ جب بولنے کا وقت تھا ان کو موقع دیا گیا جب صفائی کا وقت تھا صفائی پیش کرنے کی اجازت دی گئی ساری کارروائی مکمل ہونے کے بعد اب کوئی موقع نہیں ہے کہ انہیں معذرت اور کچھ کہنے کا موقع دیا جائے۔

﴿۳۷﴾ تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے | انہوں نے سمجھ رکھا ہوگا کہ جیسے دنیا کی عدالتوں میں مختلف ہتھکنڈے استعمال کرکے چھوٹ جاتے ہیں یہاں بھی ہم چھوٹ جائیں گے اور اس واسطے وہ یہ سمجھتے تھے کہ قیامت اول تو آئے گی نہیں، حساب کتاب ہوگا نہیں اور ہوگا بھی تو ہم بچ جائیں گے جس طرح دنیا کی عدالتوں میں ہوتا ہے۔ ان جھٹلانے والوں کے لئے آج کا دن بڑی تباہی لے کر آیا ہے۔

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ

هٰذَا	يَوْمُ الْفَصْلِ	جَمَعْنٰكُمْ	وَالْاَوَّلِيْنَ	فَاِنْ
یہ	فیصلے کا دن	ہم نے جمع کیا تمہیں	اور پہلے لوگوں کو	پھر اگر

یہ فیصلے کا دن ہے ہم نے تمہیں جمع کیا اور پہلے لوگوں کو پھر اگر

كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۲۱

كَانَ ـ لَكُمْ	كَيْدٌ	فَكِيْدُوْنِ	وَيْلٌ	يَّوْمَئِذٍ	لِّلْمُكَذِّبِيْنَ
ہے تمہارے پاس	کوئی داؤ	تو تم مجھ پر داؤ کر لو	خرابی	اس دن	جھٹلانے والوں کے لئے

تمہارے پاس کوئی داؤ ہے تو مجھ پر داؤ کرلو۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ	فِيْ ظِلٰلٍ	وَّعُيُوْنٍ	وَّفَوَاكِهَ	مِمَّا	يَشْتَهُوْنَ
بیشک پرہیزگار (جمع)	سایوں میں	اور چشموں	اور میوے	اس قسم کے جو	وہ چاہیں گے

بیشک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور اس قسم کے میووں میں جو وہ چاہیں گے۔

(۳۸) هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ
اَيُّهَا الْمُكَذِّبُوْنَ مِنْ هٰذِهِ
الْاُمَّةِ وَالْاَوَّلِيْنَ ○ مِنَ
الْمُكَذِّبِيْنَ قَبْلَكُمْ فَتُحَاسَبُوْنَ
وَتُعَذَّبُوْنَ جَمِيْعًا

(۳۸) یہ دن فیصلہ کا ہے کہ ہم نے تم کو اور پہلے جھٹلانے
والوں کو اس میں حساب کے لئے اکٹھا کیا۔
سوتم عذاب دئے جاؤ گے۔

(۳۹) فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ حِيْلَةٌ فِيْ
دَفْعِ الْعَذَابِ عَنْكُمْ فَكِيْدُوْنِ ○
فَافْعَلُوْهَا

(۳۹) پس اگر تمہارے پاس کوئی حیلہ عذاب کو دور کرنے
کا ہے تو کرو۔

(۴۰) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○

(۴۰) خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو

(۴۱) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ اَيْ
تَكَاثُفِ اَشْجَارٍ اِذْ لَا شَمْسَ
يُظِلُّ مِنْ حَرِّهَا وَّعُيُوْنٍ ○
نَابِعَةٍ مِنَ الْمَاءِ

(۴۱) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ الخ
بے شبہ پرہیزگار گنجان درختوں کے سائے میں ہوں گے اور ان
کے پاس چشمے پانی کے بہہ رہے ہوں گے۔

(۴۲) وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ فِيْهِ
اِعْلَامٌ بِاَنَّ الْمَاكَلَ

(۴۲) اور ان کے کھانے کو طرح طرح کے میوے ہوں گے۔
جو چاہیں گے وہاں موجود ہوگا۔

وَالْمَشْرَبِ فِی الْجَنَّۃِ بِحَسْبِ شَہَوَاتِہِمْ بِخِلَافِ الدُّنْیَا فَبِحَسْبِ مَا یَجِدُ النَّاسُ فِی الْاَغْلَبِ

بخلاف دنیا کے کہ وہاں وہی میوے مل سکتے ہیں جو لوگوں کو اکثر مل سکیں۔

تشریح

(۳۸) آج سب کو جمع کرکے فیصلے کا دن ہے | ہم نے تمہیں اور تم سے پہلے گذرے ہوئے سب لوگوں کو جمع کردیا ہے تاکہ سب کو اکٹھا کرکے آخری فیصلہ سنادیں اور نیک وبد کو الگ الگ کردیں۔ یہ وہی دن ہے جس کی خبر تمہیں دی جاتی رہی ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا، اس دنیا کا خاتمہ ہوجائے گا۔ جو لوگ مرچکے ہیں ان کو ہم دوبارہ زندہ کریں گے، سب کو اکٹھا کیا جائے گا اور ہر ایک کے اعمال کا اور کئے ہوئے کاموں کا پورا پورا صحیح صحیح فیصلہ ہوگا ——— آج یہ وہی دن ہے۔ آج پوری نوع انسانی اول سے لے کر آخر تک سب یہاں پر جمع ہیں۔

(۳۹) دنیا میں حق کو دبانے کی تم نے بڑی تدبیریں کی تھیں اب کوئی چال چل سکتے ہو تو چل لو | دنیا میں تو تم حق کے خلاف بڑی تدبیریں کرتے رہے مکاریاں اور چالبازیاں دکھاتے رہے اب یہاں کوئی چال کر میری پکڑ سے بچ سکتے ہو تو بچ کر دکھاؤ، دنیا میں تمہاری تدبیروں کے خلاف فوراً گرفت نہیں کی گئی، تمہیں ڈھیل دی گئی، کیوں کہ وہ دنیا دار الامتحان تھی، تمہیں پورا پورا موقع دیا گیا، تم سنبھلنا چاہتے تو سنبھل سکتے تھے وہاں تم حق وصداقت کے خلاف اپنے داؤ دکھاتے رہے، اب یہاں نتیجے کا دن آگیا کوئی تدبیر باقی ہو تو کرکے دیکھ لو۔

(۴۰) تباہی ہے اس دن کو جھٹلانے والوں کے لئے | تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جنھوں نے دنیا میں آخرت کو جھٹلایا تھا جو یہ سمجھ رہے تھے کہ فلاں فلاں ہمیں بچالیں گے، جن کی گستاخی اور دریدہ دہنی کا یہ عالم تھا کہ دوزخ کے انیس[۱۹] فرشتوں کی تعداد سُن کر کہہ رہے تھے کہ سترہ کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں ——— آج ان جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہی تباہی ہے کہ انھوں نے دنیا کے عیش وآرام کو سب کچھ سمجھا اور انجام کی فکر نہ کی۔

(۴۱) آخرت پر یقین رکھنے والوں کے لئے جنت کی راحتیں | ایک طرف وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے قیامت کا انکار کیا، آخرت کو جھٹلایا انھیں یقین نہ تھا کہ کبھی حساب کتاب کے لئے انھیں اللہ کے سامنے پیش ہونا پڑے گا۔ وہ میدانِ حشر میں مجرم کی حیثیت سے کھڑے ہوں گے، ان کے جرائم کی فہرست سامنے رکھی جائے گی۔ علی الاعلان ان کو ثابت کیا جائے گا۔ مکمل عدالتی کارروائی کے بعد جب ان کے خلاف فیصلہ ہوگا تو ان کو زبان کھولنے کا یارا نہ رہے گا اور آخرکار وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔

دوسری طرف وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے آخرت پر یقین رکھا۔ دنیا میں یہ سمجھتے ہوئے زندگی بسر کی کہ ہمیں اپنے ہر عمل کے لئے اپنے رب کے سامنے جواب دینا ہے۔ یہ متقی اور نیک لوگ جنھوں نے اچھے اخلاق وکردار کے ساتھ زندگی گزاری۔ اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ دنیا داروں کی نظر میں یہ معمولی درجے کے لوگ تھے مگر آج ان کا مقام یہ ہے کہ وہ میدانِ حشر میں عرشِ الٰہی کے سائے میں جگہ پائے ہوئے ہیں اور پھر ان کے لئے فیصلہ ہورہا ہے جنت کا۔ وہاں ان کے لئے جنت کے بہتے ہوئے چشمے ہوں گے۔

(۴۲) پرہیزگاروں کے لئے جنت کی نعمتیں | ان پرہیزگاروں کے لئے جنت کی طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ جو پھل وہ چاہیں ان کے لئے حاضر ہیں۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا

كُلُوا	وَاشْرَبُوا	هَنِيٓـًٔا	بِمَا كُنتُمْ	تَعْمَلُونَ	إِنَّا
تم کھاؤ	اور تم پیو	مزے سے	اس کے بدلے جو تم	کرتے تھے	بیشک ہم

(ہم فرمائیں گے) تم کھاؤ اور پیو مزے سے (بافراغت) اس کے بدلے جو تم کرتے تھے۔ بیشک ہم

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾

كَذَٰلِكَ	نَجْزِي	الْمُحْسِنِينَ	وَيْلٌ	يَوْمَئِذٍ	لِّلْمُكَذِّبِينَ
اسی طرح	جزا دیتے ہیں	نیکو کاروں کو	خرابی	اس دن	جھٹلانے والوں کے لئے

اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتے ہیں۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

(٤٣) وَيُقَالُ لَهُمْ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا حَالٌ اَىْ مُتَهَنِّئِينَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ مِنَ الطَّاعَاتِ

(٤٣) اور ان سے کہا جاوے گا کھاؤ اور پیو خوشگوار بسبب ان طاعتوں کے جو تم کرتے تھے۔

(٤٤) إِنَّا كَذَٰلِكَ كَمَا جَزَيْنَا الْمُتَّقِينَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

(٤٤) جیسے ہم نے پرہیزگاروں کو بدلہ دیا ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

(٤٥) وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○

(٤٥) خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو۔

تشریح

(٤٣) مزے سے کھاؤ پیو ان جنتیوں سے کہا جائے گا کہ مزے سے کھاؤ پیو، ان نیک اعمال کے بدلے میں جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو یعنی جنت کی یہ نعمتیں تمہارے ہی اچھے کاموں کا صلہ ہیں۔ تم نے وہاں اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتے ہوئے زندگی گزاری اللہ کو راضی کرنے والے کام کرتے رہنے، تمہیں اللہ کی خوشنودی کی فکر رہی اور اس کی ناراضگی سے بچتے رہے۔ آج اس نیک زندگی کا یہ بدلہ ہے اور یہ انعام ہے۔ جنت کی نعمتیں تمہارے لئے ہیں، مزے سے کھاؤ پیو۔

(٤٤) ہم اخلاص سے عمل کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو پورے خلوص کے ساتھ اللہ کے لئے اللہ کی رضا کے مطابق اچھے کام کرتا ہے ایسے محسنین اور نیک لوگوں کو ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ اللہ کے یہاں وہ عمل قابل قبول ہوتا ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق اس کے بتلائے ہوئے طریقے پر اور صرف اس کی رضا کے لئے کیا جائے ایسے عمل کا نام "احسان" اور ایسے عمل کرنے والوں کا نام "محسن" ہے۔ اللہ تو اپنے محسن بندوں کو اسی طرح انعام واکرام سے نوازیں گے۔ اور وہ لوگ جو یہ کہتے تھے کہ اگر مرنے کے بعد دوسری زندگی ہے بھی تو ہم وہاں بھی مزے کریں گے۔ اب ان کو جنت کی راحت و آرام میں دیکھ کر اور زیادہ شرمندہ ہوں گے۔

(٤٥) تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لئے جنھوں نے روز آخرت کو جھٹلایا تھا اور یہ سمجھ رہے تھے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں اور اگر ہے بھی تو ہم جس طرح یہاں مزے کر رہے ہیں وہاں بھی مزے کریں گے، وہ صاحب ایمان لوگوں کو تنگ خیال اور بے وقوف سمجھتے تھے۔ آج جب ان کو جنت کے عیش و آرام میں دیکھیں گے تو ادھر ملیں گے اور انھیں بڑی ذلت محسوس ہوگی۔ اس دن کے جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے

كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

كُلُوْا	وَتَمَتَّعُوْا	قَلِيْلًا	اِنَّكُمْ	مُّجْرِمُوْنَ
تم کھاؤ	اور تم فائدہ اٹھاؤ	تھوڑا	بیشک تم	مجرم (جمع)

تم کھاؤ اور فائدہ اٹھالو تھوڑا (کسی قدر) بیشک تم مجرم ہو

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

وَيْلٌ	يَّوْمَئِذٍ	لِّلْمُكَذِّبِيْنَ	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمُ
خرابی	اس دن	جھٹلانے والوں کے لئے	اور جب	کہا جائے	ان سے

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے اور جب ان سے کہا جائے

ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

ارْكَعُوْا	لَا يَرْكَعُوْنَ	وَيْلٌ	يَّوْمَئِذٍ
تم رکوع کرو	وہ رکوع نہیں کرتے	خرابی	اس دن

تم رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ	فَبِاَيِّ	حَدِيْثٍ
جھٹلانے والوں کے لئے	تو کون سی	بات

جھٹلانے والوں کے لئے تو اس کے بعد وہ کون سی

بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۲ ۱۰ ۲۲

بَعْدَهٗ	يُؤْمِنُوْنَ	
اس کے بعد	وہ ایمان لائیں گے	

بات پر ایمان لائیں گے۔

(۴۶) كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا خِطَابٌ لِّلْكُفَّارِ فِي الدُّنْيَا قَلِيْلًا مِّنَ الزَّمَانِ وَغَايَتُهٗ اِلَى

(۴۶) کافروں کو خطاب ہوگا کہ کھاؤ اور نفع اٹھاؤ دنیا میں تھوڑے زمانے تک جس کی انتہا موت ہے

السَّمٰوٰتِ وَفِیْ هٰذَا التَّهْدِیْدُ لَهُمْ اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ○ — بے شک تم مجرم ہو۔

(۴۷) وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ○ — (۴۷) خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو

(۴۸) وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا صَلُّوْا لَا یَرْكَعُوْنَ ○ لَا یُصَلُّوْنَ — (۴۸) اور جب ان سے کہا جاتا ہے نماز پڑھو تو نماز نہیں پڑھتے۔

(۴۹) وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ○ — (۴۹) خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کو

(۵۰) فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ اَیِ الْقُرْاٰنِ یُؤْمِنُوْنَ ○ — (۵۰) سو قرآن کے انکار کے بعد وہ کس بات پر ایمان لاویں گے۔ یعنی جب وہ قرآن کے منکر ہیں تو ممکن نہیں کسی دوسری آسمانی کتاب پر ایمان لاویں۔

اَیْ لَا یُمْكِنُ اِیْمَانُهُمْ بِغَیْرِهٖ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ تَعَالٰی بَعْدَ تَكْذِیْبِهِمْ بِهٖ لِاشْتِمَالِهٖ عَلَی الْاِعْجَازِ الَّذِیْ لَمْ یَشْتَمِلْ عَلَیْهِ غَیْرُهٗ — کیوں کہ جو اعجاز قرآن میں ہے وہ کسی کتاب میں نہیں۔

تشریح

(۴۶) سچائی کے انکار کرنے والو دنیا کے انسانو! کچھ دن عیش کر لو | یہ بات بالکل حق ہے کہ اس کائنات کا خالق اور پیدا کرنے والا اس کو چلانے والا بلا شرکت غیرے صرف اللہ ہے۔ وہی حاکم ہے وہی معبود ہے، وہی انسان کا مقصود اور اس کا محبوب ہے۔ یہ بات عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے۔

فطرت کے اس تقاضے کو کھول کھول کر بتانے اور سمجھانے کے لئے اللہ نے دنیا کے آغاز سے لے کر اپنے نبی اور رسول بھیجے، اپنی کتابیں نازل کیں۔ اللہ کے یہ پیغمبر اللہ کے بندوں کو ہدایت کا راستہ دکھاتے رہے ان کو گمراہی سے بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ پیغمبروں اور کتابوں کا یہ سلسلہ جاری رہا اور آخر میں اللہ تعالے نے جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری رسول مقرر کیا اور ان پر اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل کر کے رسالت کی تکمیل فرمادی۔

حضرت محمدؐ کی زندگی آئینے کی طرح سب کے سامنے تھی۔ آپؐ کی صداقت سب پر روشن تھی اور آج بھی ہے۔ قرآن مجید کا کتاب برحق ہونا سب پر واضح تھا اور آج بھی ہے۔ مگر پھر بھی ایسے لوگ تھے اور آج بھی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے جنھوں نے سورج سے زیادہ روشن اس سچائی کو نہیں مانا اور دنیا پرستی اور نفس کی خواہشات کے جال میں پھنسے رہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام انسانوں کو جو صداقت کے منکر ہیں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے سچائی کے نہ ماننے والو! حقیقت میں تم مجرم ہو دنیا کی اس چند روزہ زندگی میں کھا پی لو اور مزے اڑا لو۔ پھر جو کچھ تمہارا انجام ہونا ہے وہ تمہارے سامنے آہی جائے گا۔

(۴۷) تباہی ہے اس روز جھٹلانے والے کے لئے | جو لوگ دنیا کے عیش اور اس کی لذتوں پر فریفتہ تھے وہ دنیا کو پھولوں کا ہار سمجھ کر گلے لگا رہے تھے۔ انھیں یہ اندازہ نہ تھا کہ یہ دنیا پھولوں کا ہار نہیں کالا ناگ ہے۔ آخرت کے جھٹلانے والوں کے لئے اس روز تباہی ہے۔

(۴۸) اللہ کی نافرمانی کرنے والے | سچائی سے منہ موڑنے والے یہ لوگ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے احکام کے سامنے سر جھکادو اس کی فرماں برداری کرو، اس کی اطاعت کرو، اس کے بھیجے ہوئے رسول کی پیروی کرو، اور اس نے اپنی نازل کی ہوئی کتاب میں جو راستہ بتایا ہے اس راہ پر چلو، اسی کی عبادت کرو، سر تسلیم و نیاز اسی کے سامنے جھکاؤ۔ تو دنیا میں وہ اس سے انکار کرتے ہیں اور جب میدانِ حشر میں اللہ کے سامنے ہوں گے تو اس دن پچھتائیں گے۔

(۴۹) تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لئے | جنھوں نے احکام الٰہی کو ماننے سے انکار کیا اس کے آگے سر نہ جھکایا وہ پچھتائیں گے کہ وہاں سر جھکاتے تو آج یہاں سربلند ہوتے۔ جھٹلانے والوں کے لئے اس روز تباہی کے سوا کیا ہے

(۵۰) جو قرآن سے بھی ہدایت نہ پائے پھر کہاں سے ہدایت پائے گا | اب اس قرآن کے بعد اور کون سا ایسا کلام ہوسکتا ہے جس پر یہ ایمان لائیں۔ جو اس کتاب سے بھی ہدایت نہ پاسکے اسے پھر کوئی دوسری چیز ہدایت نہیں دے سکتی۔ قرآن سے بڑھ کر کامل اور مؤثر بیان اور کون سا ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب جو حق اور باطل کا فرق سمجھاتی ہے اور ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے، اگر اس کے ذریعہ بھی کوئی شخص ایمان نہیں لاتا تو اس کے بعد کیا چیز ایسی ہوسکتی ہے جو اس کو راہِ راست پر لاسکے۔

اللہ کا یہ کلام جس کی قوتِ تاثیر کا یہ عالم ہے کہ پہاڑ پر بھی نازل ہو تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے۔ اگر جھٹلانے والوں کے دلوں پر اس کلام کا بھی اثر نہیں ہوتا تو پھر وہ اور کون سی کتاب کے منتظر ہیں جو آسمان سے نازل ہوگی۔ ان پتھر دلوں پر جب قرآن کا اثر نہیں ہے تو پھر کسی بھی کلام کا اثر ان پر نہیں ہوسکتا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

AF-1538